تاریخ طبع از نتیجۂ فکر رسای آسمان پیمای سخنورِ عدیم المثال مؤرخ کامل جناب
منشی بھگوان دیال صاحب عاقلِ ایجنٹ مطبع

طرفہ دلبر طلسم ہوشربا

روح پرور طلسم ہوشربا

زد رقم سالِ ہجریش عاقل

این چہ بہتر طلسم ہوشربا

سنہ ۱۳۲۹ ہجری

۱- قصہ سوداگر بچہ - ۲- قصہ ماہی گیر - ۳- قصہ حجہ - ۴- قصہ منصور - ۵- قصہ شاہ روم -

قصہ سوداگر بچہ -

قصہ ماہی گیر -

قصہ حجہ -

قصہ منصور -

سنگاسن بتیسی - منظوم منشی رنگین لال -

گلزار ابراہیم - ابراہیم ادہم کا سچا فسانہ مولفہ حسن -

چشمہ شیرین - فرہاد شیرین کا قصہ -

ایجاد رنگین - مختصر مختصر حکایات مصنفہ سعادت یار خان رنگین دہلوی

مجموعہ - چوہے نامہ - دلی نامہ - وافیون نامہ -

جوگن نامہ - مصنفہ میان نظیر اکبر آبادی -

قصہ مقتول جفا - معروف باسم تاریخی فسانہ غم مولفہ حافظ محمد امیر الدین -

پدماوت بھاگھا محشی با حل معانی از ملک محمد جائسی -

ایضاً - بھاگھا سے اردو مین شعر بشعر نظم فرمایا مولوی قاسم علی بریلوی -

ایضاً - از عبرت و عشرت -

مجموعہ قصہ - قاضی جونپور - قصہ بندر و قصہ حفاظت شیطان و قصہ چار لڑکونکا - دل لگی کا قصہ عقل و حرص کا مقابلہ مولفہ مولوی الطاف -

مثنوی گلزار نسیم - قصہ از بکاولی منظوم از دیا شنکر نسیم لکھنوی -

فسانہ عجائب - مولفہ منشی بھولا ناتھ فراغ تخلص -

نل دمن - راجہ نل اور دمن کا فسانہ منظوم -

ہدیہ انظار - از مولوی ممتاز علی سندیلوی -

مثنوی میر حسن -

یوسف زلیخا - اردو منظوم تصنیف نگار -

شیرین خسرو - بالتصویر مصنفہ منشی گوبند پرشاد فضا -

بنجارہ نامہ - مصنفہ میان نظیر اکبر آبادی -

لیلی مجنون - تصنیف میر تقی ہوس -

بہار دانش - منظوم تصنیف طپش -

مجموعہ قصہ سپاہی زادہ - بالتصویر بارہ قصہ -

۱- قصہ سپاہی زادہ - ۲- قصہ چار یار نگین -

۳- قصہ محمود شاہ - ۴- قصہ سوداگر بچہ -

۵- عاشق کا جنازہ - ۶- تماشہ زمانہ -

۷- ہنس نامہ - ۸- تندرستی نامہ - ۹- دیکھ بھال نامہ

۱۰- دولت نامہ - ۱۱- بھوجیل نامہ - ۱۲- نگین نامہ

بحر دانش - یعنی قصہ سوداگر بچہ -

شاہنامہ اردو - منظوم تصنیف منشی مول چند -

طلسم شایان - یعنی داستان امیر حمزہ منظوم مصنفہ منشی طوطارام شایان -

قصہ شاہ روم -

ایضاً -

نالہ منظور منظوم - مولفہ سید منظور احمد -

مثنوی ابر کرم -

مجموعہ قاصد نامہ و قصہ شاہ روم - وغیرہ گیارہ قصہ -

۱- قصہ شاہ روم - ۲- قاصد نامہ - ۳- ہنس نامہ -

۴- رنگین نامہ - ۵- آٹا دال نامہ - ۶- گرہ بند نظیر -

۷- پیسے نامہ - ۸- کوڑی نامہ - ۹- بنجارہ نامہ -

۱۰- جوگن نامہ - ۱۱- روٹی نامہ -

بکٹ کہانی - تصنیف مولوی الٰہی بخش لطیف -

بارہ ماسہ -

سراپای تصویر غم - نظم و نثر مین سراپا کا مجموعہ

اگر تمنے یہ کام کیا تو خداوند تمکو شیر قدرت قرار دیگا غنچۂ آتشبار نے آواز دی پھول تو ہون ہی شعلۂ آتش
نکلے تھوڑے ہی عرصے مین ساٹھ ہزار جادوگر مع کل سامان لشکر حاضر ہوے غنچۂ آتشبار اُسی وقت ان
سب ساحرون کو ساتھ لیکر تخت سحر پر خود سوار ہوا طرف کوہ عقیق کے روانہ ہوگیا یہان خواجہ جب
لڑائی فتح کرکے پلٹے بڑی خوشی حاصل ہوئی شعلہ خوار نے اپنے کو ظاہر کیا بیرون بارگاہ ہزارہا شعلہ
چمکٹ ہاہی خواجہ نے کہا سب کو اندر بارگاہ کے بلالو سب اپنے کو ظاہر کرین ملکہ مہرخ وغیرہ سب مشتاق
ہین سب شعلۂ آتش اندر بارگاہ کے آئے شعلۂ خوار نے ایک چیخ ماری سب ظاہر ہوے ملکہ مہرخ وغیرہ
نے دیکھا وہ ہزار کالے کالے لڑکے لنگوٹیان باندھے ہوے چٹیان سرون پر سب کے منھ سے دھوئین
نکلتے ہوے ملکہ مہرخ کو سب نے سلام کیا سب سردار کانپ گئے مہرخ نے کہا خواجہ انکو رخصت کیجیے
شعلۂ خوار نے کہا ایک پیلہ شراب کا سب کو مرحمت ہو ملکہ مہرخ نے دو دو لوا دیے یہ شیطان بچون نے
بیرون بارگاہ خوب شراب پی بعد تھوڑی دیر کے خواجہ سے عرض کی غلام اب رخصت ہوتے ہین
جسوقت ضرورت ہو ہمکو طلب فرمائیے گا آج جنگ مین اگر افراسیاب آتا تو اُسکی بھی یہی حالت کرتے اُسکو
بھی بجز بھاگنے کے کچھ نہ بن پڑتا جسوقت طلب فرمائیے گا یہ سب حاضر ہونگے آج آپکے بادشاہ کو دیکھکر
بہت خوش ہوے یہ کہکر شیطان بچے رخصت ہوکر روانہ ہوے کہ انکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا کہ دیکھیے
افراسیاب انکے ساتھ کیا کرتا ہے اس داستان کو اسی مقام پر چھوڑا جاتا ہی انشاء اللہ جلد دوم مین ان
شیطان بچون کی داستان بہ کیفیت تمام تحریر کرونگا یہ جلد اس مقام پر ختم کی جاتی ہی انشاء اللہ
جلد ثانی مین حال کیفیت تمام ناظرین پر بخوبی واضح ہوگا اور طلسم ہفت پیکر کے بھی ناظرین والا
مقام مشتاق رہین جب وقت اُسکی تحریر کا آئیگا تو پڑھنے والا لطف اُٹھائیگا۔ والسلام فقط

خاتمۃ الطبع۔ الحمد للہ والمنۃ کہ داستان فرحت افزا جلد اول بقیۂ طلسم ہوش ربا مصنفہ جناب مولوی
منشی احمد حسین صاحب قمر جو اس سے پہلے چند مرتبہ مطبع منشی نولکشور موسوم بہ اودھ اخبار واقع لکھنؤ مین
چھپی اور اب مطبع منشی نولکشور واقع کانپور مین بعلو ہمتی ذی المجد المحاسن معلی القاب عالیجناب منشی پراگ نراین صاحب
رائے بہادر مالک مطبع دام اقبالہ باہتمام منشی بھگوان دیال صاحب الجینٹ بماہ مارچ ۱۹۱۱ء بار اوّل طبع ہوئی۔

چہرہ گرد آلودہ رنگ اڑا ہوا متغیر متردد و متحیر مصور و صورت نگار کا عجب نقشہ ہے زن و شوہر کے سر سے
خون ٹپک رہا ہے میان مصور آہ آہ کر رہے ہین صورت نگار کہتی ہے خداوند مجھکو غارت کرین نگوڑا
جب گرا میرے ہی اوپر گرا میری ہڈیان ٹوٹ گئین مصور ہاتھ باندھکر کہتا ہے بی بی کیا مین آپسے گرا
کوئی مجھکو گرا دیتا تھا کمبخت نے پہلے تمکو ڈھکیلا پھر مجھکو دھکا مار دیا مین مجبور و ناچار تھا مجھکو معاف
کرو صورت نگار نے ایک طمانچہ مارا افراسیاب یہ کہکر اٹھا کہ قدرت کی بہو یہ کیا کرتی ہو ایسے غریب
شوہر کے ساتھ یہ بدعت یہ کہکر مصور کو الگ کیا صورت نگار کا ہاتھ پکڑ لیا حیرت سے پوچھا
صاحب یہ کیا معرکہ گذرا حیرت چیخین مار مار کر رونے لگی کہا اے شہنشاہ کیا بیان کرون آج مجھپر
وہ مصیبت گذری کہ جسکا حد و پایان نہین یہ کہکر حیرت نے سب حال بیان کیا میسان کا مارا جانا
ہاتھ سے باغبان کے پھر شعلہ ہاے آتش کا چمکنا شاہین کا مارے جانا اپنا تخت سے گرنا مسلمانو نکا
بیتاب ہونا تمام خرابیان حیرت نے بیان کین اور یہ بھی کہا کہ جب مین نے سحر کا قصد کیا کوئی گرا دیتا
تھا شعلے بھڑک رہے تھے مین نہ سمجھی کہ کیا شعبدہ تھا اب دیکھین تقدیر کیا دکھلائے اسقدر حیرت
نے بیقرار ہوکر یہ معاملہ بیان کیا کہ افراسیاب یہ حال مصیبت مآل دیکھکر دنگ ہوگیا فوراً
کتاب سامری اٹھائی عرصۂ دراز تک کتاب کو دیکھا کیا زانو پر ہاتھ مار اٹھکر کھڑا ہوگیا
پھر بیٹھا کہا اے حیرت مین بادشاہ طلسم ہوشربا ہون کوئی شے دنیا کی ایسی نہین کہ جسکو مین نہین
جانتا بڑا خلل پڑا یہ فوج شیطان بچے کی تھی اب مین قبر سامری پر خود جاؤنگا فوج شیاطین جمع کر
شیطان بچے اور فوج شیطان بچے کو پکڑ لونگا یہ کہا افراسیاب اٹھا کہا صاحب تم مقابلے مین
مسلمانون کے جاؤ مین جاتا ہون تسخیر کرکے فوج شیاطین کو لاتا ہون اگر شعلہ خوار کو نہ گرفتار کرونگا
تو بڑی خرابیان درپیش ہونگی مابدولت سب علوم سے آگاہ ہین یہ کہکر افراسیاب نے چاہا کہ روانہ ہون
اسوقت نامہ کوہ عقیق گلزار سلیمانی سے آیا کا یہ مضمون تھا کہ کسی ساحر زبردست کو جلد بھیج افراسیاب
نے جھلا کر طرف باغ کے دیکھا غنچہ چیخا ایک شعلہ بھڑکا سامنے دیکھا ایک ساحر سامنے افراسیاب
کے آیا جھک کر سلام کیا کہا غلام کو کیون طلب فرمایا افراسیاب نے کہا اے غنچۂ آتشبار
کوہ عقیق پر جاؤ مگر خبردار غرور نہ کرنا صیہا جادوگر اسی غرور مین مارا گیا غنچۂ آتشبار نے کہا اے
شہنشاہ غلام جاتے ہی سب کو گرفتار کریگا قدرت کو بالاے قیطول پہنچا دونگا افراسیاب نے کہا اے غنچۂ آتشبار

مروڑ دیا کہاری جاتی نہین ورنہ پارہ کرکیجاونگا درہ کوہ مین لیجا کر ڈالدونگا پڑے پڑے سڑ جایئے گی یہ صدا سنکر حیرت پیچھے ہٹی پیچھے ہٹتی ہی خیر و عافیت سے خیمے آئی بڑھی وہی مصیبت ہے جھوکی بدار و لباس پارہ پارہ کنیزین عرض کرتی ہین دارہی فوج مسلمانان کا یہ کنیزین بہار سحر کرتی ہوئی آتی ہین انکو بڑھکر روکیئے ایک سحر ایسا کیجیے کہ انکا گلدستہ جلے حیرت نے کہا مین خاک سحر کرون جب سحر کرنے کا ارادہ کرتی ہون کوئی نہ کوئی ڈھکیل دیتا ہے تمام لباس پارہ پارہ ہوگیا جھولی پاس نہ رہی کاہے سے سحر کرون آخر کو حیرت بھاگی یہ جنگ شیطان بچون کی بہت طولانی تھی حقیر نے اسکو کم کرکے لکھا کہ ناظرین ملول ہون حیرت و مصور و صورت نگار پر یہی آفت رہی کہ وہ میان بی بی تلے اوپر گرتے ہین حیرت صدہا مرتبہ زمین مین گری یاقوت کو کسی نے زمرد پر پھینک مارا مگر کوئی گرانے والا معلوم نہین ہوتا جب ملازمان حیرت گیند دھڑ کا ہونے لگے اور صدہا کے سر پھٹے ہاتھ ٹوٹے سب سرداران اہل اسلام سحر کر رہے ہین ملازمان حیرت سحر نہین کر سکتے سحر کرنے چلے اور منھ کے بھل گرے شعلۂ آتش نے جلا دیا یا ٹانگین پکڑ کے چیر ڈالا کیسے کیسے سحر حیرت نے کیے مگر کچھ نہ ہوسکا آخر کار شکست فاش ہوئی بھاگنے کی تلاش ہوتی طبل امان بجوا کر یلغی سرداران اسلام تو رک گئے مگر شعلے بھڑکتے ہوئے چلے آتے ہین بارگاہون کو شعلہ ہاے آتش نے جلا دیا اسباب لٹنے لگا حیرت حیران ہو کہ سرداران اسلام تو رک گئے لیکن یہ شعلۂ آتش نہین رکتے آخر حیرت پڑاؤ پر سے بھی بھاگی دیکھا بارگاہین جل رہی ہین خزانہ لٹ گیا اسباب بھی جابجا کا لٹا حیرت نے پلٹ کے دیکھا شعلۂ آتش ساتھ چلے آتے ہین آخر حیرت جادو گھبرا کر چیخ اٹھی کہ اے ہمارے مددگار مر گئے کوئی معین و مددگار باقی نہین رہا ایک تیلۂ فولادی پیدا ہوا انسنے حیرت کی کمر مین پنجہ دیا لے اڑا دو تیلے فولادی مصور و صورت نگار کو اٹھا لیگئے انکا لشکر سے نکلنا تمام لشکر سر پر پانون رکھکے بھاگا کوئی درہ کوہ مین جا کر چھپا کوئی شخص دامن صحرا کو مشکل دامن مادر جانکر چلا گیا کوئی آبرو کے خوف سے دریا مین گرا کسی کو پناہ پانی مشکل ہوئی چاہتا تھا بچون کنوین مین گر کر جان دی ہزارون یون مرے یہان افراسیاب جادو اپنے مقام پر باغ سیب مین بیٹھا ہے صحبت راگ و رنگ آراستہ ہے گانا ہو رہا ہے کہ تیلہ فولادی حیرت کو لیے ہوے بعد بچاد و تیلے مصور و صورت نگار کو لائے افراسیاب نے دیکھا حیرت کا لباس پھٹا ہوا

رعد و برق تڑپ تڑپ کر گرنے لگے برق لامع بھی اڑی ترچھی گر رہی ہے ساحران حیرت جب دیکھتے ہین کہ کسی سردار نے ہمپر گولہ اٹھایا اُسنے جھولی سے ترنج نکالا چاہا پھینک مارین کہ ایک شعلۂ خرد پیدا ہوا ہاتھ پر تھپکی ماری اُسکے ہاتھ سے ترنج گرا ملازم مہرخ نے گولہ مارا اُس ساحر کا سر پھٹ گیا دھوان جو لخلخہ لخلخہ ہوا ملکہ بہار نے حیرت سے کہا بوا کہان جاتی ہو حیرت نے چاہا کہ سحر کرین ایک شعلۂ آتش نے حیرت کو گرا دیا کنیزون نے آکر سنبھالا اب کئی کنیزین صف باندھ کر کھڑی ہوئین بہار نے گلدستہ مارا وہ گلدستہ پھٹا پھول برسنے لگے ہوا سے سرو جلی درختون نے اُن سب پر سایہ ڈالا یا بلبلا کے پکار اٹھین اے ملکۂ عالم ہماری جان پر بنی ہوئی ہے ہم تو آپکے عاشق ہین ہمکو اپنی خدمت مین قبول کیجیے نظم

پاس رسوائی جانان دل ناشاد رہے
بے صدا مثل اثر نالۂ فریاد رہے

وان بھی ہر لحظہ جو بیداد مین ایجاد رہے
یان بھی ہر دم نئے انداز کی فریاد رہے

اے قضا تا بہ کجا طاقت فریاد رہے
ہم رہین دہر مین اب یا دل ناشاد رہے

راز دل منھ سے نکلجائے جو بیتابی مین
اپنے دامن مین چھپائے ہوے فریاد رہے

چند اشکون کا جو محتاج بس مرگ بھی ہو
انسے بیکس کی نہ کیون لاش بھی برباد رہے

ساتھ اسکے رہے یہ جان حزین مثل خیال
ننگی شمشیر لیے ہاتھ مین جلاد رہے

خون آنکھون سے ابلجائے جو فصل گل مین
پھر نہ اے جوش جنون حاجت فصاد رہے

مرکے جاگ اٹھین صدا صور کی ہو نالیمین
دامن حشر دلا دامن فریاد رہے

دی وہ تصویر مصور نے جسے کھینچا تھا
آپ ہر رنگ مین جلاد کے جلاد رہے

عالم فکر و مسرت مین سدا مثل ہوا
قید کے قید ہم آزاد کے آزاد رہے

دل کو بیتاب کو گر برق فنا چاک کرے
ذرے ذرے مین چمک نکلے تری یاد رہے

منتین کرنے لگے شام سے جانے ہی نہ تر
واہ کیا خوب گلے لگکے تمھین یاد رہے

ہزارہا کنیزین غزلین گاتی پھرتی ہین کوئی سر ٹکراتی ہر کوئی غل مچاتی ہر اسیطرح ہزارون جادوگر بھی ہین حیرت عجب آفت مین ہر کہ جب سحر کرنے بڑھتی ہر ایک شعلہ ڈھکیلو تیا ہی حیرت جھاڑ پونچھ کر پھر اٹھتی ہر ایک شعلۂ آتش قریب آیا جھولی سلگنے سے حیرت نے اتار کر پھینکدی اور کان حیرت کا

بہار نے دیکھا کہ ہزارہا لڑکے ننگے لشکر شاہین بلند پرواز مین دوڑے دوڑے پھر
رہے ہین کسی کو طمانچہ ماردیا اُسکا سر اڑگیا کسی کو پکڑکے چیر ڈالا کسی کے سامنے جاکے مُنہ کھول
دیا شعلہ آتش نے ساحر کو جلادیا حیرت نے جو تخت پر سے دیکھا کہ گرد مسلمانون کے شعلہ ہاے آتش پھر
رہے ہین کسی ساحر کو قریب نہین آنے دیتے حیران ہوگئی کہ یہ کیا معرکہ ہے آخر کو بھڑک کے
نعرہ کیا منم حیرت جادو واے مسلمانون کہان جاتے ہو مین آپہونچی اب میرے ہاتھ سے نہ بچوگے
حیرت جادو نے چاہا تخت بڑھاؤن ایک شعلہ کلان بھڑک کر زیر تخت آیا اُسنے تخت حیرت کا الٹ
دیا ملازم دوڑ پڑے کنیزون نے ملکہ حیرت کو سنبھالا ملکہ حیرت حیران کہ یہ کیا معرکہ تھا کچھ ذہن
مین نہ آیا کہ یہ شعلۂ آتش کون چمکاتا ہے کنیزون نے پھر تخت کو درست کیا ملکہ حیرت پھر تخت پر سوار
ہوئی ہین اپنے نام کا نعرہ کیا جیسے ہی تخت پر سوار ہوئین ایک شعلے نے پھر تخت کو گرادیا کئی مرتبہ ملکہ
حیرت نے قصد کیا کہ تخت پر سوار ہون جب تخت پر سوار ہوئین ایک شعلے نے تخت کو الٹ دیا آخر تخت ٹکڑے
ٹکڑے ہوگیا حیرت ناچار ہوکر پیدل چلی ہر جادوگر کے سر پر ایک شعلہ چمکا اُسکو جلادیا ایک شعلے نے دو
دو ہزار جادوگرون کو مارا شعلۂ کلان افسرون پر جا گرتا ہے مصور کو ایک شعلے نے آکر ڈھکیل
دیا اوسے صورت نگار کو گرادیا دونون زن و شوہر لپٹے ہوے پڑے ہین اٹھتے ہین تو اُٹھ نہین سکتے جب اٹھتے
ہین شعلۂ آتش پھر گرادیتا ہے مصور و صورت نگار لڑکھڑا کر پھر گر پڑتے ہین مانی و بہزاد بھی تلے اوپر
گر رہے ہین ہزارہا سردار نامی و گرامی زمین پر پڑے لوٹ رہے ہین شعلۂ آتش سب کے سرون پر چمک رہے
ہین ایک طرف سے نعرۂ خواجہ عمرو کی صدا بلند ہے لوٹتے پھرتے ہین زندون کی کمر ٹٹول رہے ہین
مُردون کے لباس اُتار لیے ایک شعلہ کلان طرف شاہین کے چلا ایک آواز ہیبت ناک آئی کہ او
شاہین کہان جاتی ہے شاہین نے پلٹ کر دیکھا ایک شعلہ کلان میری جانب آتا ہے چاہا کہ بھاگون
اپنی جان بچاؤن ایک شعلۂ خرد نے شاہین کو ڈھکیل دیا اوپر سے ایک کنیز کو گرادیا شاہین اُٹھ
نہین سکتی جب اُٹھتی ہے لڑکھڑا کر گر پڑتی ہے شعلہ کلان قریب پہونچا شاہین کی دونون ٹانگین
پکڑ کے چیر کے پھینکدیا شاہین کے مرتے ہی اندھیرا ہوگیا ابر لختہ لختہ ہوا ٹوٹ کر زمین پر گرا گھونگرو کے
گھنگے تھے کہ زمین پر اڑتے پھرتے ہین مرنے سے شاہین کے سب سردار بینا ہوے سب کا ازحد غصہ تھا
بہار کا گلدستہ چلا مخمور نے دانہ یاقوت احمر کا مارا ہلال چمک چمک کر گرنے لگی سرخ ہوگئے کاکل کشانے بال کھولدیے

سمجھ لونگی مین کیا کسی سے پایہ کمی کار کھتی ہون کوکب کی کیا حقیقت ہے بران کو بھی
قتل کرونگی سب تیرے دیکھے بھالے ہین یہ کہتی ہوئی شاہین بڑھی ملکہ حیرت نے بھی لشکر کو
بڑھایا اب سب اسی فکر مین ہین کہ مسلمانون کو چلکر لوٹ لین اور شاہین بلند پرواز اس
فکر مین ہے کہ بہار و مخمور کو جا کر گرفتار کرلون نیسان نے گولا مارا قصر دود مین دروازہ
پیدا ہوا نیسان نے چاہا کہ اندر قصر دود کے قدم رکھون کہ آسمان سے نعرہ ہوا باش او نیسان کہان
جاتی ہے خبردار آگے نہ بڑھنا منم باغبان خواجہ تو تخت سے کود کر الگ ہوئے باغبان گلچین
سینہ سپر کرکے لڑنے لگے نیسان نے آگ برپا دی چاہا باغبان کو مبتلائے سحر کرون باغبان نے
گیند پھولون کا مارا کہ نیسان کا سر اڑ گیا اسکے ساتھ والون نے چاہا ملازمان جھرخ کو قتل
کرین گلچین بڑھی تڑپ تڑپ کے گرنے لگی کئی ہزار جادوگرون کو مارا شاہین بلند پرواز نے
جو یہ معرکہ دیکھا کل لشکر چڑھا بڑی حیرت جادو نے بھی اپنے لشکر کو چڑھایا جمیل جادو جو پرے
تخت حیرت کے کھڑی تھی حیرت نے اس سے کہا جا کر بہار کا سر کاٹ لے باغبان و گلچین لشکر
مین کھڑے ہوئے لڑ رہے ہین کہ جمیل جادو تڑپ کر قریب بہار کے آئی چاہا کمر مین پنجہ دیکر
لے اڑون باغبان نے جو دور سے دیکھا گھبرا گیا کئی گولے پھینکے لیکن تا بہ جمیل جادو نہ پہونچے
لاکھون جادوگر باغبان کو گھیرے ہوئے ہین نکلنا مشکل ہو گیا چلا کر آواز دی اے گلچین
بہار کا خاتمہ ہوتا ہے اگر بہار نہین تو باغبان و گلچین کو پھر کون پوچھیگا گلچین نے چاہا مجمع
سے نکلون جادوگرون نے نکلنے نہ دیا باغبان و گلچین کو بڑی کد یہ ہے کہ کوئی ملازم جھرخ قتل نہو
لاکھون مین جا کر گھر گئے جیسے ہی جمیل نے ملکہ بہار کی کمر مین پنجہ دیا اور قصد کیا کہ لے اڑون کہ
پہلو سے آواز آئی منم شعلہ خوار آتش خوار جمیل کیون قضا آئی ہے جمیل گھبرا گئی پلٹ کے دیکھا
ایک شعلہ بھڑکتا ہوا آتا ہے اسنے ملکہ بہار کو چھوڑ دیا جھپٹ کر ایک گولہ مارا شعلہ کے اندر سے ایک
ہاتھ کالا کالا پیدا ہوا گولے پر تھپکی ماردی گولہ پھٹکار زمین پر آیا کئی ملازم شاہین بلند پرواز کے
جلے جمیل حیران ہے کہ یہ کیا سحر تھا نہ کوئی سحر تھا نہ کوئی شعبدہ تھا یہ کیا بات تھی پھر طرف بہار
کے پلٹی کہ شعلہ قریب آیا جمیل کا ہاتھ اسنے پکڑ کے ایک طمانچہ مارا کہ جمیل کا سر اڑ گیا جمیل مر کر
زمین پہ گر پڑی وہی شعلہ گرد بہار کے آگے پھر اسنے سر پہ ہاتھ بھی پھیر دیا بہار کی آنکھین [illegible]

اُسکا تاج اُتار کر آپ کو دیدونگا حیرت کا دوپٹہ اُتار لونگا بی یاقوت و زمرد پر طمانچہ پڑینگے ایک تو غزل اور سُنا دیجیے عمرو نے کہا وہان جنگ نہ آغاز ہو جائے شعلہ خوار قدمون سے لپٹ گیا خواجہ نے خاطر سے شعلہ خوار کے چند شعر عاشقانہ اس زور و شور سے گائے کہ سب شیطان چیخین مار مار کر رونے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ حقیقت مین خواجہ علم موسیقی کے آپ بادشاہ ہین آسمان عیاری کے ماہ ہین آپکے گانے نے ہم سب کو بیقرار کر دیا کبھی ایسا گانا نہ سُنا تھا دو ہزار شیطان بچے اچھل رہے ہین کود رہے ہین کوئی خواجہ عمرو کے ہاتھ چومتا ہے کوئی قدمون کو بوسہ دیتا ہے خواجہ نے کہا ای شعلہ خوار اب جلد چلو ایسا نہو شاہین جا پڑے تو مجھکو بڑی شرمندگی ہوگی شعلہ خوار نے کہا آپ چلیے مین حاضر ہوا خواجہ و باغبان گلچین تخت پر سوار ہوئے چلے کوہ سے چند قدم ہٹے تھے صدائین ہیبت ناک کان مین آنے لگین ہزارہا شعلہ پہاڑ سے چمکا خواجہ دیکھتے ہوے بڑہو گئے باغبان سے کہا تخت کو جلدی بڑھاؤ ای باغبان مجھے شگون کا اعتبار نہین آتا باغبان نے کہا اگر یہ مع فوج آپڑا لشکر حیرت مین تہلکہ پڑ جائیگا حیرت کو بھاگتے راستہ نہ ملیگا باتین کرتے ہوے خواجہ گلچین و باغبان چلے باغبان بڑے زور و شور سے تخت اڑائے ہوے لیے جاتا ہے یہان نیسان بارہ ہزار جادوگرون کو لیکر اُس مقام پر آئی کہ جہان دھوئین نے تمام لشکر مہرخ کو گھیرا ہے اندر سے آہ آہ کی صدا آرہی ہے شاہین بلند پرواز تین لاکھ جادوگرون کا لشکر لیے ہوے کھڑی ہے اس امید پر کہ نیسان جا کر دروازہ پیدا کرے سرداران مسلمانان قتل ہونے لگین تو مین بھی جا پڑون سرداران نامی کو گرفتار کرلاؤن ملکہ حیرت تخت پر سوار خوب بناؤ کیے ہوے مع لشکر تماشا دیکھ رہی ہے کہ نیسان جادو نے بڑھ کر گولہ مارا قصر دود مین در پیدا ہوا شاہین بلند پرواز بھی لشکر لیکر بڑھی منظور یہ تھا کہ ملکہ بہار و مخمور کو پکڑ لاؤن سامنے حیرت کے لاکے قتل کرون حیرت بھی بلبلا رہی ہے ہر ہر مرتبہ پکارتی ہے ای شاہین بلند پرواز جلدی کرو ایسا نہو کوئی اُنکا مددگار آجائے بعد اُنکے خاتمے کے صاحبان طلسم نور افشان سے مقابلہ پڑیگا کوکب بھی آکے لڑیگا بران نے بڑے بڑے کمال کیے دریاے خون روان کیا پریزادان کو لوٹا آخر کو عشاق سبزہ رنگ نے سحر سے مارا پھر وہ بھی مارا گیا بی بی بران اچھی ہوئین ابھی تھوڑے دن ہوے سُنتا ہے عنقریب مین آگے گنبد قہر سامری گرایا ساربان زادے نے اُسکو بھی فتح کیا شاہین بلند پرواز نے کہا حضور نے سنا ہے

بیمار محبت ہون بچونگا نہ دوا سے
چارہ نہین اب مجھکو کسی طرح قضا سے

الجھی سحر وصل جو اُس زلف رسا سے
کیا کیا ہوا دست و گریبان مین صبا سے

چلمن جو اٹھائی بھی تو کس شرم و حیا سے
دکھلا دیا جلوہ مجھے سو ناز و ادا سے

لاتا ہی بلا را ہر دن پر یہ دورا ہا
اُلجھے دل دشمن بھی نہ گیسوے دوتا سے

بگڑے ہوے تیور ہین خدا خیر کرے آج
بیوجہ مجھے وہ نظر آتے ہین خفا سے

وصلت کا ہمین شکر نہ فرقت کی شکایت
تابع ہین ترے کام ہی تسلیم و رضا سے

جیتے فلک اور بعد فنا ارض نے پیسا
دو دن بھی تو مہلت نہ ملی ارض و سما سے

اللہ ری یہ گمرہی فرط محبت
بگڑا جو وہ بت مجھسے تو بگڑا مین خدا سے

تو گرم عنان شوق سے ہوا ہی بت طناز
پامال ہون عشاق کے دل تیری بلا سے

اُس شعلہ رخ کی آنکھون پہ شرر کیون نہ ہون عاشق
مشتاق چلے آتے ہین آہو بھی خطا سے

جب حشر مین محبوب نے دکھلایا ہی جلوہ
کیا رشک نظام آیا ہی محشر مین خدا سے

سب شیطان بچے چپ بیٹھے ہین گانے پر خواجہ کے جھوم رہے ہین بعضے چیختے ہین غل مچاتے ہین بعضے خوش ہو کر ناچنے لگتے ہین شعلے بدن سے نکل رہے ہین بعض بلند ہوے بڑے بڑے شعلے ہو گئے پھر لڑکے ہوے زمین پر آئے وجد کرتے ہین تالیان بجاتے ہین کبھی خود بھی کچھ گاتے ہین آوازین منمنین ناک سے دھوان کان سے شعلے نکل رہے ہین جب منھ کھول دیتے ہین تمام جسم شعلۂ آتش بنجاتا ہے وہ شیطان بچہ جو واسطے خبر کے گیا تھا دوڑا ہوا آیا خواجہ کے گرد پھرا کہا آپ ہمارے افسر کے مالک ہین قدمبوسی ضرور رہی جو خواب آپ نے بیان کیا وہ سب حقیقت مین سچ ہی شاہین ایک ساحرہ آئی ہی تین شبانہ روز گذرے کہ سب اہل اسلام دھوئین مین گرفتار ہین شور فریاد بلند ہر کس و ناکس درد مند تمام لشکر نابینا ہو گیا ایک ساحرہ نیسان نامے بارہ ہزار جادو گرون کو لیکر چلی ہی کہ سب کو جا کر قتل کرے یہ سنکر خواجہ کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے شعلہ خوار نے کہا استاد آپ کیون گھبراتے ہین شاہین کو چیر پھاڑ کر پھینک دونگا یہ غلام آپ کے دو ہزار ہین دس لاکھ پر غالب آئینگے ایک جا کر تخت حیرت اُلٹ دیگا ہمکو کوئی نہ دیکھیگا ہم سب کو دیکھ دیکھکر لڑینگے حیرت کو ایسا پریشان کرینگے کہ وہ سب سحر کرنا بھول جائے اے خواجہ عمرو اگر افراسیاب آ گیا

خواجہ حیران ہوئے کہ کون گا رہا ہی باغبان سنتے ہو خاص کوئی میری نقل کر رہا ہی آپ سب
تعریفین کر رہے ہین ساز کس لطف سے گھلا ملا بج رہا ہی باغبان نے کہا پہاڑ بہت بلند ہی ہر طرف
شعلہ چمک رہا ہی باغبان نے تخت بلند کیا بر سر کوہ آکر پہونچے دیکھا خواجہ نے ہمارا دوست صادق دلی
عجب واثق شعلہ خوار آتش خوار ایک تاج مکلل بجواہر سر پر بھاری لباس الماس دوز پہنے
ہوئے نے ہاتھ مین جھوم جھوم کے غزلین گا رہا ہی ساز رکھے ہین سارنگیان بج رہی ہین طبلے کی
گمک آسمان پر پہونچی ہی مجیرے بھی بج رہے ہین خواجہ نے پکار کر آواز دی بھائی شعلہ خوار آج
تو اچھا ہی خواجہ کو شیطان بچے نے دیکھا کھڑا ہو گیا کہا استاد آیئے جلسہ جما ہوا ہی اور یہ بھی
پکار کر آواز دی ارے بھائیو اپنے کو ظاہر کرو ہمارے شہنشاہ آگئے اپنی صورت دکھاو مین
انھین کا غلام ہون انکے گانے کی نقل کر رہا تھا اب اصل کو سنو شعلہ خوار نے جو پکار کر کہا ہر اک
شعلہ جو گرد تھا ایک طور سے بھڑکا زمین پر آکر چمکا اب جو عمرو نے دیکھا ہزارہا طفل ظاہر ہین
ایک ایک لنگوٹی باندھے ہوئے ننگ خاندان بالکل ننگے سرمنڈے ہوئے ایک ایک چٹیا
لمبی سب کے سرون پر منہ سے شعلہ ہائے آتش چھوڑتے ہوئے پرا باندھ کر سب نے خواجہ کو سلام کیا
ہرچند کہ باغبان ساحر زبردست ہی مگر ان سب کو دیکھکر ہوش اڑ گئے مثل بید کانپ رہا ہی وہ
سب شیطان بچے خواجہ کے گرد پھر رہے ہین کوئی ہاتھ چومتا ہی کوئی قدمون کو بوسہ دیتا ہی
کوئی بلائین لیتا ہی شعلہ خوار نے کہا خواجہ کچھ گایئے مین آپکے گانے کی نقل کر رہا تھا سب
خوش تھے اب آپ کا گانا سنکر محظوظ ہونگے عمرو نے کہا ہی شعلہ خوار مین عجب مصیبت مین ہون
عمرو نے سب حال اپنا باغبان کے قید ہونے کا سامنے شعلہ خوار کے بیان کیا کہا آج مینے خواب
پریشان دیکھا ہی شعلہ خوار نے کہا مین ابھی خبر منگائے دیتا ہون اے شہنشاہ اوج عیاری یہ سب
لشکر آپ کے ساتھ چلیگا ایک کی طرف دیکھکر کہا کہ جا کر خبر لاؤ ایک ہی منگا بہت خوب کہکر روانہ
ہوا شعلہ خوار نے ز خواجہ کے ہاتھ مین دی کہا حضور اب گایئے سارا لشکر میرا آپ کے گانے کا
مشتاق ہی ہرچند کہ خواجہ عمرو بہت پریشان ہو رہے ہین مگر یہ بھی خیال ہی کہ یہ سب جو میرے ساتھ
چلینگے لشکر حیرت پر بڑی آفت لائینگے سب کچھ مین آکر بیٹھے نہایت تکلف سے یہ اشعار سنانے شعلہ خوار کے گائے نظم

ہر دم یہ دعا مانگتے ہین اپنے خدا سے : للہ بچائے شب فرقت کی بلا سے

خواجہ نے ایک کوہ پر آرام کیا ہو باغبان و گلچین جاگ رہے ہین دیکھا خواجہ سوتے سوتے چیخ اُٹھے باغبان نے ہاتھ پکڑ کر کہا کیون شہنشاہ اوج عیاری خیر تو ہو خواجہ گھبرا کر اُٹھے کہا اے باغبان وہ خواب پریشان دیکھا کہ خدا اس خواب کو جھوٹ کرے ہین نے کل لشکر کو دشمن مین مبتلا دیکھا بہار و مخمور بھی مبتلاے آفت ہین تمام سردار نابینا ہو گئے ہین ملکہ مہرخ کا تخت زمین پر رکھا ہو ہاتھون سے ٹٹول رہی ہین بلک بلک کے پروردگار کو پکارتی ہین سارے لشکر کا یہی سال ہو سبکے قلب پر ہجوم غم و ملال ہو باغبان نے کہا خواجہ مین نے بھی شام سے ایسے ایسے خواب پریشان دیکھے گلچین نے کہا جب میری آنکھ بند ہوئی سب کو نابینا پایا لشکر مین عجب آفت برپا ہو خواجہ نے کہا باغبان اسی وقت چلو یہ رویاے صادقہ ہو باغبان نے اُسی وقت تخت تیار کیا سوار ہو کر چلے بڑے زور و شور سے باغبان سحر کر رہا ہو تخت ہوا ہو کے جاتا ہو ایک کوہ فلک شکوہ کے برابر پہونچے تھے کہ کان مین آواز گانے کی آئی کوئی ذیجاہ گا کر نئے طور سے اس غزل کو گا رہا ہو ساز بھی بج رہے ہین

نظم

یا خدا اُنکو یہان سے جا کے نیند آئی نہو — ایک شب کے جاگنے والے کی رسوائی نہو
غیر نے اُنکو کہین یہ بات سمجھائی نہو — آپ کے اسوقت وان جانے سے رسوائی نہو
بہر تسکین مجھکو مضطر دیکھکر بولے تو یہ — وہ محبت چاہیے جسمین کہ رسوائی نہو
وعدہ آنے کا وہ کرتے ہین پئی تو اس شرط سے — کہتے ہین اقرار یہ کر لو کہ تنہائی نہو
سینے مین گھٹ گھٹ کے مرجا دل اپنا ہم بسمل — میری مونس گر شب فرقت کی تنہائی نہو
کہتے ہین وہ خواب مین آیا ہون ایسی رات کو — جسمین تو بھی خوش ہو اور میری بھی رسوائی نہو
ہو اسے اک صاحب عصمت تصور سے غرض — کسطرح پردہ نشین آنکھون سے بینائی نہو
کچھ سُجھائی دے نہ جسمین نام اُسکا ہو شباب — آنکھ وہ ہی آنکھ ہو جسمین کہ بینائی نہو
تیرہ بختی سے مری شبخون کا ہو خوف اسے — شام فرقت کسطرح گھبرائی گھبرائی نہو
ضبط پردہ پوش راز عشق ہو پر کیا کرے — درد کے آنے کی دلمین جب خبر پائی نہو
جو ادا سے بے تعلق اُس جوانی کے نثار — اُسپہ حد تے جان تک جو آنکھ شرمائی نہو
چاہتے ہین وہ بھی ایسی کسی تدبیر سے — دلکا دل ملجائے رسوائی کی رسوائی نہو

خیال ہی چاہتی ہون دونون قتل ہوجائین ان دونون کی ذات سے مجھے بڑے رنج و ملال پہونچے
نوبت نقارے بجاتی ہوئی شاہین کو حیرت لیے ہوئے پلٹی واسطے شاہین کے الگ بارگاہ استادہ
کرادی شاہین نے اپنی بارگاہ کے گرد حصار سحر کیا اور داخل بارگاہ ہوگئی خوشیان ہونے لگین یہان
اہل اسلام مبتلائے آفت سارے لشکر پر دھوان چھایا ہوا ہی اہل لشکر گر رہے ہین جو نابینا
ہونے سے بچے ہین وہ اب نابینا ہو رہے ہین دعائین کر رہے ہین دو راتین اسی ہنگامے مین
گذرین بوقت سحر حیرت سے شاہین نے کہلا بھیجا ای ملکۂ عالم میدان کارزار مین آئیے تماشائے
قتل مسلمانان دیکھیے سب سے پہلے مخمور و بہار کو قتل کرونگی مجھے تو آپ کی ذات سے واسطہ ہی شہنشاہ
نے مجھسے یہی کہا تھا کہ جاکر کل مسلمانون کو قتل کرو وہی مین نے کیا یہ سنکر حیرت نے لباس فاخرہ
پہنا تاج مرصع سر پر رکھا تخت پر سوار ہوئی سب سردار تخت کو گھیرے ہوئے مصور و صورت نگار
ساتھ یاقوت و زمرد آگے آگے اہتمام سواری کرتی ہوئی شاہین بلند پرواز سب کے آگے بڑھی ہوئی
اپنے گھمنڈ مین بھولی ہوئی کہتی ہی ای ملکۂ عالم لونڈی نے آج خاتمہ کر دیا کئی سال لڑائی مین گذرے
کنیز کو اب تک خبر نہ کی مین حاضر ہوتی یہ تکلیف نہونے پاتی ملکہ حیرت نے کہا وقت پر موقوف
تمھارے ملک کے قریب کے کئی ساحر آئے جو آیا مارا گیا مگر اب مسلمانون کا وقت بربادی آگیا شاہین
کہتی ہی داری ملاحظہ تو فرمائیے اب مین اس دھوئین مین دروازہ پیدا کرونگی آپ کے ملازم جاکر
سب کو قتل کرینگے اس سحر مین یہ کمال ہی کہ دشمن پر تاثیر کرے دوست سے تعرض نہو یہ کہتی ہوئی میدان
کارزار مین آکر پہونچی نیسان جادو اسکی وزیرزادی سامنے حاضر تھی شاہین نے کہا ای نیسان
جاؤ بارہ ہزار جادوگرنیان ساتھ لو دھوئین مین دروازہ پیدا کرو ان سب اندھون کو گرفتار
کرکے لاؤ ملکہ حیرت کو تماشا دکھاؤ نیسان نے بارہ ہزار جادوگرنیون کو ساتھ لیا چاہتی ہی کہ جاکر
دھوئین مین دروازہ پیدا کرین گولہ دیا ہوا شاہین کا ہاتھ مین اسم سحر پڑھتی ہوئی چلی لیکن
باغبان و گلچین و خواجہ عمرو ساتھ ہین لشکر ابدوس کو تباہ کرکے آتے ہین باغبان کو بڑی
جلدی ہی کہ جلد اپنے کو لشکر مین پہونچاؤن لیکن چونکہ خواجہ ساتھ ہین باغبان کو منظور ہی کہ بحفاظت
انکو لیے چلون رات جہان ہوتی ہی فورا پہاڑ پر اتر پڑتے ہین خواجہ آرام فرماتے ہین باغبان و گلچین
جاگ کے بسر کرتے ہین جس صبح کو یہان یہ آفت برپا ہوئی ہی شاہین بے قتل مسلمانان آئی ہی اس شب کو

سلام کیا کہا اے ملکۂ عالم آپ کا سحر بے نظیر ہے ایک سحر میں سب کو پھنسا لیا مجھکو ملکہ ماہیان زمرد پوش نے بھیجا ہے کچھ کان میں عرض کرونگی شاہین نے انگوٹھی ہاتھ سے اُتار کر پھینکدی کہا اُسکو اُٹھا لا جیسے ہی ضرغام نے انگوٹھی اُٹھائی انگشتری دست گیری نہ کی ایک شعلہ بھڑک کے لپٹ گیا رنگ و روغن عیاری کا جلا صورت اصلی ظاہر ہوئی شاہین نے اشارہ کیا اے شعلۂ سحر اس عیار کو بھی مجمع عام میں پہونچا دے ایک زنجیر کمر میں لپٹی کھینچکر ضرغام کو اُسی مجمع میں ڈالدیا جانسوز و ضرغام ایک ہی مقام پر دونوں پڑے تڑپ رہے ہیں کئی ہزار اہل اسلام اسی حال پر ملال میں نابینا سحر فراموش دریاے حیرت کا جوش بنیاب و بیقرار ہوکر پکار رہے ہیں اے خالق لیل و نہار و اے پروردگار ہمکو اس آفت ناگہانی سے بچائے عجب بلا میں مبتلا ہیں نظم

تا تو امان را کو می بخشی توان	نفحۂ جانان را دہی آرام جان	خاک بوسی درگہت شاہنشان
سرنگون در سجدہ ات گردن کشان	گاہ از نطفہ بشر پیدا کنی	گاہ از قطرہ کنی دریا روان
مہر و مہ حلقہ بگوش بندگی	تابع فرمان ہمہ دور زمان	حالت سوز دل این خستہ حال
کی رسد گر دو رکالک و زبان	مشکلم حل کن تو ای پروردگار	چون توئی عقدہ کشای بندگان
حامی ام ہستی بوقت بیکسی	وقت تنہائی محافظ پاسبان	در زمانہ واقف عالم توئی
ہر زمان اندر عیان و در نہان	ہست این ناچیز عاجز خاکسار	برکمال فضل تو امید وار

ہر طرف سے صدائیں آتی ہیں یا رباہ یا مستغیثاہ اس آفت سے بچالے شاہین نے سحر کی بوچھار کردی دھوئیں کا زور بڑھتا جاتا ہے چنگاریاں دھوئیں سے نکل رہی ہیں اہل اسلام کی فریاد شاہین کی بیداد حیرت تعریفیں کر رہی ہے کہ اے شاہین کیا کہنا کیا مضبوط سحر کیا ہے شاہین نے کہا ان عیاروں کا حال آپنے دیکھا حیرت نے کہا اے شاہین کیا کہوں وہ ظالم نہیں ہے کہ جسکی عیاری کرامات ہے مگر سامری و جمشید تمکو بچائیں حقیقت میں کمال کیا بہار ایسی کو مبتلا سے سحر کیا شاہین جھک جھک کر سلام کر رہی ہے مصنف عرض کرتا ہے کہ شاہین نے سحر کو مضبوط کیا ملکہ حیرت سے بڑھکر عرض کی اب دو روز یہ مسلمان تڑپیں پھڑکیں تیسرے دن آکے ان سب کو قتل کرونگی میں نے سحر کو خوب زور دے دیا ہے اب اسمیں سے کوئی نہ نکل سکیگا حیرت نے تخت سے اُتر کر شاہین کو گلے سے لگا لیا کہا ہاں تمنے بڑا کمال کیا اب یہ دو دن خیر و عافیت سے گذریں شہنشاہ کو مخمور بہار کا ڈر!

نابینا ہو کر غل مچا رہے ہین اور سب سردار اپنے اپنے مقام پر سحر کر رہے ہین مگر
سحر تاثیر نہین کرتا کئی سو سردار اسی طرح نابینا ہوے جانسوز و ضرغام دونون کونے مین کھڑے
ہوے یہ سب معاملہ دیکھ رہے ہین کہ شاہین کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہی اور پکار کر کہتی ہی کہ ہمنے
سنا تھا بی بہار کا سحر تنکے چنوا آتا ہی مگر ہمکو تنکے نہ چھوائے عجائب غرائب سحر نہ دیکھا ملکہ بہار آنکھون
کو بند کیے کھڑی ہین کنیزین گرد گھیرے ہوے ہین جسقدر زیور پھولون کا پہنے ہو تھین سب مرجھا
گیا گجرے توڑ کے پھینکدیے جانسوز و ضرغام نے آپسمین صلاح کی کہ بھائی بڑی بدنامی کی
بات ہی چالاک برق و اُستاد لشکر مین نہین ہین افسوس ہی کہ عیاری نہو جانسوز نے
کہا مین ابھی جاتا ہون اگر بنتا ہی تو اُسکی مشکین باندھ کر لاتا ہون بڑی قیامت کا سحر
ہی تمام لشکر پریشان ہو رہا ہی دھوئین نے سارے لشکر کو گھیر لیا ہی جانسوز نے صورت بدلی
ایک جادوگر کی شکل نبکر چلا شاہین ٹہل رہی ہی سحر کی بوچھار کر دی چاہتی ہی سب لشکر کو یک
بال مین کر دون ایک گولہ سحر کا پھینکا وہ گولہ جا کر پھٹا ایک ناٹا ہوا کئی ہزار آدمی اُسکی آواز
ہیبت ناک سے کر گنگ ہو گئے اسی طرح کئی گولے پھینکے وہ جا کر پھٹے کوئی گونگا بہرا ہو گیا
کوئی نابینا ہو گیا کوئی لڑکھڑا کر گرا کہ ایک طرف سے آواز آئی اے ملکہ عالم کیا کہنا مین جانتا
تھا جسدن شاہین آئیگی تمام لشکر سٹا دیگی شاہین نے پلٹکر دیکھا ایک جادوگر سلنگلین لگاتا ہوا آتا
ہی ایک کاغذ ترا سا ہاتھ مین قریب آکر سلام کیا کہا اے ملکہ شاہین کیا کہنا شہنشاہ ہوشربا
باغ سیب مین تمھاری تعریفین کر رہے ہین مجھکو بھیجا ہی کہ یہ نامہ ملکہ عالم کو دینا جو منظور تھا اسی کاغذ مین
لکھ دیا ہی شاہین نے نامہ ہاتھ مین لیا زمین شق ہوئی ایک طائر پیدا ہوا اُڑکر گرد سر شاہین چرخ
مارا جلکر زمین پر گرا ہڈیان بھی جل گئین خاک مین ملگیا طائر کا نکلکر جلنا شاہین نے چاہا تھا کاغذ
کھولون طائر پر یہ معرکہ گذرا پلٹ کر آواز دی او ناعیار جادو رہو یہ کہتے ہی ایک شعلہ بدن مین
جانسوز کے لپٹ گیا کھینچکر سرحد لشکر مین پہونچا دیا جانسوز نے اپنے کو دیکھا رنگ روغن عیاری
کا دور ہو گیا بصورت اصلی نابینا قریب تخت ملکہ مہرخ لوٹ رہا ہون حیران حیران نام باغبان
لیکر پکار رہا ہی کسی ساحر نے جواب دیا کہ اے جانسوز باغبان کہان ہین باغبان بھی گرفتار تیرے ہو ہی باغ اسلام
نگہبان آئی ضرغام نے جو دیکھا کہ جانسوز گرفتار ہوا آپ کنیز کی شکل بنکر ضرغام بھی چلا سامنے آکر شاہین کو

سب حال بیان کیا شاہین نے سنکر کف افسوس ملے کہا حضور جو بہار نے سحر کیے وہ تو خیر ساحری
جمشید نے سحر کو بھی بے اثر دیا ہی عیاروں کی عیاری کیسی کہ غیر ساحر نے ساحروں کو مارا یہ میرے
ذہن میں نہیں آتا ملکہ حیرت نے زانو پر ہاتھ مار کر کہا اے شاہین ساحروں کے رد سحر کی تدبیر ہو جاتی
ہے عیاروں کی عیاری نہیں رکتی اب آپ ہی کو حال معلوم ہوگا شاہین بہت جھلائی بارگاہ سے
ملکہ حیرت کی اُٹھی اپنی بارگاہ میں آکر طبل جنگی بجوایا یہ خبر ملکہ چہرخ کو ہوئی زانو پر ہاتھ مار کر کہا
خواجہ و برق و چالاک کا پتہ نہیں یہاں لڑائی درپیش ہے نہیں معلوم باغبان و گلچین پر
کیا گذری مگر حکم دیا کہ طبل جنگی بجایا جائے شاہین اُٹھکر باہر آئی اپنی بارگاہ کے گرد حصار سحر
کیا بیرون لشکر آکر اہل اسلام کے لشکر بد معاش کے دانے پھینکے لشکر اسلام پر بھی حصار کیا کہ
کوئی لشکر سے نہ نکل سکے رات بھر تیاری رہی صبح کو جو اہل اسلام اُٹھے چاہا واسطے رفع حاجت کے
جائیں دیکھا گرد لشکر ایک نشان سنہرا پڑا ہوا ہے معلوم ہوتا ہے کہ شعلہ ہائے آتش بھڑک رہے
ہیں کوئی بیرون لشکر نہیں جا سکتا لشکر میں ہلڑ ہوا یہ خبر ملکہ چہرخ کو پہونچی کہ گرد لشکر حصار سحر ہے
کوئی باہر نہیں جا سکتا ملکہ بہار اُٹھکر آئیں چاہا کہ حصار کو دفع کروں شاہین لشکر لیکر میدان
میں پہونچی ملکہ چہرخ نے خبر سُنی کہ شاہین فوج لیکر آگئی ہے افسوس اپنا جھنیز کر رہی ہے بہادر طلبی ہے
ملکہ چہرخ اُسی وقت تخت پر سوار ہوئیں سرداروں کو ساتھ لے لیا بہار بھی پلٹ پڑیں باہر
نہیں جا سکتیں اُسی حصار کے اندر سب کا لشکر ہے باہر کوئی نہیں آسکتا ملکہ بہار نے چاہا میں حصار
کو دفع کروں کہ شاہین نے بڑھ کر چار گولے اسی طرف مارے حصاروں کے مقام سے دھواں
پیدا ہوا تمام لشکر میں وہ دھواں پھیل گیا جوں جوں شاہین سحر کرتی ہے دھواں بڑھتا جاتا ہے
ملکہ بہار رعد و برق تڑپ تڑپ کر چاہتے ہیں کہ دھوئیں سے نکلیں مگر ممکن نہیں ہوتا جب
قریب دھوئیں کے پہونچے دھواں آنکھوں میں لگا نابینا ہو کر زمین پر گرے اسی طرح کئی سردار
نابینا ہو چکے ہیں سب سے پہلے ملکہ بہار کہ یہ بلند ہو گئیں کئی گلدستے دھوئیں پر مارے گلدستے
پھٹے جلکر گرے ایک گلدستہ جو بہار نے مارا دھواں متفرق ہو کر قریب آیا آنکھوں میں لگا نابینا
ہو کر زمین پر آئیں ہر چند اپنے کو بچایا لیکن نہ بچ سکیں ملکہ یلالال سحر افگن و سرخ مو وغیرہ نے
بھی بڑے بڑے زور مارے مگر دھواں شکست نہ ہوا یہ بھی دونوں سردار نابینا ہو کر زمین پر آپڑے

ورِ مکر پر میرا پہرا رہا
چھلاوا ہوں مین نام بھی برق ہے
نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو -
عمرو فرخشم مہتر مہتران
اُڑاتا ہون کفار کے مین جوتیان
مری چال سے ہو سبا پائمال
مرا افسر و حشم نامدار

تڑپ سے مری چرخ بھرا رہا
جیسے ہی عمرو نے برق کا نعرہ

تصنیف مصنف

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر قسم کی گھونین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر غریب شیر پروردگار

بزیر قدم غرب ہی شرق ہے
سُنا خواجہ نے بھی اپنے نام کا
مرا نام ہے خواجہ خواجگان
مرے نام پر عذر شیدا ہوا
مرا مکر ہے گلشن قیل و قال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
یہی ہے فتح و نصرت کی تدبیر ہے

کہ آقا ہمارا جہانگیر ہے

خواجہ بھی لوٹنے لگے ابدوتس و ملازمان ابدوس سب پرے ہین برق نے جھپٹ کر ابدوس کے خنجر مار دیا ابدوس کا سر کٹکر الگ ہوا اندھیرا ہو گیا برق نے اندھیرے مین تاج ابدوس کا لے لیا سمجھا کہ اگر اُستاد دیکھنگے تو چھین لینگے اُسی اندھیرے مین بھاگا خواجہ لوٹ بھی رہے ہین اور قتل بھی کرتے جاتے ہین باغبان و گلچین نے سحر کرکے ہزارون کو جلا دیا خیمے پھونک دیے تھوڑی ہی دیر مین سب کا خاتمہ ہوا باغبان نے خواجہ کا ہاتھ پکڑ لیا کہا لشکر بہت دور ہے آپ میرے ساتھ چلیے گا خواجہ نے جو تاج ابدوس کا نہین پایا بڑا غصہ ہے فرماتے ہین اے باغبان برق کا پاجی پن تمنے دیکھا تاج ابدوس کا لیکر بھاگ گیا باغبان نے کہا جانے دیجیے خواجہ نے کہا جانے کیونکر دین آپ ہی لوگون کی باتون نے ان لونڈون کو دلیر کیا ہے اسکی بھی یہ حقیقت تھی کہ تاج لیکر بھاگ جائے باغبان نے ایک تخت سحر تیار کیا باغبان و گلچین اُس پر سوار ہوے خواجہ کو بھی زبردستی تخت پر بٹھا لیا باغبان و گلچین تخت کو اُڑاتے ہوے روانہ ہوے مگر لشکر اسلام پر یہ معرکہ گذرا کہ ملکہ حیرت بیٹھی تھین کہ ہرکارون نے آکر عرض کی ملکہ شاہین بلند پرواز آتی ہین ملکہ حیرت نے کہا شاہین تو ساحرہ بڑی مغرور ہے وہ کیونکر آئی ہرکارون نے عرض کی شہنشاہ کا نامہ پہونچا تھا اقلیم حیرت افزا سے کوچ کرکے آئی ہے حیرت نے یاقوت و زمرد کو برائے استقبال روانہ کیا ملکہ شاہین بڑے زور و شور سے آکر پہونچین بڑی حسین و جمیل ساحرہ ہے آتے ہی ملکہ حیرت کو سلام کیا حیرت نے پہلوے تخت مین کرسی دی شاہین آکے بیٹھی کہا مین نے بڑی خبرین خراب سی ہین ملکہ حیرت نے

سدرہ ہوتا ہے دربان جو درِ جانان پہ ۔ پھاند جانا ہمین آسان ہے دیوارون کو
قم باذنی مرے حق مین ہے صدا جان بخش ۔ سنکے جی اُٹھتا ہون پازیب کی جھنکارون کو
شب فرقت مین کسی رشک قمر کی رعنا ۔ شام سے تا بسحر گنتے رہے تارون کو

اس رنگ مین برق نے یہ غزل گائی کہ ابدوس تعریفین کرنے لگا گلچین و باغبان سامنے ہین اُسی جوش مین برق نے ابدوس کو جام دیا یہ بھی خوشی مین پی گیا اب تو برق نے دورا باندھا کہا سب صاحبون کو جب خوب نشہ ہو تب باغبان و گلچین پر تلوارین پڑین شراب سب پی رہے ہین برق نے دیکھا ابدوس تو پی چکا بیٹھا ہوا جھوم رہا ہے برق نے دو پتلے اُٹھا کر قوم مین بھیج دیے باہر بھی شراب چلنے لگی صحبت مین بھی سب پی رہے ہین تھوڑے عرصے مین برق نے سب کو شراب پہونچائی پکار کر آواز دی اب باغبان و گلچین پر تلوارین پہلین پہلے یہ آپ نیچہ لیکر دوڑا کہا اول باغبان کو مین قتل کرون گلچین کا بھی سر کاٹون باغبان پہچان گیا تھا کہ یہ برق فرنگی ہے نیچہ جمکا کر برق نے کہا اے باغبان سر جھکا کر بیٹھو مین تمکو قتل کرون مگر خواجہ عمرو جو پھر رہے تھے جنگل مین دور سے دیکھا کہ صرصر نخل سے بندھی ہوئی ہے سمجھ گئے کہ یہ کام برق کا ہے جی مین کہتے ہین کہ یہ بڑا تیز ہو گیا ہے بھاگ کر نکل گئے اسکی عیاری بن پڑی یہ سوچکر طرف لشکر ابدوس کے چلے لشکر مین آ کے دیکھا ہنگامہ ہو رہا ہے سب نے شراب پی ہے ناچ رہے ہین گا رہے ہین کوئی دوڑا دوڑا پھرتا ہے کوئی مُنھ کے بھل گرتا ہے بعض رابط و ضابط سر جھکائے ہوے جاتے ہین تھوڑی دور جا کر لڑکھڑائے مُنھ کے بھل گرے اپنی پرچھائین کو دیکھکر پکار رہے ہین مین نے حریف کو مارا لشکر مین عجب ہنگامہ برپا ہے خواجہ سمجھے کہ برق کا رنگ جمگیا سب شراب پی چکے بارگاہ مین اپنا کام کر رہا ہوگا چلکر تماشا دیکھین خواجہ چھپتے ہوے شرابیون کے بیچ سے نکلتے ہوے در بارگاہ پر پہونچے چوبدارون کو دیکھا بیہوش پڑے ہین خواجہ اندر آئے دیکھا برق نے باغبان کی زبان سے سوزن کو نکالا باغبان نے اُٹھتے اُٹھتے گلچین کی زبان سے سوزن نکال لی زن و شوہر تڑپ کر اُٹھے برق نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ برق فرنگی تصنیف مصنف

مرا نام ہے برق خنجر گزار ۔ کہ اُستاد ہین خواجہ نامدار ۔ لڑنے مین ہین برق رفتار ہون
کہے کون مکار و غدار ہون ۔ کرون سیکڑون کوس کی راہ طے ۔ ارسطوئے ذی علم شاگرد ہے

مصاحب کہتے ہین حضور شہنشاہ فرماتے ہین کہ خداوند لقا زندہ کرینگے یہ باتین ہین کہ
زنگ کی آواز آئی سبھون نے دیکھا ملکہ صرصر شمشیر زن عمرو کا پشتارہ لیے ہوے آتی ہین ہین سے
پکارتی ہوئی اے شہنشاہ مین نے بڑی مشقت سے اس ساربان زادے کو گرفتار کیا ابدوس
خوش ہوگیا کہا اس ظالم نے میرے بھائی کو بھی مارا برق نے پشتارہ سامنے ڈالدیا ابدوس
جھلا کر اٹھا ایک تیغچہ مارا کہ سر کٹ کے الگ ہوگیا باغبان نے جو یہ معرکہ دیکھا روح قالب
مین تھرا گئی کہ ہاے خواجہ عمرو یون مارے گئے گلچین بھی رو رہی ہے ابدوس مونچھون پر تاؤ
پھیر رہا ہے کہتا ہے مین نے عمرو ایسے عیار کو مارا اب برق حیران ہے کہ کیونکر رنگ جماؤن
شراب کا ذکر ہو چکا ہے اب کیا تدبیر کرون ابدوس سے کہا اے شہنشاہ اب باغبان و گلچین
کو بھی قتل کیجیے مگر جسطرح عمرو کو قتل کیا اس طرح انکو نہ قتل کیجیے اگر آپ کی خوشی ہو عیش و جلسہ ہو
اُس ہنگامے مین انکو قتل کیا جائے یہ سنکر ابدوس نے کہا جو تمھاری خوشی برق نے
جھپٹ کر گلابی اُٹھائی جام لبریز کیا کہا حضور عمرو کا تو گانا آپ نے سنا مجھسے تو ذرا ایک
غزل سنیے جام میرے ہاتھ مین ہے آپ بہ گوش ہوش یہ غزل سماعت فرمائیے

غزل

شکوہ یہ پیر مغان تجھسے ہے میخوارون کو — آنے دیتا تھا نہ میخانے مین ہشیارون کو
غیرت عشق نے کانٹون مین گھسیٹا مجھکو — لیگئے غیر گلے سے جو ترے ہارون کو
ناامید اہل خرابات نہین رحمت سے — بخشدیگا وہ کریم اپنے گنہگارون کو
تمکو غیرون سے ہے صحبت جو شب و روز تو خیر — پیار کر لینگے کہین ہم بھی طرحدارون کو
نخل قامت ہے زنخ پھل ہے تو گیسو شاخین — منھ کو غنچہ کہین اور گل ترے رخسارون کو
دھیان مین رخ کے نظر رکھتے ہین دن بھر سے مہر — یاد دندان مین گنا کرتے ہین ہم تارون کو
گھر ترا گلشن فردوس ہے اے رشک چمن — حور و غلمان کہین کیونکر نہ پرستارون کو
کیجیے صیاد کی بیرحمی کا شکوہ کس سے — موسم گل ہی مین بے پر کیا پروارون کو
نقد دل لیکے وہ ہو جائین نہ کیون بے پروا — کبر مفلس سے ہو آکرتا ہے زردارون کو
قصد اُس یوسف ثانی کا ہے اب جانب مصر — دو خبر یوسف کنعان کے خریدارون کو
ابرو آنچل مین دوپٹے کے چھپاتا ہے بجا — ترک کیا میان مین رکھتے نہین تلوارون کو

گلیم اوڑھ لی حبب کرکے بھاگے لینا لینا کا غل ہوا دیوث کے مرنے کا ایسا اندھیرا ہوا کہ خواجہ اور کئی جادوگرون کو مار کر نکل گئے ابدوس گھبرا گیا صرصر نے خواجہ کا پیچھا کیا برق فرنگی بیرون لشکر کھڑا تھا صرصر کو جو دیکھا مسافر کی شکل بنکر . وہ ڑا قریب صرصر کے پہونچکر حلقے کمند کے مارے صرصر نے چاہا پلٹون برق نے حباب مار کر بیہوش کیا ایک نخل سے صرصر کی مشکیں باندھ دین کہا اُستانی اب تم یہان ٹھہرو صرصر کی بیتابی و تبھرا رہی برق نے سامنے صرصر کے رنگ و روغن عیاری کا توبڑے سے نکالا صورت صرصر کی بن رہا ہے پوچھتا جاتا ہے کہ کیون اُستانی کوئی فرق تو نہین ہے جو نقص ہو بتا دیجیے صرصر جھلا کر جواب دیتی ہے میری پاپوش جانے برق باندھتا ہے کہتا ہے اُستانی خفا نہو جیے برق دم بھر مین صورت صرصر کی بنکر تیار ہوا صرصر سے رخصت ہو کر چلا صرصر نے کئی مرتبہ کہا او بدنصیب مجھے تو کھولدے برق نے کہا اُستانی تم اسی لائق ہو اب برق ٹہلتا ہوا چلا صرصر حسرت دیکھکر رہگئی برق کو رستے مین ایک مسافر ملا برق نے بڑھکر اُسے بیہوش کیا ایک گیند حلق مین مسافر کی ٹھونس دیا عمرو کی صورت بنا کر پشتارہ پشت پر لاد اطرف لشکر ابدوس کے چلا جب خیال ابدوس کو اپنی معشوقہ کا آتا ہے باغبان و گلچین کو دیکھتا ہے اور جھلاتا ہے چاہتا ہے تلوار پکڑ کر جا پڑون مصاحب سمجھا رہے ہین کہ حضور عیار روبہ جان بچے تو بڑی بات ہے عمرو صرصر کی شکل بنکر آیا کون پہچان سکتا تھا صرصر نے آکر رنگ مٹایا ورنہ وہ سبکو قتل کرکے نکل جاتا صرصر تعاقب مین گئی ہے یقین ہے لے ہی کے آئے ابدوس نے کہا یارو میرے دل پر عجب رنگ گذر رہا ہے یادو نے ملکہ سمن بنت یاسمن کی مار ا

نظم

گیا دل مفت ہاتھوں سے مجھے رہ رہ کے یہ غم ہے
غضب کا ماجرا ہے اور قیامت کا یہ ماتم ہے

چمن کا رنگ ہے بڑھکر جو رنگ باغ رضوان سے
بتا دے باغبان یہ آج کس گلرو کا مقدم ہے

مرا گریہ غم فرقت مین طوفان خیز ہے لیکن
سمندر سامنے جسکے بقدر اشک شبنم ہو

تمنائے در فردوس کیا ہو مجھکو ای زاہد
در دولت سرائے یار کیا فردوس سے کم ہے

تعجب کچھ نہین اسکا جو بیجانون مین جان آئی
لگی ٹھوکر نہین ہے معجز عیسے مریم ہے

نہ جانے کہ آفت آئیگی کس کس پہ ای رعنا
اُسے غیرون نے بھڑکایا ہے ظالم کل سے برہم ہے

رخ بے پردہ کا جلوہ بھی نہ ہم دیکھ سکے ۔ ہوئی نظارۂ محبوب کی حیرت مانع
بارہا لے گئی بیتابی دل تا در یار ۔ غیر سے بڑھ کے ہوئی کچھ مری غیرت مانع
وہ تو آتے تھے کہ فطرت مین سما جائین مری ۔ پڑ گئے آنکھون مین پردے ہوئی غفلت مانع
وہ قدم گھر بھی مرا کیا تھا جو پھر آنہ سکے ۔ پانون کی مہندی ہوئی تھی کہ نزاکت مانع
تیری آنکھون مین حیا آگئی کیونکر شب وصل ۔ آج شوخی ہوئی مانع نہ شرارت مانع
دل بیتاب نہ پہلو مین ٹھہرتا اب تک ۔ ہر گھڑی کوئی تمنا کوئی حسرت مانع
ہمنے جب وادی غربت سے کیا قصد وطن ۔ سدرہ ہو گئے آہو ہوئی وحشت مانع
سحر وصل نے جب لی مرے کاشانے کی راہ ۔ وہین روکا ہوئی بڑھکر شب فرقت مانع
سبب منع فغان ضبط سے پوچھا جو کبھی ۔ ضبط بولا کہ ہے تاخیر قیامت مانع
اے جلال آتش دوزخ مین جلا دیتے گناہ ۔ لے چلے تھے ہوئی اللہ کی رحمت مانع

ابدوس بیقرار ہو گیا کہا ملکہ صرصر تمنے دل کو بیقرار کر دیا خانہ دل کو دولت غم و الم سے بھر دیا ارے صحبت عیش و نشاط آراستہ کرو ملازمون نے گلابیان لا کر رکھنا شروع کین خواجہ شراب مین بیہوشی ملاتے جاتے ہین گلابیان شراب کی رکھی ہین کشتیان کباب کی آتی جاتی ہین خواجہ سب کو اپنے قاعدے سے درست کر رہے ہین قضائے کار صرصر شمشیر زن اصلی پھرتی پھراتی اسطرف آئی پوچھا لشکر مین کیا خوشی ہے ساحرون نے کہا ملکہ آپ کے آنے سے خوشی ہوئی ہے بڑا تعجب ہے کہ ایک صرصر اندر اور ایک باہر صرصر سمجھ گئی کہ میری صورت بنکر کوئی عیار آیا ہے چلکر اسکا رنگ مٹا دُون ابدوس مسند پر خوش بیٹھا ہے دیلوث بھائی ابدوس کا جمال صرصر دیکھکر عاشق ہوا ہے قریب ہے بیٹھا ہے کبھی زانو پر ہاتھ رکھدیا کبھی کہتا ہے اے ملکہ صرصر تمھارے گانے نے دل کو بیقرار کر دیا آپ یہین تشریف رکھیے مین الگ بارگاہ استادہ کرا دون خواجہ سمجھ گئے کہ یہ مجھپر مائل ہے خواجہ بھی گھل مل گئے اس سے باتین کر رہے ہین کہ صرصر اصلی نے پردہ اُٹھا کر دیکھا کہ عمرو اپنا رنگ جما رہا ہے پکار اُٹھی اے ابدوس لینا یہ ساربان زادہ ہے اس شراب کو کوئی نہ پیے برائے رہائی باغیان گلچین آیا ہے ابدوس نے کہا لینا عمرو نے دیکھا در بارگاہ سے صرصر آتی ہے ابدوس نے جو کہا لینا عمرو نے دیلوث کو خنجر مارا اسکا شکم چاک ہوا قصہ پاک ہوا اندھیرا ہو گیا اسی اندھیرے مین خواجہ نے

دل مین بھڑکی ہوئی ہی آتش غم ڈرتا ہون
بعد مرنے کے نہ آتشکدہ مدفن ہوجائے

ایک لٹ بالون کی لٹکا کے اگر دو جنبش
حق مین عشاق کے اڑتی ہوئی ناگن ہوجائے

تیغ ہاتھون سے سنبھالی نہین جاتی ہی اگر
حکم دیجے تو سلامی ابھی گردن ہوجائے

ہو خزان فصل بہاری سے مبدل یارب
شاخ گل پر کہین بلبل کا نشیمن ہوجائے

وصل کی شب بھی نہ کھل آئی دل رعنا کو
ڈر یہی تھا نہ خفا وہ بت پرفن ہوجائے

اسطرح کے اشعار پڑھ کر ابدوس خوب رویا کہا ای شہنشاہ آج میری جان پر بنی ہی قاتلون کو مجھے دیجیے زن و شوہر کو اس حسرت سے قتل کرون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا انکے حال پر روئین اور غلام کو ترس نہ آئے افراسیاب نے بہت سمجھایا کہا ای ابدوس ہمکو یہ حال معلوم نہ تھا ابدوس نے کہا آج غلام مٹ گیا باغبان و گلچین کو افراسیاب سے ابدوس نے لیا افراسیاب تو چلا گیا بہت سمجھایا کہ ای ابدوس تم برائے مدد خداوند لقا جاؤگے وہ پھر زندہ کردینگے یہ سنکر ابدوس خوش ہوگیا بعد جانے افراسیاب کے دونون کی زبان مین انسے سوزن کو دیکر ہوشیار کیا کہا کیون ای باغبان تمکو کچھ رحم نہ آیا ایسی معشوقہ پریچہرہ کو قتل کیا باغبان نے کہا لڑائی مین کیا پان پھول بٹتے ہین اسنے سحر کیا ہم بچے ہمارے سحر سے وہ نہ بچی اب جو تجھسے ہوسکے قصور و کوتاہی نہ کر معشوق کا بدلہ لے خواجہ عمر گلیم اوڑھے ہوئے یہ سب معرکہ دیکھ رہے تھے جب افراسیاب چلا گیا خواجہ صرصر کی شکل بنکر سامنے ابدوس کے آئے تن کر سلام کیا کہا شہنشاہ نے مجھکو بھیجا ہی فرمایا ہی میرے یہ دونون دشمن ہین باغبان و گلچین نے جاکر لشکر مسلمانان کو سرسبز و شاداب کیا مجھے خار دیا انکو ایسے طور سے قتل کرو کہ صحبت عیش و نشاط آراستہ ہو ایک ایک جام شراب کا سب کے ہاتھ مین ہو اور انکے سر پر تلوار پڑے تب میرے دل کو خوشی حاصل ہو اور تسکین دل ہو اور مین بیٹھ کے غزلین گاؤن یہ دشمنان شہنشاہ قتل ہون تمھارے غم کا شہنشاہ کو بڑا رنج ہی فرماتے تھے اگر مین ایسا جانتا سمن کو نہ روانہ کرتا مگر نہ گھبراؤ خداوند زندہ کردینگے یہ کہکر پایان کھینچا کہا لیجیے صحبت عیش کا آغاز ہوتا ہی یہ سدھا یہ سدھا ٹھیکا بجا کے کہا ای ابدوس دریا شکن

یہ اشعار دل لگا کے سنو تا رفع تردد ہو اشعار

بات کرنے کو ہی چپ رہنے کی عادت مانع
جنبش لب کو ہی اس لب کی نزاکت مانع

الگ ہوے زن وشوہر نے اپنے کو دیکھا ایک نخل کے سائے مین کھڑے ہین افراسیاب سامنے
سے چلا آتا ہی باغبان نے جی واری کرکے بڑھکر تیغے کا وار کیا افراسیاب نے کلائی پہ ہاتھ
ڈالدیا کچھ منہ سے کہا تھا کہ زن وشوہر چرخ کھاکر زمین پر گرے افراسیاب نے موے سر توڑا
سحر کرکے زنجیر بنائی دونون کو اسی زنجیر مین باندھا لیکر چلا خواجہ عمرو وبرق یہ چالاک
یہ معاملہ اپنی آنکھون سے دیکھا الگ الگ فکر مین چلے افراسیاب تخت پر سوار ہو کر ان دونون
کو تخت پر ڈال لیا ہی لیے ہوے جاتا ہی خواجہ کسی مقام پر پہلو نہین پاتے کہ عیاری کرین کوئی
پانچ کوس افراسیاب نکلا ہی وہان سوچا کہ ان دونون کو کہان لیجاؤن دیکھا ایک مقام پر
صحراے سبزہ زار نواح دلکشا ہی وہان ایک لشکر اترا ہوا ہی ابدوس دریا شکن تین لاکھ
فوج لیے اترا ہی اُسکے پاس نامہ افراسیاب کا پہونچا تھا براے مدد لقا چلا ہی لشکر کو آراستہ کر رہا ہی
کہ کوچ کرونگا اسکی نگاہ پڑی کہ شہنشاہ تخت پر سوار گلچین وباغبان کو گرفتار کیے ہوے لیے
جاتے ہین ابدوس نے ہاتھ باندھ کر سلام کیا پکار کر آواز دی حضور کے حکم سے مین براے مدد لقا جاتا
ہون غلام کو سرفراز کیجیے بلند ہو کے پایہ تخت پر ہاتھ بھی ڈالدیا افراسیاب نے تخت اُتارا بارگاہ
مین ابدوس کی آیا باغبان وگلچین کو الگ ڈالدیا آپ آکر مقام صدر پر بیٹھا ابدوس نے پوچھا اے
شہنشاہ ان گنہگارون کو کہان سے پایا افراسیاب نے سب کیفیت بیان کی سمن نے مرنے کا
حال بھی افراسیاب نے کہا ابدوس چیخین مار مار کر رونے لگا کہا اے شہنشاہ کیا گذارش کرون
سالہا سال مشقت کرکے مین نے اُس سے رسم بڑھایا تھا اب وہ معشوق پری وش تسخیر ہوئی
تھی برسون راتین ہجر کی چھاتی پر سالہا سال حکایتین دُکھ کی تین رہین اب چند سے آمد ورفت کا
سامان ہوا تھا مدتون تحفہ جات لیکر جانا خدمت مین پیش کرنا اکثر بدفریب یا منت خوشامد
کرکے تسخیر کیا کبھی قدمون پر گر کر راضی کیا ہا اسوقت دل کو بڑا صدمہ پہونچا نظم

زاہد کعبہ اگر وہ بت برہمن ہو جائے | شیخ بھی چھوڑ کے اسلام برہمن ہو جائے
کمان شمشیر گرے جنبش ابروے صنم | دل مین تیر نگہ ناز سے روزن ہو جائے
مسی مالیدہ دہن غنچہ سوسن ہو اگر | ہنس پڑین آپ تو گل غنچہ سوسن ہو جائے
حسرت خلد برین ہو نہ تمناے ارم | کوچہ یار مین یارب کہین مسکن ہو جائے

سر گلچین کا زخمی ہوا سمن نے اشارہ کیا گلچین کا سر کاٹ لو سمن نے زخمی کر دیا گلعذار تلوار کھینچکر چلی کہ گلچین کا سر کاٹ لوں گلچین زخمی ہونے سے لہرا رہی ہے دور سے باغبان نے دیکھا کہ گلچین زخم سر سے بیتاب ہے آگ برس رہی ہے گلچین آگ سے اپنے کو بچاتی ہے گلعذار تیغہ کھینچکر پہونچی ہے کہ گلچین کا سر کاٹ لون باغبان فوراً جھپٹا اپنے کو قریب گلعذار کے پہونچایا نعرہ کیا او شخص کہان جاتی ہے گلعذار پلٹ پڑی وہی تیغہ اسنے باغبان پر مارا باغبان نے بیخوف کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایک طمانچہ مارا کہ سر گلعذار کا اڑ گیا گلچین کو ہاتھ پکڑ کے سنبھالا کہا صاحب ہوشیار رہو گلچین نے آنکھیں کھولدین شوہر کو اپنے قریب پایا دوپٹہ پھاڑ کر زخم سر باندھا سر کو باندھ کر لڑائی مین مصروف ہوئی باغبان لڑتا ہوا قریب سمن کے پہونچا سمن نے گولہ مارا باغبان نے وہ گولہ کہا سمن نے سحر کی بوچھار کردی مگر باغبان لڑتا بھڑتا سحر کرتا پاس سمن کے پہونچا سمن کو بھاگتا بن نہ پڑا تیغہ اٹھا کے سر باغبان پر مارا باغبان نے الٹا ہاتھ لگا دیا کہ سمن کے ہاتھ سے تیغہ چھوٹا وہی تیغہ باغبان نے اٹھا لیا نعرہ کر کے وہی تیغہ سمن پر مارا سمن کے دو ٹکڑے ہوئے مرا سمن بنت یاسمن کا اندھیرا ہو گیا آوازین ہیبتناک آنے لگین بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من سمن بنت یاسمن بود فوج سمن کے جی چھوٹ گئے چاہتے ہین کہ اپنی جان بچائین بھاگ کر نکل جائین مگر ممکن نہین ہوتا باغبان و گلچین نے گھیر ڈالدیا ہر ہر نخل سے شعلہ ہائے آتش نکل رہے ہین جدھر گئے مارے گئے قضائے کار افراسیاب خانہ خراب باغ سیب مین بیٹھا تھا حیرت کا نامہ دار پہونچا افراسیاب نے پڑھا مرقوم تھا کہ گلچین و باغبان کو بدست سمن بنت یاسمن روانہ کیا ہے خدمت مین پہونچا چاہتے ہین افراسیاب نے کہا کیا باعث ہوا کہ نامہ دار پہونچ گیا ابتک سمن نہین پہونچی پلٹ کر دیکھا میز پر گلدستہ ہاتھ کا سمن کے رکھا تھا وہ گلدستہ مرجھایا ہوا ہے افراسیاب نے کہا غضب ہوا سمن تو قتل ہو گئی اٹھا کے کتاب کو دیکھنے لگا کتاب مین وہ مضمون دیکھا کہ ریش غش نوچنے لگا غصے مین اٹھا تیغہ ہاتھ مین لیکر افراسیاب خود چلا اسوقت آکر پہونچا کہ باغبان و گلچین نے ہزارون کو قتل کیا جدھر بھاگ کر جاتے ہین سزا پاتے ہین زمین سے بھی شعلے آتش کے نکل رہے ہین آسمان پر سے نعرہ کیا او باغبان کیون غریبون کو قتل کرتا ہے منم شہنشاہ طلسم ہوشربا افراسیاب کے دیکھتے زن و شوہر کے ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا افراسیاب نے ہاتھ ہلایا ارک سحر کیا کہ فوج والے

لڑ رہا ہو کئی سو جوان مار کر گرا دیئے فوج والون سے کہا تم جملک لڑو مین ملکہ سمن کو رہا کر کے لاتی ہون یہ کہکر غرق زمین ہو گئی اسی بارگاہ مین آئی جہان سمن قید ہو دیکھا ملکہ سمن کی زبان مین سوزن سرنگون بیٹھی ہوئی رو رہی ہین گلعذار نے نکلتے ہی زبان سے سوزن کو لیا اُٹھا وار ہی چلیئے سہمناک نے ہزارون کو قتل کیا لونڈی سے جسر ہر سکا مین بھی سے لشکر آپڑی سمن بھی اپنے مقام سے اٹھی گلعذار پشت پر دونون! نکلین سمن نے نعرہ کیا تمام لشکر والے عاجز ہو رہے تھے سب انکی پشت پر آئے جمکر لڑنے لگے اب تو سہمناک گھبرایا سمن کے سحر سے بھاگتا پھرتا ہو سمن نے کئی مرتبہ للکارا کہ او زنگی سیہ رو دبے انئے ہوش سے باہر ہوا اب کہان جائیگا بہ علم سامری و جمشید مہلت نہ پائیگا سہمناک طرف سمن کے چلا ہو کہ نعرہ ہوا اسم گلچین و باغبان سہمناک نے پکار کر آواز دی اہو ملکہ عالم میری کیا مجال ہو کہ آپ سے مقابلہ کرسکون مگر قیدی آپ کے چھوٹ گئے ہین یہ دونون زن و شوہر بلا سے روزگار ہین ہم آپکی طرف ہو کے انکو پکڑ لین سمن نے کچھ جواب نہ دیا کہ باغبان و گلچین سحر کرتے ہوئے نمایان ہوئے گلچین نے کچھ شاخہائے نخل توڑ کے پھینکین باغبان نے درختون کو اشارہ کیا جو نخل تھا اکر گرا اسے دو سو ساحر دبے گلچین نے اُسی نخل کے پتے توڑ کے کافرون پر پھینک مارے کئی سو جوان جلکر خاک ہوئے دونون زن و شوہر لشکر دن کو پامال کر رہے ہین اب دونون لشکر ملکے باغبان و گلچین پر سحر کرنے لگے باغبان لڑتا بھڑتا سامنے سہمناک کے پہونچا للکارا او سیہ رو کہان جاتا ہو سہمناک نے باغبان پر سحر کیا باغبان نے سنگریزہ اُٹھا کر مارا سر پر سہمناک کے پڑا اُسکا سر پھٹ گیا لشکر مین ہنگامہ ہوا کہ سہمناک مارا گیا فوج والے بدحواس ہو گئے کہ ہمارا افسر قتل ہوا سمن نے جو یہ معرکہ دیکھا گھبرا گئی کہ باغبان نے سہمناک کو مارا دیکھیے میری جان کیونکر بچتی ہو قضائے کار خواجہ عمرو دبرق و چالاک نے بہ صورت مبدل برائے رہائی باغبان و گلچین آکر دور سے یہ تماشا دیکھا کہ باغبان نے سہمناک کو مارا اب سمن کی فکر مین دونون زن و شوہر جاتے ہین الگ کھڑے ہو کر دیکھنے لگے خواجہ ایک ساحر کی شکل بنے ہوئے ہین چاہتے ہین اپنے کو پاس باغبان کے پہونچائین مگر وہ فوج کا بلوہ ہو کہ باغبان تک نہین پہونچ سکتے گلچین لڑتی ہوئی قریب سمن کے پہونچی سمن نے ساحرون سے اشارہ کیا جادوگرون نے آگ برسا دی گلچین سب کے سحرون کو دفع کر رہی ہو سمن نے خنجر پھینک مارا خنجر سے برق چمکی

از دیدہ نقاب شرم بردار
ای نرگس مست خواب تا کے
در وصل آخر حجاب تا کے
رخسارہ یار گیسو نشین
بر من نظرے فگن خدا را
آخر خانہ خراب تا کے

ملکہ سمن نے جواب دیا او سہمناک کیون دیوانہ ہوا ہے تجھے تو دیوانون کے دیوان یاد ہین
یہان تو رات بھر یہ معاملہ رہا سہمناک کے اصرار ملکہ سمن کے انکار صبح کو لشکر مین سمن کے
ہاڑ ہوا کہ کوئی ملکہ کو چرا لیگیا گلعذار طرف سے سمن کے لشکر کی افسر ہے سب کنیزین روتی
ہوئین سامنے گلعذار کے آئین سب حال بیان کیا گلعذار نے ہرکارے روانہ کیے کہ جا کر
تلاش کرو کئی ہرکارے لشکر سہمناک مین پہونچے وہان لشکر مین مشہور ہے کہ سہمناک
ملکہ سمن نبت یاسمن کو چرا لایا ہرکارے یہ خبر سنکر بھاگے آکر گلعذار سے بیان کیا گلعذار نے
اسی وقت قرنا کرائی کہا سہمناک کی بھی یہ مجال ہے کہ ہماری مالک کو گرفتار کر کے لیجائے
سب لشکر فوراً تیار ہوا جسنے سنا کہ ملکہ گرفتار ہو گئین بلا تکلف برائے رہائی چلا لشکر سہمناک
نے جوان سب کو آتے ہوئے دیکھا یہ بھی تیار ہوا آپس مین گولہ ترنج و نارنج چلنے لگا ہزارون جلد و دلیر
کے لاشے گر گئے جانبین مین بڑے زور و شور سے سحر چل رہا ہے سہمناک کو خبر پہونچی کہ لشکر
سمن ہمارے لشکر پر آ پڑا آخر چل رہا ہے یہ بھی جھلا کر نکلا ملکہ سے یہ کہکر چلا کہ تمھارے لشکر لیجا کر ابھی
کٹائے دیتا ہون بی گلعذار کا سر کاٹ کے لاتا ہون باہر آکے سحر کرنے لگا جہان باغبان و گلچین
قید ہین سب سپاہی یہان کے بھی جا جا کے شریک جنگ ہونے لگے ایک جمعدار بھی متعین تھا
جب دو دو چار چار سپاہی جانے لگے تو جمعدار نے پکار کر کہا یارو مجھکو اکیلا چھوڑے جاتے ہو نکلے
منھ سے نکلا کہ قیدیون کو ایسے وقت مین سر کاٹ لو اور آکے شریک جنگ ہو جمعدار تلوار
کھینچکر طرف گلچین کے چلا باغبان نے للکارا او ملعون ہمارے سامنے زوجہ کا سر کاٹتا ہے ادھر پہلے
سر کاٹ وہ ادھر پلٹا یہ کہکر باغبان پر ہاتھ مارا او گنہگار تو ہی لے ہماری خیر سے وہان تلوار
چل رہی ہے ہم جا کر شریک ہون باغبان نے ہتھکڑی اٹھا دی ہتھکڑی کٹ گئی باغبان نے وہی ہتھکڑی
اس جمعدار پر پھینک ماری اسکا سر پھٹ گیا اسی ہاتھ سے گلچین کی زبان سے سوزن نکال لیا
گلچین جو تڑپی قید آہن جسم سے ٹوٹ کر الگ گری گلچین نے اٹھتے اٹھتے باغبان کی زبان سے سوزن
کو لیا دونون زن و شوہر طرف لشکر سہمناک کے چلے گلعذار نے جو دیکھا کہ سہمناک تڑپ تڑپ کے

قیس کی قبر پر فقیر ہو کر بیٹھون شاید خواب مین تشریف لائین کچھ تعلیم کر جائین کہ عشق مین کیونکر بسر کرین یا سر ٹکرا ٹکرا کر مرین یہ جفائین ہم سے اُٹھائی نہین جاتین جب کہ لطف لیلاے شب کم ہے گذری رات کی کی مزاج کی برہمی بیٹھے بیٹھے سوچا کہ جستجو واجب و لازم ہے دل دیکھنے جمال ہمیشال کا عازم ہے یہ سوچکر دونون پانون زمین مین مارے غرق زمین ہوا نقب سحر کا تا ہوا چلا اندر بارگاہ سمن بنت یاسمن کے جا کر سر نکالا دیکھا ملکہ سمن پڑی سو رہی ہین شباب کی نیند ہاتھ کہین پانون کہین سینہ کھلا ہوا سہمناک کو یہ حال دیکھکر یقین تھا کہ غش آجائے مگر اپنے کو بہ شکل تمام سنبھالا قریب پلنگ کے آیا سوتے مین سحر کیا ملکہ سمن سو تو رہی تھین بیہوش ہوئین چونکہ جوت ہے کہ یہ ساحرہ ہے زبان مین سوزن کو دیدیا پنجہ کمر مین دیکر لے بھاگا اُسی نقب سے اپنی بارگاہ مین پہونچا اُسوقت رات کا سناٹا بیتابی دل ترقی پر مضطر و ششدر سمن کو مسند پر بٹھایا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی گرد چُن دین ملکہ سمن کو ہوشیار کر کے آپ دست بستہ بیٹھا سمن کی جو آنکھ کھلی دیکھا گرد اسباب عیش و نشاط مہیا ہے زبان مین سوزن سامنے وہ دشمن گھبرا کر چہار جانب دیکھنے لگی سہمناک زنگی نے دست بستہ عرض کی مین تابعدار ہون بیقراری نے نہ مانا آخر اسپر قرار ہوا کہ آپ کو لے آیا اب امیدوار ہون کہ مجھکو غلامی مین قبول فرمایئے اے ملکہ عالم مدت سے تمھارے حسن جہان سوز کا طالب تھا اب جو جمال جہان آرا دیکھا اپنے ہوش مین نہ رہا آخر عقل نے یہی صلاح دی کہ آپ کو لے آیا حال دل اپنا عرض کیا ملکہ سمن بنت یاسمن نے بقہر و غضب تمام جواب دیا کہ یہ خیال خام و تصور ناتمام دل سے دور کر گرفتار کر کے لایا ہے قتل کر ڈال سہمناک زنگی بُت رو دیا قدمون پر گرا اور دست بستہ عرض کی نظم

از دل شدگان حجاب تا کے
مے دہ ترک ثواب تا کے
ساقی برخیز و جام مے دہ
اے دختر رز حجاب تا کے
دادی برباد دین و ایمان
این بوسہ بحساب تا کے

رخسار بہ نقاب تا کے
توبہ ز شراب ناب تا کے
در موسم گل حجاب تا کے
مغرور جمال و حسن تا چند
اے دل دگر اضطراب تا کے
از آتش ہجر جان و تن سوخت

ساقی صبح ست خواب تا کے
این نقش بروئے آب تا کے
در شیشہ ز چشم شوق رندان
نادان عہد شباب تا کے
او گفت شب وصال با من
بر سوختگان عذاب تا کے

کمامین تو برائے ملاقات ملکہ سمن آیا تھا تیر مژگان کو وہ دل پر لب معشوق سے ہو اپنے جوشش مین نہین ہون مین نے جو سوال کیا او پردہ در پردہ کہا ملکہ سمن نہیں یا سمن بہت رنجیدہ ہو مین آمادہ حرب پیکار ہین مین رنجیدہ ہوکر چلا آیا مگر اسکا انجام بہتر نہوگا ساتھ والون نے کہا حضور کیا ضرور ہی فساد برپا ہوگا آخر کو شہنشاہ سنینگے بہت رنجیدہ ہونگے سمہناک نے کہا میرے دل پر کیا قابو ہی ہر چند دل کو سمجھاتا ہون مگر دل نہین مانتا نظم

دل جلے تو رنگ مانند طلا پیدا کرون
گر ہو یہ سیماب کشتہ کیمیا پیدا کرون

مضطرب ہون یاد زلف دلربا پیدا کرون
درد جس دل مین ہو اس دل ہی کو نا پیدا کرون

کاروان اشک خون لے کے جب الرحیل
اس سرا خالی سے مین بانگ درا پیدا کرون

بندہ محبت ہو یہ ایا نگون دعا سے
دل کوئی اس قلب کافر سے جدا پیدا کرون

وہ کرین انکار مین کدا دمین پھر سکون
معنی اثبات اور تکرار لا پیدا کرون

لذت غم ہو یہ خواہان ہون ترک درمان
خلق یار باوفا مین ہو تا پیدا کرون

لن ترانی بھی نہین سنتے بلانے پر مرے
مشق کرتا ہون کہ موسی کی صدا پیدا کرون

جان سے رکھی ہے دل کی اک صنم کی یاد نے
اور آفت لون جو فکر ماسوا پیدا کرون

خضر لے چلتے نہین رستہ بتاتے ہین مجھے
اپنے مطلب کا کوئی اب رہنما پیدا کرون

تیرے تو طالب ہزارون ہین کجا ہے کیفر تا
مین کہان سے اور تجھسا دوسرا پیدا کرون

بے اثر ہیرے سفر اور با اثر انکے خلاف
ہو تیرہ وہ آہ سے کیا کہون کیا پیدا کرون

سجدے آئینے پہ کرتا ہے وہ کافر خود پرست
ضد یہی تھی اپنی صورت کا خدا پیدا کرون

مصاحبون نے غرض کی بنیا سب نہین ہر ہر چند سب نے سمجھایا مگر سمہناک کا سودا بڑھتا ہی جاتا ہی سمہناک ہر چند اپنے کو سنبھالتا ہی مگر نہین سنبھلتا دن گذرا شب فراق کا سامنا ہوا اور زیادہ گھبرایا شمعہاے مومی روشن ہین مگر اسکو اندھیر معلوم ہوتا ہی گھبرا کر کبھی بیرون بارگاہ جاتا ہی کبھی اندر آتا ہی دلو کہ جنون دل پر طاری ترقی پر بیقراری آنکھون سے اشک جاری ادھر پر گرتہ دیوانوی ادھر ادھر ٹہلتا پھرتا ہی دونون ہاتھون سے کلیجے کو دبائے ہوے ہی کبھی شکوہ فلکی کرتا ہی کہ اے فلک کجرفتار اے گردون غدار یہ کیا کجروی تو نے میرے ساتھ کی جی چاہتا ہی طرف کوہ نکل جاؤن تنہا

پاس آکے بیٹھئے سمن نے کہا مین رنجیدہ بیٹھی ہون سہمناک نے پوچھا ملکہ کہان کا قصد ہی سمن نے کہا قید باغبان گلچین لیکر بخدمت شہنشاہ ہوش ربا جاتی ہون سہمناک ہر مرتبہ لگاوٹ کرتا ہی کبھی بہ منت کہتا ہی میرے پاس آکر بیٹھیے سمن نے جھلا کر کہا صاحب مین اچھی طرح بیٹھی ہون تم بھی نواب جاوگے برائے شکار آئے تھے سہمناک نے کہا حضور ہم شکار آیا تھا آپ اپنا خود شکار ہو گیا کیا کیفیت عرض کرون ملکہ نے منھ پھیر لیا سہمناک نے کہا مین بھی آپکے ساتھ چلونگا مجھے بڑا قلق ہی آپ توجہ نہین فرماتین میرا جی چاہتا ہی میرے پاس بیٹھے آپ باتین کرین اب دو چار روز یہین رہونگا جب حضور کوچ کرینگی اسدن مین بھی آپکے ساتھ جاونگا سمن نے کہا کیا ضرورت ہی تم واسطے شکار کے آئے تھے جنگل مین جا کر شکار کھیلو مجھسے کیا واسطہ ہی سہمناک نے دست بستہ عرض کی مین تابعدار ہون اسیر طرۂ گیسو فریح خنجر ابرو ہون میرے حال زار پر رحم فرمائیے

نظم

آئے سین مین آپ یہ کیسا تپاک ہی — مدت سے انتظار مین عاشق ہلاک ہی
گلشن سے کوچ کی کسی گل رو نے ہی خبر — بلبل کی طرح گل کا جگر چاک چاک ہی
سنکر مری فغان لبین دیوار سن ہوا — بولا یہ کسکی آہ دل دردناک ہی
تربت سے بعد مرگ گل اشرفی اگے — اکسیر جسکا نام ہی وہ میری خاک ہی
عصیان سے دامن اپنا مکدر ہی کم نہین — دامان دل تو کفر کے دھبے سے پاک ہی
آتا ہی میکدے کو بہانے سے محتسب — درپردہ دختِ رز کی شب و روز تاک ہی
سیر چمن مین ہمکو ہی بلبل سے اتفاق — گلگشت اس بہار مین بالاشتراک ہی
ہمنام ہی جو شیر خدا اسے جلیل کا — نہ دل عدو یہ اسلیے رعنا کی دھاک ہی

یہ اشعار جو سہمناک زنگی نے سامنے ملکہ سمن کے پڑھے اور خلاصہ الفاظ کہے سمن نے غصے سے جواب دیا اے سہمناک تم اپنے ہوش مین ہو یا نہین مین عشق و عاشقی کے رنگ سے آگاہ نہین دو چار روز یہان رہونگی آپ تشریف لیجائیے ایسا نہو میرے آپ کے فساد ہو سہمناک رنجیدہ بارگاہ سمن سے اٹھکر باہر آیا لشکر تو اپنے ملا کر آمادہ بارگاہ الگ استادہ کرائی بارگاہ مین آکر سر جھکا کر بیٹھا ساتھ والون نے پوچھا کیون حضور باعث انتشار کیا ہی سہمناک نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی

جو چاہیں لکھیں کاتب اعمال حارپردن	دیکھو نگار روز حشر میں کاغذ حساب کا
بیخود ہو سنکے یعنی شور و سرسپند	افسانہ اپنا شعر ہے فقط بیخواب کا
آتش کی التجا ہے یہی تمسے یا علی	صدمہ نہو فشار لحد کے عذاب کا

یہ زمزمہ سرائی کرکے کچھ دن حیرت کے کہا اور اڑ کر چلا گیا حیرت نے کہا حکم شہنشاہ آیا ہے کہ اے ملکہ سمن باغبان و گلچین کو لیکر تم ہمارے پاس جلد آؤ طائر یہی کہتے آیا تھا سمن نے کہا دادی مجھے تو عین آرزو ہے کہ نمکحراموں کو لیکر خدمت شاہ میں جاؤں اپنے ہاتھ سے قتل کرون تب میرے دل کو آرام ہو اُسی وقت حیرت نے ارابہ تیار کرایا باغبان و گلچین کو اسیر سحر کیا سمن بنت یاسمن تین لاکھ فوج اپنے ساتھ لیکر طرف باغ سیب کے روانہ ہوئی یہ خبر لشکر اسلام میں پہونچی کہ باغبان و گلچین کو گرفتار کرکے حیرت نے طرف باغ سیب کے روانہ کردیا سمن بنت یاسمن لیکر گئی ہے یہ سنتے ہی ملکہ بہار اپنے مقام سے اُٹھیں کہا میں برائے رہائی باغبان ضرور جاؤنگی ملکہ مہرخ نے منع بھی کیا کہ ہم اور کسی کو بھیجینگے خواجہ عمرو و برق و چالاک نے کہا ہم جاتے ہیں ملکہ بہار گلعذار نے فرمایا صاحبو باغبان و گلچین کو رنج ہوگا کہ بہار ہماری مدد کو نہ آئیں باعث شکایت ہوگا یہ کہکر ملکہ بہار روانہ ہوئیں بعد جانے ملکہ بہار کے برق و چالاک و خواجہ بھی چلے کنارے پر لشکر کے خواجہ نے کہا میں کسی کے ساتھ نہیں جاتا اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ چالاک نے کہا میں آپکے ساتھ کب جاتا ہوں یہ کہکر چالاک الگ چلا برق بھی الگ روانہ ہوا خواجہ ایک جانب چلے مگر ملکہ سمن بنت یاسمن قید باغبان و گلچین لیکر چلی ہے چند منزلیں طے کیں ایک صحرائے سبزہ زار میں لشکر اُسکا اُترا ہوا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی سہمناک زنگی کہ خود بھی ساحر ہے جمعیت بارہ ہزار ساحران واسطے شکار کے نکلا تھا دور سے جو لشکر ساحروں کا دیکھا ادھر پلٹ پڑا ملکہ سمن نے جو اُسے آتے ہوئے دیکھا جانتی ہے کہ خواہرزادہ افراسیاب برادر زن ساحر زبردست بھی ہے نکلکر استقبال کیا یہ جو بارگاہ سے نکلی چند کنیزیں پشت پر دریائے جواہر میں غوطہ سہمناک نے جو ملکہ سمن کو دیکھا بیقرار ہوگیا ہاتھ میں ہاتھ ڈالدیا سمن کو ناگوار بھی ہوا مگر سمجھی کہ مہمان ہے بارگاہ میں لائی مقام صدر پر جگہ دی سہمناک نے بہ محبت کہا ملکہ آئیے میرے پاس تشریف رکھیے ملکہ سمن نے جو خیال کرکے دیکھا سہمناک ٹیکا ٹیڑھا ہے سمن ہٹکر بیٹھی سہمناک نے پھر کہا میرے

آجاؤنگی مین اگر گرفتار بھی ہو جاؤنگی خدا انکو سلامت رکھے میری رہائی کی تدبیر کرنا باجبان نے کہا
یہ مجھسے نہو سکیگا کہ تم کو اکیلا اس حال پر ملال مین چھوڑ جاؤن حیرت نے جو دیکھا کہ باجبان کسی کے
مدوکے نہین رکتا تخت سے کودی سامنے آکر نعرہ کیا اے نمکحرامو تمکو خوف شاہ نہین باجبان جھپٹا کر
حیرت پر سحر کرون کئی سے کنیزین حیرت کی بیچ مین تھین باجبان انکو مارکر آگے بڑھا گیند پھولونکا
حیرت پر مارا حیرت نے ہاتھ مارا گیند پھٹ گئے زمین پر گرا حیرت نے ڈوپٹہ سر سے ہٹایا بالون کو
کھول کر جو حیرت نے مارا باجبان اور گلچین کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا تیسری گردش مین حیرت
زن و شوہر زمین پر گرے حیرت نے کہا ان دونون کو گرفتار کرو کنیزون نے دونون کی زبانین نہ ہونٹ
کو دیا حیرت نے زن و شوہر کو بسکسل مطوق کر لیا اور بے پر ڈالکر طرف اپنی بارگاہ کے لیچلی سمن
بنت یاسمن نے عرض کی کہ یہ دونون گنہگار میرے ہین مجھکو مرحمت ہون تو مین انکو قتل کرون حیرت
نے کہا اے سمن باجبان قدرت وزیر اعظم ساحر محترم و محتشم بدون حکم افراسیاب نہین قتل
ہو سکتا حیرت نے لاکر دونون کو ایک خیمے مین قید کیا ایک عرضی واسطے افراسیاب کے لکھی چاہتی تھی کہ
روانہ کرے کہ ایک برق چمکی طائر ہفت رنگ کاندھے پر آکر حیرت کے بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا اُس زمزمہ
سرائی مین یہ اشعار حیرت جادو کو سنائے

اشعار

ہاتھون مین نہین یار کے ساغر شراب کا
دست مسیح مین ہے قدح آفتاب کا

آنکھون مین تیرے چاہنے والون کی داغ ہے
شبنم پسند ہوویگا حسن آفتاب کا

دو بستین یہ میری ہین مین ہون فقیر مست
اک نان خشک ایک پیالہ شراب کا

چاہیے شکست جہل تو تحصیل علم کر
وابستہ یہ طلسم ہے لوح کتاب کا

اُس ترک تک پہونچنے کی تدبیر ہے یہی
تعویذ خط ہے بازوے مرغ کباب کا

پروانے سے لڑایا ہے بلبل کو رات بھر
شمعون مین عطر یار نے ملکر گلاب کا

کس ترک نوجوان نے کیا ہے یہ شوق تیر
جھپٹتا ہے بازو دن سے ہر اک پر عقاب کا

حد سے نکل چلا ہے بہت سرمہ پونچھیے
لگتا ہے داغ موے مژہ کو خضاب کا

دیکھیے جو تیرے دست حنائی کے رنگ کو
شرمندگی سے رنگ ہو نیلا شراب کا

دریا مین غسل کے لیے اترا جو وہ صنم
ناقوس مچھلیون نے بجایا حباب کا

گلچین گھبرا کر کنارے پر تسکے آئی دیکھا چند دیو بند ہرکارے گھبرائے ہوئے آتے ہین گلچین نے جھپٹ کر
پوچھا ارے کیا خبر لائے دونون نے عرض کی باغبان قدرت گرفتار ہوگئے سمن بہ عتاب خطاب
کر رہی ہے اسکو اپنے شوہر سے نوبت عشق کی پہونچی ہے بدحواس ہو گئی ہائے میرا شوہر کہکر چلی آسمان
پر آکے جھلکی دیکھا اپنے شوہر میرا زمین پر بیٹھا ہے ہزارہا زن جادوگرون کا جماؤ ہے اپنے اپنے طور پر
سب برا کہہ رہے ہین گلچین کو تاب نہ رہی نعرہ کرکے گری آوازہ دی باشید لے کافر ان بہچان گلچین
اس زور و شور سے گری کہ گئی سے ساحرون کے سر کٹے باغبان پر گری گرتے گرتے باغبان کی
زبان سے سوزن کو لیا باغبان اکڑ کے اٹھا اٹھتے اٹھتے زمین سے سنگریزے اٹھا کر مارے کئی
ہزار جادوگر گرے انکے کام تمام ہوئے اب زن و شوہر شانہ بہ شانہ پہلو بہ پہلو لڑ رہے ہین
سمن چاہتی ہے بلوہ کرکے ان دونون کو گرفتار کرلون مگر باغبان و گلچین مثل برق جہندہ
لڑ رہے ہین چار طرف سے ساحرون کا بلوہ ہے یہ دونون زن و شوہر سنگریزے اٹھا اٹھا کر
مار رہے ہین جب سنگریزہ مارا سو دو سو کے سر پھٹے غل مچا جو ہوا حیرت نے پوچھا ارے یہ کیا ہنگامہ ہے
ہرکارون نے خبر دی صرصر باغبان کو پکڑ لائی تھی گلچین نے آکر شوہر کو رہا کیا اب دونون بڑے
زور و شور سے لڑ رہے ہین یقین ہے کہ سمن ماری جائے نصف لشکر کو دونون نے قتل کیا
کوئی صورت فتح کی نہین معلوم ہوتی ملکہ حیرت فوراً تخت پر سوار ہوئین کہاریون نے
تخت اٹھایا باہر جو نکلین جسنے سنا وہ چلا مصور بہ صورت نگار و یاقوت و زمرد
سے سردار ملکہ حیرت کو گھیرے ہوئے بڑے زور و شور سے ملکہ حیرت آکر پہونچین حیرت
نے دیکھا دونون زن و شوہر بیچ مین لشکر کے لڑ رہے ہین ہر چند کہ جادوگرون کا ہجوم ہے مگر
باغبان مثل فیل مست جھوم رہا ہے حیرت نے آواز دی لینا یارو لاکھ جادوگر آن کر
چار جانب سے گھر آئے سحر چلنے لگا باغبان نے دیکھا گلچین نے کئی زخم کھائے باغبان نے گلچین
کا ہاتھ پکڑ کر سنبھالا کہا صاحب ہوشیار ہو جاؤ گلچین نے سر اٹھایا دیکھا فوجون کے ٹھٹ
ہین اب باغبان کو یہ مشکل ہے کہ زوجہ کو سنبھالے یا ساحرون سے لڑے مگر جدھر باغبان
رخ کرتا ہے پرے کے پرے ساحرون کے بھاگتے ہین مگر گلچین کا سنبھالنا باعث خرابی ہے کئی
مرتبہ گلچین نے کہا صاحب تم میرا خیال نہ کرو بڑھ کر لڑو ملکہ آگئی ہین جھسے تو سنبھلا جاتا نہین کسی طرح

رنگ و روغن عیاری کا لگا کر برق کی شکل بنکر تیار ہوئی دوڑی ہوئی سامنے باغبان کے آئی سمجھ چکی تھی پکار کر آواز دی اے باغبان مطلب حاصل ہوا باغبان نے کہا اے دختر برق میں نے جا کر سحر کر دیا تا بہ لشکر پر سمن کے برس رہا ہے صرصر نے کہا بڑا کام تم نے کیا آخر اپنا سحر اُسنے آپ ہی مٹایا یہ باتیں کرتی ہوئی باغبان سے چلی باغبان شگفتہ ہو کر کلام کر رہے ہیں صرصر چاہتی ہے کوئی پہلو ملے تو باغبان کو بیہوش کروں کہ قریب ایک گلستان کے آکر پہونچے صرصر نے کہا اے باغبان اُسنے پھر سحر تیار کیا بڑے زور و شور سے ابر اُٹھا ہے باغبان پلٹا صرصر نے حلقہ کمند گلے میں ڈالدیے حباب مار کر بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر لے بھاگی صرصر پشتارے کو لیے جاتی ہے مگر ابھی تک برق کی صورت بنی ہوئی ہے اُدھر سے چالاک آتا تھا دور سے دیکھا کہ برق پشتارہ بدوش آتا ہے سمجھا اسنے سمن کو گرفتار کیا پکار کر آواز دی بھائی برق کسکو لائے صرصر نے ہاتھ ہلایا مراد یہ تھی کہ ادھر نہ آنا چالاک پیچھے ہٹا صرصر پشتارہ باغبان کا لیے ہوئے داخل لشکر سمن ہو گئی چالاک حیران ہے سمجھا تھا کہ برق ادھر آئیگا جب ادھر نہ آیا تب چالاک کو خیال آیا کہ اے چالاک یہ عیاری ہوئی یقین ہے صرصر تھی اب یہ تردد ہوا کہ آخر کسکو لیگئی اس فکر میں کھڑا تھا کہ دیکھا برق پھرتا ہوا آتا ہے چالاک نے پکارا بھائی برق کہاں سے آتے ہو برق قریب آیا کہا میں فکر میں سمن کی پھر رہا ہوں چالاک نے سب حال بیان کیا برق نے کہا شاید باغبان قدرت تھا اُستانی گرفتار کر لے گئیں اب تو برق و چالاک بخوبی آگاہ ہوے کہ باغبان پر افتاد پڑی یہ دونوں بصورت تبدیل لشکر سمن میں آئے سُنا کہ چرچا ہو رہا ہے کہ ملکہ صرصر شمشیر زن باغبان کو گرفتار کر کے لائیں برق و چالاک کف افسوس ملتے ہیں پھرتے پھراتے دونوں بشکل ساحر دربار گاہ سمن پر آئے دیکھا سمن کرسی پر بیٹھی ہوئی ہے کہ باغبان گرفتار ہوے باغبان سامنے سمن کے سرنگوں بیٹھا ہے سمن بہت یا سمن بعتاب خطاب کر رہی ہے کہ کیوں اے باغبان تم نے شہنشاہ کے نمک کا پاس نہ کیا باغبان غصے میں کچھ جواب نہیں دیتا قضائے کار ہر کارے لشکر اسلام کے چرند و پرند جو لشکر کفار میں موجود رہتے ہیں یہ خبر دریافت کر کے بھاگے باغبان قدرت ملکہ گلچین سے کچھ رنجیدہ ہو کے نکلے تھے گلچین پریشان ہو کر بارگاہ سے نکلی ہے ایک ایک سے پوچھتی ہے کہ باغبان کو دیکھا تھا کسی نے بیان کیا باغبان سے کچھ برق نے آکر کہا باغبان طرف لشکر سمن کے گئے ہوے ہیں

کر رہی ہے کہ ملکہ اکیلی بیٹھی ہین حفاظت کرنا برق گھبرا گیا نقب مین کود کر بھاگا خوف ہوا کہ صرصر یہان نہ آجائے
برق تو نکل گیا صرصر پاس سمن کے آئی ملکہ تم کس سے باتین کر رہی تھین سمن نے کہا ایک ساحر فرستادہ
شہنشاہ آیا تھا یہ کہہ گیا کہ ملکہ عیارون سے اپنے کو بچانا بہت ہوشیاری سے سحر تیار کرنا صرصر نے کہا ملکہ
غضب ہوا تمسے کوئی عیار حال ابر کا پوچھ گیا اب اس ابر کی خیر نہین ملکہ سمن نے کہا اگر کوئی حال
پوچھ گیا تو کیا کر سکتا ہے برق جو نکل کر بھاگا لشکر مین اپنے آیا کنارے پر لشکر کے باغبان قدرت
کھڑا تھا برق نے کہا اے باغبان مین اسوقت پاس ملکہ سمن کے گیا تھا ایک بات دریافت کر آیا ہون
وہ جو آسمان پر ابر تڑپ رہا ہے تمھارے لشکر پر یہ سمن بنت یا سمن گرائیگی مین نے اُستانی کی وہان
آواز سنی بھاگ آیا باغبان نے کہا اے برق بڑا کام کیا مین ابھی تدبیر کرتا ہون برق تو علیحدہ
ہوا پھر فکر مین چلا چالاک نے جو یہ فقرہ سُنا کہ برق سمن سے باتین کر کے آیا ہے چالاک بھی چلے کہ اب
تو عیاری آسان ہے برق رنگ جما آیا ہے چالاک تو اس فکر مین روانہ ہوئے سمن دربارگاہ پر
ٹہل رہی ہے ابر آسمان پر ٹھہرا رہا ہے برق تسے جو باغبان نے یہ سُنا تڑپ کر بلند ہوا قریب ابر کے
آکر ایک گیند پھولون کا مارا کہ ابر تڑپا دوسرا گیند مار کر باغبان تو کنارے ہوا صحرا مین اُترتا ہوا
طرف اپنے لشکر کے چلا مگر وہ ابر لشکر مین سمن کے برسنے لگا چھریان کٹاریان گرین کئی ہزار جادوگر
مرے فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی کچھ جادوگرنیان دوڑی ہوئی پاس سمن کے آئین کہا اے
ملکہ عالم یہ کیا غضب ہوا ابر سے آگ برس رہی ہے کئی ہزار جادوگر پامال ہو چکے جسپر چھری پڑی
سینے کے پار گذری ہے اے سامری وجمشید جلکر ابر کو روکیے ایسا نہو سب لشکر تباہ ہو جائے سمن
دوڑی کہا صرصر سچ کہتی تھی برق جو دریافت کر کے گیا اسی نے یہ آفت برپا کی سمن نے آکر دیکھا
کہ ابر برس رہا ہے چھریان گر رہی ہین ہزارون جادوگر قتل ہو چکے لاشے اُن کے تڑپ رہے ہین
سمن نے سحر کیا اپنے ابر کو آپ مٹایا مٹتے مٹتے ابر کے کئی ہزار جادوگر اور پامال ہوئے جب ابر مٹگیا
سمن سر پیٹتی تھی اور کہتی تھی کہ صرصر نے مجھسے کہا تھا مین نے نہ مانا افراسیاب ہی کا کام ہے ان
سے مقابلہ کرنا کیسے کیسے ساحران زبردست شریک مسلمانان ہوئے مین نے کس مشقت سے
ابر تیار کیا ایک لحہ بھر مین اُسنے اُلٹی تاثیر دکھائی لشکر میرا تباہ ہوا کل میدان کارزار مین سمجھ لونگی لیکن
صرصر شمشیر زن کنارے پر لشکر کے ٹہل رہی تھی دیکھا باغبان قدرت سحر کر کے پلٹا ہے کنارے آکر

آرام کرین مین پختہ وعدہ کرتی ہون کہ بہار کو تسخیر کرکے لاؤنگی افراسیاب کو ہمن نے سمجھا کر رخصت
کیا مگر افراسیاب یہ کہہ گیا کہ اے ہمن یہ بڑا غضب ہوا کہ شیطان کے ہمراہ نہ گئے شہ ناکامیاب ہوا جسے مقام پر
عمر و قید ہوگا یہ آکر چھڑا لیجائیگا اور کسی کے روکے نہ رکیگا یہ کہکر افراسیاب چلا گیا راہ مین سوچتا
ہوا جاتا ہے کہ مین کوہ خیلہ سازان پر جاؤن وہان شیاطین جمع ہوتے ہین اُنسے کہکر اسے
گرفتار کراؤن مگر ملکہ ہمن نے اسی وقت لشکر تیار کیا برائے مقابلہ مسلمانان چلی شیطان بچہ عمر و
بہار کو لیے ہوے لشکر مین آیا یہ سب نوبت نقارے بجاتے ہوے آکر ملکہ مہرخ سے ملے مہرخ نے ان
دونون کے آنے کی بڑی خوشی کی تیسرے دن دربار جما ہوا ہے سب سردار اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین
کہ ہرکارون نے آکر خبر دی ملکہ ہمن بنت یاسمن برائے مدد ملکہ حیرت آتی ہے یہ سنتے ہی برق
اپنے مقام سے اُٹھا خواجہ نے کہا اب تو پھر چلا عیاری کو خراب کریگا برق نے کچھ جواب نہ دیا بڑھتا
ہوا چلا بصورت مبدل لشکر مین ہمن کے آیا دیکھا ایک خیمہ استادہ ہے گھیرا ہوا پہرہ ہے بیقرار ہے کہ
کیونکر اندر جاؤن یہ بھی خبر سُنی کہ ہمن بیٹھی ہوئی سحر تیار کر رہی ہے اور بچشم خود دیکھا کہ اُس خیمے سے شعلے
آگ کے نکل رہے ہین پھرتا پھرتا دن ڈھلے ایک گوشے مین آیا نقب کھودتا ہوا چلا اُسی نقب مین
اپنی صورت ایک ساحر کی بنا کی ملکہ ہمن بنت یاسمن اپنے خیمے مین بیٹھی ہوئی سحر تیار کر رہی ہے ایک
ابر سحر بنایا اُسمین چھریان کٹاریان بھری ہین وہ ابر بلند ہوا ہے اُسکو زور دے رہی ہے کہ برق خاک مین
اَٹا ہوا زمین سے نکلا زمین سے ظاہر ہوتے ہی آواز دی منم فرستادہ شہنشاہ افراسیاب اے ہمن کیا
سحر تیار کر رہی ہے ہمن جھجک گئی اپنے کو روک کر کہا اے شخص شہنشاہ نے کیا فرمایا ہے تو زمین سے
کیون آیا برق نے کہا اے ہمن شہنشاہ نے فرمایا تھا جو ساحر ظاہر مین جاتا ہے عیار اُسکو عیاری
کرکے مار لیتے ہین اسواسطے مین زمین سے آیا کہ مجھکو کوئی نہ دیکھے آپ کے پاس تو بھیج گیا شہنشاہ
نے فرمایا ہے عیارون سے اپنے کو بچانا جو سحر کرنا سمجھ کے کرنا ہمن ہوشیار بیٹھی ہے دیکھا برق نے ایسا
نہو یہ پہچان لے کہا بس مین رخصت ہوتا ہون ملکہ ہمن نے کہا شہنشاہ سے آداب و تسلیمات عرض کرنا
اور کہنا کہ مین نے سحر ابر آتشبار تیار کیا ہے رات کو اسکو اور زور دونگی لشکر مسلمانان پر جاکر آگ
برسائیگا برق نے کئی مرتبہ قصد کیا کہ شراب کی بوتل سامنے رکھی ہے کسی حیلے سے اسکو شراب پلا دون
بیہوش کرون مگر حوصلہ نہ پڑا ایک باعث اور بھی ہوا کہ برق نے صرصر کی آواز سُنی کہ کنیزان ہمن سے

دوسری صرصر باہر ایسی ہوا بگڑی پکار کر آواز دی ملکہ صرصر ذرا میرے پاس آؤ جیسے ہی صرصر قریب آئی
سمن نے بیان کیا ایک صرصر تمہاری شکل کی اندر خیمے کے بہار کو سمجھانے گئی ہے صرصر نے کہا وہ عمرو
عیار ہے میں جب چھپ جاؤں اسکو بلا کے گرفتار کر لیجیے یہ کہکر صرصر ایک گوشے میں جا کر چھپ رہی
خواجہ بہار کو لیکر باہر آئے سمن نے للکارا او ساربان زادے اب کہاں جائیگا میں نے تجھکو پہچانا خواجہ
حیران کہ یہ کیا انقلاب ہوا اتنی دیر میں ہوا بدل گئی صرصر مصیبت چل گئی چاہا جست کر کے نکل
جاؤں سمن نے سحر کیا خواجہ کے پانوٴن زمین نے تھام لیے کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا افراسیاب یک
و تنہا آگر پہونچا صرصر اصلی نے بھی اپنے کو ظاہر کیا سمن خواجہ و بہار پر یہ عتاب خطاب کر رہی ہے کہ
ملکہ بہار یہ بڑا ملال اٹھاؤ گی اب یہانسے چھوٹ کر کیونکر جاؤ گی عمرو کے آنے کو بڑا غنیمت جانا تھا
اسکو بھی ہم نے گرفتار کر لیا کبھی خواجہ سے کہتی ہے او ساربان زادے تجھکو اپنی مکاری پر بڑا ناز ہے
کہ افراسیاب زمین پر آیا ملکہ سمن نے بڑھ کر سلام کیا کہا اے شہنشاہ میں ملکہ بہار کو گرفتار کر لائی
خواجہ عمرو چھڑانے آئے تھے لونڈی نے انکو بھی گرفتار کر لیا افراسیاب نے کہا ساربان زادے کو ذرا
میرے سامنے لاؤ مجھے اس سے کچھ کہنا ہے کنیزیں عمرو کو کشاں کشاں افراسیاب کے سامنے لائیں
افراسیاب نے کہا او ساربان زادے اب تیرا کیا حال کروں عمرو نے کہا آپ کو اختیار ہے میں
تو آپ کا تابعدار ہوں میں آپ کی نوکری کرنے آیا تھا آپ نے مجھسے لڑائی آغاز کی میں ناچار ہوا
افراسیاب نے کہا او ساربان زادے تو تابہ کوہ عجائب کیونکر پہونچا عمرو نے کہا آپ کا اقبال
آپ کی عنایت و پرورش آپ ہر جگہ پہونچا دیتے ہیں جب افراسیاب نے بہت پوچھا عمرو نے سب
حال بیان کیا افراسیاب کے ہوش اڑ گئے عمرو نے کہا بہار کو بھی بلوا لیجیے میں آپ کے واسطے
راضی کر دوں بہار کو بھی لا کر قریب عمرو کے بٹھایا عمرو نے افراسیاب کے ہاتھ میں لگا کر مہرہ
سر شیطان کمر سے نکالے انکو پیچ و تاب دیا افراسیاب باتیں کر رہا ہے کہ ایک دیو سامنے سے پیدا
ہوا وہ صورت ہیبت ناک تھی کہ افراسیاب ایسا ساحر زبردست جھجک گیا اس دیو نے بڑھ کر
ایک پنجہ کمر میں عمرو کی اور ایک پنجہ کمر میں بہار کی دیا آواز دی او افراسیاب خانہ خراب عمرو
میرا مہربان ہے میں اسکو لیے جاتا ہوں افراسیاب اٹھا اور نعرہ کیا او شیطان بچے میں نے تجھکو
پہچانا ہر چند افراسیاب چیخا چلایا شیطان بچہ نہ رکا جب جانے کا ارادہ کیا سمن نے نہ چھوڑا کہا حضرت

خدمت مین شہنشاہ کی پہونچا دونگی یہ سنکر افراسیاب باغ باغ ہوگیا کہا اے سمن اگر یہ کام تم سے
تو تمکو نائب طلسم کرونگا ملکہ سمن نے افراسیاب کو سمجھا کر رخصت کیا آپ شب کو نقب سحر دیکر آئی
کہ انتظام بہار تھا لیکن سمن سحر کرکے پہونچی ملکہ بہار کو گرفتار کرکے لیگئی ایسا اسکو اشتیاق تھا کہ
ہی کو ملکہ بہار کو سمجھایا اور بہت ہوشیار کیا بہار نے کہا کیا بیہودہ بکتی ہے جو تجھسے ہوسکے قصور نکر اب تو
گرفتار کرلائی ہے شیطان بچہ نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری مین تلاش کرنے گیا ملکہ بہار کو دیکھ آیا
سمن نے افراسیاب کو نامہ لکھا ہے یقین ہے کہ افراسیاب آئے آپ اپنے کو قبل آنے افراسیاب کے
وہان پہونچائیے جس طرح مناسب ہو رہا کرالائیے غلام کے جانیکا موقع نہین ہے یہ سب حال بہار کا
شیطان بچے نے بیان کیا باغبان وغیرہ آمادہ ہوے کہ ابھی جاکر سمن سے مقابلہ کرین بہار کو
رہا کرکے لائین خواجہ نے سب کو منع کیا کہا مین جاتا ہون جاکر بہار کی فکر کرتا ہون اگر مناسب ہوا
پر آنا شیطان بچہ رخصت ہوا خواجہ عمرو طرف لشکر سمن کے روانہ ہوے دور سے اگے دیکھا لشکر ملکہ سمن
کا فروکش ہے دربارگاہ پر سمن بیٹھی ہے گرد کنیزین مصاحب یہی ذکر ہو رہا ہے کہ بہار سرکشی کرتی ہے
مین نے شہنشاہ کو بلوایا ہے وہ آکر سمجھا لینگے خواجہ عمرو نے کنارے آکر رنگ وروغن عیاری کا لگا
ملکہ صرصر کی صورت بنکر تیار ہوے ٹہلتے ہوے سامنے لشکر سمن کے پہونچے سمن نے پکار کر آواز دی
ملکہ صرصر کہان جاتی ہو خواجہ پلٹ پڑے سمن نے بلالیا سب کیفیت بیان کی کہا ملکہ صرصر مین نے
شہنشاہ کو نامہ لکھا ہے وہ بھی تشریف لایا چاہتے ہین صرصر نقلی نے کہا آپ بہار کی مزاج دان نہین
ہم بچپن سے مزاج دان رہے ابھی سمجھا دینگے سمن نے کہا اے ملکہ صرصر اگر بہار کو راضی کیا تجھپر احسان
ہوگا شہنشاہ تجھسے بڑا وعدہ کرگئے ہین خواجہ اندر خیمے کے چلے سمن باہر بیٹھی ہے خواجہ نے اندر جاکر
ملکہ بہار سے ملاقات کی کہا اے ملکہ عالم مین آپہونچا اب تمکو رہا کردونگا بہار نے کہا آپ میری زبان
سے سوزن سمن کے ایسے مین نکل چلونگی خواجہ نے کہا ہم بھی تو دو چار کوڑی کا روزگار کرین ملکہ سمن سے
اتنا کہدو کہ جو تم کہوگی مین قبول کرونگی مسلمانون کو چھوڑا شہنشاہ کے ساتھ رہونگی بہار نے سر جھکا
خواجہ نے آکر سمن سے کہا ملکہ بہار راضی ہین شہنشاہ کو بلوائیے صرف اس بات کو ڈرتی ہین کہ
مجھکو سزا نہ دین میرا مرتبہ مجھکو ملے سمن نے کہا ایسا ہی ہوگا اے صرصر جاکر بہار کو لاؤ خواجہ عمرو
اندر گئے سمن باہر بیٹھی ہے دیکھا سامنے سے صرصر چلی آتی ہے سمن گھبرا گئی کہ یہ کیا معرکہ ہے ایک صرصر

نے ایسا کام کیا کہ عقل مین نہین آتا رات کو ماہیان کو دھوکا دیکر افراسیاب چلا کہ باگ لشکر اسلامیان
پر تختی سحر کرون لاکھ دو لاکھ کو مٹا دون آپ کا لشکر پانچ کوس پر باقی تھا وہان پر ملکہ سمن فرو کش
تھین افراسیاب کو دیکھکر بہر تعظیم اٹھین شب ماہ مین لیکر اپنی بارگاہ مین بٹھایا افراسیاب ایسا رنجیدہ
تھا کہ شگفتہ نہوا ملکہ سمن بنت یاسمن نے پوچھا شہنشاہ کو بہت رنجیدہ پاتی ہون آپکی پریشانی
سے از حد گھبراتی ہون افراسیاب کو اسوقت ملکہ بہار کا خیال تھا آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے کہا
اے ملکہ سمن بنت یاسمن قلب پر ہجوم غم و الم ہے آٹھ پہر یاد رہتی ہو بہار دمخمور دونون نکل گئین
بہار کے نکل جانیکا داغ ہو کب غم سے دل کو فراغ ہو کیا اپنی کیفیت بیان کرون باغ سیب مین
سناٹا ہی ہر پھول مرجھایا ہوا ہے جب غنچے چٹکتے ہین آہ کی آواز آتی ہو پھولون کا رنگ متغیر نہر دن
کو دیکھکر دل بھر آتا ہے بحر غم و الم کے جوش اٹھ پہر یہ فراق دیدہ خاموش ہر وقت رویا کرتا ہون باغ
سے دل گھبرایا کرتا ہے اب یہ کیفیت ہے نظم

ہوے یہ مجھسے وہی رنج یار باقی ہے ۔ ملایا خاک مین لیکن غبار باقی ہے
رہا نہ کوئی بغم یار کے سوا ہمراہ ۔ بس ایک قبر مین یہ یار غار باقی ہے
یہان تو ہستی موہوم سے ہین نقشے ہرن ۔ تجھے ابھی وہی غافل خمار باقی ہے
اڑائین دامن صحرا کی دھجیان دیکھیو ۔ کہان ہمارے گریبان مین تار باقی ہے
تمھارے تیر نگہ نے جہان کو صید کیا ۔ اب اک غزال حرم کا شکار باقی ہے
عدم وجود برابر ہے ملک ہستی کا ۔ فنا جہان کو ہے پروردگار باقی ہے
اڑائی خاک مقتل مین آکے کشتون کی ۔ فشان تک نہین اے شہسوار باقی ہے
خدا کا ڈر ہو تو ڈر جور و ظلم عاشق سے ۔ کسی پہ جبر نہ کر اختیار باقی ہے
کسی کی حسرت دیدار مین گوارا عنا ۔ کھلی ہے آنکھ ابھی انتظار باقی ہے

رنجیدہ و کبیدہ ہو کر افراسیاب نے یہ غزل پڑھی سمن بنت یاسمن نے کہا حضور تردد نہ کرین
کنیز انکو لے آئیگی آپکے سامنے کیا مجال ہے کہ سرکشی کر سکین حضور آپکے سامنے مجال ہو کہ لفظ
انکار زبان پر لائین مدت سے کنیز یہ حالات سن رہی ہو مجھکو اشتیاق تھا کہ بی بہار سے مقابلہ
کرون جب یہ ثابت ہوا کہ منظور نظر سرکار ہین تو اب مقابلہ نہ کرونگی مگر انکو لے آؤن گی سمجھا کر

دشت وحشت مین ہون اک مدت سے گرم تلاش	حسین یوسف ہو مرا وہ کاروان ملتا نہین
واہ ری قسمت کھلے قاتل کو جو ہر تیغ قتل	کہکے بیچتے ہین رعنا سا جوان ملتا نہین

بڑے لطف سے جشن ہوا رات بھر جلسہ رہا صبح کو کوکب و نور افشان و برہمن ملکہ بران کو اپنے ساتھ لیکر طرف طلسم نور افشان کے روانہ ہوے خواجہ بیٹھے ہین صبح کا وقت ہی جو سردار جانے والے ہین رخصت ہوتے جاتے ہین باغبان و ہلال وغیرہ آئے خواجہ نے کہا باغبان تیاری کرو ملکہ بہار گھبراتی ہونگی ہلال وغیرہ آئین ملکہ لیلا بھی آئین سب سردارون کی سواریان تیار ہین باغبان نے لشکر آراستہ کیا نوبت نقارے بجنے لگے طاؤسان زرین بال واژدران آتش فشان ٹہل رہے ہین دمبدم خواجہ فرماتے ہین ملکہ بہار نہین تشریف لائین کہ ایک طرف سے رونے کی آواز آئی خواجہ گھبرا گئے دیکھنے لگے دیکھا چند کنیزان بہار مرجھائی ہوئی سامنے خواجہ کے آئین کہا اے شہنشاہ اوج عیاری ملکہ بہار بستر خواب پر نہین ہین خواجہ نے کلیجہ تھام لیا کہا یہ صاحب غضب ہوا دوڑے ہوے خیمے مین آئے خواجہ کے ساتھ باغبان وغیرہ بھی موجود ہین خیمے مین آکر دیکھا ملکہ بہار کا پلنگ خالی پڑا ہے نقب بھی نہین لگی قبہ بھی نہین پھٹا سراچہ بھی چاک نہین عمرو نے کہا اے باغبان یہ کیا معرکہ ہے باغبان نے کہا خواجہ یہ کسی ساحر کا کام ہے عیار کا طریقہ نہین ہے عمرو نے کہا اے باغبان دریافت تو کرو باغبان نے کہا کسی ساحر نے ایسے تکلف سے سحر کیا ہے کہ کوئی شے سحر کی نہین چھوڑی اگر کوئی ماش کا دانہ ہوتا یا کوئی شے ایسی سحر سے ہوتی تو اوس سے شناخت کرتا اوسی شے سے معلوم ہوتا کہ تو کس کا سحر ہی ایسے تکلف سے اوسنے سحر کیا کہ کوئی شے نہ چھوڑی اب تو خواجہ حیران ہوے سب کی صلاح یہ ہوئی کہ آتش شیطان بچے سے دریافت کیا جائے کہ ملکہ بہار کو کون لے گیا خواجہ نے اوسی وقت اوسکے موے سر کو پیچ و تاب دیا فوراً شیطان بچہ حاضر ہوا خواجہ نے کہا اے شعلۂ خوار آتش خو بتا کہ بہار کو کون لیگیا شعلہ خوار نے کہا مین تو آپسے رخصت ہوکر اپنے بھائی بندون مین گیا تھا مین نے بھی جشن کیا مجھے خبر نہین مگر مین دریافت کرتا ہون یہ کہکر غائب ہوا بعد تھوڑے عرصے کے ہنستا ہوا آیا کہا خواجہ عجب معرکہ گذرا ملکہ سمن بنت یاسمین اس راہ سے جاتی تھین تین لاکھ کا لشکر ساتھ تھا جب افراسیاب کو ماہیان دیدہ ظلمات مین لیگئی افراسیاب جب ہوشیار ہوا اپنی بدنصیبی پر بہت رویا کہا نانی امان ساربان زادے

ہلکہ مار کر جو بلند ہوئی افراسیاب بیہوش ہوگیا جب آفات نے دیکھا کہ افراسیاب لٹکگیا جھپٹ کے دو تین گولے ایسے مارے کہ اندھیرا ہوگیا اُس اندھیرے مین ملکہ حیرت و چند سرداران نامی کو دام جمشیدی مار کر کاندھے پر لیا اور ایک آواز دی کہ خبردار اب کوئی جنگ نہ کرے لشکر علیحدہ ہوجائین نورافشان وغیرہ نے چاہا آفات کو روکین مگر آفات نہ رُکی نکل گئی لشکر والے الگ ہوے کوکب و بہار نے خیمے بارگاہین وغیرہ اپنے قبضے مین کین کوکب بران سے ملے غنچہ آرزو کھلے کوکب و نورافشان و برہمن خواجہ عمرو سے ملے نورافشان نے کہا خواجہ کیا کمال کیا سرحد کوہ غرائب وہ مقام تھا کہ کبھی کسی نے اُس طرف قدم نہین رکھا افراسیاب نے جب طلسم ہوشربا پر قبضہ کیا یہ نہو سکا کہ بادشاہ کوہ غرائب کو بلائے یہ بھی خوف رہا کہ ایسا نہو باغی ہوجائے تو باعث خرابی ہو اسکا غرور اسقدر بڑھا ہوا تھا کہ جواب مین لکھا ہم کو بخوبی معلوم ہوا کہ شہنشاہ لاچین انتقال فرمایا افراسیاب کو اپنے مقام پر بخوشی بٹھا گیا ہم بھی بعد صرف جو کچھ بچیگا بطور خراج روانہ کرینگے افراسیاب خاموش ہو رہا کہ ایسا نہو بگڑ جائے آج تک اُسنے افراسیاب کو خراج نہ دیا تھا یہ باتین کرتے ہوے بارگاہ مین آئے ناچ راگ رنگ شروع ہوا نازنینان مہ جبین حاضر ہوئین غزلین اُستادان لکھنو کی گانے لگین ایک گائن سامنے کھڑی ہوکر یہ غزل گانے لگی نظم

ہون وہ واماندہ نشان ہمرہان ملتا نہین — گُم رہان کیسا غبار کاروان ملتا نہین
ڈھونڈھتے ہین پر نشان بے نشان ملتا نہین — جان جسپر دی ہو وہ جان جہان ملتا نہین
عشق لاتا ہو جو شبخون غارت دل کیلیے — عذر ہو معقول مین کوئی مہربان ملتا نہین
آپ میرے گھر قدم رنجہ کیا کرتے ہین ہان — جز شکیب و صبر کوئی پاسبان ملتا نہین
باہمہ رفعت تصدق رو رہی ہر صبح و شام — کون کہتا ہو زمین سے آسمان ملتا نہین
جان شیرین کا مجھے دینا بہت آسان تھا پر — ڈوب مرنے کو زنخدان سا کنوان ملتا نہین
جوش گل سے دلمین کیا گلشن مین جا باقی نہین — عندلیبون کو مقام آشیان ملتا نہین
روز مجھ ہی بیگنہ پر تیز ہوتی ہے چھری — بوالہوس کیا تمکو بہر امتحان ملتا نہین
ڈھیر پایا ہی ناحق خاکسارون کی ہما — خاک کھائیگا کہ نام استخوان ملتا نہین
دختر رز پر جو فصل گل مین ہی رنگ شباب — اب مزاج حضرت پیر مغان ملتا نہین

قمری پر ہاتھ ڈالا قمری تڑپ کر اڑی اُس دیو نے چنگل مار کر کھا لیا قمری کا مرنا ایک آواز مہیب آئی کہ زمین
تھرائی یہ آواز تھی کہ اے افراسیاب خانہ خراب قمری قتل ہوئی اب کیا کرے گا سوائے اسکے کہ اپنی
جان دے دے اب بھی آجا ہم کو بچا لو تو بڑی بات ہے لیکن افراسیاب نہیں جا سکتا کہ عمرو نے دوڑ کر
تیغہ جوہر بار سامری کمر سے کھینچا افراسیاب گھبرا گیا کہ یہ تیغہ عمرو نے کیونکر پایا ہر چند چاہتا ہے کہ نکلوں
کوکب و نور افشاں نکلنے نہیں دیتے عمرو جھپٹکر برابر نخل سرو کے پہونچا جیسے ہی تیغے کا عکس نخل پہ
پڑا پتیاں سوکھ گئیں شاخیں تھرائیں عمرو نے ہاتھ مارا اُسوقت صدائیں ہیبت ناک از حد آئیں نخل
کے کٹتے ہی ایک دھماکا ہوا طبقات زمین ہلگئے بیخ نخل سے ایک طائر نکلکر آسمان پر آیا پکار کے
آواز دی اے ساکنان طلسم آگاہ ہو کہ بنائے بربادی طلسم ظاہر ہوئی اس گنبد کا مٹنا خاص صورت
بربادی طلسم ہے اے افراسیاب بھی ہاتھ سے اسد کے مارا جائیگا افراسیاب نے جھلا کر ایک دانہ ماش کا طائر
پر پھینک مارا طائر جلگیا گرد نخل کے اندھیرا ہوا پہلے سے نعرہ ہوا باشید اے کافران پر دغا و اے
نمک حرامان طلسم ہوشربا منم باغبان قدرت ایک طرف سے نعرہ ہوا منم صفدر صف شکن ملکہ
بران شمشیرزن ایک طرف سے رعد و برق لامع و ملکہ ہلال سحر افگن و ملکہ گلشن وغیرہ کا نعرہ
ہوا چالیس سردار چھوٹ کر جو لشکر افراسیاب پر گرے کئی لاکھ ساحر مارے گئے آفات نے دیکھا زور
لشکر مسلمانان کا بڑھتا ہی ہمارے لشکر پر تباہی افراسیاب پریشان ایک طرف سے وہ شیطان بچہ
عمرو کو کاندھے سے اُتار کر لڑائی میں مصروف ہوا ہزاروں کو چیر کر پھینک دیا خواجہ عمرو گلیم
اوڑھے ہوئے لوٹتے پھرتے ہیں ہزاروں مردے جادوگروں کے برہنہ پڑے ہیں کمر ٹٹولی اور برہنہ کردیا
سب عیار بچیاں سر پیٹتی پھرتی ہیں آفات چہار دست نے ماہیان سے کہا دیکھا تو نے کہ عمرو
نے جاکر اقلیم کوہ غرائب کو غارت کیا شیطان بچے کو تسخیر کر لیا اسکی ذات سے بڑے بڑے کام نکلینگے
ہزاروں جادوگر مر رہا ہے شیطان بچے نے بڑے بڑے افسروں کو چیکر مارا ایسا نہو کہ افراسیاب
کو کوئی صدمہ پہونچائے تم افراسیاب کو لیجاؤ میں حیرت کی حفاظت کرونگی ماہیان بھی اپنی
جان سے عاجز ہو رہی تھی کہتی تھی کیا لڑائی بگڑی بشنگ نمک حرامی نے اب رنگ دکھایا بہت کچھ
افسوس کرکے افراسیاب پر گری کمر میں پنجہ دیا لے اڑی افراسیاب گالیاں دیتا ہے کہ ارے
مجھکو کہاں لیے جاتی ہے گنبد قہر سامری برباد ہوا میں آج ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا ماہیان

لاکھون کے خون ہونگے آفات کتنی ہے آج کوکب کو زندہ بچانے دونگی ہر مرتبہ آفات جمار دست
نور افشان کے سامنے سے بھاگتی ہے کوکب کی طرف قصد کرتی ہے برہمن رو ئین تن جوان صف شکن
کوکب پر سینہ سپر ہے جس کسی نے کوکب پر سحر کرنیکا ارادہ کیا برہمن پہلے آگے بڑھ جاتا ہے سینہ سپر کرتا ہے
کوکب کو بچاتا ہے پکار کر افراسیاب کو یہ سناتا ہے کہ او بے غیرت تجھکو شرم نہین آتی نانی دادی کے
بھروسے پر دعوی سلطنت ہوشربا ہے ہم کبھی کسی مقام پر نہین رکتے مستورات کا میدان مین آنا تجھکو
مبارک ہو یہ سنکر افراسیاب اور زیادہ جھلایا چمک چمک کر لڑنے لگا عین گرمی جنگ ہے نخل سرو سے
لڑتے ہوے الگ آگئے ہین وہی قمری جو روزمرہ نخل پر زمزمہ سرائی کرتی تھی وہ قمری بیٹھی زمزمہ سرائی
کر رہی ہے مگر نہایت ملول و حزین رنجیدہ و غمگین زمزمہ سرائی ہین وہ مزا نہین کہ پہلو سے سرو سے نعرے
کی آواز آئی کہ باشید اے کافران بیحیا و اے نابکاران پر دغا منم ہزبر دشت طراری منم نہنگ بحر عیاری
ماہ آسمان جلالت و جراءت یکہ تاز میدان سطوت و شوکت نعرہ خواجہ عمرو تصنیف مصنف

مرا نام ہے خواجہ خواجگان
مرے نام پر غدر شیدا ہوا
مرا مکر ہے گلشن قیل و قال
گلستان تھا مری گرد پاپوش کا
کبھی فتح و نصرت کی تدبیر ہے

عمرو ذی حشم مہتر مہتران
اڑاتا ہون کفار کے مین دھوئین
مری چال سے ہے صبا پائمال
مرا افسر ذی حشم نامدار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہے

مری نسل سے مگر پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم مین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار
افراسیاب نے پلٹ کر دیکھا

عمرو ایک دیو کی گردن پر سوار آسمان سے اترتا ہوا آتا ہے افراسیاب نے چاہا پلٹون نور افشان
نے جھپٹ کر گولہ مارا کہ افراسیاب پر آگ برسنے لگی افراسیاب اسکو دفع کرنے لگا اتنے عرصے مین
عمرو قریب نخل پہونچا آفات و ماہیان بھی مجبور ہین برہمن و نور افشان و کوکب کے سحر سے
تلوارین برس رہی ہین کچھ پتلے سنہری پیدا ہوے تھے لڑائی مین مصروف تھے افراسیاب ان سبکا
علاج کر رہا ہے جب دستک دی پانی پڑا انگارے برسائے خنجرون کو سپر سے روکا سپرین فولادی
گردش بھر رہی ہین جو خنجر ان سپرون پر گرا خنجر ٹوٹا پتلے کے سر پر تا ثیر نہوئی افراسیاب نے جھلا کر
تاج سر کا عکس ڈال دیا پتلہ جلکر خاک ہوا اسطرح سحرون کو مٹا رہا ہے مگر مہلت نہین ملتی کہ قریب نخل
سرو جائے کوکب و برہمن و نور افشان بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہین عمرو نے قریب نخل پہونچکر

رقص کبک و نغمۂ بلبل سے جنت ہے چمن — نرگس و گل کا لقب ہے حور و غلمان بہار
ہر روش گلدستۂ گل اس سے ہین آراستہ — تختۂ گلزار ہے اورنگ سلطان بہار
برگ و پر کا ذکر کیا ہین خار تک زیر نگین — کشور گلزار مین جاری ہے فرمان بہار
عندلیبون کا گلون سے ہی ہم آغوشی نصیب — وصل اب بے واسطہ ہے بہر مرغان بہار
فصل گل مین توبہ گُل سے ہی رعنا کو الم — بے مے و ساقی ہے سب برباد احسان بہار

افراسیاب نے جو دیکھا رنگ سحر بہار جما دو ہزار جوان سر ٹکراتے ہوے لٹے ہین ہزار دل نچھاور جان دیدی سیکڑون جان دینے پر آمادہ ہین کوئی مجنون کو پکار رہا ہی کوئی فرہاد کا نام لیکر للکار رہا ہی کوئی کہتا ہی ہمنے قصۂ عشق یوسف و زلیخا خوب سنا ہی ایک کہتا ہی ہمنے قصۂ لیلی و مجنون کتابون مین دیکھا ہی ایک کہتا ہی مین دیوانہ ہو جاؤنگا افراسیاب نے اشارہ کیا درۂ کوہ سے ایک نازنین مہ جبین پیدا ہوئی اُن سبھون کے سامنے یہ اشعار عبرت آثار پڑھنے لگی نظم

نہ دیا شربت وصلت بت ترسا ہو کر — خوب بیمار کو اچھا کیا عیسا ہو کر
کھو کے ناموس ہوا وصل صنم ہمکو نصیب — پہونچے ہم منزل مقصود کو رسوا ہو کر
قہر ہے عشق پُر آشوب کا طوفان دیکھو — دل اب آنکھون سے بہا جاتا ہے دریا ہو کر
عشق صادق مین نہین نام کو کچھ ننگ کا نام — چھوڑ دے دامن یوسف کو زلیخا ہو کر
رات کو اُس در دندان کا تصور جو بندھا — چرخ پر مجھکو نظر آگیا تارا ہو کر
بعد گیسو کے بندھا ہے مجھے ابرو کا خیال — خانۂ کعبہ مین پہونچا ہون کلیسا ہو کر
شوخ چشمی تری اللہ رے یہ چشم بد دور — پتلیان بھی نظر آتی ہین تماشا ہو کر
خیر ہو بزم سے وہ آفت جان اُٹھتا ہے — فتنے کر دے نہ قیامت کہین برپا ہو کر
قتل کرتے ہو کرو شوق سے اب بسم اللہ — یہ کہے دیتے ہین پچتاؤگے رسوا ہو کر
دین بھی نذر بتان کرتے ہوے حضرت دل — دم نہ دو بہر خدا ہم کو مسیحا ہو کر
یہ دل آزار تو ہین نام کے دلدار فقط — دل حسینون کو دیے دیتے ہین رعنا ہو کر

جب اُس نازنین نے یہ اشعار گائے اُن سب کے ہوش درست ہوے ہر مرتبہ سحر بہار کا رنگ جمتا ہے افراسیاب اُسے مٹا دیتا ہے ایک ہنگامہ برپا ہی افراسیاب کہتا ہی آج یقین ہے کہ نو جین نہ باقی رہین

بردے خمدار ہلانے لگی خنجر چمک کر تپلی پر گرے تپلے نے ہاتھ جما کر ہیچہ مارا تپلی بے سر الٹے کر دیا ہیچہ اچٹ گیا نور افشان نے کہا او ظالم قتل مین اس سنگدل کے اتنی دیر کیون خوف کرتا ہے تپلہ یہ سنکر تپلی سے لپٹ گیا آپسمین کشتی ہونے لگی تپلی اپنے کو بچاتی ہے تپلہ پیچھا نہین چھوڑتا کبھی چاہتا ہے کمر مین ہاتھ دون ...یل کرلے دوڑ دن کبھی طمانچہ مار دیا تڑاقا ہوا سب نے آواز سنی آفات نے کہا او سنگدل کیون ...بی ہے تپلے کی کیا حقیقت ہے تو ساکن کوہ زبرجدی ہے تپلی تڑپ کر تپلے سے لپٹنے لگی تپلے کا چہرہ غصے سے سرخ ہوگیا نور افشان کا بھی کچھ اشارہ ہوا تپلے نے دونون پانوُن تپلی کی تھامے پھر اٹھا مارا تپلی کو چیر کر پھینک دیا تپلی کا مرنا صورت انقلاب تو ظاہر تھی کہ غبار زرد بلند ہوا تپلی کا مرنا غضب ہوگیا وہ اندھیرا چھایا کہ تمام صحرا ظلمات بنگیا آندھی سیاہ اٹھی آواز آئی کشتی مرا نام ...ین کینز سامری بودا فراسیاب کوکب پر جا پڑا ماہیان زمردپوش پر برہمن رعد کین تن جا پڑا آفات و نور افشان سے سحر چلنے لگا اسوقت کا ہنگامہ کیا تحریر کرون زمین کو جنبش آسمان پر ...لکہ ہلے ابر لہرا رہے ہین طائر غل مچا رہے ہین چالیس منزل کے گرد مین وہ صحرا اسمین یہ ہنگامہ ...فراسیاب کے ہاتھ سے گولے چل رہے ہین ماہیان زمردپوش کے عجائب و غرائب آفات کے شعبدے ہر خرد و کلان مصروف سحر سازی ساحرون کی شعبدہ بازی ہنگامہ گیر و دار بلند ...ی ہر کس و ناکس دردمند ہے لاکھون لاشے زمین پر لوٹ رہے ہین بڑے زور شور سے سحر چل رہے ہین نخلہاے صحرا مثل شمع کافوری جل رہے ہین ان چیدہ ساحرون کے سحر قیامت کے دنالے طائرون کے اڑنے کے سناٹے برق خاطف کی چمک بہار کے پھولون کی مہک جب گلدستہ مار گورے گورے ہاتھون سے دستک دی ہزار دو ہزار جادوگر پھولون کی بو سونگھکر مست ہوے ردیف بہار مین یہ اشعار عبرت آثار پڑھنے لگے

اشعار

...شاخ گل پر کب چہکتے ہین یہ مرغان بہار — شکر کرتے ہین گلستان مین غزل خوان بہار
...گل کھلے ہین موسم گل مین ہے سامان بہار — عندلیبون کو ہے لازم شکر احسان بہار
...چاہیے غنچے بلا مین لیکن تصدق ہو نسیم — طشت گل مین دھوئے شبنم پاے مہمان بہار
...گل ہے ساغر بادہ ہے شبنم تو ساقی ہے صبا — میکدہ ہے صحن گلشن بہر مستان بہار
...ون مستی سے ہوا جوش جنون کیونکر نہ ہون — نشتر فصاد کانٹے بہر مرغان بہار

جوان خوشرو سپر پشت پر تیغۂ برقاب قبضے مین کئی سے جوانان زناردار بصد شوکت و وقار نیزے ہلاتے گھوڑے چمکاتے پیدا ہوے برہمن طرف ماہیان کے متوجہ ہوا کوکب نے افراسیاب پر قصد کیا طرف سے کوہ زبرجدی کے ابر تیرہ و تار اٹھا اُسمین برق کی چمک رعد کی گرج عورتون کی باتون کی آواز سب اُسی طرف دیکھنے لگے دیکھا آفات چہاردست بدست تخت اُڑاتی ہوئی لال چُنری سر سے ڈھلکی ہوئی چندیا چمکتی ہوئی چالیس تیلیان سنہری چہار طرف سے اسکو گھیرے ہوے چاؤن چاؤن کرتی ہوئین خبر آئندہ و گذشتہ زبان پر جاری ایک کہتی ہوئی کہ بوا اب زمانہ انقلاب ہے دل بہت بیتاب ہے دوسری کہتی ہی بوا ہمارا کوئی کیا کر سکتا ہی تیسری کہتی ہی بوا جب زوال آیا سب اُسمین مبتلا ہونگے ایک کہتی ہی ہم خدمت سامری مین جائینگے جفا و مصیبت نہ اٹھائینگے اپنے اپنے طور پر خبر آئندہ و گذشتہ بیان کر رہی ہین آفات منع کرتی ہی بیبیو یہ باتین نہ کرو میرے بچے کو ناگوار ہوتا ہی جو ہونا ہو گا وہ تو ہو گا سب حالات میرے ناخنون پر لکھے ہین لیکن بیان کرنے سے کیا فائدہ آفات جو آئی کمر افراسیاب کی مضبوط ہوئی پکار کر آواز دی کیون کوکب تو نہین مانتا آیا ہون کنیزان سامری کو حکم دون کہ تجھکو چیر پھاڑ کر پھینک دین کوکب طرف آفات کے پلٹے تھے کہ طرف سے قصر نور افشانی کے ایک ابر گوہر فشان پیدا ہوا اور آواز ہیبت ناک آئی او آفات خبردار اگر ایک موے جسم کوکب کم ہو سب تیلیون کو جلا دونگا نیز اعظم و نشان خاک مین ملا دونگا سب نے دیکھا شہنشاہ نور افشان بصد شوکت و شان تخت یاقوت احمر پر سوار کچھ تیلے سنہرے گرد تخت کے نیمچہ ہاے برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے کہتے ہین اُستاد آج کنیزان سامری پر جا پڑین ان شفتلون کو چیر پھاڑ کر پھینک دین نور افشان نے آفات کو للکارا آفات نے طرف نور افشان کے رُخ کیا نور افشان طرف آفات کے متوجہ ہوے برہمن مقابلہ ماہیان مین کوکب بمقابلۂ افراسیاب نور افشان سامنے آفات چہاردست کے پہونچے جانبین مین لشکر ہاے بیشمار آسمان پر لکہ ہاے ابر چمک رہے ہین ہزارہا طائر اڑ رہے ہین زمین سے غبار زرد اٹھتا ہی نخلہاے صحرا کانپ رہے ہین معلوم ہوتا ہے کہ تھرا کر گرینگے عجب طرح کا ہنگامہ ہی اُس ہنگامے مین آفات نے ایک سنہری تیلی کو اشارہ کیا اُدھر سے نور افشان نے حکم دیا سنہرا تیلیہ تیلی پر جا پڑا دونون مین جنگ ہونے لگی شعلہ ہاے آتش دونون منہ سے چھوڑ رہے ہین نیمچے جھنکار کے ساتھ چل رہے ہین آفات بھی اشارہ کر رہی ہی نور افشان نے

شعلہ جوالہ کا مرنا کہ پھر حیرت سے کوکب نے کہا بس میرے سامنے سے ہٹ جا مجھکو خیال آتا ہے کہ افراسیاب
مجھسے شکایت کریگا حیرت کب مانتی ہی کوکب پر سحر کیے ہی جاتی ہی بہار بہر مرتبہ فرماتی ہین ای شہنشاہ
آپ ہٹ جائیے مین اسکو جواب دونگی کوکب نے کہا تمھارے روکے سے نہ رُکیگی حیرت نے کارد سحر
پھینک ماری کوکب نے کارد پر ہاتھ مارا کارد تڑپ کر سر پر حیرت کے گری سر حیرت کا زخمی ہوا
کوکب نے چاہا حیرت پر جا پڑون کہ آسمان پر ابر ہفت رنگ پیدا ہوا افراسیاب اُسمین مخفی ہے زیر ابر
طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے ابر رنگ سرخ و سبز و زرد بہ صد رعنائی بدلتا ہوا پشت پر کنیزان زرین بدن
بصد ناز و ادا رنگ رلیان کرتی ہوئی پکارتی ہین آمد ہی شہنشاہ افراسیاب کی یہی صورت ہے انقلاب کی
یہ جو سب نے دیکھا کہ اِس دھوم سے افراسیاب آتا ہی ہوا سے سردی چلی غنچے چٹکے پھولون نے رنگ
پکڑے شاخون نے ہاتھ بڑھائے نخل سر سبز و شاداب وجد مین آگئے وہ ابر قریب آکر شق ہوا دیکھا افراسیاب
تاج پہنے ہوئے گرد مصاحبان دمساز مگس رانی کرتے ہوے کیا مجال ہی کہ کوئی جانور قریب افراسیاب
آسکے طائران ابر طائر غیر کو پر مارتے ہین کئی طائر اُڑتے ہوے اُس غول مین آگئے طائران ابر نے چیر پھاڑ
کر اُنکو پھینک دیا افراسیاب نے جو حیرت کو زخمی دیکھا غصے مین آواز دی کیون او کوکب تو نے
ہمارا پاس نہ کیا کوکب نے کہا مجمع عام ہی جب اسنے سحر کی بوچھار کی تب مین نے بھی ہاتھ اُٹھایا اسکا سر زخمی
ہوا شعلہ جوالہ کا لاشہ دیکھکر افراسیاب بہت گرم ہوا طرف کوکب کے چلا کہا اے کوکب آج امتحان سحر
ہے شعلہ جوالہ کو مارا حیرت کو زخمی کیا اب کوکب نے بھی آستینین اُلٹین کہ آسمان پر برق چمکی آواز
آئی او افراسیاب کیا کرتا ہے آپسمین لڑیگا ہزارہا بندگان سامری مارے جائینگے سب نے دیکھا کہ ماہیان
بہ صد جوش و خروش آکر پہونچی برابر افراسیاب کے آکر کھڑی ہوئی کہا اے کوکب اپنی جان کو غنیمت جانو
اور چلے جاؤ اگر ہم دونون ملکر سحر کرینگے تمھین جان بچانا مشکل ہوگی کوکب نے کہا اے افراسیاب شرم کر
نانی امان تمھاری زبان درازی کر رہی ہین مین سحر کرون تو زبان کنگ ہو کر گر پڑے ماہیان نے کہا کیا مجال
اے کوکب مین بادشاہ پردۂ ظلمات ہون وہ سحر کرون کہ راستہ نہ ملے نکلنا دشوار ہو ادھر سے ماہیان
بڑھی اُدھر سے کوکب نے قصد کیا کہ ماہیان پر جا پڑون کہ پہلو سے نعرہ ہوا ای شہنشاہ طلسم نورافشان
تمھارا یہ مرتبہ نہین ہی کہ اس فاحشہ سے مقابلہ کرو مین آگے اسکی گردن لیتا ہون سب نے دیکھا کہ ہمرمن
مردمین تن جوان صف شکن بڑے زور و شور سے آگے پہونچا گھوڑے پر سوار زنار زیب گلو

کیا مصلحت تھی آئین خدائے قدیر کی | دل بنایا پر نہ بنایا دہان دل
حسرت ہے کیا نشانۂ تیر نگاہ کی | سوفار کی طرح جو کھلا ہے دہان دل
کرتا ہے نالہ صورتِ بلبل یہ کس طرح | ظاہر برنگِ گل تو نہین ہے دہانِ دل
ہوتا ہے تخلیے مین یہ پھر ہمکلام کیون | سنتے ہین تو یہی کہ نہین ہے دہانِ دل
آتی ہے بے دہن جو صدا دل سے آہ کی | ثابت ہے اس دلیل سے ہمیں دہانِ دل
ملے نور ایک قافیے مین ہے غزل تمام | موزون ہزار طرح کیے ہین دہانِ دل

یہ اشعار پڑھ کر تیغ کے قبضے پر ہاتھ ڈالا حیرت نے دیکھا کہ خاتمہ ہوتا ہے اب شعلۂ جوالہ اپنی جان دیدیگی میری بات نہ سنیگی غصے مین شامت سے کود پڑی ایک دستک دی کہا اے گلفروش لینا ایک برق چمک کر شعلۂ جوالہ پر گری اب جو بنگاہ غور دیکھا ایک سنہری پنجہ چمکتا ہوا گرا اُسنے زیور پھولون کا جسم شعلۂ جوالہ سے نوچکر پھینک دیا اُسی سُنہرے پنجے نے شعلۂ جوالہ کا مُنہ دھلایا شعلۂ جوالہ کو ہوش آیا نکر شرمندہ ہوکے کھڑی ہوئی حیرت کو جھک جھک کر سلام کرنے لگی حیرت نے پھر دستک دی آواز دی بی بہار کو لینا ایک پنجہ چمک کر طرف بہار کے چلا بہار نے ہر چند روکا نہ رُکا بہار کے مُنہ پر پنجے نے ایک چھینٹا پانی کا مارا بہار مبہوت ہوئی طرف حیرت کے چلی اور پکارکر آواز دی ہمشیرہ مجھے تمسے کیا عذر ہے مین نے تو کبھی سرکشی نہین کی دیکھو شعلۂ جوالہ کا سحر اُتار دیا اپنے ہوش مین ہے مین بھی حاضر ہون مجھکو کب خدمت سے عذر ہے یہ کہکر بہار دوڑی جھک جھک کر کئی سلام کیے اب تو کوکب کو بہت ناگوار ہوا پکار کر آواز دی اے حیرت بس کہانتک سرکشی کروگی یہ کہکر گھوڑا بڑھایا حیرت نے ایک گولہ کوکب پر بھی ماردیا وہ گولہ کوکب نے جو آتے دیکھا ایک تھپکی ماردی گولہ پھٹ کر زمین پر گرا کہا حیرت دیکھ ابھی گولے سے ایک عورت نکلی اُس عورت کے ہاتھ مین پچکاری تھی وہ پچکاری مُنہ پر بہار کے ماری بہار کو ہوش آیا کوکب گھوڑا بڑھاکر حیرت پر جا پڑا حیرت نے سحر کی بوچھار کردی کوکب ہنس رہا ہے جب گوہر دندان نمایان ہوے سحر پلٹ جاتا ہے حیرت کو دفع کرنا مشکل ہوتا ہے جب دس پانچ سحر حیرت نے کیے تو کوکب نے کہا اے حیرت مین بھی کوئی سحر کرون گھبرا جائیگی امان نہ پائیگی شعلۂ جوالہ کی اب جو شامت آئی اُسنے اپنا سحر تیار کیا کوکب پر برق چمکائی وہ برق کاندھے پر کوکب کے گری زرہ کو کاٹا کوکب نے پلٹ کر اُسی برق کو اشارہ کیا وہ برق کڑک کر شعلۂ جوالہ پر گری شعلۂ جوالہ کے دو ٹکڑے ہوے

زلف کے سودے مین اک عمر بسر کی آتش	بس بہت دیکھ چلے خواب پریشان چلیے

…رت نے جو دور سے یہ معاملہ دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ ملکہ بہار رنگ سحر دکھا رہی ہین حیرت کو بہت غصہ آیا
…کار کر آواز دی کیون بہار تمھاری بے ادبی نہین جاتی یہ کہکر آواز دی ملے طائر رنگین شعلہ جوالہ کو
…نا دیکھا ایک طائر آسمان سے پیدا ہوا گرد شعلہ جوالہ کے چرخ مارا زمزمہ سرائی کی منھ سے شعلہ آتش
…کلے طائر جلگیا دھواں خاک شعلہ جوالہ پر گری شعلہ جوالہ کو ہوش آیا ملکہ حیرت کو دیکھا بہت شرمائی
…کر کو اپنے آواز دی ارے ملکہ بہار کو مار تو یہ باغی جانے نہ پائے تمام لشکر شعلہ جوالہ کا جا پڑا اُدھر سے
…ہار کی بھی کنیزین آپڑین جب تک لشکر حیرت پہونچے یہ دونون لشکر آپسمین ملگئے سحر ہونے لگے
…بہار نے گلدستے مارے پھول برسائے ہزارون کو دیوانہ کردیا شعلہ جوالہ کو زخمی بھی کیا ہزارون
…یاد و گر شعلہ جوالہ کے سر کاٹ رہے ہین غل مچا رہے ہین نوکیے ونضیم یہ سب معاملے دیکھ رہے ہین
…قت ملکہ حیرت بصد شوکت جو قریب آکر پہونچا دیکھا لشکر بہار زوال مین ہے شعلہ جوالہ پر وہ
…ت ہے جہان پھولون کا انبار دیکھا ملٹ پڑی پھول اٹھا کر سونگھنے لگی جوش و خروش بڑھتا جاتا ہے
…یرت کو نہایت ناگوار ہوا آواز دی کیون بوا بہار ہم سب باتون کو ٹالتے ہین تمھاری بے ادبی بڑھتی
…اتی ہے کبس اب سحر نہ کرنا ورنہ تمکو ملال ہوگا تمھارا سحر تمھاری ہی گردن پر سوار ہوگا بہار کے مزاج مین
…ش و خروش ہے بوٹا سا قد سائے مین نخل کے کھڑی ہوئی ہاتھ ہلا رہی ہین رنگ رو سرخ پکار کے
…واز دی او شعلہ جوالہ کیون نہین بھڑکتی انجام سحر کا مزا دکھادے کچھ ہم کو بھی سنادے ہم تو تیرے مدت سے
…شتاق ہین یہ جو پکار کے بہار نے کہا شعلہ جوالہ کا اور زیادہ چہرہ سرخ ہوا بیتاب ہوکر پکار اٹھی حضور
مین مجھی مین سمجھی اصل کیفیت یہ ہے نظم

اڑ جاتے ہوش سنتے جو دم بھر فغان دل	قینچی کی طرح چلتی ہے فرفر زبان دل
کیونکر مزے اڑا مین نہ اُس مہر و ناز سے	ہے برگ گل زبان تو غنچہ دہان دل
اے بُت خدا کے سامنے فردا ئے حشر مین	کہتا تمھارا ظلم جو ہوتا دہان دل
باتین شب فراق مین کرتا ہے رات بھر	حیرت یہ ہے نظر نہین آتا دہان دل
لیتا لبون کے بوسے دکھا کر رقیب کو	ہوتا اگر تمھارے جو چشم و دہان دل
آتا نظر نہین کمر یار کی طرح	شاید ہے تنگ صورت غنچہ دہان دل

کہا تو بو اُٹھتیں پھولی پھلی رہو کبھی تیکی نہو بہار بہر اے عالم کی ضمانت مین تمکو دیا بہار سے مُنہ پھیرنا یہ کہکر وہ نازنین غائب ہوئی شعلۂ جوالہ جب گھڑی ہر پھولون کو سونگھتی جاتی ہی بعد عرصہ دراز میدان سے بڑھی چٹکیان بجاتی ہوئی کچھ چپکے چپکے گاتی ہوئی زیور پھولون کا جو اپنے بدن مین دیکھا پھول گئی پکار اُٹھی اے ملکہ بہار گلعذار یہ کنیز مشتاق جمال ہی آپ کی شگفتگی سے یہ دعاگو بھی نہال ہی ذرا سامنے تو آیئے رنگ روے انور دکھلایئے ملکہ بہار ہنستی جاتی ہین کئی مرتبہ سامنے آکر چہرۂ بے نظیر دکھایا اب بیقراری شعلۂ جوالہ کی اور بڑھی جاتی ہی خدمت مین ملکہ بہار کی حاضر ہون گرد پھرون تصدق ہون نثار ہون ملکہ بہار اشارہ کر رہی ہین کوکب نے پکار کر آواز دی اے بہار کیا کہنا کیا رنگین سحر کیا دشمنون کو خار دیا شعلۂ جوالہ بھڑکتی ہوئی آتی ہے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سب نے ملکہ حیرت جادو تخت یاقوت نگار پر سوار گرد شاہزادیان و وزیرزادیان تخت ملکہ حیرت کو گھیرے ہوے یاقوت و زمرد پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے پانچون عیار بھیان حواس خمسہ لشکر ملکہ حیرت آگے آگے اہتمام کرتی ہوئین صرصر کی جو نگاہ شعلۂ جوالہ پر پڑی کہا اے ملکۂ عالم غضب ہوا آپ کی ہمشیرہ نے شعلۂ جوالہ کو کس رنگ مین پھنسایا دیکھیے تو اُسکا کیا حال ہے سات لاکھ جادوگرون کا لشکر حیرت کی پشت پر سب نے شعلۂ جوالہ کو دیکھا مبہوت لب پر مہر سکوت جوش و خروش مین ملکہ بہار کی جستجو کر رہی ہے کبھی بیقرار ہوکر پکارتی ہی حضور کس مقام پر ہین لونڈی کو جلد اپنے پاس بلایئے زیادہ نہ ترسایئے

نظم

کوچۂ یار مین چلیے تو غزلخوان چلیے ۔ بلبل مست کی صورت سے گلستان چلیے
ون کو ملتا نہین وہ راہ نہین تو کہتا ۔ رات بھر کے لیے گھر مین مرے مہمان چلیے
پانون مین تاب رہی رفتار کی طاقت باقی ۔ پیچھے پیچھے ترے اے عمر گریزان چلیے
زلف مین لعل لب یار کا مشتاق ہے دل ۔ ہند سے کوچ جو کیجے تو بدخشان چلیے
شوق صحرا کا جو ہوتا ہے تو کہتا ہے جنون ۔ تیغ کی طرح سے میدان مین عریان چلیے
دم فنا کیجیے اپنا نفس سرو کے ساتھ ۔ ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے طرف گور غریبان چلیے
کافر عشق فرشتے کی نہین سنتے ہین ۔ کس سے کہتا ہے وہ غارتگر ایمان چلیے
ہاتھ سے ہاتھ چھڑا کر جو گئے ہین جب سے ۔ قصہ رہتا ہے یہی پانون کو یان وان چلیے
رہنما جوش جنون سا ہے بہار گل مین ۔ طوق و زنجیر پہن لیجیے زندان چلیے

یہ صدا جو کان مین شعلہ جوالہ کے پہونچی جھومنے لگی آنکھین بند ہونے لگین کہ زمین شق ہوئی ایک پتلی زمین سے نکلی اُسنے چھینٹا پانی کا منھ پر شعلہ جوالہ کے مارا کہا پانی ہوشیار ہو چھینٹا دیکر وہ زمین مین غائب ہو گئی شعلہ جوالہ ہوش مین آئی کہا اے بہار اب کہان جاؤ گی چاہا کہ دستک دون ملکہ بہار نے ہوتے کا چھپکا سر سے اُتار آواز دی کہ او شعلہ جوالہ ذرا ہوشیار ہو جا جیسے ہی چھپکا ٹوٹا پھولون نے اپنے رنگ دکھلائے غنچے ناشگفتہ شگفتہ ہوئے شعلہ جوالہ کی بیقراری بڑھی ایسی پھولون کی بارش ہوئی کہ گرد شعلہ جوالہ کے پھولونکا انبار ہو گیا اُٹھا اُٹھا کر پھولون کو شعلہ جوالہ سونگھنے لگی ایکطرف سے آواز آئی مین بھی حاضر ہون تحفہ لیکر آئی ہون باغ عالم کے عجب رنگ ہین ہمارے یہی ڈھنگ ہین شعلہ جوالہ نے پلٹ کر دیکھا ایک نازنین مہ جبین پھولون مین لدی ہوئی سامنے آئی گلے سے اپنے ایک ہار اُتار وہ گلے مین شعلہ جوالہ کے پہنا دیا کہا تو عاشق بہار مین بڑے مزے ہین ہمیشہ شگفتہ ہو گی گوش ہوش واکر و بدل یہ اشعار سنو اشعار

کانون مین تیرے دیکھے سونے کے کرنپھول ... اے سرو روان بھول گئے مرغ چمن پھول
پیدا کرے سو رنگ گو خاک چمن پھول ... ممکن نہین رخ سا ترے اے غنچہ دہن پھول
ساقی یہ بہار چمنستان ہے دو ہفتہ ... پانی بھی جو مانگون تو پلا شفق مین پھول
دل سادگی یار کے اوپر ہے لگلتا ... جھمکا ہے نہ مد نظر اپنا کرن پھول
زلفون کی لٹک دیکھ کے سودائی ہو سنبل ... نازک بدنی پر تری گل کھائے سمن پھول
سنتے ہین جو شہرت تری ناوک فگنی کی ... ہوتے ہین خوشی ایسے کہ جاتے ہین ہرن پھول
عشرتکدہ عاشق و معشوق نہین باغ ... دکھلا بنی بلبل نہ تو اک شب نہ دلھن پھول
بلبل سے جو کی ہے کبھی اُس شوخ نے گرمی ... جھنکوا لئے گئے بھاڑ مین ہین سیکڑون پھول
بیفائدہ قمری کا ہے یہ دردسر عشق ... پھل ہی نہ تو رکھتے ہین نہ کچھ سرو چمن پھول
آنکھون کو نہ دکھلائین ترے غصے کی صورت ... صناع جبین کی کرین چین و شکن پھول
بیوجہ یہ انکار ہے رسم آغوشی کا کیسا ... کانٹا نہ تن اپنا ہے نہ انکا بدن پھول
قرآن کے عوض چلکے پڑھو مطلع رنگین ... آتش ہے سخن گو کہے ہین اہل سخن پھول

اُس نازنین نے یہ غزل سامنے شعلہ جوالہ کے گائی اور سب پھولون کا زیور اُتار کے شعلہ جوالہ کو پہنا دیا

مین عندلیب خوشنوائے باغ سحر و ساحری ہون یہ کہکر جہاں سے پکارا ملکہ بہار نے اپنا طاؤس زرین بال چھوڑ دیا شہنشاہ کوکب سے اجازت لی میدان مین آکے پہونچین شعلۂ جوالہ نے منھ کھول دیا دھوئین نے تمام میدان کو گھیر لیا کنیزان بہار مین غریو بلند ہوا چنگاریان آگ کی یون چمکتی تھین جس طرح شب تیرہ و تار مین جگنو چمکتے ہین بہار دھوئین مین بند ہوگئین شعلۂ جوالہ نے پکار کر آواز دی وہ مارا تھوڑی دیر کے دھوئین سے ایک برق چمکی کچھ بوندیان پڑین تمام دھوان غائب ہوا دیکھا ملکہ بہار شگفتہ طاؤس اڑا رہی ہین آواز دی نسیم سبکرو کہان چلی گئی وقت سحر تیرا ہی کام ہے یہ کہکر دستک دی ایک گجرا پھولون کا ہاتھون سے کھول کر طرف شعلۂ جوالہ کے پھینکا شعلۂ جوالہ نے منہ کھول کر دستک دی ایک خنجر چمک کر گرا اُسنے گجرے کو کاٹا پھول مرجھا کر زمین پر گرے ہولئے گرم چلی ملکہ بہار کا چہرہ متغیر ہوا شعلۂ جوالہ بڑھی ملکہ بہار نے جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک آبخورہ پانی بھرا ہوا نکالا طرف شعلۂ جوالہ کے پھینکا آواز دی ہوا ہوشیار ہوجاؤ ہوا ٹھنڈی چلی وہ گجرا کٹا ہوا جو زمین پر پڑا تھا وہ پھول پھر شگفتہ ہوئے ہولئے اسکو اڑایا بارش پھولون کی ہونے لگی نسیم کے جھوکون سے آواز آئی او شعلۂ جوالہ گوش ہوش سے سُن

نظم

کشتہ اک عالم ہے چشم لعبت خودکام کا ... استخوانون مین مزا ملتا ہے بادام کا
اے تپ غم گور مین بیکل جوانی مین تھا ... دو پہر ہے موسم گرما مین وقت آرام کا
تختۂ میت فراق یار مین معراج ہے ... جی آنا جاتا ہون موت کے آرام کا
بادشاہی ہے گدائی کوچۂ دلدار کی ... زیر پا ہر اک قدم ہے یان محل آرام کا
اے صنم عاشق سے لیتی ہی نہین آنکھین تری ... نشۂ و اللہ رے شراب حسن کے دو جام کا
طوق زرین گرد لوٹ مین پھر لوٹے چاہیے ... سیر گلشن کو ہے عزم اُس سرو سیم اندام کا
داخل کعبہ ہوا لیکن عدم سے برہنہ ... پردہ عاشق نے نہ رکھا جامۂ احرام کا
گیسوؤن نے کر دیا وہ چہرۂ حسن یار ... نور ہوتا ہے زیادہ تر چراغ شام کا
ہے سیہ مستی مین اپنی عالم دیوانگی ... حلقۂ چشم پری خط ہے ہمارے جام کا
سرکشی آخر فرومایہ کو دیتی ہے شکست ... ٹوٹتا ہے نخل پر انجام خشت خام کا
آیا جو آیا ادب کعبہ مین الفت ہی باد ... حال بدتر تھا کتان سے جامۂ احرام کا

جلتا ہون ہجر شاہد و یاد شراب مین — شوق شراب نے ڈالا مجھے عذاب مین
کہتے ہین تمکو ہوش نہین اضطراب مین — سارے گلے تمام ہوے اک جواب مین
پھیلی شمیم یار مرے اشک سرخ سے — دل کو غضب قرار رہا پیچ و تاب مین
ہم کچھ تو بد اچھے جب تک کیا یار نے پسند — اے حسرت اسقدر غلطی انتخاب مین
رہتے ہین جمع کوچۂ جانان مین خاص و عام — آباد ایک گھر ہے جہان خراب مین
آنکھ اسکی پھر گئی تھی دل اپنا بھی پھر گیا — یہ اور انقلاب ہوا انقلاب مین
بدنام میرے گریۂ رسوا سے ہو چکے — اب عذر کیا رہا نگہ بے حجاب مین
مطلب کی جستجو نے یہ کیا حال کر دیا — حسرت بھی نہین اب دل ناکامیاب مین
ناکامیون سے کام رہا عمر بھر ہمین — پیری مین یاس ہے جو ہوس تھی شباب مین
ہے اختیار یار مین سود و زیان مگر — فاضل تھے ہم جہان سے قضا کے حساب مین
کیا جلوے یاد آئے کہ اپنی خبر نہین — بے بادہ مست ہون مین شب ماہتاب مین
پیہم سجود پاے صنم پر دم وداع — مومن خدا کو بھول گئے اضطراب مین

کوکب مرکب پر سوار ہوے پشت پر تمام لشکر ایک طرف ملکہ بہار گلعذار گرد کنیزان ماہ رخسار جیسے ہی قمری نے یہ غزل گائی کوکب نے دیکھا رنگ روے بہار متغیر ہونے لگا زلفون کو پریشانی آئینۂ رخسار پر حیرانی کوکب نے جو بہار کا یہ حال دیکھا کچھ اسم سحر پڑھکر آواز دی کیون بہار مزاج کیسا ہے بہار نے غنچۂ دہن وا کیا کہا اے شہنشاہ کوکب صداے قمری سنکر دل کانپ رہا تھا جی چاہتا تھا نخل سرو کے گرد پھرون آپ کی صدا سے روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی کوکب نے کہا اے ملکہ بہار تو ہوشیار رہ اسوقت سحر کی بو چھا رہی مین نے طائران سحر کو اڑتے ہوئے دیکھا تھا تھین نہین معلوم ہوتے اور تمھاری ہی فکر ہی شعلۂ جوالہ بلا کی ساحرہ ہے تمھاری فکر کر رہی ہے بہار نے کہا اب مین ہوشیار ہون آپ مطمئن رہین کہ صفین جمین لشکر آراستہ ہوا نقیب نقابت کر کے ہٹے شعلۂ جوالہ بھڑکتی ہوئی میدان مین آئی کان سے شعلۂ آتش ناک سے چنگاریان منھ سے دھوان نکلتا ہوا ایک طاؤس پر سوار پکار کر آواز دی ملکہ بہار گلعذار کہان ہین آج نکلین تو احوال معلوم ہو تو سہی کہ غنچۂ آرزو شگفتہ ہو گل حیات کو پژمردہ کرون باغ عالم مین بے سحر رہین اپنی سحر و ساحری پر بہت پھولی ہین

بلکہ ناممکن ہر مین تشکر تی کرتا ہون سب وزرا امرا نے رائے کو پسند کیا افراسیاب نے ایک نامہ ملکہ حیرت کو لکھا کہ لشکر کشی کر کے ہولے گرد آبادمین جاؤ مقابلہ کوکب مین لشکر کو اتارو ماہ بلمت بھی آگئے ہین ایک نامہ ماہیان زمرد پوش کو لکھا ایک نامہ آفات چہار دست کو تحریر کیا یہ سب نامے روانہ کر کے افراسیاب جہاد و تخت پر سوار ہوا لیکن یہان شہنشاہ کوکب مقابلۂ شعلۂ جوالہ مین فرو کش ہین ملکہ شعلۂ جوالہ نخل سحر کو گھیرے ہوے اتری ہوئی ہر آٹھ پہر حفاظت کرتی ہر طائر بھی کوئی نخل پر اگر بیٹھتا ایک قمری طوق محبت بہ گلو خوش آواز صدا مین سوز و گداز بوقت سحر وہ قمری نخل پر اگر بیٹھتی ہر زمزمہ سرائی کر کے چلی جاتی ہر اور کیا مجال کسی طائر کی کہ جو نخل سحر کے قریب بھی آ سکے صبح کو کوکب دربار گاہ پر بیٹھے ہین ایک جانب ملکہ بہار گلعذار بادمین اپنے سردارون کی تمکین دلمول کوکب سے فرما رہی ہین کیون اے شہنشاہ اس نخل کا کیا انجام ہوگا ہمارے دل مین بھی حوصلہ ہر کہ ایک دن ہم بھی اس نخل پر سحر کرین کوکب کہتے ہین جب تمہارا دل چاہے سحر کرو مگر شعلۂ جوالہ ضرور حائل ہوگی اسکی تدبیر چاہیے بہار نے کہا انکو مین تنکے چنوا دونگی خدا چاہے تو یہ خود دیکھا کرین کہ نخل کو قلم کرو ہرکارون نے یہ خبر شعلۂ جوالہ کو پہونچائی ملکہ بہار کا یہ ارادہ ہر کہ نخل پر سحر کرین شعلۂ جوالہ اپنے مقام پر بھڑک کر کہا ملکہ بہار انکے سلانے مین بھی نہین آ سکتین اگر قصد کرینگی تو بہت پچھتائینگی مین خود طبل جنگی بجواتی ہون نخل کے گرد چوکی پہرے مقرر کیے چونکہ گرم مزاج ہر جاہون کے سرتاج ہر طبل جنگی بجوا ہی دیا ہرکارون نے اگر کوکب و بہار کو یہ خبر پہونچائی بہار نے شگفتہ ہوکر کہا اے شہنشاہ یہ نیا گل پھولا کل کیفیت ظاہر ہوگی آپ بھی طبل جنگی بجوائیے یہان بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین شب تیرہ و تار طلایہ ڈالون کی پکار جانبین کے ساحر آمادۂ حرب و پیکار ملکہ شعلۂ جوالہ آج بذات خود طلایہ دے رہی ہے سامنے لشکر کوکب کے اگر جب منہ کھولا دھوان نکلا دشمن بیس نابینا ہوے دس بیس جلکر خاک ہوے کئی مرتبہ ملکہ بہار کو یہ خبر ہوئی کہ بی شعلۂ جوالہ یہ بدعتین کر رہی ہین کئی ہزار آدمی بیکار ہوے ملکہ بہار نے فرمایا شب تیرہ و تار مین وہ اپنی گرمی دکھائین صبح کو سمجھا جائیگا جس گھڑی بہار پیرائے عالم نے باغ جہان کو شگفتہ کیا شاخ شفق پھولی گل خورشید بصد زیب و زینت گلشن فلک مین رنگ کھلانے لگا ہوائے سرد چلی طائرون نے زمزمہ سرائی شروع کی بموجب عادت قدیم قمری خوش آواز بصد سوز و گداز زمزمہ سرائی کر رہی ہر دونون لشکرون کو یہ غزل عاشقانہ سنا رہی ہر غزل

عو اسپ جادو یہ واسی زنگی نے سب جادوگرون کو قتل کرنا شروع کیا تھوڑے ہی عرصے مین سب کا
خاتمہ کردیا خواجہ نے دیکھا ایک مکان مین قفل لگا ہوا ہے اُس قفل کو کاٹا دیکھا اُس مقام پر توڑے روپیون
کے چنے ہوئے ہین خواجہ خوش ہوگئے سب توڑے اُٹھا کر نذر زنبیل کیے اب شعلہ خوار آتش خو کہ رہا ہے
خواجہ مقام تیغۂ جوہر بار سامری تلاش کرو جسواسطے آئے ہو وہ مطلب حاصل ہو خواجہ نے اور کمرے
کھولے کہین پردہ لٹکا کہین ظروف مسی کہین کپڑے اسباب مختلف ہر مقام پر ہے خواجہ نے وہ
سب اسباب نذر زنبیل کیے مگر صندوق تیغۂ جوہر بار سامری نہین ملتا خواجہ نے کہا اے شعلہ خوار
ان مکانون مین تو تیغۂ مذکور نہین ہے شیطان بچے نے کہا خواجہ یہ وہ تحفہ ہے کہ بانیان طلسم اسکے رکھنے
مین بڑے بڑے اہتمام کیے ہین اگر غلام آپکے ساتھ نہوتا اور آپ یہان کے مکان کھود کر پھینک دیتے
تو تیغے کا پتہ نہ ملتا یہی قصر جو سامنے ہے وسط مکان مین ستون نصب ہے یہی قید ہے کہ لینے والا تیغے کا
اس ستون کو اُکھیڑے تب قصر ظاہر ہوگا صندوق بھی ملے گا مین نے آپسے عہد واثق کیا ہے آپ کے
ساتھ مجھکو اُس مجمع عام مین چلنا ہوگا جہان نور الشان و افراسیاب سب جمع ہونگے جسوقت
آپ نخل کو قلم کرینگے اُسوقت میری جانبازی ملاحظہ فرمائینگے خواجہ عمرو نے اُس ستون کے اُکھیڑنیکو
کمند آصفائے باصفا کو نکالا ایک حلقہ ستون مین باندھا ایک سرا ہاتھ مین لیکر کھڑے ہوے معجزہ طلب
کیا کمند کھنچی وہ ستون گرا مہرہ نقب پختہ کا ظاہر ہوا شعلہ خوار آتش خو نے کہا خواجہ آپ اس نقب
مین داخل ہوجیے خواجہ مع شیطان بچے کے نقب مین داخل ہوے چند سیڑھیان طے کی ہین کہ
دیکھا ایک مختصر سا حجرہ ہے اُسمین ایک صندوق کلان رکھا ہے بجائے قفل کے مار سیہ لپٹا ہوا ہے پانون کی
آہٹ پاتے ہی کفچہ بلند کیا شعلہ خوار نے بڑھ کر اُس مار سیہ کو ہاتھون سے مل ڈالا اب صندوق کو کھولا
تیغہ نکالا تیغۂ برق مثال خواجہ نے اُس تیغے کو اپنے پاس رکھا اب شیطان بچے نے خواجہ کو اپنے کاندھے
پر سوار کیا لیکر چلا یہان افراسیاب باغ سیب مین بیٹھا ہے صرصر نے عرض کی اے شہنشاہ
خود کوکب مقابلۂ شعلۂ جوالہ مین اُترا ہوا ہے عمرو نے اُس شوالے سے رہائی پائی ایسا نہو کہ وہ
شیطان بچہ تسخیر ہوجائے عمرو آکر سرد نخل کو قلم کرے سب کو ہلاک کرے لیجائے اُس سے کسی بات کا تعجب
نہین ہے آپ لشکر کشی کرین کوکب کو وہان سے ہٹا دین یا کوکب ملکہ شعلۂ جوالہ پر جا پڑے اُسکو قتل
کر کے قطع نخل کی تدبیر کرے افراسیاب نے کہا اے صرصر تیغۂ جوہر بار سامری کا ملنا بہت دشوار ہے

کہ جب کوہ غرائب پر عمرو آئیگا تو کوہ کو جنبش ہوگی غرائب جادو نے ملازمون سے کہا تو پہلو پھر
مین ہر ذرا جا کر تلاش تو کرو اگر ملجائے تو گرفتار کر لاؤ یہ بھی علامت بربادی کوہ غرائب مرقوم ہے کہ
بعد تباہی کوہ دہان اس پہاڑ پر بھی بربادی آئیگی جادوگر ڈرے خواجہ تو سر جھکائے بیٹھے ہین یہ باتین
سُن سُنکر پریشان ہو رہے ہین جی مین کہتے ہین کہ یہ بڑا ہوشیار ہی چند ساحر گئے تھوڑے عرصے
مین پلٹ کر آئے ایک جادوگر نے کان مین غرائب کے کچھ کہا غرائب طرف قیطوس نقلی کے پلٹا
کہا ای قیطوس آزردہ نہو تو ایک بات کہین عمرو نے گھبرا کر کہا فرمائیے غرائب نے کہا ای قیطوس
سارے پہاڑ پر تلاش کرایا کہین پتہ نہ ملا لیکن جب سے تم آئے ہو اُسوقت سے کوہ غرائب کو جنبش ہی
عمرو نے گھبرا کر کہا مین پہاڑ سے اُتر جاؤن غرائب نے جادوگرون سے کہا دروازے کو بند کر دو کیا
ہم کسی بات مین عاجز ہین خواجہ نے دیکھا کہ سد باب ہوا غرائب نے ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا آواز
دی یا خداوند سامری و جمشید ہمکو قیطوس پر دھوکا ہوتا ہی یہ مقام تو آپکے تشریف لانے کا ہی اپنی
کرامت ظاہر فرمائیے جیسے ہی غرائب نے یہ کلمہ زبان سے کہا ایک شعلہ بھڑک کر جسم عمرو پر گرا از نگ
روغن عیاری کا جلا دیا صورت اصلی ظاہر ہوئی پانون بھی عمرو کے زمین نے پکڑ لیے غرائب نے آواز
دی او مکار ہم غرائب عجائب لگا قصر مین ہلڑ ہوا سب جادوگرون نے کہا حضور بڑے تعجب کی بات ہے
پیران جادو و اطفال سے کیونکر بچا غرائب تلوار کھینچکر اُٹھا عمرو نے بلک کر دعا کی کہ ای پروردگار
میرے تیرے وعدے مین فرق آتا ہی یہ بیجا قتل کرنے پر دھمکاتا ہی سب جادوگر نیمچے کھینچ کھینچ کر
چلے کوئی نیزہ دکھاتا ہی کوئی چھری سے ڈراتا ہی کوئی سامری جمشید کی تعریفین کر رہا ہی کوئی کہتا ہی
او ساربان زادے تو نے ملکہ دخان سیہ رو کیونکر مارا ایسی حسینہ پر کیونکر ہاتھ اُٹھا جلاد کا تو نے
کام کیا غرائب نے چاہا دوڑ کے ہاتھ تلوار کا مارون عمرو کو لکو شعلہ خوار آتش خو یاد آئے فوراً کمر سے
نکالے جیسے ہی انکو پیچ و تاب دیا چھت شق ہوئی ایک زنگی قوی تن زمین پر گرا سب جادوگر
گھبرا گئے کہ یہ کون ہی کہان سے آیا دروازہ بند تھا چھت توڑ کے پہونچا خوف کا مقام ہی اُس زنگی
نے زمین پر آتے ہی غرائب پر حملہ کیا غرائب جادو نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے زنگی نے سب تلوارین
سر پر کھائین لیکن کوئی خط بھی نہ پڑا دونون پانون غرائب کے پکڑ کر زنگی نے چھر اُٹھا مانند
چیر گگے پھینک دیا اندھیرا ہو گیا سنگباری و برفباری ہوئی بعد عرصہ دراز آواز آئی شقی مرا نام مستی

کیا گذری سعاجون نے جو دیکھا کہ آج شہنشاہ بہت پریشان ہین جی بہلانے کو ایک گائن سے اشارہ کیا وہ گائن سامنے بیٹھکر یہ غزل گانے لگی غزل

شمعہ پرنور کو زلفون مین شانہ کیجیے
شمعون سے روشن کبھی زنجیر خانہ کیجیے

موت بندے کی جو صاحب آپ کو منظور ہے
آج بھی کوئی نہ آنے کا بہانہ کیجیے

نقش شیرین کو ہوس ہے آپ کے پابوس کی
بس اسی پتھر کو اپنا آستانہ کیجیے

لکھیے تیرے خال مشکین کے مضامین اے صنم
سارے حرفون کے نقطون کو مشک دانہ کیجیے

پرتو عارض سے ہے ہر تار مو تار شعاع
پنجۂ خورشید سے زلفون مین شانہ کیجیے

ہم بیابان مرگ ہین یارو ہماری قبر پہ
دامن وحشت جنون کا شامیانہ کیجیے

آب وگل مین اڑ گیا ہے توسن عمر روان
توڑ کر تار نفس کو تازیانہ کیجیے

قصد رکھتا ہے یہ اس صیاد کا تیر نگاہ
جسم کیا ہے مرغ جان کو بھی نشانہ کیجیے

کوے جانان گر نہین تو گنج زندان ہی سہی
کوئی ہے جوش جنون پیدا ٹھکانہ کیجیے

سر کے بدلے شوق سے سر لیجیے عشاق کا
گنجفے کے تورے سے برہم زمانہ کیجیے

رات دن غربت مین ناسخ بس یہی بیتی ہے فکر
کوئی خط لکھیے کوئی قاصد روانہ کیجیے

غرائب کہتا ہے کہ میرا دل نہین بہلتا نہین معلوم کہ دخان پر کیا گذرا یہ ذکر تھا کہ رونے کی آواز کان مین آئی سب گھبرا کے دیکھنے لگے دیکھا قیطوس جادو روتا ہوا آتا ہے کہ ہاے ملکہ دخان سی روزبری خوبصورتی ہاے شغال زنگی ایسی زوجہ سے بسر کرنا تیرا ہی کام تھا ہر دن مین تیرا نام تھا ملکہ دخان کے لاشے کو دیکھکر کلیجہ پھٹ گیا کون ایسا صاحب بیداد تھا کہ جسنے تجھ ایسی معشوقہ پری چہرہ کو قتل کیا ایسو نگار ایسی حسین پر ہاتھ اٹھا غرائب نے کہا اے قیطوس کیا ہوا جلد مفصل بیان کرو تمھارے رونے سے دل ہلتا ہے تہ رنج والم کا ملتا ہے قیطوس نے سر پیٹ کر کہا حضور دریا مین کود پڑینگے یہی جان دیدینگے ہرگز اب زندہ نہ رہینگے اے شہریار لطف زندگی اٹھ گیا کسی نے زن و شوہر کو مار ڈالا اور کنیزون تک کو قتل کیا مکان تک لوٹ لیا یہ سنکر غرائب نے گلا دے ماری کہا سار بانکی لد آگیا سب جورو نے لگے کہ وہ غرائب کو غش ہوئی غرائب نے کہا یارو غضب ہوا پہاڑ کو بغیش ہے معلوم ہوتا ہے کہ عمرو کو دغرائب پتہ آگیا ملازمون نے کہا یہ بات مقرر تھی سامری جمشید آنکہ

چاہتے ہین تاج اُٹھا لین بڑھیا کہتی ہی بیٹا ایک صندوقچہ جواہر کا اٹھا لو دولونڈیان ہاتھ بڑھانے عمرو نے
دونون کے چوٹی ون مین ہاتھ دیکر زنبیل مین ڈالدیا بڑھیا کو توڑ کر کالی کالی لونڈیون نے پکڑ لیا اور
کہا چل باورچی خانے مین آگ سُلگا یا کر جلد کپڑے اتار ہمین حساب دینا پڑیگا لڑکے کو مزدورون نے پکڑ کر
ٹوکری سر پر رکھی کپڑے اتار لیے میت نے پکار کر کہا دیوان جی صاحب ایک نیا مزدور اور آیا ہی نام
لکھو لیجیے مگر لڑکا ہی دو ہی پیسے لیجیے گا گارہ اٹھایا کریگا دو لونڈیان چیختے ہین پیٹتے ہین یہان کون سنتا ہی
خواجہ ان دونون کو زنبیل مین ڈالکر آگے بڑھ کر پھر آواز آئی جلاد کیا لینا عمرو نے پلٹ کر دیکھا شیطان بچہ چلا آتا ہی
کہتا ہوا خواجہ پیران جادو و طفال جادو یہ دونون اس صحرا کے نگہبان تھے کیا مزے سے انکو لیا خواجہ نے
کہا بیٹی مجھکو تو کوئی نہین ملا شیطان بچے کے کہا انکا نہ کیجیے مین سب کچھ دیکھ رہی تھا اب آگے جائیے
یہ کہکر شیطان بچہ غائب ہوا خواجہ آگے بڑھے لیکن غرائب جادو نے جو قیطوس جادو کو برائے خبر
کوہ دخان روانہ کیا تھا اسنے کوہ دخان پر آکے دیکھا سناٹا پڑا ہوا ہی مکان کا فرش فروش تک ندارد
تمام کنیز و غلام لاشے تڑپ تڑپ کر مر رہے ہین یہ سب حال قیطوس دیکھکر گھبرا گیا حیران تھا کہ کس سے حال
پوچھون کنیزین تک قتل ہو گئین مدت دراز تک اس مکان مین پھرا کہ کوئی بھی زندہ ہو تو اس سے حال پوچھون
جب کوئی مکان مین زندہ نملا سر پیٹتا ہوا چلا ان سب سے ملاقات و محبت تھی ایک ایک کا نام لیکر روتا ہوا
پہاڑ سے بہ سختی اترا خاک اڑاتا ہوا جاتا ہی خواجہ کوہ غرائب سے پانچ کوس الگ ایک مقام پر ٹھہرے ہین
کہ کان مین رونے کی آواز آئی پلٹ کے دیکھا ایک جادوگر سر برہنہ خاک اڑاتا ہوا آتا ہی خواجہ بھی
یہ چپین ایک ساحر کی شکل بنکر تیار ہوے پکار کر پوچھا بھائی صاحب خیر تو ہی قیطوس نے پوچھا ای شخص تو کون ہی
اس صحرا مین کیونکر پہونچا عمرو نے کہا مین مفلوک غریب مانگتا کھاتا ادھر بھی چلا آیا ارادہ ہی خدمت مین شہنشاہ
غرائب جادو کی جاؤن اپنی مصیبت بیان کرون تمہارا حال زار دیکھکر گھبرا گیا قیطوس نے کہا ای شخص
کیا پوچھتا ہی ہم سبھون کی راحت و آرام مین خلل آیا عمرو ایسا عیار اس حوالی مین آگیا مالک کوہ دخان
کو مارا وہ لوگ تو بڑے ہوشیار تھے تعجب ہی کیونکر قتل ہوے کوئی ذی حیات نہین بچا کہ جس سے حال
دریافت ہوتا عمرو نے باتین کرتے کرتے کہا دیکھو ایک رنگین آتی ہی جیسے ہی قیطوس پلٹا خواجہ نے
حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالدیے حباب مار کر بیہوش کیا قیطوس کی شکل بنکر تیار ہوے طرف کوہ غرائب
کے چلے غرائب جادو اپنے قصر مین بیٹھا ہوا کہ رہا ہی کہ یار دیکھو دل گھبراتا ہی نہین معلوم کوہ دخان پر

رکھا ہی ماں بیٹے دونون مشتاق ہوے عمرو نے کہا دونون صاحب ایک ہی مرتبہ دیکھ لین یہ کہکر جو راسی گٹھڑیان کھولین کہا میرے ہاتھ پانون تو کھولدیجیے وہ تماشا دکھاؤن کہ کبھی نہ دیکھا ہو بڑھیا نے ہاتھ پانون خواجہ کے کھولدیے بیٹے سے اشارہ کر رہی ہی کہ جب یہ مال و اسباب دکھائے زبردستی کرکے لے لینگے یہ دبلا پتلا نا تیا کیا کر سکتا ہی جب خواجہ کے ہاتھ پانون کھلے یہ بھی دیکھا کہ ہین اپنے قابو مین ہون زنبیل کا منھ کھولا ادل بڑھیا بھگی دیکھا جواہرات انبار ایک طرف دریا ہے قہار سوج مار رہا ہی بجرے لگے ہوے ہین کچھ شاہزادیان سوار ہو رہی ہین کچھ شاہزادیان اتر رہی ہین کچھ سوار ہین بجرون پہ ناچ ہو رہا ہی ایک طرف باغات کے دروازے کھلے ہین نازنینان مہ جبین باغ مین جمع ہین یہ ہر جگہ جلسے جمے ہوے گانے والیان خوش گلو تانین لگا رہی ہین نظم

یہ درمیان تمکو ذما نہیں ہی کہ جور ہمپر روا نہیں ہی
ہین سخت جان غیر مجھ سے بڑھ کر رہین نہ کمزور ہاتھ دلبر
کیا نہ کیون چارہ گر نے درمان بتایا کیون جو رسمین الحان
وہ نیند جس سے کہ سو گئے اب وہ غیظ جسمین گئے انکا مطلب
ہی ناخن غم عبث پریشان ہی اسکا کھلنا کمال آسان
کدھر گئے وہ تمھارے چھل بل نہ تر ہی چتون نہ آڑی ہی کل
نگاہ لڑاتی ہی گو کہ شوخی پہ شرم چھائی ہوئی ہی اب بھی
شباب آیا گیا لڑکپن اب اور نام خدا ہے چتون
غضب ہی نیچی نظر کا ایسا گمان دیکھا ہی دلکو بھالا
شرر جدائی مین ہی یہ نیت کا سلتے ہی تنمین نہ دلمین طاقت

برائے الفت سزا نہین ہی وفا کا بدلہ جفا نہیں ہی
ٹھہر ٹھہر کر لگا نہ خنجر یہ طرز عشق جفا نہیں ہی
ہو تیرے زخم جا بجا مین نہان تمھارا زرد حنا نہیں ہی
رسیلی آنکھون مین وصل کی شب بجز مروت کے کیا نہیں ہی
کہ میرا ای موت رشتۂ جان کسیکا بند قبا نہیں ہی
یہ کیا کہ سپہر غرور تھا کل وہ آج بانکی ادا نہیں ہی
یہ کیا کہ وقت جدل بھی خالی نیام تیغ حیا نہیں ہی
تری جوانی کا اف رے جوبن کہ دل پہ قابو ذرا بھی نہین ہی
ہی عکس زخم جگر پہ میرا دوپٹہ مسکا ہوا نہیں ہی
ہوہ کی ہر صد موسی زرد رنگت یہ ہی لیکن قضا نہیں آئی

ایک جانب قصرہائے عالیشان ایک طرف ہزارہا تاج رکھے ہوے ہین ایک طرف باورچی خانہ ہزارہا دیگ چڑھی ہوئی ہی کھانا تقسیم ہو رہا ہی ایک جانب ہزارہا مزدور ٹوکریان سر پر رکھے ہوے مٹی ڈھو رہے ہین بیسٹ انکے پیچھے سونٹا لیے ہوے ساتھ ہی کوئی مزدور رکا اور سونٹا پڑا بڑھیا بڑھیا اور لڑکا دونون مبہوت ہو گئے سنسکار کہا خواجہ یہ ہمنے کیا دیکھا عمرو نے کہا دونون صاحب بغور دیکھیے جو پسند ہو وہ لیجیے تکلف نہ فرمائیے یہ سب مال آپ ہی کا ہی اب بڑھیا اور لڑکے نے آدھا آدھا جسم زنبیل مین ڈالدیا

وہ لڑکا حیران حیران چہار جانب دیکھ رہا ہے اور پکارتا ہے کہ او مکار تو کہان گیا مجھ کچھ نہین سوجھ
خواجہ گلیم اوڑھے کھڑے ہین مگر حیران کہ یہ حال مکاری اسے کیونکر معلوم ہوا کیونکر پوچھون ایسا نہ
کہ پوچھنے مین کوئی خرابی ہو وہ لڑکا گلیونمین دوڑتا پھرتا ہے عمرو نے کنارے آکر ایک ضعیفہ کی صورت
بنائی مٹھائی ہاتھ مین لیکر دوسرے گوشے سے نمایان ہوئے لڑکے نے بڑھ کر آواز دی بڑی بی ضد
اسطرف کوئی مسافر گیا ہے عمرو نے کہا بیٹا مین نے نہین دیکھا اس مٹھائی پر سامری جمشید کی نذر د
تو آج میری ماندی ہوگئی تھی مین نے نذر مانی کہ سامری و جمشید کی نذر دلاؤنگی اب اس نے صحت
پائی یہ کہکر لڑکے کے ہاتھ مین دونا مٹھائی کا دیا لڑکے نے سامری و جمشید کی نذر دی عمرو نے دو ڈلیان
بڑی بڑی نکال کے لڑکے کو دین کہا بیٹا یہ تم کھالو اُسنے وہ ڈلیان کھالین کھاتے ہی گھبرایا کہا او مکار
تو نے مجکو بیہوشی کھلادی یہ کہکر عمرو کی طرف دوڑا کہ جا کر لپٹ جاؤن خواجہ پیچھے ہٹے بیہوشی تاثیر
کر چکی تھی لڑکا لڑکھڑا کر گرا خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

مرا نام ہے خواجہ خواجگان

عمر ذی حشم مہتر مہتران
اڑاتا ہون کفار کے مین ہوئین
مری چال سے ہے صبا پائمال
مرا افسر ذی حشم نامدار

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کنوئین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار

مرے نام پر غدر شیدا ہوا
مرا مکر ہے گلشن قیل و قال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے

کہ آقا ہمارا جہانگیر ہے

چاہا تمنچہ لڑکے کو مارون کہ پہلو سے آواز آئی کہ او مکار کیا کرتا
میرے بچے نے کیا خطا کی عمرو نے پلٹ کر دیکھا ایک بڑھیا ہوا کی نانی ساحرۂ لاثانی لٹھیا ہاتھ مین
دوڑی ہوئی آتی ہے خواجہ عمرو نے چاہا بھاگون اُس بڑھیا نے سر زمین پر دے مارا پکار کر آواز دی یا
سامری یہ گنہگار جاتا ہے میرے بچے کو کیا کھلا دیا کہ وہ بیہوش پڑا ہے خواجہ لڑکھڑا کے گرے بڑھیا نے آکے
اول لڑکے کو ہوشیار کیا لڑکے نے ہوشیار ہوتے ہی عمرو کی مشکین باندھ لین لڑکا اور بڑھیا لیکر چلے عمرو نے
کہا بڑی بی صاحب مجکو کہان لیے جاتی ہو کہا گوڑے تو عمرو عیار ہے ایسی جگہ قید کرون کہ تا قید حیات
رہائی نہ پاؤ خواجہ منتین کرنے لگے کہا بڑی بی صاحب مجکو چھوڑ دو اب مین ادھر کبھی نہ آؤنگا بڑھیا نے کہا
یہان کیونکر آیا خواجہ نے کہا یہان گانوں مین ایک زمیندار کی برات تھی رات کو وہان رہا خوب مال لوٹا
گھر بار مین جمع تھا وہ بھی مین نے اٹھا لیا بڑھیا نے کہا وہ غلہ کہان ہے عمرو نے زنبیل دکھائی کہا اسی مین سب

بلا نازل ہوئی اوس دیونے دخان کو ایک لات ماردی شغال کو چیر پھاڑ کر کھا گیا
مین دخان سیہ رو نے سحر کیا گولہ اٹھا کر مارا وہ دیو آنکھون کے سامنے سے غائب ہو گیا گولہ
زنگمن کے سر پر پڑا کہ زنگمن کا سر پھٹا دخان سیہ رو نے دیکھا وہ دیو میرے پہلو مین کھڑا ہے چاہا کر
کون وہ کب جان چھوڑتا ہے ایک تھپکی ماردی گولی بنا کر نگل گیا کنیزین پیٹنے لگین اپنے منہ سے
لہ ہائے آتش چھوڑے جشنین جلنے لگین اب اس دیو نے نعرہ کیا صنم شعلہ خوار آتش خو کیون
جہ اپنے دوست کو ایسا بھولے مین صحرا مین پھر رہا تھا اور کہتا تھا کیا سبب ہے کہ خواجہ نے مجکو یاد نہین
جہ عمرو نے جو مکان کو خالی پایا اسباب لوٹنے لگے تمام مکان کو لوٹ لیا شعلہ خوار حیران ہے کہ یہ
اب خواجہ کہان رکھ لیتے ہین عمرو نے کہا ای شعلہ خوار زنبیل دیکھو گے شعلہ خوار نے کہا مہربا
یئے اب طرف کوہ غرائب جائیے تشریف لیچلیے جیسا مقام ہو گا اُسی صورت پر آونگا خواجہ کو ساتھ لیکر
یطان بچہ پہاڑ کے نیچے اُترا طرف کوہ غرائب کے چلا غرائب مردار خوار بادشاہ کوہ غرائب اپنے مقام پر
ہاہی مصاحب جمع ہین کہ قصر کا ایک کنگرہ گرا غرائب نے کہا ارے یہ کیا ہوا ذرا دخان سیہ رو کی تو خبر لاؤ
نشاہ ہوشربا نے غضب کیا سحر تہہ گنبد سامری مین برات وغیرہ کو پھنسایا ہملوگون کے اختتام کا وقت
ہر چند کہ یہ مقامات ہین کہ اگر سامری و جمشید قصد کرین تو نہ آسکین مگر عمرو وہ بلا کا عیار ہے کہ
آفات و افراسیاب کو گرفتار کر لیا تھا نانی جان وقت پر پہونچ گئین انھون نے سبکو بچایا ورنہ اُسی
اتمہ تھا یہ تو ہمین معلوم ہے کہ عمرو نے اسطرف کا رخ کیا ہے ایک جادوگر کو حکم دیا کہ خبر لاؤ ہماری طر
خان کو سلام محبت التیام کہنا مگر ای قیطوس جادو راہ مین جو کوئی ملجائے اُسے مار ڈالنا صاف
قوم ہے کہ سوای عمرو کے اس سرحد مین کوئی اور نہ آئیگا قیطوس چلا غرائب انتظار مین ہے لیکن کو
خان سے تھوڑا راستہ طے کر کے شیطان بچہ خواجہ سے کہنے لگا ای شہنشاہ اوج عیاری اب ساتھ چلنا
ین اگرچہ یہ مقامات طلسم ظاہر ہین مگر شعبدی یہان کے طلسم باطن سے سخت ہین آپ اپنے کو جب
رائب پر پہونچائیے خواجہ لرزان و ترسان طرف کوہ غرائب کے چلے ایک مسافر کی صورت کی صورت
الی جب بازار کے نکڑ پر آئے اور آگے بڑھے وہان ایک لڑکا کھڑا تھا عمرو نے کہا میان صاحبزادے
احب غرائب جادو کا کونسا مقام ہے یہ سننا تھا کہ اُس لڑکے نے ایک چیخ ماری آواز دی او ظالم
ماری شہنشاہ کا نام پوچھتا ہے عمرو لڑکھڑایا یقین ہو کہ گر پڑیگا عمرو نے گرتے اپنے کو سنبھالا گلیم

دیکھا میں نے تو بہ صورت اصلی بیٹھا ہون گھبرا کر اُٹھے چاہا بھاگ کر نکل جاؤن زمین نے پاؤن تھام لیے دخان سیہ رو نے پلٹ کر آواز دی او ظالم اس قصر کی یہی تاثیر ہے دشمن کے مٹانے کی تدبیر ہے اب کہان جائیگا مین نے بھی سنا تھا کہ عمرو عیار میری فکر مین آئیگا اب جو خواجہ گھبرائے طنبورہ ہاتھ سے چھوٹ گیا جان سے بیزار یقین کامل ہوا کہ موت قریب آگئی دخان سیہ رو نشے مین اچھل رہی ہے ڈکار رہی ہے ہر مرتبہ منہ کھولکر آتی ہے کہ عمرو کو کھا جاؤن خواجہ ہاتھ باندھتے ہین کہ مین تو غلام ہون ہمیشہ خدمتگذاری کرونگا مین عیاری مکاری کیا جانون کبھی دل کو رجوع کرتے ہین کہ ای پروردگار اس جلاد کے ہاتھ سے بچا لے ایسا نہ ہو کہ یہ ملعونہ کھا جائے ایک طرف سے شغال زنگی یہ کہکر اُٹھا کہ او ساربان نادی میری معشوقہ کو مارنے آیا تھا مین تجکو بڑے مزے سے بھون بھون کر کھاؤنگا کیون صاحب مجکو حکم دو کہ تمھارے دشمن کو کھا جاؤن دخان سیہ رو نے کہا ہم تم تقسیم کرکے کھائینگے آگ تو روشن کرو شغال زنگی آگ روشن کرنے لگا نمک مرچ لاکر رکھا اوسکا کارد بھی لایا اب عمرو نے دلکو اپنے طرف خدا کے رجوع کیا بلک بلک کے خواجہ دعا کرنے لگے کہ ای رحیم و کریم وقت مدد ہے تو اگر رحم کرے تو یہ بلا رد ہے

نظم

بندہ ام پابند صد رنج و الم
نفس و شیطان میکنند بر من ستم
وای صد حسرت کہ در دنیای دون
بر طریق بندگی ثابت قدم
نیست اندیشہ ز بد خواہان مرا
گردنم در سجدۂ اخلاص خم
ہست این ناچیز عاجز خاکسار

عاجز و مسکین اسیر درد و غم
ز آتش غم سینہ سوز دشل برق
نقد عمر خویش ضایع کردہ ام
بر مآل کار خود وا حسرتا
تو کنی بر من اگر فضل اتم
کن عطا ای مصدر جود و عطا
بر کمال فضل تو امید وار

ای شہ فریاد رس فریاد رس
دیدہ مثل ابر گریہ دمبدم
از رجوع دل نمانندم ای دریغ
در دل اندیشہ نہ کردم بیش و کم
دار چون گردون دون ای کردگار
کن کرم اے صاحب لطف و کرم

جب آگ روشن ہوئی اور شغال شوہر دخان سیہ رو کا شراب پیکر اُٹھا اسوقت عمرو کو موے سر شیطان بچہ یاد آئے فوراً کمر پر ہاتھ ڈالا اُن بالونکو جو پیچ و تاب دیا دروازے سے آواز آئی او شغال ملعون خبردار ہمارے مہربان پر ہاتھ نہ اُٹھانا شغال نے پلٹ کر دیکھا دروازے سے ایک دیو منہ مثل قعر بلا کھولے ہوئے آتا ہے شغال نے چاہا بھاگون وہ دیو شغال پر آپڑا دخان سیہ رو چلائی یا خداوند میرے شوہر کو بچا ئیو

دل لبھا رہا ہے شغال نے کہا یہ تو کوئی مقبول بارگاہ سامری معلوم ہوتا ہے کنیز سے کہا باہر نکلکر دیکھ تو
اس صحرائے ویران مین کون ایسا شگفتہ مزاج ہے کہ یہان گا رہا ہے غزل کے اشعار ہین کہ سنانین دل کے
پار ہین دخان نے کہا ارے کیا دریافت کرتا ہے مجھے نہین معلوم کہ افراسیاب بیحیا نے سحر قہر گنبد
سامری کیا ہے اب ہماری تلاش ہوگی شوہر نے اسکے کہا یہان کسکی مجال ہے جو آسکے کیون بیہودہ بکتی ہے
تو خود جاکے دیکھ دخان سیہ رو جھومتی ہوئی چلی ایک چدریا کا کونہ سر پر اور ایک زمین پر لوٹتا ہوا نشے
مین منہ سے کف جاری جھومتی ہوئی پہاڑ پر آئی نگاہ اٹھا کر دیکھا ایک نخل کے سائے مین ایک بڈھا بیٹھا ہوا
تانین لگا رہا ہے دخان نے آواز دی او گانے والے ہمارے پاس آ ہم اس مقام کے حاکم ہین طرف سے
افراسیاب کے ناظم ہین عمرو نے سر اٹھایا ایک یونی کو دیکھا کہ پہاڑ پر اتر رہی ہے عمرو نے پھر سر جھکا لیا
معلوم ہو کہ بہرے ہین گویا سنا نہین جب دخان نے دو تین آوازین اور عمرو نے کچھ جواب نہ دیا دخان
تڑپ کر گری عمرو کی کمر مین پنجہ دیا اٹھا کر اپنے قصر مین لائی قصر مین لا کر بٹھا دیا کہا او شغال یہ گویا
آیا گانا سن مگر دورہ شراب مین فرق نہ آئے گویا تو نگوڑا بڈھا ہے شاید اس سے بھی کوئی مطلب نکلے شغال
نے کہا او بیہودہ اٹھ پہر تجکو یہی فکر ہے دخان نے کہا ارے مسخرے یہی دنیا کا آل ہے تو تو ناحق گھبراتا ہے
تجھکو پھل شجر مراد کے کھلاؤنگی آٹھ پہر دیوانہ رہے گا تجکو انگلیون پر نچاؤنگی مگر کیا کرون وہ شجر خشک
ہوگیا ثمر اس مین نہین ہوتا یہ تیری بدنصیبی شاید کوئی لڑکا پیدا ہوتا تیری جان کو بیٹھکر روتا یہ کہکر شراب
پینے لگی کہا ہان بڑے میان صاحب کچھ گاؤ خواجہ نے دو چار شعر گائے مگر اس محفل کو دیکھکر گھبرا رہے ہین
ہر ایک رنگن اچھل کود رہی ہے دخان سیہ رو سب سے زیادہ گھڑے کے گھڑے شراب کے پیے جاتی ہے
چیختی ہی غل مچاتی ہے خواجہ کے ہوش پراگندہ ہین لیکن مجبور و ناچار دو تین غزلین گائین دخان
رونے لگی کہا مین اپنے خداوند سے جاکر پوچھون کہ وقت انقلاب دور ہوا یا ابھی زمانہ خرابی کا باقی ہے
خواجہ یہ سنکر گھبرائے ایک طرف ایک چوکی ٹوٹی سی رکھی تھی اسپر ایک بت پتھر کا رکھا تھا اسکے آگے
کچھ ہار پھول رکھے تھے دخان اچکتی ہوئی سامنے بت کے آئی کان سے منہ لگا کر آواز دی کیون خداوند
اب کیا منظور ہے بت نے منہ پھیلایا منہ سے کچھ دھوان نکلا اسقدر منہ سے دھوان نکلا کہ خواجہ گھبرا
گئے بسبب دھوان کے آنکھون سے آنسو نکلنے لگے خواجہ رومال سے منہ پوچھنے لگے یہ خبر نہین کہ رنگ
و روغن عیاری کا دور ہوا جاتا ہے سامنے ایک آئینہ رکھا تھا اسپر نگاہ جو جو خواجہ عمرو کی پڑی

اُس سے ملاقات کرین اگر آپ نے مار لیا فبہا ورنہ مین آپہونچونگا موے سر میرے آپ کے پاس موجو
ہین کوہ دخانیہ سے چند قدم پر خواجہ عمرو کو شیطان بچے نے اُتارا خود تو غائب ہوا خواجہ تنہا رہ گ
عجب ایسا مقام پُر آشوب ہے کہ خوف آتا ہے ہر طرف سناٹا صداے جغد و بوم آتی ہے بونڈلے گرد کے
اُٹھ رہے ہین صبا خاک اُڑاتی ہے ہر نخل نشان نخل ماتم تنہائی سے ہر مقام پر ہجوم غم والم کسی طرف
نخل مغیلان سر اِکا نٹونسے بھرے ہوے گویا اُنگلیان اُٹھاتے ہین کہ از آئندرو ند طرف کوہ دخانیہ کے
نہ جانا یہ مقام دخان سیہ رُو ہے وہ قوم کی زنگن انسان کے نام کی دشمن ہے حیران حیران چہار جانب
خواجہ دیکھ رہے ہین آخر مجبور ہوکر قریب کوہ آئے رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک پیر کلاونت کی
صورت بنکر تیار ہوے طنبورہ ہاتھ مین لیا ایک نخل خار دار کے نیچے بیٹھ کر طنبورے کو چھیڑا در بصد
سوز و گداز یہ غزل مومن دہلوی کی گانے لگے غزل

هم نشینا از نزع شب ہجر مین جان ہونے تک
صبر آتا ہے کوئی تاب و توان ہونے تک

آسمان فتنہ کچھ ایسا نہین لے اہل جہان
کوئی باقی نہین رہنے کا امان ہونے تک

شمع سان اپنی طپش ہے تو سنے یا نہ سنے
طے نہو ویگا یہ افسانہ زبان ہونے تک

اس چمن زار کا حسرت سے نظارہ کرلے
اے نگہ دیدۂ ہر سو نگران ہونے تک

کون جیتا ہے نگاہون مین سبک ہونے کو
سخت جانی ہے ترے دل پہ گران ہونے تک

گر یہی نالۂ جانکاہ کے ہین شور و شغب
دم رہا کاہکو تاثیر فغان ہونے تک

ہاتھ شاید کہ وہ سرمایہ حسن آجائی
کچھ نہ کچھ فائدہ ہے جی کے زیان ہونے تک

غم و غصے سے ہے خلقت مری جون طفل سرشک
نہین کرنے کی وفا عمر جوان ہونے تک

عید ہوئی محتسب پیر مغان مین مومن
عید ہر روز ہے اسکے رمضان ہونے تک

گانے کی جو خواجہ کی آواز بلند ہوئی دخان سیہ رو اپنے قصر مین بیٹھی ہوئی شراب پی رہی ہے چند
رنگین جمع ہین ہلڑ ہو رہا ہے شراب اسقدر پی کہ اوک رہی ہے ڈاک رہی ہے شغال زنگی آشنا اسکی
اسکے پٹے پکڑے ہوئی اسکو مار رہی ہے کہتی ہے کہ لچھو ہتھرانی کو تونے آج کیون گھورا تھا وہ تیری کون ہے
نہ دیکھا کہ تو اُسکو آنکھون مین پئے جاتا تھا زنگی اپنی جان سے عاجز ہے چاہتا ہے کہ اُس سے کسی طرح پیچھا
چھڑاؤن مگر ممکن نہین ہوتا بکا یک کان مین گانے کی آواز آئی شغال کو چھوڑ دیا کہا جاکنارے بیٹھ دیکھ یہ کون گا رہا ہے

ابتدا سے تجھے موجود سمجھتا تھا مین
اے نسیمِ سحری ہمبر اسیران قفس
جن دنون عشق رولاتا تھا ہمین صورتِ ابر
کیا کہون اسکے جو مجھپر کرم پنہان تھے
جسنے باندھے ہوے گانی تجھے دیکھا بھرکا
خاک مین ملگئے اے شاہ سوار اہل نیاز
لبکے بوسے کا ہے انکار تعجب اے یار
کر یاد تھی از بسکہ نہایت نازک
جن دنون ہوتا تھا تو گھر مین ہمارے شب باش
بے شعورون نے نہ سمجھا تو نہ سمجھا آتش

میرے تیرے کبھی پردہ کی ملاقات نتھی
تحفہ تر نکہتِ گل سے کوئی سوغات نتھی
کونسی فصل تھی وہ جسمین کہ برسات نتھی
ظاہری یار سے ہرچند ملاقات نتھی
دلربا شے تھی مری جان تری گات نتھی
نازِ معشوق تھا توسن کی تری لات نتھی
پھیرے سائل سے جو منھ کو وہ تری ذات نتھی
سوجھتی بندش مضمون کی کوئی گھات نتھی
روز روشن سے کم اے مہر لقا رات نتھی
نکتہ سنجون کے لطیفے تھے تری بات نتھی

خواجہ کے گانے پر شیطان بچہ جھوما کیا خواجہ سے کہا اسی آواز پہ عاشق ہون جہان طلب کروگے وہان حاضر ہونگا نور افشان نے کہا اے شعلہ خوار آتش خوا اگر تیری خوشی ہو تو مین بھی ساتھ چلون مین نے زبانی افراسیاب کی سنا ہے کہ حد کوہ غوائب نہایت سخت مقام ہے شعلہ خوار نے جواب دیا کسیکی احتیاج نہین اصلی کام تو ذات پہ خواجہ کی موقوف ہین ہر مقام پر اپنے کو پہونچاؤنگا اب مین آپ لوگون سے صاف مفصل عرض کرتا ہون اول کوہِ دخان ملیگا ملکہ دخان سیہ رو ایک ساحرہ وہانکی حاکم ہے قوم کی زنگن مسلمانون کے نام سے بدظن خدا اسکی صورت کسیکی نہ دکھلائے اگر شب تیر و تار مین کوئی دیکھ لے تو غش آجائے اوّل سرحد کوہ دخانیہ پر چلیئے جب دخان سیہ رو قتل ہوجکیگی تب غوائب کا کھلیگا وہان کے عجائب و غرائب سے آپ خود آگاہ ہونگے مین بھی وقتاً فوقتاً حاضر خدمت ہونگا آپ لوگ مقابلے مین ملکہ شعلۂ جوالہ کے فروکش رہین اب مین خواجہ کو لیکر جاتا ہون نور افشان نے کہا بسم اللہ کوکب تو اُسی مقام پر داخل بارگاہ ہین یہی ذکر ہو رہا ہے کہ خدا خواجہ کو بخیر و خوبی پہونچائے شعلۂ خوار آتش خو خواجۂ عمرو کو پنجے مین دبا کر بلند ہوا کبھی کاندھے پر سوار کر لیتا ہے باتین محبت آمیز خواجہ سے کرتا ہوا راہ کو طے کر رہا ہے بعد عرصۂ دراز کے دور سے ایک پہاڑ معلوم ہوا کہ اسمین سے دھوان نکل رہا ہے شیطان بچّہ نے کہا وہ کوہِ دخانیہ سامنے معلوم ہوتا ہے مین آپ کو اُتارتا ہون آپ کسی طور سے

افراسیاب سے برابر لڑرہے ہین ہر مرتبہ افراسیاب کے ملازم قتل ہوتے ہین ساکنان طلسم اپنی بدنصیبی پر
روتے ہین جب نورافشان وکوکب نے اسطرح سمجھایا اور عمرو نے جھلا کر دو تین تازیانے مارے تازیانہ
حضرت اسحاق کا جو پڑا بلبلا گیا تڑپنے لگا کہا خواجہ فریاد کرتا ہون جو کہوگے وہ کرونگا سب طرح خدمت
حاضر رہونگا مگر برائے خدا کمندون سے مجھکو کھولو میری ہڈیان ٹوٹی جاتی ہین خوف ہو کہ اعضا شکست ہوجائین
مین کبھی نہ یہم گرفتار نہوا تھا اس کمند مین پھنسا اب تمھاری اطاعت کرتا ہون صحرائے غریب مین
پہونچا دونگا اُسکے سحر سے بھی تمکو بچاؤنگا تیغۂ جوہر بار سامری نکال لاؤنگا تا بہ فتح طلسم حاضر خدمت
رہونگا اور کسی ملک مین جاکر دعوی خدائی کرونگا عمرو نے کہا او کمبخت برای خدا دعوی یکتائی سے باز آ
ورنہ معضوب بارگاہِ رب اکبر ہوگا شیطان بچے نے کہا آٹھ پہر جلتا ہون جلنا ہماری تقدیر مین ہے جلتا ہون
ورجلونگا نورافشان نے کہا اگر اطاعت دین اسلام کروگے جلنے سے باز رہوگے خنکی حاصل ہوگی
تسکین دل ہوگی اطاعت رب اکبر خالی از لطف نہوگی اس طرح کوکب ونورافشان نے سمجھایا
کہ زنگِ کفر دل سے شیطان بچے کے دور ہوا قلب کو سرور رہوا خوش ہوکر کہا خواجہ ان باتون کو
مجکو نہ سمجھائیے مین ہر حال مین آپ کا مددگار رہون آپ کی خدمتگزاری سے گردن تابی نہ کرونگا اور یہ
بھی اُسنے کہا کہ موے سر میرے تراش کر اپنے پاس رکھیے جسوقت انکو آپ پیچ وتاب دینگے فورًا مین حاضر
خدمت ہونگا جب بخوبی اقرار صادق وعہد واثق لے لیے اور موے سر بھی خواجہ نے تراش لیے تب کمند
اصفائے باصفا سے شیطان بچے کو کھولا شیطان بچہ رہا ہوتے ہی قدمون سے خواجہ عمرو کے لپٹ گیا
چند شعر جو آپنے میرے سامنے گائے تھے وہ لطف ابتک باقی ہے اگر مہربانی فرمائیے تو چند اشعار سنائیے
مین اُس صدائے جگر سوز کا عاشق ہون خواجہ عمرو نے اُسی تخلیے مین جلسہ آراستہ کیا کہ وہان صرف
ملکہ بہار ونورافشان وکوکب وبرہمن ہین اور وہ شیطان بچہ سامنے بیٹھا ہوا ہے عمرو زنبیل
نے نکالی نئے طور سے یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی غزل

دل لگی اپنی ترے ذکر سے کس رات نہ تھی
صبح تک شام سے یا ہو کے سوا بات نہ تھی

التجا تجھ سے کب اے قبلۂ حاجات نہ تھی
تیری درگاہ مین کس روز مناجات نہ تھی

اب ملاقات ہوئی ہے تو ملاقات رہے
نہ ملاقات تھی جبتک کہ ملاقات نہ تھی

غنچۂ گل کو نہ ہنسنا تھا تری صورت سے
چھوٹے سے منھ کے سزاوار بڑی بات نہ تھی

قب ہی وہان کا حاکم غرائب جادو بڑا بے ادب ہے چالیس کوس کے گردے مین اُسکی عملداری ہے
دل وہ قتل ہو بعد اُسکے وہی شیطان بچہ اُس کوہ پہ جائے اندر کوہ کے ایک قصر ہے اُس قصر مین ایک
صندوق کلان ہے اُس صندوق مین تیغۂ جوہر بار سامری رکھا ہے اُس تیغے کو لائے یہ بھی لکھا ہے
کہ قریب نخل اُسدن ہنگامۂ عظیم ہوگا خواجہ عمرو اپنے کو قریب اس نخل کے پہونچائین ہاتھ تیغۂ جوہر بار
سامری کا اُس نخل پر لگائین جب وہ نخل کٹیگا تب قیدیون کو ہوش آئیگا سوائے اس تدبیر کے اگر تمام عالم کے
ساحر جمع ہوکر سحر کرین تو رہائی بران وغیرہ کی ناممکن ہے یہ سنتے ہی خواجہ قہقہہ مار کر ہنسے کہا اے
نورافشان ناحق کا دل پر پیچ و تاب ہے لقب پاک اس کریم کا مسبب الاسباب ہے مین جاکر اُس شوالے
مین قید ہوا تھا وہ شیطان بچہ میرے پاس قید ہے مین نے اُس سے کلام تک نہین کیا یہ ہنگامے درپیش ہوئے
تنہا کے پس وپیش ہوئے اے نورافشان اُس شیطان بچہ کو نکالتا ہون اُسے تسخیر کرو وہ مجھے ساتھ لیجانے
پر راضی ہو خدا چاہیگا تو غرائب جادو کو قتل کرونگا نکالنا تیغہ کا اُسی کی ذات پر موقوف ہے خدا چاہیگا
تو وہ ضرور ساتھ چلے گا نورافشان نے کہا بسم اللہ نکالیے وہ شیطان بچہ کمند آصفائے باصفا مین
بندھا ہے جال الیاسی مین لپٹا ہے خواجہ نے اُسکو زنبیل سے نکالا کوکب و نورافشان و برہمن کہ یہ
تینون ساحران زبردست ہین نشۂ بادۂ جرأت سے مست ہین اپنے اپنے سحر تیار کرکے بیٹھے خواجہ نے
اُسے ہوشیار کیا شیطان بچہ ہوشیار ہوتے ہی مثل برق کے تڑپا مگر دام بزرگانِ دین مین ہے کیونکر
نکلسکتا ہے تڑپ تڑپ کے ساکت ہوا نورافشان وغیرہ نے دیکھا ایک لڑکا نہایت خوبصورت منہ سے اُسکے دھوان
نکل رہا ہے ناک کان سے شعلہ ہائے آتش بھڑک رہے ہین ہمہ تن شعلۂ جوالہ معلوم ہوتا ہے آنکھین اُسکی چنگاریان
آگ کی نورافشان نے پکار کر آواز دی اُو شعلۂ خوار آتش خو تو نے قدرت پروردگار کو دیکھا
خواجہ عمرو نے تجھکو کسطرح گرفتار کیا اب بہتر یہ ہے کہ اہل اسلام کے شریک ہو ایسے کارہای نمایان
کرو کہ افراسیاب دنگ ہو اپنی زندگی سے تنگ ہو جب عرصۂ دراز تک نورافشان و کوکب نے
سمجھایا برہمن و ملکہ بہار گلعذار بھی ایسے ایسے کلمات کہہ رہے ہین بعد عرصۂ دراز اُس شعلہ جوالہ سے آواز
آئی کہ یارو مین خیر خواہان طلسم سے ہون کیونکر مٹانے کی فکر کرون یہ صورت بربادی طلسم ہے مین برائی
افراسیاب کی نہین چاہتا ہون اُن قیدیون سے ہاتھ اُٹھائیے نورافشان نے کہا اے شعلہ خوار آتش خو
عمر طلسم تمام ہوئی تم تو کیا ہو اگر سامری و جمشید بھی قبر سے اُٹھکر آئین تو یہ طلسم نہ بچیگا خیال تو کرو کہ ملازمان افراسیاب

تو سیدی جواب ہے کیون اتنے شوق پر — یہ کیا ہوا کہ مین کسِ قاصد روان نہین
بیشِ عدو سمجھ کے ذرا حال پوچھنا — قابو مین دل نہین مرے بس مین زبان نہین
لگ جائے شاید آنکھ کوئی دم شبِ فراق — ناصح ہی کو لے آؤ گر افسانہ خوان نہین
ہر ذرہ مری خاک کا برباد ہو چکا — بس اے خرامِ ناز کہ تاب و توان نہین
نالے کے ساتھ دم کے نکلجانے کا ہے خوف — پر کیا علاج طاقتِ ضبطِ فغان نہین
مین جانتا ہون نعش پہ آنے کا مدعا — آسودگی پسند تری شوخیان نہین
اُس بُت کی ابتدا اے جوانی مراد ہے — مومن کچھ اور فتنۂ آخر زمان نہین

کنیز اپنے دل مین کہتی ہے شہنشاہ ہر وقت مصروف عیش و نشاط رہتے ہین عیش پسند ہین اسی وجہ سے مقابلۂ مسلمانان مین دردمند ہین یہ سوچ کے عرضی پیش کی افراسیاب نے نامے کو پڑھا ہنسکر کہا خیر خواہانِ دولت سے کہدینا تم نہ گھبراؤ اگر کل طلسم نورافشان ملکر صلاح کرے تو مطلب اصلی نہ حاصل ہوگا کچھ مجھکو تردد نہین اگر کوکب سحر کرینگے خود بھی جا کر بلا مین پھنسینگے نورافشان بیچارے کیا کر سکتے ہین بس بڑا کام یہ کیا کہ کوکب کو پھیر کر لیگئے پشت پر نامے کے اتنا لکھدیا کہ اے خیر خواہ تم تردد نہ کرو اُسی طرح فروکش رہو جو معاملہ ہو اُسے دیکھو ہمسے اطلاع ضرور کرنا کنیز نے جا کر وہ جواب شعلہ خوار کو دیا وہ تو اس جواب سے بہت مطمئن ہوئی یہان انجمن مشاورت منعقد ہے خواجہ وسبدم فرماتے ہین ای نورافشان والا مقام آخر تمھاری کیا صلاح ہے کس امر مین فلاح ہے نورافشان نے کہا خواجہ کیا کہون طائرانِ سحر نے مجھکو خبر پہونچائی تھی کہ افراسیاب نے ملکہ بُران کو گنبد قہر سامری مین قید کر لیا مین اُسی دن سے فکر مین تھا کہ کبھلے کہانت اُلٹ ڈالین وہ سختیان تحریر پائین کہ جنکو زبان پر نہین لاسکتا کیا اپنی زبان سے کہون اے کوکب ایک بات عرض کرتا ہون کہ آئندہ دگذشتہ غصے کو کام نہ فرمائیے گا قریب اس نخل کے نہ جائیگا ورنہ کسی بلا مین مبتلا ہوجیے گا عمرو نے کہا آخر رہائی بران بھی ممکن ہے یا نہین نورافشان نے کہا خواجہ کیا بیان کرون کتاب مین مرقوم ہے کہ افراسیاب سحر گنبد قہر سامری کرے جو اُسکے قریب جائیگا گرفتار ہوگا کوکب کے سحر سے گنبد غائب ہوگا ایک نخل سحر و نمایاں ہوگا اسکے قطع ہونے کی یہ صورت ہے کہ اوّل شعلہ خوار آتش خو شیطان سجے تسخیر ہو تب وہ تدبیر قطع نخل سحر کرے طرف مشرق کے ایک کوہ عظیم الشان ہے کہ اُس کوہ کا کوہ غرائب

صورت بدلدی یا تو گنبد سیاہ تھا یا صرف تخل سر و معلوم ہوتا ہی نور افشان نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری
ازروی علم ستارہ شناسی جو کچھ ثابت ہوا ہے اُسکو زبان پر نہین لا سکتا یہ سحر کائنات ہوشربا ہی
نورافشان و برہمن و خواجہ نے اس طرح کوکب کو سمجھایا کہ کوکب کو کچھ بن نہ پڑا غصے مین یہ تو
جواب دیا کہ آپ لوگ ناحق گھبراتے ہین مین ابھی نخل کو قلم کرکے آتا ہون مگر جو آپ لوگ فرمائین بجا ہی
اُستاد کے قول سے گردن تابی کرنا روا نہین کوکب ان سبکے ساتھ پلٹا سب بارگاہ مین آکے بیٹھ بہار
نے جو تعریف کی کہ ای شہنشاہ طلسم نور افشان آپکے سحر کے مزے ہمنے اُٹھائے حقیقت مین عجب سحر کیا تھا
یہان تو صلاحین ہونے لگین نور افشان جو اصلی بات ہی اسکو زبان پر نہین لاتے دمبدم کہتے ہین
خواجہ مین تم سے تنہائی مین کہونگا خواجہ فرماتے ہین آپ فرمائیے مقدمہ اصل ظاہر کیجیے صورت
رہائی بران وغیرہ سے ماہر کیجیے مین تدبیر کرونگا نور افشان کہتے ہن آپ ہی کی ذات پر سب
مقدمات موقوف ہین مین کہونگا جلدی نہ کیجیے ایسا نہ ہو کوئی خرابی ہو دل کو زیادہ بیتابی ہو لیکن
ملکہ شعلہ جوالہ یہ سب معاملہ دیکھکر پلٹی ایک عرضی افراسیاب کو لکھی مضمون یہ تھا کہ اے شہنشاہ
ہوشربا واے ساحر یکتا یہان یہ معرکہ گذرا کہ چالیس سرداران نامی مسلمانون کے پکڑے گئے
گنبد سیاہ مین قید ہوے شہنشاہ کوکب روشنضمیر عین وقت پر آئے وہ سحر کیا کہ زمین تھراتی تھی
الامان الامان کی آواز آتی تھی عرصہ دراز تک اندھیرا رہا ایک برق چمکی سر مرکب کوکب اڑ گیا
اب جو روشنی ہوئی گنبد سیاہ تو غائب ہوا ایک تخل سر و ظاہر ہوا ہے کوکب کو نور افشان و برہمن
پھیر کر لیگئے بارگاہ بہار مین صلاحین ہو رہی ہین ایک کنیز کو نامہ دیکر روانہ کیا کنیز نے لاکر وہ نامہ
افراسیاب کے پاس پہونچایا افراسیاب مصروف عیش و نشاط ہے نازنینان مہ جبین جمع ہین ایک
مہ جبین بصد ناز و نیاز و بہ سوز و گداز یہ غزل عاشقانہ مومن دہلوی کی گا رہی ہے غزل

آہ فلک فگن ترے غم سے کہان نہین
جو فتنہ خیز اب ہے زمین آسمان نہین

کہنا پڑا مجھے سپے الزام پند گو
وہ ماجرا جو لائق شرح و بیان نہین

ڈرتا ہون آسمان سے بجلی نہ گر پڑے
صیاد کی نگاہ سوے آشیان نہین

اظہار دوستی کی خوشی کیا شب وصال
دشمن سے سُن چکا ہون کہ تو مہربان نہین

باتین تری وہ ہوش ربا ہین کہ کیا کہون
جو کوئی راز دان ہی مرا راز دان نہین

وہ صدائے ہیبت ناک آئی کہ زمین تھرائی الٰہی ہے جادوگر بیہوش ہو گئے خوف ہوا کہ کار
پردہ شق ہو جائیں اسقدر اندھیرا ہوا کہ پردہ ظلمات معلوم ہوتا تھا آوازیں مہیب آئیں کہیں
سے نخل سحر کے زمین پہ لہرا کے گرے طائروں کے کلیجے پھٹ گئے ہزارہا زاغ و زغن کا ہجوم لینا ال
کی دھوم اُسی اندھیرے میں ایک برق چمکی کہ سر اسپ کوکب اُڑ گیا کوکب زمین پر جو آیا اندھ
رفع نہیں ہوتا غصے میں کانپنے لگا چہرہ سُرخ ہو گیا آستینیں چڑھائیں تاج سر پر درست کیا آ
چالاک و چست کیا اب گنبد نہیں معلوم ہوتا اس مقام پر اندھیرا ہے غبار زمین سے اُڑ رہا ہے تلوا
جو کوکب نے کھینچی برق چمکی مگر گنبد نہیں معلوم ہوتا سب آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہے ہیں جس
مقام پر گنبد تھا ایک نخل سرو معلوم ہوتا ہے گنبد کا نام و نشان بھی نہیں کوکب نے اپنے نام کا
کیا چاہا جا پڑوں کہ ایک برق دست راست سے چمکی اور ایک دست چپ سے دیکھا برہمن
روئین تن و نور افشاں جادو دونوں نے کوکب کے ہاتھ تھام لیے کہا اے شہنشا
یہ غصے کا مقام نہیں ہے آپ وہ سحر کیا کہ اگر سامری و جمشید ہوتے تو داد دیتے ہر ایک
یہی قول ہوتا کہ آپ نے سحر کر کے گنبد غائب کیا اگر دوسرا اس مقام پر ہوتا جسطرح گھوڑ
سر اُڑ گیا تھا آپ کا بھی یہی حال ہوتا آپ ایسا جلیل کہ اُس برق سے بچا یہ طلسم ہوشربا
ہے اگر آپ جانے کا قصد کرینگے اسوقت ساعت خراب ہے ایسا نہ ہو واسطے دشمنوں کے
کوئی خرابی ہو جسکا سنبھالنا مشکل ہوگا گنبد غائب ہوا نخل ظاہر ہوا اب کل فساد اور قیدیان بلا
اُسی نخل کے سائے میں ہیں جب خدا فضل کرے اور یہ نخل قلم ہو تب رہائی بُرّان وغیرہ کی
ہوگی کٹنا درخت کا ممکن نہیں ہملوگ علم ستارہ شناسی سے بخوبی دیکھکر آئے عین وقت پر پہو
اگر آپ جا پڑتے باعث رسوائی تھا افراسیاب نے سحر طلسمی کیا ہے اسکا دفعیہ جسطور سے ہوگا وہ
ظاہر کیا جائیگا اب پلٹ چلیئے کوکب نے کہا بڑے شرم کی بات ہے کہ میں بدون رہائی بُرّان
وغیرہ ملیٹوں نور افشاں نے کہا تمھارے ہاتھ سے رہائی بُرّان وغیرہ کی ناممکن ہے یہ کہہ کے
آواز دی خواجہ عمرو بھی تشریف رکھتے ہیں جلد یہاں آئیں کوکب کو سمجھائیں خواجہ
گلیم اوڑھے کھڑے تھے اپنے کو ظاہر کیا پاس کوکب کے آئے کہا اے شہنشاہ یہ دونوں خیر خوا
دولت ہیں انکے کلام سے انحراف کرنا مناسب نہیں پلٹ چلیئے حقیقت میں آپکے سحر نے

ی زندگی مین مَین آپ کو تو کبھی نہ جانے دونگا ملکہ بہار نے کہا اے باغبان گل مین نے بہت
غ اٹھائے ہین اب قلب مین صدمات اٹھانے کی طاقت نہین ہے باغبان گھوڑے سے کود پڑا
ملکہ تمہاری وجہ سے باغ لشکر مین بہار ہے ہم تمکو کیونکر جانے دین ہمارے بعد آپکو اختیار ہے باغبا
بہنت وخوشامد ملکہ بہار سے اجازت لی بڑے زور و شور سے طرف گنبد کے چلا جیسے ہی قریب
ونچا گہند پھولون کا مارا وہ گیند گنبد پر جا کر پھٹا آواز ہیبت ناک آئی اور ایک برق چمک کر گری
سر مرکب باغبان کا اڑ گیا باغبان پیدل ہوگیا اب اس نے دونون پانون زمین پر مار
ق زمین ہوگیا بہار وغیرہ سب دیکھ رہے ہین خواجہ عمرو بھی گلیم اوڑھے ایک جانب کھڑے ہو
ین کہ عرصہ ہوا باغبان کو غرق زمین ہوئے یکایک بعد عرصہ دراز قریب دیوار گنبد کے شعلہ ہا
ش زمین سے نکلنے لگے ملکہ بہار نے کہا باغبان پہونچ گیا حقیقت مین باغبان نے برابر
یوار گنبد کے سر نکالا دیوار ہاتھ پر لیے ہوئے چاہا کہ بلند کرون کوئی ہاتھ پھر دیوار کو بلند کیا تھا
سب نے دیکھا کل سردار ملکہ بران ایک طرف ہلال ایک جانب گلشن ورعد و برق و
رق لامع وغیرہ سب مبہوت بیٹھے ہین ایک سے ایک بات نہین کرتا جیسے کوئی سوچ مین بیٹھا
ہوتا ہے اسطرح سب بیٹھے ہین بال سبھون کے پریشان حیران و مضطر بیقرار و ششدر سب دیکھکر حیران
ہوگئے بہار گلعذار نے کہا قیدی بڑی مصیبت مین ہین سحر سب کو فراموش ہین دریاے حیرت
کے جوش ہین ہر خرد و کلان مثل تصویر خاموش سبکو بیہوشی کا ہوش لشکر مین بہار کے ایک
غریو بلند ہوا کہ یارو عجب حال مین قیدیانِ بلا کو دیکھا باغبان چاہتا ہے کہ دیوار کو ہاتھ پر لیکر
بلند ہون کہ زمین سے ایک شیر نے سر نکالا باغبان پر دھڑ و کا مارا دونون پنجے اٹھا کر چاہتا
کہ باغبان پر مارے کہ باغبان کے ہاتھ کانپے دیوار ہاتھ سے چھوٹی شیر باغبان کو اٹھا کر
لے گیا گنبد پھر اُسی طرح زمین پر قائم ہوگیا ملکہ بہار کا قصد ہوا کہ جا پڑون کہ صحرا سے گرد اڑی
دیکھا کہ شہنشاہِ کوکب روشن ضمیر مرکب باد رفتار پر سوار تاج سر پر ڈھلکا ہوا بند قبا کھلے ہو
چند سواران زرین پوش پشت پر بلور چہار دست رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے اس جاہ و حشم
سے کوکب آکر پہونچا ملکہ بہار نے سب حال بیان کیا کوکب نے گھوڑا بڑھایا ہر چند بہار
نے کہا کنیز کا تماشا دیکھیے کوکب نے گھوڑا بڑھایا گولہ جیب سے نکالا کچھ اسم پڑھکر گولہ گنبد پر مارا

سردار گنبد مین جا کے غائب ہو گئے ملکہ شعلہ جوالہ مقابلے مین اُتری ہوئی ہے مگر اُسنے دخل نہین دیا گنبد کے عجائب و غرائب بہت بڑھے ہوئے ہین ایک دروازہ گنبد مین پیدا ہوتا ہے اُسمین سے کوئی جانور پیدا ہوا اور سردار کو اُٹھا کے لے گیا وہ دروازہ پھر معدوم ہو جاتا ہے بڑی بڑی جادوگرنیان مجبور و ناچار ہو کر بیکار ہوئین ورنہ انہون نے ایسے ایسے سحر کیے کہ گنبد ہل ہل گیا باغبان نے کہا خیر دیکھا جائیگا سب حال زبانی ملازمان بہار کے سُنکر باغبان پاس ملکہ بہار کے آیا سب حال رو رو کے ملکہ بہار نے بھی بیان کیا باغبان نے کہا بہت خوب کل سمجھا جائیگا نقارۂ رزمی بج چکا ہے ہنگامۂ گیر و دار بلند ہے تیاریان ہو رہی ہین ساحر سحر تیار کر رہے ہین غیر ساحر ہتھیار درست کر رہے ہین چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا ملکہ بہار لشکر کو ساتھ لیکر مع باغبان قدرت میدان کارزار مین آئین شعلۂ جوالہ بھی آراستہ ہو کر کھڑی ہوئی جب لشکر جم چکے نقیبون نے نقابت کی کڑکیت یہ اشعار عبرت آثار پڑھنے لگے اشعار

اے مقیمان تہ سقف سپہر غدار … تا بکے حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو … ہو خرابے مین اگر قصر فریدون کے گذار
اُس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا … جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عز و وقار
راگ رنگ چہلین ہوا کرتی تھین سردارونمین … عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
قصر کو جانے دو باشندونکو وان کے دیکھو … تکیۂ گور و گورن آج ہے ہر اک کا مزار
سینہ لبریز تمنا و لب مہر سکوت … نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار
نہ وہ چہلین نہ ترنگین نہ خود آرائی ہے … گنج تاریک ہے اور عالم تنہائی ہے

یہ اشعار عبرت آمیز حسرت خیز جو نقیبون نے پڑھے سردارون کے دل کانپ گئے اور آنکھون مین آنسو بھر آئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ دنیا ناپائدار ہے اسکا کیا اعتبار ہے نقیبون نے کیا اشعار پڑھے زندگی کا خاتمہ ہوا مگر آنکھین نہین کھلتین آٹھ پہر خواہش عیش و عشرت مین دنیاے بیوفا کی محبت مین مصروف رہتے ہین اپنے پیدا کرنے والے کو نہین یاد کرتے مگر باغبان قدرت نے اپنا مرکب باد رفتار صف سے نکالا سامنے بہار گلعذار کے آئے کہا اے ملکۂ عالم اجازت میدان ملکہ بہار نے فرمایا اے باغبان قدرت یہ تو کبھی نہوگا باغبان نے کہا اے ملکۂ عالم

رگاہ کو نہ پایا کلیجہ بھر آیا بیقرار ہوکر رونے لگین کہا صاحبو ہمارے پہلو نشین کیا ہوے انسوس ہمین
ر آپ لوگون سنے نہ جانے دیا اگر اب کل کوئی صاحب ہمکو روکینگے تو بہت پچتائینگے ادھر ہم اپنے
ل مین مبتلا ہین نہین معلوم ظل اللہ کس حال مین ہین جی یہ چاہتا ہی کہ اپنی جان دین اس کشاکش
غم و الم سے چھوٹین اس مصیبت سے مہلت پائین نظم

ے قضا احسان بہتیر کر چلے — ہم ترے آنے سے پہلے مر چلے
کوچۂ جانان مین جانا ہی ضرور — چاہیے ارہ سر پہ یا خنجر چلے
بس یہ ہی کوے بتان کی سرگذشت — سر پہ میرے سیکڑون پتھر چلے
کوے جانان کا نہ پایا کچھ نشان — خضر کے ہمراہ ہم دن بھر چلے
سیر نیرنگی جہان کیا خاک کی — ششجہت مین آکے ہم ششدر چلے
دیکھیے دیکھینگے کیا روز جزا — یان بشر آئے وہان باشتر چلے
ہو خزان کیونکر نہ گلشن کی بہار — جب یہان بعد صبا صرصر چلے
خون تری ترچھی نگاہون نے کیا — لاکھ خنجر ایک کشتہ پر چلے
فرش پر ہی یون خرامان رشک ماہ — عرش پر جیسے کوئی اختر چلے
دیکھکر بلقیس و زہرہ لوٹ جائے — ناز سے گر وہ پری پیکر چلے
کب ہوئی سودائے مژگان سے شفا — نشتر دل پر سیکڑون نشتر چلے
طی نہو ہرگز رہ ظلمات زلف — دل مرا گو بنکے اسکندر چلے
دیکھنا ہمراہ ہوئیگا نظام — سوے رب جب شافع محشر چلے

ہار نے یہ اشعار پڑھکر کہا ہمارے دل کو آرام نہ آئیگا کل اس گنبد پر سر زنش ہی جان دینے
ی کوشش ہی خواجہ عمرو بھی بیٹھے ہوے ہین مگر سرنگون کلیجہ خون کہ آسمان سے پھول برسنے لگے
ا بھی ٹھنڈی ٹھنڈی چلی نخل جھومنے لگے شاخون نے ہاتھ پھیلائے بہار نے بے اختیار کہا صاحبو
سی ذی کمال کی آمد ہی سب نے سر اُٹھا کر دیکھا باغبان قدرت تخت مرکب پرند پر سوار
ب مین ساٹھ ہزار فوج گویا دریا کی موج آب آگے بڑھا ہوا چلا آتا ہی چند ملازمان بہار قریب
غبان کے پہونچے باغبان نے حال پوچھا وہ سب بیان کر رہے ہین کہ چالیس

سر آہو کا اُڑتے ہی ایک اندھیرا سا اُس جنگل مین معلوم ہوا مار غزال صحرائی اُس شیر پر آ کر حملہ کرنے لگا
شیر اُنکے حملون کو روک رہا ہے ایک آہو نے سینگ جھکا کر شیر کے پیٹ مین مار دیے کہ شیر کا شکم چاک
ہوا شیر لڑکھڑا کے زمین پر گرا دوسرا شیر جو بیچ مین کھڑا تھا وہ جا پڑا چارون آہو دن نے ملکر شیر کو بھی
مارا تیسرا شیر جو دیوار گنبد سے لپٹا ہوا کھڑا تھا بڑے جوش و خروش سے غراتا ہوا چارون آہو دن پر
آ پڑا آہو دن و شیر صحرا مین حملے ہونے لگے اسقدر حملے کیے کہ آخر اُس شیر کو بھی چارون آہون نے
ملکر مارا اب چارون آہو جست کرتے ہوے طرف گنبد کے چلے قریب گنبد کے پہونچکر دیوار گنبد پر سینگ مارنے
لگے شگوفون سے برق پیدا ہوئی جس آہو پر گری اُسکے دو ٹکڑے ہوے لیلاے محمل نشین نے جب
دیکھا کہ چارون آہو مارے گئے لپیٹ اژدر آتش فشان کو بڑھایا تھوڑی دور جا کر اژدہے سے
کو دین تازیانہ مار آتشین کا اژدر پر مارا اژدہا تڑپ کر قریب دیوار گنبد کے آیا ایک ٹکر ماری کہ گنبد
ہلگیا کنگرہ گنبد کا گرا کر اژدہا دب کر مرا مرنے سے اژدہے کے اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے دیکھا
کہ کنگرہ اپنے مقام پر قائم ہے اب تو ملکہ لیلاے محمل نشین نے بڑھکر سحر کیے گاتی باندھی پائچون
مین گرہ دی چمک کر بلند ہوئین اس زور و شور سے گنبد پر گرین سب کو یقین ہوا کہ گنبد کو اُڑا دیا
لیکن گنبد پر ملکہ لیلاے محمل نشین لڑکھڑا کے گرین بیہوش پڑی ایڑیان رگڑ رہی ہین کہ گنبد
مین خود بخود دروازہ پیدا ہوا ایک شیر نکلا ملکہ لیلاے محمل نشین کو اُٹھا کر اندر گنبد کے لیگیا ملکہ
برق لامع نے جو یہ معرکہ لیلا کا دیکھا در کا خود بخود ظاہر ہونا اور ایک شیر کا نکلنا اور ملکہ لیلا کو
لیجانا بہت ناگوار ہوا ملکہ بہار سے بھی پوچھا اس زور و شور سے گنبد پر جا کر گری کہ گنبد ہلگیا تین مرتبہ
برق لامع تڑپ تڑپ کر گری جو تھی مرتبہ اس زور و شور سے ٹکر ماری کہ خود لڑکھڑا کر گری بیہوش
ہو گئی رعد و برق نے چاہا کہ جا کر اُٹھا لین گنبد مین خود بخود دروازہ پیدا ہوا ایک عقاب اندر سے
گنبد کے آیا برق لامع کو اندر گنبد کے لے گیا یہ حال مصیبت آل دیکھکر رعد و برق جا پڑے
مان بیٹے نے بڑے بڑے زور مارے رعد نے کئی منجنیں ایسی لگائین کہ گنبد ہل ہل کر رہگیا آخر یہ دونون
مان بیٹے بھی بیہوش ہو کے گرے اندر سے گنبد کے ایک عقاب نکلکر آیا دونون کو اُٹھا کے لیگیا دروازہ
نابود ہو گیا چالیس سرداران نامی و ساحران گرامی ملکہ بہار کے اسی طرح فرداً فرداً گئے جا کے گنبد مین
غائب ہو گئے بہار گلعذار کو کسی نے جانے نہ دیا ناچار ہو کر لیٹین اپنی بارگاہ مین آئین دنگل نشینان

یسا سحر نہ کیا ہوگا شعلۂ جوالہ بھی اُسی مقام پر اُتر پڑی خواجہ عمرو یہ معاملہ دیکھکر بھاگے ملکہ برّان
کے واسطے دل بیقرار ہی کہ ہاے کیا غضب ہوگیا ملکہ برّان یون قید ہوئین پلٹ کر خواجہ لشکر مین آئے
سب حال رو رو کر بیان کیا ملکہ بہار فوراً اپنے مقام سے اُٹھین کہا ہم جاکر ملکہ برّان کو چھڑائینگے
لکہ بہار کے ساتھ رعد و برق و برق لامع اور کئی سردارون نے ساتھ دیا ملکہ لیلاے محمل نشین
بھی ساتھ ہوئین یہان شعلۂ جوالہ بھی فردکش ہی کہ دیکھا ملکہ بہار وغیرہ آکے پہونچین بہار نے دیکھا
شعلۂ جوالہ اُتری ہوئی ہی تین شیر صحرائی دہن کھولے ہوے غرش کر رہے ہین اُنکے تیور سے یہ
علوم ہوتا ہی کہ اگر جو کوئی قریب گنبد آئے اُسکو چیر پھاڑ کر پھینکدین ملکہ بہار نے جو ان شیرون کو
یکھا مسکرا کر فرمایا افراسیاب دیوانہ ہی یہ شیر کیا کر سکتے ہین کل حال کھلیگا شعلۂ جوالہ ایک طرف
تری ہوئی ملکہ بہار نے پکار کر کہا ای شعلۂ جوالہ تم گنبد مین جانے کو ہمکو روکوگی عین وقت پر دشمن
و ٹوکوگی شعلۂ جوالہ نے تبرا کے جواب دیا مین صرف معاملہ دیکھنے پر مامور ہون بہار خاموش ہوگئین
شام کو طبل جنگی بجوایا ہوتخانہ بھی آراستہ ہو رات بھر سحر تیار کیے لیلاے محمل نشین نے بھی اپنے
یمے مین بیٹھکر دو چار سحر ایسے تیار کیے جنپر ناز ہی چار پہر رات اسی ہنگامے مین بسر ہوئی بوقت سحر
صد کر و فر ملکہ بہار گلعذار طاؤس زرین بال پر سوار گرد سرداران نامی و نازنینان گرامی میدان کارزار
ین آکر پہونچین شعلۂ جوالہ ایک جانب آکر کھڑی ہوئی جسکے طریقے سے ثابت ہوتا ہی کہ صرف تماشا
یکھنے آئی ہی جب صفین جم گئین ملکہ بہار نے قصد کیا کہ مین میدان مین نکلون لیلاے محمل نشین
نے اپنا اژدہا بڑھایا بہار کو آکے سلام کیا دست بستہ عرض کی کہ میرے سامنے حضور نہ جائین
ین جاکر گنبد کو توڑتی ہون تینون شاہزادیون کو اگر نہ رہا کیا تو نام اپنا لیلاے محمل نشین کہا
ہرچند ملکہ بہار گلعذار نے کہا کہ آپ لوگ تماشا دیکھین کہ کیا معرکہ گذرتا ہی لیلاے نے کہا ہمارے
و صلے سے باہر ہی یہ شہنشاہ نے نمونہ برج غضب کا بنایا ہی گنبد قہر سامری اسکا نام رکھا ہی یہ
لکہ لیلاے محمل نشین اژدہے کو بڑھاتی ہوئی سامنے گنبد کے پہونچین شیر دنکو دیکھا جو کھڑے
ین ایک شیر بلا ہوا دیوار گنبد سے کھڑا ہی ساحرون کا یہ حال ہی کہ بنگاہ غور دیکھ رہے ہین کہ
لیلا نے ایک دستک دی صحرا سے ایک آہوے وحشی پیدا ہوا وہ شیر جو سب کے آگے کھڑا اتھا وہ آہو
ست کے سامنے اُسی شیر کے آیا شیر پر حملہ کیا شیر نے ایک طمانچہ مار دیا کہ آہوے صحرائی کا سر اُڑ گیا

شعلہ جوالہ نے بڑھکر آگ بجھائی بران شمشیرزن نے سحر افراسیاب کو رد کا پتھر دن کو ہٹا کے
لشکر شعلہ جوالہ پر گرایا ہزارون کے سر پھٹے سیکڑون کے ہاتھ پانون ٹوٹے کر لڑنے سے بیکار ہوے
افراسیاب نے دیکھا ہزار ہا ہمراہیان شعلہ جوالہ تباہ ہوے افراسیاب پر جو سلیین گرپڑین
اشارون مین دفع کردین افراسیاب ان تینون شاہزادیون کی جانب بڑھا یہ کنیزین سینہ سپر
کرتی ہین افراسیاب کو روکتی ہین کئی کوس تک جنگل مین شعلے بھڑک رہے ہین بلکہ ہاے ابر آتش فشان
آسمان پر لہرا رہے ہین طائران زمزمہ سرا کی زمزمہ سرائی پھولون کی رعنائی و زیبائی گلشن نے کئی
سحر ایسے کیے کہ افراسیاب کو صدمہ ہونچا تمام جادوگر باش کے دانے پھینک رہے ہین کلوا
بھیردن نارسنگھ کو یاد کرتے ہین افراسیاب جادو لڑتا بھڑتا سحر کرتا قریب اُن تینون شاہزادیون
کے ہونچا یہ تینون شاہزادیان بخوف آبرو سامنے سے بھاگین لشکر سے نکل گئین افراسیاب جادو
نے پیچھا نہ چھوڑا تعاقب کیے ہوے چلا آتا ہے ملکہ بران نے جو دیکھا کہ افراسیاب پیچھا نہین چھوڑتا
کانون سے بجلیان ڈبالیان نکال کے افراسیاب پر پھینک مارین افراسیاب پر برقین گرین
تلوارین خنجر برسے یہ سوچ کر سب چیزین پھینک مارین کہ مین نکل جاؤن افراسیاب نے سب کو
دفع کیا لیکن ایک خنجر شانے پر گرا افراسیاب کے شانے پر زخم آیا افراسیاب جادو نے
غصے مین خون اپنا چلو مین لیا یا سامری و جمشید کہکے بران و گلشن و ہلال پر پھینک مارا آسمان
گڑگڑاہٹ ہوئی ایک گنبد سیاہ رنگ آسمان سے گرا اُسکے اندر بران و گلشن و ہلال بند ہو گئین
کنیزون نے لاکھ لاکھ سحر کیا لیکن اُس گنبد کو خبر بھی نہ ہوئی افراسیاب نے بڑھکر دستک دی اور
آواز دی اے گنبد قہر سامری ان بے ادبون کو لینا سب کنیزین بھی غائب ہو گئین اُس صحرا مین
سناٹا ہو گیا خواجہ عمرو و کلیم اوڑ سے یہ سب معاملہ دیکھ رہے تھے حیران ہو گئے افراسیاب
کھڑے ہوکے کہی دشکین دین تین شیر جنگل سے آئے افراسیاب جادو نے کہا اے ہژبر آتشبار
تمکو اس گنبد کا نگہبان کیا اور یہ بھی پکار کر آواز دی ساربان زادہ ضرور دیکھ رہا ہوگا اُسکو آگاہ کرتا
کہ جا کر اپنے سردارون اور انکے والد نابدار سے اطلاع کرے کہ آکے یہان سحر کرین اپنی کوشش بیجا
تو دیکھون اب تا قید حیات انکی رہائی ممکن نہین یہ کہکر افراسیاب نے ملکہ شعلہ جوالہ کو حکم دیا
کہ تم بھی اپنا لشکر لیکر اسی مقام پر اُترو اے شعلہ جوالہ یہ سحر بھی دیکھ رکھو بعد سامری کے کسی

کسی پر ہاتھ تلوار کا مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوے ہزارہا سر مثل کاسہ گدائی ٹھوکرین کھاتے پھرتے ہین ہاتھ
جو کٹکٹکر گرے ہین معلوم ہوتا ہی کہ دریاے خون مین مچھلیان پھڑک رہی ہین ہر طرف ہنگامہ برپا ہی
افراسیاب صفون کو درہم و برہم کرکے برابر مبہوت زمیندار کے پہونچا مبہوت نے للکارا او نمکحرام تیری
نمکحرامی کا یہ اثر ہوا کہ خداوند شوالے کو چھوڑکر غائب ہو گئے ہماری سرحد مین خاک اُڑ رہی ہی ملکہ
ہلال و گلشن و برآن کا حکم ہی کہ نمکحرام کا سر لاؤ ہم بغیر سر لیے تیرا نہ جائینگے یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا
افراسیاب ایسون کو کب مانتا ہی اُف جو کی تلوار اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گئی افراسیاب نے
کلائی پر ہاتھ ڈال کر ایک طمانچہ مارا کہ سر مبہوت کا اُڑ گیا مبہوت کو مار کر ہاتھ جو ہلایا ایک برق
چمکی سب گنوارون کے سر اُڑ گئے سب گنوارون کو مار کر پلٹا ہی لیکن بڑی شرمندگی ہی کہ ایک گنوار نے
مجھکو نمکحرام کہا شعلہ جوالہ نے سنا یہ ذکر بردۂ ظلمات تک پہونچیگا کہ صرصر آکے پہونچی صرصر نے کہا ای
شہنشاہ عمرو وہان سے چھوٹ گیا وہان کے خداوند کو بھی لے گیا یا مار ڈالا وہان سناٹا پڑا ہی یہ سب اُنکے
پرستار تلاش مین عمرو کی نکلے تھے عمرو صحراے نیلوفرین مع ہلال و گلشن و برآن بیٹھا ہوا گا رہا تھا
بلکہ اب بھی وہین بیٹھا ہی اُن سب کے سحر سے یہ دیوانہ ہوا یہ سنتے ہی افراسیاب اپنے مقام سے
اُٹھا کہا دیکھو ابھی جاکے سب کو سزا دیتا ہون بی برآن کو بھی یہ حوصلہ ہو گیا ہمارے سر کے لیے
مبہوت کو بھیجا یہ کہکر افراسیاب چلا شعلۂ جوالہ نے عرض کی ای شہنشاہ مین بھی ساتھ چلونگی افراسیاب
نے کچھ جواب نہ دیا شعلۂ جوالہ نے آواز دی سب لشکر تیار ہو اُسی وقت سب لشکر تیار ہوا نقارے پر
چوب پڑی بارہ ہزار نازنینان مہ جبین ساتھ چلین افراسیاب بقہر و غضب تمام گھوڑے کو اُڑائے
ہوے جاتا ہی اگر کوئی نخل راہ مین ملگیا اشارہ کر دیا نخل گرا افراسیاب نکلگیا اس زور و شور مین
گھوڑے کو بڑھائے ہوے جاتا ہی اگر کوئی پہاڑ ملگیا اُسپر کوڑا مار دیا بیچ سے دو ٹکڑے ہوا اُسمین گھوڑے
کو ڈال کر نکلگیا یہان سب گانا خواجہ عمرو کا سن رہے ہین ملکہ بران شگفتہ بیٹھی ہین کہ یکایک لشکر
پر پتھر برسنے لگے بارگاہون مین آگ لگی دریاے قہار نے جوش مارا خواجہ عمرو نے کہا لو یار غضب ہوا
افراسیاب آگیا یہ کہکر خواجہ اُٹھے اُٹھتے اُٹھتے گلیم اوڑھ لی بی بران و ہلال و گلشن یہ تینون
شاہزادیان اُٹھین دیکھا افراسیاب صفون کو پامال کر رہا ہی اور اسکا لشکر بھی ہمارے لوگون کو
قتل کر رہا ہی ان تینون نے بھی بڑھکر سحر کیے جنگل مین آگ لگ گئی لشکر شعلۂ جوالہ کو جلانا شروع کیا

اسی کو کھینچ لائیگا اگر یوہین رہا دل مین
ارادہ جذب ناقص کا تقاضا شوق کامل کا

کوئی شوخی کوئی رنگین ادائی چلتے چلتے بھر
جاتے جاتے جاؤ رنگ اکھڑا ہوا عاشق کی محفل کا

وصال یار کی حسرت کو دم سینے سے لے نکلا
اسی کا کام تھا آسان کرنا ایسی مشکل کا

گلا کاٹیگی اک دن آرزوے ذبح خود اپنا
رگ گردن مین پوشیدہ ہی خنجر میرے قاتل کا

وہ حیران ہون ادھر ہی دیکھتے ہین جتنے بیٹھے ہین
بنایا ہی ہمین آئینہ اُسنے اپنی محفل کا

ادھر آ اس دل گمراہ سے کہتی ہی آنکھ اُسکی
دیا کرتا ہی میل سرمہ دھوکا میل منزل کا

کسیکا تجھکو ہو رہنا ضرور ای دردالفت تھا
جگر کا جان کا سینے کا پہلو کا مرے دل کا

جلال آتا ہی کیا کوئی ادھر سے میرے لینے کو
غبار اُٹھ اُٹھ کے کسکو دیکھتا ہی آج منزل کا

افراسیاب جادو نے کہا ارے یہ کون غزل گا رہا ہی اتنا مُنہ سے نکلنا تھا کہ لینا لینا کا ہلڑ ہوا افراسیاب نے دیکھا کہ ایک زمیندار کانی ٹٹوی پر سوار چار ہزار گنوار ڈھال پھٹکے باندھے ہوے انکو چھے سرون پر لپیٹے ہوے لشکر پر آگئے گرے جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے اور افراسیاب کا نام لے لیکر گالیان دیتے ہین کہ او نمکحرام بدانجام کہان ہی ہم اُسکا سر کاٹینگے افراسیاب حیران ہوگیا کہا ای ملکہ شعلۂ جوالہ کہین بہار رسے اور اس سے سامنا پڑ گیا بہار کی اب قضا آئی ہی یہ بہت بلبلائی ہی شعلۂ جوالہ نے کہا ای شہنشاہ یہ نشان سحر بہار نہین معلوم ہوتا یہ تو انتہا کا مبہوت ہو رہا ہی اپنی جان دینے پر آمادہ ہی افراسیاب نے سر اُٹھا کر دیکھا کہا حقیقت مین یہ نشان سحر بہار نہین ہی لیکن اسقدر دلولہ ہی کہ اپنے ساتھ والون سے کہتا ہی افراسیاب کہان گیا اُسکو پکڑ لاؤ مین سر کاٹ کے لیجاؤن معشوق کے آگے سُرخ رو ہون ساتھ والے کہتے ہین دیکھیے وہ سامنے افراسیاب بیٹھا ہی چلیے سر کاٹ لین حکم معشوق مین تامل نہ کرین ہم سبھون سے ملکۂ عالم نے فرمایا تھا کہ ہمارے عاشق کا ساتھ دینا مبہوت کانی ٹٹوی سے کود پڑا کنیزان شعلۂ جوالہ لڑ رہی ہین چاہتی ہین کہ گنوارون کو نہ آنے دین گنوار نہین مانتے سرکشی کر رہے ہین چند کنیزین جو شعلۂ جوالہ کی قتل ہوئین افراسیاب جادو کو غصہ آگیا اپنے مقام سے اُٹھا للکارا او نامرد مین آ ہو تھا اب کسکی مجال ہی کہ زبان کھول سکے افراسیاب جادو دہنے بائین دیکھتا ہوا چلا جو گنوار ملگیا کسی کو طمانچہ مار دیا کہ اُسکا سر اڑ گیا

کسکی گردن کے ہین لٹکے مین یہ اُترے ہوے ہار — بیخودی جنکو بنائے ہوے زیور اپنا
کیون ہمین دیکھے سب روتے ہین ای بیخبری — آج کس در سے اُٹھایا گیا بستر اپنا
اسقدر گردش قسمت نے پھرایا ہی ہمین — کہ نظر آتا ہی پھرتے ہوے سب گھر اپنا
شرم بھی ٹھہر گئی ہی حسن پہ مغرور بھی ہین — آنکھ نیچی ہی اُٹھائے ہین مگر سر اپنا
آئنے مین مری آہون کا اثر دیکھتے ہین — نظر آتا ہی جو چہرہ متغیر اپنا

اسطرح بلبلایا کہ اپنے ساتھ والون کو قتل کرنے لگا ملکہ بران نے پکار کر کہا اد مہبوت یہ کیا بے ادبی ہی جا کے افراسیاب خانہ خراب کا سر لا مہبوت زمیندار جھوما ساتھ والون سے کہا سنتے ہو معشوق پریچہرہ نے کیا حکم دیا مین ابھی سر افراسیاب لاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا قضاے کار یہان وہی سب شاہزادیان بیٹھی ہین مہبوت کے لڑنے کا کچھ خیال بھی نہین ہوا ایک ایک سحر کر دیا وہ پلٹ گیا یہان وہی جلسہ پھر آراستہ ہوا گانا خواجہ عمرو کا ہونے لگا خواجہ بھی توڑ توڑ کے گا رہے ہین یہ بھی خیال ہی کہ ملکہ بران شمشیر زن طرف کوہ عقیق کے جاتی ہین انکو نہ جانے دون گا سنئے مین بہلاؤن اسوجہ سے خواجہ بھی دل توڑ توڑ کے گا رہے ہین مہبوت زنگی زمیندار جو چلا دو تین ہزار گنوار اسکے ساتھ ہین برہے گاتے ہوے چلے جاتے ہین مگر ملکہ شعلۂ جوالہ کہ ساحران بردہ ظلمات سے ہی براے مقابلۂ مسلمانان جاتی ہی اس صحرا سے تین کوس پر اُتری ہوئی ہی افراسیاب جادو براے ملاقات ملکہ شعلۂ جوالہ آیا ہی بیٹھا ہوا سمجھا رہا ہی کہ ای ملکۂ عالم پردۂ ظلمات مین تمھارا شہرہ ہی عیارون سے اپنے کو بچانا عیاران اسلام بلاے روزگار ہین ملکہ شعلۂ جوالہ بھڑک کر جواب دیتی ہی نگوڑے عیار میرے پاس آکے کیا کرینگے اگر دکھائی دین تو مین آتش قہر و غضب مین پھونکدون افراسیاب نے کہا بھائی کے سامنے بھائی بنکر آتے ہین باپ کے سامنے بیٹے کی صورت بنکر دھوکا دیتے ہین انکو کون پہچان سکتا ہی افراسیاب جادو و ملکہ شعلۂ جوالہ سے یہ باتین ہو رہی ہین کہ کان مین آواز آئی کہ کوئی یہ غزل گا رہا ہی نظم

کمی کرتا ہی ای شوق شہادت جذب کچھ دل کا — یہ کھینچ رہنا ستم ہی کھینچکے ہمپر قاتل کا
نکلنا ہو گیا دشوار تن سے جان بسمل کا — مگر کیون ای فلک یہ بھی کوئی ارمان ہی دل کا
مرے پاس آئے ہین کو سونے لیکن وہ رہین دو لیسے — ابھی تک مجھ مین انمین فاصلہ ہی ایک منزل کا

صرصر نے گھبرا کر کہا عمرو کہین گا رہا ہے اے مبہوت تم بڑے صاحب نصیب ہو اب بلوہ کر کے عمرو کو
گرفتار کر لینا یہ کہتی ہوئی صرصر آگے بڑھی دیکھا ایک بارگاہ استادہ ہے اُسمین عمرو بیٹھا ہوا گا رہا ہے مبہوت
سے کہا دیکھو وہ سامنے عمرو بیٹھا ہے یہ کہکر آپ ہٹکر کنارے ہوئی مبہوت نے جو عمرو کو دیکھا دین
دوڑا اور ساتھ والون کو آواز دی ہان بھائیو لینا وہ ساربان زادہ بیٹھا ہے مبہوت کے جو اپنے
ساتھ والون کو اشارہ کیا چہار جانب سے گنوار لینا لینا کر کے دوڑے پاسیون نے تیر کمٹھے سنبھال
مبہوت زنگی زمینہ ادنے پکار کے آواز دی او ساربان زادے تو نے خداوند کو کیا کیا شوالہ خالی پڑ
ہی ہڑ جو ہوا خواجہ عمرو نے طرف بران کے دیکھا کہا تمنے دیکھا یہ لوگ میرے گرفتار کرنے کو
آتے ہین ہلال سحر افگن نے کہا انکی کیا مجال جو آپ کو ہاتھ لگا سکین گلشن بھی اپنے مقام سے اٹھی
جب گنوارون نے تیر مارے ملکہ بران نے اشارہ کیا یا ہاتھ ہلا دیا تیر اُلٹے ملٹے اُنھین پاسیون کے سینے
پر پڑے توڑ کر سینون کو پار گئے ریکنیزون کو جو ملکہ گلشن نے اشارہ کیا کنیزون نے سحر کرنا شروع کیا
کنیزان گلشن نے باغ لگا دیا بلبلین چہلنے لگین سبو لون نے آنکھین کھولین طفلان غنچہ مسکرائے
ہر طرف موسم بہار طائرون کی پکار زیر نخل سبو لون کے انبار طائرون کی زمزمہ سرائی چمنستان کی
رعنائی و زیبائی سحر گلشن نے اُسپر ترقی کی کچھ پھول اُٹھا کر پھینکے ملکہ بران نے بھی سحر کیا ہلال
نے اپنا سایہ مبہوت زنگی پر ڈالا ہر طرف سے میان مبہوت پر سحر کی بوچھار ہوئی مبہوت منتر
لڑتے لڑتے مبہوت ہوا سحر کرنے مین سکوت ہوا ایکایک جھوم کے پکار اُٹھا اے شہنشاہ خوبی دا ی
سرو خرامان باغ محبوبی اے نازنینان مہ جبین و اے مہ جبینان مہ تمکین مین سب کا دل و جان سے
مشتاق ہون ذرا میرے سامنے آؤ صورت زیبا دکھاؤ تم سب کی یاد مین میرا لبون پر دم ہے دل
ہجوم غم و الم ہے آپ سے کیا دل کی کیفیت کہون نظم

چھٹکے اُس در سے جو بھولے ہوئے ہین گھر اپنا
چپکے بیٹھے ہین لپیٹے ہوئے بستر اپنا

دونون ہاتھون سے بلائین لوُ نہین کیونکر اے شوق
رکھکے سوئے ہین مرے ہاتھ پہ وہ سر اپنا

پاس رکھ لیجیے گر مد نظر ہے مرا قتل
دیکھ لیجیے نگہ غیظ سے خنجر اپنا

خواب کی بات تھی یا تھی شب وصلت یا رب
صبح کو ہم ہین وہی اور وہی بستر اپنا

ساتھ ہر سانس کے آتی ہے صدا دھڑکن کی
آج دم توڑ رہا ہے دل مضطر اپنا

واز آئی حیران حیران چہار جانب دیکھنے لگین اور طاؤس کو ٹھہرایا سر جھکا کر دیکھا ایک صحراے سبزہ زار ہی
یچ مین اُس صحرا کے ایک بارگاہ استادہ گرد دو ہزار کنیزین کھڑی ہوئی ہین بیچ مین دو شاہزادیان اور
خواجہ عمرو بیٹھے ہوے گا رہے ہین ملکہ بران خواجہ عمرو کو دیکھکر خوش ہوگئین طاؤس اُتارا آگے
خواجہ کو سلام کیا خواجہ نے کہا ای فرزند آؤ اسوقت کہان سے آتی ہو کہان جانے کا قصد ہی
لکہ نے سر جھکا لیا خواجہ عمرو سمجھ گئے کہ اسوقت ملکہ بران مبہوت ہو رہی ہی گلے سے لگا لیا پاس
ہنے بٹھایا اب بلحوظ خاطر ناظرین والامقام رہے کہ ملکہ ہلال سحر افگن و گلشن جادو بن
ہلال کی مع مصاحبین ایک جانب ملکہ بران ایک طرف خواجہ کے گانے کی آواز سنکر سب کنیزین
سب آگئین خواجہ عمرو اُن سب کے بیچ مین بیٹھے ہوے یہ اشعار گا رہے ہین اشعار

فقیری سلطنت ہی خاکسار کوے جانان کو — مبارک جام ہو جمشید کو خاتم سلیمان کو
مذاق انکو ہی جو چوستے لب شیرین جانان کو — دماغ اُسکا ہی جو سونگھے کسی سیب زنخدان کو
خم ابروے قاتل پھر گیا ہی اپنی آنکھونمین — لیا ہی بوسہ دیکھا ہی جو ہنسنے تیغ عریان کو
تمھارے چہرہ پر نور کے بیداغ ہونے نے — نظر سے اپنی آنکھون کے گرایا ماہ تابان کو
غم اُلفت کو کتنا ہی نکلیے دل نہین بھرتا — یہ وہ نعمت ہی بھوکا رکھتی ہی جو اپنے مہمان کو
اُنھین سے جوہری فریاد کرنے انکی آتے ہین — لیے جاتے ہین موتی بیستے ہین جب دندان کو
محبت کی نگہ سے لطف ہر اک رنگ مین پایا — تماشا تھا جو دیکھا چشم بلبل سے گلستان کو
کیے ہین کافر و دیندار اُن زلفون نے سودائی — ہوئی ہین جان کا جنجال ہندو و مسلمان کو
خیال آتا ہی صحرا کا جو شب کو جوش وحشت مین — بناتا ہون فتیلہ پھاڑ کر مین جیب و دامان کو
ترا مجروح مثل ارغوان ہوتا جو گلشن مین — گل خندان کو شرماتا دکھا کر زخم خندان کو
رہے اقبال سیم و زر رہے عز و شرف آتش — تمام آرائشون مین سے حنا اس رخ نے افشان کو

تمام کنیزین تعریفین کر رہی ہین ہر ایک کا یہی قول خواجہ عمرو گانے مین بےمثل و بےنظیر ہین گانا انکا دل کو
کھینچتا ہی طائر آشیانون سے اُتر آتے ہین آہوان صحرا جنگل سے دوڑے ہوے آئے ہین گرد خیمے
کے سر ٹکرا رہے ہین قضاے کا مبہوت زنگی زمیندار جو تلاش مین خواجہ عمرو کی چلا تھا وارد ہی
ادھر سے آیا ہی صرصر شمشیر زن ساتھ ہی دور سے صرصر کے کان مین خواجہ کے گانے کی آواز پہونچی

لیکن اُنکے واسطے کوکب کیا کریگا مجھکو خوف یہ ہی کہ اُنکے کل لشکر کی تباہی و بربادی نہ ہو کہیں گل مشکل پر نہ جا پڑین خدا آبرو کا بچانے والا ہی اُنکی آبرو و جان سب پروردگار کے ہاتھ ہی ہزار طرح کے خوف در پیش ہین خدا اسکا انجام بخیر کرے شگوفۂ سحر ساز کہتی ہی کہ حضور جانا بہتر نہین ایسا نہو راز کھل جائے تو بڑی خرابی ہو ملکہ بران نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچکر فرمایا ای شگوفہ اب ہمکو نہ سمجھاؤ دل آج نہین مانتا مثل طائر بسمل تڑپ رہا ہی کلیجہ پھڑک رہا ہی کیا کہون فقدان طاقت ربط و ضبط ہی اس عشق خانہ خراب مین سراسر خبط ہی نظم

بیقراری مین مری یار و اثر پیدا ہو
سر کو دیوار سے ٹکراؤن تو در پیدا ہو

خوش جمالون سے زمانہ نہین رہتا خالی
مہر پنہان ہو نظر سے تو قمر پیدا ہو

ابر نیسان کے کرم سے در یکتا لاکھون
گوش تو کوئی سزاوار گہر پیدا ہو

شعر گوئی مین مری طبع کو دقت ہی پسند
خشک دو لب ہون تو اک مصرعۂ تر پیدا ہو

بے نمودون کو بھی ہو شوق نموداری کا
ناف کی طرح وہ بعد دم کمر پیدا ہو

مجھ مسافر کی تو صورت نہ کسی نے دیکھی
مین تو پوشیدہ رہا گرد سفر پیدا ہو

ایک دم مین مین لٹا دون ابھی نشے مین اُسے
مجھکو دولت سے اگر نشۂ زر پیدا ہو

باغ عالم مین ہوا طبعی ہی وہ وحشت خیز
صورت بید ہو مجنون جو شجر پیدا ہو

عہد پیری مین طبیعت کو جوان ہم بھی کرین
خوبصورت جو وفادار بشر پیدا ہوا

حلقۂ زلف سے وہ چہرۂ روشن نظر آئے
ظلمت شام مین بھی نور سحر پیدا ہو

میرے اشعار گل اندام پڑھین اے آتش
فکر رنگین مین مری رنگ اثر پیدا ہو

شگوفہ سحر ساز نے دیکھا کہ آج بہلانے سے کچھ نہو گا ملکہ ضرور جائینگی میرا کہنا نہ مانینگی آخر عرض کی حضور کو اختیار ہی بسم اللہ جائیے ملکہ بُران شمشیر زن شگوفہ کو سمجھا کر طاؤس زرین بال پر سوار ہو مین سب کی نظرون سے مخفی ہوکر چلین سناٹا بھرے ہوے جاتی ہین دل مین محبت ایرج کا جوش ہی راہ مین خیال آیا کہ اگر خواجہ عمرو ملتے تو اُنسے بھی ذکر کر دیتے کہ ہم کو وہ عقیق گلزار سلیمانی پر جاتے ہین ذرا خیال رکھیے گا شاید کوئی نیکی بدی ہوگی تو وہی خبر لینگے سوا اُنکے اور کوئی پوچھنے والا نہین اُنکی ذات سے طلسم ہوش ربا مین رونق ہی طرف سے ایک صحرا کے جو گذر ہوا کان مین خواجہ عمرو کے گانے کی

خیر تو ہی اسوقت رنگ رو متغیر ہو گیا صورت زیبا کی عجب کیفیت دیکھتی ہون ملکہ بران شمشیر زن نے آہ کی کہا شگوفہ کیا پوچھتی ہو فلک کجرفتار دری آزار ہی بلاے ناگہانی سر پر سوار ہی دیکھیے تقدیر کیا دکھائے ہاے کیا کہین کیونکر ضبط کرین نظم

دل کو پسند سیر ریاض جنان نہین
جسکی ہوا ہو سر مین یہ وہ بوستان نہین

وہ دل نہین ہی جسمین خیال بتان نہین
ہو جسمین جگہہ نہ کوئی مکین وہ مکان نہین

آئے ہین ایک روے نکو کی تلاش مین
کچھ بے سبب ورود ہمارا یہان نہین

شام و سحر فراق مین ہی زلف و رخ کی یاد
کسوقت ذکر خیر یہ ورد زبان نہین

کاکل کا قصہ ہجر کی شب سنکے آئی نیند
کیا کہیے قصہ گو کو کہ جادو بیان نہین

تازہ رہینگے داغ جگر اپنے عمر بھر
یہ وہ سدا بہار ہی جسکو خزان نہین

دل ہم بھی کر چکے اُسی سفاک پر فدا
عالم کو جسکے تیر نگہ سے امان نہین

صدمے اُٹھائین صبر کرین راہ عشق مین
لازم یہ آہ و نالہ و شور و فغان نہین

وصل صنم تو جان کے بدلے بھی مفت ہی
ہی سود ایسے سودے مین ہرگز زیان نہین

اس گلبدن کے ہجر مین داغ ملال ہین
پھولون کی میرے سینے پہ یہ بدھیان نہین

اوّل مین کر دکھاتے ہم الفت کی انتہا
خوبون مین کیا کرین کہ کوئی قدردان نہین

جو نامور تھے صفحۂ ہستی مین ای نظام
افسوس اُنکا نام کو باقی نشان نہین

ملکہ شگوفہ نے عرض کی واری حقیقت مین آپ کا غم و الم ایسا ہی ہی ملکہ بران شمشیر زن نے کہا اب زندگی مین ملاقات ہونا بہت دشوار ہی اسی غم مین تڑپ تڑپ کر مرینگے ای شگوفہ اگر تمھاری خوشی ہو تو ہم کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر پہونچین شاید شاہزادے سے ملاقات ہو جائے یقین تو ہی وہ بھی ہمکو یاد کرتے ہون شگوفہ نے کہا واری جب مین نے ذکر سُنا تو یہی سُنا کہ اُنکو بھی آٹھ پہر آپ ہی کی یاد رہتی ہی لیکن ایسا نہو آپ کے والد کو یہ خبر معلوم ہو جائے تو غضب ہوگا ملکہ بران نے فرمایا سربازی ہم عشق و الفت کی حیلہ سازی ہی مجھے بھی ہر وقت یہی خوف رہتا ہی کہ والد نامدار سہمہ دان و ہمہ گیر ہین صاحب جاہ و توقیر ہین جسوقت خیال کرین اور معاملۂ اصلی کو سمجھ لین تو اُنکے دل پر جو گذرے وہ گذرے مگر سواے میرے قتل کے اُنکو کیا چارہ ہی میرے تلب محزون کو تو یہ بھی گوارا ہی

ملکہ ہلال سحر افگن فرما رہی ہین اے گلشن ہم کیا کہین دل پر داغ ہی ہمارے مالک ہمارے جان بخش
خواجہ عمرو نامدار کو افراسیاب گرفتار کرکے لے گیا ہی نہین معلوم بھیا نے کہان لیجا کر قید کیا مین صب
سے اُنھین کی تلاش مین نکلی ہون تمسے ملاقات ہونا بدی تھی اب حیران ہون کہ کہان جاؤن ہوش
رہ مقام ہی کہ جہان اٹھارہ سو ملک کی بستی ہی پہر پہر کر مجھکو ہو چکا اُڑتے اُڑتے بازو تھک گئے اب تک
کہین نشان نہ ملا زبانی صبا رفتار کی دریافت ہوا کہ افراسیاب جادو نے یہ کلمہ کہا تھا کہ ا
ایسے مقام پر لیجا کر قید کرونگا کہ خود تڑپ تڑپ کر جان دے تا قید حیات رہائی ممکن نہو گلشن کہ
ہی بوا وہ تمھارے جان بخش ہین ہلال نے مع کر اپنے شوہر کے قید ہونے کا اور خواجہ عمرو کے ست
ہونے کا سامنے گلشن نے بیان کیا یہ سنکر گلشن کے ہوش اُڑ گئے یہ بھی افسوس کر رہی ہی سحر ک
بوا ہمکو بھی اُنکی زیارت کا اشتیاق ہوا ملکہ ہلال سحر افگن رونے لگین کہا بوا خدا اُنکو اس آفت
بچائے اپنا فضل اُنکے شریک حال کرے اور وہ رہائی پا کر تشریف لائین اُنکی زیارت سے مشر
ہو جیے گا بوا مین نے اپنے شوہر کا قید ہونا ایک ادنی جملہ بیان کیا گلشن کہتی بوا مین ستی ہونے
حال سُنکر مبہوت ہون سارے لشکر کا بیہوش کرنا اُنھین کا کام تھا ہلال سحر افگن نے کہا بو
ایسے ہزار معرکے گذرے قمر صاحب نے جو جلدین لکھی ہین اُنکو ملاحظہ کرو ایسا مورخ کوئی نہین گذرا
خود مصنف ہین یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا خواجہ عمرو بلگے ہوے چلے آتے ہین
ہلال سحر افگن اُٹھ کھڑی ہوئی کہا بوا دیکھو ہمارے شہنشاہ آتے ہین ہلال سحر افگن نے
پکار کے آقا [illegible] یاور غریبان واے دادرس بیکسان اسطرف تشریف لائیے خواجہ عمرو نے
جو ہلال کو دیکھا لپٹ پڑے ہلال قدمون سے لپٹ گئی کہا اے خواجہ آپنے کیونکر نجات پائی
خواجہ عمرو نے سب حال بیان کیا اور جسم کے داغ دکھائے کہ یہ بوٹیان اُسنے کاٹ ڈالین
ملکہ ہلال رونے لگین خواجہ عمرو نے کہا اے ہلال یہ جادہ راہ خدا ہی ہر وقت غم و الم کا سامنا
ہلال نے لاکر خواجہ کو مقام عمدہ پر بٹھایا ملکہ گلشن اپنی بہن کے مسلمان ہونے کا ذکر کیا خواجہ
یہ سُنکر بہت خوش ہوے قضائے کار ملکہ برّان شمشیر زن اپنے باغ نگارین مین بیٹھی ہین کہ ایرج
نوجوان کی تصویر پر نگاہ پڑی ہر وقت تصویر میز پر رکھی رہتی تھی تصویر کو دیکھکر آنکھون مین آنسو
بھر آئے شگوفہ سحر ساز فدیہ زادی تھی اُسنے جو ملکہ برّان کو پریشان دیکھا عرض کی واری

حق مین پہونچے خدا سلامت رکھے خواجہ عمرو کو کہ انکی ذات سے راہ ضلالت سے نکلے چشمۂ ہدایت پر پہونچے ملکہ گلشن نے کہا بوا تمکو کیونکر اعتقاد ہوا ہلال نے جواب دیا اپنی جس کتاب کو معتبر جانو اُسی کتاب کو نکالو حال حق و ناحق کا کھل جائے ہلال نے کہا سامری نامہ پر کھا ہے یہ تو خداوند کی لکھی ہوئی کتاب ہے ہلال نے کہا ابھی تمپر حال کھلیگا سامری نامہ جو اُٹھایا پہلے یہی مضمون نکلا کہ عمرو طلسم تمام ہوئی افراسیاب جلد و قتل ہوگا اسد غازی قاتل افراسیاب ہے جرأت میں لا جواب گلشن گھبرا گئی کہا بوا یہ تو عجب مضمون دل خراش ہے ہلال نے کہا تحقیقات مذہب مین ایک فقط کافی ہے کہ پونے دو سو خداوند خدائی نہین کر سکتے وہ وحدہ لاشریک اکیلا پروردگار ہے جو مناسب جانتا ہے وہ کرتا ہے اکیلے کو سب طرح کا اختیار ہے گلشن اُسی وقت مطیع اسلام ہوئی ملکہ ہلال سحر افگن کو اپنی بہن کے مسلمان ہونے کی بڑی خوشی حاصل ہوئی اب دونون بہنین ملکر بیٹھین بیرون بارگاہ سائبان زربفتی کھنچا ہوا ہے دونون بہنین تخت پر بیٹھی ہین گرد کنیزان زرین پوش جمع ہین ایک گائن رو برو سامنے ان دونون شاہزادیون کے بصد ناز و کرشمہ یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہے **غزل**

ہو رہن رو واماندہ نشان ہمرہان ملتا نہین — کاروان کیسا غبار کاروان ملتا نہین
ڈھونڈھتے ہین پر نشان بے نشان ملتا نہین — جان جسپر دی ہے وہ جان جہان ملتا نہین
عشق لاتا ہے جو شبخون غارت دل کے لیے — جز شکیب و صبر کوئی پاسبان ملتا نہین
آپ میرے گھر قدم رنجہ کیا کرتے ہین ہان — عذر ہے معقول ہین اے مہربان ملتا نہین
باہمہ رفعت تصدق روز ہے ہر صبح و شام — کون کہتا ہے زمین سے آسمان ملتا نہین
جان شیرین کا مجھے دینا بہت آسان تھا پر — ڈوب مرنے کو زنخدان سا کنوان ملتا نہین
جوش گل سے دین کیا گلشن مین جا باقی نہین — عندلیبون کو مقام آشیان ملتا نہین
روز مجھ ہی بیگنہ پر تیز ہوتی ہے چھری — بوالہوس کیا تمکو بہر امتحان ملتا نہین
ڈھیر پہ آتا ہے ناحق خاکسارون کے ہما — خاک کھائیگا کہ نام استخوان ملتا نہین
دختر رز پیر جو فصل گل مین ہے رنگ شباب — اب مزاج حضرت پیر مغان ملتا نہین
دشت وحشت مین جنون اکدن سے سرگرم تلاش — جسمین یوسف ہوا وہ کاروان ملتا نہین
واہ ری قسمت کھلے قاتل کو جو ہے بعد قتل — کہکے پچھتاتے ہین رعنا سا جوان ملتا نہین

نسیم تیز رو نے صرصر کی کمر مین پنجہ دیا لے اڑا گویا ہوا سے تیز چلی نسیم نے تھوڑے ہی عرصے مین صرصر
بیابان گرد آباد مین پہونچا دیا بیان گنوارون کو از حد خوشی ہے رات بھر نیند نہین آئی کہ مال ہم اپنا
دونا لائینگے بوقت سحر سب اہالی قریہ ڈھول جھانجھ بجاتے ہوے اپنے اپنے گھرون سے نکلکر قریب
شوالے کے آئے دیکھا مال ندارد ایک طرف سے نقب لگی ہوئی ہے شوالے سے جو برق چمکا کرتی
تھی آج اُس برق کا بھی نشان نہین گنوار پکارتے ہین یا خداوند مال ہمارا دیدیجیے لاکھ پٹتے ہین
چیختے ہین کچھ آواز نہین آتی سب کہ رہے ہین خداوند کا تو پتہ ہی نہین ہمارا مال لیکر بھاگ گئے
کہ صرصر شمشیر زن آگے پہونچی صرصر نے کہا ارے کمبختو کیون غل مچاتے ہو دیکھو تو نقب لگی ہوئی
ہے مال وہ سب لے گیا آؤ دیکھو نقب کی راہ سے کئی گنوارون کو اندر شوالے کے لیگئی دیکھا شوالہ
خالی پڑا ہے گنوار رونے لگے گریبان پھاڑ ڈالے سر پیٹتے تھے کہ قدرت ہمکو لوٹ کرلے گئے
صرصر نے کہا تمھارے خداوند پر بھی آفت آئی نہین معلوم کہ اب کیا کیا آفت برپا ہوگی گنوارون
نے کہا اگر ہم کو نشان ملے تو ہم سار بان زادے کی بوٹیان کاٹ کر کھا جائین صرصر نے کہا چلو
بتا دین مبہوت زمیندار نے اپنی گنوار جمع کی بارہ ہزار گنوارون کو لیکر چلا یہی خیال مین ہے
کہ جا کر لشکر مسلمانان کو تباہ کرون ادھر سے تو مبہوت زمیندار جاتا ہے ادھر ہلال سحر افگن جب
کئی دن خواجہ کو گذرے اور برق فرنگی بھی دریافت کرکے آیا کہ خواجہ کو افراسیاب گرفتار
کرکے لیگیا زبانی صبا رفتار کی یہ بھی معلوم ہوا کہ افراسیاب نے پکار کر یہ کلمہ کہا تھا کہ ایسے
مقام پر قید کرون کہ عمرو تڑپ تڑپ کے اپنی جان دے ملکہ ہلال سحر افگن بیتاب ہو کے یکہ و
تنہا بہ تلاش خواجہ عمرو نکلین ایک مقام پر آکے دیکھا ایک بارگاہ استادہ ہے پانچ سات ہزار جادوگر
نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین پھر رہی ہین جا بجا چھوٹے چھوٹے خیمے استادہ ہین مالک اس
لشکر کی ملکہ گلشن جادو چھوٹی بہن ہلال کی دربارگاہ پر بیٹھی ہے گلشن نے دیکھا ایک طرف سے
آسمان پر ہلال چمکا بہ نگاہ غور جو دیکھا پہچانا کہ ملکہ ہلال سحر افگن آتی ہین کئی سال کے بعد جو دیکھا
پکار کے آواز دی بوا ہلال مہر و وفا سے قدیم کو بالکل فراموش کیا کہان اسوقت جاتی ہو
ہلال نے جو چھوٹی بہن کو دیکھا اُتر آئین گلشن بہت خاطر سے پیش آئی مقام صدر پر جگہ دی
پوچھا بوا کہان تھین ہمنے سنا تھا کہ تم مسلمانون کی شریک ہوگئین ہلال نے کہا شکر ہے کہ مذہب

عمرو نے اُسی سفید مہرے مین آواز دی قدرت کو منظور ہو کہ تم سب کو امیر کر دینگے اب تو غربا نے غل مچایا
قدرت کی پرورش اور عنایت ہو شوالے کے اندر سے آواز آئی اب سے شام تک شوالے کے سامنے لاکے
جسقدر مال ہو جمع کر دو آج شب کو قدرت تشریف لائینگے سب مال کو دونا کر دینگے ہم چاہتے ہین
کوئی کسیکا دست نگر نہو سب دعائین دینے لگے کہ کیا پرورش ہو خداوند کی اب کوئی کسی کا محتاج
نہوگا سب کے پہلے میان مبہوت زمیندار دوڑے روپیہ اشرفیان جورو کا سب گہنا بڑی ایک
چاندنی مین باندھ کر لائے قریب شوالے کے رکھدیا غربا لوگ اپنی اپنی عورتون کا زیور لیکر چلے
آتے ہین بعض جنکو نہین میسر ہو وہ پڑوس مین دوڑے گئے کہا ہمین اپنے جوشن اور چوڑیان ذرا
مانگے دیدو اُنھون نے کہا واہ بھائی اچھے دن مانگنے آئے ہو آج کا تو وہ دن ہو کہ اگر ہمین کو اور
ملجائے تو خدمت خداوند مین لیکر جائین صبح کو دونا کرکے لائین گانون مین ہلڑ پڑا ہوا ہو جنکو اور
کچھ نہین میسر ہو اُنھون نے تانبے کے ظروف ہی لاکے رکھدیے بعض شخصون نے اناج لاکر
رکھا ہو شام تک انبار عظیم ہو گیا شام کو خواجہ عمرو نے نکلنے کی تدبیر کی سارے شوالے مین دوڑے
دوڑے پھرے مگر راستہ نکلنے کا نہ ملا بہت حیران ہوے کہ کیا کرون شگتے اسقدر مختصر ہین کہ انہین
سے نکاسی نہین ہوسکتی آخر خواجہ کو کچھ نہ بن پڑا نقب کھودنا شروع کی نقب کھود کر باہر نکلے مال
کو دیکھا حال نکالا آواز دی ای جال جنجال ہوکر گر نا مٹی تک بیان کی نہ چھوٹے تمام کھینچکر زنبیل
مین رکھا اب خواجہ یہان سے طرف لشکر کے بھاگے قضائے کار صرصر نے افراسیاب سے
کہا حضور نے عمرو کو کہان قید کیا افراسیاب نے پتہ دیا کہ بیابان گرد آباد مین جو شوالہ ہو
وہان چھوٹے خداوند خدائی کرتے ہین وہان کے کئی ہزار آدمی انہین کے معتقد ہین مین نے اُسی
شوالے مین عمرو کو چھوڑ دیا وہ خداوند عمرو کو نوچ نوچ کر کھا جائینگے اپنی آتش قہر و غضب مین
پھونک دینگے شعلہ خوار آتش خوار ان خداوند کا نام ہو سامری و جمشید سے چھوٹے اور
خداوندون سے بڑے ہین وہان سے اب عمرو زندہ نہ نکل سکیگا صرصر شمشیر زن نے کہا ای
شہنشاہ آپنے غضب کیا معلوم ہوتا ہو کہ اُس شوالے کے بھی خاتمے کا وقت آگیا مین براے خبر
جاتی ہون کسی ساحر کو حکم دیجیے کہ مجھے وہان پہونچا دے نسیم تیزرو ایک ساحر قریب
کھڑا تھا افراسیاب جادو نے کہا ای نسیم تیزرو صرصر کو بیابان گرد آباد مین پہونچا دے

فرط گریہ سے ہون اسطرح غریق رحمت   مردم چشم کا ہی جیسے وطن پانی مین

موج ہو موجۂ بوے گل تر آب گلاب   ہو جو وہ غیرت گل عکس فگن پانی مین

چاہیے دوش سے بونس کی طرح دامن پاک   گور ہی نام کو اک عمر وطن پانی مین

پہونچے دریا سے تجسس مین ہی کیسے بتیاب   آبلے موج کے پامین ہین شکن پانی مین

بلبلے پانی مین اُٹھتے ہین بجاے بلبل   پھونک دیتا ہی جو وہ غنچہ دہن پانی مین

خون فرہاد مگر گردن خسرو پہ رہا   اشک شیرین سے بہی جوے لبن پانی مین

خردمین سے ہی عجب قدرت خالق ظاہر   اک جہان کا نظر آتا ہی وطن پانی مین

گل پہ شبنم نہین آغوش مین بلبل کے مگر   عرق شرم مین ڈوبی ہی دلھن پانی مین

ضبط گریہ سے نمود اسکی ہی رعنا ورنہ   غرق ہو جائے ابھی چرخ کہن پانی مین

باتون سے تو شیطان بچہ مبہوت ہو ہی چکا تھا گانا تو خواجہ کا سحر ہی اس رنگ مین غزل گائی کہ وہ شیطان بچہ جھومنے لگا کہا ای بندۂ من قدرت تجھکو اپنا نائب کرینگے تعویذ بازو بنائینگے عمرو نے کہا بلے قدرت بندون کی داد فریاد سُن لین مین تو خدمتگزار ہون شیطان بچے نے کہا ای عمرو یہان لاکھون روپیہ کا مال رکھا ہوا تھا وہ تو نے لے لیا اچھا کیا اور تجھکو ہزارون روپیہ کا مال لوادونگا عمرو نے کہا مین اب عمر بھر خدمت مین رہونگا شیطان بچے نے ہاتھ چھوڑ دیا خواجہ عمرو کو معلوم ہوا کہ جان مین جان آگئی شیطان بچے نے باہر آکر بموجب قاعدۂ قدیم ہاتھ چمکائے برقین گرین گنہگار کچھ قتل ہوے کچھ جلکر رہگئے خواجہ عمرو پشت پر کھڑے دیکھ رہے ہین حلقے کمند آصفاے باصفا کے ہاتھ مین لیے ہوے جال الیاسی کاندھے پر شیطان بچہ مُنھ پھیرے ہوے ہاتھ چمکا رہا ہی عمرو نے جو وہ حلقے کمند کے گلے مین اُسکے ڈالدیے اُسنے چاہا تڑپ کے نکلون عمرو نے جھٹکا مارا جیسے گِرگٹ تڑپتا ہی بہت تڑپا پھڑکا مگر نہ نکل سکا کمند تحفۂ بزرگان دین ہی استخوان تک پہونچ گئی عمرو نے حباب مارکر بیہوش کیا جال الیاسی مین لپیٹا کمند سے مشکین باندھین اُس شیطان بچے کو نذر زنبیل کیا اب منظور ہی کہ دو چار کوڑی کا روزگار بھی کرلین سفید مہرہ نکال کر آواز دی ای بندگان من سب قریب شوالے کے آکر جمع ہو قدرت کو اپنے بندون پر پرورش منظور ہی مبہوت زنگی زمیندار دوڑا سب گنوارون کو اپنے ہمراہ لیکر جب قریب شوالے کے پہونچا پکار کے آواز دی قدرت کیا فرماتے ہین

ب قلم قدرت سے قدرت نے صفحۂ قدرت پر تصویر کھینچی ساری فطرت عقلمندی اُسی مقام پر یہ جمع تھی
رت کو دھوکا کھانے کا خوف ہی عمرو نے کہا میری کیا مجال کہ جو قدرت کے سامنے کوئی مکر کرون
ں مقام پر کسی بلا مین پھنستا ہون آپ ہی کو پکارتا ہون عمرو نے خیال کیا کہ باتین کرنے سے
ے بوٹیان تو جسم کی بچین مگر ہاتھ بگڑے ہوے ہین یہ عمرو کو ثابت ہوتا ہی کہ ہڈیان جلکر خاک ہوجائینگی
ں سے کہتے ہین کہ یہ مین کیا جانتا تھا ورنہ مین گلیم اوڑھے رہتا باتون مین خواجہ نے لگایا خوشامدین
رع کین دست بستہ عرض کی جو ے مین لقاکے آپ ہی کو ہکیھا فرعون شاہ زبرجد شاہ
ن سب کی خدائی کے آپ ہی بانی تھے اگر مجھکو حکم دیجیے تو حمزہ کو بلاکر لاؤن وہ بھی سجدہ کرین
جھادون کہ خداوند حقیقی یہی ہی اس بات پر شیطان بچہ بہت خوش ہوا کہا ای عمرو اُسکو تو قدرت
ے بہت سرفراز کیا پردۂ قاف مین اُسکو پہونچایا دیوزادون کو اُسکے ہاتھ سے قتل کرایا عمرو نے
ہا جب ہی حمزہ اپنے کو قاتل سمندون و عفریت بتاتا ہی آپ بیشک حمزہ کے ساتھ تھے
یطان بچہ خوب ہنسا جب ہنستا ہی تو ایک شعلہ بھڑک جاتا ہی عمرو کو ڈر ہوتا ہی کہ ایسا نہو
ین بھکنے لگون خدا اُسکی قید سے بہت جلد رہائی دے لیکن باتون مین مصروف ہی یکایک سحر
و گئی شعبدہ باز اقلیم چہارم شعبدۂ ادویات شعاع وضیا تیار کرکے تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ
رہا ہوا تمام گنوار شوالے کے قریب آکر جمع ہوے یا خداوند یا خداوند کی آوازین آئین گھنٹ د
قوس بجنے لگے آوازین آرہی ہین یا خداوند شعاخوار آتش خو یہ جو گنہگار حاضر ہین چوری بھی
ا کئی آدمی بھی قتل کیے اسکو سزا دیجیے گنوار دیکھ رہے ہین کہ آج شگون سے برق نہین چمکتی
کر کررہے ہین کہ شاید خداوند سوتے ہین عمرو نے کہا یا خداوندان سبھون کی داد دیجیے ایسا نہو کہ یہ
ندے آپ سے پھر جائین مین آپ کے پاس سے کہان جاؤنگا ایک دن قدرت شب کو خواب
ین تشریف لائے علم موسیقی کا مجھکو بادشاہ کیا میرے گلے پر ہاتھ پھیرا اور کہا آج سے ہمنے
تجھکو علم موسیقی کا بادشاہ کیا ایک غزل تو سنیے

غزل

تو نہائے اگر ای رشک چمن پانی مین	اُڑ کے مرغان چمن آئین سگا پانی مین
آپڑی زلف دم غسل جو اُسکے رخ پر	مین یہ سمجھا کہ ہوا چاند گہن پانی مین
دم رقت جو بندھا گوہر دندان کا خیال	آگیا صاف نظر دُرِ عدن پانی مین

خواجہ عمرو کو ہاتھون سے ٹٹولتا پھرتا ہے کبھی چیخ مارتا ہے شوالہ ہل جاتا ہے خواجہ کانپ رہے ہین اور ارادہ کرتے ہین کہ اسکو گرفتار کرون مگر دل قابو مین نہین تین چار مرتبہ وہ لڑکا سب طرف پھرا آخر تڑپ کے انھین شکلون سے نکلگیا خواجہ نے دیکھا جا بجا اسباب بھی بہت پڑا ہے شیرینی کا انبار لگا ہوا ہے خواجہ سمجھ گئے کہ اب رات کو یہ نہین آئیگا مگر حیران ہین کہ اس گنبد بے در سے نکاسی کیونکر ہوگی شیرینی تو خوب نوش فرمائی اسباب اُٹھا کر داخل زنبیل کیا اب اس سوچ مین بیٹھے ہین کہ کیونکر اب اس شوالے سے نکلون کسی قدر رات باقی ہے گلیم کو زنبیل مین رکھ لیا ہے بہ اطمینان خواجہ بیٹھے ہین مٹھائی جو بہت کھائی پیٹ پھول گیا ہے پیٹ سہلا رہے ہین کہ سٹکے سے برق چمکی خواجہ نے چاہا گلیم اوڑھ لون خواجہ گلیم اوڑھنے نہ پائے تھے کہ وہ طفل زمین پر آکے ہونچا جیسے ہی عمرو کو دیکھا ایک چیخ ماری کہ شوالہ ہلگیا آواز دی کہ او ناتپیے کل افراسیاب نے تجھکو پھینکا تھا تو کہان غائب ہوگیا تھا خواجہ عمرو نے چاہا بھاگون اُسنے ہاتھ پکڑ لیا خواجہ کو معلوم ہوا کہ کسی نے انگارہ رکھدیا ہڈیان جلنے لگین ہر اعضاے جسمی سے چنگاریان نکلنے لگین خواجہ ہر چند غل مچاتے ہین مگر وہ ہاتھ نہین چھوڑتا کبھی چپت مار دیتا ہے بوٹیان خواجہ کی نوچ رہا ہے خواجہ اپنی جان سے بیزار ہین فریاد فریاد کر رہے ہین مگر شیطان بچہ ہاتھ نہین چھوڑتا عمرو کی بوٹیان کاٹ کاٹ کے کھا رہا ہے خواجہ حیران ہین کہ پروردگار کیونکر جان بچیگی کبھی وہ کہتا ہے او ناتپیے تا کل سے تو کہان غائب ہوگیا تھا صاف مجھے بتا دے خواجہ فرماتے ہین آپ میرا ہاتھ چھوڑ دیجیے تو مین آپ کو بتا دون کہ مین کہان چھپا تھا مین آپ کو سجدہ کرونگا شعلہ خوار آتش خو کبھی آنکھین نکالتا ہے کہ خواجہ عمرو اُسکی آنکھون کی دہشت دیکھکر بیقرار ہوجاتے ہین بڑی بڑی آنکھین صورت دہشت خیز جسم مین عجب گرمی ہے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جملہ اعضاے جسمی سے انگارے نکل رہے ہین عمرو نے ہاتھ باندھکر کہا حضور کا نام نامی کیا ہے مین نادیدہ سجدہ کر چکا ہون خداوند گنبد نشین کہتا ہون اُس لونڈے نے کہا او ساربان زادے قدرت کو تیری چالاکی سے خوف آتا ہے اُن بڑے بڑے ساحرون کو تو نے کیونکر مارا اور نام قدرت کا شعلہ خوار آتش خو ہے جسقدر گرمی سارے عالم مین ہے وہ ذات سے قدرت کی ہے اگر قدرت اسقدر گرم مزاج نہوتے سب بندے ہمارے برودت سے مرجاتے اِسوجہ سے قدرت نے اپنے کو شعلہ خوار آتش خو بنایا ہے اور

افراسیاب نے کہا او ساربان زادے ان خداوند کی کیا بات ہی سب طریقون مین کرامات ہی عمرو
نے کہا مین سب کرامتون کو مٹا دونگا تب حال کھلیگا بوٹیان کاٹ کے کھا جاؤنگا ساری خدائی
خاک مین ملا دونگا افراسیاب ہنستا ہی کہتا ہی خواجہ وہ حال تمھارا ہوگا کہ یاد کروگے افراسیاب
نے عمرو کو بہت بہت ڈرایا دل تو خواجہ کا کانپ رہا ہی مگر بجرأت باتین کر رہے ہین یہ نہ
افراسیاب کو ثابت ہو کہ عمرو ڈرتا ہی افراسیاب عرصۂ دراز تک کھڑا رہا بعد تھوڑی دیر کے
وہ زینہ اتر گیا مجمع متفرق ہوا جس سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ صبح کو یہان جماؤ ہوتا ہی پوجا پاٹ
کرنے سب آتے ہین خداوند بھی کرامت دکھاتے ہین جب مجمع متفرق ہو چکا افراسیاب عمرو
کو کھینچتا ہوا دروازے پر شوالے کے لایا پکار کر آواز دی یا خداوند شعلہ خوار آتش خو ہر چند
کہ مجھکو آپ کا اعتقاد نہین ہی مین معتقد سامری و جمشید ہون لیکن اس طلسم سے آپ کو بھی
تعلق ہی دشمن کو طلسم کے لایا ہون اس شوالے مین قید کرتا ہون اسکو کھا جائیے اندر سے شوالے
کے آواز آئی ای افراسیاب ہمکو بھی معلوم ہی کہ طلسم پر وقت زوال ہی جیسی تو نے لاچین پر بدعت
کی اُسیکا یہ بدلا ہی مگر خبردار اب کبھی ایسا نام نہ لینا کہ ہمین آپ کا اعتقاد نہین ہی ہم سارے طلسم کو
سنبھالے ہوے ہین اگر ہمارا قدم درمیان مین نہوتا تو طلسم تمام ہو جاتا افراسیاب نے کہا جس دن اس
کو قتل کرون اور سب سردار میری اطاعت کرین وہی سلطنت کا رنگ ڈھنگ ہو تو مین تمھاری
نذر چڑھاؤن تمکو خداوند طلسم ہوش ربا بناؤن اس دشمن کو کھا جائیے اب یہ زندہ نہ نکلے
آواز آئی اپنا سحر اتار لے اندر شوالے کے پھینکدے ہڈیان بھی نہ باقی رہینگی افراسیاب جادو نے
اپنا سحر اوتار لیا عمرو کے ہاتھ پاؤن قابو مین کر کے آواز دی کدھر سے پھینکون یہ کہنا تھا کہ ایک دروازہ
شوالے مین پیدا ہوا آواز آئی دیکھو یہ بھی ایک کرامت ہی کہ دروازہ ظاہر ہوا اب تو ہماری خدائی سے
ظاہر ہوا یہ سُنکر افراسیاب نے کچھ جواب نہ دیا خواجہ عمرو کو اندر شوالے کے پھینک دیا عمرو نے
گرتے گرتے گلیم اوڑھ لی دروازہ غائب ہو گیا افراسیاب تو عمرو کو پھینک کر چلا گیا عمرو نے
دیکھا ایک لڑکا نہایت خوبصورت سامنے کھڑا ہی جب ہاتھ چمکاتا ہی ایک شعلۂ آتش نظر آتا ہی آواز دیتا ہی
صنم خداوند شعلہ خوار آتش خو مگر حیران اس بات پر ہی کہ افراسیاب جادو نے جسکو اس شوالے
مین پھینکا تھا مین نے دیکھا ایک شخص دبلا پتلا تا نتیا تھا گرتے گرتے غائب ہو گیا یہ کیا معرکہ ہوا

تھام لیے دیکھا پہلو سے افراسیاب چلا آتا ہی نعرہ کرتا ہوا او ساربان زادے اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا اب تجکو ایسے مقام پر قید کرونگا کہ موت مانگے اور موت نہ آئے خواجہ عمرو ہنس پڑے کہا اے شہنشاہ مجھے آپ سے بڑی امید ہی آپ مجھپر پرورش فرمائینگے مین تو ہمیشہ سے تابعدار ہون خاص سرکار کی ملاقات کو ٹھہر گیا یہان لڑائی پڑ گئی غلام سب طرح پر حاضر ہی افراسیاب جا دو نے کہا او ساربان زادے تیری سب باتین مکر ہین یہ کہکر کمر مین عمرو کی افراسیاب نے پنجہ دیا لے اڑا خواجہ عمرو باتین کرتے جاتے ہین افراسیاب اسقدر بلند ہوا کہ برابر کہکشان فلک کے پہونچا عرصۂ دراز تک عمرو کو افراسیاب لیے ہوے اڑا متحیر ہوا ہے کبھی خواجہ ہوشیار ہو جاتے ہین کبھی آنکھ بند ہو جاتی ہی افراسیاب کو لاشہ اغلال کوہ پیکر کا دیکھکر نہایت غصہ ہی اب بلندی سے طرف پستی کے مائل ہوا ایک پہاڑ پر آکے ٹھہرا خواجہ عمرو نے دیکھا تمام صحرا مین ہزارہا جوان جمع ہین میلے کا سامان معلوم ہوتا ہی کہین ڈھول بج رہے ہین کسی طرف سے جھانجھ کی آواز آتی ہی عجب طرح کا ہنگامہ برپا ہی سب گنوار آوازین دے رہے ہین یا خداوند شعلہ خوار آتش خو جلد ہماری مرادین پوری کیجیے کوئی ہاتھ باندھے ہوے کھڑا ہی بیچ مین صحرا کے ایک شوالہ ہی اسی کے سب گرد پھر رہے ہین ایک جانب ہزارہا فقیرون کا جماؤ ہی کسی نے ایک ہاتھ اٹھا دیا وہ ہاتھ خشک ہو گیا ہی کسی کے دونون ہاتھ خشک ہین بعض نے اپنے کو درخت مین لٹکایا ہی بعض نے تخت کو بچھایا ہی اسمین ہزارہا کیلین نصب ہین انھین کیلون پر لیٹے ہین نام خداوند شعلہ خوار آتش خو کا لے رہے ہین کہ ایک طرف سے ہنگامہ ہوا دیکھا ایک زمیندار ایک دزد کو لیکر آیا مشکین اسکی بندھی ہوئین زنجیرون مین جکڑا ہوا سامنے شوالے کے لاکر کھڑا کیا زمیندار کا مبہوت زنگی نام ہی اسنے پکار کر آواز دی یا خداوند اپنے چوری کی اسکو سزا ملے دیکھا سب نے شگون سے ایک برق چمکی وہ برق اسی دزد پر گری دزد کے دو ٹکڑے ہوے اسی طرح کئی گنہگار آئے اور مارے گئے خواجہ عمرو حیران حیران یہ سب معاملات دیکھ رہے ہین افراسیاب نے خواجہ عمرو کو تو اسی پہاڑ پر ڈالدیا آپ ٹہل رہا ہی کہہ رہا ہی اے خواجہ یہ سب تماشا دیکھ لو اب اسی شوالے مین تمکو رہنا ہوگا بڑی مصیبت پڑیگی خواجہ نے کہا اے شہنشاہ معلوم ہوا کہ اس شوالے کی بربادی کا وقت آگیا اور جو کوئی اسمین رہتا ہی اسکی بھی اب قضا آئی ہی کوئی ساحر زبردست ہوگا یا کوئی دیو ہوگا

مُنھ کھولو جتنی ہماراجی چاہیگا اُتنی پلا دینگے اغلال کوہ پیکر نے مُنھ کھول دیا خواجہ بیہوش پڑے ہین صرصر نقلی نے بوتل کی بوتل مُنھ مین اغلال کوہ پیکر کے اُنڈیل دی اغلال شراب پیتے ہی گھبراگیا معلوم ہوتا ہے کلیجے مین آگ لگ گئی شعلے بھڑکنے لگے گھبرا کر کہا ای ماہ صرصر میرے کلیجے مین تو آگ لگ گئی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی آسمان پر لیے جاتا ہے صرصر نے ہنسکر کہا کیون گھبراتا ہے اُٹھکر ٹہل کیا کم ظرف ہے ذرا نشہ جو ہوا گھبرا گیا اغلال گھبرا کر اُٹھا دو قدم چلا تھا کہ لڑکھڑا کر گرا برق نے نعرہ کیا نعرہ برق تصنیف مصنف

لقب ہے مرا برق خنجر گزار
کہ اُستاد ہین خواجۂ نامدار
تڑپے مین مین برق رفتار ہون
کہے کون مکار و غدار ہون
کرون سیکڑون کوس کی راہ طے
ارسطو سے نو بعلم شاگرد ہے
در مکر پر میرا پہرا رہا
تڑپ سے مری چرخ بہرا رہا
بزیر قدم غرب ہے شرق ہے
جھلا دا ہون مین نام بھی برق ہے

برق نے نعرہ کرکے اغلال کوہ پیکر کو خنجر مار دیا شکم چاک

قصہ پاک مرنے سے اغلال کے خواجہ عمرو کو ہوش آیا اُٹھتے ہی اغلال کے کپڑے اُتارنے لگے برق کہتا ہے اُستاد اب بھاگ چلیے کئی دن سے لشکر مین آپ کی تلاش ہے بھلا خواجہ کب مانتے ہین برق تو نکلکر بھاگا اور کہتا ہوا کہ اُستاد چلے آئیے ایسا نہو کوئی آفت آ جائے خواجہ نے بسہولت کپڑے اُتارے چاہتے ہین کہ درۂ کوہ سے نکلکر بھاگون قضاے کار افراسیاب جادو باغ سیب مین بیٹھا ہے اسوقت ذکر کر رہا ہے کہ مصاحب میرا اغلال کوہ پیکر براے گرفتاری عمرو گیا ہے مجھے یقین نہین کہ عمرو کو گرفتار کر سکے لیکن صرصر شمشیر زن بھی گئی ہے شاید وہ لگالائے تو گرفتار ہو جائے مصاحبون نے کہا ذرا کتاب تو دیکھیے افراسیاب نے کتاب سامری اُٹھائی اب جو کتاب کو دیکھا تاج دے مارا اپنا سر پیٹنے لگا کہا یارو غضب ہوا اغلال کوہ پیکر عمرو کو لے نکلا تھا راہ مین برق فرنگی نے صرصر کی صورت بنکر مارا عمرو اُسکے کپڑے اُتار رہا ہے یہ کہکر افراسیاب جادو چلا جست کرکے بلند ہوا کچھ ستارے چمکے کچھ شعلے بھڑکے طائرون نے زمزمہ سرائی کی ہر طرف سے ہنگامہ ہوا شہنشاہ جاتے ہین خواجہ عمرو اغلال کے کپڑے اُتار کے درۂ کوہ سے نکلا چاہتے ہین کہ اب بھاگ کر نکل جاؤن ایک نخل پر نگاہ پڑی ایک طائر نے مثل انسانون کے آواز دی او عمرو کہان جاتا ہے آگے نہ بڑھنا عمرو نے چاہا گلیم اوڑھ لون یہ سمجھ گئے کہ تاثیر سحر ہے زنبیل پر ہاتھ ڈالا کہ گلیم نکالون ہاتھ مین رعشہ آیا زنبیل تک ہاتھ نہ پہونچا طائر تڑپ کے گرا یون عمرو کے زمین نے

رہنما خضر ہو ہمدم ہو مسیحا اپنا ۔۔۔ پھر ہوس راہ سے راہ در شبیر غلط
جذب لعنت کا تماشا اُسے دکھلا دیتا ۔۔۔ کر گیا راہ مگر نالۂ شبگیر غلط
پیر میخانہ سے ہر رندون کو بیعت زاہد ۔۔۔ افترا ہی جو انھین کہتے ہین بے پیر غلط
قبر مین بات بھی مجھسے نہ نکیرین نے کی ۔۔۔ دھیان مین یار کے کی مین نے جو تقریر غلط
سحر ہو یا کوئی اسرار کہ ہو جاتی ہی ۔۔۔ یار کے سامنے تاثیر مزا امیر غلط
محفل یار مین موقع نہ رہا اب رعنا ۔۔۔ آپ کو ہی ہوس عزت و توقیر غلط

لے بس جاو ایسا نہو کہ کہین کوئی عیار آجائے تھاری میری دونون کی گردن لے عیاران اسلا
بلاے روزگار ہین اغلال کوہ پیکر ان باتون پر مرگیا کہا اے صرصر تونے مار ڈالا مین تو یہان سے
جاکر زندہ نہ رہونگا شہنشاہ جو مجھسے پوچھینگے کہ تونے کا نمایان کیا عمرو ایسے عیار کو گرفتار کرکے لا
کیا مانگتا ہی مین عرض کرونگا ای شہنشاہ ہوشربا وای ساحر یکتا صرصر شمشیر زن کے ساتھ میری شا
کرو یجیے صرصر نقلی نے ہنسکر کہا دور بھی ہو کیا بیہودہ بکتا ہی مین کیا شہنشاہ کی لونڈی ہون اگر
مجھسے یہ کہین مین اُسی وقت انکار کردون نوکری چھوڑ دون اغلال کوہ پیکر و صرصر نقلی سے باتین ہو نے لگ
برق فرنگی نے باتون مین دیوانہ کردیا کہ اغلال کوہ پیکر منتین کرنے لگا کبھی ہاتھ باندھتا ہی کبھ
قدمون پر گرتا ہی کمر سے چادر پھول کے بچھا دیا کہا ملکہ صرصرا چھی طرح بیٹھو صرصر نقلی نے کہا مین بیٹھ
ہون کیا مجھے کھا جاوگے یہ کہکر بیٹے پکڑے منھ پر منھ رکھدیا کہا اوظالم کیا تیری آنکھون مین مُروت
ہی جسوقت سے تجھسے آنکھ ملی اُس وقت سے دل کو آرام نہین روح کو راحت نہین قلب مین قوت ر
نہین جی چاہتا ہی گریبان پھاڑکر طرف صحرا کے نکل جاؤن اغلال کوہ پیکر نے کہا مین خدمت میر
ہر وقت حاضر ہون ای ملکہ صرصر شمشیر زن کبھی مجھسے خلاف مرضی نہو گی صرصر نقلی نے ہنسکر کہا
اوظالم کیا چاہتا ہی اغلال کوہ پیکر نے کہا چاہتا ہون کہ تصدق ہون نثار ہون شربت وصل سے بھی
سیراب ہون برق نے کہا اوظالم ایک گلابی شراب کی کہین سے لا بہت عرصے سے شراب نہین پی
اغلال دوڑا ہوا گیا بھٹی پر سے ایک بوتل شراب کی لایا برق فرنگی نے گلابی لیکر اپنے آگے رکھ لی
سب شراب تو مین پیونگی ایک جام تجھکو بھی دیدونگی اغلال کوہ پیکر نے ہاتھ باندھ کر کہا ای ملکہ عا
مین ایک ہی جام کا امیدوار ہون کہ ایک جام تو آپ کے ہاتھ سے پیون برق فرنگی نے کہ

اسکی ذات سے جنگ طلسم ہوشربا قائم ہوئی لاکھ دو لاکھ لینا چاہیے ایک پہاڑ کے درے مین آکر
ہر اسوچ رہا ہی کہ عمرو کو کہین رکھدون تو شہنشاہ سے جاکر وعدہ پختہ کردون جو کہونگا وہی سنینگے یہ
وچ رہا تھا کہ دیکھا سامنے سے صرصر آتی ہی صرصر کی آن بان دیکھکر دل بیقرار ہوتا ہی جی چاہتا ہی
رد پھرون خاک اسکے قدمون کی آنکھون سے لگاؤن صرصر نقلی چارجانب دیکھتی ہی کہ اغلال
مان گیا اغلال کوہ پیکر نے پکار کر آواز دی ای شہنشاہ اقلیم خوبی وای سرو خرامان باغ محبوبی
سکی تلاش مین ہو برق فرنگی نے جو اغلال کوہ پیکر کو دیکھا دوڑا پکار کے آواز دی ای شہنشاہ
اجران ہم تو تمھاری تلاش مین تھے اب کسی مقام پر ٹھہرو نہین جلد اپنے کو خدمت شہنشاہ مین
ہونچاؤ شہنشاہ تمھارا انتظار کر رہے ہونگے اس ساربان زادے کے گرفتار ہونے سے بہت خوش
ونگے یہ وہ ظالم عیار ہی کہ صدہا گھر ویران کردیے دمامہ ایسی ساحرۂ زبردست کو مارا یہ بھی برق
نے دیکھا کہ مجھکو بہ نگاہ محبت دیکھ رہا ہی چٹکی لیکر کہا اب جلد جاؤ ہم بھی اپنے دل کو سمجھا لینگے تم لوگون
سے محبت کرنا سراسر حماقت ہی تم شاہ کے مصاحب ہو تمھارے بڑے مرتبے ہین ہم بازاری لوگ
ین ہمارے تمھارے کون نسبت یہ جو سکرا کر صرصر نقلی نے کہا اور میان برق کے لگاؤ کبھی ہنسے
سکرا کر چٹکی لے لی کبھی ٹھنڈھی سانس کھینچی کبھی پٹون پر ہاتھ ڈالدیا کہا کیون مجھے گھورتا ہی کیا آنکھو
جھکو کھا جائیگا میرا خون بہت ہلکا ہی مین تیری صورت دیکھکر سہمی جاتی ہون اور مجکو سب باتین

تمھاری جھوٹی معلوم ہوتی ہین بقول شاعر نظم

جاکے قاصد نے جو کی یار سے تقریر غلط ۔۔۔ ہوگئی وصل کی تقدیر سے تدبیر غلط
خود غلط ہی جو کہے ہوتی ہی تقدیر غلط ۔۔۔ کہین قسمت کی بھی ہو سکتی ہی تحریر غلط
زلزلہ عرش کو آتا تھا مرے نالون سے ۔۔۔ اب ہوا کیا کہ ہوئی آہ کی تاثیر غلط
روبرو اُسکے مہ مصر کا کیا رتبہ ہی ۔۔۔ سامنے مہر کے ہی ماہ کی تنویر غلط
لب معشوق نہو تیر نظر کیون اُنکا ۔۔۔ قادر انداز کے ہوتے ہین کہین تیر غلط
ماہ وانجم کے عوض مصر کا زندان دیکھا ۔۔۔ خواب یوسف کی مگر ہوگئی تعبیر غلط
دخل اغیار کا ممکن نہین اُنکے گھر مین ۔۔۔ ہون رقیبون سے کبھی وہ شکر و شیر غلط
حاشیہ مصحف رخ سے قلم انداز کرو ۔۔۔ دیکھو قرآن کی نہین چاہیے تفسیر غلط

عمرو کو گرفتار کرکے لائین جب کئی سحر سردار قدمون سے لپٹ گئے تو پھر افراسیاب کو کچھ ذہن برا
تخت پر بیٹھا اغلال کوہ پیکر مصاحبان افراسیاب مین سے ہی اپنے مقام سے اٹھا کہا ای شہنشاہ اگر
عمرو کی مشکین باندھکر نہ لایا تو مجھکو غلام شہنشاہی نہ فرمائیے گا صرصر نے کہا ای اغلال جب شہنشا
ایسے جلیل نے دھوکا کھایا تو تمھارا دام مکر عمرو مین پھنسا کیا بڑی بات ہی جب مین اسکو لگا کے
لاؤن اور عمرو سے مقابلہ ہونے لگے اسوقت عمرو گرفتار ہو جائے تو کچھ عجب نہین اغلال پیاد
ہوا آپسمین مصلاحین ہوگئین پہلے صرصر روانہ ہوئی بعد اسکے اغلال کوہ پیکر روانہ ہوا خواجہ عمر
مسافر کو اپنی صورت پر روانہ کرکے لشکر مین آئے ملکہ مہرخ وغیرہ سے ملے کہا اب کئی
دن کو فرصت ہوگئی ایک عمرو پکڑ گیا سب نے حیران ہوکر پوچھا خواجہ کیا ہوا خواجہ عمرو نے سب
کیفیت بیان کی سردار ہنسنے لگے خواجہ عمرو سردارون سے ملاقات کرکے برائے انتظام لشکر نکل
بازارون کو دیکھتے ہوئے جاتے ہین کہ دیکھا صرصر ایک ضعیفہ کی شکل بنی ہوئی بازار بزازان مین
پھر رہی ہی خواجہ عمرو نے للکارا او صرصر کس فکر مین ہی صرصر بھاگی خواجہ عمرو نے پیچھا کیا ادھر
برق فرنگی آتا تھا اسنے دیکھا استانی بھاگی جاتی ہین استاد دوڑے ہوے آتے ہین برق
چاہا صرصر کو پکڑ لون صرصر نے پیچھے ہٹکر حباب مارا کہ برق فرنگی لڑکھڑا کے گرا صرصر پھر بھاگی
جب جنگل مین خواجہ پہونچے صرصر نے کہا او ساربان زادے جا کیون قضا آئی ہی خواجہ یہ کہکر د
کہ مین تو غلام ہون ذرا قدمبوسی کرون گرد پھرون تصدق و نثار ہون صرصر ہان ہان کرتی جاتی
خواجہ عمرو چاہتے ہین دوڑکر لپٹ جاؤن کہ اغلال آسمان سے کڑک کے گرا نعرہ کیا منم اغلال
کوہ پیکر او مکار وغدار اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا کیونکر جان بچائیگا یہ کہکر عمرو کو
لے اڑا صرصر ایک جانب چلی وہان برق کو کسی نے ہوشیار کر دیا راہ مین صرصر سے ملاقات
ہوئی صرصر نے کہا تمھارے استاد گرفتار ہوے افراسیاب کو بڑا غصہ ہی ایسے مقام پر قید کریگ
کہ اپنی زندگی سے بیزار ہونگے برق یہ سنکر بھاگا مطلب تو برق سمجھ گیا کہ صرصر لگا کے لیگئی اغلال
نے گرفتار کر لیا برق فرنگی صورت بدلتا ہوا جاتا ہی تھوڑا راستہ طی کرکے آگے بڑھا نقشہ کھنچا ہی
پاس ہی صرصر کی صورت بنکر تیار ہوا اغلال آہستہ آہستہ جاتا تھا دل مین سوچتا ہوا کہ مین
شہنشاہ سے کچھ وعدہ نہ کرلیا اب انعام معقول نہ ملیگا کچھ ہزار دو ہزار دیدینگے یہ وہ ظالم ہی

ی جب موت ہوجائینگے سب نشئے ہرن ۔۔۔ ہوش مین اب بھی ذرا آجا اگر ذی ہوش ہے
ہ آخر دیکھنا جب چشم عبرت وا ہوئی ۔۔۔ گور مین حسرت ہے تو حسرت سے ہم آغوش ہے
وامشب بند کرے دیدۂ انجم فلک ۔۔۔ عاشق اک پردہ نشین سے آج ہم آغوش ہے
یسو نے نہین دل کو وٹسا گرائی نظام ۔۔۔ کس لیے ایسا یہ بیخود بیخبر بیہوش ہے

ں سرکشیدہ جوانان سبز پوش نشۂ باد بہاری سے مدہوش باغ وسیع عمارتہاے رفیع تخت پر
راسیاب بیٹھا ہوا گرد ہزارون جادوگر کا فران بے ہنر اب میان مسافر صاحب کے ہوش اُڑے
گردن نے جو پکار کر کہا عمرو گرفتار ہوکر آیا اسکو قتل کرو دشمن شہنشاہ ہے مسافر گھبرا گھبرا کے
ر جانب دیکھنے لگا افراسیاب نے پکار کر آواز دی او سار بان زادے اب کس حال مین اپنے کو پایا
گروہ جو عمرو نے سکھا دیا ہے مسافر وہی پکارا ٹھا منم خواجہ عمرو جادوگرون کو جوتیان مارتا ہے ہلن
ردن جادوگر مین نے قتل کیے افراسیاب نے کہا او سار بان زادے اب تجھکو حال اس گستاخی کا
وم ہوگا ایسا مقام تیرے واسطے تجویز کیا ہے کہ تو موت مانگے اور موت نہ ملے تڑپ کر مرے مسافر نے یہ
ں جواب دیا صرصر نے بڑھکر کہا اے شہنشاہ یہ تو عمرو عیار نہین معلوم ہوتا افراسیاب نے کہا کیا بیہودہ
ی ہے ما بدولت خود گرفتار کر کے لائے بارہ دن جنگل مین مارے مارے پھرے اس ظالم کی تلاش مین
ب عیش و آرام اپنا ترک کیا صرصر نے کہا حضور اسکا مُنھ دھلوائیے سب حال کھل جائیگا افراسیاب
کہا گرم پانی لاؤ گرم پانی آیا مُنھ دھلوایا دیکھا ایک مسافر مصیبت کا مارا سیہ فام مرد دخاص عام
ب تو ہلڑ ہوا صرصر نے کہا ہمنے حرکات دیکھکر کہا تھا مصاحبان افراسیاب جب ہنسے افراسیاب
ہت ناگوار ہو جھلا کے کہا ارے تو کون ہے وہ اب بھی وہی کہے جاتا ہے کہ مین تو ساحرون کو
یان مارتا ہون افراسیاب نے کہا اب تو تیری صورت اصلی ہوگئی اب کیون مکرتا ہے آئینے قد آدم سامنے
تھے آئینے پر نگاہ پڑی اب میان مسافر کی قلعی کھلی صورت اصلی دیکھکر رونے لگا کہا حضور
مسافر غریب واسطے نوکری کے نکلا تھا اس آفت مین پھنس گیا افراسیاب نے کہا ہمارے
رخانے مین اُسکو چھوڑ دو کھانا بھی کھائیگا اور کچھ نقدی ملجائیگا مسافر کو تو کارخانے مین بھیجا
راسیاب جادو یہ کہکر اُٹھا کہ اب ما بدولت بدون گرفتاری عمرو واپس نہونگے سردار اُٹھکر
دن سے لپٹ گئے کہ اے شہنشاہ آپ کا ایسا فرمانا مناسب نہین ہے غلامان جانباز جائین جسطرح بنے

قدرت اُسکا عہدہ تجھکو دینگے تو بادشاہ طلسم ہوشربا ہوگا بہت سی باتین سمجھا کر مسافر کو رخصت کیا یہ تنتا ہوا چلا خواجہ الگ سے گلیم اوڑھے دیکھ رہے ہین جیسے ہی مسافر کو افراسیاب نے دیکھا دور سے للکارا او ساربان زادے کہان جاتا ہے منم شہنشاہ طلسم ہوشربا ساحر یکتا مرد مسافر نے آواز دی منم عمرو بن اُمیہ ضمری مین ساحرون کو جوتیان مارتا ہون ہزارون جادوگرون کو قتل کیا افراسیاب نے آکر ہاتھ پکڑ لیا کہا او ظالم اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگا وہ مقام تیرے لیے تجویز کیا ہے کہ خود موت کا خواہان ہو اور موت نہ آئے مرد مسافر بھی کہے جاتا ہے مین تو عمرو عیار ہون ساحرون کو جوتیان مارتا ہون افراسیاب کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑا باغ سیب مین آیا صرصر بھی ذکر کر رہی ہے کہ شہنشاہ ناحق تکلیف اُٹھاتے ہین اب شہور ہو چکا کہ شہنشاہ عمرو کی فکر مین ہین ہر وقت اسی ذکر مین ہین وہ اپنے کو ظاہر نہ کریگا کہ دیکھا شہنشاہ عمرو کو لیے ہوئے آتے ہین سب مصاحب کھڑے ہو گئے باغ سیب مین ہلڑ ہو گیا کہ شہنشاہ عمرو کو لالیتے ہین صرصر بھی موجود ہے عمرو کو لاکر افراسیاب نے ڈالدیا کہا اس ساربان زادے نے بہت پریشان کیا صرصر نے کہا ہوشیار تو کیجیے افراسیاب نے اشارہ کیا بانون زمین نے تھام لیے عمرو نقلی نے آنکھین کھولین وہ باغ سیب مملو از عجائبات گل سرسبز و شاداب چمن ہاے طولانی جواہرات کے طائر لاثانی زمزمہ سرائی کر رہے ہین ہر طرف ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہے ایک طرف ایک طائر ہفت رنگ بصد خوش الحانی منقار کھولے ہوے یہ شعر بہار یہ گار رہا ہے حسینان باغ کو سُنا رہا ہے

اشعار

فصل گل آئی ہے ہر سو شور نوشا نوش ہے — جوش گل سے بادۂ گلگون کا بڑھکر جوش ہے
عاشقون کے جیب و دامان چاک پھر ہونے لگے — پھر وہی وحشت ہے سودا ہے جنون کا جوش ہے
گل جو میخانے مین جاکر اتفاقاً سیر کی — ہر طرف دیکھا کوئی بیخود کوئی بیہوش ہے
ہے کہین ساغر کہین شیشہ صراحی ہے کہین — خُم تو ہے لبریز اور اُترا ہوا سر پوش ہے
آتش خمخانہ پھر گرمی مستان ہے تیز — ہر سبو ہے مے سے پُر اُسمین عجب اک جوش ہے
ساقی و پیر مغان مغبچہ اور سب مغبچے — ہے ہر اک مخمور ہر سو شور نوشا نوش از
راز کہتا ہون یہ اے غافل مین تجھ سے آشنا — غور سے سُنلے اگر تجھکو ذرا بھی ہوش ہے
خانۂ دنیا تو میخانہ ہے اور غفلت شراب — نفس امّارہ کا یہ پیر مغان ہمدوش ہے

اور مجھکو پکارتی پھرتی تھین مین نے سنا اسی خوف سے جواب نہ دیا کہ شاید یہ بھی کوئی شعبدہ ہو
خواجہ یہ باتین کر رہے تھے نگاہ اٹھاکے دیکھا کہ صرصر ایک کنیز کی صورت بنی ہوئی کنیزون کی پشت
سے دیکھ رہی ہی عمرو نے مہرخ سے اشارہ کیا کہ آپ مجھکو رخصت کرین مین صرصر کو پکڑ لون میری ہی
فکر مین آئی ہی ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ جاکر خاصہ نوش فرمائیے روز آپ کا انتظار رہتا تھا خواجہ کترا کے
چلے صرصر نے بھی سمجھ لیا کہ عمرو نے مجھکو دیکھ لیا ہی یہ پیچھے ہٹی خواجہ نے تعاقب کیا جب صرصر
باہر نکلی عمرو نے پکار کے آواز دی ای جان جہان کہان جاتی ہو صرصر بیرون لشکر آئی خواجہ جھپٹ کے
برابر ہوپنچے صرصر سے نیمچہ چلنے لگا صرصر ہٹتی جاتی ہی جب صحرا مین ہوپنچی کہا خواجہ آج تمھاری قضا لیکر
آئی ہی یہ کہکر آواز دی ای شہنشاہ آئیے دیکھا درۂ کوہ سے افراسیاب کا نعرہ ہوا کہ خبردار او ساربان زادے
صرصر پر ہاتھ نہ ڈالنا جیسے ہی خواجہ نے افراسیاب کو آتے ہوے دیکھا گھبرا کر ایک نیمچہ صرصر کو مارا
صرصر تو جست کر کے بھاگی عمرو نے گلیم اوڑھ لی ذرا ایک افراسیاب کی جھپکی تھی کہ دیکھا عمرو ندارد کہا ای
صرصر کسطرح یہ ساربان زادہ غائب ہو جاتا ہی خواجہ سب باتین سن رہے ہین صرصر نے کہا مین تو اسواسطے
لگا کے لائی تھی کہ یہان آپ گرفتار کر لینگے میرے پکارتے ہی وہ سمجھ گیا افراسیاب نے کہا ای صرصر آج
مجھکو گیارہ دن گذرے کہ دن بھر صحرا مین مارا مارا پھرتا ہون شب کو باغ سیب مین جاتا ہون اگر عمرو کو
نہ گرفتار کرونگا تو مجھکو بڑی شرمندگی ہوگی سردارون کے سامنے بے اختیار کہدیا اب مجھکو شرم آتی ہی
صرصر نے کہا ای شہنشاہ عمرو کا ملنا بہت دشوار ہی افراسیاب نے کہا ای صرصر مین تو عہد کر چکا ہون
کہ عمرو کو بغیر لیے نہ جاؤنگا قید کے لیے ایسا مقام تجویز کیا ہی کہ تڑپ تڑپ کر مرے موت مانگے اور
موت نہ آئے صرصر سے باتین کر کے افراسیاب تو غائب ہو گیا صرصر طرف لشکر کے گئی خواجہ
بھی ایک طرف بھاگے خواجہ ایک جنگل مین پھر رہے تھے دیکھا ایک مسافر آتا ہی خواجہ عمرو ڈر کی وجہ
سے گلیم نہین اتارتے جب وہ مسافر قریب آیا تو عمرو نے حباب مار کر اسکو بیہوش کیا اپنی صورت تو
مہیب مثل ملک الموت کے بنائی مسافر کو اپنی صورت بنایا ویسا ہی لباس پہنایا لمبی ٹوپی اور
جامہ کئی سو کلی کا پہنا کر اسکو ہوشیار کیا اسنے اپنے قریب ملک الموت کو پایا تھر تھر کانپنے لگا عمرو نے
کہا ای شخص تجھپر سامری و جمشید مہربان ہوے عمرو عیار کی صورت تجھکو مرحمت فرمائی یہ کہکر آئینہ دکھایا
اب تو وہ مسافر بھی تننے لگا عمرو نے کہا قدرت نے فرمایا ہی جو کوئی قصد کریگا کہ تجھکو گرفتار کرے

کتاب اُٹھاکر دیکھا منہ پیٹ لیا کہا تو صاحبو غضب ہوا اس جادوگر کو بھی عمرو نے مارا کوئی ساحر
تیز رو ایسا ہی کہ اپنے کو جلد پہونچائے عمرو نے جو اس جادوگر کو مار لائی تو انتہا کا ہی کپڑے اتار لیا
ہی کوئی اتنی جلدی پہونچے کہ کپڑے نہ اتارنے پائے جاکر گرفتار کرے منصور جادو و فغفو جادو
ایسے ایسے گیارہ جادوگر اُٹھے کہا اے شہنشاہ عمرو کی کیا حقیقت ہی اگر حکم ہو تو صحرا کو اُٹھا لاؤں
افراسیاب نے کہا نغیر بادولت کے گئے ممکن نہیں کہ عمرو گرفتار ہو بادولت خود جاتے ہین
یہ کہکر پر پرواز پیدا کیے بقہر و غضب تمام چلا یہان خواجہ کپڑے اُتار چکے ہین کہ آسمان برسنا ہوا
خواجہ نے گلیم اوڑھ لی افراسیاب نے آکر دیکھا لاشہ اُسی ساحر کا برہنہ پڑا ہی عمرو کا نشان
نہین افراسیاب کو نہایت شرم آئی سوچا اب اگر خالی پلٹ کر جاؤنگا صحبت نشین طعن و تشنیع
کرینگے اب بے عمرو کو لیے نہ جاؤنگا خواجہ گیارہ دن برابر اُسی صحرا مین پھرے کلچہ حضرت خضر کا
کھایا اُسی مشکیزے سے پانی پیا سوچے کہ اب افراسیاب نہو گا کئی مرتبہ یہ بھی دیکھا کہ ساحران
لشکر ہمکو ڈھونڈھنے آئے مثل ہلال سحر افگن وغیرہ جنگل مین جابجا پکارتے پھرے کہ اے شہنشاہ
اوج عیاری آپکے نہونے سے لشکر مین پریشانی ہی ایسا نہو کہ حیرت جادو ہمپر دباؤ ڈالے
ملکہ مہرخ آپ کی مشتاق ہین خواجہ نے کسی کو جواب نہ دیا سوچے کہ ایسا نہو اسمین بھی فریب
ہو گیارھوین دن لشکر مین آئے دیکھا جابجا ہمارا ہی ذکر ہورہا ہی سب ساحر دن کو انتشار ہی فوجون
مین جابجا یہی پکار ہی کہ خواجہ عمرو آج گیارھوان دن ہی کہ تشریف نہین لائے خدا خیر کرے
افراسیاب اُنکی فکر مین گیا ہی خواجہ نے سب کی باتین سنین یہ بھی دل کو یقین ہوا کہ سب کو
ہمسے محبت ہی بارگاہ مین تشریف لائے گلیم نہین اُتاری دیکھا ملکہ مہرخ رو رہی ہین ملکہ بہار
فرماتی ہین خواجہ کا نہونا باعث خرابی ہی آج ہم تلاش کو جائینگے ایسا نہو خواجہ عمرو گرفتار ہوگئے
ہون باغبان نے کہا مین جاؤنگا ہر سردار تکرار کر رہا ہی ہم خواجہ کو ڈھونڈھنے ضرور جائینگے
ملکہ مہرخ اپنے مقام سے اُٹھین کہا اے باغبان بعد خدا کے لشکر تمھارے سپرد ہی اگر خواجہ
پر کوئی افتاد پڑی لشکر کا جمنا مشکل ہوگا جب ملکہ مہرخ تیار ہوئین خواجہ نے اپنے کو ظاہر کیا
کہا ملکہ نہ گھبراؤ آج مجھکو گیارہ دن گذرے جنگل مین بسر کی اے ملکہ افراسیاب میری فکر مین ہی
کئی سحر جادوگر تلاش مین آئے دو کو تو مین نے مارا اے ملکہ مہرخ موجب تم جنگل مین گئی ہو

ر کھا نگلنے لگا نصف نگلگیا مار سیاہ کے مُنھ کی بیہوشی پیٹ مین طاوس کے ہوپنچی وہ تڑپنے لگا
بدحواس ہوکر چاہتا ہی کہ مار سیاہ کو اُگل دون آدھا مار سیاہ باہر آدھا طاوس کے شکم مین جست
کرکے طاوس چلا تھا کہ لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہوگیا خواجہ نے جھپٹ کر خنجر مارا طاوس کا سر کٹا
اندھیرا ہوگیا آواز آئی کشتی مرا نام مین طاوس ہفت رنگ بود عمرو نے دیکھا ایک جادوگر کا
نقشہ پڑا ہوا ہی خواجہ عمرو اُسکے کپڑے اُتار چکے ہین کہ صحرا سے رونے کی آواز آئی چار زنگی سیاہ و
بدخو آگئے پہنچے لاشۂ طاوس جادو کو لیکر روتے پیٹتے طرف کوہ لاجورد کے چلے خواجہ عمرو
بھی پیچھے پیچھے نہلے نخلستان کی آڑ پکڑے ہوے چھپتے ہوے جاتے ہین جب وہ چارون زنگی کوہ
لاجورد پر آکے پہونچے راجہ نے سر اُٹھا کر دیکھا افراسیاب مسند پر بیٹھا ہی پہلو مین ایک مہ جبین
سر جھکائے ہوے دریاے جواہر مین غرق گرد کنیزان زرین پوش اپنے اپنے عہدے پر موجود
ہین کہ وہ زنگی قریب افراسیاب کے پہونچے فریاد کی اے شہنشاہ صحراے ہولخیز مین طاوس مارا گیا
عمرو نے عجب تدبیر سے اسکو مارا ہمنے لاشہ جو دیکھا خدمت سرکار مین لائے افراسیاب نے
جو لاشہ طاوس کا دیکھا کانپ گیا کہا بیجا کر اسکو جلاؤ کئی سو جادوگر واسطے تلاش عمرو کے روانہ کیے
خواجہ نے رات کو اُسی صحرا مین قیام کیا وہ سب جادوگر آکے پہونچے خواجہ کو ڈھونڈھ رہے
ہین خواجہ گلیم سر سے نہین اُتارتے افراسیاب نے کوہ لاجورد سے انتظام کیا ہی دم بدم یہی حکم ہی
کہ عمرو کو لاؤ جادوگر جاتے ہین اور پلٹ آتے ہین کئی جادوگر طائر بنکر گئے اور پلٹ آئے
عرض کی حضور سارے جنگل مین چھانا کہین پتہ نہ ملا آخر ایک جادوگر یہ کہکر اُٹھا کہ غلام عمرو کو
لے ہی کے آئیگا صرن تیز پر نام ہی اُڑکر چلا اُسی جنگل مین آیا خواجہ نے دیکھا ایک طائر آکے
نخل پر بیٹھا شاخ نخل جھکی خواجہ سمجھ گئے کہ یہ ساحر ہی شاخ نخل تھرا رہی ہی خواجہ گلیم اوڑھے
ہوے زیر نخل آئے زنبیل سے ایک بانس نکالا اُسمین پھندہ موے دُم مرکب کا آراستہ تھا عمرو
نے اُس بانس کو بڑھایا پھندہ گلے مین طائر کے ڈالا جھٹکا مارا طائر گرا عمرو نے خنجر مارا سر جدا
ہوگیا صورت تبدیل ہوئی معلوم ہوا ایک ساحر سوفام بدانجام پڑا ہوا تڑپ رہا ہی خواجہ
نے شکر پروردگار کیا کہ یہ ساحر میرے گرفتار کرنے کو آیا تھا خدا نے اپنا فضل شامل کیا ورنہ
گرفتار کرکے لیجاتا میان افراسیاب جادو طراز کو بھیجکر خوش بیٹھا ہی خیال جو آیا

کسی کا تعاقب نہ کیا جدھر عمرو گیا تھا اُسی طرف گیا خواجہ عمرو جو بھاگے ایک پہاڑ پر آگے ٹھہرے
مگر گلیم اوڑھے سرِ کوہ پر کھڑے ہین افراسیاب ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرا اِدان پر ہاتھ دھر کر
دیکھا۔ معلوم ہوا عمرو اُس پہاڑ پر کھڑا ہے افراسیاب نے آواز دی اے طاؤس ہفت رنگ جلد حاضر
ہو ایک طرف سے سناٹا ہوا ایک طاؤس ہفت رنگ سامنے سے پیدا ہوا قریب افراسیاب کے
آکر رقص کرنے لگا افراسیاب نے کہا اس پہاڑ پر جاؤ عمرو کو سامنے لاؤ طاؤس اُڑ کے پہاڑ پر
پہونچا چار جانب دیکھتا ہے کچھ معلوم نہین ہوتا حیران ہے کہ عمرو کو کیونکر گرفتار کرون اُتنی سحر
کی تاثیر ہے کہ جہان خواجہ عمرو گلیم اوڑھے ہوئے کھڑے ہین اُسی مقام پر طاؤس آتا ہے منقار بڑھاتا
ہے کہ دامن پکڑ لون خواجہ ہٹ جاتے ہین دو گھڑی کامل طاؤس نے اُسی مقام پر منقار بڑھائی گر
پھر آخر ناچار ہو کر پلٹا افراسیاب کے سامنے آکر رونے لگا کہا اے شہنشاہ مجکو مدت گذری جہان
گیا اُسکو گرفتار کر لایا بڑے بڑے ساحر گرفتار کیے کبھی کسی سے نہین دبا غلام بہ سختی پہاڑ پر پہونچا
یقین کامل ہوا کہ عمرو اسی مقام پر کھڑا ہے لیکن دکھائی نہین دیتا دو گھڑی کامل اُسی مقام پر ٹھہرا یہ
مجکو یقین کامل ہے کہ گر عمرو کے پھرا پشت و پہلو کوئی مقام نہین چھوڑا لیکن عمرو نہ دکھائی دیا غلام قدیم نکلا
ناچار ہوا اب جو فرمائیے وہ بجا لاؤن افراسیاب نے کہا کیا باعث کہ نہین دکھائی دیا طاؤس
ہفت رنگ نے طرف آسمان کے دیکھا کہا اے شہنشاہ عمرو گلیم عیاری اوڑھے ہوئے ہے
افراسیاب نے کہا اے طاؤس ہفت رنگ ہم تجھکو اسی مقام پر مقرر کرتے ہین عمرو کو گرفتار کر کے
لانا کب تک ساربان زادہ گلیم اوڑھے رہیگا جب ظاہر ہو گرفتار کر لینا طاؤس نے کہا غلام فوراً
گرفتار کر لیگا کہان عمرو کو لیکر آؤن افراسیاب نے کہا کوہ لاجورد زمرد پوش نے مجھکو
نامہ لکھا تھا مین اُسی مقام پر جاتا ہون طاؤس نے کہا غلام فوراً لیکر آئیگا افراسیاب جادو
تو روانہ ہو گیا طاؤس اُسی صحرا مین ٹہلتا پھرتا ہے جدھر خواجہ جاتے ہین اسی طرف طاؤس پہونچ
ہی جاتا ہے کہ مجھے دکھائی دین تو گرفتار کرون خواجہ گلیم اوڑھے ہوئے ہین طاؤس ڈھونڈھتا
پھرتا ہے خواجہ نے زنبیل سے ایک مار سیاہ نکالا پیٹ مین اور منھ مین اُسکے بیہوشی بھر دی اُسکو
چھوڑ دیا مار سیاہ لہراتا ہوا چلا طاؤس مار کو دیکھنے لگا اب جو طاؤس اُسکی طرف بڑھا مار سیاہ بھاگا
مگر طاؤس سے کب بھاگ کر جا سکتا ہے طاؤس دوڑ کر قریب پہونچا دم کو پنجے سے دبایا کہ پھر اُسکا منھ

افراسیاب نے بوجہ سلطنت لاچین لے لی اُس سقہ بس کو قید کیا وہ بھی اب قید سے چھوٹے گا ای احسن حسن آزادہ معرکہ دیکھو گی کہ جسپر عقل کو رسائی نہو احسن نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا بہار گلعذار حیمن ملکہ حیرت کی بیٹھی ہین تمام سرداران نامی وساحران گرامی بارگاہ مین جمع ہین دیکھکر دل خوش ہوگیا دل مین اپنے کہتی ہی اگر ان سب کو افراسیاب قتل کریگا ہم بھی ان سب کے ساتھ قتل ہو جائینگے اگر یہ سب بچینگے ہم بھی بچینگے حقیقت مین عمرو بلاے روزگار ہی افراسیاب نے دہان انگشتر کو اُچھالا حال عمرو کا کھلا پھر عمرو کیونکر غائب ہوگیا کسنے ہمکو بیہوش کیا ایسے صاحبان فراست کہان ہوتے ہین ایسی ایسی باتین سوچکر اشارہ کیا کنیز اطاعت کرتی ہی ملکہ مہرخ نے اپنے ہاتھ سے اُٹھکر سوزن نکالا احسن قدمون پر گری ملکہ مہرخ نے گلے سے لگا لیا سب سردارون سے ملی دل سے مطیع اسلام ہوئی یہان حیرت جادو اپنی بارگاہ مین بیٹھی تھی کہ افراسیاب آ کے پہونچا حیرت نے تعظیم کی افراسیاب تخت پر آکے بیٹھا حیرت باناز وکرشمہ سامنے موجود ہی مگر افراسیاب کسی بات پر توجہ نہین کرتا کہ صرصر وصبا رفتار آکر ہو تکین عرض کی ای شہریار احسن دل سے مطیع اسلام ہوگئین آج تو اہل اسلام مین بڑی خوشی ہی یہ سنکر افراسیاب جلگیا کہا ارے احسن نے بوجہ احسن اطاعت کی صرصر نے عرض کی اب گھلی ملی ہوئی بیٹھی ہین لیلا سے نئے رسم و مراسم ہین آپسین باتین ہو رہی ہین یہ سنکر افراسیاب نے کہا ساربان زادے نے کلیجہ پکا دیا دیکھو جاکر کیا آفت برپا کرتا ہون سب فتور ساربان زادے کی فطرت کے ہین یہ کہکر افراسیاب اپنے مقام سے اُٹھا ایک چٹکی خاک کی اپنے اوپر ڈال لی بیٹھے بیٹھے غائب ہوگیا یہان دربار آراستہ ہی ناچ ہو رہا ہی سب سردار احسن سے گھلے ملے باتین کر رہے ہین خواجہ عمرو بھی کرسی پر جلوہ فرما ہین ذکر دربار افراسیاب ہو رہا ہی خواجہ عمرو فرماتے ہین افراسیاب کی بدعت سے خدا بچائے کہ دیکھا افراسیاب جادو صفون کو پامال کرتا ہوا چلا آتا ہی جو جادوگر سامنے آگیا کسی کو طمانچہ مار دیا کسی کو پامال کیا کبھی تلوار چمکا دی سو دو سو کے سر اُڑ گئے بڑے زور و شور سے آتا ہی لشکر والے بھاگنے لگے خواجہ عمرو تو کرسی سے اُٹھکر بھاگے افراسیاب نے دیکھا کہا او ساربان زادے کہان جاتا ہی عمرو نے کچھ جواب نہ دیا سب سردار بارگاہ سے نکل آئے افراسیاب پر سحر کرنے لگے افراسیاب نے بغیظ و غضب تمام آواز دی جاؤ سامنے سے میرے دور ہو سب ساحر سحر کرکے بھاگے افراسیاب نے

اُسکی شکل بنکر محفل مین آیا کہا کہ حضور شگوفہ دیوار کود کر بھاگ گئی مین اگر جانتا کہ یہ عمرو عیار ہے تو اُسکو
پکڑ لیتا مین آگاہ نہ ہوا وہ نکل گیا افراسیاب نے کہا کہ اب جو کہین دیکھنا تو پکڑ لینا داروغہ نے کہا کہ حضور
ایسا ہی ہوگا وہ مجکو دھوکا دیکے آیا ہے یہ کہتا جاتا ہے اور گلابیان رکھ رہا ہے جب گلابیان آراستہ ہوچکین
داروغہ نے دست بستہ عرض کی اب حضور نوش فرمائین شراب محفل مین چلنے لگی پہلے افراسیاب نے پی
بی احسن حُسن آرا کو بھی شراب پلائی کنیزون کو اشارہ ہوا کہ تم بھی پیو کنیزون نے بھی شراب پی تھوڑے ہی
عرصے مین بیہوشی نے اپنی تاثیر کی افراسیاب تو ضبط کرتے کرتے مسند پر سر ڈال کے رہگیا ملکہ احسن حُسن آرا
بھی بیہوش ہوئین عمرو نے لوٹنا شروع کیا خوب محفل کو برباد کیا عمرو نے ملکہ احسن حُسن آرا کو جو نہایت
حسین و جمیل پایا اُٹھا کر زنبیل مین رکھ لیا افراسیاب کا تاج کمند پھینک کر کھینچ لیا افراسیاب کو چاہا
کہ آزار پہونچاؤن آسمان سے نعرہ ہوا کہ خبردار او ساربان زادے کیا کرتا ہے منم ماہیان زمرد پوش خواجہ
پہاڑ سے کود پڑے ماہیان افراسیاب کو لیکر پردۂ ظلمات مین آئی پردۂ ظلمات مین لا کر ہوشیار کیا
ہوشیار ہوتے ہی افراسیاب جھلانے لگا کہا کہ نانی امان تم مجکو کیون لائین مین تو عمرو کی تلاش مین
تھا یا جاؤنگا یا عمرو کو پکڑونگا ہر چند ماہیان نے منع کیا مگر افراسیاب نے نہ مانا برائے تلاش
خواجہ عمرو چلا یہان خواجہ عمرو احسن حُسن آرا کو لیے ہوے اپنے لشکر مین آئے ملکہ مہرخ وغیرہ سے
ملے ملکہ مہرخ نے سب حال پوچھا عمرو نے کہا کہ ایک نازنین مہ جبین کو لایا ہون ملکہ مہرخ نے کہا کہ
خواجہ نکالو خواجہ عمرو نے عین بارگاہ مین احسن حُسن آرا کو زنبیل سے نکالا ملکہ مہرخ نے پکار کر آواز دی
کہ ای ملکہ احسن حُسن آرا خدا کی قدرت دیکھو کہ ہم مقابلۂ افراسیاب مین لشکر لیے ہوے اُترے ہین
برابر مقابلے ہو رہے ہین ہر روز خدا بچا لیتا ہے عمر طلسم تمام ہو چکی انشاء اللہ اسد غازی جیتیگا قاتل
افراسیاب وہی ہی جوان ہے کتاب سامری ہر جگہ موجود ہے ملاحظہ فرمائیے اسد کی تصویریا بنیان
طلسم ہر جگہ کھینچ گئے ہین جب گنبد نور پر ملکہ حیرت نے اسد کو گرفتار کیا شعلہ بن شرارہ تند خوے
جنگ جو جو ہاتھ سے اسد کے ذلیل ہوئی ملکہ حیرت نے کتاب منگوا کر تصویر اسد نامدار دیکھی
ہوش و حواس اُڑ گئے یہی کلمہ فرمایا کہ طلسم کشاے اصلی آگیا دیکھین اب کیا ہو صحراے حیرت مین جا کر قید
ہوے دختر افراسیاب عاشق ہوئی ملکہ مہرخ نے پھر فرمایا کہ ہم آکر شریک ہوے اسی دن سے سردارون کا
تانتا بندھ گیا آج ہمسر افراسیاب کہلاتے ہین بندۂ پروردگار مالک ہے یہ وہ ہی منزا ہے کہ

اشارے کرنے لگا گائن اپنے مقام سے اُٹھی دست بستہ عرض کی ای شہنشاہ آج صحبت بے رنگ کیون
ہی شراب کا چرچہ نہین افراسیاب نے احسن کی جانب دیکھا کہا کہ ملکہ سنتی ہو تمھاری گائن کیا کہتی ہی
احسن نے کہا کہ کیون شگوفہ کیا چاہتی ہی عمرو نے دست بستہ عرض کی اتفاق سے شہنشاہ کا آنا
اسطرف ہوا آج روز سعید ہی ملکہ بہتر از عید ہی میخانے مین حکم دیجیے آج تو کنیز انتظام کرے قرابے نکلوا کر اُون
گلابیان درست کرون ملکہ احسن نے کنجی میخانے کی شگوفہ کو دی شگوفہ شگفتہ ہو گئی میخانہ مین پہونچی
کہا کہ داروغہ صاحب آپ اطمینان سے بیٹھے ہین آج شہنشاہ تشریف لائے ہین عمدہ عمدہ شراب نکالو
دعوت کا سامان کرو عمرو تھے قرابے نکالنا شروع کیے داروغہ صاحب بھی شریک ہین سب طرح کے اسباب
ٹھیک ہین یہان افراسیاب نے احسن سے کہا کہ اس وقت اس گائن نے وہ حرکت کی کہ جو خاص
عیارون کی ہی مجکو شک ہوتا ہی ذرا سمجھ لون یہ کہکر انگشتر جمشید انگلی سے اتاری یہان خواجہ عمرو
کا کلیجہ دھڑکا داروغہ صاحب سے کہا کہ قرابے محفل مین لیجاؤ دیکھو تو کیا چرچہ ہو رہا ہی داروغہ
قرابے لیکر آیا یہان افراسیاب نے انگشتر جمشید کو اُچھالا یہ کہکے کہ شگوفہ گائن کون ہی شعلہ بھڑکا آواز
آئی کہ شگوفہ گائن نہین ہی عمرو عیار شراب لینے گیا ہی افراسیاب نے کہا کہ ملکہ خاموش ہو رہو جب وہ
شراب لیکر آئے گرفتار کر لون مین اُسکی تلاش مین تھا وہ خود میری فکر مین ہی داروغہ نے یہ سب باتین سُنین
افراسیاب تو انتظار کر رہا ہی کہ عمرو آئے تو گرفتار کرون داروغہ نے آکر عمرو سے کہا کہ شگوفہ تمنے کچھ
اور بھی سُنا افراسیاب تمکو عمرو سمجھا ہی عمرو سمجھا کہ کلیجہ دھڑکنے کا یہی باعث تھا عمرو نے فوراً گلیم اُدھر
افراسیاب یہان انتظار کر رہا ہی کہ اگر عمرو آئے تو گرفتار کر لون داروغہ گلابیان لیکے آیا ہی جب
کئی مرتبہ داروغہ ہی آیا تو افراسیاب نے کہا کہ ارے شگوفہ کہان ہی داروغہ نے کہا کہ گلابی لیکر آتی
ہی افراسیاب نے کہا کہ تلاش تو کرو سب لونڈیان ڈھونڈھنے لگین چہار طرف ڈھونڈھا کہین شگوفہ کا
پتہ نہین لگا افراسیاب نے کہا کہ ساربان زادہ نکل گیا حقیقت مین کیا بات ہی اُسکی عیاری کرامات ہی
مین نے یہان کہا انگشتر جمشید کو اُچھالا اُسکو کیونکر خبر ہو گئی اب داروغہ بیچارہ اہتمام کر رہا ہی شراب
لا لا کے رکھی تیسری مرتبہ خود داروغہ میخانے مین آیا دیکھا کہ شگوفہ کھڑی رو رہی داروغہ نے کہا کہ ای
شگوفہ تیری تلاش ہی شگوفہ نے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا کہ داروغہ صاحب مجھے بچائیے ایسا نہو کہ مجھے
قتل کرین باتین کرتے کرتے عمرو نے حباب مارا داروغہ بیہوش ہوا داروغہ کو تو عمرو نے کونے مین ڈال دیا

دیجائینگی مجھسے اُسکے بڑی محبت ہی افراسیاب کہتا ہی کہ دہان کون کہنے جائیگا ان باتون کا خیال نہ کرو
احسن خاموش ہو رہتی ہی گائن جو سامنے گا رہی تھی بولا کر اپنے مقام سے اٹھی واسطے پیشاب کے
ایک گوشے مین آئی عمرو بھی جھپٹ کر وہین پہونچا حباب مارکر اُسے بیہوش کیا گائن کی شکل بنکر محفل مین
تنتے ہوے آئے افراسیاب پر جو نگاہ ڈالی تنکے جو صورت دکھائی افراسیاب بھی اس طرف دیکھنے لگا
کہا کہ ای احسن حسن آرا تمہاری گائن بڑی طرار معلوم ہوتی ہی اس سے کہو کہ کوئی غزل گائے خواجہ کو
اشارے کی دیر تھی ساز تیار ہی گنگنا کے یہ غزل شروع کی نظم

دامنِ صحرا لیا دامانِ دربان چھوڑ کر ۔ جیسے آبا نفس ناحق کوے جانان چھوڑ کر
رنج و غم درد و قلق حرمان و حسرت پاس تھے ۔ جان عاشق کیون نکل آئی یہ مہمان چھوڑ کر
کر دیا عالم تہ و بالا ہمسند یار نے ۔ خاک اڑا یا کیجیے گور غریبان چھوڑ کر
جذب الفت لے گیا یوسف کو ورنہ مصر مین ۔ بادشاہی کے لیے جاتا وہ کنعان چھوڑ کر
کیجیے کیا عشق گیسو عشق ابرو کر کے ترک ۔ دیر کب جاتے ہین کعبے کو مسلمان چھوڑ کر
لیگئی قسمت بیابان مجھکو کوے یار سے ۔ ورنہ بلبل بھی کہین جاتی ہی بستان چھوڑ کر
بزم جانان مین مجھے لایا مرا بختِ رسا ۔ جائیگی بلبل کہان اب گل کا دامان چھوڑ کر
پا کے فرصت خانۂ محبوب مین جاؤن ابھی ۔ جائے دم بھر بھی درِ جانان جو دربان چھوڑ کر
ہی بیابان کوچۂ محبوب کے آگے بہشت ۔ کون جاتا ہی بیابان کو گلستان چھوڑ کر
واسطہ بس روح کا ہی ورنہ دیکھو بعد مرگ ۔ جاتے ہین کیون قبر مین انسان کو انسان چھوڑ کر
خارخانہ تھا جو دنیا کا نہایت بے ثبات ۔ چل دیے نواب مردان علیخان چھوڑ کر

اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ افراسیاب نے کہا کہ احسن حسن آرا اس وقت تمھاری گائن کا گانا اس طرح کا
ہی کہ جیسے عمرو گاتا ہی اگر وہ ظالم دشمن جانان وتشنۂ خون نہ ہوتا تو اس لائق تھا کہ اُسکو تعویذ بازو بنا کے
رکھتے کس کس طرح مین نے چاہا کہ عمرو کو تسخیر کرون اُسکے دل سے ہماری دشمنی نہین جاتی مکاری
رگ و ریشے من بھری ہی احسن نے کہا کہ میری پرانی گائن ہی ہمیشہ سے خوب گاتی ہی افراسیاب
خاموش ہو رہا عمرو اشارے کنائے کیے جاتا ہی افراسیاب بسا جاتا ہی نگاہ سے نگاہ مل رہی ہی ابھر
ابھر کے اپنے کو دکھاتا ہی کبھی دوپٹہ سینے سے ہٹا لیا شکم صاف دشتاف دکھایا افراسیاب بھی

ہاتھ سے کہان جائیگا آخر دام مکر مین پھنسے گا تم تکلیف نہ کرو تمھاری تکلیف مجھ پر بہت شاق ہی دل تمھاری
سحر بیانی کا مشتاق ہی احسن حسن آرا نے سر جھکا لیا کہا کہ مین حضور کی رفع تکلیف کے لیے عرض کرتی
تھی یہ سنکر افراسیاب نے کہا کہ مین نے تنہا قصد کیا تھا ابر سحر سر پر لہرایا طائرون نے تمھارے کوہ کا
راستہ بتایا احسن حیران ہی کہ مین کیا کرون یہ تو ہمارا کا کانٹا بن گیا لا کر مسند پر بٹھایا شراب کباب کا چرچے
ہوا گانے والیان سامنے موجود ہین رقص و سرود کا چرچہ ہوا افراسیاب تو یہان مصروف عیش و نشاط ہی جمال جہان آرا
احسن کو دیکھ رہا ہی یہی خیال ہی کہ آج شب کو بھی یہین رہون اس معشوقہ سے مزے اڑادون لیکن خواجہ
جو کوہ کو لوٹ کر ساحران مذکور کو قتل کر کے چلے تھے چالاک و برق تو الگ نکل گئے مگر خواجہ عمرو
یکہ و تنہا صحرا کی سیر کرتے ہوے مال و اسباب جو بہت لوٹا ہی دل مین حساب کر رہے ہین اڑتے ہوے
چلے آتے ہین کان مین آواز گانے کی پہونچی سر اٹھا کر دیکھا کہ شہنشاہ افراسیاب ایک معشوقہ کو پہلو مین
لیے بر سر کوہ بیٹھا ہی ناچ گانا ہو رہا ہی دیکھتے ہی خوش ہو گئے خیال مین گذرا کہ اس جلسے کو بھی درہم برہم
کرین طرف کوہ کے چلے دیکھا کہ گھاٹی پر ایک کنیز بیٹھی ہی غیرون کے آنے جانے کی روک ٹوک ہی خواجہ
بلا تکلف گھاٹیون کو طے کرتے ہوے چلے ایک بڈھے سپاہی کی شکل بنے ہوے کنیز نے جو دیکھا کہ ایک بڈھا آتا ہی
پکار کر آواز دی کہ ارے میان کہان آتے ہو خواجہ نے سر جھکا لیا کنیز نے کئی آوازین دین کچھ جواب نہ ملا
جب قریب آئے تو کنیز نے ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ بالائے کوہ نہ جاؤ خواجہ نے کہا کہ گھڑی بھر سو گئے اسپر یہ غصہ
کنیز سمجھی بڈھا بہرا ہی کان سے منھ ملا کر کہا کہ بابا اوپر نہ جاؤ شہنشاہ بیٹھے ہین ملکہ احسن نے منع کیا ہی
خواجہ یہ سنکر بہت ہنسے کہا کہ بی بی مین سمجھا ہم نہ جائین بھی بیانسے پلٹین نوکری کا خیال تھا اس وجہ سے
چلے آئے ابھی تمھارے سامنے سے گئے بھول گئین ہمارا خزانے پر پہرا ہی ہم پلٹے جاتے ہین مگر خزانے کا
تمکو اہتمام کرنا ہوگا دیکھو نہ ڈبا جواہرات کا ہی ایسا نہ ہو ہمین کوئی پکڑ لیجائے اسے کیونکر دیکھو گی کرو دید وہ دیے
کا جواہرات ہی شہنشاہ کو میرا بڑا اعتماد ہی مین اسکو لیے لیے پھرتا ہون کنیز نے ڈبا ہاتھ مین لیا خواجہ
کہ رہے ہین کہ ملاحظہ فرمائیے جیسے ہی کنیز نے ڈبا کھولا اُسمین سے دھوان نکلا کنیز بیہوش ہو کر گری خواجہ
اسے کھینچ کر کنارے لائے کپڑے اتار لیے اسی کنیز کی صورت بنکر جلسے مین آئے دیکھا کہ افراسیاب
کس محبت سے احسن حسن آرا کو دیکھ رہا ہی کہ رال ٹپکی پڑتی ہی چاہتا ہی کہ گلے مین ہاتھ ڈال دون اختلاط
ظاہری کرون احسن اپنے کو کھینچے ہی کبھی کہتی ہی کہ اے شہنشاہ ملکہ حیرت جادو سن پائینگی تو کیا فساد

ملکہ احسن حسُن آرا مسند پر جلوہ فرما ہین صحبت عیش و نشاط آراستہ ہے کہ ملکہ نے سر اُٹھا کر دیکھا ایک
گلنار سے موتی برس رہے ہین زیرا بر طائران خوش الحان پرون کو کھوے ہوے معروف مرمر[illegible]
ابر گلنار کی رعنائی و زیبائی ملکہ احسن حسُن آرا نے کہا کہ شاید شہنشاہ تشریف لاتے ہین اُٹھ کھڑی ہین
کہ ابر پہلوے کوہ مین ہو نچا ملکہ نے پکا رکر عرض کی کہ ای شہنشاہ عادل سخی دبا ذل ہمارے کوہ کے قریب
سے جانا اور کنیزان راسخ الاعتقاد کو سرفراز نہ کرنا عنایت بے نہایت سے بعید ہے افراسیاب نے
پلٹ کر دیکھا کہ ملکہ احسن حسُن آرا دریاے جواہر مین غوطہ زن گرد کنیزان ماہ رو شعلہ خو کھڑی پکار رہی ہین
حقیقت مین عجب ناز و انداز سے پکارتی ہے جی مین کہتا ہے کہ ای افراسیاب معشوق قیامت خیز ہے سکی

چوٹی اِک کالی بلا سر پہ ہے میرے سوار
آستین کے ہین وہ افعی جو گلے کے ہین ہار

آہو چشم ہوے دام مین کاکل کے شکا[ر]
مانگ چوٹی ہے نہ کنگھی ہے نہ سرمہ نہ منگ[illegible]

بوے کاکل سے دماغ اپنا اُڑا جاتا ہے
طائر حسُن بھی جنجال مین گھبراتا ہے

دمُ اُلجھتا ہے اگر زلف مین اُلجھا شانہ
کان کی بالیون تک بار ہوا دُردانہ

تاب سے ہے دل سودہ زدہ بیتابا[illegible]
ہے سدا گوش بر آوازِ دلِ دیوا[illegible]

صاف تقدیر کا بل ہوگئی ماتھے کی شکن
خاک افشان کی جگہ ملتی ہون بنکر جوگن

سراپا خوب معشوق محبوب دل عاشق کو مرغوب افراسیاب نے فوراً تخت کو اُتار اابر غائب ہو
طائر مخفی ہو گئے افراسیاب نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا اس محبوب مطلوب کو دیکھکر ایسا بھولا مقدمۂ عمرو
بالکل بھولا ملکہ نے پوچھا کہ اِسوقت حضور کہانسے تشریف لاتے ہین کیا کسی کار ضروری کو جاتے ہین
افراسیاب نے کہا کہ ای شہنشاہ اقلیم حسُن و جمال و ای اورنگ نشین ممالک جاہ و جلال اِس وقت
تلاش مین عمرو کی جلا جاتا تھا کئی سردار ا سنے ایسے مارے کہ دل پر داغ ہے ملکہ احسن حسُن آرا نے کہا کہ عمرو
کا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہے نامہ حضور کا میرے پاس بھی پہونچا تھا مین تیاری مین مصروف تھی امروز
فردا مین خدمت ملکہ حیرت مین حاضر ہوتی حضور تشریف رکھین اگر حکم ہو تو مین خود جاؤن عیار ان ز[illegible]
کو گرفتار کر لاؤن افراسیاب نے کہا کہ جسوقت جی چاہیگا اُس عیاران زادے کو گرفتار کر لونگا میر[illegible]

وہ زلف سیہ نافۂ مشک ہی
خطا و ختن بھی معنبر ہوا
صبا کوے گیسو مین جب آگئی
مجھے عطر فتنہ سنگھانے لگی
دل غمزدہ غم سے پامال ہی
پھرے ہجر جانان مین ہم کو بکو
مجھے رہ و وراہ الفت کیا

رہِ تار کرنا پڑی ہمکو طی
یہ مضمون نو ہی سراسر پسند
یہ خوشبو جو سونگھی تو اثر اگئی
شب ہجر کا ذکر کیون آگیا
سنایا جو کچھ ہجر مین حال ہی
کبھی سوے صحرا ر دلنہ ہو
ستم چرخ نے ہجر کا بھی دیا

دماغ مضامین معطر ہوا
کہے مشک تر زلف گویا کمند
ہوئی اب تری رنگ لانے لگی
دل غمزدہ غم سے بھر اگیا
مضامین نو کی ہوئی جستجو
کہ دل پیر غم کا نشانہ ہوا
قلم داستان آگئی رنگ پر

کہ شاہِ طلسمات ہو جنگ پر

چہرہ شگفتہ کشایان علم ہاے جنگ سازی و پرچم نمایان رایت عساکر جانبازی لشکر ظفر اثر بیان حیرت عنوان کو یون آراستہ کرتے ہین شعر مصنف ترنم طراز فصاحت مقال ✤ چنین مینگار و زکلک خیال ✤ گزارش کرچکا ہون کہ افراسیاب جادو بصد قہر و غضب تلاش مین خواجہ عمرو کی چلا ہوا افراسیاب تخت پر سوار ابر گلنار کا سر پر سایہ طائران زمزمہ سرا نغمہ سنجی کرتے ہوے نشان سواری افراسیاب ظاہر قضاے کار ملکہ احسن حُسن آرا کو وہ فتنہ پر مع اپنی انیسون اور جلیسون کے صحبت آرا مین صحبت شراب و کباب درست نازنینان پری پیکر چالاک وچست ایک ایک عنبرین مو رماہ رو قدسی دلبر خال ہندو چشم جادو شعر بہر خندہ کز لب برانگیختی ✤ نمک بر دل خستگان ریختی ✤ بہ ناز و ادا سامنے اپنے مالک کے یہ غزل گا رہی ہین نظم

ہم خون دل کو پیتے ہین بدلے شراب کے
لخت جگر سے لطف اٹھائے کباب کے

مثل حباب ہستی ہی موہوم بے ثبات
بحر جہان مین نقش ہین ہم روے آب کے

افلاک پر چمکتے ہین تارے جو اسقدر
ذرے ہین سب یہ خاک درِ بوتراب کے

کچھ لائے تھے نہ لیچلے آخر کچھ اپنے ساتھ
محشر مین دُھوسے نہین ہمکو حساب کے

پیاسے ہوے جو رند بلائی سبیل مے
پیر مغان نے کام کیے ہین ثواب کے

ہی لذت وصال کا فتراک واسطہ
نخچیر بوسے لیتے ہین جُھک کر رکاب کے

کرتے نہین وہ بات تلک بھی شب وصال
انداز کچھ نرالے ہین شرم و حجاب کے

رعنا خدا کے سامنے کہدینگے ہم تو صاف
بندے ہین بارگاہ رسالت مآب کے

اپنے کو مردون مین گرا دیا گلعذار چہار جانب دیکھتی ہر وہ دبلا تپلا تا نتیا کیا ہوا وہ ہی سب کا اُستاد
صاحب علم و بیداد ہر پھرتے پھرتے اُس مقام پر پہونچی کہ جہان عمرو مردے سے لپٹا پڑا تھا الغرض
اپنے اوپر لے لیا گلعذار دیکھتی ہوئی بڑھی عمرو نے اُٹھ کر حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالا یے کہا کہ او ملعو
اب کہان جائیگی جھٹکا مارا حباب مار کے بیہوش کیا جھپٹ کر خنجر مارا گلعذار کا شکم چاک قصہ پاک آنودھی
اُٹھی عمرو کود کے بھاگا یہان افراسیاب کے سامنے گلدستۂ سحر گلعذار رکھا تھا وہ جلا افراسیاب نے
کہ غضب ہوا گلعذار کو بھی مارا میرا گھر تباہ کر دیا ایسی ساحرہ نا ممکن ہی نہین معلوم کس فریب مین پھنسی
کلمات حسرت کہکے افراسیاب خود چلا اس پہاڑ پر آکر پہونچا دیکھا لاشے سب کے پھڑک رہے ہین مکا
سب لٹا پڑا ہی افراسیاب کو بہت ناگوار ہوا و برتاب اُنکی لاشون پر کھڑا ہوا رو دیا بعد اُسکے سوچا
آج عمرو کو مار ڈالونگا یہ سوچ کر افراسیاب تلاش عمرو مین چلا ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے
داستان حیرت عنوان متعلق جلد سوم تھی جانا افراسیاب کا ملنا عمرو کا یا نہ ملنا ناظرین پر ظاہر ہوگا
داستان کے آگے داستان عجائب عنوان شعلہ خوار آتشخو کہ شیطان بچہ ہی ظاہر ہوگا

دو کلمۂ داستان جلالت عنوان شعلہ خوار آتشخو کہ شیطان بچہ راز دار طلسم ہی سوا
تحفہ جات طلسمی کے بہت سے تحفہ جات ایسے ہین کہ جا بجا افراسیاب نے رکھے ہین
بلکہ زمانہ لاچین سے جو شی جس مقام پر ہی وہان سے منتقل نہین ہوئی اُن سب کا
شیطان بچہ راز دار ہی یہ حال تصریح تحریر ہوگا باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

کدھر ہی تو اے ساقیِ ارجمند
ہوئی جبکہ گردش تو ساغر چلے
جو عارض کو ماہ دو ہفتہ کہا
قد یار کو سرو گلشن کہا
نہ ہو کبک کے ذکر مین قیل و قال
بڑھی آبرو دُرج گوہر کہا

ادائین تری دل سے ہمین پسند
وہ دست بلورین کہ مینائے مے
کمال ہنر کا بھی رتبہ بڑھا
یہ کب کبک کے نار داندا ہین
کہ مردے بھی ہونے لگے پائمال
سخن مین سراسر کرامات ہم

لی آنکھ اور مست ہین دل چلے
لکھون شاخ مرجان تکلف یہ
مضامین نو کا تجسس ہوا
عجب چال مین اُنکی اعجاز ہی
دہن غنچۂ گلشن مدعا
صفت کیا لکھون راز کی بات

نازنینان مہ جبین گاتی ہین دل لبھاتی ہین مگر افراسیاب اصلی باغ سیب مین بیٹھا ہو نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین کے ساتھ عیش کر رہا ہو کسی کے مُنہ سے نکلا جو عیار دن کو حضور نے آوارہ کیا تھا اُنپر کیا گذری افراسیاب یہ سنتے ہی سوتے سے ہوشیار ہوا کہا کہ بدولت نے فراموش کیا تھا بڑا شخص اُنپر نگہبان ہو گردش صحرا نورد بالیقین معتقد سامری و جمشید ہو دل کو امید ہو کہ اُسکی عملداری سے نہین نکل سکتے وڈرا دوڑا کر مار ڈالیگا یہ کہکر افراسیاب نے کتاب اُٹھائی کتاب کو دیکھتے ہی تاج دے مارا کہا کہ یارو غضب ہوا میری صورت بنا ہوا عمرو سب کو شراب پلا چکا ہو اب قتل کیا چاہتا یہ کہکر خود اُٹھا کہا کہ جا کے ساربان زادے کو لاتا ہون ملکہ گلعذار جادو بیٹھی تھی اُسنے عرض کی کہ سرکار کیون تکلیف کرین لونڈی جاتی ہو ابھی تینون عیارون کو لیکر آتی ہو یہ کہکے گلعذار جلی ہوا کو کاٹتی ہوئی جاتی ہو یہان عمرو نے کہا کہ اے گردش صحرا نورد ذرا اُٹھکر ٹہلو گردش صحرا نورد جیسے ہی اُٹھا لڑکھڑا کے زمین پر گرا مسرور بھی اُٹھا اور بیہوش ہوا کنیزین لینا لینا کر کے دوڑین بیہوشی تاثیر کر چکی تھی سب لڑکھڑا کے گرین عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا

نعرۂ عمرو تصنیف
مری نسل سے مگر پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کنوئین
فلک کی جو گردش کا سامان ہو
امیر عرب شیر پروردگار

مرا نام ہے خواجۂ خواجگان
مرے نام پر عذر شیدا ہوا
مرا مکر ہے گلشن قیل و قال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے

عمرو ذی حشم مہتر مہتران
اُڑاتا ہون کفار کے میں دھوئین
مری چال سے ہے صبا پائمال
مرا افسر ذی حشم نامدار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہے

عمرو نے جھپٹ کر گردش صحرا نورد کو خنجر مارا اندھیرے مین کنیزون کو قتل کرنے لگا ذرا روشنی ہوئی تھی عمرو نے مسرور کو خنجر مارا فوراً مسرور کا بھی سر کاٹ لیا اسباب محفل کا لوٹنے لگے برق نے کنیزون کے کپڑے اُتارے کسی کے چھڑے کڑے کسی کے چھلے اتارے عیار مجلس کو لوٹ رہے تھے راہ مین گلعذار نے آواز سُنی کہ گردش صحرا نورد مارا گیا پریزاد سب کے چلا رہے تھے غل مچا رہے تھے گلعذار سنکر دوڑی اُس وقت آکر ہوبہو بجلی کہ تینون عیار اسباب محفل کا لوٹ رہے عمرو نے جال مارا تمام اسباب کھینچکر داخل زنبیل کیا برق نے جو دیکھا کہ تمام اسباب غائب ہو گیا جھٹ پردے کاٹنے لگا کہ آسمان سے نعرہ ہوا باشید ہو نا عیاران اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچ گئے منم ملکہ گلعذار جادو عمرو نے جو دیکھا کہ گلعذار قریب آگئی برق و چالاک تو ایک جانب بھاگے گلعذار نے سحر کیا چالاک و برق دونون گرے عمرو نے

جلد لیجاؤ شراب مین ملا کر دونون کو پلاؤ کنیزین بھی محروم نہ رہین ہزار ہزار سال کی عمر انکی بڑھ جائیگی
گردش صحرا نورد و مسرور افراسیاب کے گرد پھرنے لگے کہا شہنشاہ نے بڑا احسان کیا یہ تکلیف فرمائی
افراسیاب نے کہا کہ شراب لاؤ یہ بھی افراسیاب کہتا جاتا ہے کہ بعد شراب پلانے کے نقشے بھی بتادونگا
دمبدم حال وریاضت کرنا آج سب باتین پختہ کردونگا شراب آکے رکھی گئی افراسیاب نے شراب
مین جڑیا ملائی مسرور و گردش صحرا نورد افراسیاب کی مہربانی پر وجد کر رہے ہین کہ یہ عنایتین اور
یہ پرورشین شہنشاہ لاچین مین کہان تھین اپنے ملازمون کی پرورش فرمائی ہماری زندگی مین یہ گوشتر
کی جام لبریز کر کے اپنے ہاتھ سے گردش صحرا نورد کو دیا گردش نے اٹھ کر سلام کیا جام پیا اندیشۂ انجام
ہوگیا افراسیاب نے مسرور کو بھی جام دیا اور کہا کہ اے مسرور خوش ہو مین القاب سامری بھی پڑھ
رہا ہون یہی چاہتا ہون کہ تم لوگ قوت بازو زینت پہلو ہو مسرور نے جھک کر سلام کیا جام پیا کنیزین
سرنگون کھڑی تھین کہا ارے تم کیون پریشان ہو عمر دو دو ہزار برس بڑھیگی عاقبت کے بوریے تمھین
سمیٹو گی کنیزین جھک جھک کے سلام کرنے لگین بلائین لیتی ہین ترقی جاہ و جلال کی دعائین دیتی ہین
جام لے لے کے سبھون نے پیے چالاک برق سے کہ رہا ہے کہ قبلہ و کعبہ آگئے انشاء اللہ وقت ہائی
قریب ہے گردش صحرا نورد بدنصیب ہے اب ہماری لیاقت ظاہر ہوگی برق اسباب محفل تاک رہا ہے کہ
جھومتے ہی لوٹونگا چالاک کہتا ہے کہ ارے قبلہ و کعبہ خفا ہونگے برق کہتا ہے خفا ہونے دو وہ خوش کب
ہوتے ہین یہان تو یہ کیفیت ہے کہ دست درازیان ہونے لگین کنیزین ہاتھ چمکا رہی ہین چاہتی ہین کہ
اٹھ کر ناچین ایک کنیز شوخ و سنگ موسوم بہ اورنگ افراسیاب کی طرف نگاہ ملا کے یہ غزل گانے لگی نظم

دل کسی سے لگے خدا نہ کرے
کب ہے معشوق جو جفا نہ کرے
یہ رقیبون کی ہے سخن سازی
خاکِ عاشق کو کیمیا نہ کرے
آج آیا نہین وہ غیرتِ گل
شور محشر کہین بپا نہ کرے
خون بہایا ہے تمنے رعنا کا
انہین اللہ مبتلا نہ کرے
خضر اللہ موت دے لیکن
بے وفا آپ ہون خدا نہ کرے
خاکِ غالب شفا ہو جب اس مرگ
باغبان منہ ادھر صبا نہ کرے
موت آجائے تو غنیمت ہے
کیون وہ دعوائے خونبہا نہ کرے
کب وہ عاشق ہے جو وفا نہ کرے
ہجر الفت کا آشنا نہ کرے
عشق ممکن ہے جو نہ ہو اکسیر
کیون یہ دل قصد کربلا نہ کرے
تیری خلخال پا کا کھٹکا ہے
ہر صنم سے خدا جدا نہ کرے
افراسیاب نقلی کہ رہا ہے کہ یہ

ی تمھاری صلاح اس معاملے مین ہو انکو ابھی قتل نہ کرو عمرو بھی گرفتار ہو جائے تینون کو ساتھ قتل کرین
سرور نے کہا کہ آپ مالک ہین معطل رکھیے مین کیا اور میری صلاح کیا جیسا مناسب وقت ہو گردش
حرا نورد نے مسرور کو اپنے ہاتھ کا بنا ہوا نقشہ دکھایا کہا کہ دیکھو صاف سامری و جمشید لکھے گئے ہین
ساحر کے ہاتھ سے عیارون کی قضا نہین ہی جو انکے قتل کا ارادہ کریگا خود قتل ہو جائیگا مسرور کانپنے
گا کہا کہ ای شہنشاہ ساحران مجھکو خوف پیدا ہوا آپکے دم سے یہ صحرائے ویران آباد ہین اگر آپ پر
وئی افتاد پڑی ہم لوگ بے سروپا ہو جائینگے ہمکو کون پوچھیگا شہنشاہ نے اس بلا کو ہمارے اور
پ کے سپرد کیا اپنے سر کی آفت ہمپر ٹالی ہم لوگ کیونکر اسے مہلت پائین گردش صحرا نورد نے کہا
کہ ای مسرور کیون گھبراتا ہی مین حکم سامری و جمشید مین رخنہ ڈالونگا عمرو کو ڈھونڈھ کر قتل کرونگا
ج اسی فکر مین نکلا ہون استاد و شاگرد آپس مین باتین کر رہے ہین گردش صحرا نورد کا ارادہ ہی کہ
تلاش عمرو مین جاؤن ڈھونڈھ کر گرفتار کرلون چالاک برق مسلسل و مطوق بیٹھے ہین کہ آسمان پر
ناٹا ہوا دیکھا کہ افراسیاب جادو تاج زرین سر پر رکھے ہوے اکیلا تخت اڑاتا ہوا آتا ہی مگر کمال غصہ
سے تیور پر بل پڑے ہوے بہار کے سامنے آکر نعرہ کیا کہ منم ساحر یکتا شہنشاہ طلسم ہوش ربا سب نے
پاس کر سلام کیا کنیز تھرا کر پیچھے ہٹین مسرور و گردش کے سامنے جم کر کھڑے ہوے جھک جھک کر
سلام کر رہے ہین گردش کہتا ہی کہ ای شہنشاہ اس وقت آپ کا آنا بہت غنیمت ہوا برق و
چالاک کو گرفتار کیا ہی حکم ہو قتل کرین یا عمرو کی بھی فکر کرین سامری و جمشید تو صاف لکھ گئے
ہین کہ عیارون کی قضا ساحر کے ہاتھ سے نہین ہی افراسیاب نے ان دونون کے ہاتھ سے نقشے لے لیے انکو
پھاڑ کر پھینک دیا کہا کہ اس مہمل کو نہ دیکھو مجھے نام سے سامری و جمشید کے نفرت ہوتی ہی جو چاہا لکھ
گئے دونون نے کہا کہ حضور نقشے کیون پھاڑ ڈالے افراسیاب نے کہا کہ اسمین احکام سامری مرقوم
تھے انکا سالم رہنا مناسب نہین ہین اپنے طور کے نقشے بنا دونگا تمکو حال آیندہ وگذشتہ دکھا دونگا دونون
نے سر جھکا لیا افراسیاب نے کہا کہ بادولت کے آنیکا اس وقت یہ باعث ہوا کہ باغ سیب مین
تشریف رکھتے تھے اندر وے کتاب سامری معلوم ہوا کہ چالاک برق گرفتار ہوے یہ بھی اس کتاب مین
لکھا تھا کہ گردش صحرا نورد و مسرور کی قضا بہت قریب ہی عیار قتل نہ ہونگے دونون پر آفت آجائیگی بادولت
اٹھ کر باغ سامری مین گئے دیر مین جا کر دعا کی وہانسے حکم ملا کہ پہلو سے دیر مین ایک برج یا رکھی ہی اسکو

برق و چالاک باب بلک کے دعامین مانگ رہے ہین کہ ای خالق لیل و نہار و ای پروردگار ای
آفت ناگہانی سے بچا لے اس مصیبت آسمانی سے نجات دے تیری ذات سے سب طرح کی امید ہے نظم

ای خداوند جہان پروردگار
ای بہنگام مصیبت دوستدار
یافت انسان از تو تاج اقتدار
لطف نے حد و عنایت بیشمار
مبتلاے رنج و غم لیل و نہار
بیدل و بیدست و پاے بے اختیار
ہست این ناچیز عاجز خاکسار

ای تسلی بخش اہل اضطرار
قصر عالم را تو کردی استوار
عز و حرمت بندگان جان نثار
بندۂ زارت منم ای کردگار
مضطرب غمگین پشیمان بیقرار
بندہ تنہا دشمن جان صدہزار
بر کمال فضل تو امید وار

ای بوقت محنت و غم غمگسار
خاک را بردی باوج افتخار
سیکنی بر خلق عالم باربار
منفعل نادم نہایت شرمسار
لاغر و بے طاقت و زار و نزار
اندرین رنج و ملال و حال زار
مسرور انکے روتے ہین ہاہی

کہتا ہی کہ کیون ای مکارو کل ایک کنیز صحرا نورد کو مارا آج میری فکر مین آئے اپنے حال زار پر نہ روئے ہو شرمندہ نہین ہوتے ہو یہ ذکر تھا کہ ایک آندھی سیاہ اٹھی کوہ و صحرا کو اس آندھی نے سیاہ کر دیا صد ہا نخل لڑکھڑا کے گرے پتے اڑتے پھرتے ہین مسرور پکارنے لگا یا سامری جمشید میری مدد کو آؤ اس آندھی مین برباد ہونے کا ڈر ہی بالاے کوہ میرا گھر ہی ایسا نہ ہو کہ پہاڑ اڑ جائے ترے غضب کی آندھی چل رہی ہی پتھر ٹکرا رہے ہین ایسا نہ ہو کہ پہاڑ اڑ جائے مسرور مع کنیزون کے کانپ رہا ہی کنیزون کے ہوش اڑے ہوے ہین سب کو یہی خوف ہی کہ پہاڑ نہ اڑ جائے زندگی دشوار ہی ہر خرد و کلان بیقرار ہی آندھی شق ہوئی ہوا تھمی مسرور نے دیکھا کہ گردش صحرا نورد ایک تخت پر سوار چند ساحر و مصاحب ہمراہ ہنستا ہوا چلا آتا ہی مسرور نے جھک کر سلام کیا گردش صحرا نورد مع مصاحبون کے تخت سے کودا مسرور کو گلے سے لگا لیا کہا کہ ای مسرور ہم تمسے بہت خوش ہوے تمنے ان دونون مکارون کو گرفتار کر لیا یہ صحرا مین غدر ڈالدیتے زندگی دشوار ہوتی یہ دونون بلاے روزگار ہین عمرو کو مین گرفتار کرونگا جب مجھکو معلوم ہوا کہ چالاک و برق گرفتار ہوگئے قریۂ صحرائی مین آیا دریافت ہوا کہ ایک مہاجن کو عمرو لوٹ کر لے گیا وہ پیٹ رہا تھا کہ ایک شخص چور بنکر آیا پانچ سیر چاندی کا اسباب بیچ کر چلا گیا وہ سب جستے کا بنا ہوا نکلا مین نے سمجھا کہ نہ ٹھہرا مین اس مکار کو پکڑ کر لاتا ہون صحرا مین ڈھونڈھتا پھرتا ہون اس ظالم کا کہین پتہ نہین ملتا کسی خوانچے والون کو لوٹ لیا حورون کے روپیے دیے مٹھائی پوریان کچوریان تھال تک لے گیا وہ خوانچے والے کھڑے روتے پیٹتے ہین

جواب دیا کہ او جعلساز و مکار تو نے ہم سبھون کو مارا ہوتا ہماری بہن کو مار کے نکل گیا اب اسکا بدلہ ہو گا اس صحراے خارستان مین سب جانتے ہین کہ تین عیارون کو آوارہ کیا گیا ہر ایک اُنھین سے تم ہو برق چیختے چیختے بیہوش ہو گیا یہان چالاک پر مسرور غصہ کر رہا ہی چالاک کہ رہا ہی کہ آپ میری بات تو سنیے مسرور کہتا ہی کہ او ظالم تو نے وہ رنگ جمایا کہ مجھ ایسا جہاندیدہ مبہوت ہو گیا جی چاہتا تھا کہ تیرے نام پر جان دون حقیقت مین بلاے روزگار ہو تمہارے دام مکر سے نکلنا کمال دشوار ہی فرزند عمرو ہر ایک مکار و غدار ہی یہ ذکر تھا کہ کنیز آکر پہونچی کہا حضور برق کو لائی برق نے چالاک کو دیکھا چالاک نے برق پر نگاہ ڈالی اپنی حسرت پر دونون روئے چالاک بلبلاکے خوب رویا اُس بلکنے مین در بیتابی مین یہ چند اشعار زبان سے نکل گئے نظم

کھو چکے پہلے ہی ناموس کو اور نام کو ہم
ہو چکے آغاز محبت ہی مین انجام کو ہم

لن ترانی تری موسیٰ کی زبانی سنکر
دیکھتے روز ہین آآکے ترے بام کو ہم

بیخود الفت عارض تھے اور اب عقدۂ زلف
صبح کے بھولے ہوے آئے مگر شام کو ہم

خوب انصاف ہی سرکار مین ماشاء اللہ
مہربانی کے لیے غیر ہین دشنام کو ہم

مرغ جان کے لیے مانع قفس چرخ نہین
توڑ کر صاف نکل جائینگے اس دام کو ہم

جلوۂ کثرت و وحدت ہی حقیقت مین ایک
خام کو عام کہین خاص کہین عام کو ہم

دیر مین بار ملا کفر ہوا دین رعنا
کیون سلام اب نہ کرین کعبۂ اسلام کو ہم

ان اشعار کو سن سنکر مسرور بیتاب ہوتا ہی مگر کہتا ہی کہ صاحبو ان کمبختون کی باتین نہ سنو طبیعت کو پریشانی ہوتی ہی جلد انکو قتل کرو اُسی وقت جلاد سامنے آکر موجود ہوا پکار کر آواز دی کہ ای مسرور آج کس پر غصہ ہی مسرور نے کہا کہ ای جلاد صحرائی آج غضب ہوا تھا بیٹا عمرو کا عورت بنکر میرے پاس چلا آیا پہاڑ تک پہونچا بڑی بات یہ ہوئی کہ کنیزان صحرا نورد آگئین انھون نے مجکو ہوشیار کیا ورنہ مین اس ظالم کے مکر مین گرفتار تا قتل ہی کر چکا تھا اب میان برق و چالاک دونون گرفتار ہوے انکو جلد قتل کرو شہنشاہ نے گردش صحرا نورد سے کہکر تین عیارون کو پھنسایا یہ دونون گرفتار ہوے جلد انکو قتل کر جلاد شلنگین لگانے لگا دونون کی گردن پر کوئلے کا خط دیا اب حکم کا منتظر ہی مسرور کہ رہا ہی کہ جلد قتل کر جلاد دلائل جلادی ختم کر رہا ہی کہ حضور حکم اوّل ہی سمجھ بوجھ کے دیجیے جون جون یہ حکم دیتا ہی

ہے روح سے حدوث و قدم کا یہ ماجرا		گر ہے مکان وجود عدم لامکان روح
ادراک و علم خامۂ ارواح ہے نظام	.	حُسن عشر کے ہاتھ مین ہے پر عنان روح

مسرور نے قدمون پر سر رکھدیا کہا کہ صاحب پہاڑ پر چلو مین سب طرح پر تمہاری خاطر کرونگا جان
تک تمپر نثار ہے نازنین ناچار ہوئی لڑکھڑاتی ہوئی اُٹھی کئی مقام پر گر بھی پڑی مسرور نے ہاتھ
تھام لیا کہا کہ صاحب نہ گھبراو کبھی قدکو دیکھتا ہے کبھی روے زیبا پر نگاہ پڑتی ہے کبھی عالم شباب پر
نگاہ کبھی واہ کبھی آہ اس طرح لیکر بالاے کوہ آیا نازنین نے کہا کہ صاحب غیرون سے مکان کو خالی کرو مسرور
نے کہا کہ چند غلامان جانباز ہین سب صاحبان راز و نیاز ہین میرے پرورش کردہ آپ نہ گھبرائین گھاٹیون
کو طے کرکے بالاے کوہ آیا دیکھا کہ قصر عالی بنا ہوا ہے اُس قصر مین نازنین کو لیکر مسرور جادو آیا چند
غلام حاضر ہین اُنھین نے فوراً اشارے سے مالک کے شراب کی گلابیان لاکر رکھین مسرور نے جلدی
مین دست بستہ عرض کی کہ اے ملکۂ عالم نوش فرمائیے غلامون نے بڑھکر عرض کی کہ نازنینان صحرائی
حاضر ہین مسرور نے کہا کہ بلا لو وہ ہی نازنینان تھین جو جنگل مین برق کو ملی تھین وہ آکر حاضر ہوئین
نازنین نے اشارے سے پوچھا کہ صاحب یہ کون ہین کہا کہ انکا نازنینان صحرا نورد لقب ہے دن بھر صحرا مین
پھرتی ہین شب کو نہین آکر رہتی ہین نازنین نے سر جھکا لیا وہ بھی آکر بیٹھین اُن سب نے مسرور سے پوچھا
کہ کیون صاحب انکا کیا نام ہے مسرور نے کہا کہ حال انکا لائق ذکر کے نہین ہے صحرا مین آوارہ ہوئین عزیزون نے
ساتھ چھوڑا ایک نے اُنمین سے اشارہ کیا کہ اے افسر اُن مکارون مین سے کوئی نہ ہوا ہمنے خبر پائی ہے کہ
مہتر برق فرنگی ایک غار مین چھپا تھا اب جنگل مین پھر رہا ہے حکم دیجیے تو لائین مسرور نے اُسکو اشارہ کیا
آب بلبت کے نقشے پر نگاہ ڈالی نقشہ دیکھتے ہی عجب حال ہوا غصے سے کانپنے لگا نعرہ کیا کہ او مکار خوب بنگ چھپا
میرے گھر مین چلا آیا چالاک نے چاہا جست کرکے نکلون مسرور نے ایک دو ہتڑ مارا چالاک لڑکھڑا کے
گرا ایک شعلۂ آتش بھڑکا رنگ و روغن عیاری کا جلا دیا صورت اصلی ظاہر ہوئی وہان برق فرنگی جو غار سے
نکلا صحرا مین آوارہ پھر رہا ہے خیال تھا کہ جب کسی مقام پر عیاری کرہو گی تو صورت بدلونگا اصلی صورت پر
پھر رہا تھا کہ کنیز وقت پر پہونچی دیکھا کہ برق فرنگی صورت اصلی پر پھر رہا ہے کنیز تڑپ کر گری برق کی کمر
مین پنجہ دیا برق کو لے بھاگی ہر چند کہ برق چیخا چلایا کہ ارے مجکو کہان لیے جاتی ہے مین عیار نہین ہون ٹھہر تو جا
دو چار باتین تو کر لے مین بیچارہ مسافر آفت کا مارا یہان پھر رہا ہون مجھے کیون لیے جاتی ہے اُسنے

سرور نے پلنگ پوش اُٹھایا صاف ثابت ہوا کہ لکۂ ابر روے ماہتاب ان سے ہٹا بھولی بھولی صورت
وپٹہ آب رواں کا پائجامہ اطلس کا بیل اُسپر بنی ہوئی گوٹ اُسمین ٹرلتی کی مگر خار خار ہو رہی ہر پنج کھل
ین سر ڈالے ہوئے رو رہی ہر آنکھون سے جو آنسو بہے ہین صاف ثابت ہوتا ہر کہ صدف کا منھ کھلا ہر گوہر آبدار
شک ٹپک رہے ہین لڑیان بندھی ہوئین اس ہیئت سے مسرور نے دیکھا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا آتش عشق
ی گرمی ہاتھ پانون مین رعشہ قلب تھرایا کلیجہ منھ کو آیا اُسی مقام پر بیٹھ گیا کہا کہ ای مہ جبین تو کون ہر
س مصیبت کا سامنا ہر لات و منات کو پکارتی ہر کیا مصیبت پڑی ہر اس صحراے ہولخیز مین
یونکر پہونچی اُس مہ جبین نے منھ تو اپنا چھپا لیا کہا کہ ای شخص کیا پوچھتا ہر فلک دیے آزار ہر مجبور رونا چا
ہون **بیت** چہ گویم از سر و سامان خود عمریست چون کاکل ٭ سیہ بختم پریشان روزگارم خانہ بر دوشم +
ھارا شوہر ہمکو بیاہ کے لیے جاتا تھا جنگل سے کچھ شیر نکلے شوہر نامرد سب کے پہلے بھاگا مین کمبخت
نصیب اس طرف نکل آئی کچھ گنوارون نے لوٹا بھی کئی طرح کی مصیبتین پڑین کئی شبانہ روز گذرے
سی صحرا مین ماری ماری پھرتی ہون کوئی شیر بھیڑیا ایسا نہ آیا کہ مجھ بدنصیب کو کھا جاتا اس کشاکش
سے چھوٹتی اب تو صدمات نہین اٹھتے تین فاقے بھی گذرے ہین آب و دانہ بھی میسر نہین ہوا مگر دم نہین
نکلتا اس طرح اُس نازنین نے رو رو کر بیان کیا کہ دل مسرور کا ہل گیا کہا کہ صاحب میرے مقام پر
چلو سامنے پہاڑ پر مقام ہر وہان سب کچھ ممکن ہر اُس نازنین نے کہا کہ صاحب تم نامحرم ہو مین کیونکر
تمھارے ساتھ چلون مرد عورت کا ایک مقام پر ہونا بہتر نہین دنیا کے لوگ کیا کہین گے ٹھہری تو بھوک
پیاس سے عجب نوبت ہر تین شبانہ روز ایک طور پر گذرے کیا سخت جان ہر سواے پیدا کرنے والے کے
حال دل کس سے کہون صدمہ بھوک پیاس کا کیونکر اُٹھاؤن **نظم**

یدا ہر یون جہان مین وہ جان جہان روح
پنہان ہر جس طرح سے بدن مین نشان روح

رقان مین حبب قلیل ہر راز نہان روح
کیا خاک پھر سناؤن تجھے داستان روح

کثرت مین یون ہر جلوۂ وحدت کہ جسطرح
بو بوستان مین جسم جیسے نشان روح

س مظہر اتم مین بھی ارض و سما ہر دیکھو
دل ہر اگر زمین تو داغ آسمان روح

کر بدن مین روح کا رتبہ گھٹا نہین
روح القدس سے بھی ہر کہین بڑھ کے شان روح

ہر جسم مین کہ عالم ارواح مین مکین
رہتا نہین جہان مین رازِ نہانِ روح

دشوار ہی بیان سے قریب کوہ پر ایک قصر بنا ہی اُسمین مسرور رہتا ہی بحکم گردش صحرا نورد ہر وقت
ہوا نقشۂ سامری دیکھا کرتا ہی جس سے ہر وقت معلوم ہوتا ہی کہ عیار فلان مقام پر ہین وہ نقشہ دیکھ
دوڑا ہوا آیا تعاقب برق نکل گیا تو یہ پلٹا اپنے مقام پر جاتا ہی کہ کان مین رونے کی آواز آ
کہ کوئی فلک کا ستایا ہوا بلک بلک کے پکارتا ہی کہ اے فلک کجرفتار و اے گردون غدار کہان تک
کریگا یا سامری و جمشید ملک الموت کو حکم ہو کہ میری قبض روح کرے اب یہ مصیبت مجھسے نہین
اُٹھتی یہ صحراے ویران نہ کوئی دوست نہ مونس نہ غمگسار دیکھین تقدیر کیا دکھائے سب عزیزون
ساتھ چھوڑا ہماری محبت سے مُنھ موڑا اب تو روح جسم مین گھبراتی ہی اور کبھی اُس بیقراری مین یہ
مصیبت خیز وحشت انگیز کی آواز آتی ہی

نظم

دل عبث شیفتۂ حسن پریزاد ہوا
مجھکو برباد کیا آپ بھی برباد ہوا

دوست دشمن ہوے رسوا ہوا برباد ہوا
جب سے عاشق مین ترا او ستم ایجاد ہوا

مر مٹا ہجر مین مین غم سے برباد ہوا
گو مجھے رنج ہوا اُنکا تو دل شاد ہوا

ہار پھولون کے قفس پر مرے ڈالے لاکر
مہربان سُنکے کہانی مری صیاد ہوا

ہاے پہلو مین کسی روز نہ آکر بیٹھے
جان جان تمسے نہ اک دن مرا دل شاد ہوا

اے صبا جا کے مرے رشک پری سے کہدے
دشت ویران ترے دیوانے سے آباد ہوا

عمر بھر رنج دیے ہجر کے غم مین گذری
خوش کبھی تجھ سے نہ میرا دل ناشاد ہوا

فائدہ عشق مین کوئی نہ ہوا جز نقصان
غم سے جان گئی مفت مین برباد ہوا

باہین گردن مین ہی ڈال کے سطوت وہ شوخ
ہنس کے کہتا ہی کہ اب تو ترا دل شاد ہوا

یہ اشعار سنکر اور صداے دردناک سنتا ہوا سر دھنتا ہوا مسرور رہا دو پلٹا جون جون قریب جاتا ہی
الفاظ دردآمیز و حسرت انگیز کان مین پہونچتے ہین جی چاہتا ہی کہ اپنے کو چھُری مارے دور سے دیکھا
کہ ایک شخص درخت کی بیخ مین سر ڈالے ہوے پلنگ پوش اوڑھے ہوے بیٹھا ہی مگر آواز سے معلوم ہوتا
ہی کہ عورت ہی کیسی بلک بلک کے رو رہی ہی مسرور قریب پہونچا چلے تو اسنے آواز دی کہ کیون صاحب
تم کون ہو رونے کا کیا سبب ہی کچھ اُسنے جواب نہ دیا تب اسنے قریب آکر پلنگ پوش چہرے سے ہٹایا کہا کہ اے
کشتۂ تیغ حسرت واے گرفتار دام مصیبت جواب تو دے تیری بیقراری نے میرے دل پر تاثیر کی جیسے ہی

خون جگر فراق مین پتیا ہون جاے جم
بے یار مجھکو دیگی نہ لذت ذرا شراب

ابر بہار آکے چلی ہی ہواے سرد
گلشن مین جلد چل کے پلا ساقیا شراب

جی چاہتا ہی ساقیِ مہوش کے ہاتھ سے
تجکو دکھا دکھا کے پیون واعظا شراب

ہوگا ہر ایک قطرہ مے رشک آفتاب
مجھکو پلائیگا جو مرا مہ لقا شراب

گردون وقار ہی مرا محبوب ساقیا
ہان مہر و مہ کے جام مین بھر کر پلا شراب

ہی عشق چشم مست صنم کا جو دُور دُور
پیتے ہین رند بھٹیون پر بر ملا شراب

موقوف ہی اسی پہ مری زیست نا صحا
کس طرح چھوڑ دون ہو گئی میری غذا شراب

افسوس اپنے دست نگارین سے ایک روز
تو نے پلائی مجھکو نہ ای دل رُبا شراب

اُس رشک آفتاب کی فرقت مین رات دن
خون جگر مین پتیا ہون ساقی کجا شراب

خمخانۂ عذیر کا مسکش ہون ساقیا
ہی میرے حق مین عشق دلی غذا شراب

سطوت ہی مست ساقی کوثر کے عشق سے
میخانۂ جہان مین پیے کیا بھلا شراب

جب برق نے غزل گائی اور کہا کہ صاحب یہ جام دوڑتا پھرتا ہی کوئی صاحب پیتے نہین ایک نے کہا کہ ہُوا کیونکر پیئین مسرور جادو جو ہمارے افسر ہوتے تو پیتے تم مہمان ہو تمھاری خاطر منظر ہی جام دوڑا پھریگا آخر شراب کو پھیر دینگے مسرور جادو ہوتے تو ہم لوگ پیتے برق نے کہا کہ پیو بھی پہلو سے آواز آئی کہ او مکار خبردار کہان جاتا ہی ای حسینان مہ جبین اسکے جال مین نہ پھنسنا شراب نہ پینا ورنہ غضب ہوگا او برق مین نے تجھے پہچانا برق نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک جادوگر نہایت قوی تن مرجھا مُنہ پھاڑے جھومتا ہوا آتا ہی اُن نازنینان مہ جبین نے کہا کہ او مکار اب کہان جائیگا ایک نے برق کی کلائی پر ہاتھ ڈالا برق نے اُسکو خنجر مارا جست کرکے بھاگا مرتے ہی اُس نازنین کے اندھیرا بھی ہوا برق نے اپنے کو ایک غار مین گرا دیا کچھ پتے وغیرہ اپنے اوپر ڈال لیے مسرور دوڑا ہوا آیا اُن سب سے کہا کہ ای مبتو ہم تمکو خبر سنا چکے تھے کہ تین عیار آوارہ ہوے ہین اس صحرا سے اُنکو نکلنے کا حکم نہین ہی پھرتے پھراتے اِدھر ضرور آئین گے جاؤ اپنے مقام پر بیٹھو قطرہ زن کی قضا آئی تھی وہ مارا گئی مسرور نے اُسکا لاشہ اُٹھا کے ایک طرف پھینک دیا وہ سب نازنینان مہ جبین اُسی صحرا مین غائب ہو گئین مسرور جادو جھومتا ہوا ایک طرف چلا گیا برق حیران ہی کہ یہ کیا معرکہ ہی راستہ ہمپر بند ہوا اب اِس صحرا سے نکلنا

پہلو سے نکاون مین جو مجھے رو کبے نہ آپ | کہتا ہو مجھ سے یہ دل مضطر شب فراق
اُس شمرو کی یاد مین سطوت بیان ہو گیا | کس طرح مین نے کاٹی ہو رو کر شب فراق

سب نازنینان سہ جبین تعریفین کر رہی ہین برق بھی کھپا ہوا گھُلا ملا ہوا ڈھول بجا بجا کر اُنکے ساتھ
گا رہا ہو گاتے گاتے کہا کہ بُوا اُس وقت کیا ہوا سنک ہو رہی ہو طبیعت بھڑک رہی ہو دل تو یہ چاہتا
کہ کوئی معشوق جوان ہوتا اُسکے ساتھ ہنسی دل لگی کرتے لطف زندگی ملتا غنچۂ آرزو بھی کھلتا وہ تو
نہین مگر دور شراب تو ہو معشوق کا نام جو برق نے لیا وہ سب رہنے لگین کہا بُوا بانیان طلسم نے مرد
حرام کیا ہو اسی جنگل مین مارے مارے پھرتے ہین کوئی دن ایسا بھی ہو کہ بادشاہ طلسم افراسیاب جادو
ہمارے واسطے کسی کو مقرر کرے لیکن اپنے بخت واژگون وطالع نگون سے امید نہین نہیں معلوم اسمین
بھید ہو کہ سامری وجمشید نے ہمکو یہ جال بیشال دیا لیکن مرد ممکن نہین تمنے اس وقت ذکر کر کے
دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا خانۂ دل کو غم والم سے بھر دیا لیکن شراب وکباب ابھی منگاتے ہین یہ کہکے
آواز دی کہ اے انجام جادو شراب وکباب لاؤ دیکھا طرف سے نخلستان کے ایک کنیز کرییہ
کئی قرابے ایک کشتی مین رکھے ہوئے کچھ کباب لا کر سامنے رکھے جسنے انجام کرکے آواز دی
اُسنے کہا کہ تم اتنی شراب کیون لائین دوسری نے کہا کہ اسقدر رہو کافی ہو ایک نے کہا کہ بُوا بابا
کا خوف ہو اُسکا خیال رکھنا برق نے پوچھا کہ وہ کیا بات ہو جو شراب لائی تھی اُسنے کہا کہ
نہ پوچھو اسمین بڑا راز و نیاز رہو برق حیران ہو گیا کہ یہ کیا ماجرا ہو ہر چند پوچھتا ہو کوئی نازنین نہین
بتاتی برق سوچا کہ کوئی بات ہوگی اب ان سب کو شراب پلا کر بیہوش کرون اور قتل کر سکے
نکل جاؤن اس سوچ مین قرابے اسنے آگے کھینچ لیے بیہوشی ملائی جسنے انجام جادو کو پکار کر شراب
منگائی تھی برق نے پہلے اُسی کو جام دیا اُسنے کہا کہ تم مین پیون برق نے کہا کہ نوش فرمائیے اُسنے دوسرے
کو دیا برق ڈہول بجانے لگا دیکھا کہ کوئی شراب نہین پیتی برق نے جسکو شراب دی تھی نہین معلوم وہ کیا
سوچی کہ بدون رو و قدح دوسری کو دے دیا اب جام بے پاؤن چل رہا ہو کوئی پیتا نہین برق
حیران کہ یہ کیا کیفیت ہو ان سب کو مبہوت کر دون سید ھا ٹھیکہ چھیڑ رہا ہو یہ غزل عاشقانہ بر
شراب سب کو سنا کے گانے لگا **نظم**

سے یار کیا مزا ہے مجھے دیگی بھلا شراب | تجھکو پلا رہا ہو جو تو ساقیا شراب

انکے رخسار پر دم گلگشت
کھول دیتے ہین پر کبوتر کا
زلف سے زلف بل کی لیتی ہی
شور ہی میرے دیدۂ تر کا
خواب مین شب کو یار آیا تھا
خیر لکھا مرے مقدر کا

صاف دھوکا ہوا گل تر کا
غیر کیا ہو گئے رقیب اپنے
کب گوارا ہی کبر ہمسر کا
جیسے دریا سمائے کوزے مین
رنگ بدلا ہوا ہی بستر کا
نعش رعنا تک آ مسیحا دم

عاشقون کے حضور وہ زم دیج
بابا یہ تک ہی عدو برابر کا
جسکو کہتے ہین نوح کا طوفان
اب یہ عالم ہی دیدۂ تر کا
مرکے پایا جواب نامۂ یار
کام یان ہی بس ایک ٹھوکر کا

برق اس آواز کو سنکر اسی جانب چلا تھوڑی دور آکر دیکھا کہ ایک مقام پر چند نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین بیٹھی ہوئی غزلین گا رہی ہین مگر ایک نازنین مہ جبین سب کو خوبصورت دیکھکر برق پیچھے ہٹا خواہش ہوئی کہ ان سب مین جاکر ملون کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک مہ جبین کی شکل بنکر ... گنگناتا ہوا ٹھمریان اڑاتا ہوا برق چلا اُن سب نے جو دیکھا کہ ایک مہ جبین گاتی ہوئی جاتی ہی اُن سب نے پکار کر کہا کہ بوا یہان آؤ ہمارے پاس بیٹھ کے گاؤ برق تو یہ چاہتا تھا جھپٹ کے اُن سب کے قریب آیا ڈھول اپنے آگے کھینچا گھڑے باندھنے لگا اُن سب نازنینون سے آنکھین لڑائے ہوے یہ غزل عاشقانہ گا رہا ہی

نظم

کس سے کہون کٹتی ہی تڑپ کر شب فراق
... ماہرو جو تجکو نہین دیکھتا ہون مین
... تڑپ تڑپ کے بسر کی ہی شام ہجر
... کیون ہی بیقرار گذرتی ہی دل یہ کیا
... جنبش اُن ابروون کی جو یاد آ گئی مجھے
... آئیگا ترا قد موزون جو باغ مین
... دیکھتا ہون ماہ شب چاردہ کو مین
... دیا لہو جو دست حنائی کی یاد مین
... نہ مجکو نیند نہ چین ایک دم ملا
... ماہ وش کے دانت جو یاد آ گئے مجھے

دکھلائے پھر نہ مجکو مقدر شب فراق
واللہ کاٹتا ہی مجھے گھر شب فراق
موت آئیگی جیونگا نہ دم بھر شب فراق
پوچھا نہ ایک دوست نے آکر شب فراق
دو دل گئے کلیجے پہ خنجر شب فراق
نالے کرونگا زیر صنوبر شب فراق
آتا ہی یاد عارض دلبر شب فراق
تر خون سے ہو گیا مرا بستر شب فراق
پوچھو نہ کچھ بسر ہوئی کیونکر شب فراق
تا صبح مین گنا کیا اختر شب فراق

کنیز الٹی بھاگی افراسیاب کے سامنے آکر کہا کہ اے شہنشاہ گلفام قتل ہو گئی کنیزین بھی فر
باغ گلفام عمرو نے لوٹ لیا دیکھیے اب کیا ہوتا ہے افراسیاب نے زانو پر ہاتھ مارا کہا یہ تو ہم جا
تھا گلفام کا بچنا دشوار ہے ہم لوگون مین سے کسی کا نکل کر جانا ہوگا لیکن یہ عیار کہان جاتے ہین
ہوئے افراسیاب نے آواز دی کہ اے گردش صحرانورد عمرو و برق و چالاک کہین جا نے
پائین یہان تو افراسیاب نے یہ کہا عمرو و برق و چالاک باغ کو لوٹ کر نکلے بین صحرا طے کر
ہوئے جاتے ہین کہ غبار بلند ہوا صدا آئی کہ اے عیاران اسلام اب چند روز اسی مقام پر قیام کر و آ
نہ بڑھو یہی تمہارے واسطے مقرر ہے آب و دانہ بند ہوا تینون عیار گھبرائے کہ اب جو نگاہ اٹھا کر دیکھ
یا تو صحرا ویران تھا اب جا بجا نخل دیکھے پہاڑ بڑے بڑے ظاہر ہوئے طائر جا بجا زمزمہ سرائی کر رہے
ہین ہر طرف سے آواز آتی ہے کہ اے آیندہ و روندہ یہ مقام گردش جمشیدی ہے یہان سے گذرنا دشوار
یہ کدو کاوش بیکار ہے عمرو نے کہا کہ یارو نکل چلو جھپٹ کر جدھر جاتے ہین وہی بڑے بڑے پہاڑ
پاتے ہین عمرو نے برق کو ایک لات ماری کہ تیری بدنصیبی سے راستہ رک گیا میرے ساتھ سے جا
چالاک نے کہا کہ قبلہ و کعبہ آپ بھی آفت مین مبتلا ہین اس وقت مین ساتھ رہنا ضرور ہے صلاح کر کے عیاری
کرینگے عمرو نے کہا کہ مین کسی کی صلاح نہین چاہتا ہر چند کہ چالاک و برق نے منت کی خواجہ نے
نہ مانا اپنے ساتھ سے رخصت کیا یکہ و تنہا ایک جانب چلے برق و چالاک ایک درہ کوہ مین گھس گئے
دیکھا کہ درے مین اندھیرا ہے برق نے چالاک سے کہا کہ الگ الگ چلیے استاد نے تو کہنا نہ مانا چالاک ایک کھوہ مین
ہو کر بیرون درہ کوہ آیا برق نے دیکھا کہ صحرا سر سبز و شاداب ہے سبزہ خوابیدہ بیدار طائرون کی ہر طرف
زمزمہ سرائی نرگس شہلا کی آنکھون مین خمار ہوا ٹھنڈی چل رہی ہے برق دیکھتا بھالتا ایک طرف چلا حیران
و پریشان ہے کہ کہان جاؤن استاد سے بھی چھوٹے ایک طرف سے گانے کی آواز آئی کہ کوئی خوش آواز بعد
سبزہ و گلزار یہ غزل گا رہا ہے

نظم

آئینہ وار ہی اُسکو سوجھی ہے
دل نہ گھبر کا ہوا نہ باہر کا
بیتے تجا و شربت دیدار
آئینہ نکلا اسی سے پتھر کا

آزماتا ہے انکو خنجر کا
دیکھنا منہ ذرا سکندر کا
نکہت کاکل معنبر سے
کون پیاسا ہے آب کوثر کا
دل بھر آتا ہے یاد ساقی مین

درد جاتا رہیگا اب سر کا
رہگیا راہ کوے جانان مین
درد کا فور ہو گیا سر کا
تھا وہ بچپن سے سخت گیر دل
دیکھتا ہون جو دید ساغر کا

گامین سامری وجمشید نے غم والم کو دفع کیا یہ کہکے جام اپنے ہاتھ سے لبریز کیا گلفام سے کہا کہ پی پی نوش کرو طبیعت کو فرحت ہو روح کو راحت ہو یہ کہکے جام پلایا کنیزون سے کہا کہ تم ابھی شراب پیو آج روز عید ہے بلکہ روز سعید ہے کنیزین بھی پینے لگین تھوڑے ہی عرصے مین سب کو شراب پلائی آپس مین دست درازیان ہونے لگین کنیز اُٹھ اُٹھ کے دوڑین چمنستان مین جا جا کر گرین بعض سراسیمہ دوڑی دوڑی پھرتی ہین نہر مین جا کر گرتی ہین گلفام نے جھلا کر کہا کہ ارے ان کمبختون کو کیا ہو گیا پھولون کی چھڑی ہاتھ مین لیکر گلفام اُٹھی چند ہی قدم چلی تھی بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کر گری کنیزین بھی بیہوش ہوئین نعرہ ہوا کہ منم مہر سپہر عیاری وقطب فلک خنجر گزاری نعرۂ عمرو

عمرو ذیحشم مہتر مہتران
اُڑاتا ہون گلا کے مین دھوئین
مری چال سے ہے صبا پائمال
مرا فسر ذیحشم نامدار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہے

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کنوئین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار

مرا نام ہے خواجۂ خواجگان
مرے نام پر غدر شیدا ہوا
مرا لکر ہے گلشن قتیل و قال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے

عمرو نے پہلے گلفام کو خنجر مارا کنیزون کو لوٹنے لگے برق و چالاک نے رہائی پائی عمرو نے سب کنیزون کو لوٹ لیا باغ مین اسباب بھی لوٹتے پھرتے ہین تمام باغ کو ویران کر دیا ہے کئی مکان جل گئے کئی قصر گرے چمنہاے طولانی مین آگ لگی شاخین جل رہی ہین غنچہ ہاے ناشگفتہ مُنھ کھول کر فریاد کرتے ہین جھونکے ہواے گرم کے چل رہے ہین یہان خواجہ و برق و چالاک لوٹ رہے ہین قضاے کار افراسیاب جادو و ماہیان زمرد پوش پردۂ ظلمات مین بیٹھے شراب پی رہے ہین آپس مین اختلاط ظاہری ہو رہا ہے افراسیاب نانی امان کہتا ہے ماہیان فرزند کہکے گلے مین ہاتھ ڈال دیتی ہے کنیزین شرماتی ہین کہ افراسیاب نے بیٹھے بیٹھے کہا نانی امان میرا دل گھبراتا ہے برق و چالاک تو قید ہوے وہ بلاے روزگار نکل گیا ایسا نہ ہو کہ گلفام پر عیاری کرے ماہیان نے کہا کہ گلفام کیا نادان ہے افراسیاب نے کہا کہ ہلو عیاری کا سامنے موجود ہے ہزارون عیاریان عمرو کی نگاہ مین ہین اب میرے سامنے عیاری نہین کر سکتا جو بات وہ سوچیگا اُسکا توڑ میرے پاس موجود ہے ذرا خبر منگاؤ کہ باغ گلفام مین کیا گذری ایک کنیز پر پرواز پیدا کرکے چلی سو پچاس قدم وہ باقی تھا کہ کنیز کے کان مین آواز آئی اور گلفام کے مرنے کی خبر پہونچی

رو گھٹنا بھی مین نے سر سے پانون تک دیکھا نہین
افترا تیرے بدن پر ہی کمر کے بال کا

سرو ہو باغ جہان مین وہ صنم نام خدا
ہو عجب اسکو پسند آئے جو کپڑا چھال کا

بو کبھی کافر کی زلفون سے جدا ہوتی نہین
طائر نکہت بھی قیدی ہو گیا اس جال کا

طوق ہر گرداب ہو ہر موج ہو زنجیر پا
ہو ہراک آب روان دیوانہ تیری چال کا

تو شراب آتشین پیتا ہو وہ کھاتا ہو آگ
بس یونہین ہوگا مقلد کباب تیری چال

حادثات دہر سے محفوظ ہین ارباب فکر
غم نہین ہر گز زمین شعر کو بھونچال کا

عالم حیرت ہوا عالم دکھا اپنا جمال
منتظر آئینہ خانہ ہو تری تمثال کا

پھر نہ میرے پاس آیا جا کے اے جان زبان
طور کیا سیکھا ہو تو عمر روان کی چال کا

ایسی اپنے لاشۂ سوزان سے گرمائی زمین
بنگیا گنبد ہماری قبر پر تبخال کا

جنگ مین غالب امیرون پر نہ ہون کیونکر فقیر
زور چل سکتا نہین کمل کے آگے شال کا

ہو قوی تر دوست اے ناسخ جو دشمن ہو قوی
ساتھ تمھاری کے ہون مین کچھ غم نہین جنجال کا

گلفام اس طرح بیقراری کر رہی ہو کنیزین سمجھاتی ہین کہ حضور اس طرح غم نہ کرین کہ کنج باغ سے آواز آئی کہ اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان مین زندہ موجود ہون مین کیا نادان تھا کہ عیارون کو قید کر کے اصلی صورت پر بیٹھا ایک بیر میرا مارا گیا میرا گیا خیج ہوا گلفام نے پلٹ کر دیکھا کہ وادی آبلہ پا ہنستا ہوا چلا آتا ہو گلفام دوڑی پکار کر کہا کہ صاحب بڑا کمال کیا ان مکارون سے کیونکر جان بچائی بس جاتے ہی ہاتھ تھام لیا وادی آبلہ پا ہنستا ہوا آکے مسند پر بیٹھا سب کنیزین خوش ہو گئین جلسہ آراستہ ہو وادی آبلہ کہ رہا ہو صاحب مجکو یقین تھا کہ عمرو قید ہو اُسکے عیار ضرور آئین گے وہی ہوا اگرچہ فکر نہ کرتا کیونکر جان بچتی گلفام کو بڑی خوشی حاصل ہو کہا بی بی چالاک و برق کو بلاؤ ہم انکو قتل کرین کہ دل کو خوشی ہو گلفام نے کہا کہ شہنشاہ فرما گئے ہین کہ مین حکم قتل بھیجونگا تب انکو قتل کرنا وادی آبلہ پا نے کہا کہ ہم اُنکے حکم کو کب مانتے ہین انکو قتل کر لون تو جا کے عمرو کو لاؤن رہی دونون چالاک و برق کو کشان کشان لائین وادی آبلہ پا نے آنکھین ملا کر کہا کہ کیون مکارو اب تمکو کس عذاب الیم سے قتل کرون تمھارے گرو کو بھی جا کر لاتا ہون کیا عمرو میرے ہاتھ سے بچیگا کہان جا کر چھپیگا پھر کہا صاحب خوشی کرو تم بالک پلنگ کے روتی تھین مین گوشے سے سن رہا تھا شراب منگاؤ گانون سے کہو گ

رو کو نگا لیکن دونون بلاے روزگار ہین انکار دکنا دشوار ہی چالاک نے جو یہ مضمون لکھا بد حواس ہوگیا
تھ پانون مین رعشہ آیا جلدی مین کنیزون سے کہا کہ اپنے اپنے ہاتھ سے شراب پیو مین اکیلی کس کس کو
پلاؤن کنیزین بیٹھ گئین جب چالاک نے دیکھا کہ سب شراب پی چکے خود اپنے مقام سے اٹھا اسکے
اٹھتے ہی گلفام بھی اپنی جگہ سے اٹھی کہتی ہوئی کہ بوا کیچھ گاؤ گی نہین ایک جیز اور سناؤ گلفام اٹھتے ہی
گری وادی آبلہ پا بھی اٹھا یہ بھی بیہوش ہوا کنیزین سب اٹھ کر گرین چالاک خنجر پکڑ کر وادی آبلہ پا
پر خنجر مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوے افراسیاب ماہیان زمردپوش جو اڑے ہوے آتے تھے کان
مین آواز آئی کہ کشتی مرا نام سن وادی آبلہ پا بود افراسیاب ماہیان نے جو یہ آواز سنی کہا لو غضب ہوا
وادی آبلہ پا مارا گیا چالاک جلا کر گلفام کو بھی قتل کر دن جب وادی آبلہ پا کو مارا تھا عمرو
و برق بھی رہا ہوے تھے برق فرنگی تو بلاے روزگار ہی کنیزون لو کو لوٹنے لگا خواجہ عمرو کھڑے
دیکھ رہے ہین بہت ناگوار گذرا کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم ساحر یکتا شہنشاہ طلسم ہوش ربا خواجہ نے تو
گلیم اوڑھ لی پکار کر کہا کہ ارے کمبختو بھاگو چالاک برق چلے تھے کہ ماہیان نے سحر کیا آواز دی کہ
خبردار کہان جاتے ہو برق و چالاک لڑکھڑا کے رہے خواجہ تو گلیم اوڑھ کر غائب ہوگئے ہین سب معرکہ
دیکھ رہے ہین کہ افراسیاب ماہیان زمین پر آئے لاشہ وادی آبلہ پا کا دیکھکر برا افسوس کیا بالکنا
سحر برسا کے گلفام کو ہوشیار کر دیا سب کنیزین اٹھنے لگین گلفام نے جو لاشہ وادی آبلہ پا کا دیکھا
بہت افسوس کیا افراسیاب کے قدمون سے لپٹ گئی کہا کہ حضور نے ملاحظہ فرمایا وارث میرا مارا گیا نہایت
قلق ہی ترقی غم و الم سے کلیجہ شق ہی افراسیاب نے تسکین دی کہا کہ ای گلفام ان دونون کو قید رکھو
ہم قتل کا حکم بھیجین گے یہ کہکے افراسیاب ماہیان روانہ ہوے گلفام نے چالاک برق کو قید کیا
آپ مسند پر آکے بیٹھی لاشہ وادی آبلہ پا کا جلوایا غصے مین کہہ رہی ہی کہ سارہان زادے کا نکل جانا مجھپر
بہت شاق ہوا مین لشکر سے گرفتار کر لاؤنگی میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا اس فکر مین بیٹھی ہی مگر قتل ہونے کا
وادی آبلہ پا کے بڑا غم ہی کہتی ہی کہ صاحبو مین نے اپنی عمر انکے ساتھ ضایع کی اپنی زوجہ سے جب کر
آتے تھے صحبت مین رونق ہو جاتی تھی افسوس ہی کہ ہماری صحبت ویران ہوئی نظم

...سہ و مثل جادہ ہی پامال تیری چال کا
صید ہی کبک دری نقش قدم کے جال کا

...طلب سے اسقدر نفرت کہ رہتا ہی خیال
آ نہ جائے لفظ لب پر باب استفعال کا

گلفام نے کہا کہ اے گلپوش اگر یہ اختیار ہوتا تو اب تک کیون نہ قتل کرتے لیکن ایسے صدمات پہونچائینگے
کہ یہ تڑپ تڑپ کر مر جائینگے چالاک کا کر رنگ تو جا چکا ہی کہا کہ بی گلفام صاحبہ آپ قتل نہین کرنے
دیتی ہین ایک کام تو کیجیے سب صاحب ملکر شراب پیین نشے مین آکے یہ بدعت کرین کہ یہ اپنی جان سے
بیزار ہون وادی آبلہ پا سے اشارہ کیا شراب کی ترقی ہو سب نشے مین ہونگے ہمارا تمھارا مطلب
نکل جائیگا دل آرام پائیگا اتنے عرصے مین چالاک نے گلابیان قرابے اُلٹ پلٹ کر کے بیہوشی ملائی
جام بھر کے ہاتھ پر رکھا اُٹھا کر آواز دی کہ ہمارے ہاتھ سے کون شراب پئیگا مطلع قمر بھی پڑھا
مطلع ساقی شراب شوق سے دل چور چور ہے + اُس چشم مست کا مجھے اب تک سرور ہے + اس خوش الحانی
سے یہ مطلع پڑھا کہ گلفام نے ہاتھ بڑھا کر کہا کہ اے گلپوش پہلے ہمکو پلاؤ چالاک نے گلفام کو جام
دیا گلفام کے بعد کنیزون پر دورہ باندھا وادی آبلہ پا سے اشارے ہین کہ صاحب نہ گھبراؤ مین
سب کو بیہوش کر دونگی میرا تمھارا مطلب حاصل ہو جائیگا وادی آبلہ پا نہایت خوش ہے کہ اب سب بیہوش ہونگے
میرا مطلب حاصل ہوگا چالاک نے گلفام کی آنکھ بچا کر کہا کہ اے وادی آبلہ پا تم بھی پی لو
آنکھون سے اشارہ کیا مراد یہ تھی کہ تمکو شقت پڑیگی اب تو وادی آبلہ پا خوش ہے پھولا نہین سماتا
جام نگاہ بچا کر گلفام سے پی گیا چالاک نے اُسمین بھی بیہوشی ملائی ہے وہ بیہوشی ہے کہ اگر دریا مین ڈالدین
تو مچھلیان بلبلا کر نکل آئین وادی آبلہ پا پیتے ہی بیٹھ گیا عمرو و برق دیکھ رہے ہین دعائین کر رہے ہین
کہ خداوندا عیاری کو چالاک کی پورا کرنا یہان تو چالاک نے دورۂ شراب کا ہنگامہ کیا ہے افراسیاب
نے ماہیان زمرد پوش سے کہا کہ آج گلپوش ایسی گائی مجھکو گمان ہوا ہے کہ کسی عیار کا فعل ہے عمرو
و برق قید ہین شاید چالاک آیا ہو ذرا گلپوش کو تو دریافت کرو یہ سنتے ہی کنیزین دوڑین
جا کر ایک محل کے نیچے دیکھا کہ گلپوش بیہوش پڑی ہے کنیزین روتی پیٹتی سامنے افراسیاب کے آئین
عرض کی کہ اے شہنشاہ گلپوش کو کسی نے بیہوش کر کے ڈالدیا افراسیاب نے کہا کہ مین پہلے ہی سمجھ گیا
تھا ہر چند کہ آج چالاک نے اس طور سے گفتگو کی کہ میرا گمان ہوتا تھا ادھر پلٹ جاتا تھا
نانی امان جلد چلو نہین معلوم باغ گلفام مین کیا قیامت برپا ہو گی افراسیاب نے ماہیان اپنے
مقام سے اُٹھے یہان چالاک سب کو شراب پلا رہا ہے کہ ایک پرچہ گود مین آ کے گرا اُسمین لکھا تھا کہ اے
چالاک ہوشیار ہو جا کہ ماہیان افراسیاب آتے ہین منم نورافشان جادو مین بھی راہ مین

ین سایۂ شہپر ہما ہون
اے ابر شب فراق دے ساتھ
مین سرو قدون کا خاکپا ہون
سر رکھ کے کبھی نہ سو گیا تھا
کانٹون پر اسکو کھینچتا ہون
ثابت ہے گناہ خشکی زہد
وبت ہے مین بندۂ خدا ہون

چلتا نہیں آپ گرچہ اک گام
رونے پر مستعد ہوا ہون
تو رنگ چمن مین ہوش بلبل
اتبک زانو کو سونگھتا ہون
آئینۂ دل مین ہے ترا عکس
تردامنِ موج بوریا ہون
ہے مہر و وفا سراسر مین

پر بیل کی طرح رہنما ہون
کیونکر مری خاک بھی نہ ہو سرد
تو نکہت گُل تو مین صبا ہون
وحشت نے نکالا اُس گلی سے
دن رات مین تجکو دیکھتا ہون
ممکن نہیں اجتماع ضدین
ناسخ کیونکر اُسے نہ چاہون

گلفام جادو وجد کرنے لگی کہا بی گلپوش کیا کہنا اسے عمرو و برق کو بلاؤ بی گلپوش انکو سزا دین لیکن ہوا گلپوش انکو سزا کیا دوگی آٹھ پہر مبتلاے رنج و مصیبت دن کو دوا و دوش رات کو زنجیر و طوق کی کشاکش صرف دو روٹیان بعد آٹھ پہر کے ملتی ہین چالاک نے کہا کہ ذرا بلوائیے تو میری بہنون کو کس حسرت دیا س سے قتل کیا انکی صورتین آنکھون کے سامنے پھرتی ہین ہائے مددملکہ حیرت گئین ساعت دیسنے نکلین کہ پھر زندہ پلٹ کر نہ آئین ان لوگون کا یہی دستور ہے کہ جو انکے قبضے مین آیا فوراً اسے قتل کر ڈالا آپ کے یہان یہ کیا دستور ہے کہ اگر گرفتار کیا قید کیا ابھی انکو قتل کیجیے وادی آبلہ پا نے سر پیٹ لیا کہا کہ اے گلپوش اصل یہ ہے کہ طلسم ہے نہیں ممکن ہے کہ بے دلیل کسی کو قتل کرین ایک صورت تو وہ ہے کہ جس طرح اسد غازی قید ہین سات برس کی میعاد مقرر ہے سات برس کے اس طرف نہین قتل کر سکتے ایک صورت یہ ہے کہ کسی کو گرفتار کر لائے اب اسکو ایسے صدمات پہونچائین کہ خود تڑپ تڑپ کر مرجائین عمرو و برق کو دن کی مشقت شب کو یہ مصیبت آپ دانے کی کمی مزاجون کی برہمی یہ کہکر حکم دیا عمرو و برق کو لاؤ یہ سنکر حبشنیں گئین عمرو و برق کو کشان کشان لائین یہ حال پر ملال عمرو و برق کا دیکھکر چالاک کا قلب اُلٹ گیا کلیجہ پھٹ گیا دیکھا کہ زنجیرون مین جکڑے ہوے ہونٹھ خشک شکم دلپشت ملا ہوا نحیف و زار نالان و بیقرار فریاد فریاد کی صدا دیتے ہوے اُن حبشنون نے سامنے لاکر بٹھا دیا چالاک اُٹھا نیمچہ لیکر چلا کہ مین اپنی بہنون کے خون کا بدلا لون گلفام نے ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ بی گلپوش یہ مناسب نہین ہے قانون کے سراسر خلاف ہے گلپوش کہتی ہے کہ تجھے چھوڑو مین اپنی بہنون کے قاتلونکو قتل کرون میری آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا ہے

ماہیان زمرد پوش پہنچینگی کہ میری کنیز کو کیا کیا مین شرمندہ ہونگا چالاک نے راہ مین سر جھکا کر کہا کہ
صاحب اگر تمھارا دل نہین مانتا ہے مجکو شراب پلا کے بیہوش کرنا خنجر میرے گلے پر پھیر دینا مجکو تمھاری
بدعت کی خبر نہ ہو ورنہ تڑپ کر مر جاؤنگی تجھ ایسے ظالم سے کیونکر جان بچاؤنگی وادی آبلہ پا نے کہا کہ
گلفام جادو میری آشنا ہے تمکو دیکھکر بہت جلیگی لیکن مین تدبیر کرونگا اُسکو خبر نہ ہونے پائیگی اُسکو شراب
پلاکے بیہوش کر دینگے ہم تم مزے اُڑائینگے تم کیون گھبراتی ہو دیکھو میرا کلیجہ دھڑکتا ہے مگر تمھین ملال ہے
چالاک نے راہ بھر مین وادی آبلہ پا کو خوب شیشے مین اُتارا تھوڑے عرصے کے بعد باغ گلفام دکھائی
دیا چالاک نے دیکھا کہ باغ نہایت آراستہ ہے وسط باغ مین ایک چبوترہ اُسپر فرش مشجر گستردہ ہے
گلفام مع کنیزون کے بیٹھی ہے صحبت شراب و کباب آراستہ کنیزون سے کہہ رہی ہے اسوقت ملکۂ عالم نے
اپنے خدمتگزار کو کیون طلب فرمایا کنیزین عرض کرتی ہین عمرو برق کے بارے مین کچھ تاکید فرمائی ہوگی
کہ سب نے کہا دیکھیے تخت آتا ہے ایک نازنین بھی خوبصورت ساتھ ہے گلفام نے سر اُٹھا کر دیکھا مگر تیور پر بل
پڑ گئے جب تخت زمین پر آیا چالاک نے تخت سے کود کر جھک کر سلام کیا دست بستہ عرض کی کہ حضور
نے کنیز کو پہچانا گلفام نے کہا کہ صاحب مین نے تمکو کبھی دیکھا نہین چالاک نے کہا کہ مین کنیز ان ملکہ
ماہیان زمرد پوش مین منسوب ہون اسوقت گانے کا چرچا تھا آپ کا بھی ذکر آیا مین نے کہا کہ مین
ملکۂ عالم کے سامنے جاکر گاؤنگی مین نے ملکہ ماہیان کا لاکھون روپیہ صرف کیا کچھ آئین بائین شائین حاصل
ہو گیا حضور یہی سُنین عمرو و برق کو دیکھنے آئی ہون میری بہنون کے یہ عیار قاتل ہین مین بھی اُنھین تکلیف
پہونچاؤن جب اس طرح چالاک نے سامنے گلفام کے رو رو کر باتین کین اپنی بہنون کا بھی غم کیا گلفام
نے کہا کہ تو ابیٹھو ہم تمھارے دشمنون کو بلواتے ہین چالاک سر جھکا کر بیٹھا دل مین پیچ و تاب ہے کہ
کیونکر انکو قتل کرون کہ قبلہ و کعبہ دبرق رہا ہون سامنے گلفام کے بیٹھ گیا بھولی بھولی باتین کر رہا ہے
گلفام نے کنیزون کو اشارہ کیا کہ ارے ساز درست کرو ساز آراستہ ہوئے آپس مین ساز کیا در عیش و
عشرت باز ہوا چالاک نے سامنے گلفام کے یہ غزل عاشقانہ گنگنا کے شروع کی

نظم

اس ابر مین یار سے جدا ہون | بجلی کی طرح تڑپ رہا ہون | گلبن ہون اگرچہ ہون مین بے برگ
بلبل ہون اگرچہ بے نوا ہون | دن رات تصور پری ہے | دیوانہ مین اندنون بنا ہون
گو منہہ رہان یک جالیک | پامال بسان نقش پا ہون | افتادۂ خاک ہون ولیکن

کہا کہ مین ابھی بلواتی ہون یہ کہکے ماہیان نے دستک دی اور نام لیکر پکارا کہ ای وادی آبلہ پا
شہنشاہ یاد فرماتے ہین کہ ایک آندھی سیاہ چلی ایک جادوگر کو دیکھا کہ سر چھاج منھ پہاڑ سا سامنے ماہیان
کے آیا جھک کر سلام کیا عرض کی کہ ای ملکۂ عالم خلاف وقت غلام کو کیون طلب فرمایا کہا کہ شہنشاہ
فرماتے ہین عمرو و برق کو لاؤ کنیز نے اُٹھکر وادی کو سلام کیا کہ یہان میری کئی بہنین ہاتھ سے
ساربان زادے کے قتل ہوئین مین نے آپ کو تکلیف دی ہی چاہتی ہون کہ حال خراب سے اُستاد و شاگرد
کو دیکھون کہ میرے دل کو ہوس ہی کہ اپنے ہاتھ سے ساربان زادے کو کچھ سزا دون بوٹیان اُنکی کاٹ کاٹ
کے کھاؤن مین سب بہنون مین بدصورت ہون وہ نہایت حسین و جمیل تھین وادی آبلہ پا سے جو آنکھون مین
آنسو بھر کے کنیز نے باتین کین اور جمال عابد کش و زاہد فریب پر اُسکی نگاہ پڑی آنکھ سے آنکھ لڑی کشتۂ تیغ ابرو
گرفتار حلقۂ گیسو ہوا جیسے ہی چالاک سے اُسنے آنکھ ملائی اشارے سے کہا کہ ہمکو باغ گلفام مین لیچلو کہ اُن
دونون کو تمھارے سامنے سزا دین تنہائی مین گانا سنائین وادی آبلہ پا نے ملکہ ماہیان سے کہا
کہ دن کو عمرو و برق کو تو قید سے رہا کر دیتا ہون کہ صحراے خارستان مین دوڑے دوڑے پھرین اعضا
اُنکے حدت و تمازت نیر اعظم سے گھلین گے شب کو قید کر دیتا ہون کہ قید آہن سے اُنکو صدمہ ہو پچے دو دو
روٹیان خشک اور ایک ایک آبخورہ پانی کا شب کو پہونچاتا ہون شدت تشنگی سے دونون بیقرار رہتے
ہین آٹھ پہر جفائین سہتے ہین اگر آپ کا حکم ہو تو بی گلپوش کو اپنے ساتھ لیجاؤن باغ گلفام کے
عجائب و غرائب دکھاؤن مگر افراسیاب نہ چاہتا تھا کہ آنکھون کے سامنے سے یہ نازنین ہٹے لیکن نگاہ
محبت سے دیکھنا افراسیاب کا گلپوش کو ماہیان کے خلاف گذرا جانتی ہی کہ یہ سفلہ مزاج ہی
ایسا نہ ہو کہ یہ گلپوش پر بھی دست انداز ہو وادی آبلہ پا سے کہا کہ اچھا گلپوش کو اپنے ساتھ
لیجاؤ لیکن تھوڑے ہی عرصے مین یہان پہونچا دینا افراسیاب کچھ نہ کہ سکا وادی آبلہ پا نے
ایک تخت بنایا اُسپر گلپوش کو سوار کیا طرف باغ گلفام کے لیچلا اب جو چالاک نے راہ مین
وادی کو تنہا پایا ناز و غمزے کی ترقی کی کبھی پٹے پکڑ لیے کبھی گورے گورے ہاتھون سے بلائین لین کہا
صاحب مین تو تمھارے اشتیاق مین چلی آئی لیکن مجکو ہاتھ نہ لگانا مین اور باتون سے آگاہ نہین ہون الگ سے
باتین کرو کبھی پہلو سے پہلو ملا دیا کبھی ہنسایا کبھی رُلایا بوٹا سا قد کبھی اُٹھ کھڑا ہوا کہا کہ دیکھو صاحب تم مجکو
گھورتے ہو میرا خون گھٹا جاتا ہی مین تخت سے کود پڑونگی وادی آبلہ پا نے ہاتھ پکڑ لیا کہ صاحب کیسا ارادہ کرنا

زخمی اُس مہ نے کیا تیغ ہلالی سے مجھے　　چاہیے پٹی کو دھجی چادر مہتاب کی
ہمکو بھولین گے نہ دنیا کے تماسے بعد مرگ　　یاد بیداری مین آئینگی یہ باتین خواب کی
ہوگیا اک رنج میری جان کو عیش وصال　　آگئی جس رات آواز حزین سُرخاب کی
حضرت غم آگئے ہین فرقت ساقی مین آپ　　لیجیے کوئی پیالی بھیجیے خوناب کی
دیدۂ تر سے مژہ بر لخت دل آتے نہین　　رہتی ہین قالب ہین یہ کہ مچھلیان تالاب کی
آب ویران ہو نہ لاؤ ہجر ساقی مین شراب　　خانۂ دل کے لیے حاجت نہین سیلاب کی
ہرن وہ سرگشتہ جو دیکھا مین نے مُنہ اپنا کبھی　　آئنے مین صاف صورت ہوگئی گرداب کی
زاہدا جائے نہ یان مسجد کے دھوکے سے کہین　　میکشو میخانے مین حاجت نہین محراب کی
وادی غربت مین ناسخ ہو وطن میرے حضور　　خود فراموشی مین کبھی ہو مجکو یاد احباب کی

اِس طرح چالاک نے یہ غزل سامنے افراسیاب کے گائی اور دوسرا کمال چالاک یہ کررہا ہو نیا
چھل بل نہین کرتا جب خیال کیا افراسیاب جادو کی تیوری پر بل آئے اس طور سے اپنے کو چھپاتا
تیور پر بل افراسیاب کے نہین آنے دیتا جب افراسیاب کو ذرا بدگمانی ہوتی ہو کہ عیار دو
یہی حرکت ہو چالاک شرماکر سر جھکا لیتا ہو بھولی بھولی باتین کرتا ہو کہ افراسیاب کے مُنھ سے
کہ نانی امان عمرو اور برق کو رات کو آپ کہان رکھتی ہین ماہیان نے کہا کہ اے افراسیاب جادو
وادی آبلہ پا میرا مصاحب قدیم اُسکو اسی کام پر مقرر کیا ہو کہ دن بھر حفاظت کرے اور وقت شب
باغ گلفام جادو مین لیجائے ایک ہفتے کی تکلیف ہو کہ دن بھر دھوپ مین عمرو و برق دوڑے دوڑے
پھرتے ہین آخر گھل جائینگے یہ مقام وہ ہو کہ کبھی سامری و جمشید نے آرام نہین پایا گوشۂ پردۂ ظلم
کہلاتا ہو بڑے بڑے ساحر آئے چاہا کہ اس تاثیر کو مٹا دین زندگی مین وادی آبلہ کے ممکن نہ ہوا
بڑے ساحرون نے قصد کیا کہ اس عہدے پر رہین مین نے جواب دیا کہ یہ ہمیشہ سے اس عہدے کو کرتا
مین نے اسکو تبدیل نہین کیا افراسیاب خاموش ہو رہا اب چالاک حیران ہو کہ باغ گلفام کہا
ہو کیا تدبیر کرون جب تک وادی آبلہ پا نہ قتل ہوگا تب تک رہائی قبلہ و کعبہ غیر ممکن ہو کہا
باندھکر چالاک نے سامنے افراسیاب کے عرض کی کہ میری بہن نہین ہاتھ سے ساربان زادے کے قتل ہوئی ہین
عمرو کو حال خراب مین دیکھا چاہتی ہون نانی امان نے بڑا کمال کیا کہ عمرو کو اس حال سے دکھا دیا

افراسیاب کہان گیا تھا مین شام سے تیری مشتاق تھی اتنا عرصہ کیون ہوا افراسیاب نے کہا کہ مین سب
حال آپ سے عرض کرونگا یہ فرمائیے کہ عمرو کا کیا انتظام ہوا ماہیان نے ہنسکر کہا کہ یہ قیدی تا قید حیات
یلسے نہین چھوٹ سکتا ہی افراسیاب وہ تدبیر بن پڑی کہ عمرو تڑپ تڑپ کر مریگا اُس جنگل مین اسقدر
پسینہ نکلتا ہی کہ طبیعت کو فرحت ہوتی ہی لیکن پسینہ نکلنے سے جسم گُھلتا جاتا ہی گیارھوین صرف ہڈیان
اقی رہجائینگی سولھوین دن ہڈیون پر مینہ برسے گا کہ ہڈیان مثل تار عنکبوت ہو جائینگی بائیسوین دن وہ
ہڈیان تنکا ہوکر ہوا ے صحرا مین اُڑتی پھرینگی پچیسوین دن خاک ہوکر اُڑ جائیگا میان برق فرنگی
عیاری کرنے آئے تھے وہ بھی گرفتار ہوے اُستاد و شاگرد کا ایک حال کرونگی افراسیاب
وش ہورہا ہی مگر چالاک ایک غار مین بیٹھا ہی یہ سب معاملہ دیکھ رہا ہی افراسیاب نے کہا کہ ای نانی جان
ب عمرو کا خاتمہ ہونے لگیگا نور افشان و برہمن کو کب سب اسکی مدد کو آئین گے ماہیان نے
کہا کہ اسکی بھی تدبیر کردونگی چالاک غار سے نکلا اندھیرے مین ٹہل رہا ہی ایک کنیز ماہیان کی برا ے
پیشاب بولائی ہوئی آئی جس مقام پر بیٹھی چالاک جھپٹ کر پہونچا جیسے ہی کنیز پیشاب کر کے اُٹھنے لگی
چالاک نے حلقہ ہاے کمند مارے حباب مار کر بیہوش کیا اُسکو کنارے ڈالدیا اُسی کا زیور و لباس پہنکر
سی کی صورت بنا اب چالاک ناز و کرشمہ دکھاتا ہوا محفل مین آیا جھک کر شہنشاہ کو سلام کیا
افراسیاب کی نگاہ پڑی کہ ایک کنیز نہایت حسین سینہ اُبھار اُبھار دکھا رہی ہی افراسیاب نے جو
انکھ ملائی انگوٹھا دکھا دیا مُنہ چڑھا دیا افراسیاب ہنسنے لگا ماہیان نے پوچھا کہ ای فرزند کیا ہنسے
کہا یہ کنیز جو سامنے کھڑی ہی اُسکا کیا نام ہی ماہیان نے کہا کہ مین نے اسکو بچپن سے پالا ہی سحر مین
اق حُسن مین شہرہ آفاق ہی اس طرح کی نازنین نگاہ سے نہین گذری بڑی شوخ و شنگ ہی کنیز نے
ہ کر عرض کی کہ نانی اماں ابھی میرے کمال سے آپ آگاہ نہین ہین مین نے لاکھون روپیہ خرچ
کر کے گویون سے گانا سیکھا ہی ماہیان نے کہا کہ کچھ ہمکو بھی سُناؤ کنیز سازندون کے بیچ مین آکر بیٹھی
اور یہ غزل شروع کی

نظم

و گیا بیتاب سنکر آہ مجھ بیتاب کی
میرے سیم اندام کی حالت ہوئی سیماب کی

غل رونے کا ہی تیرے عشق مین ای بحر حسن
رات دن بیٹھا گنا کرتا ہون لہرین آب کی

ونٹھ دونون صورت عناب آتے ہین نظر
آپ کی مسواک گویا شاخ ہی عناب کی

چالاک حیران ہو گیا کہ یا تو وہ خارستان یا پُر بہار گلستان لیکن خواجہ دبرق کہان غائب ہو گئے ہا۔
کہان تلاش کرون لیکن دیکھا کہ نخل سرو پر ایک طائر ہفت رنگ زمزمہ سرائی کر رہا ہے کس لطف سے
غزلخوان یہ اشعار حیرت انگیز دردزبان

نظم

ہے دلا اسکو دوام اس گردش افلاک مین — خاک کے پتلے ہزارون مل گئے ہین خاک مین
زاہدا ہے فرق جتنا جود و امساک مین — جان اتنا ہی تفاوت ہے میان و تریاک مین
کیا ہی چالاکی ہے تیرے توسن چالاک مین — مرغ دل اپنا فلک پرواز ہے فتراک مین
دیکھکر دانتون کی براقی جو غش آیا مجھے — عالم انگشت حیرت ہے تری مسواک مین
فاقہ مستی پر قناعت ہو جو تمکو میکشو — ہے لبالب بادۂ عشرت خم افلاک مین
کر رہی ہے یہ لب جو پر زبان سبزہ ہے — پاک مین ہے کب وہ کیفیت جو ہے ناپاک مین
گریہ ہے تیرے قدم سے باغ کی بالیدگی — دانۂ انگور ہونگے شیشۂ می تاک مین
مست عالم کو کیا چشم سیاہ یار نے — ساغر مے کا ہے عالم ساغر تریاک مین
مقبرے کو جائے شادی سمجھے وہ دیوانہ ہے — دفن لاکھون ہو گئے اس گنبد افلاک مین
دور سے دونون کا نظارہ ہے نزدیکی محال — فرق کیا ہے آفتاب و روئے آتشناک مین
اسکے ہوتے آنے دے حمام مین مجکو اگر — ڈالدون مین نقد جان کو کیسۂ دلاک مین
کیون اٹھا لائے ہین ہمدم مجکو ناسخ بعد قتل — چین سے لاشہ پڑا تھا کوچۂ سفاک مین

چالاک نے دیکھا کہ طائر کے غزل پڑھتے ہی باغ مین روشنی ہوئی طائر غائب ہوا روشنی ہوتے ہی
چبوترے پر فرش بچھا چند کنیزین دست بستہ حاضر ہین بیچ مین مسند شاہانہ شراب و کباب کھا ہے معلوم
ہوتا ہے کہ کنیزین کسی کی منتظر ہین تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ ماہیان زمرد پوش
بصد جوش و خروش تخت زرین پر سوار تخت اڑاتی ہوئی چلی آتی ہے تخت آ کے اترا چالاک بن عمرو
نے دیکھا کہ ماہیان مسند پر آ کے بیٹھی بیٹھتے ہی ایک کنیز سے اشارہ کیا کہ میرے بچے کی تو خبر لاؤ کیا کر رہا
ہے کہنا کہ بیٹیا اگر فرصت ہو تو برائے چند ساعت صحرائے زنگار رنگ مین آ کر بیٹھو کہ اسی کو صحرائے
خارستان بھی کہتے ہین وہ کنیز روانہ ہوئی تھوڑے عرصے کے بعد دیکھا کہ افراسیاب جادو بکبر و نخوت بصد
شوکت تخت پر سوار آ کر ہویدا تخت سے اترا ماہیان نے ہاتھ مین ہاتھ تھا لیا ماہیان نے پوچھا کہ ا

مگر بہت رو دیا حیران حیران دیکھ رہا ہی وہ جو نورافشان نے کہا تھا کہ ای چالاک جو کام کرنا سمجھ کے کرنا
اب چالاک سوچ رہا ہی کہ کیا سبب ہی قبلہ و کعبہ اپنے ہوش مین ہین اس صحرا سے نکل کیون نہین جاتے
لباس جسم برہنہ ہونے کا کیا باعث ہی کہ برہنہ پھر رہے ہین چالاک یہ باتین سوچ رہا ہی کہ پشت سے گرد
اُڑتی دیکھا کہ میان برق تڑپتے ہوے چلے آتے ہین چالاک سوچے یہ خواجہ کو دیکھکر رکیگا لیکن برق
بھاگا ہوا آیا تھا ہانپ رہا ہی جیسے ہی خواجہ کو دیکھا بیقرار ہوگیا پکار کر آواز دی کہ استاد یہ کیا حال ہی مین
بھی آؤن آپ کس حال مین ہین عمرو نے ہرچند اشارہ کیا کہ مجھسے بات نہ کرو برق نہ سمجھا پکارے ہی گیا
ایک برق چمک کر برق پر گری چالاک نے دیکھا کہ برق غائب ہوگیا چالاک حیران حیران دیکھ رہا ہی
کہ یہ کیا غضب ہوگیا والد منع کرتے تھے برق نے نہ مانا چالاک اس حیرانی مین تھا کہ دیکھا برق فرنگی
کو ایک جادوگر کشان کشان لاتا ہی جس حال سے خواجہ تھے اُسی طرح برق کو بھی لاتا ہی اُسی جنگل مین
لاکر چھوڑ دیا برق پیچھے پیچھے خواجہ کے دوڑتا پھرتا ہی وہی پسینے کا برق کے بھی حال ہی چالاک نے
یہ بھی خیال کرکے دیکھا کہ جون جون پسینا جسم سے نکلتا ہی اعضا گُھلتے جاتے ہین چالاک بدحواس ہوگیا
کہ دو چار روز مین یہ دونون آدمی بہجائینگے اس سوچ مین بیٹھا ہی یہی سوچ رہا ہی کہ کیا کرون اسی سوچ
مین چالاک کو دن بھر گذرا جب دن قلیل باقی رہا تو دیکھا کہ برق و عمرو کے ہاتھ پانون مین ہتھکڑیان
بیڑیان ہین جب بالکل شام ہونے لگی ہواے سرد چلی وہی صحراے خارستان نمونہ گلستان ہونے لگا
نخل بیچ اپنے پھلنے لگے کانٹون کے نخل جلنے لگے برق و خواجہ غائب ہوگئے اب چالاک حیران ہوا
کہ یہ کیا غضب ہوا دونون صاحب کہان غائب ہوے اب کہان تلاش کرنے جاؤن دل سے اپنے یہ
باتین کرتا ہی سرنگون بیٹھا ہی اب جو سر اُٹھایا اُسی صحراے خارستان کو رشک باغ جنان پایا جوانان
چمن سبز پوش میخواران گلستان کو بیہوشی مین ہوش جام گلہاے رنگین شراب شبنم سے معمور کیفیت آمد بہار
مین مسرور برسر سرو لب جو قمریون کی کوکو فاختہ قلندر مشرب آمادۂ عیش و طرب بالق خاکستری زیب جسم
عاشق عارزنان پاغ آسمین حق سرہ کی صدا بلند کررہے ہین یا دائی مین دم بھر رہے ہین کانٹون کی انگلیان
اُٹھی ہین جوش بہار کا نشان بتا رہی ہین پھولون نے جشن کیا ہی پھولون نہین سماتے عندلیبان خوش نوا ہرچند
کہ وقت شب ہی کیونکر زمزمہ سرائی کرین یا الٰہی مین دم محبت کا بھرین مفتی بہار مسند رنگا رنگ پر جلوہ فرما
صبا آکر مژدۂ آمد بہار قاضی صاحب کو سناتی ہی مقدمات شرعی درپیش ہین ہر رنگ مین پس و پیش ہین

مرنا ندبوح کا جو سردار کہ گم تھے وہ سب اُسی صحرا مین ثابت ہوے زمین پر موجود تھے آگر نور افشان سے
ملاقات کی لشکر ندبوح نے فرار پر قرار کیا نور افشان اہل اسلام کو ساتھ لیکر بفتح و فیروزی پلٹے
ساتھ باتین کرتے ہوے جاتے ہین خواجہ عمرو و جانسوز و ضرغام وغیرہ بھی حاضر ہین خواجہ
نور افشان سے کہا کہ اُستاد آج تمنے برا کام کیا کہ یکایک زمین شق ہوئی ایک ریگ ماہی زمین سے
نکلی خواجہ کو لپٹ گئی اتنی جلدی نکلی کہ سب کی آنکھین جھپک گئین خواجہ نے ایک چیخ ماری کہ ا
نور افشان مجکو بچانا نور افشان نے پلٹ کر دیکھا کہ خواجہ کو مچھلی لیکر غرق زمین ہوگئی کوئی سردار
نہ کر سکا نور افشان نے کئی دو ہتھڑ زمین پر مارے زمین شق ہوئی کچھ مدعا حاصل نہ ہوا نور افشان نے
کر خیر بی ماہیان ہمارے ساتھ پھر شعبدہ کر گئین سمجھا جائیگا خواجہ کو کوئی قتل نہین کر سکتا سب سر
بارگاہ مین آئے ملکہ مہرخ نے کہا کہ اُستاد کچھ خواجہ کی تدبیر ہونا چاہیے نور افشان نے جھولی سے ایک
ورق نکالا اُسکو دیکھکر کہا کہ کوہ نیرنگ کے آگے ایک صحراے خارستان ملیگا وہان خواجہ کو بیبی
قید کیا ہی وہین سے رہائی ہوگی برق تڑپ کر اپنے مقام سے اُٹھا نور افشان نے کہا کہ برق تم
تیر کوئی افتاد پڑیگی برق نے کچھ جواب نہ دیا نور افشان نے چالاک سے اشارہ کیا کہ اے چالاک
مقام پر آشوب ہی تم فرزند خواجہ عمرو ہو سب عیارون سے بہتر ہو طرف سے کوہ نیرنگ کے
اپنے قبلہ وکعبہ کا پتہ لگانا لیکن جو کام کرنا وہ سمجھ بوجھ کے کرنا ورنہ گرفتار ہو جاؤگے چالاک سب
وعدہ کر کے نکلا نور افشان طرف اپنے قصر نور افشانی کے روانہ ہوگئے سب دارون نے چالاک
سے کہا کہ کہو ہم بھی ساتھ چلین چالاک نے کہا کہ کسی کی ضرورت نہین برق فرنگی چالاک
کی نگاہ بچا کر نکل گیا چالاک باہر نکلا برق کو تلاش کیا نہ پایا جست وخیز کرتا ہوا چلا آتے آتے کو
نیرنگ کے قریب پہونچا درہ کوہ مین داخل ہوا درۂ کوہ کو طے کر کے بیرون کوہ نیرنگ آیا ایک نخل کی
آڑ پکڑ کے دیکھنے لگا دیکھا کہ ایک صحراے خارستان کانٹون کے جا بجا درخت زمین سخت صدائین دہیبناک
ہین اکثر طائر کانٹون مین اُلجھ گئے ہین پھڑک پھڑک کر مر گئے خواجہ عمرو ایک غرقی باندھے ہوے اُس
جنگل مین دوڑتے پھرتے ہین اسقدر خواجہ کو پسینا آتا ہی کہ جس مقام پر کھڑے ہوتے ہین تھالا بن جا
ہی خواجہ پھر گھبرا کر وہانسے بھاگتے ہین خواجہ کو ڈر معلوم ہوتا ہی کہ ایسا نہ ہوا پنے پسینے مین خود غرق
ہو جاؤن اس خوف سے دوڑتے پھرتے ہین چالاک یہ حال خواجہ کا دیکھکر ایک غار مین چھپ گ

ہراہٹ کی آواز آتی ہے جیسے کسی پر کوئی بدعت ہو یہ جو نورافشان نے دیکھا للکارا کہ او نامرد تو نے غضب
کیا اہل اسلام کو غارت کیا ہوتا خدا میرے فرزند کو سلامت رکھے کہ برہمن روئیں تن نے بچایا عین وقت
پر اسکو خبر ہوپہنچی کہ ماہیان لگاکر ہمکو لے گئی ہو خدا نے اُس مکارہ کے مکر سے ہمکو بچایا اب کہاں جاؤ گے
یہ کہکر نورافشان زمین پر آئے جب نخل کے قریب پہونچے اُسے جڑ سے اکھیڑ ڈالا پھولوں پر پانی برسایا
جس پھول پر قطرۂ آب گرا ملکہ سُرخ مو و ہلال سحر افگن وغیرہ ظاہر ہونے لگیں جو سردار ظاہر ہوا لڑائی
میں مصروف ہوگیا نخل سیکڑوں کاٹ کر گرا دیے سحر نورافشان کو کون روک سکتا ہے ہر ایک ساحر کو
سکتا ہے مذبوح نے جو یہ ہنگامہ دیکھا للکار کر آواز دی کہ ای نورافشان افراسیاب نے
اسکو دھوکا کھایا میں کیا تجسے کم ہوں سحر و ساحری میں محکم ہوں یہ کہکر نورافشان پر گولہ مارا نورافشان
نے فوراً ہاتھ ہلا دیا گولہ پھٹ کر زمین پر گرا اب تو مذبوح نے تار باندھ دیا چاہتا ہے کہ کوئی ایسا سحر
کروں کہ نورافشان زمین پر گریں میں سر کاٹ لوں لیکن جو اسنے سحر کیا نورافشان نے اشارے میں دفع کردیا
اتفاق سے لشکر حیرت بھی آ پہونچا تھا جب حیرت نے خبر شکست لشکر اسلام سُنی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ
ملکہ بہار و باغبان وغیرہ سحر میں مبتلا ہوے مذبوح نے سب کو گرفتار کرلیا تب حیرت نے کہا کہ اب
چل کے مہرخ کو گرفتار کرلیں لشکر حیرت کو جو نورافشان نے دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای حیرت
تم تو پلٹ جاؤ بی ماہیان نے آج میرے ساتھ شعبدہ کیا میں تو حال معلوم ہو بھاگ کر پردہ
ظلمات میں چلی گئیں ایک ہلکا سا طمانچہ کھایا حیرت نے دیکھا کہ ایسا نہ ہو نورافشان مجھپر آپڑے
حیرت نے تخت اپنا ہٹایا یاقوت و زمرد بھی بھاگیں مگر مذبوح اُسی طرح سحر کر رہا ہے نورافشان
لڑتے بھڑتے چلے آتے ہیں جو شجر راہ میں ملا تبر سحر سے قلم کیا یا کوئی اسم دم کیا صدہا نخل کاٹ کر گرا دیے
مذبوح نے جو یہ زبردستی دیکھی اسی طلسم کا رہنے والا ہے نام کے نورافشان کے خوب آگاہ ہے دیکھا کہ
رنگ سحر تباہ ہے چاہا کہ بھاگ کر نکل جاؤں نورافشان نے کہا کہ ای مذبوح اب تم ذبح ہوے تمہارے
ارادے کو ہم سمجھے طوق اجل گریبان گیر ہے تمہارے قتل کی تدبیر ہے مذبوح پیچھے ہٹتا تھا کہ نورافشان
نے آواز دی کہاں جاؤ گے اب شجر سحر نہ بناؤ گے بوڑھا شیر لڑتا ہوا آتا ہے کون روکے کون ٹوکے
جھپٹ کے قریب مذبوح کے ہو پہنچے مذبوح نے بڑے بڑے سحر کیے نورافشان نے دفع کیے مذبوح
نے ہاتھ تلوار کا مارا نورافشان نے بلاتکلف کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایک طمانچہ مارا کہ سر مذبوح کا اُڑ گیا

رج وریا ہے تار سطر کا
مرغ دل داغ کھائیگا جو یہ ہین
بادشہ ہو وہ ہفت کشور کا
شل مینا لمون نہ کیون جھک کر
کہ یہ مصرع ملا برابر کا
ہے شب ہجر تا ابد نہین صبح
طور ہے تربتون کی چادر کا
حسب ہوا گور مین عذاب فشار
حسن محتاج کب ہے زیور کا

تھا جو یوسف ہوا نہ وہ بھی عزیز
شبہہ ہوگا گلی کبوتر کا
مست کہتے ہین جسکو ابر بہار
آج ہے دور دور ساغر کا
مرغ دل تب سے آپ کا ہے صید
نہ رہا خوف روز محشر کا
رشک مہتاب یہ ہے کیا اسکو
دھیان آیا کنارا در کا
کیسا ہے ناسخ جواب خط کا ذکر

کیا بہادر گو غسم برادر
کرے یاد خدا جو اک ہ
گوشہ ہے میرے دامن تر
کیون نہ مصرع رہے قد موزو
جب کبوتر اڑاتے تھے پر
ہجر مین چاندنی سے کیا خوش ہو
رنگ بدلا جو تیرے جنبر
ید بیضا سے ہاتھ آئی یہ بار
نہ ملا ایک پر کبوتر

نور افشان نے کہا کہ مجھے بھی تیرا دل سے اشتیاق ہے نازنین نے جام شراب لبریز کیا دست نگار رکھکر سامنے نور افشان کے پیش کیا کہا کہ اے شہنشاہ ساحران دل اس صحبت کا مدت مدید سے خواہا تھا آج آرزوے دل برآئی ایسی ایسی باتین کرکے جام پیش کیا نور افشان نے ہاتھ بڑھایا کہ قہقہے آواز آئی صدا یہ تھی کہ اے شہنشاہ یہ غفلت بیجا نو نو کہ یہ کون ہے دشمن جان تشنہ خون بادشاہ ہر دہ وہ نازنین چہار جانب دیکھنے لگی کوئی آواز دینے والا نہ معلوم ہوا پھر نور افشان نے قصد کیا کہ پی جاؤن آسمان سے ایک برق گری اس نازنین نے اف کرکے منھ پھیر لیا نور افشان نے نگا دیکھا کہ ماہیان زمرد پوش پہلو مین بیٹھی ہوئی باتین بنا رہی ہے نور افشان جادو نے نعرہ کیا کہ ا بیحیا مین نے تجکو بہچانا یہ دریاے مکر کا جوش وخروش کہان جائیگی ماہیان نے چاہا کہ جھک کر نکلو نور افشان کو اپنی غفلت پر بہت شرم آئی کہ مین جنگ افراسیاب سے اسکے ساتھ چلا آیا نہین معلو افراسیاب نے لشکر اسلام کا کیا حال کیا ہوگا ہاتھ پر ہاتھ ڈالدیا ماہیان نے کچھ کہا نور افشان ہاتھ مین آبلہ پڑ گیا ضبط کرکے ایک طمانچہ مارا ماہیان کے منھ سے نکل گیا کہ بتمیز کیون ہاتھ مارتا ہے ا یہ لفظ نہ کہتی تو ماہیان کا سر اڑ جاتا پتھر پہ ہاتھ پڑا کہ انگلیون سے قطرے خون کے ٹپک پڑے ماہیان تڑپ کر بلند ہوئی نور افشان غصے مین چلے اس وقت آکر ہو پہنچے کہ ندبوح شعلہ مزاج نے آفت بر کر دی ہے صدہا نخل جا بجا پیدا ہوے اس نخلستان مین سردار و غیر سردار غائب ہوگئے ہین اور ہر نخل سے

رنے پلٹ کر دیکھا کہ ایک نخل سایہ ندارد بے برگ وبار پتے خشک شاخین پریشان بیخ سے ہوا
ن رہا ہی بہار نے ایک طرہ پھینک مارا نخل زمین پر گرا ہیزم خشک تھا ایک نخل اور تروتازہ پیدا ہوا
ے سبز شاخون مین مثل دست حسینان رعنائی ایک شاخ مین پھول نرگس کا مثل چشم محبوب رنگ عجب
پھول سے آواز آئی کہ اے بہار ہمارے پاس آؤ بہار نے کان سے دوسرا طرہ نکالا تھا کہ اسم سحر
ون طرہ پھینک مارون کہ جھونکا ہوائے گرم کا چلا رنگ روے بہار متغیر ہوا سب نے دیکھا کہ ملکہ
ر غائب ہوگئین اُس پھول کی گردش بڑھتی جاتی ہے اُس گردش کو دیکھکر باغبان بھی پکارتا ہوا
ا بموجب مضمون مطلع قمر مطلع اسعد گردش نہین لازم ہے چشم یار کو ہے سفر موجب ضرر کا مردم بیدار کو
غبان بھی قریب نخل کے جا کر غائب ہوا نخل مین ایک پھول اور پیدا ہوا برق لامع نے دور سے
یکر آواز دی کہ یہ سحر بدعت ہے چاہا کر کون اس نخل کے ٹکڑے اڑا دون جیسے ہی برق لامع قریب
ن کے پہونچین تڑپ کر گرین شاخ نخل قلم ہوئی برق لامع بھی غائب ہوئین ایک پھول سبز پیدا ہوا
وتا نتا بندھ گیا جو سردار قریب نخل کے پہونچا جا کر غائب ہوا کئی سو سردار قریب نخل کے جا کر غائب
ے پھول بڑھتے جاتے ہین جتنے سردار غائب ہوے اُتنے ہی پھول درخت مین ہر گئے دور سے جو
ہرخ نے دیکھا پکار کر آواز دی کہ صاحبو یہ مندبوح کا سحر ہے جو اسکے قریب جائیگا اسیر ہی جفا ہوگی
وح نے اب ایسا سحر کیا کہ اس نخل کے سوا جا بجا اور نخل پیدا ہوے لشکر والے اُن درختون
ی غائب ہونے لگے ملکہ مہرخ نے دیکھا کہ لشکر مین بربادی پانچون عیار بصورت مبدل درہ کو بھیجا
ے ہین جب قصد کرتے ہین کہ ہم واسطے عیاری کے جائین جھونکا ہوائے گرم کا چلتا ہے واف کر کے
کوہ مین چلے آتے ہین عیاری کے واسطے جا نہین سکتے حیران ہین کہ ارادے مین ہمارے کیون فرق
ے خود بخود قلب ٹھہرا تا ہے کیونکر عیاری کرین مہتر قران بھی حیران کھڑے ہین لیکن نور افشان جادو
تھا اُس نازنین کے باتین کرتے ہوے جاتے ہین تھوڑی دور چلے تھے کہ ایک قصر ظاہر ہوا وہ نازنین
فشان کو اُس قصر مین لائی ایک تخت بچھا تھا اُسپر فرش معقول گسترده مسند آراستہ گلابیان شراب کی
یان کباب کی اُس نازنین نے نور افشان کو مسند پر بٹھایا جام لبریز کرکے کہا کہ اے شہنشاہ ساحران
مین مدت سے آپ کی مشتاق تھی میری آرزو پوری ہوئی اصل کیفیت یہ ہے شعر

...سے لونگا مین کام رہبر کا	کیا پتا چاہیے ترے گھر کا		حال گمگشتہ ہون بندۂ ترکا

افراسیاب زمین سے پیدا ہوا پکار کر آواز دی کہ ای فرخ و بہار اب میرے ہاتھ سے کہان جاؤ گی
تلوار کھینچ کر چلا کہ جا کر فرخ کو مارون کچھ تیر برسائے آواز دی کہ ای صحیحہ جوہر کشان سب کو لینا تلوارون
کے جوہر دکھا دے یہ کہتا ہوا دوڑا چلا آتا ہی ہر چند کہ سردارون نے روکا مگر افراسیاب کب رکتا ہی لکہ ہاے
ابر آسمان پر پیدا ہوئے سامنے آکر شق ہوئے جن سردارون کو افراسیاب نے مخفی کر دیا تھا وہ ظاہر ہو
لگے ابر سے ایک جوان تاجدار تاج کلان سر پر اسباب سحر سامنے رکھا ہوا پشت پر لاکہ جادوگر افراسیاب
سے کہا آپ ٹھہر جائیے غلامان جانباز موجود ہین یہ سنتے ہی افراسیاب نے پکار کر آواز دی کہ ای مندبوح
اسوقت کسی کی ضرورت نہین مندبوح شعلہ مزاج نے کہا کہ مین نہ مانونگا اتنو مین اپنے ملک سے
آچکا ہے کام کیے نہ جاؤنگا طائران سحر نے مجکو خبر دی کہ مسلمانون کے ہاتھ سے تنگ ہین خود شہنشاہ
آمادۂ جنگ ہین اسی وجہ سے حاضر ہوا کیا مین کھڑا ہو کر تماشا دیکھون افراسیاب کو بہت ناگوار ہوا کہا
کہ ای مندبوح آج مجکو منظور ہی کہ مسلمانون کا خاتمہ کر دون لاشون سے میدان کارزار بھر دون میرے
تساہل کی وجہ سے رازداران طلسم باتین نکالتے ہین کہتے ہین کہ عمر طلسم تمام ہوئی ہوش ربا کی عمر
دس ہزار سال کی ہی ماہ دولت کے سامنے کسی کا رنگ نہین جم سکتا ہی اگر قصد کرون ملا دون آسمان کی
زمین پر کھینچ لون مندبوح دوڑ کر قدمون پر گر پڑا کہا کہ اب اگر سرکار سحر کرینگے تو اپنے کو ہلاک کر دونگا مین
بھی کسی کو زندہ نہ چھوڑ دونگا بمنت افراسیاب کو ہٹایا افراسیاب ناچار ہوا حیرت سے پکار کر
کہا کہ لشکر پھیر کر لیجاؤ مندبوح شعلہ مزاج سمجھ لیگا حیرت لشکر کو لیکر پلٹی مندبوح نے ایک دستک دی
لشکر سے اشارہ کیا سارا لشکر مسلمانان پر جا پڑا سحر ہونے لگے لیکن مندبوح نے جو دستک دی تھی اسکی
بے تاخیر پیدا ہوئی کہ مار آتشین آسمان سے برسنے لگے مارنے جسکو کاٹا وہ ہلاک ہوا بڑے بڑے
سردار بیہوش ہوئے ملکہ بہار نے جو یہ ہنگامہ دیکھا پیچھے ہٹ کر گورے گورے ہاتھون سے دستک دی
ایک بدھی پھولون کی پھینکی ایک ابر تیرہ و تار پیدا ہوا چہار جانب غلغلہ ہوا بیت تند و پر شور و
سیہ مست ز کہسار آمد ✦ مژدہ کشان فشردہ کہ ابر آمد و بسیار آمد ✦ زیر ابر کئی سحر طاؤسان زرین بال
منقار مین گھونے ہوئے آوازین لگاتے ہوئے مصروف رقص مست آوازین آگے جو گرے سامان آتشین
کو نکلنا شروع کیا مندبوح اس جواب کو دیکھکر ملال ہو گیا ایک برق چمکائی اپنے ابر کو آب بنایا
ملکہ بہار نے بھی طاؤسان زرین بال کو غائب کیا مندبوح نے بڑھ کر آواز دی کہ ذرا پلٹ کر دیکھ

اپنے کو تنہا کھڑا ہوا پایا دیکھا کہ اور نازنین یہ کہتی ہوئی چلی آتی ہی کہ ای مرد بزرگ خدا تجکو سلامت رکھے تونے برا احسان کیا میری بہن کی ان دشمنون کے ہاتھ سے آبرو بچالی یہ اشعار سُن لیجیے کہ آپ کی روح کو راحت ہو قلب کو فرحت ہو یہ کہکر یہ اشعار بہ الحان پڑھنے لگی

نظم

کیا کہین مرگ احبا مین جو ہمکو غم ہوا — گر ہوا دشمن کوئی اُسکا بھی اک ماتم ہوا
بخل جتنا ہی زیادہ جود اتنا کم ہوا — آج تک پیدا نہ کوئی دوسرا حاتم ہوا
خاکساروں سے ملا کرتے ہین جھک کر سربلند — آسمان پیش زمین بہر تواضع خم ہوا
ناتوانی سر اُٹھانے دیتی ہی سجدے سے کب — سنگ در تیرا نگین حلقۂ خاتم ہوا
زیست بھر سوجھا نہ مجکو چارۂ سودائے عشق — بارے کافور جنون اب داغ کو مرہم ہوا
ہوگیا گور غریبان مین عیان حال جہان — کاسۂ سر جو نظر آیا وہ جام جم ہوا
اپنے سر کو ٹھوکرین لگتی ہین اپنی راہ مین — قد ہمارا ناتوانی سے نہایت خم ہوا
سبز آتے ہین نظر اشجار سموسون کی طرح — فرقت جانان مین آنا فصل گل کا سم ہوا
نام ہی روشن زمانے مین مرا اشعار سے — سر جھکایا فکر مین زانو پہ جب جاجم ہوا
پاؤن مین اُس پاکدامن کے تصدق سے نجات — جسکی پابوسی کو پیدا پنجۂ مریم ہوا
نقد جان مانگے جو سائل کوے جانان کا تو دون — اندنون ہی عشق کی دولت برا حاتم ہوا
راز پوشی مین ہوا نا سنج مجھے ایسا کمال — یار بھی ہرگز نہ تیرے عشق سے محرم ہوا

ور افشان کھڑے ہوے ان اشعار عبرت آثار کو سُن رہے ہین وہ نازنین ہاتھ باندھے کھڑی ہی کہتی ہی ہ ای مرد بزرگ تونے برا احسان کیا میری ہمشیرہ کی عصمت بچائی برائے چند ساعت مجھے سرفراز فرمائیے جو کچھ حچہ آش اِس ذرۂ بیمقدار کو میسر ہی تناول فرمائیے نورافشان جادو اس حال مین کھڑے ہین دل کہین ب کہین حیران و پریشان یہ بھی یاد نہین کہ مین کس واسطے آیا تھا اب کہان پہونچا اُس حور بت لفریب کے رۂ زیبا کو بنگاہ حسرت دیکھ رہا ہی بھولی بھولی صورت آفتاب جمال خورشید مثال سرو قد نخل کی سرکشی ٹون کی مسیحائی کلام فرحت انجام مین رعنائی و زیبائی نورافشان نے اُسکا ہاتھ تھام لیا کہا کہ آپکا تنخانہ کہان ہی نازنین پتہ نشان بتاتی ہوئی نورافشان کو اپنے ساتھ لیے جاتی ہی وہان بھی ثر اسیاب جادو یہ شعبدہ کر کے زمین سے نکلا مہرخ نے قصد کیا تھا کہ لشکر لیکر پلٹ جاؤن کہ

افراسیاب کو دیا افراسیاب نے وہ گولہ طرف لشکر مہرخ کے پھینکا نورافشان نے بڑھ کر ا
تھپکی دی وہ گولہ الٹا پلٹا لشکر حیرت پر جا کر پھٹا دنادن ہوا کئی ہزار آدمی لشکر حیرت کے بھر
گرے افراسیاب تیغہ کھینچکر خود چلا کہ لشکر مہرخ پر جا پڑوں نورافشان بھی زمین پر آئے کہا کہ
افراسیاب میں تجکو نہ جانے دونگا مجھ سے مقابلہ کرلے تو اب نہ جا افراسیاب کب مانتا تھا نورافشا
پر وار کیا تلواروں کے جھنجھنانے ان دونوں کے سحر کے سنانے ہنگامۂ گیر و دار بلند ہوا تو نورافشا
کو بھی غصہ آیا کہا کہ ای افراسیاب اگر میں تیرا کچھ نہیں کر سکتا تو تو بھی میرا کچھ نہیں کر سکتا دیکھ بہتر ا
ہی کہ پلٹ جا کیوں اپنے کو رسوا کرتا ہی افراسیاب نے کچھ سحر تلوار پر کیا چلا تھا کہ ہا تھاروں کہ آ
سے برق چمکی ماہیان زمرد پوش آ کر پہونچی آواز دی کہ ادا افراسیاب کیا کرتا ہی آگے نہ بڑ
افراسیاب نے کہا کہ ای نانی جان آپ چلی جائیے میں آج نورافشان کو زندہ نہ چھوڑونگا ماہیا
نے اشاروں میں کہا کہ ای افراسیاب نورافشان سے مقابلہ بہتر نہیں تو بادشاہ طلسم ہی نورافشا
کچھ تیرا کر نہیں سکتا مگر تو بھی اسکا کچھ نہیں کر سکتا کیونکہ نورافشان بھی تعلیم یافتہ صحبت سام
جمشید ہی ہر طرح کے عجائب و غرائب سے آگاہ ہی بڑی بڑی مشکلیں پڑینگی اور اگر تجکو آج مسلمانوں
مار ہی لینا منظور ہی تو میں نورافشان کو ہٹائے لیے جاتی ہوں تو اپنے کو مخفی کر افراسیاب نے ایک
چٹکی خاک کی سر پہ ڈالی اُسی مقام پر غائب ہوا ماہیان زمرد پوش بھی دونوں پاؤں زمین
غرق زمین ہوئی نورافشان حیران ہی کہ یہ دونوں نانی نواسے کہاں گئے اس خیال میں دیکھ رہا تھ
صحرا سے نوبت نقارے کی آواز آئی نورافشان دیکھنے لگا دیکھا کہ ایک برات گنواروں کی آتی ہی بیچ
محافہ آگے آگے دولہا سر پہ کاغذ کا مور رکھے ہوے چند گنوار بڑے بڑے لٹھ کاندھوں پہ نفیری ڈھفلہ بجاتا ہو
میدان برات نے طے کیا تھا کہ دوسری طرف سے کچھ پاسی تیر کمٹھے لیے ہوے پیدا ہوے ڈیوہڑ تیروں کی با
کر کئی سو جوان اُن تیروں سے گرے باقی بھاگے پاسی کچھ مال لوٹ کر طرف صحرا کے گئے افسر پاسیوں
سب پاسیوں کو بھگا کر طرف محافے کے دوڑا جیسے ہی قریب محافے کے پہونچا اُسمیں سے دلھن نکل کر طرف
نورافشان کے چلی پکارتی ہوئی کہ ای بزرگ مجکو اس ظالم سے بچالے یہ میری عصمت پر نگاہ ڈالتا ہی نورافش
نے بڑھ کر اُس گنوار کو ایک طمانچہ مارا کہ سر گنوار کا اُڑ گیا گنوار کا لاشہ جو زمین پہ گرا اندھیرا ہو گیا آوازیں جیسی
آئیں کچھ نخل جلے تھوڑی دیر کے بعد نورافشان نے دیکھا کہ لشکر اسلام اور لشکر حیرت کا نشان نہیں

کر گرین ملکہ مہرخ نے اُس حال پرملال مین بھی آواز دی کہ او افراسیاب تجھے اختیار ہی ہم کیا تیرے
ین ہم جانتے ہین کہ یہ مقام طلسم ہوش رُبا ہی تو بیشک ساحر یکتا ہی ہم کیا جواب دے سکتے ہین لیکن
جو گیا وہ کیا سامری وجمشید پر لعنت کی بس افراسیاب نے غصے مین آکر اشارہ کیا کہ ای جلاد
ی بکش ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ جسقدر لشکر ملکہ مہرخ کا ہی ایک سنہرہ پنجہ سب کے گلے
ر رکھے ہوے ہی اور وہ جلاد سیاہ فام گلے پر ملکہ مہرخ کے خنجر رکھے ہوے پیترا بدلے ہوے
ا ہی جیسے ہی افراسیاب نے آواز دی بکش حیرت لشکر کو لیکر آئی ہی سب لشکر جا کھڑا ہی جیسے ہی
سیاب نے بغیظ وغضب آواز دی جلاد نے خنجر کھینچا آسمان سے ایک صدای مہیب آئی برق
پ کر گری کہ جلاد کے دو ٹکڑے ہوے سب پنجے جل گئے خنجر زمین پر گرے ایک آواز تڑپنے کی ہوئی
ی ہزار ملازمان افراسیاب کا سر کٹ کر گرا یہ شعبدہ جو افراسیاب نے دیکھا ایک چیخ ماری آواز دی
ے یہ کون بے ادب ہی سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک لکہ ابر سیاہ آسمان پر تھا اُسی سے برق گری کہ جلاد مرا
ی سے شعلۂ آتش گرے کہ سب پنجے جل کر خاک ہوے اُسی سے تلوار بھی چمکی کہ ملازمان افراسیاب
سر کٹے افراسیاب نے اُس ابر پر گولہ مارا دیکھا کہ ابر پھٹا نور افشان جادو کھڑا ہوا ہاتھ جھکا رہا
افراسیاب نے کہا کہ ای نور افشان مین نے تمسے کبھی کچھ حاصل کیا ہی آج تمنے برا غضب کیا کہ جلاد
سم کو مارا بہتر یہ ہی کہ سامنے سے چلے جاؤ مین آج کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا نور افشان نے جواب دیا
ای افراسیاب یہ تو تو بخوبی جانتا ہی کہ ہم ان سب کے دل وجان سے شریک ہین مجھے بھی تیرا پاس
عین مین تو کتاب بغل مین دبا کر آیا تھا وہی خیال اب بھی دل مین ہی ہرچند کہ تو نمکحرام کامل ہوا مگر
رے خیال مین وہی ہی افراسیاب نے کہا کہ اب آپ پلٹ جائیے مین جلاد طلسمی کے پنجے سے ہر
ین ہون ایک سحر مین سب کا خاتمہ کر دونگا نور افشان نے کہا کہ ہم جانتے ہین کہ تو بادشاہ
طلسم ہوش رُبا ہی سحر وساحری مین بھی یکتا ہی طائران سحر نے ہمکو بھی خبر یہ پہنچا دی اب تو آئے انکی
عیت کیونکر دیکھین آج پلٹ جاؤ آیندہ تمھین اختیار ہی یہ سنکر افراسیاب نے چند سنگریزے لشکر
سلام پر پھینکے نور افشان نے دستک دی لشکر افراسیاب پر پتھر برسنے لگے بارہ ہزار جادوگر
ر گرے افراسیاب نے کہا کہ ای نور افشان آج مین قیامت برپا کرونگا تمھارے ان
سید دن سے نہ ڈرونگا یہ کہکر افراسیاب نے پکار کر کہا کہ ارے لا ایک پریزاد آکر ہوئی اُسنے ایک گولہ

کنیز کو ایک شنبڑ مارا کہ سر کنیز کا اُڑ گیا اور جھوم جھوم کر کہا کہ مین تو برائے قتل حیرت آیا ہون کیا زندہ چھوڑ دونگا
کلمات سخت کہتا ہوا بڑھا چاہا کہ ملکہ حیرت پر ہاتھ مارون افراسیاب نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک
طمانچہ مارا کہ ظلمات کا سر اُڑ گیا لاشہ جو تھراکے گرا اسکا شق ہوا اُسمین سے ایک طائر پیدا ہوا اُسنے آواز دی
کہ او افراسیاب یہ بھی بنائے برباد دی طلسم ہی عمر طلسم تمام ہوئی جو بدعتین تمنے بادشاہ سابق پر
کین اُنھین کا اب تمکو بھی سامنا ہی افراسیاب نے ایک ماش کا دانہ مارا کہ وہ طائر بھی جلکر خاک ہوا
دوسرا طائر اُس خاک سے پیدا ہوا اُسنے بھی یہی آواز دی افراسیاب نے اُسکو بھی جلایا مصنف عرض کرتا
ہی کہ سات طائر پے در پے پیدا ہوے اور سب نے یہی آواز دی افراسیاب نے اُنکو جلاکر خاک کیا
جون جون طائر جلے اور دوسرا طائر پیدا ہوا عمر طلسم کا نام لیا ایک طائر نے تو یہ کہا کہ او افراسیاب
اپنی جان کی خیر منا کہ کیا ہونیکو ہی بیوجہ غصہ کرتا ہی بس افراسیاب نے ساتوین طائر کو جلاکر آواز دی
کہ یا سامری اب طائر نہ پیدا ہو ہمارا مرکب پرند مشکین لاؤ افراسیاب کے کہتے ہی ایک مرکب مشکین
اُڑتا ہوا آسمان سے آیا اور افراسیاب نے غصے مین یہ کہا کہ سامری و جمشید اس طلسم مین بڑے بڑے
عجائب بنا گئے ہین ایک ایک ذلیل و حقیر کلمات ناشایستہ ہمارے سامنے کہتا ہی آج ہم مسلمانون کو
مٹائے دیتے ہین جس وجہ سے نالائقون کو یہ حوصلہ ہوا لونڈی غلامون نے بہت سر اُٹھایا یہ کہتا
ہوا افراسیاب سوار ہوا طرف لشکر ملکہ مہرخ کے چلا غصے مین کف تو مُنھ سے جاری ہی تیغہ برہنہ
ہاتھ مین پرند و پرند ہمرکارون نے جو یہ معرکہ دیکھا بھاگے کہ جاکر ملکہ مہرخ کو خبر کرین کہ افراسیاب
خود آتا ہی یہ کہتا ہوا کہ آج ایک مسلمان زندہ نہ بچیگا ملکہ مہرخ نے جو یہ خبر سُنی آواز دی کہ صاحبو تیار
ہو جاؤ باہر نکل کر نفیر بجائی لشکر مین دونا ہوئی تمام لشکر تیار رہا سردار سب جمکر کھڑے ہوے کہ سامنے
سے دیکھا افراسیاب جادو سنگر پرند سے اُٹھاتا ہوا تلوار ہلاتا ہوا گھوڑا چمکاتا ہوا سامنے پہونچا دیکھا
کہ سب سردار جمے کھڑے ہین افراسیاب نے پکارکر آواز دی کہ باشندہ ہو مسلمان نابدولت کا اقبال
دیکھنا چاہتے ہو یہ کہکر ایک دستک دی کہ ایک سیاہ آندھی چلی آگے آگے ایک شخص سیاہ فام اُسکے
پیچھے ہزارہا بلکہ لاکھون ستمگر پیچھے جنکے ہاتھون مین خنجر برہنہ جان لینا کے ہی جو افراسیاب نے نعرہ کیا ہر سردار
کے گلے پر خنجر رکھا ہوا تھا ہر چند سحر کرتے ہین کچھ ممکن نہین ہوتا وہ جو ساحر سیاہ فام سب کے آگے تھا اُسنے
خنجر گلے پر ملکہ مہرخ کے رکھا پکارکر افراسیاب نے آواز دی حکم دون پہونچے خنجر کھینچ لیکن سب کے

نگہبانون کو قتل کر رہا ہی حیرت نے للکارا کہ کیون ظلمات تونے ہمارا کہنا نہ مانا آخر بلا مین مبتلا ہوا ظلمات
تیغہ کھینچکر چلا حیرت نے زمین پر دو ہتھڑ مارا زمین شق ہوئی ظلمات زمین مین سما گیا ملکہ حیرت نے کہا
صاحبو یہ رات کو کہان گیا کہ جو آفت مین مبتلا ہو کر آیا ہرکارون نے خبر دی کہ برائے گرفتاری بہار
گیا تھا وہ سو رہی تھین مگر ایسا سحر کر کے سوتی ہین کہ یہ دہانگی ہوا کھا کے مبہوت ہوا ملکہ حیرت نے کہا
ایک کنیز خدمت مین شاہ کی جائے سب کیفیت عرض کرے اُسی وقت ایک کنیز روانہ ہوئی یہان
فراسیاب جادو سو کر اُٹھا ہی کہ کنیز نے آکر سب کیفیت عرض کی کہ ظلمات برائے گرفتاری ملکہ
بہار گیا تھا وہان سے دیوانہ ہو کر آیا ملکہ حیرت نے تحریک ظلمات کو غرق زمین کر دیا حضور کو تکلیف
فرمانا چاہیے جو مناسب ہو اِسکے مقدمے مین کیجیے بس افراسیاب جادو غصے مین اُٹھا یہ کہتا ہوا کہ لونڈی
غلامون نے بہت حیران کیا ہی پر پرواز پیدا کر کے چلا لکا ابر غنت رنگ نے افراسیاب کو ہر طرف سے
گھیر لیا یہان ملکہ حیرت بیٹھی تھین کہ آمد افراسیاب ہوئی ملکہ حیرت واسطے استقبال کے اُٹھین افراسیاب
ابر سے نکلا بارگاہ حیرت مین آیا حیرت نے سب کیفیت بیان کی افراسیاب چپ بیٹھا سُن رہا ہی
یہان وہ وقت ہی کہ ملکہ بہار سو کے اُٹھی ہین طائر جو زمزمہ سرائی کر رہا تھا اُس طائر نے پکار آواز دی
آپ کے چھپر کھٹ کے نزدیک ایک شخص آیا تھا مین نے اُسکو دیوانہ کر کے پھیر دیا برائے قتل حیرت
گیا ہی یہ سُنکر بہار گھبرا کر اُٹھین مُنھ ہاتھ جلدی دھویا نشان نقش پا کی خاک زمین سے اُٹھائی تیلہ بنا کے
پوچھا کہ ارے ہمارے سوتے مین کون آیا تھا کہا حضور ظلمات جادو ملکہ بہار بارگاہ مہرخ مین آئین ہیں سب
سردار جمع تھے ملکہ بہار نے سب کیفیت بیان کی کہ ظلمات پھر دیوانہ ہو کر گیا ہی یہ ذکر تھا کہ ہرکارے
حاضر ہوئے عرض کیا کہ افراسیاب جادو آیا ہی حیرت نے ساری کیفیت بیان کی افراسیاب سُن
ہی ملکہ مہرخ نے کہا کہ جا کر دریافت کر افراسیاب نے کیا کہا ہرکارے دوڑے وہ وقت ہی کہ افراسیاب
دستک دیکر ظلمات کو پکارا ظلمات کانپتا ہوا زمین سے نکلا اتنی دیر مین نیم بسمل ہو گیا ہی رنگ
چہرے کا اُترا ہوا تھر تھر کانپتا ہوا افراسیاب نے کہا کہ کیون ای ظلمات تمنے ہمارا کہنا نہ مانا آخر کیا
کیفیت ہوئی ظلمات نے کہا کہ ای شہنشاہ ابتو نوبت بجان و کارد بہ استخوان ہو رہی ملکہ حیرت نے
اس حال مین مجھکو قید کیا کہ تمام جسم کا خون خشک ہو گیا افراسیاب نے کہا کہ ابتو بہار کا نام نہ لو گے ایک
کنیز سے کہا کہ اسکا مُنھ بھی دھلا دے کنیز نے جیسے ہی چاہا کہ مُنھ دھلائے ظلمات نے مُنھ پھیر لیا

سب سے زیادہ صبح ہماری ہوئی سیاہ
جو شیب مین کیا نہ کیا تھا شباب میں

نسبت ہی کیا ہلال کو اُسکی رکاب سے
خسا بی ہلال پائے حنائی رکاب میں

ہم مست بھی ہین تارک لذات زاہدا
اک دن تو دیکھ کیسی ہی تلخی شراب میں

سودائے چشم یار کی ہی یہ بھی اک دلیل
خشکی کمال ہی جو ہرن کے کباب میں

بحر فنا مین مجلسے ہی سائل زبان موج
ہی روح جسم مین کہ ہوا ہی حباب میں

صبح شب وصال کے ہوتے ہی ہم کہان
ہی زہر ساقیا قدح آفتاب میں

کیا پڑ گیا ہی عکس تری چشم مست کا
نرگس کی شاخ بنگئی ہر موج آب میں

بحر فنا مین صد ہی تعین کسے یکدگر
پانی جو موج مین ہی وہی ہی حباب میں

اے کلک فکر ایسی غزل اس زمین مین لکھ
چھانٹا نہ جائے شعر کوئی انتخاب میں

جب طائر نے یہ اشعار عبرت آثار پڑھے ظلمات وجد مین آکر جھومنے لگا چہرۂ سرخ آنکھون میں
لال لال ڈورے بڑھا کر ملکہ بہار پر دست انداز ہون طائر نے بقہر و غضب آواز دی کہا
آنے والے کہان آتا ہی یہ بہت ادب کا مقام ہی ظلمات نے سر اُٹھا کر طائر سے آنکھ ملائی طائر
مسکرا کر کہا کہ ذرا ہوش مین رہو وہی حال قدیم بہتر ہو جا کر سر حیرت لاؤ ملکۂ عالم کو سوتے مین نہ جگا
ظلمات یہ سنتے ہی پیچھے ہٹا کچھ کھڑا ہوا سوچا کیا اور کہا کہ اے طائر مین تیری بات کو سمجھا ابھی جاتا ہو
سر حیرت کا لیکر آتا ہون یہ سنکر طائر خاموش ہوا ظلمات ہنستا ہوا باہر نکلا سوار و پیدلون نے
چاہا کہ اسکو ٹوکین ایک آواز آئی کہ اے ملازمان ملکہ مہرخ یہ اپنے حال مین ہی اسکو جانے دو نہ روکو ا
ظلمات نے پر پرواز پیدا کیے اُڑتا ہوا لشکر حیرت مین آیا اپنی بارگاہ مین نہ گیا در بارگاہ ملکہ حیرت
پر پہونچا نگہبانون نے کہا کہ کون آتا ہی ظلمات نے آواز دی کہ منم ظلمات تیرہ بخت برائے ملاقات
ملکۂ عالم آیا ہون ملکہ سے کچھ کہنا ہی یہ کہکے بڑھا ایک چوبدار نے قصد کیا کہ ہاتھ تھام لون ظلمات
ایک طمانچہ مارا کہ چوبدار جل کر خاک ہو گیا اب ظلمات نے چاہا کہ پردہ اُٹھا کر اندر چلا جاؤن کئی ساحر
نے بڑھ کر روکا ظلمات نے اشارہ کیا کہ کئی برقین گرین اُن سب کے سر کٹ کے گرے غلغلہ سنکر ملکہ حیرت
اُٹھیں آنکھین مل رہی ہین پکار کر پوچھا کہ ارے یہ کیا ماجرا ہی ایک نگہبان نے بڑھ کر کہا کہ ظلمات آپ کے
پاس آتے ہین ہمنے جو روکا کئی نگہبانون کو قتل کیا حیرت اُٹھکر ڈیوڑھی دیکھا کہ ظلمات تیرہ بخت

پائی شکست دل نے بزنگ شکستہ رنگ
بالائے سنگ شیشہ مرا بے فغان گرا

آزاد ہین قیود سے افتادگانِ خاک
اڑتا پھرا شجر سے جو برگِ خزان گرا

عالم کو تیرے چاہِ زنخدان سے عشق ہے
یوسف بھی اس کنوئین مین مع کاروان گرا

پامال جو کرے گا مجھے پائیگا سزا
شیشے کی طرح خاک پہ مین ناتوان گرا

لغزش رہِ سلوک مین افتادون کو ہو کیا
ٹھوکر نہ کھا کے ایک دن آبِ روان گرا

کیا مال رعب فقر کے آگے ہے سلطنت
رویا مین سر سے افسرِ نوشیروان گرا

ناصح نگاہِ مست سے دیکھا جو یار نے
مانندِ مست ہر شجرِ بوستان گرا

بھی پکارتا ہے کریا سامری جمشید بہار مجھے دستیاب ہوا اور وصل حاصل کرون وصل بہار سے
دل باغ باغ ہو غم سے فارغ ہو یہ باتین دل سے کرتا ہوا قریب لشکر ہو نچا پھرتا پھرتا اوّل تو بارگاہ
شاہی کو دیکھا وہانسے پلٹا بارگاہ باغبان قدرت دیکھی کہ دو شیر صحرائی اٹھارہ اٹھارہ ہاتھ کے
دروازے پر ٹہل رہے ہین وہانسے آگے بڑھا دیکھا بارگاہ زربفتی قبۂ بارگاہ سنہر کلس مثل آفتاب چمک رہا ہے
گرد بارگاہ چمنہاے طولانی گلہاے رنگارنگ و شگوفہاے بوقلمون طائران زمزمہ سرا ہر چند کہ وقت
شب ہے مگر طائران زمزمہ سرا کا حمد الٰہی سے مطلب ہے چمک سے پھولون کی صاف ثابت ہے کہ ستارہ ہاے
سحری چمک رہے ہین ہوا ٹھنڈی ہے جو چلی ظلمات کو اور زیادہ اشتیاق ہوا کہ ملکہ بہار کو دیکھون کوئی
کنیز انیس جلیس پہرے پر نہ تھی نہ طلایہ اُس مقام پر نہ کوتوال خود سر جلمنین پڑی ہوئی ہین پردہ اُٹھا کر
ظلمات اندر آیا دیکھا کہ بارگاہ مثل عروس شبِ اوّل آراستہ ہے چھپر کھٹ پر ملکہ بہار آرام فرما رہی ہین
سرہانے ایک نخل پھولون کا بڑے تکلف سے آراستہ ہے شاخین اُس نخل کی خم کھا کر سر پر ملکہ بہار کے
سایہ فگن ہین ایک طائر خوشرنگ ایک شاخ پر خاموش بیٹھا ہے جیسے ہی ظلمات قریب چھپر کھٹ کے
پہونچا طائر نے سر اُٹھایا منقار کھول کر آواز دی کہ او آنے والے مودب باش قریب نہ آنا ورنہ بہت
پچتائیگا بجز حسرت کچھ ہاتھ نہ آئیگا

نظم

کیا بحرِ حُسن کی ہے کمر پیچ و تاب مین
یہ پیچ و تاب کب ہین بھلا موج آب مین

نذ نمے دیے ہین مجکو یہ اک رشک حور نے
مصروف ہین ہزارون فرشتے حساب مین

نیسر ہے کہ یار کی پڑ جائیگی نگاہ
بجلی گری ہے رات کو کل مجھ پہ خواب مین

کرارے گل فروش حاضر ہی دیکھا کہ ایک جادوگر پھولون مین لدا ہوا شگفتہ مزاج غنچے کا سر بتا
ہنستا ہوا افراسیاب کے سامنے آیا کہا کہ کیا حکم ہوتا ہی کہا ہار کا رشتہ توڑ لے اُس ساحر نے بڑھ کر ہار
گلے مین ظلمات کے پڑا تھا اُسکو توڑا پھول ہاتھون سے مل ڈالے ظلمات کو ہوش آیا قدمون سے لپٹ
افراسیاب کے رونے لگا کہا کہ شہنشاہ میرے واسطے بڑی ذلت ہوئی اب مین پردۂ ظلمات مین کہین
جاؤنگا وہانکے ساحر مجھپر ہنسین گے آوازے کسین گے مین بہار کو زندہ نہ چھوڑونگا افراسیاب نے کہا کہ ا
ظلمات بہار سے بگڑی نہ الجھاؤ بہار بلاے روزگار ہی اگر اُس سے مقابلہ پڑ گیا یہی تیرا پھر حال ہوگا ا
ظلمات یہ گمان نہ تھا کہ بہار ہمسے یون باغی ہونگی سحر کتابون سے تلاش کر کے تعلیم کیے اپنے سامنے
امتحان لیے اب وہ ہمپر حرف گیری کرتی ہین بقول سعدی بیت کس نیاموخت علم تیر از من + کہ مرا
عاقبت نشانہ نکرد + ہر چند کہ افراسیاب نے سمجھایا ظلمات نے کہا کہ مین اپنا گلا کاٹ ڈالونگا
حضور دخل نہ دین افراسیاب نے کہا کہ تم جانو ہمین پھر تکلف ہوگی افراسیاب تو چلا گیا ظلمات
سامنے حیرت کے بلبلانے لگا کہا کہ ای ملکۂ عالم شہنشاہ نے مسلمانون کو سر چڑھایا ہی اُنکا پاس کرتے ہین
بی بہار کا وہ حال کرونگا کہ خود گلا کاٹ کر مر جائین یاقوت و زمرد نے اشارہ کیا کہ ای ظلمات بس
اب کلمات سخت نہ کہو نہین جانتے کہ ملکہ بہار ملکہ حیرت کی بہن ہین ایسا نہ ہو کہ اُنکو ناگوار ہوا سی سے
شہنشاہ منع کرتے تھے کہ بہار پر قصد نہ کرو فصل کا ٹلنا نا ممکن ہی باغبان قضا و قدر نے بہار و خزان
مقرر کی ہی ظلمات غصے مین بارگاہ حیرت سے اُٹھا اپنی بارگاہ مین آیا ساحرون سے سب حال
بیان کیا دن بھر تو تامل کیا رات کو اپنے مقام سے اُٹھ کر برائے گرفتاری بہار چلا ہر چند کہ اپنے ہوش
مین ہی لیکن صورت زیباے بہار آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی جنگل کا سناٹا جو دیکھا دل مین خیال
کہ جس وقت ملکہ بہار کو لاؤنگا پہلے وصل حاصل کر لونگا اگر وصل نہ حاصل ہوا تڑپ کر جان دونگا
ای فلک کجرفتار روا ہی گردون غدار ہمپر یہ آفت عشق کی مصیبت نظم

سر پر پہاڑ ٹوٹے نہ ای آسمان گرا
جو برگِ گل کو سمجھین کہ سنگ گران گرا

ساقی کے ہاتھ سے جو گرا شیشۂ شراب
سمجھا مین بادہ کش کہ خم آسمان گرا

مٹی وہان کی لے گئے عطار بھر عطر
اُس رشک گل کے رُخ سے پسینا جہان گرا

رشکِ چمن ہوا ہی ہر اک سروِ نونہال
کٹکٹ کے تیرے عشق مین کیا کیا جوان گرا

ـسے ہی صبا رفتار بلٹی سنم برق فرنگی کیکے حباب حلقے کمند کے مارے صبا رفتار بھی بیہوش ہوئی حیرت
نے تخت سے دیکھا کہ برق نے صبا رفتار کو بیہوش کیا صرصر کو عمرو نے جادوگرنیان گئین صرصر و
صبا رفتار کو اٹھا لائین اتنے عرصے مین ظلمات نے کئی ہزار جادوگر مارے جس طرف سے گذرتا ہی ساحر ریتے
ـن کرتا بہ حیرت نہ جانے دہن یہ مبہوت عشق بہار رہی لب پر مُہر سکوت جم کر سحر کرتا ہی ہزارون لاکھون سے
ـرتا بھرتا بڑھا حیرت کا کام جو بہار نے لے دیا ہی اسی نام پر گالیان دیتا ہوا جاتا ہی یہی قصہ ہی کہ ملکہ
حیرت کو قتل کرون سر لیکر خدمت مین بہار کی جاؤن حیرت ناچار ہو رہی ہی صرصر و صبا رفتار کو ہشیار
کیا ان دونون نے کہا کہ حضور کیا کرین ان عیارون نے دہا تنک نہ جانے دیا آپ نے ملاحظہ کیا کہ کیا کیا
کام کرتے ہین جو انکی مراد تھی وہ پوری ہوئی اتنے عرصے مین ظلمات نے کئی ہزار جادوگر مارے حیرت
ـبت پریشان ہو رہی ہی صرصر و صبا رفتار کا حوصلہ نہین پڑتا کہ تا بہ ظلمات جائین حیرت نے بیقرار ہو کر
تنک دی اور آواز دی کہ اے شہنشاہ آپ کیا کر رہے ہین نگہبانان طلسم شہنشاہ کو نہین خبر کرتے کہ میری
ـان آفت مین ہی قتل کرون تو مشکل صورت گرفتاری ناممکن سحر بہار کا رنگ جم گیا یہ جو حیرت نے پکار کر
ہا افراسیاب جادو باغ سیب مین تخت پر بیٹھا ہی کنیزین حاضر ہین کہ حیرت کی آواز کان مین آئی
ـہ پکار رہی ہی شہنشاہ کیا کرتے ہین ایک طائر سحر سامنے آیا پکار کر آواز دی کہ اے شہنشاہ ملکۂ عالم پر
ـب وقت ظلمات سحر بہار مین پھنسا ہی وہ سحر نہین اترتا یہ سنتے ہی افراسیاب اٹھا منہ دھو رہا تھا
ـقا بہ پھینکا طشت کو لات ماری سحر کر کے بلند ہوا اُس وقت پہونچا کہ ظلمات قریب تخت ملکہ حیرت
پہنچ چکا ہی چاہتا ہی کہ ہاتھ تلوار کا مارون کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ او ظلمات خبردار یہ کیا بے ادبی ہی
ـو مُہرخ و بہار وغیرہ تمھاری کیون شامت آئی ہی اپنی اپنی جان بچاؤ ورنہ ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا
ظلمات چرخ کھا کر زمین پر گرا گرتے ہی بیہوش ہو گیا مہرخ و بہار وغیرہ یا تو بڑے زور و شور سے
ـر رہی تھین یا سحر ہاتھ سے پھینک کر بھاگین باغبان قدرت ایک جانب سب سردار بھاگے
افراسیاب یا تو غصے مین آیا تھا سب کے بھاگنے سے خوش ہو گیا ملکہ حیرت کو لیکر پلٹا حیرت نے
ـا بھی کہ مسلمانون کو چشم نمائی تو ہو جائے کہ پھر کبھی ایسی حرکت نہ کرین افراسیاب نے کہا کہ جانے دو
ـسب دیکھتے ہی مجکو بھاگ گئے حیرت خاموش ہو رہی افراسیاب ظلمات کو لیکر بارگاہ مین آیا
ـت پر لٹا دیا طرہ کان کا نکالا بدھی توڑنے لگا خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو رشتۂ حیات ٹوٹ جائے آواز دی

پروانہ وار گرد شمع جمال پھرون ملکہ بہار نے کہا کہ ای گلبدن یہ تحفہ تو لیجا ہمارے جا ہنے والے کے پاس
ایک کنیز حسین وجمیل کشتی لیکر چلی قریب ظلمات کے آئی تو رے پوش ہٹایا ظلمات نے دیکھا کہ ایک طرہ
ایک بڑی کشتی مین رکھی ہی طرہ یہ کہ طرہ کان مین لگا یا بدہی گلے مین پہنی ہار پہنتے ہی ہار حیبت ہوئی بلبلانے
کبھی پکارتا ہی کہ ای ملکہ عالم حکم قضا نسیم سے آگاہ فرمائیے مین بجا لاؤن ملکہ بہار نے کہا کہ ای ظلمات
ملکہ حیرت ہماری دشمن ہین جلد انکا سر لاؤ یہ سُنکے ظلمات بلبلاتا ہوا چلا صفون کو درہم وبرہم کرتا ہوا جا
ہی جسنے راہ مین روکا پالا کا اُسکو مار کر نکلا ہزار ہا جادوگر ہا تھ سے ظلمات کے مارے گئے حیرت نے
دور سے دیکھا یا قوت زمرد سے کہا کہ بڑا غضب ہوا ظلمات سحر مین بہار کے پھنس گیا میرے قتل کو آتا
اگر بن پڑے تو اسے روو یا قوت زمرد اسباب سحر لیکر بڑہین حیرت نے یہ بھی کہا کہ اگر ظلمات پر کوئی زوال آ
تو افراسیاب کو ناگوار ہوگا اُسنے بڑے زور وشور سے اسکو بھیجا ہی یہ وعدہ کرکے آیا تھا کہ مین مسلمانون کا خا
کرونگا سحر مین بہار کے پھنس کر دیوانہ ہوا یہ ذکر تھا کہ یا قوت وزمرد نے آگ برسائی ہر چند روکا لیکن ظلمات
زر کا حیرت کے تخت کے قریب آیا نعرہ کیا کہ او حیرت تو نے غضب کیا کہ ملکہ بہار کے دل نازک کو
صدمہ پہونچایا اب میرے ہاتھ سے بچکر تو کہان جائیگی حیرت گھبرائی کہ ہو سکتا ہی اسکو قتل کرون لیکن
ہوش مین نہین ہی شہنشاہ کہینگے کہ وہ اپنے ہوش مین نہ تھا کیون اُسے قتل کیا اگر قصد ہو کہ گرفتار کر لون
ساحر زبردست ہی گرفتار نہ ہوگا صرصر نے کہا کہ لونڈی جاتی ہی عیاری کرکے اسکو گرفتار کرتی ہی حقیقت
مین اگر قتل ہوگا تو بڑی بدنامی ہوگی شہنشاہ دامنگیر ہونگے فرمائینگے کہ ظلمات ایسے ساحر کو کیون قتل کیا
یہ کہتی ہوئی صرصر چلی کتراتی ہوئی جاتی ہی حلقہ ہائے کمند ہاتھ مین لیے ہوے ارادہ ہی کہ جا کر ظلمات
عیاری کرون کمند وحباب مار کر بیہوش کر دان کہ پہلو سے ایک کنیز نے آواز دی کہ ملکہ صرصر کہان جاتی
صرصر نے پلٹ کر کہا کہ جب رہ مین برائے گرفتاری ظلمات جاتی ہون کنیز نے کہا کہ مین بھی آئی جھپٹ کر
قریب صرصر کے پہونچی کہا دیکھیے ملکہ نے سحر کیا ظلمات جھوم گیا صرصر اُدھر پلٹی کنیز نے کمند مار کر حباب
صرصر بیہوش ہوکر گری کنیز نعرہ کرکے بھاگی کہ منم مہر سپہر عیاری دور سے صبا رفتار نے دیکھا کہ صرصر
بیہوش ہوکر گری صبا رفتار بھی چلی کہ جا کے اُستانی کو ہوشیار کرون یہ کہتی ہوئی چلی کہ کیا عیار بلا کے
ہین صرصر چلی تھین ظلمات پر عیاری کرنے کہ عمرو نے صرصر کو بیہوش کر دیا مین جا کے اُستانی کو اُٹھاؤن
کہ پہلو سے آواز آئی بوا تم نہ جاؤ عیار پھیلے ہوے ہین مجھے ڈر معلوم ہوتا ہی دیکھو صرصر کو کوئی گرفتار کر

...زمہ سرائی کر رہے ہین یا دائمی مین دم بھر رہے ہین ایک عندلیب نے زبان اپنی اشعار عاشقانہ مین کھولی **نظم**

اپنے بروآنے مین دیکھکر بسمل ہوا
کھینچکر تلوار اپنا آپ وہ قاتل ہوا

بھاگ کر کب تجھسے جانبر کوئی اے قاتل ہوا
اڑ چلا گر ہوش اپنا طائر بسمل ہوا

ہے یہ غم جانکاہ خالِ ابروِ خمدار کا
کعبے مین کاہیدہ ہو کر سنگ اسود دل ہوا

دھوئے ہین دھوبی نے دریا مین جو کپڑے یار کے
آج کوسون تک معطر دامنِ ساحل ہوا

بجھ گیا میرا چراغِ داغ وصلِ یار مین
نور مہ نزدیکِ خورشید سے زائل ہوا

جو پر پرو بیٹھتا ہے آکے اٹھ سکتا نہین
اب تو نقشِ بوریا کا خوب مین عامل ہوا

جذبِ جنسیت ہم رہنے نہین دیتا فراق
گل بنا جو جسم خاکی آج گل در گل ہوا

ہاے کس قاتل ادا سے کی شروع اُسنے نماز
نکلی جب تکبیر اُسکے مُنھ سے مین بسمل ہوا

کہتے ہین زاہد مری دیوانگی کو دیکھکر
بت پرستی کے سبب قہر خدا نازل ہوا

جب تصور یار کا باندھا ہم آپ آئے نظر
سامنے آنکھون کے آئینہ ہمارا دل ہوا

عاشق بے ننگ سے ہوتا ہے معشوقون کو ننگ
پیرہن مجنون کا پھٹکر پردۂ محمل ہوا

روح ناسخ ہے اُسی کی روح اقدس پر نثار
بارہا جسکے لیے روحُ القدس نازل ہوا

...ات یہ رنگ بہار دیکھ کر بند قبا کھولنے لگا غنچہ و گل پہ نگاہ کبھی دلہ کبھی آہ کبھی صفت باغبان قدرت
...ا ہے کبھی ٹھنڈھی سانسین بھرتا ہے آمد فصل کو دیکھکر ایسا بھولا تھا قیب لیلا کو بھولا اس حیرانی مین کھڑا
...کہ ایک طرف سے ہنگامہ ہوا ہزارہا کنیزین گلعذار ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار عارض پھول سے
...دہن نایاب پیشانی رشک گل گلاب رنگ کھیلتی ہوئی چلی آتی ہین جب پچکاریان چلین پھول سے
...ض گلنار ہوگئے آب رواں کے دوپٹون پر جو رنگ پڑا سینے کا اُبھار اور کھلا بیچ مین ایک گلعذار
...موتیے کا بدھیان آڑی ترچھی پڑی ہوئین گجرے پھولون کے ہاتھون مین شیرینی و نمکینی باتون مین
...ساقد باغ باغ مسکراتی ہوئی جو ظاہر ہوئی ظلمات کے ہوش اُڑ گئے بدحواس ہوا چھینپنے لگا پکارا
...ی گلرو وائی معشوق خوشخو یک نظر خوش گذر چاہنے والون سے نگاہ ملاؤ ذرا ادھر بھی تشریف لاؤ
...قون کو نہ جلاؤ ملکہ بہار نے مسکراکر غنچۂ دہن وا کیا گل کلام اس رنگینی سے پیش کیے کہ اے عاشق
...ق کیا چاہتا ہے ظلمات نے ہاتھ باندھ کر عرض کی غلام جانباز ہون چاہتا ہون قدمبوسی کرون

حب لگا نبض مری دیکھنے ظاہر یہ ہوا — نور ہی دست مسیحا مین کف موسیٰ کا
کسکے گیسو کے تصور مین ہی طوفان سرشک — حلقۂ زلف ہی گرداب مرے دریا کا
شجرِ طور ہی قد اور ہی رُخ شعلۂ طور — دست دلدار مین عالم ہی یدِ بیضا کا
کیون ملین عالم بالا سے نہ مضمون بلند — ہی دمِ فکر خیال اُسکے قدِ بالا کا
ہوگیا سیلیِ اُستاد سے تغییر جو رنگ — چہرۂ یار مین عالم ہی گل رعنا کا
تو وہ خورشید ہی اُلٹے جو گلستان مین نقاب — چہرۂ گُل مین تلون ہو وہین حیرا کا
کیا جنون کم ہو مرا سنگِ ملامت سے بھلا — جو پڑا نیل وہ اک داغ ہوا سودا کا
باغبان اپنے گل و میوے سے رکھ خاطر جمع — مین تو مشتاق چمن مین ہون چمن آرا کا
بعد مردن بھی جو ہی نرگس مےگون کا خیال — گنبد قبر مین ہی جوش خمِ صہبا کا
جاتے ہین عالم بالا کو جو ناسے سیدھے — ہی خیال آج مجھے ایک سہی بالا کا
دین و دنیا کی عبث فکر ہی تجکو ناسخ — وہی ہوگا جو ارادہ ہی مرے مولا کا

ملکہ لیلا ہنسین فرمایا کہ ارے کیون دیوانہ ہوا ہی قیس کا سا تیرا بھی حال ہوگا بڑے بڑے برسعد
اُسنے بھی اُٹھائے آخر بڑی ذلت و رسوائی سے مارا گیا ظلمات نہین مانتا بڑھتا چلا آتا ہی ملکہ حیرت
نے دور سے دیکھا کہ ظلمات لیلا کے تعاقب مین جاتا ہی تیور کو دیکھا کہا کہ ای یاقوت زمرد غضب
ہوا ظلمات ملکہ لیلا پر عاشق ہوگیا اور لیلا مذہب قدیم سے بیزار ہی ہم لوگون کو بُرا جانتی ہی اے
بڑھ کر دیکھو ایسا نہ ہو کہ کوئی عیار دیکھ لے یہ تو عیارون کا ادنی شعبدہ ہی لیلا کو چھپا لینگے اُسی
شکل بنکر اسکی فکر کر لینگے ای صرصر ذرا فکر رکھنا ملکہ حیرت یہ فرما رہی ہین اور ظلمات تعاقب مین لیلا
کے دوڑا دوڑا پھرتا ہی کبھی منت کبھی خوشامد کبھی غصہ بھی کرتا ہی کہتا ہی کہ ایسا نہ ہو مجھسے بے ادبی
ایک سحر مین گرفتار کر لونگا ملکہ لیلا فرماتی ہین کہ مین تو تیرے سحر کی مشتاق ہون بہت سمجھ کے آنا یکا یک
ہر دم چلی خوشبو آئی صاف ثابت تھا کہ صحراے ختن قریب ہی ہزارہا مشک نافہ کھل گیا بوے خوش
ہر طرف سے آنے لگی رنگ گلہاے خودرو کا اسقدر تیز ہوا کہ عکس سے زمین رنگین ہوگئی غنچون نے
مسکرا کر دہن معشوق کا پتہ بتایا سوسن صدزبان قصد کرتی ہی کہ زبان درازی دکھاؤن سنبل پیچاپن جتاتا
کہ دام زلف براے گرفتاری عاشقان پھیلاؤن نرگس شہلا نے خوش نگاہی آغاز کی عندلیبان خوش

ق وچالاک کو پنجے مین دبا لیا اور لیکر چلا ہلال نے گرز مارا کلائی پر ظلمات کی پڑا برق وچالاک
سے چھوٹے ہلال نے ساحرون کو اشارہ کیا کہ ارے ان عیارون کو بچا۔ کنیزین دوڑین ظلمات
ب کر ملکہ ہلال پر گرا یا بان شانہ نشانہ ہوا کنیزون نے برق وچالاک کو ہوشیار کرکے علٰحدہ کیا ظلمات کو
یا ظلمات اُنکے روکے سے کب رُکتا ہے کنیزون کو قتل کرنے لگا لشکر ظلمات بھی آگیا ملکہ سُرخ موے
گلکشا طرف دربار کے جاتی تھین انھون نے جو سُنا کہ ملکہ ہلال و ظلمات سے مقابلہ پڑ گیا اُس وقت
ر پہونچین کہ کنیزان ہلال کو شکست ہوا چاہتی تھی سُرخ مو نے آکر بلوے کو روکا دونون بہنین لڑنے لگین
ران لشکر ظلمات کوئی دس ہزار سے آیا کوئی افسر کلان بیس ہزار سے آیا مجمع بڑھنے لگا ملکہ لیلاے
ل نشین ابھی بارگاہ سے نکلی ہین ہلڑ جو ہوا کہ مغلوبہ ہو گئی ملکہ لیلا بھی پہونچین لیکن دیکھا کہ ظلمات
ے زور شور سے لڑ رہا ہے کئی افسر اسکے ہاتھ سے مارے گئے اب ہنگامہ ہوا ملکہ مہرخ و بہار بھی اپنی
گاہ سے نکلین کُل لشکر مین قرنا ہوئی ادھر ملکہ حیرت کو خبر پہونچی کہ ظلمات لشکر مسلمانان پر جا پڑا
رت سوار ہوئی مصور و صورت نگار اور جسقدر افسر تھے سب ملکہ حیرت کے ہمراہ ہوے حیرت
ب پہونچین کہ دونون لشکر مل چکے ہین اسنے اپنے لشکر کو اشارہ کیا یاقوت زمرد وزیرزادیان مصوّر
صورت نگار صمصام و قمقام و شبدیز و خونریز یہ سب سردار فرداً فرداً آگے بڑھے مغلوبہ ہونے لگی
ات قیامتین برپا کر رہا ہے ملکہ حیرت بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہین کہ ظلمات نے صفین کی صفین درہم و برہم
دین جس غول پر گرا تہ و بالا کر دیا ملکہ حیرت تعریفین کر رہی ہین کہ اے ظلمات کیا کہنا کیا مزے سے
رہے ہو تمھاری جرأت ہمکو معلوم ہے تمھاری شوکت و لیاقت کی پردۂ ظلمات مین دھوم ہے ظلمات خوشی مین
ولا ہے مصروف جنگ ہے ایک طرف سے ملکہ لیلاے محمل نشین لڑتی ہوئی آتی ہین ظلمات نے
دیکھا پکار اُٹھا کہ اے لیلی حسن و جمال واہ آفتاب عالمتاب چرخ جلال و کمال ادھر تو نگاہ اُٹھاؤ مشتاقان جمال
چہرۂ بےنظیر دکھاؤ مدت سے تمھارا مشتاق تھا آج اچھی طرح سے تمھا تمھارا جمال و کمال دیکھا چاہتا ہون
ین کہ سر جھکاؤن اپنے ہاتھ سے وار کرو بار سر اُتارو روح کو راحت قلب کو قوت ہو ملکہ لیلاے نے
یہ سنا پلٹ کر آواز دی کہ کیا قیس کا حال نہین سُنا کس ذلت سے مارا گیا کیا تم بھی قیس کے پاس
وگے ظلمات نے ہاتھ باندھکر کہا کہ نجیبر تو نگاہ مہر و وفا چاہیے ایک نگاہ محبت کے مشتاق ہین بقول شاعر نظم

دل مین ساکن ہے خیال اک بت بے پروا		آشیانہ مرے ویرانے مین ہے عنقا کا	

اکیلا کھڑا ہوا برق پر غصہ کر رہا ہے ہر مرتبہ خنجر گلے سے ملتا ہے چاہتا ہے کہ سرکاٹ لون برق ہاتھ باند
عرض کرتا ہے کہ حضور سنیے تو عمرو کا بیٹا تھا چالاک قتل کر کے بھاگ گیا مجھے حضور چھوڑ دین مین ہی پکڑ لا
کہ پہلوے بارگاہ سے زنگ کی آواز آئی دیکھا کہ ملکہ صرصر شمشیر زن جھپٹی ہوئی آئین کہا کہ حضور ہم
چالاک کو بھی پکڑ لیا دونون نے ملکہ کثافت کو مارا آپ مجھے دیجیے جلاد تلوار کھینچے کھڑے ہین دونو
سرکاٹ کے پھینک دیے جائین حقیقت مین آپ کا برا رفیق مارا گیا ان دونون ظالمون نے بڑا غضب کی
ملکہ حیرت کھڑی فرما رہی ہین کہ ہم شہنشاہ سے بھی نہ پوچھین گے فاتلان کثافت کو فوراً قتل کرینگے نہ کر
حباب مارا برق بیہوش ہوا شتارہ باندھ کر کہا کہ آپ بھی تشریف لایے گا آپ کا انتظار کرین یا نہ کرین
ظلمات نے کہا کہ مین آکر کیا کرونگا میرے دونون سر زار ایسے مارے گئے کہ میرے دونون بازو ٹو
سرکاٹ کے انکے خدمت شاہ مین بھیجدو صرصر نے چلتے وقت ایک پرچہ کاغذ کا ظلمات کے ہاتھ مین دیا
کہ اسکو پڑھ لیجیے گا ملکہ حیرت نے لکھا ہے ظلمات تو پرچہ کھولنے لگے صرصر شتارہ لیکر بھاگی جنگل مین آکر برق
چالاک نے ہوشیار کیا کہا کہ برق بھاگو برق نے چالاک کا شکریہ ادا کیا دونون باتین کرتے ہوے ط
لشکر کے چلے یہان ظلمات نے پرچہ پڑھا اسمین لکھا ہے کہ منم چالاک بن عمرو تیری آنکھون مین خاک
ڈالکے اپنے بھائی کو لے گئے اب رات تمام ہو چکی ہے بڑے بڑے ستارے آسمان پر نمایان ہین چھوٹے چھو
چھپ گئے ہین نسیم عنبر شمیم چل رہی ہے طائر آشیانون سے نکل نکل کر تعریف مین اپنے معبود کی مصروف ہین
صدائین دے رہے ہین کہ تو علیم و خبیر ہے تو سمیع و علیم رحمٰن و رحیم ہے تو رب کریم ہے لیکن ظلمات نے جو یہ فقرہ پڑھا
کہ تیری آنکھون مین خاک ڈال کر برق کو لے گیا غصے مین کانپنے لگا تڑپ کر چلا چند جادوگرون نے دیکھا کہ آقا
جاتے ہین وہ جادوگر بھی چلے ہلڑ ہوا کہ کثافت برق نے مارا چالاک برق کو رہا کر کے لے گیا خود شہنشا
جاتے ہین جسنے سنا وہ چلا ملکہ ہلال سحر افگن طلایہ دیکر کنارے پر لشکر کے کھڑی ہین تاجرون کی دوکان
کو دیکھ رہی ہین تاجرون سے پوچھ رہی ہین کہ خیر و عافیت تو ہے تاجر دست بستہ عرض کرتے ہین کہ حضور
ملکہ مہرخ کی سلطنت مین شیر و بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہین دزد حنا کا سر دست ہاتھ باندھا جا
معشوق آنکھ نہین چراتے آپ کی عنایت سے سب طرح خیر و عافیت ہے کہ دیکھا سامنے سے برق
چالاک دوڑے ہوے آتے ہین ہلال نے پکار کر پوچھا کہ اے خیر تو ہے برق نے پکار کر کہا کہ ملکہ مین نے کثافت
کو مارا لیکن فوج آتی ہے ہلال نے کہا کہ آنے دو اسباب سحر ہاتھ مین لیکر آمادہ ہوگئین کہ ظلمات آسمان سے اتر کر آ

نہین ہی غم جو بدن سے ہو سر جدا ساقی / مگر نہ ہاتھ سے ہو ساغر شراب جدا
ہمارے دیدۂ تر سے ہو گیا جدا رومال / کہ روے یار سے ہوتی نہین نقاب جدا
جو چشم حال سے دیکھے وہ دانت ہیرے کے / گہر سے ہو عرق شرم نکلے آب جدا
کرے شراب سے کیا ربط وہ مہ تابان / کہ آفتاب سے رہتا ہی ماہتاب جدا
کہا جو مین نے کہ پاس آ تو بول اٹھا کہ دور / مرا سوال جدا ہی ترا جواب جدا
کہان یہ پیک اجل ہی فلک کہان قاصد / جدا نامہ جدا نامے کا جواب جدا
پہونچ رہینگے برابر ہی حشر مین بد و نیک / رہِ خطا سے کہان ہی رہِ ثواب جدا
ہی فضل ایک مین عاشق ہوا ہون تو معشوق / مرا خطاب جدا ہی ترا خطاب جدا
کہا ہی خوب ہی دیوان تو نے او ناسخ / کسی کے ہاتھ سے ہوگی نہ یہ کتاب جدا

نہین نے کہا کہ آپ اسقدر کیون گھبراتے ہین ایک جام شراب تو پیجیے دوڑ کر گلابی اٹھا کے لایا برق جام لبریز کیا مسکرا کر کہا کہ نوش فرمائیے مسکرانے پر کثافت نثار ہو گیا جام لیکر بے اندیشۂ انجام پی گیا رق نے وہ بیہوشی ڈالی تھی کہ بلبلا کے کھڑا ہو گیا کہا کہ ای جان جہان شراب مین کیا ملا تھا کوئی مجکو آسمان لیے جاتا ہی برق نے کہا کہ ٹہلیے کثافت ٹہلنے کو چلا بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گرا برق نے ہ کر کے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک نعرۂ برق فرنگی تصنیف مصنف

استاد ہین خواجہ نامدار / تڑپے نہین مین برق رفتار ہون / مرا نام ہی برق خنجر گزار
ب سے مری چرخ ہارا رہا / در پکر پر میرا پھیرا رہا / کہے کون مکار و غدار ہون
لا وہ ہون مین نام بھی برق ہی / بزیر قدم غرب ہی شرق ہی

مرنے سے کثافت کے ایک غبار اٹھا آندھی سیاہ چلی ظلمات اپنی گاہ مین پڑا سو رہا تھا کہ آوازین مہیب کان مین آئین گھبرا کے اٹھا آنکھین ملتا ہوا باہر نکل آیا سر اٹھا کر کھا کہ کثافت کا خیمہ جل رہا ہی تڑپ کر بلند ہوا دیکھا کہ آگ برس رہی ہی آندھی سیاہ اٹھی قبۂ بارگاہ گیا لاشہ کثافت کا تڑپ رہا ہی ایک عیار کو دیکھا کہ خنجر برہنہ خون ٹپکتا ہوا ہاتھ مین ٹٹولتا پھرتا ہی اندھیرے ن راستہ نہین ملتا یہ جو دیکھا ظلمات جل گیا کہ اس عیار نے میرے رفیق کو مارا تڑپ کر گرا برق کو لیا خنجر ہاتھ سے چھین لیا کھینچتا ہوا برق کو بیرون بارگاہ لایا آندھی جو سیاہ چلی اور مرنے کی آواز افت کے آئی جسقدر ساحر قریب بارگاہ تھے بھاگ گئے کہتے ہوے کہ یارو کسی نے آقا کو مارا ظلمات

شکل بنکر تیار ہوا دروازے پر آیا دروازے پر آکر کہا کہ میان کثافت سے عرض کرو کہ شہنشاہ ہوش رُ
نے اپنی کنیز کو بھیجا ہی خدمتگارون نے جاکر کثافت سے کہا کثافت نے کہ جلد بُلا لو برق اندر ہو
تن کر سلام کیا سینہ ابھارا مسکرا کر کہا کہ کیون صاحب مزاج کیسا ہی آپ سپہ سالار ظلمات تیرہ بخت ہیر
شہنشاہ نے یہ کاغذ دیا ہی اور اے معشوقا نہ دیکھکر کثافت ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا کہا کہ آئیے تشر
لائیے کیا حکم ہی کنیز نے جھولی سے نامہ نکالا ہاتھ پر رکھکر کثافت کو نذر دیا اور کہا صاحب جو راز دنی
کی بات ہی وہ الگ کہونگی اُسمین مُہرِ افراسیاب پائی نامے کو پڑھا اُسمین لکھا تھا کہ اے کثافت تمہارے
بھائی کا حال سُنکر ہمکو نہایت قلق ہوا جب تم مقابلے کو سپاہ نمین جاؤ گے ما بدولت بھی تشریف لائینگے
تمہاری عین وقت پر مدد کرینگے اور کنیز جو راز و نیاز مین بیان کردیگی اس حکم کے بھی کاربند رہنا کثافت
اٹھ کھڑا ہوا چاہتا ہی کہ اِسکے ساتھ لگاؤ کرون اپنی معشوقہ بناؤن کمسن غنچہ دہن سیمتن سروِ باغ حُسن
جمال ماہ آسمان کمال ایسی معشوقہ کسکو میسر ہوتی ہی ساتھ ساتھ چلا تنہائی مین آیا کنیز بھی پاس آکر بیٹھی
باتین میٹھی میٹھی کرنے لگی کثافت مرا جاتا ہی دل مین کہتا ہی کہ کیا پیاری باتین ہین افراسیاب نے کس ظالم
بھیجا ہی اسکی باتین سُن سُنکر مرا جاتا ہون کبھی سینے پر ہاتھ مارتا ہی کبھی کفِ افسوس ملتا ہی کبھی اس خیال مین
کہ کیونکر راضی کرون پشت پر ہاتھ رکھا کنیز نے ایک اُلٹے ہاتھ سے طمانچہ مارا کہا کہ ادب سے نہین بیٹھ
اتنے برق نے دھول دھپے پر رکھ لیا کبھی مسخرہ پن کرتا ہی کبھی مُنھ چڑھا دیا کبھی انگوٹھا دکھا دیا کبھی جھاد
بتا کر اُٹھا کہ صاحب مین جاتی ہون شہنشاہ سے کہدونگی کہ اصلی بات میری نہین سُنی کبھی گھبرا کے کہتا ہی
او نامرد ازلی مجھے کیون چھیڑتا ہی مین شہنشاہ کے سامنے فریاد کرونگی یقین ہی کہ ہر شخص کو خوف ہو میرے
ساتھ ایسی باتین نہ کرو مجھے کیا چھیڑو گے مین وہ اہبات بات نہ گوارا کرونگی شہنشاہ سے کہونگی مجھے ایسے مقا
نہ بھیجا کیجیے نگوڑے بازار کے پھرنے والے اُنکے سامنے بہو بیٹیون کے جانے کی کیا ضرورت ہی کثافت
ہاتھ باندھ کر بیٹھا تا ہی کہتا ہی کہ اے ملکہ خفا نہ ہو دم بھر اور بیٹھو اصلی بات کہو میرے دل کی عجب کیفیت

ہی اب تو یہ حالت ہی

نظم

کہان وطن سے ہون مین خانمان خراب جُدا
ہوا بیاض سے کب شعر انتخاب جُدا
ہوا ہی آج جو وہ رشکِ ماہتاب جُدا
بدن کو جان سے کرتا ہی اضطراب جُدا
ہوا نہ پیری مین بھی ساغرِ شراب جُدا
یہ وہ ہی صبح نہ ہو جس سے آفتاب جُدا

...م مہتر فرخندہ نامدار	لقب گشت مہتر قرانِ نوفار ٭ چو لغزندہ گشتم درمیان نبرد
...ہ دشمنان را کنم گرد برد	آفت کا سر اُڑ گیا خواجہ جھُوٹ کر بھاگے یہان ظلمات کا تخت

...ہستہ چلا آتا ہی منظور یہ ہی سر عمرو کا لے لون جا کر ملکہ حیرت سے ملون سر عمرو بطور نذر پیش کرون
...ر جو ہوئی کہا جا کر دیکھون تو کہ آفت آدمخوار عمرو کہان ہے گیا سر جلد لائے ملکہ عالم بادولت کی
...شتاق ہین کنارے پر لشکر کے کھڑی ہین مجھے تکلیف ہوتی ہی چند ساحر گئے جا کر دیکھا کہ جنگل مین لاشہ
...فت آدمخوار کا پڑا ہی سر کٹا ہوا الباس ندارد لاش اُٹھا کر لائے کہا حضور عمرو کا تو نشان بھی نہین انکا لاشہ پڑا تھا
...ٹھا لائے ظلمات کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا لشکر مین غُل ہوا کہ آفت آدمخوار کو مار کر عمرو چھوٹا
...کثافت مردار خوار بھائی آفت کا روتا پیٹتا سامنے آیا کہا کہ حضور میرا بازو ٹوٹ گیا اب حضور دغل
...دین مین معاوضۂ خون برادر مین ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا ہزارون کا خون کرونگا غلام پر بہت
...شاق ہوا اب مین قتل مسلمانان کا مشتاق ہوا ظلمات کو بڑا افسوس ہوا کہا کہ ای کثافت صبر کرو کیا مین
...معاوضۂ خون آفت نہ لونگا چل کے ملکہ حیرت سے تو ملاقات کر ظلمات کبیدہ و رنجیدہ چلا ملکہ حیرت کو آکر
...سلام کیا ملکہ حیرت نے دیکھا کہ ظلمات منہ پُھلائے ہوئے ایک ساحر سیاہ فام ہائے بھائی ہائے بھائی کہکے
...روتا ہوا اپنا منہ اشکون سے دھوتا ہوا حیرت بارگاہ مین لیکر آئی کہا کہ کیون ای ظلمات کیا ہوا ظلمات
...نے کہا کہ حضور مین نے سنا کہ عمرو کی ذات سے بڑا فتور ہی مین پکڑ لایا آفت آدمخوار کو دیا کہ اسکو کھالے تھوڑی
...دیر کے بعد اُسکا لاشہ آیا غلام کو حیرانی ہوئی کہ یہ کیا معرکہ ہوا بھائی اُسکا کثافت رو رہا ہی اگر میدان مین
...طلا بہار وغیرہ کو چیر پھاڑ کر پھینکدیگا حیرت نے کہا کہ ای ظلمات عیار قیامت کے پرکالے ہین پہلے تو
...اپنے جان بچاؤ بعد اُسکے پھر کسی کو قتل کرنا کثافت نے عرض کی کہ حضور ملاحظہ فرمائینگی ہر چند کہ
...ملکہ حیرت نے منع کیا کثافت نے نہ مانا ملکہ حیرت نے کہا کہ تمھین اختیار ہی ظلمات دربار سے ملکہ
...حیرت کے اُٹھا اپنی بارگاہ مین آکر داخل ہوا کثافت نے کہا کہ میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے آخر
...کثافت کے نام طبل جنگی بجا اہل اسلام کو خبر ہوئی یہان بھی طبل جنگی بجا تیار ہونے لگین مہتر برق فرنگی
...مہر وحشت اثر عسکر لشکر سے نکلا فوج ظلمات مین آیا دیکھا کہ بڑی تیاریان ہو رہی ہین جابجا ساحرون
...مین سحر تیا کرنیکا ہی حکم ہر خیمے مین ساحر بیٹھے ہوئے سحر تیار کر رہے ہین ملکہ ہائے ابر بنائے اسمین چھریان
...کٹاریان بھر ہین اُس ابر کو اُڑا رہے ہین سحر نئے بنا رہے ہین برق کنارے آکر ایک نازنین کی

بنجہ دیا بدن ٹٹول کے کہا کہ گوشت کا تو اسکے جسم مین نام نہین ظلمات نے کہا کہ ہم تو پہلے ہی کہ چکے
کہ ہڈیان بھی تیرا ہی حصہ ہی آفت آدمخوار نے کہا کہ حضور دیکھیے تو تھوڑی دیر مین کیا ہوتا ہی یہ ک
عمرو کو لیکر ملا ظلمات نے کہا کہ بی یاقوت وزمرد اسی شخص کا یہ غلغلہ تھا آج ہی خاتمہ کر دیا لیجیے عی
تو اختتام ہوا یاقوت زمرد کہتی ہین کہ حضور آپ نے تو کار نمایان کیا لیکن عمرو کو ہمنے کبھی مرتے نہین د
ہین غور ہی کہ ایسا نہ ہو کہ آفت آدمخوار مارا جائے تو عجب نہین ظلمات نے کہا کہ آفت آدمخوا
کون قتل کر سکتا ہی سر لیکے عمرو کا آتا ہوگا یہان تو انتظار ہی آفت آدمخوار عمرو کو لیے ہوے جا
کنارے پر لشکر کے آکر ہوشیار عمرو کی آنکھ کھُلی دیکھا کہ ایک ساحر مجکو لیے جاتا ہی منتین کرنے لگے کہا کہ بھ
مجھسے کیا مطلب ملکہ مہرخ کو پکڑو کہ کچھ مطلب حاصل ہو آفت آدمخوار نے کہا کہ اوسار بان نا
خود ظلمات تجکو گرفتار کر کے لائے میرے پیٹ مین آج تیری جگہ ہی سیکڑون آدمی کھا گیا ایک نخل
سائے مین یہ باتین ہو رہی ہین خواجہ عمرو منتین کر رہے ہین آفت نہین مانتا کہتا ہی کہ تجھے تیر
کھانے کی خواہش ہی تو قاتل بزرگان دین ہی تیرا کھانا ثواب ہی جب آفت آدمخوار عمرو کے کھانے پر آ
ہو عمرو بیقرار ہو کر دعا مین مانگنے لگا کہ ای رحیم و کریم میرے تیرے وعدہ ہو چکا ہی مین نے اُس بُر
خیال بھی نہین کیا یہ بیجا مجکو کھانا چاہتا ہی تو ہی بچائیگا نظم

توبہ گر عاصی کند بعد از گناہ | ذرۂ ناکارہ گردد آفتاب
شیر را روبہ کند آن زور مند | کوہ را سازد بیکدم مثل کاہ
سروران دہر عالی بارگاہ | لاشریک و بے مثال و بے نظیر
ہندی مداح میدار د امید | صرف بر فضل کمالت یا

حق بہ بخشد جرم ہر نامہ س
گر کند آن مہربان بروے
سرنگون دارند بر خاک
ذات سولی منیک بے اشتہ
عمرو کے رونے پر آفت آدمخوا

ہنستا ہی کہ پہلو سے آواز آئی کہ او آفت آدمخوار تو نے اس دشمن کے کھانے مین کیون دیر لگائی بڑ
ہوا سامری وجمشید خفا ہوتے ہین آفت آدمخوار نے پلٹ کر دیکھا کہ ظلمات خود دوڑا ہوا آتا ہ
ہو نجانا ج کو سنبھالتا ہوا کہا کہ ارے غضب ہوا عمرو کے نام پر سب ساحر جان دیتے ہین مہرخ وبہ
آٹرین جلد عمرو کا سر کاٹ لیجاؤن مسلمانون کو دکھاؤن تو نے اسقدر دیر کیون کی یہ کہتا ہوا قریب آ
کہا کہ دیکھ برق لامع آئی ہی اسکو بھی کھائیگا یہ سنکر آفت آدمخوار پلٹا مہتر قران نے بعد مار

نام کا نعرہ کیا نعرۂ قران | منم مہتر گرد میدان کین | ز عیاری من بلرزد ز میر

لینے مین خرابی ہو زمرد نے کہا کہ حضور یہ وہی شخص ہو کہ جسکا لقب ہو سر بریدۂ جادوگران و ریش تراشندۂ
گران بس زیادہ نہ پوچھیے ایسا نہ ہو کہ کچھ خرابی آجائے ظلمات نے بگڑ کر کہا کہ بادولت موجود مین کیا
ت آسکتی ہو کیا کوئی بڑا ساحر ہو آخر یاقوت نے جھلاکے کہا کہ عمرو عیار اسکا نام ہو یہ سنتے کے ساتھ ہی
لمات نے کہا کہ وہ اسنے بڑے بڑے ساحر مارے اسی کی گردن پر سب کا خون ہو ملکہ زمرد نے کہا کہ
ور ساحر شمشمش کو دریاے قلزم مین جاکر مارا جتنے نامی جادوگر مارے گئے اسی ظالم نے قتل کیے اس ہوشربا
ن بھی ہرچند کہ قتل نہین کیا مگر تاریک شکل کش پر بھی عیاری کرکے گیا گنبد تاریک مین بھی پہلے عمرو ہی
تھا وہان بھی جاکے عیاری کی ایسا جادو کر گیا کہ ملکہ تاریک گانے پر عمرو کے عاشق ہوئین اور بڑے بڑے
حر دن کو مارا مشعل ایسا شخص کہ جو مقبول بارگاہ سامری تھا اسکے چراغ حیات کو گل کیا یہ سنکر ظلمات غصے
ن کانپنے لگا اور کھڑا ہو گیا کہا کہ عمرو کو ابھی لاتا ہون زمرد نے کہا کہ اے شہنشاہ ایسا ارادہ نہ کیجیے
قوت وزمرد نے ہرچند سمجھایا ظلمات کب مانتا ہو فوراً پکار کر آواز دی کہ ہمارے مشیر خوش تدبیر
فت آدمخوار کو بلاؤ ہڈیان عمرو کی سامنے ملکہ حیرت کے پیش کیجائینگی یہان ملکہ حیرت حیران ہین
ظلمات کا تخت کیون رک گیا ظلمات ملبلا رہا ہو دیکھا کہ ایک جادوگر قوی تن قوی ہیکل سیاہ فام
نجام ہنستا ہوا سامنے آیا ظلمات نے کہا کہ کیون اے آفت آدمخوار کچھ بھوک لگی ہو آفت آدمخوار
ے کہا کہ آدمی کے گوشت کی خواہش ہو اگر ایک آدمی کا گوشت ملتا تو کلہ گرم ہوجاتا ظلمات نے کہا
مین عمرو کو لاتا ہون تو کھا جانا گوشت اسکے جسم مین بہت کم ہو ہڈیان بھی چبا لینا آفت آدمخوار
ے کہا کہ حضور لائین تو ہڈیان کھانا میرا کام ہو ظلمات اپنے مقام سے اٹھا تڑپ کر بلند ہوا یہان کسی کو
نہین خواجہ عمرو کرسی پر سے اٹھے ٹہل رہے ہین ظلمات اتر کر ایک نخل کے سایے مین آیا کسی نے
کھا بھی نہین عمرو کو تاک کے جو گرتا ہو کمر مین پنجہ دیکر لے اڑا غلغلہ ہوا کہ عمرو کو ساحر لیے جاتا ہو بہار
باغبان نے قصد کیا کہ برق فرنگی نے اشارہ کر دیا کہ کوئی صاحب نہ جائین کچھ انتظام ہو چکا ہو
ب سردار کف افسوس ملکر رہ گئے یاقوت وزمرد نے دیکھا کہ ظلمات عمرو کو پنجے مین دبائے ہوئے
مرو بیہوش و مدہوش عیار بچیون نے جو یہ معاملہ دیکھا کہ ظلمات عمرو کو لے آیا بھاگین کہ
کر ملکہ حیرت سے خبر کرین یہان ظلمات نے آواز دی کہ اس ساربان زادے کو لے خبردار بیٹیان تک
چھوڑنا ساحر شمشمش خداوند ساحران کا خون اسکی گردن پر ہو آفت آدمخوار نے عمرو کی کمر مین

انکا مثل نہین عمرو کو ان دونون پر بڑا ناز ہو اب تشریف لیچلیے ملکۂ عالم آپ کا انتظار کر رہی ہیں
سامری جمشید نے ہماری جان بچائی ظلمات نے کہا کہ سب شراب خراب کر گئے شراب پھنکوا دو
پھینکدی گئی یاقوت و زمرد کو اب جلدی ہو کر لشکر مین ملکہ حیرت کے پہونچین ملکہ فرماتی ہونگی کہ کیون
ہوا یہان کمبخت عیارون نے یہ آفت بر پا کی صبح ہوتے ہی ظلمات نے سب لشکر آراستہ کیا یاقوت و ز
کو ساتھ لیا نوبت و نقارے بجاتا ہوا چلا یہان ملکہ مہرخ بارگاہ مین بیٹھین کہ اوّل چند دیر بعد نے آکر خبر دی کہ
و برق نے جا کر عیاری کی تھی حال انکا کھل گیا مگر یہ بھی سُنا کہ نکل آئے گرفتار نہین ہوے یقین ہو آتے ہو
یہ ذکر تھا کہ چالاک برق آکر ہونچے عمرو نے کہا کہ کیون بے ہمنے تجکو منع کیا تھا مگر تو نے کہنا نہ مانا آخر جا
اُنکو ہوشیار کر دیا برق نے کہا کہ اُستاد مار لیا ہوتا صبا رفتار نے جا کر آفت برپا کر دی آخر غلام لڑ بھڑ
نکل آئے عمرو نے کہا کہ ارے بیحیا مین تو جانتا تھا کہ تو اُسے ہوشیار کرنے جاتا ہو جو منظور تھا وہ کر آئے برق
سر جھکا لیا کہا کہ اگر اب وہ آتا ہو حضور عیاری کرینگے عمرو نے کہا کہ ابے ہم تو اُسے مارینگے یہ کہکر خواجہ اُٹھے
کہ برق کی گوشمالی کرون برق نکل کر بھاگا کہ ہرکارے حاضر ہوے عرض کی کہ ملکہ یاقوت و زمرد ظلمات
کو لیے ہوے آتی ہین سب سردار باہر نکل آئے آگے آگے ملکہ مہرخ سب سردار ملکہ مہرخ کو گھیرے ہوے
ایک جانب بہار گلعذار ایک جانب ملکہ مخمور سُرخ چشم اور ایک جانب باغبان قدرت ایک جانب
ملکہ لیلاے محمل نشین و رعد و برق و ملکہ ہلال سحر افگن وغیرہ ملکہ مہرخ آکر باہر ٹھہرین سائبان
زربفتی کھنچ گیا ملکہ مہرخ آکر تخت پر بیٹھین گرد سرداران لشکر تمام فرد کش ہین سب کو خبر ہوگئی کہ ساحر ظلمات
آتا ہو سب مشتاق ہین اسی جانب دیکھ رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی لکہا سے ابر نمایان ہوے آگے آگے
ملکہ یاقوت و زمرد با اہتمام سواری کرائی ہوئین ظلمات تیرہ بخت تخت پر سوار ساٹ لاکھ کا لشکر پشت پر
زور و شور سے آکر ہونچا ملکہ حیرت کنارے پر لشکر کے ٹہل رہی آمد ظلمات کا انتظار ہو کہ ظلمات آکر ہونچا
ابھی ملکہ حیرت کے قریب نہین ہونچا تھا کہ اسنے پلٹ کر لشکر اسلام کو دیکھا قضاے کار خواجہ عمرو کرسی
پر جلوہ فرما ہین تمام عیار اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین خواجہ عمرو کی کرسی پایۂ تخت پر بچھی ہی ظلمات نے ملکہ
یاقوت سے پوچھا کہ یہ کون شخص بیٹھا ہو یاقوت نے سر جھکا لیا کہا کہ حضور اس شخص کا نام نہ پوچھیے اسکا نام
لیتے خوف آتا ہو ایسا نہ ہو کہ کوئی آفت آجائے ظلمات نے وہین تخت روک لیا کہا ملکہ جب تک نام نہ سُن
آگے نہ بڑھونگا کل ہی تو مسلمانون کا خاتمہ کر دونگا نام کیون نہین بتاتین یہ کیا کوئی بڑا ساحر زبردست ہو

اُنکے گانے صبا رفتار نے کہا کر سامری وجمشید خیر کرین معلوم ہوتا ہی کہ عیار ہو نگلے یہ باتین صبا رفتار
کر رہی ہی کہ ارے کمبخت مجلو جانے دو مین جاکر بچا نون کہ دیکھا سامنے سے ظلمات غصے مین کانپتا چلا آتا ہی
بڑھ کر صبا رفتار نے کہا کہ ای شہنشاہ مین حضور کی خیر و عافیت دریافت کرنے آئی تھی گانے کی کیفیت سنکر
دل کو شک ہوا ہی یا قوت گانا کیا جانے معلوم ہوتا ہی کہ عیار ہو نگلے ظلمات نے کہا کہ مین پہلے ہی
دریافت کر چکا چار کنیزان سامری بزرگون کے وقت سے میرے ساتھ رہتی ہین مین نے اُنسے پوچھ لیا ہی
جاکے اُنکی گردن لیتا ہون یہان برق وچالاک نے جو دیکھا کہ ظلمات گیا دیر کیون ہوئی آپسمین کچھ اشارے
کر کے اُٹھے کہتے ہوے کہ شہنشاہ نے کیون عرصہ کیا ساحرون نے کہا کہ حضور آتے ہین تامل فرمائیے
ایک ساحر کے پہلو مین برق کھڑا ہی ایک کے پہلو مین چالاک پردہ بارگاہ کا اُٹھا دیکھا کہ آگے آگے
ظلمات پیچھے پیچھے صبا رفتار انکو جو دیکھا کہ ایک مقام پر کھڑے ہین وہین سے پکار اُٹھا کہ او مکار و کہان جاتے ہو
منم ظلمات تیرہ بخت جس جادوگرون کے پہلو مین دونون کھڑے تھے ایک کو برق نے مارا اور ایک کو چالاک
نے خنجر سے ہلاک کیا دونون نے اپنے نام کے نعرے کیے نعرہ چالاک | بہ عیاری من آنکہ جست وچالاک

بجستم دشمن اندازم کف خاک | نہ آید باز گردِ سبز گاہم | خلیفہ اول چالاک نامم

برق نے بھی اُسی اندھیرے مین اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ برق

کہ اُستاد ہین خواجۂ نامدار
گرون سیکڑون کوس کی راہ طے
تڑپ سے مری چرخ بھرا رہا

تڑپنے مین مین برق رفتار ہون
ارسطوے ذیعلم شاگرد ہی
بزیر قدم غرب ہی شرق ہی

مرا نام ہی برق خنجر گزار
کہے کون مکار و غدار ہون
در بکر پہ میرا بھرا رہا
جھلا وہ ہون مین نام بھی برق ہی

اسی اندھیرے مین دونون نکلے باہر آکے کئی جادوگرون کو مارا ساحر حیران کہ یکایک یہ کیا آفت
آگئی کیا سبب ہوا کہ ساحرون مارے گئے جب یہ دونون جست و خیز کرتے ہوے نکل گئے ظلمات نے
زانو پر ہاتھ مارا کہا کہ یارو حقیقت مین مجھسے بڑی غلطی ہوئی مین نے دور سے کیون نعرہ کیا وہ تدبیر سے کھڑے
تھے کارہاے نمایان کر کے نکل گئے ارے تلاش کرو باہر نکل کے دیکھا کہ کئی جادوگرون کے لاشے پڑے ہین
ظلمات کی آنکھون کے تلے اندھیرا آگیا ساحر جو چار طرف دوڑے تھے پلٹ پلٹ کے آئے کہا کہ حضور سب طرف
تلاش کیا مگر وہ نکل گئے کہین پتہ نہ ملا غلامون نے جابجا تلاش کیا ظلمات کو بڑا قلق ہی یاقوت و زمرد کو
صندوق سے نکالا ان دونون سے سب حال کہا یاقوت و زمرد نے کہا کہ حضور برق وچالاک بلا کے عیار ہین

ہمیشہ نقش حُب کا مشتری کے روز لکھتا ہون — ستارہ نیک ہو میرا تو وہ زہرہ جبین
حنا دیکھی تو پیش چشم تیرے دست نازک تھے — تری انگشتری یاد آئی جب نام نگین آ
نہ ٹھہرا چار دن کے واسطے ای روح قالب مین — گیا جب اس مکان سے پھر نہین اسکا مکین
نہایت تشنۂ دیدار ہین خوب اُسکو جو بین گے — اگر اپنے لبون تک کوئی لعل آتشین آ
نہ چھوڑیگا کسی کو آسمان بے گور مین بھیجے — سمجھ زیر زمین اُسکو جو بالاے زمین آ
گریبان تک بھی دامن سے جنون ہو رہنما اسکا — بغل سے ہو کے دامن تک جو چاک آستین
مصور کو تری تصویر کا سودا مبارک ہو — مقام گیسوے مشکین و خال عنبرین آ
رجوع اپنے دل روشن سے کر آتش جو مضطر ہو — گیا خرم جب اُس درگاہ مین اندوہگین آ

جتنی دیر مین یاقوت نثلی نے یہ غزل گائی اتنے عرصے مین چالاک لگا بیون مین بیہوشی پہونچائی اب
سامان تیار ہو برق کا ارادہ یہ ہو کہ اب بیہوشی ملی ہوئی شراب پلاؤن اپنا رنگ جماؤن کہ بیٹھے بیٹھے ظلمات
گھبرایا کہا کہ ملکۂ عالم تھوڑی دیر مجھے معاف فرمایئے مین ابھی حاضر ہوتا ہون یہ کہکے اُٹھا ایک خیمہ تخلیے
کہ سب اشیاے سحر وہان موجود رہتے ہین اور چار پتلیان سنہری میز پر رکھی رہتی ہین جیسے ہی ظلمات
اُس خیمے مین پہونچا ایک پتلی ہنسی دوسری نے کہا کہ بوا کیا ہنسین تیسری نے کہا کہ بوا مجھسے پوچھو چوتھی نے کہا
کیا جانو جو پہلے سب کے ہنسی تھی اُسنے کہا کہ بوا اتنا کافی ہو کہ آج کل انقلاب ہو ساحرون کی مٹی خراب ہو
خرابیون سے جا بجا مارے گئے ہر مقام پر مشہور ہو آج ہمارے مالک یہان آئے ہین ای بوا تمنے غزل بھی سنی تیسری
کہا کہ بوا مین تو کان لگائے سُن رہی تھی ظلمات کے کان کھڑے ہوے بگوش ہوش سُننے لگا چوتھی
کہ بوا نام تو بتاؤ جو پہلے ہنسی تھی وہی بول اُٹھی کہ بوا نام کون بتائے اتنا بڑا ساحر زبردست پہنے والا
ظلمات کا اُسکی آنکھون پر یہ پردے پڑے ہین ہماری بلا کو کیا غرض ہو کہ ہم نام بتائین شراب بھی خراب
ہو چکی اب مالک ہمارے چراغ سحری ہو رہے ہین ایک نے کہا کہ بوا اور غضب ہوا یاقوت پر عاشق ہوے
اُس عشق مین سب مطلب ہو گیا یہ باتین ہو رہی تھین کہ پھرتی پھراتی صبا رفتار بھی آئی در دولت پر آسنے ہو
پوچھا کہ کیون صاحب محفل مین کیا ہو رہا ہو سب چوبدارون نے کہا کہ ناچ گانا ہو رہا ہو بی یاقوت نے خو
لعل اُگلے کیا غزل گائی ہو خوب رنگ جمایا صبا رفتار نے کہا کہ یاقوت گانا کیا جانے خادمون
کہا کہ بی صبا رفتار صاحب آپ نے نہین سُنا ملکہ یاقوت کا دوگانا ہو آج کسی کو کیا لیاقت ہو کہ مثل

ی شہنشاہ ملک اقلیم حسن و جمال وای آسمان خوبی کی ہلال جس طرح فرمائیے گا بجا لائینگے اُسی وقت سے
کم ہوا کہ صحبت شراب و کباب آراستہ کرو گائنون کو حکم ہو نچا کہ در دولت پر حاضر رہین ملکہ عالم کی
وزیرزادیون نے سرفراز فرمایا ہو آج شب کو دعوت ہو سب سامان مہیا رہے ظلمات دوڑا پھر رہا ہو مصاحبون
سے کہتا ہو کہ جس مالک کی وزیرزادیان ایسی ہین وہ مالک کیسا ہوگا جو مصاحب واقف کار ہین عرض کرتے ہین
حسن و جمال ملکہ حیرت کا ایسا ہو کہ طلسم ہوش رُبا مین شہرہ ہو حسن مین کوئی انکا مثل نہین افراسیاب
ا صاحب نصیب ہو معشوقہ ایسی ملی طلسم ہوش رُبا پر کس دھوم سے قبضہ ہوا اسب وزیرون کو بلا لیا کا زندوان
نے مکرامی کی شہنشاہ لاچین گرفتار ہو گئے معشوقہ دختر حیات جادو و محبوب خوشخو ظلمات کلیجہ پکڑے
پھرتا ہو برق نے جو لگاؤ کی باتین کین مصاحبون سے کہتا ہو کہ آج معشوقہ پر قبضہ کرونگا دل بیقرار ہو غرض ہمہ
تن سامان رہے شب کو جلسہ آراستہ ہوا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جام عشرت انجام گردش مین
ملکہ یاقوت نے اُٹھکر کئی بیلون کو شراب کے جھوڑا گلابیان بھی اُٹھائین شراب کی تعریف کرنے کے حیلے
سے اُٹھا اُٹھا کے رکھدین ظلمات تیرہ بخت بیٹھا ہو کئی گائنین گا رہی ہین سب نے تعریف کی ملکہ یاقوت نے
کچھ نہ کہا بلکہ مُنھ بنا لیا ظلمات نے کہا کہ کیون ملکہ عالم ہماری گانے والیان اچھی ہین ملکہ یاقوت نے کہا کہ
صاحب کیا کہنا زمرد نقلی نے زانو دبا کر کہا کہ بھیا مجھسے پوچھو ہمشیرہ ایسی گاتی ہین کہ زہرۂ فلک کو سکتہ ہو ملکہ
حیرت جادو و افراسیاب جادو انکے گانے کے قدردان ہین اب تو ظلمات منتین کرنے لگا کہ ملکۂ عالم سب
مشتاق ہین ایک چیز تو آپ بھی گائیے ملکہ یاقوت نے ظاہر مین بہت انکار کیا ہین نے بھی کہا کہ بُوا یہ تمھارے
مکان ہین اپنے مہمانون کی سب خاطر کرتے ہین ملکہ یاقوت کا چہرہ سُرخ ہو گیا جب ظلمات نے انتہا کی
منت کی سب اہل دربار نے بھی کہا کہ ملکہ ضرور گائیے مجبور ہو کر ملکہ یاقوت نقلی اپنے مقام سے اُٹھین سازندوان
کے بیچ مین آکر بیٹھین جانتی ہین کہ ظلمات تیرہ بخت اسیر طرۂ گیسو و ذبیح خنجر ابرو ہو چکا ہو اِسی سے
آنکھین ملا کے یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

ظہور آدم خاکی سے یہ ہمکو یقین آیا — تماشا انجمن کا دیکھنے خلوت نشین آیا
لیا بلقیس تک مکتوب شوقیہ سلیمان کا — قران مشتری و ماہ کا دورہ قرین آیا
نشین تیرے کرم سے جام مثل برق اے ساقی — مبارک ہو زمانہ ابر و باران کا قرین آیا
پری شیشے مین اُتری کہیے یا قالب مین روح آئی — عجب انداز سے آغوش مین وہ نازنین آیا

یہ نقشہ یقین کامل ہے کہ آج سفر نہ ہوگا کہ ایک کنیز نے بڑھ کر عرض کی کہ در دولت پر صبا رفتار حاضر ہوا ہے
باریابی ہے یا قوت نقلی نے یہ کان کھڑے ہوئے زمرد نے کہا کہ بلا لو صبا رفتار اندر آئی برق نے
آنکھ ملا کر دیکھا پہچان گیا کہ چالاک بن عمرو ہے چالاک آ کر بیٹھا یا قوت سے دمبدم کہتا ہے کہ الگ چ
میں کچھ کہونگی برق دمبدم کہتا ہے کہ صبا رفتار ذرا مجھسے آنکھ ملاؤ جب چالاک نے آنکھ ملائی تو پہچانا
ہمارے بھائی برق بیٹھے ہوئے ہیں آپس میں اشارے ہوئے برق نے اشارے سے کہا کہ میں نے
یا قوت کو پکڑ لیا اب زمرد کو پکڑو اسکو تم گرفتار کرو صبا رفتار نقلی نے زمرد کا ہاتھ تھام لیا ک
کہ الگ چلو میں کچھ کہونگی الگ لا کر چالاک نے زمرد کو بیہوش کیا ایک صندوق میں انکو بھی بند کر
اب چالاک برق مقام یا قوت و زمرد پر آ کے بیٹھے لشکر کو تسخیر کرنے لگے رات بھر اسی مقام پر رہ
صبح کو کوچ کیا ان دونوں کی صلاح ایک ہے دونوں وزیرزادیوں کو ایک صندوق میں بند کیا آپ تخت پر سوار ہو
چلے بارہ چودہ ہزار کنیزیں ساتھ ہیں اس کر و فر سے طرف لشکر ظلمات تیرہ بخت کے چلے ظلمات نے پہنچ
پر بیٹھا ہے کہ ہرکاروں نے خبر دی ملکہ یا قوت و زمرد آتی ہیں ظلمات نے چند سرداروں کو حکم دیا کہ ملکہ چہ
کی وزیرزادیاں آتی ہیں استقبال کر کے لاؤ لیکن صاحبو اتنا خیال رکھنا کہ جب میں نے آنیکا قصد کیا ہے
ملکہ ماہیان نے فرمایا تھا کہ عیاروں کا خیال رکھنا ہر مقام پر ہوشیار رہے سرداروں نے کہا کہ حضو
آپ کے یہاں کوئی عیار نہیں آئیگا کئی سردار بیرون لشکر آ کر ٹھہرے چالاک برق کو بھی خبر ملی کہ کئ
سردار ظلمات کے برائے استقبال بیرون لشکر کھڑے ہیں سرداروں نے یا قوت و زمرد کو دیکھا بڑے تکلف
سے لیکر چلے برق و چالاک پریشان ہیں کہ دیکھیں تقدیر کیا دکھائے یہ سوچتے ہوئے بارگاہ ظلمات
میں آئے برق تو بلائے روزگار ہے بڑھ کر ظلمات کو سلام کیا اس ناز و کرشمے سے سامنے آیا کہ ظلمات
بیتاب ہوگیا چہرہ زیبا طلعت جہان آرا الباس یا قوت نگار سینے پر ابھار کرشمہ و انداز مثل کنیزان کمترین بہشت
عارض رشک قمر نازنین سیمبر مسکرا کے جو ظلمات سے بات کی گوہر دندان سے برق جملی خرمن ہوش و حواس کو جلا د
ظلمات کھڑا ہو گیا کہا کہ ملکہ یا قوت آئیے برق سمجھا کہ اب مجھپر مائل ہوا ہے گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہ
ظلمات انکھیوں سے دیکھتا ہے جی میں کہتا ہے کہ کیا نازنین ماہ پیکر ہے شیرین ادا وضع میں لیلی مرا جاتا ہے یا قوت نے ز
ہاتھ رکھکر کہا کہ کیوں میاں ظلمات مزاج کیسا ہے ملکہ عالم نے یاد فرمایا ہے آج شب کو اسی مقام پر رہیے رات
جلسہ عیش و نشاط قائم ہو صبح کو یہاں سے کوچ کرو ملکہ عالم کے لشکر میں پہونچ جاؤ گے ظلمات کہہ رہا ہے

لشکر کیسا ہی خواجہ نے کہا کہ میان برق صاحب آپ نہ جائیے یہان آنے دو سمجھا جائیگا ہم جاکے ہوشیار
کر دوگے برق نے کہا کہ مین کچھ عیاری نہ کرونگا دیکھکر چلا آؤنگا خواجہ تو خاموش ہوے برق نکلا راہ مین
چالاک سے ملاقات ہوئی چالاک نے کہا کہ بھائی برق کہان چلے برق نے کہا کہ میان ظلمات کی فکر مین
جاتا ہون یہ سنکر چالاک نے کہا کہ ہم بھی چلین گے چالاک و برق الگ الگ روانہ ہوے اوّل برق فرنگی
گرتا پڑتا سامنے لشکر ظلمات کے پہونچا دیکھا کہ لشکر کا ہیکو ہی ایک دریاے تھا موج مار رہا ہی لاکھون جادوگر
جور تمین ہیبتناک لباس سیاہ پہنے ہوے ہر ایک شخص گھوڑے پر سوار لشکر مین ٹہلتا پھرتا ہی بعض مقام پر
دران آتش فشان شعلہاے آتش منہ سے چھوڑ رہے ہین نانڈے جا بجا گڑے ہین اُسمین دانہ بھرا ہوا ہر مرتبہ
در آتے ہین دانہ کھاکے چلے جاتے ہین کسی جانب شیر صحرائی ڈکارتے پھرتے ہین ایک درخت پر ہزارہا طائر
بیٹھے ہین زمزمہ سرائی کر رہے ہین بڑا لشکر مین سامان ہی بیچ مین بارگاہ استادہ ہی ظلمات تیرہ بخت
اپنے مقام پر بیٹھا ہی چند ساحر گرد اس رعب و دبدبے سے ظلمات تیرہ بخت بیٹھا تھا برق نے ہر چند
ارادہ کیا کہ مین بارگاہ مین جاؤن حوصلہ نہ پڑا لشکر سے باہر نکلا خیال مین ہی کہ ای برق اسپر عیاری بڑی مشکل سے
ہوگی برق یہ سوچ کے نکلا چالاک کو ڈھونڈھ کے لاؤن دونون مل کے عیاری کرینگے یہ سوچتا ہوا چلا
جاتا ہو کر راہ مین دیکھا کہ ایک طرف سے گرد اڑی برق ایک درخت کی آڑ مین کھڑا ہو کر دیکھنے لگا کہ ملکہ یاقوت و زمرد
وزیرزادیان حیرت کی جو براے استقبال چلی تھین اسی صحرا مین آئین آکر اتری ہین برق ٹھہر گیا ایک بڑھیا
کی شکل بنکر چلنے کا ارادہ کیا پھر سوچا کہ اس صورت کی کیا ضرورت ہی رنگ و روغن عیاری کا لگا کر صرصر
کی شکل بنکر تیار ہوا لشکر مین جو آیا غل ہوا کہ بی صرصر آئین برق دربارگاہ پر پہونچا یاقوت زمرد نے کہا
بلالو برق نے جاکر سلام کیا یاقوت نے کہا کہ صرصر کہان سے آتی ہو برق نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ ملکہ عالم
نے فرمایا تھا کہ ہماری وزیرزادیون کی حفاظت کرنا مین آتی تھی کہ مین نے دیکھا برق فرنگی جنگل مین پھر رہا
مجکو خوف ہوا مین نے کہا کہ چلکر دیکھ لون مجھے کچھ تنہائی مین بھی عرض کرنا ہی یاقوت کا ہاتھ پکڑ کر
برق فرنگی ایک خیمے مین لایا باتین کرنے لگا باتین کرتے کرتے گلوری کھلا کے بیہوش کیا اب کہان لیجائے
صندوق مین بند کر دیا یاقوت کی شکل بنکر باہر نکلا زمرد نے پوچھا کہ صرصر کہان گئی یاقوت نقلی نے کہا
ملکہ عالم کو ہماری بڑی فکر ہی صرصر کو واسطے انتظام کے مقرر کیا ہی جنگل مین اُسنے برق کو دیکھا ہمکو ہوشیار کر گئے
تلاش مین برق کے گئے ہوگی زمرد خاموش ہوئی تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ برق بشکل یاقوت بیٹھا ہوا ہی

کھون اسکو یوسف کہ سرو چمن
صدا رنگ کی قیس نے جب سُنی
بیا بیت فدا جان ؤ ایمان من
ترے عشق مین جان کھوتا ہون مین
پھرا ہون ترے ہجر مین کو بکو
قمر ہجر اور وصل کا ذکر کیا

ہر اک گل گلزار ہے وجد مین
کلی آرزو کی شگفتہ ہوئی
محبت مین مجنون لقب ہو گیا
ہنسی کی جگہ ہے کہ روتا ہون مین
نہ لیلی نے مجنون کی خواہش سُنی
لکھو داستانِ مسرت فزا

کہ لیلی کا ناقہ گیا تجھ
صدا دی کہ ای جان و جانان
مری عرض سُن لیلیِ مہ
مری جان تجھپر فدا ماہ
تڑپتا رہا دل کو کاہش
چہرہ نسا حران صبح فسانۂ شعبدہ

دیا ہے ان نیرنگ در سوز سرِ بازی اس داستان سحر عنوان کو بہ تکلف تمام یون تحریر فرماتے ہین شعر تہمتن
رستمِ داستان ✚ چنین داد رخشِ سخن را عنان ✚ مہتر برق فرنگی بحکم ملکہ مہرخ لشکر حیرت مین آیا
پھرتا دربارگاہ حیرت پر پہونچا ایک کنیز کو بیہوش کرکے کنارے ڈالدیا اُسکی شکل بنا ہوا اندر بارگا
پہونچا دیکھا کہ ملکہ حیرت تخت شاہی پر بصد شوکت جلوہ فرما ہے گرد انیسین جلیسین کہ آسمان پر تارا
دیکھا کہ ایک طائر سُرخ رنگ آسمان سے آیا کاندھے پر حیرت کے آکر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا و
زمزمہ سرائی مین یہ صدا تھی طائر کی آواز حیرت افزا تھی نظم

وصل کے نام سے آزردہ جو تو ای جان ہی
آج سمجھے مرے کہنے سے کرے شکر تو کر
کہنے سُننے سے بدل جاے نہ کیونکر زاہد
بیخودی مین ترے صدقے اُنھین راضی کرلے
ای حیا آج تو للہ کنارہ کر جا

منفعل ہون کہ مرے دل مین وہ لی رمان
جس سے مرجاتے ہین عاشق وہ ستم جہان
کیا ہمارا دل بیتاب ترا ایمان
سمجھین عاشق نہ مجھے دل مین کہین حیران
مختصر وصل کی ہے رات صنم مہما

طائر نے عرصۂ دراز تک زمزمہ سرائی کی حیرت نے کہا کہ بس اصل مطلب تو بیان کر طائر نے پکا
آواز دی کہ ای ملکۂ عالم ظلمات تیرہ بخت رئیس پردۂ ظلمات سات لاکھ فوج سے بحکم ملکہ ماہ
زمرد پوش آ پہونچا ہے اُسنے بارہ کوس پر فرو کش ہے حکم شہنشاہ ہے کہ کسی کو برائے استقبال بھیجو ملکہ نے
طائر کو اُڑا دیا یا قوت و زمرد کو حکم ہوا کہ جلد آؤ برائے استقبال ظلمات تیرہ بخت جاؤ لیکن جاد
آبرو دار ہے بہت لطف سے لانا بارہ ہزار جادوگرون کو ساتھ لیکر واسطے استقبال کے روانہ ہوئین یہا
برق فرنگی یہ خبر سنکر بارگاہ مہرخ مین آیا عرض کی کہ غلام آپ کو اطلاع کرنے آیا ہے مین بھی جاکر دیکھون کہ ظلما

تھہ ڈالکر ایک سیب نکالا کہا کہ یہ خاص باغ سامری کا ہے سامرن نے اس درخت کو سینچا تب یہ سیب پیدا
وا یہ خاص تیرے واسطے ہے یہ کہکے سیب تراشا ایک پھانک افراسیاب کو کھلائی کھاتے ہی افراسیاب نے
ا کہ میرا دل گھبراتا ہے کوئی مجکو آسمان پر لیے جاتا ہے کہا کہ ارے خون بڑھتا ہے افراسیاب تخت سے
ترا اور ٹہلنے لگا دو چار قدم چلا تھا کہ لڑکھڑا کر گرا عمرو نے نعرہ کیا کہا کہ اے لیلا پر پرواز پیدا کرکے بھاگی
عمرو نے پہلے تاج افراسیاب لیا قصد ہوا کہ اسکو جلا دون آسمان سے نعرہ ہوا کہ باش اے عمرو کیا
رتا ہے عمرو نے دیکھا کہ ماہیان زمرد پوش بصد جوش و خروش آکر گری افراسیاب کو اُٹھا لیا
واجہ نے گلیم اوڑھ لی ماہیان نے دیکھا کہ عمرو غائب ہوا ناچار ہوئی افراسیاب کو لیکر طرف
ردہ ظلمات کے روانہ ہوئی بلکہ لیلاے محمل نشین خواجہ عمرو بخیر و عافیت داخل لشکر اسلام ہوے
لکہ مہرخ نے بڑی خوشی کی برق سے فرمایا کہ کیون مہتر والا گہر حیرت نے کئی دن سے طبل جنگی نہین بجوایا خبر تو
ا کیا سبب ہے برق تڑپتا ہوا واسطے خبر کے چلا لشکر مین لیلاے محمل نشین کے آنے کا بڑا جشن ہے اس

داستان کو اسی مقام پر چھوڑا جاتا ہے یہ داستان متعلق جلد سوم ہے

و کلمۂ داستان رنگین بیان آمد ساحران از پردۂ ظلمات براے مدد حیرت و ذکر عیاری عیاران اسلام باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا - ساقی نامۂ مصنف

ساقیا ساغر امتحان — کہ آئی ہے پھر رنگ پر داستان
ے دور مین لطف عشرت ملا — گلابی اُٹھا ساقیِ مہ لقا
رون سے چلے رند باصد خوشی — کہ ساقی ہوا دورۂ خوش دلی
ہ رندون سے یہ حکم بھی عام ہے — جو صحبت مین میخوار آنے لگے
بلا دورۂ جام باصد خوشی — کہ رندون کی اک جا پہ صحبت ہوئی
یاران صحبت نے مژدے سنے — کہ ہے آج گلشن مین سامان عیش
راحی اُٹھا ساقیِ مہ لقا — کہ رندون کا صحبت مین مجمع ہوا
جب رنگ پر ہے گلِ داستان — کہ ہر غنچۂ دل شگفتہ ہوا
سی باغ مین قصد ہے ساقیا — کہ ہو وصل معشوق سے برملا

یہ پیر مغان سے اشارہ ہوا
قمر پر تری مہر ہے ساقیا
ترے دور مین سب کو آرام ہے
تو لطف محبت اُٹھانے لگے
مسینون کے ہر جا پہ ہین جمگھٹے
ہین بلبلین بھی نگہبان عیش
چلے دورۂ جام لطفِ بیان
تو باغ ریاض مضا مین کھلا
پریوش ہے معشوق غنچہ دہن

آسمان عیاری کوکب درخشان برج مکاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری جست و خیز کرتے ہوئے آتے ہیں
رف رف نے جھک کر سلام کیا دوڑ کر عمرو نے گلے سے لگایا کہا بیٹا کہا نسے آتے ہو رف رف نے
کی کر کیا گزارش کرون مین لیلائے محمل نشین کو چھڑا کر لایا تھا صرصر نے مجکو گھیرا اُس سے تو مین لڑا
مقام پر کمی نہ کی معدوم مردار خوار جادوگر آگیا مین نے لیلا کو ہوشیار کر دیا لڑائی ہو رہی تھی کہ افراسیاب
آگیا ملکہ کو پکڑ کر ابھی لے گیا عمرو نے کہا بیٹا جاؤ مین لیلائے محمل نشین کو رہا کر کے لشکر مین پہونچاؤنگا رف رف
نے کہا کہ قبلہ و کعبہ مین غضنفر سے کیا کہون انکی اسیر جان جاتی ہی ضرور فرمائینگے کہ کیون نہ لایا عمرو نے کہا
کہ ہماری جانب سے دعا کہنا اور کہنا کہ بیٹا تا بہ رہائی اسد صبر کرو جو ملکہ برآن و ملکہ مخمور و ملکہ بہار برگزیدہ
وہی تدبیر تمھاری بھی ہوگی بیٹا اب جاؤ افراسیاب دور نکل جائیگا رف رف طرف لشکر غضنفر کے
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری جیبنے دور سے دیکھا کہ تخت افراسیاب کا اُڑا ہوا جاتا ہی عمرو نے بادمہرہ
اپنے پانون مین باندھے صورت اپنی تبدیل کی سفید مہرہ ہاتھ مین لیکر جست جو کی پچاس گز زمین سے
بلند ہوئے آواز دی کہ او افراسیاب خانہ خراب کہان جاتا ہی سُنم معلم خداوندان پلٹ کر افراسیاب
نے دیکھا کہ ایک شخص قوی تن قوی ہیکل سر پر کچی گڑھی کا برج دہن اقدس مروارید ناسفتہ کا درج دونون
درخت کے ٹہنے پٹکا زربفتی کمر سے بندھا ہوا گدھے کے سم سونے چاندی کے کمر مین لگے ہوئے ایک جامہ
زیب جسم ہی کہ رنگ بدل رہا ہی کبھی سبز ہوا کبھی سُرخ ہو گیا جتنے پیوند ہین اتنے ہی رنگ بدلتا ہی ہوا
پانون مارتے ہوئے اس طرح کی آواز دی کہ افراسیاب سا ساحر کانپ گیا تخت اُتارا پوچھا کہ یہ عورت کون
ہی افراسیاب نے کہا کہ میری ملازم خراجگزار ہی شریک مسلمانان ہو گئی کہا کہ ہمارے شاگردون کو سجدہ
نہین کرتی افراسیاب نے کہا کہ سجدہ کیا تو نے دوسرے خدا اُن کو برا کہا جو مسلمان ہوتا پہلے
خداوندون کو بُرا کہنا ہوتا ہی تب مسلمان اپنے ساتھ لیتے ہین یہ سنکر معلم صاحب نے ایک
چیخ ماری زمین کانپ گئی اور دوڑ کر پشت پر لیلائے محمل نشین کے ہاتھ رکھا کہا کہ او زن حسین کیا
شامت آئی کہ تو نے مسلمانون کا ساتھ دیا اور کان مین جھک کر کہا کہ سُنم عمرو عیار جلد سجدہ کر
لیلائے محمل نشین تھر تھر کانپنے لگی فوراً سجدے کے واسطے جھکی کہا کہ میری آنکھون پر پردے پڑے تھے معلم صاحب کے
دیکھتے ہی وہ پردے اُٹھ گئے معلم صاحب صاحب کشف و کرامات ہین افراسیاب خوش ہو گیا لیلائے محمل نشین
منشین خوشامدین کر رہی ہی یہ بھی کہدیا کہ اے شہنشاہ آپ کے حکم سے انکار نہین ہی معلم صاحب نے جیب مین

ساتھ والون سے کہتا ہو رف رف الگ کھڑا ہوا یہ تماشا دیکھ رہا ہی معدوم مردار خوار کی جان پر بنی ہو
بعض سردارون سے کہتا ہو کہ یارو مین کس آفت مین پھنسا لیلا کا سحر بلا کا ہو سیکڑون کو دیوانہ کردیا ہزار ونکو
صورت دکھا کر لیلا نے مجنون بنایا اب کیا تدبیر کرون صرصر ایک جانب کھڑی رو رہی قضا سے کار
افراسیاب جادو باغ سیب سے سوار ہوا طرف کوہ مقناطیس کے جاتا ہی خبر سنی ہو کہ ساحران
ظلمات آتے ہین منظور ہو کہ انکو جاکر دیکھو اکیلا تخت پر بیٹھا ہوا جاتا ہو کہ کان مین ساحرون کے مرنے کی آواز
آئی سر اُٹھاکر دیکھا کہ ایک طرف جنگل مین شعلہ ہای آتش بھڑک رہے ہین افراسیاب اُس طرف ملتا اب خونگاہ
اُٹھاکر دیکھتا ہو ایک طرف صحرا مین لیلای محمل نشین ہزارون جادوگرون سے لڑ رہی ہو چہار طرف سے
سحر ہو رہا ہو لیلای محمل نشین سب کے وار روکتی ہو جب اپنا وار کیا سو دوسرے کے سر اُڑا دیے کسی کو دیوانہ
کیا کسی کے دو ٹکڑے کیے افراسیاب کو بہت ناگوار معلوم ہوا سابق مین اسیر عاشق بھی ہوا تھا جمال جہان آرا
بھی دیکھ رہا ہو کہ معشوق خوبرو سحر مین بخوبی ناز و عشوۂ محبوبی پکار کر آواز دی کہ ای لیلا خبردار آگے نہ بڑھنا
لیلا نے جو سر اُٹھا کے دیکھا شہنشاہ افراسیاب کو جو بقہر و غضب آتا ہو گھبرا گئی ہونٹھ کانپنے لگے سحر فراموش
ہونے لگا مگر ربط و ضبط کو کام فرما کے جیسے ہی افراسیاب زمین پر آیا لیلا نے زیور اپنا اُتار کر پھینک مارا
افراسیاب پر برقین کرین تلوارین چمکین خنجر کرے سیکڑون آفتین افراسیاب پر آئین لیکن افراسیاب ان
سحرون کو کب مانتا ہو اشارون مین دفع کردیا معدوم مردار خوار کو آواز دی کہ خبردار سحر نہ کرنا تجھے کیا غرض
ہو کہ جو تو نے اس معشوقۂ پریچہرہ کو گھیرا معدوم علیحدہ ہوا افراسیاب اکڑتا ہوا پاس ملکہ لیلا کے پہونچا افراسیاب
نے آواز دی کہ ای لیلا مین نے تیری کیا خطا کی تھی کہ جو تو شریک مسلمانان ہوئی لیلا نے خوف کے مارے کچھ
جواب نہ دیا افراسیاب نے ہاتھ پکڑ لیا لیلای محمل نشین کچھ بول نہین سکتی افراسیاب نے تخت پر بٹھایا
کہا کہ چلو تمکو باغ سیب مین لیچلین جب لشکر معدوم چلا گیا افراسیاب نے چاہا کہ تخت اُڑا دُون پہلو سے
آواز آئی کہ لونڈی بھی حاضر ہوتی ہو افراسیاب نے دیکھا کہ صرصر سامنے آئی کل کیفیت افراسیاب کے
سامنے بیان کی کہ لونڈی انکو گرفتار کرلائی تھی عیار غضنفر چُرا کے لیچلا تھا مین نے آپ کے یہان گھیرا اُسی وقت
معدوم بھی آگیا اب مین ملکہ حیرت سے کہدونگی کہ شہنشاہ لیلا کو لے گئے افراسیاب لیکر چلا صرصر کو
رخصت کیا رف رف یہ سب معرکہ دیکھتا تھا جب افراسیاب چلا گیا آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے ملتا
جی مین کہتا ہو کہ مین شاہزادے سے جاکر کیا کہونگا اس سوچ مین جاتا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا آفتاب عالمتاب

نیچہ کھینچکر جا پڑی دونون نیمچے چلنے لگا رَف رَف فرزند خواجہ عمرو بلاے روزگار کب کسی سے دبتا
ہے سینہ سپر کرکے لڑنے لگا کبھی چاہتا ہے حلقہ ہاے کمند مار دون کبھی قصد ہے کہ اگر یہ ذرا پیچھے ہٹے تو
پشتارہ نے بھاگون مگر صرصر شمشیر زن بھی دم نہین لینے دیتی اگر رَف رَف نے حلقہ ہاے کمند مار
صرصر سبک ہوکے نکل جاتی ہے اپنے کو ہر طرح پر بچاتی ہے یہی حال رَف رَف کا بھی ہے رَف رَف
خیال مین آیا کہ ملکہ لیلاے محمل نشین کو ہوشیار کردون لڑتے لڑتے یہ خیال جو آیا کئی پیچھے بیھ بیھ ک
مارے ذرا جو صرصر شمشیر زن پیچھے ہٹی رَف رَف نے پلٹ کے حباب دافع داروے بیہوشی منھ پر
لیلا کے مار دیا لیلا ہوشیار ہوئین صرصر نے جو دیکھا کہ عیار نے صاحب پشتارہ کو ہوشیار کر دیا چاہتی
جست کرکے نکل جاؤن لیلا نے اُٹھتے اُٹھتے سحر کیا پکار کر کہا ای رَف رَف تم ہمکو بیہوش کرکے کیو
لائے ہم اُڑ سکنے نکل جاتے رَف رَف نے کہا مین سوچا کہ شاید کوئی آفت نہ آجاے اسواسطے مین آپکو
لیچلا تھا مگر صرصر پر جو لیلا نے سحر کیا تھا بی صرصر لڑکھڑا کے گرین لیلا نے اشارہ کیا کہ اسکی مشکین باند
ای رَف رَف تم جانتے ہو کہ یہ کون صاحب ہین آپ کے والد ماجد انپر عاشق ہین انکو اُنکے پاس بھیجدی
دہ وزیار سمجھ لینگے رَف رَف نے کہا مین ملاقات کا قبلہ و کعبہ کی مشتاق تھا اسی حیلے سے جاکر قدمبو
کرونگا یہ ذکر تھا کہ صحراے گرد اُڑی معدوم مردار خوار دس ہزار فوج کو ساتھ لیے ہوے یہ خدمت
حیرت جاتا ہے لیلا نے کہا اے رَف رَف غضب ہوا خراجگزار افراسیاب آگیا اب صرصر کا لینا
تم چلے جاؤ مین لڑ بھڑ کر نکل آؤنگی معدوم نے جو دور سے دیکھا کہ صرصر زمین پر پڑی ہے لیلا کو تو سب جانتے
وہین سے آواز دی کیون بی لیلا شہنشاہ سے بغاوت کی تمھاری سب خبرین ہمنے سنین پہلے تو اُسنے سح
کر صرصر ہوشیار ہوئی جست کرکے یہ تو الگ ہوگئی معدوم نے کل فوج کو اشارہ کیا کہ لیلا کو گرفتار کر
چہار طرف سے ساحرون نے بلوہ کیا لیلا نے دسحر کیا کہ ساحر سر ٹکرانے لگے معدوم پر جا پڑی خنجر کمر سے
لگا لگر پھینک مارا معدوم کا سر زخمی ہوا رَف رَف ایک گوشے سے دیکھ رہا ہے کہ لیلا نے سب کو اپنے سح
پھنسا لیا معدوم کا سر زخمی ہوا بھاگا بھاگا پھرتا ہے چاہتا ہے مقابلے مین لیلا کے نہ جاؤن لیلا نے لشک
اسکے ویران کر دیا کئی ہزار جادوگر مارے جس غول پر جا پڑی کسی کو صورت دکھا کر دیوانہ کیا کسی کو دیکھ
غنچہ دہن وا کیا مسکرا دین سیکڑون جھومنے لگے کوئی اپنا گلا کاٹتا ہے کوئی چیخین مارتا پھرتا ہے کوئی جو غ
مین عشق کے منھ کے بل گرتا ہے ہر طرف سے لشکر مین معدوم کے ہنگامہ بلند ہے معدوم انتہا کا دردمند ہے

گلنار کے سامنے گلفام رنگین پوش کے یہ غزل گائی غزل

عناب لب کا اپنے مزا کچھ نہ پوچھیے
عجز و غرور شاہ و گدا کچھ نہ پوچھیے
کیا کیا نگہ پھسلتی ہے رخسار یار پر
ہوتے ہین کسکے بند قبا کچھ نہ پوچھیے
[illegible] سے کیا ہے کسکے بادشاہ حسن
یار نگ لا رہی ہے حنا کچھ نہ پوچھیے
کیا شے ہے وہ کمر جو گذرتا ہی یہ خیال
تنی ہی زلف یار رسا کچھ نہ پوچھیے

کس درد کی ہین آپ دوا کچھ نہ پوچھیے
خوشبو سے ہو رہا ہے معطر دماغ جان
کیسا یہ آئینہ ہے صفا کچھ نہ پوچھیے
آئینہ لیکے کیجیے اپنا مشاہدہ
سر پر ہے کسکے ظل ہما کچھ نہ پوچھیے
ناگفتنی ہے عشق بتان کا معاملہ
آتی ہے غیب سے یہ صدا کچھ نہ پوچھیے
آتش گناہ عشق کی تعزیر کیا کہون

نازو نیاز عاشق و معشوق کیا کہون
چلتی ہے کس طرف کی ہوا کچھ نہ پوچھیے
جانے سے [illegible]
ہمسے سلوک [illegible] کچھ نہ پوچھیے
رنگین کیے ہین یار نے جیسے کہ دست [illegible]
ہر حال مین ہے شکر خدا کچھ نہ پوچھیے
کوتاہ خیالی [illegible] منور ہے کسقدر
مشفق جو کچھ ہے اسکی سزا کچھ نہ پوچھیے

اس رنگ مین رف رف نے یہ غزل گائی کہ تمام کنیزین تعریفین کرنے لگین بیہوشی نے تاثیر ہوئی تو یاسمین دست درازیان ہونے لگین کسی نے کسی کی چٹیا پکڑی کسی نے اسکا دوپٹہ کھینچا گر گر بیہوش ہونے لگین گلفام نے پکار کر کہا آج کنیزون کو کیا ہو گیا یہ کہکر اپنے مقام سے اٹھی ایک نے کہا تمکو کیا ہوا ہے کس بات پر گھمنڈ ہے جو تمہارے پاس وہ ہمارے پاس گلفام نے چاہا جھڑکر اسکو سزا دون دو قدم چلی تھی کہ لڑکھڑا کر گری بیہوش ہوئی رف رف اٹھا کنیزون کو تو ہاتھ نہ لگایا خیمے مین آکر ملکہ لیلا کو سلام کیا لیلا نے کہا تو کون عرض کی غلام آپ کا رف رف سرکار نے بھیجا ہے کہ ملکہ کو رہا کر کے لاؤ ملکہ لیلا نے کہا [illegible] کی زبان سے سوزن نکالو مین آپ تڑپ کر نکل جاؤنگی رف رف نے سوزن کو نکالا عطر بیہوشی سنگھا دیا بیہوش ہوئین رف رف پشتارہ باندھکر لے نکلا قضاے کار ملکہ صرصر پھرتی پھراتی اسطرف آنکلی دیکھا سب بیہوش پڑی ہین خیمے مین ملکہ لیلا ندارد صرصر گھبرا گئی کہ صبح کو بڑی خفگی ہوگی نشان نقش پا دیکھتی ہوئی چلی [illegible] اتر دو ہے مگر رف رف لشکر حیرت سے نکلکر ایک صحرا مین آکے پہونچا ایک جھیل پر ٹھہرا پشتارہ ملکہ لیلا کا ایک تختہ سنگ پر رکھدیا آپ خود پانی پیا اپنے کو آراستہ کر رہا ہے کہ صحرا سے گرد باریک اڑتی دیکھا صرصر شمشیر زن دوڑی ہوئی آتی ہے رف رف نے چاہا چھپون لیکن صرصر نے دیکھ لیا وہین سے للکارا او نا عیار خبردار یہ پشتارہ کہان لیے جاتا ہے رف رف نے بھی تیغ کھینچا یہ بھی صرصر شمشیر زن نے دیکھ لیا کہ کوئی نیا عیار ہے برق و قران وغیرہ سے ڈرتی ہے اور کسی کو کب مانتی ہے یہ لغو رد یکھکر

زرف رف سے کہا ہم برائے رہائی ملکہ لیلا آئے تھے یہاں صحرا مین کیونکر پہونچے ہو سکتا ہے کہ جا کر خبر
زرف رف بھاگا کہا حضور مین خبر لاتا ہون غضنفر ایک درۂ کوہ کے قریب آ کر اترے مگر نہایت قلق
سے فرماتے ہین کہ لیلا کا گرفتار ہونا مجھپر بہت شاق ہوا کیا کہون کہ کیا میرے دل کی کیفیت ہے نظم

پھر اُسکے پھندے مین جا رہی ہین کہ جسکے پھندے مین جا چلے تھے — وہی مصیبت اُٹھا رہے ہین کہ جو مصیبت اُٹھا چکے
کہو جو بیجا بجا ہی مجھکو سزا ہے جو نا سزا ہے مجھکو — کہ رونا پڑا ہے مجھکو جو مدتون تک لا چکے
جو اُنکی خو تھی سو اُنکی خو ہی جو گفتگو تھی سو گفتگو ہے — پھر اُنپہ مٹنے کی آرزو ہے جو ہر طرح سے مٹا چکے
عدو کا مین ہون عدو مقرر برابر آ کے ہوئے برابر — بھلا بدلتا نہ رنگ کیونکر وہ رنگ اپنا جما چکے
کسی سے کوئی نہ دل لگائے نسیم کیا کیفیت بتائے — وہی اب آنسو بہانے آئے لہو جو میرا بہا چکے

سردار عرض کر رہے ہین اے شہریار پھر شب کو شبخون مار لیے غلامان جانباز وعدہ کرتے ہین کہ حیرت
مشکین باندھ لائینگے نسیم روتی ہوئی سامنے آئی کہا اے شہریار خدا نے بڑا فضل کیا کہ حیرت نے آپ
ہٹا دیا آپ کو گرفتار نہ کیا اگر گرفتار کرنے کا ارادہ کرتی سرکار کو نکلنا مشکل ہوتا سب سرداروں نے
کو سمجھایا کہ اب شبخون جانا لشکر حیرت پر بہتر نہین غضنفر زرف رف کا راستہ دیکھ رہے ہین زرف
لشکر حیرت مین داخل ہوا صورت بدل کر پھرنے لگا دریافت کیا کہ ملکہ لیلا ایک خیمے مین قید ہین
نگہبان مقرر رہین زرف رف دن بھر ٹھیر رہ گیا اسی فکر مین ہی کہ رات ہو تو خیمۂ ملکہ لیلا مین پہونچون پانچون
بھی دیکھا کہ جا بجا پھر رہی ہین رات کو رنگ و روغن عیاری کا لگا کر زرف رف صبا رفتار کی صورت
طرف سے خیمۂ قید خانے کے نکلا گلفام رنگین پوش جو نگہبانون کی افسر ہے اُسنے پوچھا صبا رفتار
کہان سے آتی ہو زرف رف نے کہا ملکہ حیرت نے فرمایا تھا کہ جا کر دیکھو سب جاگ رہے ہین نگہبانی
فرق تو نہین ہے گلفام رنگین پوش نے کہا اے صبا رفتار ملکۂ عالم سے عرض کرنا کہ ہم رات بھر جاگ
کیا مجال کہ نگہبانی مین فرق ہو لیکن ہمارے واسطے آج شراب نہین آئی صبا رفتار نقلی نے کہا ہم
پہونچا جائینگے یہ کہکر زرف رف وہان سے ہٹا شراب کی بھٹی پر آیا ایک تپلہ شراب کا خریدا مزدور
رکھوا کے لایا کہا لو ملکہ گلفام یہ حاضر ہے ملکہ حیرت نے کہا اسوقت مینخانے مین بلڑ ہے تم کسی بھٹی پر سے
شراب خرید کر کے لیجاؤ جمع سرکار سے ملجائیگی سب شراب کی بھوکی ہو رہی تھین آپسمین شراب تقسیم
لگی زرف رف نے کہا آج ہم بھی تمہارے ساتھ شریک ہونگے شراب جو تقسیم ہوئی صبا رفتار نقلی ـ

یدا ہوے بارگاہ کو روک لیا حیرت نے کہا یہ کیسا ہلڑ ہے کنیزون نے عرض کی حضور فرزند طلسم کشا نے آکر شبخون
ر لیلا کو چھڑا لیا حیرت غصے مین باہر نکلی نکلکر دیکھا ہزارون بارگاہین جل رہی ہین ہنگامہ گیرو دار بلند ہے
زاقون نے زمین تہ و بالا کر دی حیرت نے قزاقون پر سحر کیا کئی سو قزاق گرے حیرت نے بڑھکر جادوگرون سے
یان سب کے سر کاٹ تو غضنفر غول پر ساحرون کے جا پڑا کئی سو جادوگرون کو مار کر گرا دیا حیرت ہان ہان
رہی ہے مگر کون سنتا ہے لاکھون جادوگرون کے لاشے پڑے تڑپ رہے ہین حیرت نے سحر کیا گولہ پھینکا
ہ گولہ سر پر غضنفر کے پھٹا گھوڑا یا تو طرارے بھر رہا تھا یا رک گیا غضنفر نے انگشتر مہر و ماہ کو چمکایا عکس
نگشتر پڑتے ہی گھوڑا طرارے بھرنے لگا حیرت نے دیکھا کہ کس شے نے سحر باطل کر دیا یہ بھی حیرت دیکھ رہی ہے کہ
غضنفر نے جسکے ہاتھ مارا وہ ساحر نہ بچا سحر کی بوچھار ہے غضنفر پر کسی کا سحر تاثیر نہین کرتا حیرت نے پکار کر
ک آواز دی ارے کیا ہوشربا فتح ہو گیا اتنا تو بتاؤ کہ اس شخص پر کیون سحر تاثیر نہین کرتا حیرت کے پکارتے
ی ایک طائر پیدا ہوا طائر نے مثل انسان کے آواز دی ای ملکہ سالم اسپ بادپا انگشتر مہر و ماہ و تیغ
وئین تنگاف ساختہ ساحر ششمش کہ وہ ان چیزون کو طلسم بند کر گیا ہے وہ اسکے پاس ہین ان چیزون پر کبھی سحر
تاثیر نہ کریگا ہم تو جانتے ہین کہ اب انکو دیجیے حیرت نے کہا یہ میرے لشکر پر شبخون کیون آیا کیا اس دیوانے
نے مجھکو مثل ساحران قریات سمجھا ہے یہ کہتی ہوئی حیرت بڑھی کئی قزاقون کو مارا دو چار کے مرنے کی جو خبر
غضنفر نے سنی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا گھوڑے کو مہمیز کرتا ہوا چلا راہ حیرت کا سامنا ہوا لیلا نے جو
دیکھا کہ غضنفر مقابلہ حیرت مین جاتے ہین راہ مین ہزارہا جادوگرون نے بلوہ کیا ہے ہر طرف سے سحر کی بوچھار ہو رہی
ڑپ کر گرین ساحرون کو قتل کرنے لگین حیرت کی جو نگاہ لیلا پر پڑی للکارا او گیسو بریدہ اس لونڈے
پر تو عاشق ہوئی ہے لیلا نے چاہا صف کاٹ کر پلٹون بڑے زور شور سے اس مقام پر تلوار چل رہی ہے غضنفر
ڑتا بھڑتا سامنے حیرت کے پہونچا حیرت نے چاہا تڑپ کر نکلون کہ غضنفر نے ایک تیر مارا شانہ حیرت کا زخمی
ہوا وہی خون حیرت نے چلو مین لیکر لیلا پر پھینک مارا لیلا لڑکھڑا کر گری بدن پر آبلے پڑ گئے کنیزون نے
دوڑ کر ملکہ لیلا کو گرفتار کر لیا غضنفر نے چاہا چھڑاون حیرت نے دستک دی دیوار آہن بیچ مین
حائل ہو گئی غضنفر نے دیکھا حیرت آنکھون سے مخفی ہو گئی لیلا گرفتار ہوئین غضنفر نے بڑا افسوس کیا
جس کام کو آئے وہ مطلب نہوا حیرت نے ظاہر ہو کے پھر ایک دستک دی اس سے ایک غبار بلند ہوا
ہوا غضنفر کو اندھیرا معلوم ہوا بعد تھوڑے عرصے کے غضنفر نے اپنے کو ایک صحرا مین پایا بہت پریشان ہو

اسہی سے بہی مقابلہ کرینگے ملکہ نسیم کی ہوا نہ بندہی کہا ای شہریار قمر پیکر کو تو نہیں چھوڑ دیجیے ایسا نہ
کہ افراسیاب دیکھ لے تو آپکا تعاقب کرے وہ مدت سے انپر عاشق ہی غضنفر نے منہ پھیر کیا کہا نا موس کا
ساتھ رہنا ضرور ہی دو پہر شب گذر چلی تہی کہ غضنفر سوار ہو اسی ہزار دلاورون کو لیکر چلے شب تیرہ و تار
لشکر حیرت چودہ لاکھ ساحر دلکش ہیں لشکر مصور و صورت نگار آیا جانب فردکش ہی اور بہت
ساحر مدد کے واسطے جا بجا سے آئے ہین دو پہر رات گئے غضنفر آگر گرا خیمون کی طنابین کاٹین آگ
لگادی غضنفر خیمہ قید خانہ لیلا پر پہونچے کئی ہزار جاگرنیان جو نگہبان تھین انھون نے سحر کیا غضنفر
جسکو ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے ہوے جب کئی سو جادوگرنیان قتل ہوئین ایک کنیز تلوار کھینچکر چلی کہ لیلا کو
قتل کر ڈالون لیلا نے پردہ اٹھا کر کہا اے شہریار کنیز رخصت ہوتی ہی افسوس کہ یہ کنیز خدمت سے ...

مست کسدرجہ نگاہ ساقی مستانہ ہی — گردش سر ہمکو شکل گردش پیمانہ ہی
اسقدر بیہودہ دیکھو عادت پیمانہ ہی — آشنا ہر لب سے اور ہر ایک سے بیگانہ ہی
جو سخن منہ سے نکلتا ہی مرے مستانہ ہی — ہر دہن مینائے مے ہر لب لب پیمانہ ہی
اشک محرومی سے کیا امید رکھیں بدنصیب — آب رحمت سے نہو سرسبز یہ وہ دانہ ہی
پردۂ عصمت نہیں ہوتا حسینون کا حجاب — شمع کا فانوس مین بھی حسن معشوقانہ ہی
آجتک باقی وہی ہی مجھمین تاثیر جنون — کھائی جس کتے نے ہڈی وہ سگ دیوانہ ہی
ساکن مسجد کبھی گہ متکلف ہی دیر کا — ملت و دین نسیم دہلوی رندانہ ہی

غضنفر آواز ملکہ کی سنکر گھوڑے سے کود پڑے اندر خیمے کے پہونچے اس کنیز پر ہاتھ تلوار کا مارا اسکے دو ٹکڑے
کیے جھپٹ کر زبان سے لیلا کی سوزن کو نکالا ملکہ لیلا تڑپ کر اٹھین تمام قید آہن ٹوٹ کر گری ملکہ لیلا نے
یتا کہ کہا ای شہریار تحمل چاہیے آپنے غضب کیا لشکر حیرت پر شبخون مارا ایسا نہو کہ حیرت کو خبر ہو جائے
زوجۂ افراسیاب سحر اسکے نایاب بلکہ انتخاب لاجواب غضنفر نے کہا ابھی خدمت کر لین تو چلتے ہین لیلا
کہتی ہین ای شہریار حیرت سے مقابلہ کرنا اچھا نہیں غضنفر کب سنتے ہین گھوڑا اڑاتے ہوے
بارگاہ حیرت پہونچے لیلا بہی تڑپ تڑپ کے گرنے لگین جس غول پر گرین اسکو پامال کیا لیکن بارگاہ
جلادین غضنفر نے قریب بارگاہ حیرت پہونچکر طنابین کاٹ کئی ستون قلم کیے بارگاہ لہرائی حیرت پڑ
تہی کہ کنیزون نے غل مچایا کہ حضور بارگاہ گرا چاہتی ہی حیرت آنکھیں ملتی ہوئی اٹھی ایکتک دیکھ پیچھے شہر

افراسیاب کا حکم برائے قتل ملکہ لیلا آگیا کل قتل کا ارادہ ہے یہ سنکر غضنفر نے قبضہ تیغہ رد کین شگاف پر ہاتھ ڈالا فرزاقون کی جانب متوجہ ہوے کہا بھائیو سنا تمنے ہم تو فکر قتل افراسیاب مین ہین اور میان افراسیاب کو یہ اختیار ہوا کہ قتل ملکہ لیلا کا حکم دیا ہے سب نے کہا آج رات کو چلکر شکار کھیلیے غضنفر نے کہا اے برادران صف شکن اے فرزاخان تیغزن خدا فضل کرے تو بی حیرت زوجہ افراسیاب کی آج شب خدمتگزاری ہو فرزاقون نے کہا اے شہریار تنہا مین کاٹ دین بارگاہ گرے پھر اسمین آگ لگادی جائے بعد اسکے سرکار کھڑے ہوکے تماشا دیکھین غضنفر نے سب کو آفرین کہی دن گذرنا پہاڑ ہو گیا ملکہ نسیم نے اگرچہ بہت دلدہی کی لیکن غضنفر شگفتہ نہوے ملکہ قمر بیگم نے کہا اے شہریار آپ کو بہت پریشان پاتی ہون گانیون کو بلا لیجیے گانا سنیے ذرا دل بہلے یہ سنکر غضنفر نے ایک آہ کی غم سے حالت اپنی تباہ کی کہا کس منہ سے مین بیان کرون کہ دل پر کیا گذر رہی ہے لیلا کے قید ہونے نے نہایت پریشان کیا ہے نظم

مین تو دیوانہ تھا اسکی عقل کو کیا ہو گیا　　قیس کہتا ہے مجھے ناصح کو سودا ہو گیا
جوش عشق و حسن نے کیا رنگ بدلا دیکھیا　　اشک خونی سے مرے منھ زرد اسکا ہو گیا
سینہ زن یا جامہ در ہوتا ہے بن ماتم کوئی　　آپ اپنے ہاتھ سے مین ہائے رسوا ہو گیا
صور تھی منقار مرغ صبح پہلو سے مرے　　وہ قیامت قد جو اٹھا حشر برپا ہو گیا
زخم کھایا زہر کھایا تو بھی کچھ ہوتا نہین　　دیر گذری مرگ کو کیا جانیے کیا ہو گیا
یہ کسی سے ہو کہ ان لطفون پہ گستاخی نہو　　غیر ہمسا کب ہوا ہر چند ہمسا ہو گیا
یون لب خنجر کے بوسے متصل لیتے نہ تھے　　زخم کاری کی ہنسی مین کام میرا ہو گیا
سر نہ تسخیر سے ہم خود مسخر کیون نہون　　آنکھ کی پتلی جو تھی جادو کا پتلا ہو گیا
تو فلک مین کیا کرے یہ نالۂ آتش فشان　　ایک دشمن سر سے کھویا اور پیدا ہو گیا
کفر ہے گا رخ ترسا تماشائے چمن　　گلشن اپنے حق مین اے مومن کلیسا ہو گیا

مجھکو گرفتار ہونا ملکہ لیلا کا بہت شاق ہوا مین کھانا پلٹ کر کھاؤنگا غضنفر نے تڑپ تڑپ کے دن کاٹا رات کا ہونا کہ غضنفر نے بوق ترکی بجایا نسیم کا بنتی بھرتی ہے کئی مرتبہ آکر عرض بھی کی اے شہریار اگر حیرت پر آفت ہوگی تو افراسیاب ضرور آئیگا وہ بلائے روزگار ہے ان تحفہ جات کو ٹالدیگا حضور بہت سمجھکر چلین لیسا نہو دشمن کسی بلا مین پھنس جائین غضنفر نے کہا ہم برائے رہائی ملکہ لیلا جاتے ہین اگر افراسیاب آئیگا

مسلسل کر کے قید کیا گئی سحر جادوگر نیان قید خانے پر مقرر کین یہان شاہزادہ غضنفر ہر بزم اسد صبح
دربار مین آئے سرداران نامی آنے لگے نوجوانون کا مجمع ہوا کہ رونے پیٹنے کی آواز آئی غضنفر نے
سر اٹھا کر کہا اوے خیر تو ہے دیکھا کنیزان ملکہ لیلا روتی ہوئی سامنے آئین عرض کی فرش خواب سے
کوئی ملکہ لیلا کو چرا لیگیا مہرہ لقب کا بارگاہ سے شروع ہوا ایک نخل کے سائے مین جا کر ٹوٹا ہی پہنچا دا
بڑی تیزی سے لیگیا یہ سنکر غضنفر نے طرف رف رف عیار کے بہ نگاہ غضب دیکھا فرمایا کیون ا
رف رف تم اب ایسی غفلت کرتے ہو کہ غیر ہمارے لشکر مین آیا اور ملکہ کو چرا کر لیگیا ذرا تمکو خبر نہوئی جلد
لگاؤ ورنہ تمہارے واسطے بہت خرابی ہوگی ہمنے تمہارے واسطے عہدہ سرنگی تجویز کیا تمکو کچھ خیال انہی
جلد پتا لگا کر ہمے خبر کرو کہ فلان مقام پر مین رف رف یہ سنتے ہی کانپتا ہوا بارگاہ ملکہ لیلا مین آ
اول ایک کنیز کو کنارے بیہوش پایا یقین کامل ہوا کہ اسی کنیز کی شکل بنا کر کوئی آیا اسی لقب مین بھا
پڑا مہرے پر لقب کے آیا نشان نقش پا دیکھا پہچانا کہ یہ بیتر کسی عورت کا ہی دیکھتا ہوا نشان نقش
کو چلا نشان نقش پا پر آنکھین لگا دین دیکھا بھالتا چلا جاتا ہی آتے آتے ایک صحرا مین پہونچا وہان تک
نشان پایا صحرا مین ایک جادوگر سے ملاقات ہوئی رف رف نے ساحر سے پوچھا تم کہان رہتے ہو اُس
کہا مین لشکر حیرت مین نوکر ہون اب تو رف رف نے اُس سے گھل ملکر باتین کرنا شروع کین
کیون بھائی آج کل لشکر مین حیرت کے کسطرح لڑائی ہی مسلمان بھاگتے پھرتے ہین یا لڑنے پر آمادہ ہین
شہنشاہ نے کس کس کو قید کیا ہی لیلا لڑ بھڑ کر نکل گئین یقین انبر گیا گذری یہ سنکر اُس ساحر نے کہا
بی لیلا تو پکڑ آئین عرضی ندامت مین شہنشاہ کے گئی ہی بڑے امراے ملکہ لیلا حکم آیا ہوگا سب حال رف رف
نے پوچھا اب یقین کامل ہوا کہ ملکہ لیلا لشکر حیرت مین ہین ملکہ دبکو بھی آئین شہنشاہ قزاقان
شبخون مارینگے لیلا کو رہا کر لے آئینگے مقام دیکھ لینا ضرور ہی رف رف بہ شکل مبدل لشکر حیرت
مین آیا دیکھا لشکر مین ہنگامہ ہی ساحر جابجا ذکر کر رہے ہین کہ ملکہ لیلا کے قتل کا حکم آگیا کل اُنسے وجہ
بغاوت دریافت کی جائیگی پہلوے بارگاہ حیرت مین ایک خیمہ استادہ ہی آمنہ ملکہ لیلا قید ہین رف رف
یہ سب خبرین دریافت کر کے بھاگا لشکر غضنفر مین آیا جرشی کہ شاہزادے نے شب سے کھانا نہین نوش
فرمایا ہی رف رف لپٹا آگیا بارگاہ مین غضنفر کی آیا لیکن کانپتا ہوا زمین ادب کو لب عبودیت سے
بوسہ دیا عرض کی اے شہنشاہ قزاقان ملکہ صرصر آپ کے لشکر مین آئین ملکہ لیلا کو چرا کے لے گئین

اترے ہوئے ہین ناچ ہر مقام پر ہو رہے ہین ہنگامۂ عیش و نشاط ہر مقام پر گرم ہے ایک طرف دیکھا بارگاہ
استاد ہے بیچ مین غضنفر ایک سمت بی لیلا بیٹھی ہین ایک طرف نسیم جالندری ایک جانب ملکہ قمر بیلی
بیٹھی ہین نازنینان مہ جبین ناچ رہی ہین دور جام شراب ہے اندیشۂ انجام چل رہا ہے نوجوان مصاحب دربار مین
جمع ہین ہنسی دل لگی ہو رہی ہے برق رف تیز پا عیار پشت پر غضنفر کی کھڑا ہوا مگس رانی کر رہا ہے یہ محفل
عیش و نشاط دیکھکر صرصر کو بڑا رشک ہوا جی مین کہتی ہے یہ دیوانہ بڑے عیش کرتا ہے ایکطرف قزاق ڈفلیان
ہاتھو مین لیے ہوے تانین اڑا رہے ہین صرصر کنارے آکے ٹھہری جب دربار برخواست ہوا ملکہ لیلا اپنے
خیمے مین اٹھکر چلین صرصر نے پیچھا لیا ایک کنیز کو بیہوش کر کے کنارے ڈالدیا اسی کنیز کی شکل بنکر ساتھ لیلا
کے چلی انکی بارگاہ مین آئی دیکھا بارگاہ مثل عروس شب دل آراستہ ہے ملکہ لیلاے محمل نشین نے بیٹھکر
خاصہ نوش کیا چھپر کھٹ پر آکے آرام فرمایا صرصر کنیزون مین ملکر چھپر پر آئی اور کنیزون کو تو گلورہ پان کھلا کر
بیہوش کیا آپ تڑپ کے اٹھی لیلاے محمل نشین کے چہرے سے دوشالہ ہٹایا جیسے آفتاب پردہ ابر سے
نکل آیا دماغ مین بیہوشی دیکر بیہوش کیا پشتارہ باندھا چاہا سراچہ چاک کر کے نکل جاؤن دیکھا صدہا قزاق بارگاہ
کو گھیرے ہوے ہین دروازے پر برق عیار بیٹھا ہے صرصر حیران ہوئی کہ اب کسطرف سے نکلون آخر
کسی طرف راستہ نہ ملا القصہ گھٹتی ہوئی چلی مہر و لعبت کا سائے مین ایک نخل کے تو ٹرا دہان جاکے نکل اب
تڑپتی ہوئی چلی کسی مقام سے تڑپ کر نکل گئی کسی مقام پر بیٹھ گئی پہر رات پچھلی باقی ہے قزاق اب بھی جا بجا بیٹھے ہوے
جاگ رہے ہین گانے سے فرصت نہین بڑی مشکل مین صرصر لشکر سے نکلی اب تو بیدان پکڑا چست و خیز کرتی ہوئی
چلی راہ مین صبح ہو گئی اور خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہو کہین کھور یا وغیرہ آتا ہو گرتی پڑتی اٹھتی بیٹھتی بعد خرابی
بسیار لشکر حیرت مین پہونچی غلغلہ ہوا کہ صرصر کسی کا پشتارہ لائی حیرت نے سنتے ہی کہا جلد اسکو ہمارے
سامنے لاؤ صرصر لیلا کا پشتارہ لیے ہوے سامنے حیرت کے پہونچی کہا حضور گنہگار کو لائی ہون حیرت
نے کہا کون ہے صرصر نے کہا حضور بی لیلاے محمل نشین نے جاکر طلسم کشا کے بیٹے کے ساتھ آشنائی کی
تھی جسطرف گئی تھی خبر سنی انکو چرا لائی ہر چند کہ حضور لشکر مسلمانان بہت بڑا لشکر ہے مگر فرزند طلسم کشا کے لشکر مین
عجب چہل پہل ہے شہر وسیع نفرت ویرانے سے رغبت جنگل کو منگل بناتے ہین مین بڑی مشکل سے انکو لائی
ہون چوکی پہرے کا وہ انتظام ہے کہ ہوا بھی نہین گذر سکتی حیرت نے کہا آج انکو قید کرو شہنشاہ کے
پاس عرضی بھیجی جائیگی جیسا حکم ہوگا بجا لائینگے اس حال کی عرضی لکھکر طرف [illegible]

گئی ہی دیر سے اب تک پھری نہین شاید
لگن کی فکر ہمارے لیے بھی واجب ہی
دم اخیر تصور بندھا ترے رخ کا
لڑانے آئے تھے آنکھین غزال چین ختن
جہان سے حسرت منزل کا داغ لیکے گیا
محال گیا کوئی سودہ زدہ جو دم مارے
فقیر ہو گئے جو تجھ سے ہوا ہی اک خستہ حسن
کیا ہی عشق نے بالاے یار کے بیخود
رہ عدم مین سب آواز اپنی بھول گئے
ہوا نہ کوئی توجہ کا یار کی شاکر
عزیز داغ محبت کو رکھتے ہو آتش

در قبول کے اوپر چڑھی دعا نے دی
نقاب کی جو تمھین مشورت حیا نے دی
طرف کو کعبے کے کروٹ مجھے قضا نے دی
شکست انکو تری چشم سرمہ سا نے دی
تمھاری راہ مین جان اک شکستہ پا نے دی
گلو مین پھانسی ہی اس کاکل رسا نے دی
جگہ ہی سائے مین اپنے اسے ہما نے دی
بڑھی گئے سائے کی ایذا ہی اس بلا نے دی
صدا نہ قافلہ اشک مین درا نے دی
دعا نہ اس شہ خوبان کو کس گدا نے دی
نشانی اپنی ہی کس لالہ گون قبا نے دی

ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہی ملازمان اقبال لاشہ اقبال لیے ہوے جاتے ہین قریب کوہ بلور کے پہونچ
تھے ادھر سے ملکہ صرصر شمشیر زن آئی تھین دور سے دیکھا کہ ایک لاشے کو چند کس اٹھائے ہوے روتے
پیٹتے لیے جاتے ہین صرصر نے بڑھ کر ان سبھون سے ملاقات کی پوچھا صاحبو یہ پہلوان کہان مارا گیا کس کے
ہاتھ سے قتل ہوا ان لوگون نے کہا حضور قیس بادیہ گرد ہمارے آقا کو براے مقابلہ فرزند طلسم کشا لیگیے
وہان بی لیلا بھی موجود تھین قیس و اقبال دونون ہاتھ سے فرزند طلسم کشا کے مارے گئے ہمنے اڑتی
اڑتی خبر سنی کہ فرزند طلسم کشا پر بی لیلا مائل ہین ہر وقت ہنگامہ عیش و نشاط گرم رہتا ہی دن عید رات
شب برات فرزند طلسم کشا نے علاقے کے علاقے برباد کر دیے ہزارہا زمیندار مارے گئے یہ سنکر صرصر کو
بڑا ملال ہوا سوچی کہ بی لیلا نے بڑی آفت برپا کی وہ لوگ تو روتے پیٹتے چلے گئے صرصر بیٹھکر سوچنے لگی
کہ ملکہ حیرت نے فرمایا تھا کہ بی لیلا صاحب نکل گئین کچھ انکو سزا نہوئی یقین ہی کہ ملکہ حیرت بہت خوش
ہون جیکر لیلا کو گرفتار کر لاؤن لشکر قرقان مین جانا کتنی بڑی بات ہی سب دلوانے عیش پسند ہین اپنے
اپنے مقام پر جشن کر رہے ہونگے جاتے ہی لیے آؤنگی یہ سوچکر صورت تبدیل کی طرف لشکر غضنفر کے چلی
ایک ضعیفہ کی صورت بنی ہوئی لشکر غضنفر مین آئی عجب طرح کا لشکر دیکھا درختون کے نیچے قزاق

مار لینا کتنی بڑی بات ہے یہ سوچکر ہاتھ تلوار کا مارا اسم سحر بھی پڑھے صدہا تلواریں شاہزادے پر گریں مگر بسبب انگشتر مہر وماہ کے کچھ تاثیر نہوئی غضنفر نے الجھاوے سے ہاتھ نکالا تیغہ روئیں شگاف کا وار کیا اپنے سپر سحر کو اٹھا دیا تیغہ روئیں شگاف نے سپر کو کاٹا سر پر گرا زمین پر آکے بوسہ دیا ادھر قیس مر کے گرا اندھیرا ہوگیا آوازیں آئیں نگلیں کشتی مرا نام من قیس بادیہ گرد بود اقبال نے جو یہ آواز سنی سر پیٹ لیا کہا یارو بڑا دوست میرا مارا گیا اب میرے ہاتھ سے یہ لڑکا کہاں جائیگا غضنفر نے ملکہ لیلا سے کہا اب آپ پہاڑ پر جاکر ٹھہریے سحر کا قصد نہ کیجیے گا ملکہ لیلا رنجیدہ و کبیدہ پلٹیں پہاڑ پر پاس نسیم کے آئیں کہا اے نسیم تمنے دیکھا میں دو حملوں میں لشکر کا خاتمہ کر دیتی مجھکو منع کیا میں چلی آئی اب خدا اُنکو دشمنوں کے ہاتھ سے بچائے شاہزادہ غضنفر پرتے بڑھے سامنے اقبال تیغ زن کے پہونچے للکارا او بھگوڑے کہاں جاتا ہے للکار کر جا پڑے اقبال کو مرنے کا قیس کے بڑا قلق ہے دل نہیں چاہتا کہ غضنفر کا سامنا کرے دن پشت کے زخموں سے اب بھی کراہ رہا ہے فوج نے بھی بلوہ کیا غضنفر نے آکر لکارا لگا کی بعد تکاور کے اقبال تیغ زن نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے غضنفر نے روکتے روکتے سر کو بچا کر کمر پر ہاتھ مارا اقبال کے دو ٹکڑے ہوئے اقبال تیغ زن کا مارے جانا علم فوج کو بھی غضنفر نے قلم کیا علمدار کو مارا چار لاکھ تھے تین لاکھ مارے گئے خستہ شکستہ جو بچے جانبازی کر کے لاشہ اقبال تیغ زن کا اٹھایا اس خیال سے کہ اسکی وجہ سے قلعے میں امان پائینگے راہ میں بھی تاجدار اسکی لاش کو روکیں تو عجب نہیں یہ سوچکر لاش کو لیکر بھاگے غضنفر نے مال و اسباب لوٹ لیا بہ فتح و فیروزی داخل بارگاہ ہوے سامان عیش و نشاط مہیا ہوا تنزاق خوشیاں کر رہے ہیں درختوں کے نیچے بیٹھے ہیں دائرے بج رہے ہیں ہر مقام پر پہلا تنے ڈھیلی ڈھالی وضع گلبدن کے پائجامے طول کی گوٹ لگی ہوئی زیور موٹا موٹا گلے میں طوق چاندی کا جوشن بازوؤں پر ڈھلکے ہوے سرہانے بستر کے قریب ایک رنڈی ناچ رہی ہے یہاں دربار میں شاہزادہ غضنفر بمقام صدر پر بیٹھے ہیں ایک پہلو میں ملکہ مبسم قدیم ندیم ایک جانب ملکہ قمر پیکر ایک جانب ملکہ لیلائے محمل نشین سامنے ایک نازنین پری چہرہ بصد سوز و گداز بہ کرشمہ و ناز یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہے

غزل

بہار آئی مراد میں خدا نے دی	شگفتہ غنچے ہوے بوے گل صبا نے دی
دکھائے روے مخطط نے یار کے اعجاز	کلیم پوشی کو پیغمبری خدا نے دی

طاسعان پر ہوس خیال نگس سے کم نہین
حکم ہی مرنے نہ پائین بسمل تیغ جفا
ہم اسیران قفس کیا جائین لطف بوستان
ایک سی رہتی نہین ہی گردش لیل ونہار
آسمان وعرش وکرسی ایک بھی خالی نہین
ایک جا بیتابی دل سے نہین ہمکو قرار
کونسا وہ گل ہی جسکی دید ہم کرتے نہین
کب یقین ہی تمکو بے آغوش آئی ہوگی نیند
کس تمنا پر کسی کے بار خاطر ہو جیے
ہاتھ کھینچا جب جہان سے بے نیازی بڑھ گئی
خاکسارون کو غرور طبع بیجا ہی نسیم

دونو دو کچھو پاسبان خانۂ صیاد ہین
اس ستم ایجاد کے کیا کیا نئے ایجاد ہین
مدتون سے مبتلائے زحمت صیاد ہین
ساتھ ویرانی ہی انکے جو یہان آباد ہین
ہر جگہ دو چار اپنے مسکن فریاد ہین
صورت خاک پریشان رات دن برباد ہین
عندلیب نغمہ سنج گلشن ایجاد ہین
رات سے کیا کیا گمان خاطر ناشاد ہین
چند دن کو وارد دنیائے بے بنیاد ہین
کب کسی کے ہم بھلا منت کش امداد ہین
اپنے منھ سے کب کہا ہمنے کہ ہم استاد ہین

اہی جان جہان داہی آرام دل عاشقان تمھارے فراق نے ہمارا عجیب حال کر دیا ہی ملکہ لیلا نے بر
جھکائی کہ دریا غائب ہوا شیر دن کو قتل کیا آگ برسنا موقوف ہوئی اب تو ملکہ لیلا و قیس سے سحر چلنے
اقبال تیغ زن زخمدار بیقرار کئی زخم پشت پر ہین سر بھی زخمی تمام جسم سے خون ٹپکتا ہوا گوشہ لشکر
آیا زخم سر باندھا کتا ہی یارو اس لڑکے نے تو قیامت برپا کردی گینڈا مار ڈالا زمین پر آنا تھا کہ وہ برس
اگر مین نہ بھاگتا تو جان کیونکر بچتی دوسرے گینڈے پر سوار ہوا دور سے تماشائے جنگ دیکھنے لگا کہ ملکہ لیلا
قیس سے سحر ہو رہے ہین قیس گھبرایا ہوا ہی کبھی اشعار عاشقانہ پڑھتا ہی کبھی کہتا ہی کہ ای ملکہ عالم مین
آپ کے واسطے تباہ و برباد ہوا قلعہ میرا ویران پڑا ہوگا افراسیاب جادو سے کیا وعدہ کرکے چلا تھا
اسکا یہ انجام ہوا کہ راتین ہجر کی نہین بسر ہوتین ملکہ لیلائے محمل نشین شرماتی ہین کہ ایسا نہو اسکے
حمل کو شاہزادہ سن لے تو کیسا پریشان ہوگا کبھی ہٹ جاتی ہین مگر سحر برابر چلا جاتا ہی ادھر
شاہزادہ غضنفر اقبال تیغ زن کو بھگا کر پلٹے ہین دور سے دیکھا کہ قیس تلوار کھینچکر طرف ملکہ لیلا
چلا ہی ملکہ اپنے کو بچاتی ہین ہر مرتبہ سحر ایسا کیا کہ قیس نے کئی زخم کھائے غضنفر نے بیچ مین گھوڑا
ڈال دیا کہا او نامرد عورت سے کیا لڑتا ہی مردان عالم پر دار کر تو حال معلوم ہو قیس نے دیکھا

لعنت کرے توکل قزاقون کا پسالار کردن اقبال تیغ زن جالگیا کہا ای جوزن مین تجھے سمجھا آیا نمو
یا تجھسے دبار کہتا ہون نیزہ گرز تلوار تیر تبر خنجر سب طرحکے حربے مجبر کرلے کوئی دل مین حوصلہ نہ رہے مین
ایک ہی ضرب مین خاتمہ کردونگا تجھکو قتل کرکے بہت بچھتاؤنگا غضنفر نے کہا پیش دستی ہمارا دستور نہین ہے
کر تیرے حربے سے خدا بچا ئیگا تو ہم بھی حربہ کرینگے حال کھل جا ئیگا یہ سنکر اقبال تیغ زن نے نیزہ مارا غضنفر
ہرہ چلنے لگا ناگاہ شہنشاہ فلک چہارم نے فوج ثوابت و سیارگان کو شکست دی تاج زرین آفتاب سر پر نیزہ خطوط شعاعی
ہاتھ مین تیغۂ مہر کو حمائل کرکے توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا یہان غضنفر و اقبال سے چند طعنین رد و بدل ہوئی
ین کہ غضنفر نے نیزہ گینڈے کی آنکھ پر مار دیا اور نیزے کو ہاتھ سے چھوڑ دیا گینڈے نے بانگ کر جست کی ہر چند
قبال تیغ زن نے چاہا کہ اپنے کو پشت گرگدن پر قائم رکھون مگر نہو سکا گینڈے سے گرا غضنفر نے تلوار کھینچی
پلے سے خود سر گرا یا اوپر سے سر برہنہ پر ہاتھ مارا سر اقبال کا زخمی ہوا تب غضنفر برس پڑے اسقدر ہاتھ
لوار کے مارے کہ اقبال تیغ زن بھاگا غضنفر نے نعرہ کیا او نامرد ازلی و ابدی اب کہان بھاگا جاتا ہے
ی شمشیر چمک رہی ہے کیونکر نامرد کے یکایک لشکر غضنفر مین ہنگامہ ہوا قزاقون کے سر کٹ کے گرنے لگے
یک طرف سے دریائے قہار نے جوش مارا ایک طرف سے شیران صحرا دھڑ دکے مارتے ہوئے آکر گرے
زارہا قزاق پامال ہوئے پہاڑ سے ملکہ لیلائے محمل نشین نے دیکھا ریک لکہ ابر لشکر اسلام پر چھایا
وا ہے اسمین سے یہ آفتین برپا ہین لشکر غضنفر پامال ہو رہا ہے دریا بھی جوش مار رہا ہے شیر بھی پیدا
ہے آگ بھی رہی ہے ملکہ لیلا نے نسیم سے کہا دیکھو یہی سحر ہونے لگا اب مجھ سے دیکھا نہین جاتا تھوڑے
ی عرصے مین کئی ہزار قزاق کشتہ ہو کر گرے کچھ ڈوبے کچھ طعمۂ دہان شیر ہوئے یہ کہکر ملکہ لیلا نے ایک گولہ
ٹھا کر اسی ابر پر مارا ابر پھٹا دیکھا قیس بادیہ گرد عقاب پر سوار بڑے زور و شور سے سحر کر رہا ہے اسی کے
سے یہ آفت برپا ہے ملکہ لیلائے محمل نشین نے للکارا او نامرد میدان کارزار مین آ تو حال معلوم ہو کیا مخفی
ہو کر سحر کرتا ہے لیلا نے جو غصے مین یہ کہا قیس کی تو جان جاتی ہے بے اختیار پکار اٹھا ای لیلائے محمل نشین
تمھاری محبت نے ہمکو مارا اب دیکھیے کیونکر زندگی ہو بقول شاعر نظم

سب ستم سارے وہ سامان مصیبت یاد ہین
ہم ابھی کنج قفس سے مرغ نو آزاد ہین
جوش خون کیسا یہان تن خشک ہی مانند بید
اور دیوانے ہین وہ جنکے لیے فصاد ہین
تا کجا فکر اسیری رحم اے صیاد کر
مورد بیداد ہین جو صاحب بیداد ہین

کہ صور اسرافیل کی آواز کان مین اقبال تیغ زن کے آئی لشکر مین ہڑبڑ ہوا ساحرون کی مرنے کی آو
آنے لگین اقبال گھبرا کر باہر نکلا دیکھا آگ برس رہی ہے ہزارون بھاگے جاتے ہین ہنگامہ گیر و دار بلند ہ
اقبال تیغ زن گینڈے پر سوار ہوا اپنی فوج کو جو بھاگتے ہوئے دیکھا نعرہ کیا خبردار یارو کہان
بھاگے جاتے ہو اب جو انسے لڑے کیا فوج والے پلٹے انسیم دلیا اسر کوہ سے یہ تماشا دیکھ رہی ہین
شاہزادے کا حکم ہے کہ غیر ساحرون کے مقدمے مین تم دخل نہ دیا کرو جب کوئی ساحر آئے اوسوقت تمھین انتقا
ہیرہ دلنون بہ نگاہ حسرت بالاے کوہ سے دیکھ رہی ہین لیلاے محمل نشین ہر مرتبہ فرماتی ہین کہ
جاہل سے مقابلہ پڑا ہے ایک سحر مین سب کو تباہ کر دون مگر وہ نہین مانتے یہان اقبال تیغ زن نے
نعرہ کیا اور باقی فوج کو جو غیرت دلائی کہ یارو قزاقون سے بھاگے جاتے ہو جہانپناہ ہیہات ان سبکو گھیر لو فوج
پلٹ پڑے اب چلنے تلوار چلنے لگی غضنفر بن اسد آگے بڑھے ہوئے شمشیر زنی کر رہے ہین اقبال تیغ زن
بھی آگے بڑھا ہوا سبکو ترغیب دے رہا ہے کہ یارو یہ جوان جانے نہ پائے ہر طرف سے فوج اقبال نے باو
کیا قصد ہے کہ غضنفر کو پکڑ لین لیکن غضنفر شعلہ جوالہ شیرانہ ہنگامہ لڑ رہا ہے جو جوان سامنے اوسکے آ
پکار کر آواز دی اسکا سر کاٹ لے وہ سمجھا میرے پیچھے کوئی آگیا وہ پلٹا غضنفر نے ہاتھ مارا اوسکے دو
ٹکڑے ہوئے اس زور و شور سے یہ شیر دلیر لڑتا ہوا جاتا ہے اقبال تیغ زن دیکھکر حیران جمال محو
دیدار ہو گیا کبھی سراپا کو دیکھتا ہے کبھی جمال جہان آراے غضنفر کو دیکھتا ہے کبھی یہ خیال کرتا ہے کہ اس کم س
مین یہ جرأت ہے حقیقت مین کیا لیاقت ہے اگر یہ میری رفاقت اختیار کرے تو اپنے لشکر کا بادشاہ کر
یہ سوچتا ہوا گینڈے کو ٹھکرا کے قریب آیا پکار کر آواز دی کہ او طفل ذرا ٹھہر جا مجھے کچھ تجھسے کہنا ہے غضنفر
مرکب کو روکا گھوڑا دانون مین تڑپ رہا ہے اقبال نے پیشانی پر ہاتھ رکھا غضنفر نے علیک السلا
کہا اقبال نے کہا اے جوان یہ جواب سلام کیا غضنفر نے کہا شرعی صاحب سلامت ہمارے یہان
یہی ہے اقبال تیغ زن نے کہا اے جوان تیری جرأت پر ناز کرتا ہون بڑے بڑے پہلوان تیرے ہاتھ
سے مارے گئے مین نے ابتک شمشیر زنی کا ارادہ نہین کیا ہے مین چاہتا ہون اگر تو میری اطاعت
کرے تو تجھے اپنے لشکر کا بادشاہ کرون تجھ ایسا بادشاہ مجھ ایسا سپہ سالار خوب معاملہ رونق ہو گی تمام
دنیا مین گزر سکے تیرے نام کا جاری کر دونگا کسکی مجال ہے کہ سرکشی کر سکے غضنفر نے کہا زیادہ یاوہ گو
نہ فرمایئے نیزہ اٹھایئے زبان تیغ سے سوال و جواب ہو اگر تو میری اطاعت کرے اور لات و منات

با ہر بساط سے تھے ہم عشق کے جو تے مینا — دل ہارتے تو جان سے گو ہم کو مال کرتے

آزردہ دل سے جان ہی جانے رکا ہوں — تم درمیان پڑکر دفع ملال کرتے

منظور ہوتی ہمکو محبت جو اُس دہن مین — اندیشے کو نہ سوجھین وہ احتمال کرتے

لٹکاتے دوش سے بھی تھوڑا سا اُنکو صاحب — بازو کی مچھلیون کا زلفون کو جال کرتے

ہمچشمی آہو سے کی زیبا نہ تھی وہ کیونکر — چشم سیہ کو کیف مے سے ز لال کرتے

سودازدہ جو تیرے خالون کا جا نکلتا — قربان مشک نافے اپنے غزال کرتے

رُخ یار کا نہوتا تو جب اندجو دھوین کا — اندھیر ابرو ون کے دونون ہلال کرتے

سودازدہ سے اپنے پھر جاتی ہین وہ انکھین — مجنون سے بھی ہین وحشت شہری غزال کرتے

فصل بہار آتی سرسبز باغ رہتا — ظاہر شگوفے اپنے اپنے نہال کرتے

فرقت کی شب مین سنتا باتین جو ل ہمارے — یادش بخیر ذکر روز وصال کرتے

ہم سے زیادہ پیدا کرتا وہ ظرفِ آتش — مٹی جو میری صرف ساغر کلال کرتے

د سے مین بیٹھ کر بہت رویا آخر یہی خیال مین آیا لشکر غضنفر مین چلین معشوق کو لے آئین اس معارکے
ن کئی دن گذر گئے اب شب کا اشتیاق ہوا کہ رات ہولے تو جاؤن رنگ گوشے مین آکر بیٹھا وہان جسم کو
قبال سو کے اوٹھا خادمون سے کہا دیکھو قیس بادیہ گرد کیا کر رہا ہے خدمتگار گئے واپس آکر خبر دی
ہ اپنے مقام پر نہین ہین اقبال تیغ زن نے کہا قیس مرد دیوانہ ہے کہین چلا گیا ہوگا لشکر تیار ہو
سی مقام پر ملجائیگا یہ کہکر سب لشکر کو تیار کرایا وہان سے کوچ کرکے ایک منزل پر آگے اترا اب یہان سے
رہ کوس پر لشکر غضنفر ملکہ لیلا سے صحبت آرا ہین آٹھو پہر جشن رہتا ہے ملکہ لیلی جانندری پر بہت
اق ہے مگر صحبت مین حاضر ہین کہ ہرکارے آکر پہونچے بعد دعا و ثنا کے عرض کی اے شہریار شجاعت کر
ن اقبال تیغ زن پہلوان کے پہونچا چار لاکھ فوج سے آپ کے مقابلے کے لیے آتا ہے یہان سے
رہ کوس پر فروکش ہے یہ سنتے ہی غضنفر نے حکم دیا کہ لشکر تیار ہو اسی وقت ہی ہزار قزاقون کا
شکر تیار ہوا غضنفر بھی پشت مرکب بادپا پر سوار ہوے لیلا ے محمل نشین نے پوچھا ابھی کہان شہریار
کا ارادہ ہے غضنفر نے کچھ جواب نہ دیا لیلا بھی ساتھ ہین اُسی زور و شور سے جو طریق ہے چنانچہ تمام قزاق
سمجھ گئے کہ کسی کے لوٹنے کا سامان ہوا اقبال تیغ زن اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا ہے دوپہر سے شب

میرا ہاتھ تو کھولدو آج کا حال مفصل عرض کرون قیطوس نے بڑھکر ہاتھ عمرو کے کھولدیے صرصر نے کہا بی
قیطوس آپ نے بڑا غضب کیا عمرو کے ہاتھ سے آپ کی موت معلوم ہوتی ہے خواجہ نے کہا اے صرصر ایس
سب حال صاف صاف کہونگا آج کا معاملہ مفصل بیان کردونگا اور ہم قتل بھی کرینگے تیری بات کا کیا
اعتبار ہے ہم تو اب خدمت مین شہنشاہ افراسیاب کی رہینگے صاف تو یہ ہے کہ اجتک کوئی صفائی کرنے وا
نہ ملا تھا اب مصاحب شاہ سے ملاقات ہوئی اب ہم برق و قران کو قتل کرائینگے سامنے شہنشاہ کے
اپنا رنگ جمائینگے صرصر شمشیرزن خاموش ہے جی مین کہتی ہے کہ دیکھیے کیا غضب ہوتا ہے عمرو نے کہا بی
قیطوس صاحب سنیے اپنے قید ہونے کا حال بیان کرتا ہون بی صرصر آج مجھکو جنگل مین ملین مین نے ایک
مسافر کو مارا تھا ہیرے کے کپڑے اسکے پاس سے نکلے تھے مین نے انکے سامنے پیش کیے کہ لو بی صرصر تھوڑی سی تکلیف
ہے یہ تمھارے واسطے لایا ہون یہ رضی ہوئین مین نے کپڑے دیے کپڑے لیکر انھون نے اصل بات کو مشتبہ
مجھکو دھوکا دیا کہا دیکھو مسافر آتا ہے مین ادھر پلٹا اس مکارہ نے گلے مین میرے حلقے کمند کے ڈالدیے
کپڑے دیلے اور نہ اصل مطلب ہے یہ رضی ہوئی دینے کا یہ شرف ملاقات تھی تمکو قتل کرائونگی اور کئی مرتبہ
ایسا اتفاق ہوا یہ دھوکا دیتی ہین رقم لے لیتی ہین ہاے مین تو کوڑی کوڑی کو محتاج ہو گیا دیکھیے کسی
سواری آئی ہے ہاتھی گھوڑے سب ساتھ ہین قیطوس زعفران پوش ادھر پلٹی خواجہ عمرو نے قریب آکر
حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالدیے وہ ارے کہکر ادھر پلٹی لپٹ کر عمرو نے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک جیسے ہی
قیطوس زعفران پوش گری صرصر اسکے سحر سے بیہوشی اٹھ کھڑی ہوئی کہا او ظالم اسکی قضا ہی لیکر یہان
آئی تھی عمرو نے ہاتھ پھیلائے صرصر نے کہا جا دور ہو تو نے رہائی پائی بی قیطوس کی قضا تیرے ہاتھ سے
تھی عمرو نے کہا اسکو اسواسطے مار ڈالا کہ تمکو کلمات سخت کہے تھے مجھکو نہایت ناگوار ہوا تھا صرصر شمشیرزن
ایک جانب بھاگی خواجہ عمرو کو بھی رہائی غنیمت ہوئی یہ بھی ایک جانب روانہ ہوے لیکن قلیس بادیہ گرد
جو یہان سے چھوٹ کے بھاگا عشق ملکہ لیلا نے محمل نشین مین مبہوت جنگل جنگل پھرتا ہوا آنکھون مین
آنسو سینے پر ہاتھ مارتا ہے کبھی بیقرار ہوکے پکارتا ہے **نظم**

نالے کا تبکدے مین کیا ہم خیال کرتے — سنتا تھا کون کس سے اظہار حال کرتے
ہنسکر کلام ہمسے یوسف جمال کرتے — کانون کو آشنا ہے فرخندہ فال کرتے
حسن شباب انکا موسم بہار کا ہے — بوٹا سا قد دکھاتے جسکو نہال کرتے

فاقے کرتا ہوں کیا عرض کروں کہ جو میری اب نوبت ہے **نظم**

آسمان مر کے تو راحت ہو کہیں تھوڑی سی / پاؤں پھیلانے کو ملتی تو اے زمیں تھوڑی سی
خود بخود کیوں دلِ شیدا کو ہے اندوہ و ملال / کس جبیں کے لیے درکار ہے چیں تھوڑی سی
کونسا گل نہیں گلزارِ جہان میں مغرور / کس کے چہرے میں ہے یہاں چینِ جبیں تھوڑی سی
میہمانوں میں ہیں اس خوانِ فلک کے ہم بھی / اپنی قسمت کی بھی ہے نانِ جویں تھوڑی سی
ہرگز ان دانتوں سے کرنا نہ صفا کا دعویٰ / آبرو تیری ہے اے درِ ثمین تھوڑی سی
عفو ہو جائینگے ہرچند کہ لاکھوں ہوں گناہ / یہ عطا ہے تری رحمت کے قرین تھوڑی سی
حیا روں اپنے جو مجنوں سے محبت کرتے / لذتِ عشق بھی چکھتے یہ حسین تھوڑی سی
اگر جنون تنگ نہ وسعت کونین کو دیکھ / یہیں تھوڑی سی جگہ ہے نہ وہیں تھوڑی سی
جن و پری یاں بھی کرو مثلِ سلیمان تسخیر / یہ قلمرو بھی ہے زیرِ نگیں تھوڑی سی
توبہ کرتی ہے گناہوں سے تو کر لے غافل / ورنہ فرصت ہے دمِ بازپسیں تھوڑی سی
مدت العمر ہے اک چشم زدن کا وقفہ / کر لیں ہو حق یہ خرابات نشیں تھوڑی سی
تاکِ رنگیں سے لگا رسمیں بھی اک باغِ آتش / ربعِ مسکون سے الگ ہے یہ زمیں تھوڑی سی

پھر کہا اے ملکہ قیطوس زعفران پوش اسکے عشق میں فقیر ہو گیا گھر خرچ جانا موقوف ہوا یہ ظالم نہایت سرکش ہے مگر معشوق مہوش ہے آپ میری سفارش کیجیے کبھی کہنا مانتی ہے کبھی سرکشی دکھاتی ہے آجتک اس ظالم کے مزاج کو نہ پہچانا قیطوس نے کہا بولی صرصر تمنے جو شاہزادیوں کو کہا تمھارا ابھی عیب کھل گیا اب کس منھ سے انکار کرو گی صرصر نے کہا بس اب خاموش رہیے ایسا نہو میرے منھ سے بھی کچھ نکل جائے قیطوس نے کہا او مفتل تیرے منھ سے کیا نکلیگا میں جوتیوں سے کچلے سمجھا ڈنگی یہ کہکر جوتی اتارنے لگی صرصر سوچی کہ ایسا نہو ماری بیٹھے سنبھلکر سامنے کھڑی ہو گئی قیطوس سمجھی یہ عیارہ ہے ایسا نہو حلقہ ہائے کمند مار دے یہ سوچکر اسنے ہاتھ ہلا دیا صرصر لڑکھڑا کے گری قیطوس نے کہا او مفتل اب بتا تیرا کیا حال کروں عمرو نے پکار کر کہا اے ملکہ عالم اب ذرا میرا ہاتھ کھولدیجیے تو میں آپکا حال مفصل بیان کروں کہ مجھے کسواسطے باندھا ہے میں آپ کے ساتھ بخدمت شہنشاہ **افراسیاب** چلونگا میری صفائی کرا دیجیے میں چاہتا ہوں قدموں پر شاہ کے گرکر ایک دن میں مسلمانوں کا خاتمہ کر دوں قیطوس نے کہا خواجہ اس شخص کا حال بیان کرو **خواجہ عمرو** نے کہا

صاحب افراسیاب اُڑی ہوئی آسمان پر جاتی تھی صرصر کو جو پشتارہ و بد وضع دیکھا آسمان سے اتر آئی پہل
ہوئی قریب صرصر کے پہونچی صرصر نے سلام کیا کہا ملکہ قیطوس کہان سے آتی ہو قیطوس نے کہا اسوقت جا
ملکہ حیرت کو خبر دو کہ کئی ساحران زبردست بروئے طلسمات سے چلے ہین وہ آتے ہی مسلمانون کو قتل
کرینگے انکی بخوبی خاطر کرنا تمکو پشتارہ بد وضع دیکھا اُتر آئی تمنے کسکو گرفتار کیا عمرو نے کہا حضور مین ہو
انکا چاہنے والا میرا انکے نام پر دم نکلتا ہی حضور نے سنا ہوگا کہ مین نے لاکھون روپیے کھلا دیے انھیں
اشتیاق مین اپنے آقاے نامدار سے چھوٹا برسون جنکے ساتھ پرورش پائی اُنسے جدا ہونا بہت شاق ہوا
باتین جو عمرو نے کین قیطوس زعفران پوش نے کہا ای صرصر ذرا پشتارہ رکھدو ہم اس مکار سے باتین کری
صرصر نے کہا واری اس دغاباز جعلساز کے مکر سے سامری و جمشید بچائین باتون مین جال پھیلا دی
آپ بہر ملاقات ملکہ حیرت جادو جائیے میری طرف سے بعد آداب و تسلیمات کے عرض کر دیجیے گا ک
آپ بار بار اس مین آکر دوبدو سے افراسیاب عمرو کو قتل کیجیے جبار رفتار سے بھی مین نے یہی کہا
بھیجا ہی مگر آپ بھی بتاکید کیجیے گا قیطوس نے کہا میرے ساتھ نگوڑا کیا مکر کریگا مشکین تو بندھی ہوئی ہین اسکے
سحر مین تو پہاڑ کے پہاڑ گر پڑتے ہین اسکی کیا حقیقت ہی کہ میرے ساتھ کچھ مکر و حیلہ کر سکے مگر تمنے اسکا کچھ جواب
ندیا کہ وہ کہتا ہی مین نے لاکھون روپے کھلا دیے صرصر نے کہا واری یاوہ گوئی کرتا ہی نگوڑا فاقون سے مرتا
ہین ایسے کی بات کا کیا جواب دون یہ بھی سارے طلسم مین مشہور ہی کہ تمام عالم مین مین پھرتی ہون مگ
ابھی تک کسی نے کوئی بات میری نہین سنی بڑی بڑی شاہزادیان و وزیرزادیان پردے کی بیٹھنے والیا
مین ہنسکر کہنے نکل گئین کسی نے اُنکا کیا کیا قیطوس نے کہا کیون صرصر تو بڑی بدزبان ہوگئی ہی تو نے
پردہ نشینون کو کیا سمجھ کے کہا خبردار اب کبھی ایسی بات زبان سے نہ نکالنا تیرے منھ پر تو عمرو نے جوتی مار
[illegible] اسنے کہا گئین اسکا جواب خدا دے سکین صرف یہی آتا ہی کہ یہ مکار و غدار ہی مین تیرا منھ
توڑ ڈالونگی جو کبھی کسی شاہزادی کو ایسی بات کہی بی بہار و مخمور نکل گئین بڑا یہی طعنہ ہی جسکو کہنے تو د
ہوگئی ہمارے کبھی دامن سے گرد بدنامی نہین لپٹی صرصر نے کہا بی بس بس مہربانی فرمایئے جو جسنے کیا ہ
مین ضرور کہونگی کبھی خاموش نہ رہونگی مین بدکار نہین ہون قیطوس زعفران پوش نے کہا اور تو نے
ہمکو کیا سمجھا ہی یہی تیر آزماتا ہی عمرو بیچارہ اُٹھاتا ہی مگہ عالم یہ جسکو جو جی چاہتا ہی وہ کہتی ہی مین نے بڑے
بڑے نامور گردن کو مار مال لوٹ کے کیا کیا سب انھین کو کھلایا اب اسوقت جو چاہے کہین اور مین

خواجہ جست و خیز کرکے اپنے کو بچاتے ہین پیچھے ہٹتے جاتے ہین کوئی مقام ملے تو اپنے کو مخفی کردین
مگر دونون عیار بچیان اسطرح خواجہ کو گھیرے ہوے ہین کہ نکلنے نہین دیتین نتیجہ چل رہا ہے خواجہ فرماتے
ہین دیکھو ملکہ صرصر مجھسے بھی بے ادبی ہوگئی ایسا نہو ہاتھ چل جائے چاکی کا ہاتھ ماردونگا ناک ٹوٹ جائیگی
جدھر جاؤگی ہلڑ ہوگا لڑکے کھینگے نکٹی آئی ہے صرصر گالیان دیتی جاتی ہے کہ او ساربان زادے یہ تو جا کہ
پشتارے مین کسکو لیے جاتا ہے خواجہ عمرو نے کہا بی بی صاف صاف کہدون گھر کی عورت سے چھپانا
کیا ضرور ملکہ مہرخ کا ایک غلام ہے کچھ خطا کی حکم ہے اسے جنگل مین لیجا کر قتل کرو برائے قتل اسے جنگل مین لیے جاتا
ہون صرصر کہتی ہے او ساربان زادے تو چھوٹا ہے کسی کو لیے جاتا ہے ہمارے شہنشاہ کا خراجگزار ہوگا صرصر نے
باتون مین لگایا صبا رفتار نے حلقہ کمند کے مارے خواجہ لڑکھڑا کے گرے صرصر نے جلد بیہوش کرکے مشکین
باندھین اب جو پشتارہ کھولکر دیکھا قیس بادیہ گرد کو پایا حیران ہوکر کہا ارے یہ کہان گیا تھا شہنشاہ اکثر اسکا
ذکر کیا کرتے تھے صرصر نے اسکی زبان سے سوزن کو نکالا قیس بادیہ گرد کو ہوشیار کیا قیس نے ہوشیار ہوتے
ہی صرصر صبا رفتار سے اپنا حال بیان کیا کہا اس ساربان زادے کو ہمارے حوالے کرو مین لیجا کر
اپنے لشکر مین قتل کرونگا مین نہین معلوم کس ضرورت کو نکلا تھا ادھر پہونچ گیا اس ساربان زادے نے
مجھے دھوکا دیا مین اسکو لیجا کر سامنے غضنفر بن اسد کے قتل کرونگا اسی لشکر مین میری معشوقہ ہے اسپر بھی
قبضہ کرونگا صرصر شمشیرزن نے کہا ہے قیس بادیہ گرد تم جاؤ عمرو کا دشمن افراسیاب جادو ہے وہ اسکو
قتل کریگا مین تمھین دے نہین سکتی مین اسے خدمت مین افراسیاب کی لیجاؤنگی انکو قتل کرنے کا اختیار ہے
ہر چند قیس بادیہ گرد نے اصرار کیا مگر صرصر نے کہا مین عمرو کو ندونگی صبا رفتار سے کہا تم جاکر ملکہ حیرت
کو اطلاع کرو کہ باغ سیب مین تشریف لائین مین دیرین لیکر عمرو کو جاتی ہون صبا رفتار طرف لشکر حیرت
جادو کے روانہ ہوئی قیس بادیہ گرد ایک جانب چلا مگر اسی فکر مین ہے کہ جاکر ملکہ لیلائے محمل نشین کو
دن طبیعت کو تسکین دون یہ سوچکر چلا گیا صبا رفتار ادھر گئی صرصر نے عمرو کو ہوشیار کر لیا پشتارہ
باندھ کر لیچلی راہ مین خواجہ عمرو سے باتین ہوتی جاتی ہین خواجہ فرماتے ہین کیون صاحب اب کہان ہمین
بھگا لے جاؤگی ذرا انصاف تو کرو اگر آجتک وصل ہوا ہوتا تو کئی لڑکے اب تک ہوگئے ہوتے عیار طرار مکار عند ا
مرہنگ نامی افراسیاب پر عیاریان کرتے لاشہ ہاے ساحران سے میدان بھرتے صرصر بھی ہنستی جاتی
کہتی ہے خواجہ ابھی ہوس ہے عمر بھر ہوگے کبھی یہ دن نصیب نہوگا قضائے کار ملکہ قیطاس غفرانی

مجھکو مقرر کیا کہ کوئی کسی کو ستانے نہ پائے آپ اسوقت کہان تشریف لیجا ینگے قیس بادیہ گرد نے کہا لشکر غضنفر بن اسد مین جاؤنگا اب تو خواجہ گھبرا گئے فرمایا لشکر غضنفر سے کیا واسطہ ہے قیس بادیہ گرد نے گھبرا کر کہا میری معشوقہ وہان موجود ہے اب خواجہ سوچے کہ وہ قزاق ہے معشوقہ بھی اسکی لوٹ ہوگی ایسا نہو یہ وہان جا کر آفت برپا کرے اب ہمسے ملاقات ہوئی ہے انکی گردن لینا واجب لازم ہے اسکے ساتھ باتین کرتے ہوے چلے تھوڑی دور پر آگے کہا دیکھیے وہ سامنے غضنفر بن اسد یکہ و تنہا کھڑا اسوقت کوئی تساطر بھی اسکے پاس نہین ہے آپ سحر کرین مین جا کر گرفتار کرلون قیس بادیہ گرد نے منہ پھیرا خواجہ عمرو نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے قیس پلٹا خواجہ عمرو نے جھاپڑ مارا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو

مرا نام ہے خواجہ خواجگان
مرے نام پر عذر رشید اہوا
مرا مکر ہے گلشن قیل و قال
گلستان تھا مری گرد پاپوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے

عمر ذی حشم مہتر مہتران
اڑاتا ہون کفار کے مین دھوئین
مری چال سے ہے صبا پائمال
مرا فخر دحشم نامدار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہے

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم لگوتا
فلک کی جو گردش کا سامان
امیر عرب خیبر پرور دگار
قیس بادیہ گرد بیہوش ہوا خوا

نے تاج لیا جو جواہرات پہنے تھا اُسپر بھی قبضہ کیا لباس بھی اُتار لیا ننگ خاندان کو برہنہ کرکے زمین مین سوزن کرو یا پشتارہ باندھکر لے بھاگے خواجہ عمرو چاہتے ہین کہ اُسکو لیکر خدمت مین ملکہ مہرخ کی پہنچین قضائے کار ادھر سے ملکہ صرصر شمشیر زن و صبا رفتار دو عیار بچیان لشکر افراسیاب سے آتی تھین منتظر ہو کر لشکر خواجہ وکیلیں صرصر کی رو دے خواجہ عمرو پر نگاہ پڑی صبا رفتار سے کہا دیکھو عمرو کسی ساحر لیے جاتا ہے اکیلا ہی جانے نہ پائے صبا رفتار نے بڑھکر للکارا خواجہ صاحب کہان جاتے ہو ذرا ٹھہر جا عمرو نے پلٹ کر کہا بیٹا تیرے واسطے میرا خلیفہ مہتر قران بہت بیقرار ہے اکیدن زبردستی پکڑ لیجائیگا کہ دوسری طرف سے نعرہ ہوا انہم ملکہ صرصر شمشیر زن اور ساربان زادے تبا پشتارے مین کسے لیے جاتا ہے خواجہ عمرو نے جو صرصر کو دیکھا ہاتھ جوڑنے لگے کہا اے جان جہان و اے آرام دل عاشقان اب تو بہت بیتاب ہین ہجر مین تمھارے بیخود خواب ہین دو چار دن مین کسی پہاڑ پر چڑھکے دریا مین پھاند پڑینگے تمپر جان دیدینگے تم بدنام ہو جاؤگی ہم ایسا چاہنے والا کہان پاؤگی صرصر نے کہا آج تمھاری قضا لیکر آئی ہے دونون عیار بچیان نیمچے کھینچکر آپڑین خواجہ عمرو پر وار کرنے لگین پیچھے بھی مارتی ہین کمندین بھی مار رہی

پھر نہ نکلوں میں چمن سے جو صبا تیری طرح — غنچۂ گل ہوں کبھی دیکھ کے خندان مجھکو
خاک میں ملکے بھی لپٹونگا تر کے دامن سے — اپنے کوچے کی سمجھو گرد پریشان مجھکو
فکر اشعار کو لازم ہے دماغی قوت — سونگھنا چاہیے وہ سیب زنخدان مجھکو
موسم گل نہین آتا ہی اجل آتی ہی — گور سے تنگ ہوا جاتا ہی زندان مجھکو
دست رنگین کی تری ہیبت اُسے کرواتا — ہاتھ آتا جو کوئی پنجۂ مرجان مجھکو
لب محبوب کی سرخی ہون مین سہین منتا — لعل کو دیکھنے جاتا ہی بدخشان مجھکو
گم ہی جتنا کہ ہون ممنون ترا بندہ نواز — صورت انسان کی دی جوہر انسان مجھکو
ہمہ تن ہو کے جو دل سہین گردان ہو آتش — رکھے یوسف کی طرح چاہ زنخدان مجھکو

جب انتہا کا فراق محبوب مین بیقرار ہوا اپنے مقام سے اٹھا باہر نکلا لشکر اقبال کا اترا ہوا ہی جیا رجانب
دیکھیں پہاڑ پہاڑ کے دیکھا آخر سوچا کہ لشکر غضنفر مین چلون شاہد نظارۂ جمال محبوب ہو جائے کہ دل تردد
منزل تسکین پائے یہ سوچکر پر پرواز پیدا کیئے اڑتا ہوا چلا رات قلیل باقی تھی ایک صحرا مین آکر صبح ہوگئی زیادہ
زیادہ دل مین جوش ہی کہ ایک نگاہ دیکھ لون سوا اُسکے کوئی صورت تسکین کی نہین قضاے کار جوش
محبت مین رستہ بھولا طرف لشکر صرصر کے جا نکلا لشکر صرصر تمین کوس پر تھا صبح کا وقت ہی مہر سپہر
عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ ضمری نادار مسافرون کی تلاش مین نکلے
مین ایک درخت کے سائے مین کھڑے ہوئے انتظار کر رہے ہین لبون پر یہی دعا ہی کہ کوئی مالدار گذرے
دو چار کوڑی کا روزگار ہو جائے قرضداردن نے بہت حیران کیا ہی اب تقاضاے شدید ہی اس سوچ مین
کھڑے تھے کہ دیکھا سامنے سے ایک ساحر چلا آتا ہی تاج زرین سر پر جوشن سونے کے بازوون پر اور بہت سا
اسباب جواہرات پہنے ہوے ہی جلدی جلدی چلا آتا ہی خواجہ کے منھ مین پانی بھر آیا دل سے کہتے ہین کہ اگر
اس سے معاملہ ہو جائے ایک مہینے کا سود تو نکل آویگا یہ کہکر کنارے آئے رنگ در روغن عیاری کا نکالا
ایک جادوگر کی صورت بنکر سر راہ آئے پکار کے آواز دی کہ بھائی صاحب کہان جائیگا دل مین یہ بھی خیال
ہی کہ لشکر حیرت کا جانے والا ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی جبکہ کئی مرتبہ خواجہ عمرو نے پکارا تو اُسنے جواب دیا
ہون بھائی صاحب کیا ہی خواجہ نے کہا کہ ہم طرف سے شہنشاہ افراسیاب کے اس صحرا کے حاکم ہین یہاں جو دیو
کی حفاظت کرتے ہین عیاران اسلام بلاے روزگار ہین جسکو پایا مار ڈالا براے رفاہ عام شہنشاہ نے

جان شیرین ہو فراق یار سے کیونکر عزیز ‎ مرگ صاحب خانہ ہی فاقہ جو مہمان رہگیا
میری وحشت نے چراغ راہ جو سمجھا اُسے ‎ آنکھ دکھلا کر مجھے غول بیابان رہگیا
کھینچکر تلوار قاتل نے کیا مجھکو نہ قتل ‎ شکر ہے گردن تک آتے آتے احسان رہگیا
کاروان نکہت گل کر گیا گلشن سے کوچ ‎ صورت نقش قدم گلزار حیران رہگیا
شام ہجران صبح بھی کرکے نہ دیکھا روز وصل ‎ سانپ کو کیلا پر آتش گنج پنہان رہگیا

اقبال نے کہا بھائی اسقدر نہ گھبراؤ خداوند لات ومنات رحم کرینگے معشوق کو آپ سے ملا دینگے صلح
مشورہ کرکے مع لشکر کوچ کیا طرف لشکر غضنفر کے روانہ ہوئے یہان غضنفر اپنے مقام پر فروکش ہین
وہ اقبال بصد عظم وشان فروکش ہے غضنفر کی صحبت آٹھ پہر ملکہ لیلائے محمل نشین سے گرم رہتی ہے ا
تنہائی مین اختلاف ظاہری بھی ہوا جب صحبت تخلیہ مین ملکہ لیلا جاتی ہین جبان ملکہ لیلا نے حکای
شکایت کی باتین کین غضنفر بن اسد نے دونون ہاتھ پھیلا دیے کہا ای جان جہان وای آرام دل مشتا
میری خود تمیز جان جاتی ہے جس دن سے تمکو دیکھا معشوقان قدیم سے باتکرنا ترک کردی لیلای محمل نشید
ان حالات پر غضنفر کے ہنستی ہین دلمین کہتی ہین اچھے دیوانے سے سابقہ پڑا دیکھین انجام کار کیا
ایک دن دو پہر رات گئے صحبت سے غضنفر کی ملکہ لیلائے محمل نشین اٹھین لڑکھڑاتی ہوئی چل
خواہ نشۂ شباب خواہ نشۂ شراب پیر ڈالتی ہین کہین پڑتا ہے کہین دام کمند گیسو مین دل الجھا ہوا حیران فریش
چند کنیزین پشت پر پہلو مین دل مضطر تڑپ رہا ہے لیکن قیس بادیہ گرد نے جب کئی منزلین ساتھ اقبال
پہلوان کے طی کین ایک دن رات کو پڑے پڑے گھبرایا بیتابی مین کہنے لگا یا لات ومنات یا تو میر
معشوق ملے یا حکم ہو ملک الموت کو کہ آکے قبض روح کرے اب دل میرے قابو مین نہین قرار وچین
ع کسی پہلو مین نہین آپ پر سب روشن ہے نظم

حلقۂ دام ہین وہ نرگس فتان مجھکو ‎ چار دیوار قفس ہین صف مژگان مجھکو
دور کر چہرۂ روشن سے نقاب ای محبوب ‎ داغ دیتا ہے چراغ تہ دامان مجھکو
شادی وصل مین جامے سے ہون باہر دونون ‎ مین برہنہ اُسے دیکھون تو وہ عریان مجھکو
دیکھ لون پھاڑ کے آئینہ مین ای دست جنون ‎ رہنے دون زیب جو دے چاک گریبان مجھکو
یاد رخسار کتابی جو رہا کرتی ہے ‎ دل سمجھتا ہے مرا حافظ قرآن مجھکو

...زہ ہلاتا ہوا گینڈا اچکتا ہوا آتا ہی قیس بادیہ گرد نے پہچانا کہا اے اقبال صف شکن پہلوان تیغ زن کہانسے
...تے ہو اُنسے جو قیس بادیہ گرد کو بیٹھے دیکھا گینڈے سے کود پڑا قیس کے قریب آیا کہا اے شہنشاہ آپ یہان
...ون بیٹھے ہین قیس نے سب حال اپنا رو رو کے بیان کیا اقبال یہ سنکر بلبلانے لگا کہا اے شہنشاہ
...احران وہ دیوانہ مجہول کون ہے جسنے سرکار کے ساتھ یہ حرکت کی ہین اسکو چیر پھاڑ کر پھینکدونگا آپ
...مجھے دکھا دیجیے اب تو قیس بہت خوش ہوا کہا میرے ساتھ چلنا مین دکھا دونگا مگر سحر اسپر تاثیر نہین کرتا
...ان صف شکن پہلوان تیغ زن ہی سنتا ہون طلسم کشا کا بیٹا ہی دیہات افراسیاب لوٹتا پھرتا ہے ہزارہا قریات اُسنے
...یران کر دیے افراسیاب نے اکثر ناظمونکو بھیجا اُسنے اُنکو بھی لوٹ لیا میری سات لاکھ فوج تھی سب تباہ کر دی
...م مال و اسباب لوٹ لیا صرف دو ہزار جوان میرے ساتھ اب باقی ہین اور میری معشوق اُسی کے پاس
...و اگر تم یہ جرأت اُس سے مقابلہ کرو تو مین اپنی معشوق کو بھی لے آؤن معشوق کے نکل جانیسے بہت جدا
...ہون اقبال نے کہا آپ کیون گھبراتے ہین مجھسے بہرام فلک بھی مقابلہ نہین کر سکتا ایک قلعے کا حاکم میرا
...راجگزار تھا اُسنے کئی سال سے خراج نہین بھیجا اُسکو سزا دینے کو جاتا تھا آپکے ساتھ چلونگا ابھی وہان
...ہ جاؤنگا پہلے آپ کی مشکل آسان ہو آپکے مجھپر بڑے بڑے احسان ہین شاید کسی قدر سبکبار ہون قیس بادیہ گرد
...نے کہا مین خود تمہارا ممنون و مشکور رہونگا فراق محبوب مین عجیب حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے ہائے بھائی

کیا کہون عجیب آفت مین مبتلا ہون **نظم**

حشر کو بھی دیکھنے کا اُسکے ارمان رہگیا — دل ہوا پر آفتاب آنکھون سے پنہان ہو گیا
بندگی حق مین بھی بھولا نہ مین یاد صنم — توبہ مے کی ولیکن داغ ارمان رہگیا
جوش وحشت مین بیابان کو گیا مانند روح — جسم خاکی کی طرح سے میرا زندان رہگیا
اے صبا جاوے چمن مین تو تو کہیو یار سے — باغ مین جا کر تو اے سرو خرامان رہگیا
پہلے ہی پرزے اڑا ہونے نہ پایا سینہ چاک — یار تا بت وقت بد مین اک گریبان رہگیا
پستیان ہی پستیان ہین گنبد افلاک مین — سینکڑون فرسنگ مجنون سے بیابان رہگیا
حال ہی مجھ ناتوان کی مرغ بسمل کی تڑپ — ہر قدم پر ہی یقین یان رہگیا وان رہگیا
کرکے آرائش جو دیکھی اُس صنم نے اپنی شکل — بند آنکھین ہو گئین آئینہ حیران رہگیا
راہ الفت مین نہین اندیشہ پست و بلند — گر کے کب یوسف میان چاہ کنعان رہگیا

غضنفر نے جلسہ آراستہ کیا نسیم و قمر پیکر کو بلایا کہا ملکہ لیلا سے محل نشین کو بلاؤ لیلا صحبت مین آئین لـ
ہونے لگین ملکہ نسیم جالندرمی کی پریشانی کنیزون سے فرماتی ہین دکھین اب تقدیر کیا دکھاے افسو

صد ہزار افسوس

نظم

میرے کوچے مین عدو مضطر و ناشاد رہا
شب خدا جانے کہان وہ ستم ایجاد رہا

اس روانی سے ذرا خنجر بیداد رہا
یار نے اک دم اثر نالہ و فریاد رہا

بیکسی نے نہ دیا ہاے تہ خاک بھی چین
تا قیامت الم گریۂ جلاد رہا

نقد جان تھا نہ سزا لے دیت عاشق حیف
خون فرہاد سر گردن فرہاد رہا

لذت جور سے دم لینے کی فرصت نہ رہی
کیا اثر منتظر جوش نفسہا در رہا

یاد سہو اُسے اے غنچہ دہن نسیان عمداً
یاد رکھ بھول گیا جسکو وہی یاد رہا

سر پٹکنے نے مرے سنگ در اُسکا توڑا
یہی سودا ہے تو گھر کا ہمیکو آباد رہا

کرۂ خاک ہے گردش مین تپش سے میری
مین وہ مجنون ہون کہ زندان مین بھی آزاد رہا

چھوٹنا دلم شکستہ سے بھی آسان نہین
مین گرفتار خم گیسوے صیاد رہا

پھیلا جوش جنون جانب صحرا افسوس
جب مرے کوچے مین آکر وہ پریزاد رہا

گہ غم خور گئے عشق تبان اے مومن
مین سدا سوختۂ حسن خداداد رہا

کنیزون نے کہا حضور آپ کیون گھبراتی ہین آپ کے سامنے کسی کا رنگ نہین جم سکتا آپنے جو جانبا
وسرفروشی اس شہریار کے ساتھ کی کسی کی مجال ہے کہ اسقدر جانبازی کر سکے حقیقت یہ ہے کہ اکا قدم
درمیان مین ہوتا تو ابتک نہین معلوم کیا آفت برپا ہوتی آپ نے شہریار کو شہر و یمین نہین جانے دیا دیہا
و قریات سے واسطہ رکھا یہان تو کیفیت ہے مگر غضنفر بن اسد اس فکر مین ہین کہ افراسیاب جادو پرچ
یہان سے کوچ طرف لشکر حیرت کے کرون لیکن قیس یا دیہ گرد جو بھاگا تھا دو ہزار جادوگر اسکے ساتھ
جہان اترا کہتا ہے یارو مین مقام محبوب سے جدا ہوتا ہون اب آگے نہ بڑھونگا ساتھ والے کہتے
اے شہریار ایسا نہو اُس دیوانے کو خبر ہو جائے وہ بلاے روزگار ہے پھر شبخون مارے تو کیون
بچیگی قیس یا دیہ گرد کہتا ہے اب مین اور فکر کرونگا جو تھا دن ہے قریب ایک درہ کوہ کے اُترا ہوا ہی گم
مین ہے کہ کیا کرون کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر چار لاکھ سوار وہ پہلوا

ملکہ حیرت سے کہا یہ اہل اسلام سے ملگئین وہ ایسی نامنصف کہ آمادہ قتل ہوئین خدا اہل اسلام کو سلامت
رکھے میری مدد کو آئے رہا کر کے مجھکو لیگئے وہان سے یہ ملعون چرا لایا یہان خدا نے آپ کو پہونچایا کہ مین رہائی
اور آپ کیا کرتے پھرتے ہین غضنفر نے فرمایا نسیم جالندری میرے ہمراہ ہین مجھکو مکان افراسیاب نہین ملتا
ین نے قریات و دیہات تا سب ویران کر دیے ملکہ نے سر دھنکا لیا سمجھین کہ دیوانہ مزاج ہین کہ ملکہ نسیم جالندری
بھی آکر پہونچین ملکہ نسیم نے جو ملکہ لیلا کو قریب غضنفر کے دیکھا جل گئین نہایت رشک ہوا بلکہ ملکہ لیلا نے
بھی کہا کہ حضور افراسیاب بادشاہ طلسم ہین اُسکے مقام کو آپ کیا پوچھتے ہین ہر مقام پر موجود ہین لشکر حیرت
ین آتا ہے ہر مقام پر ملسکتا ہے غضنفر نے کہا اے ملکہ لیلا مین کئی سال سے تباہ ہون قریات و دیہات لوٹتا پھرتا
ہون ہزارون جادوگر قتل کیے قریے کے قریے خالی کر دیے اگر افراسیاب ملجائے تو مین اُسکا سر لیکر خدمت
ن ملکہ مہرخ کی جاؤن کچھ لشکر کا حال بیان کرو ملکہ لیلا نے کہا خواجہ عمرو عیاران اسلام وہ وہ کار ہائے
نمایان کر رہے ہین کہ مین نے افراسیاب کی زبانی سُنا کہ وہ کہتا تھا اگر کسی نے عیارون سے اپنی جان
بچائی تو سردارون کو مار لینا کچھ بات نہین مجھپر دمبدم یہی تاکید تھی کہ اپنے کو عیارون سے بچانا سر دربار آکر
لاک نے عیاری کی مجھکو اور برق فرنگی کو رہا کر لیا غضنفر نے کہا اے سرداران ہمتن والے جوانان صف
شکن اب چلکر افراسیاب کو مارینگے قبلہ و کعبہ کو کچھ نہ بن پڑا قید ہو کے بیٹھ رہے ہے غضنفر نے حکم دیا واسطے
ملکہ لیلائے محمل نشین کے ایک بارگاہ الگ ستادہ کرو چند کنیزین واسطے خدمت کے مقرر کیجائین جب ملکہ
لیلا اُس بارگاہ گئین ملکہ نسیم نے آکے کہا اے ملکہ لیلا یہ آپنے کیا غضب کیا ہم مقام افراسیاب کو
جانتے تھے یہ جاہل مزاج دیوانون کے سر کا تاج نہ جانے کے واسطے اِنکے یہ کلمہ کہہ دیا کرتے تھی
مکان افراسیاب نہین ملتا اُنکے پاس یہ تحفہ ہے کہ اسپ باد پا پر سوار ہوتے ہین انگشتر مہر و ماہ ہاتھ مین
نیزہ روئین نشگاف پر قبضہ یہ چیزین تحفہ جات ساختہ ساحر منشمش طلسم بند ہین اثر سحر کسیکا تاثیر نہین کرتا مگر
افراسیاب جادو ان چیزون کو مٹا سکتا ہے اب جو دربار مین سامنا ہو تو کہیگا کہ مین مکان افراسیاب
دریافت کر دون تو مفصل عرض کرون ایسا نہو کہ وہ جا پڑین کوئی عالم مین ہم نبرد افراسیاب نہین ہی لاجعین
ے بادشاہ کو پکڑ لیا سلطنت پر قبضہ کیا جو کچھ فرمائیے گا مجھ سے فرمائیگا ورنہ اُسی وقت یہ قصد کرینگے پھر
ن سے رو کے نہ رکینگے نسیم نے لیلائے محمل نشین کو خوب سمجھایا مگر طبیعت کو رشک ہے کہ دیکھئے نیا عشق
دیکھئے کیا رنگ لاتا ہے عرصہ دراز تک لیلا و نسیم سے باتین رہین بعد اُسکے نسیم وہان سے چلی آئین شب کو

کوئی گردن پر ترے زیبندہ ہے خال سیاہ | خوشنما خورشید سے بھی اس سحر مین داغ
داغ کھانے نے مزہ ایسا دیا ہے عشق مین | دوڑتی ہے روح اُسیر جیسں ثمر مین داغ
عیب شاعر کو لگا دیتا ہے آتش نقص شعر | داغ جب پھیل مین لگا عین سنجر مین داغ

ملکہ لیلاے محمل نشین نے سر اٹھا کر ہاتھ سے کچھ اشارہ کیا قیس دور سے یہ سب معرکہ دیکھ رہا ہی ا
بھی ثابت ہوا کہ لیلا غضنفر پر عاشق ہوئین حیران جمال بیمثال غضنفر کو دیکھ رہی ہین اسوقت
بادیہ گرد نے سحر کیا برق چمک کر سر پر ملکہ لیلاے محمل نشین کے گری کہ سر غفلت مین زخمی ہوا سر سی خون
ہوا اگاہ غضنفر کی پڑی خون کو دیکھکر اوسود ابڑھا گھوڑے کو چمکا کر نعرہ کیا او بیحیا ہمسے مقابلہ کر عور
زخمی کرکے بہت مغرور ہوا اسے کچھ بے قصور ہوا قیس بادیہ گرد غصے مین پلٹ پڑا کہا او جوان دیو
تجھے مارونگا یہ کہکر کئی دو ہتھڑ مارے خنجر برسے تلوارین چلین آگ کے شعلے بھڑکے قیس سمجھا سحر
تلوار کھینچے ہوئی قریب پہونچا ہاتھ تلوار کا مارا غضنفر نے تیغہ رومین شگاف پر و کا انگشتر مہر وماہ بھی جھکی آنکھ
اندھیرا آیا غضنفر نے اوپر سے ہاتھ مارا اسنے سپر سحر کو اٹھا دیا سپر سحر کٹی سر پر تلوار پڑی قیس نے ہای کہکر اپنے
گرا دیا کہتا ہی ہاے یہ کیا ہوا روح سامری وجمشید مین تاثیر جاتی رہی جیسے ہی یہ زمین پر گرا غضنفر
گھوڑے پر سے پھاند پڑا اچاہا چھاتی پر چڑھ بیٹھون قیس بادیہ گرد لوٹ مار کر بھاگا اسکا بھاگنا کل
کے پانون اُٹھ گئے قزاقون نے بوق ترکی بجایا ساحر بھاگے ملکہ لیلاے محمل نشین ٹھہر گئین غضنفر بن
سامنے آئین غضنفر نے قزاقون سے کہا جلد بارگاہ استادکرو فوراً بارگاہ زربفتی استادہ ہوئی قزاق مال
لوٹ کے اپنے اپنے مقام پر آگے اُترے جا بجا ناچ ہونے لگا غضنفر نے ملکہ لیلا کے ہاتھ مین ہاتھ
دیا مقام صدر پر لا کے جگہہ دی لیلاے محمل نشین سے غضنفر نے پوچھا ای شہنشاہ خوبی وای زنگ و
گل حدیقہ خوبی آپ اس لشکر مین کس طور سے تھین ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا ای شیر بیشہ جرأت و
یکہ تاز میدان جلالت مین کیا اپنا حال بیان کرون فلک در پی آزار ہی اس بیحیا نے میرے ساتھ بڑی بڑ
فساد برپا کیے افراسیاب نے اسکو براے مقابلہ مسلمانان بھیجا مین بھی لشکر کشی کرکے آئی اسنے فتور شر
کیے مین نے جو ملکہ بہار کو لشکر اسلام مین دیکھا وجد ہوا کہ اہل اسلام نے کیا قدردانی کی جب مین نی دیکھا
بن حیرت کی مقابلہ افراسیاب جادو مین فروکش ہین مجھکو بھی کسی قدر مذہب اسلام کا اعتقاد ہوا اس ملعو
نے مجھے پیغام وصل دیا مین نے جواب سخت دیکر کہدیا کہ خبردار کبھی ایسا خیال فاسد نہ کرنا اسنے مجھکو گرفتار کر

کر ملائک اشارہ کرے تو سرحد دنیا سے گذر جاؤن سبزہ فلک کو پامال کرون آنکھین تنگ چشم غزال ما تھا
ر کامل آسمان جلال ملکہ لیلیٰ حیران جمال و محو دیدار ہو گئین آنکھون مین آنسو بھر آئے قصد ہوا کہ اپنے کو سامنے
و بچاؤن شاہزادہ مجھے دیکھے ایک مقام پر چند سرداران غضنفر پر ساحر سحر کر رہے تھے ملکہ تڑپ کر
مین کسی کا سر اڑا دیا کسی کا ہاتھ کٹا کسی کے دو ٹکڑے ہوئے کسی کی جانب دیکھکر مسکرائین وہ دیوانہ ہو گیا
ی جادوگر نگاہ سحر آگین دیکھکر دیوانے ہوئے کوئی غل مچاتا ہی کوئی بیچ چیخ رہا ہے کوئی پکارتا ہی ای جان جہان
ے آرام دل عاشقان ہم مرتے ہین دن زندگی کے بھرتے ہین ایک دو نگاہ محبت ادھر بھی ہو جائے
م تو نگاہ محبت کے خواہان ہین طالب دیدار عاشق صادق محب دلی خواہش ہی کہ قدمبوسی کرین سر قدمون پر
ھر ہین ہنگامہ جو ہوا غضنفر نے نگاہ اٹھا کے دیکھا ایک نازنین شیرین ادا ماہ آسمان شرم و حیا گلگون
ا رنگ روے بہار پھول فدا چہرہ ماہ آسمان حسن و جمال ابرو رشک ہلال گلوے نازنین صراحی
دہ جان بخش کی ہونٹھون مین مسیحائی ہر بات مین رعنائی و زیبائی کل اعضا درست معشوق چالاک و
ت سینے پر ابھار سنانہاے سینہ سے دل عاشقان فگار کبک رفتار شیرین گفتار کمان ابرو معشوق خوشخو
غضنفر کا عجب حال ہو گیا دیوانہ مزاج جاہلون کے سر کا تاج تلوار کو رو کا آئینہ رخسار کو دیکھ رہا ہی ملکہ
لیلا نے شرما کر سر جھکا لیا غضنفر بن اسد سے ضبط نہو سکا بے اختیار پکار اٹھے نظم

خم دلمین تیری فرقت سے جگر مین داغ ہی	ایک گھر مین گل محبت ایک گھر مین داغ ہے
ج ترا بیداغ ہے روے قمر مین داغ ہے	دیکھ لے جو چاہے آنکھون کی نظر مین داغ ہے
شق کی دلسوزیون سے بحر و بر مین داغ ہے	یہ وہ آتش ہے کہ جس سے خشک و تر مین داغ ہے
ج گل ہوتا ہے ہم آغوش وہ رشک بہار	بوسے گل دیتا ہے جو جو اپنے بر مین داغ ہے
نک کے پانی سے نہلا دے مجھے ای چشم تر	گرمیون سے سوزش دل کے جگر مین داغ ہے
شتیاق گور مین دیتی ہے ایذا طول عمر	منزل مقصود کی دوری سفر مین داغ ہے
تی کرتے ہین راہ دشت وحشت مین قدم	آبلہ پائی کے ہاتھون مغز سر مین داغ ہی
ف و خال یار پر جیسے پڑی ہے اپنی آنکھ	مشک چین و عنبر سارا نظر مین داغ ہی
ن تلاش ایذا ہے دیتی اور بیان شوق ہے صاف	زخم باہر اپنی قسمت کا ہی گھر مین داغ ہے
لوار اپنے سوا ہے یار دل کو دخل غیر	سائے کا بھی ساتھ تیرے رہگذر مین داغ ہے

ملکہ نے اشارے سے کہا کہ زبان سے سوزن تو نکال لیس نے سوزن کو بھی نکالا زبان سے سوزن کا نکلنا
ملکہ پیچھے ہٹکر بیٹھین فرمایا ذرا الگ رہیے جب زبان نے ذرا آرام پایا ملکہ نے کہا کیون دیکھا کیا جھک مارتا ہی
بعنایت خدا سامری و جمشید پر لعنت کرتے ہین تم ایسے بیحیا ہو اُن کا سامنے بھی بیٹھنا ناگوار ہے لیس گھبرا
کہا حضور یہ کیا فرماتی ہین ملکہ نے کہا ہم کئی دن صحبت مین خواجہ عمرو کی رہے اپنے کو رہا کرا لیا اگر اپنی جان
بچانا منظور ہو تو ہٹ جاؤ ورنہ مین بری طرح پیش آونگی تملو نکے چھوا دونگی لیس سوچتا ہو کہ اب کیا کرون
ملکہ لیلا نے گانی باندھی ملکہ کا اٹھنا تھا کہ لیس نے سحر کیا ملکہ نے کہا خدا کی قدرت آپ سحر بھی کرنا جانتے
ہین اُسنے سحر کیا تھا کہ ملکہ پر آگ گری ملکہ نہین منہ برسنے لگا آگ بجھی بارگاہ مین جھولی لیس کی رکھی
تھی ملکہ نے وہ جھولی اٹھالی ہاتھ جو ڈالا کار دستی ہاتھ مین آگئی کچھ اسم سحر پڑھکر پھینک ماری لیس
کے سینے پر پڑی پشت کو توڑ کر پار گذری خیمہ جلنے لگا ملکہ تڑپ کر نکلین قیس یہان سحر کر رہا تھا کہ کان
بھائی کے مرنے کی آواز آئی گھبرا گیا پلٹ کے دیکھا آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا اسم ملکہ لیلای محمل نشین قیس
نے گھبرا کے کہا یارو میرے بھائی کی خبر لاؤ خادم گئے دم بھر مین روتے ہوے آئے کہا حضور آپکے بھائی
کا لاشہ پڑا ہوا تڑپ رہا ہی گھبرا کے کہا یہ کیونکر مارا گیا اس سرکش کو کسنے رہا کیا ایک خدمتگار نے بڑھکر بیان
کیا کہ حضور آپکے بھائی صاحب ملکہ لیلا پر مرتے تھے اس وقت ملکہ کو قفس سے نکالا سوزن بھی نکالا گیا
معلوم ہوتا ہے کہ انھین کے ہاتھ سے قتل ہوئے یہان تک حال غلام نے دیکھا تھا مین معلوم مقابلہ کیا
ہوا قیس گالیان دینے لگا بیحیا نامرد میرے باپوش کی گرد میرا بھائی کا ہے کو تھا کمبخت لونڈی گھر مین
اُسپر باباجان جا پڑے اسی لونڈی سے یہ پیدا ہوا گھر بار اسکا پھونک دو یہ سنتے ہی خادمون نے
کہا حضور معاف فرمائین جیسا انھون نے کیا ویسا پایا اب ملکہ لیلا کے سحر کو دیکھیے انکے گرفتار کرنے
تدبیر ہو قیس بابا دریہ گرد نے کہا مین ابھی تدبیر کیے لیتا ہون یہ کہکر یہ تو پیچھے ہٹا غضنفر لڑتا ہوا چلا آتا
کہ لیلا نے محمل نشین کی نگاہ پڑی دیکھا کہ ایک نوجوان کمسن آتش رخسار سے بے درد قدرت رب ودود
محراب ابروے خمدار برائے عاشقان مقام سجود چہرہ آفتاب عالمتاب شہریاری خال چہرۂ انور کوکب
اختری جرأت مین سب سے بہتری خود سر انور پر کج رکھا ہوا زرہ سونے چاندی کی کڑیون کی زیب جسم
شمشیر ہاتھ مین گویا ہلال و بدر کا ساتھ ہے کمان کیانی دوش پر صاف ثابت ہی کہ ماہ تابان برج قوس
آگیا پشت مرکب بادرفتار پر پیٹری جمی ہوئی گھوڑا اطرارے بھر رہا ہی سبزۂ فوج کو پامال کر رہا ہی چاہتا

صرصر آہ و فغان او شعلہ زن طوفان اشک
بوے گل کا لے نسیم صبح اب کس کو دماغ
بزم دشمن مین نہو وہ نغمہ گر آتی رہے
روز ہجران سے شب فرقت نہو کیون سخت تر
رہ گئے ہم جھانکنے سے بھی یہ کیا اندھیر ہے
ین ترے پیش نظر تھی یہ اندھیری چھا گئی
کود کر گھر مین تو پہونچا مین ترے پر کیا کرون
کیا کہون تم جو نہ آئے کیا قیامت آگئی
کیا اسی تیجانے کو فرماتے ہو ظلمت کدہ

جمع سامان خرابی تھا مرے گھر رات کو
ساتھ سویا ہے ہمارے وہ ستمگر رات کو
ہر فغان کے ساتھ لب پر جان مضطر رات کو
گا ہے گا ہے دن کو ملتے تھے وہ اکثر رات کو
بند کسنے کر دیے تھے روزن در رات کو
جائین آنکھین پھوٹ گر دیکھے ہون اختر رات کو
دم نکلجا تا تھا کھٹکے برابر رات کو
میہمان تھا میرے گھر مین روز محشر رات کو
حضرت مومن جہان جاتے ہو چھپکر رات کو

لیکن ای ملکۂ عالم میرا کچھ زور نہ چلتا تھا جب وہ آپ کو صحبت مین بلا کر دا لتا تھا جی چاہتا تھا چھاتی پر چڑھ
بیٹھون لیکن مجبور رہتا کہ وہ بڑے بھائی کہلاتے ہین افراسیاب نے مجھی کو ساتھ کر دیا ہے رتبے مین مین زیادہ
ہون میرا عہدۂ مصاحبت ہے میرے ہی واسطے ملک کی سلطنت ہے باج و خراج سب میرے ہی پاس آتا ہے سب
ظلم چکلے دار میرے حکم سے کام کرتے ہین غلام کی آپ پر جان جاتی ہے امیدوار ہون کہ مجھکو اپنی غلامی مین قبول
کیجئے تمام ملک و مال کا آپ ہی کو اختیار ہے بھائی صاحب تو یہان مصروف جنگ ہین مین آپکو لیکر نکل چلون
کسی کو خبر بھی نہو گی ملکہ جی مین کہتی ہین کہ لے لیلا گھر بھر عاشق ہوا ہے نہین معلوم یہ بچا کیا سمجھا ہے مگر اسکی جو یہ لگانا
چاہیے کہ عمر بھر یاد کرے یہ سوچکر جواب دیا کہ اے لیس قیس بدصورت ہے تم البتہ ہم کو پسند آئے ہم روز ہی دیکھتے
تھے کہ اگر تم خواہش کرو تو ہم قبول کرین آج آرزو ہے پوری ہوئی ایسے جھوٹے عاشق ہو تمھارا دل کیونکر
گوارا کرتا ہے کہ ہم مثل طائر رنگے قفس مین بند ہین کیسے دردمند ہین زبان مین سوزن قلب پر ہجوم غم و محن
ہین قفس سے نکالو کیبٹھ کر باتین کرین دلکا حوصلہ نکلے اسطرح جو ملکہ نے کہا لیس کی رال ٹپکنے پڑی کہا حضور
مین تو غلام ہون حقیقت مین فرزند طلسم کشا اس زور و شور سے لڑ رہا ہے کہ تمام لشکر تہ و بالا کر دیا لاکھون
دو گر مارے گئے مین اسی واسطے یہان آکر چھپا ہون آپسے کلام کرنے کی بھی آرزو تھی قدمبوسی کی جستجو تھی
حمد و منات کا شکر کرتا ہون کہ آپنے مجھے قبول فرمایا ملکہ نے کہا مین تو خود مرتی ہون مگر تم مجھسے بیوفائی نہ کرنا
عمر بھر تمھارا ساتھ رہیگا دل جفاے فراق نہ سہیگا جلدی سے لیس نے قفس کھول کر ملکہ کو قفس سے نکالا

سے کہتے ہین اسکی پشت پر سولہ لکھی نہ جائینگے یہ سُنکر قیس بارگاہ سے خود نکلا کہتا ہوا کہ قزاقون کی کیا حقیقت ہے کہ ما
کے لشکر کو لوٹین ایک سحر مین سب کو مٹا دونگا میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائینگے ملکہ لیلا نے جو یہ سنا کہ
طلسم کشا نے شبخون مارا خوش ہو گئین قفس مین تڑپ رہی ہین بیقرار ہین کہ مین فرزند طلسم کشا کو کیونکر دیکھ
قضائے کار قیس جو باہر نکلا دیکھا لاکھون جادوگر بھاگ گئے کئی لاکھ قتل ہوے خون کے دریا بہہ رہے ہین
نے جو گھوڑے دوڑائے کئی ہزار کو پامال کیا جو خیمہ راہ مین ملا یا طناب کاٹ دی یا آگ لگا دی ہر طرف
جل رہے ہین زمین سے شعلے نکل رہے ہین قیس نے نعرہ کیا اے ساحران غدار کہان بھاگ جاتے ہو یہ سب غ
ہین سحر کرکے گرفتار کر لو بھاگے ہوئے ساحر پلٹے غضنفر بن اسد اسپ باد پا پر سوار انگشتر مہر و ماہ ہاتھ مین
روئین شگاف کھینچا ہوا جس کسی کو بڑھکر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے جادوگرون کا یہ حال ہے
سحر کی بوچھار کر رہی ہین جب غضنفر بن اسد نے ہاتھ ہلا دیا انگشتر مہر و ماہ چمکی سحر ساحرونکی باطل ہو جادوگرون
سحر کا دریا بنایا اسپ باد پا دریاے سحر کو طی کرکے نکل گیا تیغۂ روئین شگاف مثل برق چمک رہا ہے مرکب طرار
بھرتا پھرتا ہے قیس یا دیکھ کر دیہ معاملہ حیرت افزا دیکھکر پریشان ہو گیا کہ یہ کیا معرکہ ہے غضنفر پر سحر تاثیر نہین
بلکہ اگر کوئی قزاق سحر مین کسی کے پھنسکر گرا یا مرکب بدلگامی کرنے لگا غضنفر بن اسد نے بڑھکر ہا
چمکایا انگشتر مہر و ماہ کا عکس پڑا اسحر ساحر کا باطل ہوا وہ قزاق پھر اٹھکر جنگ مین مصروف ہوا اسطرح ا
ساتھ والون کو بھی بچاتا پھرتا ہے اور آپ تو ہزارون ساحر قتل کیے قیس یا دیکھ کر دیو کو بڑی حیرانی ہے مثل ا
پریشانی ہے کہ یہ کیا معاملہ ہے قضائے کار یہ تو اس حیرانی و پریشانی مین ہے مگر بھائی اسکا لمیس جادو حسد
قیس ملکہ لیلا کو لایا تھا یہ دل ہی دل مین ملکہ کو دیکھکر پیتا تھا کوئی صورت نہ بن پڑتی تھی آج جو قیس یا دیکھ کر
نکلا لمیس جادو آنکھ بچا کر اندر خیمے کے پہونچا ملکہ کے سامنے ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا کہا اے جان جہان دل آ
دل عاشقان بھائی صاحب تو میرے لیے بولنے ہین نام ہی قیس ہے اُنکی بات کا کیا اعتبار مگر مین نے حسد ان
آپ کو دیکھا جان جاتی ہے روح جسم مین گھبراتی ہے کیا لکھون نظم

کیسے جھنسے بگڑے تم اللہ اکبر رات کو
ذبح کرتے ہی جو ہوتا پاس خنجر رات کو

اپنی آواز قدم سے بھی وہ ڈر کر رات کو
مڑکے پیچھے دیکھتا تھا ہر قدم پر رات کو

ہم ہین کیا باقی رہا تھا اے ستمگر رات کو
جان بلب تھے بچ گئے قسمت سے مر کر رات کو

ہان جو تو اے مہروش تھا جلوہ گستر رات کو
چھوٹ رہی تھی کیا ہوائی مہ کو منھ پر رات کو

ہین ہر سرِ مژگان سے چکان اشک تر ایسے
اڑ کر بھی اُنھین پا نہ سکے طائرِ ادراک
بیفائدہ خوفِ قفسِ کہنہ ہے صیاد
پیغامِ قضا ہین یہ بلا خیز نگاہین
تعلیمِ تبسم ہے ہر ایک غنچۂ گل کو
کروٹ بھی نہ لی راحتِ آغوشِ لحد مین
ہم بوسۂ خنجر لبِ ہر زخم سے لینگے
طی کیجیے گا مرحلہ ہاے عدم و حشر
بچپن ہی سے اشکون کو ٹپک جانیکی خو ہی
جمشید نہ دارا نہ سکندر نہ فریدون

جان دیتا ہون قیمت مین اگر ہون گہر ایسے
پنہان ہین نزاکت سے دہان و کمر ایسے
طاقت ہی نہ بازو مین نہ ہم تیر و پر ایسے
وقفہ کہین دیتے ہین خدنگِ نظر ایسے
پیہم ہین مرے خندۂ زخم جگر ایسے
بند آنکھ کے ہوتے ہی ہوئے بیخبر ایسے
دل مین ہین بھرے شوقِ اجل کے اثر ایسے
باقی ہین ابھی اور بھی لے دل سفر ایسے
طفلی ہی سے بگڑے مرے نورِ نظر ایسے
دنیا سے نسیم اٹھ گئے دیکھو بشر ایسے

شعار پڑھ پڑھ کے ملکہ لیلا کے سامنے رو رہا ہی کہ ملکۂ عالم مجھے سرفراز فرمائیے کبھی جھلا کر کہتا ہی اے ملکۂ عالم یہ بھی خوب خیال رکھیے اگر آپ نے غلام کا کہنا نہ مانا تو قید سے چھوڑونگا آپ کی جان جائیگی مین بھی جان دونگا زندہ بچونگا یہ وہ سودا نہین ہی کہ اتر جائے سر مین سودا ہاتھ پانوٗن مین رعشہ زندگی سے بیزار مجبور و ناچار ملکہ لیلا فرماتی ہین کہ اے قیس تجھکو اختیار ہی خواہ قتل کر خواہ بخش ہم جان دینے پر آمادہ ہین قیس نے کہا اب تم کو خداوند ھاکے پاس لیے چلتا ہون وہ تمھارا دل پلٹ دینگے خود مجھپر عاشق ہو جاؤگی وصل حاصل کرونگا ملکہ لیلا نے کہا اگر وہ ساحر ہی اور سحر کر دیگا تو جب کبھی ہوش آئیگا اپنی جان دیدینگے آئندہ تجھے اختیار ہی یہ باتین ہو رہی تھین کہ لشکر مین ہنگامہ ہوا اسی ہزار دیوانون نے بوق ترکی بجایا صاف ثابت تھا کہ صور اسرافیل پھنک رہا ہی تمام لشکر مین ہنگامہ ہی ساحرونکے قتل ہونیکی آواز آ رہی ہی یہ سنتے ہی قیس دیوانہ ہو گیا مجنون کی حرکتین کرنیلگا کہتا تھا کہ یارو یہ کیا معرکہ ہی کیسی آوازین آ رہی ہین سات لاکھ ساحرونکا لشکر اسپر لکا یک یہ آفت مصاحبون سے کہا جاکر دیکھو تو کسکی شامت آئی ہے جو میرے لشکر پر اسوقت آیا مصاحب باہر نکلے آکر عرض کی اے شہنشاہ ساحران شہنشاہ قراقان یعنی فرزند اسد نوجوان شبخون آیا ہے لشکر لٹ رہا ہی ہزار ہا بارگاہین جل گئین لاکھون ساحر بھاگ گئے نسیم جالندری ایسی ساحرہ ساتھ ہے اُسنے آگ برسادی بازارین سب لٹ گئین تقال قتل ہوگئے مصاحبونکو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر گرفتار کر لیا خزانے پر قبضہ ہوا مہتم خزانہ گرفتار ہو گیا اسکو ساتھ لیجا ئینگے

لشکر خواجہ عمرو سے بھی لڑا تھا اب برلے ملاقات ملتقا جاتا ہی یہ سنکر شاہزادہ غضنفر نے پوچھا کہ یہان سے کتنی دور ہی عرض کی یہان سے بارہ کوس پر اُترا ہوا ہی کہا آج شب کو انکی فکر ہو جائیگی قزاقون نے بھی خبر سُنی کہ ہمارے شہریار شہنشاہ قزاقان برائے شبخون تشریف لیجاتے ہیں بل کرنے لگے ایک ایک سے خوشخبری دیتا ہی کہ چلکر مال لوٹینگے اب کہین اور ناچ رنگ ہوگا زمیندارون کو یہ کہکر چھوڑ دیا تمسے پھر سمجھینگے زمیندارون مین جان آگئی لیکن حیران ہین کہ چار لاکھ پر اسی ہزار سے جلتے ہیں کیونکر فتح پاسکینگے دیوانون سے ایک ایک ہم مین کا ہزار ہزار سے لڑیگا اسی ہزار بہت ہین جاتے ہی بدحواس کردینگے بعضون نے میدان کا جانے کی دیر ہی زمیندارون سے غضنفر نے کہا اب ہم تمھارے علاقے سے جاتے ہین مگر خبردار جب کبھی ادھر اسطرف آئین اور کہلا بھیجین کہ ہماری دعوت ہی فوراً کل سامان لیکر حاضر ہونا اگر تامل ہوا تو یہی حال کرینگے گھریان جلا دینگے مکانون کو پھونک دینگے عورتون کو پکڑ لیجائینگے زمیندار ہاتھ باندھے سامنے کھڑے ہین کہ ہین کہ کسیان جو آپ فرماتے ہین جب ادھر سے آپ کا لشکر نکلیگا ہم دعوت لیکر حاضر ہونگے غضنفر نے کہا اگر کروگے عزت و آبرو پاؤ گے دو پہر رات گئے سوار ہوئے بوق ترکی بجایا اہی قزاقان تیار شوید گھوڑے جو صحرا مین چرا کر رہے تھے دوڑ دوڑ کر اپنے اپنے سوار کے پاس آئے سر جھکا کر کھڑے ہوئے مراد یہ تھی کہ ہم پر زین وغیرہ ڈالو کہ افسر نے دوسری آواز دی زین پڑ گئے تیسری آواز مین سب قزاق تیار ہو کر صفین جمائے ہوئے سامنے آئے مسلح و مکمل آمادۂ حرب و پیکار قتل دشمنان پر تیار ہی دل مین ہے کہ اگر صفین لوہے کی ہون تو توڑ کے نکل جائین ملکہ نسیم جالندری بارہ ہزار کنیزین ساتھ لیے ہوئے طاؤس زرین بال پر سوار ساتھ آگے پہونچین ایک میدان مین ملکہ قمر پیکر نسیم نے عرض کی اگر خلاف مزاج نہو تو کچھ عرض کرون غضنفر نے کہا نسیم نے کہا اے شہنشاہ قزاقان قیس باد یہ گرد بلا کا ساحر ہے علم نیرنج و شعبدہ سے بہت ماہر ہی اگر حکم ہو تو سحر کرکے چشم زدن مین سب کو تباہ کردیگی غضنفر نے فرمایا اے نسیم خدا چاہیگا تو وہ سحر نہ کرنے پائیگا یہ کہکر گھوڑے اٹھا دیے رواروی کرتے ہوئے چلے پہونچنا انکا گذارش کیا جائیگا یہان قیس بادیہ گرد اسی صحرای سبزہ مین فرد کش ہی اس خیال پر کہ ملکہ سے منت و خوشامد پھر کہون شاید ہمین راضی ہو جائے تو قدرت لے پاس چلا گیا ضرور یہ سوچکر جلسۂ شراب و کباب درست کیا کنیزین مصاحب سب جمع ہوئین ملکہ لیلائے محمل نشین کو قفس منگا کے رکھا ہے سب جارہے ہین قیس عرض کر رہا ہی اے ملکۂ عالم مجھپر ہجر مین بہت سختی گذرتی ہے کس زبان سے عرض کرون اصل مین یہ کیفیت ہی نظم

ن سامنے ملکہ کے یہ اشعار پڑھکر بہت رویا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا تب اسنے ملکہ لیلا کو ایک قفس مین بندکرکے
کنیزونکے وہ قفس سپرد کیا آپ باہر آیا مشیرون وزیرون کو جمع کرکے کہا یارو یہ تم میرے واسطے جانکاہ
ال فراق مین میرا بہت تباہ ہے مین اُس سرکش کو پکڑ لایا مگر اُسکی زبان پر وہی بات جاری ہے میری صورت
بیزاری ہی اب کیا صلاح ہی پاس افراسیاب کے قیچلون دیکھین شہنشاہ کیا فرماتے ہین سب نے کہا
شاہ کا پرائے دل پر کیا اختیار ہی غصہ کرینگے دباؤ ڈالینگے اُسکا قبول کرنا بہت دشوار ہی ایک امر ہم سب کے
مین آتا ہی اگر وہ حضور کرین تو کچھ عجب نہین کہ آہوے وحشی رام ہو خوش ہوکر قیس مادیہ گرد نے کہا بیان
بھایئو میری تو جان پر بنی ہے وہ ظالم اپنی ہی کہے جاتی ہے سبنے کہا ہمارے نزدیک بہتر یہ ہی کہ ملکہ لیلا
قدرت خداوند لقا مین تیجلے اُنھون نے سب کو پیدا کیا ہی وہ دل پھیر دینگے یہ آپ پر مائل ہو جائیگی اگر قدرت
ین تو بیان کر دیجیے گا کہ مین مسلمانون کو قتل کرنے آیا ہون ایک غرض اپنی بھی لایا ہون اگر قدرت کہین
و تو سب حال مفصل بیان کر دیجیے گا وہ فوراً قلب پر سے قفل کھولدینگے یہ فوراً آپ پر مائل ہو جائیگی مصاحبین
جو اسطرح سمجھایا قیس بہت خوش ہوا کہا یارو تم نے خوب صلاح بتائی قدرت نے سب کو پیدا کیا دل کا پھیر دینا
نزدیک کتنی بڑی بات ہی اس صلاح پر قائم ہوا دو دن اسی صحرا مین رہا کنیزین مصاحبون بھر ملکہ لیلا
اتے رہی لیلا کا وہی سوال وہی جواب آخر کو یہ صلاح ہوئی کہ اب کوچ کیجیے تمام لشکر کو قیس نے تیار کیا
کا قفس ایک تخت پر رکھا چند کنیزین گرد مقرر کین بڑے زور و شور سے طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کی
نہ ہوا یہ تو منزلین طی کرتا ہوا جاتا ہی ناظرین کو یاد ہوگا حقیر نے اکثر داستانین شاہزادہ غضنفر بن اسد کی تحریر کی
طریقہ غضنفر کا یہ ہے کہ اسی ہزار دیوانے اُنکو قزاق بنایا قواعد سکھلائے اب وہ دیوانے برق جہندہ ہین
ردن یہ کام کرتے ہین جہان کوئی علاقہ آباد دیکھا زمیندار سے کہلا بھیجا کہ آج ہمارے تمھارے یہان دعوت
ر اُسنے نمانا جاکر لوٹ لیا بس فرزند طلسم کشا لوٹ مار کرتے پھرتے ہین نسیم جالندری ساحرہ اُنکی ساتھ ہی اور
پریہ ایسی معشوقہ ہمراہ ایک قریہ آکر لوٹا ہی وہان فروکش ہین زمیندار سامنے بندھے ہوئے ہین روپیہ مانگا
ہے دیوانے درختون کے سائے مین فروکش ہین ناچ جابجا ہو رہے ہین دیہات کی کسبیان ناچ رہی ہین
نے خود بھی گاتے ہین غضنفر سب کے بیچ مین بیٹھا ہی چہرہ آفتاب عالمتاب گرد مصاحب ہرکارے واسطے خبر کے
رکیے ہین کہ مالدار کا پتہ لگاؤ ناگاہ دو ہرکارے دوڑتے ہوئے آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی ایک
ر چار لاکھ ساحرونکی جمعیت سے طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے جاتا ہے بڑا ساحر زبردست مشہور ہے

خیمہ کونسا ہے ساحر نے کہا خیمہ کیسا وہ سامنے جو بارگاہ زربفتی استادہ ہے اُسمین شاہزادی کا داخلہ ہے ملکہ مہر
نے بڑی قدر کی قیس یہ سنکر جلگیا جیمین کہتا ہے کہ مسلمانون نے بڑی خاطر کی خبر کہان جاتے ہین یہ کہکر سحر کر
ایک نخل پر آیا جو کنیزین دروازے پر بیٹھی تھین اُنپر سحر کیا ہوائے سرد چلی وہ سب سو گئین قیس درخت سے
اُترا ٹہلتا ہوا اندر آیا دیکھا وہ آرام جان چھپر کھٹ پر آرام فرما رہی ہے پکار اٹھا اے آرام جان وای نور
مشتاقان تمھارا اشتیاق یہانتک کھینچ لایا ہے جب تک اُنسے نہ ملینگے غنچۂ آرزو نہ کھلینگے دیر تک سرہانے
کھڑا ہوا اُنکا کیا صورت زیبا دیکھکر وجد مین ہے بعد اُسکے کچھ سحر کیا ملکہ سوتی تھین بیہوش ہوئین آدل اُ
مین سوزن کو دیا پر پرواز پیدا کیے ملکہ کو لیکر اڑگیا اپنے لشکر مین آکے پہونچا صحبت شراب وکباب در
کرکے ملکہ ہوشیار کیا ملکہ کی جو آنکھ کھلی اپنی زبان مین سوزن پائی قیس بادیہ گرد کو دیکھا کہ برہم بیٹھا
رہا ہے کہا ن ملکہ دیکھا تمنے مین تمکو لے آیا مسلمانون مین نہ رہنے دونگا بہتر اسی مین ہے کہ مجھکو قبول ک
نے تیوری پر بل ڈال کے وہی جواب دیا کہ اگر ہمارا دشمن ہے تو قتل کر مگر ہماری عصمت کا نام لے جب
اب تمسے سوال وجواب نہ کرنا قیس عرصۂ دراز تک منت خوشامد کیا کیا کبھی کہتا ہے ای شہنشاہ اقلیم خو
سرو باغ محبوبی آپکے غصہ کرنیسے میری زندگی ہو گی امیدوار ہون کہ خدا معاف فرمائیے ملکہ نے جوا

موقوف کیا قیس بیقرار ہوکر یہ اشعار عبرت آثار پڑھنے لگا اشعار

روز مولود سے ساتھ اپنے ہوا غم پیدا
لالہ سان داغ اٹھانے کو ہوئے ہم پیدا

ہون مین وہ نخل کہ ہر شاخ مری آرہ ہے
ہون مین وہ شاخ کہ ہون برگ تبر دم پیدا

مین جو روتا ہون مرے زخم جگر ہنستے ہین
شادی وغم سے کیا ہے مجھے توام پیدا

درد سر مین ہو کسی کے تو مرے دلمین ہو درد
واسطے میرے ہوا ہے غم عالم پیدا

زخم خندان ہین بعینہ لب خندان اپنے
شادمانی مین ہے یان حالت ماتم پیدا

آسمان شوق سے تلوارون کا منھ بر سائے
نہ تو نے ترے ابرو کا کیا خم پیدا

کام اپنا ہوا جب کجی ابرو سے
گیسوے یار ہوے درہم وبرہم پیدا

چپ رہو دور رہو منھ نہ مرا کھلواؤ
غافلو زخم زبان کا نہیں مرہم پیدا

قلزم فکر مین ہر چند لگائے غوطے
در مضمون کوئی یارون سے ہوا کم پیدا

دوستی دشمن جان ہو گیا اپنا آتش
نوشش دارو نے کیا یان اثر سم پیدا

دسی میرے واسطے بڑا فخر ہوا ملکہ مہرخ نے کہا اے لیلا یہان رہنا ہر وقت موت کا سامنا ہے جسوقت فریبا
ہی جان پر بنجاتی ہے کبھی بھاگتے ہین کبھی لڑتے ہین خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے کہ یہ جان بچا لیتے ہین کفار
ست دیتے ہین لیلا نے کہا اسکا کچھ خوف نہین شکر ہے کہ مذہب حق مین تو پہونچے لات و منات
نت کی سامری و جمشید کیا مسخرے تھے خدائے حقیقی کے قائل ہوئے عجب شرف حاصل ہوا اب حکم ہو تو
اپنی بارگاہ مین جائے ملکہ مہرخ نے کئی سو کنیزین ساتھ کین ملکہ لیلائے محمل نشین اپنی بارگاہ مین آئین اب
مصیبت آل اقیس با دیہ گرد کا لکھا جاتا ہے کہ یہ بیچارا جو صحرا مین پہونچا ایک مقام پر اتر پڑا ارات کو جو بیٹھا یاد
ملکہ لیلائے محمل نشین کی رونے لگا ہر چند مصاحب سمجھاتے ہین یہ کہتا ہے یار و تم سے حال دل کیا کہون
تم کیا اب مجھے سمجھاتے ہو

نظم

ہان توکیونکر نہ کرے ترک بتان اے واعظ — ایسی حورین تری قسمت مین کہان اے واعظ
منظر ہے کسی بت کا تو نہین تو کیون ہے — مجلس وعظ مین ہر سو نگران اے واعظ
اب ذرا سننے دے تو کوے بتان کی باتین — ہو چکا تذکرۂ باغ جنان اے واعظ
سچ ہے کافر تری تقریر سے کیونکر نہ جلین — شعلۂ آتش دوزخ ہے زبان اے واعظ
حور کی مدح مین کیا ترک صنم کا مذکور — یہی باتین ہین مرے دل پہ گران اے واعظ
ذرمری آہ سے ظالم نہ جلا جی کہ نہین — یہ جہنم ہے تو کم شعلہ فشان اے واعظ
اہل جنت سے کرو دلبری حور کا ذکر — ایسی باتین کوئی سنتا نہین اے واعظ
جو ملین تجھسے بصد شوق وہ کیا ہونگے نکر — بس مرے سامنے حورون کا بیان اے واعظ
کیسے آرام پس مرگ نکر کافر تو — اہل اسلام کا ہے دشمن جان اے واعظ
شرم کی بات نہین ہے یہ اثر ہو کیونکر — نہ مین مومن ہون نہ تو پیر مغان اے واعظ

ون مجھے کیون سمجھاتے ہو جب تک مین اُس معشوق سے نہ ملونگا میرے دل کو آرام نہ آئیگا میرا ارادہ اب یہ
لشکر مسلمانان مین جاؤن اُس ظالم کو گرفتار کر کے لاؤن بعد اسکے سمجھا جائیگا سب نے کہا حضور لشکر
سلمانان مین جانا اتنی بڑی ساحرہ کو لیکر آنا ایسا نہو کوئی خرابی ہو قیس نے کہا مین اسطرح سے جاؤنگا کہ کوئی
دیکھنے نہ دیکھ سکے کیا مجال کسی کہ مجھے روک سکے یہ کہکر اسباب سحر اپنے جسم پر آراستہ کیا اکیلا تنہا طرف لشکر مسلمانان
چلا لشکر مین آکر پہونچا بہ صورت مبدل پھرنے لگا پھرتے پھرتے ایک جا دو گر سے پوچھا کہ ملکہ لیلای محمل نشین کا

آگر ہو تحسین نعرہ کیا کہ اے لیلائے محمل نشین تمہارے واسطے سب حاضر ہین لیلائے محمل نشین کی خوشی …
کا جلنا لیکن جس ساحر پر جا پڑا اُسکو زخمی کیا اکثر سردار اس ملعون کے ہاتھ سے مارے بھی گئے سحر مین بلا …
عجائب و غرائب سب طرح کے تیار پڑے زور و شور سے سحر چل رہا ہے حیرت گھبرائی صور و صو…
لگا وہ بھی زخمی ہوئی مصور نے کہا بی بی نکل چلو یہان ٹھہرنا مناسب نہین میان بی بی بھاگے مصور کا …
کئی ہزار جادوگر بھاگ نکلے حیرت نے پکار کر کہا اے نامرد تیرے بھاگنے سے لشکر پر شکست ہوئی مع…
جواب بھی نہ دیا آخر حیرت نے جھلا کر طبل بازگشت بجوایا ملکہ مہرخ لیلائے محمل نشین کو ساتھ لیے ہوئے …
پلٹین لیکن حیرت کا پلٹنا اور لیلا کا نکلجانا قیس کو بہت ناگوار ہوا کہا اے ملکہ عالم آپ نے کیون جلدی طبل …
بجوادیا غلام سب کچھ لیتا آپنے ذرا تساہل فرمایا ہوتا مین سب سردارونکو سزا دیتا حیرت نے کہا اے قیس …
کیا جانو عیاریان ہوتین ساربان زادہ بلائے روزگار ہے یہ میان برق جو رہا ہو کر گئے ہین یہ بڑے تیز ہین …
عیاری کرتے ہین مین نے جو مناسب جانا وہ کیا تم کناہے بیٹھو یہ سنتے ہی قیس رونے لگا کہا اے ملکہ عالم مین ا…
کیا کہون مجھے اب صبر نہین ہوسکتا میری جان پر بنی ہے مین جان دیتا مگر لیلائے محمل نشین ک…
دیتا اُس ظالم کا ہاتھ پکڑ کر یہ عرض کرتا نظم

بر ہم ہین وہ غیر ہیجیا سے
جاؤ جاؤ جی بلا سے
ٹوٹے کانٹے تم تو ہم روئے
ایسے بیدرد بیوفا سے
روئین آؤ گلے لپٹ کر
اتنا کہدو بجو صبا سے
دیکھا سب کو نسیم دیکھا

آنکھین کچھ اور بھی خدا سے
کیا حال کہین دل و جگر کا
آنسو ٹپکے خراش پا سے
مطلوب وہی کہ جس سے فریاد
فرصت پھر ہو نہ ہو قضا سے
گذری کیا جس سے جان دیدی
خاموش بیان دعا سے

اچھا اچھا عدو سے …
ٹکڑے ٹکڑے ہے جا بجا …
راحت طلبی سمجھ کے ای…
نکلیگا کام کیا دعا …
ہم تک بھی کوئی نسیم گ…
پوچھو تو اپنے مبتلا …
ملکہ حیرت نے کہا اے قیس اتنا …

گھبراؤ قیس نے کہا حضور غلام کو ایک ہفتے کی مہلت ملے مین سحر کامل تیار کر کے حاضر ہونگا ملکہ نے کہا …
ہے قیس بادیہ گرد اُسی وقت کل فوج کو ساتھ لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوا صحرا مین آکر اُترا ملکہ مہرخ …
لیکر بارگاہ مین آئین پہلو مین ملکہ ہلال سحر افگن کی جگہہ ملی کئی سے کنیزین واسطے خدمت کی مقرر ہوئین …
بارگاہ عمدہ استاد کرادی ملکہ لیلائے محمل نشین ان سردارون مین آکر بہت خوش ہوئین ملکہ مہرخ نے کہا …

ہین کہ سبحان اللہ کیا جانباز ہین کیا سرفروش ہین جرأت کے جوش ہین رعد و برق لڑ رہے ہین حیرت
جو رعد و برق کو دیکھا آواز دی اے شمشیر بران دونون کو لینا ایک تلوار گری کہ اُس سے سر رعد و برق
ہوئے دونون لڑکھڑائے لیلا مصروف جانبازی ساحرون کو قتل کر رہی ہین جو ساحر قریب آیا اُسکو مار کر
یا حیرت ذی کہا رے بلوہ کر کے پکڑ لو مین نے دونون مار کر گرا دیا جادوگر بلوہ کر کے چلے چاہتے ہین کہ رعد
رق کو پکڑ لین ان دونونکی اسوقت بیقراری کہ آسمان سے ہو لے سر دہلی پھول برسنے لگی غنچے چٹکے پھول
نہ ہوئے شاخون نے ہاتھ بڑھائے پتے تالیان بجانے لگے ہر سمت سے آواز آئی مطلع اکھون رکھیو بیابان
سواری تیار + اندنون چلنے کو ہے باد بہاری تیار + دیکہ نسیم صبح جا جا کر گلستان مین پکار آئی + مبارک
نکو بہار آئی + سب نے دیکھا کہ ملکہ بہار گلعذار تاج زرین سر پر رکھے ہوئے دریا مین پھولونکی
نہ زن غنچہ دہن رشک چمن آتے ہی گلدستہ مارا گلدستہ جو پھٹا پھول برسنے لگے جسپر پھول گرا پھول گیا

یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا اشعار

ن کی شب شام سے مین سو گیا
نہ جائے کہین تو وہ گیا
وہ سیہ رو ہون کہ وہ شمع رو
عدم سے نہ پھر اجو گیا
قاتل کے مین قربان ہون
سے کہ بیزار تھے تم سو گیا
ن کی بو آئیگی ہمکو اگر
ہے مومن تمھین کیا ہو گیا

جاگنا ہجران کا بلا ہو گیا
آئینہ جلدی سے پلک دو کہین
شام کو آیا تھا سحر کو گیا
ساتھ نہ چلنے کا بہانہ تو دیکھ
کہتے رہے سب یہ گیا وہ گیا
شکر اثر تھا گلۂ دشمنان
غیر کے گھر دستہ مشبو گیا

دل نہ پھرا جان تو ٹھہرے خدا
دل ہی نہین ہاتھ سے دیکھو گیا
طالع برگشتہ مرے کیا پھرین
آ کے عری نعش پہ وہ رو گیا
صبر نہین شام فراق آپکو
نالہ مرے کام سے یا رو گیا
ہائے صنم ہائے صنم لب پہ کیون

ہر طرف ہنگامہ ہی پھول برس رہے ہین ملکہ حیرت بہار کو دیکھکر جل
ن بہار نے لیلا کا بازو تھاما کہا اے لیلا نہ گھبرانا ایک طرف سے ملکہ مخمور سرخ چشم کا نعرہ ہوا ایکطرف
باغبان قدرت کا نعرہ ہوا آتے ہی گیند پھولون کا مارا کئی ہزار جوان بیکار ہو کر گرے اب تو آمد مسلمانان
ع ہوئی جو سردار آیا اُسنے لیلا کا ہاتھ تھام لیا اور کہا اے ملکہ عالم نہ گھبراؤ تھوڑے ہی عرصے مین سردار انکا
و گیا سرخ ہوے کاکل کشاد ملکہ ہلال سحر افگن و برق لامع وغیرہ آ کر پہونچین لیلا ے محمل نشین
یا ایکطرف سے نقارے پر چوب پڑی ملکہ مہر رخ سحر چشم تخت زرین پر سوار گرد سرداران نامدار مع فوج ظفر موج

بھی بیٹھا ہوا ہے ملکہ حیرت کے سامنے دوستی کا دم بھر رہا ہے کہتا ہے اے ملکۂ عالم خیر خواہان دولت سے ہین اگر
سر پر آرے بھی چلین تو کبھی شریک مسلمانان نہون اگر مین شب کو نہ گرفتار کر لاتا اب تک خدمت مین مہرخ
پہونچ جاتین یہ برق فرنگی اسی واسطے آیا تھا اتنی جو حیرت کی پلک جھپکی چالاک نے سوزن زبان سے
لیلا کی نکالی سوزن کا نکلنا کہ لیلا تڑپی تمام قید آہن کنکر گری ایک پنجہ گرا اُسنے برق کی قید توڑی یہ
کا تھا برق بھی تڑپ کر اُٹھا اپنے نام کا نعرہ کیا

نعرۂ برق فرنگی

کہ اُستاد ہین خواجہ نامدار
کرون سیکڑون کوس کی راہ طے
تڑپ سے مری چرخ بیرار ہا

تڑپنے مین مین برق رفتار ہون
ارسطوے ذی علم شاگرد ہے
بزیر قدم غرب ہے شرق ہے

مرا نام ہے برق خنجر گز
کہے کون مکار و غدار ہو
در مکر پر میرا بیرار
چھلاوا ہون مین نام بھی برق

برابر ایک جادوگر کھڑا تھا اُسکو خنجر مارا وہ مر کر گرا اُسکے مرنے سے اندھیرا ہوا برق نے حقہ آتشبازی کا مارا
ہو تڑپ کر اُٹھی کئی سو کے سر اُتار دیے برق و لیلا لڑتے ہوے باہر نکلے اُسی تاریکی مین جاتے ہین کہ نکلی
کہ قیس نے اُٹھکر سحر کیا برق تو لڑکھڑا کے گرا ملکہ لیلا پر آگ برسنے لگی ایک خنجر گرا سب سحر تو ملکہ لیلا نے
آگ پانی سے اپنے کو بچایا خنجر نے سر زخمی کیا لیلا لڑکھڑا ئین برق ہر چند قصد کرتا ہے کہ زمین سے اُٹھون مگر
سکین ہوتا زمین نے پیر تھام لیے جادوگر چلے کہ برق کا سر کاٹ لین لیلا بدحواس ہے کہ میرے واسطے برق
مارا جاتا ہے مجھکو کیسا نوج بدنام کرینگے ہر چند کہ زخم سر سے حال ابتر ہے مگر ہاتھ ہلاتی جاتی ہین کسی جادوگر
برق کے آنے نہین دیتین قیس نے پکار کر کہا مین ابھی اسکو بیکار کرتا ہون یہ کہکر بڑھکر جھولی مین ہاتھ ڈال
ایک طائر نکالا طائر کو چھوڑا طائر نے اُڑ کر گرد سر لیلا چرخ مارا چرخ مار کر ایک چیخ ماری آہ کر کے جلگیا خاک
سر پر لیلا کے گری خاک کا گرنا کہ غبار بلند ہوا لیلا تھرائی ہاتھ ٹیک دیے اب تو قیس تلوار کھینچکر چلا اشارہ ون سے
کہتا ہے اب بھی راضی ہو تو جان بچالون لیلا نے پکار کر آواز دی او بیحیا کیا بیہودہ بکتا ہے جو تجھسے ہو سکے
نکر ہم اپنی جان دینگے مگر تیرا کہنا نہ مانینگے قیس نے کہا مین آتا ہون سر کاٹے لیتا ہون یہ کہتا ہوا جاتا ہے کہ جا کر
مارون کہ زمین شق ہوئی رعد جادو زمین سے نکلا نکلتے ہی ایک چیخ ماری کہ زمین کانپی قیس لڑکھڑا کے گرا
ناک سے خون نکلنے لگا تھر تھر کانپا کئی سے جادوگر گر دھکے گرے سر اُنکے پھٹ گئے ناک کان سے خون نکلنے
وہ جو گرے ہوے تڑپ رہے تھے آسمان سے نعرہ کر کے برق جادوگری اُن سبھوں کے سر کاٹ کے چمکی لیلا
کے بھی ہوش درست ہوے لڑنے لگی رعد و برق گرد پھر رہے ہین لیلاے محمل نشین باغ باغ ہو گئی جھیں

وکی پہونچانا برق نے پکار پکار کر کہنا شروع کیا حیرت نے بے سبب لیلا کو کلمات سخت کہے لیلا نے
بلند کہا کہ سب حاضرین وقت آگاہ رہین مین نے سامری و جمشید پر دل سے لعنت کی اور مذہب خواجہ
یا مگر افسوس ہے کہ اُس باغ بےخزان مین نہ پہونچی کہ ملکہ مہرخ کو دیکھتی حقیقت مین کیا دربار ہوگا ہماری تقدیر
ئی نہ کی بے اختیار ہو کر مارے جاتے ہین برق نے کہا ملکہ نہ گھبراؤ پروردگار فضل کریگا کیا عجب ہے کہ رہائی
تڑپ تڑپ کر دعائین مانگنے لگا کہا اے خالق لیل و نہار و اے پروردگار تو رحم اپنا اسوقت شریک کر تیرے
نزدیک سب آسان ہے

نظم

لم کن گشت پیدا جہان | کمین و مکان و زمین و زمان | ز انسان زمین زینت تازہ یافت
شد از مہر و مہ آسمان | وجود جہان رُخ نمود از عدم | عیان گشت از بے نشانی نشان
شت محکوم و فرمان گزار | کسی شد شہنشاہ دور زمان | کسی مالکِ ملک و گنجینہ دار
شد بران حافظ و پاسبان | کسی شد جوان و کسی گشت پیر | کسی خُرد گشت و کسی شد کلان
ت ہر موسم و ہر بہار | گل تازہ بشگفت در بوستان | گہے برق شد خندہ زن بر چمن
ر باران گوہر فشان | گہے گل ز صحن چمن رخ نمود | گہے بلبل آمد بشور و فغان
گل بگلزار روشن چراغ | جہان شد ز نظارہ اش باغ باغ | ملکہ لیلا آنکھون مین آنسو بھرے

بیٹھین کہہ رہی ہین کیون اے برق بی حیرت جادو کی بے اعتدالی تمنے دیکھی انھین حرکتون سے بہن انکی
ئین برق کہتا ہے انشاءاللہ پروردگار اپنا فضل کریگا کہ حیرت نے جلاد کو اشارہ کیا جلاد تلوار کھینچکر
یا پکار کر آوازدی اے ملکۂ عالم حکم اول ہے ذرا سمجھ بوجھ کر دیجیے گا قتل کرنا میرا کام ہے جلانا میرا کام نہین
ت نے کہا ہمنے سو حکمون کا ایک حکم دیا ہے پہلے برق بدہاتھ مارہم شاہ سے کہہ لینگے جیسے ہی جلاد نے
کہ برق پر خنجر مارون ایک پتھر سر پر پڑا سر اُڑ گیا اب تو ظاہر ہوا کہ جلاد کو کسنے مارا حیرت نے دوسرے جلاد
شارہ کیا ایک جلاد صف سے نکلا پکارتا ہوا حضور مین قتل کرونگا لیکن پہلے نمک حرام ہی کا قتل کرنا وجب
رم ہے یہ کہتا ہوا قریب لیلا کے پہونچا جھک کر کوئلے کا خط گردن پر کھینچا اور کہا اے ملکۂ عالم آپ نے دم محبت
لام کا بھرا ہم حاضر ہین چالاک بن عمرو میرا نام ہے آپ کو رہا کرنے آیا ہون ملکہ مہرخ و بہار آمادہ ہین
کی مدد کو آیا چاہتی ہین مین زبان سے سوزن نکالتا ہون ملکۂ لیلا نہال ہو گئین جیسین کہتی ہین وہان
قدردان جمع ہین ایسی جگہ رہنا سب ہے خوش ہو کر کہا زبان سے سوزن نکالو واضح رہے کہ قیس

نعرہ زن جا جا کے گلزار مین پھرتا ہون جو مین
برگ گل پہ پھر گمان ہونے لگا ہے گوش کا

پھر پڑا رہتا ہون مین بیہوش بر ستون کیطرح
پھر تصور بندھ گیا مجھکو کسی مینوش کا

آئے پھر ایام سرما پھر ہوا شوق وصال
یاد تربت پہ پھر عالم ہے بالا پوش کا

آگئی ہے یاد مجھکو وصل کی پھر کشمکشی
پھر ہوا میرے لہو مین طور رفتے کے جوش کا

کر گیا ہے پھر کوئی خالی مری آغوش کو
پھر خیال آیا ہے مجھکو گور کی آغوش کا

اُس مسیحا نے کیا پھر قبر پر آنے کا قصد
پھر جنازہ بار ہوگا دوستون کے دوش کا

پھر جدائی سے ہوئی منظور روپوشی مجھے
پھر ستاتا ہے نہ ملنا اک بت روپوش کا

ساحل دریا مے رونے سے پھر آغوش ہے
رونا یاد آتا ہے پھر اک طفل ہم آغوش کا

پھر کھلونے کی طرح بیدم ہے میرا کالبد
کھیلنا یاد آیا پھر اک طفل بازی کوش کا

پھر ہوا ضبط فغان دشوار ہے ناسخ مجھے
پھر قیامت زا ہوا ہلنا لب خاموش کا

ہزار طرح سے قیس نے لیلا کی منتین کین لیلا نے قبول کیا یہی کہا کہ تجھکو قتل کرنے کا اختیار ہے تیرا کتا ہم نہ ق
کرینگے قیس نے ملکہ کو تو اپنی بارگاہ مین چھوڑا خیمے مین کانپتا ہوا پاس ملکہ حیرت کے آیا کہا حضور کچھ سنا کہ سردار ف
سرکار کے کیا حال ہے ظاہر مین بی لیلا برائے مقابلہ مسلمانان آئین باطن مین یہ منظور تھا کہ آپ کو گرفتار کرکے لیجا
مین خبر پاگیا گرفتار کرلیا رات کو برق فرنگی عیار کو بھی گرفتار کرلیا دونون میرے پاس قید ہین اب اسوقت
بدبار عام مین بلوایئے انسے سوال اپنی اطاعت کا کیجیے حیرت کو یہ سنکر بڑا غصہ آیا کہا بی لیلا و برق کو دربار
لاؤ ملازم گئے لیلا برق کو دربار مین لیکر آئے لیلا کو بہت ناگوار ہوا حیرت نے کہا بی لیلا تم مسلمانون سے
مل گئین مقام افسوس ہے تمنے کچھ ہمارے نمک کا خیال نہ کیا لیلا کو یہ کلمہ نہایت ناگوار گذرا ولین کہا اول تو مجھ
ذلت سے بلایا اُس ناہنجار کا کہنا مانا حیرت نے ہمارا کچھ خیال نہ کیا قدر شناسی مسلمانون ہی پر موقوف ہے جب
بہار ایسی عزیز سردار مخمور معشوقہ سرکار کہلاتی تھین کچھ تو صدمہ پہونچا کہ جاکر شریک مسلمانان ہو گئین انھین کے
ہم بھی شریک ہون تو مناسب ہے یہ مذہب بھی خلاف معلوم ہوتا ہے دل مین یہ باتین کرکے کہا بی حیرت صا
آپ بادشاہ بنکر بیٹھین ایک نالائق کے کہنے سے ہماری آبرو کا خیال نہ کیا ہم جان و دل سے شریک مسلمانان ہین
ہو سکیگا وہ کرینگے ایسی آپ عادل و منصف ہین کہ بہن کا بھی پاس نہ کیا وہ بھی نکل گئین برق تو پہلو مین
کہا اے برق افسوس ہے تو خواجہ عمر و سے ملاقات نہوئی یہ حسرت لیکر پردہ دنیا سے چلے تم ہمارا اسلام خد

ین لیا جیسے ہی آگ پر ڈالا دھوان بلند ہوا قیس بادیہ گرد محبت مین ملکہ لیلائے محمل نشین کی مبہوت ہو رہا
جیسے ہی دھوان نکلا دماغ مین پہونچا لڑکھڑا کر قیس گرا برق نے خنجر کھینچا ہاتھ مارا سر قیس کا سر کٹ گیا برق نے
جست کر کے بھاگون کہ پہلو سے زمین شق ہوئی نعرا ہوا او ناعیار منم قیس بادیہ گرد یہ کہکر ایک دو ہتھڑ مارا
لڑکھڑا کے گرا اسنے گرفتار کر لیا کہا او ہیچیا جب تو دربارگاہ پر آیا تھا میرے سحر نے مجھکو خبر دی کہ برق عیار آتا
ین چاہتا جب ہی گرفتار کر لیتا مگر سوچا کہ دیکھون یہ کیا کرتا ہے اپنے غلام کو اپنی صورت بنا کر بٹھا دیا مین غرق
ن ہو گیا مگر حقیقت مین بلائے روزگار ہو اب تمکو خدمت شہنشاہ مین روانہ کرونگا ہاے غضب دو پہر رات
کی نظارہ جمال جہان آرائے ملکہ لیلا سے محروم ہون دیکھیے تقدیر کیا دکھائے برق کو تو مشکیں باندھ کے ایک
ے مین بٹھا دیا آپ سحر کر کے غرق زمین ہوا نقب کاٹتا ہوا قریب بارگاہ ملکہ لیلا پہونچا کنج بارگاہ مین جا کر نکلا تو دیکھا
لیلا پڑی ہوئی سو رہی ہین شباب کی نیند زلفین عنبرین عارض انور پر پسینہ جو آیا صاف ثابت ہوتا ہے کہ باران
وس چاٹنے آئے ہین ساق بلورین کھلی ہوئی ہاتھ کہین پانون کہین سینہ صاف و شفاف کھلا ہوا دو حباب
ے نور کے یا دو گنبد بلور کے یا دو نقابدار سرکش عجیب آن بان سے وہ مہوش سو رہی ہے قیس بیقرار ہو گیا
ہتا تھا گرد پھرون پروانہ شمع جمال ہون پتھر چھاتی پر رکھا سحر کرنے لگا دو چار کنیزین جو جا بجا جاگ رہی تھین
ر سے وہ بھی بیہوش ہو گئین قیس قریب آیا پہلے بلائین لین ترقی حسن و جمال کی دعائین دین سحر سے بیہوش
ی چکا ہے یہ بھی خوف ہے کہ ساحرہ زبردست ہے بادۂ حسن و جمال سے سرمست ہے پہلے زبان مین سوزن گھونپ دے لیلا
یاط تمام پشتارہ باندھا اُسی نقب سحر مین کود اپنی بارگاہ مین آیا لا کے مسند پر بٹھایا سامان عیش و نشاط
لعاب اسنے ملکہ کو ہوشیار کیا ہاتھ باندھکر عرض کی مین غلام ہون غلام کو اپنی خدمت مین قبول فرمائیے
لیلا غصے مین کانپنے لگین زبان مین سوزن مجبور و ناچار اشارے سے جواب دیا کہ او ہیچیا قتل کر ڈال مگر ہماری
ت کا نام نہ لے تو اس لائق ہے کہ ہم تجھکو قبول کرین قیس نے تاج قدمون پر رکھدیا کہا اے ملکہ عالم مین زندہ
نگا میرا عجیب حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے اگر آپ نے مجھکو نہ قبول فرمایا تو آپ کے واسطے بڑی خرابی
ہوگی ہاے کیا کہون جو میرا حال ہے

نظم

پھر قیامت نہ ہوا ہلنا لب خاموش کا — پھر نظر آئیگا موسم جنون کے جوش کا
شوق عریانی نے پھر کین پیرہن کی دھجیان — پھر اتروایا جنون نے بوجھ میرے دوش کا
لگ گئی ہے پھر جوان روزوین یہ چیکی سی مجھے — آگیا ہے دھیان پھر آگ کا فرخا ہوش کا

یہ سوچکر خاموش خاموش ہو رہا شب گذرنے کا انتظار کر رہا ہی چونکہ شب فرقت ہی گھڑیال دیر مین بجتا ہی کبھی گھبراکر ا
کبھی بیٹھا کبھی سوچتا ہی کہ جاکر قدمون پر گردن پھر آپ ہی کہتا ہی وہ معشوق سرکش قبول نہ کریگی وہی باتین
کی ظاہر ہونگی لیکن چرند و پرند ہرکارون نے آکر ملکہ مہرخ کو خبر پہونچائی کہ قیس بادیہ گرد ملکہ لیلائے محمل نشین
آپ کے مقابلے کو آئے ہین یہ خبر سنتے ہی میان برق اپنے مقام سے اُٹھے خواجہ نے کہا آپ کہان چلے ساحر
خبر سنی اور تمنے قصد کیا عیاری مین تمکو دخل نہین جاکر ہوشیار کردیتے ہو برق نے کہا مین وہان نہین جاونگا
لشکر کی حفاظت کرونگا یہ کہکر برق نے چالاک سے اشارہ کیا چالاک بھی باہر آیا دونون مین صلاح ہو
کہ ملکہ نیلا و قیس برائے بربادی لشکر اسلام آئے ہین چلکر عیاری کرین تم استاد تو بارگاہ مین تحصیل کر رہے ہین بر
سے چالاک نے کہا تم بڑھو مین بھی آتا ہون اسمین اشارے کنائے ہو گئے برق ایک ساحر کی شکل بنا
لشکر قیس مین آیا جابجا پھرتے پھرتے در بارگاہ قیس تک پہونچا دیکھا خادم خدمتگار دردولت پر حاضر ہین ا
سے پوچھا شہنشاہ کیا کر رہے ہین ایک ساحر نے خبر دی کہ عشق مین مبتلا ہین اکیلے بیٹھے ہوے اشعار پڑھ رہے
برق نے پوچھا کسپر عاشق ہوے ہین ساحر نے کہا لیلائے محمل نشین پر مرتے ہین وہ خیال بھی نہین کر
شہنشاہ کو جواب سخت دیلے اب کچھ اور سوچ رہے ہو تجھے یہ سنتے ہی برق کنارے آیا رنگ و روغن عیاری
لگا کر صبا رفتار کی شکل بنا دوڑا ہوا در بارگاہ پر آیا خدمتگارون سے کہا ہمین ملکہ حیرت نے بھیجا ہی کچھ عرض کرنا
ہے ساحرون نے کہا جائیے برق تنہا ہوا اندر آیا جھک کر سلام کیا کہا کیون حضور مزاج کیسا ہی حیرت جاد
نے فرمایا ہے کہ آج طبل جنگی کیون نہین بجوایا قیس نے کہا آج غلام سحر تیار کر رہا ہے کل طبل جنگی بجواکر لڑونگا
لشکر سلمانان پر بھیجون کہ تڑپ تڑپ کر جان دین برق بیٹھ گیا کہا تعجب کی بات ہی کہ آج حضور کے دربار
شغل میخواری نہین قیس نے کہا ای صبا رفتار برق عیار نے بڑا دھوکا دیا ہے اسے ہوشیاری مین نے یہ قرا
ہے کہ جب مقابلہ سلمانان پر رہونگا کسی کے ہاتھ سے کوئی چیز نہ کھاونگا مین سامنے شہنشاہ کے وعدہ کرچکا
کہ سب کا خاتمہ کرونگا بی بہار و مخمور نظر شہنشاہی ہین انکو گرفتار کرکے لاونگا باغبان و برق لا
اس معرکہ عظیم پڑیگا مین نے اسکی بھی ترکیب کی ہے برق سوچا کہ شراب و کباب کے ذکر کرنے سے تو یہ انکار کر
اور تدبیر کردن کہا حضور ایک سحر ملکہ حیرت نے دیا ہے اُسے تو قبضے مین کر لیجیے قیس تنہا بیٹھا تھا بیرون با
اسکے صاحب وغیرہ فردکش ہین برق نے آگ منگائی کہ ٹھنے منگا کر انگیٹھی مین سلگائے لوبان اپنے پاس
نکال کر دیا کہا یہ لوبان آگ پر ڈالیے بغور دیکھتے رہیے ایک پری پیدا ہوگی سب حال ظاہر کریگی قیس نے لو

ین سمجھ گیا حضور تین دن میرے مقدمے مین دخل نہ دین مین سب کو گرفتار کر لاؤن اور بی بی لیلا مجھے انکار کرتی ہین
فتح جنگ سلمانان پر بھی قبضہ کرونگا ملکہ حیرت نے کہا اچھا مگر سمجھ کر مقابلہ کرنا قیس اپنی بارگاہ مین آیا ان
رگاہ پر بیٹھ کر لشکر سلمانان کو دیکھنے لگا سوچ رہا ہے کہ رات کو انکو جاؤنگا ملکہ محمور و بہار کو گرفتار کر کے لے آؤنگا میا
ان ابھی غفلت ہی مین گرفتار ہونگے ورنہ یہ بڑے بڑے ساحر ہین علم نیرنج و شعبدہ سے بخوبی ماہر ہین یہ سوچ
ہا کہ طرف سے باغ سیب کے لکہ ابر مرواریدی پیدا ہوا ابر سی چمک مک سے آتا ہی قیس بیقرار ہو گیا قریب آ کر
ہوا دیکھا ملکہ لیلا سے محمل نشین دریاے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن شیرین سخن کبک رفتار اعجاز گفتار
یران زرین پوش کئی لاکھ ساحر پشت پر اژدران آتش فشان پر اٹھائے بارگاہ کے لدے ہوے اس جاہ
سے ملکہ لیلا آ کر پہونچین لشکر قیس سے اپنا لشکر الگ اتارا اول حیرت کی ملاقات کو گئین بعد اسکے اپنی
ہ مین آئین اس خیال مین کہ اب طبل جنگی بجواؤنگی مسلمانون سے مقابلہ کرونگی لیکن قیس بادیہ گرد نے جو
یلا کو اس آن بان سے دیکھا اٹھ کر اپنی بارگاہ مین آیا مصاحبون سے منع کیا کہ کوئی ہمارے پاس نہ آئے
کر بیٹھا سوچنے لگا کہ تمال علم آ گئی کیونکر اسپر قبضہ کرون کیونکر جان بچیگی تقدیر نے یہ کیا سامان دکھایا
ت ہجر کی کیونکر کٹینگی تڑپ تڑپ کے جان جائیگی کیونکر ضبط کرون نہ کوئی مونس نہ غمگسار کیا کرون نظم

جسم اپنا خشک فرقت مین سراسر کیجیے — چشم تر کو بھی مثال درج گوہر کیجیے
جیمین ہے ہو جائیے اس سروِ قامت پر فقیر — بس کسی آزاد کے تکیے مین بستر کیجیے
یہ فاہن کو د کان سنگ زن کو چھوڑ لے — نوار ہی وحشت کو جلیے دل کو پتھر کیجیے
اب نہ دل سے کیجیے انس اس سہی قد کی عوض — چھوڑ کر اب سرو کو عشق صنوبر کیجیے
اٹھ چلین صحراے وحشت سے بلا ہے ہمین — سبز برد آ کر اب خطِ جانان کو شہپر کیجیے
اور شاعر سرو سے تشبیہ دیتے ہین تو دین — کیا درختون کو ترے قد کے برابر کیجیے
لعل خندان سے ذرا دانت اپنے چمکا دیکھیے — درج مرواریدکو اب دیغ تر کیجیے
جلوۂ خورشید سے ذرے اگر چمکے تو کیا — آپ اپنے پرتوے سے ریزۂ زر کیجیے
شہر مین کیا کام ہے ایامِ گردش اے جنون — گرد بادون کیطرح صحرا مین چکر کیجیے
دفتر عالم ہماسے گنجفہ ہر آپ کو — کیجیے ترتیب دم مین دم مین ابتر کیجیے

نے حال زار پر بہت رویا آخر خیال مین گذرا کہ پہلے معشوق پریچہرہ پر قبضہ کرون پھر مسلمانون سے مقابلہ کرون

ہوے گل حدیقہ محبوبی مین سب طرح پر حاضر ہون جو کچھ شہنشاہ فرمائین اسی وقت مین براے جانبازی موجود
اے ملکہ عالم آپ میرے حال دل سے آگاہ نہین شعلہ نار عشق کی کیا کیفیت کہون جی چاہتا ہے تڑپ تڑپ کر اپنی جان د

ماجرا ہجر میں ہی چشم دریا بار کا / کیا عجب ڈوبے سفینہ گر مرے اشعار کا
کر دیا موقوف خط نے جور زلف یار کا / خط نہ سمجھو یہ لکھا ہے کوئی افسون مار کا
عاملون نے اسے آسیب پری ثابت کیا / پڑ گیا جس شخص پر سایہ تری دیوار کا
آتی راحت طالع وارون کی قسمت مین نہ تھی / لیگیا ہے خواب میرے دیدۂ بیدار کا
خوف کیا مجھکو ہو آسیب بلاے ہجر سے / ڈنڈ پر تعویذ کے بدلے ہے نامہ یار کا
کیون نہ کھٹکون آسمان کو رات دن میں ناتوان / آبلے کی شکل اسمین مجھ مین عالم خار کا
رات بھر ہر ایک اختر سے لڑا کی میری آنکھ / تھا تصور دل مین تیرے رخنۂ دیوار کا
تیرے رستے سے جو گذرا ای پری مجنون ہوا / داغ سودا ہی فقط سودا ترے بازار کا
دور سے دیگی دکھائی روشنی جاے سواد / یاد رکھ قاصد نشان ہے یہ دیار یار کا
مانع صحرا نوردی پانون کی ایذا نہین / دل دکھا دیتا ہے میرا ٹوٹ جانا خار کا
تنگیا ہے دیدہ کے آزار سے تار نگاہ ٥ / دیکھنا ممکن نہین ناسخ کے جسم زار کا

یہ غزل جو قیس نے پڑھی اور باتین عشق آمیز کین لیلا کو بڑا غصہ آیا کہا او بیہودہ کیا بکتا ہے خبردار اب
زبان سے نکالا زبان گدی سے کھینچ لونگی افراسیاب نے بھی منع کیا کہ ای قیس عورت کے سامنے یون خلاصہ اشعا
بہت خلاف ہے خبردار یہ خیال خام تصور ناتمام اپنے دلسے دور کر قیس نے دیکھا کہ اسوقت خاموش ہو رہنا بہ
اگر میرے ہاتھ سے کہان جائیگی ہاتھ باندھکر عرض کی حضور معاف فرمائین یہ خیال تھا کہ مجھکو ملکہ قبول فرمائینگی
آپ کی راے اقدس کے خلاف ہے جو مناسب وقت مگر غلام وعدہ کر آیا ہے ان مسلمانونکو بہ ذلت و رسوائی قتل
مین لشکر مین ضرور جاؤنگا افراسیاب نے کہا جیسا مناسب ہو قیس نے اسی وقت سب لشکر تیار کیا گنید
ہو کے روانہ ہو گیا یہان لیلاے محمل نشین نے عرض کی کنیز کو خالی رہنا بہت شاق ہے کنیز بھی ملاقات
حیرت کی مشتاق ہے ہرچند افراسیاب نے منع کیا لیلا نے نہ مانا کل لشکر کو تیار کیا افراسیاب سے رخصت ہو
لشکر رنگین حصار کے چلی یہان قیس اول آیا لشکر اپنا کنارے پر لشکر حیرت کے اتارا آپ براے ملاقات
آیا آکر سلام کیا حیرت نے پوچھا ای قیس کیا ہو قیس نے سب کیفیت اپنی بیان کی کہا شہنشاہ نے حضور

پھر رہا ہین رہا ہی قیس خوش ہوگیا ساحر کے ساتھ چلا ساحر باتین کرتا ہوا قیس کو لیکر روانہ ہوا کہ وہ سامنے
گلستان معلوم ہوتا ہے اسمین عمرو بیٹھا ہی آپ ٹھہریے گا مین شکین باندھ کر لے آؤنگا قیس جیسے شکر سے تھوڑی
آیا ساحر نے کہا وہ سامنے دیکھیے ظالم بیٹھا ہوا اللہ کا بین رہا ہے قیس نے منہ پھیرا ساحر نے حلقے کمند کے گلے
ڈالدیے اور نعرہ کیا منم ہتر برق فرنگی قیس پلٹا برق نے حباب مارا قیس بیہوش ہوا برق شکین باندھنے لگا
افراسیاب سے لیلائے محمل نشین نے پوچھا کیون شہنشاہ قیس بے عمرو کو گرفتار کرکے لائیگا ملاحظہ تو فرمائیے
کیا کر رہا ہی افراسیاب نے کتاب سامری کو اٹھایا اب جو دیکھا تو صاف معلوم ہوا کہ برق فرنگی یہان قیس
باندھ رہا ہے افراسیاب نے کہا ای نگہبان آؤ زمین شق ہوئی ایک پتلہ فولادی پیدا ہوا کہا ہی شہنشاہ
ہوتا ہے افراسیاب نے کہا کہ ہتر برق فرنگی قیس بادیہ گرد کی شکین باندھ رہا ہے جلد جا خبردار دونون کو لانا
مثل شعلۂ جوالہ چلا یہان برق فرنگی نے پشتارہ باندھا چاہا لیکر بھاگون دل دھڑکا برق نے کہا خدا خیر کرے
کر ایک غار مین کود پڑا وہان سے دیکھ رہا ہے کہ آسمان سے ایک پتلہ آیا اسنے قیس کو اٹھایا چار جانب گھبرا
دیکھتا ہے اور زبان سے کہتا بھی جاتا ہے یا خداوند سامری برق عیار کہان گیا شہنشاہ پوچھینگے تو مین کیونکر کہونگا
کار ایک ساحر لشکر حیرت کا ادھر سے نکلا پتلے نے اسکو پکڑ لیا دونون کو لیکر روانہ ہوا برق غار سے نکلکر بھاگا
افراسیاب بیٹھا تھا کہ پتلہ لیکر دونون کو آیا قیس بیہوش تھا افراسیاب نے ہوشیار کیا افراسیاب نے ساحر کو
پوچھا کہ تو کون ہے اسنے کہا مین لشکر حیرت کا رہنے والا ہون افراسیاب نے پتلے سے کہا ارے برق کہان گیا
کہا مین نے سب طرف ڈھونڈھا یہ ساحر ملگیا اسکو لے آیا افراسیاب نے کہا یہ برق فرنگی نہین ہی منہ ہاتھ دھلا
رخصت کردیا قیس اٹھتے ہی بہت بگڑا کہا اے شہنشاہ مین نادانستہ تھا اب کوئی مجھپر عیاری کر سکیگا اب مین کسی
بات ہی نہ کرونگا افراسیاب نے کہا اے قیس عیار بڑے بلا کے ہین قیس نے کہا مین اپنی جان دونگا مین تو تنہا
بیکا بے قتل کیے عمرو کے نہ مانونگا ملکہ لیلائے محمل نشین نے کہا اے قیس کیون ضد کرتے ہو جو کچھ شہنشاہ فرماتی
اسکو قبول کرو اگر شہنشاہ مدد نہ کرتے برق پکڑ کر لیجاتا تھا پتلے نے جاکر تمکو بچایا مگر دیکھا کیا ہوشیار تھا پتلے کو آتے
بھاگ گیا قیس تو بدحواس ہو رہا تھا کہا اے جان جہان وا اے دل مشتاقان تمہارے واسطے ساری پیروی
ہون ملکہ حیرت سے بھی کہہ چکا اب شہنشاہ سے عرض کرتا ہون کہ مجھے آپکے قدمون پر گرا دین مجھکو اپنی غلامی
قبول فرمائیے لیلا نے کہا قیس تو نام ہے کچھ دیوانہ ہوا ہے اے شہنشاہ انکو منع کیجیے ایسے خیالات فاسد سے
لین مین خدمت شہنشاہ مین حاضر ہوئی یہ کیا کلمات بیہودہ کہتا ہے قیس رونے لگا کہا اے شہنشاہ خوبی ای رنگ و

فوراً گیہ و تنہا لشکر باغ سیب مین چھوڑ کر روانہ ہو گیا آکر لبشتۂ رنگین حصار پر اُترا خیال مین آیا کہ ملکہ حیرت
ملاقات کر لون اپنا حال دل بھی عرض کرون یہ سوچتا ہوا لشکر مین آیا دیکھا لشکر مین ہر طرف ساحر
ہین اژدران آتش فشان مُنہ سے قلابہ ہاے آتشین چھوڑ رہے ہین دیکھتا بھالتا در بارگاہ پر آیا در گہ سا
کہا ملکۂ عالم سے عرض کرو کہ مدد دولت پر قیس بادیہ گرد حاضر ہے حیرت نے سُنکر کہا بلا لو قیس اندر آیا ملکہ کو
جہانبانی پر پایا اتفاق سے پانچون عیار بچیان بھی حاضر ہین مصوّر و صورت رہا اور سرداران نامدار گرد
ہین حیرت نے کہا اے قیس کیونکر آنے کا اتفاق ہوا قیس نے کہا ایک عرض لیکر سرکار کے پاس آیا ہون
مسلمانان کا اجارہ لیتا ہون تیسرے دن سب کا خاتمہ کر دونگا آج تو عمرو کو لینے آیا ہون صرصر نے کہا اے قیس
یہ کیا غضب کیا بھلا اب عمرو کیا گرفتار ہو گا سر دربار پکار کر کہدیا تمھاری جان ہی بچ جائے تو بڑی بات ہے
عیار اسوقت بھی دربار مین ضرور ہو گا تم پلٹ جاؤ یہان نہ ٹھہرو قیس نے کہا بی صرصر کیا بکتی ہو کوئی عیار سُنے
تو کیا کریگا جبدن سے مینے سُنا کہ شہنشاہ کے ساتھ بے ادبی کی آب و دانہ حرام ہو گیا ہم ایسے ملازم جسکے ہو
ہون اسیر عیار دست اندازی کرے اور پھر اُسکو ہم زندہ دیکھین میرے مقدمے مین کوئی صاحب دخل دین
کا تو وہ حال کرونگا کہ کبھی کسی کو ایسی سزا نہ ملی ہو گی مگر اے ملکۂ عالم میری عرض یہ ہے کہ بی مخمور و بہار کا بڑا
شور ہے یون گرفتار کرون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُنکے حال پر گریہ وزاری کرین میان نغبان بھی
شریک ہو گئے ہین دیکھئے اُنکا کیا حال کرتا ہون مگر اے ملکۂ عالم دوسری عرض یہ ہے کہ ملکہ لیلاے محمل نشین
سرکار کی خراجگزار ہین اُنپر غلام مائل ہوا اب مسلمانون کے سر مجھسے لیجیے اور لیلا کی میرے ساتھ شادی کردیـ
ملکہ حیرت نے سر جھکا کر کہا اے قیس ماننے نہ ماننے کا لیلا کو اختیار ہے ہم تقریب ضرور کرینگے قیس نے کہا آپ
تدارک ضرور کرین حیرت نے کہا بہتر لیکن اے قیس بقول صرصر تمنے براے گرفتاری عمرو پکار کر کہا فردا اُسکو
ہو گی دور بھاگ جائیگا قیس نے کہا حضور آپ کچھ نہ فرمائیے مین ڈھونڈھکر گرفتار کرونگا یہ کہکر باہر نکلا ٹہلتا ہو
چلا لشکر حیرت نہایت اوج پر ہے بڑے بڑے ساحر فرو کش ہین اپنے اپنے خیمون کے دروازون پر بیٹھے ہوئے عجا
و غرائب دکھا رہے ہین قیس دیکھتا بھالتا جاتا ہے کہ پہلو سے آکر ایک ساحر نے سلام کیا کہا حضور کہان جاتے ہین
قیس نے کہا مین براے گرفتاری عمرو چلا ہون ساحر نے کہا حضور نے بڑا غضب کیا یہ بدل جاتے ہین اگر کوئی
عیار آیا ہو گا فوراً مار ڈالیگا آپ پر پرواز پیدا کیجیے اُڑکر چلے جائیے قیس نے کہا تجھے کیا دخل ہے مجھسے کوئی
بول سکتا ساحر نے کہا جو مین عرض کرون اوسکو کیجیے عمرو کو پکڑ لیجیے لشکر سے باہر زرغۂ نخلستان مین بیٹھا ہوا

بسے کارنمایان کیجیے اور وہ آپ کے عشق سے آگاہ ہو بادشاہ صاحب اختیار ہی کیا عجب ہی کہ گفتگو کر کے شادی
ے مصاحبون کی یہ باتین سنکر قیس طرف افراسیاب کے پلٹا کہا اے شہنشاہ غلام کو عیارون پر بڑا غصہ ہے
لم مین مشہور ہوگیا کہ آپ کو گرفتار کرلیا تھا نانی جان نے آکر بچایا مین ضرور عمرو کو لاؤنگا اتنا کلمہ تو اسنے
بھی تو ملکہ لیلا تشریف رکھینگی افراسیاب نے کہا یہ ہمارے باغ کی رونق ہین اب انکو نہ جانے دینگے قیس
غلام جاتا ہے عمرو کو گرفتار کر کے لاؤنگا تلوار سے سرنہ کاٹونگا کوڑے مار مار کے مار ڈالونگا افراسیاب نے
مرتبہ منع کیا جب اسنے نہ مانا تو افراسیاب نے کہا تمہین اختیار ہے لیکن سمجھ کر جانا قیس نے کہا حضور غلام
د عمرو کو لایا تمہ خیال یہ ہے کہ مین عمرو کو قتل کرون شہنشاہ لیلا کو راضی کر کے تیرے ساتھ کردین ورنہ
گی دشوار ہے آخر نہ ضبط ہو سکا بے اختیار پکار اٹھا اے شہنشاہ حال غلام کا نہایت ابتر ہے کیا گذارش کرون نظم

اپنی زبان کو بلبل اندوہگین جلا
یا برق نالہ سے قفس آہنین جلا

پھڑکا یا تھا یہ کیسا نسیم بہار نے
گلچین کا ہاتھ آتش گل سے نہین جلا

نو نو بنا کے سرو چراغان نظارہ کر
تیری بلا سے مین اگر اے نازنین جلا

مین بھی تو دیکھون گرمی تری اشک آتشین
مشعل کی طرح سے تو مری آستین جلا

دنیا مین ہمسا سوختہ قسمت کوئی نہین
دیکھا جو اپنا حال دل شانہ بین جلا

لیلی کی زلف سا ہی دھوان کچھ بلند آج
مجنون کے نالے سے کوئی جنگل کہین جلا

روے صبیح یار کا دھوکا نہ دل کو دی
وہ نازکی کہان نہ مجھے یاسمین جلا

کس لعل آتشین کا ہی دل اپنا شیفتہ
جسپر ہمارا نام کھدا وہ نگین جلا

آہ شرر فشان کا برا ہو شب فراق
لاکھون مکان اس سے ہزارون مکین جلا

لالہ رخون کے عشق مین گل کھائے جسم پر
یا یاب پوستین ہے نہ یہ پوستین جلا

اندھیر ہے نہووے اگر دل مین روشنی
آتش چراغ کو لیے گھر مین نہین جلا

اسیاب نے کہا اے قیس بادیہ گرد مین تمہارے مطلب کو نہین سمجھا قیس نے دست بستہ عرض کی کہ حضور کو
کھا دونگا اب تو عمرو کو لینے جاتا ہون جب سے غلام نے سنا کہ خاص سرکار کے ساتھ بی ادبی کی مجھکو بڑا
صدمہ ہے بغیر عمرو کو گرفتار کیے مجھے چین نہ پڑیگا یہ کہکر قیس چلا چلتے چلتے ملکہ لیلا سے کہا ابھی آپ تشریف
لیجایئے گا ملکہ لیلا نے کہا شہنشاہ فرماتے ہین مین ابھی دو چار دن رہونگی اتنی بات کرنے سے قیس نہال ہو گیا

مسلمانون کی سنین غلام کو بہت ناگوار ہوا مین ابھی جاکر عمرو کو لاتا ہون اسی دو دن مین اگر مین نے سب کو نہ قتل کیا تو مجھکو قیس بادیہ گرد نہ کہیے گا مین مجنون و دیوانہ نہین ہون افراسیاب نے کہا یک نہ شد دو شد کو عرصے سے سمجھا رہا تھا تم سب ہمارے دوست صادق محب واثق ہو تمکو حال سنکر ناگوار ہوا لیکن عیارون کا ہونا نہایت دشوار ہے ملکہ لیلا کو روکا ہے یہ کہکر ہاتھ جو اٹھایا طرف لیلا کے اشارہ کیا اب جو نگاہ قیس کی جہان آرا ے پر پڑی ایک معشوق طناز صاحب کرشمہ و ناز پر بطی انگھڑیان ابروے خمدار تیغہ اصفہانی ابرو جوہر شمشیر بے پناہ آہ آہ کرکے عاشق مرے عارض انور رشک شمس و قمر قیس بیتاب ہو گیا ساتھ والے جو رنگ رو متغیر دیکھا ایک مصاحب نے بہ محبت پوچھا حضور کا عجیب حال ہے لیکا یک کیا ہو گیا اپنے مصاحب قیس متوجہ ہوا کہا بھائیون کیا کہون کچھ کہہ نہین سکتا کلیجے پر چھریان چل رہی ہین مگر خاموش ٹھنڈی سانس کہا بیت نہ مجھ مین ہے نہ بتاتا ہے یار دل میرا + یہ کیا ہوا مرے پروردگار دل میرا کبھی بیقرار ہو کر اپنی جگہ سے اُٹھا پھر بیٹھ گیا کبھی کہتا ہی شعر جگر پہ تیر قاتل کے دیکھتا تھا + جو پوچھا مین کہا دل دیکھتا تھا + یار و عجیب تماشا ساتھ والے حیران ہین کہ ہمارے شاہ کو کیا ہو گیا دیوانہ نالہ وحشی مثال کبھی خاموش کبھی زیبائے محبت کا جوش لیلا ہی بھی دل مین آرزو رہی اس کی جستجو رہی کہ پروانہ دار گرد شمع جمال پھرون کلام کرنے کی بھی صورت نہین افراسیاب پادشاہ قاہر و جابر سامنے بیٹھا ہی چپکے چپکے اپنے مصاحبون سے قیس کہ رہا ہی کہ یارو کیا کرون

زخم کاری کے جو کھائے تو مرا دل دوڑا
سر بکف مین طرف کوچۂ قاتل دوڑا

ناتوانی نے یہ حالت مری پہونچائی ہے
دو قدم مین جو چلون سیکڑون منزل دوڑا

نہوئی بعد فنا بھی مجھے آفت سے نجات
پھاڑ کھانے کو سگ کوچۂ قاتل دوڑا

اے نسیم سحری دھیان کدھر ہے تیرا
تھک گیا چار قدم جو مرے شامل دوڑا

دشت پرخار مین تا چند رہون سرگردان
بس زیادہ نہ اب اے دوری منزل دوڑا

رونق بزم تجھے کیسے ترے لینے کو
نادر خانہ ہر ایک صاحب محفل دوڑا

بیخبر دل کو کیا یون صف مژگان نے خراب
دوڑ جیسے کسی دہ پر لیے عامل دوڑا

منزل عشق کی وہ راہ ہے رکھتے ہی قدم
نکلے قزاق ہر اک جور شمایل دوڑا

ملک الموت نے پیری مین کرم فرمایا
کشت پختہ ہوئی آتش کہ محصل دوڑا

رفقا کہتے ہین حضور دربار افراسیاب ہی قتل مسلمانان کی فکر ہو رہی ہے اور کسی تدبیر سے فکر کیجا ایکی یا افران

ن بھاگنے راستہ نہ ملیگا عمرو کا تو وہ حال کرونگا کہ عیاری سے توبہ کرے کبھی نام عیاری کا نہ لے یہ باتین تھین
ے سر دائی طفلان غنچہ نے بہ حیرت تمام طرف آسمان کے دیکھا پھولون نے آنکھین کھولین نرگس شہلا کو
بازی کا شوق ہے گلچین و باغبان کو آپس مین لڑنے کا ذوق ہے تمام باغ پر بہار ہوگیا مصاحبون نے کہا
یہ کسکی آمد ہے افراسیاب نے سر اٹھا کر دیکھا اور کہا ملکہ لیلا محمل نشین تشریف لاتی ہین چند کنیزین مصاحبین
طے استقبال کے کھڑی ہوگئین ابر گلنار شق ہوا دیکھا تخت نقرئی پر ایک پریزاد دُر در گوش مرصع پوش تاج بر سر
علی و بیش قیمت زیب جسم انور گرد کنیزان ماہ رخسار گلعذار کبک رفتار شیرین گفتار بارہ چودہ ہزار کنیزین
و گھیرے ہوئے تخت زمین پر آیا وہ نازنین اُتری افراسیاب کو سلام کیا افراسیاب سراپائے لیلا کو
ت دیکھنے لگا کہا کیون اے لیلا کہان سے آتی ہو لیلائے محمل نشین نے عرض کی کنیز دشت نجد مین برا
آئی تھی وہان خبر سنی کچھ لونڈی غلام سرکار کے بے ادبی کر رہے ہین جابجا مقابلے پڑے ایک خسرو حشمت آثر
نی کہ اسکو عرض نہین کر سکتی ہرکارون نے خبر بیان کی کہ حضور وجدہ حضور کی قبضے مین عمرو کے آگئے تھے
سیاب نے کہا اے لیلا مین نے رحم کیا کہ لونڈی غلام ہو تو کیا قتل کرون تانی جان ذہد بھی کرلیا تھا
سے تامل کیا ورنہ ایک اشارے مین سب کے سر کٹکر گر پڑتے لیلا ہاتھ باندھکر بجا و درست کہ رہی ہے افراسیاب
و اپر مر گیا ہاتھ پکڑ کے اپنے پاس بٹھا لیا کہا اے لیلا اسوقت تمھارے آنے سے دل باغ باغ ہوگیا اب وہ جا
جاتا ہمارے باغ مین رہنا لیلا نے کہا لونڈی بڑا ہے سر کوبی مسلمانان آئی ہے ایسی ایسی بے ادبیان
ین کہ لونڈی کو تڑا عم ہے جا کر بی بہار کو سزا دون بی مخمور کی مشکین باندھکر لاؤن بی بہار عزیزوار سرکار کی
یسی بے ادبی کرین بی مخمور پر سرکار کی کیا پرورش تھی تمام خراج گزارانسے وہ تیتھے کیا انکو یہ حرکت کرنی تھی
مناسب نہ تھا انکو بی سمجھاؤنگی اگر مان لیا تو خیر ورنہ گوشمالی کرونگی افراسیاب نے کہا اے لیلا تمھارا جانا
ب نہین جانتا عیار بڑے غضب کے ہین ایسا نہو تمہارے واسطے کچھ خرابی ہو لیلا نے عرض کی حضور کیا مجال
ن کی بھی یہ حقیقت ہے کہ ہم تک آسکین افراسیاب نے کہا یہ نہ کہو عیار چھلاوہ ہین کہ جدہ کو پھنسا لیا لیلا
ن کر رہی ہے افراسیاب ہنستا جاتا ہے کہتا ہے کہ مین عیارون کے نام خائف ہون وہ بلا کے ہین سب جگہ
ع جاتے ہین یکایک دوسرا ابر تیرہ و تار اٹھا برقین چمک کر گرنے لگین ابر قریب آکر شق ہوا دیکھا ایک تاجدار
سکے بارہ چودہ ہزار ساحران غدار طاؤسان سیہ پر سوار علمہائے سیہ کے پھریرے کھلے ہوئے افراسیاب
ہمارا جانثار قیس بادیہ گرد بھی آپہونچا قیس نے آتے ہی سلام کیا کہا اے شہنشاہ غلام نے بے اعتدالیان

کدہر ہے مرے ساقیِ خوش ادا
سراسر ترا سر پہ احسان ہے
لکھون راز سربستہ کہ عاشقان
کہ پھر حال دل کا شتابی کھلے
قسم تجھکو جام و صراحی کی ہے
کہ دے جام صہباے لطف و کرم
تجھے غمزہ و ناز کی دون قسم
پئے خنجر ابرو گلعذار
پئے بیقراری آشفتگان
سنا نا نہ عاشق کو غم کی خبر
شراب مضامین کا ذکر آگیا
کہ لکھنا ہے پھر لطف کی داستان
نہال مضامین ہوے سبز پوش
دہوان پھر اٹھا مان بیتاب سے
ہوئی نغمۂ عندلیبان کی دھوم
تو اس باغ کی سیر کی کد ہوئی
قمر طبع روشن بھی بیباک ہے

مجھے جام صہباے حیرت پلا
پلادے مجھے جام صہباے عشق
گلابی اٹھا جلد اے مہربان
مرے حال سے تو تو آگاہ ہے
کہ یہ منزل سخت کر جلد طے
قسم گیسوِ مشک بو کی تجھے
دکھادے مجھے آج سیر ارم
پئے آہ جانکاہ الفت پسند
پئے تار زلف جلالت نشان
سلامت رہے ساقی عشوہ گر
کہ مضمون نو کلک سے لکھدیا
خبر لے مری ساقی مہربان
ہوا فکر کو بحر الفت کا جوش
جو قمری کی کوکو سے سر پھر گیا
کہ جاری ہوے رنگ گل کے رسوم
مضامین نو کی ہوئی دھوم دھام
تو یہ توسن کلک چالاک ہے

فدا تجھپہ یہ جان و ایمان
مرے دل مین اگر جگہ پاے عش
نگاہین لڑتی ہین گلابی کھل
مرا ساقی مہروش ماہ
تجھے نازِ پیر مغان کی ق
دکھا سیر دشت ختن کی مجھ
پئے تیر دلدوزِ مژگان یار
پئے زخم خندان محنت
نہو سیکدے مین کبھی شور و
پلاتا ہے جام شراب ہن
چلے جام صہباے وحشت نشا
کہ آئی ہے پھر رنگ پر داست
کھلی چشم نرگس کی پھر خواب
تو سرو چمن آنکھ سے گر گی
بہار مضامین کی آمد ہوئی
کیا کلک نے غنچۂ گل کا کا
چہرہ عاشقان آشفتہ تار گیس

تو دیکھان خنجر آبدار بردار اس داستان محبت عنوان کو صفحۂ قرطاس پر یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف
راقمان فسانہ ہاے عجیب * می نگارند داستان غریب * شہنشاہ افراسیاب بصد شوکت وجلالت
باغ سیب مین تخت حکومت پر بیٹھا ہے تمام رئیسان سلطنت وشیران بہت گرداگرد بیٹھے ہین کر لشکر
ہو رہا ہے افراسیاب کہتا ہے اِن مسلمانون کو تڑپا تڑپا کے مارونگا جسدن قصد اُن کا کیا دن بھر مین خاتمہ کردونگا
عرض کر رہے ہین لونڈی غلام ہونگی کیا مجال کہ سرکار سے لڑ سکین مگر حضور نے عیارون کو بہت سر چڑھا
ہے بہت گستاخیان کرتے ہین افراسیاب نے کہا جسدن تک ما بدولت کو خیال نہین ہے فقیر بے عین جسدن قص

پڑھتے تھے مین ایسون کی مدد نہین چاہتا شمابو رنے ہر چند کہا جانے دیجیے آپ سکا خیال نہ کیجیے ایرج
مین کچھ جواب نہ دیا طرف نملاق کے چلے جیسے ہی نملاق پر نگاہ پڑی للکارا او نامرد ہم تیرے مشتاق ہین
بھی پلٹ پڑا ہٹو ہٹو کرتا ہوا قریب آیا نورالدہر نے جو دور سے دیکھا کہ ایرج نوجوان کے جسم مین لباس
و سر پر نہ کلاہ خود اکثر تیر پڑتے ہین خون جسم سے جاری نورالدہر کا دل بیقرار ہو گیا سوچے کہ الیاکہو نملاق
زبردست ہے ایرج کے واسطے کچھ خرابی ہو یا کوئی زخم کاری آجائے وہین سے للکارا او نملاق ہم سے مقابلہ
مرکب کو چمکایا ایرج نے پکار کر آواز دی او کشتی گیر زادے میرے حریف سے مقابلہ نہ کرنا ورنہ ہاتھ قلم
نورالدہر نے کہا اے برادر تمھارے سر پر خود نہین زرہ ندارد زخم بھی کسی قدر کھائے ہین مین مقابلہ کرونگا
نے کہا ہم خود و زرہ کے بھروسے پر نہین لڑتے یہ ہاتھ کافی ہین مردان عالم کو کیا پرواہ نورالدہر مقابلے
نملاق کے جا پڑے سمجھے کہ جاہل کی بات کا کیا جواب دون نملاق نے نورالدہر پر ہاتھ مارا نورالدہر نے
راشگاف پر روکا بہ قہر و غضب تمام جواب مین ہاتھ مارا کہ نملاق کے دو ٹکڑے ہوئے ایرج کی آنکھون کے
پھیرا آگیا فرمایا کیون کشتی گیر زادے پھر شوکت دکھائی یہ کہا اور تلوار چمکا کر جا پڑے نورالدہر نے کہا دیکھو ایرج
ملال ہوگا ہم بزرگون سے شرمندہ ہونگے ایرج نے کہا آج تمہارے ہاتھ کاٹون گا لشکر دشمن کو توانکے
والون سے تار تار کر دیا دونون شیر چاہتے تھے ہمنبرد ہون کہ نقابدار زرین پوش یکہ و تنہا گھوڑا اڑاتا
ن آگیا کہا بھائیو پھر وہی حرکت کی دونون کو جنگ سے محفوظ رکھا کہا خبردار اگر راہ مین کسی پر فساد کیا
ون ماجون کو ملال پہونچیگا اب نورالدہر و ایرج اسوقت تو کچھ جواب نہ دے سکے جب نقابدار چلا گیا
ون پر تاؤ پھیرنے لگے کہا اس نقابدار کی شامتین آئی ہین ہر مرتبہ آکے اپنی شوکت دکھاتا ہے ایک دن
ئیگا غرض بہ فتح و فیروزی یہ دونون شیر آکے داخل لشکر ظفر اثر ہوے اب یہ داستان یہان پر چھوڑی جاتی
ہے پھر ذکر لشکر لقا تحریر کیا جائیگا

مہ داستان حیرت بیان لانا افراسیاب جادو آنا ملکہ لیلائے محمل نشین کا برائے ملاقات
سیاب و آمد قیس بادیہ گرد و عاشق ہونا لیلائے محمل نشین پر فساد آپس کے و عیاری
خواجہ عمرو و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا سابق نامہ مصنف

کہ نملاق سے کشتی ہو رہی ہے ہرچند ایرج چاہتے ہین کہ جلدی زیر کرون مگر ممکن نہین ہوتا چار پہر ایک طور پر کشتی
ہوئی کشاکش کے زور ہو رہے ہین کبھی ایرج ریل کر لیگئے کبھی نملاق کوہی ریل کے لیجاتا ہے ایک مقام پر نملاق
ایرج کو ریل لیچلا اتفاق تین مرتبہ جو نمود ہوے ایک مقام پر نملاق نے ہکہ مارا ایرج نے دونون پیر بڑھائے
وہان پر موش خانہ تھا ایرج کا کولہ اُتر گیا نملاق کوہی باندھ کر لیگیا نورالدہر کو بڑا قلق ہوا نملاق نے لا کر رات
کولہ درست کرا دیا کہا لیجا کر قید کرو صبح کو دربار بھیجا جائیگا نورالدہر نے اپنے مقام پر فرمایا بارگاہ مین نملاق کی
خون بہا دونگا شاپور کو بڑا قلق ہے جیمین کہتا ہے اگر آقا کو انھون نے رہا کیا ایرج کو بڑا رنج ہوگا ایسے شیر
جرأت پر یہ مصیبت جان دون مگر آقا کو جا کر رہا کرون یہ سوچتا ہوا ایک ضعیفہ کی شکل بنکر لشکر نملاق مین آیا
جا بجا چوکی پہرا ہے ایک گوشے مین آیا فرملے پر بیٹھ کے نقب کھودنے لگا پہر رات رہے مُہرہ نقب کا قید خانے
مین جا کر توڑا دیکھا شاہزادہ سرنگون بیٹھا ہے شاپور نے آ کر سلام کیا کہا غلام حاضر ہے ایرج خوش ہو گئے
شاپور بڑا کام کیا شاپور نے کہا لشکر بہت ہے یہان سے کیونکر نکلنا ہوگا ایرج نے کہا مین لڑتا بھڑتا نکل جاؤن
مگر کشتی گیرزادہ میری مدد کو نہ آئے شاپور نے قید ایرج کی کاٹی طمنچہ ہاتھ مین دیا ایرج باہر نکلے
پر قید خانے کے تلوار چلنے لگی شاپور نے کئی حقے آتشبازی کے مارے اندھیرا ہوا ایرج نے اُس تاریکی مین ایک
جوان کو مار کر گھوڑا لیا ننگانہ لڑتے ہوے چلے جب کئی سو جوان مارے گئے ہرکارون نے یہ خبر نملاق کوہی کو
پہونچائی یہ نکلکر گینڈے پر سوار ہوا پکار کے آواز دی اے کوہیان صف شکن و اے جوانان تیغ زن یہ جوان نکلکر جا
نہ پائے چہار جانب سے گھیر لو مین ابھی کان پکڑ کے لاتا ہون قید مردان عالم کی جسم سے دور کی بڑی خطا
یہ کہتا ہوا چلا مشعلین بھی روشن کی گئین کل فوج نے ایرج پر بلوہ کیا شبرنگ نے یہ خبر نورالدہر کو پہونچائی نورالدہر
ہی فکر مین پڑے تڑپ رہے تھے نیند کب آتی ہے دمبدم یہی خیال ہے کہ اگر ایرج پر کوئی آفت آگئی یا موے جس
اسکا میلا ہوا ہین چھوٹے قبلہ و کعبہ کو منہ نہ دکھا سکونگا فرمائینگے تمنے ایرج کی خبر نہ لی جیسے ہی خبر سنی کہ ایرج ر
ہوے جنگ ہو رہی ہے نکلکر گھوڑے پر سوار ہوے کہا یارو ایرج نے رہائی پائی سب کو چلنا چاہیے کل لشکر کو
لیکر چلے اُسوقت آگے پہونچے کہ ایرج پر کل فوج کا بلوہ ہے مگر ایرج اُس حال مین بھی سردارون کو ٹوک
ٹوک کر قتل کر رہے ہین نملاق کوہی کے جو نعرے کی آواز سنی لپٹ مرکب پر پھیری جمائی لڑتے بھڑتے چلے کہ نعرہ
نورالدہر کی آواز آئی ایرج جلدی کہا اے شاپور دیکھا تمنے اس کشتی گیرزادے نے پھر شوکت دکھائی آج
ہاتھ سے مارا جائیگا مین سب سے سمجھ لونگا بڑے قبلہ و کعبہ جب شکایت کرینگے اُنکو بھی جواب دونگا کہا آٹھ پہر

عارے ساتھ ہے اسکو ہمارے پاس بھیجدو ورنہ آفت برپا کردونگا ایرج و نورالدہر بیٹھے تھے کہ سرخاب کوہی
آکر پیغام دیا ایرج تو غصے مین بیٹھے تھے ساتھ نورالدہر کا بہت ناگوار ہے مگر حکم نقابدار سے ساتھ جانے
جب سرخاب نے یہ مضمون بیان کیا ایرج نے کہا نملاق جھک مارتا ہے وہ کیا طلسم شکست کرتا فتح طلسم
ی ذات پر موقوف ہے سرخاب نے کہا ای جوان کان پکڑکے لیجاؤنگا اُستاد مہربانی فرماتے ہین آپ اتراتے
ن ہین خالی پیغامبر نہین ہون گرفتار کرکے لیجاؤنگا سب مال حساب کرکے لونگا ایرج نے کہا کیون دیوانہ ہوا
سرخاب نے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے تلوار چھین لی اُٹھاکے دے مارا چھاتی پر چڑھ کر کہا کیون یہیا ہی شرط
ر کھینچکر پھینکدون سرخاب منتین کرنے لگا ایرج نے کہا جا دور ہو خبردار جو اب کبھی مال طلسمی کا نام لیا تو گھسکر
ا لونگا سرخاب کوہی جھاڑ پونچھکر اُٹھا گینڈے پر سوار ہوکر بھاگا پاس نملاق کوہی کے آیا کہا حضور
ان تو بڑے سرکش ہین دس بیس آدمی میرے لپٹ گئے مین اپنی جان بچاکر چلا آیا ورنہ مجھے قتل کرنے
ق سنکر جلگیا کہا ابھی طبل جنگی بجے طبل جنگی بجگیا بلبلا رہا ہے کہ صبح کو قیامت برپا کردونگا ان مسلمانون نے
دمہ دیا ابتک تو مجھے یہ خیال تھا کہ مال لیلونگا مگر جان انکی چھوڑدونگا اب مال بھی لونگا اور جان بھی لونگا
ون نے میرے ساتھ فساد برپا کیا اب مین نہ مانونگا نورالدہر نے بعد جانے سرخاب کے کہا بھائی
ف کی کفار کے یہی طریقے ہین ہمیشہ مکر و حیلے کے پابند رہتے ہین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی حضور اسنے طبل جنگی
یا ہے نورالدہر نے کہا ہمکو تو جلدی ہے کہ لشکر مین پہونچین اسنے فساد برپا کیا اب دیر ہوگی ایرج نے کہا صاحب
دخل نہ دیجیے مین سمجھ لونگا یہ کہکر حکم دیا طبل جنگی بجے یہان بھی تیاریان ہونے لگین صبح کو دونون لشکر میدان کارزار
آئے نملاق نے میدان مین نکلکر للکارا وہ لوگ کہان ہین جنہون نے میرے شاگرد کو حقیر کیا ایرج نے
ن اشقر کو بڑھایا ہرچند نورالدہر نے کہا تم نہ جاؤ ایرج نے کہا ہمنے آپسے کہا تھا کہ آپ اس مقدمے مین
دخل نہ دیجیے آپ پھر ویسا ہی فرماتے ہین ایسا نہو کہ آپ سے فساد ہو بڑے قبلہ و کعبہ کا مجھکو خیال ہے فرمائنگے میرے
ر کو کیون ذلیل کیا ہرچند کہ نورالدہر کو بہت ناگوار ہوا مگر سر جھکالیا کہا بسم اللہ آپ کو اختیار ہے اب مین کبھی آپکے
ے مین دخل نہ دونگا ایرج مرکب کو مہمیز کرکے میدان مین پہونچے بعد گفتگو اُسنے نیزہ مارا ایرج نے
ے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ چلنے لگا غصہ انتہا کا تھا گیارھوین طعن مین ایرج نے نیزہ اسکا نکال دیا
ین آکر اُسنے تلوار پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا ایرج نے غصے مین کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اُسنے بھی
ن مین ہاتھ ڈالا دونون جوان گھوڑے سے کود پڑے آپسمین کشتی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین

زمان سے دست بستہ عرض کیجیے کہ اے شہریار برائے خدا مجھسے مقابلہ نہ کیجیے بانہ ہائے صاحبقرانی مجھکو دیکھ
آپ کو انکار ہی بزرگان دین سے دریافت فرمائیے جنکے حکم سے مین آیا ہون یہ راز بھی وقت پر کھلیگا امداد آپ لوگو
بتاکید کہتا ہون کہ راہ مین آپسمین فساد ہنو صاحبقران کو آپ سے ہنونیکا نہایت غم والم ہے اب رکنا مناسب نہ
ایرج و نورالدہر دیکھتے ہین کہ نقابدار بہادر نے اس فصاحت و بلاغت سے کلام کیے سولے بہت خوب
کچھ جواب نہ دیسکے نقابدار نے یہ بھی کہا کہ اب میرا رُکنا مناسب نہین ہی میرے ملک پر بھی جنگ وجدل کا سامان
دیوزاد چڑھ گئے ہین قہقہہ سہ چشمی بڑی فوج لیکر آیا ہے اُس سے مقابلہ پڑیگا یہ کہکر نقابدار اُسی وقت سوار
فوج دیوان حاضر ہوئی نقابدار بصد زکرو فر رخصت ہوکر روانہ ہوا بعد جانے نقابدار کے ایرج و نورالدہر بر
مین آئے مال طلسمی جمع کیا ملازمان نقابدار کو ایک حصہ دیدیا تھا ایک حصہ نورالدہر نے ایک ایرج کو
بصد منت و خوشامد دیا لیکن ایرج صاف ہنوے کئی دن اسی قلعے پر دونون شیر رہے بعد کئی روز کے اس
قلعے سے ایرج و نورالدہر نے بکر و فر فریدونی و حشمت جمشیدی کوچ کیا نقابدار ایسا سمجھا گیا تھا کہ دونون جوان
مین میل ہے یہ بھی خیال ہے کہ آپس مین فساد کرینگے تو نقابدار آکر پھر تنبیہ کریگا یہ بھی آپسمین ذکر رہتا
نقابدار حقیقت مین صاحبقران ہے سطوت وصولت رعب و دبدبہ سب سامان ظاہری اُسکو خدا نے دیا
اُسکا دعوی سچا ہے جس مقام پر اُترتے ہین منزلون خبر جاتی ہی کہ طلسم کاؤسیہ فتح کیے ہوے شاہزادہ نورالد
جاتا ہے طلسم سے مال بہت پایا ہے قضائے کار نملاق کوہی کہ اسکے پاس نامہ لقا کا آچکا ہے تین لاکھ فوج
سے اسکا قصد ہی کہ کوچ کرون عیار اس سمار سبکرو دوڑا ہوا آیا عرض کی امے شہریار ہم آپ سے کہا کرتے تھے
کہ اس حوالی مین طلسم کاؤسیہ ہی کہ اُسمین مال بے حساب ہے آپ نے تساہل کیا فرزندان حمزہ نے آکر فتح کرلیا مال
ہوے جاتے ہین فوج بھی بہت ساتھ نہین ہے دونون شیر کمسن دو چار پہلوانون کو جو زیر کیا ہی بلبلاے ہو
ہین آپ سے کیا مقابلہ کرسکینگے آپکے شاگرد اُنسے بہتر ہین نملاق کوہی ایک تو مغرور تھا ہی عیار نے جو تعریف
کین کھڑا ہوگیا کہا لشکر تیار کرو یہ مال مفت مین جاتا ہے چلکر لینا چاہیے تین لاکھ کا لشکر تیار ہوا نملاق کوہی خیـ
کہتا ہوا اس مال طلسم پر ہم قبضہ کرینگے یہان نورالد وایرج ایک صحرائے سبزہ زار مین اُترے ہین دونون
جوانون مین باتین ہورہی ہین کہ دادا جان یاد کررہے ہونگے دونون عیار بھی حاضر ہین کہ رہے ہین کہ اب سر
جلد چلیں لشکر مین انتظار ہوگا کہ صحرا سے گرد اُڑی نملاق کوہی مع تین لاکھ لشکر کے آکر پہونچا سامنے اُترپڑا
کہلا بھیجا کہ اے جوانو تمنے طلسم کاؤسیہ فتح کیا بڑی بے ادبی کی وہ طلسم ہماری عملداری مین تھا مال اُس طلسم

ابدار کے شوکت نمائی بھی منظور ہے جیسے ہی اُسنے دوسرا وار کیا نورالدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا غصے مین
کاؤس کا اُڑ گیا مرنا کاؤس کا کہ ساحر وہائی دینے لگے ہر طرف سے آواز فریاد فریاد کی بلند ہوئی نقابدار
حرون کو خدمت مین نورالدہر کی لائے کہا انکو امان دیجیے نورالدہر نے سر جھکا لیا ساحرون کو امان ملی
سلام ہوے نقابدار موجود ہے اپنی بارگاہ استاد کرائی نورالدہر و ایرج کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ مین آیا
کی اپنے ہاتھ سے زخم دوزی کی شب بھر بالین پر انکے بیٹھا رہا مرہم سلیمانی کی پٹیان چڑھائین بس صبح
چھے تھے جب دونون جوان اُٹھکر بیٹھے نقابدار نے اشارہ کیا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز
ے جام گردش مین آیا ایک پری وش مشتری خصال زہرہ جمال سامنے کھڑی ہو کے بہ خوش الحانی
یہ غزل گانے لگی

غزل

نفس ہے پیش چشم اُس روے روشن کا
نگہبان برق کو مین نے کیا ہے اپنے خرمن کا

مود دل پردہ دری ہے عیب پوشی مین
گریبان پھاڑ کر کرتا ہون مین پیوند دامن کا

وشمن جان کی زیادہ قتل کرتی ہے
زخم شمشیر معشوقون کا ہنوڑا نا ہے گردن کا

ں نے لیجا کر مجھے قعر زنخدان مین
لکھا تھا ڈوبنا قسمت میری چاہ گلشن کا

نون کا احسان کھینچتا ہے داغ پیشانی
نشان مٹتا ہے روے زخم سے کب تار سوزن کا

سنے کہنے سے رقیب تیرہ باطن کے
رکھا گردن پہ اپنی دوست نے احسان دشمن کا

عالم آتا ہے نظر گنج شہیدان مین
قدم باد بہاری ہے مرے قاتل کے توسن کا

بیمروت سے ہے عرض حال لاحاصل
نہ بخشے نفع ہرگز کوٹنا کچھ سرد آہن کا

تکتا ہون زبس مین میرے زندان مین
نظر آتا ہے چشم منتظر ہر چشمہ روزن کا

غ ظاہری کو داغ روشن دل سمجھتے ہین
چراغ بادہ اے آتش نہو محتاج روغن کا

کا بہ عیش و نشاط گرم ہوا نقابدار طرف نورالدہر کے متوجہ ہوا کہا ای شیر بیشۂ جرأت و ای یکہ تاز میدان
یرج سے کہا آپ بھی سماعت فرمایئے ایرج بھی متوجہ ہوے نقابدار نے کہا آپس کا مناقشہ اچھا
م لوگون کی جرأت کے سکے ہین جو کار ہاے نمایان تمھارے ہاتھ سے سرزد ہوے اگر اسکا ذکر کرین سالہا
ین ختم نہو کوئی تمھاری جرأت پر حرف گیر ہو سکتا ہے مال جواب طلسم سے نکلے اُسکے تین حصے کیجیے ایک حقیر کو
دو حصے آپ دونون صاحب لیجیے اور لشکر ظفر اثر صاحبقران مین جایئے میری جانب سے صاحبقران

شاہزادہ بیقرار ہو کر یہ دعائین مانگ رہا ہی ایرج نوجوان بھی بیقرار ہین شاپور سے کہتے ہین ای شاپور
اب شکست ہوا چاہتی ہی شاپور کہتا ہی آقا آپ نے غضب کیا لڑائی مین فتور پڑا وہ بادشاہ طلسم ہی اُسکی سحر کو کون
روک سکے آج شکست ہوئی شاپور نے پھر کہا آقا آپ کا غصہ بعض مقام پر خرابی کرتا ہے آج بڑا غضب ہوا دیکھی
کیا ہوتا ہے مگر نورالدہر نے دعا کرتے کرتے لوح کو چمکانا شروع کیا کبھی لوح چمکاتے ہین کبھی گھوڑا بڑھاتے ہین
جس ساحر کے سامنے لوح چمکائی وہ نابینا ہوا اوپر سے ہاتھ مارا صدہا جادوگریون مارے مگر کاؤس کی سحر
قیامت برپا کی ہی ہزارہا بندگان خدا مارے گئے اور قتل ہو رہے ہین جہان کاؤس نے سحر کیا ہزارہا دو ہزار بیکار ہے
ہاتھ تلوار کا نہین چلتا سپر لشتیبانی نہین کرتی طائران تیر بے پر گرے پڑے ہین ایرج کو بھی نہایت انتشار ہی
آج کی جہالت نے بندگان خدا کو قتل کرایا یہ بھی دعا مانگ رہی ہین جو سردار بیبس و بیکس ہو رہی تھی بلک بلک
کے دعائین مانگ رہے ہین کہ آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی قضائے کار نقابدار زرین پوش سیر
ہوا جاتا ہی فوج ترہ ہا سے دیو بھی ہمراہ بارہ ہزار جوانان صف شکن دیو زاد ذکی گردنو نیر سوار مرکب ان سیھو
انکی بغل مین دبے ہوے نقابدار نے جیسے ہی دیکھا کہ ایرج و نورالدہر زخمدار انیر یورش ساحران غدار ہی دیکھ
ہی کمال غصہ آیا دیوزادون سے کہا کہ تم طرف صحرا کے جاؤ خبردار شریک جنگ نہونا اور باز سفید ہر وقت سر پہ
سایہ فگن رہتا ہے نقابدار بارہ ہزار جوانون سے آگے گرا آتے ہی صفون کو درہم و برہم کرنے لگا جس غل پہونچا
فسر و تاک کر مارا ایرج کی جانب پکار کر آواز دی کہ ای جوانان صف شکن و ای شیران تیغزن یہ کیا جہالت ہے
کہ کفار کو زور دیا بندگان خدا قتل ہوے یکسر عذاب ہوا خبردار اب کبھی ایسی حرکت نہو یہ کہتا جاتا ہی اور پھر
جنگ ہی اسم اعظم بآواز بلند پڑھ رہا ہی باز سفید جسپر سایہ ڈالتا ہی وہ جلکر رہجاتا ہی کسی پر منقار مارتی کسی کو نیچے سے
غربال کیا لوگ حیران ہین کہ یہ کیسا طائر ہی صف شکنی کر رہا ہی اپنے آقا کو بچاتا جاتا ہی ساحر کو قریب نہین آنے دیتا
نقابدار لڑتا بھڑتا ہوا جاتا ہی نورالدہر کو بڑی شرم آئی ایرج کی جانب دیکھا کہا کیون برادر آپس کے مناقشے کا
انجام دیکھا احسان کا نام مشکل پڑا آئندہ دیکھین کیا ہوا ایک طرف سے ایرج ایک طرف سے نورالدہر شمشیر زنی کرتے
ہوے چلے جدھر جا پڑے قیامت برپا کر دی اگر ایرج کسی کے سحر مین پھنسے نورالدہر نے بڑھکر لوح چمکائی پھر
ایرج دبا پڑتے ہین اسطرح جنگ ہو رہی ہے کفار سنگ ہین تین شیر آمادہ جنگ ہین نورالدہر تو ٹھیر ذرا لوح
چمکاتے ہوے جاتے ہین ادھر سے کاؤس ورنگ نشین آگ برساتا ہوا آتا ہی نورالدہر نے للکارا او نامرد
وا ہی غربا کو کیا قتل کرتا ہے مردان عالم سے نگاہ چار کر آگے بڑھکر ایک ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے تلوار کو تلوار پر

ا ہوا بلا جانے کہ دنگل بستم کیا چیز ہی کچھ آپس کا جھگڑا ہی یہ کہکر ملکہ صمصام کا قصد ہوا کہ مین باشاہ طلسم سے
ساحرون جیسے ہی سامنے پہونچین کاوس دیکھکر جلگیا کہا او گیسو بریدہ ننگ خاندان تو نے طلسم کشا کو را
مراحلۂ وقواق ایسا مقام تھا کہ اسکو کوئی فتح کر سکتا لیکن وہ بھی کتے کی موت مارا گیا یہ کہکر سحر کیا صمصا
زخمی ہوا کئی تیر بھی مارے صمصام نے کچھ خالی دیے کچھ جسم سے خون جاری ہوا صبح دلکشا
دور سے دیکھا کہ ضمصام زخمی ہوئین تمام جسم فوارہ بنا ہوا ہے نعرہ کر کے جا پڑین دیکھا صمصام جو سردا
ے ہوئین صبح دلکشا و کاؤس اور رنگ لنشین سے مقابلہ ہونے لگا کئی سحر ملکہ صبح دلکشا کئی کا
انتا ہے سحرون کو دفع کر کے ایک چیخ ماری کہ زمین تھرا گئی برق گری سر ملکہ صبح دلکشا کا بھی زخمی ہوا اسا
لشکر نور الدہر کے سب زخمی کیے کئی ہزار ساحرونکو مارا قریب ہے کہ لشکر ایرج و نور الدہر کو شکست ہو
دہر کوشش کر رہے ہین ہنگامۂ گیر و دار بلند اہل اسلام درد مند کاؤس بہت خوش ہے کہ مین نے فوج سلطان
ست دی اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائینگے طلسم کشا زخمدار بیقرار ہے پہلے اور سب کو گرفتار کر لون پھر طلسم کشا سے سمجھا
کا ہر طرف دوڑتا پھرتا ہی جہان ساحر نامی کو پایا قتل کر ڈالا یا زخمی کیا عجب رنگ ہی ہزار ہا لاشہ پڑا ہی ساحرونکے
کی صدا بلند فلان مارا گیا فلان گیا نور الدہر کا جوش و خروش بڑھتا جاتا ہی سر کے زخمی ہونے سے شاہزادہ
تم کے لڑ رہا ہے ایک نخل کے سایہ مین آکر ٹھہرے تماشا جنگ کا دیکھ رہے ہین جب کاؤس نے گولا مار دیا سو
سو گر گئے عجب آفت برپا ہے جب نور الدہر نے دیکھا گھبرا گئے ساتھ والون سے فرمایا بڑا غضب ہوا کس مصیبت سے
م فوراً اجابجا ساحرون کو مارا قلعۂ وقواق پر کیا کیا مصیبتین پڑین یہ انقلاب نہین ہوا کہ ہزار ہا مسلمان
ے گئے اسی کی گردن پر خون ہے ای پروردگار اچار حم شریک کر یہ لڑائی فتح ہو ای معبود تیری نزدیک سب
آسان ہی تیرا اس بندۂ خاکی پر سراسر احسان ہی

نظم

ـدا مستظہر دنیا و دین است
ـسند خدا مسند نشین است
ـاوند جہان در حسن و خوبی
ـق پروردگار عالمین است
ـے پیدا گہے پوشیدہ باشد
ـے خاقان چین گہ خوشہ چین است

خدا مسترجع صدق و یقین است
خدا پاک از چنین است و چنان است
جمیل است و شکیل است و حسین است
بہ پیش بارگاہ لایزالش
گہے شادان گہے اندوہگین است
ز ہر صورت خدا صورت نما ید

بہر کشور خداوند تسلط
منزہ از ہمان است و ہمین است
ز لطفش نیست کس محروم و مایوس
زمین و آسمان سر بر زمین است
گہے دریوزہ گر گہ شاہ آفاق
نقاب از چہرۂ انور کشاید

ہین ابھی آفاق جادو کو مارا بڑے بڑے کافرون کو للکارا ایرج نے جو طرف ساحرون کے رخ کیا
نور الدہر بیتاب ہو گئے کہ ایسا نہو کہ کوئی ساحر نکلکر سحر کردے تو اس شاہزادہ کو جان بچانا مشکل
یہ سوچکر گھوڑا بڑھایا پکارکر آواز دی اے یکہ تاز میدان جلالت واے صاحب سطوت و شوکت آپ ایسے
بہادر ہین رستم و اسفندیار کا نام مٹا دیا مگر آفرین ہے صحیح جنات جدل کا تمہارے نہین ہر تامل کرو ایرج
کو اور زیادہ غصہ آیا طرف نور الدہر کے بڑھے کہا بس کنارے رہیے میرے قریب تشریف لائیے گا و
بڑے قبلہ و کعبہ سے شرمندگی ہوگی نور الدہر نے کہا مین آپسے جنگ نہین کر سکتا مگر طلسم کی تباہی میرا
تھی آپ کو ملال ہو نچیگا نور الدہر یہ عذر کرتے ہوے قریب ہو نچے منظور یہ تھا کہ انکو سمجھا کر بغیر دن
لشکر ادہر سے جنگ کرون ایسا نہو بادشاہ طلسم ہو خدا نخواستہ دشمنون پر انکے کوئی خرابی آئے جب قریب
کے ہونچے ایرج تلوار کھینچکر ہاتھ مار کہا بوجہ پاجانے پر بڑا نازہے خبردار اب کبھی دنگل رستم کا نام نہ لینا
ورنہ زبان کاٹ ڈالونگا ہر چند نور الدہر نے اپنے کو بچایا مگر پیلہ تلوار کا سر پر پڑا کسی قدر زخم آیا اور الد
کو بہت ناگوار ہوا تلوار کھینچی اور غصے مین منہ سے نکلگیا کہ او شاہزادے دنگل رستم ہمارا حق ہے ہمارے
قبیلہ نسبہ نے تمہارے دادا کی جا بجا مدد کی تب انھون نے دنگل رستم دیا اب جو نگاہ ڈالی تو انکو بیہودہ
ہم سمجھے تھے مین آپ نے آپسے باہر ہوے جاتے ہین یہ کہکر ہاتھ مارا ایرج کا سر زخمی ہوا دونون جوانون نے تلوار چلنے
لشکرون مین ہنگامہ ہوا آپسمین لڑنے لگے سحر بھی ہونے لگا تلوارین کھنچ گئین طائران تیر اڑنے لگے جسکے سینے پر پڑے
پشت کو توڑ کر پار گذرے تیرون نے سرکشی دکھائی سنان ہاے نیزہ چلین سینے غربال ہو گئے کاؤس اور زنگ
نے جو یہ معرکہ دیکھا کل فوج کو اشارہ کیا کہ مسلمانون کو مار لو تمام فوج کفار لشکر ایرج و نور الدہر پر
جا پڑی اب تینون لشکر مل گئے کاؤس نے جب سحر کیا ہزار ہزار دو دو ہزار جوان غربال ہوے جاتے
ہوے طرف ایرج فوج آگئی ملکہ صبح دلکشا نے اپنی طرف والون کو بچانا شروع کیا طرف نور الدہر کے
ملکہ صمصام جانبازی کر رہی ہین جب کاؤس کا سحر چلا سینہ سپر کر دیا اپنے اوپر زخم کھائے مگر لشکر نور الدہر
کو بچایا بڑے زور و شور سے لڑ رہی ہین یہ بھی خیال ہے کہ لشکر کو شاہزادے کے بچاؤن ایک مقام پر ملکہ صبح دلکشا
سحر کر رہی ہین بی صمصام سحر کرتی ہوئی آئین آپسمین ملاقات ہوئی صمصام نے کہا کیون ہوا ایسے جا بجا ہے آنکھین دیکھے
ہین آپسمین لڑ رہے ہین دونون شیر زخمی ہوے کاؤس کا زور بڑھا ہزارہا بندگان خدا بے خطا مارے گئے بادشاہ
طلسم کے سحر کو تون رکے دونون جوان جھوم رہے ہین صبح دلکشا نے کہا کیون ہوا دنگل رستم کیا چیز ہے جسپر یہ جھگڑا ہے صمصام

ساحرون کی افسر ایک طرف غیر ساحر مجمع ہوئے آتے ہین اس لشکر کو دیکھکر کاؤس گھبرا گیا ہرکارے آن کہا دریا
کرو یہ کون شخص ہین ہرکارے گئے خبر لیکر آئے کہا طلسم کشا کے ہمچشم بصد قہر و خشم در بند دن کو فتح کرتے ہوئے آئے ہین
مین آفاق جادو کو مارا کاؤس نے زانو پیٹ لیا کہا یار دیر قصہ تھا کہ اگر یہان شکست ہوگی تو مین قطعیہ ہین
ق کے چلا جاؤنگا افسوس وہ بھی برباد ہوا ایرج سامنے آکر اترے بازار مین آراستہ ہوئے شاہ نور شیر دل
ا منتظم قلب فوج مین بارگاہ زربفتی استادہ کی خیمہ مین ایرج داخل ہوئے لکہ صبح دلکشا در بارگاہ پہرہ نگہبانی
پچیس ہزار طلایہ مقرر کیا بہمن جادو پانچ ہزار ساحرون کو لیکر گرد لشکر پھرنے لگا کاؤس نے رفیقون سے کہا
ا یہ بھی میرے واسطے طلسم کشا ہی بہادر کیا ہے طبل جنگی بجے صبح سب کو پھونک دونگا ایک زندہ نہ بچیگا طبل
ی پر چوبہ پڑا یہ خبر ہرکارون نے ایرج کو پہونچائی ایرج نے بھی حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے یہان بھی
ا رہ زہرہ گڑ گڑایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر ستارہ سحری آسمان پر
کا لشکر خیل خیل طرف میدان کارزار کے چلے جب دونون لشکر میدان مین پہونچ گئے نقیبون نے نقابت
کر کیٹ کر کا لیکر رہتے کاؤس اور زنگ شیرین چاہتا ہے کسی کو حکم دے کہ صحرا سے گرد اڑی نوبت نقارہ
آواز آئی لکہ ہائے ابر سیاہ چلے ہے ہین چونکہ ایرج کے لشکر مین سن پایا تھا کہ صبح دلکشا ساحرہ ہے
ہر بہت خوش تھا کہ صبح دلکشا کی کیا مجال ہے جو ہمسے مقابلہ کر سکے خوشی خوشی کاؤس کھڑا دیکھ رہا ہے کہتا
تھا کہ ایک سحر مین اس لشکر کو پامال کر دونگا وہ گرد عظیم جو اٹھی تھی قریب آکر شق ہوئی ابرہائے سیاہ جو چھائے تھے
وہ بھی پھٹے ابر سے بڑے بڑے ساحران غدار اژدران آتش نشان پر سوار بڑے کروفر سے آکر پہونچے ایک
زمانہ ہے کہ ہم طلسم کشا کے ساتھ ہین بادشاہ طلسم کو قتل کرینگے روپیہ مال لوٹینگے گو سے طلسم کشا ظاہر ہو کہ میدان الہ دا
گھیرے ہوئے مرکب پری پیکر پر سوار پشت پر لاکھون سوار و پیدل فوج کے دل کے دل آگے آگے سب کے
شاہزادہ نور الدہر لوح طلسمی گلے مین سرداران صف شکن جوانان تیغ زن چپ و راست نور الدہر مرکب
رفتار کو بڑھائے ہوئے آتے ہین کاؤس نے نور الدہر کو پہچانا گھبرا کر کہا یار غضب ہو طلسم کشا آگیا اب مشکل ہوگی
ن اس جوان کو سمجھا تھا کہ اسکا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہے مگر جنگ طلسم کشا کرامات ہے ساحر بھی بجیاب ہین
ملن ایرج نے نور الدہر کو دیکھا آنکھون نیچے اندھیرا آگیا کہا اے شاہ پور دیکھا تو نے کشتی گیر زادہ کو کچھ خوف آیا
ارسے سامنے اکڑے ہین مرحلہ جات توڑ کے آئے ہین شوکت و شان دکھاتے ہین یہ کہکر مرکب کو بڑھا دیا للکار کر
ادی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ ہمارے مقابل آئے خواہ مسلمان ہو خواہ کافر ہم سب سے موجود جسقدر سلاطین فتح کئے آباد شاہ ہمراہ

صبح دلکشا نے چاہا کچھ عذر کرے کہ آنکھ کھل گئی وہی کوہ ویران سنسان میدان ملکہ گھبرا کر اُٹھین بو
مین کہتی ہین خود شاہزادے نے کلمہ اشتیاق فرمایا اب چلکر تلاش کرنا چاہیے یہ سوچکر پر پرواز پیدا کیے اُڑ
چلین مگر اشتیاق مین ڈوبی ہوئی خواب کی باتون کا خیال دلپر ہجوم غم و ملال آسمان پر چمکتی ہوئی آ
یہان شاپور یہ باتین کرتے کرتے جب کھلکھلا کے کہلاتے پانیکا موقع نہین دیکھا دیکھیے سلمان کیسے جل
مین جیسے ہی آفاق پلٹا شاپور نے حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالدیے آفاق اُف کرکے گرد کا جانے
کے چلے شاپور گر آفاق نے خنجر کھینچا کہا ارے تو کون شاپور نے کہا تمھین قتل کرنے تو آیا تھا تمھاری
ابھی نہین ہو آفاق نے چاہا خنجر مارون کہ سر اُڑ جائے شاپور یہان ہان کرتا ہو دوسرے ایرج نے دیکھا ایک ساحر
شاپور کو قتل کیا چاہتا ہو کئی تیر مارے اُسنے سحر کرکے جلا دیے ایرج سے قتل مین دیر ہوئی کہ صبح دلکشا
نے آسمان سے دیکھا ایک ساحر شاپور کو قتل کرتا ہو سب جادوگر لشکر ایرج پر آگ برسا رہے ہین
ہو کے ایک گولہ پھینکا کہ آگ برسنا موقوف ہوئی برق بنکر آفاق پر گری یہ تو ایرج کی جانب دیکھ رہا
تھا آفاق کے دو ٹکڑے ہوے نعرہ کیا نام صبح دلکشا ساحرون پر کڑک کڑک کر گرنے لگی سیکڑون کے سر اُڑ
فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی لشکر ایرج کے پانی برسا دیا ساحرون نے دُہائی دی کہ ہم اطاعت کرتے ہین ایرج
نے تلوار روکی ملکہ صبح دلکشا کو منع کیا بارہ ہزار جادوگر مطیع اسلام ہوے اُنکا سراب جادو ہو سبکو لیکر حاضر
خدمت ہوا ایرج نے سراب کو سردار کیا صبح دلکشا سے حال پوچھا صبح دلکشا نے کیفیت اپنی بیان کی
رشک کا ذکر نہین کیا ایک شب ایرج نوجوان استقامت پذیر ہے اس عملے پہ مفصل حال سُنا کہ نورالدہر نے سب مرحلے فتح کیے
ہے صرف قلعہ کاؤسیہ پہ جانا ہو دوسرے دن لشکر کو ہمراہ لیکر بعظم شادکام چلے کاؤس اور رنگ نشین کو خبر
پہونچی کہ طلسم کشا آتا ہو تمام قلعہ جات تسخیر ہوے کہا اب لشکر جمع کرو چار لاکھ ساحر غیر ساحر جمع کرکے کاؤس نے
قلعے سے باہر نکال لشکر کو اتارا ساحر کہہ رہے ہین کہ حضور گھبرائین ایک سحر مین زمین بلا دینگے کاؤس کہتا
سرداران سحر کا آگے طلسم کشا کے کیا زور ہو صاحب لوح کچھ مگر کچھ حیلہ کچھ جرات اگر کی تو فبہا ورنہ جان دینا
صبح کا وقت ہو کاؤس اور رنگ نشین بارگاہ مین بیٹھا ہو یہی ذکر ہو رہا ہو ہر ایک کا قول ہو کہ حضور نے والا
بہت بُرا ہوتا ہو ہوتے مرتے ہزارون کو مار کر مرینگے طبقے زمین کے آسمان پر پہونچا دینگے یہ باتین ہو رہی ہین کہ
صحرا سے گرد اُڑی نوبت نقارے کی آواز آئی سب دیکھنے لگے دیکھا آگے آگے شاہزادہ ایرج نوجوان پشت
لشکر گران نوبت نقارے بجتے ہوے ملکہ صبح دلکشا تاج ہیرے سر لباس فاخرہ زیب جسم انور طاؤس کو اُڑاتے ہوے بجائے

ز کر رہے ہین اُنکے سحر سے بھی آفت برپا ہے مگر ایک ساحر تاج پہنے ہوئے بلا کے سحر کر رہا ہے جب دو پتھر مارا
۔ برسنے لگی شعلے بھڑکنے لگے ہاے ابر کرکے شاپور نے کنارے آکر اپنی صورت ایک رسالہ دار کی بنائی اگر تا
اچلا قریب تاجدار کے پہونچا پکار کر آواز دی اس لشکر کا کون مالک ہے آفاق نے کہا مین بادشاہ قلعہ
ون تمھارا کیا مطلب ہے شاپور نے کہا ہمکو ایرج نوجوان نے بھیجا ہے فرمایا ہے کہ ہم تمسے مصالحہ کرتے ہین تمھارا
سب بھی اختیار کرینگے آفاق یہ سنکر خوش ہو گیا شاپور نے کہا سحر موقوف کیجیے آفاق نے ہاتھ رکا
ی پھر اتنا موقوف ہوئے شاپور باتین کرنے لگا کہ شرطین کر لیجیے ایسا نہو کہ بعد فتور ہو اب رنگ جما رہا ہے
ین ملکہ صبیح دلکشا درّہ کوہ مین اس خیال مین ٹھہری تھین کہ ایسا نہو ایرج نوجوان گو مشتاق
ذرہ سے کئی دن گذرا اُسی مقام پر رہین ایکدن شب کو پڑی سو رہی تھین عالم خواب مین دیکھا کہ ایرج نوجوان
ن ملکہ اُٹھین جمال جہان آرا دیکھا جھکین سلام کیا کہا حضور کا کیونکر آنیکا اتفاق ہوا ایرج نے کہا ملکہ
مارے مشتاق تھے تمھین ڈھونڈھتے ہوئے آتے ہین تمھارا مزاج کیسا ہے صبیح دلکشا نے کہا اے شہریار
کیا کیفیت عرض کرون کیونکر خاموش رہون اصل مین یہ صورت عجب حالت ہے بقول کسی
نظم

ن سے بار سر آمادہ سودا اُترا — شکر ہے خنجرِ قاتل کا تقاضا اُترا
حال مجنون تو نہین نوع دگر دیکھا کچھ — سار بان آج ہے کیون چہرہ لیلا اُترا
اسقدر اپنے یم اشک نے کی موج زنی — آخر کار نظر سے مری دریا اُترا
درد سر عشق کا سر سے نہ مرے دور ہوا — جل کے جن تجھے نہ اے آتش سودا اُترا
وصل کے بعد نہ کس طرح سے ہو رنج فراق — درد سر ہوتا ہے جب نشۂ صہبا اُترا
چشمۂ حسن کی موجون سے اشارہ ہے یہی — روتے روتے جو موا عشق کا دریا اُترا
ذقن یار مین کی خط نے رسائی پیدا — چاہ یوسف مین خضر بہر تماشا اُترا
کیا عجب روئے جو ہاتھ مین ہمارے وہ بت — بیشتر کوہ کے اوپر سے ہے دریا اُترا
بلغ سے باد بہاری کی یہ ہے آمد آمد — طاق میخانہ سے ہے ساغر مینا اُترا
دہن یار کا رہتا ہے تصور ایسا — شیشۂ دل مین پری بنکے ہے عنقا اُترا
تلخ گل پوچھی نہ آتش نے جو اتھا اسیر — خون تری آنکھون مین اے بلبل شیدا اُترا

یح نوجوان نے کہا ملکہ تم صاحب اختیار ہو اگر قصد کرو تو ملاقات کر سکتی ہو تمھارے چلے جانے کا کیا باعث ہوا

شبرنگ نے دیکھا ایک جادوگر آسمان سے آتا ہے دونون پر جا کر پہاڑ سے کود پڑا لشکر آتا ہوا بھاگ گیا
بھیجا گیا سیران سے پکار کر کہا کہ اے سیران مین بھیجا ہوا شاہ کا آیا ہون تم اپنے کام مین مصروف رہو مین
تا عیار کو لاتا ہون شبرنگ درختون مین چھپا ہو لیتا ہے نور الدہر بن بدیع الزمان کو راتب
دو دادوش مین گذری اکناف لشکر مین آ کے لوح پڑھتے پھرتے ہین لوح کا عکس سب پر ڈالتے ہین
کنارے پر کمر کھڑے ہوے چہار جانب دیکھ رہے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی ایک شخص کو دیکھا کلاہ سر
بھاگا ہوا آتا ہے جیسے ہی نور الدہر سے آنکھ ملی پکار کر آواز دی اے شہریار مین ہون شبرنگ شہباز جادو
لشکر مین آتا ہے نور الدہر بڑھے شبرنگ چلتا ہے کہ جھپٹ کر پاس آتا کے پہونچون کہ آسمان سے نعرہ ہوا انا شہباز
تڑپ کر گرا شبرنگ کی کمر مین پنجہ دیا لے اڑا نور الدہر نے جلدی مین کمان کیانی دوش سے اتاری تیر جب
کمان مین پیوست کر کے مارا شہباز کے پانون پر پڑا پانون زخمی ہوا اور تڑپ کر بلند ہو گیا نور الد
جو نعرہ کیا خلخال جنی وغیرہ دوڑے عرض کی آقا خیر تو ہے فرمایا شبرنگ کو ایک ساحر لیگیا مجھکو بھی جانا
ایسا نہو اسکو قتل کر ڈالے بڑے صدمے اہالی طلسم نے اٹھائے ہین یہ کہکر لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا اے فتاح طلسم
واے سیار این عجائبات جستجو منظور مرو از خواہ مارا جائے فوراً اپنے کو قلعہ طلسمی مین اس صبح رہے پہونچا
کہ خلخال جنی بصورت مرکب نیے اُسپر سوار ہو کر بہ تعجیل جاؤ دربار مین مقابلہ پڑیگا جب تک کاوش قتل
ہزارون بلائین نازل ہونگی نور الدہر نے خلخال جنی سے اشارہ کیا خلخال جنی بصورت مرکب تیز دیتا
نور الدہر اسپر سوار ہوے لشکر مین غل ہوا جن لوگون نے پانی سے مہلت پائی تھی وہ جھپٹ کر ساتھ ہوے ساتھ
جوان تو ہو گئے نور الدہر طرف قلعہ کادیہ کے چلے لیکن ایرج نوجوان جو چند سردارون کو لیکر نکل گئے
اپنے لشکر کو جمع کیا خبر پائی کہ قلعہ کادیہ پر ہنگامہ ہے اب فقط قلعہ طلسمی باقی ہے شاپور نے عرض
کی کہ وہان بادشاہ طلسم ہے بلا کا سحر کریگا ایرج نے کہا جیسے تلوار کھینچی سب سحر و ساحری معدوم ہو گئی
کل لشکر کو لیکر ایرج چلے راہ مین ایک قلعہ ہے آفاق قلعہ دار وہان کا حاکم و ناظم ہے اُسنے جو خبر سنی
نبیرہ صاحبقران طرف قلعہ کادیہ کے جاتے ہین بیس ہزار ساحرون کا لشکر لیکر آفاق قلعہ دار قلعہ
باہر نکلا دیکھا لشکر ایرج کا آتا ہے ایک نخل کے سائے مین کھڑا ہو کر سحر کرنے لگا لشکر ایرج پر تیر
آئی کوئی منھ کے بھل گرا کسی کے جسم سے آگ پیدا ہوئی کوئی جھونکے مین ہوا اڑ گیا شاپور نے جو یہ آفت دیکھی لشکر سے نکلکر
ہو لپٹا یہ تو آگاہ ہو چکا تھا کہ لشکر ساحران سے آگ برس رہی ہے اُسی جانب چلا ایک گوشے سے اڑ کر دیکھا ساحر

ڑنے لگے مگر ایک طرف ہٹا کے جاتے ہیں جب ہٹ جاتے ہیں پھر ویسا ہی پانی ہو جاتا ہے جتنی دیر عکس لوح
ہا اور نور الدہر کھڑے رہے اُتنی دیر وہاں پانی موقوف رہتا ہے اب تو نور الدہر حیران و پریشان چار
انب دوڑتے پھرتے ہیں شبرنگ نے جب یہ دیکھا کہ آفتاب نامدار ایسا نہو کسی مقام پہ گر پڑیں یا دشمنوں پہ کوئی
افتاد پڑے یہ سوچکر شبرنگ بھاگا ایک نخل کے سائے میں کھڑے ہوکے دیکھا کہ پانی کدھر سے آتا ہے اُسی جانب
ن دیکھا کہ ابر چھایا ہوا ہے ایک پہاڑ پر ابر جمع ہوتا ہے بعدہ طرف لشکر اسلام جاتا ہے اب تو شبرنگ
یقین کامل ہوا کہ کسی ساحر کا یہ فتور ہے ایک ساحر کی شکل بنکر دوڑا ایک نخل پر چڑھ کر دیکھا ایک ساحرہ سن رسیدہ
ل سر کے سفید زندگی سے نا امید روئی کے گالوں پر پانی کے چھینٹے دے رہی ہے کبھی اٹھتی ہے کبھی بیٹھتی ہے
ہائے ابر کو جو سست پایا اور زور دے رہی ہے ابتر سب ترکیب لشکر نور الدہر پہ جاتا ہے پانی زور
و سے برستا ہے شبرنگ نخل سے اترا ساحر کی شکل بنا ہوا اپنے کو آراستہ کرکے طرف پہاڑ کے چلا صحرا اُتر
ہ ٹیلا پہاڑ گھاٹیوں کو طے کرتا ہوا جب قریب پہونچا تو آواز دی کہ او بیچاری ذرا ہوشیار ہو جا اسی منہ سے
وہی کیا دیکھا کہ ہائے ابر سست ہیں بعض پلٹے آتے ہیں جس لشکر میں طلسم کشا موجود ہے صاحب لوح ہاں
ریب کیا کام آئیگا کیوں اپنی آبرو ریزی کرتی ہے چل تجھکو بلایا ہے یہ کہتا ہوا شبرنگ قریب پہونچا
یران نے کہا یہاں ساحر تمہیں کسنے بھیجا ہے کلمات سخت نہ فرمائیے شبرنگ نے کہا ارے تجھے کسنے بھیجا ساحرہ کے
منھ سے نکل گیا کہ مجھکو بادشاہ طلسم نے بھیجا ہے شبرنگ نے کہا ہمکو بھی بادشاہ نے بھیجا ہے کہ تو نے اتنی دیر کیوں
اول تو تجھکو بنانا تعجب کہ طلسم کشا سے لوح لیتی بعد اسکے سحر کرتی سیران نے کہا کہ لوح لینا کیا کھیل ہے خلیل جنی
یا واقف کار وہاں موجود ہے بغیر فریب کے کام نہ چلتا یہاں تو شبرنگ یہ رنگ جما رہا ہے لیکن وہاں کا رنگ سنیے
ت پر بیٹھا ہے رئیس امیر جمع ہیں ساحروں نے کہا حضور سیران بہت غصے میں گئی ہے لشکر طلسم کشا آفت رہا
تھی ایک ساحر کے منھ سے نکل گیا کہ ذرا نقشے میں تو ملاحظہ فرمائیے سیران پر کیا گذری کہیں عیار نے مارا
ملا ہوگا یہ سنکر کاؤس گھبرایا کہا اے رفیق سچ کہتا ہے نقشہ اٹھا کر دیکھا کہا اے شہباز جاؤ جلد جاؤ
یار طلسم کشا بشکل ساحر رنگ جار رہا ہے جا کے اسے گرفتار کرلے شہباز چلا یہاں شبرنگ نے بڑا بھلا کہکے
ک جاچکا ہے اب منظور ہے کہ کچھ کھلا پلا کے قتل کروں ایک سیب اپنے پاس سے نکالا کہا اے ملکہ سیران
سیب کو کھا کر سحر کرو کبھی تہ آسیب نہ آوے گی یہ سیب باغ سامری کا ہے سامری و جمشید اس سیب کے درخت میں خود
دیتے تھے لیکر چھیلنے لگا چاہتا ہے کہ تراش کر کھلائے کہ آسمان سے نعرہ ہو خبردار اے سیران کوئی شے نہ کھانا شہباز جادو

گھر ہا مین ہر گشتی آہن ربا مین جذب ناگ	دل بچہ کیونکر ہمارا دلربا کے سامنے
جسم ناسخ خاک سر دابے مین مر نیکے بعد	التجا ہر بادشاہ کربلا کے سامنے

صمصام نے کہا مین تمکو عشق مین صادق جانتی ہون شہریار فرماتے ہین جانبازی دکھاؤ فور
تلوار کھینچی اپنا گلا اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالا فیروزہ کا مزار آگ برسنے لگی آواز آئی کشتی مرا نام مین فیروز
گوہر نوش بعد بادشاہ طلسم کا دلی ورنگ نشین تخت پر بیٹھا تھا اتفاقات قضا و قدر سیران نگو
لوٹس مان فیروزہ کی آئی ہو اور بادشاہ سے پوچھتی ہو کہ میری بیٹی کہان گئی کاؤس کہ رہا ہو کہ
مقابلہ طلسم کشا بھیجا ہو قلعہ منظور پر گیا ہو ملکہ فیروزہ کو برآمد بھیجا ہو مان اسکی گھبرا گئی کہا ای قسمت
ہوا جو مسلمانون کے مقابلے مین جاتا ہو وہ زندہ نہین پلٹتا کاؤس کہ رہا ہو ایسا نہوگا وہ واپس آئیگی
مینہ برسنے لگا تھے سب سوار دیکھ نام کے رکھے ہین یکایک گلدستہ فیروزہ کے نام کا جلگیا سیران نے کہ
حضور غضب ہوگیا آپ نے اسکو مار کاؤس کو سنا تا آگیا اب کیا جواب دے سیران نے کہا حضور مین جاتی ہون
کو اپنے فرزند کے قتل کرونگی یا جان دونگی ہر چند کاؤس نے روکا سیران نے کہا میرا گھر برباد ہوگیا جوان
حسین جمیل مین کیونکر صبر کرون مین اکیلی جاتی ہون لشکر طلسم کشا کو الٹ دونگی یہ کہکر اکیلی
عقاب پر سوار ہوئی طرف لشکر نورالدہر چلی یہان نورالدہر فتح کرکے بیٹھے ہین قلعے منظور پر
کے فرو کش ہین خلخال جنی کی شادی ساتھ ملکہ دُردانہ کے کی خلخال جنی کہتا ہوا آقا نے ما نما آپنے بڑا
کیا بعد کئی برس کے غلام ارشاد ہوا اُس روز لشکر مین جشن بھی ہو خلخال دمبدم عرض بھی کر رہا ہو
جلدی کرین بادشاہ طلسم سے بھی فیصلہ ہو نورالدہر نے فرمایا کل انشاء اللہ کوچ ہوگا خلخال بھی تیا
لشکر مین مصروف ہو کل شاہزادہ کوچ کریگا پلٹنون رسالون مین تیاریان ہو رہی ہین سردار جا
ہین جانتے ہین کہ سویرے کوچ ہوگا زلف لیلی شب کمر سے گذری ہو کہ پہلے ایک آندھی سیاہ اُٹھی د
آدمی اسمین پامال ہو کچھ خیمے گرے تھوڑے عرصہ کے بعد ایک ابر تیرہ و تار اُٹھا پانی برسنے لگا ملازمون گرد
پشتے بنائے بعد تھوڑی دیر کے یہ نوبت بہم پہونچی کہ پشتے بیکار ہو خیمے گرنے لگے پانی بڑھتا چلا آتا ہو
جس بارگاہ مین بیٹھے ہین اسمین پانی ابھی تک نہین آیا نورالدہر گھبرا کے باہر نکلے دیکھا ہزارون بندگان خدا
رہے ہین جو معلوم ہوا کہ بہتے ہین گرے اور ڈوبے فریاد فریاد کی صدائین بلند ہین نورالدہر نے
شبرنگ کیا آفت آئی شبرنگ نے کہا جس بارگاہ مین حضور ہین اسطرف پانی کم آیا مجھکو سحر معلوم ہوتا
لوح دیکھئے اسمائے لوح پڑھئے کیا عجب ہو کہ یہ بلا دفع ہو نورالدہر نے جیب سے شبرنگ بن عمرو لوح دیکھنے
چلے جو عمرو ... آیا ہوا پانی غائب ہو گیا اُتار آئی بیکار پانی غائب ہونے لگا اب تو نورالدہر تمام لشک

سرخ پوش آئے نظر شوخ یہ ہر رنگ شان
پہنے پوشاک جو وہ پیکر گل اندام سفید

گو پہننا نہین جز جامۂ رنگین تو آج
کفن اک روز بنیگا مجھے خود کام سفید

غرۂ کر حسن دو روزہ پہ نہ ای سیم اندام
رنگ سب بے نگون مین ہوتا ہی بہت خام سفید

اپنے رخسار پہ چھوڑے نہ کبھی تو جو نقاب
ہو ابھی صبح امید ابلق ایام سفید

حرف مطلب جو لکھون ہو وہ نہان تیا ہر جواب
بھیجتا ہے مجھے کاغذ وہ دلارام سفید

تیرے مجبور کے قاصد نے کہا گیا نامۂ شیخ
ہو گیا منھ ترا سنتے ہی جو پیغام سفید

اس بیقراری مین دعائین مانگ رہی ہین کہ دروازہ قلعے کا نور الدہر نے آ کر توڑا اگو دبرزن مین
ین چلنے لگین ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا نگہبان آہنگر بھاگے خلجال جنی انتا بھرتا قریب قید خانے کے آیا
وق کو جو گرفتار زنجیر دیکھا دیوانہ ہو گیا جھپٹ کر قریب پہونچا جا کر زنجیرین توڑین دُردانہ کو قید سے چھڑایا
قبضے مین کیا لڑتے بھڑتے باہر نکلے منظور کو یہ خبر پہونچی کہ نور الدہر نے قلعہ فتح کر ایا دُردانہ کو قید سے رہا کر لیا
ح و فیروزی آتے ہین یہان فیروزہ کو وہی جوش و خروش ہے سیکڑون جادوگرون کو مارا منظور بھی چار
منظور نے کئی سحر کیے ملکہ فیروزہ نے سب سحر رد کے لپک کر گولا مارا منظور کے سینے تو توڑ کر پار گذر الرکہا انکے
دار آئی کشتی مرا نام ہے منظور مردار خوار بعد منظور کے مارے جانا فوج بھاگنے لگی ملکہ صمصام نے دیکھا کہ فیروزہ کا
جوش و خروش ہے پکار کر آواز دی بی فیروزہ منظور کو تو مارا الکستا عدعوی عشق کا ہے فیروزہ نے
ہاتھ باندھ کر کہا مین کو کنیز ہون میرا تو یہ حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے نظم

غم نہین گر رو سیاہی ہو خدا کے سامنے
سرخرو ہون اس بت نا آشنا کے سامنے

ہون تصور مین کسیکے باد پا کے سامنے
ہو چراغ زندگی میرا ہوا کے سامنے

داغ ہے طاؤس اُس گلگون قبا کے سامنے
سانپ ہے رستی سے کم زلف دوتا کے سامنے

سجدہ کرتا ہون بت نا آشنا کے سامنے
بندے ہین کیا چیز مین کہدون خدا کے سامنے

مین نہ فریادی تبھون گا ہون خدا کے سامنے
آشنا کا کیا گلا نا آشنا کے سامنے

زلف ہو یا خال ہو یا چشم ہو یا ہو مژہ
ہاے ہو جاتا ہون ہر کالی بلا کے سامنے

بوسے کا سائل جو ہن کیون مجھکو نہ اپنے ور سے
قدر کیا محتاج کی حاجت روا کے سامنے

مجھ سے پہلے مرے رقیبون کو گر پیغام موت
کیا بڑا یہ کام ہے پیک قضا کے سامنے

مجھکو جام نرگس بیمار کا دھیان آ گیا
کیون طبیبو لائے تم کاسے دوا کے سامنے

خط ہوا خواہون کے لیتا جا الجھنگے راہ مین
کہتے ہین رو رو کے ہم پیک صبا کے سامنے

تماشا فیروزہ مبہوت ہوگئی چہرہ گلنار رنگ رد متغیر کہا صبح تمہارا کام انکھون سے منظور ہی ابھی منظور مردار خواہ
سر لاتی ہون کہ ملکہ صمصام نے کہا آپ جاکر بیٹھئین مین سمجھ لونگی یہ کہکر ملٹی لشکر منظور پر جا پڑی صمصام نے اپنے
ساحرون کو منع کیا اب تم کدو کو شش نہ کرو فیروزہ سمجھ لیگی یہان اہل ہیبت شہزادہ نور الدہر پڑے ہوئے سوتے
تھے ہلڑ جو ہوا آنکھ کھلی شبرنگ سے پوچھا یہ کیا معرکہ ہی شبرنگ نے تمام کیفیت بیان کی نور الدہر نے مقابلہ
اٹھے ہتھیار جسم پر لگائے تیغہ خوار افگن سلیمانی کھینچکر بارگاہ سے نکلے دیکھا تلوار چل رہی ہی ملکہ صمصام
کھڑی ہنس رہی ہیں نور الدہر کو دیکھکر عرض کی فیروزہ آپ کو گرفتار کرنے آئی تھی مگر خدا نے بچالیا دیکھیے
فیروزہ نے لشکر کو قتل کر رہی ہی آپنے دخل دیجیے بلکہ قلعے کے لینے کی فکر کیجیے نور الدہر نے سنکر دس ہزار سوار
لیے ہوئے دوسری سمت سے اس طرف قلعے کے چلے جو لوگ قلعے پر تھے انھون نے فریاد کی ارے منظور طلسم کشا قلعے پر آتا ہی
دردانہ کو یہ ہر نوش پریزاد ایک مکان مین مثل قیدیون کے مسلسل و مطوق بیٹھی ہی نگہبانون نے ہلڑ کیا کہ لو غضب
غضب ہوا طلحال بھی طلسم کشا کا رفیق ہی منظور وہان لڑائی مین پھنسا ہی طلحال جنی طلسم کشا اس طرف آتے ہین دردانہ
جو سنا اپنے عاشق کو دعائین دینے لگی کہ طلحال کو ہماری فکر ہی خوب سلسلہ نکالا خدا اسکو مظفر و منصور کرے مدتین ہمکو
اسی قید خانہ مین ہوگئین اخلاق نے نیا زور دے کے دکھلایا ہی قید سے ہمکو جلد نجات دے اب صدمات قید نہین اٹھتے فقط

خدا است منبع الطاف و معدن اشفاق	خدا است مخزن اعطاف و مصدر اخلاق
خدا عظیم و خدا اعظم و خدا احسان	خدا رحیم و خدا ارحم و خدا رزاق
خدا است مونس و ہمراز و محرم و دمساز	رفیق و ہمدم و دلدار در خفی و رفاق
خدا پرست نکو کار باشد اندر دہر	بہ نیکنامی و اخلاق شہرہ آفاق

بلک بلک کے دعائین کر رہی ہی نگہبانون نے کہا اب ملکہ خیر ممکن ہی منظور مردار جو اب ہمارا افسر ہی مار سب کو قتل کر
پلیگا ملکہ نے کہا دیکھا کیا خدا کو بھول گئے ہو کہا تک جفا اٹھائین وہ رحم کریگا اپنا رحم کریگا وہ شیر بیشہ جرات آتا ہی ہلڑ کے جھ

یار آیا تو ہوئے دیدہ ناکام سفید	جیسے ہون آمد سلطان مین در و بام سفید
پرے عکس لب سرخ کا گر ساغر مین	ہو خجالت سے وہین بادہ گلفام سفید
دیدہ اس چشم سیہ کی نہ میسر ہووے	دیدہ غیر ہون مثل گل بادام سفید
بن نے بلبل شب فرقت ہوئی اب تک صبح	ہوگئے آہ مرے موے سیہ خام سفید
سو مجھے مضمون بیاض رخ جانان جو	ہوگیا رنگ مرکب دم ارقام سفید

اُنکی ہر دم کی نصیحت سے مین تنگ آیا ہون
کاش ناصح سے بھی آنکھ اُسنے لڑائی ہوتی

ہون وہ غم دوست کہ سب اپنے ہی دلمین بھرتا
غم عالم کی اگر اسمین سمائی ہوتی

خط کے آغاز مین تو مجھسے ہوا صاف تو کیا
لطف تب تھا کہ صفائی مین صفائی ہوتی

ابر رحمت سے تو محروم رہی کشت مری
کوئی بجلی ہی فلک تو نے گرائی ہوتی

دھوئی کیون اشک کے طوفان سے لوح محفوظ
سرنوشت اپنی ہی ناسخ نے مٹائی ہوتی

شعار پڑھکر جب نازنین گئے ہاتھ مین گلدستہ ہی اسکو اشارہ کیا گلدستہ پھینک دے یہان رنگ جمگایہ لشکر طلسم کشا ملکہ صمصام منع کرتی ہین تلوار کھینچ سر قدمون پر نثار کر فیروزہ سے منع کرتی ہی او عجائب نگار کیا تیری ندی کا نوشتہ بُرا ہی کیون جان دیتی ہی نازنین جا رہی تھی کہ بھاگ جسکو صمصام طلب کیا ہی جھپٹ کر اُسنے ہاتھ پکڑ لیا پھر سے کہا وہ جلنے لگی جل جلکر خاک سیاہ ہوئی اندھی اُٹھی آواز آئی کشتی مرا نام من عجائب نگار بود فیروزہ بہت غلطانی آواز دی او صمصام تیری قضا آئی ہی یہ کہتی ہوئی فیروزہ پنجہ لیکر بڑھی قریب صمصام کے پہونچی دشمن نے پنجہ نے لگا ملکہ صمصام ہنستی جاتی ہین کہ بی فیروزہ کیون قضا آئی ہی فیروزہ جوش مین نہین مانتی بڑا رشک ہے تا یہ پہلو طلسم کشا مین بیٹھی ہی یہ سعی کر پنجہ مارا صمصام نے نیچے کو نیچے پردہ کا جھناٹے کی صدا بلند ہوئی ہرکارون نے خبر منظور مردار خوار کو پہونچائی کہ بی فیروزہ لشکر مسلمانان پر جا پڑین اُسنے سارے لشکر مین ہلڑ کیا کہا جو جلو یہ فیروزہ لشکر طلسم کشا پر جا پڑین رات ہی کو لڑائی شروع ہوگئی سب لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر منظور پہونچا لشکر اسلام قتل ہونے لگا صمصام نے دیکھا کہ مین تو فیروزہ سے لڑ رہی ہون ایسا نہو لشکر پر شکست واقع ہو یہ سوچکر مسکرائین بی فیروزہ تمکو مجھپر کیون غصہ ہی عیش و آرام ہمارا اچھا ہی فیروزہ نے کہا مجھکو تمھارا ان ٹھنکر بیٹھنا پہلو طلسم کشا مین ناگوار ہوتا ہی صمصام نے کہا پلٹکر دیکھو شہریار کیا فرماتے ہین فیروزہ پلٹی دیکھا تو الد کھڑے نہایت آن بان مار رہے ہین کہ کیون فیروزہ تمکو گوارا ہی کہ منظور مردار خوار لشکر کو لیکر آیا ہی وہ ہمکو قتل کرے اور تم اور تم آنکھون سے دیکھو اگر تمکو ہمسے محبت ہی تو منظور کا سر لاؤ ننگ عشق نہو نظم

عشق ہی تازہ کار و تازہ خیال
ہر جگہ اُسکی اک نئی ہی چال
کہین آنسو کی یہ سرایت ہی
کہین یہ خونچکان حکایت ہی
کہہ نمک اُسکو داغ کا پایا
کہہ پتنگا چراغ کا پایا

کہین طالب ہوا کہین مطلوب دونون ہاتھین غرض ہین اسکی خوبیان تم کیسی ہماری چاہنے والی ہو کر حاکم اسکو مارو پھر ہمارے پاس آؤ جو کہو گی وہ کرینگے شربت وصل سے سیراب ہوگی ہمقدر نہ قیاب ہوگی یہ جلوہ طلسم نخر

فیروزہ شاخ سے گرین گلغدار نے دیکھا ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین سرو قد خورشید خد
زمین پر کھڑی ہی گلغدار کے منہ سے نکلا اسکو لینا جانے نہ پائے شاید ہمارے آقا کی فکر مین آئی ہی
چالیسون کنیز دنے سحر کیا گلغدار نے بھی ماش کے دانے مارے خنجر برسے تلوارین گرین فیروزہ
رونگار ہی ایک تسک جوڑی وہ سحر الٹے پلٹے تلوارین چمک کر گرین سب کے سر اڑ گئے گلغدار
سر کٹکر گرا ملکہ صمصام پڑی سو رہی تھین کان مین جو آواز آئی کہتی مرا نام ہی گلغدار نازک بدن
ملکہ صمصام کی کنیز مقرب تھی دل بیقرار ہوگیا گھبرا کر اٹھین کہتی ہوئین کہ ارے کسنے میری کنیز کو مارا یہان
لوگون نے فیروزہ کو گھیرا ہی فیروزہ شل برق چمک رہی ہین جسنے سحر کیا اسکے سحر کو الٹا پلٹا دیا کیسکا سر
ہاتھ ٹوٹا کیسکا سر اڑ گیا کہ ملکہ صمصام باہر نکلین دیکھا چالیس لاشین کنیزون کی پڑی تڑپ رہی ہین سامنے
پر پڑے تڑپ رہے ہین ملکہ صمصام کو نہایت ناگوار ہوا یہی اپنی آنکھون سے دیکھا کہ فیروزہ نے کئی سحر جوا
ہمارے سامنے جلا دیا پکار کر آواز دی کہ او فیروزہ کیا کرتی ہی خبردار آگے نہ بڑھنا فیروزہ نے جو صمصام
فیصان دیکھا جلکی کا یقین کامل ہوا کہ یہ ہر وقت صحبت مین رہتی ہی کسقدر اپنے بناؤ سنگار کا خیال ہی ترقی
جلال ہی اسکی غرت آبرو مٹاؤن جادۂ راہ عدم کھاؤن یہ سوچکر سحر کیا ہاتھ ہلایا مسکرائی دو پتھر زمین
آواز دی ای عجائب نگار لینا جان صمصام کھڑی تھین سب نے دیکھا ایک نازنین گلدستہ ایک ہاتھ مین دوسرے
مین ایک کاغذ وہ کاغذ پڑھ رہی ہی اسکا مضمون یہ ہی کہ ای صمصام ہوشیار ہو جا ورنہ بڑی ذلت اٹھائے گی
نازنین کا غذ پڑھتی جاتی ہی اور گلدستہ کا غنچہ ہلا رہی ہی مگر اہالی قلعہ حیران دیکھ رہے ہین اس نازنین نے
کلام کیے پھولون نے اپنا رنگ جمایا غنچہ ہائے گل نے اپنا طور دکھایا ملکہ صمصام کو محویت ہوگئی وہ جو نازنین پھول
گلدستہ سنگھا رہی تھی ارادہ کیا پیچھے ہٹون کہ صمصام کے پہلو سے زمین شق ہوئی ایک ماہ جبین ظاہر ہوئی
پکار کر آواز دی کہ او کنیز تو نے ہماری ملکہ کو دیوانہ بنایا اب جاتی ہی پلٹ جاؤن مین تجھکو نہ جانے دون
مین تیرے ساتھ بدلہ کرونگی یہ کہکر آگے بڑھی چاہا لپٹ جاؤن فیروزہ نے آواز دی ارے کوئی حاضر ہی
بول اٹھی کہ خاموش رہ چپ ہو فیروزہ کو ہوش کھڑی ہوگی پہلو سے دیکھا ایک نازنین نشانہ لگائی ہوئی

مجھکو فرقت کی اسیری سے رہائی ہوتی	کاش عیسیٰ کے عوض موت ہی آئی ہوتی
گر نہ ہو شمع تو معدوم ہین پروانے بھی	تو نہ ہوتا تو صنم کب یہ خدائی ہوتی
میر سے کرتے ہو ابرو کے اشارے ہر دم	کبھی تلوار تو مجھ پر بھی لگائی ہوتی

خط سے پیغام زبانی نے ترقی کی، ہے
دونوں جہان دم چند میں دیکھوں پہلے
آتش اُس گل کو ہے لیجا کے چمن میں رکھنا

آجکل تیر دعا کی ہے نشانہ شب وصل
جان جاتی ہے کہ ہوتی ہے روانہ شب وصل
ہو مبارک تجھے بلبل کا ترانہ شب وصل

ی گھبرا گئیں کہا حضور یکایک اسقدر متغیر ہونا کیا باعث ہے لونڈیاں نہیں سمجھیں کہ حضور نے کیا فرمایا ملکہ
ہو رہیں خوف ہوا ایسا نہو کہ راز عشق ظاہر ہو شاہ کے سامنے ذکر آچکا ہے بادشاہ نے فرمایا تھا کہ قتل
صام نہ پہنچا دیں جو ظاہر ہوا خاموش ہو رہیں کسی کو کچھ جواب نہ دیا اُٹھ کر بارگاہ میں آئیں لیکن بڑا
ے ہے کہ کیا انجام ہوگا دیکھوں فلک کیا دکھائے لیکن منظور مردار خوار نے طبل جنگی بجوایا نورالدہر کو خبر
ی ملکہ صمصام نے فرمایا اے شہریار حضور ایسے مقام کو فتح کرکے آئے کہ جہاں کوئی قدم نہ رکھ سکتا تھا خود بادشاہ
کو ناز تھا کہ اگر قلعہ و قواق پر کوئی لشکر کشی کریگا اور لشکر حریف مثل فوج دارا و اسکندر ہو تو سالہا
لڑائی پڑے وہ قلعہ ایک آن میں فتح ہوا اس قلعے کی کیا حقیقت ہے بی فیروزہ جنا تشریف لائی
نے بھی مقابلہ پڑیگا آپ دخل نہ دیں میں فتح کرونگی نورالدہر نے طبل جنگی بجوایا کہا ملکہ عالم ہمارے
ی عورتوں پر جہاد ساقط ہے آپ اپنی بارگاہ میں آرام کریں ہم سمجھ لینگے دونوں لشکر میں تیاریاں
ے لگیں مگر فیروزہ تڑپتے تڑپتے رات کو اپنے مقام سے اٹھی خیال محال دل میں بھرا ہوا جی میں
ہے کہ اے فیروزہ کیا تدبیر کروں اگر صبح کو میں نے مقابلہ کیا اور طلسم کشا کو کوئی آزار پہونچا تو بھی باعث
ی ہے اور اگر نہ لڑی تو خبر بادشاہ کو پہونچیگی کہ فیروزہ جاکر کیا کیا حال عشق کھلا تو بڑی بات ہے ماموں جان
ینگے کہ جو ہے کہا تھا وہی ہوا اگر صمصام کیا جیا لنصیب ہے اپنے معشوق کے قریب ہے میرے مقدمے
ضرور دست انداز ہو گی فوراً ایلچی یہ سوچکر لشکر میں نورالدہر کے آئی دیکھا لشکر میں گھٹا گھٹم روشنی ہو رہی ہے
مصام کی ایک کنیز گلعذار نازک بدن چالیس کنیزوں کو ساتھ لیے ہوئے گرد بارگاہ طلسم کشا پھر رہی ہے
مین گلعذار کی کیا حقیقت ہے کہ جو مجھکو روکے اُسکو بیہوش کرکے طلسم کشا سے ملاقات کروں شاہزادے
نگاہ کردوں کہ ہمارے ہاتھ سے کوئی آزار نہ پہونچیگا یہ سوچکر عقاب کی صورت بنکر چلی گلعذار نازک بدن
ی پر بیٹھی ہے کنیزیں صدے حاضر باش ناظر باش سے رہی ہیں ایک شاخ نخل پر دیکھا کہ ایک عقاب آکر بیٹھا شاخ
جھک گئی جیمیں کہتی ہے کہ اے گلعذار عقاب کے جسم میں یہ گرانی شاید کوئی ساحر ہے احوال کھل جائیگا جھولی میں
ڈال کر ایک تیر نکالا اُسپر اسم سحر پڑھا عقاب جو تیر نے مارا ملکہ فیروزہ غفلت میں آکر بیٹھی تھیں تیر کھا

حصو منے بڑے مقام کو فتح کیا کنیز کو امید نہ تھی بیرون بارگاہ کرسیاں بچھین ایک کرسی پر نورالدہر آکر بیٹھے
کرسی پر ملکہ صمصام جلوہ فرما ہین جملہ سردار گرد بیٹھے ہین کہ لکہ ابر آسمان پر اُٹھا ملکہ صمصام نے جو لکہ ابر کو
کہا اے شہریار بطرف سے شاہ طلسم کوئی مددگار آتا ہی ہرچند کہ منظور مردار خوار مغضوب درگاہ شہنشا
مگر اب اُسنے میل کیا ملکہ دُردانہ گوہر پوش پریزاد منظور نظر شہنشاہی یہان تعینات ہی نہیں معلوم اُسپر کیا گ
گرد دلدار آکر اُترا ملکہ فیروزہ رنگوس پوش اس ابر سے ظاہر ہوئین پانچ چار کنیزین گرد دلالکو ساحرونکا لش
زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے آمالے بارگاہ ہوئے اژدہان آتش فشان پر لدے ہوئے کہ کنیزون نے ما
فیروزہ نے عرض کی ملکہ صمصام کیا خوشی خوشی سبکو طلسم کشا مین بیٹھی ہین طلسم کشا بھی جلوہ فرما ہین پلٹ کر فیرو
دیکھا ملکہ صمصام جوہر دار البلنر ملا خرہ پہنے ہوئے دریائے جواہر مین غوطہ زن کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہین ایک
آفتاب عالمتاب بطلوع شوکت ماہ چرخ جلالت و لیاقت جما شوکت و شان نورالدہر بن بدیع الزمان مثل ماہ
گرد سرداران مانند ثوابت و سیارگان خود زرین سر پر رو جواہر نگار زیب جسم انور خنجر شمشیر کمر مین کمان کیانی دوش
ہزار تیرون کا ترکش مثل دم طاؤس بائین ہاتھ پہ لٹکی ہاہی تیر و لد نور اُس ترکش مین کہ سینہ دشمن کو نگا کرین جا
جو نورالدہر پہ نگاہ غور دیکھا شائستہ حسن وعشق نے بیشتر دہی کی آنکھون کے آگے اندھیرا آگیا قلب تھرا گیا پر
ضبط کیا مگر نہو سکا تھرا کر زمین پر گرین بیہوش ہوگئین کنیزین دوڑین سر اُٹھا کے اپنے زانو پر رکھا گرد و غبار پا
گلاب کیوڑہ بید مشک سے روئے زیبا پر چھڑکا بمشکل تمام ہوش آیا رنگ رو متغیر حیران و پریشان چہرا و اسکا عالم یاس کنیزون نے
عرض کی ملکہ یہ کیا حال ہے فوراً رنگ بدلا متغیر ہوگیا ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچکر کہا کیا کہون کیونکر ناموش رہون لیکن

درد دلکا جو کہا مین نے فسانہ شب وصل
نیند آنے کا ہوا اُسکو بہانہ شب وصل

نہیں کوتاہ کسی حال مین ہمت میری
خشک ہو ہاتھ تو ہو زلف کا شانہ شب وصل

حسرت جلوۂ دیدار بہت ہے مجھکو
چاہیے میرے لیے آئینہ خانہ شب وصل

صبح تک ہوئے اس بت نے قدم رنجہ کیا
نہ رہا شکوہ و شکایت کا زمانہ شب وصل

مین نے صندل کی طرح ماتھے کو رگڑا تا صبح
درد سر کا جو کیا اُسنے بہانہ شب وصل

مرتے ہین رشک کے مارے پس دیوار رقیب
شور کرتا ہے جو پازیب کا دانہ شب وصل

یار کیا مجھکو ملا دولت پائندہ ملی
ہاتھ آیا مرے قارون کا خزانہ شب وصل

چاندنی آئینے مین مین نے اُسے دکھلائی
سیر دریا کا جو لایا وہ بہانہ شب وصل

باکہ اُس محبوب جانی ایرجادو دانی پر کیا گذرتی ہوگی نور الدہر نے فرمایا کہ ای برادر اگر تمام عمر یہین صرف ہو جائے تو بدون
ر دانہ گوہر پوش کے یہان سے قدم آگے نہ بڑھینگے مقدمۃ الجیش کے نام حکم ہوا اسی جانب لشکر ہمیں اُسی جانب لشکر چلا
و فروکش ہوا اتفاقاً سے غیرہ ہوئے منظور سردار خوار بارگاہ مین بیٹھا تھا مخبر نے آکے کہا دریافت تو کرو دیکھا تقاضا
چند پاسبانے حاضر تھے اُسنے حکم ہوا کہ دریافت تو کرو یہ معرکہ کیا ہے کسکا لشکر آیا ہے پاسبان گئے دم بھر مین پلٹ کر آئے
کی حضور طلسم کشا اِدہر یہان فتح کرتا ہوا آتا ہے وقواق بن اشفاق بن مرواق کو مار قیدیون کو چھڑا لیا
ان جنی اُسکے ساتھ ہمراہ ادھر سے جاتے تھے قلعے کو دیکھکر خلطان نے تمام کیفیت بیان کی طلسم کشا کو رفیق پروری کا بڑا
ہر خور آیا ہے بڑے خواہش رکھتے ہین کہ ملکہ دُر دانہ کو آپ سے لین ورنہ طلسم کشا صاحب لوح ہے بلغر کریگا خود جری
ہر وقواق ایسے کا جب قلعہ لیلیا اور گھسکر اُسکو مارا تو اس قلعے کی کیا حقیقت ہے یہ سُنکر منظور سردار خوار نے
سمجھو لونگا رفیقون کو بلا کر کہا فوج کتنی تیار ہے عرض کی موافق اس قلعے کے دو ہزار آدمی ملازم ہین منظور نے
ن الیسی تدبیر کرونگا مقدور فوج مین یہان آئین گے گاؤ زمین بار دنہ اُٹھا سکے ایک عرضی بادشاہ کو لکھو مضمون
کہ طلسم کشا با فوج ظاہر آپ کی جانب آتا تھا مینے اس قلعے پر روکا ہے اگر مدد سرکار سے ملے تو مین طلسم کشا کو گرفتار
روانہ کرون بابیکراں تھا مینے دُر دانہ کو آپکے واسطے راضی کیا ہے لیکن طلسم کشا سے مہلت پاؤن تو خدمت
لیکر حاضر ہون خاص آپکے واسطے راضی کرچکا لیکر آنے کو تھا کہ طلسم کشا آگیا اس مضمون مذکور کی عرضی روانہ
ومیں سنکر بہت گھبرایا فوراً پکار کر آواز دی یارو تمنے سُنا طلسم کشا آپہونچا وقواق ایسا جانباز مارا گیا
سردار خوار کہ خیر خواہ ما بدولت ہے اُسنے چھوٹے سے قلعے پر روکا ہے کوئی ایسا ہے کہ جاکر اُسکی مدد کرے اتفاقی
عاجی اُسکی ملکہ فیروزہ گوہر پوش بیٹھی ہے یہ سنتے ہی اُٹھ کھڑی ہوئی کہا لونڈی جائیگی طلسم کشا کو گرفتار کرکے
بادشاہ نے دو لاکھ فوج ساتھ کی کہا ای فرزند ایک خیال رکھنا پسران حمزہ بہت خوبصورت ہین صاحبزادی
یا چلیں لیبا تو سمجھین بھی یہی خیال ہو تو بڑی مشکل پڑے فیروزہ نے کہا بی صمصام کو ہمیشہ سے گانے بجانے کا شوق
ہے حصول علم کا خیال رہا ہے مگر اُسی وقت سوار ہوئی طرف لشکر اسلام کے چلی یہان قلعے سے منظور سردار خوار دو
ہزار جوانون کو لیکر باہر نکلا ہے لشکر طلسم کشا دیکھکر گھبرا رہا ہے اتفاق سے جب قلعۂ وقواق فتح ہوا ملکہ صمصام
ہر اس فکر مین چلی تھین کہ اپنے کو بابا طلسم کشا پہونچا دُن نور الدہر نے یہان یہ قلعہ فتح کیا جو ابھی عرض کر چکا ہون
صام جو پھرتی پھراتی اسطرف آئین قلعے نو سے طلسم آباد پایا اور خبر پائی کہ طلسم کشا فتح کرکے گئے اب بادشاہ سے مقابلہ ہے
ت آگر یہو پہنچین دیکھا نور الدہر کا لشکر اُترا ہے طلوع سحر مین نور الدہر سے ملاقات ہوئی بہار کباد دی کہ

گل پہ بلبل شیفتہ ہے سرو پہ قمری فدا
درد دل ہمیں رکھتا ہے سحر تک شام سے
حسن سے مشہور عالم مین حسینون کا عبث
ہے مسیحا پھنک رہا ہے آتش فرقت سے دل
پھنسے دام مصیبت مین کہان رہتے ہین یار
کب کہ گل نشو و نما پر ہے گل داغ فراق
آگیا تیر جو میرا دل تعجب کیون ہوا
ایک بھی سنتا نہین عاشق کی اللہ رے غرور
بت کو کیا ہین منعم و دولت سے ملتا ہے خدا
کیا ہوا وحشت مین مین نے چھو لیا گر زلف کو

عشق بھی کس کس جگہ اپنا گذر کرتا نہین
کونسی شب ہے جو آئین رات بھر کرتا نہین
صورت آئینہ کوئی دل مین گھر کرتا نہین
کچھ دوا سوزش داغ جگر کرتا نہین
نغمہ سنجی بلبل بے بال و پر کرتا نہین
اس چمن کی سیر وہ رشک قمر کرتا نہین
کیا کوئی الفت کسی سے اے قمر کرتا نہین
ہنستے مین شام سے کب تا سحر کرتا نہین
یہ غلط سمجھے ہو ہر جا کام زر کرتا نہین
بیخودی مین سایہ سے کا انسان ڈر کرتا نہین

نور اللہ نے پھر کہا اے برادر صاحبقران کبھو بھی میرے ذہن مین نہین آیا خلخال رونے لگا کہا اے شہریار کیا بیان کر
جب مین پردہ قاف مین تھا ملکہ دُردانہ کو ہر ادیش پریزاد بادشاہزادی پردہ چہارم قاف کہ اُسکی محبت مین
سالہا سال دیوانہ رہا بعد عرصہ دراز اُسکو میرے حال پر رحم آیا ملاقات ہونے لگی در اندازون نے اُسکے باپ فغفو
کو خبر کی اُنھون نے جنات مقرر کیے کہ جہان کہین ایک ساتھ ان دونون کو دیکھو گرفتار کر کے لاؤ برسون
دونون چھپتے پھرے یہ بھی خبر فغفور نے سنی اپنے وزیر بیہوش جنی کو واسطے میری گرفتاری کے مقرر کیا کو
پر میرے اُسکے ملاقات ہوئی رو رو کے مجھسے اُسنے کہا کہ جسطرح بنے پردہ قاف سے نکل جاؤ اے شہریار آخر
ہم اور دُردانہ پری پردہ قاف سے نکلے یہانتک صحرا مین آ کے پہونچے جادوگرون نے آ کے گھیرا سواری بادشاہ طلسم کی آ
اُسنے ساحرون سے کہکر مجھے گرفتار کرالیا شاہ ہو رجاد و شکا وزیر ساتھ تھا اُسکے سپرد کیا اور یہ بھی کہا کہ
کو ہمارے واسطے راضی کرو شاہ ملعون نے مجھپر تو طلسم باندھ دیا کہ بندگان خدا کو بھٹکایا کرون اور پریزاد
باغی ہو کر اس قلعے مین آ کے رہا ہم کبھی اسطرف آنے بھی نہ پاتے تھے اسوقت جو اس قلعے کو دیکھا دل قابو
اب حضور جب سے آپ تشریف لائے اور لوح طلسمی دستیاب ہوئی سب کو اپنی جان کی پڑی ہے یقین کامل ہے
کہ اب زندہ نہ بچینگے شاہ ہو نے بادشاہ سے میل کیا اور کہا مین جا کر طلسم کشا کو قتل کرون وہ آپکے مقابلے
آپکے ہاتھ سے مارا گیا بیٹا اُسکا منظور مردار خوار اب دُردانہ بر علحق ہے قلعے کو قبضے مین کیا اس غلا

مکرٹے ہوکے اندھیرا چھا گیا زمین کانپی سنگباری بزغباری ہوئی بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام مرصع حقاق
نفاق بن مرواق بعد صدہا مکان گرے باغات اُسکے سحر کے جلے قید خانہ بھی یہان کئی ہزار جوانون کو
لیا دہ سب دائرہ اسلام میں آگئے فوج نور الدہر بھی آکے اُس مقام پر جمع ہوئی مال بھی اس قلعے مین بہت نکلا مال صحن
مین جمع ہے نور الدہر شمار کررہے ہین کہ آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی قضا کار نقابدار زرین
لفصد حشم و خروش تخت زبرجدی پر سوار فوج دیوان پشت پر عیار طرار نقاب چہرے پر ڈالے ہوئے پشتہ پر
کمس آئی کہ رہا ہے کہ عیار کی نگاہ پڑی کہ صحن قلعہ مین بہت سا مال جمع ہے اور نور الدہر بن بدیع الزمان نے
اس قلعے کو فتح کیا ہے یہ سنکر نقابدار نے کہا آج کل فوج کی تنخواہ بھی چڑھی ہے ہان یہ مال اٹھا لو دیو زرد
پ کر کرے ستر و لاکھ زرہ کا دیو کا گرنا ایک ایک تیر اٹھالی اور لیکر بلند ہوئے نور الدہر تلوار کھینچکر دوڑے کہ
دان بھیا یہ کیا بے ادبی کرتے ہو کہ نقابدار زرین پوش نے آسمان سے نعرہ کیا او جوان بس ہے مقام پر
و ایسے ایسے مال غازیون کے واسطے ہین ہماری فوج کی تنخواہ چڑھی ہے ہمین خواہش ہے اپنے دادا جان سے
یا کہ بانہ ہا صاحبقران جو الے کردین ورنہ سر میدان مقابلہ کرونگا اب تامل نہوگا مین بزرگان سے بھی دریافت
نور الدہر رک گئے نقابدار زرین پوش کے بیان سے شوکت و جلالت آشکار ہے باہمہ سر انور پر سایہ فگن سرداران
ن جوانان صف شکن ہمراہ ہین فصاحت و بلاغت سے فرمایا کہ نور الدہر ایسا جوان شیردل رستم زمان جب شوکت شان و
صاحبقران کچھ جواب دیگا نقابدار نے سب مال لیا تختون پر لدا کر نوبت نقارے بجاتا ہوا نکل گیا اب نور الدہر
تو تھے اور جو باقی تھے اُنکو کملو ایلخزانہ دار کی معرفت جو مال ملا اُسکو اپنے قبضے مین کیا تین لاکھ فوج
و غیر سا جمع ہوئے اُنکو ساتھ لیکر نور الدہر نے کوچ کیا طرف قلعہ گاوسیہ کے روانہ ہوئے خلخال جنی بہمہ مصاحبت
ہی تیسری منزل ہے نور الدہر کو کہ سامنے سے ایک قلعہ معلوم ہوا اُس قلعے کو دیکھکر خلخال جنی رونے لگا نور الدہر نے
کیون خیر تو ہے خلخال جنی نے کہا کیا عرض کرون جو کچھ کیفیت ہے زندگی دشوار عشق سر پر سوار کسکے سامنے
اپنا حال بیان کرون راتین ہجر کی سختی سے کٹتی ہین بقول شاعر قطعہ

حال بیتابی دل پردہ نظر کرتا نہین ہجر مین کس شب تڑپ کر مین سحر کرتا نہین
ویر لیجانے مین خط کے نامہ بر کرتا نہین یہ کبوتر وہ ہے اُڑنے مین کمر کرتا نہین
ہجر گل مین حال کب نوع دگر کرتا نہین چاک دامن صورت جیب سحر کرتا نہین
پیٹتے روتے ہین کیون میر جانے پر عزیز کون ہے جو دار دنیا سے سفر کرتا نہین

جو ان ایسے ایسے کام کرتے ہین محبت پر قدرت کی مٹے ہین یہ کہکر قید نورالدہر جو اپنے کی جبار نے مروڑ
مشکین باندھین کہا لوح کسی اور کے ہاتھ بھیج دیجئے گا وقواق نے کہا لوح ہم خلقین کو لیجانا ہوگا تم ایسا معتبر کو
ملیگا یہ کہکر لوح طلسمی بھی پیدی جبار نے بڑا ہت تمام لوح کی لوح لیکر نکلا پیچھے ساحرون کا بلوہ ہر کہ جبار طلسم
کو لیے جاتا ہے لوح کو بادشاہ کو دیگا طلسم کشا کو چھوڑ نے کہا جائیگا اسکا بھی پیٹ بھرے ہمارا بھی
ہوجبار جب ڈیوڑھی مین آیا سب کو ہٹا دیا کہا یارو ہٹ جاؤ سیٹے جبار نے لوح طلسمی گلے مین نورالد
ڈالدی جھک کر سلام بھی کیا اور کہا غلام کو حضور نے بھیجا تھا منم خلخال جنی آپنے بڑی غفلت کی اگر لوح د
دیکھتے تو یہ آفت نہ برپا ہوتی نورالدہر نے خلخال کا بڑا احسان مانا قید کو توڑ کر پھینک یا خلخال نے ایک تل
بھی ہاتھ مین دی کہا بسم اللہ بارگاہ مین چلیے یہان وقواق بہت خوشی و خرم بیٹھے ہین اپنے ساتھ والو
کہہ رہے ہین کہ ہماری لیاقت دیکھی اب بادشاہ طلسم ہے دیکھا کل طلسم پر ہمارا اختیار ہوگا جسکو
جسکو چاہین موقوف کرین جسکو چاہین بحال کرین سب کہہ رہے ہین بہت بجا ہے آپکا کون مقابلہ کرسکتا
یہ کہتا کہ زمین تھرائی نعرہ شیر کی آواز آئی نعرہ نورالدہر تصنیف مصنف

منم سرکن لشکر کافرا[ن]

بہ پیشم نگون شد سر کافران	منم حامل رایت سروری	بہ فوج عدو میزنم ابر
منم فخر بزد و سہراب گیو	ز قہرم فتد بر زمین زرہ ولو	شکستم طلسم گہربار ر
جدا کردم از باغ این خار را	منم قاتل کافران جہان	منم ابن فرزند صاحبقرا[ن]

وقواق نعرہ نورالدہر سنکر گھبرا گیا بعض ساحرون کو غش آگیا حیران تھا کہ کیا غضب ہوا کیونکر رہا
پہلو مین نورالدہر کے خلخال جنی تلوار کھینچے ہوے نعرے کر رہا ہے کہتا ہے کیون بے وقواق تو نے مجھے قید کیا
مین نے کیسا چونا لگایا جبار نیکر آیا کیسا تم دکھایا وقواق نے کہا یارو اسے مار لو اسنے بڑا غضب کیا طلسم
کو رہا کر لیا چہار طرف سے جادوگر چلے سحر تو کر نہ سکے خوف تھا کہ لوح طلسم کشا کے پاس ہے نیزے تلوارین لیکر
نورالدہر نے بدیع الزمان شمشیر کف جسکو ہاتھ تلوار کا مارا اسکے دو ٹکڑے ہوے خلخال جنی یون لڑتا
کہ ہاتھ تلوار کا مارا جادوگر قتل ہوا آپ غرق زمین ہوگیا ساحر حیران ہوتے ہین کہ خلخال جنی کہان
ہوگیا دور جاکر ظاہر ہوا اچھلکر ہاتھ مارا دو چار پاؤن قلم کیے دس بیس جادوگر جو مارے گئے وقوا
گھبرایا چاہا پرواز پیدا کر کے نکلجاؤن نورالدہر برابر پہونچ گئے تھے آخر اسنے ناچار ہوکر ہاتھ تلو
مارا نورالدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھا دیے ہاتھ نکال کر سر کو تیا کے کمر پر ہاتھ مارا وقواق

طرح نے دقواق کو قتل کر ڈالا ہر مرتبہ اسی کی جانب جاتے ہیں دقواق دور سے سحر کر رہا ہے ہنگامہ گیر و دار بلند ہے
زمین چل رہی ہیں نورالدہر لڑتے بھڑتے غول تک پہونچے سب ساحروں نے گھیر لیا ہر طرف تلواریں مارتے ہیں ہزارہا
ایک مرتبہ چلتا ہے ایک ساحر نے دوڑ کر گرز مارا نورالدہر کے شانے پر پڑا شاہزادہ غصے میں گھوڑے سے کود پڑے اور پیدل
شہزادہ لڑنے لگا جس ساحر نے گرز مارا تھا پھر تیغ سے اُسکو قتل کیا پھر اسبھون نے مرکب کو پکڑ لیا مرکب زمین میں
غائب ہو گیا ایک غل ہوتا تھا کہ یارو گھوڑا طلسم کشا کا غائب ہو گیا لیکن منصور جادو نے کہ دس ہزار سواروں
افسر ہے سب سے اشارہ کیا کمندیں ریسمان زنجیریں پڑنے لگیں نورالدہر کس کس کو ہاتھوں برکت سے لوح کی
تھے دقواق نے سحر کر کے اپنی صورت شیر رنگ بن عمرو کی بنائی پہلو سے روتا ہوا سامنے آیا کہا اے شہریار
کلیجے میں درد ہے ساحروں نے سحر کامل کر دیا ہے ذرا لوح طلسمی مجھے دیجیے اس پریشانی میں نورالدہر نے لوح دیدی
کا قبضے سے نکلنا تھا کہ ساحروں نے گرفتار کر لیا دقواق کہتا ہے جلدی قید روانہ کرو کشتے اٹھوا دو لاشے ہٹا دو
سے آپنے ساحر مارے گئے طلسم کشا کو تو گرفتار کر لیا کیوں یارو تم نے دیکھا میں نے کیا تدبیر کی سب ساحر تو یقین
رہے ہیں کہ سلطنت کاوس اور زنگ تشین آپکے دم سے قائم رہی ورنہ طلسم کشا کے ہاتھ سے کوئی نہ بچا
چلکر لشکر کو بھی گرفتار کرینگے میں ہزار قیدیاں بلا بھی سات تو میں ان سب کو گرفتار کرا دو جبکہ لازم ہے
عرضی تحریر کرو مضمون یہ ہو کہ اے شہنشاہ طلسم کا دبیر غلام نے طلسم کشا کو گرفتار کر لیا لوح بھی لے لی لوح اور
کشا کو آپکے پاس بھیجتے ہیں قتل کا آپ کو اختیار ہے ابھی وقت عرضی تیار ہوئی متین جادو کو حکم ہوا
طلسم کشا و لوح لیکر جاوٴ اب دربار سب ساحر جمع ہیں الیقین ہے کہ متین روانہ ہو کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی
دولت پر ایک نامہ از فرستادہ شہنشاہ طلسم حاضر ہے دقواق نے خوش ہو کر کہا بلا لو چوبدار نے جا کر کہا جا سے
حر تو ہی تن تو ہی من سامنے آیا نامہ ہاتھ میں دقواق کے دیا دقواق نے دیکھا سر نامے پر مہر شاہ طلسم کی ہے
کھولکر پڑھا اُسمین لکھا تھا اے دقواق بن اشفاق بن مرداق کیا کمال کیا طلسم کشا کو پکڑا لوح بھی لے لی
ہمنے نائب بنا قرار دیا اب تمہیں طلسم کا اختیار ہے لیکن طلسم کشا و لوح طلسمی بدست جبار جادو روانہ کر دیہ
ہمیشہ ہمیشہ قماریہ میں رہتا ہے مناسب ہے کہ اُسکو اپنا افسر جانو ہمیشہ خدمت ساحری جمشید کی جاتا ہے
مرنے کے بھی پیغام لاتا ہے یہ وہ جبار ہے کہ سب ساحروں پر افسر ہے اکدن ساحروں پر دے سے نکلیں جبار
اٹھا ساحروں سے سارے الجھ گئے ساحروں نے جو دیکھا برہم ہو یہ کہ دیا کہ اب زمین پر رہنا آسمان پر آنا
نے زمین پر آیا صرف معافی ہنگام طلسم ملتا ہے یہ پڑھکر دقواق بہت ہنسا کہا کیوں ہے جبار تم لیے

سحر تیار کر رہا ہے کہ دوسرے سحر کار پہونچے اور غول نے آکر خبر دی کہ غدار جادو مارا گیا یا طلسم کشا کو کوئی
نہیں دقواق نے کہا ہم سمجھ لینگے یہ کہکر اوٹھا کہ یارو طلسم کشا آپہونچا یہ کہکر بالا خانہ پر آیا اور نیلے نگاہ کر دیکھا
گرد اوڑی تیر بیشہ جرات یکہ تاز میدان جلالت شاہزادہ نورالدہر الاجد آسمان خواں کے پشت
سوار یکہ و تنہا اسطرف آتے ہیں دقواق نے کہا آنے دو زندہ بچکر کہاں جا سکتا ہے چوپ چھار تیر ذکی کر
نہ پائے یارو تم لاکھوں ہو وہ یکہ و تنہا اسطرف آنا انھیں کا کام ہے جب تو تمام عالم میں نام ہے دقواق
ایک چیخ ماری آواز دی توپیں چڑہیں گولہ اندازوں نے توپوں کو جھکایا بیک دم کان میں آگ کیا پیوکا
اڑ گئیں گرجیں آگ اگلنے لگیں مگر شاہزادہ گرز گران سنگ ہاتھ میں لیے ہوئے گولوں کو روکتا ہو
جب گولہ اونچا ہو گیا غرض کیلئے ادھر بھی جانے دیا جب گولہ سامنے آیا گرز کا طمانچہ مارا گولا الٹا پلٹ گیا
گولے طے کرتے ہوئے برابر خندق کے پہونچے خندق میں بھی آگ روشن ہے گھوڑا خود قصد کرتا ہے کہ
پہونچوں اشارے پر کام کرتا ہے جب نورالدہر برابر خندق کے پہونچے پکار کر آواز دی اونکا غدا ایسے فریب
کیا ہوتا ہے میں آیا پھاٹک کھولدو ورنہ گرز سے پھاٹک کو توڑ کر آونگا دقواق نے کہا او طلسم کشا یہ کیا خیا
دھوکا تمام ہو لپٹ جایہ مقام نہیں ہے کہ یہاں اسکے بادشاہ طلسم نے بھی کبھی خلاف مرضی ہماری ان راستوں کو
نہیں کیا نورالدہر جواب یا او بچہ یا دیکھ ہم آتے ہیں دقواق آما تو لادغیرہ پھینک ہاہر نورالدہر
سب روکے ہے ہیں برابر خندق کے جو لوح کو چمکایا نور نگاہ خلیل الرحمن میں ہم حاشیہ لوح پڑھکر جو دم کیا
کی آتش سرد ہوئی اور طلخال جنی مرکب بنا ہوا زیر ران ہرا ب جو ایر کرتے ہیں گھوڑا اطرار بکر خندق کے
پہونچا گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو پھاٹک پر مارا پھاٹک اوڑ گئے گر نورالدہر اندر پہنچے دیکھا کئی
سا [illegible] جمع ہیں دقواق نے آواز دی یارو طلسم کشا کا داخلہ ہوا چار جانب سے او آئیے گرفتار کر تو میں لاکھ ساحر
حربہ [illegible] سحر پھینکے عجیب ہنگامہ عظیم برپا ہوا آگ میں تلواروں میں نورالدہر چھپ گئے طلخال جنی نے کہا [illegible] چمکائیے
در و زبان [illegible] لوح ملاحظہ ہوئی [illegible] لوح الدہر لوح کو دیکھا اسما حاشیہ لوح پڑھ کر لوح کو گردش دی اگ بجھ
تلوار خنجر ٹوٹے کئی ہزار ساحر مر گئے صدا مرنے کی ساحروں کی بلند ہوئی دقواق نے پکار کر کہا یارو سحر نہ کرو جا
کو گرفتار کر لو چار جانب سے باو کرکے پاؤ نیزے اور تلوار لیکر ساحر چلے اسقدر حربے پڑے کہ ہر چند نورالدہر
جنگ کر رہے ہیں گاہ پشت و پہلو پر زخم آئے جنگ یکہ و تنہا ہو رہی ہے طرب نے سے [illegible] ساحروں نے بند کیے
دروازہ کی جانب مقام خالی کر دیا مطلب یہ ہے کہ طلسم کشا اوکلے قلعے میں نہ رہے نورالدہر کو لوح نہر دیکھی

ن چکنے لگا مگر کالمہ عمرو کو ہاتھ نے نہ چھوڑا اور تین جھٹکے جب مارے گرز کو چھینکر پھینک دیا دو لپٹ پڑا کشتی
ں اُس جوان کو زیر کیا جب زیر کیا تو وہ قدموں پر گرا کہا حقیقت میں آپ طلسم کشا ہیں جرأت و شوکت میں یکتا
فرزند صاحبقران صاحب علم و شان غلام کا خلخال جنی نام ہے کملی جنی میرا بھائی مارا گیا غلام پر طلسم بند تھا ہر جو
اد ہو بجا لاؤں نورالدہر نے لوح کو دیکھا فرمایا ہمکو مقام پر فواق بن اشتعاق بن مراق کے پہونچا دو خلخال جنی
عرض کی وہ فوج بہت رکھتا ہے وہاں سے گذرنا دشوار ہے غلام کو یقین کامل ہوا کہ آپ طلسم کشا ہیں لیکن
ہت سخت ہے چند حضور کی آبرو رکھے نورالدہر نے کہا ہم کیا کریں یہی رستہ ہے ہم ضرور اسی طرف سے جائینگے
ال نے عرض کی غلام چاہتا ہے کہ وہ لوگ مجھکو نہ دیکھیں اگر آگاہ ہو گئے تو میرے بھی دشمن ہو جائینگے یہ کہکر تڑپا
ا ہر کی شکل بنکر تیار ہوا نورالدہر پشت پر اُسکی سوار ہوے جب پہاڑ سے اترے تو خلخال جنی نے عرض کی کہ غلام
ب بنتا ہے خوف میرے دل سے نکل گیا میری پشت پر سوار ہو جیے میں خاص شہر میں پہونچا دونگا اگر آپ نے
و مارا بادشاہ طلسم کی کمر ٹوٹ جائیگی کیا عجب ہے کہ بخوف مذہب آپکا اختیار کرے مگر اُسمیں حیا کی وجہ سے
طلسم کو بڑی تقویت ہے یہ کہکر خلخال جنی مرکب کی شکل بنکر تیار ہوا شاہزادہ سوار ہوا گھوڑا ہوا سے
ن کرتا ہے طرارے بھرتا ہے رستہ چلا کہیں گڑھا کہیں خندق سامنے اُسکے برابر ہے پہاڑ کو فرا پھلانگ جاتا ہے
سوار بھی نہایت عمدہ سوار ہونے والے سیری جمی ہوئی مرکب اُڑاتے ہوے جاتے ہیں منھ پھیر پھیر کر
ے باں جنی میں باتیں کرتا جاتا ہے لیکن فواق بن اشتعاق بن مراق داغدار کو بھیجکر مطمئن
ا ہے وزرا امرا جمع ہیں کہتا ہے کہ داغدار بڑے بڑے کار نمایاں کریگا مگر صمصام کو کیا ہوا کہ شریک مسلمانان
ی مقام افسوس ہے اسکو اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا وہ تو ابتک رکھے روٹی مانگتی تھی میں کیونکر کہوں کہ ایسا امر
تمنو نے یہ خبر مشہور کی ہے وہ بھی ڈر کے سبب سے نہیں آئی داغدار کے آنے پر سب حال کھل جائیگا یہ کہہ رہا تھا
ساحر آکے پہونچا روتا ہوا گریبان چاک منھ پر خاک آتے ہی عرض کی غلام نے فکر کر لی تھی پرواز جادو
یا اگر تھوڑی دیر طلسم کشا لوح کو نہ دیکھتا تو میں گرفتار کر لیتا آسمان سے برقی تجلی آواز آئی اے طلسم کشا ہوشیار
و بس غضب ہو گیا پروانہ کو تیر مارا غلام بھاگ آیا اب طلسم کشا آتا ہے قریب شہر پہونچ چکا غلام کا فکر معقول
کہ حضور آمادہ ہو جائیں کسی طرح لوح لے لیجائے پھر طلسم کشا کو گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہے گو ضعف شکن
رن حسب جاہ و جلال حسن میں رشک ماہ کمال کسی مقام پر طلسم کشا نے کمی نہیں کی ہر فن میں طاق جرأت میں
آفاق ہے فواق نے حکم دیا لشکر تیار ہو قلعے کا پھاٹک بند ہو انتظار رہے ہوگا خود فواق تلے پر آ کر بیٹھا

رکھتے ہین آپ پانون کہین پڑتے ہین کہین
کم شاعری بھی نسخۂ اکسیر سے نہین
پرچھاؤن انکا عاشق و معشوق پر پڑے
غربت زدو کے حال کا افسانہ چھیڑتے
مستون کے حلقے سے کوئی حلقہ نہ خوب تھا
مشق سخن نے نیند خراب لفاظیت کی
ساحل کے اشتیاق مین خود کاٹے گلا
وہ رشک باغ سیر کو آتا ہے باغ مین
پانی نہ نکلے جسمین سے ناقص ہے وہ کنوان
آتش وہی بہار کا عالم ہے باغ مین

رفتار کا تمھاری نہین ہے چلن درست
مستغنی ہو گیا جسے آیا یہ فن درست
برسون رہا معاملۂ روح و تن درست
ہوتی اگر طبیعت اہل وطن درست
اپنا مزاج رکھتی جو یہ انجمن درست
سچ ہے یہ بات کرتی ہے ورزش بدن درست
آراستہ ہے گور ہماری کفن درست
کہدو کہ ہو رہین گل و سرو و سمن درست
نزدیک ہے تو سنیئں چاہ ذقن درست
تا حال ہے دماغ ہوائے چمن درست

یہ آواز جو شاہزادے نے سنی صدا طائرون کی بہت پسند ہوئی کھڑے ہو کے سن رہے تھے کہ آسمان پر برق چمکی صمصام طاؤس ظاہر ہوئی مین آواز دی اے شہریار اسقدر تساہل صدائین ان طائرون کی نہ سنیے ہو جلد لوح کو ملاحظہ کیجیے نور الدہر نے لوح کو دیکھا مرقوم تھا کہ طائر کلان جو زمزمہ سرائی کر رہا ہے جو وقت یہ دہن کھولے مین سے ایک تیر مارو گرا اور تھام پر پڑا اور تیر نے خطا کی لوح قبضے سے نکل جائیگی نور الدہر نے فوراً کمان کیانی اتاری شست و شست کو درست کر کے نشانہ کو تاکا حلق مین طائر کے تیر مارا توڑ کر پشت کو پار گذرا طائر چلک او آتا مئی اے صمصام کیون گھر کو برباد کرتی ہو صمصام تڑپ کر آسمان مین ڈوب گئی مگر نور الدہر کو سمجھا دیا کہ لوح سے غافل نہو جیے گا نور الدہر نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ برسر کوہ جا کر آواز دو اے خلخال جنی برادر بھائی تمھارا مارا گیا اسکے عہد کا کام کرو نور الدہر برسر کوہ آئے آواز دی پہلوے کوہ سے ایک جوان دوسی من گرز ہاتھ مین لیے ہوئے پیدا ہوا اس جلدی مین آیا کہ شاہزادہ سنبھلنے نہ پایا نام اُسنے گرز مارا شاہزادے نے گرز کو گرز پر رد کیا شاہزادے کے پانون زمین مین غرق ہو گئے وہ جوان غائب ہو گیا شاہزادے نے اپنے تمام زمین مین سے نکالا کہ پھر وہی جوان اسی زور و شور سے آیا اسکی جو گرز مارا شاہزادہ گھٹنے تک زمین مین غرق ہو گیا گرز اُٹھا کر اسکی ضرب لگائی تو مثل پیوند زمین ہو گیا دفعتاً پھر جوان پیدا ہوا اسی زور و شور سے آتا ہے کہ ناگاہ ابکی نور الدہر نے جان بچانیکا ارادہ کیا جیسے گرز مارا نور الدہر نے ہٹ کر کھڑے ہو کر کہ عمود پڑا تو ڈال ایک جھٹکا مار کر

ے غل مچایا ہزار ہا تدبیرین کین کچھ نہ بن پڑا آواز آئی کشتی مرا نام من واغدار جادو بود جادوگر دن تیے
بھاگنے لگے ہر طرف یہی غل تھا کہ یار نکل چلو بعض بھاگے بعض رومال سے ہاتھ باندھ کر حاضر خدمت ہوئے
ے عرصے مین لڑائی فتح ہوگئی مال و اسباب کافرون کا قبضے مین مسلمانون کے آیا بارگاہ مین الکو کر آئے جب
مین آکر بیٹھے ملکہ صمصام نے عرض کی اے شہریار جابر صحرا لالہ زار مارا گیا اب آپ لوح ملاحظہ فرمائین
کم ہو وہ کیجیے اب دیر کرنا مناسب نہین شاہزادہ نور الدہر نے تیاری کا حکم دیا شبرنگ بھی تیار ہے کہ مین
ونگا ملکہ بھی آمادہ ہین سب سر سلح کھڑے ہین کہ شاہزادہ چلے تو ہم بھی ساتھ دین نور الدہر نے لوح کو
دیا یا نوشتہ پایا کہ اے فتاح این طلسم وادی سیار این عجائبات اگر خدا فضل کرے اور اعدا تمھارے ہاتھ سے
یہ مقام اسکی بارگاہ استاد بھی اس مقام پر کھڑے ہو کر اسم حاشیہ لوح ورد زبان کر وظیفہ زمین شق ہوگا
د حبیبۃ ملایہ آتشین منھ سے چھوڑتا ہو نمودار ہوگا کچھ خوف نہ کرنا اسکے دہن مین پھاند پڑنا انجام کو صحرا
ار ان مین پہونچوگے نور الدہر باغ باغ ہوگئے یہ جو لکھا تھا اور کسکی مجال ہے کہ تمھارا ساتھ دے تم
ب لوح طلسم ہو نور الدہر نے لوح کو جیب مین ڈالا سب سے کہا آپ لوگ سب با اطمینان آرام کرین کوئی ہمرا
نہین جا سکتا ملکہ صمصام یہ حال سنکر گھبرائین کہا کنیز ضرور ساتھ چلیگی ان ساحرون سے مقابلہ ہے کہ جو کل علوم
ان چاہ ندید کار آزمودہ ہین نہین معلوم کیا کیا مکر کرینگے نور الدہر نے اسم پڑھا اژدر پیدا ہوا دہن اژدہا
ل ہو صاف ثابت ہوتا تھا کسی بلندی سے کودا ہون ادھر تو شاہزادہ گیا ادھر ملکہ صمصام بے پروانہ
کے اڑ گئین شبرنگ بن عمرو بھی ایک جانب روانہ ہوگیا کہ جاکر اپنے آقا سے ملون لشکر مین رہنے سے
مگر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان بصد شوکت و شان صحرائے سبزہ زار مین پہونچے دیکھا ہر نخل بار
ن بے زبان حال تعریف مین ایزد منان کی مصروف ہین منقارین کھولے ہین پر تولے ہین نور الدہر
ر سب طائر حسن برسر کوہ مجمع کیا ایک طائر خوش آواز بصد کرشمہ و ناز بول اٹھا اے طلسم کشا بڑی تکلیف اٹھائی
یہاں تک کیونکر پہونچے یہ عجب مقام ہے گلزار طلسم اس صحرا کا نام ہے **نظم**

آئے بہار جائے خزان ہو چمن درست — بیمار سال بھر کے نظر آئین تندرست
تیشے سے جب کریگی تجھے پیرزن درست — صورت دکھائی دیگی نہ اے کوہکن درست
سجدے کرین تجھے بت و زنار توڑ کر — جاوین حقیقت اپنی اگر برہمن درست
رنگین خیال میری طرح ہو جو باغبان — ہر ایک فصل مین رہے رنگ چمن درست

کرین اہل کیفیت یہ ہے نظم

مارتا ہے پیرہن میں بھر گئی ہے بوے دوست
شل تصویر نہالی میں ہوں یا پہلوے دوست

چہرہ رنگین کوئی دیوان رنگین ہے مگر
حسن مطلع میں نہیں مطلع ہے صاف ابروے دوست

ہجر کی شب ہو چکی روز قیامت ہے دراز
دونوں سے نیچے نہیں اترے ابھی گیسوے دوست

دور کر دل کی کدورت محو ہو دیدار کا
آئینے کو سینہ صافی نے دکھایا روے دوست

واہ ری شانے کی قسمت کسکو یہ معلوم تھا
پنجہ مشکل سے کھلینگے عقدہاے موے دوست

داغ دل پر خیر گذری تو غنیمت جانیے
دشمن جان ہیں جو آنکھیں دیکھتی ہیں خوے دوست

وہ مرینگے زخم کاری سے تو حسرت سے ہزار
چار تلواروں میں شل ہو جائیگا بازوے دوست

فرش گل بستر تھا اپنا خاک پر سوتے ہیں اب
خشت زیر سر نہیں تکیہ تھا زانوے دوست

یاد کر کے اپنی بربادی کو رو دیتے ہیں ہم
جب اڑا لاتی ہے ہواے تند خاک کوے دوست

اس بلا کے جان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے
دل سو شیشے سے نازک دل ہے نازک خوے دوست

ایسے شعار پڑھکر وہ سردار ہاتھ باندھکر سامنے آیا کہا جو حکم ہو بجا لاؤں ملکہ نے اشارہ کر دیا داغدار کا ب
سوار سحر کرتا ہوا داغدار پر جا پڑا آخر داغدار کے ہاتھ سے مارا گیا اسطرح کئی سرداروں کو مارا سیکڑوں دیو
مرے کئی ساحر ہاتھ سے داغدار کے مارے گئے بعض نے تڑپ تڑپ کے جان دی بعض اڑکے بیٹھے طرف صحرا کے نکل
کسی چشمے یا چاہ میں ڈوب گئے اب جو داغدار نے یہ دیکھا کوئی ہمسر باقی نہ رہا ایکطرف سے صمصام نے دباؤ
ایک طرف سے نور الدہر نے روکا اب داغدار گھبرایا سبھوں سے کہا کہ یارو میں بڑے بڑے ساحروں سے مقابلہ کیا مگر
مقابلہ کبھی نہیں پڑا تھا جان بچانا دشوار ہے لوح طلسم کشا کے قبضے میں ہے اسپر سحر تاثیر نہیں کرتا اس قتال عالم
برپا کر دی لاکھوں جادوگر مارے گئے اب میں کیا کروں نہ پاے رفتن نہ روے ماندن سب نے کہا حضور آپنے تو خوب
کیا تھا کہ صمصام بد انجام کو پکڑ ملیا اسی کی وجہ سے تدبیر لوح کی بھی ہو جاتی یکتا ہوا داغدار جاتا تھا کہ بیلو
نور الدہر کی آواز آئی قصد ہو ابھاگ جاؤں غیرت نے دامن پکڑا کہ ساتھ والے ہنسینگے آوازے کسینگے یہ سوچ کر
نور الدہر پر سحر کیا تلواریں برسیں خنجر گرے لیکن کسی نے تاثیر نہ کی غصہ جو آیا تلوار کھینچکر جا پڑا کئی ہاتھ تلو
لگائے نور الدہر اسکو روک رہے ہیں روکتے روکتے تیغہ خارا شگاف سلیمانی کا ہاتھ مارا اسنے سپر کو ٹکڑے
ٹکڑے ہو وہاں سے سر پر گری یا تو قبضہ سپر پر جھکی تھی یا زمین پر تلوار نے بوسہ دیا مرگ داغدار سے ایک غبار

ام اٹھ ورسوار بھی ساتھ ہو اب تو لشکر مین ہلڑ ہوا کہ شاہزادہ جاتا ہے ساتھ دینا چاہیے یہ عقب مین
چلا یہان دیوش چاہتا ہے کہ ملکہ کو ارابے پر سوار کرے کہ لشکر مین تہلکہ ہوا ہے کاروں نے بڑھ کر عرض کی
یار غضب ہوا طلسم کشا لشکر کو قتل کرتا ہوا آتا ہے یہ سنکر واغدار نے کہا یارو تم مین کوئی ایسا ہے
تا کو یہان تک نہ آنے دے دیوش کا بھائی کاوس کھڑا ہو گیا کہا مین جاکر ابھی لاتا ہون جب یہ جاتا ہے
ہر نکلے دربارگاہ پر یہ ہنگامہ ہوا شہر کے نعرے کی آواز آئی نعرہ نورالدہر ہمام ابن نعمت شاہ ہیاز عرصہ
ی کہ شاہانمش جہانگیر فلک گیتی ستان خواندہ پناہ لشکر اسلام نورالدہر کز بیمش صد دو در رزمگاہ ش
زار الامان الامان خواندہ باہر سے جادوگر بھاگ کے اندر آئے کہا اے شہریار طلسم کشا دربارگاہ ایک
ہوتا آگیا جادوگر بھاگ رہے ہین نہیب شمشیر شیر دلاور کانپ رہے ہین کئی ہزار جادوگر مارے گئے نورالدہر نے
ن بارگاہ پر ہاتھ رکھکر ایک مارا وہ بارگاہ لڑکھڑائی نورالدہر نے ستون چھوڑ دیا بارگاہ گر پڑی
ہزار جادوگر دبے اب تو عجیب ہنگامہ ہوا کہ طلسم کشا کو غصہ آیا بارگاہ گرا دی کچھ جادوگر دوڑے کہ نورالدہر
ملین نورالدہر شیرانہ لڑ رہے ہین تمام ملکوں مین پھر ہوئے یہ کب دھوکا کھاتے ہین جس کسی نے قصد کیا
ے نورالدہر تاک کر ایسی مارتے ہین واغدار ہر مرتبہ چاہتا ہے کہ نورالدہر کو گرفتار کر لون مگر بسبب
ے قریب نہین پہونچتا شبرنگ بھی ایک ساحر کی صورت بنا ہوا لڑ رہا ہے اسنے جو دیکھا کہ ملکہ کا اشارہ ایک
ین رکھا ہے بیقرار ہو گیا ایک ساحر کی شکل بنکر قریب واغدار کے آیا کہا کیون اے شہنشاہ کوئی ایسی حرکت کرتا ہے
قتل کر ڈالا ہوتا واغدار نے کہا تجھے ہو سکتا ہے کہ جاکر سر کاٹ لے تیرا انعام ہوگا شبرنگ چلا تلوار کھینچے ہو
کرتا ہوا قریب ملکہ کے آیا سب جادوگر ہٹ گئے شبرنگ نے شاہ نے حکم قتل دیا ہے برقع منھ سے اٹھایا ملکہ سے آنکھ
تجھکو کچھ خوف نہ آیا اپنے بزرگون سے برگشتہ ہوئی یہ کہکر سر جھکایا کہا اے ملکہ عالم منم شبرنگ بن عمرو آپ ہی
طے آقا بھی آئے ہین شبرنگ نے ملکہ صمصام کی زبان سے سوزن کو نکال لی سوزن کا نکلنا تھا کہ ملکہ تڑپ مین
مگر گری اچھے تڑپ کے گرین کئی سحر علم کیے جھول مین ہاتھ ڈالا ماش کے دانے نکالے مٹھی کا مٹھا پھینک مارا
ساحر جلکر خاک ہو بریقین چمک چمک کر گرنے لگین نورالدہر نے سر اٹھا کر دیکھا ملکہ صمصام جوہر دار تلوار مین
مین خنجر گرائے دریاے آب نے جوش مارا ہزارہا آدمی ڈوب کر ٹھنڈے ہو شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان
ہے ہین کہ ملکہ نے لشکر کو تہ و بالا کر دیا جس غول پر گرین ہزارون کو قتل کیا عجب زور شور سے سحر ہو رہا ہے کسی افسر کو
اسکا سامنا کیا نگاہ سحر انگیز ڈال دی پوچھا مزاج مبارک کیسا ہے اسنے ہاتھ باندھکر عرض کی اے ملکہ عالم کیا گذارش

ایک اژدر پر سوار پشت پر تین لاکھ ساحران غدار بازو ربط و قرقر سے پر سوار بڑے زور و شور سے
پہونچا لشکر اُترا داغدار نے لشکر نورالدہر کو دیکھا نظر دن مین حقیر معلوم ہوا کیا یہی طلسم کشا کا لشکر ہے
نے بڑا انتظام کیا حکم شہنشاہی صادر ہو چکا ہے کہ جب صمصام کو روانہ کر دکل ہم قید روانہ کر دینگے
والون سے حضور طلسم کشا کے پاس لوح ہے وہان کوئی کیونکر جا بیگا ملکہ پر ضرور قبضہ ہوگا داغدار نے کہا ہم تو
تم ان باتون مین دخل نہ دو داغدار جا کر داخل بارگاہ ہوا بیٹھا ہوا سوچ رہا ہے پہر دن رہے دیکھا کہ ایک
جو ہر وار طاؤس زرین بال پر سوار سات ہزار نازنینان مہ جبین پشت پر نہایت جھکنے ماتھے آگے پہونچین داخل بارگاہ
ہوگئین داغدار دیکھا کیا ہرکارے مقرر کیے کہ خبر لاؤ صمصام کس بارگاہ مین رہیگی ہرکارون نے خبر دی کہ یہاں
طلسم کشا مین جو بارگاہ زرنگتی ہے اسی مین صمصام تشریف رکھینگی لیکن طلایہ انہین کی سلاح سے مقرر ہوا
سب حال دریافت کر کے پہر رات گئے داغدار نے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے طبل جنگی پر چوب پڑی نورالدہر کو خبر ہوئی انھون
طبل جنگی بجوایا مگر داغدار سب خبرین دریافت کر چکا یہ بھی اُس نے سنا کہ ملکہ صمصام نے طلایہ مقرر کیا خود بھی
تک پہر اکین پہر رات گئے داخل بارگاہ ہوئین جب داغدار کو خبر پہونچی کہ ملکہ صمصام داخل نیا خیمہ ہوئی
یہ بھیا غرق زمین ہو کر چلا بارگاہ مین صمصام کی پہونچا ایک گوشے مین نکلا دیکھا ملکہ صمصام
چھپر کھٹ پر آرام فرما رہی ہین چند کنیزین گرد حاضر ہین چند سو رہی ہین داغدار نے کھڑے ہو کر سحر کیا سب کنیزین سو گئین
داغدار آگے بڑھا اگر ملکہ پر بھی سحر کیا ملکہ سوئی تھین بیہوش ہوگئین کمر مین نیچہ دیکر اسی طرح غرق زمین ہو
تھی کہ اپنے خیمے مین آکے پہونچا ملازمون سے اپنے پکار کے کہا جلد حاضر ہو ایک ساحر زبردست تجویز کیا جائے کہ ملکہ کی
بخدمت فواق بن اشفاق بن مرواق پہونچا دے ساحر تجویز ہونے لگے دیو ث جادو کہ سب ساحرون مین زبردست ہے اُسنے
عرض کی کہ یہ غلام عالم کریگا مجھے شہنشاہ فرماتے تھے کہ ای دیو ث ہماری باغی ہوگئی ہے اُسے گرفتار کر کے لائیو
یہ تدبیر ہو رہی ہے داغدار کہہ رہا ہے جتنا لشکر جی چاہے لیجاؤ دیو ث نے کہا مجھے زیادہ لشکر کی کچھ ضرورت نہین
مین اکیلا کیسے تو قید لیجاؤن لیکن ہان شاہزادہ نورالدہر جو بیدار ہوا بعد نماز صبح سلاح جسم پر آراستہ کیے دربار آراستہ
بھی تک ملکہ نہین آئین شبرنگ کچھ جواب دیا چاہتا تھا کہ چند کنیزین روتی ہوئی پہونچین عرض کی ملکہ کو کوئی
لیگیا یہ ذکر تھا کہ ہرکارے جو لشکر کفار مین تھے وہ حاضر ہوئے عرض کی ای شہریار ملکہ عالم کو داغدار چرا کر لیگیا اب ارادہ
کہ قید روانہ کرے اقلام بھی حاضر ہے عرض کی حضور ابھی تامل فرمائین غلام جا کر اپنی بہن کو رہا کر کے لائیگا
نے فرمایا کہ ای برادر عقلام افسوس ہے کہ تم جاؤ اور ہم نہ جائین ہم بھی چلتے ہین یہ کہکر فوراً نورالدہر سوار ہو کے طرف لشکر

کج رکھکے وہ کلاہ جو چڑھ مست ہین اب پر ۔۔۔ گردن پر انکی خون ہمارا سوار ہو

مست شراب عشق کب آتے ہین ہوش مین ۔۔۔ یہ نشہ وہ نہین ہی کہ جسکا خمار ہو
ہی آفتاب حسن یہ حدت ہی بعد مرگ ۔۔۔ ہر ذرہ میری خاک کا تجھپر نثار ہو
بلبل کو مول لیکے حوالے کرون چمن ۔۔۔ کوچے مین یار کے جو مرا اختیار ہو
کب سے دل و جگر مین نشانہ نبے ہوے ۔۔۔ دیکھون کدھر سے تیر نگہ کا گذار ہو
چنگاریان جھڑین عوض قطرہ ہاے اشک ۔۔۔ برسائے آگ ابر جو دل کا بخار ہو
دہوکا جو تیرے آتش رخسار کا نہ کھائے ۔۔۔ سیماب آگ مین نہ کبھی بیقرار ہو
گلگشت کا خیال جو آجائے آپ کو ۔۔۔ تم آگے پیچھے پیچھے تمھارے بہار ہو
لازم نہین ہی وصل کی شب مین نہین نہین ۔۔۔ ایسا نہ غمزہ کیجیے جو ناگوار ہو
آتش ہو دل وہ نیم سخن چین اگر سنے ۔۔۔ اپنا کلام معجزہ ذوالفقار ہو

زادے نے فرمایا ملکہ کیون اسقدر بیقرار ہوتی ہو ہم انشاءاللہ طلسم فتح کرکے ملینگے انشاءاللہ لوح لیکر پروردگار سب سامان کردیگا شاہزادہ بجرأت فرمارہا ہی کہ ایک کنیز نے آکر عرض کی در باغ پر عیار آپکا حاضر ہی الدہر نے فرمایا بلالو شبرنگ اندر آیا جھک کر سلام کیا عرض کی کیون شہریار خیر تو ہی نورالدہر اشارے سے کہا سمی ایک کنیز لیگئی شبرنگ نے لوح کمر سے نکالی گلے مین نورالدہر ڈالدی ملکہ نے کہا ای عیار طرار تمنے یہان سے پائی کہا حضور نرگس کو قتل کیا لوح اُس سے لے لی اب تو خوشی ہونے لگی کہ خدا نے اپنا فضل شریک کیا م کا اعتقاد اور زیادہ ہوا کہا ای شہریار آپ کی جرأت کے نثار بیشک آپکا اعتقاد کامل ہی جو آپ فرماتے ہو ملکہ نے بڑی خوشی کی اور بڑی دہوم سے روشنی وغیرہ کا سامان کیا ایک کنیز نے آکر عرض کی کہ صحرا سے گرد اڑی ہی لشکر ساحرون کا آتا ہی آپ کی بغاوت کی خبر شاید حاکم صحراے لالہ زار کو پہونچ گئی واغدار جادو منتظم صحراے لالہ زار ہی تیس ہزار ساحران غدار کی جمعیت سے مشہور ہی کہ آتا ہی نورالدہر نے اقلام سے لشکر تیار کرو ہمارا اور بھی لشکر آتا ہی باغ سے آگے بڑھکر مقابلہ ہو ملکہ نے کہا ای شہریار وہ ساحر غدار بڑا ہی نورالدہر نے کہا سمجھا جائیگا شبرنگ نے کہا ای ملکہ عالم آپ نہ گھبرائیے حیلساز کا ہم انتظام کرلینگے ہمی قت زادہ والا قدر لشکر کو لیکر باہر نکلے وہ تین ہزار جوان جنکو قید سے چھڑایا تھا وہ بھی آکر ہمراہ ہوے لشکر کو آراستہ رگاہ استادہ ہوئی نورالدہر بیرون بارگاہ بیٹھے ہین کہ آمد لشکر ساحران شروع ہوئی واغدار جادو

بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گری بیہوش ہوئی یا تو وہ نازنین جو بلی تیلی معشوق پریچہرہ تھی یا جلاد
کیا منم شبرنگ بن عمرو یہ کہکر خنجر بدار نرگس کے دو ٹکڑے ہوے لوح لیکر شبرنگ بھاگا یہ چمن کہتا ہو کہ بہ غضب
ہوا تھا کہ لوح لیجلی تھی اگر مین اسوقت اس تدبیر سے نہ بچھتا تو یہ لیگئی تھی یہان صبح کو باغ مین ظاہر ہوا ملکہ نے شان
ے کہا لوح طلسمی کوئی لیگیا ملکہ رونے لگین کہا صاحب بڑا غضب ہوا ہمکو گمان یہ تھا کہ لوح ہے تو آپ کو بڑی سختی
پڑیگی دیکھیے میرے باپ کیونکر پہونچتا ہو آخر یہ تو دریافت ہو کہ اس باغ مین ہمارا کون دشمن تھا جو یہ حرکت کر گیا
اندر آیا اُسنے کہا اے شہریار نرگس کنیز نے مجھسے بیان کیا تھا کہ آپ یہان تشریف لائے ہین یہی سُنکر مین یہان چلا
تھا شکر ہو کہ مطلع سکر رہو اسوقت مجھے خیال نہ آیا کہ حضور سے کہکر دون کہ نرگس خلاف ہو کل ہی نظر ہو جاتی نرگس
آنکھین نکلوا تے اب تلاش کرو کہ نرگس ہو کہان کنیز دن بھی ڈھونڈھا کین پتا پایا پتہ باغ پکند کا نشان
اب کو باغ مین ظاہر ہوا کہ نرگس لوح لیگئی اب شاہزادے کو پریشانی ملکہ کو حیرانی آفلام اژدر سوار کہتا ہو کہ
غلامان سکر یہ کھینچکی سلوک بجا پھر نیلے آپ تو ورنہ کر بخشا ہزادہ فرماتا ہو کہ اے آفلام اژدر سوار خدا کی عنایت سے
ہنگامے اکثر ہوے ہین مگر پروردگار نے مدد کی جبکہ طلسم کو بہر نگار کو فتح کیا مکمل عمان جادو کلم تھا خدا
باغی ہو گیا مگر عنایت سے خدائی طلسم کو فتح کیا اسی طرح اس لوح کا بھی پتہ ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا دیکھو تو
آفلام اژدر سوار دیکھ رہا ہو کہ شاہزادے کو بالکل انتشار نہین مگر ملکہ یہی کہہ رہی ہین اگر بادشاہ کو لوح ہونچ
فوراً ساحر روانہ کریگا یا آپ تو سینا ہائی طلسم پے دست ہو رہے ہین یا شیر ہو گئے بڑی مشکل ہو گی کنیز سحر آتے کو
جو جو حکمان دربند مین سے میرے دیکھے بھالے ہین مگر ہان جب باپ سے مقابلہ ہوگا مشکل پڑیگی وہ بڑا ساحر زبردست شاہ
اُسوقت ہتھیار رکھاوگے کہا لو ملکہ ہم تمھارے باپ سے بھی مقابلہ کرنے جاتے ہین اگر قتل ہو جاینگے تو فاتحہ خیر سے ذرا دیر
ملکہ رونے لگین کہا اے شہریار خدا نہ کرے کہ آپکے دشمنون کا ملال دیکھون مین جسدم سے داخل لت کو تھاما ہو
ہو کہ آپ بخیروعافیت طلسم فتح کرکے تشریف لیجاینگے کنیز ہمراہ خدمتگذاری ساتھ ہوا یہ دل کی کیفیت آپ سے کیا عرض کرون

رسوانہ نالے کرکے دل بیقرار ہو
بدتر ہی عشق عیب سے جب آشکار ہو

حاضر ہین ہم جو معرکۂ کارزار ہو
مریخ فیل مست کے اوپر سوار ہو

رنگ حنا سے سُرخ کفِ دست یار ہو
خون شہید مہر ووفا سازوار ہو

یارب اسیر زلف دل داغدار ہو
طاؤس دام ابر سیہ کا شکار ہو

زاہد فریب نرگس جادوے یار ہو
بیمار ہو وہی کہ جو پرہیزگار ہو

کوئی بیدرد گل ایسا نہوگا باغ عالم مین	سمجھتا ہو گل لالہ وہ میری چشم پر خون کو
ہو مُس خورشید کے جو عشق مین ہاتھ آئے نا کسی	تو دو دن کیطرح دم مین اڑا دون گنج قارون کو

بیقرار ہوگئی وہ نازنین اسطرح تاءین مار رہی ہو کہ طائر آشیانوں سے سُن رہے ہین طائرون کی آنکھون سے
جاری ہین نرگس نے پوچھا کیون حضور آپکا نام نامی و اسم گرامی کیا ہو اُس نازنین نے آنکھون مین آنسو بھر کے
آوارہ دشتِ ادبار مصیبت مین گرفتار ہون ابھی نکل آئے دل گھبرایا کچھ بکنے لگے ہماری باتون کا خیال نہ کرو
رستہ کو ہمارے پاس ٹھہرنے سے سوائے رنج و غم کے کیا حاصل ہوگا لہذا کیا ضرور ہو کہ ہمسے کلام کیجیے مفت
و بدنام کیجیے نرگس بیقرار ہوگئی کہا بی بی سامری و جمشید نے آپ کو یہ صورت زیبا عطا کی ہو
ن بھی دیکھیے پروانہ شمع جمال ہوا ایسا آپکو کیا غم والم ہو کہ جسکو آپ ظاہر نہین کرتین جب نرگس نے بہت کہا اُس
نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی کہا بی بی عالم خواب مین ایک قتال عالم کو دیکھا اُسنے برباد کیا پھرتے پھراتے
ہو پہنچے گھربار چھوٹا نہ یار نہ مددگار نہ مونس نہ غمگسار نازو نعم مین پرورش پائی اب دشت نوردی کی خبر
لگونہ گلگون پوش میرا نام ہو افتخار شاہ کی بیٹی ہون جب سے عشق نے دامن پکڑا برسون ضبط کیا آخر دامنِ صبر
استقلال سے چھوٹا شیشہ دل سنگ بیدادِ الفت سے ٹوٹا آوارہ دشت ادبار اپنون مین خوار و زار ہو کے آج
را مین گذر ہوا تمنے حال زار پوچھا بیان کرنا پڑا البتہ اپنا راستہ لو زیادہ تعرض نہ کرو شعر ہم خاک نشین
ناسین اچھا ہلجائینگے افلاک جو فریاد کرینگے ۔ نرگس یہ سُنکر رونے لگی کہا بی بی تمھارے حال پر سلطانی
گے ٹکڑے کر دیے مین نے ایک کار نمایان کیا ہو کہ طلسم کشا طلسم کا وسیہ کو فتح کرتا ہوا تھا ہماری بی بی ملکہ
صمصام جواہر در اُسپر عاشق ہوئین اپنے باغ مین جگہ دی مین نے جو پہلو پایا لوح چرالی لیے ہوں خدمت شاہ
باتی ہون میرا بڑا مرتبہ ہوگا تمھارے واسطے بھی سفارش کرونگی میرے ساتھ چلو سب اہل طلسم پر میرا احسان
ملکہ گلگونہ گلگون پوش رونے لگی کہا بوا یہ کب ممکن ہو کہ ہم تمھارے ساتھ چلین جنون ہمارا دامنگیر
وی کی تدبیر اب ذکر بیکار ہو نرگس نے کہا میرا دل نہین چاہتا کہ مین تمھارے پاس سے جاؤن نازنین نے کہا
مہربانی فرمائی ہو تو ایک جام شراب کا بھی پلا دو دل بہت بیقرار ہو نرگس نے کہا مین ابھی لائی یہ کہکر دوڑی گئی
شربت سے ایک تبل لائی کہا لو جیجی پیو اُس نازنین نے جام بھرا جوش مین آکر چند اشعار پڑھے نرگس نے کہا پہلے
ہ نازنین نے نمانا کہا اگرچہ مین نے کئی دن سے نہین پی مگر تمھارے بعد پیونگی نرگس جام پی گئی نازنین نے کہا وہ مارا
ن تو جام پیتے ہی اینٹھنے لگی کہا بی بی میرا دل چاہتا ہو ناچتی ہوئی آسمان پر جاؤن یہ کہکر اٹھی چاہا کہ الٹ جو

نورالدہر نے کہا آنے دو اگر بے ادبی کریگا تو سزا پایگا کہ سامنے سے نعرہ ہوا او پر باد کن خانمان ساحر
عالم تو یہان تک آگیا اس جیپا نے مجھکو جگہ دی اب دونون کو قتل کرونگا تلوار کھینچکر چلا نورالدہر ک
سامنے آئے اقلام نے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا وہ لپ
نورالدہر تیسرے پیچ پر اکھیڑ کر مارا چارون شانے چت گرا نورالدہر کود کر چھاتی پر سوار ہوگئے
مین پرور دگار کی کشتی کیا کہتا ہے اقلام نے کہا جب تک زندہ ہون غلامی سے گردن تابی نہ کرو
کا یہی عہد تھا کہ جو مجھکو زیر کریگا اُسکی بدل و جان اطاعت کرونگا آپ مجھپر بہ جرأت غالب آئے جمال د
دیکھا کون ایسا کور ظاہر و کور باطن ہوگا کہ آپ ایسے بہادر سے محبت نکرے مین جان و دل سے آپکا شریک
کیا اقبالمندی ہے لوح پر اس طلسم کی بڑی سختی تھی آپنے لوح پائی نورالدہر نے کہا لوح میرے پاس موجود
کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا ملکہ کے قدمون پر گرا کہا ہمشیرہ تمھاری وجہ سے یہ نعمت پائی دولت
ہاتھ آئی اپنے ساتھ والون کو لیکر در باغ پر آ اُترا نرگس نے جو یہ معاملہ دیکھا بہت گھبرائی ملکہ کو بڑی خوشی
ہوئی نرگس رات کو وہین باغ مین رہی پڑے پڑے سوچی کہ اگر حال میرا ملکہ کو معلوم ہوا سزا دیگی یقین
قتل کرین شراب پیکر دونون سوئے ہین لوح طلسمی لیکر خدمت شاہ مین چلون بڑا مرتبہ ملیگا یہ سوچکر دبے پاؤ
اُٹھی جہان عاشق و معشوق سو رہے تھے وہان آئی دیکھا چاند سورج ایک برج مین یا دو گوہر بہا ایک د
مین خوف سے کلیجہ بنی مگر تھرا اُٹھی لوح کا ڈورا کاٹا لوح لے لی پلٹ کے الگ ہوئی دیوار باغ پھاند کر باہر آ
سحر بھی جانتی ہے اُبھا گا بھاگ چلی کوس دو کوس رستہ طے کیا تھا کہ کان مین گانے کی آواز آئی اُس گا
جانب متوجہ ہوئی دیکھا زیر سایۂ شجر ایک نازنین مہ جبین بیٹھی ہوئی یہ غزل گا رہی ہے غزل

لگایا آپ پتھر اُسنے مجھ شوریدہ مجنون کو
رکھون کیونکر نہ سر پر داغ سودا ہمایون کو

خیال اُس صید افگن کا ہے یون ہر صید ہامون کو
تمنا آہ لیلی کی تھی جس طرح مجنون کو

خدا نے کیا دیا ہے رنگ اُسکے روے گلگون کو
کہ ہے اُسکے پسینے سے خجالت قطرۂ خون کو

کیا ہے کیا ہی وحشت زا مری وحشت نے ہامون کو
کہ سایہ بھاگتا ہے چھوڑ کر اب بید مجنون کو

غزالان حرم کا کیون نہ شک ہو تیرے مفتون کو
جو دیکھے طاق ابرو مین تری چشمان میگون کو

یہ اوج نشۂ مے ہے کہ بدمستی مین گر جا ہون
ٹپک ماردن زمین پر مین ابھی مینا گردون کو

پسینہ اپنے ماتھے کا پونچھا ماہ نے انگلی سے
یہ اُس بیقدر نے توڑا ہے سلک دُرِ مکنون کو

ن شاہزادے گو یہ وحشت ہر وہان ملکہ کی بھی یہی کیفیت ہر کہ رات پہاڑ ہوگئی ٹھنڈی سانسین
رہی ہین جاکر باپ سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص یہان آئیگا اور لوہ کرے تو کیونکر آسکے باپ نے جواب دیا کہ بی بی ان
ن کا ذکر نہ کرو فی الحال طلسم کشا آیا ہر صحراے ریگستان مین تباہ ہر شاہ نے لکھ بھیجا تھا کہ کمیل جنی کو طلسم کشا نے
کیا اب طلسم کشا یہان آنیکی فکر کریگا مین نے ساحرون کو نامے لکھ بھیجے اپنے اپنے مقام پر روکینگے مکر و حیلہ
ت جیسا موقع ہوگا ویسا کرینگے طلسم کشا کو آنے نہ دینگے بروز سنگل وہ ساحر برائے شکار جاتے ہین دن بھر
ار گاہ مین رہتے ہین بنام مرحوم جمشید ایسا کرین کہ طلسم کشا اُس روز نہ قصد کرے ورنہ سنا تا ہوگا مین نے
م پر زمین ر پا کر دیگا کیا مجال ہر کہ یہان سے طلسم کشا گذر جائے ہر چند ملکہ نے باتون مین جا بجا دریافت
ن مگر و قواق نے کوئی صورت نہ بیان کی ملکہ رنجیدہ کبیدہ اپنے مقام پر آئین بوقت سحر پاس
ر الدہر آئین کہا صاحب خبرین والد کو پہونچ گئین وہان انتظام بھی ہوگئے سوے سنگل کے ممکن نہین کہ آپ
ر کرین ہر طرف سے بلوے ہوگئے ساحر دام مکر پھیلاوینگے جان بچانا مشکل ہوگی میرے نزدیک تو یہی بہتر
سنگل کو سویرے سے سوار ہوجیے گا انشاء اللہ مقام خاص پر پہونچ جائیگا جنگ عظیم واقع ہوگی ملکہ دن
ت آرا مین شام کو قصد کیا کہ جاؤن نور الدہر نے کہا ملکہ تمھارے بود جانے کے پہ شب بیتر تو بیار ہونگر کیتا کی ملکہ نے
صاحب میرا زیادہ ٹھہرنا مناسب نہین ایسا نہو کہ والد کو خبر پہونچے تو فساد عظیم ہو نور الدہر نے نہ مانا ملکہ تو رہتا
ین رہین لیکن ایک کنیز بے تمیز نرگس نام بقول شخصے آنکھون کی اندھی اُسکو بہت ناگوار ہوا دل
ہتی ہر اے نرگس اگر یہ حال کسی طرح کھلا بادشاہ ہمارے ساتھ بہ بدی پیش آئینگے فرمائینگے تمنے ہمین اطلاع
یہ سوچکر کسی کام کے حیلے سے بھاگی قضائے کار بھائی ملکہ کا اقلام ثانی رسوا کہ پہلوان زبردست ہر اور فن سحر کا
ن سیکھا ہی برائے شکار گیا تھا وہان سے پلٹا ہوا آتا ہر راہ مین اُسنے کنیز کو دیکھا پوچھا کیون نرگس ہمشیرہ
اج کیسا ہی نرگس تو بھری ہوئی تھی اُبل پڑی کہا واری آپ کیا پوچھتے ہین آپکی ہمشیرہ نے بڑا غضب کیا
ن کو گھر مین جگہ دی اب روانہ کیا جائیگا خود بھی برائے مدد جائینگی راہ کے مقامات فتح کرائینگی آپکے والد کا
نا دشوار ہوگا یہ تدبیرین ہو رہی ہین عشق کا جوش ہر دیکھیے یہ عشق کیا کرے یہ سنکر اقلام غصے مین کانپنے
گا کہا والد سے کیون اطلاع کرو مین چلکر سمجھا دونگا مشکین باندھ کر لیجاؤنگا یہ کہکر بڑھا کنیز پیچھے پیچھے
یہان صبح کا وقت ہر نور الدہر ملکہ بیٹھے ہین خلوت نشینی کے واسطے ایک پاکیزہ جام پیا ہر کہ ایک کنیز نے آکر
ردی آپکے بھائی صاحب تشریف لائے ہین دروازے پر چلدار کو ہار ڈالا اُسی جوش بدن آتے ہین ملکہ گھبرا گئین

یہان بیہوش ہوا آپ نے آکر جان بخشی کی بقول شاعر اشعار

گردش چشم سے سرے کا مزہ کیا ہوگا	دیکھو لو گے جو ادھر ایک نظر کیا ہوگا
ہم بھی اپنے دل بیتاب کو سمجھا ینگے	پھیر لے ہمسے وہ بے دید نظر کیا ہوگا
خالق اُس رشک مسیحا کو سلامت رکھے	مین اگر جان بھی دونگا تو ضرر کیا ہوگا

مین ابھی کیفیت کیا بیان کرون کیونکر خاموش رہون ملکہ نے کہا جس مرحلے پر آپ چلے ہین وہ میرا
پھر وہان جانا بہت دشوار ہے کہ صحرا راہ مین ملینگے اُن جنگلون سے گذرنا مشکل ہوگا بڑے بڑے ساحرون کا
نورالدہر نے کہا میرے پاس لوح موجود ہے ملکہ نے کہا ہزار ہا دھوکے پڑینگے یہ بڑے بڑے مکار و عیار ہین
نام سبکے پاس آگئے ہر ایک کے نام حکم ہے جعلی ہے لوح طلسم کشا سے لے لو سب آمادہ ہین اس مرحلے پر
ہین آخر بعد گفتگوے بسیار ملکہ نے کہا یہان سے قریب ایک سیرخانہ باغ ہے وہان چلکر تشریف رکھیے جسدن مین
کرون ان جنگلون سے گذر کیجیے نورالدہر ملکہ کے ساتھ ہو اُس باغ مین آئے چند کنیزین بھی وہان دیکھیں شاہ
دکھان دکھا کہا آپ یہان تشریف رکھیں مین جا کو دریافت کرون یہ کہکر ملکہ روانہ ہوئی کنیزین خاطرداری مین مصروف
شاہزادہ بھی باغ مین جلوہ فرما ہے رات کو جو خیال آیا تو شاہزادہ صحن باغ مین آکر گوشہ گل بوٹے کو دیکھا کا خیال اُسکا جو آیا تو

گلون نے کپڑے پھاڑے ہین تماشاے یار پر کیا کیا	خدا بس لیس گئی ہے دست و باے یار پر کیا کیا
کیے ہین شکر کے سجدے جفاے یار پر کیا کیا	رہا ہے دل مرا راضی رضاے یار پر کیا
گلے کو کاٹ کر اپنے شہیدان محبت نے	لہو کے گھونٹ گھونٹے ہین خفاے یار پر
خیال آتا ہے اُس خوش رو کو جو صورت تماشائی کا	ہوے ہین آئینے حیران صفاے یار پر
کیا ہو نکھرے نکھرے آئینے کو بیشتر ہمنے	ہوا ہے رشک صورت آشناے یار پر
شمار کیا ہے احوال قیامت ہینے آنکھون کو	پسندیگی ٹکٹکی ہین لقاے یار پر کیا
رہا مجمع ہمیشہ عاشقان بے تحمل کا	اڑے مفلس در دولت سراے یار
کیا ہے خوش خرام ناز کا عالم جو دکھلا کر	ملی ہین ہمنے آنکھین پشت پاے پر
گیا ہے اک جہان دیوانہ اُسکی جامہ زیبی نے	گریبان چاک ہوتے ہین قباے یار پر
قباے تنگ پر رکھے کلاہ کج جو دیکھا ہے	ہماری جان نکلی ہے اداے یار پر
نہین آئینگا میرے بعد شانے کا خیال آتش	پڑینگے پیچ گیسوے رساے یار پر

…آگے بڑھیں دیکھا بیچ صحرا میں ایک ستارہ چمکتا ہے حیران ہے کہ اے صمصام یہ کیا شے ہے اسکو دیکھا
…سے کچھ سحر کیا ذرا خنکی حاصل ہوئی ہوا بھی ٹھنڈی چلی حیران و پریشان اُس مقام پر آئیں دیکھا ایک جوان
…ماہ کنعان بیہوش و مدہوش پڑا ہے چہرہ گرد آلود کوئی اُٹھانے والا نہیں جبین کہتی ہے کہ اے صمصام اُس
…نا فر پر کیا مصیبت پڑی کہ اس صحرائے پر آفت میں یوں آکر بیہوش ہوا آنکھوں میں آنسو بھر آئے
…ں بیتاب ہو گیا اُترائیں طاؤس کو الگ ٹھہرایا آپ قریب نور الدہر کے آئیں سر زانو پر اُٹھا کر رکھ لیا
…سا ایک سحر کیا کہ ایک نخل سایہ دار پیدا ہوا اُس سے ٹھنڈی ہوا آنے لگی جب بھی برسائی دھوپ اس مقام پر معلوم
…ن ہوتی آنکھوں سے اشک حسرت گرے حیران ہے کہ میں کیا کروں کیونکر یہ شخص بیدار ہو لیکن شگون نے
…گلاب کا کیا بوے زلف عنبرین جو دماغ میں پہنچی اُسنے کام خلخلے کا کیا شاہزادے نے آنکھ کھولی از زیر
…زانوے محبوب پایا دیکھا ایک نازنین خوبصورت صاحب جلال و شوکت دونوں عارض گلاب کے پھول آنکھیں
…ں شہلا ہونٹھ مسیحائی میں طاق ناز و کرشمے میں شہرۂ آفاق قد دل بھر و لب جو ماہ رو مہر منظر حُسن
…رشک قمر میرا حال دیکھ کر رو رہی ہے نور الدہر اُٹھ بیٹھے ملکہ نے شرما کر سر جھکا لیا ایک طرف رانا ایک
…ں نیاز اِدھر کشش اُدھر کوشش یک دام محبت میں اسیر ایک کو شرم دامنگیر ایک کے کشور دل پر سلطان عشق
…چڑھائی ایک مصروف رعنائی و زیبائی ہونٹھوں کی مسیحائی مردہ دلوں کو زندہ کرتی ہے چار آنکھیں جو
…میں جانبین سے تیر چلے تیر ہائے مژگان تو دہا دل پر لب معشوق ہو کہ بقول قمر نگہبان رہزن نگاہ یار رہی
…سر ہے ہر اشارے میں ہمارے قتل کی تدبیر ہے آخر نور الدہر نے ضبط کر کے کہا اے شہنشاہ اقلیم حسن
…ع اے ماہ آسمان کمال اس صحرائے ویران میں تجھ الیسی پری زاد کے آنیکا کیونکر اتفاق ہوا اُس نازنین نے سر
…کر کہا آپ کا اقبال محبت کا خیال ہمکو کشان کشان یہاں تک لایا دیکھیے اب تو شدت گرمی نہیں ہے
ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے خاص اس مقام پر کسقدر رعنائی و زیبائی ہے نور الدہر نے دیکھا حقیقت میں ایک
…نخل سبز و شاداب سر پر سایہ افگن ہے پھولوں کی مہک غنچوں کی چٹک مقام پر بہار ہے کہا اصل میں کیا بات ہے
…ارشاد و کرامات ہے اس نخل نے جان بخشی کی حضرت خضر نے آکر جان بچائی پانی اُس مقام پر ممکن نہیں ملکہ نے کہا پلٹ کر دیکھیے
…الدہر نے پلٹ کے دیکھا ایک چشمہ پانی کا جوش مار رہا ہے نور الدہر نے پانی پیا شربت ہوا تو دعا ملکہ نے
…ب اپنا تو حال بیان فرمایئے کہ آپ یہاں تک کیونکر آئے نور الدہر نے کہا اے ملکہ عالم میں [illegible] چلا تھا راہ
…میں جنی کو ایک دیکھا گیا میں اور دشت و بادیہ مصیبت میں گرفتار ہوا اس صحرا تک پہنچا شدت تشنگی سے

مرقوم تھا کہ اگر کمیل جنی مارا گیا مصیبت کا سامنا ہے صحرا ہائے مصیبت خیز ہول انگیز راہ مین ملینگے
طے کرنا بہت دشوار ہے لیکن طرف مشرق کے جاؤ یہ ہیکل مصیبت مشکل آسان کریگا تو ادھر ہی سمت چلے تھوڑا رستہ
تھا کہ صحرائے ریگستان ملا بگولے گرد کے برائے تعظیم اٹھنے لگے ہوائے گرم چلی معلوم ہوا کہ جسم پھنک گیا سبزۂ صحرا
تو ادھر کا پیاس سے عجیب حال ہے نخل خارستان طعن و تشنیع دیتے ہین اگر کوئی طائر بھٹک کر آگیا خارستان میں
پھڑک پھڑک کر تمام ہوا دھوپ تھراتی ہوئی معلوم ہوتی ہے زمین تابہوا شاہزادہ شدت تپش سے مضطرب و بیقرار
اس دھوپ مین برائے تلاش آب دوڑ دھوپ کر رہے ہین کوسون پانی نہین معلوم ہوتا سوائے چشمۂ آفتاب چشمہ
نایاب اگر کسی مقام پر کوئی چشمہ آب ملا پانی قلیل پینے کی کیا سبیل پانی کھول رہا ہے کبھی دور سے دیکھا پانی موج
لیے حباب ہو کر وہان پہونچے دیکھا دریائے ریگ رواں ہے حیران و پریشان وہان سے پلٹے پسینہ خشک ہو گیا
تمام صحرا مین محیط ٹھیک دوپہر کا وقت ہے آفتاب تمازت دکھا رہا ہے سایہ بیچ سے درختوں کی لپٹا ہوا تمام
تپ رہا ہے شاہزادہ زندگی جان سے بیزار اکثر درختوں کے نیچے بیٹھا کہ سائے مین آرام ملے سایہ خود چاہ سے یا
کو کنوئین مین اترا ہوا تھا تنا صحرا کا ویرانہ ہے دھوپ کی جلن شاہزادہ ایک جانب بیقرار ہو کر دوڑا کہ سایہ
جا کر پانی دستیاب ہو ایک مقام پر ٹھوکر لگی شاہزادہ منہ کے بل زمین پر گرا زمین گرم ناد ہو رہی تھی
شدت تپش سے بیہوش ہو گیا قضائے کار مالک مرحلہ دقواق بن شفاق بن مرواق کہ جو اس سرزمین کا
ناظم ہے اسکی دختر بلند اختر ملکہ صمصام جوہر دار اپنے قصر مین بیٹھی تھی خود بخود بیٹھے بیٹھے گھبرائی کنیزون سے کہا آج کیا
کہ خود بخود دل گھبراتا ہے کلیجہ منہ کو آتا ہے ایک طاؤس لاؤ کنیزون نے طاؤس زرین بال حاضر کیا سحر مین طاق شہرۂ آفاق
حسن مین بے نظیر رشک ماہ منیر طاؤس پر سوار ہو کے چلی اول صحرائے لالہ زار ملا گل لالہ کو دیکھ کر داغ دل
ہوا وہان سے پھری پلٹ کے دیکھا کہ چراغ لالہ روشن دھوئین سے اپنا سینہ رشک گلشن اس صحرا کو ترک کیا مگر
کو آرام نہ آیا اور دھڑکن بڑھ گئی صحرائے پر بہار مین آئی مین آئی نگاہ اٹھا کے دیکھا نرگس شہلا آنکھیں لڑا
سنبل پیچ و تاب بہ کاکل عاشق دام بچھا رہی ہے سوسن مہذبان کی زبان درازی بلبلون کی پھولون سے غمازی
کی ہوا بندھی ہے اترائی پھرتی ہے کبھی نشۂ بادۂ سرجوش مودت سے لڑکھڑا اگر گرتی ہے غنچے چٹک رہے ہیں
غنچون کا ہنسنا کبھی مسکراتا ہوا کو ہوا تباتا نا غنچہ دراز تک ملکہ یہان بھی ٹھہرین غنچۂ پژمردۂ خاطر کو شگفتگی
نہ ہوئی تسکین دل نہ ہوئی خیال مین گذرا چلو صحرائے ریگستان کی کیفیت دیکھین یہ سوچ کر بڑھین تھوڑی دور
چلی تھین کہ جھونکا ہوائے گرم کا آیا گل سا چہرہ مرجھا گیا اور آگے بڑھین دیکھا ریگ دریا موج مار رہا ہے پریشان

ب صحراے سبزہ زار نظر آیا طائر نے عرض کی اے شہریار اس صحرا مین چلکر چند ساعت ٹھہریے مین اُنکو آپ لغو
ے سیر کرون پھر حضور کو لیچلون نورالدہر اُترے زیر نخل زین پوش بچھا دیا اُس پر بیٹھے سیر صحرا دیکھنے لگے طائر ٹہلتا ہوا
ک جانب گیا مگر کاؤس اور رنگ نشین تخت پر بیٹھا تھا کہ چند ساحر تجھو بیٹھے آئے کہا حضور ویران صحرا نشین مار گیا
ؤس نے کہا طلسم کشا مجھ تک نہین آسکتا ہے مین صحراے مصیبت خیز ہے بھٹک کر وہین رہیگا کاہن نے عرض کی
ائر ہفت رنگ کمیل جنی لاکر آپ کے سر پر پہونچا دیگا وہ کہین رُکنے والا ہے کمیل جنی ہمیشہ سے دشمن ہے اب طلسم کشا
لی ملا اُسکو راہ بتائیگا مرحلہ دو قواق بن اشفاق بن مرواق پر پہونچا دیگا یہ مرحلہ فتح ہوا اور رستہ کھلا اگر تدبیر
ے کمیل جنی مارا جائے پھر طلسم کشا مرحلہ مذکور پر نہ پہونچ سکیگا صحراے مصیبت خیز مین پھنسیگا یہ کہکر کاہن نے
ھ پھینکا شکلین دیکھکر سر پیٹ لیا کہا لیجیے طلسم کشا چل چکا صحراے مینو سواد تک آگیا اسوقت یہان سے کوئی جائے
یل جنی مارا جائے طلسم کشا وہین رہجائیگا ریگستان کو نہ طے کر سکیگا کیا عجب ہے کہ ہلاک ہو یہ سنکر کاؤس نے تک
ماری کہ ارے کوئی حاضر ہے ایک دیو سامنے آیا نعرہ کیا منم آدمخوار جادو بادشاہ نے کہا اے آدمخوار کمیل جنی طلسم کشا
حراے مینو سواد تک لایا ہے خود بھی وہان پھر رہا ہے تو جا کر کمیل جنی کو کھا لے طلسم کشا سے متعرض نہونا وہ
ان دیو بند و دیوکش ہے یہ سنکر آدمخوار چلا کمیل جنی بشکل طائر ہفت رنگ ایک نخل کے سایہ مین کھڑا الحمد
ل کھا رہا ہے کہ سامنے سے نعرہ ہوا منم آدمخوار طائر بھاگا آدمخوار تعاقب مین چلا نورالدہر بیٹھے تھے کہ دیکھا سامنے
ے طائر بھاگا ہوا چلا آتا ہے پکارتا ہوا کہ اے شہریار غلام کو بچایئے نورالدہر تلوار کھینچکر اُٹھے نعرہ کیا ادنا مرد کیا
ا ہے مگر آدمخوار کب مانتا ہے لپک کر ایک چنگل مارا کہ طائر اُسکے ہاتھ مین آیا گولی بنا کر پھانک گیا نورالدہر کو بہت
لوار ہوا یہ بھی خیال ہے کہ اس صحرا سے کون لیجائیگا لوح نے بھی خبر دی ہے کہ مرحلہ مذکور مین صحراہاے حیرت خیز
عبرت انگیز ہین جست کر کے برابر دیو کے پہونچے دیو نے چنگل مارا نورالدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈالکے گھونسا مارا دیو
ر گیا ایک چیخ ماری کہ آدمزاد چھوڑ دے نورالدہر کو نہایت غصہ ہے دو تین گھونسے مارے بال پکڑ کے ہاتھ مارا
سر زمین سے ملگیا دیو لپٹ پڑا موہا سے جسم دیو نے جسم شاہزادے کا غربال کر دیا مگر کشتی لڑ رہے ہین آخر کو لیے پر
ے مارا چارون شانے چت گرا چھاتی پر سوار ہو کر کہا او ملعون تو نے غضب کیا کہ طائر کو کھا گیا اب شناخت مین
ا کی کیا کہتا ہے دیو نے کہا لاکھ جانین میری خداوند راس الشیاطین پر نثار ہین تجھ کافر بت پرست باتین کرتا ہے سب
نڈا و اُسکو سجدہ کرتے ہین نورالدہر نے غصے مین ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھا ایک ہاتھ ٹھوڑی پر رکھکر چرخ دیکر
اراسع فرخرے گردن گھونٹی لا اللہ اسکا تڑپ تڑپ کر سرد ہوا اب نورالدہر مجبور و ناچار ایک چشمہ آب پر آئے وضو کر کے نوح ملخص

لوح کو پھینکا یا اوپر سے ہاتھ مارا ویران صحرا نشین کے دو ٹکڑے ہوئے اسکا مارے جانا آندھی سیاہ اٹھی سنگبا
ور ظلمات ہونے لگی بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام ہی ویران صحرا نشین بود تمام ساحر یہ صدا سنکر گھبرا
بھاگنے لگے چند ساحروں نے پکار کر آواز دی کہ الامان مظفر اجبا دو دس ہزار جادوگروں کا افسر تھا دس ہزار جادوگ
لشکر حاضر خدمت ہو ا بطیب اسلام ہوا نور الدہر نے سب کو ساتھ لیا آکر بارگاہیں لوٹیں ایرج کا کہیں پتہ نہ ملا شبرنگ
بن عمرو نے عرض کی حضور وہ لڑتے بھڑتے نکل گئے احسان آپ کا ناگوار ہوا نور الدہر نے کہا انکو رہائی ہوئی ہم
مطلب اسی امر سے تھا یہاں اس جادوگر کے مارے جانے سے ملازمان ایرج جو بیہوش پڑے تھے ہوشیار ہو
کر ایرج آکر ہو پہنچے اس لشکر ظفر اثر کو ساتھ لیکر کوچ کیا یہاں شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان بعد فتح
جنگ کے اپنے مقام پر آئے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا اے طلسم کشا جب لوح طلسمی حاصل ہو مرحلے پر قو اق
اشفاق بن مرواق کے جانا چاہیے یہ مرحلہ جان طلسم کا دوسرا ہے یہ ساحر نہایت مکار و غدار ہے قدم با
لوح دیکھنا اس مرحلے پر جانیکی یہ صورت ہے کہ باغ زنگار رنگ میں بیٹھکر اسم حاشیہ لوح پڑھو ایک طائر ہفت
پیدا ہوگا اسکی پشت پر سوار ہوکر جاؤ نور الدہر سب سے رخصت ہوئے باغ مذکور میں آئے بیٹھکر اسم حاشیہ لوح
پڑھنا شروع کیا بعد تھوڑے عرصے کے طائر ہفت رنگ آسمان سے پیدا ہو آ زمزمہ سرائی کرتا تھا اسکی زمزمہ سرا
ئیں یہ اشعار مفہوم ہوتے تھے اشعار

آجائے موت بلبل ناشاد کے لیے | تکلیف رحم بھی نہو صیاد کے لیئے
جاتے ہیں جسطرف دل شوریدہ لیچلے | اب قید کیا ہے بندۂ آزاد کے لیئے
عہد سکوت توڑ دیا ہجر یار نے | منہ کھولنا پڑا ہمیں فریاد کے لیے
آکر جو ڈھونڈھو گر کوئی تسکین پذیر | دکھ چھوڑ نا مری شب فریاد کے لیے
اترے ملک فلک سے حسینوں کی دید کو | کیا مرتبے ہیں حسن خداداد کے لیئے
گھبرا گیا کشاکش ہستی سے اپنا دل | پھر ہیں یہ راستے عدم آباد کے لیے
ہر رنگ میں نظیر تمھارا دشمن نسیم | زیبا ہے رشک حاسد ناشاد کے لیے

یہ اشعار پڑھتا ہوا طائر زمین پر آیا نور الدہر کو صدائے خوش آمیز طائر کی بہت پسند آئی طائر آہ سا
اشارے کرتا تھا کہ میری پشت پر سوار ہو جسے منقار سے زمین پر لکھا کہ میں آپ کو مرحلے پر قواق بن اشفاق
مرواق کے پہنچاؤنگا [illegible] تب یہ طائر اڑ جائیگا نور الدہر پشت پر طائر کی سوار ہوئے طائر لیکر نور الدہر

طلسم کشا آپڑا شاپور نے کہا کہ اگر ہمکو رہا کردیجے تو مین ایک بات عرض کرون ایسی تدبیر بتادون کہ طلسم کشا سے
ے لیجیے جمعدار نے خوشی خوشی قید توڑی شاپور نے باتین کرتے کرتے جاب مارکر بیہوش کیا بیہوش کرکے کنارے
لدیا آپ اسکی شکل بنکر نکلا ایرج کی قید کاٹی سب شہزادون کو قید سے رہا کیا سب کو لیکر نکلا کہا ای شہریار کچھ
ہو کہ صبح دلکشا کہان گئین ایرج نے کہا کئی دن سے انکا پتہ نہین ہے شاپور نے کہا انھین کی وجہ سے ملکہ پر
ت آئی ملکہ بارگاہ ویران صحرا نشین مین موجود ہین چلکر رہا کرلیجیے ایرج شمشیر زنی کرتے ہوے قریب بارگاہ آئے
ت وہ ہے کہ ملکہ نمکین شیرین کلام رنجیدہ کبیدہ روے عیش نادیدہ بلک بلک کے رو رہی ہین کبھی بجستیاک
ہو ہو کے پکارتی ہین نظم

کہے ہی چھیڑنکو میرے گرسب ہون مرے بسمین ۔ نہ دون ملنے کسی معشوق اور عاشق کو آپسمین
اگر مشہور ہوا افسانہ اپنی بت پرستی کا ۔ برہمن کیا عجب ایمان لے آوین بنارسمین
نہین دم لینے کی طاقت فلک ورنہ تبادیتے ۔ کہ یہ تاثیر ہوتی ہے فغان آسمان رسمین
رتن کا ہیکرہ اپنے مین خوش ہون اس توقع پر ۔ کہ اکدن آئے تیرے حرف عشرت خانۂ خسمین
رقیب بوالہوس رونما ہین تیری کب جان دی ۔ وہ نو وارد ہے کیا جانے طریق عشق کی رسمین
نہ مین اپنا نہ دل اپنا نہ تم میرے نہ جان میری ۔ اثر کس کس کو ہوے کو ہے مگر فریاد بیکسمین
کہون گر غیر سے مت مل تو کہو طعن سے رگ کر ۔ یہ کیون کسواسطے ہم ایسے تیرے ہوگئے بسمین
ذرا سمجھو تو جان من وصال غیر پر ہر دم ۔ مری جان کون ہے میکس کی جھوٹی کھاتے ہو قسمین
در میخانۂ عشق بتان اور آپ اے مومن ۔ یہ حضرت آگئی اکبار کیا طبع مقدسمین

ندا ے دردناک سنکر ایرج بیقرار ہوگئے بارگاہ مین جاکر دیکھا ملکہ کو قفس مین پایا فوراً رہا کیا ایک مادمان پر
زکر کے نے نکلے کہا کیون ای شاپور اب اس مقام پر ٹھہرنا مناسب نہین ہے لڑتے بھڑتے نکل چلو اور دربند پر چلکر ہنگامہ
ہ دو اگر انکو لوح طلسمی مل بھی گئی تو ہم چلکر بادشاہ کو قتل کرینگے شاپور نے کہا بہت مناسب ہے ایک جانب
ے بھڑتے چلے یہ خبر ہرکارون نے ویران صحرا نشین کو پہونچائی کہ قیدی چھوٹ گیا ملکہ کو ساتھ لے لیا یہ سنکر
ان صحرا نشین گھبرا گیا چاہا کہ جاکر روکون کہ سامنے سے نورالدہر لڑتے بھڑتے آئے للکارا ادہی سیا کہان جاتا ہے
ان صحرا نشین پلٹ پڑا آگ برسادی نورالدہر نے لوح کو چمکایا سحر باطل ہوا کئی سحر اسی طرح کیے آخر تلوار لیکر
آ تلوار کا ہاتھ مارا نورالدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا جھنانے کی صدا بلند ہوئی الجماد ے سے ہاتھ نکالے

مسلسل و مطوق کرکے قید خانہ مین بھیجدیا ملکہ نے دیکھا کہ شاپور پکڑا گیا بلک بلک کر رو دی لیکن فراقی ہین ک
بدنصیبی تھوڑی دیر مین اُسنے دو عیاریان کین آخر گرفتار ہوا یہ خبر ہرکارون نے ایرج سے کہی صبح دلک
بھی گھبرا کر اُٹھی ایرج نے کہا اے ملکہ کہان چلین کہا حضور سحر تیار کرنے جاتی ہون صبح کو اُس مقابلہ
یہ کہکر باہر آئی سوچی کہ اے صبح دلکشا اب حال کھلجائیگا ایرج تیری دشمن ہوجائینگے مقابلہ بھی ساحر ز
سے ہے صبح کو مقابلہ پڑیگا وہ گرفتار کرلیگا یہ سوچکر بھاگی مگر عشق مین ایرج کی بیقرار رہی یہ تو ایک پہاڑ مین چ
کہ اسکا حال لکھا جائیگا یہان چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا ساحر زرین پوش بصد جوش و
ہو مخانۂ مغرب سے باہر آیا چرخ زبرجدی پر آکر ٹھہرا فوج ضیا و شعاع ہمراہ دونون لشکر میدان کارزار مین
ویران صحرا نشین میدان مین آیا پکارکر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے ایرج نے مرکب بڑھایا
ایک دو ہتڑ مارا گھوڑا بدلگامی کرنے لگا ہتھیار کھل کر گرے اُسن بیقراری مین اُسنے گرفتار کرلیا اب جو گولہ لیکر
چلا ملازمان ایرج نے بھی بلوہ کیا جب اُسنے گولہ مارا دس چار سے بیہوش ہوکر گرے چار گھڑی کے عرصے
سب لشکر کو بیہوش کردیا چالیس سرداران نامی جنکو گرفتار کرلیے سبکو ارابے پر ڈالا لیکر طرف طلسم کے چ
ملکہ کا بھی ساتھ ہے راتون کو جلسہ آراستہ کرتا ہے منتین خوشامدین کیا کرتا ہے ملکہ کا وہی قول ہے کہ تو ہمین تنہ
ہم تیرا کہنا نہ مانینگے ویران صحرا نشین کیسا کیسا جھلاتا ہے چار منزلین طی کرکے ایک صحرا مین آکر اُترا
کار شبرنگ بن عمرو کا اُسطرف سے گذر ہوا اسکو جو معلوم ہوا کہ ساحر ایرج کو گرفتار کیے لیے جاتا ہے نہایت
بھاگا کہ جاکر شاہزادۂ نورالدہر کو خبر کرون نورالدہر در باغ زنگار رنگ پر فروکش تھے کہ شبرنگ آکر بیو
کیفیت بیان کی کہ ویران صحرا نشین ایرج کو مع سردارون کے گرفتار کرکے لیے جاتا ہے یہ سنکر نورالدہر
ہو گئے اسیوقت پشت مرکب پر سوار ہوے تین ہزار جوانون کو ساتھ لیکر طرف ویران صحرا نشین کے چلے ا
مین بیٹھا ہوا ملکہ سے منتین کر رہا ہے کہ نعرۂ نورالدہر کی آواز کان مین آئی گھبرا کر اُٹھا قفس ملکہ کا اسی مقام پر چھ
جو خبر پائی کہ طلسم کشا صاحب لوح آگیا حیران ہوا کہ کیا تدبیر کرون نکلتے ہی قرنا کرائی گھوڑے پر سوار ہوا دیکھا
قتل کرتے ہوے آتے ہین ساحرون کا بلوہ ہے جنسے سحر کیا نورالدہر نے لوح کو چمکایا وہ سحر اُسی ساحر کے
کینہ پر پڑا توڑکے پشت کو پار گذرا اکئی ہزار ساحر تھوڑے عرصے مین مارے گئے ویران صحرا نشین الگ الگ
کر رہا ہے قریب نورالدہر کے نہین جاتا دور سے ایسے ایسے سحر کیے کہ چند کس ہمراہیان نورالدہر مارے گئے ڈ
ساحرون کا بلوہ مگر ایرج نے جو صدا سے نورالدہر سنی کہا اے شاپور اِس رہائی سے تو موت بہتر ہے کوئی تد

کیا کہون وہ ناحق کو میری دشمن ہو گئین مین نے انکی کیا خطا کی تھی شاپور نے کہا کہ جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا لیکن
ی کی صورت ہونا چاہیے اسی حیلہ مین اسے قتل کرون آپ کہتا ہون شہریار بہت بیقرار ہین ملکہ نے کہا بھیا جو بنا
کر دو مگر میری عصمت پر زوال نہ آنے پائے شاپور نے کہا آپ اتنا کہدیجیے کہ مین خود تجھپر مائل ہون پھر مین سمجھ
بھیا یہ تو میرے منھہ سے نہ نکلیگا شاپور نے کہا فقط اتنا ہی کہدیجیے کہ جو یہ خدمتگار کہتا ہے مجھے بدل و جان منظور ہے
ہا بھیا اچھا جو تمھاری خوشی ہو شاپور نے قفس یہ کہکر ہٹا کہ اب مین گانے کا رنگ جماؤن قضارا بیرنگ
اصلی دروازے پر آیا خدمتگارون نے کہا تم تو ابھی اندر گئے تھے باہر کہان سے آئے بیرنگ جھٹکے اندر آیا دیکھا میری شکل
خدمتگار کھڑا ہوا شاہ سے باتین کر رہا ہے پکار کر آواز دی حضور یہ کوئی جعلساز ہے غلام حاضر نہ تھا اب خبر پاکر حاضر
پور نے جو یہ معرکہ دیکھا گھبرایا لیکن اب حیران ہے کہ کیا کرون بڑھکر عرض کی حضور یہ کوئی مکار معلوم ہوتا ہے میری
بنکر آیا ہے آپ یہ کہتا ہوا باہر چلا مین سبکو بلا لاؤن سب گواہی دینگے کہ مین شام سے در دولت پر حاضر تھا خود
ہو جائینگے ویران صحرا نشین نے کہا تو کہان جاتا ہے شاپور نے کہا مین حاضر ہون مین اس بیقدری کو اچھی طرح
سرکار ظاہر کردون کہ مین خدمتگار قدیم ہون یہ نیا میری شکل بنکر آیا ہے ویران ہان ہان کرتا رہا شاپور
کے باہر آیا کہا یارو تم سب اندر چلو مجھے ناحق بدنام کرتے ہین مین دوکاندارون کو بلا لاؤن یہ کہتا ہوا نکل گیا
بیرنگ پکڑے گئے الٹے ہوا سے ہاتھ دھلایا گیا اب بخوبی ثابت ہوا کہ وہ کوئی عیار تھا ویران صحرا نشین
ملکہ کا قفس لٹکا دیا شاپور اس فکر مین ہے کہ اب کیونکر جاؤن بازار مین جاکر دیکھا دوکان پر ہر ایک تاجر بیٹھا ہے
ایک دوکاندار کو سلام کیا کہا تاجر صاحب آپنے کیا کیا اسباب منگایا ہے تاجر بیان کرنے لگا شاپور نے کہا
ی چلیے تو مین آپ سے بیان کرون کہ مالک کو کیا کیا چیز کی ضرورت ہے یہ کہکر تاجر کو کنارے لے گیا کنارے
بیہوش کیا اسی تاجر کی صورت بنکر دوکان پر آیا کچھ اسباب کشتی مین لگایا طرف در دولت ویران کے
دروازے پر آیا خدمتگار روشنی کہا عرض کرو فلان تاجر در دولت پر حاضر ہے لائق پسند سرکاری اشیا لایا ہون
نے آکر ویران صحرا نشین سے کہا اسنے حکم دیا بلا لو شاپور اندر آیا جھک کر سلام کیا کشتی پیش کش کی ساحر
چیزون کو دیکھنے لگا شاپور نے عرض کی کہ حضور نے شراب نہین نوش فرمائی مین نے حضور کے واسطے
ولایتی شراب منگائی ہے یہ کہکر ایک آدھا نکالا جام لبریز کرکے کہا نوش فرمائیے ویران صحرا نشین نے جام
لے لیا کچھ سحر پڑھنے لگا شراب شعلہ بنکر اڑ گئی جام ٹوٹا شاپور نے چاہا اٹھکر بھاگون اسنے سحر کیا شاپور کے
زمین نے تھام لیے ویران نے گرفتار کر لیا رنگ و روغن عیاری کا سحر کرکے اڑا دیا اب تو پہچانا گیا ویران نے

کیا ستم ہوا کوئی درۂ کوہ سے اُسکو لیگیا کہ کنیز نے آکر سلام کیا کہا کیون واری آج مزاج کیسا ہے مین آپکو بہت
پاتی ہون کنیز تو خیر خواہ دولت ہے مجھسے تو فرمائیے کہ کیا صدمہ دل نازک پر ہے کہ رنگ رو متغیر ہے آج ناصیہ بھی
فرمایا دل تو اسکا بھرا ہوا تھا بے اختیار رونے لگی کہا اے نسرین کیا کہون بقول شخصے خود کردہ را درمان نیست مین
شیرین کلام کو اٹھا کر لے گئی تھی یہی خیال مین تھا کہ اُس سے عہد و پیمان لونگی لا کر ملا دونگی کل تک تو اسیطرح درۂ کوہ
تھی آج درۂ کوہ سے قفس غائب ہوگیا ایرج نوجوان نہایت بیقرار ہین اب مین کیا کرون شاپور یہ سنکر خاموش
ہوگیا سوچا کہ اگر اسوقت مین ایرج سے کہکر کسیطرح کا اسپر دباؤ ڈالون ایسا نہو خوف جانسے بھاگ جائے سا
مقابلہ ہونیکو ہے ایرج اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھے شاپور بھی حاضر ہوا ایرج نے فرمایا کیون شاپور کچھ پتہ ملا شاپور
غلام فکر کر رہا ہے عرض کریگا ایرج نوجوان خاموش ہوے ویران صحرا نشین نے طبل جنگی بجوایا ایرج کو خ
صبح دلکشا دربار مین آتی شرماتی ہے یہی خوف ہے کہ اگر شاہزادیکو معلوم ہوگیا کہ صبح دلکشا ملکہ کو اٹھا کر لیگئی تو
ناگوار ہوگا اسی فکر مین حیران رہتی ہے جب ایرج کو خبر ہوئی کہ لشکر ویران صحرا نشین مین طبل جنگی بجا ف
شاپور ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بہ تائید ربانی طبل جنگی بجے دونون لشکرونمین تیاریان ہوئے لیکن شا
کو بڑا تردد ہے کہ یہ ساحر بڑا زبردست ہے گھبرا کر لشکر سے نکلا اسی فکر مین ہے کہ اس ملعون کو جا کر گرفتار کرون اپنے آ
اسکی بدعت سے بچاؤن پھرتا پھرتا ایک بڑھیا کی شکل بنا ہوا لشکر مین ویران صحرا نشین کے آیا اسی تردد مین
کہ اپنے کو تا بہ قفس پہونچاؤن دریافت کیا معلوم ہوا کہ فلان خیمے مین ہے اُسکے دروازے پر آکر ٹھہرا دیکھا خادم خدمتگا
اندر نہین جاتا چوبدار کی شکل بنا ہوا تھا ایک سے پوچھا آقا کس کام مین ہین اُسنے جھلا کر جواب دیا جنگل سے ایک عورت
لائے ہین اُسپر جان دیتے ہین وہ قبول نہین کرتی اسی کو بیٹھے سمجھا رہے ہین شاپور کو خیال ہوا شاید ملکہ نمکین شیـ
کو پا گیا خدا اسکی آبرو بچائے یہ سنکر الگ ہوا کہ اندر سے آواز آئی نیرنگ خدمتگار کو بھیجو چوبدار پکارنے لگا اے نیرنگ
گیا ہے شہنشاہ یاد فرماتے ہین شاپور نیرنگ خدمتگار کی شکل بنکر سامنے آیا کہا مین حاضر تو ہون کہا اندر جاؤ
اندر آیا دیکھا ساحر تو مسند پر بیٹھا ہے سامنے قفس ملکہ نمکین شیرین کلام کا رکھا ہے شاپور ملکہ کو دیکھکر بیقرار ہو
جی مین کہتا ہے یہ کیا غضب ہوگیا ملکہ کہہ رہی ہین کہ مجھے قتل کرو ویران نے کہا بہت خوب ذرا مین مقابلہ مسلمانان
مہلت پاؤن تو تمھاری تدبیر کرونگا ایسا سحر کرون کہ مثل میری تمھارا بھی حال ہو شاپور نے دست بستہ عرض کی اگر ح
تو غلام سمجھائے ویران نے کہا اختیار ہے شاپور قفس کو لیکر الگ آیا کہا اے ملکہ عالم مین ہون شاپور شیر دل آ
عجیب جال ہے آٹھ پہر آپ ہی کو یاد کرتے ہین ہمکو بھی دریافت ہوا کہ بی صبح دلکشا نے یہ فساد برپا کیا ملکہ نے ک

جلتی ہے شوق آتش رخسار یار مین — ہر شمع سوختہ اسی چشم و چراغ کی
پاتے نہین زمانہ مین آتش خوشی کا نام — عنقا ہے اپنے دور مین گردش ایاغ کی

ن صحرانشین نے جو یہ صدای دردناک سنی بیقرار ہوکر اندر درۂ کوہ کے آیا دیکھا ایک قفس آہنی مین ایک
ی مہ جبین بلک بلک کر رو رہی ہی یہ دیکھتے ہی عاشق ہوا قریب قفس کے ٹہلتا ہوا آیا کہا کیون ای گلزار خوبی دای
ان محبوبی کسنے تجکو اس بلا مین مبتلا کیا مجھسے تو حال بیان کیجیے اُس شخص کو خاک مین ملادون شیران سلطنت
ادُسیہ سے ہون برای گرفتاری مسلمانان چلا ہون ملکہ نے اپنا منھ چھپالیا بے اختیار رونے لگی کہا ای شخص تو نامحرم
پاس سے ہٹجا مین کیا اپنا حال بیان کرون میری کیفیت لائق سننے کے نہین ہے فلک کجرفتار درپئے آزار
ناچار نہ مونس نہ غمگسار مین تیرے ہاتھ سے اپنی رہائی نہین چاہتی یا تو قضا لیکر اس مقام پر آئی ہے یا شاید
ین رہائی ہو ویران صحرانشین عاشق ہوچکا ہی چاہتا ہے کہ ضبط کرون لیکن دامن صبر دست استقلال کے
یا تا ہے ملکہ سے جو بے رخی سے یہ باتین کین بلکہ اسکا سامنے چلا آنا ناگوار ہوا ہر مرتبہ یہی فرماتی ہین کہ تو سامنے سے ہٹجا
ای جان جہان اگر چھوڑکر جاؤنگا زندہ نہ رہونگا جان تمہارے ساتھ ہے ملکہ نے کہا ای شخص کیا زبردستی کی باتین
ے ایک ہاتھ تلوار کا مارے کہ ہمارے دو ٹکڑے ہون یہ باتین تیری سنی نہین جاتین قتل کا تجکو اختیار ہے ہمنے
اپنا بحل کیا بار سر سے اتار دے یہ سنکر ویران صحرانشین کو بہت غصہ آیا قفس اتار لیا ہر چند ملکہ نے غل مچایا
سنا قفس کو اپنے دامن مین چھپائے ہوے اپنے لشکر مین آیا بارگاہ مین جاکر قفس لٹکا دیا اسیوقت وہانسے کوچ
دانہ ہوگیا یہان ایرج نوجوان پریشان ہین صبح دلکشا سمجھاتی ہے حضور نہ گھبرائین مین ملکہ کو ڈھونڈھکر
ایرج خاموش ہو رہتے ہین بیٹھے ہوے ہین پردہ بارگاہ کا اٹھا ہوا ہے شاپور مگس رانی کر رہا ہے جب صبح دلکشا
ت سمجھایا اور اٹھکر باہر گئی شاپور نے کہا ای شہریار میری عقل مین آتا ہے کہ یہ فعل صبح دلکشا کا ہے یہ باتین
ین کہ صحرا سے گرد اُڑی ویران صحرانشین بجمعیت کثیر آپہونچا مقابلہ مین شاہزادۂ ایرج کے اترا شاپور
ل سے ایرج نوجوان نے کہا اس مقدمے کو دریافت کرے مین صبح دلکشا پر دباؤ ڈالون شاید اسی نے یہ حرکت
نک تو اسکو بہت تھا لیکن صبح دلکشا ڈھونڈھنے کو چلے سے اُس درۂ کوہ مین آئی قفس نہ پایا اب گھبرائی
نب ڈھونڈھا کہین نشان نہ ملا آخر پلٹکر اپنی بارگاہ مین آئی شاپور نے ایک کنیز کو صبح دلکشا کی بیہوش کیا
تقرب زیادہ تھا اسی کی شکل بنکر خیمہ مین صبح دلکشا کے آیا دیکھا تو سر جھکائے بیٹھی ہے دلمین سوچ رہی ہے کہ ای
لکشا اب کیا کرون اتبک تو مجکو یہ گمان تھا کہ مین ملکہ سے وعدہ کر لونگی لاکر ایرج کے پاس پہونچادونگی یہ

وجمشید تمکو بادشاہ نے یاد فرمایا ہے ایک جادوگر تمہارے سامنے آئیگا یہ نامہ ہمارا اُسکو دینا پڑھکر جو وہ تمکو
دے بموجب اسکے کام کرنا وہ ساحر کوہ ویرانیر گیا اُسیطرح آواز دی پہاڑ شق ہوا ایک ساحر قوی تن قوی س
فام بدانجام اکڑتا ہوا سامنے آیا اسنے وہ نامہ دیا اُس ساحر نے قہقہہ مارا خوب ہنسا اسیوقت ایکآ وا
کہ کوئی نہ سمجھا کچھ آثار نہ ظاہر ہوے پھر اُسنے ایک آواز دی اری جلد حاضر ہو حکم شہنشاہی نافذ ہوا ہے کہ
مقابلۂ مسلمانان چلنا چاہیے اب ہر گوشے سے دس دس بیس بیس ہزار جادوگر پیدا ہوے بارگاہین اژدہ
آتش فشان پر بار ساحر اسباب سحر سے درست چالاک وچست تھوڑے ہی عرصے مین ڈیڑھ لاکھ ساحر د
لشکر آکر جمع ہوگیا وہ ساحر موسوم بہ ویران صحرا النشین فوراً ایک اژدر مہیب پر سوار ہوا برای مقابلہ ا
نوجوان چلا ملکہ صبح دلکشا جو ملکہ نگین کو ایک طائر بنکر بارگاہ سے اٹھایا ایک درۂ کوہ مین لاکر رکھا منظو
یہ نازنین تڑپ تڑپ کر مرجائے لیکن ایرج کو جو زیادہ پریشان پایا گھبرا گئین کہ ایسا نہو شاہزادہ اپنی کو
کر کر اب اُسی درۂ کوہ مین آئی ملکہ کو ہوشیار کیا کچھ کھانا پانی کھلایا کہا ای ملکۂ عالم آپکو ایک ساحر عاشق
لایا ہے مین تلاش کرتی ہوئی یہان پہونچی اُسنے سحر کر دیا ہے ڈ اُسکے مارے مین آپکو لیکر نکل نہین سکتی نہین
کیا آفت برپا ہوگی اگر مین بھی قید ہو جاؤن تو عجب نہین مین بڑی سختی یہانتک پہونچی ہون ملکہ نے کہا
اختیار ہے اُسنے ایک قفس مین بند کر کے ملکہ کو لٹکا دیا کہا مین پھر حاضر ہونگی ایسا نہو وہ ساحر آجائے تو مجھکو
مشکل ہوگا ملکہ کو تو یہ دم دیکر صبح دلکشا نکل آئی ایرج سے کہا حضور مین نے پتہ لگایا ہے آپ نہ گھبرائین دوا ایک
لے آؤنگی چاہتی ہے کہ وہ ہلاک ہو جاؤ لیکن ویران صحرا النشین منزلین طے کرتا ہوا قریب اسی کوہ کے
لشکر اُترنے لگا خود ویران ٹہلتا پھرتا ہے کانمین آواز آئی کوئی مصیبت زدہ آفت کا مارا مہجور اپنے عا

صادق سے دور بلک بلک کے یہ اشعار بصد سوز وگداز پڑھ رہا ہے **اشعار** ؞

اللہ ری روشنی مرے سینے کے داغ کی
اندھیاری راتمین نہین حاجت چراغ کی

بخت سیہ نے کام کیا بعد مرگ بھی
رنگین مری لحد سے ہے منقار زاغ کی

ظاہر ہوا مجھے یہ بلندی سرو سے
کرتی ہے کام خاک بھی عالی دماغ کی

سوتاڑ سے بلند کرے باغبان تو کیا
ہمت کے آگے پست ہے دیوار باغ کی

زخ کیا ملا نیکا رخ رنگین یار سے
لالے کو کیا خبر نہین ہے چار داغ کی

ابر کرم کے فیض نے ایسا کیا ہے سبز
مھندی کی ٹٹی ہو گئی دیوار باغ کی

ہ کرتی ہوئین خدمت ایرج مین آئین سب کیفیت بیان کی کہ ایک طائر ملکہ کو اٹھا کر لیگیا ایرج نے گھبرا کر
صبح دلکشا کو بلاؤ لوگ ڈھونڈھنے لگے صبح دلکشا کو راہ مین پایا سب حال بیان کیا صبح دلکشا نے کہا
ن تو کسی ساحر کا ہے یہ کہتی ہوئی دربار مین آئین دیکھا ایرج کا عجب حال ہے گریان و نالان حیران و پریشان
دلکشا کو دیکھکر کہا ملکہ تمنے سنا اسنے کہا اے شہریار یہ کام کسی جادوگر کا ہے کنیز تلاش کریگی پہلو مین ایرج کے کر
ن سمجھاتی جاتی ہین ایرج نہایت بیقرار ہین ہر مرتبہ ارادہ کرتے ہین کہ گریبان چاک کردن طرف صحرا کے
ن سب سردار گھیرے بیٹھے ہین جب ایرج قصد کرتے ہین سردار قدمونسے لپٹ جاتے ہین کہ اے آقا نہ گھبرایئے معشوق
فات ہوگی ایرج فرماتے ہین مین دلکو کیا کہکر سمجھاؤن کبھی ٹھنڈھی سانس کھینچتے ہین فرماتے ہین آہ تو
سیری یہ کیفیت ہے سودائیون کی سی حقیقت ہے نظم

وحشت نے ہمین جبکہ گلستان سے نکالا — غیرت کے قدم پھر نہ بیابان سے نکالا
کالی ہوئی شوخی سے ترے ہاتھ کی مہندی — یہ رنگ نیا پنجۂ مرجان سے نکالا
سوزن نے کیا خار کف پا سے جو باہر — گویا کہ وہ گل سر کے گریبان سے نکالا
باتین سنین اللہ کی مشتاق تھے جسکے — مطلب جو کچھ اپنا تھا وہ قرآن سے نکالا
جھکی نہ دمِ قتل جو قاتل سے مری آنکھ — کھنچوا کے مجھے گنج شہیدان سے نکالا
گردن مری اے دستِ جنون تو نے جھکائی — آزاد کیا بند گریبان سے نکالا
وحشت نے کیا خانۂ زنجیر سے باہر — صحرا کی ہوا نے مجھے زندان سے نکالا
مسی کا نہین رنگ لب یار کے اوپر — ظلمت نے ہے سرچشمۂ حیوان سے نکالا
دیوانہ ہوا دیکھکے پریون کی ادائین — وحشت نے مجھے ملک سلیمان سے نکالا
نالان رہے ہم کو جو محبوب کے آتش — بلبل نے بخار اپنا گلستان سے نکالا

دلکشا نے عرض کی کہ حضور اپنے کو پریشان نہ کرین کنیز آپکی ابھی جاتی ہے دم بھر مین پتہ لگا کے آئیگی آیندہ
یا خدا کو اختیار ہے سارہ وق نے ایک عرضی بادشاہ طلسم کو لکھی کہ اے شہنشاہ میرے قلعے تک عیوق
ایرج نے سبکو قتل کیا غلام بخوف جان ایرج کے ساتھ ہے فلان مقام پر لشکر فرو کش ہے یہ جوان
ح دلکشا قتل کرتا ہوا آتا ہے اگر یہ دونون ایک مقام پر ہونگے تو بہت سرکار کو انتشار ہوگا لہذا روکنا
ی مقام پر بہتر ہے اسنے اپنے وزیر سے حکم دیا کہ تم کوہ ویران پر جاؤ جاکر آواز دینا اے منظور نظر سامری و

آئی مستحق کا قصد ہے کہ مین غبر سیاہ بنکر نام پیدا کرون گنبذ سر کو ٹھکرا کر میدان مین آیا پکار کر آواز دی
عرگ کی ہونکلا آفتاب تیغزن نے چاہا کلون سر صحرا سے گرد اڑی ایرج نوجوان مع اشرار دیوانے کے
پہنچے صفین درست ہونی لگین مستحق نے جو دوسری آواز دی ایرج نے مرکب مہمیز کیا آسمان پر برق
صبح دلکشا آکر پہونچین مگر حیران و پریشان مقام لوح کو ویران دیکھا حیران کہ یہ کیا ہوا اب مستحق للکار
اُسکے مقابلے مین جایا ہی چاہتے ہین وہین سے آواز دی کہ ای شہریار تامل فرمایئے یہ سارہ ہے ایرج کی
نے آکر مقابلہ کیا آپسمین سحر ہونے لگے مستحق عرصہ دراز تک لڑا ایک مرتبہ ملکہ صبح دلکشا نے
سے کالی مستحق کے سینے پر کھینچ ماری مستحق کے سینے کو توڑکر پار گذری جب یہ مرکر گرا صبح دلکشا نے پکار کر آواز
سارہ دق اور کسیکو بھیج ورنہ آکر اطاعت کر سارہ دق نے دیکھا اشرار دیوانہ شل چاکران کمترین کی ساتھ آیا
کچھ نہ بن پڑا آکے شریک ہوا کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا مگر دلمین بغاوت ہے کہ ملکر ان لوگونکو مار دون کہ حال انکا
ایرج ان سبکو ساتھ لیکر نوبت نقاری بجاتے ہوئے پلٹے آکر داخل بارگاہ ہوئے ملکہ صبح دلکشا بھی آکر بیٹھین
ای شہریار مین تلاش لوح مین گئی تھی عجب معرکہ دیکھا مقام لوح ویران پڑا ہے وہان کسی کا نشان بھی نہین
لوح طلسم کشا کو ملگئی ایرج نے کہا پروردگار مالک ہے کسیطرح مل ہی جائیگی اب طرف بادشاہ طلسم کو
صبح دلکشا نے کہا راستے بند ہین اگر لوح پاس ہوتی تو راستہ ملتا اُس راہ پر جانا دشوار ہے سارہ دق نے کہا مین
بتاؤنگا صبح دلکشا نے ہر چند منع کیا ایرج نے نہ مانا کوچ کرکے چلے صبح دلکشا نے دیکھا کہ ایک محافہ زر
ساتھ ہے حیران ہوئین کہ اسمین کون ہے لوگونسے دریافت جو کیا معلوم ہوا کہ نمکین شیرین کلام مٹی دیو
کی شاہزادی کے ساتھ اُسکا عقد ہوا ہے صبح دلکشا کو بہت ناگوار ہوا خیال تھا کہ ہم ہی خدمت مین رہینگی اور
دیکھا کہ ایرج رات کو خیمے مین نمکین کے جاکر آرام کرتے ہین یہ اتو نکو صبح دلکشا کو نیند نہین آتی جب خیال آ
معشوق پہلوی غیر مین بیٹھا ہوگا تڑپ جاتی ہے بہت گھبراتی ہے ایکدن ایرج دربار مین جلوہ فرما ہین باتین
ہین یہی صلاح ہے کہ جلد تا بہ قلعہ کاؤسیہ پہونچین صبح دلکشا نگاہ بچا کر اٹھی غرق زمین ہوکر چلی کچھ سحر بناتی
ہے ہرگام پر یہی قول ہے کہ اپنی سوت کو مٹاؤن اپنے کو نہ ظاہر کرون یہ سوچکر قریب خیمہ نمکین شیرین کلام نکلی
کہ نمکین شیرین کلام بھاری کپڑے پہنے بیٹھی ہے پھر غرق زمین ہوگئی ملکہ نمکین شیرین کلام بیٹھی ہے کہ
ایک طائر سیہ فام پیدا ہوا اسکے منہ سے شعلہ آتش چھوڑے چند کنیزین جلین باقی ملکہ چھوڑ کر بھاگین ملکہ نے چاہا
اٹھکر بھاگون طائر نے ایک چیخ ماری ملکہ لڑکھڑا کر گرین طائر نے ملکہ پر پنجہ دیا لے اڑا آسمان پر جاکر غائب ہو

ہو کر زانو سے دبایا دیوانہ بولا کہ آقا میری سینے مین درد ہوتا ہے اب بھی میرا دل نہین بھرا تو کیا کرو تیا
ہون ایرج نی کہا پھر آئی سات مرتبہ ایرج نی زیر کیا اب دیوانہ راضی ہوا ایرج کو ساتھ لیکر چلا راہ مین
کا نذار ملا کہا بھائی خوشی کرو ہم آقا کے شریک ہوے آج ہمکو بڑی خوشی ہے مکان کھولا فرش مشجر بچھایا
ند ھکر سامنے ایرج کے کھڑا ہوا خوشامدین کر رہا ہے اپنے سایہ پر نگاہ جو پڑی اکڑنے لگا ایک چوب دست
پر ماری عکس کو کچھ تاثیر نہوئی چوب دست پھینک کر زمین سے لپٹ گیا ایرج ہان ہان کرتے ہین او دیوانے
بخت برگشتہ و نامعقول یہ کیا کرتا ہے دیوانہ کہتا ہے آقا یہ دشمن میرا پیچھا نہین چھوڑتا ایرج نے کہا تم
وہ ہم ابھی مار ڈالینگے جیسے ہی دیوانہ اُٹھا ایرج نوجوان دیوانہ کو دھوپ سے ہٹا کر سایے مین لے آئے
یوانہ نے دیکھا تو کوئی نہ معلوم ہوا کہا آقا یہ کہان گیا ایرج نے کہا کہ ہمنے اُسے مار ڈالا دیوانہ بہت
ہوا کہا آقا یہ دشمن رات دن ستاتا تھا یہ باتین کرکے لاکر ایرج کو مسند پر بٹھایا نوکر دلنے کہا خوشیان
نا ئو سرخ آئے ہین ملکہ نمکین شیرین کلام کو پردے مین داخل کیا ایرج نے کہا کچھ ٹوپیان کچھ لباس
ہین دیوانہ نے کہا کہ آقا سب کچھ ہو سکتا ہے بہت سی کوٹھریان بند ہین کسی مین مزدور کسی مین بیلدار
ر وغیرہ بند ہین کسی مین کسبیان بند ہین وہ سب ایرج سے فریاد کرنے لگے کہ ہمکو ناحق بند کیا ہے ایرج
کیون بھئی یہ کیا حرکت ہے زمیندار نے آکر عرض کی کہ دیوانہ جب گانو مین آتا ہے ان سبکو جاکر زبردستی پکڑ
کام لیکر کوٹھریمین بند کر دیتا ہے دیوانے نے کہا آقا مین مزدوری دونی دیتا ہون جہان اُنھون نے مجھے آتے
اگ جاتے ہین اسواسطے قید کر رکھتا ہون سب نے کہا ہم اب کبھی نہ بھاگینگے ایرج نے سبکو رہا کیا ایرج نے
احکم کیا ناچ ہونے لگا دیوانے نے ایرج کے ساتھ اپنی بیٹی کا عقد کیا کئی دن تک دعوت و ضیافت
بعد کئی دن کے ایرج نے کہا اب ہم رخصت ہونگے نہین معلوم سارو ق پر کیا گذری دیوانے نے کہا آقا مین
ساتھ چلونگا ایرج اشرار دیوانہ کو ساتھ لیکر مع محافہ نمکین شیرین کلام کوچ کرکے چلے مگر عیوق جو مارا گیا
ساتھ تھے چند کس خدمت مین شاہ طلسم کے پہونچے تمام کیفیت بیان کی کاؤس اورنگ نشین نے جھلا کر
جادو کو حکم دیا کہ تم اپنے تئین جلد پہونچاؤ لشکر ایرج کو جاکر تباہ کر دو اگر ایرج ملجائے تو شکین باندھکر
ق جادو بارہ ہزار جادوگرون کو ساتھ لیکر چلا سارو ق سے آکر ملاقات کی سارو ق نے کہا میرا خود
تھا کہ طبل جنگی بجوا کر مقابلہ کرون آپ آگئے اور بہتر ہو گیا یہ کہکر طبل جنگی بجوایا آفتاب تیغ زن کو خبر
اسنے بھی طبل جنگی بجوایا دونو لشکرونمین رات بھر تیاریان ہوئین صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین

درخشون کو گرا رہا ہی جسد رخت پر چوبدست ماروی پرزی پرزی کر دیا کبھی پہاڑ پر چوبدستین مارتا ہے پہاڑ تم
ہی وہ شخص جا کر ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا کہا کہ میان دیوانی صاحب آپکی بیٹی گنہگار سی باتین کر رہی ہی ہم کچھ
سکے اطلاع کرنی آئے ہین یہ سنتے ہی دیوانے کو غصہ آیا اُس شخص کو ایک چوبدست ماری کہ ہماری سا
ایسی بات بے ادبی کی کہتا ہی وہ تو پرا تھا ہو کر رہگیا دیوانہ چوبدست لیکر چلا کہتا ہوا کہ میرا تو یہ ارادہ
اُس آقای سرخ کو اپنا رفیق بناؤن سر پر مکان بنا کر اسمین ٹھاونگا لیکن پھر دنگا اسنی نزرک پر نگاہ ڈالی
کر رہا ہے یہان ایرج باتین کر رہی ہین نمکین شیرین کلام سی کہ زنجیر کے جھنجھانی کی آواز آئی وہین
کہ او آقای سرخ باہر تو نکل نزرک کو لیکر بیٹھا ہے یہ آواز جو ملکہ نی سنی گھبرا گئی کہا لو صاحب غضب ہوا
نے کہا آنے دو آج اِس دیوانی کو ہوشیار کر دونگا ملکہ رونے لگی ایرج نے دروازہ کھولدیا اور ملکہ کے
مین ہاتھ ڈالکر ایک بوسہ لیا ابتو دیوانہ بہت جھلایا ایرج جست کر کی باہر آئے دیوانی نے چوبدست کو
دیکر ہاتھ لگایا ایرج نی خالی دی ملکہ زار زار رو رہی ہین پٹ پر ہاتھ رکھی دیکھ رہی ہین چوبدست جو زمین
سی گرد بلند ہوا دیوانی نے آواز دی زردم وپست کر دم مارا اور کام تمام کیا ایرج نے پہلو پر سی آواز
کہ او بیچا کسی مارا مین موجود ہون دیوانہ پلٹ پڑا چوبدست پھینک کر خنگل مارا کہ پیراہن ایرج کا مع گوشت
نوچ کر لیگیا ایرج کے زخم سی خون جاری ہوا ایرج نی لپک کر ایک طمانچہ مارا تڑاقے کی آواز ہوئی
نے چرخ کھایا لپٹ پڑا ایرج سی کشتی ہونی لگی دیوانی نے شانے پر ایرج کے ایک چلکت مارا بوٹی کا بوٹا
لیگیا ایرج نے ایک گھونسا مارا منہ سی بوٹی نکل پڑی دیوانہ کانپ گیا اشارہ کرتا ہے کہ اب نہ کاٹونگا
لڑ رہا ہے ملکہ بیقرار ہے کشتی ہو رہی ہے پہر بھر کامل کشتی ہوئی آخر ایرج نے اکھیڑ کر مارا چار دن شانے
کود کر چھاتی پر سوار ہوے دیوانہ ہاتھ جوڑنی لگا کہتا ہی کہ آقای سرخ خواب مین بڑے آقا آئے تھے آپ
صورت دکھائی تھے آپ کا نام نامی کیا ہی آپ صاحبقران کی پوتے ہین ایرج نے بزرگون کا نام بتا
قدمون پر گرا کہا کہ آقا مین مسلمان ہوتا ہون ایرج نی کلمہ پڑھایا دیوانی نے دوڑ کر بیٹی کو کاندھی پر سوار
شلنگین لگانے لگا کہتا ہے کہ ای نزرک تیری وجہ سی مجھے دولت ایمان ملی تونی خوب نین مٹکا کیا آقا کو
تھا وہ بیچارہ کیا بولی سر جھکا لی چپ ہی ایرج نی جھپٹ کر ہاتھ پکڑ لیا اور دیوانی بس مکان پر چل دیوانی
آقا اس نزرک کو آنکھون سے اندر رکھونگا تو نے اسے سرفراز کیا مین اسکا غلام ہون اور مین تجھسے ابھی ز
میرا پانون پھسل گیا گر پڑا ایرج نے ملکہ کو کاندھے سے اوتار لیا دیوانہ لپٹ گیا ایرج نے پھر اکھیڑ کر

لکترین دست بستہ ہمراہ ایرج کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا پوچھا کہ ای ماہ رخسار کیونکر یہان آنکا
ہوا آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہے اُس نازنین نے شرما کر سر جھکا لیا کہا صاحب مجھ سوختہ بخت
م پوچھتے ہو مین سرشار دیوانے کی دختر بلند اختر ہون نام میرا نمکین شیرین کلام ہے جسدن
وہ آپکو لے کر آیا مجھ سوختہ بخت نے دیکھا بیقرار ہوئی برچھی عشق کی دلکے پار ہوئی نظم

وادا ہے تجھسے دل آرام کے لیے ‖ یہ جامہ قطع ہے تری اندام کے لیے
حشت مین کعبہ کو جو گیا کوے سے ‖ لیتے جنون نے جامۂ احرام کے لیے
شق ہون ہر طرح سے گنہگار ہون ترا ‖ حاجت قصور کی نہین الزام کے لیے
لی کے گریہ کا یہ کھلا حال وقت مرگ ‖ آغاز ہی مین روتے تھے انجام کے لیے
چھا نہین مقابلہ اُس چشم شوخ سے ‖ اکدن شکست فاش ہے بادام کے لیے
رچند اپنا نامۂ عصیان سیاہ ہو ‖ ہوگا سفید صبح ہے ہر شام کے لیے
مرد اور مرد مین اتنا ہی فرق ہے ‖ وہ نان کے لیے مری یہ نام کے لیے
تل کمند اپنی رسائی ہوئی اگر ‖ اے قصر یار بوسے لب بام کے لیے
کھوا کے زلفین یار نے لاکھون ہی مرغ دل ‖ پیدا کیے ہین کشمکش دام کے لیے
لمین سوای یار جگہ ہو نہ غیر کی ‖ خلوت سراے خاص نہین عام کے لیے
تش جو چاہے یار توکل کو مجھ کی ‖ جو صبح کو ملے نہ رہے شام کے لیے

فیت عرض کرون آپکی غربت کا بھی خیال ہر کیون صاحب یہ کیا نادانی تھی کہ ایسے زبردست
مقابلہ کیا کہ اِس حوالی مین جسقدر پہلوان تھے سب کو اسنے مٹایا کوئی پہلوان اس حوالی
ی نہ رہا ایرج نے کہا کہ مین تو عیوق سے لڑ رہا تھا یہ زبردستی جا پڑا غفلت مین ہاتھ مارا ورنہ
یوانہ کو ہوشیار کر دیتا ستارۂ سحری آسمان پر چمک چکا ہے نگہبانون نے جو دوسرے کی آواز سنی
سے دیکھا کہ بیٹی پہلوان دوران کی ایرج سے باتین کر رہی ہے ڈر کے مارے کانپ گئے آلس
م کیا کہ یارو اگر دیوانہ سن پائے گا سب کو مار ڈالیگا ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا ایکنے کہا کہ مین
ع کرتا ہون تو جرم سے بری ہو جائین ایک شخص دوڑا ہوا پاس سرشار دیوانہ کے پہونچا دیکھا
مین لگا رہا ہے گویا کثرت کا وقت ہے پہاڑ کے پتھر اُٹھا اُٹھا کے پھینک رہا ہے جو بدست ہلا ہلا کے

اس جوان کو تو علاج کرو جب صحت پائیگا اسکو اپنا رفیق بنائینگے ملازمون نے ایرج نوجوان کو ہا
ہاتھ لیا کنارے لاکر مرہم پٹی کی ایک مکانمین فرش بچھا دیا علاج مین مصروف ہوے سرشار دیوانہ ہر ر
ملازمون سے پوچھتا ہے کہ اُس جوان نے صحت پائی ملازم روز عرض کرتے ہین کہ حضور اب وہ جوان اُ
لگا ہے اب جلد صحت پائیگا قضاے کار ایک ہفتہ ایرج نوجوان کو اِس مقام پر گذرا ہے سرشار دیو
کو اپنے زور و طاقت پر اسقدر گھمنڈ ہے کہ ایرج نوجوان کو مسلسل و مطوق بھی نہین کیا شاہزادہ اُسیط
اس مکانمین بیٹھا رہتا ہے پہلو مین اُس مکان کے ایک قصر بلند ہے کہ دوپہر رات گئے ایرج نوجوان
آنکھ کھل گئی شاہزادہ اپنے حال پر رو یا بے اختیار یہ اشعار عبرت آثار زبان سے نکل گئی نظم

نماند رستم و اسفندیار روئین تن ۔۔ نماند دولت دارا و حشمت بہمن
نماند پیر و جوان و نماند خُرد و کلان ۔۔ نہ طفل ماند نہ بالغ نہ مرد ماند نہ زن
نماند وقت خزان و نماند فصل بہار ۔۔ نہ گل بماند نہ بلبل نہ سبزہ و نہ چمن
نماند عابد و زاہد شریف و نیکوکار ۔۔ نماند جاہل و غافل رذیل و تردامن
نماند ہمت بازوے زور سرپنجہ ۔۔ نماند قوت جسم و نماند طاقت تن
ہر انکہ بندۂ حق شد شد از بلا آزاد ۔۔ ز درد و رنج و محن گشت در جہان ایمن
زہر تعلق و ہر رشتہ بے تعلق شو ۔۔ علاقہ دار بحق لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ
مدہ بخاطر خود دخل حرص دنیا را ۔۔ ز چار سمت برین خانہ بند کن روزن
قباے عشق و محبت بقد موزون دوز ۔۔ ز ذوق و شوق الٰہی تلاش کن سوزن
نہ بند رخت سفر زین سراے فانی دہر ۔۔ کہ نیست جاے قیام تو اندرین مسکن
بدوستان صفا کیش دوست شو ہندی ۔۔ مدار در دل غمگین خود غم دشمن

شاہزادہ بیقرار ہو رہا ہے کہ دیکھا کوٹھے سے ایک سیاہ پوش بذریعۂ کمند اترتا چلا آتا ہے جب ز
پر آیا اسنے کمند ہاتھ سے رکھدی ایرج نے اپنی آنکھین بند کرلین وہ برقع پوش قریب آیا سر ایرج
کا اُٹھا کر اپنے زانو پر رکھا آنکھون سے اشک حسرت ٹپکائے عارض پر ایرج کے آنسو گرے ایرج آنکھین کھو
دیکھا کہ ایک نازنین ماہ پیکر نیک سرشت فخر حور بہشت گلعذار ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار سینے
اُبھار نار پستان ہوے سیان حسن مین بے مثال ابرو رشک ہلال عارض انور ماہ آسمان کمال ناز و ادا

یون نے جو یہ اشعار پڑھے بہادر جھومنے لگے قبضۂ شمشیر چومنے لگے ہر طرف یہی ہنگامہ تھا لڑین عیارین نام
ن عیوق ادھر جھوم رہا ہی جب نقیب ہٹے عیوق ذ گینڈا انکا لا میدان مین آکر نعرہ کیا کہ کہان ہین نبرد
ہ مقابلے مین ماہ دولت کہ آئین تو حال معلوم ہو مگر شکوجو اس مقام پر اُترے تو صبح دلکشا ذ ایرج
ا کہ دو دن آپ اسی مقام پر قیام کیجیے مین جا کر حال لوح دریافت کرون صبح دلکشا اِس ملاز
چلی گئین یہان جب عیوق نے نعرہ کیا ایرج نوجوان ذ مرکب عربی بڑھایا کرہ بن اشقر بیاری اور مر
ار ہوسے مقابلے مین عیوق کے آئے عیوق نے جو جمال جہان آرا دیکھا حیران ہو گیا کہا کہ ای شہریار مجھے
شباب پر ترس آتا ہے اسوقت مین آپ نے کیون قصد کیا مین ذ جس سے مقابلہ کیا اسکو مارا اگر آپ
ہاتھ سے مارے گئے بڑا قلق ہوگا ایرج نے کہا کہ کیون غرور کی باتین کرتا ہی یہ میدان کارزار ہی زبان
سوال وجواب ہو زبانی کلام ہونا مناسب نہین مگر عیوق سمجھا رہا ہی جب ایرج نے نہ مانا کہا کہ ای
ن مین ناچار ہون مجبوری سی تجھسے مقابلہ کرتا ہون حربہ تو کرلے کہ تیرے دلمین حوصلہ نہ رہجاوے
ج نے کہا کہ یہ اپنا دستور نہین جب تیری حربے سی پروردگار بچائیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے اُسنے خبردار
ار کہہ کے نیزہ مارا ایرج ذ نیزے کو نیزی کی سنان پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے
ن زور وشور سے نیزہ چل رہا ہی سب طرف سی صداے احسنت وآفرین بلند عین گرمی جنگ مین کہ صحرا س
ٹے کی آواز آئی کہ جسکی صدا سی گوش گردون کر ہو سب نے دیکھا کہ ایک دیوانہ ژولیدہ مو کمر مین
بندھا ہوا ایک زنجیر پاؤن مین اسکو کھینچتا ہوا آتا ہے بال فتیلہ فتیلہ چھوڑے ہوے کمر سے نیچے تک ایک چوب دست
ن سنگِ آہنی کئی ہزار من کی اُسکو چرخ دیتا ہوا پکارتا ہوا کہ اوجوانو جہان ماہ دولت رہتے ہین تم
ن مقابلہ کر رہی ہو مثل برق جھپٹ کر آیا اُس جلدی مین چوب دست لگائی کہ ایرج تو مصروف نیزہ بازی
بدست اُسکی چل گئی ہرچند کہ ایرج نے چاہا بچون چوب پڑی شانہ جھول گیا بایان ہاتھ مارا گھوڑے کے
چوب دست آئی گھوڑے کا سر پھٹا ایرج اس حالمین گر پاؤن زیر شکم مرکب دبا شاہزادہ بیہوش ہوگیا
ن کو تاب نہ آئی ڈانٹا کہ اوبیجا تو دیکھا کیا میرے معشوق کو مارا دیوانے بہوت ذوہی چوب دست سر عیوق
ردی عیوق مع گینڈی پر اٹھا ہو کے رہ گیا اِس ضرب دست کو دیکھکر سب تھرا گئے کسی کا حوصلہ نہ پڑا کہ اسکا
لے مین جائے دیوانے ذ ایرج کو اٹھالیا اسی طرح جھومتا ہوا اطرف اپنے بیٹھے کر روانہ ہوا شاپور بھی
چھپتا ہوا جاتا ہی جنگل مین آکر دیوانے ذ ایک چیخ ماری کئی سے ملازم اُسکے دوڑے ہوے آئے کہا کہ

خون مرا ہار گلے کا نہ ہو کیون ای قاتل — دست رنگین مری گردن مین حائل نہ ہوا
آتش سینۂ تفسیدہ کو کیا مین روؤن — اشک جانب کرۂ آب کے مائل نہ ہوا
دیتے تکلیف شب ہجر مین آہ اپنے پاس — نقد جان پیشکش مرگ کے قابل نہ ہوا
بیحجابی کا گلہ کیجیے تو کہتا ہے ترے — پردۂ چشم کی تقصیر کہ حائل نہ ہوا
کیا گلے ہوتی گر اور دن پہ بھی رحم آجاتا — شکر صد شکر کہ میرا سا ترا دل نہ ہوا
مرگیا جسپہ نہین گھر مین رسائی اُسکے — تھا تو مومن مین و لے خلد مین داخل نہ ہوا

سب کافر جمع ہین دورۂ شراب بی اندیشۂ انجام سب بست بیٹھے ہین پردے بارگاہ کے اُٹھے ہوے
صحراے گرد اڑی دیکھا کہ ایک جوان نہایت حسین و جمیل مرکب سہ چشمی پر سوار پشت پر ساٹھ ہزار سوا
پیدل فوج کے دل کے دل بارگاہین خیمہ چھکڑون پر لدے ہوی آسمان پر لکۂ ابر گلنار چھایا ہوا وہ جو
آکر اُسی صحرا مین فرو کش ہوا عیوق و ساروق نے ہرکارون سے کہا کہ دریافت کرو یہ کون شخص ہے
جاتا ہی عیوق نے کہا کہ مین نے تصویر طلسم کشا کی دیکھی ہی خال و خط کچھ قد و قامت مین فرق ہے مرکب
حسن مین رشک ماہ منیر ہے عجب ہی کہ یہی طلسم کشا ہو ہرکارے گئے آکر خبر دی کہ طلسم کشا کا عزیز دار ایرج
فکر طلسم کشائی مین یہ بھی جاتا ہے کئی قلعے فتح کیے یہ سنکر عیوق نے کہا ای برادر اس جوان سے کہلا بھیجو کہ
صحرا مین نہ اُترے ورنہ ہم لوٹ لینگے یہ حکم لے کر ہرکارہ لشکر اسلام مین گیا گذر ہونا بارگاہ تک دشوار تھا شا
سے ملاقات ہوئی ہرکارے نے تمام کیفیت شاپور سے کہی شاپور نے کہا کہ جاکے اپنے آقا سے کہو کہ غرور اپنے
سے نکالو ہم مسافرانہ جاتے ہین مقام معقول دیکھا اُتر پڑے صبح کو چلے جائینگے اگر یہ نہین منظور ہے بسم اللہ
جنگی بجوائین صبح کو میدان کارزار مین آئین سب حال کھل جائیگا یہ سنا تھا کہ ہرکارہ غصے مین پلٹا آکر عیوق
سامنے بیان کیا کہ حضور یہ لوگ بڑے سرکش ہین عیوق نے یہ سنتے ہی طبل جنگی بجوایا ایرج کو خبر ہو
نے بھی طبل جنگی بجوایا رات بھر تیاریان رہین صبحکو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے صفین آراستہ
نقیب نقابت کر کے ہٹے کڑکیتون نے بڑھکر اشعار عبرت آمیز پڑھے کہ بہادر جھومنے لگے بن

ہمنے دیکھا ہے تواریخ مین ای اہل نظر — ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے
وجہ اُسکی ہو یہ ظاہر عقلا کے اوپر — یعنے وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھ
زاد رہ هیچ نداریم چہ تدبیر کنیم — سفر دور و دراز است و ما بیخبریم

ب کو بلوا لیا ہے پہلوان ساحران زبردست کاہن نجومی سب اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین کہ در بارگاہ
ونے پیٹنے کی صدا آئی کاوس نے کہا کہ اری یارو یہ کون روتا ہی چوبدارون نے باہر نکلکر دیکھا کہ
دو گرنیان دریاے خون مین نہائی ہوئین لاشین انکے افسرون کے لدی ہوے گریان و نالان اندر
کے آئین لاشین سامنے رکھدیے کہا اے شاہ غضب ہوا سیاہ نیلم پوش بھی شریک طلسم کشا
ادل قتال وزیر آپکا مارا گیا بعد اوسکے آکر لوح لی آپکی صاحبزادی ملکہ ہماے جواہر پوش نکل
ن دونون نے آپسمین ملکر لوحدار ان کو قتل کرایا باغ کے قیدی چھوٹے دربار باغ رنگار نگ
کشا مع تین ہزار جوانون کے نزد کش ہے کوچ کرکے آپ پر آئیگا قاعدہ بتانے والیان طلسم کشا کو
ن یہ سنکر کاوس بہت گھبرایا کہا کہ یارو تم مین کوئی ایسا ہی کہ طلسم کشا کو گرفتار کرکے لائے لوح
بھی چھین لے عیوق ویرانہ نشین پہلوان زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست اپنے مقام پر بیٹھا
تا ہوا اٹھا کہا کہ اے شہنشاہ عالیجاہ فرزندان حمزہ کو اپنی جرات پر بڑا گھمنڈ ہے مین جا کر مقابلہ کرونگا
لوح طلسمی چھین لونگا بعد اسکے انکی مشکین باندھونگا کاوس اور رنگ نشین نے خلعت رخصتی دیا
ساٹھ ہزار جوان لے کر براے مقابلۂ نورالدہر چلا قضائے کار راہ مین اسکا بھائی سارق نزد سے آ
ے اسنے جو خبر سنی کہ بھائی صاحب آتے ہین براے استقبال نکلا عیوق سے ملاقات کی پوچھا کہ بھائی
کہان جاتے ہو اسنے سب حال بیان کیا سارق نے کہا کہ آج تو مین نہ جانے دونگا بعد مدت آپکا
ہے دو دن نہ جانے دونگا بیرون قلعہ بارگاہین استادہ کرائین بازارین درست ہوئین بڑے تکلف سے
کو سارق نے اوتارا طائفے جمع ہوے نازنینان مہ جبین نے مجرا شروع کیا ایک نازنین شوخ
و طرار موسوم بہ گلعذار سامنے کھڑی ہو کر یہ غزل گانے لگی نظم

ز بیجا سے سوا شرم کے حاصل نہ ہوا — غیر پر ظلم کیے میرے مقابل نہ ہوا
ود گلا کاٹ ہوا جبکہ مین بسمل نہ ہوا — انکو آسان نہ ہوا جو مجھے مشکل نہ ہوا
طرح بزم مین وہ آنکھ چراتے مجھسے — دل کو کھو کر یہ ڈرا تھا کہ مین غافل نہ ہوا
ود چھپانے کو مری لاش سے کہتا ہے وہ شوخ — مجکو یہ غم ہے کہ مین کیون ترا قاتل نہ ہوا
وکاکل مین بھی خود رفتگی اپنی نہ گئی — جوش وحشت سے مین پابند سلاسل نہ ہوا
ل دہی کیسی وہ دم دیتے ہین سواے دشمن — کیا نہ دیتے مجھے مین آپ ہی سائل نہ ہوا

نورالدہر نے بتعجیل تمام قربان سے کمان ترکش سے تیر بر کمائین پیوست کرکے تا بسر کمان کا کرہ کا عقاب تیر
چلا برے مقام پر جاکر پڑا گدی کو توڑکر پار گذرا بجای خون کے شراری آتش کے نکلا اور جادوگرنیون پر
شل ہیبۂ خشک سب جلنے لگین لوحداران زمین پر گری تڑپ تڑپ کر جان دی پاس سامری وجمشید کے
اور سب جادوگرنیان جلنے لگین تھوڑی دیر مین آواز آئی کشتی مرا نام من لوحداران جادو بود اور
جادوگرنیون کی مرنے کی آوازین بلند ہوئین جو جادوگرنیان گرفتار ہوئین تھین وہ بھی قتل ہوئین ایک
ہنگامہ ہے کئی دن اسی مقام پر جنگ مین گذری اسی شیر کا کلیجہ تھا کہ ایسی جنگ کو سر کیا ساحرون کو زیر
بعد تھوڑی دیر کے ہوا صاف ہوئی سب کے لاشے پڑے ہین دفن دکفن کا کون سامان کرتا نورالدہر وہان
اترے ایک ایک پوچھتے ہین کہ لوحداران کی بہن موسوم بہ ببران جادو وہ کس مقام پر رہتی ہے
کسی نے مفصل نہ بتایا بارہ دری مین آئے شبرنگ کی جو یا ہین کہ سیما وہما دونون آکر بیوپچین کہا ای شہ
باغین زندانخانہ ہے اس ملعونہ کا یہ دستور تھا کہ جو تاجر ادھر سے نکلا رات کو سحر کرکے پانی برسایا سودا اگر
اسیوقت جاکے لوٹ لیا اُسکو لاکے قید کیا کئی ہزار بندگان خدا اسیطرح قید ہین اُنکو رہا کیجیے نورالدہر
یہ سنکر اٹھے ایک سمت چل نکلے گوشۂ باغین آکر دیکھا کہ ایک قصر سیاہ بنا ہے اسمین قفل لگا ہے لوح طلسمی کو قفل
مس کیا قفل ٹوٹ کر گرا اندر مکان کے آئے دیکھا کئی ہزار بندگان خدا ہاتھ مین ہتھکڑیان پانوئین بیڑیان
پہنے ہوے بیٹھے ہین آمد نورالدہر جو ہوئی ماران سیاہ ان سبھونکے گرد بیٹھے تھے جب لوحداران قتل ہوئی
سیاہ پانی ہوکر بہ گئے قیدیان بلا آپسمین چرچے کر رہے تھے کہ یارو آج نئی بات ہے کہ ماران سیاہ ہلاک ہو
کسی نے لوحداران کو مارا ایک نے کہا کہ یارو سالہا سال ہمکو اسی قیدخانے مین گذرے مگر کوئی صورت ر
ممکن ہوئی لیکن آج معاملہ عجیب وغریب پیش آیا ہے یہ ذکر تھا کہ دروازہ کھلا شاہزادے کو دیکھکر سب
ہوگئے نورالدہر نے فرمایا کہ یارو خوشی کرو کہ جسنے تمکو قید کیا تھا وہ واصل جہنم ہوئی وقت رہائی ہے
سلام کرنے لگے نورالدہر نے ان سب کو رہا کیا ہتھکڑیان بیڑیان کاٹین تین ہزار جوان تھے سب کو ساتھ لے
نکلے دوسرے پہلو مین ایک قصر دیکھا اُسکو بھی کھولا اسمین اسباب بہت نکلا نورالدہر نے اُسکو نکالکر انبار
تین ہزار جوان آکر اوترے ایک بارگاہ استادہ ہوئی اسمین شاہزادہ داخل ہوا کچھ جادوگرنیان جو بھاگ
گئی تھین جب نورالدہر چلے آئے تو وہ نکلین لاشہ لوحداران کا اٹھایا لیکر طرف طلسم کاؤسیہ کے چلین یہا
کاؤس اورنگ نشین تخت پر بیٹھا ہے گرد مشیران سلطنت ووزیران بہت تمام سردار آج کل جمع ہین

طالب دنیا کند بنیاد دنیا پائدار	عاشق حق خواہد از حق صرف استحکام عشق
ہندی از عشق و محبت در زمانہ روشنا	تا شود حاصل ترا در نام در اران نام عشق

ن بقرار ہو کر آسمان سے گرین سحر کرنے لگین خنجر توڑی آتش سحر بجھائی تلوارونکو توڑا کچھ سپرین سپر
لدہر کے حائل کین کبھی خود شاہزادے کے سامنے آکر سینہ سپر ہوتی ہین لوحداران جب جاپڑی دونون
ایک زخم لگایا کسی کا سر زخمی ہو کسی کا شانہ نشانہ کیا جب نورالدہر بن بدیع الزمان نے دیکھا
حداران نے دونون کو زخمی کیا لوحداران پر جا پڑے لوح کو گردش دی جسپر عکس پڑا وہ اندھا
ادیسے ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے اسقدر جادوگرنیون کا بلوہ ہے کہ لوح نہین دیکھ سکتے ہین چاہتی ہین
م لوح کو دیکھکر جنگ کرون موقع نہین ملتا لوحداران نے سحر کرکے اندھیرا کر دیا ہے ایک ساحرنی نے زمکم
ے جواہر پوش پر سحر کیا پانون ملکہ کے زمین نے تھام لیے چاہا کہ نیچہ مارون کہ سر اڑ جائے نورالدہر نے
لوح کو چمکایا گلنار زعفران پوش آئینہ دار حیران بشکل گیسو پریشان خاموش کھڑی تھی کہ سامنے
ہاتھ مارا دونون پانون گلنار کے اڑ گئے پانون کے کٹتے ہی اسنے ایک چیخ ماری پکار کر آواز دی کہ اے
داران لینا انھین کچھ شرم و حجاب نہین لڑائی مین مصروف ہین ہر طرف ہنگامہ گیر و دار بلند ہے طلسم کشا
تو ایسا ہو کہ بچکر نکل جائے بڑی بدنامی ہو گی یہی لوگ کہینگے کہ طلسم کشا نکل گیا وہ حرکت ہو کہ اس طلسم مین
ن ہو سب جادوگرنیون نے ملکر بلوہ کیا ہے کہ نورالدہر کو گرفتار کرلین سیاہ دہا برق جہندہ بنی ہوئی لڑ
ہین جسپر جا پڑین اسے قتل کیا کسیکو گولہ مارا نورالدہر نے لوح چمکا کر سیکڑون کو نابینا کیا اوپر سے ہاتھ
ٹکڑے کیے اسطرح پر صدہا جادوگرنیون کو مارا کنیزین چلی ہی آتی ہین جان دینے پر آمادہ ہین ہزارون
ڑ پھڑ کر جان دی نورالدہر لڑتے بھڑتے قریب لوحداران کے پہونچے لوحداران نے آگ برسائی
اس لوح طلسمی سے آگ نے تاثیر نہ کی جو شعلہ قریب آیا بجھکر گر پڑا پانی ہو کر نابود ہوا ہر طرف سے لینا لینا کی
بلند ہے نورالدہر شیرانہ لڑ رہی ہین لوحداران نے کئی سحر کیے نورالدہر پر تاثیر نہوئی پکار کر آواز دی یاو
را قبالی کا وقت ہے طلسم کشا کو لوح ملگئی اب کیا کر سکتے ہین سحر تاثیر نہ کریگا بلکہ عکس لوح سے سحر فراموش ہوا
و حیرت کا جوش ہوا دیکھین اب تقدیر کیا دکھائے چلکر بادشاہ طلسم سے فریاد کرو وہ بادشاہ ہین فوج بھیجینگے یا
ر تدبیر کرینگے یہ کہکر تڑپی سب جادوگرنیون نے یہین لیا ارادہ ہوا کہ قندیل فلک ہو جاؤن نورالدہر کی نگاہ
پڑی ہمانے برق بھی چمکائی مضمون صاف صاف لکھا پایا کہ اگر لوحداران نکل گئی فساد برپا کرے گی

لوحداران اور زیادہ گھبرا گئی کہا لو صاحبو خونخوار بھی مارا گیا یہان نورالدہر نے خونخوار کو مار
گلدستون کے دیکھا سب گلدستے مرجھا گئے جو گلدستہ بیچ مین ہے وہ نہایت سرسبز و شاداب گلہا ے رنگا
غنچہ ہاے گلدستہ درج گہر مثال دہان معشوق پری پیکر چہار جانب حسرت سے دیکھ رہے ہین نرگ
کی آنکھین سوجی ہوئین گیسوان سنبل پریشان بیچمین ایک شمع مثل ستارہ سحری چمک رہی ہے آسم
سے دونون شاہزادیون نے آواز دی کہ اے شہریار جلدی تبیجے لوح پر قبضہ فرمائیے لوحداران
ہر لڑائی پڑ گئی یہ آواز سنکر نورالدہر بڑھے بسم اللہ کہکر ہاتھ مارا لوح طلسمی پر ہاتھ پڑا اب اُٹھا
پیشانی پر مرقوم تھا لوح طلسم کا دُستیہ نورالدہر نے لوح کو گلے مین ڈالا کہ لوحداران مع صد
اور چالیس شاہزادیون کے بالاے بام آکر پہونچی دیکھا کہ نورالدہر کا قبضہ لوح پر ہو گیا کہا کہ ا
مارلو ابھی یہ حکم لوح سے آگاہ نہین ہوا چہار طرف سے جادوگرنیان حربہ ہاے سحر لے کر نورالدہر
متوجہ ہوئین کسی نے آگ برسائی کسی سحر کیا دریاے آتش پیدا ہوا کسی نے خنجر برسایے کسی نے
گرائین بلکہ سیماے نیلم پوش وہماے جواہر پوش نے جو آسمان سے دیکھا کہ شاہزادہ گھرا ہ
مگر تلوار کھینچ کر جا پڑا جادوگرنیان بھاگتی پھرتی ہین نورالدہر نے جسپر ہاتھ مار دیا اُس جاد
کے دو ٹکڑے ہوے مگر جادوگرنیان پیچھا نہین چھوڑتین لوحداران پکار رہی ہے کہ اگر طلسم کش
نکل جائیگا تو طلسم کا دُستیہ مین کوئی نام مذہب سامری و جمشید کا نہ لیگا جادوگرون کو بھاگتے ر
ملیگا اس بات پر جادوگرنیان اور جان دے رہی ہین کہ طلسم کشا پر غالب ہونگے یہی قصد ہے کہ
بوٹیان کاٹ کے کھالین طلسم کشا کو زندہ نہ چھوڑین یہ ہمارے قبیلے کا دشمن ہے جادوگرون کے
رہزن ہے سیماے نیلم پوش وہماے جواہر پوش نے جو یہ ہنگامہ شاہزادے پر دیکھا ایک
کی کہا کہ صاحبو ہم کو کیونکر تحمل ہو آئے شہریار کس آفت مین پھنسے ہین افسوس صد ہزار افسو

میرسد ہر دم بخاص و عام فیض عام عشق	میشود تقسیم بر ہر نیک و بد انعام عشق
تا دم آخر باند دم بخود از بیخودی	بسمل تیغ محبت کشتۂ صمصام عشق
روز کے گردد شب فرقت بحال انتظار	کے شود صبح مسرت اندران غم شام عشق
وحشت و خواری و بدنامی است فخر عاشقان	ہست رسوائی و ذلت عزت و اکرام عشق
عیش و آرام است بروی اندرین دنیا حرام	ہر کہ باشد بندۂ راز محبت رام عشق

...سفلی بجرأت ہمہ داشتم	دیگر	لقارا بیکدشت برداشتم
...ہ بریلان عرب یافتم		شہ نوجوانان لقب یافتم

...م جادو دوڑی ایک دوہتھڑ مارا نورالدہر لڑکھڑا کر گرے منتظم ذ تلوار کھینچی کہ سر کاٹ لون
...ں پر دونون شاہزادیان چپ رہی تھین سیمای نیلم پوش نے کہا کہ ملکہ ہما غضب ہوا شاہزادہ قتل
...ے ملکہ ہمای جواہر پوش ذ کلیجہ پکڑ لیا کہا ارے یہ کیا یہ غضب ہوا شاہزادہ بحس و حرکت پڑا ہے
...تل کرنے جاتی ہے ملکہ سیما نے کہا کہ بوا جلدی کرو ورنہ قتل کیا جاہتی ہے سیمای نیلم پوش دعا کر فر
...ے جواہر پوش ستارہ بنکر گرین منتظم کے دو ٹکڑی ہوے منتظم کے مرتے ہی نورالدہر اٹھ کھڑے ہوی
...یا اد خونخوار کہان ہے ہماری نظرونسے نہان ہر کہ زمین کانپی ایک ساحر زبردست قوی تن قوی
...شمشاد ہاتھ مین غصہ بات بات مین للکارتا ہوا زمین سی نکلا کہ او طلسم کشا منتظم کو مارا دونون جادو گرنیا
...شریک ہین اُنکی بھی فکر کیجائیگی شاہ طلسم کو خبر ہو جائیگی قیامت برپا ہوگی تمکو اور انکو سزا دیجائیگی یہ کہکر
...دہ نورالدہر پر حملہ کیا نورالدہر نے گُرز کا کلہ عمود پر ہاتھ ڈالدیا گرز چھینکر پھینکدیا خونخوار لپٹ پڑا
...ہونے لگی دونون شاہزادیان آسمان سی دیکھ رہی ہین کہ دونونسی کشتی ہو رہی ہے نورالدہر نے لڑتی
...نعرہ شیرانہ کیا ایک ٹکہ مارا کہ سر خونخوار کا زمین سے ملادیا کمر زنجیر مین ہاتھ دے کر بقوت صاحبقرانی
...یا اُکھیڑ کر زمین پر مارا کود کر چھاتی پر سوار ہوی فرمایا کہ در شناخت پروردگار چہ میگوئی خونخوار نے
...غضب جواب دیا کہ او طلسم کشا مین تیرا مذہب نہ اختیار کرونگا نورالدہر نے اُٹھکر ایک پائون دونون
...سے دبایا ایک پائونکو دونون ہاتھونسے تھام کے خونخوار کو چیر کر پھینکدیا ملکہ لوحداران سنکر
...ہے چالیسون شاہزادیان یہ انقلاب دیکھکر ابھی تک نہین گئین یہی ذکر ہو رہا ہر کہ اِس ہنگامے کی
...بادشاہ طلسم کو بھیجے لوحداران نے کہا کہ مین نامہ لکھ چکی کچھ جواب نہین آیا جبتک سیمای نیلم پوش
...یب ہوگی طلسم کشا یون ہی بھٹکتا پھریگا اگر ہم قبل سے واقف ہوتے گرفتار کرلیتے مگر شاہ کا پاس تھا
...دختر بلند اختر پر کیونکر دست اندازی کرتے دربار شاہی مین ذکر ہوتا کہ باپ کی نوکر بیٹی کا پاس نہ کیا
...ں کا مقام ہے یکایک کان مین منتظم کے مرنے کی آواز آئی لوحداران نے گھبرا کے کہا کہ ارے کسی نے
...کو قتل کیا آگے آگے لوحداران پیچھے پیچھے چالیسون شاہزادیان سر برہنہ پریشان حال بتیابانہ
...طرف کوٹھے کے چلین راہ مین آواز آئی طائرون نے آواز دی کہ خونخوار بھی مارا گیا یہ صدا سنکر

دریافت کرون لیکن اب تدبیر یہ ہے کہ جرأت کا کام ہی اسمین نام ہے میری باغ سے نقب لگی ہی جو
گلدستے رکھے ہین وہین مہرہ نقب کا ٹوٹا ہی جسوقت آپ پہونچین گی ایک دیو آکر حملہ کریگا آواز دینا کہ او
کیون تیری قضا آئی ہی اگر آپ نے اُسکو مار لیا گلدستہ شگفتہ ہونگے بسم اللہ کہکر ایک گلدستے پر ہا
گا لوح ہی پر ہاتھ پڑیگا اپنا قبضہ کیجیے ہم بھی پہونچ جائینگے لوحداران سی لڑائی سخت پڑیگی اگر
مارا پھر مقامات ہین لوح آپکو خود تعلیم کریگی خلاف لوح قدم نہ اُٹھانا ہُوا ہما آپکو نقب مین روانہ
تم سحر تیار کرکی بالای آسمان جمکین قتل خونخوار مین کوشش کرین جو ہونا تھا وہ ہوا لیکن ای طلسم کشا
ہدایت پر عمل کرنا ہو تو اسطرح کاربند ہو اور لوح دستیاب ہو لوحداران کو ہم ہی پر ناز تھا کہ جبتک
شریک نہو گی لوح نہ مل سکیگی آپکے اقبال نے ہمکو شریک کرلیا یہ کہکے سیما و ہما اُٹھین نورالدہر کو
بارہ دری مین آئین آپ ستارہ سحری بنکر بلند ہوگئین یہ کہہ کے گئین جو سامنے کمرہ ہی اسمین نقب ہے
بسم اللہ کہہ کے اُسمین داخل ہوجیے عیار کو حکم ہوا کہ تم الگ سے جاؤ ساتھ جانا تمھارا مناسب نہین طریقہ
کہ طلسم کشا اکیلا جائے شبرنگ تو ایک جانب چلا یہان نورالدہر بسم اللہ کہکے نقب مین داخل ہوکر د
نقب پختہ اسقدر بلند ہے کہ ایک سوار جا سکتا ہے رہبر دی کرتے ہوی واسطے لوح کے جاتے ہین ا
بعد جانے ملکہ ہما کے لوحداران سے کنیزون کہا اور جو شاہزادیان مہمان آئی ہین اُن سے
کہا کہ آپ لوگون نے انقلاب دیکھا بیٹی چاہتی ہے کہ باپ گھر برباد کرے اگرمین نی یہ انتظام نہ کر
ہوتا تو لوح ہاتھ سی گئی تھی مگر ای منتظم جادو تم کوٹھے پر جاکر بیٹھو جبتک ملکہ سیما سے نیلم پوش نہ
ہونگی طلسم کشا یہانتک نہ پہونچیگا لیکن فکر ضرور ہے یہ طلسم کشا صاحب اقبال ہے پہلے ہی اُسکو یہ
ملا کہ دختر شاہ طلسم شریک ہوگئی اسقدر درپئے آزار ہے کہ چاہتی ہے طلسم برباد ہو منتظم جادو مالا
گلدستون کو دیکھ رہی گلدستے اپنی حالت اصلی پر ہین شگفتہ ہونے لگی ہوای سرد چلی ایک طائر پیدا ہو
زمزمہ سرائی کرکے آواز دی کہ ای منتظم تو نے ابتک کچھ کام نہ کیا طلسم کشا آیا چاہتا ہے آیا اور
دلی سیما نے نیلم پوش شریک ہوگئی سب تدبیرین بتا دین یہ ذکر تھا کہ زمین شق ہوئی آواز آ
باشیدای کافران بحیا منم گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان و مسلمانان نبیرۂ صاحبقران نعرۂ نو

ہماے اوج رفعت شاہباز عرصہ مردی
کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خو

پناہِ لشکر اسلام نورالدہر کز بیمش
عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان

ب کا آدمی نہ سوجھتا ہوگا جیسے ہی قتال و شگوفہ جھکے کہا کہ اری کہان ہو اُس نازنین نے وہ دونون
لے مین حلقے کمند کے ڈالدیے کہا کہ ابتو سوجھا دونون نے چاہا کہ پلٹین حلقے کمند کے گلے مین پہنچ چکے
ایک جھٹکا مارا دونون منہ کے بل گری لپٹ کر خنجر مارا قتال کا شکم چاک شگوفہ کا بھی قصہ پاک ان
ون کے لاشے تڑپنے لگے اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من قتال و شگوفہ
ے حسرت لیکر پرہٗ دنیا سے گئے سیمائے نیلم پوش و ملکہ ہمائے جواہر پوش کو بھی ہوش آیا
لدہر بھی اُٹھے کنیزین بھی ہوشیار ہوئین بھی وہی صلاح ہونے لگی ہما و سیما کہہ رہی ہین کہ اب
ن ٹھہرنا مناسب نہین بڑا شخص مارا گیا کہین شاہ طلسم کو ثابت ہو فوراً فوج آئیگی بھاگنا مشکل ہوگا
ں آبریز کا مارا جانا بڑا غضب ہوا وزیر شاہِ طلسم تھا کوئی نہ کوئی خبر ہو نجائے گا ہائے اب کیا
ں ہم یہ سمجھتے تھے کہ اس مقدمۂ خاص مین سمجھکر صلاح کیجائیگی یہ نہ سمجھتے تھے کہ فوراً آفت آجائیگی
ہائے تقدیر کی خوبی اور عشق کی نیرنگی نے کیا یہ سامان دکھایا ابتو یہ کیفیت ہے نظم

ں عالم ہے مری غفلت و ہشیاری کا — خواب دیکھا نہ کبھی بخت کی بیداری کا
خونریزی ہے اُس یوسف بازاری کا — جان نبیچے جو کرے قصد خریداری کا
ت خط ہو کہین دیوانہ کہین وصفِ کمر — ساتھ ہو جدول زنگار کے اک باری کا
کھین ہون کسیطور سے روتے روتے — اور چارہ ہی نہین دید کی بیماری کا
شعلۂ آواز مین شک ہو جسکو — دیکھے عالم مرے نالون کی شرر باری کا
وہ راہ کہ تا عرش پہونچتا ہے بشر — دلمین دروازہ ہے اُس گنبدِ زنگاری کا
ین جز قدم یار نہین گرتا ہون — بیخود یکین بھی مجھے دھیان ہو خود داری کا
ہ نخل چمن حُسن یہ ہین پھول اُسکے — جسم محبوب مین کرتا نہین پھلکاری کا
واری کا جو اُس چاند کے ٹکڑے کو ہو شوق — چاندنی نام ہے شبدیز کی اندھیاری کا
خورشید ہے چہرے سے اٹھائے جو نقاب — ہو ہر اک ذرے مین عالم وہین چنگاری کا
ے گلرنگ اگر حوض مین ہو عکس فگن — طور فوارے کا ہو رنگ کی پچکاری کا

لک کر سیمائے نیلم پوش رو رہی ہین کبھی طرف نور الدہر کے متوجہ ہو کر کہتی ہین کہ آپکے حُسن
سوز نے تمام دنیا کو جلا دیا یہ شگوفہ حرامزادی کیونکر گئی وزیر کو کہان پایا کیونکر لیکر آئی اب کیونکر

سحر پر بڑا ناز تھا آج کچھ نہ چلی یہ سب اوصاف اپنے سامنے بادشاہ کی بیان ہونگے بڑے بڑے سا
مین شاہ کے حاضر رہتے ہین سب وجد کرینگے کہینگے کہ ای قتال یہ تمہارا ہی کام تھا دشمنان شہنشا
کو ایسا جلدی بیہوش کیا بیٹی شاہ کی جو سامنے شاہ جائیگی تمام اہالی دربار عبرت ہوگی کہ بیٹی باپ
گھر تاتی ہے ایسے مقدمات کہتے ہوے شرم آتی ہے ایسی ایسی خیال کرتا ہوا دم سحر دساحری کی بھ
کہ ان سب کی شکلین باندھون چند قدم چلا تھا کہ پہلوی باغ سی رونے کی آواز آئی کسی نے پکارا کہ ا
وزیر اعظم وای دستور معظم فریاد ہے وقت امداد ہی قتال آبریز نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک نازنین نہا
حسین شباب کا عالم جوانی پھٹی پڑتی ہی بقول شخصے کہ اپنی سایئے سی لڑتی ہی بھولے بھولے گال گلوری کے
دبی ہوئی شکم صاف وشفاف کھلا ہوا تختہ بلور حالت نور کی نازک اندام مقبول طبع خاص وعام ا
جوتی پانو مین ایک چمن چھوٹ گئی جوانی مین اسکی خبر نہین پامال ہوئی ڈالو نیز نظر نہین عجب سج د
آتی کہ دیکھکر طبیعت گھبراتی ہی جیسے ہی قتال سی چار آنکھ ہوئی ہنسی کی مارے لوٹی جاتی ہی پکار کی کہ
ذرا ادھر تو آؤ تم گھورنی والے غارت ہو جاؤ نگاہو مین کھائی جاتا ہی اری تیری آنکھین پھوٹین گھونگھ
سر جھکا میری بات کا جواب دی اری جلدی یہان آ ڈرکے جو عیار بھاگ گیا تھا وہ سامنے نخل
کھڑا ہی بی شگوفہ کو ساتھ لیتے آؤ شگوفہ وقتال دونون دوڑکے چلی وہ نازنین ہاتھ سے اشارہ د
جاتی ہے کہ اری قدم اُٹھاکے چلو ورنہ حریف بھاگ جائیگا عیار طرار چلا وہ ہی نگوڑے عمرو کی سب تع
ہین یہ کہکر آپ ہی اپنی منھ مین طمانچی مارنے لگی کہ ہی ہی مین نی کسکا نام لیا کم نگوڑے کے نام مین تا
سامری وجمشید جان بجا دین قتال نے اشارہ کرکے کہا اری پیاری عیار کہان کھڑا ہی اسنے اش
کرکے کہا کہ نخل کے سائی مین بیٹھا کپڑے بدل رہا ہے ایلو لہنگا پہنا پھر یا بھی پہن لی اری نگوڑے کو
غارت کری چھاتیان بنا رہا ہی قتال حیران ہی کہ اسکی زبان کیا قینچی چل رہی شگوفہ نے کہا کہ عالم
ہے عیار کچھ اسکو صدمہ پہونچا یا ہے اسی وجہ سی بیتاب ہی دونون جب قریب پہونچے قتال نے ا
نازنین کا ہاتھ پکڑ لیا اسنے ہاتھ جھٹک کر کہا کہ الگ رہو مجھسے لپٹ نہ جاؤ پہلے دشمن کو تو مار لو پھر
بات کرنا مین کوئی خلیہ دیوانی نہین ہون قتال نے کہا ارے عیار کہان ہی اسنے ہاتھ اُٹھا کر
کہا اری وہ سامنے بیٹھا ہے چھوٹے کپڑے پہن رہا ہے قتال ادھر جھکا کہا بی شگوفہ ذرا تم بھی د
یہ تو فقط مجکو گھورنا جانتے ہین آنکھون کے آگے ناک سوجھے کیا خاک مین تو انکی ناک کٹوا ڈالو

نکہت کاکل پیچان سے جو دیتے تشبیہ
کی بکافات شبِ وصل خدا نے ورنہ
ایک دم یار کو بوسونسے نہ ملتی فرصت
کسکی پریان شہِ جنات کو بھی اُٹھ پہر
ای اجل ایکدن آخر تجھے آنا ہے دلے
کون ہے جو نہین مرتا ہے ترے قامت پر
کیا قوی ہے یہ دلیل اسکی پریزادی کی
اے بتو ہوتی اگر مہر و محبت تم مین
حسرت دل نہین دیتا ہے نکلنے ناسخ

عطر مجموعہ کا ہر جز و پریشان ہوتا
کسلیے مجھپہ عذابِ شبِ ہجران ہوتا
گر دہن دیدۂ عالم سے نہ پنہان ہوتا
ہے یہ حسرت کہ سگِ کوچۂ جانان ہوتا
آج آتی شبِ فرقت مین تو احسان ہوتا
کیون نہ ہر سرو چمن قالبِ بیجان ہوتا
ربط انسان سے کرتا جو وہ انسان ہوتا
کوئی کافر بھی نہ واللہ مسلمان ہوتا
ہاتھ شل ہوتا میسر جو گریبان ہوتا

سیماے نیلم پوش کہتی ہین کہ اس جفا سے خدا اسکو بچائی کہ آسمان پر نعرہ ہوا باش او سیماے
پوش و ہماے جواہر پوش دشمن کو اپنے گھر مین جگہ دی لوح ملنے کی صلاح ہو رہی ہے سنم
ل جادو اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچو گی سب حال مجکو معلوم ہوا سیما نے یہ بھی دیکھا کہ کنیز ہماری
ساتھ ہے سمجھ گئین کہ اسی نے جاکے سب کچھ کہا سب حال کھل گیا دیکھین تقدیر کیا دکھائے دونون
ہزادیان اپنے مقام سے اُٹھین شبرنگ بن عمرو نے جو جادوگر کو آتے ہوے دیکھا ایک جانب بھاگ کر نخل
اڑ مین چھپا جب دونون شاہزادیان اُٹھین چاہا کہ قتال آبریز پر سحر کرین قتال نے دہ شیشہ پھینک
جسپر قطرہ پانی کا پڑا وہ بیہوش ہو گیا سیماے نیلم پوش و ہماے جواہر پوش سحر بھی نہ کرنے پائین
پانی مشکل ہوئی آبرو مٹی لڑکھڑا کر دونون گرین بیہوش ہو گئین آنکھین کھلتی نہین ہاتھ پانون
رہین کنیزونکی یہ کیفیت ہے کہ کسی کا ہاتھ کٹا کوئی بیہوش ہوئی باغین لالہ زار کھل گیا دریاے خون
لگا نور الدہر تلوار کھینچکر اُٹھے چاہا کہ اُس ساحر پر جاوٴن قتال آبریز نے اشارہ کر دیا یہ بھی گر کر
ش ہو گئے ہاتھ پانون بیکار مجبور و ناچار تلوار الگ جا گری سپر نے پشتبازی نہ کی تلوار نے اپنا جوہر
کھایا کمانین خم خنجر بیدم تیر طائر پر بندہ ترکش مین دردمند قتال بڑھا کہ سب کی مشکین باندھوں گرفتار
ے خدمت مین شاہ لیجاوٴن اس خیر خواہی مین رتبہ جلیل پاوٴن بل کرتا ہوا چلا اس بات پر بہت
ش ہے کہ میرے ایک سحر مین سب بیہوش ہو گئی سیماے نیلم پوش و ہماے جواہر پوش کو اپنے

کم نہین ضرور اس شیرنے بھی مجکو نگاہِ محبت دیکھا ہوگا کیونکر اس کا امتحان کر دن کچھ اور نہ
اٹھی کہ بڑا افسوس کا مقام ہی کہ بادشاہ طلسم کی دختر ملنا اختر ہو راز و نیاز لوح سی نہین آگا
چاہیئے تو لوح ملجائیگی ورنہ ہزار برس کوشش کردگی تو لوح نہ ملیگی لوح کا ملنا آسان بھی ہی اور مشکل
ہم پیروی کرنیکے شگوفہ نام ایک کنیز بیٹھی ہی یہ مضمون سُنکر جل گئی سوچی کہ اگر طلسم کشا لوح پائیگا
ہاری جائینگے مذہب سامری و جمشید کا کون نام لیگا جا کر شاہ طلسم سی اطلاع کردکہ دو نوجوان
ظاہری طلسم کشا کا دیکھکر مبہوت ہوئی ہین انکو سزا ملے یہ سوچکر پیچھے ہٹی مگر سوچتی ہی کہ تا بہ قلعہ طلسمی مین
پھر دہانسے آ دن بڑا عرصہ ہوگا ساحرہ ہی اڑکر چلی سب ہی طرح کے خیال ہین کوس بھر نکلی ہی کہ ایک
دیکھا کہ قتال جادو وزیر شاہِ طلسم اکیلا پہاڑ پہ بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہی کنیز اوتر آئی قتال کو سلا
قتال نے کہا کہ تو کون ہی اسنے کہا کہ مین سیمابے نیلم پوش کی کنیز ہون بی ہمامے جواہر پوش طلسم
لیکر اُنکے باغ مین آئی ہین حصول لوح کی تدبیر ہو رہی ہی اگر آپ چلیے دونون کو مع طلسم کشا گرفتار کیا
سنکر قتال اٹھا کہا کہ مین ابھی چلتا ہون تیرا دہ مرتبہ کراؤنگا کہ شاہان در بند رشک کرین شگوفہ
ہوئی قتال نے ایک شیشہ پانی کا بھر کے ہاتھ مین لے لیا کہا اسی پانی سے سب کو بیہوش کردنگا
چلے یہان سیمابے نیلم پوش و ہمامے جواہر پوش سی صلاحین ہو رہی ہین شاہزادہ
جو بات کرنے ہین سیمابے نیلم پوش نہال ہو جاتی ہی باتون مین چھیڑتی جاتی ہی کبھی کہتی ہے
اگر ملکہ ہمامے جواہر پوش آپ پر عاشق نہ ہوتین عمر بھر لوح طلسمی نہ ملتی نور الدہر نے غصے مین
دیا کہ ہم کہ ہم تکیہ پروردگار پر رکھتے ہین آپ لوگ کد و کاوش نہ کرین ہمکو جانے دین دیکھین لوح
ملتی ہے یا نہین ملکہ ہمامے زانو پیٹ لیا کہا کہ اے شہریار یہ تو ہمسے کبھی نہ ہوگا کہ آپکی خیر خواہی سے
اُٹھا ہین اپنے دل کا تو یہ حال ہی قلب پر ہجوم رنج و ملال ہی نظم

پوچھتا اشک اگر گوشۂ داماں ہوتا — چاک کرتا مین جنون مین جو گریبان ہوتا
مال ملتا جو فلک سے عزر جان ہوتا — سر نہ ہوتا جو میسر مجھے سامان ہوتا
نازک ایسا ہے وہ کافر دہین ہوتا بت — گذر اُسکا جو کبھی زیر مغیلان ہوتا
سنگ چقماق بنتا تو مرا ضبط یہ ہے — نہ مری قبر کا پتھر شرر افشان ہوتا
ہون وہ وحشی کہ اگر دشت مین پھرتا مجکو — آگے شعلے دہین غزل بیابان ہوتا

…ڑا مگس رانی کرنے لگا سیماے نیلم پوش کی نگاہ جمال جہان آرای نور الدہر پر پڑی اسیر طرہ
…ذبیح خنجر ابرو ہوئی شرماکر سر جھکالیا پوچھا کہ کیون ہمشیرہ کہانسے آتی ہو یہ کون صاحب ہین
…اے جواہر پوش نے کہا کہ بہن کیا کہون کہ ان لوگونکو جسنے دیکھا وہ مائل ہوا نور الدہر بن بدیع الزمان
…ن سیمانے کہا کہ طلسم کشائی آپ ہی نام پر ہے تمام طلسم مین غلغلہ پڑا ہوا ہے کاہن بخوبی حکم لگاتے ہین
…انقلاب مذہب ہوگا ساحر مارے جائینگے تیغ بید ریغ طلسم کشا سے بچنا مشکل ہے لیکن سُنا ہے کہ باغ رنگارنگ
…عجب طرح کی بات ہوئی تمہارے نام پر مشہور ہے کہ طلسم کشا کو بصورت مبدل باغ رنگارنگ مین لے گئین
…یاران سے جو لوح کا حال پوچھا اسکو کھٹکا ہوا انتظام کردیا لوح نہ ملی مگر آپ نکل آئین یہ سُننا تھا کہ
…ے جواہر پوش نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا بوا کیا کرون فلک درپے آزار ہے حکایت بیکار ہے
…ساعت ایسی نہین گذری کہ صورت عیش و آرام دیکھین راحت سے بیٹھین اصل کیفیت یہ ہے نظم

…یا سنان یہ اسکی ابھی میرا سر کہان
نخل مراد عشق نے پایا ثمر کہان

…شب فراق کے شکوے سے فائدہ
مین جان بلب ہون مجکو امید سحر کہان

…ب کو کمال ہے تاثیر از اہرا
زبادہ ہے دعاے قدح مین اثر کہان

…ے صید گاہ مین وہ چھوڑ کر مجھے
اے مرغ روح تیرے گئے بال و پر کہان

…نین منتظر ہین عبث بار ہاے دل
آتا ہے ناوک نگہ یار ادھر کہان

…اک کوئی منعم ظالم سے منتفع
حلقوم آب تیغ سے ہوتا ہے تر کہان

…ل نہین ہے دست تمنا کو غیر یاس
اس باغ مین چنار نے پایا ثمر کہان

…م سے اہل فیض کو ہوتا نہین گزند
ہے نخل میوہ دار کو رنج تبر کہان

…ت شب وصال سحر سے نہ کر دلا
ایک دن شب فراق ہے یہ سحر کہان

…تری کمر کی صنم ہے عبث تلاش
جسکو خدا چھپائے وہ آئے نظر کہان

…ن ہے یہ ابھی نہین فرقت ہوئی نصیب
ہے اضطراب کی مجھے ناسخ خبر کہان

…ے نیلم پوش نے کہا کہ بوا انھین بڑا جوش و خروش ہے ملکہ ہمای جواہر پوش نے کہا کہ بوا
…بلا مین پھنسے ہوے عرصہ ہوا کیا کہین کہ کیا کیا صدمہ اٹھائے چونکہ ملکہ سیماے نیلم پوش نور الدہر
…عاشق ہوئی ہین حیران ہین کیا کرون یہ تو ضرور خیال آیا کہ حسن میرا حسن ہمای جواہر پوش کر

کفار نے جو اپنا یہ حال دیکھا امان مانگی ایرج نوجوان نے صبح دلکشا کو منع کیا کہ اب سحر نہ کر
واسطے باعث بدنامی ہے ساحرہ قتل ہو چکی صبح دلکشا کہ بڑی زور و شور سے سحر کرتی تھی ایرج کے
رک گئی اب چھپ چھپ کر سحر کر رہی ہے کسی پر نگاہ سحر آگین ڈالدی کہ وہ لوگ دیوانے ہو گئے
پھرتے ہین اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہین کبھی پکارتے ہین کہ یارو اس مطلع کو سمجھو مطلع۔ بلبلو آشنا اثر
فریاد مین۔ چاہیے منقار بخیلی کی دل صیاد مین۔ حرکت ان نالائقون کی بہت خلاف کی یہ مناسب نہ
کہتے ہین کہ یارو اپنی جان بچاؤ اب تیغ بیدریغ ایرج کی بچنا دشوار ہی ہماری کد و کاوش بیکار
سب فوج والون کو سمیٹ کر ایرج نوجوان نے صبح دلکشا کو ایک محل مین پہونچایا آپ دار الامار
مین آئے جلسہ آراستہ ہوا نازنینان پریچہرہ گا رہی ہین شراب چل رہی ہی ہنگامۂ عیش و نشاط برپا
طرف صدای نوشا نوش اسوقت ملکہ صبح دلکشا آئین کہا ای شہریار باغ زنگار رنگ مین نورالدہر بھی
تھے لوحداران جادو نے ایسا انتظام کیا ہی کہ لوح نہ پائی اسیر کہ دختران ہمہ دان ہمہ گیر سحر و ساحری
نہین رکھتی ملکہ ہماے جواہر پوش بصد جوش و خروش ساتھ تھین مگر کچھ نہ چلی اتنا کیا نورالدہر و
کو لے گئین یہ سنکر ایرج نے کہا کہ ہم باغ زنگار رنگ مین جانے کا ارادہ کرین شاپور نے بڑھکر
ملکہ عالم شاہزادے بجا ارشاد فرماتے ہین لیکن لوحداران جادو ملازم ہی اسنے صبح کر دی کسیکا سحر
تھا وہان جانا دشوار ہے صبح دلکشا نے کہا آپ تشریف لیچلیے کنیز فکر کرے گی ایرج نے کہا کہ مین
یلمان نا جدار نے لشکر تیار کیا ایرج سوار ہوئے مع لشکر طرف باغ زنگار رنگ کے چلے صبح دلکشا
آسمان کے نگاہ ڈالے ہوے جاتی ہین انکو تو اس حال پر ملال مین چھوڑیے اب حال نورالدہر بن بدیع
لکھا جاتا ہے ان کو ہماے جواہر پوش اٹھالے گئی تھی پر پرواز کیے ہوئے لیے جاتی ہے قضاے کا
مقام ہے کہ اسکو کوہ نیلم کہتے ہین وہانکی حاکم و ناظم سیماے نیلم پوش اپنے باغ مین بیٹھی ہی کسی سحر کے
باغ پربہار سیماے نیلم پوش کی نگاہ جو پڑی بغور دیکھا کہ ہماے جواہر پوش دو شخصون کو
دبائے ہوئے آتی ہے پریشانی چہرے پر ظاہر دوپٹہ ڈھلکا ہوا بال پریشان عارض الانور رشک قمر
کا ساتھ ملکہ سیما کھڑی ہو گئی پکار کے آواز دی کہ اے ملکہ عالم آئیے ملکہ ہماے جواہر پوش تھک
اس باغ پربہار کو دیکھکر غنیمت جانا اور تر آئین سیما و ہما مین بڑی محبت ہی ہما مسند پر بیٹھین نورا
ایک پلنگ بٹھا دیا اور شبرنگ بن عمرو کو ہوش آیا اپنے کو اس باغ پربہار مین پایا نورالدہر کی پشت

پر شاپور کے پڑین یکایک تیر پلٹے کمان خم ہوئی سرفراز نے اپنے کو بچایا اور دونگی سینے پر کینے کو توڑ کر
ے گئی اے جوان سہم سہم کر گرے بعض چلاتے تھے مثل کمان خم ہوے سرفراز نے کہا ارے یہ کیا سر اٹھا کے
پر سردار ایک لکۂ ابر چھوٹا سا تھرا رہا ہے اسی ابر سے ہوا چلی انہے تیرون کو پلٹایا جھلا کے سرفراز نے ایک
را کہ ابر شق ہوا تو سب نے دیکھا کہ ایک نازنین خوبصورت قمر طلعت سرو خرامان باغ خوبی و غنچۂ
رۂ عدلیقۂ محبوبی ایک طاوس زرین بال پر سوار سحر کر رہی ہے اور آواز دی کہ او بیحیا تیری بھی یہ
ہے کہ شاہزادہ والاقدر کو قتل کرے یہ کہہ کے تڑاک کر گری دار کے ٹکڑے اڑا دیے ایرج پر گری قید کو
پھینکدیا ایرج کی جو ہتھکڑیان کتین بیڑیونکو مروڑ کر پھینک دیا دار سے شاپور چھوٹا اب جو ایرج نے
پائی ایک سوار کو مار کر تلوار اپنے قبضے مین کیو فوج کفار پر جا پڑے صبح دلکشا تڑپ تڑپ کر گرنے لگی
غول تباہ کر دیے لاشون سے میدان بھر دیے سرفراز جادو گھبرا گئی اور کہا اے میکال ہمنے نہین کہا
ن لوگون کا قتل ہونا دشوار ہے یہ گیسو بریدہ کہانسے آگئی ناک مین دم کر دیا اگر ہو سکے تو نکل چلو
ی ایک طرف گینڈا اڑھا کر چلا پہلو سے نعرۂ شیر کی آواز آئی کہ او نامرد کہان جاتا ہے میکال نے دیکھا
ج نوجوان دریاے خونین نہائے ہوے شمشیرزنی کرتی ہوے آتے ہین میکال نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار
رج نے تلوار کو تلوار پر روکا ہاتھ کو الجھا دے نکالکر بقوت صاحبقرانی ہاتھ مارا اُس روسیاہ نے سپر
ے کی پناہ کی برق شمشیر جو تڑپکر گری سپر کے دو ٹکڑے ہوے یا قبۂ سپر پر چمکی تھی یا زیر تنگ جاکر زمین
دیا میکال ایسے دیو خصال کے دو ٹکڑے ہوے کافرون کے رنگ کٹ گئے ہر طرف یہی غل تھا کہ بڑا
یرۂ حمزہ فخر رستم صاحب شوکت و حشم ہے جسقدر انکی تعریف کرین کم سے کم ہے سرفراز نے جو دیکھا کہ میکال
یا کہ تڑپ کر نکلجاؤن ملکہ صبح دلکشا نے للکارا کہ خبردار آگے نہ بڑھنا دھکڑے کا مارا جانا بہت
وا یہ کہکے گولہ مارا سرفراز نے گولے کو کاٹا اسی گولے سے دھوان نکلا کہ سرفراز نابینا ہو گئی جہان
ٹولنے لگی حیران تھی کہ کیا کرے دن جو سحر کیا مٹ گیا آخر صبح دلکشا ستارہ سحری بنکر گری کہ سرفراز
ل ہمہ خشک جلنے لگی تھوڑے ہی عرصے مین جل جلکر خاک ہوئی لشکر میکال پر بلا نازل ہونے لگی
ے ایرج نوجوان قتل کرتے ہوے آتے ہین ایکطرف سے شاپور حقہ ہاے آتشبازی مار رہا ہے
ف صبح دلکشا مثل شیر خشمناک تمام لشکر کو پامال کر رہی ہین چند ملازمان ملیان جو بھاگ کر دریا
چھپے تھے خبر سنی کہ ہمارے آقا دلیان بھی رہا ہوے سب تلوارین پکڑ کر آگئے تلوار چلنے لگی لشکر

کیون تیل ماش کرتا ہے نیرم ڈرکے مارے سامنے نہین جاتا شاپور اس فکر مین ہے کہ نیرم کو مارون مگرنہ
کہ یہانسے کیونکر نکلونگا ہزارون آدمی گھیرے ہوے ہین جب نیرم مقابلے مین شاپور کے نہ آیا تو شاپور
پتھر گوپھن مین رکھکر مارا کہ شانہ نیرم کا نشانہ ہوا نیرم چیختا ہوا بھاگا کہ لو ملکہ سرفراز جادو مجھے
عیار نے زخمی کیا ذرا ملاحظہ فرمائیے یہ عیار کی خنک ہے کہ سو جوان مار کر ڈالدیے تلوار چمک رہی
برق تڑپ رہی ہے دیکھیے کتنے سر برس گئے مثل حباب دریاے خونین پیر رہے ہین ایک ماش کا دا
پھینک مارے ان سب کا خون آپکی گردن پر ہوتا ہے یہ سنکر سرفراز جادو کو غصہ آیا ہٹو ہٹو کہہ
بڑھی سپاہی جو ہٹے شاپور کا سامنا ہوا پکارکر آواز دی ادنا عیار ہتھیار پھینکدے ورنہ آتش
و غضب مین پھونک دونگی شاپور پنجہ پکڑکے جھپٹا جبتک سرفراز سحر پڑھے جبتک شاپور سر پر پہونچ
سر پر مارا سرفراز نے ہاے کا نعرہ کرکے اپنے کو گرادیا لوٹ مار کر الگ ہوئی قصد کرتی ہے کہ اڑ جاو
شاپور برس پڑا کئی تیغے مارے کئی زخم سر کھائے سرفراز نے آخر کو جھلاکے آواز گیر دی شاپور کے
زمین نے پکڑ لیے اب تو شاپور ناچار ہوا کافردون نے بلوہ کرکے چہار جانب گرفتار کرلیا ہلڑ ہوا کہ عیار پکڑ
سرفراز نے کہا اس نگوڑے موذی کا لے کو قتل کروا دے مجھے مار ڈالا ہوتا سامری و جمشید نے بچا
شاپور کو دار پر کھینچ دیا اور تیر و کمان لیکر سرفراز کھڑی ہوئی ایرج نے جو اپنے یار وفادار کو دار پر
پکار کر کہا کہ او بے حیا کیا کرتی ہے جب کسی نے جواب نہ دیا بیقرار ہو کر آواز دی کہ اے خالق
واے رب کارساز میرے یار وفادار کو بچالے تو کریم و رحیم ہے **نظم** خدا چارہ حالت دردمند

خداوند عاے دل مستمندان — مشو وقت مشکل بدنیا ہراسان
خداے جہان کرد برحال زارت — کرم بے نہایت عنایت فراوان
دولت کرد روشن بانوار عرفان — بعقل و خرد ساختت رہنمائی
بشکرانہ کن سجدہ گر بندۂ تو — ادا کن ادا کن ادا حق احسان
خدا کرد پیدا ترا شکل انسان — مشو غافل از سجدہ یک لحظہ ہندی

کہ سازد خدا مشکلت زود آ
ربود از دردشت غبار کد
نمود ت عطا دولت دین
بمخلوق خود اشرف الخلق
اگر وصل حق خواہی و قرب

ایرج کی بیقراری ملیمان تاجدار کی اشکباری شاپور کا تڑپنا پھڑکنا سرفراز نے چند کمان کش
پشت پر کھڑے کرلیے کہ جب مین تیر مارون سب کی تیر چلین خطا نہ کرنا سرفراز نے کمان کو کھینچا سب خط
آمادہ ہو کر کمانونکو کھینچنے لگے کشاکش کی صدا بلند ہوئی تیر ماری طائران تیر پر کھول کر چلے قریب تھا

میکال نے اشارہ کیا جلد انکو دار پر کھینچو سرفراز جادو بھی موجود ہے کہتی ہے اے ملیمان
نے آج انکو قتل کیا مین جانونگی تو بڑا اقبالمند ہے یہ لوگ قتل نہین ہوتے کوئی معین و مددگار
نچ جاتا ہے شاپور نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ آقا قتل ہوا چاہتے ہین بلک کر رونے لگا دست دعا بدرگاہ
قاضی الحاجات بلند کیے تہ دل سے پکار اٹھا نظم

خدا اے حافظ و ناصر کنند نگہبانی — بوقت مشکل و رنج و غم و پریشانی
بکوہ و دشت و بیابان چارسوے زمین — سحاب رحمت حق کرد گوہرافشانی
بحال بندۂ ناچیز دمبدم شب و روز — شود عنایت مولاے فضل ربّانی
بشرق و غرب دہد تازہ روشنی ہر روز — چو آفتاب درخشندہ ظل سبحانی
بباب دولت خدام بارگاہ آنہ — کنند سکندر و دارا ہمیشہ دربانی
خداست مالک و مملوک عالم و دنیا — خداست باقی جن و بشر ہمہ فانی
جو نقش کاتب قدرت بدید حیران ماند — بشکل آئنہ از حسن خوبیش مانی
چو در عبادت معبود میکند غفلت — شود ز بندۂ نادان کمال نادانی
رسد بمطلب خود طالب خداہند ہی — ز مدح گوئی و وصافی و ثنا خوانی

ر بلک بلک کر دعائین مانگ رہا ہے کہ اے پروردگار میرے آقا کو بچا لے مین صاحبقران کو
ر دکھاؤنگا قبلہ و کعبہ پوچھین گے کہ اے نامرد تیرے سامنے ایرج قتل ہو گیا تجھسے کچھ نہو سکا ہے
یا جواب دونگا بلک رہا ہے تڑپ رہا ہے کہ سرفراز جادو نے حکم دیا پہلے ایرج کو قتل کرو جلاد پھیر
ج کے آیا کوے کا خط گردن پر دیا شاپور سے ضبط نہو سکا جیسے ہی جلاد نے چاہا خنجر مارے شاپور
ر مارا کہ سر جلاد کا اڑ گیا سرفراز نے کہا کہ کیا یہ جلاد دیوانہ تھا کہ خنجر پھرا پھرا کر اپنے سر پر مار لیا
م عیار نے دور سے دیکھا کہ وہ فقیر سامنے کھڑا ہے اُسنے پتھر مارا ملکہ نے دوسرے جلاد کو اشارہ کیا کہ
ر کاٹ لے دوسرا جلاد آگے چلا شاپور نے پھر پتھر مارا ایکی مرتبہ نیرم نے بخوبی دیکھ لیا پکار کے
ر دی کہ اس شخص کو لینا چار جانب سے سپاہی ٹوٹ پڑے شاپور نے نیمچہ کھینچا شیرانہ لڑنے لگا
لٹ کا ہاتھ مارا چار چار کے پانون اڑا دیے قریب جا کے خنجر مارا چار پانچ کے سر گرا دیے سو جوان
ن تھوڑی دیر مین مار کر ڈالدیے اور ہر مرتبہ نیرم کو ٹوکتا ہے کہ اے نامرد تو مقابلے مین آ غرض یہ کہ نکو

شتاق بیٹھا ہے کہ شاپور سرفراز جادو کولے کر آ ملیمان نے کہا کہ ای مستردالا گمر بڑی شکل
آقا ہماری وہان قید ہین اگر ہم اسکو قتل کرین ایسا ہو کہ وہ انکو آزار پہونچائے شاپور نے کہا یہ
شکل کی بات ہی اسکو قتل کرین ایسا ہو صبح کو اُٹھے خیمے مین سرفراز جادو کی آیا کہ جاکے ملکہ سے
کرون مین بر سر لشکر مسلمانان جاتا ہون آج خاتمہ کردون گا خیمے مین آکر دیکھا کہ پلنگ خالی
ہے مہرہ نقب کا لگا ہے ہاتھ پانوئین رعشہ آگیا اپنے عیار کو پکارا عیار آیا کہا ای نیرم دیکھ یہ کیا
ہوا کوئی ملکۂ عالم کو چرالے گیا نیرم نے کہا کہ ایرج کا عیار شاپور شیردل فخذ ووہ وہان خواجہ
ہی وہی اگر لے گیا ہو گا جلد سوار ہو کر چلیے ملیمان سی تو آپ زور مین کم نہین ہین لشکر کا بھی آپکا
ہی چلکر ملیمان تاجدار کو پکڑ لیجیے ملکہ کو رہا فرمائیے یہ سنکر میکال سوار ہوا مع لشکر چلا یہان شاپور
قید کی کر رہا ہے کہ نعرۂ میکال کی آواز آئی لشکر مین ہنگامہ ہوا شاپور نے کہا لو ملیمان تاجدار غضب
میکال مع لشکر آگیا ملیمان نے ہتھیار لگائے باہر آکر دیکھا کہ لشکر گھرا ہوا ہی بارگاہین جل رہین
لٹ رہی ہین ہزارون بندگان خدا مارے گئے ہین تین لاکھ فوج سے میکال لڑتا بھڑتا آتا ہی ملیمان
نے نعرہ کیا فوج کو بھی کسیقدر تسکین ہوئی سبھون نے کمر باندھی لڑائی ہونے لگی ملیمان تاجدار و
چرم پوش سے مقابلہ پڑا چہار طرف سے اسکے پہلوان لڑتے بھڑتے آتے ہین ملیمان تاجدار انتہا کا
ہوا چہار جانب سے پہلوان ٹوٹ پڑے ملیمان تاجدار کو گرفتار کر لیا یا تو ساتھ والے لڑ رہے تھے
شکست فاش ہوئی شاپور بھی جان بچاکے ایکطرف بھاگا میکال لڑتا بھڑتا بارگاہ مین پہونچا دیکھا
جادو بندھی ہوئی پڑی ہوئی پڑی ہے زبانین سوزن میکال گینڈی کو دا زبان سے اُسکی سوزن
سرفراز کی آنکھ کھلی جھلا کر اُٹھی سحر کرنے لگی ہزارون کو جلا دیا لشکر ملیمان کو شکست فاش ہوئی
کی سب کو تلاش ہوئی سب بارگاہین قیمتی لوٹ لین خزانہ اپنی قبضے مین کیا بفتح و فیروزی پلٹا
کب آرام آتا ہے آقا قید ہوئی لشکر یون برباد ہوا فقیر بنا ہوا لشکر میکال مین پھر رہا ہے اسی فکر
کہ کیا تدبیر کرون مقدمۂ ساحرہ سے بہت پریشان ہے سوچتا ہی کہ اگر مین نے آقا کو رہا بھی کیا تو ساحرہ
کریگی آخر کیا تدبیر کرون اس فکر مین پھر رہا ہے سرفراز نے میکال سے کہا کہ آج ہی میدان
کی تیاری کرو دونون کو دار پر کھینچو میکال نے حکم دیا کہ جلدی میدان خونی کی تیاری کرو دار
ہونے لگین جلاد آکر موجود ہوئے اب شاپور گھبرایا کہ یہ کیا غضب ہوا ایرج و ملیمان کو دار پر

ئی چلی پاس میکال کے آکر پہونچی میکال تنہا بارگاہ مین بیٹھا انتظار کر رہا تھا سرفراز کو دیکھکر خوش ہوا
ملکہ تمنے بڑا احسان کیا سرفراز جادو نے کہا کہ تم تو سرفراز ہوے ہمین اپنی جان کی پڑی ہے طلسم
آفت برپا ہے اسی جوان کا عزیز دار حصول کی فکر کر رہا ہے دختر شاہ اسپر عاشق ہے ایسا ہی ترا
تھا کہ مین چلی آئی اس زمانے مین سبکے پاس نامے پہونچے ہین کہ جسطرح بنے طلسم کشا کو گرفتار کرو صد
دگر اسی فکر مین نکلا ہے دیکھین تقدیر کیا دکھاے اگر اب تم طبل جنگی بجواؤ مین صبح کو عین وقت پر سحر کرونگی
سپر غالب آؤگے مگر اس معرکے سے جھٹ پٹ مہلت کرکے فکر مین طلسم کی نکلو مین بھی اسوقت مین کوئی کام
کرون کہ بادشاہ پر احسان ہو میکال نے اسیوقت طبل جنگی بجوایا ایرج نے بھی خبر سنکر طبل جنگی بجوایا
ون لشکر وینمین تیاریان ہوئین صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے سرفراز جادو اڑکر آسمان
ئی عقاب بنکر سحر کرنے لگی ایرج مقابلے مین میکال کے آئے بعد نیزہ و شمشیر نوبت کشتی کی آئی
رج دیکھتے ہین کہ مین ہرچند چاہتا ہون کہ پیچ باندھون مگر کسی نے ہاتھ پاؤن جان نکال لی شاپور
ان ہو رہا ہے کہ آج آقا کو کیا ہو گیا کس خرابی سے لڑ رہے ہین دوپہر بمشکل لڑے جب زوال آفتاب
زوال زور شاہزادے کا ہوا اسنے زور کیا ایرج بیہوش ہوگئے گرے اسنے گرفتار کر لیا شاپور
ان ہے کہ یہ کیا معرکہ ہوا میکال نے پکار کر آواز دی کہ اے بلیمان تاجدار کل تجھے سمجھونگا دشمن شہنشاہ
لے دیکھو تو کیا کیفیت کرتا ہون بلیمان تاجدار رنجیدہ پلٹا شاپور سے کہتا ہوا کہ اے مہتر والا گہر یہ کیا
ب ہوا شاہزادے کو کس زور شور سے گرفتار کرکے لے گیا مین نے خبر پائی ہے کہ ایک جادوگرنی اسکی آشنا
شاید وہ آگئی ہو اسیکا یہ شعبدہ ہے شاپور نے کہا اے برادر خوب بات کہی اب مین تدبیر کرونگا اسیوقت
پور نے باندھی عیاری جسم پر آراستہ تھے لشکر مین میکال کے آیا خدمتگار کی شکل بنا ہوا پھرتا پھرتا
اہ مین میکال کی پہونچا جاکے دیکھا کہ ایک ساحرہ پہلو مین میکال کے بیٹھی ہے ترغیب دے رہی ہے کہ
میکال کل بلیمان کو بھی گرفتار کرو لشکر کو شکست دو مین ایسا سحر کرونگی کہ سب لڑائی بھڑائی
کین فوراً ان دونون کو قتل کرکے جستجوے کار ضروری مین مصروف ہون میرے نام بھی حکم آیا تھا کہ تم
سم کشا کو تلاش کرو شاپور کھڑا سنا کیا جب دن تمام ہوا ایک گوشے مین چھپکر بیٹھا فقیر کی شکل بنا کے
ب مزبلہ جاکر بیٹھا نقب کھودنے لگا پہر رات رہے بہرہ نقب کا بارگاہ مین سرفراز کی توڑا دیکھا کہ
ی سو رہی ہے شاپور نے اسکو بیہوش کیا پشتارہ باندھا نقب سے نکلا جست و خیز کرتا ہوا چلا بلیمان تاجدار

کہ جان تو بچے لنجیا لنجیا کے لڑ رہا ہے بمشکل شام ہوئی ایرج سر اپنے کو چھڑا یا کہا کہا بس اب مین
شام ہوئی رات واسطے عیش و آرام کے ہے ایرج نے کہا کہ ہمارا دستور نہین ہے وشنی منگا دُ میکال نے
مین مقابلہ نہ کرونگا سیرا دستور نہین ہر چند کہ ایرج نے چاہا نہ جانے دون میکال نے نہ مانا گینڈی کو
روانہ ہوگیا شاپور نے عرض کی کہ حضور چلیے لشکر والے سب گھبرا رہے ہین زیر کرنیسے بھگانا بہتر ایرج نا
لشکر مین آئے تمام خوشی خوشی ایرج کو لیے ہوے بارگاہ مین آیا ناچ راگ ورنگ شروع ہوا چونک
تھے سویرے سے آرام فرمایا لیکن میکال جو پلٹ کے آیا کسی کو اپنے ساتھ بارگاہ مین نہ لایا اکیلا بیٹھ کر ر
عیار اسکا نیرم سبکرو حاضر ہوا میکال سے کہا کہ کیون حضور اسقدر پریشان ہین کہا کیا کہون نہین سمجھ
نبیرہ حمزہ کو زیر کرونگا سیر انام ہوگا ای نیرم وہ تو بلای روزگار ہے مین ہی ایسا تھا کہ جان بچا کر چلا
فنون مین طاق شہرۂ آفاق نیزہ بازی مین ایسا ہی کامل شمشیر زنی مین یہ جوہر کشتی مین دنگ کر دیا م
جہان دیدہ نہ ہوتا تو اُسکے ہاتھ سے نہ بچتا کسیطرح نہ مانتا تھا کہتا تھا کہ لڑے جاؤ رات کو روشنی کرا
کہا کہ مین کل پھر مقابلہ کرونگا بمشکل اُسنے مجکو آنے دیا نیرم نے کہا کہ پھر اب کیا قصد ہے کہا کہ کچھ
پڑتا اگر بھاگ جاؤن تو سد راہ ہوگا جانے نہ دیگا شبخون ماروُن تو بھی مشکل ہے کیا تدبیر کرون نیرم
کہ مین عرض کرون اگر مناسب ہو تو یہ تدبیر کیجیے آپکی آشنا ملکہ سرفراز جادو آپ سے اُنسے مدت سے ر
اُنکو بلوائیے اُنسے یہ سب معاملہ کہیے وہ سحر کرینگی آپکا زور بڑھیگا دشمن کا زور گھٹیگا سر میدان زیر کیجیے
مین لشکر کو مٹا دینگی میکال خوش ہوگیا کہا ای یار وفادار تو نے یہ بات خوب بتائی مین نامہ دیت
تو ہی لیکر جا سب حال بیان کرنا اپنے ساتھ لیکر آنا مین فوراً طبل جنگی بجوا کر میدان مین جاؤنگا ا
مشکین باندھکر لاؤنگا یہ کہکے اسنے نامہ لکھا مہر کرکے نیرم کو دیا نیرم نامہ لیکر چلا سرفراز جادو آجکل
یہ خبرین پائین کہ طلسم کشا باغ زنگار رنگ مین پہونچا خواہش لوح مین گیا تھا لیکن نہ لیسکا آخر
کہ طلسم کشا پر مائل ہے بلجی و باکرے گئی یہ خبر تمام عالم مین مشہور ہے متعلقین طلسم کا دسیہ گھبرا رہے ہ
سوچ مین سرفراز جادو بھی بیٹھی ہے کہ نیرم عیار نے آکر نامہ دیا نامہ پڑھکر سرفراز بہت جھلائی
نیرم میکال نے یہ کیا کیا مسلمانون سے لڑائی الجھائی ہر چند کہ یہ لوگ ساحر نہین ہین مگر ساحر کش
اب کیا کرون تم چلکر طبل جنگی بجواؤ مین آتی ہون کہا کہ حضور آپ میرے ساتھ ہی چلیے اب و
گھبرائے ہوے ہین ایسا نہ ہو کہ اپنے کو ہلاک کرین سرفراز اٹھی نیرم کو تخت پر بٹھا لیا تخت

شاہزادیان سوار ہی ہین کہ صبح دلکشا جو ایرج سے وعدہ کرکے چلی تھین اسوقت آکر پہونچین
کہ کیسا عیش و جشن باغ رنگارنگ مین عجیب تلاطم ہے جن کنیزون کے ہاتھ منھ ٹوٹے رونا پیٹنا ہو رہا
ش مین شکن صاف ثابت ہے کہ فرش بھی چین بجبین ہے پردے مکان کے ہوا سے اُڑا اڑ کر گرتے ہین
م ہوتا ہے کہ سر ٹکرا رہے ہین اب طرحکی باغین بربادی ہے صبح دلکشا بلا تکلف اوپر آئی لوحداران
سلام کیا کہا کہ واری آج یہ کیا معرکہ ہے لوحداران نے سب کیفیت بیان کی کہ ای صبح دلکشا
خیر ہوئی حقیقت یہ ہے کہ سامری و جمشید کی خدائی برحق ہے اپنے بندونکو دشمنون کے
سے بچا لیا مگر صاحبزادی نے بڑا غضب کیا طلسم کے برباد کرنیکی فکر ہے لوحداران نے کہا کہ اب
نشاہ کو لکھتے ہین اُنکا حکم آتا آجائے کہ ہمارے جواہر پوش کو گرفتار کرکے لاؤ پھر کہان نکل
کی لوح اب عمر بھر نہ ملیگی اب ہم انتظام کامل کرینگے نامہ لوحداران نے طرف بادشاہ کے روانہ
کن صبح دلکشا کو کچھ بن نہ پڑا سلام کرکے اٹھی کہا کہ مین جاکے شاہ سے عرض کرونگی یہ کہہ کے
ملول و حزین جی مین کہتی ہے کہ اب لوح کا ملنا دشوار ہے یہ تو اس حال مین طرف ایرج
جاتی ہے لیکن ایرج نوجوان پاس یلمان تاجدار کے فرماتے ہین کہ ای یلمان ہم بڑا اشتیاق
کہ ہمکو لاکر لوح بی صبح دلکشا دین ایسی فتاحی سے ہم باز آئے یہ باتین کر رہے تھے کہ ہرکارے
ردی میکال جرم پوش تین لاکھ فوج سے برائے فتاحی قلعہ آتا ہے یہ بھی خبر اسکو معلوم ہوگئی
زہ صاحبقران یہان ہین اور یلمان تاجدار مسلمان ہوگیا اس بات پر اسکو بڑا غصہ ہے کہتا ہے
ن سے کیون ملا بادشاہ طلسم کا خراجگذار ہے آجکل طلسم مین بھی ہنگامہ ہے ایرج نے کہا کہ ای یلمان
گھبراتے ہو اس سے ہم مقابلہ کرینگے لشکر باہر نکالو دس بارہ ہزار فوج باہر لیکر نکلے دوسرے دن
ل جرم پوش بجمعیت کثیر آکر پہونچا طبل جنگی بجوایا یہان طبل جنگی بجا صبح کو دونون لشکر میدان مین
میکال نے گینڈہ نکالا پکار کر آواز دی کہ ای یلمان یا خود آؤ یا نبیرہ حمزہ کو بھیجو ایرج نے مرکب
لمان سے رخصت ہوکر مقابلے مین میکال کے آئے اول تو تیرہ چلا ایرج نے نیزہ اُسکا نکالا اسنے
ہاتھ ڈالا ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا وہ گینڈہ سے کود آیا بس مین کشتی ہونے لگی
ج اس زور و شور سے لڑے کہ میکال کا جی چھوڑ دیا ہانپ رہا ہے کانپ رہا ہے ایرج شیرانہ لڑ رہے
ن مرتبہ پکڑ لاؤ ایسے دو چار گھسے مارے کہ میکال جرم پوش کے جی چھوٹ گئے جی چاہتا ہے کہ چت ہو جائے

گین طفلان غنچہ سر جھکا کی خاموش ہوی پتیان شل برگ خزان دیدہ شاخین دست ہوس سب گلدستہ
وہمین جو گلدستہ تھا وہ ہرا رہا ایک ستارہ اسمین چمک رہا ہی ہماے جواہر پوش نے کہا کہ ای شہ
گلدستے مین لوح ہی یہ چمک اسمین معلوم ہوتی ہی مین سحر کرتی ہون آپ پڑھین جیسے ہی نور الد
وہ گلدستہ زمین پر معلوم ہوتا ہے کہ طرف طلسم کشا کے آتا ہے بڑا انتقام وسیع ہے دیکھیے کیونکہ نجہ
ہوا اب لوحداران کو تاب نہ ہی پلٹ کر ہاتھ ہلادیا باران سحر برسنے لگا جسپر قطرہ پڑا وہ ہوشیار
شاہزادیان اٹھین لوحداران نے آواز دی لوصاحبو مار آستین گرگ بغل کو دیکھو بیٹی باپ
برباد کرتی ہے مسلمان دھڑے پر مرتی ہی تمام شاہزادیان دوڑین ہماے جواہر پوش کے ہوس
شبرنگ تو ایک گوشہ مین چھپا ملکہ ہما نے سحر کیا کہ نور الدہر لوح لے لین لوحداران نے خون ا
پر پھینکا وہ جو ستارہ چمکتا تھا مخفی ہوا ہر طرف کے صدای مہیب آنے لگی لوحداران نے جو آواز دی ک
گیسو بریدہ ظالم کو گرفتار کرو تمام شاہزادیان بڑھین اسوقت ملکہ ہماے جواہر پوش کی بیقرار
شاہزادیان مجھپر سحر گرینگی مین کس کسکو روکونگی یہ سحر کیونکر دفع ہوگا ایسے خیال سوچکر نہایت بدحوا
پاس چالیسون شاہزادیون نے چاہا کہ ملکہ ہما پر سحر کرین شبرنگ نے دیکھا غضب ہوا ملکہ گرفتار
ایک حقہ آتشبازی نکالا اسمین بیہوشی بھری داغ کر پھینکا کہ دغا نہ کرے وہ جو حقہ پھٹا جسکی
مین دھوان گیا وہ بیہوش ہوکر گری وہ گلدستہ جسمین ستارہ چمکتا تھا نظرون سے مخفی ہوگیا اب
سبزی وشادابی کہان اور سب گلدستے مرجھائے ہوی ہین ملکہ ہما کو لوح سے یاس ہوئی ایک گو
کہ دناٹا ہوا زمین کانپی اسی ہنگامہ مین ہما نے نور الدہر و شبرنگ کی کمر مین پنجہ دیا لے اڑی چلے
ایک گولہ اور مار دیا چار طرف آگ لگ گئی لوحداران وغیرہ آگ بجھانے لگین پانی برسایا لو
نے پکار کر کہا کہ لوصاحبو ظالم نکل گئی طلسم کشا بھی لے گئی جب اسنے لوح کو مجھسے ڈھونڈھ کے پوچھ
عجب ہی سمجھ گئی تھی ان نوجوانون نے بڑی بڑے گھر برباد کیے لقا ایسا شخص سلطنت کیسی خدا
ہے مگر گیتی افروز جہان افروز و مہر افروز یہ نوجوانین نکل گئین زوال دولت لقا بادشا
کہ ایسا تھو وہان جاکر کچھ آفت برپا کرے یا لوح کا راز پوچھے سب شاہزادیان کو پھٹے سے اد
لکھا جانی لگا سب شاہزادیان کہہ رہی ہین کہ ہماری طرف سے بھی لکھو کہ ہمارے سامنے یہ کل ہو
اگر راز لوح سے آگاہ ہوتین تو لوح لیجاتین ملکہ لوحداران نے بڑی عقلمندی کی اپنے اپنے

ن لوحداران نے سنین نورالدہر و ہما و شبرنگ کوٹھے پر چلے لوحداران پیچھے پیچھے اب نورالدہر
ورت اصلی ہوے کوٹھے پر جاکر دیکھا کہ حقیقت مین بائیس گلدستے رکھے ہین اسی مقام پر ایک نخل ہے
ر چند طائر بصورت غیر مکرر ریا تو سر جھکائے بیٹھے تھے یا زمزمہ سرائی کرنے لگے کبھی غل مچاتے ہین کبھی منقارین
لکر آواز دیتے ہین کہ ای ملکہ لوحداران جلد آؤ کہ یہ غیر شخص کون آئے ہین لوح لینے کا ارادہ ہی کوئی
نیوالا نہین ایک طائر کہ سب مین کلان ہی منقار کھولکر بزمزمہ سرائی یہ اشعار عبرت آثار پڑھ رہا ہے **نظم**

اسیری مین کرین شکوہ ترا صیاد ہم	دان بھی کچھ دام رگ گل سے نہ تھے آزاد ہم
گل سے کچھ نہین اپنی زبان معجز بیان	نطق عیسیٰ کی طرح رکھتے ہین مادر زاد ہم
ین ہے بے وفا یہ آسمان بے مہر کر	جی مین ہے اب اک نیا عالم کرین ایجاد ہم
کسلے اک بات کی بات اپنے دست تیغ کو	دے لین ای قاتل رقیبون کو مبارکباد ہم
ہستی تک ہین تیرے دام گیسو مین اسیر	تن سے سر آزاد ہو جائے تو ہون آزاد ہم
ے دیکھی ہی گل رخسار جانان کی بہار	ہو رہے ہین صورت برگ خزان برباد ہم
ہ زن ہوتا نہین اپنا دہان زخم بھی	کوئی دنیا مین نہوگا جیسے ہین ناشاد ہم
تیشہ مارتے خسرو کو اے شیرین دہن	جی نہ کھوتے مفت اپنا ہوتے گر فرہاد ہم
اپنے عہد سے افسوس سودا اٹھ گیا	کس سے ناسخ اس غزل کی جا کے لین داد ہم

طائر کلان نے جو یہ اشعار پڑھے پھولون نے آنکھین کھولدین طفلان غنچہ غوغا کرنے لگے تالیان
تے تھے شاخین جھکی جاتی تھین بیخ سے ہر نخل کے دھوان نکل رہا ہے جلتا ہے کہ بلند ہو جاؤن دھوان
یہ ہوکر بڑھتا جاتا ہے لوحداران جا پڑی مگر خیال یہ ہی کہ بادشاہ کی دختر ہے شاید کسی ضرورت
ی ہو دیکھون کہ یہ کیا کرتی ہے نورالدہر نے چاہا کہ گلدستے پر ہاتھ ڈالین جھوکے نے ہوا کے انکا ہاتھ
دیا ملکہ ہما نے بڑھکر سحر کیا کہ ہوا موقوف ہوئی نورالدہر پھر بڑھے پاؤن پھسلا گرے جب قدم
تے ہین لڑکھڑاتے ہین گلدستونکے قریب نہین پہونچتے ہمارے جواہر پوش نے کہا کہ ای شہریار نہین
دم اس مقام پر کیا شعبدہ ہی کہ سحر جواب دیتا ہے ایک سحر آخر کا کرتی ہون منظور ہے کہ لوح ظاہر ہو
ی پر ہاتھ ڈالا ایک پرچہ کاغذ سیاہ کا نکالا اسپر سحر کر کے اڑا دیا فوراً ایک ابر آکر محیط ہوا پانی برسا گلدستو
کہ پانی سے سرسبزی بڑھتی ہی لیکن قطرۂ پانی کی جو پڑے گلدستے مرجھانے لگے پھولون نے آنکھین بند

اِس غزل کو اس زور و شور سے گایا کہ تمام اہالی محفل دنگ ہین عجیب گانے کے رنگ ہین لوحداران
پیدا ہوا شبرنگ نے جب آکر جام دیا برابر اُسکے کنیز بیٹھی تھی سب کی نگاہ بچا کر اُسکو جام دے دیا اُتر
دورہ باندھا نورالدہر گلگل خواجہ تیرا پہلو ہے ملکہ ہُماے جواہرپوش مین بیٹھے ہین یہ سب معا
رہی ہین ملکہ ہماے جواہرپوش کانپ رہی ہین نورالدہر چپکے چپکے کہہ رہی ہین اب سبکو شبرنگ نے
بیہوش ہونگے ملکہ کہتی ہین کہ انجام بخیر ہو لوحداران بہت ہوشیار ہے شبرنگ نے تھوڑے ہی عر
سبکو شراب پہونچائی بیرون بارگاہ جو شراب گئی تھی سب نے پی آپسمین دست درازیان ہونے
کوئی گا رہا ہے کوئی ہاتھ چمکا رہا ہے بعض کو شراب پیکر نشہ جو ہُوا بیہوشی نے تاثیر کی تہلتے ہوے ا
خانہ مین کنوان تھا جھک کے دیکھا اپنی صورت نظر آئی ایک چیخ ماری کہ ہاے بھائی تمکو کسنے قید
بھی آتا ہون یہ کہکے کود پڑی غرق دریاے لعنت ہوی بعض عورتین شیرخوار کو گود مین لیے ہوے
جوش مین کوٹھے پر چڑھ گئین پڑوسن کو پکارا وہ بھی تو شراب پی چکی تھین پاے سنبھال کے کوٹھے
کہا بُوا کیون پکارتی ہو ہماری عیش مین خلل ڈالا ہم اپنے میان کے بیٹھے تھے میٹھی میٹھی باتین کر رہے تھے
پکارنے نے ہمارے مزے کو کھو دیا دس بیس عورتین کوٹھے پر چڑھ آئین آپسمین چاؤن چاؤن ہونے لگ
جھونٹم جھوٹا کی نوبت پہونچی کو ٹھونسے گرین کسیکا سر پھٹا اور کسیکا ہاتھ ٹوٹا ہر گلی کوچہ مین ہزار ہا لاشہ
دوکاندار دوکان پر بلبلا رہے ہین حلوائی پوریان پکا رہا ہے آگ روشن رشک نار جہنم گلخن نشے کے جوش
پڑا اُسکی عورت یہ کہکر کودی کہ مین ستی ہوتی ہون بیٹا یہ کہکے کودا کہ مان باپ کو نکال لاؤن ہر چند کہ
ہے مگر تمام شہر مین غدر ہے یہان رنگ محفل دگرگون ہوا کنیزین گھبرا کے اُٹھین آپسمین لڑ رہی ہین بعض
مین کہتی ہین واہ بُوا دل آرام تمہاری شراب پلانے سے دلکو آرام ہے تمھارا گانا مقبول خاص و عام ہے
اپنے مقام سے اُٹھین دونون مزا بھرا ہے ہاتھ چمکاتی ہین کسیکا ڈوپٹہ گرا کسی نے دوشالہ اوتار کے پھینکدیا کہ
کون اُنھے کوئی رابطہ و ضابطہ خاموش کھڑی ہے غزل کا جو شعر یاد آگیا تان لگائی اسی کے جھوک مین گر
یہ سب معرکہ بچشم حقیقت دیکھ رہی ہے مسند پر سر رکھ دیا دیکھون اب کیا ہوتا ہے یہ کیا معرکہ ہُوا سب اہالی محفل
ہو گئے تھوڑے ہی عرصہ مین سب لب فرش ہوے ظاہر مین لوحداران بھی بیہوش پڑی ہے ملکہ ہماے جو
نے کہا کہ اے شبرنگ کیا کہنا خوب سبکو بیہوش کیا نورالدہر نے کہا کہ اب چلکر لوح پر قبضہ کیجیے کو
تختہ سنگ ہے اسپر پانس گلدستے رکھے ہین ایک مین لوح ہے بسم اللہ کہکے ہاتھ ڈالدیجیے دیکھیے جو لوح

یا مگر اب مجھسے کچھ نہ پوچھیگا ورنہ مین بادشاہ طلسم کو لکھ بھیجونگی ملکہ ہُما کانپ گئین کہا ہوا کیون بگڑتی ہو ...واسے لڑتی ہو مین اپنے والد سے پوچھکر آئی ہون انھون نے حکم دیا کہ لوح کا انتظام کرو طلسم کشا چھو... نہین معلوم کہ ہمارا دشمن کون بیٹھا ہی کہ باغ شعلہ خیز سے چھڑا لے گیا اور اہالی طلسم کو داغ دے گیا ...ہ خیز بھی قتل ہوئی نہین معلوم سامری و جمشید کو کیا منظور ہی قلب ناصبور ہے اسطرح کی باتو نہین ملکہ ...ے جواہر پوش نے لوحداران کو ٹھنڈھا کیا ورنہ برہم ہوئی تھی کہ کیون دمبدم آپنے لوح کا حال ...یا یہ وہ شے ہے کہ جسقدر بندگان سامری و جمشید اس طلسم مین رہتے ہین سکی روح روان ہی اگر لوح ...کشا پا جائے سب سحر و ساحری بیکار ہو یہ ذکر تھا کہ شبرنگ گلگل دل آرام گلابیان لیکر ہوے نجاب ...چین کرنے لگی کہ دیکھو کس سلیقے سے شراب لائی ہے کہ اگر زاہد صد سالہ ہو تو رال ٹپک پڑے پینے کی خواہش ...و شبرنگ نے لاکر گلابیان رکھین چوراسی گھنگرو پاؤنمین باندھے بھاری پشواز پہنی باناز و کرشمہ گت شروع کی بقول شاعر

نظم

...ی گت اسطرح وہ ماہ لقا ...تابان پہ چھا گیا بادل	وجد کرنے لگا تذرو ادا جسکی جانب بتا کے سسکی لی	سر پہ رکھا الٹ کے جب آنچل جان اُسنے سسک سسک کر دی

...ی ہاتھ اٹھا دیا کبھی گھُرکی کبھی جھڑکی کبھی تیور پر بل سامنے سب کی مجل رہا ہے عرصہ دراز تک ناچا پھر یہ غزل مضمون شراب کی شروع کی

نظم

...ے مری مستی کو عشقِ ساقی کوثر شراب — رات دن پیتا ہو نہین بے شیشہ و ساغر شراب
...ن آتا ہے نظر صاف اس تنِ نازک سے کون — جسطرح مینائے بلورین ہو احمر شراب
...دلِ مجروح کی اس چشم میگون پر شفا — کام مرہم کا کرے کیونکر نہ زخمون پر شراب
...یہ ہون میکش پر ای زاہد نکر غیبت مری — گوشت کھانے سے برادر کے تو ہے بہتر شراب
...تے ہین اہلِ عصیان دہشتِ تعزیر سے — رعشہ دار انسان کو کر دیتی ہی اکثر شراب
...تِ عشرت ہوئی بے تلخکامی کب حصول — ذائقے مین دیکھ لو رکھتی ہی تلخی ہر شراب
...شی ہے زاہدون کو اسلیے انکار ہے — تا نہ ان بدباطنون کی کھولدے جوہر شراب
...ی جو عالی ہمت انکو میکشی سے عشق ہے — آدمی کی عرش پردازی کو ہے شہپر شراب
...نجس ہر چند لیکن پاک کر دیگا وہ ہی — جسکی نزدیکی سے ناسخ ہوتی ہی اطہر شراب

حال دیکھین ایسی ایسی کامل واکمل ہین کہ ہفت آسمان کا حال ثابت ہو ایسا نہو کہ شبرنگ کو
معلوم ہو جائے لیکن شبرنگ فخر دو دمان مہتر مہتران صندلی نامہ مین ناظرین نے ملاحظہ فرمایا ہوگا
جب مہتر بلاشور فرزندان خواجہ عمرو کو قتل کرتا تھا تو حال شبرنگ نے شاپور کی ذات سے کھل گیا
انھین دونون نے جا بجا انھین روکا شکل خواجۂ عمرو کامل واکمل ہین بس دل مضبوط کرکے شبرنگ
بیٹھا کہ حضور نے یہ گانا سنا اور کمال رکھتی ہون ساقی گری بوجہ احسن کرون ہاتھ سے تاتی جاؤن اور
سے شراب پلاؤن پاؤنسے ناچون منہ سے گاؤن ساری محفل کو چشم زدن مین راضی کرون یہ سنکر ملکہ بوحہ
دجلہ شاہزادیون نے کہا کہ اے دل آرام ہم تو اس کمال کے مشتاق ہوے شبرنگ نے کہا کہ کلید میخانہ
دیجیے ابھی تماشا دکھاؤن سب کو راضی کرون ملکہ ہماے جواہر پوش گھبرائین کہ لوحداران کہتی
کہ لوح یہان نہین ہے بس انجام کیا ہوگا اب اس عیاری سے مراد یہ ہے کہ سبکو بیہوش کرے گا شبرنگ
کلید میخانہ لیکر میخانے مین آیا شراب کو خراب کرینگا بیہوشی ملا کر آواز دی کہ آج ہم ساقی ہونگے کو
باقی نرہیگا جسکو شراب پینا ہو لیجائے صاحب خانہ کا یہ فیض عام شبرنگ نے جو یہ آواز دی ملازمان ملکہ بو
و دیگر شاہزادیون کی کنیزین و ملازم دوڑے تیلیے گلابیان قرابے اٹھا کر لے جانے لگے بقول شخصے مفت
شراب قاضی نے بھی حلال کی ایسا نہ تھا کہ شراب لینے نہ آیا ہو دوکاندار بھی دوڑے شراب لے
دوکانپر بھی شراب جلنے لگی تین سے گلابیان یاقوت نگار والماس نگار مے ارغوانی سے معمور کرکے جس رنگ
کی گلابی اُسی رنگ کی شراب کُھٹرے انکے تمامی سے باندھکر طرف محفل کے لیکر چلا ملکہ ہماے جواہر پوش
انتہا کا انتشار ہے کہ دیکھیے انجام کیا ہو آخر تاب نہ آئی کلیجہ دھڑک رہا ہے قلب بھڑک رہا ہے لوحداران
کہا کہ بو سیج بتاؤ لوح طلسمی کہان ہے مجکو بڑا تردد ہے کہ ایسا نہو میرے باپ کا زوال دولت ہو اگر ستا
سخت نہو سحر اپنا قائم کرین دو لاکھ آدمی آئین تو نہ آسکین لوحداران نے ہنسکر کہا کہ حضور نہ گھبرائیے
مسلمانون نے بڑے بڑے طلسم فتح کیے پہلو پر جو قصر ہے اُسکو قصر مروارید نگار کہتے ہین بزرگان دین
ایک تختۂ سنگ مقرر کیا ہے اسپر بائیس گلدستے رکھے ہین سرو سبز شاداب غنچہ ہاے گل کی رعنائی و زیبائی
پھول چشم حیرت سے چہار جانب دیکھ رہے ہین قریب ایک شجرہ ہے اسپر عندلیبان زمزمہ سرا بزبان حال توصیف
و تعریف باغبان قضا و قدر مین مصروف ہین انھین کے اشارون پر طریقہ ملنے کے طریقے موقوف ہین ای
عالم آپ بادشاہ طلسم کی دختر بلند اختر ہین مگر آپ کے دمبدم پوچھنے سے کنیز کو شک ہوتا ہے آب تو ہین

ر داخل ہوئین نور الدہر و شبرنگ دیکھ رہی ہین پہر بھر مین چالیس شاہزادیان آئین اب جلسہ آراستہ
ت نے ملکہ ہُمائے جواہرپوش سے خواہش کی کہ دل آرام کو گوائیے شبرنگ آگے بیٹھین میٹھا ساز دن
ساز درست کیے شبرنگ نے بہ نگاہ غور دیکھا کہ چالیس شاہزادیان ماہ رخسار کسی کے سر پر برق چمک
ی ہے کسی کے سر پر ستارہ ہے کسی کے سر پر چاند لہرا رہی ہین دل تو شبرنگ کا کانپ رہا ہے مگر یہ غزل شروع کی نظم

ت کہہ شب وصال کہ ٹھنڈھا نہ کر چراغ
ظالم جلا ہے میری طرح عمر بھر چراغ

وانے کیون نہ صدقے ہون اس آگ کے کہ ہے
ہر رشتۂ فتیلۂ زخم جگر چراغ

وختہ جگر ہون کہ پیمانہ و سبو
بنتے نہین ہین خاک سے میری مگر چراغ

فین اوٹھاؤ رخ سے کہ دل کی جلن مٹے
بجھ جائے ہے جہان نہین وقتِ سحر چراغ

ں مہروش کے جلوے کے قربان کیون نہون
پروانے کو بھی رات نہ آیا نظر چراغ

ابے تکلف آئے صداہائے شمع رو
گر میری آب اشک سے ہو نوحہ گر چراغ

پیشہ کے ہے سامنے عرض ہنر ہنر در
جلتا ہے میرے گھر مین بطرز دگر چراغ

خوب روشنی ہے کہ حیرت تا بکے
ہے داغ بوالہوس تری مجلس مین ہر چراغ

انہ تنگ و تار ہے اور ہم سیاہ روز
جلتے ہین یعنی چاہیے اٹھون پہر چراغ

ہے شام انتظار تماشائے سوختن
جلتے ہین تا بہ صبح ادھر ہم ادھر چراغ

ں شعلہ رونے تا کہ پسِ مرگ بھی جلون
جلوائے دشمنون سے مرے گور پر چراغ

من یہ شاعرون کا مرے آگے رنگ ہے
جون پیش آفتاب ہو بے نور تر چراغ

ں رنگ مین شبرنگ نے یہ غزل گائی کہ سب اہل محفل دنگ ہو گئے ملکہ رنگین بہت خوش ہوئین
اکہ حضور آپ بادشاہ طلسم کی صاحبزادی ہین یہ تحفہ آپکو لات و منات نے دیا ہے ذی استعداد
موسیقی کا ایسا خوش گلو نہین ہوتا دل آرام مین بڑا تکلف ہے ذی استعداد ہے خوش آواز
ازین کرشمہ و ناز نہایت بیمثل ہے کیا تعریف شبرنگ نے اٹھکر سبکو سلام کیا عرض کیا اب سب صاحبون
قدر دانی ہے یہ کمال حضور نے کیا دیکھا مگر ملکہ ہمائے جواہرپوش کے ہوش اُڑے ہوے ہین
اس مقام بزرگ پر صدہا نازنینان و مہ جبینان مہر تمکین سحر و ساحری مین طاق شہرۂ آفاق سب
ود گرنیان بیٹھی ہین علم کہانت و علم رمل مین سبکو دخل ہے اگر ارادہ کرین تو زمین و آسمان کا

لگائی مکتوب سے لیا ہم تمہاری جلسے کے بھی مشتاق تھے لوح بھی حفاظت سے رکھو لوحدار ان نے
داری کیسی لوح لوح طلسم کا وثیقہ کہان ہے نظر سے سب کی نہان ہے اس طلسم کے بانی حکمای
نے طلسم بنایا آج نہین بنائی میرا نام فقط لوحدار ان رکھدیا ہے ملکہ چپ ہو رہین کہ اور ایک
ابر اٹھا نہایت رعنائی سے پھول برستے ہوے طائران زمزمہ سرا اشعار پڑھتے ہوے ایک ایک طائر

ہجر و وصل سے بخوبی ماہر کوئی یار تا ہی نظم

بے سبب کیونکہ لب زخم پہ افغان ہوگا … شور محشر سے بھرا اس کا نمکدان
آخر امید ہی سے چارۂ حرمان ہوگا … مرگ کی آس پہ جینا شب ہجران
مجمع بستر مخمل شب غم یاد آیا … طالع خفتہ کا کیا خواب پریشان
دل مین شوق رخ روشن نہ چھپے گا ہرگز … ماہ پردے مین کتان کے کوئی پنہان
درد ہے جان کی عوض ہر رگ و پے مین ساری … چارہ گر ہم نہین ہونے کے جو درمان
شومی بخت تو ہے چین لے اے وحشت دل … دیکھ زندان ہی کوئی دن مین بیابان
نسبت عیش سے ہون نزع مین گریان یعنی … ہے یہ رندا کہ دہن گور کا خندان
بات کرنے مین رقیبون سے ابھی ٹوٹ گیا … دل بھی شاید اسی بد عہد کا پیمان
چارہ جو اور بھی اچھا وہ کرے کا ٹکڑے … پردۂ شوخ جو ہوئے گریبان
دوستی اس صنم آفت ایمان سے کرے … مومن ایسا بھی کوئی دشمن ایمان

ان طائرون نے یہ اشعار جو پڑھے سننے والے جھومے لوحدار ان نے کہا کہ ملکہ رنگین گیسو
آتی ہین ماشاء اللہ کیا آمد کا زور و شور ہے سب کھڑی ہوگئے ملکہ ہما بیٹھی رہین ابر شق ہوا ملکہ
گیسو کشا زلفون کو پیچ و تاب دیتی ہوئین معلوم ہوتا ہے کہ ناگنیان لہرا رہی ہین بڑے ناز و ا
کرشمہ و ناز سے آکر اوترین ملکہ ہمانے جواہر پوش کو سلام کیا کہا آج تو حضور بھی تشریف لائی ہین
کہا کہ تمھاری مشتاق تھے چلے آئے رنگین آکر بیٹھی ملکہ ہمانے کہا کہ ای رنگین ہمکو خوب معلوم ہے کہ تمکو
مین بڑا دخل ہے اٹھ پہر اسی کے حصول کی فکر رہتی ہے ہماری کنیز دل آرام نے بھی ہزار بار دیا
کرکے علم موسیقی حاصل کیا ہے ذرا اسے سنیے رنگین نے کہا ضرور سنینگے سب شاہزادیان آجائین کہ پھر ابر
ابر گلنار گرجتا ہوا زیر ابر ہزارہا طاؤس پر سے پر ملائے ہوئے رقص کرتے ہین ابر شق ہوا ملکہ گل

الدہر کو لوح مل جائے ہم محروم رہین صبح دلکشا نے کہا یہ نہ ہوگا لوح بہت سخت مقام پر ہی یہ کہکر
ن پر سوار ہوئی قلعہ طلسمی مین آئی دیکھا کہ کو دبرزن مین جابجا یہی ذکر ہی کہ کسی نے شعلہ خیز کو مار ڈالا
کشا کو چھڑا کر لے گیا یہ حال سنتی ہوئی دربار مین شاہ کی آئی شاہ نے کہا کہ ای صبح دلکشا تمنے دیکھا
ا غضب ہوا کچھ ساحر اس راہ سے جاتے تھے لاشہ شعلہ خیز کا پڑا ہوا پایا ابھی لاشہ آیا ہی کنیزون نے
ر باغ کو بھی دیکھا قیدی وہانسے غائب ہوگیا ہم چاہتے ہین کہ تلاش کرو کہ کس دشمن نے یہ حرکت کی
سزا دیجائے طلسم کشا کو گرفتار کرین ایسا نہ ہو کہ وہ مقام لوح پر پہونچ جائے صبح دلکشا نے پوچھا
ضور لوح کس مقام پر ہی بادشاہ نے کہا یہ لفظ اپنی زبانسے نہ کہونگا اتنا کہتا ہون کہ تا بہ لوح کوئی
ن جا سکتا صبح دلکشا نے کہا کہ جو مناسب ہو مگر کنیز واسطے تلاش طلسم کشا کے جاتی ہی باتون مین
کو لگا یا یہ بھی پوچھ لیا کہ باغ زنگار رنگ جسکی حاکم لوحداران جادو ہی اسی چمن مین لوح طلسم
صبح دلکشا چپ ہو رہی براہِ خیر خواہی ایک تخت پر سوار ہوئی عرض کی کہ جبتک کنیز واپس نہ آئے
ن اور انتظام نہ کیجیے گا مین آپ سے وعدہ کرکے جاتی ہون کہ جس نمکحرام نے یہ حرکت کی ہی اسکی شکیز
ہ کر لاونگی یہ کہکر روانہ ہوگئی یہان ایرج انتظار مین تھی ہی دمبدم فرماتے ہین کہ مین تلاش لوح
نکلون دایہ کی کچھ نہ بن پڑیگا یہان ایرج مشتاق تھی صبح دلکشا ہنستی ہوئی آئی کہا کہ ای شہریار
مین لوح لیئے جاتی ہون ہر چند کہ ایرج نے چاہا کہ ہم بھی ساتھ چلین مگر صبح دلکشا نے نہ مانا ایرج
ت پریشان ہین لیکن صبح دلکشا چلین طرف باغ زنگار رنگ کے ہمارے جواہر پوش نور الدہر
بر رنگ عیار کو ساتھ لیکر چلی ہین نور الدہر بشکل خواجہ سرا شبرنگ بشکل کنیز دل آرام نام آکر
غ زنگار رنگ مین داخلہ ہوا دیکھا کہ ملکہ لوحداران جادو مسند پر بیٹھی ہین شاہزادیان آتی جاتی
ن ایک جانب الماس یاقوت پوش ایک جانب یاقوت رنگین پوش یہ دونون شاہزادیان
ی ہین ملکہ ہمارے جواہر پوش آکر پہونچین سب واسطے تعظیم کے اٹھی لوحداران حیران ہوکر کہا کہ
ری آج تشریف لانیکا کیا باعث ہوا آنکھین ہماری مشتاق جمال رہتی ہین لطف جلسہ کا ہمیشہ بڑھتا جاتا
ا تو سب شاہزادیان تشریف لائی ہین ملکہ نے مسکرا کر جواب دیا کہ ای لوحداران تمنے سنا کہ آجکل
مہمین کیا غدر ہی طلسم کشا نے داخلہ کیا سب کا یہی قول ہی کہ یہ شخص طلسم کشا ہی دو ایک جادوگر بھی اسنے
ی مگر اب کچھ تدبیر بھی ہوگئی طلسم کشا دھری گئے اب نکلنا انکا دشوار ہے شعلہ خیز ایسی ساحرہ نے آگ

اگر سایہ جبین عجز بر خاک
شود پاک از کدورت مشت خاکش
نمیسازد نظر این بی خبر خاک
رود یکدم ہوای بد دماغی
کہ ہست این خاک آخر خاک در خاک

شود زر زفی الحقیقت خاک انسان
اگر شوید بآب چشم تر خاک
چرا گردد بدنیا خانہ خانہ
چو مرگ افشاندش آخر بسر خاک
رود چون خاک پاک از جسم بندگی

کند خود را تصور او اگر خاک
چرا بر ابتدای حالت خویش
چرا بر باد سازد دور بدر خاک
چرا از خاک دارد عار انسا
بہ بندد از جہان رخت سفر خا

شاہزادہ تلوار کھینچ کر جو قریب شعلہ خیز کے پہونچا شعلہ خیز نے جو صورت زیبا کو دیکھا حیران ہوئی ک
دہ جوان نہین ہرای شعلہ خیز یہ کیا معرکہ ہوا یہ جوان کیونکر بدل گیا خیر سمجھا جائیگا یہ سوچ کر ایک وا
ماردیا ایرج کے قبضہ سے تلوار نکل گئی اڑکھڑا کر گرے شعلہ خیز نیمچہ کھینچکر چلی کہ پہلے اسکا سر کاٹ لو
صبح دلکشا کو گرفتار کرکے سامنے شاہ کے لیجاؤن شاپور نے جو یہ دیکھا کہ آقا قتل ہوتے ہین ا
ساحر کی شکل بنا صبح دلکشا زمین پر پڑی تڑپ رہی ہر اٹھ نہین سکتی کہ شاپور نے نعرہ کیا خبردار
بیگناہ کو قتل نہ کرنا شعلہ خیز نے دیکھا کہ ایک ساحر دوڑا ہوا آتا ہے کلمات سخت کہتا ہی کہ دیکھ تو تیر
باپ نے کیا کہا ہی کسی کو پہچانتی بھی ہو کہ یہ کون شخص ہی کیون بلاوجہ قتل کرتی ہو شعلہ خیز نے کہا کہ آ
کسنے بھیجا ہی کہا دیکھ نے اس کاغذ مین سب کچھ لکھا ہے یہ کہکے قریب آیا کاغذ ہاتھ مین دیا کہا دیکھ بادش
آتے ہین اب تجکو حال کھلیگا شعلہ خیز بیٹی شاپور نے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک شعلہ خیز گری صبح دلکشا
ہوش آیا دوڑ شاپور کے ہاتھ ملکہ نے چوم لیے کہا کہ اے یار وفادار تمنے بڑا کام کیا خدا نے اپنا فض
شریک کیا اگر یہ گرفتار کرکے لیجاتی حال ہمارا کھل جاتا شاپور نے کہا ای ملکہ خدا نے پردہ رکھ لیا
لیکن انکا بھی حال معلوم کیا کہ دختر شاہ نکال لیگئی صبح دلکشا نے کہا کہ ای شاپور یہ امر بہت مشکل
یہ مقدمہ متعلق تعلیم کہانت ہی ہر شخص اس کا ماہر نہین مین نے اس علم کو بخوبی حاصل کیا اب مجکو ثابت
ورنہ ثابت نہوتا ایرج کو پھر سوار کیا طرف قلعہ یلیان تاجدار کے چلین یہان یلیان منتظر تھا
ملکہ آکر بہو پخین یلیان نے پوچھا خیر تو ہے صبح دلکشا نے سب کیفیت بیان کی کہ خدا نے بچالیا صبح
نے پھر ایرج سے کہا کہ اے شہریار آپ یہان آرام فرمائین مین خدمت مین شاہ جاتی ہون دیکھون
کیا رنگ ہی ایرج نہ مانتے تھے یہی فرمایا کہ ہمکو جانے دو سب چیزون کا پتہ پروردگار بتادیگا صبح
نے نہ نانہ قدمون پر سر رکھدیا کہا آپ تامل فرمائیے کہ لونڈی پلٹ کر آجاتی ہے ایرج نے کہا کہ ایسا

کاؤس اور رنگ نشین قلعۂ طلسمی مین تخت پر بیٹھا ہی شعلہ خیز نے عرض کی اگر ارشاد ہو طلسم کشا کی جا کر
خبر لون بادشاہ نے کہا کہ ای شعلہ خیز جا کر اور زیادہ سختی کر دو کہ جس سے نور الدہر جلد تمام ہو جائیں
یہ سنکر شعلہ خیز چلی آکر باغ مین پہونچی دیوار مین روزن دیکھا مکان کو خالی پایا قیدی کا نشان نہین دیوا
وہ سحر سے غائب کیا چار طرف ڈھونڈھا کہین نشان نہ پایا پریشان ہو کر پلٹی مگر بدحواس یہ کیا غضب ہو گیا
ہوش وخروش مین جاتی ہی کہ دور سے اسنے دیکھا ایک تخت اُڑا ہوا جاتا ہے سمجھی کہ کوئی نور الدہر کو لیے
جاتا ہے تڑپ کر بلند ہوئی برق بنکر گری تخت ٹکڑے ٹکڑے ہوا ایرج ایک جانب گری شاپور ایک جانب
صبح دلکشا سنبھلی ایرج و شاپور پر سے سحر اتارا اب ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا شعلہ خیز ظاہر ہوئی صبح دلکشا
کو دیکھکر للکارا آواز دی کہ او گیسو بریدہ طلسم کو کہان لیے جاتی ہی مین نے بمشکل جان اپنی مٹا کر مکتوب
لیا تو چھڑا کر لیچلی چونکہ صبح دلکشا نے ایرج کی واسطے ایک حباب شیشے کا اندر ڈھک دیا ہے
شعلہ خیز سمجھتی ہی کہ یہی طلسم طلسم ہے ایرج نور الدہر سے ہم شبیہ بہت ہین زلفین چلبلی خال سبز رنگ
تشمی جھپٹ جھپٹ کر سحر کرنے لگی صبح دلکشا کبھی ستارہ سحری بنکر گری کبھی تلوار چمکائی خنجر پھینک مارا
شعلہ خیز اپنی کو بچاتی جاتی ہے ہر مقام پر یہی خیال ہی کہ طلسم کشا کو لے نکلون جب طرف ایرج کے گئی
ہے صبح دلکشا سینہ سپر ہوتی ہی قریب ایرج کے نہین جانے دیتی سحر پر سحر ہو رہا ہے آتش جل رہی ہے نخل
صحرا پھنک رہیں شاپور نے اپنی کو ایک مین گرا دیا تھا انگلیوں مین حباب دبا کے حلقہ ہاے کمند
بازوون پر خنجر برہنہ لیے ہوئی غار سی نکلا درختون کی آڑ پکڑتا ہوا دونون کے سحر دیکھ رہا ہے
صبح دلکشا نے ایک خنجر کمر سے نکالا اپنی خون سے رنگین کیا شعلہ خیز پر پھینک مارا شعلہ خیز کے لاکھ
بچایا نہ بچ سکی سر پر پڑا سر زخمی ہوا شعلہ خیز نے غصے مین خون اپنا چلو مین لیا اُسپر سحر کال پڑھکر
صبح دلکشا پر پھینک مارا صبح دلکشا نے اپنے کو ہر چند بچایا نہ بچ سکی خون جسم پر پڑا خون کے چھینٹین
پڑتے ہی بیہوش ہو کر گری ایرج نوجوان نے جو دیکھا کہ ملکہ صبح دلکشا بیہوش ہو کر گرین دل بیقرار
ہو گیا کہ اے ایرج یہ تمھاری معین و مددگار ہی اگر یہ نہ ہوتی تو اتبک قتل ہو گئے ہوتے اسکو بچانا
چاہیے بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگی پروردگار اسکو بچالے اگر اسپر کوئی زوال آیا باعث بدنامی کا
کا ہے تو جو حقیقی حاکم رنگارنگ عالم مسبب الاسباب سامع الدعوات رحیم و کریم سمیع و علیم ہے نظم

گر بارد سحاب لطف بر خاک | نہد گر در سجود عجزہ سر خاک
بیابد آرزو انسان خاکی

ساتھ ساتھ دربار مین تشریف لائی صبح دلکشا کی نگاہ پڑی ایک جوان شیر صولت صاحب جلالت
سیدان ہمت رستم وقار سہراب اطوار صاحب گرز سام بن نریمان صاحب شوکت وشان اس رع
دبدبے سے دربار مین جلوہ فرما ہوئے سب شیر دوزیر کھڑے ہوگئے صبح دلکشا جمال جہانتاب دیکھکر عاشق
کہا تشریف لائیے یہ کہکے تخت سے الگ بیٹھی کہا کہ اے شہریار تخت پر آپ قدم رنجہ فرمائیے ادب دلی
ہے کہ ہم آپکے سامنے تخت پر بیٹھین ایرج نے مسکرا کر کہا کہ ہم مرد سپاہی ہین تاج وتخت ہمکو سا
خدا ہماری تاجدار ذی وقار کو سلامت رکھے یہ فرما کر ذکل پر جلوہ فرما ہوئے فرمایا کہ اے ملکہ صبح دلکشا
کا ذسیہ سے کیا نسبت ہے صبح دلکشا نے کہا کہ مین مشیران سلطنت سے ہون نورالدہر نے داخلہ طل
کیا مکتوب دستیاب ہوا مگر فی الحال صورت زوال ہے شعلہ خیز ایک مرحلے ذی باغ مین انکو قید
مکتوب چھن گیا مگر کاہن کہتے ہین کہ وہ قید سے رہائی پائینگے ایرج نے کہا کہ ہو سکتا ہے ہم چلکر ا
صبح دلکشا نے خوش ہوکر کہا کہ کنیز حضور کو لیچلیگی مگر دیر نہ کیجیے ایرج نے کہا کہ انکو رہا کرنے
صبح دلکشا نے کہا کہ چلیے ایرج نوجوان خوش ہوگئے صبح دلکشا اپنے مقام سے اٹھی ایک
تخت پر سوار کیا شاپور نے کہا کہ مین بھی چلونگا صبح دلکشا نے کہا کہ صورت بدل لو ایرج نے
صورت تبدیل کر دو تب میرا ساتھ ہو ایرج کی تو صورت نہ بدلی شاپور ایک کنیز کی شکل بنکر ساتھ
صبح دلکشا تخت اڑاتی ہوئی چلین قریب اس باغ کے پہونچین دیکھا کہ طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین
دل سے اپنے باتین کر رہی ہے کہ اس شہریار پر ایسے احسان کرون کہ لوح کا پتہ بتاؤن طلسم فتح کا ذر
یقین ہے کہ مجکو قبول کرینگے عشق اپنا ظاہر نہ کرون کسی کو اس حال سے ماہر نہ کرون ایرج
ہوئی کہ یہ ہمسے محبت کرتی ہے صبح دلکشا شاہزادے کو لیے ہوئے اندر باغ کے آئین قریب بارہ دری
پہونچین دیکھا کہ دیوار قائم ہے مگر دیوار مین ایک روزن کلان ہے ہتھکڑیان بیڑیان کٹی ہوئی پڑ
نورالدہر نہین معلوم ہوتے ہین صبح دلکشا نے بڑھکر اس روزن کو دیکھا نشان نقش پا کی مٹی
وہ سونگھی ہنسکر کہا کہ عجب طرح کا مقام ہے زبان سے کہہ نہین سکتی اے شہریار آپ لوگ بڑے صاحب اقبال
مجکو یہ ثابت ہوا کہ ملکہ ہمائے جواہر پوش دختر بادشاہ طلسم نورالدہر کو رہا کر کے لیچلین اس
کون واقف کار ہوگا بادشاہ کی بیٹی نہین معلوم کہان لگئی ایرج کو بڑا افسوس ہوا ملکہ نے کہا ا
شہریار بیٹھے مین فکر کرکے لوح پیدا کرونگی تب آپ سے اطلاع کرونگی صبح دلکشا ایرج کو لیکر پلٹی

ں ملاقات کرتے یلمان نے کہا کہ ابتو مین کہہ چکا ہون کو تشریف لائینگے صبح دلکشا خاموش ہو رہی مگر
م یاد آتی ہے ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہے کبھی گا ئن کا گانا سنکر خود بھی یہ اشعار پڑھتی ہے نظم

نظر آجاؤ کہین ہم بھی بسر رکھتے ہین — یار جاتا ہے جدھر ساتھ نظر رکھتے ہین
رات دن سوی در و بام نظر رکھتے ہین — گھر مین ہم رہتے ہین پر اُسکی خبر رکھتے ہین
دشمن و دوست جو سنتا ہے وہ خوش ہوتا ہے — مثل بلبل مرے نالے بھی اثر رکھتے ہین
رتبۂ راندۂ درگاہ بھی دیکھا ای زاہد — لوگ قرآنمین طاؤس کا پر رکھتے ہین
سمجھتے ہین جو خط اُس شمع تجلی کو ہم — سر پہ اب پیک بھی پروانونکے پر رکھتے ہین
اس بھبھوکے کے نظارے سے نہ جل جائے کہین — اسلیے آنکھون کو ہم اشک سے تر رکھتے ہین
نہ چھوئین خاتم جمشید کو ای رشک پری — ہاتھ مین جو کہ ترا حلقۂ در رکھتے ہین
پیر ہونیکا جوانی مین گمان ہے جبسے — ہم شب ہجر مین امید سحر رکھتے ہین
بنتی ہے بازو کی مچھلی بھی دہن ماہی آب — آستین دیدۂ گریان پہ اگر رکھتے ہین
ساقیا پائی ہین ہم تیغ حوادث سے پناہ — جام مے تو نہین ہم منھ پہ سپر رکھتے ہین

رتبہ جو ایسے اشعار صبح دلکشا نے پڑھے یلمان نے کہا کہ کیون ملکۂ عالم آج مزاج کیسا ہے آپکو
ان پاتا ہون صبح دلکشا نے ٹالدیا کہا کہ صاحب وہی طلسم کے جھگڑے یاد آتی ہین انھین باتون
گذری بوقت سحر یلمان تاجدار صبح دلکشا سے وعدہ کرکے گیا ایرج نوجوان نماز پڑھکر بیٹھے
چھ وظائف پڑھ رہے ہین یلمان تاجدار نے آکر سلام کیا عرض کی کہ ای شہریار شب کو مین نے اسواسطے
کو تکلیف دی کہ ملکہ صبح دلکشا ایک نازنین حور مثال مشیران سلطنت کا ؤس اورنگ نشین
ہ کہ جو بادشاہ طلسم کا وسیع ہے کبھی کبھی تشریف لاتی ہین اصل یہ ہے کہ غلام کو ئی سابقہ بہم نہین پہنچا
ن مین خواہش ہے لیکن حجاب مانع رہا شب کو مین نے حضور کے احسان کا ذکر کیا شوکت و جلالت
ت آپکی کیا بیان کر سکتا مگر کسیقدر مین نے ذکر کیا وہ آپکی مشتاق ہین اور طلسم کے حال سے
واقف ہین طلسم کشا کا داخلہ طلسم مین ہو گیا اسوقت حضور کی مشتاق ہین حالات طلسم دریافت
تکلیف نہ ہو تو تشریف لیچلیے ایرج نوجوان نے لباس زیب جسم کیا خود زرین سر پر
پہنکر سپر و شمشیر آراستہ کی یلمان تاجدار کے ساتھ چلے شاپور شیر دل گمرانی کرتا ہوا

حرف سخت اسکے مجکو لب رنگین سے — جای حیرت ہے ہوے لعل سے پتھر
ہے ازل سے وہ مرا قبلۂ ایمان ناسخ — جسکو خالق نے کیا کعبے کی اندر پ

اس ندرہ دشور سے وہ نازنین اِس غزل کو گا رہی ہے کہ یلمان تاجدار سناتے مین آگیا ہے ایر
خاموش بیٹھے ہین اِس خیال مین ہین کہ پروردگار ایسا سامان کرے کہ مین جاکر مخمور کو رہا کرد
دہ کشتی گیر زادہ حجاب سے سر نہ اُٹھا سکیگا کہ یک آسمان پر ایک ابر تیرہ و تار پیدا ہوا اس ابر کو د
یلمان گھبرا گیا دست لبستہ ایرج کے سامنے آیا کہا کہ حضور اب جاکر آرام فرمائین کچھ مقدمہ را
نیاز ہے کہ حضور کے سامنے عرض نہین کر سکتا صبح کو حضور کے سامنے بھیڑ دین اڑے گی اسکا
حال عرض کرونگا ایرج نوجوان اُٹھ گئے شاپور نے راہ مین کہا کہ کسی ساحر سے اور یلمان
رسم و مراسم ہے اسی واسطے آپ کو ہٹا دیا ایرج نے کہا کہ ہوگا ہمین اِس سے کیا مطلب ایرج
آکر آرام فرمایا وہ ابر آکے شق ہوا ایک ساحرہ نہایت حسین و جمیل تخت پر سوار چالیس پچاس
ساتھ یلمان تخت سے اٹھا کہا ملکہ عالم آیئے جلسہ جو جمع ہوا دیکھا ملکہ صبح دلگشا نے کہا کہ کیو
یلمان تاجدار ہماری آنے سے قبل یہ جلسہ آراستہ تھا اِسکا کیا باعث شاید کسی مہمان کی خاط
یلمان رونے لگا کہا کہ کیا بیان کرون عجب معرکہ گذرا اگر تم یہان آتین ہمکو نہ پاتین خدا نے نف
شر لیے حال کیا نبیرۂ صاحبقران نے آکر شاہور زنگی کو مارا مین نے اُس شیر کی اطاعت کی
دربار مین تشریف رکھتے تھے انھین کے سامنے جلسہ ہو رہا تھا اُنکو ہٹا دیا حسن مین یوسف ثانی جرا
مین رستم وقت اگر اسفندیار و سام اِس زمانے مین ہوتے حلقہ ہای غلامی کانین ڈالتے اس
شور سے شاہور زنگی کو مارا کہ زمین تھراتی تھی وہ زنگی دیو تھا ایک ضرب شمشیر مین دو پرکا
طرح یہ یلمان تاجدار نے جو بیان کیا صبح دلگشا مشتاق جمال بیمثال ہوئین کہا ای یلمان اص
یہ ہے کہ آجکل ہماری بادشاہ کو یہ انتشار ہے کہ طلسم کشا نے داخلہ کیا کاہن بیان کرتے ہین کہ یہ
فتاح طلسم ہے لیکن شعلہ خیز نے قید کر لیا ہے کاہن کہتے ہین کہ طلسم کشا کا قتل ہونا بہت دشوار ہے قی
چھوٹیگا طلسم کو لوٹیگا اور بھی ایک فرزند صاحبقران کی خبر ہے کہ وہ بھی اس طلسم مین داخلہ کر
لیکن نورالدہر فتاح طلسم ہین شعلہ خیز نے کمتوب تھی لیا کاہن نہین ہوتی یہی حکم لگا رہے ہین کہ نوح
جوان پا جائیگا لیکن ای یلمان تاجدار جو ہوگا وہ دیکھا جائیگا اسوقت تمنے اِس شیر کو کیون صحبت

ن ہی کہا ملک الموت جان کا ذیان اسنے نیزہ مارا ایرج سے نیزہ چلنے لگا آخر ایرج نیزہ اسکا
اُسنے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا ایرج نے تلوار کو تلوار پر روکا جیسے
دہ تلوار مار کر پلٹا کہ ایرج نے بجرأت ہاتھ مارا برق شمشیر تڑپ کر گری خرمن حیات کو شاہور کی
یا شاہور کا مارا جانا تھا کہ یلمان تاجدار بھی فوج کو لیکر آیا کہا اے شہریار آپ نے بڑا احسان کیا
ظالم کے ہاتھ سے جان بچائی ورنہ یہ زندہ نہ چھوڑتا ہمارے قتل سے منہ نہ موڑتا ایرج یلمان کو ساتھ
فوج زنگیان پر جا پڑے خیموں مین آگ لگا دی بازارین لوٹ لین زنگی آخر بھاگے یلمان نے
کی کہ غلام کو حضور سرفراز کرین آج سرکار کی مع فوج دعوت ہے ایرج نے کہا کہ اے بادشاہ
سے رغبت ہے تو ادیان باطلہ پر لعنت کر دین پروردگار کا اختیار کرو ورنہ ہمارے جانے کی
ضرورت ہے یلمان تاجدار جمال ایرج نوجوان پر عاشق ہو ہی چکا تھا کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان
ایرج نوجوان کو ساتھ لیے ہوے قلعے مین آیا ایرج کو مقام صدر پر جگہ دی فوج کو لطف سے
را جب صحبت گرم ہوئی ایک نازنین حور پیکر قمر منظر نازک اندام مقبول طبع خاص و عام سامنے
ج کے کھڑی ہوئی چونکہ جمال جہان آرا پر مائل ہوئی ہے تیغ ابرو کی گھائل ہوئی ہے مسکرا کے
با ناز و ادا یہ غزل عاشقانہ گانے لگین نظم۔

ے جانان پہ ہوا خطِ عنبر پیدا — ہو گئے حسن سے کیے پرواز کو شہپر پیدا
ین رُخ پہ ہوا خطِ عنبر پیدا — بدلے پانی کے ہوا آگ سے عنبر پیدا
ے گوہر مقصد نہین ہوتا حاصل — نہ کبھی آبِ روا نہین ہوے گوہر پیدا
ف کو دیجیے کیا مارِ سیہ سے تشبیہ — سایۂ زلف سے ہو جاتے ہین اژدر پیدا
دل کیسا سو دل ترے قامت پر شاہ — شکل دل کیون نہ ہو ہر شاخ صنوبر پیدا
ین وہ صید کہ ہین جزوِ بدن تک دشمن — تیرون کے واسطے ہوتے ہین مرے پر پیدا
ن وہ گریان پس از مرگ مری تربت پر — سبزۂ تر کی عوض ہو مژہ تر پیدا
سیرے تن پر داغ کا پڑ جائے اگر — مثل ہیزم ابھی گلبن سے ہون اخگر پیدا
ن نہ آئینہ ہو حیران کہ سکندر تو کہان — نہین ہوتا کہین اب سکندر پیدا
ب و داغ گل لالہ سے یہ معلوم ہوا — حسن اور عشق ہوئے دونون برابر پیدا

شملہ سر پر بندھا ہوا وزیرزادی کی یہ صورت ہے کہ سانولی رنگت محبوب سبزہ رنگ شوخ و ش
موسوم بہ گلرنگ شبرنگ اسی محبوب کی شکل بنکر تیار ہوا نور الدہر کو خواجہ سرا بنایا ملکہ تعر
کرنے لگین کہ ای شبرنگ بڑا کمال کیا ذرا خال و خط مین فرق نہین کیا کہنا اب ملکہ نے دو
پاس بٹھا کر تخت اڑایا طرف مکان لوحداران کے چلین مگر حال ایرج نوجوان کا یہ لکھا ہے ک
نکل گئی پھر نور الدہر کا اکا سا بنا ہوا آفتاب تیغزن بیس ہزار فوج سے ساتھ ہے کسی صحرا مین پہنچ
جب کوئی مقام معقول لا ہیر دو پہر کو ٹھہر گئے پھر چل نکلے رہ نوردی کرتے ہوئے جاتے ہین فرما
شاپور میری آرزو یہ ہے کہ مین نور الدہر کو ہمشیر طلسم کا دسے پر پہونچون مخمور کو قید سے رہا کر
کشتی گیر زادی پر احسان ہو کبھی حجاب سے آنکھ نہ چار کرے ہمیشہ شرمندہ رہے اسی سوچ مین جا
کہ توپ کی آواز کان مین آئی کہا کہ ای شاپور کوئی قلعہ لڑ رہا ہے چلین چلکر دیکھین کہ کسنے گھیر
کہہ کے اسی جانب مرکب کو بڑھایا ملک یلمان تاجدار کھڑا ہوا ہے شاہور زنگی چلا آتا ہے
ہے کہ خراج لون یلمان تاجدار دہائی دے رہا ہے کہ ای شاہور ہمارے یہان خشک سالی ہ
اس سال معاف کرو شاہور کہتا ہے کہ حکم شاہی اسی طرح پر ہے شاہور مع تیس ہزار جوا
یلغار کیے ہوے آتا ہے یلمان تاجدار نے ارادہ کیا کہ پھاٹک کھولکر نکل پڑون لڑ بھڑ کر اپنی
مشیرون وزیرون نے منع کیا کہا کہ حضور یہ زنگی بہت زبردست ہے جب قلعے مین آئیگا سمجھ لینگے تو
مار رہا ہے شاہور زنگی نے گینڈا اپنا صف سے بڑھایا گرز کو ہلاتا ہوا چلا یلمان بیقرار ہوا سا
وجمشید کو پکار رہا ہے کبھی لات و منات کو پکارتا ہے شاہور نے چاہا کہ قلعے پر جا پڑے دو
قدم خندق باقی رہ گئی ہے کہ صحراے گرد اڑتی دیکھا سب نے ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثا
سہ چشمی زرہ زران صاحب شوکت و شان گھوڑی کو اڑائے ہوے آتا ہے آتا ہے وہین سے نعرہ کیا ک
سیاہ رو آگے نہ بڑھنا ورنہ بہت پچتائیگا اسنے کچھ جواب بھی نہ دیا ایرج نے فوج کو اشارہ
اسکی فوج پر جا پڑو فوج ادھر گئی دونون لشکر آپسمین مل گئے تلوار چل رہی ہے دریاے خون
ایرج گھوڑی کو اڑاتے ہوے قریب شاہور کے پہونچے فرمایا کہ او بیحیا ہم منع کرتے ہین اور تو
سنتا زنگی نے کہا کہ ہمارے بادشاہ نے حکم دیا ہے کہ سر لانا یا خراج ہم کیونکر رکین ایرج نے کہ
بادشاہ نے جھک مارا ہے وہ عذر کرتا ہے کہ ہمارے یہان خشک سالی ہوئی شاہور

تھ چلیگا جب ہنگام عیش و نشاط گرم ہوگا مین آپکو اشارہ کرونگی آپ وڑ لیے گا نہین اگر قریب لوح
پنچے اور لوح کو پاگئے خوشی کا مقام ہی اگر ہاتھ لوح پر نہ پڑا تو باعث خرابی ہوگا نور الدہر نے
صورت بنا مجھپر بہت شاق ہی ملکہ نے کچھ نہ کہا تخت پر سوار ہوکر چلین کوئی تین کوس باغ سے نکلی تھین
آواز رونے کی کانون آئی کہ جیسے کوئی درد رسیدہ بلک بلک کر رو رہا ہے پکارتا ہے کہ ای پروردگار
میرے آقا سے ملا دے آج شاید کچھ اُنکے دشمنون پر رنج و ملال ہی نہایت بیقراری ہی نور الدہر
نے کہا کہ دیکھو ملکہ یہ کون رو رہا ہے تخت قریب لیچلو ملکہ ہمارے جواہر پوش نے تخت بڑھایا دیکھا
کہ سائے مین ایک جوان گرد کا پتلہ بنا ہوا بلک رہا ہی کبھی پکارتا ہے۔ بیت۔ بار از خاک کو یت
تن است بر تن۔ آن ہم ز اشک حسرت صد چاک تا بدامن کبھی پکارتا ہی کہ ہائے کس ساعت
جدا ہوئی کہ پھر شاہزادی سے ملاقات نہ ہوئی نہین معلوم کہ اس آفتاب آسمان جرأت پر
کیا گذری ہمارے دل کو بہت بیقراری ہی نور الدہر نے کہا کہ ملکہ کیا عجب ہی کہ میرا عیار ہو یہ کہکر
تخت اُتار از مین پر آئے نور الدہر نے آواز دی کہ اے یار وفادار و ای مونس و غمگسار و اے
دوست صادق و ای محب واثق ای سرو باغ الفت و ای رنگ دلوی گل حدیقۂ مودت و ای مہتر
شبرنگ بن عمرو ہمکو جواب دو یہ سنکے وہ شخص اپنے مقام سے اٹھا دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا
اور ایسے روتا تھا کہ کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے ہوتا تھا نور الدہر نے اپنے عیار کو دیکھا کر عیار رو تے روتے
کئی مرتبہ بیہوش ہوا آخر ضبط کرکے عرض کیا کہ شہریار کہان تھے نور الدہر نے کہا کہ ای شبرنگ
کیا کرین بڑی بڑی جفائین اُٹھائین رہبر پاس تھا وہ بھی چھوٹا ملکہ نے کہا کہ اے شبرنگ آج
ایک مشکل در پیش ہی ہمکو انتہا کا اسوقت پس و پیش ہے لوحدارون کے مکان پر جاتی ہین انکو
ناظر بنائینگے تم بصورت وزیرزادی چلو سب کام بن پڑیگا یہ شکل خواجہ سرا ہون تم میرے اشارہ
پر لوح پر جانا جسطرح ہو سکے لوح کو لے لینا اگر لوح لی اور انکے گلے مین پہنادی مین تو
لیکر نکلونگی شاہزادہ نعرہ کرکے اِس مقام پر لڑے لوحداران کو قتل کری پھر آگے جیسا
حکم دی وہ بجا لائے شبرنگ نے کہا مین ابھی آپکی وزیرزادی کی شکل بنون اور
شاہزادے کو خواجہ سرا بناؤن مگر تصویر دیکھو ملکہ نے کہا کہ تصویرین دیتی ہون یہ کہکر تصویرین
دین شبرنگ نے دیکھا کہ ایک تصویر ناظر کی ایک وزیرزادی کی لیکن ناظر نوجوان شکیل

گھبرائے آنکھین کھولدین اندھیرے کو دیکھکر پھر بند کرلین یکایک دریای رحمت الٰہی جوش مین آیا
مقام پر دیوار مین روزن پیدا ہوا روزن بڑھتے بڑھتے مثل دروازی کے ہوا ایک نازنین ما
دریاے جواہر مین غوطہ ماری ہوے مگر چوکنا چہار جانب دیکھتی ہوئی کہ کوئی آنہ جائے قریب نور
کے آکر کہا کہ ای شہریار افسوس ہماری کہنے کو خیال نہ کیا انجر کو اس بلا مین پھنسایا شعلہ رخسا
مکتوب پہلے ہی لے لیا ایسا آپ کو باتونین مبہوت کیا کہ آپ نے مکتوب کو خیال بھی نہ فرمایا جب
بسجلی تب آپکو مکتوب کا خیال آیا مکتوب خدمت مین بادشاہ کی پہونچا بادشاہ نے اسکو بحفاظ
رکھا ہے شعلہ خیز نے جو اپکے قید ہونے کا حال بیان کیا بادشاہ بہت خوش ہوے شعلہ خیز کو انعا
اکرام ملا آپکو برای تلاش لوح لیے چلتی ہون مگر مقام ربط وضبط ہے ماکہ لوحدار ان بعد ایک مہینے
جلسہ کرتی ہین سب شہزادیان وہان جمع ہوتی ہین آپکو اپنی وزیرزادی کی صورت بنا کرلے چلون
نورالدہر نے فرمایا کہ ای شہنشاہ اقلیم خوبی و ای سرو باغ محبوبی اس قدر شفقت کا کیا باعث ہے
نام نامی و اسم گرامی کیا ہے یہ سنکر اس معشوقۂ خوبرو نے آنکھونسے اشک حسرت ٹپکائے ایک دریا تھ
آنکھونسے جاری ہوا کہا اے شہریار ملکہ ہمائے جوہر پوش میرا لقب ہے طاؤس زرین پوش کی
ہون کاؤس اورنگ نشین کہ جو اس طلسم کا بادشاہ ہے وہ اسکا بڑا بھائی تھا انکے سامنے اسکی
مجال تھی کہ تخت پر بیٹھتا اس مکار نے زہر دلوا کر میرے باپ کو مارا مین فنون سحر و ساحری مین ط
شہرۂ آفاق ہو چکی تھی جب یہ بادشاہ ہوا مجکو حکم دیا کہ شہر طلسم مین چلکر بسو جا بجا مجکو کام پر بھیجا کرتے
جس روز کہ آپ نے طلسم مین آنیکا ارادہ کیا مجھ بدنصیب کو حکم ہوا کہ تم جاکر مرحلے کو قائم کرو مین
آپ نے وہ راستہ ہی چھوڑا اور راستے سے آنیکا ارادہ کیا راہ قدیم طلسم چھوٹی ایک اور راستے
سے آگئے مین نے جب آتش سحر سے مقامات روشن کیے جمال جہان آرا دیکھکر قلب الٹ پلٹ ہوگ
چاہتی تھی کہ آپ مکتوب سے کام کرین آپ نے نہ ملاحظہ کیا خیر اب تو تشریف لیچلیے شاہزادے نے ف
بسم اللہ چلو مگر ای ملکہ بیقرار نہ ہو یہ مجھے بہت شاق ہے کہ مین عورت کی شکل بنکر چلون انشاء
لوح حاصل ہوگی اگر یہان یہ کیفیت نہ ہوئی اور لوح نہ ملی تو کیسی خرابی ہوگی مگر خدای بزرگ سے
ملکہ نے ایک تخت بنایا اسپر نورالدہر کو بٹھایا کسی کی نہین بنایا تخت کو اڑاتی ہوئی چلین را
مین سمجھاتی جاتی ہین کہ ای شہریار آج مکان پر لوحدار دن کے سب شاہزادیان جمع ہونگی بہت

ہاہے کہ یارو اب کیا کرین مکتوب طلسم کشا کو ملگیا جادوگر مارے گئے ایسا نہ ہو کہ لوح اسکو ملجاے
ام شعلہ خیز پر فساد پڑیگا یہ ذکر تھا کہ شعلہ خیز آکے پہونچی مکتوب پیش کیا کہا کہ اے شہریار مکتوب
نے لیا جام پلاتی تھی کہ کوئی درانداز شریک ہو گیا آواز دی خبردار شراب نہ پینا
ت یہ تھی کہ مکتوب مین پہلے ہی سے جلی تھی طلسم کشانے کمر ٹٹولی مکتوب نہ پایا شراب پھینک کر پری
ن چلے تھے کہ مین نکل بھاگی لیکن سحر کرکے چلی آئی بارہ دری سے وہ نکل سکتے گویا اسمین بند ہو کر
وس نے کہا پھر کیا گھبراہٹ ہے بے آب و دانہ ہلاک ہو جائینگے یہ کہہ کے مکتوب شعلہ خیز سے لیا
منے صندوق رکھا تھا اسمین مکتوب رکھدیا باطمینان بیٹھا شعلہ خیز سے کہا کہ تم دو چار دن
ین رہو باغین نہ جاؤ یقین ہے طلسم کشا ہلاک ہو جائیگا شعلہ خیز ایک بارہ دری مین جا کر بیٹھی
شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان اُس مکان تنگ و تار مین مجبور و ناچار آب و دانہ
اتھلکے درد مند خیال مین ہے کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے زندہ نکلنا یہان سے دشوار ہے دن بھر
ی سوچ مین گذرا دیوار دن سے سر ٹکراتے ہین انتہا کی گھبراتے ہین یہی سوچ ہے کہ اے نورالدہر
یسے یہان سے نکاسی کیونکر ہو معلوم ہوتا ہے کہ قضا لیکر یہان آئی تھی بلک بلک کر دعا مانگتے نظم

ک ملک زمین و آسمان
ح فرمان ہمہ و در زبان
فرمایان غلامان حضور
ست بر رکے زمین گوہر فشان

خالقِ خلق و خداوند جہان
جن و انسان دام و دد وحش و طیور
بندۂ فرمان ہمیشہ بندگان
خانہ دار خانۂ عالم خداست

مہر و مہ حلقہ بگوشش بندگی
ہر زمان بنہادہ سر بر آستان
از فلک ہر وقت ابر رحمتش
حق مکان ندارست اندر ہر مکان

ن بھر شاہزادہ مثل طائر نو گرفتار کے تڑپا دہ وقت آیا کہ شہنشاہ زرین پوش کو شکست فاش ہوئی
ج ضیا و شعاع لیکر بھاگا قلعۂ مغرب مین جا کر محصور ہوا شہنشاہ ماہتاب ان بجمعیت فوج ثوابت و
رگان سپہر نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا شاہزادہ اندھیرے مین سر ٹکرانے لگا بلک بلک کے
گاہِ بے نیاز مین عرض کرتا ہے کہ یہ مقام نہایت تنگ و تاریک ہے کاشکے وہ ملعونہ آئے اور ہمکو
و گرفتار کرکے لیجائے تا قید حیات اس قید سے نجات نہ ہوگی جب طائر روح قفس جسم خاکی
چھوٹیگا تب ہم بھی نجات پائینگے پس تڑپ تڑپ کر اسی مقام پر مر جائینگے امان نہ پائینگے شاہزادہ
ابی مین دعائین کرتے کرتے فرش خاک پر گرا بیہوش ہو گیا آنکھین بند ہوش و حواس باختہ کبھی

نور الدہر نے جو رعنائی و زیبائی باغ کی دیکھی حیران تھے کہ شعلہ خیز کو کہان تلاش کرین یہان
دحیوان کا نام بھی نہین اس سوچ مین تھے کہ طرف سے بارہ دری کی کچھ غور تو نکی آواز آئی سرا
دیکھا کہ چند نازنینان ماہ پیکر قمر منظر خورشید تمثال مہر جلال آسمان خوبی کی ماہ کمال اُسمین سے ایک
نے جو سب کے آگے تھی بڑھکر نور الدہر کو سلام کیا شل ہلال شب اول خم ہوئی دست بستہ عرض کی
آپ نے کنیز کو سرفراز کیا طائر جادو جسکو آپ نے مارا اسی نے مجکو قید کیا تھا ان سب کنیزون سے
مین نے جو آپ کا ذکر کیا اعتقاد مذہب کا ذکر آیا بس مجکو قید کر لیا جب آپ نے طائر جادو کو
رہائی پائی مین کنیز ہون آپکو شاہ طلسم تک پہونچا دونگی ورنہ راہ مین بڑی بڑی مشکلین بڑی
لوح آپکو نہین ملی جب آپ تلاش لوح مین جائینگے بڑی بڑی جفائین اٹھائینگے یہ کہکر ہاتھ
ہاتھ ڈالدیا طرف بارہ دری کے لیچلی نور الدہر سراپا کو اُسکے دیکھتے ہین حیران جمال محو دیدار
وہ بہ ناز و کرشمہ باتین کر رہی ہے بارہ دری مین شاہزادی کو لائی کنیزون سے کہا ارے کمبختو
تشریف لائے ہین انکی خاطر و مدارات کرو شراب و کباب کا چرچا ہو کنیزون نے دوڑ کر ڈالیان
کی گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی سامنے لاکر چن دین اس نازنین نے جام لبریز کیا اپنے
پر رکھکر سامنے نور الدہر کے پیشکش کیا عرض کی اسکو نوش فرمایئے کنیز کی آبرو بڑھایئے پھر
آپ سے حال طلسم بیان کرونگی تا بہ بادشاہ طلسم پہونچا دونگی نور الدہر نے جام ہاتھ سے لیا
شعبدہ باز نے کچھ گلابیان کچھ ڈالیان میوہ جات کی قریب کھینچین کبھی پہلو سے لگکر بیٹھی آخر
مکتوب کمر سے نکال لیا نور الدہر نے جب جام ہاتھ سے لیا چاہا نوش کرین وہ ہی عندلیب زر
نخل پر ظاہر ہوئی زمزمہ سرائی کرنے لگی اُس زمزمہ سرائی مین یہ آواز تھی افسوس صد ہزار
استاد یا س ہوا در اُس سے ملاقات نہ کری برائے خدا مکتوب ملاحظہ فرمایئے نور الدہر نے کمر مین
ڈالا کمر مین مکتوب نہ پایا نور الدہر گھبرا گئے جام شراب کو پھینکا وہ نازنین تڑپ کر بھاگی پکا
دی کہ منم شعلہ خیز جادو مکتوب لے لیا اب کہان جاؤگے نور الدہر نے چاہا کہ بارہ دری
نکلون دیکھا چہار جانب دیوارین بلند ہین نکلنے کا راستہ نہین ہاتھ پاؤن مین قوت نہین آ
بخوبی بصارت نہین حیران ہو کر اسی مقام پر بیٹھے شعلہ خیز جو بھاگی سیدھی خدمت مین با
طلسم کے پہونچی کاؤس اورنگ نشین تخت پر بیٹھا ہے وزرا و امرا سب پریشان سب بے

یا یا دیکھا خاک اڑ رہی ہر نخل جلا ہوا ہر تپے کفِ افسوس مل رہے ہین ہوائے گرم چل رہی ہی ہر
ج نخل جل رہی ہی نورالدہر پریشان جو مجھو کا ہوای گرم کا چلا معلوم ہوا کہ چہرہ پھنک گیا یقین
آبلے پڑ جائین گرمی بیابان کی دیکھکر نورالدہر گھبرائی اُسی پریشانی مین مکتوب کو دیکھا نوشتہ پایا
ب اسم کو پڑھو گرمی نہ معلوم ہوگی پہلوی صحرائی ہو لخیز مین باغ شعلہ خیز جادو ہی وہان جاکر اسکو
عجیب ابھی گرمی موقوف نورالدہر اسم پڑھتے ہوی طرف اُس باغ کر چلے تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ دیکھا
تازہ باغ کا مثل اغوش عاشق کھلا ہی جو نشان کہ مین لکھو دیکھے تھے وہ نشان پائے بسم اللہ کہہ کر
مین داخل ہوی دیکھا کہ گلہای رنگ رنگا و شگوفہای بوقلمون و چمنہای طولانی سرسبز و شاداب
ان چمن اکڑ رہے ہین نرگس شہلا کی دیدہ بازی سوسن صدزبان کی غمازی موتیا رشک مروارید
غنچہ ہای ناشگفتہ یا طفلان غنچہ کہون دہن معدوم معشوق سے مثال و دن پھولون عارض انور
ب مطلوب کہون صبا نشۂ بادۂ محبت سے لڑکھڑاتی ہے ہر مینای شجر سے سر ٹکراتی ہے ہر گل کا
شراب شبنم سے معمور کیفیت استظار مین عجب سرور زمزمہ سرا تمام جانور خبکل گلہای رنگا رنگ و
رنگ اُنکے پر خوشنما پہلوے گل مین پھول پھول کر بیٹھے ہین زمزمہ سرائی کر رہی ہین نظم

کر سوے گلشن جو باغبان نگاہ　　عجب نہین گل و نسرین بنے گلے کا ہار
ب نہین جو اُسی دم وہ ہوئے زمزمہ سنج　　شبیہ مرغ چمن گر کشند بر دیوار
ے قوت بالیدگی یہ بخشی ہے　　کہ نخل کیشبہ پہونچے ہی تا سر دیوار
و دیکھ کے دیکھین اگر بدن اپنا　　نظر پرین پر طاؤس کے سے نقش و نگار
رہا ہے جو گلشن تمام خوشبو سے　　یہ غنچے شاخ پہ ہین یا کہ نافہ ہاے تتار
ب شگوفہ نے اپنا ہے عطردان کھولا　　شمیم گل ہے دو دوش نسیم پر انبار
نہر مین ملبی آئنے کی خاصیت　　تو دیکھتے ہین جوانان باغ اپنا عذار
خود نہین پھرتا ہے سرو گلشن مین　　پر اُسکا عکس تو آب روا نہین ہے سیار
ہی لالہ کہین جعفری کہین گل سرخ　　لباس پر گل سوسن کی بھی ہے طرفہ بہار
ثمرے درختون کو دیکھکر سرسبز　　کہے ہے پنجۂ دست دعا اٹھاکے چنار
لے ثمر ہون مجھے بھی ثمر عطا کیجو　　الٰہی حرمت فیض ہوا و فصل بہار

خاک جنت مین لگیگا بعد مردن دل مرا
اسمین ہی داغ فراق ای صبح اسمین آفتاب
دل ہی ہے کادش اُسی تو دُنسی ہے اسکو خلش
جانور اُسپر ہے عاشق اسیہ عاشق آدمی
ہو زمین خون اسکی دیکھے سی تو اسکی ضرب سے
گرچہ دونون خاک پہ غلطان ہین لیکن فرق ہی
ناتراشیدہ ہی وہ اور یہ ہی سانچے مین ڈھلا
باعث ایمان ہی وہ غارت گر ایمان یہ ہی

ناز غلمان اور ہی انداز انسان اور
یہ گریبان اور ہی تیرا گریبان اور
خار مژگان اور ہی خار مغیلان اور
سرو بستان اور ہی سرو چراغان اور
جسم عریان اور ہی شمشیر عریان اور
سنبلستان اور ہی زلف پریشان اور
شاخ مرجان اور ہی دست حسینان اور
نظم قرآن اور ہی رخسار جانان اور

یہ زمزمہ سرائی جو طائر نے کی نورالدہر اسکی جانب متوجہ ہوے دلکو لطف ملا چاہتے ہین کہ اسیطرح زمزمہ سرائی کیے جائے ہاتھ پانو نہین رعشہ قلب کو پریشانی آئینہ رخسار پر حیرانی ٹھنڈھی سانسین بھرتی ہین کبھی بیٹھ جاتی ہین کبھی اٹھ بیٹھتے ہین دل چاہتا ہی طائر کی آواز بگوش ہوش اسی کی صدا پر توجہ کردن کہ پہلوسے آواز آئی کہ ای طلسم کشا وای جوان یکتا بس طلسم کشائی اُستاد تو تمھارے پاس موجود ہی مکتوب کو نہین دیکھتے کہ سب حال واضح ہو اب جیسے کوئی سوتے جاگتا ہی نورالدہر کو خیال آیا کہ مکتوب کو کیون نہ ملاحظہ کیا شاید کسی دوست نے آواز دی جب صدای طائر سی مبہوت ہوتے تھے ایک درخت کلان پر دیکھا کہ ایک عندلیب خوشنواز زرین بال دیکر غائب ہو گئی اُن طائرون نے اسکی جانب دیکھا آپسمین چاؤن چاؤن کرنے لگے کچھ روز حیران حیران دیکھ رہی ہین نورالدہر نے بموجب آواز دینے عندلیب زرین بال کے مکتوب فرمایا نوشتہ پایا کہ یہ طائر کلان جو زمزمہ سرائی کر رہا ہی اسکے سینے پر ایک خال سیاہ ہی اگر قادر ہو تو خال سیاہ پر تیر مارو اگر اور مقام پر پڑا مکتوب قبضے سے نکل جائیگا گرفتار ہو جاؤگے احتیاط نورالدہر نے اسم حاشیہ ورد کیا قربان سے کمان اور ترکش سے تیر یازدہ مشتی زرنگ خدنگ سفید زمرد پیکان عقاب پر بجر کمان مین پیوست کرکے مارا تیر دل دوز مقام مذکور پر جاکر پڑا تو پار ہو گذرا بجاے خون اُس طائر کے جسم سے شعلہ ہاے آتش نکلے سب طائر جلنے لگے صدائے آئی آواز آئی کہ کشتی مرا نام من طائر شعلہ خیز بود نورالدہر نے اپنے کو ایک صحرا

س اسی مین خیر ہے کہ پلٹ چلیے نور الدہر نے حکم دیا کہ عبادت خانہ درست کرو عبادت خانہ مین
ہوئی بوقت شب حکیم صاحب انکے خواب مین آئی فرمایا ای شاہزادی یہ جوار اد و نسخ طلسم کیا ہی
الله ایسا ہی ہو گا بخضوع وخشوع عبادت کی بزرگان دین سی ہدایت ملی ایک مکتوب بھی
اب ہوا کہ جبتک لوح نہ ملے اسکی تحریر پہ کام کرنا بوقت سحر نور الدہر عبادت خانہ سی باہر آئے
سی کہا کہ تم اسی مقام پر ٹھہرو ہم طلسم مین جاتے ہین طماس نے کہا کہ مین بھی ساتھ چلون گا
الدہر نے کہا کہ طلسم مین دو شخص نہین جاتے ہم اکیلے جاینگے طماس نے کہا کہ اپنی مین بان دونگا
الدہر ناچار ہو وی مکتوب کو دیکھا مضمون اسکا یہ ہی کہ اسم حاشیہ پڑھتے ہوئے قریب دریا جاؤ
نہنگ سر نکالے گا جب وہ منہ کھولے دہن مین اسکے پھاند پڑو مقام مقصد پر پہونچو گی نور الدہر
طماس و شبرنگ پیچھے پیچھے جب دریا کے قریب آئی دریا مین تہلکہ ہوا پانی نے جوش مارا دس
ن دریا سے نکلین ایک مچھلی شبرنگ کو اٹھالے گئی ایک مچھلی طماس پر گری ہرچند کہ طماس
یا اپنے کو بچاؤن نہ بچ سکا مچھلی اٹھالے گئی اسکی ماہیت سی کوئی آگاہ نہین ہوا نور الدہر
دریا کے آئی اسم پڑھا نہنگ پیدا ہوا اسکے دہن مین نور الدہر پھاند پڑے انجم تاجدار
رو یا کہ اسنے دل سے اطاعت کی تھی نور الدہر کی جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک صحرای ہولناک مین پایا
الدہر حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہے کہ ایکطرف سی آواز آئی کہ او طلسم کشا تجھ قضالے کر آئی ہے
ادی نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک دیو وار بلاتا ہوا قریب آگیا ہاتھ وار کا مارا نور الدہر نے وار کو قلم کیا
ہاتھ تلوار کا دیو کو مارا دیو کے دو ٹکڑی ہوئے آندھی سیاہ اٹھی آواز آئی کشتی مرا نام مین
یت جادو بود نور الدہر نے اپنے کو دوسرے جنگل مین پایا ایک نخل پر ہزارہا طایر بیٹھے ہوی
سرائی کر رہی ہین ایک طائر کلان تڑپ کر شاخ نخل پر بیٹھا یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا

جانان اور ہی چشم غزالان اور ہے	وضع انسان اور ہے ترکیب حیوان اور ہر
ن ابن سی بھٹے اسکے جگر ہو چاک چاک	ماہ تابان اور ہر رخسار تابان اور ہے
ل مت سمجھ گلگشت ای نازک مزاج	باغ و بستان اور ہے کنج شہیدان اور ہی
یوسف دل ن گرا تھا یان گر پڑی دلہای خلق	چاہ کنعان اور ہی چاہ زنخدان اور ہے
ن اسپر ہنستی ہی روتا ہے اسیر اک جہان	ابر باران اور ہے یہ چشم گریان اور ہی

ہمای اوج رفعت شاہباز عرصہ مردی
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز ہمیش
زطفلی بجرأت ہنر داشتم
ظفر بر یلان عرب یافتم

دیگر

کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوا
عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان
لقارا بیکدست بر داشت
شہ نوجوانان لقب یافت

طہماس نے نعرہ کیا لشکر کفار پر جا پڑے تلوار چلنے لگی ایرج نے جو نعرۂ نور الدہر کی سنی شرم سے عرق عرق ہو گئے کہا کہ ای شاپور کشتی گیرزادہ آگیا بڑے شرم کی بات ہے کہ قید سے چھڑائے آفتاب بھی فوج کو لیکر پہونچا لڑتا ہوا طرف ایرج کے چلا یہ بندھے ہو ہین اس بلا کو دفع کرتے ہوے لڑتے بھڑتے آتے ہین لیکن ایرج نے کہا آفتاب نے بڑا غضب کیا ضرورت تھی کہ کشتی گیرزادے کو اطلاع کی آفتاب طرف انجم کے جاتا ہے منظور یہ ہے کہ آقا کو ایک سپاہی نے بڑھکر ایرج پر ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے ہتھکڑی کو اٹھا دیا ہتھکڑی کٹی ایر نے قید کو توڑا شاپور کو بھی رہا کیا لڑائی ہونے لگی اپنا مرکب بھی لیا اُسپر سوار ہو دے لڑتے قریب آفتاب گئے آئے اُسنے جھکر سلام کیا کہا کہ حضور چلین اب یہان رہنا مناسب نہین ایرج گھوڑا بڑھایا یہ نامرد نور الدہر سے لڑ رہے ہین ایرج اور انجم سے مقابلہ پڑا ایرج نے زخمی کیا گھوڑے بڑھا کر نکل گئے نور الدہر لڑتے بھڑتے آتے ہین پشت پر طہماس ایسا جوان مجمع کو منتشر کرتا ہوا مگر نور الدہر نے اپنے کو قریب انجم کے پہونچایا تلوار اسکی چھین لی ہاتھ کا مارا کہ زخم سر اُسکا چوپارہ ہوا چاہا کہ کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لون اُس نے آواز دی کہ مین آ غلام ہون کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا حیران جمال و محو دیدار تھا حیران ہے کہ کیا جا و شوکت کا آدمی ہے کیا صورت زیبا ہے یہ جوان جرأت مین یکتا ہے شب کو سب حال شاہزادی کہ مہتاب طلسم مین قید ہے اسوجہ مین نے ایرج کو بھی پکڑ لیا تھا مین حضور کی اطاعت کرتا ہون فوج منع کیا بارگاہ استاد کرائی نور الدہر کو لے کر بارگاہ مین آیا طلسم پر چلنے کا اقرار کیا ایک دن اسی صحرا مین رہے انجم نور الدہر کو ساتھ لیکر طرف طلسم کے چلا دور سے دکھا دیا نور ال قریب صحرائے طلسم کے پہونچے دور سے دیکھا کہ ایک طرف دریا ایک طرف صحرا ایکطرف کچھ درخ نور الدہر نے چاہا کہ صحرائے طلسم مین جاوٗن شبرنگ نے دامن تھام لیا اور کہا کہ ای شہریار یہ طریقہ

شہریار کے والد نامدار جد عالی تبار رستم ذی وقار اور پہلوانان نامی و سرداران گرامی دہان
دہین باسانی رہا کرینگے اِس رائے کو سب نے پسند کیا آفتاب بنیش بائیس ہزار نوجوان کو لیکر دوسرے
سے طرف لشکر صاحبقران کے چلا جبدن سے ایرج نوجوان غائب ہوئے شاہزادہ نورالدہر
ب سے فرماتے ہین کہ ایرج نے جاکر آفت برپا کی ہوگی ایسا نہ ہو کہ مخمور کو رہا کرلے عمر بھر طعن
ج کرے گا لشکر مین رہنا مشکل ہوگا شبرنگ نے کہا کہ بسم اللہ تشریف لیچلیے حسب ارشاد فیض بنیاد خواجہ
کان وہ اگر واسطے فتاحی طلسم کا دُسیہ جائینگے صدمۂ عظیم اٹھائینگے شب تو بہ صلاح ہوئی صبح یہ
شیہ صاحبقران نامور پشت مرکب پریوش پر سوار ہوئے صرف عیار کو ساتھ لیا سرداروں نے پوچھا
ن جانے کا ارادہ ہے فرمایا کنارے پر لشکر کے شکار کھیلین گے شبرنگ نے رکاب پر ہاتھ رکھا
ی پر مرکب ڈالا پشت سے آواز آئی کہ اے آقائے نامدار و اے مولائے قدرشناس یہ غلام
حاضر ہوتا ہے نورالدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ ہمارا عاشق صادق و یار موافق ہزبر بیشۂ کلنگا ن
ب ساطور گران صف شکن وصفدر طہماس بن عنقویل دیو بردار مادۂ کرگدن کو بڑھائے ہوئے
وآتا ہے کہ غلام تو ہمزاد ہے جہان حضور جائینگے وہین مین بھی چلونگا نورالدہر نے مرکب
لیا طہماس قریب آیا کہا آقا چلیے مین قصد سے حضور کے واقف ہون ہمراہ چلونگا اب
لدہر و طہماس و شبرنگ ہمراہ چلے کنارے تک لشکر کے دیکھتے بھالتے آئے اب مرکب کو
یا طہماس ساتھ ہے کوئی تین کوس یا چار کوس نکلے تھے کہ ایک آہو ملا دور جا کے اُسے شکار کیا
نخل کے مین ٹھہرے اُسکے کباب درست کرنے لگے شبرنگ سب کام کرتا جاتا ہے کہ صحرا سے گرد
ی دیکھا کہ گینڈے پر ایک پہلوان پشت پر تیس ہزار جوان اسیطرف آتا ہے نورالدہر کو دیکھکر
ی سے اُترا آکر سلام کیا عرض کی کہ حضور کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہے شبرنگ نے بتایا
ادہ جوان رونے لگا کہا کہ اے شہریار آفتاب تیغ زن میرا نام ہے غلام ایرج نوجوان
نے بکرا انکو گرفتار کیا لیے ہوئے آتا ہے پاس لقا کی لے جائیگا نورالدہر نے کہا کہ کیا مجال اُٹھکر
ڈی پر سوار ہوئی طہماس پیچھے پیچھے گھوڑے کو ٹھہرایا دس کوس آکر ٹھہرے دیکھا کہ حقیقت مین
ج و شاپور مسلسل و مطوق ایک ارابے پر انجم اختر شناس ڈیڑھ لاکھ فوج سے آتا ہے نورالدہر
ذرا ٹہکر نعرہ کیا نعرۂ نورالدہر

دگرگون ہے ہر آن وضع محبت	کبھی غیر مین ہون کبھی یار مین ہون
کہا حضرت دردنے خوب ناسخ	کہ زلف بتان کا گرفتار مین ہون

اس پریشانی مین ملکہ ٹہل رہی ہین دلکو آرام نہین آتا جو کنیز خبر کو گئی تھی وہ دوڑی ہوئی آ
کہ حضور غضب ہوا آپ کے باپ نے دونون کو گرفتار کرلیا اب آپکی گرفتاری کو آتے ہین ملکہ یہ
رونے لگی کہا کیون صاحبو اب مین کیا کرون اگر باپ لیجائیگا قتل کریگا دیکھیے تقدیر کیا دکھائے
کہا کہ حضور جو کچھ کیجیے جلد کیجیے وہ آتے ہی گھس پڑینگے بڑی بے ادبی کرینگے ملکہ نے کہا کہ صاحبو
اپنی جان و آبرو کے خوف سے طرف صحرا کے نکل جاؤن شاید پھرتے پھراتے اُنکے لشکر مین پہونچون اُ
جانثار عرض کرون اُس شہریار کے بھائی چچا سب شمشیرزن تیغزن ہین سنتے ہی آئینگے میان انجم کو
راستہ نہ ملیگا کنیزین بھاگ گئین گیارہ کنیزین و گل اندام وزیرزادی باقی رہگئین گل اندام نے عر
کہ ہم آپکے ساتھ ہین بسم اللہ سوار ہوجیے ملکہ مادیان عربی پر سوار ہوئین بارہ گھوڑے اور تیار کیے
وہ کنیزین سوار ہوئین کنیزون نے باغین چلتے چلتے آگ لگادی طرف صحرا کے روانہ ہوئین بارہ گھ
پلٹ کر فرمایا توکلت علی اللہ وہ رہبر کامل منزل مقصد پر پہونچائیگا جب ملکہ نکل گئین بعد تھوڑی دیر
انجم آکر پہونچا باغ کو دیکھا جل رہا ہے کنیزین بھاگی جاتی ہین ایک کنیز کو پکڑا اُس سے حال پوچھا اُ
کہ ملکہ نکل گئین چند سوارون کو انجم نے برائے گرفتاری ملکہ روانہ کیا وہ تھوڑی دیر مین واپس آ
حضور کہین پتہ نہین ملتا نہین معلوم کسطرف گئین انجم رنجیدہ و کبیدہ پلٹ کر آیا وزیرون اور مشیرون کو
کہا کہ کیون صاحبو اب کیا صلاح ہے نبیرۂ حمزہ کو قتل کرون سب نے کہا کہ آپ قتل نہ کرین ورنہ غض
جو مسلمان خبر پائیگا لشکرکشی کرکے آئیگا جان بچانا دشوار ہوگا بہتر یہ ہے کہ ان دونون جوانون کو
بھیجیے خدمت خداوند چلیے وہ تدبیر کرکے قتل کرینگے یہ صلاح اسکو پسند آئی ایرج و شاپور کو ار
سوار کیا ڈیڑھ لاکھ فوج سے انجم طرف لقا کے چلا فوج بہت ہی پہلوان بھی بڑے بڑے ساتھ
یہ خبر دہشت اثر آفتاب تیغزن کو پہونچی سب سے صلاح کی کہ کیون یارو اگر تم سب دستگیر
تو اسپر شبخون مارون آقا کو رہا کرون سب نے کہا کہ اسکے ساتھ فوج بہت ہے شبخون سے کچھ نہ ہوگا
خود گرفتار ہوجائینگے ہم آپ سب صاحب خدمت مین صاحبقران کی چلین انسے بیان کرین کہ ا
کو ایرج نوجوان کی لیے ہوے آتا ہے مارکر شاہزادی کو چھین لیجیے وہ قصد کرینگے تو سب کچھ

ت بڑھایا گرز بخیر مین ہاتھ دیکر اُٹھا لیا چاہا کہ زمین پر مار دون انجم نے آواز دی کہ ای شہریار الامان
ا بشرط ایمان انجم نے عرضکی کہ جبتک زندہ ہون غلامی سی گردن تابی نہ کرونگا ایرج نے زمین
دیا انجم نے فوج کو منع کیا خبردار کوئی ہاتھ نہ اُٹھائے بخوشامد و منت ایرج و شاپور کو ساتھ لیکر
رگاہ مین آیا کلیجے مین دھوئین اُٹھ رہی ہین کہ اس ظالم نے میرے خاندا نین دھبا لگایا گھڑی
ری خاطر و مدارت کی ایرج کے خوش کرنے کو یہ کہدیا کہ بیٹی کی شادی آپکے ساتھ کرونگا گل
و جانے بعد تھوڑی دیر کے دو جام شربت کی بھر لایا کہا کہ حضور ہمارے خاندان کا طریقہ ہے کہ نسبت
رتے ہین تو دولہا کو اپنے ہاتھ سے جام شربت پلاتے ہین شاپور کے ساتھ گل اندام کو منسوب کیا شاپور
وش ہو گیا ایرج نوجوان نے بخوشی جام لیا بدون رد و قدح پیگئے شاپور نے بھی پیا پیتے ہی
گردش ہوئی شاپور نے عرضکی کہ ای شہریار بیہوشی ہمکو اور آپکو دی گئی ہے بڑا دھوکا کھایا گھبرا
ٹھو بیہوشی کام کر چکی تھی لڑکھڑا کے دونون گر پڑے انجم نے حکم کیا کہ آہنگرون کو بلاؤ دونون کو
ل اور مطوق کیا تیز رو نے کہا کہ پہلے چلکر اُس گیسو بریدہ کو قتل کرون انکی تدبیر تو ہو جائیگی یہ کہکر دس ہزار
سوار ساتھ لیے برای قتل ملکہ شہبانو چلا یہان ملکہ بعد جانے ایرج کے نہایت پریشان تھین کہ
تھین کہ صاحبو شاہزادے نے غضب کیا اُسکے ساتھ دربار مین چلے گئے ایسا نہ ہو کہ وہ مکر
ش آ ڈ ایک کنیز سے کہا کہ بڑھ کر خبر تو لے کہ وہان کیا گذری کیا کہکر دل کو سمجھاؤن نظم

وہ بیزار مجھسے ہو ازار مین ہون ۔ وہ میخوار غیر و نہین ہے خوار مین ہون
نہین عشق سی زرد اور زار مین ہون ۔ اگر ہے وہ یوسف خریدار مین ہون
ہوئی جمع بیدردی و دردمندی ۔ دل آزار وہ ہے تو بیمار مین ہون
اُسے ہی عداوت مجھے ہی محبت- ۔ جو خونخوار وہ ہے تو غمخوار مین ہون
وہ ہی سرو قد طوق سی مین ہون قمری ۔ وآزار ہے تو گرفتار مین ہون
کسی کے مٹائے سے مٹتا ہے کوئی ۔ ترے کوچے مین نقش دیوار مین ہون
وہ کرتا ہے باتین مین کرتا ہون آہین ۔ گہربار وہ ہے شرربار مین ہون-
یہ غم ہے نہ کردے جدا کوئی گلچین- ۔ وہ گل باغ عالم مین ہے خار مین ہون
وہ ہی بولتا ہے جو مین بولتا ہون ۔ اگر ہی وہ بلبل تو منقار مین ہون-

کیا کیا رہی نشیب و فراز نطفہ مگر ثابت یہی ہوا کہ دہان دکمر نہین

آنکھون سے آنسو جاری ڈوپٹہ ڈھلکا ہوا یا بچے ہاتھ چھوڑے ہوے ایرج نوجوان نے گھوڑا با
فوج کو دیکھکر نعرہ کیا کہ باشید اے کافران بہیا و اے نابکاران بر دغا ہر کہ داند و اند دہر کہ

بشاید نعرهٔ ایرج نوجوان	ملک ایرج آن آفتاب منیر	کہ صاحبقرانیم وآفاق گیر
اگر تیغ کین برکشم از غلاف	تزلزل فتد در میان مصاف	منم شیر دل صف شکن پہلوا

ہزبر دمان ایرج نوجوان انجم نے فوج کو اشارہ کیا تلوار چلنے لگی ملکہ کوٹھے پر سے دیکھ
ہین کوئی بہیا منہ پر نہین چڑھتا دو دو سو نیزہ و تلوار مار کر بھاگتے ہین جہان کسی نے پشت سے وا
ملکہ نے کلیجہ پر ہاتھ رکھ لیا کہا کہ اے گل اندام خدا سے دعا کرو اس حربے اس شیر کو بچائے بھ
نامردے پشت پر سے آکر وار کیا ہے ایرج نے خالی دیکر قبضہ مارا کہ اس بہیا کا سر پھٹ گیا ملکہ ا
بڑہین کہا کہ کیون ای گل اندام تونے اس جرأت کو دیکھا ماشاء اللہ کس لطف سے اپنے کو بچا یا حملہ
مارا اگر چہار جانب سے فوج کا بلوہ ہے کس کس کو روکین کس کسکو تو کین ہر طرف سے صدہا وار پڑ رہے
تیر پیغام قضا لیکر آتے ہین ایرج نوجوان حملہ کر رہے ہین طائران تیر کے کٹتے ہین کئی تیر اور نیز
جسم اطہر پر پڑے فوارے خون کے بلند ہین ملکہ فوارہ خون کا جب دیکھتی ہین دل ہلجاتا ہے بے اخ
پکار اٹھتی ہین ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اس مشکل کو آسان کر ہم گنہگارون پہ احسان

ای خداوند خالق دو جہان	بانی خانۂ وزمین وزمان	بے شک وریب در حکومت
دور گردون وگردش دوران	پرتو افگن ز نور تو گشتند	مہر رخشندہ و مہ تا
ہمہ مخلوق تست ای خلاق	جن و دیو و ملائک و انسان	خامہ وصف تو ہرچہ بنو
ہست لاریب مہر تو شایان	توئی خلاق و قادر و قیوم	توئی رزاق راحم و رحما
ختم بر ذات تست ای باری	حرمت وقدر و فخر و عزت ذیشان	نیک و بد را تو میدہی روز
برہمہ خلق میکنی احسان	بہ تن ناتوان توان تو دہی	تو بہ بخشی بجسم بے جان
قطرۂ آب را گہر سازی	نطفہ را صورت بشر سازی	بیقرار ہو کر جو ملکہ نے دعا

شاہزادہ لڑتا بھڑتا قریب انجم کے پہونچا للکارا کہ اونامرد مردان عالم کے پاپوش کی گرد یہ د
کیا انجم نے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے بار ڈھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر پھینکدی دست

ہون انجم نے کہا کہ ای تیزرو مفصل حال تو بیان کر تیزرو نے کہا کہ حضور سوار ہون راہ مین کیفیت
ن کرونگا مقدمہ اسی لائق ہے کہ چارون قتل کیے جائین انجم سوار ہوا فوج مین قرنا ہوئی سب فوج
ہو کر حاضر ہو گئی کیدان اور رسالدار عرض کر رہے ہین کہ آخر کسپر لشکرکشی ہے دھوئین اُڑا دین
شاہ کا حکم ہو رستم و اسفندیار سے مقابلہ کرین انجم نے راہ مین کہا کہ ای تیزرو اب تو مفصل بیان
تیزرو نے سب حال مفصل بیان کیا کہا حضور اس گیسو بریدہ ننگ خاندان نے کچھ آپکی آبرو کا خیال
یہ آگ بی گل اندام نے لگائی عیار کو پہلو مین لیکر بیٹھی ہین یہ سنکر انجم بھی آگ ہو گیا کہا
ے تیزرو نبیرۂ حمزہ کو قضا لے کر یہان آئی ہے اسطور سے قتل کرون کہ اہیان دریا و مرغان
انکے حال پر روئین اور مجبور رحم نہ آئے فوج سے پلٹ کر کہا کہ باغ شہباز کو چہار جانب سے گھیر لو
نکلکر جانے نہ پائی کل فوج نے چہار جانب سے باغ کو گھیرا کہ ایک کنیز نے کہا داری کرنا کے کی سپاہ
ب کی کیسی آواز آتی ہے یہ کہکر کوٹھے پر چڑھ گئی وہانسے ہانپتی کانپتی ہوئی آئی کہ اے شہریار
تب ہوا کہ انجم کو خبر ہو گئی ڈیڑھ لاکھ فوج نے باغ کو گھیرا ہے شاپور نے کہا کہ آقا آپ
مقابلہ کرین مین چھپ چھپا کر نکل جاؤن فوج سرکاری کو لاؤن ایرج نے کہا کہ کچھ ضرورت
ن کوئی مرکب تیار کرو ایک مرکب بادشاہ نے بیٹی کو دیا تھا شبرنگ تیزرو دریائی اُسکا
تھا سا لہا سال سے بندھا رہتا تھا زمین پر ٹاپین مارتا تھا کسی کو اپنے قریب نہین آنے دیتا۔
نے کہا صاحب یہ مرکب خونی ہے اسپر کوئی سوار نہین ہوتا ایرج نے کہا کہ اسپر ہم سوار ہونگے
شاء اللہ انجم سے سمجھنا ہے یہ کہکر اسی مرکب کو تیار کرایا ایرج کو دیکھکر وہ مرکب ہنہنانے بھرنے لگا
ان سے سینہ چاٹتا تھوتھنی قدمون پر رکھی ایرج بسم اللہ کہکر سوار ہوئے کنیزون نے کہا
واری ماشاء اللہ کیا صاحب اقبال ہین یہ گھوڑا ان سے رام ہو گیا منہ قدمون پر ملتا ہے خدا
ن کو مظفر و منصور کرے یہ بلا انکے سر سے دور کرے ایرج دروازے کے باہر نکلے اُسوقت ملکہ کی
قراری و اشکباری کبھی پکارنا کہ اے فلک کجرفتار و اے گردون غدار جسطرح پشت دکھا کر
جاتے ہین اسی طرح پھیر دے زیادہ دیکھون اپنی تقدیر سے یہ امید نہین **نظم**۔

اے بخیہ گر معاف یہ احسان گر نہین	چھپ جائین منہ دکھاکے وہ زخم جگر نہین
گو مژدۂ قبول دعا ہے مگر مجھے	احسان بخت بد سے امید اثر نہین۔

شفقت میری رات کو جو میری آنکھ کھلی دیکھتی ہون پائینتی بیٹھے ہوی پانوُن دبا رہی مین اُٹھ بیٹھی
ڈھکیل دیا یہ قدمون پر گر پڑے یہ سنتا تھا کہ ملکہ کا چہرہ سرخ ہوگیا کہا صاحب سوسن تم کو
ہو مجھسے تمھین کیا مطلب اسکو لیجائیے سوسن تو رونے لگی کہا حضور سراسر دروغ ہی میری حقیقت
ہے کہ میری قدمون پر سر رکھتے ایرج نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا کہا دیوانی تہمت لیتی ہے ایک ہاتھ مار
کہ سر اڑجاے شاپور نے قدمون پر سر رکھدیا چٹکی لی عرض کی کہ غلام کو نہین پہچانا غلام قدیم آپکا
ہے ایرج نے گلے سے لگایا شاپور نے کہا کہ ای ملکہ عالم ملاحظہ فرمائیے مین نے پتہ ٹھیک ٹھیک
اب یاد آیا ملکہ رونے لگین کہا صاحب یہ بداعتدالیان مجکو نہین پسند آتین بی سوسن کو لیجائیے
نے کہا کہ اے ملکۂ عالم کیون پریشان ہوتی ہو یہ سیرا عیار طرار تمھاری کنیز کی شکل بنکر آیا ہے
نے اپنے کو ظاہر کیا ابتو خوشیان ہونے لگین ایرج نے یہ بھی کہا کہ بی گل اندام کو میان شا
نے پسند فرمایا ہے گل اندام نے کہا کہ نوج نگوڑے موش صحرائی کو قبول کرون اپنی صورت
کو تو دیکھے کبھی آئینہ تو میسر نہ ہوا ہوگا چینی مین پیشاب کرکے تو اپنی صورت دیکھی ہوگی اب
خوشی ہونے لگی شاپور نے کہا کہ اقاے نامدار لشکر مین سب پریشان ہین آپ یہان آکر بیٹھ
ایرج نے کہا انشاء اللہ کل لشکر مین چلینگے قضاے کار یہان تو بتکلف جلسہ آراستہ ہے میا
شاپور کا غزلین تھرپان گا نا معشوق رشک غزال کا دام مضمون مین طریقے سے پھنسنا نا گل اند
بچین ہو رہی ہے علم موسیقی مین کمال رکھتی ہے سمجھ سمجھ کے تعریفین کر رہی ہی لیکن تیزرو عیار
انجم تاجدار پھرتا پھرا آتا اسطرف بھی آنکلا گانے کی آواز جو کانین آئی خیال مین آیا کہ دیکھو
باغ مین ملکہ عالم کے کیا چرچا ہے پہلے سوچا کہ یہان جانا کیا ضرور ہے آخر یہی دل مین آیا کہ د
تو لین کیا ہو رہا ہے یہ سوچ کر دیوار باغ پر آیا بنگاہ غور دیکھا کہ ایرج نوجوان پہلو مین شہ
کے بیٹھے ہین شاپور قریب گل اندام مسخرہ پن کر رہے ہین تیزرو جل گیا کہ اس گیسو بریدہ نے غضب
کیا مسلمان کو پہلو مین بٹھایا باپ کی آبرو کا خیال نہ کیا بی گل اندام بھی عیش کر رہی ہین ان
قتل کراؤن یہ سوچ کے بھاگا در دولت انجم اختر شناس پر آیا محلدار سے کہا کہ شاہ کو جا
بیدار کرو عرض کرو کہ تیزرو در دولت پر حاضر ہے محلدار گئی شاہ کو جگا دیا نام عیار کا سنکر
لتا ہوا انجم باہر آیا تیزرو نے کہا کہ حضور سوار ہون کل فوج کو حکم دو ڈیڑھ لاکھ سوار دیدہ ل

...ے جونکا کے مجکو ہنس کر وہ کہنے لگا — بعد مدت آج کیونکر آپ مین آنا ہُوا

...یا ہے غیر کیا سودائی تجھپر اے پری — جو گیا کُتّا ترے کوچے مین دیوانہ ہُوا

...خگرہے چراغ خانہ پنہان خاک مین — بام اپنا پستیٔ طالع سے تہ خانہ ہُوا

...یا تنہا سے فرقت مین چراغ و شمع کا — آگ لگنے سے کبھی روشن سیہ خانہ ہُوا

...ہ اچھے کہین ناسخ برُے انسان سے — شہر سے وحشت ہوئی مانوس ویرانہ ہُوا

...ر نے جو یہ رنگ صحبت دیکھا جی مین کہتا ہے کہ فرزندان صاحبقران کیا صاحب نصیب ہین ... واسطے ہر مقام پر عیش و نشاط موجود ہے ہم تو انکے واسطے مارے مارے پھرتے ہین یہ ... ق پر چہرہ کو لیے پہلو مین بیٹھے ہین دیوار سے اترا ایک کنیز کی شکل بنکر سامنے آیا کہا در اری ... یرا گانا سینے یہ گل اندام وزیرزادی پر عاشق ہوا ہے گل اندام نے کہا کہ کیون سوسن یہ ... ن درازی تو گانا کیا جائے شاپور نے وزیرزادی کے بلائین لین کہا مین صدقے مین قربان ... نے یہ کمال اپنا کبھی ظاہر نہین کیا آج ساعت تو فرمائیے سازندون سے اشارہ کیا ساز درست
ہوے شاپور بشکل سوسن سامنے ملکہ کی تانین مارنے لگا شعر

...ں سودا ہے سواد شب ہجران اپنا — نہ ہوئی صبح ہوا چاک گریبان اپنا

...ن ممکن کہ کوئی خار تعلق چبھ جائے — اپنے دامن کو سمیٹے ہے بیابان اپنا

...گل کیا ہے تو کیا انجمن آرای چمن — کہ نہ اُلجھا کبھی کانٹے سے بھی دامان اپنا

...پردے کو لگا دے نہ کہین نالۂ دل — اے پری رو نہ چھپا چہرۂ تابان اپنا

...لاغر جو نہ ہوتے تو سماتے کیونکر — تنگ ہے خانۂ زنجیر سے زندان اپنا

...ھیا کر ابھی گرتے ہین زمین پر تارے — کیون بدن زیر فلک کرتے ہو عریان اپنا

...جوانی ہی مین ہم مست مئ عشق نہیں — کہ خمستان کے سوا تھا نہ دبستان اپنا

...زنین نہین محفل مین تو کہتا ہو وہ گل — آج ہے بلبل نالان ہے گلستان اپنا

...ق بال پری سے ہے مشابہ ناسخ — کہ پریزادون کے ہے وصف مین دیوان اپنا

...ور نے اِس رنگ سے اِس غزل کو گایا کہ گل اندام بیقرار ہو گئی کہا سوسن تو نے آگ لگا دی تجکو ... کسنے سکھایا شاپور نے کہا کہ یہ جو شاہزادۂ والا قدر بیٹھے ہین سکھوایا انھون نے سکھوایا ردیف انکا

حاضر ہون جو حکم ہو بجا لاؤن گل اندام نے الگ لیجا کر کہا کہ اے برادر خوش آہنگ تم جانتے ہو کہ ملکہ کی وجہ سے ہماری عزت و آبرو ہے اگر انکے دشمنون پر کوئی افتاد پڑی ہمکو کوئی ڈھونڈ کو نہ پوچھیگا نبیرہ صاحبقران شاہزادۂ ایرج نوجوان جو تشریف لائے ہین ہماری ملکہ اُنپر عاشق ہوئین ہو سکتا ہے کہ کسی ترکیب سے اُنکو یہان لے آؤ خوش آہنگ نے کہا کہ مین آج ہی لاتا ہون ہرچند کہ عیار اونکا بہت کامل و اکمل ہے اگر اُسکے ہاتھ سے بچا اور اوسکو غافل پایا تو آج ہی لایا یہ کہکر خوش آہنگ دن ہی سے چلا لشکر ایرج نوجوان مین آیا شاپور کو دیکھتا ہے کہ یہ کہان رہتا ہے بارگاہ ایرج کے مقامات دیکھے شاپور کو دیکھا کہ شام سے جا کر یہ خوش آہنگ ایک گوشے مین آیا نقب کنی شروع کی مہرہ نقب کا توڑا ایرج نوجوان کو بیہوش کرکے لے گیا ملکہ شہباز سے ملاقات ہوئی ایرج بھی معشوق پر عاشق ہوے اسی باغ مین صحبت آرا ہین تیزرو و شاپور براے تلاش نکلے ہین مگر تیزرو عیار طرار و فرار اول تو اسے مہتراتیون سے اقرار نامہ لیا کہ جس گھر مین نیا مہمان ہو ہمکو خبر ہو پہنچانا آپ خود جا بجا دیکھتا پھرتا ہے لیکن شاپور آفتاب تیغ زن کو مطمئن کرکے چلا پھرتا پھراتا اسی باغ کی پشت پر آیا گانے کی آواز سُنی سمجھا کہ کیا عجب ہے جو آقاے نامدار یہان ہون یہ سوچ کر بذریعۂ کمند دیوار پر آیا دیکھا کہ شاہزادۂ والا قدر پہلو مین ایک معشوقہ کو لیے بیٹھے ہین ایک نازنین شعلہ خو خوشرو سامنے ایرج کے بیٹھی گا رہی ہے نظم

وحشیون کو کیا ہے مجھ وحشی سے یارانہ ہوا
تیرے آگے باغبان نے نوچ ڈالے سب چمن
بزم مین خالی نظر آیا جو ساقی کا مقام
آتش رنگِ حنا سے شمع ہین سب انگلیان
زلفِ جانان تنگئی ہے گور مین مار عذاب
صورت اُسکی دیکھتا ہون ہر در و دیوار سے
رندی اپنی پارسائی سے مبدل ہو گئی
پیش غنچہ آتا نہین باہر رواق چشم سے

شیر کا پنجہ براے موے سر شانہ ہوا
باغ مین ہر گل برنگ سبزہ بیگانہ ہوا
شیشہ مے کا دہن لبریز پیمانہ ہوا
دست جانان مین مرا مکتوب پروانہ ہوا
تھا جو افسون چشم جادو کا وہ افسانہ ہوا
اندلون کا شانہ میرا صاف بتخانہ ہوا
سبحہ مین ہر قطرۂ مے سبحہ کا دانہ ہوا
طفل اشک اپنا جو نادان تھا بڑا دانا ہوا

ے چونکا کے مجنوں ہنس کر وہ کہنے لگا — بعد مدت آج کیونکر آپ مین آنا ہوا
ہے غیر کیا سودائی تجھ سا اے پری — جو گیا کُتّا ترے کوچے مین دیوانہ ہوا
خگر ہے چراغ خانہ پنہان خاک مین — بام اپنا پستی طالع سے تہ خانہ ہوا
یا تنہا سے فرقت مین چراغ و شمع کا — آگ لگنے سے کبھی روشن سیہ خانہ ہوا
ر اچھے کہین ناسخ برے انسان سے — شہر سے وحشت ہوئی مانوس ویرانہ ہوا

رنے جو یہ رنگ صحبت دیکھا جی مین کہتا ہے کہ فرزندان صاحبقران کیا صاحب نصیب ہین واسطے ہر مقام پر عیش و نشاط موجود ہے ہم تو انکے واسطے مارے مارے پھرتے ہین یہ- ق پری چہرہ کو لیے پہلو مین بیٹھے ہین دیوار سے اترا ایک کنیز کی شکل بنکر سامنے آیا کہا درازی یرا گانا سنیے یہ گل اندام وزیرزادی پر عاشق ہوا ہے گل اندام نے کہا کہ کیون سوسن یہ ن درازی تو گانا کیا جانے شاپور نے وزیرزادی کی بلائین لین کہا مین صدقے مین قربان نے یہ کمال اپنا کبھی ظاہر نہین کیا آج ساعت تو فرمائیے سازندون سے اشارہ کیا ساز درست ہوے شاپور بشکل سوسن سامنے ملکہ کی تانین مارنے لگا نظم

سودا ہے سوادِ شب ہجران اپنا — نہ ہوئی صبح ہوا چاک گریبان اپنا
ن ممکن کہ کوئی خار تعلق چبھ جاے — اپنے دامن کو سمیٹے ہے بیابان اپنا
گل کیا ہے تو کیا انجمن آرای چمن — کہ نہ الجھا کبھی کانٹے سے بھی دامان اپنا
پردے کو لگا دے نہ کہین نالۂ دل — اے پری رو نہ چھپا چہرۂ تابان اپنا
لاغر جو نہ ہوتے تو سماتے کیونکر — تنگ ہے خانۂ زنجیر سے زندان اپنا
ھیا کر ابھی گرتے ہین زمین پر تارے — کیون بدن زیر فلک کرتے ہو عریان اپنا
جوانی ہی مین ہم مست مے عشق نہین — کہ خمستان کے سوا تھا نہ دبستان اپنا
زمین نہین محفل مین تو کہتا ہے وہ گل — آج نے بلبل نالان ہے گلستان اپنا
ق بال پری سے ہے شانہ ناسخ — کہ پریزادون کے ہے وصف مین دیوان اپنا

ورنے اِس رنگ سے اِس غزل کو گایا کہ گل اندام بیقرار ہو گئی کہا سوسن تو نے آگ لگا دی تجکو کسنے سکھایا شاپور نے کہا کہ یہ جو شاہزادہ والا قدر بیٹھے ہین سکھوایا انھون نے سکھوایا ردیف کا

حاضر ہون جو حکم ہو بجا لاؤن گل اندام نے الگ لیجا کر کہا کہ اے برادر خوش آہنگ تم جانتے ہو کہ ملکہ کی وجہ سے ہماری عزت و آبرو ہے اگر انکے دشمنون پر کوئی افتاد پڑی ہمکو کوئی ڈ کو نہ پوچھیگا نبیرہ صاحبقران شاہزادہ ایرج نوجوان جو تشریف لائے ہین ہماری ملکہ اُنپر عاشق ہوئین ہو سکتا ہے کہ کسی ترکیب سے اُنکو یہان لے آؤ خوش آہنگ نے کہا کہ مین آج ہی لاتا ہون ہر چند کہ عیار اونکا بہت کامل و اکمل ہے اگر اُسکے ہاتھ سے بچا اور اوسکو غافل پایا تو آج ہی لایا یہ کہکر خوش آہنگ دن ہی سے چلا لشکر ایرج نوجوان مین آیا شاپور کو دیکھتا ہے کہ یہ کہان رہتا ہے بارگاہ ایرج کے مقامات دیکھے شاپور کو دیکھا کہ شام سے جا کر رہا خوش آہنگ ایک گوشے مین آیا نقب کنی شروع کی مہرہ نقب کا توڑا ایرج نوجوان کو بیہوش کر کے لے گیا ملکہ شہباز سے ملاقات ہوئی ایرج بھی معشوق پر عاشق ہوے اسی باغ مین صحبت آرا ہین تیز رو و شاپور برائے تلاش نکلے ہین مگر تیز رو عیار طرار و فرار اول تو اسے مہتراتیون سے اقرار نامہ لیا کہ جس گھر مین نیا مہمان ہو ہمکو خبر پہونچانا آپ خود جا بجا دیکھتا پھرتا ہے لیکن شاپور آفتاب تیغ زن کو مطمئن کر کے چلا پھرتا پھراتا اسی باغ کی پشت پر آیا گانے کی آواز سُنی سمجھا کہ کیا عجب ہے جو آقاے نامدار یہان ہون یہ سوچ کر بذریعۂ کمند دیوار پر آیا دیکھا کہ شاہزادۂ والا قدر پہلو مین ایک معشوقہ کو لیے بیٹھے ہین ایک نازنین شعلہ خو خوش رو سامنے ایرج کے بیٹھی گا رہی ہے

نظم

وحشیون کو کیا ہے مجھ وحشی سے یارانہ ہوا … شیر کا پنجہ برائے موے سر شانہ ہوا
تیرے آگے باغبان نے نوچ ڈالے سب چمن … باغ مین ہر گل برنگ سبزہ بیگانہ ہوا
بزم مین خالی نظر آیا جو ساقی کا مقام … شیشہ مے کا دہن لبریز پیمانہ ہوا
آتش رنگِ حنا سے شمع ہین سب انگلیان … دست جانان مین مرا مکتوب پروانہ ہوا
زلفِ جانان تنگ ہے گور مین مار عذاب … تھا جو افسون چشم جادو کا وہ افسانہ ہوا
صورت اُسکی دیکھتا ہون ہر در و دیوار سے … اندلون کا شانہ میرا صاف بتخانہ ہوا
رندی اپنی پارسائی سے مبدل ہو گئی … ہجر مین ہر قطرۂ مے سبحہ کا دانہ ہوا
پیش غمسیر آتا نہین باہر رواق چشم سے … طفل اشک اپنا جو نادان تھا بڑا دانہ ہوا

ں اوا سے دھوئیں ہیں دست حنائی آب ذ — ہر حباب آب جو اک دیدۂ پُرخون ہوا
ون گا مثل شرر سنگ صنم سے روز حشر — زیر دیوار حرم گو آج مین مدفون ہوا
نہٗ خال سیہ دیتے نہین صاحب اگر — ایک دن سنتا کہ بندہ کشتۂ افیون ہوا
تابان مین ہوا ہالہ ہوا مارِ سیاہ — چودھوین شب گر خیال کاکل شبگون ہوا
ن کی جا کوئی دنیا مین جز غمکدہ — کیا ہی دانا تھا کہ ساکن خم مین افلاطون ہوا
شہید ونکی جو خاک اسکی سواری سے اڑی — ایک دم مین توسن باد صبا گلگون ہوا
ق ہائے کا پڑا اسکے گلے مین کیلیے — چاند بھی شاید اسی کے عشق مین مجنون ہوا
دہ تیغ اُسکی جگہ دیکھی اگر میری غزل — طائر بسمل وہین ہر طائر مضمون ہوا
نین تقطیع اُس سر دردان کی دیکھکر — سرد کا مصرع میری نظرون مین ناموزون ہوا
نکلا ای ناسخ خوار عجل دشمن ہو نہ خوا — کیسے موسیٰ کا علیؑ شیر خدا ہارون ہوا

ردن نے عرض کی کہ لونڈیان اِس جملہ کو نہین سمجھین مفصل سمجھائیے کہ ہماری سمجھ مین آئے وزیرزادی
ل اندام نے ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ حضور کنارے چلیئے مین کسیقدر سمجھتی ہون اور سمجھا بھی دینگی مین
ل دجان سپردی کردنگی مطلب دلی حاصل ہوگا کنیزون کو ہٹا دیا جب تنہائی ہوئی گل اندام
کہا کہ میری عقل مین یہ آیا یقین ہے کہ خلاف نہ ہو حضور نبیرۂ صاحبقران پر مائل ہوئین کچھ
ج نہین ہے شاہ اور شہزادیون کا یہی کام ہے ملکہ گیتی افروز و جہان افروز دختران خداوند
رد شاہ باختری پسران حمزہ پر عاشق ہو کر نکل گئین وہی باعث زوال دولت خداوندگا
ادختر نوشیروان ملکہ مہرنگار اسطرح نکل گئین کہ زوال سلطنت نسل کیان ہوا ملکہ نے شرما کر
جھکا لیا کہا گل اندام خوب سمجھین یہ کہتے تو کہا مگر آنسو آنکھونسے جاری ہوئے گل اندام نے دوڑ
تنک حسرت ہوتے تھے کہا حضور کیون مایوس ہوتی ہین لونڈی فکر کرتی ہے مین حضور سے انکو
دون گی یہ کہکے ایک کنیز کو پکارا کہا کہ میرے بھائی خوش آہنگ عیار کو بلا لا کنیز گئی خوش آہنگ
نے سنا کہ ہمشیرہ بلاتی ہین دوڑا ہوا آیا بچپن سے اسنے محل مین پرورش پائی ہے سامنے ملکہ
آیا عجب حالت دیکھی آنکھوین آنسو بھرے ہوئے چہرہ اترا اس عالم یاس وزیرزادی
کچھ سرگوشی ہو رہی ہے اپنے دست بستہ عرض کی کہ غلام کو کیون یاد فرمایا ہے بسر و چشم

کلمات سے صداقت ظاہر ہے کچھ سختی نہ کیجیے آفتاب کا ارادہ تھا کہ مین اسی وقت انجم سے
مقابلہ کرون لڑ بھڑ کر اپنی جان دون شاپور مانع ہوا انجم نے اسیوقت تیزرو عیار کو بلا
کہا کہ ای تیزرو شاہزادہ ایرج کو کوئی فرش خواب سے چرا لے گیا جلد پتہ لگاؤ تیزرو نے
کہ غلام ابھی جاتا ہے چالیس پیک بجون کو ساتھ لے کر گیا شاپور بھی وہانسے نکلا آفتاب سے کہا
کہ کچھ لڑنے سے مدعا حاصل نہ ہوگا ہمکو خوب یقین ہوا کہ انجم اس مقدمہ سے ناواقف ہے مین خود
لگاؤن گا آپ حفاظت لشکر مین آمادہ رہیے آفتاب کو طرف لشکر کے بھیجا شاپور تلاش
ایرج کے نکلا اب حال ایرج نوجوان کا تحریر کرتا ہون کہ جب ایرج دربار مین انجم کے آ
ممتاز گوہر پوش اسکی ایک بیٹی ہے کہ جسپر ماہتاب عاشق ہوا دوسری دختر بلند اختر
شہباز پریچہرہ نہایت حسین وجمیل سرو قد خورشید خد سمنبر عارض رشک قمر غنچہ دہن شیرین
کبک رفتار پری شیرین گفتار موے میان نازک اندام خوشخرام اُسنے جو خبر سنی کہ نبیرۂ صاحبقران
جنکی مان ملکہ گیتی افروز ہین وہ آج دربار مین آپکے باپ کے تشریف لائینگے ملکہ ممتاز تو ک
قدر بیمار تھین ملکہ شہباز کنیزون کو ساتھ لیکر کوٹھے پر آئین جھروکون مین بیٹھکر دیکھنے لگین
آفتاب عالمتاب شہریاری وکوکب ششہجت افروز جہانداری شاہزادہ ایرج نوجوان
شوکت وشان آئے کہ خود زرین سر پر لباس پر تکلف زیب جسم انور زرہ یاقوت نگار پہلو مین تل
سپر پشت پر ہلال وبدر کا ساتھ چار آئینہ جسم پر آراستہ جس سے دیکھنے والی حیران نہ ہون کیونکر شا
شوکت کے سامان عیان نہون غزال چشم شیر خشم دیکھتے کے ساتھ ہی ملکہ شہباز کو پسینہ آ
قلب تھرایا ہرچند ضبط کیا نہ ہوسکا بیقرار ہوکر اُٹھین چاہا کہ اپنے مقام خاص پر چلی جاؤن سلطان
عشق کی کشور دل پر چڑھائی ہوئی لڑکھڑا کر گرین بیہوش ہوگئین کنیزین گود مین لیکر بٹھائین
دری مین لائین پلنگ پر لٹایا گلاب کیوڑہ بید مشک چھڑکا ملکہ نے آنکھین کھولدین کنیزون نے
مزاج مبارک کیسا ہے حضور کو بہت پریشان پاتے ہین کیا کیفیت ہے ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر

کہا کہ صاحبو کیا بیان کرون جو دل کی حالت ہے **نظم**

خلق کی تسخیر کو ہر نقش پا افسون ہوا — سایہ دیکھا اُس پری کا جسنے وہ مجنون ہوا
فرقت حال سیہ مین مردہ مین محزون ہوا — موت افیونی کی آئی جبکہ بے افیون ہوا

لاؤن گا ایرج نے جو بل تیوری پہ ڈال کر یہ کلمات کہے انجم کانپنے لگا دست بستہ عرض کی کہ پہلے
لھا کو لائیے اگر سرکار کو منظور ہو تو مین آپکے حکم سے گردن تابی نہین کر سکتا وہ کنیز حاضر ہے سوار
کے لیجاؤ طلسم فتح کیجیے دہین شادی بھی کر لیجیے ایرج نے سر جھکا لیا کہا انشاء اللہ ہم طلسم شکست
نگے ماہتاب بر سوار کی رہائی کا بندوبست کرینگے یہ کہکر بارگاہ انجم سے اٹھے اپنی بارگاہ
ن آئے کہا کیون بھئی شاپور اُسنے باتین معقول کہین مین اُسکا کیا جواب دون طلسم پہ جاؤن گا
پور نے کہا کہ آقا مجکو سراسر فتور معلوم ہوتا ہے اول تو زبانی شبرنگ کے معلوم ہوا کہ خواجہ
دن نے بملاحظہ نجوم فرمایا کہ فتاح اس طلسم کے نورالدہر بن بدیع الزمان ہین آپکے ہاتھ سے
در بند فتح ہونگے مین فرمانے کو خواجہ زادون کے کیونکہ خلاف کہون ایرج نے کہا بیہودہ نہ بکو
تلوار مردمان عالم کی کھینچی شب شعبدہ بیکار ہو جاتے ہین شاپور نے سر جھکا لیا جانتا ہے یہ آتشخو
ج جاہلو کے سر لے تاج میری بات کا ہیکو مانینگے جو اونکے ذہن مین آوے گا وہ ہی کرینگے خاموش
ہا ایرج نے بعد اکل طعام کہ منزلون کے تھکے ماندے تھے آرام فرمایا شاپور شیر دل
س کا گمان تھا کہ کسی سے مقابلہ و مجادلہ یہ بھی شام سے جا کر سو رہا آفتاب نے ہر چند
یٹے کے فراق مین بیقرار ہے طلایہ وغیرہ مقرر کیا یہ بھی جا کر سویا یہ کوئی نہ جانتا تھا کہ فتنۂ خوابیدہ
رہو گا شب بھر سب نے آرام کیا بہ وقت سحر شاپور اُٹھا کہ جا کر آقا برائے نماز جگاؤن بارگاہ
جو آیا دیکھا کہ غضب ہو گیا پتا کسی عیار کا معلوم ہوتا ہے زیر پلنگ نقب لگی ہوئی ہے شاہزادہ
ب رندار و شاپور نے ایک چیخ ماری کہ یار و غضب ہوا آقا پلنگ پر نہین ہین کوئی چڑا
گیا آفتاب وغیرہ دوڑے شاپور کو دیکھا کہ سر پہ ہاتھ رکھے ہوئے رو رہا ہے آفتاب نے
ہ کیون اے شاپور تمھاری عقل مین کیا آتا ہے شاپور نے کہا کہ مین جا کر انجم سے پوچھتا ہون
حرکت کسنے کی کون ہمارے آقا کو چُرا لے گیا اُسکا پتہ لگایئے ورنہ ہم آپ کے دامنگیر ہونگے
ب و شاپور دربار مین انجم کے آئے تمام کیفیت چوری جانے ایرج کی بیان کی انجم
دار نے کہا کہ قسم ہے لات و منات کی مین اس حال سے بالکل آگاہ نہین تیز رو میرا عیار
مین ابھی اُسکو بلاتا ہون وہ پتہ لگا دے گا تمام شہر کو چھان ڈالے گا جسنے یہ حرکت کی
ن اُسکو سزا ملیگی اسطرح انجم نے بیان کیا شاپور نے آفتاب سے اشارہ کر دیا کہ اسکے

آفتاب تاجدار باپ ماہتاب کا نبیرۂ حمزہ کو لے کر آتا ہے چونکہ نامہ پہونچ چکا ہی اب سوچا کہ مقا
کرون تو مشکل ہی یہ لوگ صف شکن تیغ زن مشہور عالم لقا ایسی سرکش کو دربدر خاک بسر کر دیا با
باختر مین صاحبقران بارہ برس لڑی بدیع و قاسم نی دہ دہ شبخون ماری کہ لقا کو بھاگنی
سوا کچھ نہ بن پڑا شہنشاہ نوشیروان کہ پردتا جمشید حم کا تھا اسکو یون ستایا کہ نوشیروان
بدر خاک بسر ہوا یارو کن کن ملکون کا نام لون جن ملکون اور جن شہرونمین ان مسلمانون کا
گیا انکو برباد کیا اب تم سبھونکی کیا صلاح ہی میرے نزدیک تو اسی مین فلاح ہی کہ طلسم کی جانب
روانہ کرودن وہان جاکر گرفتار ہو جائینگے ہرچند کہ شاہ طلسم نی تحریر کیا ہی کہ عمر طلسم تمام ہو
اور کاہنان طلسم نے بھی حکم لگا دیا کہ اب طلسم کشا آئیگا اور طلسم کشا خاندان صاحبقران سے
ہوگا کون پہچانی کہ طلسم کشا کون شخص ہی اسی پردی مین طلسم کشا بھی آئیگا مین اُس جوانسی مقا
ہی نہین کرسکتا جاکی استقبال کرون دو روز دعوت کرکے عرض کرون کہ مہتاب ببر سوار کو رہا کر
لائیے مین شادی کرودن وہ رہا کرنے جاوینگے خود گرفتار ہونگے طلسم مین بڑی بڑی جادوگر ہین ستا
شناس کہ زمین کو آسمان پر پہونچائین ایک شخص کا گرفتار کرنا کیا مشکل ہی سب وزرا و امرانے عرض کی
بہت بجا ارشاد ہوا جو حضور نے تجویز کیا ہی مناسب وقت ہے یہ سب ذکر کرکے بادشاہ نی سا
استقبال کیا بیرون قلعہ آکر اُترے تیسرے دن دیکھا کہ ایرج نوجوان بفر فریدونی و حشمت
جمشیدی آفتاب آگی انتظام کرتا ہوا کئی افسر شاہزادی کو گھیری ہوے اسی ہزار فوج پشت
شاپور شیردل ایک عیار طرار و فرار خنجر گزار رکاب پر ہاتھ رکھی ہوے بادشاہ واسطے استقبا
کے بڑھا شاپور نے جو اسطرح بادشاہ کو آتے ہوی دیکھا سراپا پر نگاہ ڈالی عرض کیا کہ ا
شہریار یہ بادشاہ مجکو مکار معلوم ہوتا ہی ایرج نے کہا کہ دیکھا جائیگا بادشاہ استقبال کر کے
کو اپنی بارگاہ مین لایا ایرج نے بیٹھتے ہی کہا کہ ای انجم اختر شناس تمنے ماہتاب ببر سوار
ساتھ کیا کیا عرض کی کہ ای شہریار مین نے انسی کہا تھا کہ طلسم کو فتح کرکے آئیے ایک بار شتر م
لائیے ملکہ ممتاز گوہر پوش کو بیاہ لیجائیے وہ برائے فتاحی طلسم گئے پھر پلٹ کے نہ آئے مین
دنا چار ہون ایرج نے کہا کہ مین اسی تقریب کا مشتاق ہون اگر آپکو دعوی زور بازو
ہو تو بسم اللہ جبل جنگی بجوائیے میدان کارزار مین آئیے ورنہ جو آپکو منظور ہو وہ فرمائیے؛

فراسیاب کو خبر نہ ہونے پائے مصاحبون نے غرضکہ کسی کو خبر نہ ہوگی انھین باتون مین شب ترپ
ب کر بسر کی جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا مصاحبون کو ساتھ لیے ہوے دربار مین آیا حکم دیا
کی قیدی کو لاؤ اندر اس جادوگر داروغہ زندانخانہ تھا اُسکے نام حکم ہوا قید ملکہ مخمور کی
لیکن یارو اُس محبوب خوشرو کو کوئی صدمہ نہ پہونچنے پائے بہت احتیاط سے لاؤ اندر اس
چند کنیزین بھی ساتھ ہین نہایت احتیاط سے ملکہ مخمور کو دربار مین لایا مخمور حجاب سے عرق عرق
ب چہرے کا فق دلمین قلق سر جھکا کر کھڑی ہوئین کاؤس نے مصاحبون سے اشارہ کیا چند
احب اُٹھ قریب ملکہ مخمور کے آئے غرضکہ کہا اے ملکۂ عالم یہ طلسم کا وسیع ہے بڑے بڑے لوگون
قصد کیا کہ اسکو فتح کرین مگر فتح نہ کر سکے شہنشاہ ہمارے آپ پر عاشق ہوے ہین طلسم کی سلطنت
ے آپکو نیک و بد کا اختیار ہے کوئی آپکے مقدمہ مین دخل نہ دیگا شہنشاہ ہر وقت آپ کی
تگذاری مین مصروف رہینگے مخمور کو غصہ آیا چہرہ سرخ ہوگیا اشارے سے جواب دیا کہ اگر ایسا
وہ کرے گا تو ہمکو زندہ نہ پائیگا بہت پچھتائیگا عرصۂ دراز تک منت کی کنیزون نے بھی بہت
ت سمجھایا ملکہ نے جواب سخت دیا مشیرون نے کہا کہ ابھی طائر نو گرفتار ہے اسی سبب سے حمزہ کے
طے بیقرار ہے دو چار دن گذرنے دیجیے ضرور قبول کرے گی کاؤس نے مجبوری و ناچاری
ل کیا ملکہ کو قیدخانہ مین بھیجکر بیٹھا ہے اپنے دل کا حال کہہ رہا ہے دریا چشمۂ چشم سے بہہ رہا ہے کہ
مان سے برق چمکی اوہام فلک سیر کاہن طلسم کتاب بغل مین دبائے ہوے آکر پہونچا غرضکہ کہا اے
شاہ جو عورت آکر قید ہوئی ہے اور سرکار اسپر مائل ہین یہ اچھی بات نہین ہے اس سے فساد دور تک
پہنچیگا دیکھیے صاف صاف لکھا ہے کہ معشوقۂ افراسیاب کا آکر قید ہونا نشان بربادی طلسم ہے
ب جوان اور کل پرسون آکر قید ہوگا اُسکے بعد طلسم کشا آئیگا اُسکے ہاتھ سے بربادی طلسم لکھی ہے
حدار کو اطلاع دیجیے کہ جو کوئی آئے اُس سے بجرأت مقابلہ کرے طلسم مین نہ آنے دے اب ہر کسی کا
ین آنا بہتر نہین اسی ضمن مین داخلہ طلسم کشا بھی ہوگا سرکار کو بہت تکلیف پہونچیگی کاؤس
ت بیٹھا تھا اچھا اچھا کہکے ایک نامہ سرحددار کو لکھ بھیجا جب کاہن چلا گیا کہا بیہودہ بکتا ہے
ہونکی تحریر کا کیا اعتبار میرے بیان کیا کتاب سامری نہین ہے مراد اس بیان سے یہ تھی کہ سب کو
لاع ہوگئی کہ طلسم کشا آنیکو ہے اب حال ایرج نوجوان تحریر ہوتا ہے کہ انجم اختر شناس کو خبر ہوگئی

طفلی میں تھا اک دایہ میں اب جار کی کاندھے — آغاز سے کیا خوب ہے انجام ہمارا
اک آدھ رہے جسم شبک میں ترا تیر — خالی نہ کبھی صید سے ہو دام ہمارا
کام اور دن کر جاری رہیں ناکام ہیں ہم تو — اب آپکی سرکار میں کیا کام ہمارا
تاسخ کمین جلد آ کے کہے قاصد جانان — خط بھیجئے دلوائیے انعام ہمارا

مصاحبون کے عرضکی کہ غلامان جانباز اس جملے کو نہین سمجھے کاؤس نے کہا کہ یار دکل میرے ہ
تھی کہ مین اڑا ہوا جاتا تھا گذر طرف سے علامت طلسم کے ہوا دیکھا کہ علامت پر آفت برپا ہے مو
پڑا اسیر کیا نگاہ اُس جمال جہان آرا ی معشوق عاشق کش پر پڑی چھریان کلیجے پر چل گئی ہر
اُسکو قید خانہ بھیجدیا مگر دید کا مشتاق ہون ایک مقدمہ اور زیادہ نازک ہی دریافت جو کیا تو
کہ نام نامی اس ظالم کا مخمور سرخ چشم ہے افراسیاب مدت سے اسیر عاشق ہے اِس زما
کوئی باعث ایسا ہوا کہ یہ شریک سلامان ہو گئی نبیرۂ صاحبقران نور الدہر بن بدیع ا
پر مائل ہوئی اسیر افراسیاب سے فساد ہوا افراسیاب درپئے آزار ہے اُسکا قصد ہی کہ طلسم
مین نہ رہنے دون اگر مین اُسکو معلوم ہوا تو میرے ضرور فساد برپا کرے گا مین حیران ہون ا
کیا کرون وزرا نے عرضکی کہ اے شہریار کل اُسے دربار مین بلائیے پیام وصل دیجیے یہ بھی دعو
کر لیجیے کہ سلطنت طلسم کا تجھے اختیار ہے گر قبول کرے لطف سے سلطنت کیجیے مسلمان آپ کا
نہین کر سکتے اِس طلسم کو آپ کے بزرگون نے ایسی ترکیب سے بنایا ہے کہ جو کوئی آنے کا اراد
گرفتار بلا ہو کسکی مجال ہے کہ لوح کا نشان پائے لوح کو اور زیادہ سخت پیچ کاؤس نے سر جھکا
کہا کہ یارو افراسیاب سے کوئی کہے یا نہ کہے وہ خود کامل و اکمل سحر مین طاق فنون و علم
و سیمیا و ریمیا مین شہرہ آفاق کسکی مجال ہے کہ اُس سے مقابلہ کر سکے وزرا نے عرضکی کہ یہ طلس
وہ مقام ہی کہ اگر آپ پانون کھینچکر اندر طلسم کے بیٹھ رہینگے تو افراسیاب نہ آسکیگا لوح اے
مقام پر ہے کہ کوئی وہان جا نہین سکتا لیکن ایک امر غلام عرض کرینگے کہ ایک کاہن طلسم
مرتبہ وعظ مین بیان کر چکا ہے کہ عمر طلسم تمام ہوئی اسکی فکر واجب و لازم ہے کاؤس نے ک
بھی اکثر کتب مین دیکھا کہ عمر طلسم تمام ہوئی مگر اسکا مجکو اعتبار نہین کسی مجال نہین ہی کہ میرے
طلسم مین داخلہ کرے یہ طلسم بہت سخت ہی کیسے بزرگون نے بنایا ہی مین ہی جانتا ہون اس با

ے اٹھا کرلے گیا لشکر پر اُسکے برقین گرین گئی ہزار جوان مارے گئے آخر لشکر بھاگ آیا ایرج نے یہ سنتے
کہا کہ مجھے لے چلو مین فتح کرونگا بیٹے کو تمہارے رہا کر لاؤنگا انشاء اللہ اُسکی بیٹی سے اُسکی شادی کردونگا
تاب رونے لگا کہا اے شہریار کیونکر عرض کرون کہ حضور وہان جانیکا ارادہ کرین ایرج نے
اے برادر مجکو تو جانا واجب لازم ہے مین خاص کرکے برائے تلاش طلسم کاوسیہ نکلا تھا ہمارے
تم کی معشوقہ اُسمین قید ہے اگر اُسکو رہا کر لیا سب دست راستون پر احسان ہوگا اگر تم نے جادو
ن خود جاؤنگا اول ملکر ملک انجم سے عہد واثق لین کہ ہم ایک بار شتر مرد اریہ بھی تمہاری بیٹی
جہیز مین دینگے اور طلسم بھی فتح کر لینگے آفتاب ناچار ہوا دوسرے دن وہان سے کوچ کیا
ے مقابلۂ انجم سرحد ار چلے یہان کیفیت یہ ہوئی کہ جب ملکہ مخمور گرفتار طلسم کاوسیہ ہوئین آنکھ
لکر اپنے کو ایک مکان مین پایا جادوگرنیان بیٹھی ہین کاوس اور رنگ نشین کہ جو بادشاہ
تم ہے جب ملکہ مخمور نے صاحب علامت کو مارا اتفاق سے کاوس اور رنگ نشین اُسطرف
جاتا تھا اِس نے اپنا سحر کرکے ملکہ مخمور کو گرفتار کیا رات بھر اشتیاق ملاقات ملکہ مخمور مین تڑپلی
ی کالی رات پہاڑ ہو گئی کبھی اُٹھتا ہے کبھی بیٹھتا ہے خادمون نے جو آکر باہر ذکر کیا کہ آج شاہ
آرام نہین فرمایا مصاحب یہ خبرین سنکر حاضر ہوے دیکھا کہ کاوس اور رنگ نشین پلنگ
سر برہنہ بیٹھا رو رہا ہے مصاحبون کو دیکھکر آنسو پوچھ ڈالے مگر رنگ چہرے کا زرد لب پر
سرد دل مین درد سب نے عرض کی کہ سرکار کو عجب حال پُر ملال مین پاتے ہین نمک خواران
ی بہت گھبراتے ہین ارشاد تو ہو کہ آپ کو کیا ملال ہے دل کو شہنشاہ کے کس بات کا خیال ہے
ک خواران شاہی پیردی کرین کاوس اور رنگ نشین نے منہ پیٹ لیا کہا کہ یار و کیا کہون
کیون کر اِس راز کو چھپاؤن رالوانہ دار کسی صحرا مین نکلجاؤن نظم

دل لیتی ہے وہ زلف سیہ فام ہمارا | بجھتا ہے چراغ آج سر شام ہمارا
ایسا کوئی گمنام زمانے مین نہو گا | گم ہو وہ نگین جسپہ کھدے نام ہمارا
ہم گو کہ ہین دیوانے مگر عرق یم اشک | یونان کے مانند ہوا نام ہمارا
ے پانی نہ پینے کو تو ہم پی گئے آنسو | اشکون نے بھی ساقی نہ بھرا جام ہمارا
کعبے مین بھی وحشت کی رہی دست درازی | صد چاک کیا جامہ احرام ہمارا

یقین آیا آفتاب نے کہا کہ مجھ تو یقین نہین آتا قیلاب نے جھلا کر کہا کہ او نبیرہ حمزہ صاف صاف
نہین کہتا ایرج نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہے آفتاب جو ہنسا قیلاب کو ناگوار گذرا تلوار کھینچ
اٹھا کہ نبیرۂ حمزہ مین تجکو ابھی قتل کرونگا آفتاب ہان ہان کرتا رہا قیلاب نے ہاتھ تلوار
ارا ایرج نے ہاتھ اٹھا دیا ہتھکڑی کٹ گئی ایرج نے غصے مین آکر قید توڑ ڈالی تلوار چھین کے قیلاب
کی پھینکدی ایک طمانچہ مارا کہ سر قیلاب کا چنبر گردن سے اڑ گیا آفتاب دوڑ کر قدمون سے
گیا کہا کہ اے شہریار مین تو مدت سے جویا تھا کہ قدمبوسی کرون یہ بھی مجکو یقین تھا کہ یہ جھ
یہ کہکر آفتاب بصدق دل مسلمان ہوا دونون لشکر دائرہ اسلام مین آئے سب سردار دن
بصدق اطاعت کی ایرج اُسی مقام پر فروکش ہوئے آفتاب معروف خدمتگزاری ہے ا
نے کہا کہ ای برادر بیٹھ جاؤ آفتاب نہ بیٹھتا تھا ایرج نے بجبر تخت پر بٹھایا ناچ ہونے لگا
سمنبر گا رہی ہین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے ایرج نے پلٹ کر دیکھا آفتاب زار زار رو ر
ایرج نے گانے والی کو منع کیا فرمایا کہ کیون اے بہادر خیر تو ہے مین تمکو نہایت ملول پاتا ہو
کیا رنج و ملال ہے عرض کی کہ اے شہریار حال لائق عرض کرنے کے نہین ہے فرمایا بیان تو کرو عر
کہ ایک مشکل سخت ہے اس غلام کو یہ خیال آیا میرا فرزند ارجمند ماہتاب ببر سوار جری و بہا
شکن بچپن سے اُسنے فن سپہ گری کو خوب حاصل کیا بڑے بڑے پہلوان اُسنے زیر کیے جس قلعہ پر کہ
فتح کیا یہان سے قریب ایک قلعہ ہے قلعۂ سرحد اُسکو کہتے ہین سرحد طلسم کاؤسیہ کی وجہ سے اُ
قلعۂ سرحد کہتے ہین بادشاہ کاؤسیہ کا وہ خراجگذار ہے قلعہ دار وہان کا ملک انجم ستارہ شنا
کاہن زبردست ہے اسیواسطے بادشاہ طلسم کاؤسیہ اس سرحد پر اُسکو مقرر کیا ہے کہ طلسم کشا کو ر
بیٹا میرا اُسکی بیٹی پر عاشق ہو کر چڑھ گیا اُسنے کہا کہ میری بیٹی کا مہر بہت گران ہے جا کر طلسم
کاؤسیہ فتح کرو اُس طلسم مین ایک قصر ہے کہ اُسکو قصر مروارید کہتے ہین مروارید بے بہا سے د
ہے ایک بار شتر مروارید اُس قصر سے نکالو وہ مہر مین میری بیٹی کے دو یہ اُسکا مہر ہے اور اُسنے
یہ کیا کہ یا تو اُسنے نام ہی سنا تھا اُسنے تصویر کھنچوا کر دے دی اُس تصویر کو دیکھا اور زیا
جوش و خروش ہوا ملکہ ممتاز گوہر پوش اُسکا لقب ہے یہان سے بارہ کوس پر ایک دشت
اُس دشت مین ایک کوہ ہے وہی مقام داخلے کا ہے میرا فرزند گیا اُس پہاڑ سے ایک شیر ببر

یا تھوڑی دیر مین دونون بیہوش ہوئے آہنگرون کو بلایا دونون کو مسلسل و مطوق کیا منظور ہوا
ت مین لقا کی لیجلیون سب نے کہا کہ آج اسی مقام پر اتریے کل کوچ کیجیے ایرج و شاپور کو قیدخانہ
چھوڑا آپ بارگاہ مین آکر بیٹھا کہ عیار نے بڑھ کر عرض کی آپ کے بھائی صاحب آفتاب
لہ مزاج تشریف لاتے ہین شکار کو آئے تھے خبر جو پائی آپکی ملاقات کو آئے ہین قیلاب اٹھا استقبال
ے بارگاہ مین لایا آفتاب نے پوچھا کہ کیون بھائی صاحب یہان اُترنے کا کیا باعث ہے قیلاب نے
ہ ای برادر آج عجب معرکہ ہوا مین جو اسطرف گذرا قاسم کا بیٹا جو نبیرۂ رستم کہلاتا ہے گھوڑے پر سوار
ین نے بسہولیت دریافت کرایا کہ آپ کون ہے کہان جاتے ہین جھلا کے کہلا بھیجا کہ سرکوب لقا
نا گوار ہوا مین جا پڑا مین نے کہا کہ او بیہودہ تو نے یہ کیا کہا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا مین نے تلوار
ن کے ایک طمانچہ مارا گھوڑے پر سے گرا مین نے مشکین باندھ لین عیار و سردار لشکر مین قید ہ
تاب نے کہا کہ کیا نام ہے کہا ایرج بن قاسم آفتاب نے کہا کہ بھائی یہ تو کہیے اُسنے طہماس
بیٹے طرماسب کو کیونکر زیر کیا میعاد دعا درشتک درازگردن کہ انسان نہین دیو ہے وہ
مکار رفیق ہے بھلا تمسے وہ کیا زیر ہوگا ابدولت ہوتے تو شاید زیر بھی ہو جاتا تمھارے حال کو تو مین
ب جانتا ہون قیلاب نے کہا کہ بھائی صاحب ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے بلا کے پوچھ لیجیے آفتاب
کہا کہ ضرور بلاؤ قیلاب نے کہا کہ بھائی صاحب بلانے سے کیا فائدہ دربار خداوندی مین چلکر
کھیے گا کہ مین کسطرح پیش آتا ہون آفتاب نے کہا کہ مین ضرور بلواؤن گا جس دن یہ قلعۂ ذوالامان
چڑھ گیا ہے سلمانون کو تنگ کر دیا بادشاہ سلیمان فارسی ایسا کاردان تھا کہ جو اُسنے ناموس
مزہ کو بچایا جب یلغر کیا قلعہ لے لیا ہر طرف سے مددگار آتے تھے ناموس صاحبقرانی کو بچاتے تم
یلاب نے کہا کہ مین یہ جھگڑا نہین جانتا مین نے قید کیا ہے آفتاب نے کہا کہ بلوائیے قیلاب نے
سبکرو سے خفیہ کہا کہ تو جا کر ایرج کو سمجھا دے جب بھائی صاحب پوچھین تو کہدے کہ قیلاب
نے مجکو زیر کیا کہنا کہ مین قید سے چھوڑ دون گا اگر خلاف کروگے تو ابھی قتل کر دون گا سبکرو
نے جا کر ایرج سے کہا ایرج نے کہا کہ ہم کہدینگے قیلاب نے ایرج کو بلوایا ایرج نے دربار مین
رشن اہل اسلام کے صاحب سلامت کی آفتاب نے کہا کہ ای نبیرۂ صاحبقران آپ بڑا ابل کرد
رے بھائی صاحب نے آپکو ایک طمانچہ مین زیر کیا آپ کو شرم نہین آتی ایرج نے کہا کہ تمسکو

حیران ہو گیا جھک کر سلام کیا پوچھا کہ ہمارے اقائے نامدار پوچھتے ہین کہ آپکا نام نامی و اسم گرا
گیا ہے کہانسے تشریف لائی ہین کہان تشریف لیجاتے ہین ایرج کو حرکت پر جادوگرنی کی
غصہ تھا فرمایا جاکر کہدو کہ نقد روح وردان قاسم عالیشان نبیرۂ لقاے بے ایمان ایک س
گرفتار کرکے لائی تھی اُسکو قتل کیا اب براے سرکوبی لقا جاتے ہین عیار یہ سنکر بھاگا قیلاب سے
سب احوال بیان کیا قیلاب بہت خوش ہوا کہا کہ مین براے مدد خداوند جاتا تھا کچھ نذر کو
پاس نہ تھا اسی جوان کو لیے جاکر پیش کردونگا یہ کہہ کر ساتھ والون سے کہا کہ اِس جوان کو گ
کرلو چہار طرف سے سوارون اور پیدلون نے ایرج نوجوان پر حملہ کیا ایرج نوجوان نے
دو دمۂ سکندری پر ہاتھ ڈالا نعرہ کیا کہ باشید اے کافران بے حیا و اے نابکاران پُر دغ
داند و داند دہر کہ نداند بشناسد نعرۂ ایرج نوجوان — ملک ایرج آن آفتاب منم

که صاحبقرانیم و آفاق گیر
منم سیر میدان جنگ و جدل
منم ابن فرزند صاحبقران

اگر تیغ کین برکشم از غلاف
منم نعت خوان جنگ و جدل

ز تزلزل فتنه در میان مصا
منم شیردل صف شکن پہلوا

شاپور شیردل نے بھی نیمچہ سنبھالا لشکر کفار پر جا پڑے تلو
چلنے لگی کئی سو سپہ سالاران لشکر ہاتھ سے ایرج کے مارے گئے قیلاب غصے مین قریب شاہزا
گے پہونچا فوج والون کو منع کیا کہ صاحبو تم ٹھہر جاؤ مین گرفتار کیے لیتا ہون یہ کہکر قریب آ
ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے تلوار کو تلوار پر روکا بہادر شیردل صف شکن کامل فنون سپہ گری کا
پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈالکر بقوت صاحبقرانی اٹھایا قیلاب
ٹھہرایا چلا کر آواز دی کہ اے شہریار الامان شاہزادے نے فرمایا امان بشرط ایمان عرض کی جبتک
زندہ ہون غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا ایرج نے ہاتھ سے زمین پر رکھدیا یہ لعون کمر سے
ہوا ایرج سے کہا کہ اے شہریار اب مین آپکے ساتھ چلونگا اُسی مقام پر تراجلدی بارگ
استاد کرائی لشکر بھی اُسی مقام پر اُترا پاے انداز بچھاتا ہوا ایرج کو بارگاہ مین لایا مسند
صدر پر بٹھایا شاپور نے کہا کہ اے شہریار یہ مکار معلوم ہوتا ہے ایرج نے کہا یہ مرد سپاہی ہے تم
عیار ہو تمکو سب مکار ہی معلوم ہوتے ہین لیکن قیلاب نے شراب مین بیہوشی ملائی ہتھیلی پر ر
جام سامنے شاہزادے کے پیش کیا ایرج بے اندیشۂ انجام پی گئے شاپور کو بھی دم دلاسا د

ہر روزن دیوار چشم انتظار ر
حسین کو دیکھتا ہو نین اُبل آتی ہین اشک
شی کرنا نہ بربادی تن خاکی کی ہو
طینت جو کہ ہین انسے تعلق دور ہے
ی ہی عاشق کو لذت فرقت معشوق ہز
تنزل مین ترقی صاف کے واسطے
ن جور کھتا ہے کھاتا ہو سر اُسکا ٹھوکر ز
اعدا پر بھی کر سکتا نہین ترک دمز

شوق ہے کیا اپنے گھر کو آمد سیلاب کا
میری آنکھو نین ہے عالم معدن سیماب کا
خاک کو اڑنے نہین دیتا چھڑکنا آب کا
خار سے کیا اب لجھے نقشہ چادر مہتاب کا
اختیاری ہجر ہے سرخاب سی سرخاب کا
دیکھ لو بنتا ہے موتی خشک قطرہ آب کا
یہ حریم کوے جانان ہے مقام آداب کا
دھیان آتا ہی جو ناسخ فرقت احباب کا

ن شاپور شیر دل جو تلاش مین اپنے آقا کی چلا تھا قریب اِس باغ کی آکر پہونچا دیکھا مرکب
ج کا ایک تھان پر بندھا ہے سمجھ گیا کہ آقا اسی باغ مین پشت باغ پر آکر کمند ماری دیوا
پڑھ آیا دیکھا ایرج مسلسل بیٹھے ہین ایک نازنین مسند پر مگر آنکھو نین آنسو بھرے ہوی شاپور
گوشے مین آکر ٹھہرا گانے واسطے پیشاب کی اُٹھی شاپور نے گانے کو بیہوش کیا اُسی شکل بنکر
ل مین آیا گاتے گاتے کہا کہ ای ملکہ اگر حکم ہو تو اِس جوان کو مین راضی کرون شمیم نے کہا کہ ای
ن آرا اگر تو نے اِسکو راضی کیا تو بہت بڑا احسان ہوگا شاپور قریب ایرج کے آیا کہا ای شہریا
م حاضر ہے اب ایک کلمہ کہدیجیے کہ مین تجھپر عاشق ہون مین اِسکو مارے لیتا ہون ایرج تو پردرش
دہ خواجہ عمرو ہین ایسی باتین بنائین کہ آخر کو شاپور نے شراب کا چرچا کیا شراب پلا کر تھوڑی
عرصے مین ساری محفل کو شاپور نے بیہوش کیا شمیم سحر بند کو قتل کیا ایرج نوجوان کو
ڑا اُٹھا لے کر باہر نکلا مرکب کو اُس تھان سی کھولا شاہزادہ کو سوار کیا ایرج و شاپور
جانب چلے کوئی کوس بھر راستہ طی کیا تھا کہ ایک نخلستان مین آکر ٹھہرے اپنے لشکر کا
ستہ خیال کر رہے ہین کہ صحراے گرد اڑتی دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر سوار بارہ
ار سوار و پیدل رہ روی کرتے ہوی آتے ہین قیلاب کوہی قلعہ سیلاب کا حاکم براے مدد
چلا ہی نگاہ پڑی جمال جہان آراے ایرج پر سکبہ و عیار ساتھ تھا اُس سے کہا کہ دریافت
کر یہ کون جوان کھڑا ہے سکبہ قریب شاہزادے کے آیا جمال جہان آرا دیکھکر۔

تیار کیا پشت مرکب پر سوار ہووے امیر سے بحیلۂ شکار روانہ ہوے مگر ایرج نوجوان کی جو آنکھ کھ
دکھا کہ ایک باغ بہشت آئین جمہناے طولانی باغ پر بہار دلا غمانی ہے اپنے کو ایک مسند پر پایا پہلو
ایک نازنین چند کنیزین دست بستہ استادہ ہین ایرج نے گھبرا کر کہا کہ کیون صاحب یہ کیا مقام ہے ا
کیا نام ہے اُس نازنین نے کہا کہ اے شاہزادہ والا قدر اے آسمان جلالت کے بدر یہ سرحد طلا
کاؤس سیہ ہر کاؤس نیرنگ ساز یہان کا بادشاہ ہے ملکہ مخمور سرخ چشم منظور نظر افراسیاب ا
طلسم مین داخل ہوئین کاؤس اُنکو دکھکر مائل ہوے علامت طلسم پر خفا ہوکے گئے مخمور کو گرفتار کر ا
وزرا سے کہا کہ اسے ہمارے وصل پر راضی کردہم لوگون نے جا کر کلام کیا وہ مبہوت بیٹھی ہے تمہ
یاد مین رو رہی ہے تمہارا نام لے کر پکارتی ہے بادشاہ نے کہا کہ اسکے معشوق کو لا کر قتل کر ڈالو م
ہے شمیم سحر بند چار وزیر مرد ہین چار ہم شہزادیان میرے نام حکم ہوا کہ اسکے عاشق کو لا کر مار
مین تم کو اٹھا لائی تمکو دیکھکر محبت ہوئی ایرج نے کہا کہ او نابینا میرا نام ایرج نوجوان دہ
بیشہ جرأت یکہ تاز میدان جلالت نور الدہر ہے وہی مخمور پر عاشق بھی ہے شمیم نے کہا کہ
تم سے مطلب ہے اُنکو بھی اُٹھا لاؤنگی اور بہتر ہوا کہ وہ میرے ہاتھ سے بچ گئے اور تمھین بھی اس
وجلال سے رکھونگی کہ شاہان جہان رشک کرینگے ایرج نے کہا کیا بیہودہ بکتی ہے ہم سحر و ساحر
لعنت کرتے ہین ایرج نے چاہا کہ تلوار اُٹھاؤن شمیم نے سحر کر دیا ہاتھ پانون بیکار ہو دی کنیز
سے کہتی ہے کہ اس جوان کو سمجھاؤ میرا وصل قبول کرے کنیزین عرض کرتی ہین کہ آپ نے نو
عشق کا کہدیا مردون پر محبت نہین ظاہر کرتے خود عاشق ہو جاتا اب ہم سب سمجھائینگے صحبت عیش
آراستہ کیجیے صحبت رقص و سرود و شراب کا چرچا ہو اُسوقت راضی ہو جائے گا شمیم نے قبول
صحبت کو آراستہ کیا گائنین بیٹھ کر گانے لگین دورہ شراب کا ہوا ایک حسین و خوش سرو گائن
اشعار عاشقانہ گانے مین مصروف ہوئی

نظم

کوئی غارت گر نہین دیوانون کے اسباب کا ... خانۂ زنجیر کو کچھ غم نہین سیلاب
ساقیا لا جام مے در پیش ہے جنگ سخن ... ہے بجا تیغ زبان پر آج ہونا آب
خلق کی پیشانیون پر ہے یہی مضمون رقم ... سجدہ واجب ہے ترے دروازے کی محرا
ہے مری دیوانگی کا باعث اک دریاے حسن ... سلسلہ ہو موج کا اور طوق ہو گرداب

الدہر لباس پہنکر بارگاہ سلیمانی مین آئے امیر کو سلام کیا بادشاہ کے پایۂ تخت کو بوسہ دیکر دگل
ٹھے ایک جانب نقدر وح دوران قاسم عالیشان آیرج نوجوان بھی بیٹھے ہین شاپور سر بزگیر
ن کر رہا ہے ایرج نے شاپور سے کہا کہ آج کشتی گیر زادہ ملول و حزین ہے کیا عجب ہے کہ آج
کو یہ کہین جائے وہان شبرنگ بارگاہ مین فرزندان بزرجمہر کی گیا سلام کرکے عرض کی کہ حضور
ملاحظہ فرمائین کہ طلسم کا وسیہ کا کون فتاح ہے خواجہ زادی ہنسے کہا ای شبرنگ بدون پرسشن
شب کو جو کتاب دیکھی تو معلوم ہوا کہ ایرج نوجوان کا آج داخلہ ہو جائیگا نور الدہر بھی
بجنکے فتاح خاص نور الدہر ہین اکثر قلعہ جات متعلقہ طلسم کا وسیہ ہاتھ سے ایرج کے فتح ہونگے
نگ نے کہا مین نے خیالی بات آپ سے پوچھی ایرج و نور الدہر کا ذکر بھی نہین خواجہ زادون
کہا کہ بس زیادہ باتین نہ بناؤ تھوڑی دیر مین ظہور ہوگا شبرنگ بارگاہ فرزندان بزرجمہر سے پلٹا
مین شاپور سے ملاقات ہوئی شاپور نے پوچھا کہ کیون شبرنگ آج تمہارے آقا کا مزاج کیسا ہے
رنگ نے کہا کہ فضل الٰہی ہے ہرچند شاپور نے پوچھا شبرنگ نے کچھ بیان نہ کیا ایرج نوجوان
جب کوئی خبر نہ پائی بارگاہ سے نکلے شاپور سامنے آیا شاپور سے پوچھا کہ اے دوست صادق و
محب واثق کچھ حال معلوم ہوا شاپور نے کہا کہ کچھ نہ دریافت ہوا فرمایا کرہ بن اشقر لاؤ ذرا
ر کو جائینگے ایرج کرہ بن اشقر پر سوار ہوے چند بہلیے قراول بلائے چاہتے ہین کہ واسطے شکار کی
نہ ہون کہ مرکب ایرج کا تھرایا پر پرواز پیدا کیے دورے شاپور و شبرنگ نے دیکھا پریشان
دوڑے شاپور نے آواز دی کہ آقا ہوشیار ہو جایئے دیکھیے گھوڑے کے پر پیدا ہوے جب تک
رج کو دین گھوڑا شاہزادے کو لیکر اڑگیا شاپور تو اسی جانب بھاگا دربار مین ہڑ ہوا صاحبقران
نکل آئے نور الدہر بھی ساتھ ہین سب نے عرض کی کہ اے شہریار ایرج کے مرکب نے پر پرواز پیدا
نکھون کے سامنے سے لے کر اڑگیا شاپور بھاگا ہوا گیا ہے صاحبقران نے سر جھکا لیا فرمایا خدا انکا
ظ و نگہبان ہے نور الدہر نے شبرنگ سے پوچھا کہ خواجہ زادون نے کیا کہا شبرنگ نے عرض کی
خواجہ زادون نے کہا وہ ظاہر ہوا طلسم کے فتاح آپ ہی ہین مگر ایرج کے ہاتھ سے بھی کچھ ورنبد
ہونگے نور الدہر نے پشت دست کاٹ لی کہا کہ ای شبرنگ تم نے بڑی غفلت کی پیشتر ہمسے اطلاع
کہ ہم پہلے نگجا قی اب یہ ناجزادہ بہت بلبلائیگا اسپ پر پوش تیار کر دو شبرنگ نے گھوڑا

ان الفاظ کو بیان کیا کہ کلیجہ نورالدہر کا ہل گیا عاشق ہین فرمایا کہ ملکۂ عالم مین کیا کرون تم
طون مخمور زار زار روئین کہا حضور مین تو نہ عرض کرونگی کہ آپ یہان تشریف لائیے مقام
دغوا سبب ہے مین نے وہ وہ سحر کیے کہ زمین یہانکی ہلادی مگر کچھ نہ بن پڑا آخر گرفتار ہوئی اب
آپ کے ملاقات عدم مین ہوگی وہان بھی روح بھٹکیگی اب آرام ہکو ملنا دشوار ہے نورالدہر
کہ مین ہتھکڑیان بیڑیان توڑڈالون ایک سنگ سیاہ پڑا تھا اُسکی ٹھوکر لگی منہ کے بھل گر ے
مخمور نے کہا کہ خدا حافظ اب زندگی ملاقات نہ ہوگی روح کو فاتحہ خیر سے یاد فرمائیے گا
فاتحہ آکر پڑھینگے روح کو قوت قلب کو قوت ہوگی سننے والون کو حیرت ہوگئی شعر جو آید بہر دن
بعد مردن بر مزار ما + باستقبال تو مستانہ برخیزد غبار ما + حسرت یہ تھی کہ زندگی مین صحبت عیش
جیش ہو تقدیر مین نہ تھا یہ زبان سے نکلا فرد روشن شد از وصال تو شب ہای تار ما + صبح قیا
است چراغ مزار ما + اگر خدانے اپنا فضل کیا تو زندگی مین جمال جہان آرا دکھا ورنہ خدا حافظ خد
صاحبقران کی ہے پروردگار آپ کو رنج وملال کا نہ دکھائے ہنے کوچۂ عشق مین بڑی ملالی اُ
آنکھ نورالدہر کی کھل گئی مگر یہ آوازین کانین نورالدھر کے آئین آنکھ کھول کر اپنے مقا
دیکھا چیخ مار کر روئے شبرنگ بن عمرو عیار بھی در دولت پر حاضر تھا صدا نورالدہر کی سنکر ا
آیا دیکھا کہ شاہزادہ زار زار مثل ابر نوبہار رو رہا ہی پوچھا کہ کیون شہریار خیر تو ہے نورا
نے کہا کہ اے شبرنگ ملکہ مخمور طلسم کا وُسیہ مین قید ہوگئین شبرنگ نے کہا کہ آپ سحر کئے
نورالدہر نے کہا کہ بھائی خواب دیکھا اُسی خواب کے خیال مین رویا سامنے تصویر خیالی ہو
ہے جو خواب مین صحرا دیکھا وہ صحرا آنکھون کے نیچے پھر رہا ہے خبردار لشکر مین اِسکا ذکر نہ کرنا
شب کو نکل چلینگے یا اپنی جان دینگے یا اُنکو چھڑا لینگے کیا کہون ای شبرنگ کس عالم یاس مین مجھے
فقرات کے کلیجے پر چھُریان چلین شبرنگ نے بہت سمجھایا نورالدہر نے کہا کہ ای شبرنگ جانا تو
لازم ہے آج خواجہ زادون سے کسی حیلے سے پوچھو کہ طلسم کا وُسیہ کا کون فتاح ہے اِس
عجائب وغرائب کا کون سیاح ہے شبرنگ نے کہا کہ غلام آج ہی دریافت کرے گا شاہزادہ نو
خاموش ہو رہے شبرنگ نے منہ ہاتھ دھلایا کہا دربار مین چلیے مگر چہرے کی اُداسی موقوف فرم
جو دیکھیگا درد مند جانے گا مین بارگاہ خواجہ زادگان مین جاتا ہون دریافت کرکے حاضر ہو

ن جاؤگے کہین ٹھکانا ہے خراجگزار سب مارے گئے دو ہفتے گذرے اسی وجہ سے طبل جنگی نہین بجا
شب کو نورالدہر نے جو آکر آرام کیا دیدۂ ظاہری بند ہوے دیدۂ باطنی وا تھے کہ دیکھا ملکہ
ور سرخ چشم ایک مکان تنگ وتاریک مین قید ہین زبان مین سوزن چہرہ اُداس عالم یاس جیسے
نورالدہر نے دیکھا بیقرار ہوکر ڈرتے پوچھا کیون ملکہ خیر تو ہے آپ کو کس حال مین پاتا ہون
یرا دل بیقرار ہوا براے خدا مفصل بیان کرو ملکہ نے آنکھو مین آنسو بھر کر کہا کہ
اے شہریار اصل یہ ہے نظم

ہے نرالی کشش عشق جفاکار کی راہ
چاہ کنعا مین ملی مصر کے بازار کی راہ

رہنما یاد الہی کا ہوا عشق صنم
پہونچے ہم کعبۂ مقصود کو کہسار کی راہ

کثرت شوق نے از بسکہ کیا عرصہ تنگ
مُردہ نکلا نہ مرا کوچۂ دلدار کی راہ

شہرۂ حسن نے دیدار کا مشتاق کیا
نکہت گُل نے بتائی مجھے گلزار کی راہ

بیشتر سب سے کیا طالع بد نے بیدار
حشر کے روز بھی دکھلائی مجھے یار کی راہ

تنگدستی زمانے مین یہ پایا ہے رواج
یوسف اس عہد تکتا ہے خریدار کی راہ

نہین مجھسا کوئی دنیا مین سکندر طالع
آئنہ رو نے مجھے قتل کیا پیار کی راہ

لب بام آکے جو دیدار کرے عام وہ شوخ
ایک ہو جائے ابھی کافر و دیندار کی راہ

پیار سے کہتے ہین اُنکو جو مسیحا عاشق
ناز سے چلتے نہین خانۂ بیمار کی راہ

دیکھکر صورت احباب کو پھر جاتا ہے
کج ادائی سے ہے الٹی ترے رخسار کی راہ

حُسن کے عشق نے ہستی مین عدم سے کھینچا
شوق یوسف نے دکھائی بازار کی راہ

کھینچ لی ہے تو لگانے مین تامل نہ کرو
کھوٹی ہوتی ہے میان آپکی تلوار کی راہ

غیر حق کو مین سمجھتا ہون خیال باطل
آتش اک دل مین نہین ہوتی ہے دو چار کی راہ

زی راسخ الاعتقادی یہ نسبت حضور کے واضح ہے قصد کیا تھا کہ آپ سے ملین کوہ نیز تک سیدھے
لے دہان پر آکر راستہ بھولے ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچے اتنا سُنا کہ یہ طلسم کا دستہ ہے ہمسے
جو نہ ہوسکا اصل تو یہ ہے شعر نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم + نہ ادھر کے ہوے نہ اُدھر کے ہوے + تجھ
وکے ہم تو خدا کی قسم + نہ ادھر کے ہوے نہ اُدھر کے ہوے + اس درد و ملال سے ملکہ مخمور رہے

کیا اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ تمہارے بیان کر دن خاص ہماری ملاقات کے لیے تکلیف فر
مین جانتا تھا کہ آپ میری مشتاق ہین آؤ چلی آؤ ایک بوسہ دو گلے ملو پاس ہمارے بیٹھو اب تو مح
کو انتہا کا غصہ آیا دانہ یاقوت احمر کا ہاتھ مین تھا کہا او ملعون نامرد مردان عالم کی پابوس
کی گرد ہم ملنے مشتاق ہو کر آئے ہین وہ شہنشاہ اقلیم جرأت دیکہ تاز میدان جلالت ہی تجھ ایسی گد
کا وہان سلام بھی قبول نہین ہوتا ہماری کنیزین بھی تیری مشتاق نہ ہونگی دانہ یاقوت کا جو پھینک
نے دریا مین غوطہ مارا ماہیت سے اُسکے آگاہی نہ ہوئی کیا ہی حال تحریر ہوگا یہ مچھلی اور تاجدار
غائب ایک حلقۂ کمند گلے مین ملکہ مخمورہ کے پڑا آنکھین نکلنے لگین ہڈیان سوز بدعت سے جلنے لگین
تڑپ کر ایسا اسم پڑھا کہ ایک سنہرا پنجہ پیدا ہوا اُس پنجے نے دستگیری کی وہ ریشمی کمند تا اس
پہونچی تھی قریب تھا کہ آنکھین نکل آئین روح مجروح ہو کر قفس جسم خاکی سے نکل جائے اُس پنجہ
کمند کو توڑا مخمور نے چاہا کہ اس صحرا سے چمک کر نکل جاؤن دریا مین شور ہوا کہ ارے یہ بڑی نا
کمند طلسمی کو توڑا جانے نہ پائے دریا سے جو یہ آواز آئی غرا تا پانی کا بڑھا ایک مچھلی اڑتی ہوئی
منہ مثل غفریلا کے کھولے ہوئے تڑپ کر گری کہ مخمور کو نگل جاؤن مخمور نے دونون گلے پکڑ کے
سر چیر ڈالا لاشہ ہاتھ سے پھینکا دیکھا کہ وہی تاجدار زیر نخل کھڑا ہوا منتین کر رہا ہے
ہمارے پاس آؤ سرکشی نہ کرو ورنہ بڑی خرابی ہوگی مخمور نے ہاتھ ہلایا برق گری تاجدا
دو ٹکڑے ہوئے لاشہ اُسکا بے آگ جلنے لگا زمین سے دھوان نکلنے لگا وہ دھوان جو آنکھون مین
کی لگا مخمور بیہوش ہو کر گری کہ آسمان سے ایک پنجہ پیدا ہوا مخمور کو اُٹھا کر لے گی
ناظرین والا مقام پر واضح ہو کہ یہ دہنۂ طلسم کا وسیع ہے مقام قید مخمور اور مخمور پر جو براحت یا
گذری ہے یا گذریگی انشاء اللہ اُسکو تحریر کرونگا مگر اب حال حیرت مآل گل گلزار خلیل الرحمٰ
نو رسیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ زمرد بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران ش
نور الدہر بن بدیع الزمان شعبہ نظیر حمزہ صاحبقران بخشم دلقبر + شہ ستارہ حش
نور الدہر + اس زمانے مین لقا کے یہان کوئی جادوگر نہین آیا یہ بہت فکرمند ہے سلیم
عنبرین موئے کو ہی اکثر کہتا ہے کہ میرے نام پر طبل جنگی بجواؤ بختیارک کہتا ہے کہ اے
خداوند دوران دائے گرشاسپ جہان اندھے کی ایک ہی لاٹھی ہے اگر آپ پر کوئی زوال آیا تو

طائر زمزمہ سرا کو لیے جاتا ہے ملکہ کے ہاتھ جو ہلا دیا باز کا سر اڑ گیا لاشہ زمین پر گرا طائر پنجے
چھوٹ کر شاخ پر پہونچا اب زمزمہ سرائی مین کہتا ہے کہ بی مخمور مین نے تمھین پہچانا تم معشوقہ
شاہ افراسیاب ہو اپنی سرکشی سے خراب ہو افراسیاب بادشاہ جلیل ہی ساحرون کا کفیل ہے
ملکہ یہ تمنے کیا غضب کیا باز کو کیون مارا آپ کو یہ مناسب نہ تھا مخمور کو یہ کلمات ناگوار معلوم ہوی
او نا منصف ہم نے تیری جان بچائی تو یہ کیا کہتا ہے افراسیاب کون مردود ہے ہم تو عاشق دیرین
ہین پروردگار انجام بخیر کرے طائر نے کہا جو کچھ چاہو کہو جسدن افراسیاب جادو کو غفتہ
کا شکین باندھ کرلے جائیگا مخمور نے غصے مین ہاتھ ہلا دیا طائر کا سر اڑ گیا طائر کا مرنا تھا کہ قیامت
ہوئی مخمور کے ہوش اڑے اندھیرا ہو گیا آوازین مہیب آنے لگین زمین کو گردش قلب مین
اُس خاک سے طائر کے آواز آئی کہ اے ملکہ عالم قید ہونا طلسم کا تُجسے مین مبارک ہو اب بچکر
جاؤ گی مخمور نے یہ صدا سُنکر دانہ یاقوت احمر کا ہاتھ مین لیا زمین جا بجا سے شق ہوئی دریاے آب
جوش مارا مخمور جس ٹیکرے پر ہین اُس بلندی پر تو خیر و عافیت ہی باقی تمام صحرا عالم آب ہو گیا
کا غراٹا موجون کا سناٹا مخمور حیران کہ یہ کیا معرکہ ہے دریاے ایک مچھلی نے منہ نکالا مچھلی کی پشت
تاجدار یاقوت پوش دریاے جواہر مین غوطہ زن ملکہ مخمور سے آنکھ ملائی پکار کر آواز دی کہ
جان جہان واے آرام دلِ مشتاقان مین مدت سے تمھارا مشتاق تھا میری تجھپر جان جاتی ہے کیا
تیری صفت کرون زبان ایسی کہانسے لاؤن نظم

شہ عرش سریر د مہ خورشید غدار — در دولت پہ ترے انجم افلاک نثار
ن کا ترے کوچے مین دم فیض ہجوم — جیسے گلزار مین ہنگام سحر جوش ہزار
عادے غالب ہے کہ جنبش نہ کرے — وہ ورق جسمین رقم ہون ترے ادصاف و قار
م گل مین سیہ مست جوان تائب ہو — روز بارانین کرے پیر مغان استغفار
غمزۂ سفاک نہین عاشق کو — اُٹھ گئی تیرے زمانے مین یہ رسم آزار
س ہر زمہ د خور زای درخشان سے تری — ہے منجم کو اسی واسطے کشف اسرار
فسانۂ یوسف تری ایام مین گرگ — غم تہمت مین ہوے جنس سرا اپنی بزار
خود دوڑے ہر گل کی لیے لیکر پانی — کرے تعمیر مکان کا جو ارادہ معمار

جاتا تھا ذہن مین آیا کہ طرف دست چپ کے چلو طاؤس کو اُڑا دیا ناگاہ ستارۂ سحری چمکا دکھا
صحرائے سبزہ زار نواح دلکشا ہر ایک سمت طائرون نے آشیانون سے سر نکالے ہین بزبان حال
ایزد متعال مین مصروف ہین نہرین جوش مار رہی ہین موجون کا پیچ و خم زلف محبوب کیسے پا
پُرپیچ و تاب ہر شال دیکھیے حباب شناوری کر رہے ہین چشمے ذبرائے سیر صنعت باغبان قدر
آنکھین لگا دین گرداب گویا سپر یا شمشیر یا خنجر برہنہ کہون کس شئے مثال دون ملکہ مخمور اُس صح
سیر کرنے لگین یکایک چند طائر نخل سرو پر زمزمہ سرائی کرنے لگے منقارین کھولدین پرون کو تول ر
جوش محبت باغبان قضا و قدر مین بولی ہی ہین ملکہ مخمور دیکھ رہی ہین وہ طائر بزمزمہ سرائی ا
عبرت آثار کو بڑے جوش و خروش مین گا رہے ہین نظم

جا کر قفس مین عاشق صیاد ہو گیا — بلبل کا حال قابل فریاد ہو گیا
تو روشنی عالم ایجاد ہو گیا۔ — ویرانہ تیرے جلوے سے آباد ہو گیا
سختی ہجر یار سے دل مین ہوا جو درد — مومی ہماری آہ سے فولاد ہو گیا
زلفون کو رکھ کر مایۂ سودا ہوا وہ شوخ — دو پر لگا کے یار پری زاد ہو گیا
سایے کیطرح سے مری پھرتا ہے ساتھ ساتھ — عشق اُس پری جمال کا ہمزاد ہو گیا
کپڑے رنگے جو خون احبا سے یار نے — مرغ چرخ کشتۂ بیداد ہو گیا
رنگوایا بلبلون کے جو خون سے بہار مین — گلزار رشک خانۂ صیاد ہو گیا
اے سوز عشق نرم دل سخت یار کر — اکسیر ہے جو کشتہ یہ فولاد ہو گیا
نقش اس الف سے قد کا کیا جبکہ عشق نے — دل صاف ہو کے چہرۂ آزاد ہو گیا
غیرت کرو مارے یار ہوا غیر سے خلاف — یہ اتفاق بھی ہے خدا داد ہو گیا
پھرتے ہین ڈھونڈھتے نظر آتا نہین کہین — کوے بتان بھی گلشن شداد ہو گیا
بوسون کر بدلے ملتی ہین آتش کو گالیان — شایان لطف مورد بیداد ہو گیا

ملکہ مخمور کو ایک حیرت ہے کہ زبان سے طائرون کے الفاظ اشعار ابدار بخوبی ثابت ہین معلو
ہے کہ کوئی شاعر شعر پڑھ رہا ہے کہ ایک جانب سے فراتا ہوا دیکھا کہ ایک باز بلند پرواز تڑپ کر
طائر جو اشعار پڑھ رہا تھا اُسی کو باز نے پنجے مین دبایا مخمور کو نہایت ناگوار ہوا کہ کمبخت باز چنگل

کچھ قفس مین ان دنون لگتا ہے جی — آشیان اپنا ہوا برباد کیا
نالۂ پیہم سے یان فرصت نہین — حضرتِ ناصح کرین ارشاد کیا
شوخ بازاری تھی شیرین بھی مگر — ورنہ فرق خسرو و فرہاد کیا
جب مجھے رنجِ دلِ آزاری نہو — یوفا پھر حاصل بیداد کیا
پانون تک پہونچی وہ زلف خم بہ خم — سرو کو اب باندھیے آزاد کیا
کیا کرون اللہ سب ہین بے اثر — ولولہ کیا نالہ کیا فریاد کیا
دلربائی زلف جانان کی نہین — پیچ و تابِ طرۂ شمشاد کیا
گر بہاے خون عاشق ہے وصال — انتقام زحمت جلاد کیا
تبکدہ جنت ہے چلیے بے ہراس — لب پہ مومن ہر چہ بادا باد کیا

کنیزون نے عرض کی کہ واری دلکو توی رکھیے خدا خواجہ کو سلامت رکھیے اب طلسم ہوشربا
فتح ہوگا افراسیاب مارا جائیگا صاحبقران یہان تشریف لائینگے شاہزادہ نور الدہر بھی ساتھ
ہونگے اِس کفرآباد مین صدای اذان بلند ہوگی روح سامری دردمند ہوگی مخمور نے کہا کہ
صاحبو اگر تم لوگ پردہ پوشی کرو مشہور نہ ہونے پائے تو ہم جاکر کوہِ عقیق پر شاہزادہ نور الدہر سے
ملاقات کر آئین سبنے کہا کہ حضور بسم اللہ جس طرح ارشاد ہوگا خیر خواہان دولت وہی بجا لائینگے
راز حضور کا نہ ظاہر ہونے پائیگا مخمور نے اُسی وقت لباس تبدیل کیا اسباب سحر جسم پر آراستہ کیا
شام کو دربار مین آئین جب دربار برخاست ہوا وہانسے چاہا کہ اپنی بارگاہ مین آجاؤن بیرون بارگاہ
پہونچین شب تیرہ و تار اہالی طلایہ کی آواز آتی ہے اور زیادہ دل کو دحشت ہوئی دامن صبر دست
استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹا کنیزون کو اشارہ کیا کہ تم بارگاہ مین چلو ہم
آتے ہین اگر شاید ہمکو عرصہ ہو مشہور کر دینا کہ مخمور کی طبیعت علیل ہے اِس وجہ سے حاضر دربار نہین ہوئین
آج کل یا پرسون یا شاید اندر ایک ہفتے کے آجاؤنگی کنیزین بارگاہ مین گئین مخمور جوش محبت شاہزادۂ
نور الدہر مین بیرون لشکر آئین ایک طاؤس تیار کیا اُسپر سوار ہوکر دربندون پر طلسم ہوشربا کی
جب پہونچین ستارہ بنکر نکل گئین اِس روز و شور سے ملکہ مخمور چلین کہ پہر رات پچھلی باقی تھی کوہ نیرنگ
پر اگر اُترین پہاڑ کو پہچان کر ٹھہرین مگر شب تیرہ و تار سر اٹھا کر چہار جانب دیکھا اپنے نزدیک دست راست کو

کہین بلبلون نے کیا ہے جادُو
ہوا بحر الفت کا نہرون کو جوش
کھلا حال پھر کبک کی چال کا
گلون نے دکھایا ہے رنگِ جنون
کہ قیس حزین داخل نجد ہے
کہ قیس ہنرمند مجنون ہوا
کیا بلبلون نے چمن مین خروش
چمن مین جما رنگ اور رنگ کا
نہالان گلشن اکڑنے لگے
کہ ہے رنگ پر آج بوے چمن
چہکنے لگی عندلیبان باغ
ہوائے فرح خیز چلنے لگی
لکھون داستانِ جلالت نشان
کہ پھر غنچۂ آرزو کھل گیا +

کہ رنگین ترانہ قمر کو سنادُو
حباب لب جو مین چشم غزال
کہ ہے چال مین رنگ پھونچال کا
کہین قیس و فرہاد کا ذکر ہے
عبث حال فرہاد پر وجد ہے
جو وادی پر ہول سخن ہوا
کہ نالون سے اُنکے اڑے گل کے ہوش
گل فکر کا ہے چمن جوش پر
کہ صیاد و گلچین بھی لڑنے لگے
لگائی ہین شاخون نے بھی ڈالیان
کہ لالے کا دل ہوگیا داغ داغ
قمر جم گیا رنگ مضمون نو
کہ ہے جوش زن بحرِ طبع روان
لکھون حال محمور رنجور کا

ہوا بلبلون کا چمن مین
ہر اک نخل کو کر دیا ہے
مضامین گلشن مین ہون
مضامین نو کی مجھے فکر
کرون ذکر لیلی شیر
ہوا ذکر لیلی تو گلشن
مرے بلبل دل نالہ
پڑی اوس صیاد کے
ہوا باغبان محوِ روے
ہر اک رنگ ہے یا کہ برق
بہار گلستان کی آمد
کہ ہے جوش پر آج جیسو
ثمر باغ عالم سے یہ
صریر قلم رنگ دے

چہرہ آوارگان صحرائے پرجفائے جانبازی و شہسواران عساکر معرکۂ مضامین فتنہ پرداز
داستان دلستان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف حسینان بزم جلالت نشان + چنین
این داستان + جب لشکر اسلام کو بفتح و فیروزی یہ عیش نصیب ہوا بڑے لطف کا جلسہ آراستہ
گیا سامان عیش و نشاط جو ہوا طوائف ہند نے اپنا رنگ جمایا محمور رنجور ہجران دیدہ آفت کش
درازسے مبتلائے رنج و مصیبت فراق کے صدمے جو اُٹھائے کلیجہ خون نوبت بجنون صحبت سے جو
اپنی بارگاہ مین آئین انیس جلیسین حاضر ہین سب نے پوچھا کہ کیون داری کیا مزاج ہے
کو بڑی فتح نصیب ہوئی کہ اس حرامزادی پیراہن نے آکر اپنا رنگ جمایا خدا نے گلگونہ کی
پر بھیجا ملکہ نے آہ کی کہا کہ صاحبو ہماری فتح یہ ہے کہ کالی راتین ہجر کی کاٹین آٹھ پہر پڑے

وعدۂ وصلت سے ہو دل شاد کیا	تمسے دشمن کی مبارک باد کیا

ہن کا لباس حیات تبدیل ہوا ملک الموت کفیل ہوا مرنے پر پیراہن کے ایک آندھی سیاہ اُٹھی
ندھیرا ہو گیا صدائین مہیب آئین آواز آئی کہ کشتی مرا نام من پیراہن جادو بود حیرت ز
پیٹ لیا کہا کہ صاحبو رکن طلسم گر گیا کچھ زاغ و زغن خاک سے پیراہن کی پیدا ہوئے اُنھون نے
ان پر آکر آواز دی کہ ای حیرت تو نے خوب کیا کہ پیراہن کو مارا اب طلسم ہوشربا نہ بچیگا حیرت نے
ے مین اُن زاغ و زغن کو بھی جلایا کہا کہ صاحبو مین لاکھ پردہ ڈالون اب طلسم برباد ہوگا ملکہ گلگونہ
چاہا کہ حیرت پر جا پڑ ون حیرت ز بھی گاتی باندھی سونے کا پانزان کھولا منظور ہوا کہ آپسمین
ابلہ ہو مصوّر و صورت نگار بیچ مین آگئے کہا کہ اے ملکۂ عالم اس فتنہ پردازے نہ مقابلہ کیجیے
مری نامے مین مرقوم ہے کہ جب گلگونہ شریک مسلمانان ہوگی طلسم ہوشربا ضرور فتح ہو جائیگا
قدمے نشان فتح طلسم ہوشربا ہے سامری و جمشید نے نکتہ نکتہ لکھا ہے بربادی طلسم کا
حال لکھ گئے ہین مصوّر نے کہا کہ ہمپر احسان کیجیے طبل بازگشت بجوا دیجیے حیرت جادو نے ناچار
طبل بازگشت بجوایا اہل اسلام مین اس فتح کی بڑی خوشی ہوئی ملکہ گلگونہ کو بیچ مین لیا نوبت و
ارے بجاتے ہوے پلٹے داخل بارگاہ ہوے چالاک کو بڑا بھاری خلعت ہوا خواجہ نے بیردن بارگاہ
چالاک کو گلے سے لگایا کہا کہ اے فرزند تیری وجہ سے میرا نام ہے مگر یہ عطیۂ شہنشاہی گھری گھری
ن ملتے ہین سوائے تمھارے ہماری جائداد کا لینے والا کون ہے ایسے دم دیے کہ آخر چالاک
خلعت اوتار دیا اہل اسلام مصروف عیش و نشاط ہوے بڑا جشن عالی ترتیب ہوا اگر اُس
ن کو تحریر کرون تو دوسری کتاب نایاب تیار ہو یہ داستان بھی متعلق جلد چہارم تھی ان سب کو مصروف
عیش و نشاط رکھا پھر وقت پر ذکر کیا جائیگا

و کلمۂ داستان جلالت عنوان ملکہ مخمور رجخور کا پھنسنا طلسم کا وُسہ مین اور فتح ہونا
ں طلسم کا ہاتھ سے شاہزادۂ نورالدہر و ایرج نوجوان کے و دیگر حالات متعلقہ

داستان ہذا - ساقی نامۂ مصنّف

راب توسن کلک کی باگ لی — یہ ثابت ہوا سب کو آندھی چلی — طرار و نسی صحرا ہوا گرد برد
ی چار جانب سے پھر گرد زرد — وحوش و طیور بیابان چلے — مجھے بکفت بادِ سحر کا ملے

پھرون پر خاک ہزارون فریاد کر رہے ہین ہرطرف سے یہی صدا ہے کہ بہار کے گلِ رخسار نے جمایا ہرطرف غل مچاتے ہین منہ کے بل گرتے ہین **نظم**

دکھاتے آئنہ ہو اور مجھ مین جان نہین
جو یار ملیح یہ ہے اب تو آسمان نہین
ترے فراق مین آرام ایک آن نہین
نہ پوچھ کچھ مرا احوال میری جان مجھے
یہ گل ہین داغِ جگر کے انہین سمجھ کر چھیڑ
نہ حیا ہون روز جزا دادِ ستم دیکھو
نہ پوچھے حال تو جبتک کہ مین بیان نہ کرون
وہ حال پوچھے ہی اور چشم سرگین کو دیکھو
نہ کیون نثار ہو جان فرط کین جانانِ یہ
نکل کے دیر سے مسجد مین جا رہ اے مومن

کھو گئے پھر بھی کہ مین سمجھا بدگمان
وہ مہربان ہوا تو یہ مہربان
یہ ہم سمجھ چلے گر تو نہین تو جان
یہ دیکھو لو کہ مجھے طاقت بیان نہ
یہ باغ سینۂ عاشق ہے گلستان نہ
کب آزماتے ہین جب دقت امتحان نہ
مرے زبان نہین گرتر ے دہان نہ
یہ چپ ہوا ہون کہ گویا مرے زبان نہ
کہ اسکو میرے سوا اور کا دھیان
خدا گھر تو ہے تیرے اگر مکان نہ

سیکڑون نے سر ٹکرائے سر خموے کا کلکشانے کاکل کھولی سیکڑون کو پریشان کیا ہلال سے بھی ایک جانب نمایان ہوئی سیکڑون کو کاہیدہ کر کے مارا حیرت نے جو دیکھا کہ سرداران اسلام رہائی پائی گھبرا گئی کہا اے یاقوت و زمرد سرداران اسلام نے رہائی پائی دیکھو بہار کا چل رہا ہی کون سنبھال سکتا ہے سحر بہار کے رنگ جمے ہین اب مین پیراہن کو سبھاتون یا سردار اسلام سے لڑون چالاک نے غضب کیا کہ عیاری کر کے سب کو چھڑایا کیون صرصر کوئی تدبیر ہے صرصر نے کہا کہ عین گرمی جنگ مین عیاران اسلام ہی کا کام ہی کہ عیاری کرین دیکھیے کیا رہا کیا حیرت اس تردد مین ہے کہ پیراہن کے سحر نے قیامت برپا کی ہے جہان صورت زیبا کو دیکھا اور گلگونہ مسکرائین آواز دی کہ کیون پیراہن وعدہ نہ پورا نہ کرے گی پیراہن جوش و خروش بڑھا صفون پر جا پڑی ہزار دو ہزار کو ہلاک کیا صفین کی صفین شادین حیرت نے دیکھا کہ پیراہن نہین رکتی یہی قصد کرتی ہے کہ حیرت کو جا کر مارون کئی گولی نار مارے حیرت نے جست کر کے خالی دیے سامنے آ کر حیرت کے سحر گرنے لگی حیرت نے جھلا کر ایک

پیراہن کا نہین چھوڑتا مسکرا کر برق گرائی ساحر کے دو ٹکڑے ہوئے پیراہن نے تعریف کی گلگونہ
ہنسکر کہا کہ واہ بوا حیرت پیراہن سے تم کو لڑنا پڑے گا حیرت نے کچھ جواب نہ دیا گلگونہ نے
...سن نکالی پیراہن پر پھینک ماری ایک غبار بلند ہوا پیراہن اُس غبار مین چھپی تھوڑے
...ین ملکہ نے دستک دی وہ غبار شق ہوا پیراہن کھڑی رو رہی ہے گلگونہ نے پوچھا کہ کیون
...ی سے باہر ہوئی مین اب راز سحر سے ماہر ہوئی تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ رونا پیٹنا موقوف کرو
...ت کا سر لاؤ اگر دیر ہوئی تو پھر نجات نہ ملیگی کلی آرزو کی نہ کھلیگی گلگونہ نے جو یہ ہنسکر کہا پیراہن
...لشکر حیرت پر جا پڑی پریون کو درہم و برہم کرنے لگی حیرت سحر کر کرکے رد کرتی ہے پیراہن نہین
...ہے یا تو لشکر جما کھڑا تھا یا فوج مین تہلکہ ہوا پرے کے پرے زیر و زبر ہوئے چالاک بن عمرو
...ہو کر لشکر حیرت مین آیا ایک ساحر کی صورت بنا ہوا ہے دور سے دیکھا کہ ایک خیمہ پر بڑا جادو
...ارین برہنہ لیے ہوئے جادوگر کھڑے ہین چالاک نے پوچھا کہ اِس خیمے مین کیا ہے کسی نے
...ب مسلمان یہان قید ہین چالاک کنارے آکر بصورت صرصر تیار ہوا دوڑتا ہوا قریب آکر
...کے آیا کہا یارو دیکھتے ہو مسلمانون نے بلوہ کر دیا پیراہن اپنے جامے سے باہر ہے برائے قتل
...جاتی ہے تم لوگ جا کر شریک جنگ ہو مین قید خانے مین جا کر سب کے سر کاٹ لون ملکہ حیرت
...قطعی دیا ہے صرصر کے حکم سے کون گردن تابی کر سکتا ہے سب ساحر جا کر جنگ مین شریک ہوئے
...ب قید خانے مین آیا پہلے ملکہ بہار کی زبان سے سوزن نکالی پھر باغبان کو رہا کیا
...ون اپنے اپنے مقام سے اُٹھے برق لامع و رخ موے کا گلگشا و ہلال سحر افگن وغیرہ
...رہا کیا خواجہ عمرو کو آکر سلام کیا کہا قبلہ و کعبہ اُٹھیے وقت رہائی آگیا بہار نے سب کے سحر اُتار کر
...ہ و برق و جانسوز و ضرغام چالاک کی تعریفین کرتے ہوئے اُٹھے یہی سب کا قول تھا
...لاک عیار بے نظیر ہے کیا کار نمایان کیا بہار نے نکل کر یہ معرکہ دیکھا کہ پیراہن نہ قبا لڑ رہی
...ر حیرت نے اُسکو گھیرا ہے جس غول پر جا پڑی درہم و برہم کر دیا حیرت چاہتی ہے کہ اِسکو گرفتار
...ن قتل نہ کرون بے خطا ہے گلگونہ کے سحر مین ہے ملکہ بہار نے باغبان کو اشارہ کیا دونون نے
...سحر کیا بہار نے گلدستہ مارا باغبان نے گیند پھولون کا مارا برق لامع کڑک کر گری کئی ہزار
...کاٹے بہار کے گلدستے پھول برسے کئی سے دیوانے ہو گئے سر ٹکراتے پھرتے ہین گریبان چاک

حُسن کے جلوے سے اُس رخ کا شارہ بجلی ــ کافری زلفون کو زیبا ہے مسلمانی
شہر خوبان مین نہین آتش مروت کا رواج ــ تشنہ لب مرجاؤن تو ممکن نہ ہو پانی

ملکہ گلگونہ نے جو یہ اشعار سامنے ساحر سیہ فام کے پڑھے مبہوت ہوگیا ہاتھ باندھکر عرض کی کہ ای
عالم وای شہنشاہ اقلیم حسن و جمال وای مہتابان آسمان کمال مین تابعدار ہون جو حکم ہو بجا
اس پیراہن حرامزادی نے آپ سے لڑوایا بڑا افسوس کرتا ہون مین حضور کی غلامی کو اپنا
ہون مین مشتاق جمال ساحر کہن سال تم اختر برج آسمان خوبی ہو گل گلزار محبوبی ہو میری
ہے کہ آپ سے مقابلہ کرون اگر حکم ہو تو اس بیحیا ساحرہ مکارہ بازاری آوارہ کے گریبان سے
جاؤن سر کاٹ کر خدمت اقدس مین لاؤن غلام جانباز کی یہ کیفیت ہے اُب جینے کی کون صورت ہے

چہکارتے مرغ مرغ خوش الحان نئے نئے ــ دکھلا رہا ہے رنگ گلستان نئے
کیونکر چبا چبا کے نہ باتین کرے وہ شوخ ــ نکلے ہین منہ مین یار کے دندان نئے
بدتر ہے حال اُس چہ غبغب کے شوق مین ــ دیتا ہے داغ سیب زنخدان نئے
دریاے قہر یار جو آجاے جوش مین ــ پیدا ہون ہر تنور سے طوفان نئے
زخمی تیغ عشق وہ ہون روزگار مین ــ منہ سے لگے ہین جسکے نمکدان نئے
اے ترک جیسے منزل سودا ہے سر مرا ــ گیسو ترے ہوے تھے پریشان نئے
ہون کہنہ عاشق رُخ محبوب آئینگے ــ سِتُم مین میرے حافظ قرآن نئے
رہتی ہے فکر تازہ مضامین کی منتظر ــ اِس گھر مین آنکلتے ہین مہمان نئے
قید نقاب و قید حیا و حجاب و شرم ــ یوسف ہزار رکھتا ہے زندان نئے
کیا باغ کوے یار ہے سیر اسکی کیجیے ــ آتش شگوفے پھولتے ہین یان نئے

یہ اشعار پڑھ کے وہ ساحر سیہ فام رومال سے ہاتھ باندھکر سامنے آیا کہا کیا حکم ہوتا ہے گلگونہ نے کہا
اگر ہمارے طالب ہو تو بی بی پیراہن کا گریبان لو دامن محبت نہ چھوٹے ہمارا تمہارا چولی دامن
ساتھ ہے تمہارا گریبان ہمارا ہاتھ ہے یہ سنکر وہ ساحر سیہ فام بقہر و غضب تمام پیراہن پہ جا
کہا کہ او بیحیا معشوقہ پری روسے لڑواتی ہے پیراہن نے گولہ مارا ساحر سیہ فام نے وہ گولہ
لے لیا اسپند آتش کے دانہ مارے ساحر نے ہاتھ مین لے کر پھانک لیے جب حیرت نے دیکھا کہ ساحر

ت وزمرد سحر کہا کہ بڑا غضب ہوا یہ گیسو بریدہ فنون علم سحر سے معمور ہے چہرے پر ظالم کے دیکھو کہ
ر ہے پیراہن کا رنگ رو متغیر ہوا مگر اتبو میدائین کھڑی ہو مقابلہ کرنا پڑا گلگونہ نے غنچہ دہن
کیا گل کلام یون پیشکش کیے کہ کیون او پیراہن پھر لباس عزور پھنکر آئی وہانسے دامن چھڑا کر بھاگی
حرکیے کہ ہم آپ کے عجائب غرائب دیکھین پیراہن نے پیچھے ہٹکر جھولی سے خنجر نکال کر اُسکو
خون سے رنگین کیا کبھی ران حیران ہوکر تراشی کبھی پیشانی پر نشتر مارا اپنے جسم سے کئی مقام کا
ی لیا سحر کو خوب پختہ کیا کچھ اسم سحر پڑھ کر پھینک مارا ملکہ گلگونہ پیچھے ہٹین آسمان پر لکۂ ابر سُرخ
یراہن اشارہ کرتی جاتی ہی کبھی دستک دیتی ہی پکار کر آواز دی کہ اے گلنار خونی کفن اپنی
کال دکھا ایک لکۂ ابر گلنار سے خنجر برسنے لگے گلگونہ اپنے کو بچاتی ہین ایک پرچۂ کاغذ
کا کاٹ کر پھینکا وہ سپر فولادی بنکر بالائے سر قائم ہوا جو خنجر گرا سپر نے سینہ سپر کیا سیاہی
ی بخت کا فران یا پردہ ظلمات کہیے یا سواد دیدۂ مردم پھول دامن مین رنگ بہار گلشن مین
برسنا موقوف نہین ہوتے ملکہ گلگونہ نے صدہا خنجر توڑ کے دار خالی دیے ایک خنجر طاؤس پر
سر طاؤس کا کٹا اِس سر سے کون آگاہ تھا گلگونہ نے وہ ہی سر اُٹھا کر ابر پر پھینک مارا ابر لخت
ہوا ایک ساحر سیہ فام بد انجام اُس ابر سے پاہو کرکے نکلا طرف گلگونہ کے چلا گلگونہ نے ہنسکر کہا
کہ کیون بھیا ہمارا یہ اشتیاق تمہارا یہ روز و شور ذرا الگ رہو دیکھو ہم کیا کہتے ہین نظم

وصلت مین ہے شغل اشک افشانی مجھے — ہجر مین کونا پڑا آخر لہو پانی مجھے
ین آئینۂ رُخ کے ہے حیرانی مجھی — زلف کے سودے مین رہتی ہی پریشانی مجھے
الحقیقت تو ہے اے دلبر سزوار سجود — کوئی دکھلائی نہین دیتا ترا ثانی مجھے
ن وہ دیوانہ کہ اپنا نام پڑھنے کے لیے — ایک پری نے دی ہے تسبیح سلیمانی مجھے
حرف اُسکی عبارت کا پڑھا جاتا نہین — لکھ دیا کس خط مین ہے یہ خط پیشانی مجھے
میرا مہربان ہے حسن بندہ یار کا — آئنہ سا رُخ ملا ہے اُن کو حیرانی مجھے
نے گلشن مین بلبل تیھے کرتا نہین — یار کے کوچے مین زیبا ہے غزل خوانی مجھے
خیال ماہ پیکر پر کیا کرتا ہون حکم — میکدے مین عالم مستی ہے سلطانی مجھے
ک مین ملوار ہا سودائے زلف یار ہے — مثل گرد راہ رہتی ہے پریشانی مجھے

وبندہ نواز ہے حاکم راز و نیاز ہے سب مشکلین تیری نزدیک آسان ہین افراسیاب سے مقابلہ تیرا ہمراہ احسان

میکند خسرو و کلان از حضرت داور خوف — رعب نیکوکار در دل دارد و بدکار خو
گل اگر باشد بحالت مہربان اے عندلیب — نیستت اندر بہار بوستان از خار خو
کن یقین در دل کہ حق بخشد گناہِ بندگان — لیک در دل زان جناب لااُبالی دار خو
باش اندر دوستی با دوستان ثابت قدم — اندران حالت مدارا از دشمنان زنہار
آنکہ از خوفش ہمی لرزد زمین و آسمان — دار در دل زان خداوند جہان ای
ہست شہراہ طریقت راست تر از ہر طریق — ہست اندر رہزن ہر منزل مگر ہر بار خو
اصل ایمان است ہندی پیش حق خوف و رجا — اہل ایمان دارد امید قوی بسیار خو

آمہ یہ نعت عجب تلاطم ہے سب کا بلکنا تڑپنا کہ آسمان پر ایک لکہ ابر گلنار پیدا ہوا ابر تین ٹوٹ کر
برگرین رعد کی گونج برق کی چمک ابر بیتیہا کسا گرچہ ت دچالاک ابر گلنار سے یہ ہویدا ہے کہ
خون برسائیگا صنم پرستون کو ایک قطرہ آب سی تر سائیگا وہ ابر لشکر مہرخ پر محیط ہوا آواز آ
اے ملکہ عالم واے بادشاہ لشکر اسلام واے مقبول خاص و عام اِن بھگوڑی کا آپ مقابلہ
ہماری ہی مقابلے سے بھاگی ہے جب کنیزین حاضر ہین تو بادشاہ گیتی ستان کو کیا ضرور ہے کہ تکلیف کر
ایسے بھگوڑون کے مقابلے مین جائین ملکہ مہرخ اِس صدائے محبت آمیز کو سنکر حیران ہو گئین کہ
ابر شق ہوا دیکھا سب نے کہ ایک شاہزادی والا قدر چہرۂ رشک خورشید و بدر تاج شہنشاہی بر
لباس گلنار زیب جسم انور دریلے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن سیمین معشوقہ عورزہ ادسحر
کامل داُستاد کلائیان شلغ بطور جوڑا اتر چہار روشنی بخش کوہ طور ابرو خمدار ہلتے ہوئے چہرۂ ز
غصہ ظاہر فنون سحر ساحری سے بخوبی ماہر پہلو مین میان مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو با نہا
عیاری سے آراستہ پشت پر پانچ ہزار جادوگر اتبوہ ہوا ملکہ گلگونہ رنگین پوش آگئین گور
گوری ہاتھون سے دستک دی کہ ایک طاؤس زرین بال مثال ماہ نو کندہ کیے ہوئے دُم
خراماں خراماں قریب ملکہ گلگونہ آیا ملکہ جست کرکے طاؤس پر سوار ہوئین تخت کو اشارہ کہ
تخت اور دہ سب ساحر لشکر مین آکر اُترے چالاک نے جو یہ خبر سنی کہ سب عیار گرفتار ہو گئے بیقرا
بھاگا کہ جا کر قبلہ و کعبہ کی صورت رہائی کردن حیرت نے بھی دور سے دیکھا کہ گلگونہ آ

عاف کراؤ یہان سے جواب ملا کہ او بیحیا کیا بکتی ہے لڑ بھڑ کر مرجائین گے اطاعت افراسیاب
لیجے پیراہن نے کہا پھر کسیکو بھیجو ملکہ مہرخ چہار جانب دیکھتی ہین کوئی مقابلے مین پیراہن کے
ن جاتا ملکہ مہرخ تخت سے کود پڑین تاج سرسے اُتار کر تخت پر رکھا کہا لو صاحبو تم سب کو خدا کے سپرد
س وقت لشکر مین ایک غوغا بلند ہوا سبھون نے دست دعا بدرگاہِ قاضی الحاجات بلند کیے تڑپ
کر دعائین مانگ رہے ہین اے پروردگار مدد کر اس بلا کو رد کر اے رب بے نیاز وای خالق
کارساز و اے کریم و رحیم و ای سمیع و علیم دعا ہماری قبول ہو سعادت دارین حصول ہو نظم

اندر کارِ حق مصروف دست و پای تو — سرنگون در سجدہ ہاے بندگی اعضاے تو
سافر رخت بر بند از سراے اینجہان — زانکہ این خانہ بنا شد مسکن و ماواے تو
بے ناغہ روز ی مرترا شام و صباح — خالق تو مالک تو شاہ و تو مولاے تو
یدگر کس بغیر از دلربا گیرد قرار — طالب دلبر اگر باشد دلِ شیداے تو
صادق چو مجنون باش در بیدای عشق — تا نماید جلوہ خود از ہر طرف لیلاے تو
می شنود بغیرِ از حضرت فریاد من — در زمانہ شور تو فریاد تو غوغاے تو
اندر کعبہ معبود توے آید نظر — رخ نماید گہ ز بت خانہ بت رعناے تو
ص در جلوہ گاہ ہمہ حق آید نظر — گر نباشد نقص اندر دیدۂ بیناے تو

سردار آکر ملکہ مہرخ کے قدمون پر لپٹ گئے کہا کہ آپ ذرا اس عدالت سے سلطنت کی کہ ہم سب
راضی ہین چاہتے ہین کہ جان دین مگر آپ میدان کارزار مین نہ جائین ملکہ مہرخ نے کہا کہ
سو بڑے ہتک کی بات ہے کہ وہ ملعونہ پکارے اور ادھر سے کوئی مقابلے مین نہ جاے مین جاکر
جواب دونگی بحول و قوت الٰہی اسکو قتل کرونگی تم سب دعا کرو مین جاکر اس سے مقابلہ کرونے
جاتا ہے تو سر لاتی ہون ہر چند گرفتاری بہار دمخمور سے دل شکستہ ہوا مگر پروردگار مالک
یہ کہکر ملکہ مہرخ نے طاؤس زرّین بال طلب کیا اُسپر سوار ہوکے براے مقابلہ پیراہن نہ قبا چلین
قت تمام لشکر مین عجب تلاطم ہے کوئی دامن سے لپٹا کوئی گریبان سے ہر ایک کا یہی قول ہے کہ شاہزادہ
کا جانا مناسب نہین اگر مغلوبہ کو حکم دیجیے تو ہم سب لڑ بھڑ کر جان دین یا اِس حرامزادی کو
کرین ملکہ بہت مجبور ہین کہ اہالی لشکر نہین جانتے اے مہرخ کیا کرون اے پروردگار تو کارساز

پھر طبل جنگی بجوا دیا بعد ۂ قتل عیاران افراسیاب کو نامہ بھی لکھا دیکھیے جواب وہانسے کیا آ
فلک بجر فتار کیا دکھائے ملکہ نے کہا کہ کمند و ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے پرور
مالک ہے حیرت نے کہلا بھیجا کہ اے پیراہن وای سوزن آجکی شب اپنی حفاظت کرنا کالیا با نے
وہ کبھی آجتک قید نہین ہوا ایسا نہو کہ کسی کی شکل بنکر چلا آئے بعدہ ماردیگا استاد اُسکا قید
پیراہن و سوزن نے یہ سنکر گرد بارگاہ کے خندق کھُدوا ئی اُسمین آتش سحر روشن کی بار
مین بیٹھی ہوئی گانا سن رہی ہر کہتی ہے کہ سیرادہ بہارِ برباد ہوا کہ ابھی تک قلق ہے لیکن مہتر قرا
نے جو یہ حالات مفصل سنی کہ چارون عیار گرفتار ہو دے ساحران زبردست گرفتار ہوگئے بعدہ
اپنے مقام سے اُٹھے ساحر کی صورت بنے ہوے لشکر پیراہن مین آئے جا بجا پھرنے لگے سامنے
پیراہن و سوزن کے پہونچے دیکھا گرد بارگا آگ جل رہی ہے دل ٹکڑے ہو گیا ایک نخل
نیچے بیٹھ گئے اِس انتظار مین کہ صبح کو جب لشکر لیکر چلیگی سرِ میدان جان دینگے یہ تو انتظار مین
پیراہن و سوزن نے رات بھر سحر تیار کیے صبح کو بارگاہ سے نکلین ایطرف سے لشکر حیرت
مہتر قران ایک بوڑھے ساحر کی شکل بنے ہوئے ہین حیرت نے صرصر سے کہا کہ اے صرصر جا کر
تو لو صرصر پھرتی پھراتی قریب تخت پیراہن کے آئی نگاہ اُسکی پڑی کہ مہتر قران کمر چست اُس
باندھی ہین کہ دونون جادوگرنیون کو مارلین کہ صرصر نے قریب آکر کہا ارے مہتر قرآن چلا
سوزن کمان لنکر پلٹی چاہا کہ سحر کرون مہتر قران نے جان پر کھیل کر ایک بعدہ سوزن
سوزن کا سر پھٹا اندھیرا ہوا اُسی اندھیرے مین قران بھاگے پیراہن نے سر پیٹ لیا کہا
صرصر تونے چپکے سے نہ کہا سرِ میدان کہ بیٹھی صرصر شرمندہ ہوئی کہ مین نے کیون کہا اُدھر سے
مہرخ حیران و پریشان میدان کارزار مین آکر ہو بچا افسران نامی نامدار و صفین صف ماتم
ہوتی ہین بہار و مخمور و باغبان کا نہونا باعث خرابی ہر مگر مجبور و ناچار ہین کہ کیا کرین خیا
کہ دیکھین اَب کیا ہو کہ پیراہن تخت سے کودی سامنے تخت حیرت کے آئی کہا کہ واری میرا ملک
تباہ ہوا انتقام بیدا الکش سامری وہان یہ خونریزی آج مسلمانون کو دربدر خاک بسر کرونگی
ہاتھ سے کہان جاتے ہین ملکہ حیرت نے اجازت دی پیراہن جوشان و خروشان میدانمین آ
پکار کر آواز دی کہ ای مہرخ جن سرار دینر کہ تمکو ناز تھا سب کو پکڑ لیا آکر حیرت کے قدمون پہ گر

ڈالا دونون بیہوش ہوکر گرین پیراہن نذ بڑھ کر دونون کی زبانین سوزن دیا ملکہ مہرخ نذ آواز
کہ صاحبو لینا بہار و مخمور جانے نہ پائین سب سے پہلے کنیزان بہار ایک ایک غنچہ دہن سرو قد جاپڑین
ت نذ بھی لشکر کو اشارہ کیا حیرت کا بھی لشکر چلا مہرخ نے بھی تخت بڑھایا دونون لشکر ل گئے
ن سحر چلنے لگا جسنے جسکو گولہ مارا سر پھٹ کر گرا کنیزان بہار آپڑین لیکن بیبس و بیکس رنگ چہرے کا متغیر
اے سحر ہاتھون سے گرے جاتی ہین لڑائی پر تلی ہوئین نشان فوج کے کھلے ہوے اسباب سحر تیار
ے گیر و دار بلند باغبان قدرت چاہتا ہے بہار و مخمور کو چھین لون ساٹھ ہزار ساحر پشت
ب جلکر سحر کیا آگ برسادی مجمع متفرق ہوا کہ حیرت نے پکار کر آواز دی کہ اے پیراہن ہوشیار
ذ باغبان قدرت نے جنگ کو روک لیا پیراہن پلٹی پکار کر آواز دی کہ اے سایہ انداز
ان کو لینا ایک عقاب گوشۂ صحرا سے پیدا ہوا باغبان پر سایہ ڈالا باغبان لڑکھڑا کر گرا
ں ہوا پیراہن بلوہ کر کے چلی برق لامع تڑپ کر گری کسی سردار نامی کو قریب باغبان کے
ے دیا کسی سے جادو گردن کو کاٹ کر نکل گئی سوزن و پیراہن نے ملکر سحر کیا آگ برسنا موقوف
ں ہوا ٹھنڈی چلی برق لامع جھونکے سے ہوا کے زمین پر گری برق لامع و باغبان
لیا تو پیراہن لشکر اسلام پر گری ملکہ حیرت جادو یا قوت در سے دیکھ رہی تھین یا سحر کرتی
بڑھین جسپر گرد کی کرگرین انکو اُٹھائے گئین بلندی پر لا کر چیر کر پھینکدیا ملکہ مہرخ نے
افسوس ایک شہنشاہ ادج عیاری کے نہ ہونے سے یہ آفت برپا ہوئی حاضرین وقت سے صلاح کی
بازگشت بجوا دیا جائے سب نذ عرض کی کہ بہت مناسب ہوگا سوزن و پیراہن نے قیامت برپا
ہے ابھی وقائع نگار نے خبر دی ہے کہ لاکھ ساحر لشکر اسلام کے مارے گئے ملکہ مہرخ نے مجبور ہو کر
بازگشت بجوایا لشکر علحدہ ہوے مہرخ کو انتہا کا ملال ہے فرماتی ہین کہ دو صاحبون کے سبب
ہ جفائین اٹھائین لاکھ جوانون کا مارا جانا لشکر مین برہمی ہوگئی اب کچھ زور نہین چلتا چار دن
دن کچھ بھی پیراہن لیگئی ہے ہمین بڑا افسوس ہے رنجیدہ و کبیدہ اپنی بارگاہ مین آئین کہا صاحبو
ین نذ بڑا صدمہ اُٹھایا دل چاہتا ہے کہ اپنے کو ہلاک کرون لیکن کیا کرون حکم خدا کے خلاف ہے
کیا کرون کیونکر اپنے سردارون کو بچاؤن جان دیدون کیون لشکر مسلمانان ہٹ آیا افسوس
ن خواجہ کو کیا جواب دونگی اس فکر مین بیٹھی ہین کہ ہرکارون نذ آکر عرض کی کہ ملکہ پیراہن نے

پر کیا گذری اِسوقت دل بہت بیقرار ہو خدا خیر کرے نظم

بلاے جان مجھے ہر ایک خوش جمال ہوا
چھری جو تیز ہوئی پہلے مین حلال ہوا

گرہ ہوا تو اسے چھوٹنا محال ہوا
دل غریب مرا مفلسون کا مال ہوا

کمی نہین تری درگاہ مین کسی شی کی
بہار آئی تو ہر نخل بھی نہال ہوا

دکھائے چہرۂ روشن یہ کہتے ہین تمام
وہ آفتاب نہین ہے جسے زوال ہوا

دکھا نہ دل کو صنم اتحاد رکھتا ہون
مجھے ملال ہوا تو تجھے ملال ہوا

سمجھایا آنکھون نے وہ رخ تلاش مضمون نے
خیال یار مرا شعر کا خیال ہوا

ترے شہید کے جیب و کفن مین ای قاتل
گلال سے بھی ہے رنگ عبیر لال ہوا

بلند خاک نشینی نے قدر کی میری
عروج مجھکو ہوا جب کہ پائمال ہوا

غضب مین یار کی شان کرم نظر آئی
بنایا سرو چراغان جسے نہال ہوا

دہان یار کے بوسے کی دل نے رغبت کی
خیال خام ہوا مطلب محال ہوا

رہا بہار و خزان مین یہ حال سودے کا
بڑھا تو زلف ہوا گھٹ گیا تو خال ہوا

گنہ کسی نے کیا تھرتھرایا دل اپنا
عرق عرق ہوے ہم جس کو انفعال ہوا

تری دہان و کمر کا جو ذکر آیا یار
گمان وہ ہم کو کیا کیا نہ احتمال ہوا

کمال کون سا وہ ہے جسے زوال نہین
ہزار شکر کہ مجھکو نہ کچھ کمال ہوا

وہی ہے لوح شکست طلسم جسم آتش
جب اعتدال عناصر مین اختلال ہوا

یہ اشعار پڑھکر ایک جوش پیدا ہوا بہار کی مدد کو چلی پکار کر آواز دی ای بہار ہوشیار پیراہن کی تاثیر کی بونڈی گرد کے اڑی ہے زمین تپ رہی ہے چند زاغ و زغن شدت گرمی سے منھ کھولکر زمین پ[ر] تڑپ تڑپ کر مرے بہار و مخمور دونون ادھر سے بڑھین پیراہن نے بھی سحر کیا مخمور نے آکر بہا[ر] ہاتھ پکڑا کہا بہن کہان جاتی ہو اپنے ہوش و حواس درست کرو بہار نے گرمی کا اشارہ کیا کہ شدت [illegible] سے دل جل گیا دیکھو زبانین چھالے پڑ گئے مخمور بھی اُف اُف کرنے لگی بہار و مخمور قصد کرتی ہین کہ [illegible] پر ہاتھ ڈالین سحر کا دفعیہ کرین مگر ہاتھ پانوئین رعشہ ہے اتنے مین پیراہن نے آواز دی ای سایہ [illegible] لینا ان دونون کو دیکھا تو ایک فراٹا ہوا گوشۂ صحرا سے ایک عقاب پیدا ہوا اُسنے بہار و مخمور [illegible]

اسقدر اہل جہان کو ہے محبت زر سے
پیٹ مین مارتے سونے کا جو خنجر ہوتا

اُس پری تک جو خطِ شوق مرا لیجاتا
تاج ہُدہُد کے سزوار کبوتر ہوتا

خال کی بو بھی ہے اُس رخ کے پسینے کی شریک
تا ال عطر ہے فی الواقع عنبر ہوتا

توڑتا پانون کو جو تخت کی خواہش کرتا
کاٹتا سر کو اگر مائل افسر ہوتا

قابل دید ہے ہر چند صفا سے وہ رُخ
آئنہ تھا جو مروت کا بھی جوہر ہوتا

بحرِ ہستی مین نظر آتے نہ مانند حباب
خالی اک لحظہ ہوا سے جو تری سر ہوتا

میٹھی باتونکا عجب کیا ہے دہن سے اُنکے
بیشتر لب یہ ہے آلودہ شکر ہوتا

میرے زندان مین کرم بادِ بہاری کرتی
نکہت گل کیطرح جامے سے باہر ہوتا

جام بھر بھر کے مئے ناب سے دیتا بشید
آئنہ تجھکو دکھاتا جو سکندر ہوتا

گرد پھرتا کبھی آغوش مین لیتا گاہے
یار کے قد سے جو اونچا نہ صنوبر ہوتا

تری فرقت مین شب ای ترک یہ تنگ آیا تھا
چیرتا پہلوے جانی کو جو خنجر ہوتا

عشق ہو بندگی حسن سے کیونکر باہر
دوست اللہ کا کیا ہے جو پیمبر ہوتا

ساغرِ مے کا طلبگار نہین ای ساقی
دونون آنکھون سے تری مست دو ساغر ہوتا

باغ بے یار جو جاتا تو بنے غارت دل
تختۂ لالہ قزلباش کا لشکر ہوتا

باغ عالم کے تماشے کا یہی حاصل ہے
لالہ تھا داغ محبت جو میسر ہوتا

سوزشِ عشق مین یہ دل ہی ہے قائم آتش
پانی ہو ہو کے بہا کرتا جو پتھر ہوتا

...نے دیکھا بہار نے جو گلدستہ مارا طائران نغمہ سرا انیار رنگ جمانے لگے پکار کر آواز دی پیراہن حیرت
...لنے سے ہوش مین آئی یا تو صحرا ہرا بھرا ہونے لگا تھا یا تبدل نے صورت دکھائی نخل جلنے لگے طائر زیر دکن
...ل کر اچھلنے لگے حدت نیر اعظم نے صحرا کرہ نار بنا دیا عین بہار مین خزان کا مژدہ سنایا بہار نے اونہ
...تے مارے گرمی مین رنگ نہ جما طائر جلکر کباب ہوے ساکن صحرا شدت گرمی سے بیتاب ہوے رنگ بہار
...ہوا سوزن نے بھی اپنے مقام سے سحر اخوانی کی دونون بہنون کے سحر سے گجرے پھولون کی
...نے لگے چھپکا موتیے کا ٹوٹ کر سر سے گرا بہار اف اف کرتی طرف پیراہن کے چلی مخمور نے جو یہ رنگ
...ر کا دیکھا بے اختیار آہ کی کہا بڑا غضب ہوا عاشق مزاج پر یہ سختی نہین معلوم شہزادۂ نور الدہر

ہے دیکھیے سحر مین کیا کیفیت ہوتی ہے جادو مین طاق شہرۂ افاق ہے سب ساحر اپنے اپنے مقا
تازہ تیار کرنے لگی چار پہر رات گذر کر ستارہ سحری آسمان پر چمکا پیراہن زرین پوش آفتاب عا
شہنشاہ ماہ تابان کا گریبان گیر ہوا ماہ نے شکست فاش کھائی فوج ضیا و شعاع کا بند و بست
و سوزن دونون بہنین تخت پر سوار ہوئین ایک طرف ملکہ حیرت جادو کا لشکر بڑے زور و شور
میدان کارزار مین پہونچا ادھر سے ملکہ مہرخ مع ساحران صف شکن و سرداران تیغ زن میدا
مین آکر سہو بجنین صفین آراستہ و پیراستہ ہوئین پیراہن نے تیا تخت سر کو دی ملکہ حیرت سے
لی میدان کارزار مین آکر نعرہ کیا اور چار گولے چار جانب پھینکدیے اور آواز دی جسکو تمنا
ہو وہ آکر مقابلہ کرے ملکہ ہلال سحر افگن نے اپنا طاؤس زرین بال بڑھایا ملکہ مہرخ سے اجا
جیسے سامنے پیراہن کے پہونچی پیراہن نے آواز دی اے چہار چشم لینا چار جادوگر چار جانب سے
ہلال کو زبردستی پکڑ لیا زنانین سوزن دی پھر آواز دی شیرخ مو نکلی پیراہن کا اُٹھی کہ ا
اس نازنین کو لینا زمین سے دھوان نکلا آنکھون مین لگا بیہوش ہو کر گری سات ساحر اسی طر
پیراہن نے انکو اسیطرح گرفتار کیا جب تو ملکہ بہار جادو کو غصہ آیا طاؤس کو بڑھایا ملکہ مہرخ
فلک کی ملکہ نے کہا بسم اللہ خدا مظفر و منصور کرے بہار نے طاؤس بڑھایا مقابلے مین پیراہن کے پہ
پیراہن نے آواز دی اے زمین گیر بہار کو لینا زمین شق ہوئی جیسے ہی دھوان زمین سے نکلا
چند پھول اُس مقام پر پھینکے اور آواز دی ای لالہ نگار زمین گیر کو لینا وہ پھول جو وہان پر گرے
چیخ مار کر زمین مین نابود ہوا اچھلا کر پیراہن نے ایک چیخ ماری ای چہار چشم اسے لینا چار جوان گوشہ
صحرا سے پیدا ہوے بہار نے جو ان چارون کو آتے دیکھا چند درخت راہ مین حائل تھے آواز دی
ذرا چہار چشم کو روکنا مجھ تک نہ آنے پائین فوراً درختون مین ایک ایک پھل پیدا ہوا چارون جوانون
درختون کے پھل کھائے درختون کی بیخ مین پاؤن مار کر غائب ہو دی بہار نے پیراہن پر گلدستہ ما
آکر پھٹا ہوا ٹھنڈی چلی پھول برسے عندلیبان خوشنوا نے یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی نظ

شوق اگر کوچۂ محبوب کا رہبر ہوتا	گام اول مین قدم کعبے کے اندر ہوتا
گوشِ خوبان نہین لٹکتا جو مین گوہر ہوتا	زر جو ہوتا تو حسینون ہی کا زیور ہوتا
حق ہے ایجان کہ تجھ سا نہین دلبر ہوتا	دلِ عالم مین نہین تیری طرح گھر ہوتا

م رنگ جار ہاہے ضرغام بھی موجود ہوگا اب جلدی جائیے ورنہ دونون کا خاتمہ ہوا چاہتا ہے یہ
رحیرت چھٹی برق بنکر آسمان پر چمکی مصوّر صورت نگار عقب سے چلے ساحرون نے جو خبر سنی سب
ن مقام سے اُٹھے چہار جانب سے آکر بارگاہ پیراہن کو گھیر لیا خواجہ یہان گھبرا رہے ہین دل کو
ن قلب کو پھڑکن ضرغام دُعائین مانگ رہا ہے ای پروردگار قبلہ وکعبہ کی عیاری کو پورا کرنا ایسا
ی زوال آجائے ای معبود حقیقی ای رب تحقیقی تیری صفت مین کیا کرون تو مالک بے نیاز ہے تو خالق
کارساز ہے و بندہ نواز ہے کنشت و دیر مین تیرا ہی جلوہ ہے چشم وحدت نظر ہے نظم

لن عبادت ماہزاران اشتیاق - تا شود زان بندگی حاصل مذاق
ست باش اے بندہ ہنگام گنہ در عبادت تندرست وچست وچاق
سرنگون شو در سجود بندگے پیش آن شاہنشہ مالایطاق
زال دنیا چون زن شوہر کشست دہ طلاقش دہ طلاقش دہ طلاق
در تجرّد فرد باشے فرید گر شوی اندر جہان از جفت وطاق
برکلامت ہندیا تحسین کنند شاعران ہند وایران عراق

ہی جلدی تھی شراب منگا کر بیہوشی ملائی چاہتا تھا کہ پیراہن کو پلا کر قتل کرے کہ آسمان سے برق
ر آواز آئی او ساربان زادے تو پیراہن کو جامۂ ہستی سے باہر کیا چاہتا ہے ای پیراہن شراب
ن یہ آواز جو سُنی جام کو پھینکا چاہا خنجر مارون حیرت نے وہین سے سحر کیا خواجہ وضرغام دونون گرفتار
ون نے گرفتار کیا حیرت نے آکر کہا ای پیراہن غضب ہوا تھا دل مین نے تمہاری خبر کے واسطے یاقوت
ا اُسکو ضرغام نے بیہوش کیا مگر جب کسی طرح وہ ہوشیار ہوئی تو مجھکو خبر دی اب تو بہتر ہوا کہ خواجہ
غام دونون قید ہوے جہان برق وجانسوز ہین وہین عمرو وضرغام کو بھی لا کر رکھا پیراہن
ا عیارون کو قتل کردن حیرت نے کہا کل سردارون سے مقابلہ کرو مین شہنشاہ کو عرضی لکھونگی عیارون
ی مین جب حکم آجائیگا تب تمہین اختیار ہے لیکن نگہبان عمدہ مقرر کرو پیراہن نے اسی وقت در زندان
ی ہزار ساحر مقرر کیے اور سب کو حکم دے دیا کہ شب بھر جاگتے رہنا ملکہ مہرخ دربار مین جلوہ فرما ہین
ومخمور آپس مین صلاحین کر رہی ہین سحر تیار ہو رہے ہین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی خواجہ
ق وجانسوز وضرغام قید ہوگئے ملکہ مہرخ نے تیج سے مارا کہا خدا خیر کرے یہ ملعونہ بلاے روزگار

دریا مین ڈالدو مرے مردے کو دوستو
اڑتے دکھائی دینگے پرون کیطرح سو آگ
آتش کی آرزو یہی ای شہسوار ہے

آباد ہو اسیر سے زندان حباب کا
کھینچیگا صدمہ دام مرے اضطراب کا
اُسکا غبار سرمہ ہو چشم رکاب کا

خوب جلسہ آراستہ و پیراستہ ہے کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا افراسیاب جادو تخت پر سوار تخت آکر رکھا گیا واسطے استقبال کے اُٹھے پیراہن نے دست بستہ عرض کی شہنشاہ کے آنے کا کیا باعث ہوا اُسنے کہا سنا کہ تمنے طبل جنگی بجوایا ہے کل مسلمانون سے مقابلہ ہے دل کو آرام نہ آیا مین نے کہا کہ جاکر دیکھون یہان بلاے روزگار ہین پیراہن نے کہا مین نے دو عیار گرفتار کیے افراسیاب نے گلے سے لگا لیا کہا پیراہن بڑا کام کیا عیار قیامتین برپا کرتے ہین پیراہن نے سب حال بیان کیا افراسیاب نقلی مین رنگ جارہا ہے لیکن یہان صرصر شمشیرزن پاس حیرت کے بیٹھی تھی اِسنے کہا حضور دو عیار گئے ہین اَب عیارون کا تانتا لگ جائیگا ذرا وہان کی خبر منگوائیے حیرت نے یاقوت سے اشارہ کیا جاکر خبر تو لے دیکھ دربار مین کیا ہو رہا ہے یاقوت وزیرزادی چلی قریب بارگاہ پہونچی پردہ اٹھا دیکھا کہ افراسیاب جادو مقام صدر پر بیٹھا ہے ارے کہکر پیچھے ہٹی چوبدار نے کہا کیون بی وزیرزادی ہے یاقوت نے کہا افراسیاب مقام صدر پر جو بیٹھا ہے یہ نقلی ہے چوبدار نے پوچھا کیونکر جانا اِسنے کہا حیرت نے بھیجا ہے عیار جو پکڑ گئے ہین سب کو فکر ہے کہ اَب عمرو پیراہن کو مار ڈالیگا عیارون کو چھڑا لیگا عمرو افراسیاب بنا بیٹھا ہے شراب کا ذکر ہو رہا ہے چوبدار نے کہا ای ملکہ اگر یہ عمرو ہے تو چلو ملکہ سے گرفتار کرین ہمارا تمھارا نام ہوگا ادھر نخل کی آڑ مین آؤ مین تدبیر بتلا دون یاقوت پیچھے چوبدار باتین کرتا ہوا چلا کہ تم سحر کرنا مین ہاتھ پکڑ لون گا یہ کہتا ہوا نخل کی آڑ مین لیکر آیا کہا دیکھو ملکہ حیرت خود آتی ہین وہ پلٹی تھی کہ چوبدار نے خلقے کمند کے مارے اور نعرہ کیا منم ضرغام شیردل یاقوت کو بیہوش کرکے زیر نخل ڈالدیا پھر ضرغام جھپٹ کر بارگاہ مین آیا افراسیاب نقلی کو سلام کیا اور سمجھا دیا کہ اے والد نامدار جلدی کیجئے آپ کی فکر ہو رہی ہے عمرو نے کہا اے پیراہن جلد شراب منگواؤ بشکل چوبدار کھڑا ہے اشارہ نہین سمجھا رہا ہے خواجہ جلدی کر رہے ہین مگر وہان یاقوت کو ایک سا ہوشیار کر دیا پوچھا کہ اے وزیرزادی یہ کیا معرکہ تھا اُس نے جواب دیا عیار مجھکو بیہوش کرکے ڈال گیا پھر مقام پر موجود رہتے ہین یہ کہکر یاقوت بھاگی ملکہ حیرت کیخدمت مین آئی کہا ای ملکہ عالم عمرو دیا

ہ پوش کا پردہ کھل گیا برق کے پانون زمین نے چھوڑ دیے جانسوز نے کہا اے برق پتیارہ اُٹھا دُ
ن چلاکہ پتیارہ اُٹھائے یہان پیراہن نے نقشہ دیکھا کہا غضب ہوا پردہ پوش مارا گیا یہ کہکر خود کرڑکی
نسوز برق سی کہ رہا ہے کہ بھاگو اتنے مین آسمان سے نعرہ ہوا منم پیراہن نہ ُھبا د جانسوز اور برق دونون
تے تھے کہ بھاک کر نکلین پیراہن نے سحر کیا دونون لڑکھڑا کر گرے اور جادو گر بھی آگئے تھے لشکر مین ہلڑ ہوا کہ
ی و جانسوز پکڑے گئی جادو گر دن نے آکر دونون کی مشکین باندھین سوزن کو ہوشیار کیا سوزن گھبرا
وچھا ملکہ کیا ہوا کیا انکو برق گرفتار کرکے لیچلا تھا غلام بھی میرا مارا گیا جادو دن ہر اشارہ کیا ان دونون کو
ر قید کرو ساحرون نے لیجا کر قید کر دیا پیراہن اور سوزن آکر ایک ہی مقام پر بیٹھین پیراہن نے کہا اے
ن ساتھ ہوشیاری کی رات بسر کرو سوزن نے کہا اب مین نے سونا بھی موقوف کیا سب جمع ہو کر بیٹھین
ت مین شراب چلنے لگی قضائے کار خواجہ عمرو کنارے پر لشکر کے کھڑے ہوئے تھے اتنے مین ہرکارون نے آکر
ی کہ برق و جانسوز گرفتار ہو گئے خواجہ گھبرا گئے ایک جانب چلے دیکھا ایک مقام پر خیمہ استادہ ہے صحبت
ستہ ہے پیراہن اُسی خیمے مین مقام صدر پر بیٹھی ہے سوزن پہلو مین متمکن ہے انیسین جلیسین حاضر ہین
ایک گائن بصد سوز و گداز یہ اشعار گا رہی ہے نظم

کہتے ہین عطر جس کو یہ مردم گلاب کا
ای ترک دُرد ہے تری جھوٹی شراب کا

خط دیکھو بیچھو یار کے ہاتھون مین نامہ بر
پہلے سوال کیجیو خط کے جواب کا

دیکھا ہے تو نے سامنے رکھکر جو اسمین منھ
آئینہ برج بنگیا ہے افتاب کا

کیا کیا طرار سے توسن ہلا دینے بھرے
بوسہ لیا جو مین نے تڑپ کر رکاب کا

شق خرام مین عرق افشان ہے روے یار
چھڑکاؤ ہو رہا ہے زمین پر گلاب کا

ساقی سے کے دور کھینچے سے روکتا ہے دم مرا
انگور سے خروش آتا ہے کھنچنا شراب کا

حرص و ہوا کو سینے مین غافل جگہ نہ دے
مطلب کو فوت کرتا ہے کیڑا کتاب کا +

خانہ خرابی پہ کمر موج بندہ جسکی +
باہر نکالا سیل نے خیمہ حباب کا +

زینت پسند وہ نہین جو ہین شکستہ دل
محتاج موے چینی نہ دیکھا خضاب کا

کرتے ہین سجدہ اُسکی طرف کیا سمجھ کے لوگ
کعبہ ہے نام ایک کنشت خراب کا

رویا کا حال یار کے آگے کہون گا میز
یوسف کے منھ سے لطف ہے تعبیر خواب کا

برق کہان چلے برق نے کہا لشکر کی سیر کرنے جاتا ہون عمرو نے کہا تم عیاری کرنے جاتی ہو کبھی عیا
نہ بن پڑی ہو نہ بن پڑیگی جا کے اُسے ہوشیار کردوگے برق نے کچھ جواب نہ دیا باہر آیا جانسوز
سے ملاقات ہوئی جانسوز نے پوچھا کہ بھائی برق کہان چلے برق نے اشارہ کیا کہ طرف لشکر سوز
پیراہن کے جاتا ہون جانسوز نے ہلا دیا برق جا کر لشکر جادوگران مین پہونچا پیراہن ایک
استاد گرا کے ٹھہری ہے برق پھرتے پھرتے اُسی بارگاہ کے دروازے پر آیا دربانون سے دریافت ک
ہوا کہ سوزن بھی اسی بارگاہ مین ہے برق نے کناری آکر ایک رقعہ تیار کیا صرصر کی شکل بنکر دربار
آیا چوبدارون سے کہا جا کر بی پیراہن سے عرض کرو کہ ملکہ صرصر شمشیر زن فرستادہ ملکہ حیرت دردو
پر حاضر ہے چوبدار نے جا کر پیراہن سے کہا حکم ہوا بلا لو برق اندر آیا پیراہن کو سلام کیا رقعہ اسکے
ہاتھ مین دیدیا پیراہن نے دیکھا لکھا ہے ای پیراہن وہ رنج و ملال تمنے اُٹھائے جسکا بدلہ بھی ہر
تمنے کیا مگر سوزن کو تھوڑی دیر کے لیے صرصر کے ساتھ کردو پیراہن پیراہن ای سوزن شاید ملکہ حیـ
تمہارے لیے کوئی سحر بھیجا ہے جاؤ صرصر سے تخلیہ مین حاصل کرو سوزن اُٹھی برق سوزن سے باتیں
چلا ایک خیمہ مین لایا کہا ایک انگیٹھی مین آگ روشن کیجیے سوزن نے آگ روشن کی صرصر نقلی نے لوبان
پاس سے نکالا اور کہا ای ملکہ اسے آگ مین ڈالو اُسنے جیسے ہی لوبان آگ مین ڈالا دھوان نکلا سوزن بیہو
گری برق نے نعرہ کیا نعرہ برق منم برق رفتار و خنجر گزار + منم کہ لیکن گران بر ہزار + سوزن کی ز
سوزن دی اور پشتارہ باندھکر لے بھاگا پیراہن نے جب دیکھا کہ عرصہ ہوا کہا ارے دیکھو تو سوزن کیا کر
غلام اُسکا پردہ پوش کھڑا تھا جھپٹ کر اُسنے دیکھا کہا حضور کوئی عیار تھا ملکہ سوزن کو لیگیا کہا ای پردہ
لینا کنارے پر لشکر کے زیر درخت چنار پشتارہ درست کرکے باندھ رہا ہے یہ غلام چلا حقیقت مین بر
کنارے پر لشکر کے آکر پشتارہ سوزن کو درست کر رہا تھا کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم پردہ پوش غلام ملکہ
برق نے چاہا پشتارہ چھوڑ کر بھاگون جست کی تھی پردہ پوش نے سحر کیا برق کے پانوئن زمین نے
پردہ پوش اُترا نیمچہ لیکر طرف برق کے چلا برق نے تڑپ کر دعا کی کہ بچاوے آواز آئی ادر پردہ پو
کیا کرتا ہے خبردار قتل نہ کرنا پردہ پوش نے پلٹ کر دیکھا کہ پیراہن چلی آتی ہے کہا حضور آپ نے کیو
تکلیف کی پیراہن نے کہا تو عیار کا لباس عمر قطع کرتا ہے یہان حکم ہے کہ بدون حکم افراسیاب کوئی عیا
نہ ہو یہ کہکر پیراہن نے کہا دیکھ شہنشاہ آتے ہین جیسے ہی پردہ پوش اُدھر پلٹا نعرہ کیا منم جانسوز اور خنجـ

ہون کیون نہ محو حیرت نیرنگہائے شوق
کیا جی لگا ہے تذکرۂ یار مین عبث
جو دل مین شعلہ تھا وہی آنکھون مین آب تھا
ناصح سے مجھکو آج تلک اجتناب تھا

جھڑک دیا کیا بیہودہ بکتا ہے ملازمون نے دیکھا ہماری آقا کو اس عورت نے کلمۂ سخت کہا سب طرف سے
رکے چلے ملکہ نے چند سنگریزے اوٹھا کر مارے کئی کے سر پھٹ گئے اخلاص تاجدار نے جب دیکھا کہ کئی
گرا اس نازنین نے مارے دام جمشیدی مارا ملکہ دام مین پھنسی برق نبلی تڑپی جال کو توڑ کر الگ گری
ل گیا معلوم ہوا بے دام کا تھا جال پھیلایا دام گیسو مین خود پھنسا ملکہ نے دیکھا پانچ ہزار جادوگر آگئے
ل تو بھاگ کر ایک نخل کے نیچے چھپا جادوگر نکلا دو چار حقہ ہای آتشبازی مارے اخلاص تاجدار
اتھ پانچ ہزار ساحر تھے جب ملکہ نے دیکھا اخلاص تاجدار ہر مرتبہ کلمات لاطائل کہتا ہوا میری جانب
ے ہاتھ جھکا دیا اخلاص کے دو ٹکڑے ہوئے پانچ ہزار جادوگرون نے دیکھا کہ اس نازنین نے تھوڑے
رصے مین کئی سو جادوگرون کو مارا افسرون نے فریاد کی طناز سنگ انداز سب کا افسر تھا اسنے پہچانا
دیہ ملکہ گلگونہ رنگین پوش ہے اسکے سحر سے کوئی نہ بچیگا بہتر یہ ہے کہ اطاعت کرو رومال سے ہاتھ
کر خود سامنے آیا اور کہا اے ملکۂ عالم مین نے آپ کو پہچانا مرجان الماس پوش کی آپ دختر بلند اختر
طناز مع لشکر مطیع اسلام ہوا اُسی مقام پر بارگاہ استادہ ہوئی ملکہ مقام صدر پر آکر بیٹھین دو دن اُسی صحرا
صحبت عیش و نشاط آراستہ رہی تیسرے دن ملکہ نے کوچ کا حکم دیا طرف لشکر اسلام کے چلین اب یہان
ر لشکر ملکہ مہرخ واجب و لازم ہے ملکہ مہرخ مع سرداران تہمتن و تاجداران صف شکن کے جلوہ گر تھین
ی خواجہ برق آکر پہونچے تمام حالات بیان کیے لشکر مین خوشی ہو رہی ہے ملکہ مہرخ سریر جہانبانی پر جلوہ فرما
ہ جرند و پرند ہرکارے آکر حاضر ہوے بعد دعا و ثنا کے عرض کی پیراہن نہ قبا د سوزن رشتہ دار مع
ستر ہزار فوج کے بڑے غصے مین آئی ہین جابجا جو شکست پائی ملکہ حیرت سے عرض کی ہے کہ حضور کنیز کے مقدمے
خل نہ دین سب مسلمانونکی مشکین باندھ کر حاضر کرونگی اگر حکم ہو سب کے سر کاٹون ملکہ حیرت نے کہا
ن اختیار ہے دونون نے طبل جنگی بجوایا کل انکا ارادہ ہے کہ نکلکر معرکہ آرائے نبرد ہون آتش کینہ و عناد
دوبالا کرین ملکہ مہرخ نے فرمایا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی برائے مقابلہ پیراہن
ن طبل جنگ بجے غرض یہان بھی طبل زرمی پر چوب پڑی دونون لشکر دنین تیاریان ہونے لگین سب
بھی موجود ہین جب طبل جنگی بج چکا برق فرنگی اپنے مقام سے اٹھا خواجہ نے فرمایا کیون بچے میان

صبح کو نخل سے ادھر آ چاہتا ہے کہ لشکر کی طرف روانہ ہون کہ آسمان سے برق چمکی دیکھا ملکہ گلگونہ آ کر ہوئی
چالاک نے صورت اصلی دکھلا کر آواز دی ذرا حضور ٹھہر جائیے گلگونہ نے چالاک کو دیکھا خوشی خوشی
آئی چالاک کی ہاتھون کو بوسہ دیا کہا تمنے جان بچائی چالاک نے کہا ملکہ ہمارا یہی کام ہین اب چالاک
مل کر ساتھ چلے صحرا کا مقدمہ مخلع بالطبع صحرا مین بلا تکلف چلے آتے ہین کہ آسمان پر فراٹا ہوا سر اٹھا کر
ایک باز بلند پرواز نے طاؤس کو گھیرا ہے طمانچہ مارتا ہوا زمین پر لاتا ہے ملکہ و چالاک بھی تماشا دیکھنے
باز نے ایک پنجہ آنکھ پر مارا طاؤس زمین پر گرا باز کندے باندھکر سینے پر آیا طاؤس کو نوچنے لگا کہ صحرا سے
کڑکڑی کڑا کے سم مرکب کی صدا بلند ہوئی ایک نوجوان تاجدار گھوڑے پر سوار اِس خیال مین کہ باز سیر آنکھ
باز نہ آئیگا آتے معلوم ہوا دور سے جو اُس تاجدار نے باز کو دیکھا گھوڑے سے گود پڑا چمکار کر باز کو اُٹھا لیا طاؤس
کا سینہ چاک باز کو دیا باز کھانے لگا بلبلی قرار دل سیر شکار کچھ سوار پیدل آ کر ہو پہنچے اِس جوان تاجدار نے
باز سے اطمینان حاصل کیا پلٹ کر ملکہ گلگونہ کو دیکھا دیکھتے ہی بیتاب ہو گیا ہائے وائے کرنے لگا چالاک
ملکہ گلگونہ یہ بھی تم پر عاشق ہوا ملکہ کے تیور پر بل پڑ گئے مگر وہ تاجدار کہتا ہوا دوڑا اے جان جہان وا سے
دلِ شائقان میری جان جاتی ہے اب میری زندگی اور موت تمہارے ہاتھ ہے دل پر قابو نہین اپنے ملک کا
ہون تاج و تخت کا تم کو اختیار ہے مین غلامی کو حاضر ہون کسی مقدمہ مین دخل نہ دونگا امیدوار ہون
عرض میری قبول ہو سعادت وصال حصول ہو نظم

روز جزا جو قاتل دلجو خطاب تھا	میرے سوال ہی مرے خون کا جواب تھا
ناصح ہر طعنہ زن مری ناکامیون پہ کیا	دلجوئیون سے تیری کبھی کامیاب تھا
پھرنے سے شام وعدہ تھکے یہ کہ یہ سو رہے	آرام شکوہ ستم اضطراب تھا
کیا کیا شکن دلیے ہین دل ازار کو مگر	اُسکے خیال مین ورق انتخاب تھا
عاشق ہوئے ہین آپ کہین گو اُسی پہ ہون	شب حال غیر مجھسے زیادہ خراب تھا
وقت وداع بے سبب آزردہ کیون ہوئے	یون بھی تو ہجر مین غم و رنج و عذاب تھا
وہ چشم انتظار کہان یار بعد مرگ	دیکھا تو ہمنے آنکھ نہ لگنا بھی خواب تھا
بے پردہ غیر سے نہوا ہوگا شب کی صبح	آنکھون مین شرم تھی نہ نظر مین حجاب تھا
دیکھا نہ ہے یہ رشک و حسد وہ بلا کا آج	سنبل کو تیری زلف کا سا پیچ و تاب تھا

کرتے ہین غیر یار سے میرا بیان حال — الفت سی ہوگئے ہین موافق مخل تمام
تیر نگاہ ناز کا رہتا ہے سامنا — چھلنی ہوا ہے سینہ مشبک ہے دل تمام
ہوتا ہے پردہ فاش کلام دروغ سے — وعدے کا دن سمجھ لے وہ پیمان گسل تمام
خلوت مین ساتھ یار کے جانا نہ تھا ہمین — ارباب انجمن ہوے آتش خجل تمام

ن نے جو افہام کو اِس حال زار مین دیکھا غصے مین کڑک کر گری افہام کا کام تمام کیا تمام ساتھ والی
ے بھی وہان سے چل کھڑی ہوئی ایک صحرا مین جاکر سوچی کہ اے پیراہن گھر بار چھوٹا ملک و مال برباد
کیسو بریدہ بھی نکل گئی افراسیاب رنجیدہ ہوگا لشکر مسلمانان مین گئی ہوگی وہین چل کر آفت برپا
ن پچاس ہزار جادوگرون سے طرف لشکر اسلام کے چلی کوئی دو کوس راستہ طے کیا ہوگا کہ دیکھا ایک مقام
ستر ہزار جادوگر اُترے ہوے ہین بارگاہ زربفتی استادہ ہے ایک نازنین نہایت حسین تخت پر بیٹھی ہے گرد
طلسمین جمع ہین پیراہن نے بنظر غور دیکھا پہچانا کہ میری خالہ زاد بہن ہے یعنے ملکہ سوزن رشتہ دار
ن خوش ہوگئی اُتر آئی سوزن نے جو پیراہن کو دیکھا بہت پریشان پایا اسکا ملک بہت وسیع تھا اِس
ی ساتھ متانت کی کھڑی ہوگئی اور کہا ہمشیرہ خیر تو ہے پیراہن نے قریب آکر کہا بہن کیا کہون عجب مصیبت
ون سوزن اسکو لے کر بارگاہ مین آئی مقام صدر پر جگہ دی پیراہن تو اپنے جامے سے باہر تھی حال
ورہ دکر بیان کیا اور کہا بوا تم خوب جانتی ہو کہ مقام غار افراسیاب پر ساحران زبردست براے امتحان
ہین مین جب وہان گئی سند کمال پائی بڑے بڑے جادوگرون نے اپنا افسر جانا لیکن عیارون نے ایسا
یا کہ ملک و مال سب چھوٹا ابھی غصے مین افہام کو مار ڈالا اب تلاش مین گلگونہ کیسو بریدہ کے لشکر مسلمانان
تی ہون وہان جاکر اُسکی چٹیا لونگی چرخ و بہار کی قضا بھی میرے ہاتھ سے ہے سوزن نے کہا بوا تم نہ گھبراؤ
پاس بھی فرمان شہنشاہ ہی آیا تھا چلو میرے ساتھ چلو یہ سب لشکر تمہارا ہی ہے مین آنکھون سے خدمتگزاری
ا چونکہ پیراہن گھبرائی ہوتی تھی سوزن نے بہت تسکین دی پیراہن خوش ہوگئی کہا بوا میرا تو یہ
ہ تھا کہ یوہین جاکر لشکر مسلمانان پر گردن افسرون کو قتل کر ڈالون گلگونہ کو پکڑ کرلے جاؤن سوزن
ا ضرور ہے کہ لشکر ساتھ لیجیے بارگاہ و خیمہ سراپردہ سب کچھ حاضر ہین اول تو جسطرح آپ کو منظور ہو طبل جنگی بجا کر
ے مسلمانون کے کلیجے مین دھوئین اُٹھین بہرنوع پیراہن سوزن کے ساتھ ہوئی لشکر کو ہمراہ لے کر
[illegible] لاک اُس معرکے سے بھاگ کر ایک صحرا مین آکر ٹھہرا تھکا ماندہ تھا شب کو ایک درخت پر سو رہا

پچاس ہزار جادوگرون مین گھری ہوئی بڑی جوش خروش سے لڑ رہی ہے چالاک حیران ہوا کہ یہ یہان
آکر گھری ہای گلگونہ کیا ہو گئی سر اٹھا کر دیکھا بہ سر کوہ ملکہ گلگونہ بیہوش پڑی ہے زبانین سوزن صد پا جا
گرد کھڑے ہین چالاک جادوگر بنا کر تیار ہوا ایک ساحر سے پوچھا یہ کیا معرکہ ہے کیسا ہنگامہ ہے اُس جادوگ
سب حال بیان کیا چالاک سنکر کناری ہوا بالاے کوہ پہونچا دیکھا ملکہ بیدار ہین آنکھین کھولی ہوئی چارو جا
دیکھ رہی ہے چالاک کا دل ٹکڑے ہو گیا کہ ایسی مہ جبین پر آفت ہے ٹوہ ٹوہ کرتا ہوا قریب پہونچا کہا یارو ذرا ہٹ
ہماری تاجدار نے کچھ پیغام دیا ہے وہ ہم ملکہ سے کہینگے یہ کہکر قریب آیا آنکھ ملا کر کہا مین آپکی زبان سے سوزن لیتا ہ
عقلمندی یہ ہے کہ کسی سے اُلجھو نہین لڑ بھڑ کر نکل چلو ملکہ نے اشارہ کیا ای چالاک کوئی مجھکو نہ روک سکیگا خدا چاہ
لڑ بھڑ کر نکل جاؤنگی چالاک جھپٹ کر قریب آیا زبان سے ملکہ کی سوزن لی آپ تو بھاگ کر کناری ہو گلگونہ تڑ
اُٹھی گویا فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا افہام نے پلٹ کر دیکھا کہ گلگونہ گاتی باندھے ہوئے لڑ رہی ہے گھبرا کر کہا ار
یہ کیا غضب ہوا اگر اسی طرح ہماری موت ہے تو مجبوری ہے ورنہ کسی کی کیا مجال کہ نگاہ کج سے دیکھے افہام
سحر کئی گلگونہ نے دفع کر دیے پیراہن نے خود دیکھا کہ گلگونہ رہا ہوئی سمجھے کہ عیار یہان بھی آ پہونچے نگوڑے
روزگار ہین طرف ملکہ گلگونہ کے چلی کہ جا کر اسکو گرفتار کرون لیکر نکل چلون ملکہ نے گولا مارا پیراہن نے
آندھی سیاہ اُٹھی گلگونہ نے اسی دانتو یہ سحر کیا جادوگر سر ٹکرانے لگے گلگونہ ستارہ بنکر چمکی آسمان مین ڈوب
افہام و پیراہن دونون چار جانب دیکھنے لگے افہام تو سڑی ہو گیا سر ٹکراتا پھرتا ہے کہتا ہے ہاے معش
ہوئی مین اوسکے فراق مین زندہ نہ رہونگا کالی راتین ہجر کی کیونکر بسر کرونگا تڑپ تڑپ کے جیتے جی مرون گا

ہوتا ہے تیری عشق مین جل جل کے دل تمام — کرتی ہے روح مرحلۂ آب و گل تمام
حقا کہ عشق رکھتے ہین تجھسے حسین دہر — دم بھرتے ہین ترابت چین و چگل تمام
لکاتے زخم ہجر پرائے ترک کیا کرین — خالی ہین تیل سے تری چہرے کے تل تمام
دیکھا ہے جب سے تجھے عرق آگیا ہے یار — غیرت سے ہو گئے ہین حسین منفعل تمام
عشق بتان کا روگ نہ اے دل لگا مجھے — تھکوانکے خون کرتا ہے آزار سل تمام
قدسی بھی کشتہ ہین تری شمشیر ناز کے — مارے ترے ہین متصل و منفصل تمام
درد فراق یار سے کہتا ہے بند بند — اعضا ہمارے ہو گئے ہین مضمحل تمام
ساری اعدالت الفت صادق کی ہے گواہ — مہرون سے لیس ہے ہوئی اپنی سجل تمام

ا اپنے کو سنبھالو ایسا نہو کہ زوال دولت ہو اس معشوق پر افراسیاب عاشق ہوا ہی کئی برس تپیہ کیا اُس
ن مانا اب تو دشمنی پڑی ہی افہام نے کہا ای پیراہن عمر بھر کو غلام ہو جاؤن گا تم میرے حوالے کر دو مین
ن سرکش کو راضی کر لونگا پیراہن نے کہا ارے ظالم یہ شریک مسلمان ہوئی ابھی ابھی ہمارا پہاڑ آباد ملک
ہوا یقین ہے کہ اب کوئی سامری و جمشید کا نام بھی نہ لیگا مین اسواسطے آئی تھی کہ اپنے ملک پر گشت
ن ٹھہر کر آرام لون تم ہاے واویلا کر رہے ہو اس ظالم کا رکھنا دو شاہان جلیل سے دشمنی پیدا کرنا ہی افراسیاب
ق ہے کوکب روشن‌ضمیر برہمن روئین تن نور افشان جادو ملکہ مہرخ نامدار عمرو عیار سے
گے افراسیاب خاک اڑا دیگا افہام نے ہاتھ باندھکر کہا اے مہربان صاحب وجود و احسان افراسیاب
نی کریگا افراسیاب کو تو اُسنے قبول نہین کیا مین خدمتگزاری کرونگا افراسیاب سے بھی کہدونگا کہ نار
ور کھلکر کیا کیجیے گا پیراہن نے کہا تو اپنی ہی کہے جاتا ہے ہماری سمجھانے کو نہین خیال مین لاتا تو بکا کرے مین
ہون اور کہین جا کر ٹھہر دنگی یہ کہکر چاہا ملکہ گلگونہ کو اٹھالے افہام نے گولا مارا اور کہا کہ او نالائق
و ہاتھ نہ لگانا خون کے دریا بہینگے پیراہن تڑپ کر کنارے ہوئی ورنہ گولا سینہ توڑ کر نکل جاتا افہام
گردن کو اشارہ کیا اسکو پکڑ لو جھونٹے پکڑ کے میرے سامنے لاؤ اب تو پیراہن بھی سنبھلی گاتی باندھکر
ہزار ساحرون پر گری پچاس ہزار ساحر بلوہ کیے ہوے چاہتے تھے کہ گرفتار کر لین پیراہن جب گرا کر کڑکی
ی سر اڑا دیے کبھی برق بنکر گری سو کو مارکر نکل گئی ہنگامہ ڈال دیا کبھی خنجر برسائے کبھی ایسا سحر کیا کہ
سیاہ چلی جادوگر سر ٹکرا کر مرے دریای خون بہا افہام کہتا ہی یارو سب ملکر گرفتار کرلو پیراہن کہتی ہے کیا
یری حق مین مسلمان ہو گئی جسطور سے ان ظالمون نے بلوہ کیا سوائے بھاگنے کے اور کچھ نہ بن پڑا ای
لک تباہ کردونگی لاشون سے میدان بھر دونگی اب کچھ جادوگر پہاڑ پر ہین کچھ زیر کوہ پیراہن جب
گری پہاڑ کو جنبش ہوتی ہی تپھر برس رہی ہین افہام بھی سحر کر رہا ہے پیراہن چاہتی ہی لڑ بھڑ کر
رنگین پوش کو لیلون یہان سے لیکر نکلجاؤن کوہ تک اب رسائی نہین ہوتی جادوگرون کی برے
ہوئے ہین مگر پیراہن کے سحر سے عاجز ہو رہے ہین آپسمین ایک سے ایک کہتا ہے یارو ہمارے شاہ
یے بیٹھے یہ کیا آفت مول لے چین سے بیٹھے تھے اسمین فرق آیا دس بارہ ہزار جادوگر مارے گئے ہوا سے
ا رہی ہے ہر شاخ تر جل رہی ہے تمام صحرا گلابی پوش دریاے خون کا خوش و خروش قضاے کار
ی مہتر چالاک بن عمرو تلاش مین ملکہ گلگونہ رنگین پوش کے پہونچ گیا دیکھا کہ پیراہن

قید ہوکر وہین گیا انکو بھی رہا کیا پھر شہنشاہ نے میرے سپرد کیا عیار دن نے آفت برپا کردی برہمن رد ئین تن
مین ظالم کو لے بھاگی گو دفسخ ہوگیا ہوگیا گلگونہ کو چادر مین بیٹھے ہوے ہون افہام نے کہا مین تو دیکھون یہاں
بھی شاہنشاہ کی عملداری ہے اسی مقام پر قتل کیجیے پیراہن نے گلگونہ چادر سے نکالا ثابت ہوا پردہ سحاب میں
ماہ تابان تھا برق عارض انور چمکی افہام کی آنکھ جھپک گئی بعد عرصہ دراز نگاہ قائم ہوئی دیکھا ایک نازنین پری
سمن بر عارض رشک قمر ابروی خمدار خنجر آبدار آنکھین نرگس شہلا حسن و جمال کا جلوہ سراپا خوب معشوق مرغو
سرو قد غنچہ دہن جوبن کا ابھار بقول مصنف نارپستان کی کیا لکھون تعریف + یہ تو میوہ ہی باغ رضوان
افہام کی آنکھون مین اندھیرا ہوگیا قلب تھرا گیا آثار حضرت عشق کی ہویدا و آشکار مثل طائر بسمل ہمین بیقرار آہ کھینچے
نکل گئی چاہا گریبان چاک کرون منھ پر خاک ملون کہرا کر گرا بیہوش ہوگیا خدمتگار مصاحب شہریار شہر یار کو
دوڑے گلاب کیوڑہ بید مشک چھڑکا آنکھ کھولی مصاحبون نے عرض کی کیون حضور مزاج کیسا ہے افہام نے ٹھنڈی
سانس کھینچکر کہا یار و کیا کہون تیر مژگان نے دلکو مشبک کیا یہ نوبت ہم پہونچی نظم

کیجیے برق تجلی کو اشارا اپنا	لا ٹچکا حسن جہان سوز حرارا اپنا
یاد خاطر رہے جنبش ترے مژگان کو صنم	کنگ کو ہو نہ فراموش اشارا اپنا
کسی تدبیر سے ہاتھ آئے نہ پائے بت شوخ	حق تو یہ ہے نہین تقدیر سے چارا اپنا
رنگ زرد و لب خشک و مژہ خون آلود	گنبہ عشق مین بس ہے یہ کھارا اپنا
تیغ ابرو بھی چلے تیغ کے ساتھ اے قاتل	ہم بھی دو ٹکڑے ہون دل بھی ہو دوپارا اپنا
آئنہ صاف ہوا دور سکندر آیا	خود پسندون کو مبارک ہو نظارا اپنا
راہ دے صورت موسیٰ ہمین بحر ہستی	کشتی دل سے نہووے گا گزارا اپنا
زیر دیوار رہین ہم بام کے اوپر وہ ماہ	ہم زمین پر ہین فلک پر ہے ستارا اپنا
بحر ہستی مین یہ طوفان ہے عدم چھٹتے ہی	غوطہ کھلواتا ہی ساحل سے کنارا اپنا
صبح محشر بھی نہون خواب لحد سے بیدار	منھ نہ دکھلائے ہمین عمر دوبارا اپنا
سالہا سال سے تحصیل سخن ہے آتش	اس قلمرو مین ہے مدت سے اجارا اپنا

مصاحب گھبرا گئے کہ حضور نے یہ کیا فرمایا طرف ملکہ گلگونہ کے دیکھکر اشارہ کیا کہ اس قاتل نے مارا
انیست کہ خون کردہ دل بردہ سے را + بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسی را + پیراہن نے

لیا جیون تیلے بلوہ کرکے کوکب پر آئے کوکب نے تیغۂ برق تاب سے تیلون کو قتل کیا مگر افراسیاب
روزگار ہے کوکب و برہمن دونون کو جواب دے رہا ہے دونون دو طرف سے تلوارین کھینچکر افراسیاب
افراسیاب نے دستک دی اور آواز دی ای برق بلا خواران دونون کو لینا ایک برق چمک کر گری دونون
زخمی ہوی تڑپ کر برق آسمانین ڈوب گئی برہمن تو پیچھے ہٹا زخم سر باندھنے لگا افراسیاب کوکب پر
کوکب پیچھے ہٹا افراسیاب نے سایہ مین تلوار کی لیا چاہا کوکب کا سر کاٹ لون کہ پہلو سے آواز آئی ای شہنشاہ
دونون اُستاد شاگردون کو مار اُلٹ کر دیکھا صرصر شمشیر زن حلقہ ہای کمند ہاتھ مین لیے ہوے قریب افراسیاب
کہا حضور ہاتھ تلوار کا مارین مین حلقہ ہای کمند مین گرفتار کرلونگی افراسیاب تیغ خون آلود لے کر بڑھا
نے پکار کر کہا دیکھیے برہمن نے بھی سحر کیا افراسیاب اُدھر پلٹا صرصر نے حلقہ ہای کمند گلے مین افراسیاب
ال دیے افراسیاب نے چاہا پلٹے جھٹکا مار کر حباب مارا افراسیاب چیخ مار کر گرا عمرو نے نعرہ کیا نعرۂ عمرو

کلہ از سر قیصر برم — رنگ از رخ نجنگ بر اختر برم
یرو سبو و ساغر برم — در مجلس خسروان چو گردم ساقی

نعرہ کرکے عمرو نے آواز دی ای کوکب لینا کوکب و برہمن چلے تھے آگ آسمان
ہوا منہ ماہیان زمرد پوش تڑپ کر گری افراسیاب کی کمر مین پنجہ دیا بھائی کوکب و برہمن نے کوہ
پوش کو خوب تباہ کیا عمارتین گرادین مکانات جلادیے آخر صدای فریاد بلند ہوئی سب دائرہ اسلام مین آئے لیکن
افراسیاب نے باران سحر برسایا ابر بق کوہ شگاف ہوشیار ہوا زخمی ہوکر بھاگا یہ صحیح و سالم نکل گیا برہمن نے
شہنشاہ کوکب بڑا غضب ہوا آپ تشریف لیجائیں مین تلاش مین پیراہن کی جاتا ہون گلگونہ کو بے بس کرکے
عمرو نے کہا چالاک گیا ہے کوکب زخم دار و بیقرار طلسم نور افشان کیطرف روانہ ہوی برہمن تلاش مین
من کی چلا زخم سر باندھ لیا مگر پیراہن بخوف برہمن گلگونہ کو لیکر بھاگی چالاک برابر پہاڑ کی بھاندا مگر وہ ساحرہ
تڑپ کر نکل گئی چالاک جنگل مین مارا مارا پھر رہا ہے نہایت پریشان اِس فکر مین کہ جسکے لیے یہ کد و کاوش کی وہ
یاب ہوئی پیراہن لیکر نکل گئی چالاک تو اِس فکر مین ہے لیکن پیراہن جو گلگونہ کو لیکر چلی کوہ ہفت رنگ
پر چلی افہام تاجدار اِس کوہ پر بیٹھا تھا نوجوان چالیس پچاس ہزار آدمی جابجا اترے ہین پیراہن چونکہ
ائی ہوئی تھی ساحرون کا جو مجمع دیکھا سمجھ گئی اِس حوالی مین ملازمان افراسیاب ہونگے یہ سوچکر اُتر پڑی افہام
پیراہن کو پہچانا کہا کیون ملکۂ عالم خیر تو ہے پیراہن رونے لگی کہا ای تاجدار جلیل جو سنا کرتی تھی اُسی کا ظہور ہوا
بانون جوادیجھا اوسکا گھر تباہ ہوا بی گلگونہ پر شہنشاہ عاشق تھے مدتون قید کیا اُسنے شہنشاہ کو نہ قبول کیا عمرو

افراسیاب و برہمن سے سحر چل رہا ہے ایک مقام پر برہمن نے دستک دی ایک تپلہ زرین پوش پید
افراسیاب نے ایک چیخ ماری فولادی تپلہ زمین سے نکلا دونون تپلوین مین جنگ ہونے لگی اتنے عرصے مین افرا
نے چاہا کہ برہمن کو شکست دے کر گرفتار کرون برہمن نے کہا اے شہنشاہ یہ حوصلہ ہی رہیگا مگر افراسیاب
مین تلوار پکڑ کر جا پڑا پھر تلوار چلی افراسیاب نے ایک چیخ ماری کہ کیا ہوشربا فتح ہو گیا حجرۂ ہفت بلا برباد
یہ جو افراسیاب نے کہا سات تپلے فولادی پیدا ہوے کہ افراسیاب نے تم کو کیونکر خبر ہوئی تپلون نے عرض
صحرا مین تھے سرکار کی آواز سنکر آئے حکم ہو اور نہ حاضر ہون افراسیاب نے کہا سب ملکر برہمن کو پکڑ لو
تپلے چلے ایک تپلے نے بڑھکر برہمن پر ہاتھ ڈالا برہمن نے ایک طمانچہ مارا سر تپلے کا اڑ گیا ایک طاؤس
قریب آ کر منقار مین سر تپلے کا اُٹھایا جسم پر پھر لگایا اتنے ساتون چلے برہمن گھبرایا افراسیاب بھی سحر کر
برہمن پریشان ہوا کچھ ماش کے دانے تپلون پر مارے تپلے رک رک کے آتے ہین برہمن نے دست
بدرگاہ قاضی الحاجات اُٹھائے بلبلا کر پکارا اے مالک اے خالق یہ بچایا بادشاہ طلسم ہوشربا ہے مین آ
پایہ کسی کا نہین رکھتا مگر تپلون نے پریشان کیا ہے نظم

سزد پرستد ذات حق را صبح و شام — نیک و بد خرد و کلان و خاص و عام
بندگانش ہمہ فقیر و ہر امیر — تابع فرمان ہمہ شاہ و غلام
چرخ گردون زیر حکمش چرخ زن — ہر زمان ہر وقت ہر دم صبح و شام
نے بصنع حق مقام اعتراض — نے بوحدانیتش جاے کلام
دیدہ بکشاید ز فرط بیہشے — از مئے وحدت بنوشد ہر کہ جام
از سر اخلاص بر نام خدا — جان و دل سازد فدا ہر اہل نام

برہمن نے جو بیتاب ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف اجابت پر پہونچا از قدرت سبحان لم یزل و عزیز بے بدیل آسمان
آئی منم صاحب جاہ و توقیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر تیغہ پکڑ کر کوکب گرا دیکھا ساتون تپلے برہمن پر
کیا چاہتے ہین کوکب بیچ مین تپلون کے آیا تلوار کھینچکر لڑنے لگا جسے ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے کوکب نے
آواز دی او بیحیاؤ تمھاری بھی یہ لیاقت ہے کہ ہمسے مقابلہ کرو جس تپلے کو مارا تھا اُسکا سر کٹ کر گرا
طاؤس پیدا ہوا چاہا سر پکڑ کر منقار سے تن پر نصب کرون کوکب نے ماش کا دانہ مارا طاؤس کوکر
کی طرف پلٹا پر کھولے کہ رقص کرون کوکب نے دونون پاؤن پکڑ کر طاؤس کو چیر ڈالا افراسیاب

ں تخفے جنون کا جوش لباس کا کسکو ہوش دامن وگریبان کے ہم گڑے ٹکڑے اڑا دیے بہنین جو پیراہن
رین ایک دناٹا ہوا افراسیاب جادو راہ مین آتا ہے برہمن کہتا ہے ای خواجہ جلدی کر دیکین خواجہ
لوٹ مین پڑے ہین جسکو مارا اُسکا لباس بھی اوتارا فرماتی ہین سے پراگندہ روزی پراگندہ دل + برہمن
ڑھا کہ پیراہن کو چاک چاک کر کے زمین شق ہوئی صدای مہیب آئی کہ ای برہمن اُٹھ کر نہ بڑھنا اب دیکھو
ن ذکہ افراسیاب بقہر و غضب تمام زمین سے نکلا گلگونہ کی جانب چلا للکارا کہ اے جان جہان اب کہان
ی میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے گلگونہ نے بال نوچکر پھینک مارے صدہا ماران سیاہ افراسیاب پر
افراسیاب نے اُن کی ماران سیاہ جلکر خاک ہوئے خواجۂ افراسیاب کو دیکھکر قلیم اُوڑھ کر غائب ہو گئے
و چالاک ایک گوشے مین چھپے برہمن اور افراسیاب سے سامنا ہوا افراسیاب نے ایک ہاتھ سے
ن سحر برسایا ایک ہاتھ سے تلوار کھینچکر برہمن پر جا پڑا افراسیاب پر گلگونہ نے تیر برسا دیے افراسیاب
تیر دنکو کاٹ رہا ہے پیراہن نے کہا ای شہنشاہ اِس گیسو بریدہ پر آپ توجہ نہ کرین آپ برہمن سے مقابلہ
عیار ساتھ شریک ہوکر مکاری کر رہی ہین ملکہ گلگونہ سحر افراسیاب کو دفع کر کے اور جادوگرنیون پر
کئی سو کو قتل کیا برہمن اور افراسیاب سے سحر چلنے لگا پیراہن نے ملکہ گلگونہ کو للکارا او گیسو بریدہ
سے مقابلہ کر یہان تو افراسیاب اور برہمن مین دنانے سنائے چلنے لگے کبھی تیر برسے کبھی تلوارین چمکین
ن نے جب سحر کیا مکانات کوہ پردہ پوش گرنے لگے ہزارون ساحر مرے گلگونہ نے افراسیاب
حر کیا خنجر گرے افراسیاب نے خنجر توڑے افراسیاب اِن سحرون کو مٹا رہا ہے برہمن نے پہلو پر سے اکر
مارا سر افراسیاب کا زخمی ہوا ایک طائر نے آکر زمزمہ سرائی کی سر اپنا سر افراسیاب سے مس کیا
افراسیاب کا زخم غائب ہوا پھر جھلا کر چلا افراسیاب اور برہمن سے تلوار چلی شعلہ بھڑک کر گرے
رون جادوگر جلنے لگے افراسیاب نے چیخ مارا اب مسلمانونکو معلوم ہوگا کہ افراسیاب کیا ذی کمال ہے برہمن
ہاتھ سے زخم کھایا فوراً اندمال ہوا اب شعلۂ جوالہ بنا ہوا لڑ رہا ہے سحر سے دونون کی اندھیرا جو ہوا پیراہن
گلگونہ کو دیکھا کہ سینہ سپر کیے ہوئی لڑ رہی ہے پیراہن جا پڑی اندھیرے مین خاک قبر جمشید کی پھینک دی
گونہ بیہوش ہوکر گری پیراہن نے کمر مین پنجہ دیا اڑی اُس ہنگامہ مین نہ ٹھہر سکی گلگونہ کو لے کر نکل گئی
الاک نے دیکھا جسواسطے ہمنے جانبازی کی پیراہن در بار مین گھس پڑی اُسی کو لیے جاتی ہے چالاک دہانسکر
دتعاقب مین گلگونہ کے جاتا ہے یہان افراسیاب و برہمن مین سحر ہوئے افراسیاب بھی دنگ ہو رہا

سنگریزے پر کچھ لکیرین کھینچین اور پھینک دیا مگر افراسیاب جادو باغ سیب مین بیٹھا تھا کہ ایک طائر نے آ
کہی ای شہنشاہ آپ کو ملکہ بیراہن نے طلب کیا ہے افراسیاب اٹھا بقہر و غضب تمام چلا ادھر برہمن جو
پھنسیکا تھا پاس کوکب کے پہونچا کسی نے کان مین کوکب کے کہا جلد جائیے آپ کو برہمن نے بلایا ہے کوکب
یہان برق فرنگی نے بڑھکر بیراہن سے کہا اے ملکہ عالم یہ کیا گھسر پھسر ہو رہی ہے آپ اپنے گھر کی ملکہ ہ
گلگونہ کو قتل کیجیے شراب آپکو شک ہے کوئی شراب نہ پیئے عمرو و گلگونہ کو زیر تیغ بٹھائیے منظور ہے کہ صح
ہو ابھی زن بجائینگے رقص شروع ہو شراب کو پھنکوا دیجیے بیراہن نے کہا عمرو و گلگونہ لاؤ مہر جو نے خوب چلا
چالاک نے یہ تعمیل اپنے پاس سے بڑی زن نکالی زن مین بیہوشی بھری یہ غزل عاشقانہ شروع کی اور ناچنے لگا

آفت جان ہی ترا ای سرو گل اندام رقص ۔ ساتھ ہر ٹھوکر کے کرتا ہی ہمارا کام رقص
طبع عالی باز رکھتی ہے تماشے سے مجھے ۔ بام پر گویا کہ مین ہون اور زیر بام رقص
کس طرح کرتا ہی وہ ذلت گوارا آدمی ۔ فی الحقیقت کچھ نہین غیر خیال خام رقص
ای دل پر داغ بیتابی سے کچھ حاصل نہین ۔ ہو سکا طاؤس سے کب قابل انعام رقص
دم فنا ہوتا ہی دامن کی ہر اک ٹھوکر کے ساتھ ۔ خرمن امید کو ہے برق کا پیغام رقص
حرص دنیا حسن فاتر کو رکھتی ہے خراب ۔ بہر زر کرتے ہین محبوبان سیم اندام رقص
سینہ کوبی کی صدا ہی یہ کہ گھنگھرو کی صدا ۔ بیقراری ہے تری یاد ای دل ناکام رقص
ایکدن لایا تھا جام مے ترے ہونٹھون تلک ۔ آجتک کرتا ہے یہ گردون مینا فام رقص
چشم راحت کار ذلت مین خیال خام ہے ۔ عمر بھر رقاص کو رکھتا ہی بے آرام رقص
اپنی صورت سامنے اپنے تماشا گاہ ہے ۔ کیا سمجھکر یہ روا رکھتے ہین خاص و عام رقص
دل جو اس پہلو مین آتش پیش از زین بیتاب ہے ۔ یہ وہی جا ہے جہان ہوتا ہے صبح و شام رقص

چالاک نے یہ غزل گا کر زن سے بیہوشی اڑائی نئے طور سے زن بجائی برہمن سحر کرتا ہی کنیز قفس عمرو و گلگ
محفل مین لائین خواجہ تو سمجھ چکے کہ برق و چالاک عیاری کے آ گئے چالاک زن سے بیہوشی اڑا رہا ہی خواجہ و گلگونہ
روئی رکھ لی اب جو بیہوشی اڑی بارگاہ مین سب پر تاثیر ہوئی پہلے سب کے بیراہن یہ کہکر اٹھی کہ مین صبا
ساتھ دو نگی اٹھتے اٹھتے گری اور بھی سب بیہوش ہو کر گرے برہمن نے جھپٹکر گلگونہ کی زبان سے سوزن کو لیا گلگو
پنجے جسم کی دور کی برق و چالاک نے خواجہ کو رہا کیا خواجہ عمرو رہا ہوتے ہی بہنون پر بیراہن کی گرد

ہمارے خون کا دھبّہ جائے حشر تلک غریق گریۂ خونی رہا نہ کر مومن	وہ لاکھ بدلے قبا پر رہیگا دامان سرخ لباس یعنی پہنے نہین مسلمان سرخ

…س رنگ مین یہ غزل برق نے گائی کہ تمام اہل محفل تعریفین کرنے لگے برق تو گانے مین سبکو لگائے ہوئے ہے جان
…توڑ کے گا رہا ہے چالاک بشکل صبا رفتار شراب لا لاکر رکھ رہا ہے پیراہن نہ قبا کو اپنے سحر پر گھمنڈ ہے کہ میری
…مین کوئی کسی کو بیہوشی نہین پلا سکتا جب بیہوشی شراب مین ملیگی جام ٹوٹ جائیگا انجام بد ہوگا رد و قدح نہ کر سکیگا
…ب شعلہ بنکر اُڑ جائیگی یہ سوچکر سحر پڑھ رہی ہے برہمن در میخانہ پر بیٹھا ہوا رد سحر پیراہن کر رہا ہے اب چالاک نے
…م لبریز کیا بہن پیراہن کی دامن دراز ہر اُسکے سامنے جام لیکر آیا چند شعر گا کر جام دیا دامن جام بے اندیشہ
…م پی گئی لباس زرین دوسری بہن برابر تھی اسکو جام دیا وہ بھی پی گئی آدھے جلسے مین شراب چالاک پلا چکا
…ب لباس زرین کو نشہ ہوا پیراہن کو اشارے سے اپنے پاس بلایا جب پیراہن قریب آئی لباس زرین نے
…ہوا میرے ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہے کوئی مجھکو آسمان پر لیے جاتا ہے صاف ظاہر ہے کہ بیہوشی کی تاثیر ہے دیکھو جسنے
…اب پی وہ حرکات لغو کر رہا ہے پیراہن نے کہا واہ عجب طرح کا معاملہ ہے مین نے سحر کیا ہے کہ جب شراب مین بیہوشی
…ی جائے اور شراب جام مین آئے جام شکست ہو شراب کے اُڑ جانیکا بندوبست ہوا سو وقت پینے خیال کیا
…سیر کو تدبیر کرکے پلایا میرے پاس نہ آیا اب مجھے تردد ہے کہ کوئی ساحر زبردست میری محفل مین آگیا مین
…سیاب کو اطلاع دیتی ہون لباس نے کہا ہوا ضرور ضرور یہ کہتے کہتے بیہوش ہوئی پیراہن نہ قبا نے تھوڑی سی خاک
…ٹھائی سحر سے اُسکا طائر بنایا طائر سے کہا اے طائر ساحری جلد اپنے کو پاس افراسیاب کے پہونچاؤ نامے مین مین نے
…ب کچھ لکھ دیا ہے لیکن زبانی بھی کہنا کہ ای شہنشاہ محفل کا رنگ دگرگون ہے جلد تشریف لائیے طائر فوراً اُڑ کر چلا
…لاک کہ بشکل صبا رفتار ہے حیران ہوا کہ پیراہن کیا کر رہی ہے جسواسطے چالاک نے یہ کام کیا تھا وہ نہوا پیراہن نے پکار کر
…ے صبا رفتار ذرا تامل کرو ہم ابھی شراب نہ پینگے چالاک کو سناٹا آگیا کہ ہائے اب کیا کرون رنگ جما ہوا اٹھتا نہین
…علوم اس حرامزادی نے کیا انتظام کیا ہے چالاک وہان سے اُٹھا برق نے دامن پکڑ کر کہا کیون خلیفہ صاحب کیا بولا
…اے برق معلوم یہ ہوتا ہے پیراہن کو خیال آگیا ہے کچھ انتظام کر رہی ہے چالاک برق سے یہ باتین کرکے پاس برہمن
…آیا برہمن نے کہا کیو چالاک خیر تو ہے چالاک نے کہا عجب طرح کا معرکہ گذرا اورون نے شراب پی اثر تاثیر
…پیراہن نے منع کیا کہ ہم ابھی شراب نہ پینگے معلوم ہوتا ہے کہ سمجھ گئی یہ سنکر برہمن نے کچھ سحر پڑھا شگاف زمین سے
…اُتنا آواز آئی اے برہمن ہوشیار ہوجاؤ افراسیاب آتا ہے برہمن نے ایک شگرہ اُٹھایا نیل کا قلم چھوئی سے نکالا

تو اس بات پر مغرور ہے کہ مجھکو کوئی بیہوشی نہین پلا سکتا برق نے جب دیکھا کنیز بن گلابیان لا زنگلین جب
کے دروازے پر آیا دیکھا داروغہ میخانہ ایک جوان قوی تن قوی ہیکل خود و زرہ سر پر قبائے قلمکار پہنے
زنگل پر بیٹھا ہے جیسے ہی صرصر دمباز رفتار در میخانہ پر آئین پکار کر کہا داروغہ صاحب ہٹ جائیے شراب کو
صحبت مین لیجاوین داروغہ صاحب نے کہا بس اب زیادہ طراری و فراری نہ کرو شراب خود درست ہے یہ حقیر
دلچسپ ہے اس بات پر برق کے کان کھڑے ہوئے آنکھین ملانے لگا قریب آکر کہا داروغہ صاحب آپ نے کیا
مین نہین سمجھی داروغہ نے کہا جاکر اپنا کام کرو بعد اختتام جلسہ سمجھ جاؤگی برق نے طرف چالاک کے
مدعا یہ تھا کہ پہچانو تو یہ کون شخص ہے چالاک نے بڑھکر داروغہ سے آنکھ ملائی برق سے کہا کیون کچھ
دلی حاصل ہے اب تو برق نے بڑھکر شراب مین بیہوشی ملائی اُٹھا کے تپکے کے تیلے محفل مین لانے لگا راہ مین
چالاک سے پوچھا کیون خلیفہ یہ داروغہ کون ہے چالاک نے کہا برہمن رویین تن داروغہ بنا ہوا
نے سحر کر رکھا ہے کہ جب صحبت مین شراب بیہوشی ملا کر کوئی پلائے کسی پر بیہوشی تاثیر نہ کرے جام ٹوٹ جائے
شعلہ بنکر اُڑے برہمن رویین تن اُسی سحر کو روک رہا ہے اب جلدی کر ایسا نہو کہ کوئی تو رہو یہ وہ
پلائی بیہوش کر لیا خدا انجام بخیر کرے اے برق تم چلکر صحبت مین گانا شروع کرو برہمن رویین تن
بھی گیا ہے کہ اب دیر نہو برق تڑپ کر محفل مین آیا کہا کیون ملکہ یہ ہراس دشمنون کے قتل کی خوشی
نے کہا سب سامان ہمنے درست کر رکھا ہے کیا مجال کہ اس جلسے مین کوئی گستاخی کر سکے برق فرنگی نے
ملکہ صرصر سے سازندون کو اشارہ کیا جب سازندون نے ساز درست کیے برق نے یہ غزل عاشقانہ گائی

عدو نے دیکھے کہان اشک چشم گریان سرخ — نہ آستین ہے نہ رومال ہے نہ دامان سرخ
نمود حسن خط یار سے نہو کیونکر — بہار ہے جو تہ سبز ہو نمایان سرخ
تمہارے دشنہ کا دست صفا نے کام کیا — ہے زرد رنگ گلو حلقۂ گریبان سرخ
ملی ہین غیر نے پائے نگار سے آنکھین — سرشک خون سے نہین بخیہ ہائے مژگان سرخ
گمان قہر سے اپنا تو زرد رنگ ہے اور — سیاہ مستی کی سے ہے یہ چشم جانان سرخ
سوا ہوئی عشق مین گلپیرہن کے وجہ ہی — مرا کفن بھی ہو جون جامۂ شہیدان سرخ
نوید مرگ اُٹھین جو ہین زخمی لب یار — کہ رنگ پان سے ہوئے ہین لعل خندان سرخ
نظارۂ رخ مردم سے کیون نہ غم ہو کہ تھا — ہمارا رنگ بھی پیش از دو روز ہجران سرخ

س صحبت مین آئینگے جب ان ایسی پہچاننے والی موجود ہوگی تو کیا آسکتے ہین اگر آئینگے گرفتار ہونگے پیراہن نے کہا
ب کیا یہ ذکر تھا کہ ایک ابر اُٹھا سب دیکھنے لگے یہ ابر بڑے زور شور سے اُٹھا جو سب شاہزادیان بیٹھی تھین سب کے
سے نکلا کہ ملکہ سوسن تشریف لاتی ہین سب واسطے استقبال کے کھڑے ہوگئے سوسن اُترین ملکہ پیراہن
م کیا صبا رفتار نے جو صرصر کو دیکھا ہوش اُڑ گئے ادھر صرصر بھی چھپنے لگین دلکو بیقرار کر کے صرصر نے پکار کر کہا
فتار تمھارا کیونکر آنا ہوا صبا رفتار نقلی اس خیال سے بڑھی کہ صرصر کو ہاتھ نہین لگا کر الگ لیچلون وہان کی شکل
ھون یہی ارادہ صرصر کا بھی ہے برق نے بھی پکار کر کہا بوا صبا رفتار میرے پاس آؤ اس صحبت مین بڑی بڑی
زادیان بیٹھی ہین سبکا امتحان ہو یہ کہکر چالاک نے گلابی اُٹھائی اپنے دوپٹے مین چھپا کر چلا برق نے بھی ایک اور
لیا جب دونون قریب پہونچے صرصر نے جام لبریز کر کے کہا لو بوا تم پی لو اسکے بعد مین بھی پیونگی صبا رفتار
ے ہاتھ بڑھا دیا جام لیکر دماغ سے لگایا بھبک بیہوشی کی آئی مگر سوچا کہ تمکو پہچانا تو نہین جام دینا باعث
ہے لیکن بمجبوری مُنھ سے لگا کر پی گیا پیتے ہی معلوم ہوا آگ لگ گئی جیب مین ہاتھ ڈالکر سوکھا کباب نکالا
کھا لیا وہ کباب دافع دارو ے بیہوشی تھا بیہوشی دفع ہوئی دوسرا جام بھر کر صبا رفتار نے صرصر شمشیر زن
ابسمین دو جام چلے دونون نے دافع دارو ے بیہوشی کھا کھا لی دونون کے ہوش اُڑ گئے صرصر یعنی برق یہ مین
ہے سواے عمرو کے کسکا یہ کلیجہ ہے کہ اتنے بڑے جلسے مین بلا تکلف چلا آئے یقین ہے کہ یہ چالاک ہو آخر
ن ایک گوشے مین آئے اب برق اس فکر مین ہے کہ صبا رفتار غافل ہو تو مین حلقہ ہاے کمند مار دوں چالاک
سی فکر مین ہے کہ صرصر کو حلقہ ہاے کمند سے گرفتار کرون باتین کرتے کرتے دونو کی آنکھین چار ہوگئین ایک
وسرے کو پہچانا آپسمین لپٹ گئے برق نے کہا خلیفہ صاحب اب اس جلسے کی فکر کیجیے قبلہ و کعبہ گلگونہ کو بلا کر
ن صلاحین کر کے محفل مین آئے پیراہن تُنہ قبا سے کہا اے ملکہ عالم سب شاہزادیان صحبت مین جمع ہین کر
بے کوئی صاحب رنجیدہ نہون ہم بطور امتحان سب صاحبون کو دیکھینگے زلف لیلاے شب کمر سے گذر چکی ہے
ت قتل ہے آپ نے کیا کمال کیا کہ رات کو ان لوگون کے قتل کا سامان کیا عیاران اسلام ضرور فکر رہائی عمرو گلگونہ
آگئے ہونگے لیکن ہماری موجودگی مین کیا مجال کہ زبان ہلا سکین سر ٹک ٹک کر رہجا ئینگے سب شاہزادیان
کو دیکھنے لگین ایک کو ایک پر گمان ہے پیراہن تُنہ قبا نے کہا اے صرصر و صبا رفتار عیاری مین کامل و اکمل ہو
مجال کوئی ہماری صحبت دخل دے سکے برق نے کہا اب شراب منگا لیجیے ایک ایک جام نوش کر کے عمرو کو خنجر مارے
لنگڑے موے مونڈی کاٹے نے مجھکو مطعون بھی کیا ہے مین اپنے ہاتھ سے عمرو کا سر کاٹونگی پیراہن تُنہ قبا

سو جاؤن روتے روتے کہا ہنس کے طعن سے — کہتا ہے سوتے ہو مرے بن آکے خواب
کیا کفر ہے کہ چھوڑ دے سونا ہی گر کبھی — مومن نظر پڑے بت ترسا کے خوا

ابریق نے کہا کیون صاحب تمنے سُنا اب چالاک حیران ہو کہ مین کیا فکر کرون رنگ جما ہوا ہے گانے کی
فرمایش کر رہے ہین لیکن چالاک شراب کا نام نہین لیتا اسی خیال سے کہ انکو بیہوش کرنے سے کیا نفع
اس خیال مین تھا کہ آسمان پر برق چمکی ایک جادوگر کو دیکھا کہ نہایت تیز روی سے اُڑا ہوا آیا ابریق
ایک نامہ ہاتھ مین سوسن کے دیا سوسن نے وہ نامہ پڑھکر ابریق کو دیا ابریق نے نامے کو پڑھکر پاس رکھ
ساحر کو کچھ انعام دیا کہا جاکر عرض کرنا کہ ہم بھی اور ملکہ بھی فورًا آتے ہین جادوگر کو رخصت کیا کہا اے صبار
سُنا تمنے ملکہ گلگونہ جہان قید ہوئین وہان کی مالک پیراہن تُنہ قبا ہین سحر و ساحری مین یکتا ہے روزگا
سامری و جمشید کی پرستار اُسنے آج کی تاریخ قتل عمرو و گلگونہ مقرر کی ہے لہذا ملکہ سوسن کو طلب فرمایا
جائینگے کنیزون سے کہو تیاری کرین وقت قریب ہے جو اس جلسے مین شریک ہو بڑا بانصیب ہے اُسی
تخت ہاے سحر تیار ہوے کنیزون نے لباس تبدیل کیے جوڑے ترچھے باندھکے سامنے حاضر ہوئین تخ
سحر پر ابریق سوار ہوا پہلو مین سوسن کو جگہ دی صبارفتار کو بھی پہلو مین بٹھا لیا طرف مکان پیراہن
کے چلے یہان پیراہن تُنہ قبا نے آج کے دن جلسہ آراستہ کیا جادوگر آتے جاتے ہین مسند مین آراس
ایک قفس مین خواجہ ایک قفس مین ملکہ گلگونہ نگہبانی پہ جادوگر بیٹھے ہین جلاد حاضر ہین دار
جو جادوگر آیا پیراہن تُنہ قبا نے استقبال کیا لاکے اُسکو مقام صدر پر جگہ دی ہزارہا جادوگر صف باند
کھڑے ہین ایکایک ابر سبز چمکا عشق پیچان تخت پر سوار ہے چہار طرف شمشیرزن کنیزین گرد تخت کو گھیرے
وہ تخت آکر زمین پہ اُترا ملکہ پیراہن نے تعظیم کی اور کئی بہنین پیراہن کی جلسے مین موجود ہین گر بیا
دامن پوش و خلعت آراے شادی و غم یہ تین بہنین مسند پہ بیٹھی ہین کہہ رہی ہین کہ بوا اب گانا شروع
کا قتل ہونا بڑی سعادت ہے افراسیاب نے کیا کیا رنج و ملال اُٹھائے ہرچند انکو تلاش کیا کہین پتہ نہ
پیراہن نے عشق پیچان سے پوچھا بوا آج تمنے صرصر کو کہان پایا عشق پیچان نے کہا تقدیر کی رسائی ہما
تو صحرا بہت خراب ہین کسی سبب مین انکا گذر ہوا بہت پریشان تھین مین اُدھر سے تمہارے یہان آتی
راہ مین پایا اپنے ساتھ لیتی آئی انکا گانا اکثر مین نے سنا ہے حقیقت مین حضور یہ نمک صحبت ہین انکے ہو
محفل مین رونق ہوتی ہے اور ان کی زبان سے مشہور ہے کہ جسدن عمرو و گلگونہ قتل ہونگے اُسدن عیا

ترسے پر فرش معقول بچھایا گیا اسباب عیش و نشاط مہیا کر یا گلاب پان شراب کی کشتیاں کباب کی طرح لگے سہری زرین
کنول مرد نگیاں لاکر رکھیں ملکہ سوسن بہاری جوڑا پہنکر آکر مسند پر بیٹھیں گرد کنیزیں جمع ہوئیں چالاک نے دیکھا
ن نور کی چھوٹ پڑرہی ہر بڑے ناز و کرشمے سے بیٹھی ہے نازنین غنچہ دہن رشک چمن دریاے جواہر میں غوطہ زن
فتار شیرین گفتار ماہ رخسار ابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار سینے پر ابھار چالاک مسکرا مسکرا کے باتین
جا ہے کبھی کہتا ہے ساحری و جمشیدی آپکو سلامت رکھیں کیا حسن و جمال ہے کیا کسی کے آنیکا خیال ہے سوسن
ہنسکر کہا جو کوئی آئیگا تمکو حال کھل جائیگا چالاک خاموش ہو رہا دن بہت قلیل باقی تھا روشنی ہو گئی کہ ہواے
چلی غنچے چٹک کر گل ہوے پھولوں نے آنکھیں کھولدیں غنچے مسکرائے پہلو میں سوسن کے سیمتن وزیرزادی
ہے چالاک اسکو بہ نگاہ محبت دیکھ رہا ہے سیمتن بھی کہتی ہے اے ملکہ عالم صبا رفتار شعلہ جوالہ ہے یقین ہے اسپر
سیاب کی نگاہ پڑتی ہو اس ہوشربا مین حسینان ماہ پیکر کا جماؤ ہے افراسیاب نے پردہ پرستان کو گرد برد
یا معشوقان پریچہرہ سے طلسم ہوشربا کو بھر دیا کیا کیا پہاڑ آراستہ ہین شاہزادیون کی حکومت ہے سلطنت
مین یہ ذکر تھا کہ ناگاہ ہواے سرد چلی تھی یا آسمان پر ایک ابر آکر محیط ہوا برق چمکنے لگی سوسن مع کنیزون کے
ی ہو گئی وہ ابر آکر پھٹا چالاک کانپ رہا ہے کہ دیکھون کون آتا ہے جب ابر شق ہوا دیکھا ابریق کوہ شکاف
ے تکلف سے آیا لباس فاخرہ پہنے ہوے مندیل وزارت سر پر موتیون کے مالے گنٹھے یاقوت احمر کے
گلو ابریق نے جو صبا رفتار کو دیکھا پکار کر آواز دی اے صبا رفتار تمھارا کیونکر آنا ہو چالاک نے کہا
ے ہو لیکن مین آکر پھنس گئی تھی ملکہ عالم نے مہربانی فرمائی ابریق اترا سوسن کا ہاتھ پکڑ لیا مسند پر آکر بیٹھا
صبا رفتار ہم چھپکر یہان آتے ہین ملکہ سوسن سے رسم ہے افراسیاب کے سامنے اسکا ذکر نہ کرنا اگر
خانہ کو خبر ہوگی بڑا رنج و ملال ہوگا چالاک نے کہا نہین حضور ہمین کیا ضرورت ہے کہ ان باتون کا ذکر کرین
یق نے کہا صبا رفتار گانا اپنا ملکہ عالم کو سناؤ انکو گانے کا بڑا شوق ہے چالاک نے بایان کھینچا یہ غزل گانی لگا عرض کیا

...رت دکھلایئے جو کبھی جا کے خواب مین	بس دید آنکھ کھولدے جھنجلا کے خواب مین
...ب نہ ہو جو سو رہے مرے پاس آ کے خواب مین	جاگے تھے بخت خفتہ تمنا کے خواب مین
...ہے بغل مین تو بھی یہان نیند اڑ گئی	یہ سوچ ہے گیا نہ ہو اعدا کے خواب مین
...ک عشق سے نہو غافل ہے ایک رنگ	اس دل کے بھاگنے مین زلیخا کے خواب مین
...گی سے نالۂ زنجیر غل نہ کر	یان پانون جاگتے ہین کوئی جاگے خواب مین

گلہاے گلشن کی تعریف مین زبان کھولنا ہے خوش لحانی بولنا چالاک سیر کرتا ہوا چلا آتا ہی کنیزین جا بجا پھر
جو کنیز ملی اُسنے بہ محبت پوچھا بوا صبا رفتار کیونکر آنیکا اتفاق ہوا چالاک نے وہی جواب دیا کہ سرکار
نکلی تھی صحراے ہولخیز مین آکر پھنس گئی بڑے صدمے اُٹھائے ملکۂ عالم کہان ہین کنیزون نے کہا بارہ دری
چالاک بارہ دری مین آیا دیکھا ایک نازنین نہایت حسین بیٹھی ہے طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ ابھی سوکر اُٹھی
آگے رکھا ہے ایک کنیز آفتابہ لیے کھڑی ایک کنیز آئینہ دکھا رہی ہے چالاک نے آکر سلام کیا سوسن نے
محبت سے کہا بوا صبا رفتار آج بعد مدت کے تمہارا آنا ہوا تمنے تو ہمارے پاس آنا بھی چھوڑ دیا چالاک
کہا اے ملکۂ عالم جسدن سے قدم مسلمانون کا طلسم ہوشربا مین آیا ہم لوگونکا عیش و آرام ترک ہوگیا
رہتی ہے بڑے بڑے جادوگر مارے گئے عیاران اسلام بلاے روزگار ہین جو قصد کرتے ہین وہ کر گذرتے ہین
عاجز ہو رہے ہین آٹھ پہر زدو و دوش کرنے گذرتا ہے سوسن نے کہا بوا صبا رفتار اتفاق سے تم
اب دو چار دن نہ جانے دینگے چالاک نے کہا اے ملکۂ عالم ضرورت خبر کی رہتی ہے سوسن نے کہا بوا
ہم تمکو منگوا دینگے ہم تمہارے گانے کے بہت مشتاق ہین چالاک خوش ہوگیا کہا ملکۂ عالم اگر آپکی خوشی
سنا دون یہ کہکر باپان لعنی اسید ہما سید ہما ٹھیکا چھیڑا یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے اشعار

جو سر پہ باندھے دلبر چاند سورج
کیا کرتے ہین چکر چاند سورج
نقاب اُلٹے اگر رخ سے مرا یار
خجل ہین ماہ پیکر چاند سورج

نہ نکلین پھر فلک پر چاند سورج
اگر پڑ جائے عکس روے انور
ابھی گم ہون فلک پر چاند سورج
رخ پرنور سے اُس رشک مہ کے

ترے رخ پر ہین عاشق یہ
بنے گردون پہ اختر چاند
تمہارے عارض انور کے
نہین اے نور بہتر چاند

ملکہ سوسن تعریفین کرنے لگین کہا اے صبا رفتار حقیقت مین تمنے اس کمال کو خوب حاصل کیا
ملکۂ عالم گانے کا جو کمال ہے وہ ذات پر عمرو کی موقوف ہے بلاے روزگار خوش آواز آواز مین سوز و گداز
تاثیر ہماری اُستانی سے وصل کی تدبیر اصل یہ ہی کہ اُستانی بھی دل سے لگاو رکھتی ہین ظاہر مین برا بھلا کہتی
دریافت کیا یہ محبت فرمایا کہ عمرو کا کوئی شغل نہین افراسیاب لیسے بادشاہ کو عاجز کر رکھا ہے سوسن نے کہا
وہ نام اب مٹتا ہے چالاک نے گھبرا کر پوچھا وہ کیا صورت ہی سوسن نے کہا اسیر ہین نہ قبا کے پاس قید ہو
بھی گرفتار کرکے لائی ہے آج شب کو سب جمع ہوگئے کل یہ دونون قتل کیے جائینگے کیا عجب ہے کہ ہماری بھی
چالاک یہ سنکر خاموش ہو رہا جب دن قلیل باقی رہا ملکہ نے حکم دیا روشنی کی تیاری کرو لالٹینین تمام باغ مین

ر سوار پشت پر چار سی ساڑھی چار سی کنیزین گلدستے سب کے ہاتھ مین ہنستی ہوئی چلی آتی ہین برق ڈر اکہ
ے یہ بھی پہچان لین دل کو پتھر کرکے آگے بڑھا وہ نازنین ہوادار سے اُتری کہا ای قمر چہر اسوقت تمہارا
یت سامری و جمشید ہے کوہ پردہ پوش پر عمرو دیگر گلگونہ کے قتل کی تاریخ مقرر ہوگئی مجھکو کمینے بھیجا ہاہو
پہچان میرا نام ہے تم بھی میرے ساتھ چلو یہ لکھی سامری نامے مین صاف صاف مرقوم ہے کہ وہ قتل عمرو
ے وبرق ضرور آئینگے برق نے کہا ای ملکۂ عالم میری موجودگی مین برق وچالاک آ سکتے ہین جس رنگ مین
پہچان تو نگی عشق پیچان نے ایکتخت سحر تیار کیا کہا بواھر جیسر سوار ہو برق اچک کر تخت پر بیٹھا فتنی پری
ر سوار ہوئی سب جادوگر میان گرد آگئین عشق پیچان نے تخت اُڑایا طرف کوہ پردہ پوش کے چلی لیکن چالاک
دن اُس صحرا ہولناک کی خاک اُڑائی پانچوین دن زیر کوہ آکر ٹھہر اکئی جادوگرونکی زبانی سُن چکا ہے کہ خواجہ
گئے اسوجہ سے زیادہ بیقرار ہے بلک بلک کے دعائین مانگ رہا ہے اے پروردگار وا اے رہبر کامل مجھکو جلد وہا
پہونچا اپنے قبلہ و کعبہ کو رہا کرون تیری ذات سے سطرح کی امید ہے نظم

گر تو میخواہی کہ گردی از غم و حرمان خلاص — سر بسر زین دام دامنگیر کن دامان خلاص
قطع کن سر رشتۂ دنیاے فانی قطع کن — شو ازین بند گران اے بندۂ نادان خلاص
عقدۂ این عقدِ لاحل کی بزودی حل شود — کی بہ آسانی شود محبوس این زندان خلاص
بندہ کہ آزاد گر ہستی میان بندگان — خویشتن را کن ازین بند غم و ارمان خلاص
مرغ جالش تار ہا گردد نہ از دام وجود — کی شود ز اندیشۂ دنیاے سرگردان خلاص
بر سرما ابر رحمت ہمیند یا بار دگر — گر دد از گوہر فشانی دیدۂ گریان خلاص

دعائین مانگتے مانگتے ایک درۂ کوہ مین گھس گیا درۂ کوہ کوطے کرکے اُسپار پہونچا نگاہ اُٹھا کر دیکھا سامنے ایک باغ
شت آئین دروازے پر چند خدمتگار بیٹھے ہین چالاک نے رنگ و روغن عیاری کا لگایا صبا رفتار کی
ر چلا پاس خدمتگارون کے آیا ایک نے کہا بی صبا رفتار کہا نسے آتی ہو صبا رفتار نقلی نے کہا مین واسطے خبر گیری کے نکلی
ملک کر اس صحرا مین آگئی یہ باغ کسکا ہے خدمتگارون نے کہا بی صبا رفتار بھولتی ہو کہ سوسن نگین پوش
تشریف رکھتی ہین اندر جاؤ ملکہ سے ملاقات کرو چالاک نے کلیجے کو پتھر کیا اندر باغ کے آیا دیکھا گلہاے رنگا رنگ
ہے بوقلمون اشجار بار اثمار سے سربسجود نہرین سلسبیل آسا فوارے چھوٹ رہے ہین صاف ثابت ہے کہ
رس رہے ہین طائران زمزمہ سرا مصروف زمزمہ سرائی باغبان قضا و قدر کی حمد مین مصروف وعندلیبان خوشنوا کا

اُف ری تپ گرمی محبت | اس نام پہ جان نثار آتش | تو نے تو وہان لگائی منہ
یان دل مین لگی نگار آتش | ست آئیو میری خاک پر تو | برسے ہے سر مزار آ
مین آ د زبان کش جو کھینچون | باندھے ہے ابھی حصار آتش | پڑھتا ہے کہین غزل
لگ اُٹھتی ہے ایک بار آتش | اک نازنین نے تو صرصر کہکر پکارا ایک نے یہ غزل بہ ردیف آتش

نے کہا بوا جلدی آؤ بینگ ہمکو دو چوتھی نے کہا بہجانو تو یہ صرصر نہین ہے اب برق رُکا پانچوین نے کہا بوا
ہے برق فرنگی لاش مین پیراہن نہ تباکی نکلا ہے اب کوہ پردہ پوش کی بربادی کا وقت قریب آیا یہ نگوڑا
نہ بارے چالاک کہان گیا عمرو قید ہوگیا بی گلگونہ قفس مین بند مین یہ باتین جو اُن نازنینان سے جس
برق بھاگا جیمین کہتا ہے خدا خیر کرے ہائے اُستاد پکڑ لیے گئے یہ حرامزادیان سچ کہتی ہین خدا الیاس
ہم جاکر اُستاد کو رہا کرین سیان برہمن نہ پہونچین کئی کوس بھاگا ہوا گیا وہی آوازین کان مین رہی
بھاگا جاتا ہے کوہ پردہ پوش کی پردہ پوشی ساحری وجمشید کرین برق کے ہوش درست نہین کہ
چڑھ گیا وہان سے ٹھہر اکر کوداجب کئی پہاڑ طے کیے جب نزدیک آواز آنا موقوف ہوئی ایک درخت کے سایہ
بصورت صرصر ٹھہرا اُس درخت پر ایک عندلیب خوشنوا بیٹھی زمزمہ سرائی کر رہی تھی یکایک پکار اُٹھی
صاحب زلف تیر لاتے ہین برق نے پتھر گوپھن مین رکھکر مارا عندلیب نے اُف جو کی پتھر قطرہ آب بنکر زمین
آواز دی بھلا نگوڑے تو بُرا گستاخ ہے یہ صحرائے طلسمی بہت فراخ ہے برق وہان سے بھی بھاگا گو
آواز کان مین آئی کہ بلبل پکار رہی ہے یہی کہکر للکار رہی ہے کہ برق کو پکڑ لو یہ جانے نہ پائے برق پا
نکلگیا دوڑتے دوڑتے پسینے پسینے ہر مقام پر یہی یقین ہے کہ اب گرفتار ہوجاونگا وہان جاکر ٹھہر
گونڈتے گرد کے اُٹھ رہے ہین خیال مین آیا کہ یہان ٹھہرون درۂ کوہ سے ایک ساحر نکلا پکار کر آوا
بی صرصر آج صحرائے طلسمی مین کیون آئین برق نے کہا بھیا مین راستہ بھول گئی ہون صحرائے طلسم
ماری پھرتی ہون اُس ساحر نے کہا ہم تمھین خوب پہچانتے ہین شیر شہنشاہ ہو تمھاری ذات سے عیا
روشن ہے مین تمھین راستہ بتاؤن یہ کہتا ہوا ساحر قریب آیا بایان ہاتھ تھام لیا کہا کیون حرامزادی
آگیا کوہ پردہ پوش تک نہ پہونچیگا تیرا اُستاد پکڑا گیا دیکھ وہ سامنے راستہ ہر تجھے تیرے اُستاد کے پاس
نے داہنے ہاتھ سے جاب مارا دماغ پر جادوگر نے تڑلڑ کھڑا کر وہ گرا برق نے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک
گستی مرا نام ملی سردار جادو بود برق وہان سے [illegible] بھاگکر آیا [illegible] ری دیکھا

این نہایت کامل واکمل ہیں وہین سے بیٹھے بیٹھے کہدیا کہ عمر قلعۂ آتش افشان میں ہے آتش افشان کو
ت قلعے کو لوٹ رہا ہے وہی دیکھا جو ملکہ نے فکر لگایا تھا اب تم اپنی فکر کرو یہ بھی فرمایا ہے کہ چالاک و برق بھی
فکر میں نکلے ہیں جسوقت قصد کرینگے اُنکو بھی گرفتار کر لینگے خواجہ نے کہا جو تقدیر میں ہوگا وہ پیش آئیگا دامن
کو اُسی حال پر ملال میں چھوڑ خواجہ کو لیکر روانہ ہوگئی طرف پیراہن نہ قبا کے چلی کہ اسکا ذکر وقت پر
گا اتنا تحریر کرنا ضرور ہے کہ سحر اسکا مخفی جاتا ہے دامن لیکر خواجہ کو سامنے پیراہن کے آئی پیراہن اُسکو دیکھتے
لی کہا آج میں نے سارے طلسم ہوشربا پر احسان کیا وہ شخص گرفتار ہوا کہ جسکے مقدر میں مری ساحر و جمشید
خبر ہو کر لکھے گئے ہیں کہ عمرو کی موت کسی ساحر کے ہاتھ سے نہیں ہے حقیقت میں اُسنے ملک کے ملک ساحروں کے
ے عنظلی آباد دیئے کہ سترہ ہزار جادوگر رہتا تھا سبکے قتل کا یہی باعث ہوا خدائی زردہشت کی تر
ن پر تھی وہان کے اکثر عجائب و غرائب ہوشربا سے ملتے جلتے تھے اُسکو بھی اسی نے برباد کیا جلد نامی کرو
حر اگر بارہ دن کو بھیجو اسی قلعے پر آکر جمع ہوں اُس روز جشن کرینگے اسکا اور رنگلگونہ کا سر کاٹ کے خدمت میں
ہ کی روانہ کرینگے شہنشاہ کو بھی معلوم ہو کہ پیراہن نے طلسم ہوشربا کو بچا لیا حکم ساحری و جمشید و فلان کا
لکھے گئے ساحر لیکر چلے کہ ان سب کا ذکر وقت پر تحریر ہوگا اب یہان سے حال خجستہ مال برق و چالاک
چاتا ہے کہ یہ دونون کئی دن ساتھ رہے ایک دن برق نے کہا خلیفہ صاحب الگ الگ ہو کر چلیے جب یہ وقائع
سنینگے صاحبقران انصاف فرمائینگے کہ خواجہ کو برہمن لیکر گئے ہمکو حکم ہوا کہ وہین او بیتے نشان سے خبر لا
کر رہبر کامل منزل مقصود پر پہونچائیگا گوہر مراد ہاتھ آئیگا اب میری صلاح یہی ہے کہ آپ الگ جائیے میں الگ
ن حافظ حقیقی ہمکو بھی پہونچا دیگا چالاک و برق الگ الگ روانہ ہوئے اول حال برق تحریر ہوتا ہے
کے خیال میں آیا کہ یہ طلسم ہوشربا ہے یہان کے عجائب و غرائب غضب کے ہیں ایسا نہو کسی آفت میں
جائیں ایک گوشے میں بیٹھکر رنگ و روغن عیاری کا نکالا صرصر کی شکل بنکر تیار ہوا ایک مقام پر آکر دیکھا تو بیچ
ن ایک نخل سر سبز شاداب پر جھولا پڑا ہے چند نازنینان ہمہ حسین بنہایت حسین خوشنما خوش جھول رہی ہیں صرصر
ے قریب آیا ایک نازنین نے پکارکر آواز دی اے ملکہ صرصر شمشیر زن ادہر آؤ یہان او ہمکو پینگ دو دیکھو چاروطرف
ی ہوئی ہر ایک نے کہا یہ چند اشعار مضمون آگ کے تو سن لو بڑے اُستاد کے کہے ہوے ہیں اشعار

بھڑکے وہ عذار آتش	کیا کیا ہی چلی ہے یار آتش	پھولنگا نہ غم سے جی کو نکلے
کے ترے اب بخار آتش	ہووے نہ مقابل تف دل	بھڑکا نے کوئی ہزار آتش

بیٹھے ہوئے مونچھون کو بل دے رہے ہین نشے کا جوش بیہوشی مین اپنی رعنائی کا ہوش ایک نے کہا بھائی تمہاری
مونچھ پر کوا بیٹھا ہے دوسرے نے کہا نہ گھبراؤ مین پکڑے لیتا ہون یہ کہکر ہاتھ بڑھایا مونچھ پکڑ کے جھٹکا مار کہا بھا
غضب ہوا کوا تو اُڑ گیا مونچھ میرے ہاتھ مین رہگئی عجب عجب فقرے اُس صحبت مین ہو رہے ہین خواجہ اس فکر
مین کہ آتش افشان جب بیہوش ہو تو مین دست اندازی کرون آتش افشان تال سم کی تعریفین کر رہی ہے
نے گنگنا کے پھر تان لگائی آتش افشان نے کہا استاد تم گاؤ مین بھی ناچونگی دل مین تو فرا ابھر اٹھا ہاتھ چمکاتی
اپنے مقام سے اُٹھی چند قدم چلی تھی پوری گت نہ ہونے پائی تھی کہ انکی بُری گت ہوئی خواجہ نے نعرہ کر کے خنجر
آتش افشان کے دو ٹکڑے ہوئے مرنا اسکا ہنگامۂ گیر و دار بلند ہوا آوازین مہیب آنے لگین خواجہ محفل کو
لگے قتل بھی کرتے جاتے ہین جسے قتل کیا اندھیرا ہو گیا کنیزین پڑی تڑپ رہی ہین کسیکا دوشالہ اُتار لیا کسیکا
اُتار لیا زیور سکے اُتار رہے ہین خواجہ تو یہان لوٹ رہے ہین لیکن پیراہن نہ قبا پردہ پوش مین بیٹھی ہین گلگ
قفس لٹکا ہوا ہے مصاحبین گرد بیٹھی ہین اُنسے کہہ رہی ہے افراسیاب نے میرے ساتھ بڑا احسان کیا گلگونہ کی
میرے سپرد کی عیاران اسلام میری فکر مین چلے ہین مگر کیا مجال جو مجھ تک پہونچین لو مبارک ہو سلیم اختر شمار نے
عیارون کے گروہ کو پکڑ لیا لیے ہوئے آتا ہے یہ کہکر مصروف عیش ہوئی انیسین جلیسین خوشیان کر رہی ہین کہ
آپسے کون مقابلہ کر سکتا ہے آپ کا سحر تمام عالم مین مشہور ہے آپکی محبت کا ہمکو بھی جوش ہے آپ کی ذات طلس
ہوشربا کی پردہ پوش ہے جسے سحر آپ نے حاصل کیے کسی کو نہین آتے سامری و جمشید زندہ ہوتے تو آپ
قدر کرتے پیراہن نہ قبا خوش بیٹھی ہے بقول شخصے پیراہن مین نہین سماتی کہ خبر پہونچی سلیم اختر شمار ما
گیا بذریعۂ نجوم کے معلوم ہوا عمرو تلوۂ آتش افشان کو لوٹ رہا ہے کہا اے دامن جادو جلد جاؤ عمرو کو گرفتا
کر کے لاؤ اُسنے تو غضب کیا تلوۂ آتش افشان والون کو بیہوش کر کے قتل کر رہا ہے دامن بہت خوب کہکر روا
ہوئی یہان خواجہ بارگاہ سے قتل کرتے ہوئے اب بیرون بارگاہ آئے کچھ سنبر پوش پڑے تھے خواجہ
ہاتھ مین خنجر اُنکو بھی قتل کیا گھرون مین سب کے گُھس جاتے ہین اسباب لوٹتے پھرتے ہین وہان سے جو دامن
بحکم پیراہن چلی تھی خواجہ ایک مکان مین گھسے ہوئے لوٹ رہے تھے دامن جادو نے دور سے دیکھا سمجھی یہی عمر
عیار ہے دیوار پر آکر پانون قائم کیے وہین سے سحر کیا خواجہ کے پانون زمین نے تھام لیے دامن جادو زمین
آئی کہا او ظالم ہزارہا جادوگر مارے گئے کئی لوگ تیرے ساتھ ہین عمرو نے کہا مین غریب آوارۂ دشت
مجبور و ناچار میرے ساتھ تو کوئی نہین دامن جادو نے کہا او ظالم تو تلاش مین گلگونہ کی نکلا ہے ہماری

شراب کو اس سلیقے سے دیکھا منہ سے رال ٹپک پڑی کہا صاحبو کس سلیقے سے شراب لایا ہے یہ پیتا ہوا اسکا بھی بہتے کو
ہے عمرو نے گھنگھرو پانؤن مین باندھے جام سر پہ رکھا غزل مضمون شراب کی پڑھتے ہو کبھی جام کو سر سے اچھالا
ری پر رو کا سب تعریفین کر رہے ہین سر سامنے آتش افشان کے جھکایا کہا ایسے مالک کو سر سے شراب پلانا
ے آتش افشان نے دونون ہاتھ بڑھائے جام لیکر پیا اب تو عمرو نے دو بارا باندھا شراب چلنے لگی جام پی پانی
ہا ہے تمام محفل مین تعریفین ہو رہی ہین قلعے مین جوتی بیزار چلنے لگی بازار مین ہنگامہ ہے دوکاندار دو نے پھرتے ہین
منہ کے بھل گرتے ہین ہر گلی کوچے مین جادوگرون کے انبار ہین مکانین شراب پی ہوا کھائی کو کوٹھے پر جھنجھے
ی نے جوتا تیر کی کوٹھے پر سے کود پڑے عورتون نے لڑکے گود سے پھینک دیے کہتی ہین ہمکو کوئی آسمان پر
تا ہے اب پھینکا چاہتا ہے گلیونمین پلٹر ہے آج شراب نے مزا دکھایا بعض کو گانے کا شوق ہے جبتک کہ پہلے ہین
ین رہتے نہ کیے یاد آیا کہ بی لذت بخش نے کیا عمدہ غزل گائی تھی اُسکے چند شعر یاد ہین یہ کہکر گانے لگے تم
ن پڑتا ہے گھڑی کا مقام جو آیا گلا ہلادیا تان جو ماری آ پڑے ہو گئے لڑکھڑا کے گرے ہین پر پڑے ہین لیکن غش پر
ے پڑے کہ رہے ہین کہ ہم آسمان پر جائینگے تارے توڑ کر لائینگے دوست احباب کو دکھائینگے آج شراب نے بڑا فرا
مان تو یہ رنگ ہی صحبت مین جو خواجہ نے سب کو شراب پلائی خواجہ کھڑے ہو کر غزل عاشقانہ گا رہے ہین آتش افشا
تھ ملا کر فرماتے ہین کیون ملکۂ عالم نشہ شراب کا ہوا آتش افشان کہتی ہے اُستاد کیا کہین نشہ شراب بری نعمت
سکانہ پیئے والا بد تمیز ہے کنیزین عمرو کو تاک رہی ہین کہتی اُستاد تمنے بڑا کمال کیا ایک آدمی اور اسقدر کمال
جادوگر بڑا نا منصف تھا رات بھر گوایا اور پھر قتل کرنے کو لیچلا تھا آخر کتے کی موت مارا گیا اب بھی ہے چلا آیا ہے اُسکو
رین یہ کہتی ہوئی اُٹھین کر اوجادوگر ست جا اُستاد سے نہ بولنا ہم لوگ گانا سن رہے ہین دیکھا ہی خوشی مین
رقص ہو رہے ہین کنیزین اُٹھ اُٹھ کر گرنے لگین آتش افشان نے کہا آج میری کنیزون کو کیا ہو گیا آخر کس تک پر
ہین ہین آتش افشان کے پاس مصاحبین جو بیٹھی ہین ایک دوسری سے کہا لو بوا غضب ہوا تمھین سانپ کاٹنے کو
خیمے کی جھالر کا سر پر عکس پڑا تھا دیکھنے والی نے سمجھا سانپ سر پر بیٹھا ہے جسکے سر پہ بتایا تھا کہ سانپ بیٹھا ہے
لیکر اُٹھی اُسکے سر پر جوتی ماردی اُسنے کہا واہ بوا سر پر ہمارے جوتیان مارتی ہو دونون مین واتشلی کلکل ہوئی
ٹر اکر گرین بیہوش ہو گئین ایک صاحب بڑے پائچہ کا پائجامہ پہنے بیٹھی تھین آگے ڈھیر لگا تھا ایک نے بہ نگاہ
کھا کہا بوا بڑا غضب ہوا تمھاری گود مین کتیا نے بچے دیے ہین وہ نشے کے جوش مین بولی کیا کتیا حرامزادی
کو مقرر کیا دوسری نے کہا بوا انگھبراؤ مین مارے لیتی ہون اُٹھ کر ایک لات ماری اُسکے پیٹ پر لات پڑی بعض

بڑا کار ضروری ہے آتش افشان کو ناگوار ہوا کہ ایک خدمتگار کو ہم جو پکارتے ہین وہ نہین آتا پھر پکارا اُسنے پھر جو
سمنت دیا جب تو آتش افشان نے ترنج اٹھا کر مار دیا سینے پر سلیم کے پڑا تو ڑ کر لشت کو بار گذرا خواجہ
چھوٹے زمین پر گرتے گرتے آواز دی ع ہمیشہ دلبر بجان مبارک باشد آتش افشان نے کہا اے شخص تو کون ہے
عمرو نے کہا گویا آپ کا بجک میان سلیم نے گانا سنا چار آنے دینے لگے مین نے کہا حضور مجرے کی رقم دیجئے
پانچ روپیہ ہمکو ملتے ہین وہ ایسے خفا ہوئے کہا مجھکو جنگل مین لیجا کر قتل کرونگا آپ کو سامری و جمشید سلامت
رکھے آپ نے بچا لیا جو دیجئے گا لیلون گا دو چار اشعار سینئے سازندون کو حکم ہو ساز درست کرین پھر گانا سینے کیف
حاصل ہو ملکہ نے کہا سلیم نے بڑی بدعت پر کمر باندھی تھی بیچارے گویے کو قتل کرنے لیتے جاتا تھا مرد
ظالم تھا لاشہ اسکا باہر پھینک دو سازندے تیار ہوئے عمرو نے سامنے بیٹھکر آتش افشان سے آنکھ ملائی یہ اشعار
عاشقانہ اپنے رنگ مین گانے لگے نظم

آیا ہے خیالِ بیوفائی
کیا تیری کہی ہو گئی خدائی
چاہا لیکن نہ بچ سکے ہم
برباد ہوئی مری کمائی
تو یہ شکنی شباب مین کر
آفت کی رات سر پر آئی

کیون جی وہی گفتگو پھر آئی
صحرا مین ہوئی گہر فشانی
آخر تیغ نگاہ کھائی
بوسہ ہم آج مانگتے ہین
کب تک اے جان پارسائی
رخصت ہے نسیم جلد دیکھو

اوبت نہ سُنیگا کوئی میرا
کام آئی مری برہنہ پائی
توڑا کانٹون نے آبلون کو
کرتے ہین قسمت آزمائی
کاٹا دن تو تڑپ تڑپ کر
اگر تو گرہ ہو سکے بھلائی

عمرو کا گانا حقیقت مین سحر ہے آتش افشان جادو کھڑی ہو گئی کہا کیا کہنا حقیقت مین تمہارا مثل نہین ہے
حضور آپ نے ابھی کیا سنا ملکہ نے کہا اس سے زیادہ بھی کوئی کمال ہے عمرو نے کہا حضور ساقیگری بھی خوب جانتا
ہون شراب پلاؤن پاؤن سے ناچون منہ سے گاؤن ہاتھو نسے بتاؤن تب آپکو میرا کمال ظاہر ہو آتش افشان
نے کہا اُستاد یہ تو بہت مشکل ہے عمرو نے کہا ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے مجھے کلید مینخانے کی عنایت ہو آتش افشان
نے کنجی انبار بند سے طلب کر دیدی خواجہ مینخانے مین آئے بیلون مین بیہوشی ملائی پکار کر آواز دی یارو ہم ساقی ہین کوئی
شراب لیجاؤ جسقدر چاہو پیو تبلے گلابیان قرابے اُٹھ اُٹھ کر باہر جانے لگے سارے قلعے مین ہلڑ ہے کہ آج ایک آدمی
آیا ہے وہ ساقیگری کریگا کوئی باقی نہ رہیگا سبکو شراب تقسیم ہو رہی ہے جو نہ پیتے تھے وہ بھی دوڑ پڑے خواجہ
حکم دیا دکانداروں کو بھی پلاؤ سب کو شراب تقسیم ہوئی جلسہ سبع تھا ڈیرہ سو گلابیان آراستہ کرکے خواجہ محفل مین لے

ں سے گڑگڑاہٹ کی آواز آئی صدا یہ تھی کہ او ساربان زادے غضب کیا میرے جوان بھائی کو مارا اب میرے
ے کیونکر بچیگا عمرو نے چاہا جست کرکے بھاگوں اُسنے سحر کیا آواز دی منہم سلیم اختر شمار یہ کہکر زمین پر آیا خواجہ
ر کیا کہا او ظالم تونے جوان بھائی کو مارا سب تیرے خون کے پیاسے ہین خواجہ منت کرنے لگے کہ بھائی کیا کہ
ہزارون جادوگر مارے لیکن تم ایسا ہوشیار ساحر زبردست نگاہ سے نہ گذرا تھا سلیم نے کچھ جواب نہ دیا لاکھ
ے منتین کین سلیم نے کچھ خیال نہ کیا جمین کہتے ہین کہ خواجہ ابتداہی صحرا مین گرفتار ہوے سلیم نے پنجہ کمر مین
ی کی دیا لیکر چلا اُڑا ہوا جاتا ہے فراش ماہ تابان نے فرش چاندنی بچھایا ہر ذرہ ہاے ریگ بیابان ستارہ ہاے
ں سے ہمسری کررہے ہین اکثر طائرونکو صبح کا دھوکا ہوتا ہے آشیانون سے جھک اُٹھتے ہین بیت رنگ
ی چاندنی کی بہار ٭ زاغ پر تھا گمان بوتیمار ٭ قضاے کار مالک قلعۂ خونفشانی ملکۂ آتش افشان جادو
ے قلعہ فرش معقول بچھائے بیٹھی ہے انیس جلیسین جمع ہین اسباب عیش و نشاط موجود شراب و کباب کا چرچا
ہے ایک مہ جبین شوخ طرار موسومہ یہ گلعذار تانین یار رہی ہے یہ غزل بصد سوز و گداز گا رہی ہے غزل

مہربان اتنی تمہاری مہربانی چاہیے — شکل موسی چاند سی صورت دکھانی چاہیے
ساقیا جام شراب ارغوانی چاہیے — عیش عشرت سے بسر ہو زندگانی چاہیے
ضعف سے گنبدے کی صورت میری رنگت زرد ہے — اُس گل ترکی قبا بھی زعفرانی چاہیے
فصل گل آئی مگر مینا ہے دل خالی رہا — ساقیا مجھکو شراب ارغوانی چاہیے
کہتے سُننے پر رقیبون کے عمل لازم نہین — اپنے عاشق سے نہ تجھکو بدگمانی چاہیے
اے دل بیتاب بلبل کی طرح نالے نہ کر — غیر پر ظاہر نہو راز نہانی چاہیے
اشک خون رویا ہون برسون لعل لب کے ہجر مین — یاد مین دندان کے اب گوہر فشانی چاہیے
شربت قند لب شیرین کا مین پیاسا ہون مین — چشمۂ حیوان کا مجھکو میٹھا پانی چاہیے
زہر کھالے کوئی عاشق کوئی اپنا خون کرے — تجھکو تو اے لالہ رو پوشاک دھانی چاہیے
اے صنم وہ کشتۂ ابرو ہے عالم ہے گواہ — نور پر اب کیا تجھے تیغ آزمانی چاہیے

ں افشان جادو مست بیٹھی ہے سر جو طرف آسمان کے اُٹھایا دیکھا کہ ایک جادوگر کسی کو پنجے مین دبائے ہوئے
جاتا ہے کنیزون نے پہچان کر کہا کہ سلیم اختر شمار غلام ملکہ برا ہن نہ تھا کسی کو لیے جاتا ہے ملکہ آتش افشان نے
ی کہ سلیم ذرا ادھر کہان جاتے ہو سلیم نے بلند جواب دیا حضور یہ ٹھہرنے کا وقت نہین ہے اسوقت ہمکو نہ روکیے

چہار جانب دوڑے دوڑے پھر رہے ہین اگر کسی مسافر کو جاتے ہوے دیکھا عمرو جاتا ہے عمرو جاتا کہکر مار ڈالا
مسافر گنوار اسی نام پر مارے گئے جب قتل کر چکے دیکھا صورت نہین بدلی آپسمین چرچے ہوتے ہین عمرو نے یا
نفیت مین مسافر مارا گیا شام تک جنگل مین یہی ہنگامہ رہا شام کو وہ جادو صحرا سے معلوم ہوتا ہے کہ
چلے گئے جب خواجہ نے دیکھا کہ جنگل مین بالکل سناٹا ہے ماہ تابان فلک پر برآمد ہوا خواجہ ایک ضعیفی
ٹھیا ہاتھ مین کمر مین خم تمام جسم پر جھریان پڑی ہوئین وہ جھریان منظور صفحۂ رخسار پر ہین خم کمر خم کمان کہ ہمیشہ تیر
پورا بیٹھتا ہے نشانہ نہین چوکتا صحرا طے کرتے ہوے جاتے ہین چہار جانب سناٹا ایک نخل کے سائے مین خواجہ آگر
جیسے راہگیر تھک کر بیٹھتا ہے یاد کر رہے ہین برہمن نے ہم سے کیا کہا تھا خیال مین گذرا کہ یہ بھی کہا تھا کہ اول اپنے
قلعۂ خونچکان پر پہونچانا نہین معلوم کہ وہ قلعہ کہان ہے کہ دیکھا عمرو نے سامنے سے ایک جادوگر دوڑا ہوا آتا ہے
قریب آیا کہا کیون بڑی عمر و عیار تو اسطرف نہین گذرا ملکۂ عالم نے پتہ دیا ہے صحرائے رستخیز مین عمرو آیا
ہے مجھکو ڈھونڈھتے ہوے عرصہ گذرا کہین پتہ نہین ملتا عمرو نے کہا بیٹا دوست دشمن کو تو مین نہین جانتی لیکن
دبلا پتلا نا تنیا ایک گنوار کے لڑکے کے کپڑے اتار رہا تھا اُس ساحر نے کہا یہی عمرو کا پتہ ہے بڑی طمع اسکو انگیز
گنوار اسکو پکڑ کر لیگئے عمرو نے کہا ظاہر مین تو وہ دبلا پتلا تھا لیکن بڑے بڑے قد کے گنوار جسپر اُسنے ہاتھ ہلا
دے بیہوش ہوکے گرا پھر اُسنے خنجر مارا دھوتیان سب کی اتار لین ننگے لاشے کنوئین مین ڈالدیے ادھر بھاگا
وہ جادوگرنی اُسی جانب دوڑا رات بھی کسی قدر آچکی ہے وہ جادوگر وہین کوس گیا کہین پتہ نہ پایا دیکھا
پتہ اُڑا ہوا آتا ہے وہ پتہ گود مین اُس جادوگر کی آکر گرا اُسپر طرف سے پیراہن کے لکھا تھا کہ اقلیم اسوقت یہ بلا
مین نے دیکھا صاف ثابت ہوا کہ جس بڑھیا سے تو نے پوچھا تھا وہی عمرو عیار تھا جاکر اُسکو پکڑ لے اقلیم
دوڑا کہ پھر جاکر اُسی سے دریافت کرون یون کڑک کر گرون کہ ہزار ٹکڑے اسکے کرون اُس نخل کے پاس آیا بڑھیا
نہ پایا سوچا کہ اور کسی طرف چلا گیا اس حیرانی مین کھڑا تھا کہ دیکھا ایک آہوے صحرائی جست و خیز کرتا ہوا آتا
آہو کے پستانون مین دودھ بھرا ہوا آدمی کو دیکھکر جست و خیز کرنے لگی اقلیم نے پیچھے گھاس کے توڑ کر ہاتھ مین لیے
معلوم ہوا کہ مادہ آہو بابو ہر شلتی ہوئی سامنے اقلیم کے آئی اقلیم نے گلے پر ہاتھ ڈالا مادہ آہو گری تڑپنے لگی اقلیم نے
گرے جاتو نکالا منظور ہوا ذبح کرون سینے پر گھٹنا رکھا سینہ جو دبا دودھ کی دھار بلند ہوئی منھ اقلیم کے دودھ کی
دھار پڑی اُٹھ کھڑا ہوا کے گرا شکم پر مادہ آہو کے گھنڈیان لگی تھین گھنڈیان کھول کر خواجہ پوست آہو سے نکلے
خنجر مارا جادوگر مرا اندھیرا ہوگیا خواجہ عمرو نے کپڑے اتار لیے کمر ٹٹول رہے ہین انگوٹھیان چھلے اتار رہے ہین اس

ار نے گھیر لیا میری آبرو مین فرق آگیا مرجان الماس پوش و الماس یاقوت چشم نے دس دس ہزار
کا کر پیش کیے کہا استاد یہ تو حاضر ہے خواجہ نے چادرہ بچھادیا کہا سب صاحب موافق اپنی اپنی لیاقت کے مدد
وپیہ اشرفی زیور سردارون نے پھینکنا شروع کیا مبلغ خطیر جمع ہوا خواجہ نے وہ روپیہ اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اور
واز دی اے متعلقان زنبیل جو یہ حقیر سہو پہنچائے اُسکو تو لو اور بھی تدبیر ہوگی یہ کہکر زنبیل کو بند کیا باغبان و
مخمور سے برہمن نے کہا آپ خود رازدار طلسم ہین افراسیاب نے بڑا جاہ و جلال دکھایا ایک ساحرہ کو بلایا یہ
دکھایا آپ لوگ طرف مشرق کے جائین مین خواجہ کو ساتھ لیکر آتا ہون برق و چالاک سے کہا آپ لوگ ہمیشہ
سے دعوائے ہمچشمی رکھتے ہین کوہ پردہ پوش کو دریافت کرکے تشریف لائیے اور میرے ساتھ جانا مناسب
ہے برق و چالاک نے کہا ہمکو کسی کی احتیاج نہین خدا چاہیگا تو پہونچینگے اول باغبان و بہار و مخمور روانہ ہوگئے
بعد برق و چالاک چلے برہمن نے خواجہ کو تخت پر سوار کیا آپ پہلو مین بیٹھا تخت اڑتا ہوا چلا خواجہ کو لیکر ایک
ن پر آیا تخت اُتارا خواجہ نے دیکھا ایک پر اُس صحرا مین کھنچا ہوا ہے برہمن نے کہا خواجہ یہ وہ کوہ پردہ پوش
سحر کرتا ہون پردہ ہٹیگا اُدھر سے بہت ساحر غل مچائینگے کہ آنے والے اسطرف نہ آنا ورنہ جان جائیگی آپ
سے داخل ہو جیے کہ اپنے کو ساحرون سے بچائیے جہان محل ہوگا مین بھی حاضر ہونگا خواجہ کمر باندھکر کھڑے
نچہ ہاتھ مین ایک کاندھے پر گلیم عیاری ایک کاندھے پر جال الیاسی لٹکے کمند آصفائے باصفا کے بازون
ہوے برہمن نے ایک نخل کی آڑ پکڑ کے سحر کیا جھونکا ہوائے تند کا چلا پردہ اُٹھا خواجہ نے دیکھا کئی ہزار
نیزے اور تلوارین ہاتھ مین لیے ہوے کھڑے ہین جیسے ہی پردہ اُٹھا اون جادوگرون نے آواز دی اے برہمن
جانا تیرے سحر سے پردہ اُٹھا عمرو عیار کو لیکر آئے ہو خبردار اسطرف نہ آنا کبھی کوئی شخص اس پردے مین نہین آیا یہ رستہ
پردہ پوش کا نہین ہے کیون دھوکا کھاتے ہو عمرو نے جو یہ غلغلہ سُنایا تو ارادہ تھا کہ جست کرکے جاؤن لیکن اُنکا
کر برابر برہمن نے کہا خواجہ غضب کیا مین دو مرتبہ اور سحر کرتا ہون اگر تیسری مرتبہ بھی آپ نہ گئے مین تو کیا ہون
م عالم آگر سحر کریگا تو پردہ نہ اُٹھیگا خواجہ نے کہا مین ابکی مرتبہ ضرور جاؤنگا برہمن نے پھر سحر کیا پردہ اُٹھا خواجہ
دہ مرگ و میائے قضا ہو کر جست کی پردے کے اُس پار پہونچے تمام ساحر تیر و تفنگ لیکر دوڑے عمرو نے
بڑھکے کسی پر حباب مارا کسی پر حقہ کمند مارے حقۂ آتشبازی داغ دیا دو چار جادوگر جلے کسی کو خنجر مارا کسی کو تلوار ماردی
لش پانچ جادوگر مر کر گرے ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا انتہا کا اندھیرا ہوگیا اُس اندھیرے مین خواجہ ایک جانب بھاگے
یاری کو اوڑھ لیا لینا لینا کی صدا آتی ہے خواجہ ایک کوہ مین جا کر چھپے وہان سے دیکھ رہے ہین کہ ہر جادو

لباس و قفس غائب ہوگیا اور ایک آواز آئی ای مسلمانان تمہاری بے ادبی کی انتہا ہوئی جاؤ اپنے مقام پر د
سب مبتلائے بلا ہوگے بہار ایسی ساحرہ نے اسباب سحر ہاتھ سے پھینک دیا دیوانہ وار حرکات لغو کرنے لگی
اٹھکھڑا کر گری باغبان نے بہار کو اٹھایا باغبان کی بھی آنکھین بند لہرایا تھا کہ گلچین نے ہاتھ پکڑ لیا
حیرت کے سر کا زخم غائب ہوگیا سر سر مو و ہرن مو سے جو خون ٹپک رہا تھا وہ سب نابود ہوا سرداران اس
اسباب سحر پھینک پھینک کر بھاگنے لگے ملکہ مہرخ بھی بھیجے ہٹین برق لامع و رعد و برق نے سردارون
سنبھالا جسکو عالم غشی مین دیکھا ہوادار پر سوار کر لیا مہرخ نے پکار کر آواز دی صاحبو نکل چلو طبل بازگشت
بڑی حیرت کو مصور وغیرہ نے بیچ مین لیا تخت پر سوار کیا یہ تو سب خوشی خوشی پلٹے ملکہ مہرخ سحر چشم نے
سردارونکو عالم غشی مین اٹھا لیا کسی کے سر پر زخم کسیکا شانہ نشانہ کسی کو یہ بھانا کہ سحر نے دغا دی یا روپیہ کیا
تھا اس حال پر ملال مین سب سرداران اسلام پلٹکر اپنی بارگاہ مین آئے گلگونہ کے ماں باپ کا عجیب حال
کے واسطے قلب پر ہجوم غم و ملال ملکہ مہرخ سے عرض کی کہ اے ملکہ عالم ہماری دختر کا ملنا دشوار ہے کوہ پردہ
کا کبھی نام نہ سنا تھا نہین معلوم کہ پیراہن نہ قبا کون شخص ہے کہ جسکی آواز سے سب بیہوش ہو کسیکر ہونے لگ
مناسب ہوا کہ آپ نے طبل بازگشت بجوا دیا ورنہ حیرت ایک کو زندہ چھوڑتی خواجہ عمرو و برق و چالاک
جانثار روشن فام و قران محفل مین موجود ہین انجمن مشاورت منعقد ہے صلاحین ہو رہی ہین بہار و مخم
ہم نہین جانتے کہ پیراہن نہ قبا کا کہاں مقام ہے کوہ پردہ پوش کسے کہتے ہین کہاں تلاش کرنے جائی
وہان تک پہونچین دوپہر رات آچکی تھی لیکن یہی چرچا ہے کہ کیا تدبیر کرین کہ شق ہوئی سب نے دیکھا بر
زمین سے سر نکالا سب سردار برائے تعظیم اٹھے برہمن آکر دنگل پر بیٹھا کہا اے ملکہ عالم ہم قہر جمشید
تمہیر گذرا نگاہ غور دیکھ رہے تھے اتفاق سے ملکہ بران نے فرمایا کہ واللہ نامدار مرات واقعہ مین دیکھیے کہ حال
آئینہ ہو ہم اور کوکب و بران مرات واقعہ مین دیکھ رہے تھے کہ آپ سب صاحبون نے ذرہ سحر کیے کر حیرت اپنی
بیزار تھی پیراہن نہ قبا کا آنا دیکھا پلٹنے کو بھی اسکے خیال کیا خدا نے بڑی خیر کی کہ افراسیاب نے یہی کہا کہ
گلگونہ کو گرفتار کر لینا اگر یہ حکم ہوتا کہ جا کر سحر کرو اور وہ ملعونہ سحر کر دیتی تو کوئی سردار زندہ نہ بچتا اب سننا
آپ بائین جانب روانہ ہو جیسے مقامات ویران ملینگے بیچ مین کئی قلعے ہین ساحرون مین بہار و باغبان و
آپ کے ساتھ ہون ہم بھی جا کر فکر مین مصروف ہوتے ہین جس مقام پر موقع پائینگے ہم یا کوکب یا بران بھی
مدد آئینگے اب آپ دیر نہ کرین خواجہ نے کہا اے برہمن میرا لانا تو ناممکن ہے بقول شاعر مصرع پراگندہ روزی

کرے آج جورو کو بچاؤ یہ کہکر طائر نے ایک چیخ ماری منہ سے شعلۂ آتش نکلا اپنی آگ مین آپ جلکر رہگیا
یاب اُٹھ کھڑا ہوا کہا ارے گا ماسو قوف کرو طائر طلسمی نے ہوش اُڑا دیے کیسے الجھن کے فقرے سنا دیے
افراسیاب نے انگشتر جمشید کو اُچھال دیا کیا چیز مین اس بیجا کو ممکن این جیسے ہی انگشتر کو اُچھالا ایک
آتش بھڑکا آواز آئی اے افراسیاب آج حیرت پر آفت برپا ہے گلگونہ کے سحر نے رنگ جمایا ہے باغ بیخزان
ہے عمرو عیار فکر مین ہے کہ ذرا غافل ہو کر لوٹن سب سے زیادہ بی بہار فکر مین ہین لیکن حیرت وہ چالاک و
ت ہے کبھی ظاہر کبھی باطن سب کو جواب دے رہی ہے لیکن سر زخمی ہو چکا خود سری نہ رہی سراسر آمادہ مرگ و
مقتضا کھڑی لڑ رہی ہے جس طرح صبح کو شمع سحری لہراتی ہے صورت رخصت دکھاتی ہے چہرہ زرد لب پر آہ سرد مین
ارض انور پر گردیہ کلمات حسرت آیات سنکر افراسیاب نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا آج سب لونڈی غلامون کو
ونگا ایک ذیحیات کو زندہ نہ چھوڑونگا دشمنون کے قتل سے منہ نہ موڑونگا کنیزون نے جو افراسیاب کو
ین دیکھا دامن سے لپٹ گئین کہا اے شہنشاہ تو ساحر یکتا ہے یہ طلسم ہوش ربا اپنا ہے کوئی آفت برپا
ئے افراسیاب نے سر جھکا لیا شل بید کانپ رہا ہے اُسی غصے مین آواز دی اے پیراہن تُنہ قبا جلد حاضر ہو
ست کرنا ہوگا کسی کو بے کلی نہو دامن وگریبان کا خیال رہے پردہ پوشی ضرور ہے گر حکم کے خلاف ہوا جو عقل
ہو رہے کنیزین حیران کہ یہ نیا آج شہنشاہ نے نام لیا دیکھا ایک جھونکا ہوا کا چلا ایک سو ایک کلی کا جامہ ہما سے
یم ہوا افراسیاب نے کہا اے پیراہن تُنہ قبا تم ستار سامری و جمشید ہو برائے ساحران نیکو کار جام امید ہو
کو ظاہر نہ کرنا گلگونہ کو گرفتار کر کے کوہ پردہ پوش پر لیجاؤ کسی پر حال ظاہر نہو ورنہ عیار راہ پائے کو وہان
ئینگے اب مین تدبیر مٹانے کی مسلمانون کے کرتا ہون افراسیاب نے جو یہ بہ غصہ کہا اُس پیراہن کو جنبش ہوئی
ہوا غائب ہو گیا یہان جنگ ہو رہی ہے حیرت لڑتے لڑتے تھکی طرف باغ سیب کے دیکھ رہی ہے سر سے
ں بہ رہا ہے گلگونہ لڑتی ہوئی سامنے پہونچی سب طرف سے ساحرون نے سحر کیے حیرت نے تیغہ پھینک کہا یا
ہون کہ صدائے مہیب آئی کہ اے حیرت نہ گھبرا نام ملکہ پیراہن تُنہ قبا پردہ پوش طلسم ہوشربا حیرت نے
اٹھا کر دیکھا ایک لباس سامنے معلوم ہوتا ہے اور کچھ ثبوت نہین ہوتا مہرخ نے جو یہ آواز سنی گھبرا کر کہا ہے گلگونہ
دیکھا ایک قفس خود بخود سامنے آکر قایم ہوا آواز آئی اے گلگونہ اب تمہارا یہی مقام ہے چند روز پردہ پوش
سیر کرو اب نزدیر کر دو دیکھا سب نے کچھ نہری پنجے آکر جسم سے گلگونہ کے لپٹ گئے زبان مین سوزن کو دیا
ی قفس مین گلگونہ کو بند کیا مرجان لمآس پوش چلایا ارے غضب ہوا میری دختر کو گرفتار کر لیا ایک چشم زدن میں

گا رہی ہین ایک نازنین شوخ وشنگ موسوم بہ ارجنگ تڑپ کر سامنے افراسیاب کے یہ اشعار عاشقانہ گا ر

سرمہ ہین اُس چشم جادو فن مین ہم — خاک ڈالین دیدۂ دشمن مین ہم
ناتوان تھے پر نہ چھوڑا مثل خار — خود اُلجھ کر رہ گئے دامن مین ہم
پھولے جامے مین سماتے ہی نہین — وصل شوخ چست پیراہن مین ہم
اور شبنم دن کو ٹھہرے کیا مجال — رو دئے ہین اے مہروش گلشن مین ہم
کر دیا اس جلوے نے مجنون چلو — خاک اُڑا دین وادی ایمن مین ہم
دل مین ناصح آئے کیا اپنا خیال — جا سکے کب یار کے مسکن مین ہم
جوش وحشت نے اُٹھایا لاش کو — اپنے پانؤن سے گئے مدفن مین ہم
توڑنا مومن نہ پیمان الست — ہین مسلم عاشقی کے فن مین ہم

افراسیاب ان اشعار آبدار کو سنکر جھوم رہا ہے کبھی آواز دیتا ہے اے نازنین شوخ وشنگ کس لطف سے یہ اشع
ہین باغ سیب نہایت وسیع قطعہ دار پُر بہار اشجار بیشمار ایک نخل سوسن جسکو صد زبان بھی کہتے ہین عین
افراسیاب کی کی آنکھ اُسپر بھی پڑ گئی دیکھا پھول کھلے ہوے غنچے دہن ہاے لبستہ نافین ہاتھ پھیلا کر دعا
حقیقی اس باغ مین ہمیشہ بہار رہے خزان کی صورت نہ دیکھیں افراسیاب نے جو بہ نگاہ غور اُس نخل کو دیکھا
عشرت کا تار بندھا ہوا ہے یکایک بیخ نخل شق ہوئی ایک طائر سفید رنگ تڑپتا ہوا اُس مین سے نکلا شاخ پر بیٹھ
سے آنکھ ملائی آواز دی اے عیش پسند ذرا غور سن کہان تک عیش وعشرت مین مصروف رہیگا ایک دن
گردون رہیگا اصل یہ کیفیت ہے نظم

مر چکے جس پر کہ مرنا تھا ہمین — اکر چکے جو کچھ کہ کرنا تھا ہمین — اشک ریزی بے سبب ا
عمر کا پیمانہ بھرنا تھا ہمین — بوسہ گر لیتے تو کھاتے ہان قسم — راستی سے کیا مکرنا تھا ہمین

اے شہنشاہ زمانہ انقلاب ہے دل کو نہایت پیچ وتاب ہے خبر لیجیے کہ معشوق پر کیا گذری د
اُس پروردۂ مہد ناز ونعم کو گھیر لیا عیش وعشرت نے اُس سے مُنھ پھیر لیا بہار اپنے سحر کے پھولی بر
رنگ بہار دکھاتی ہے باغبان قدرت صاحب شوکت ولیاقت اُسنے زمین ہلادی برق للامع شعلہ
اڑکی ہزارون کو پامال کر دیا بھانجہ اُسکا رعد جادو جب گرجا کسیکا کلیجہ پھٹ گیا کوئی بیہوش ہوا مرغ ہوش کا
کے سحر کی ناگنیان ہین کہ عاشقون کو ڈستی ہین ہلال کی رعنائی انگشت نمائی کسکی زبان مین طاقت ہے

بڑھکر زبرجد کا چہرہ سرخ ہوا کہا ملکہ مین تو غلام ہون ملکہ سرآئین سفید مُہرہ براقی داستو نکلی برق چمکی کہ خرمن
جو اس کو جلا دیا کہا جو حکم ہو بجا لاؤن ملکہ نے کہا اگر ہماری خواہش ہے اور دل مین کاہش ہے تو دو کام کرو حیرت
اور برق لامع کو رہا کرو ہم بھی تمہاری مدد کو موجود ہین بہت خوب کہکر زبرجد پلٹا سب حیران ہین کہ
کہان آتا ہے ملکہ حیرت نے کہا ابھی کر گلگونہ کے سحر مین مبتلا ہوا اب اسکو لشکر مین نہ آنے دو لیکے جادوگر
برق لامع پر نگہبان تھے زبرجد نے پکار کر آواز دی اے افسر جادو برق لامع کی خطا معاف ہوئی زبان سے
نکالدی افسر جادو نے بڑھکر برق لامع کی زبان سے سوزن کو نکالا حیرت نے تخت پر بیٹھے بیٹھے آواز دی
لامع رہا ہوئی اب تڑپنگی صاحبو ہوشیار ہوجاؤ کسی نے حیرت کی بات کا جواب نہ دیا برق لامع کی زبان سے
ن نکلی اپنے مقام پر تڑپی قید ٹوٹ کے گری اب جو بلند ہوئی آڑی ترچھی گری پہلے افسری کے دو ٹکڑے
مرنا نگہبان بھاگنے لگے ایک طرف تو برق لامع تڑپ رہی ہے ایک طرف بڑھکر گلگونہ نے سحر کیا لشکر حیرت
برسنے لگی ملکہ مہرخ نے بھی لشکر کو اشارہ کردیا رعد و برق نے آکر اپنا سحر کیا بہار کا گلدستہ چلا مہرخ کا کھلا
ن نے گنبد پھولونکا مارا ہزارون دیوانے ہوئے سرخ موے کاکل کشا نے کاکل کھولی پریشانی نے
کھایا ہلال سحر افگن چمکی انگشت نما ہونے لگی ہر طرف ہنگامہ گیر و دار بلند ہے زبرجد حیرت کو تاکے ہوے جاتا
تھا ہے حیرت کا سر لاؤن معشوق کی خوشی کرون حیرت بھی تڑپنے لگی بہار کے سحر کو شاہ باغبان کے سحر
کا دی ملکہ مہرخ سے سحر چلنے لگا حیرت نے گولا جو پھینکا طرف مہرخ کے چلا تخت پر گرا تخت ٹکڑے ٹکڑے ہوا
ت نے چاہا بڑھکر مہرخ کو گرفتار کرلون پشت پر سے زبرجد نے آکر ہاتھ مارا حیرت کا سر زخمی ہوا حیرت نے
زلفین عنبرین کو کھولا اب جو مہرخ مارا یا سامری کہکر جھٹکی زلفین عنبرین سے چند شعلہ ہاے آتش نکلے زبرجد
مثل ہیزم خشک جلنے لگا اب حیرت جدھر جاتی ہے آفت کا سامنا برق لامع تڑپکر گری کہ سر کاٹ کے
ون حیرت نے دستک دی برق لامع دوسرے غول پر جا کر گری کسی سے کے سر اڑا دیے حیرت سب کو
رہی ہے مگر دیوانہ وار وحشی مثال سر سے خون جاری عالم بیقراری گلگونہ کے سحر نے بہت تنگ کیا ہے
ر و صورت نگار بھاگ نکلے تمام سردار الامان الامان کرتے پھرتے ہین کسی کسے سرداران نامی گلگونہ کے
سے مارے گئے حیرت ہر مرتبہ ملکہ گلگونہ پر جاتی ہے گلگونہ سحر کرتی ہے حیرت ہٹجاتی ہے گلگونہ کے سحر سے
برس رہی ہے حیرت کی جان پر بنی ہے قضاے کار حیرت تو اس آفت مین مبتلا ہے افراسیاب جادو باغ
ب مین بیٹھا ہے ناچ سامنے ہو رہا ہے انیس جلیس حاضر ہین دماغ تر حسینان جہان پہلو مین لگا نین

حاجت سرمہ کی تجھکو کیا ہے
اے بت بندے کا بھی خدا ہے
کعبے کی جو ہے صف میں محرابا

یہ بھی یارون کا طوطیا ہے
ساقی چین دے گلابیون کر
وہ خستہ رسل کا نقش پا ہے

تو نے مجھے اگر پچھیرا تو کیا
وودی اور دی غضب ...
ملکہ گلگونہ نے جلا کر کہا کیا ...

بکتا ہے جو تو نے جھگڑا پھیلایا ہے اُسی دام مین پھنسیگا زبرجد نے کہا میرا ابھی واپس نہ گا ایسے ہو طبع
ہوئیگے یہ کہکر زبرجد نے ایک گولہ جھولی سے نکالا اُسکا اپنے خون مین تر کیا خبردار خبردار کہکر پھینکا ملکہ گلگونہ
جھنگنیا تراشی قطرے خون کے ہتھیلی پر لیے گولے کو اشارہ کیا لو یہ خون حاضر ہے پھر ایسا ان حیرت کا بھی
گول ہتھیلی پر گرا قطرات خون پیگیا اور کر بلند ہوا لشکر حیرت پر جا کر پھٹا کوئی ہلاک ہوئے جسپر ایک ٹکڑا
پھٹ گیا کسی کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا دو ٹکڑے دو ٹکڑے پھرتے تھے جب حیرت نے جھلا
اشارہ کیا آواز دی او خونخوار کیون دیوانہ ہوا ہے یہ لشکر شہنشاہ ہوشربا ہے تب وہ ٹکڑے پتھر ہو کر گر
غرق ہو گئے ملکہ گلگونہ نے کہا کیون او زبرجد او رجد و کد کر لیکا اتنے بھر سحر کیا پھینکا پیکان کا ہینکا گلگونہ
اے طائران تیر حیرت کے ملازمون کو لینا لشکر حیرت پر تیر چلے جب حیرت نے اشارہ کیا برق چمکی تیر
ایسے کئی سحر زبرجد نے کیے حیرت ہی کے لشکر پر آفت آئی حیرت نے اپنے مقام پر کہا آج زبرجد کی
معلوم ہوتی بیڈھب پھنسا ہے یہان گلگونہ نے مسکرا کر کہا کیون ای زبرجد تم ہمارے عاشق صادق
جھولی مین خاک قبر جمشیدی ہے ایک رتی بھر اُسے کھا لو پھر مزا عشق و عاشقی کا ملیگا زبرجد نے نورا ہاتھ
ڈالا ڈبیا خاک قبر جمشیدی کی نکالی ایک رتی خاک کھائی کھاتے ہی بیقرار ہوا بے اختیار بلبلا کر پکار اٹھا

گلشن مین لالہ مین ہون کہ ہے دل مین جائے داغ
کیا دکھ نہ دیکھے عشق مین کیا کیا نہ پائے داغ
پہنا ہے کس کا جامۂ گلدوز غیر نے
کرتا ہے سخت ناخن غم رو خراشیان
چھوڑا نہ لالہ زار مین ساتھ اُستے غیر کا
دوزخ مین کچھ عذاب نہ پایا زبسکہ مین
تارون کے بدلے گن کے شب تار کاٹ دی
جلتا ہون اہل ناز کی تبدیل جلا سے

اپنے تو دلنشین نہین کچھ بھی سوائے د
زخمون پہ زر جسم چھپے ہین داغون پہ کھا
کیون تنگ ہو گئی مرے تن پر قبائے
دل کو یہ کسکے چہرے کے چیچک کے بھائے
سو بار سینہ چیر کے مین نے دکھائے د
خو کردہ تھا یہ تاب و تب شعلہ ہائے د
ایام ہجر مین مرے کیا کام آئے
مومن غضب ہے آتش لذت فزائے

...مرگ کی ہونیکے ملکہ گلگونہ نے اپنا طاؤس بڑھایا زبرجد کی جو نگاہ جمال بیمثال گلگونہ پر پڑی گلگونہ کا
...بدکش زاہد فریب زلفین عنبرین عارض انور پر لہرا رہی ہین صاف ظاہر ہے کہ ناگنیان من کو ڈسنے آئی ہین
...دوز آپسمین مل رہے ہین سنبل پیچان بہار پر آنکھون کی گردش نرگس شہلا کو آنکھین دکھا رہی تھی سفیدی
...کی نمود صبح و شام کی کیفیت نظر آتی تھی صف مژگان خونریزی پر بس دلونکو شک کرتی ہین ناز کا سمند ناز
...ہے جملہ سراپا بے مثل و بے نظیر چہرہ ماہ منیر طاؤس جو چمکا کے صف سے نکلین زبرجد کی آنکھونمین اندھیرا
...نگاہ غور جملہ اعضا کو دیکھ رہا ہے مگر نازک جسکو شتلو عدم کہتے ہین آج تو کمر کا نہونا ثابت ہوا قتل عاشقان پر
...کمر باندھی ہے ابروے خمدار کو نیمچہ ہاے اصفہانی سے مثال ہے خال عارض انور پر خال خال ہین اگر ہین تو باعث
...حسن و جمال مین یا انجم درخشان آسمان جاہ و جلال ہین ملکہ طاؤس بڑھا کر جب سامنے تخت مہرخ کے آئین
...نے پوچھا اے خوبی واے شمع انجمن محبوبی کیا ارادہ ہے عرض کی اس بیحیا نے بندگان والی کو بہت صورت
...ئے ہین اسکو قتل کرون ملکہ برق لامع رہا ہون تو دل کو خوشی حاصل ہو اگر حیرت آج مقابلے مین آگئین
...یاد کرین کہ سحر کیا چیز ہے اسکو صدمہ پہونچے تو افراسیاب کو قلق ہو ملکہ مہرخ نے کہا بسم اللہ خدا آپکو مظفر
...ور کرے ملکہ گلگونہ نے طاؤس زرین بال کو بڑھایا زبرجد نے کسی سے پوچھا یہ نازنین کون ہے حقیقت مین کیا
...و جمال ہے ماہ آسمان کمال ہے اُسنے کہا ملکہ گلگونہ بکر رنگین پوش نام ہے شہنشاہ لیسبر عاشق ہین آرزوے وصل مین کی
...قید کیا عمرو نے جاکر اسکو رہا کیا زبرجد نے کہا کیا ہوا اگر شہنشاہ کو نہین مانا اور کسی کو قبول کرینگی جب ملکہ
...ن مین آئین زبرجد ہنستا ہوا سامنے آیا کہا ملکۂ عالم آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہے گلگونہ نے کہا نام ہمارا
...موت ساحران ہے او بیحیا یہ میدان کارزار ہے برق لامع کو قید کرکے بہت پھولا زبرجد نے چپکے سے کہا
...ملکۂ عالم خفا نہو جیسے میرا تو ہاتھ آپ پر نہ اُٹھیگا چاہتا ہون عمر بھر خدمتگزاری کرون کوہ زبرجدی کا بادشاہ
...سلطنت بنجار چلکر اُس مقام کو ملاحظہ فرمائیے ملکہ نے کہا تمہاری شہنشاہ گردن تیغ اُس بیحیا نے اس خیال
...سال قید ل کیا غدا نخواستہ عمرو کو سلامت رکھے کہ اُنھون نے ہمکو زندان مصیبت سے چھڑایا یہ میدان کارزار ہے
...کر زبرجد نے آنکھونمین آنسو بھر کے کہا مین کیا کرون دل مانتا دام زلف عنبرین مین پھنس گیا اب
کشاکش مین پڑا ہون نظم

...پر چشم مین کیا پھنسا ہے
...ہے ظالم یہ کیا کیا ہے

رگ رگ کے صفیر بولتا ہے
تیری آنکھونمین گھر کیا ہے

غیرو نے لفظ لڑا رہا ہے
اے شوخ یہ طالع حیا ہے

دیکھا صرصر کا بستر الگ ہے سمجھ کہ صرصر لیگئی باہر آئے قید خانے مین آکر دیکھا شفیق کو لعبورت صرصر پایا
کیا کہا اے کھفیق تمنے بڑی غفلت کی صرصر برق لامع کو لیگئی اب تو لشکر ہلڑ ہوا سب سردار آکر جمع ہوئے خوا
تامل کرین ہم جاکر برق لامع کو لاتے ہین خواجہ کہرہے ہین بڑا غضب ہوا سپہ سالار کو ہین قید کیا اسنے فوراً اپنا
تیا ہین لشکر بھی آراستہ ہے مگر زبرجد نے بعد قید کرنے برق لامع کے کہا لشکر کو چلکر تباہ کرو صرصر تو چلی گئی زبرجد
چلا یہان سب سردار آمادہ تھے کہ زبرجد نعرہ کرکے گرا خواجہ تو کنارے ہوئے سحر اپسمین چلنے لگے مگر لشکر بے سردا
زبرجد نے جب گولہ مارا سودوسو کے سینے کو برماکر نکل گیا ہزارون ساحر مارے آخر سب کے پانون اٹھے دوکو
زبرجد نے پیچھا کیا آخر ملازمان ملکہ برق لامع بھاگے زبرجد سب کو بھگا کر پلٹا پڑاؤ لوٹ لیا خیمون
خواجہ تو چھپ کر ایک جانب روانہ ہوگئے لشکر مہرخ مین آکے سب کیفیت بیان کی سردارونمین شور گریہ وزا
بادشاہ لشکر نے فرمایا کوئی تم مین ایسا ہے کہ جائے برق لامع کو رہا کرکے لائے زبرجد کو قتل کرے ملکہ گلگونہ زنگ
نے کہا ہم جائینگے عمرو نے یہ بھی بیان کیا کہ بہار و باغبان اور تمہارے والدین کو افراسیاب نے آکر گرفتار کیا
و چالاک اس فکر مین گئی ہین یہ ذکر تھا کہ ہوا سے سرو چلی سب دیکھنے لگے دیکھا بہار و باغبان و مرجان الماس
و الماس یاقوت چشم آکے پہونچے تمام کیفیت عیاری برق کی بیان کی ملکہ گلگونہ مان باپ سے ملین بہت خوش
اُسی وقت گلگونہ نے اپنے کو آراستہ کیا اسباب سحر جھولی مین رکھا بارہ ہزار ساحرون کو ساتھ لیکر چلین کنا
کے سب سردار ساتھ آئے لشکر حیرت سامنے فرو کش ہے سب دیکھ رہے ہین کہ گلگونہ واسطے روکنے زبرجد کے چ
کہ صحرا سے گرد اُڑی سب نے دیکھا کہ زبرجد جادو دریائے خون مین نہایا ہوا فوج بھی اسکی لڑتی بھڑتی ہوئی
ار ابے پر چڑھے زور و شور سے آکے پہونچا ملکہ حیرت کو جھک کر سلام کیا کہا حضور ایک دشمن کو تو آپکے بکرڑا
نے بڑا کام کیا برق لامع کو گرفتار کرکے لائی حیرت نے کہا اے زبرجد اپنے کو عیارون سے بچانا کہا حضور
ہوشیار ہون دیکھیے طبل جنگی بجوا کر کیا قیامتین برپا کرتا ہون یہان ملکہ گلگونہ پلٹ آئین برق لامع کے قید
بڑا قلق ہے زبرجد نے پاس ملکہ حیرت کے کہلا بھیجا کہ طبل جنگی بجوایا دونون لشکرونمین تیاریان ہونے
چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا ملکہ حیرت سوار ہوئین زبرجد ساتھ ساتھ آمادۂ حرب و پیکا
لشکر مہرخ بعد کرو فر میدان کارزار مین آیا ملکہ گلگونہ بیقرار ہین نقیبون نے نقابت کی گرد کیت کرکے کا آ
زبرجد نے مرکب پرند بڑھایا حیرت سے اجازت لیکر میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی اے فرقۂ خدا پر

لامع خواجہ کے ان اشعار پڑھنے سے بیتاب ہوگئین کہا حضور آپ کا لشکر آپ مالک فوج جو مناسب جانیئے
جیے اتنا ضرور عرض کرونگی کہ اسکی ذات سے بڑے بڑے فتور برپا ہوئے مین تو آپکی صحبت مین رہی ہون جلسے ہی
م شراب کا لیا مین سمجھ گئی کہ اسمین فتور ہے کئی مرتبہ دل چاہا کہ کٹرک کے گردن انکے دو ٹکڑے کرون آپہی کا
لع رہا خواجہ نے کہا اسمین کیا منحرا بنایان ہین اگر ہم صرصر کو قتل کرینگے ہم لوگ جو پکڑے جائینگے فوراً افراسیاب بھی
ایگا پھر کوئی عیار نہ بچیگا یہ کہکر حکم دیا صرصر کو قید کرو برق لامع نے کہا خواجہ آپ بھی ہمارے ساتھ چلیے
نے کہا مین ضرور چلونگا برق لامع کا ایک غلام ہے شفیق جادو حکم ہوا یہی صرصر کو لیکر قیدخانہ مین قید کرے صرصر
شفیق نے قید کیا چونکہ اب خواجہ تشریف لائے برق لامع نے جلسہ آراستہ کیا خواجہ گانے صحبت آراستہ رہی
نے بصورت اصلی آرام کیا صرصر شمشیر زن کہ حقیقت مین بلائے روزگار ہے شفیق کو جو دیکھا کہ مجھکو نگاہ محبت
ہر رات گئی جب سناٹا ہوا بے اختیار رونے لگی شفیق جادو نے کہا اے شہنشاہ حسینان کیون اسقدر رنجیدہ
صرصر نے کہا اے شفیق افراسیاب ہمپر بہت مہربان ہے ہم پروردہ مہناز و نعم ہے یہ رنج و غم ہمسے نہین اٹھتا ہتھکڑیان
ستاتی ہین ذرا یہان آؤ تو مین حال دل کہون شفیق محبت مین صرصر کی خود بیقرار ہے صرصر پہچان گئی کہ مجھپر عاشق
اس ناز سے کہا کہ شفیق بیقرار ہوگیا اندر آیا باتین کرنے لگا کہا اے صرصر عمرو تمپر جان دیتا ہے تم زبان سے
نکال سکتے ہمنے جب سے تمہین دیکھا بہت بیقرار ہین صرصر نے کہا ذرا ہتھکڑیان بیڑیان کاٹ دو شفیق جادو
سوقت ہتھکڑیان ہاتھ سے صرصر کے کاٹ دین صرصر سے باتین محبت کرنے لگا صرصر نے باتون مین لگا کر شفیق
ش کیا اپنی صورت بنا کر شفیق کو قیدخانے مین ڈالدیا آپ بشکل شفیق باہر نکلی ساتھ والون سے کہا ذرا آتی ہون
مین ابھی آتا ہون یہ کہکر بارگاہ برق لامع پر آئی دیکھا کنیزین بیٹھی ہین برق لامع و خواجہ اسی بارگاہ
وتے ہین صرصر اندر آئی برق لامع کو دیکھا بصورت اصلی سو رہی ہے یہ تو خیال مین آیا کہ عمرو کو لیچلو پھر سوچی کہ
لامع کو لیچلو قریب آکر کانٹے سے دوشالہ ہٹایا روے زیبا دیکھکر دنگ ہوگئی دلمین سوچی ایسا نہو اسکی
ل جلئے تو غضب ہو بہتر ہے سے ٹکڑے ہوکر برق لامع کو بیہوش کیا لیتارہ باندھا پشت پر سرائچہ چاک
نے نکلی راہ کو طے کرتی ہوئی جاتی ہے صبح ہوتے ہوتے لشکر مین زبرجد کے پہونچی زبرجد نے پوچھا اے صرصر کیسے
صرصر نے کہا مین بڑی بلا مین پھنس گئی تھی لیکن خداوند سامری و جمشید نے بچایا اب انکو قید کرو نامہ حیرت کا
وجب اسکی کاربند ہونا زبرجد نے برق لامع کو قید کیا حیرت نے لکھا تھا ای زبرجد نہ گھبرانا ہمنے وہ تدبیرین کی ہین
تمہارا بڑا بڑا مطلب نکلیگا خواجہ عمرو جو صبح کو سوکے اٹھے دیکھا پلنگ برق لامع کا خالی پڑا ہے خواجہ گھبرا گئے

دیکھکر حوصلہ نہین پڑتا کہ بات کرون لور تے ڈرتے کہا اے ملکۂ عالم مین بڑی دور سے آتا ہون شراب نہین پی
نے آواز دی خواجہ کے واسطے شراب لاؤ کنیزون نے لا کر گلابیان رکھین صرصر نے جام بھرا ڈرتے ڈرتے تھا
بڑیا بیہوشی کی ڈالی طرف برق لامع کے ہاتھ بڑھایا برق لامع مسکرائین ایک برق کڑک کر گری جام ٹکڑ
ٹکڑے ہوا شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی رنگ روغن عیاری کا بھی چہرے سے صرصر کے اُڑ گیا برق لامع نے ہنسکر
کہا کہ ہم خدمت مین خواجہ عمرو کی رہے ہین جب تو نے کلام کیا تھا جب ہی ہم سمجھ گئے تھے اب کہو تمھارا کیا خیال کر
نے چاہا بھاگون پانوزمین تھام چکی تھی اُٹھ نہ سکی اپنی صورت کا حال نہین معلوم تھا کہا ذرا ہوش درست کرو
صرصر نے کہا برق لامع نے آئینہ دکھا دیا اب تو صرصر پشیمان ہوئی برق لامع نے کہا تم منظور نظر خواجہ عمرو
ہماری اُستانی اگر وصل خواجہ قبول کرو تو فبہا ورنہ آج تمھارا خاتمہ ہوتا ہے صرصر نے کہا اے ملکہ برق لامع
قتل کا اختیار ہے مین تو کبھی اُس ہوش صحرائی کو نہ قبول کرونگی اب ظاہر ہوا کہ صرصر عیاری کرنے آئی تھی گرفتا
سب کنیزین اندر آئین برق لامع نے اشارہ کیا جلاد کو بلاؤ جلاد حاضر ہوا ہاتھ پکڑ کے کھینچا قضائے کار خو
زنہ کو طے کرتے ہوئے آتے تھے لشکر برق لامع جو دیکھا بلا تکلف چلے آئے سب نے کہا اُستاد آپ کی شکل بنکر
صرصر آئی تھین برق لامع نے گرفتار کر لیا جلاد قتل کیا چاہتا ہے خواجہ نے کلیجہ تھام لیا بیقرار ہو گئے
اندر بارگاہ کے آئے دیکھا صرصر جھکائے بیٹھی ہے نرگسی آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے چہرہ اُداس ملگی
عمرو نے کہا اے ملکہ برق لامع کیا کرتی ہو اگر صرصر قتل ہوئی مین بھی ابھی جان دیدونگا برق لامع نے کہا
اوج عیاری آپ کے وصل سے اسکو انکار ہے مین نے پہلے ہی سوال کیا تھا اسکو قتل ہو جانے دیجیے اسکی
بڑے بڑے فساد برپا ہو گئے عمرو نے ایک آہ کی کہا ملکہ برق لامع مین کیونکر اپنے دل کو سمجھاؤن دل نہین
اب تو یہ کیفیت ہے نظم

قہر ہے موت ہے قضا ہے عشق
کہ مرے دل مین آ چھپا ہے عشق
وصل مین احتمال شادی مرگ
دشمن آشنا نما ہے عشق
ہمکو ترجیح تم پہ ہے یعنے
نام دوزخ کا کیون دھرا ہے عشق

سچ تو یون ہے بُری بلا ہے عشق
بوالہوس اور لاف جانبازی
چارہ گر درد لیے دوا ہے عشق
کس ملاحت سرشت کو چاہا
دریا حُسن و جان رہا ہے عشق
قیس و فرہاد و وامق و مومن

آفت جان ہے کوئی پردہ نشین
کھیل کیسا سمجھ لیا ہے
سوجھے کیونکر فریب دلدا
تلخ کامی پہ با مزا ہے عشق
دیکھ حالت مری کہین
مر گئے سب ہی کیا دبا

اسباب ہمارے مقابلے کو آتا ہے برق لامع نے عرض کی اگر حکم ہو تو مین جا کر روکون ملکہ نے حکم دیا برق لامع
ار جادوگر ہمراہ لیکر واسطے روکنے زبرجد کے چلی زبرجد کو بھی خبر ہوئی کہ برق لامع کو ملکہ مہرخ نے میرے
کے واسطے بھیجا ہے ایک صحراے سبزہ زار مین اُتر پڑا کہ اسی مقام پر مقابلہ ہوگا ایک عرضی ملکہ حیرت کو لکھی کہ غلا
عظیم ہاتھ سے مسلمانون کے پہونچے اسکو آکر مفصل عرض کرونگا برق لامع میرے مقابلے مین آتی ہے مین اسکو
کر کے حاضر خدمت ہونگا ایک جادوگر کو یہ عرضی دی کہ جاکر ہاتھ مین ملکہ حیرت کے دیتا اُس ساحر نے آکر وہ عرضی
رت کے ہاتھ مین دی ملکہ حیرت نے پڑھکر ساحر سے کہا تم جاؤ ہم جواب بھیجتے ہین جادوگر گیا ملکہ نے جواب
ے زبرجد برق لامع بلاے روزگار ہے اس سے سمجھکر مقابلہ کرنا نامہ لکھکر صرصر کو دیا کہ جاکر یہ نامہ پاس زبرجد
دو اگر ہوسکے تو برق لامع سے بھی ملاقات کرنا صرصر نے کہا بہت خوب کنیز سمجھ گئی صرصر نامہ لیکر چلی گئی
نکلی تھی ایک پہاڑ پر چڑھکر دیکھا کہ لشکر برق لامع صحرا مین فروکش ہے بارہ ہزار ساحر شش ہا ہے بارگاہین استاد
ی ہین بازارین آراستہ کیجاتی ہین صرصر پہاڑ سے اُتری کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا نکالا صورت عمرو
شکر برق لامع مین آئی مشہور ہوا کہ خواجہ عمرو تشریف لاتے ہین کنیزین واسطے استقبال کے آئین صرصر
ن کے ساتھ دربار مین برق لامع کے آئی دیکھا تخت زبرجدی بچھا ہے اُسپر ایک تیغہ برہنہ مثل برق جہندہ تڑپتا
ہے قبضہ تخت پر قائم دنبالہ ضیغش مین آواز آئی خواجہ آپ کہان سے آتے ہین صرصر حیران کہ مین اسپر عیاری کرنے
ے کیا انجام ہوگا ڈرتے ڈرتے جواب دیا ملکۂ عالم مین براے مقابلۂ کافران گیا تھا راہ مین تمہارے لشکر کو دیکھا
مین آیا کہ ملاقات کرلین آپ براے مقابلۂ زبرجد جاتی ہین ذرا تنہائی مین چلیے مین آپ سے کچھ کہونگا کہا پہلو کے
اہ مین خیمہ استاد ہے اُسمین تشریف لے چلیے مجھکو بصورت اصلی پائیے گا مین براے مقابلۂ زبرجد جاتی ہون
جہ سے بصورت اصلی ملاقات کم ہوتی ہے لیکن آپ نے فرمایا بجا لاؤ ری حکم ضرور ہے صرصر ڈرتی ہوئی اُس خیمے مین
روزن سے دیکھا تلوار مین تڑپن پیدا ہوئی پیچھے برق کے جاپی اگرچہ صرصر کانپ رہی ہے کہ دیکھو تقدیر کیا دکھا کے
جھپک گئی اب آنکھ کھول کر دیکھا کہ برق لامع بصورت اصلی مسند پر بیٹھی ہے ایک لٹ سنہری ایک روپہلی مانگ مین
مدور بھرا ہوا چہرہ آفتاب عالمتاب آنکھیں رشک غزال لال ڈورے نشۂ وحشت کے پڑے ہوے وہ
ڈورے براے عاشقان دام تزویر مین قتل کرنے کو عاشقون کے ابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار صرصر تھرتھرا
نے لگی ہاتھ پانون مین رعشہ پڑ گیا خوف ہوا ایسا نہو لٹ ہلاوین مین گرفتار دام گیسو ہون برق لامع نے پوچھا
ہ کیا فرمانا ہے آپ چپ کیون ہو گئے صرصر لاکھ لاکھ چاہتی ہے کہ مین کلام کرون عیارہ طرارہ ہے مگر جلال برق لامع

پانون سکا کٹا لڑکھڑا کے گرا نہنگ نے جھپٹ کے سر کاٹ لیا گیر ودار کی آواز بلند ہوئی بعد عرصہ دراز کے آ
کشتی مرا نام سن شلنگ آہین پوش بود نہنگ بہت خوش ہوا کہ صاحب تمہاری مدد سے یہ بیجا مارا گیا ورنہ
معلوم کیا ہوتا سحر مین زبردست تھا افراسیاب اسکو اپنا قوت بازو و زینت پہلو جانتا تھا جب تو اس کار بزرگ کیو
طلب کیا تھا نازنین نے کہا صاحب میری آرزوے دل پوری ہوئی کہ ایسا در انداز مارا گیا اب یہان تو یہ
کہین تنہائی مین چلو بیٹھ کر باتین کرین نہنگ خوشی خوشی ہاتھ پکڑ کے لیچلا نازنین نے چلتے وقت بہار کو ایک د
مارا کہا نگوڑی تو نے افراسیاب کو کیون ناراض کیا سارباں زادے کا ساتھ دیا کیا نفع ہوا ملکہ بہار نے کچھ جوا
وہ نازنین نہنگ کو لیکر طرف درہ کوہ کے درہ کوہ مین چادر بچھا دیا کہا آؤ صاحب بیٹھو مدت کے ہجران د
آفت کشیدہ آج آرزوے دل نکلیگی نہنگ آکر بیٹھا کہا صاحب کہین سے شراب لاؤ کہ ذرا دل کا حوصلہ
نہنگ جا کر ایک بوتل شراب کی لایا کچھ کابلی مٹر کچالو وغیرہ بھی لیتا آیا نازنین نے بہ تعجیل جام بھرا نہنگ
کہا لو صاحب پیو نہنگ خوش ہے کہ معشوق عاشق خصال ملی کلی آرزو کی کھلی جام پیگیا نازنین ہنستی جا
ہے صاحب آج سامری و جمشید نے بڑا فضل کیا کہ ہم تمہارے پاس پہونچے نسیم کے چار پانچ شعر تو مین

ہم تابِ سوال لب سائل نہین رکھتے
اسواسطے پہلو مین کبھی دل نہین رکھتے

دامن نہ چھڑا یون خفگی سے کہ بجز مرگ
ہم اور تمنا کوئی قاتل نہین رکھتے

انکار یہی ہے کہ جفائین نہ اُٹھینگی
دل رکھتے ہین پر آپ کے قابل نہین رکھتے

رونے پہ اگر آئین تو عالم کو ڈبو دین
دریائین بھی ہم دامن ساحل نہین رکھتے

کیون ناز اُٹھائینگے نسیم اہل دول کے
حاجت نہین رکھتے کوئی مشکل نہین رکھتے

اس عرصے مین گھبرا کے نہنگ نے کہا صاحب میرا تو عجیب حال ہے کوئی مجھکو آسمان پر لیے جاتا ہے نازنین
اٹھ کر ٹہلو نہنگ اُٹھا چاہا ٹہلون بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرا نازنین نے خنجر کھینچکر نعرہ کیا نعرہ
منم برق رفتار و خنجر گذار ٭ منم یکہ لیکن گران بر ہزار ٭ نعرہ کر کے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک مرنے کی اسکے آ
ہوئی برق جھپٹ کر قریب باغبان و بہار کے آیا انکی زبانون سے سوزن کو نکالا بہار و باغبان نے
لگا لیا کہا اے برق بڑا کمال کیا مرجان والماس رطب اللسان تعریفین کر رہین کہ حقیقت مین
کیا کار نمایان کیا برق سلام کر کے ایک سمت روانہ ہوا چارون سردار پر پرواز ہید اکر کے طرف لشکر اسلا
ہوے لیکن خواجہ عمرو جو تلاش مین زبرجد کی چلے تھے ملکہ مہرخ اپنے مقام پر فردکش ہین کہ خبر پہونچی زبرجد

یری نگاہ پڑی مجھے ملنا چاہیے تم ہاتھ نہ لگاؤ یہ مجھے ناگوار ہو تا ہے نہنگ نے کہا واہ آپ اس شخص کے بڑے
ین میری تصویر وہ عاشق ہے مجھے اختیار ہے تمھین کیا کام شلنگ نے کہا نازنین سے پوچھو نازنین نے
اسنے ٹھنڈھی سانس بھر کے کہا ارے یارو کیا پوچھتے ہو نہنگ کے پٹے پکڑ کر دو طمانچے مارے کہا او
ے اب بھی پوچھتا ہے ایک سوداگر ایک صندوقچہ میرے ہاتھ بیچ گیا بعد عرصہ دراز کے مین نے ایک دن صندوقچہ
کھولا یہ نہ سمجھی تھی کہ سودا ہندی جنون کا جوش ہوا یہ نوبت بہم پہونچی نظم

جب اختیار قید سخن سے نکل گیا — نالہ کلام ہو کے دہن سے نکل گیا
کیا رنج ترک صحبت احباب کا ہوا — دو چار کوس جب مین وطن سے نکل گیا
آئی نظر نہ تربت پروانہ جب کہین — ہر اشک شمع بہ کے لگن سے نکل گیا
کیا حال دل چھپے کہ جہان دو گواہ ہون — رو گا نگاہ کو تو دہن سے نکل گیا
باقی رہی صراحی غنچہ نہ جام گل — سامان انبساط چمن سے نکل گیا
زلفین ہٹا کے بوسۂ رخسار لے لیے — مطلب ہمارا سانپ کے من سے نکل گیا
اے دل ہزار حیف جو مقتل سے یا ہٹے — وہ سور ہی نہین ہے جو رن سے نکل گیا
رشک اسقدر دیا لب و دندان یار نے — گوہر عدن سے لعل یمن سے نکل گیا
افسون دل فریب سے ہم آشنا نہ تھے — آخر کو یار حیلہ و فن سے نکل گیا
کس دھوم کی پڑھی ہے غزل آپ نے نسیم — تحسین کا شور بزم سخن سے نکل گیا

کمبخت گھر چھوٹا بار چھوٹا ابھی تمکو یہ نہین معلوم کہ ہم کس سے راضی ہین میان شلنگ صاحب آپ تیر جیٹھ ہوئے
یہ نگوڑے قیدی کون ہین انکو چھوڑ رہین تخت پر سوار کر کے میان نہنگ لیچلو بھیا جیٹھ صاحب ہماری بولی
ہے اسکو تمھارے واسطے بلا دینگے یہ سنکر شلنگ بہت جھلایا کہا بھائی صاحب عورت کے کہنے پر مغرور رہو جسے
اسکو اپنا بزرگ جانیے پہلے میری ہی نگاہ پڑی تھی نہنگ آستینین چڑھا کر اُٹھا کہا بھائی صاحب بس
کچھ فرمائیے گا مین کیا آپ سے کسی بات مین بند ہون بہار و باغبان دیکھ رہے ہین کہ دونون مین سحر چلنے لگے
شلنگ سحر کرتا ہے وہ نازنین پکارتی ہے صاحب اسے کو بچاؤ اس نگوڑے نے تلوار پھینکی تم خنجر پھینک مار دو کہ
اُڑ جائے نازنین نے بھی ایک تلوار اُٹھا لی کہتی ہے صاحب دیکھو مین لڑونگی یہ کہکر ایک نخل کی آڑ پکڑ کر کھڑی ہوئی
سحر کرتا ہے نہنگ دفع کر دیتا ہے نازنین نے قریب آکر کہا ارے دیکھ کون آتا ہے شلنگ پلٹا نازنین نے ہاتھ مارا

ایسا نہو غفلت مین کوئی فعل کر بیٹھے ملکۂ مہر رخ تو غافل ہو گئی ہونگی جا کر خبر کرون یہ کہکر خواجہ بھٹی ہر روا
برق نے چالاک سے کہا خلیفہ جی نہنگ و شلنگ کی فکر کرنا واجب و لازم ہے بڑے سرداروں کو لیے
ہین ایکطرف برق چلا ایک طرف چالاک روانہ ہوے نہنگ و شلنگ تخت سحر پر سوار چارون سردار
زبانون مین سوزن دیلے ہوے لیے جاتا ہے دونون بھائی آپسمین باتین کرتے ہوے جاتے ہین کہ کا
اشعار عاشقانہ کی آواز آئی دونون نے پلٹ کر دیکھا ایک نازنین مہ جبین بھاری لباس پہنے ہوے بے
دھج سے لیکن دوپٹہ ڈھلکا ہوا پائچے ہاتھ سے چھوٹے ہوے یہ غزل گاتی ہوئی چلی آتی ہے غ

اتنا اس شکر مین دل رہگیا
ذبح کرتے کرتے قائل رہگیا
صلح کی امید پھر کل پر گئی
ہر اجل دیدار قاتل رہگیا
جلوۂ رخسار نے ساکت کیا
رہگیا جرام شکل رہگیا

سر پہ کچھ احسان قاتل رہگیا
تمنے اک بوسہ دیا احسان کیا
سہل ہو کر کار مشکل رہگیا
کاوشِ صیاد نے فرصت نہ دی
آئنہ ہو کر مقابل رہگیا
پھر طبیعت اپنی گبھرائی نسیم

رحم آیا نا توانی پر مر
بات میری رہگئی دل
تیری جلدی سے نہ برآئی
دل مین ارمان عناد ل
غیر ممکن ہے کہ آسان ہو
امتحانِ فکر کامل ر

نہنگ و شلنگ کی جو نگاہ پڑی بیتاب ہو گئے صاحب کرشمہ و ناز شباب غاز گیسوے عنبرین دو
ہوے صاف ظاہر ہے کہ ناگنیان لہرا رہی ہین عارض از لو کو دیکھکر یہ مثال سوجھی کہ صبح و شام مل رہے ہین
تخت اتار انہنگ کے منھ سے نکلا کہ صاحب یہان آؤ اس دشت ہولناک مین یا برہنہ تمہارا پھرنا بھ
ہے دل تمہاری باتون کا مشتاق ہے اُس نازنین نے بہ نگاہ حسرت طرف نہنگ کے دیکھا ابرو خمدار کس
کی تلوار آنکھین جام خون مغرور عقل و فراست سے دور پیشانی پر گرہ پڑی ہوئی جوان بلند بالا ساکھو کا
کہون ایسے نامرد کو کس سے مثال دون وہ نازنین سراپا دیکھکر بیتاب ہو گئی ایک چیخ ماری نہین معلوم کہ
مین کیا کلمات کہ حسرت و یاس بات بات سے ظاہر تھی رمز عشق سے بخوبی ماہر تھی آخر کر بیہوش ہو
ایک کاغذ تھا وہ زمین پر گرا نہنگ نے وہ کاغذ اُٹھا لیا اُسمین اپنا لکھا پایا اپنے ہی عضاے نادرست
کھینچی ہوئی تھی نہنگ نے کہا بھائی شلنگ یہ تو میرے اوپر عاشق ہے دامن کی ہوا دینے لگا آخر اُس نا
ہوش آیا نہنگ نے کہا کیون صاحب تصویر ہماری کہان سے پائی ایک آہ بھر کر کہا یہ حال کیونکر بیا
ب اپنے دولت سرا پر چلیے شلنگ تو غصے مین بیٹھا تھا کہا تھا بھائی نہنگ کیا ماجرا ہے بڑے افسوس

ی شامت آئی ہے باغبان کو ایسے مقام پر قید کرون کہ تڑپ تڑپ کے مرے یہ کہکر چلا اُسوقت پہونچا
ے زبرجد کو زخمی کیا لڑ رہی ہے گلدستے مار رہی کہ آسمان سے آواز آئی بہار گلعذار آگے نہ قدم بڑھا
ے طلسم ہوشربا او بہار تو نے اسقدر سحر سیکھے سب بیکار ہین رنگ سحر کو بہت رونق دی بہار نے جو افراسیاب
ھ پانون مین رعشہ آگیا قلب تھرا گیا مگر گلدستہ مارا افراسیاب نے بنگاہ قہر دیکھا گلدستہ جلکر گرا بہار نے
ستہ مارا افراسیاب نے ہنسکر کہا کیون دیوانی ہوئی ہے او باغبان کھڑا رہ ہمارا حکم بجا لا بہار کو گرفتار
ہ ملا کر باغبان سے جو افراسیاب نے یہ کہا باغبان کا رنگ روئے متغیر دست بستہ عرض کی جو ارشاد ہو
ی افراسیاب نے کہا بہار کو گرفتار کر مرجان الماس پوش کو آواز دی بیٹی کو دیکھنے جاتے تا مین تمکو جانے
تو مین بھیجین اُن سب کو تمہارے مددگارون نے قتل کیا ای شلنگ فولاد پوش زن و شوہر کو ینا دیکھا
ے ایک جادوگر سیاہ رو تیرہ درون آنکھین جام خون خود آہنی پہنے ہوئے زرہ لوہے کی زیب جسم حاضر
ہوا سامنے آیا مرجان الماس یاقوت چشم کو گرفتار کر لیا دونون کی زبانین بند ہوگئین
ن بہار کی جانب جب نہ گیا تو افراسیاب نے پکار کر آواز دی ای نہنگ مدہوش باغبان و بہار کو
ر ساحر شلنگ کی شکل کا پیدا ہوا آواز دی حاضر ہوا باغبان و بہار سے آنکھ ملا کر آواز دی ہم
مدہوش طلازم شہنشاہ ہوشربا حکم شہنشاہی ہے خاموش ہو جاؤ خبردار اب سحر نہ کرنا سامنے شہنشاہ
ے ادبی میرے نام کی پیروی کرو بہار لڑکھڑا کر گری بیہوش ہوگئی باغبان کو بھی اسطرح بیہوش کیا
نت سحر تیار کیا چارون گنہگارون کو اُسپر ڈال لیا لشکر والے بھاگے دم بھر مین افراسیاب نے فیصلہ کر دیا
لیے پڑاؤ لٹوا دیا زبرجد کی جانب دیکر آواز دی بس ہوش مین آجا کیون بیہودہ بکتا ہے یہ کہکر افراسیاب
یا زبرجد نے چاہا ہاتھ تلوار کا ماروں افراسیاب نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے چشم پر قہر سے اشارہ کیا
تھ سے چھوٹے بڑی ہار جو گلے مین پہنے تھا اُس ہار کو توڑ ڈالا زبرجد کے ہوش درست ہوئے اعضا چالاک و
ہوئے بھائیون کے لیے بیٹھکر بہت رویا کہا ای شہنشاہ مین اپنے بھائیون کے خون کا بدلا لونگا مہرخ پر
ی کرکے جاؤنگا افراسیاب نے کہا وہان بڑے بڑے ساحر ہین اپنے کو بچا کر لڑنا کہا مین سمجھ لونگا سامنے
ب کے پشت کرگدن پر سوار ہوا طرف لشکر مہرخ کے چلا لیکن خواجہ عمرو برق و چالاک جو لشکر مین
تھے چند کس جو بچے وہ بھاگ کر آئے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری عین وقت پر افراسیاب آگیا چارون
گرفتار ہوئے نہنگ و شلنگ لیگئے زبرجد آپ کے لشکر کی طرف گیا ہے عمرو نے کہا مین جاکر اسکی گردن لون

باغبان نے بڑھکر نعرہ کیا بہار کا گلدستہ چلا زبرجد نے جو ملکہ بہار کو دیکھا اور زیادہ جو وخرد مشتعل ہوا پکار رہا ای ملکہ عالم آپ کو تکلیف ہوئی ملکہ سکرائین غنچہ دہن وا کیا گلدستہ مارا پھول برسنے لگے ہر طرف غزلو بلند ہہ ہزبر صف سے آگے بڑھا ہوا لڑ رہا تھا اسکی جو نگاہ جمال جہان آرا ے بہار پر پڑی بے اختیار پکار اٹھا اے شہنشاہ خوبی وا ے سرو خرامان باغ محبوبی مین آپ کا تابعد ہون زبرجد کا ساتھ دونگا سر حاضر ہے نظم

اس طرح دیکھو نہ ہر دم بندہ پرور آئینہ ... شربت دیدار سے بھر لیگا ساغر آئینہ
یان فروغ معنی روشن ہے نیک وبد مین ایک ... ایک صورت سب مین ہے جیسے برابر آئینہ
لاکھون کرڑیان جھیلی ہین جبنے وہ ہم فولاد ہین ... ہوگئے ان صیقلون سے صاف ہوکر آئینہ
ہوگیا سکتہ مجھے لے آستانے پر ترے ... قد آدم لگ گیا اب تیرے در پر آئینہ
اہل حیرت پر بھی ہنستا اپنے اوپر خندہ ہی ... شکل جیسی ہو دکھا دیگا وہی ہر آئینہ
اے مصور کھینچ پشت آئنہ پر میری شکل ... دیکھے شاید وہ پری پیکر الٹ کر آئینہ
اس زمانے مین حسینون کی بھی مٹی ہے خراب ... جسم پر اپنے اٹھا لے پھرتا ہے گھر آئینہ
منھ جو اپنا پھیر لیے تو ایسی حسرت ہو کہ بس ... عارسی بنجائے ہونٹھ اپنے چبا کر آئینہ
یار کے آئینہ زانو کا میں حیران ہون صفیر ... اس لیے پیش نظر رہتا ہے اکثر آئینہ

مثل زبرجد کے ہزبر کا بھی قلب الٹا اپنے ساحرون کو آپ قتل کرنے لگا میثاق و باغبان سے مقابلہ باغبان کے ہاتھ سے میثاق مارا گیا فوج اسکی شکست کھا کے بھاگی باغبان نے گھیر گھیر کے فوج کو مارا جلادیا دریا ے سحر بنا یا کچھ ڈوب کر فی النار ہوے کچھ عشق بہار مین بیقرار ہوے ہزبر نے پکار کر آواز دی اوزبرجد معشوق کا نام ساتھ ادب کے لینا زبرجد نے کہا تو جھوٹا ہے ہم در دولت پر حاضر ہوے کو ے محبوب کی فرحت ... تھا اسی مقام پر بس جائین ہمکو ارشاد ہوا کہ ہزبر و میثاق کا سر لاؤ تجھکو کچھ حکم نہین ہوا معشوق ہماری مدد کو ہم چاہتے ہین اسکو تکلیف نہ پہونچے تیرا سر کاٹ کے لیجائین ہزبر وزبرجد مین مقابلہ پڑا دو چلہ سحر ہزبر نے ... زبرجد نے بڑھکر سحر دفع کردیے آخر دونون مین تلوار چلی ہزبر مارا گیا زبرجد چاہتا ہے دونون کے سر لیکر پیش ... ساحر چاہتے ہین اٹھا کر لے بھاگین زبرجد نہین جانے دیتا قضا ے کار افراسیاب جادو باغ سیب مین ... تھا کہ کان مین دنا لے سناٹے کی آواز آئی افراسیاب نے کہا کوئی کہین لڑ رہا ہے انگشتر جمشید کو اچھالا ... آواز آئی ملکہ بہار و باغبان ومرجان والماس نے قیامتین برپا کردی ہین یہ سنکر افراسیاب نے ...

...طے حاضر ہوا تھا کہ آپ کو بلا کر لیچلون ملکہ بہار نے کہا آپ نے بڑی مہربانی فرمائی مجھے ملنے مین کیا عذر ہے
...یک کام کرو لشکر مین تمہارے کون کون ہے جنکو افسر کہا جاتا ہے کہا حضور ہنر بر اور سوار میثاق عہدہ
...ن افسر موجود ہین ملکہ بہار نے کہا دونون کے سر لاؤ جلد جاؤ اور جلد آؤ دولون بہیا خاص ہمارے دشمن
...ب گجرا اُتار کے دیا کہا اسکو پہنو زبرجد نے اُسکو پہن لیا گجرا پہنتے ہی اور زیادہ محو ہو گیا تلوار کے قبضے پر ہاتھ
...بہار نے کہا جلد جاؤ بعد اسکے جانے کے دو ہرکارے روانہ کیے کہ خبر لانا دیکھو یہ جا کر کیا کرتا ہی زبرجد جو جاتا
...وق کی تصویر آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی دلولہ بڑھتا جاتا ہے جب اندر بارگاہ کے آیا سب کو یقین ہوا
...ابی ہے میثاق نے پکار کر کہا کیون برادر خیر تو ہی کیون پلٹ آئے معشوق کو نہ لائے زبرجد نے کہا او بہیا
...سے زیادہ مشتاق ہی تمہارے سر مانگے ہین دو طلن نی بیٹھی ہے تمہارے سر پہونچین تو وصل معشوق سے
...ب ہون میثاق نے دیکھا گلے مین بدھی پڑی ہے سمجھا کہ ہار جیت ہو گئی یہ سحر مین بہار کے پھنسا ہی میثاق
...لنے لگے سمجھاتے تھے کہ اے زبرجد ہوش مین آؤ دوستون سے فساد نہ کرو ہم کد و کاوش کر کے ملکہ بہار سے
...ملائینگے جو جو یہ سمجھاتے ہین جوش و خروش اسکا بڑھتا جاتا ہے ہنر بر نے بڑھکر ٹھوڑی مین ہاتھ دیا کہا اسے
...یون اپنی آبرو خاک مین ملاتے ہو تم جب معشوق کو لینے چلے تھے تب بھی ہم لوگ مانع ہوے تھے جا کے
...ن پھنسے کیا بہار سے مقابلہ ہوا تھا اسطرح جو ہنر بر نے سمجھایا زبرجد نے ایک طمانچہ مارا کہا او بہیا نام معشوق کا
...سے لیتا ہے ہاتھ ہلا دیا ایک برق تیغ ہنر بر کا سر زخمی ہوا یا رخ چار خدمتگارون کے بھی سر اُڑ گئے اب زبرجد بے
...بھی ہم عاشق بہار کہکر لڑنے لگا چار جانب سے ساحرون نے گھیرا ہے سحر ہو رہا ہے گولے چل رہے ہین
...ساحرون کو مارا چاہتا ہے ان دونونکے سر کاٹ لون مگر یہ دونون دور ہی سے سحر کر رہے ہین قریب
...تے یہان ملکہ بہار جب دربار مین آئین باغبان قدرت نے پوچھا مزاج مبارک کیسا ہی ملکہ نے کہا عجب
...ذرا زبرجد بہ ارادۂ فاسد آیا تھا زنگ چمنستان مین پھنسا عندلیبان خوشنوا نے گھیر لیا اُسنے غل مچایا مین بدلا
...ین نے اُسکو بخوبی سمجھا دیا اب وہ میان سے گیا یقین ہے لڑ رہا ہو باغبان کہا از صدقہ یا پوش گوشت خر
...ں سگ ہو رہا ہوگا کہ ہرکارے آکر پہونچے تمام کیفیت بیان کی کہ زبرجد اکیلا لڑ رہا ہی اگر سنا سب لشکر کفار
...ار درہم و برہم کیجیے باغبان نے کہا اے ملکۂ عالم آپ تشریف رکھین مین جاتا ہون بہار نے کہا ہم بھی چلینگے
...اگر باقی رہینگے تو فساد برپا کرینگے باغبان و بہار و مرجان الماس پوش و الماس یا قوت چشم
...پر سوار ہوے لشکر ہمراہ لے لیا آ کے دیکھا زبرجد لڑ رہا ہے میثاق و ہنر بر نے گھیرا ہے ہر طرف سے سحر ہو رہے ہین

ملکہ بہار نے کہا ہوشیار بہار چمن سے مقابلہ ہے عندلیبان خوشنوا نے سرہانے پہلوے گل مین جا بیٹھین مد
زمزمہ سرائی چمنستان کی رعنائی و زیبائی زبرجد زمین مین نقب دیتا ہوا چلا جب قریب بارگاہ بہار پہونچا
عندلیب محل حائل ہین زبرجد سوچا باہر نکلو اگر کنیزین براے حفاظت بیٹھی ہونگی اُنپر سحر کر کے اندر چلونگا یہ
باہر نکلا دیکھا مینہاے شگفتہ عندلیبان خوشنوا از فرمہ سرائی کر رہی ہین دم محبت ملکہ بہار کا بھر رہی ہین
عندلیب نے جو غیر شخص کو سامنے دیکھا پکار کے مثل انسان کے آواز دی ای شخص یہ بارگاہ ملکہ بہار گلعذ

ع سنبھل کے کھڑا ہو ہوشیار ہوجا

نظم

دل بستگی سی ہے کسی زلفِ دوتا کے ساتھ — پالا پڑا ہے ہمکو خدا کس بلا کے ساتھ
کب تک بنا ہے بتِ ناآشنا کے ساتھ — کیجیے وفا کہان تلک اُس بیوفا کے ساتھ
مانگا کرینگے رب سے دعا ہجر یار کی — آخر تو دشمنی ہے اثر کو دعا کے ساتھ
ہے کسکا انتظار کہ خواب عدم سے بھی — ہر بار چونک پڑتے ہین آواز پا کے ساتھ
یارب وصال یار مین کیونکر ہو زندگی — نکلی ہی جان جاتی ہے ہر ہر ادا کے ساتھ
اللہ رے سوز آتش غم بعد مرگ بھی — اُٹھتے ہین میری خاک سے شعلہ ہوا کے ساتھ
ہر دم عرق عرق نگہ بے حجاب ہے — کسنے نگاہ گرم سے دیکھا حیا کے ساتھ
دست جنون نے میرا گریبان سمجھ لیا — الجھا ہے اُلنے شوخ کے بند قبا کے ساتھ
مومن وہی غزل پڑھو شب جس سے بزم مین — آتی تھی لب پہ جان زہ و حبذا کے ساتھ

اس عندلیب نے اس رنگ مین یہ اشعار سنائے کہ زبرجد کو سناٹا آگیا ہوش درست نہ رہے خیال مین آیا
کہ یکا یک وہ غنچہ دہن ہنستی ہوئی چلی آئیگی اٹھا کے لیجاؤنگا یہ سوچکر پکار کر آواز دی ای ملکہ عالم آپ کا عاشق
صادق مشتاق دیدار در دولت پر حاضر ہے زبرجد نے چلا کر جو آواز دی یا تو ملکہ سوتی تھین یا آنکھ کھل گئی غصہ
اٹھین پھر زبرجد نے چلا کر یہی کلمے کہے رنگ رو متغیر نہایت غصہ ہے کہ یہ کون بے ادب ہے جب تیسری مرتبہ
پکارا ملکہ نے جواب دیا معشوق آتی ہے یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھین زبرجد آواز سنکر جھومنے لگا جمین کہتا
کہ جواب بھی معقول ملا ملکہ بہار نے پردہ اٹھا کر دیکھا ایک تاجدار مگر بیقرار اشکبار آنکھین سرخ چہرہ گلگ
ہی دمبدم کہے جاتا ہے کہ عاشق صادق حاضر ہے ملکہ نے جو اس حال سے دیکھا سمجھ گئین کہ جمین کی ہوا انکو لگ
ہوش مین نہین ہین ملکہ بہار نے پوچھا ارے تو کون ہے کہا حضور زبرجد زرین پوش مجکو کہتے ہین باب علم

تر بکر گرا غریق کو نگل گیا دربار مین جا کر غائب ہوا دریا بھی نابود ہو گیا جائی اسکا حریق جادو جلکر باغبان
اسحر جو کیا چند شعلہ ہاے آتش باغبان پر گرے باغبان نے اشارہ کیا ای آتش سحر گرمی اپنی دکھا
ے کو جلا وہ شعلہ ہاے آتش پلٹے آکر حریق پر گرے ہر سر مو دہر بن موسے چنگاریان نکلین حریق کو جلا کر
کیا گیا ساحر مقابلے مین باغبان کے نکلے ہاتھ سے باغبان کے مارے گئے آخر طبل بازگشت بجا
ن لشکر پلٹے ہہر بزر نے آکر سامنے میثاق کے خود دے مارا کہا اے برادر تمنے دیکھا باغبان نے کیا قیامتین برپا
بر جد نے کہا ای ہہر بزر نہ گھبراؤ مین معشوق کی فکر کر لون ایک دن مین لڑائی فتح کر دونگا تم کنارے بیٹھو
کی نہ بجاؤ یہ کہکر زبرجد اپنے مقام سے اُٹھا کہا مین معشوق کو لینے جاتا ہون میثاق نے کہا اے برادر
ن جانتے ہو ملکہ بہار بلاے روزگار ہے نام پر بادشاہ اسلام کے نثار ہے کوئی شخص اُسکی نگاہ مین نہین جمتا
ول ہے کہ بادشاہ اسلام صاحب شوکت و شان نبیرۂ نوشیروان فرزند زادہ صاحبقران حسین و جمیل اہل
م کے کفیل جب ایسے سے واسطہ ہوا تو اور مرد کی کیا ضرورت ہے زبرجد نے کہا بھائی مین کیا کرون
ں نہین مانتا کلیجہ منھ کو آتا ہے لیکن مین اس سہولیت مین جاؤنگا کہ کسی کو ذرا خبر نہو گی مین اپنے ہوش
مین نہین ہون بقول شاعر

نظم

سمجھتے ہین آزمانے کو
شمن کا گھر جلانے کو
کا آسمان پر ہے دماغ
اہم مقبرہ بنانے کو
دن ہم جہان مین بیٹھے ہین
اُس بت کے آستانے کو

عذر کچھ چاہیے ستانے کو
صبح عشرت ہے وہ نہ شام وصال
پھونکدے میرے آشیانے کو
شکوہ ہے غیر کی کدورت کا
آسمان کے ستم اُٹھانے کو
نقش پاے رقیب کی محراب

سنگ در سے ترے نکالی آگ
ہاے کیا ہوگیا زمانے کو
سنگ سودا جنون مین لیتے ہین
سو مرے خاک مین ملانے کو
چلکے کعبے مین سجدہ کر مومن
نہین زیبندہ سر جھکانے کو

ے دیکھا ہہر بزر مبہوت ہو رہا ہے کسی کی نہین سنتا ہے بہار کو یاد کر کرکے سر دھنتا ہے سب خاموش
ہے زبرجد غرق زمین ہو کر چلا یہان باغبان و بہار نے طبل جنگی کا انتظار کیا جب طبل جنگی نہ بجا باغبان
اب اُسکے جی چھوٹ گئے اب وہ مقابلہ نہین کریگا صبح کو سمجھا جائیگا سب نے اپنے اپنے مقام پر آرام
ار کا دستور ہے کہ گرد خیمے کے چمنہاے شگفتہ تیار رکھتی ہین رات دن ایک طور پر عندلیبان خوشنوا
ہ سرائی کیا کرتی ہین اپنے حسب معمول جب آرام کرنے چلین عندلیبان خوشنوا گرد پھرین تصدق ہوئین

اس غیرت ناہید کی ہر تان ہے دیپک — شعلہ سا چمک جائے ہے آواز تو دیکھو
وین پاکیِ دامن کی گواہی مرے آنسو — اُس یوسفِ بیداد کا اعجاز تو دیکھو
جنت مین بھی مومن نہ ملا ہائے بتون سے — جورِ اجل تفرقہ پرداز تو دیکھو

میثاق نے کہا بھائی اپنے کو سنبھالو ملکہ بہار منظور نظر شہنشاہ افراسیاب ہے ہرچند میثاق زبرجد کو سمجھاتا
زبرجد کہتا ہے مین کیا کرون میرا دل نہین مانتا اگر مین اس محبوب مطلوب کو نہ پاؤنگا تڑپ تڑپ کے جان
ہر بتر نے کہا حضور اب تو میدان کارزار مین آئیے جانبین مین طبل جنگی بج چکے دونون لشکر آمادۂ حرب
جب میدان کارزار سے پلٹیئے گا اس مقدمۂ خاص مین صلاح ہوگی میثاق نے کہا مین سیدان مین جاؤ
ہر بتر نے کہا مین جا کر ٹوکے لیتا ہون ہرچند سب نے منع کیا ہر بتر میدان مین آیا سحر کے عجائب و غرائب
پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے مرجان و الماس زن و شوہر تخت پر بیٹھے
باغبان نے مرکب پرند اُڑایا مرجان سے آکر اجازت خواہ ہوا کہا اے شہریار اجازت میدان مرجان
ای باغبان قدرت خدا تمکو مظفر و منظور کرے یہ سب مکار و غدار ہین ذرا سمجھکر اُنسے مقابلہ کرنا باغبان
آپ ملاحظہ فرمائینگے انشاءاللہ مہلت نہ لینے دونگا یہ کہکر باغبان گنبد پھولون کا ہاتھ مین لیے ہوئے
ہر بتر کے پہونچا ہر بتر نے گولہ مارا باغبان نے اشارہ کیا گولہ اُلٹا پلٹا ہر بتر بمشکل اپنے کو بچایا ترنج
مارا باغبان نے ایکی دستک دی ترنج اُلٹا پلٹا ہر بتر اژدہے پر سوار تھا سر پر اژدہے کے پڑا تو ٹکڑے
بار گزما ہر بتر کانپ گیا جو سحر کرتا ہے وہ پلٹ کر اسی پر آتا ہے برق چمکاتی تلوار اسی کے سر پر پڑی زخم
تیر مارا شانہ اسیکا نشانہ ہوا باغبان نے پکار کر کہا ای ہر بتر ہنے تمہارے سب سحر بد دیکھ ابھی تک کوئی
کیا ہوشیار رہنا ہم بھی سحر کیا چاہتے ہین ہر بتر نے کہا اے باغبان آج شب کو مین نے سحر تیار نہین کیا اُس
یہ باعث ہوا کہ سحر ناقص رہے آج مہلت دو کل سیرے تمہارے مقابلہ ہوگا میرے سحر سے کوئی بچ سکتا
نے کہا جائیے مہلت دی زخمی ہو کر ہر بتر لشکر مین آیا کہا اے زبرجد مین نے اپنی جان بچائی زبرجد
غریق جادو پہلو مین کھڑا تھا کہا اے غریق جا کر باغبان کو رول لے اپنے دریائے سحر مین غرق کر دے
بل کترتا ہوا جا پڑا ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا ایک دریا جوش مارتا ہوا پیدا ہوا سوجۂ آب غریق نے باغبان
طرف توجہ کی باغبان نے ہنسکر کہا او بے آبرو تجھکو خود ہی پناہ پانی نشکل ہوگی ہم تمہاری فکر مین
نے آواز دی اے نہنگ دریا بلا غریق کو لینا اسی دریا سے ایک نہنگ خون آشام پیدا ہوا

ی خطا کی سزا پائیگا پس بہتر یہ ہے اٹھو ہمارے ساتھ چلو قید ہون پر چلکر بہار کے گرد خطا معاف کرا دینگے میثاق نے کہا
ے باغبان مین نہین جا سکتا مین نے سہر بنز کا ساتھ دیا اب نہین ممکن ہے کہ تمھارے ساتھ چلون جو تمسے ممکن ہو
مین قصور نہ کرو میدان کارزار مین بھی مین تمہارا پاس کرونگا باغبان نے جواب دیا ہم کافر کی محبت کا پاس
ن رکھتے ہمارے بزرگون نے یہی سمجھا دیا ہے باغبان رخصت ہوا میثاق نے کہا اے سہر براب معرکہ عظیم
ہیگا سہر بر نے کہا مین جان دینے پر آمادہ ہون دونون صلاحین کر رہے ہین کہ آسمان پر لکہ ابر زبرجدی پیدا ہوا
ثاق نے کہا اے سہر بنز جد زرین پوش میرا بھائی ہے ہر چند کہ مجھسے چھوٹا ہے مگر سحر مین طاق شہرہ آفاق ہے
ر بڑہ یگا زبرجد باغبان وبہار کو گرفتار کرلیگا باغبان وبہار کی کیا حقیقت ہے یہ باتین کرکے میثاق باہر آیا
کی جانب اشارہ کیا ابر شق ہوا زبرجد اگرا اترا بھائی سے ملاقات کی زبرجد نے پوچھا اے برادر تم واسطے شکار کے
ٹھے میثاق نے تمام کیفیت بیان کی زبرجد نے کہا باغبان وبہار سے مقابلہ کرونگا انکی کیا حقیقت ہے اگر میرے سامنے
ین کان پکڑ کے سامری وجمشید کو سجدہ کراتا مجال ہے کہ ہمارے سامنے لاف وگزاف کرسکین میثاق نے کہا اے برادر
سنا بھائی صاحب کیا فرماتے ہین اب آمادہ حرب وپیکار ہو یہان باغبان جو واپس آئے بہار سے سب کیفیت
ن کی بہار نے کہا سمجھا جائیگا یہان زبرجد نے حکم دیا طبل جنگی بجے ہرکارون نے آکر ملکہ بہار و باغبان سے
ا یہ بھی بیان کیا کہ زبرجد زرین پوش آیا ہے بلبلا رہا ہے باغبان نے حکم دیا یہان بھی طبل جنگی بجے رات بھر
ان رہین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے ملکہ بہار طاؤس زرین بال پر سوار پھولون کے دریا مین غوطہ
ہوے چھپکا موتیے کا سر پر گجرے ہاتھون مین لٹکے ہوے نگاہ جو زبرجد کی جمال جہان آرائے بہار پر
کلیجہ تھام لیا کہا بھائی میثاق صورت زیبائے بہار تو دیکھو یہ صورتین کبھی کسی کی نگاہ سے گذری ہین مین تو
اسکے ساتھ شادی کرونگا برائے سامری بہ نظر انصاف خیال کرو نظم

آنکھون سے ضیا ٹپکے ہے انداز تو دیکھو ہے بوالہوسون پر بھی ستم ناز تو دیکھو
اس بت کے لیے مین ہوس حرز سے گذرا اس عشق خوش انجام کا آغاز تو دیکھو
چشمک مری وحشت پہ ہے کیا حضرت ناصح طرز نگہ چشم فسون ساز تو دیکھو
ارباب ہوس ہار کے بھی جان پہ کھیلے کم طالعی عاشق جانباز تو دیکھو
مجلس مین مرے ذکر کے آتے ہی اٹھے وہ بدنامی عشاق کا اعزاز تو دیکھو
محفل مین تم اغیار کو دزدیدہ نظر سے منظور ہے پنہان نہ رہے راز تو دیکھو

قزاول جادوگر ہزاروں باز و بط قرقروں پر سوار ساتھ ایک تاجدار کے شکار کھیلتے چلے آتے ہیں وہ تاجد
ایک عقاب پر سوار حسن طائر کو تاکا ایک ماش کا دانہ پھینک کر طائر گرا اسکو اٹھا کے آر لبے پر ڈال دیا
مغرور عقل و فراست سے دور تمام صحرا کو بزور سحر پرندوں سے خالی کر دیا ہزبر اتنے در سوار نے جو دور سے
ساتھ والوں سے کہا یہ تو ہمارا دوست صادق محب واثق میثاق عہد شکن بادشاہ کوہ لاجورد ہے
اپنے مقام سے اٹھا آکر میثاق سے ملاقات کی میثاق بھی عقاب سے کود پڑا پوچھا کیا بھائی صاحب
بھی برائے شکار آئے ہو ہزبر نے سب کیفیت اپنی بیان کی کہا اے برادر ایسی ذلت فاش اٹھائی باغبان
بہار کے ہاتھ سے شکست کھائی ہزاروں جادوگر قتل ہوئے اب مجھکو بڑا اچنبھا ہے حکم شہنشاہ تھا کہ
شوہر کو گرفتار کرکے لاؤ یہ لوگ برائے مدد آگئے اہل اسلام کی رونق دن بدن بڑھتی جاتی ہے میثاق
کہا کہ بھائی نہ گھبراؤ میں تمکو کوہ لاجورد پر لیچلونگا زن و شوہر کو گرفتار کرا دونگا یہ دونوں آپسمیں با
کر رہے ہیں کہ ابر آسمان پر اٹھا کچھ لکہ ہائے سرخ و سبز وہ ابر ایک صحرا میں آکے شق ہوا ہزبر نے بنگاہ غور دیکھ
دیکھا باغبان و بہار و مرجان الماس پوش الماس یاقوت چشم چاروں ایک تخت پر سوار ایک
خواجہ عمرو و برق و چالاک اس تخت کو ساحر دوش پر اٹھائے ہوئے ڈیڑھ لاکھ ساحر نکالشکر
ہزبر و میثاق فرد کش ہیں وہانسے تین کوس پر ایک صحرائے سبزہ زار تھا وہاں یہ سب اترے ہزبر نے کہا
زن و شوہر کو باغبان و بہار لیے جاتے ہیں میرے کلیجے پر چھری پھر رہی ہے زن و شوہر پر کیونکر قبضہ ک
یہاں باغبان و بہار کو بھی معلوم ہوا کہ ہزبر و میثاق دامنہ کوہ میں اترے ہیں ملکہ بہار نے کہا
ہزبر و میثاق کو ایک نامہ لکھنا چاہیے کہ آکر اسلام قبول کر دو اگر اسمیں تامل کرین سزا دیجائے باغبان
آپ نامہ لکھیے میں ایلچی بنکر جاؤنگا ہرچند بہار نے کہا کسی اور کو بھیجو باغبان نے کہا میثاق میرا ہم مکت
میں سمجھا کر لے آؤنگا بہار نے بمضمون مذکور نامہ لکھا باغبان نے نامہ دو بلغے سے باندھا پشت مرکب پر سو
برسم ایلچگری چلا یہ خبر ہرکاروں نے میثاق و ہزبر کو پہونچائی میثاق نے کہا اے ہزبر یہ باغبان میرا ہم مکت
مجھکو اس سے کچھ نہ بن پڑیگا ہزبر نے کہا میں کلام کرونگا تم نہ گھبراؤ کہ باغبان بارگاہ میں آکر پہونچ
اہل اسلام کے سلام کیا ایک فرش مخمل پر آکر بیٹھا نامہ ہاتھ میں میثاق کے دیا کہا اے برادر ہماری تمہاری ہمیشہ رسم
رہی ہے ملکہ بہار کو منظور ہے کہ تمسے مقابلہ کرین سحر کو بہار کے جانتے ہو میں تمھیں سمجھانے آیا ہوں بہار کا سحر
ٹلکے چنوا دیگا بہتر یہ ہے کہ میرے ساتھ چلو سامری نامے میں صاف صاف مرقوم ہے کہ عمر طلسم تمام ہوئی افراسیا

دونون لڑکھڑا کے گرے بیہوش ہوئے صدقہ نگار لیا لینا کہکے سب برلب فرش فرش ہوئے مصور نقالی نے
نعرہ کیا نعرہ چالاک بعیاری منم آنکہ جست وچالاک ٭ بچشم دشمن اندازم کف خاک ٭ نہ یابد باد گرد تیز گامم
صفدر اولاد چالاک نامم ٭ اول زبانسے لگے بہار کی سوزن کو نکالا برق کو قفس سے رہا کیا خواجہ عمرو نے سحر
افراسیاب کے پھنسے تھے بہار نے سحر اتارا چھوٹتے ہی عمرو نے تاج افراسیاب لیا بہار نے کہا خواجہ خدا
کے واسطے ایسا نہو افراسیاب ہوشیار ہوجائے عمرو نے آزاد کی گٹھری کرلی تاج اتار لیا ننگ
خاندان کو برہنہ کیا سر کاٹ ڈالا بہار نے کہا خواجہ بھاگو ایسا نہو کوئی آفت برپا ہو خواجہ وچالاک و
برق ایک طرف بھاگا ملکہ بہار پر پرواز پیدا کیے جھٹکا ہوا کا چلا یہ لوگ تو بخیر وعافیت نکلے ماہیان زن مردہ
پردہ ظلمات مین بیٹھی تھی بیٹھے بیٹھے کہا میرا دل گھبراتا ہے معلوم ہوتا ہے میرے بچے پر کوئی آفت آئی نقشہ اٹھا کے
دیکھا منھ پیٹ لیا پر پرواز پیدا کرکے چلی اس مقام پر آئی جہان افراسیاب بیہوش پڑا تھا زمین پر اتری افراسیاب
کو ہوشیار کیا کہا ارے یہ کیا ہوا افراسیاب نے لاشہ چہرہ آزاد کا دیکھا کہا اس بیحیا کی ذات سے سارا فساد
برپا ہوا بہار کو اسنے قید کیا عیارون نے تار باندھ دیا عمرو بھی گرفتار ہوا تھا چالاک صورت بنا کر آیا عیاری
کیا اس نمک حرام کو قتل کیا بڑا کام کیا مین ابھی جاکر سب کے سر لاتا ہون قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا آج ایک کو زندہ
نہ چھوڑونگا چاہا پر پرواز پیدا کرکے جاؤن ماہیان نے دامن پکڑ لیا کہا ارے کچھ دیوانہ ہوا ہے نہین معلوم
کس آفت مین پھنس جائے لاکھ لاکھ افراسیاب نے چاہا کہ جاؤن ماہیان نے دامن نہ چھوڑا افراسیاب
کو پکڑ لیگیا ماہیان نے اپنے ساتھ لیا طرف پردہ ظلمات کے چلی کہ انکا ذکر تحریر ہوگا ملکہ بہار قلعہ مرجان
مین باغبان قدرت واسطے بہار کے بہت پریشان ہو رہا تھا سب حال پوچھا بہار نے سب کیفیت
بیان کی خواجہ وبرق وچالاک بھی آئے مرجان نے کہا آپ قلعے کو چھوڑ دیجیے ورنہ افراسیاب پھر
لشکر روانہ کریگا یہان رہنا اچھا نہین اسی وقت مرجان الماس پوش والماس یاقوت چشم زن دختہ
بیس ہزار فوج اپنے ساتھ لیکر باغبان وبہار کے ہمراہ ہوئے باغبان وبہار ومرجان تمام اہل لشکر
زادہ یاقوت چشم طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئے خواجہ عمرو وبرق وچالاک بھی ساتھ ہین لیکن ہزبر
باغبان وبہار کے ہاتھ سے شکست کھا کر بھاگا تھا صحرا مین فرد کش ہے ساتھ والون سے کہ رہا ہے کہ خدا
نے شاہ مین کیا منھ لیکر جاؤن فرمائنگے قلعہ مرجان کو تباہ نہ کیا زن وشوہر کو قید کرکے نہ لایا اب مین
تدبیر کرون بیس پچیس ہزار جادوگر بھی اسکے ساتھ ہین ایک دن اسنے دیکھا کہ صحرا سے گرد اڑی کچھ پہلے

قیامت برپا کرنا آزاد کو کچھ نہین پڑا کہ چمنستان سے تالیان بجانیکی آواز آئی کوئی پکاری آوازہ کا آدمی
سامری و جمشید کا گا رہا ہی پھر افراسیاب نے جو دیکھا میان مرشدزادے مصور زند قبا کھلے تاج دھرے
تالیان بجا بجا کے کہتے چلے آتے ہین ناناجان داداجان تمہاری صدقے ایسے ہوتی تو خدائی کیونکر کرتے
دو سو خدمتگار اکیلے افسر مغرور خود سر افراسیاب اٹھ کھڑا ہوا کہا کیون مرشدزادے خیر تو ہے کہا اے شہنشاہ زین
سو رہا تھا داداجان تشریف لائے کہا اے فرزند جلد جاؤ عمرو برق پکڑے گئے بہار کیواسطے افراسیاب
ہی وہ ہمارا بندۂ خاص یہ بندی با اختصاص دلپر بہار کے پردہ پڑ گیا ہے اسوجہ سے افراسیاب
ہی تم جاکر وہ پردۂ حجاب اٹھا دو بہار خود افراسیاب پر عاشق ہو جائے مین نے پوچھا پردہ کیونکر اٹھے
دلکو بہار کے روشن کردن فرمایا ایک جام شراب اپنے ہاتھ سے ہمارا القاب پڑھکر پلا دو جو اس وقت تم
گا نام سامری و جمشید لیگا سو برس عمر بڑھ جائیگی سب خدمتگار بھی بیٹھ گئے مصور چونکہ نبیرہ سام
سب آلمین کہہ رہے ہین قدرت اپنے فرزند کی خواہین آئے مرشدزادے ایک جام ہمکو بھی پلائیے گا عمر بھر دعا
مصور نے کہا تپلہ اٹھا کے لاؤ مین القاب داداجان کا پڑھدون آزاد نے اشارہ کیا ملازم تپلہ اٹھا کے لا
نے اس تپلے پر القاب سامری پڑھا افراسیاب کہہ رہا ہی فصاحت و بلاغت تو دیکھو سب مرشدزادے کو
جانتے تھے آج لیاقت ظاہر ہوگئی مصور نے جام بھرا کہا پہلے مین اپنے شہنشاہ کو پلاؤن جنکی زندگی
آبرو ہی یہ کہکر دہتین بھجن گانے کہا شہنشاہ ایک سانس مین جام پیجیے گا آپکو دو جام پلاؤنگا یہ کہکر ا
کو جام دیا دوسرا جام بھرا کہا میان آزاد تم اسوقت مغضوب نگاہ شہنشاہی ہو داداجان نے تمہ
نام لیا تھا تمہاری بھی سو برس کی عمر بڑھی آج داداجان خواہین آئے سب کو راضی کرینگا خدمتگا
ائی ہین قدرت کے نزدیک سب برابر ہین خادمون سے اشارہ کیا بھائیو سو آج خوشی کا دن ہی جس با
تھی اسمین بہار آئی بعد مدت عاشق و معشوق ملینگے وہ کون نادان ہین کہ بہار کو باغی بناتے تھے خادم
کے پینے لگے بعضون نے نگاہ بچا کے دو دو جام پی اپنے اپنے دلمین کہتے ہین دو سو برس عمر بڑھی بعض کہ
کچھ گھڑے کی چڑھی افراسیاب بیٹھے بیٹھے طرف آزاد کی متوجہ ہوا کہا او نمکحرام کچھ تجھکو ہمارا خیال
نے کہا کیا دم بدم کہتا ہی ہم گاتے ہین آخر بہار کی شادی کیسکے ساتھ کرتے ہی ہم مین کیا برائی ہی عمرو برق
ہین افراسیاب تکیہ ٹیک کر اٹھا آزاد نے کہا کیا مین تجھسے دبتا ہون یہ کہکر آزاد بھی اٹھا مصور نے
افراسیاب کا بس بے ادب کو لینا بچنے نہ پائے آزاد سے کہا دبنا نہین دونون بلبلا کے اٹھے بیہوشی تاثیر کر گئی

جولان مرے مدفن پہ تم آتے کیون ہو
اپنے دل سوختہ کی خاک اُڑاتے کیون ہو

ہ ہاے تپ دل آگ لگاتے کیون ہو
گر ہو دلسوز مرے مجھکو جلاتے کیون ہو

ں سے سوختہ اختر کا خیال آتا ہے
ر مہ جب دیتے ہو تم اشک بہاتے کیون ہو

ردن تو نہین تیغ ستمگار آخر
جان نثار و سر مشتاق جھکاتے کیون ہو

ں سے منظور وفا ہے ہو جفا بھی اُن پر
مجھسے کچھ کام نہین ہے تو ستاتے کیون ہو

ے کیا غیر کو دزدیدہ نظر سے جھانکا
رخنہ ہاے در یار آنکھ چراتے کیون ہو

ق دم سے ہے لگا جان نکل جائیگی
دیکھو سینے سے مرے پانوٗن اُٹھاتے کیون ہو

ں گیا عشق صنم طرز سخن سے مومن
اب چھپاتے ہو عبث بات بناتے کیون ہو

نگ مین عمرو نے یہ غزل گائی آزاد تو چوٹ کھائے ہوئے تھا آنکھون سے اشک حسرت جاری کیے
کہ ای اسفل جادو تمنے تو آج دل کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا خانۂ دل کو غم والم سے بھر دیا حقیقت مین تم کامل
و نے قصد کیا کہ شرارت کا ذکر کرون زمین کانپی خواجہ پیچھے ہٹے زمین سے افراسیاب نے سر نکالا آواز دی
اریان زادے کہان جاتا ہی عمرو بھاگا افراسیاب دوڑا عمرو نے چاہا جست کر دن افراسیاب نے اشارہ
مین نے پانوٗن تھام لیے پلٹ کر افراسیاب نے جو بہار کو قفس مین دیکھا دل بیتاب ہو گیا کہا کیون ای ملکۂ ام
رق کا حال لکھا تھا اور بہار کی اطلاع نہ کی آزاد نے سر جھکا لیا جب افراسیاب نے کئی مرتبہ کہا اور اسنے
جواب نہ دیا اب بہار کیجانب متوجہ ہوا کہا کیون ای شہنشاہ حسن و خوبی وای سرو خرامان باغ محبوبی
ی بغاوت کا یہ انجام ہوا کہ ہماری خراجگزار نے تمکو قفس مین قید کیا یہ سب تمھارے خراجگزار ہین مناسب یہ ہے
ری ساتھ چلو حیرت کی کیا مجال ہے کہ تمسے سرکشی کرے آخر مسلمانون کا کبتک ساتھ دوگی میری خراجگذار تھے
ملہ لڑ دوگی اٹھارہ سو ملک کا مالک ہون عمرو کو بھی گرفتار کر لیا اب کیا مین انھین زندہ چھوڑونگا خواجہ
ندھے کھڑے ہین کہ رہے ہین مین تو غلام ہون یہی چاہتا تھا کہ زیر قدم اقدس سیہو خون گرفتار ہو گیا
سے وہی خصوصیت ہے مجھے حکم ہو مین بہار کو راضی کرون کہا کرتی تھین کہ شہنشاہ مجھکو بلا کر لیجائین
ملی جاؤن آج مراد پوری ہوئی آزاد کے کلیجے پر چھریان پھر رہی ہین جمین کہتا ہے مدعای دلی حاصل
یہ بہار کو لیجائیگا جوش عشق مین بول اُٹھا ای شہنشاہ مین نے بہار کو اسواسطے چھپا رکھا تھا کہ تنہائی مین
ر حاضر ہونگا یہ سنکر افراسیاب نے کہا تجھکو کچھ خیال نہ آیا یہ اہتمام تھا کہ بہار پر دست انداز ہو جسدن خبر پاجا

کہا اے عمرو عیار تجھا معلوم ہوتا ہے نہ وہ تیری صورت بنکر پہونچا ہوگا صرصر نے کہا میری ساتھ چلو جسقدر تہ
گیا ہے اسکا دوبارہ لوادونگی ایک تخت سحر تیار کرو سحر کرتے ہوئے باغ سیب مین پہونچو شہنشاہ اپنے
تمکو پہچانینگے اسفل نے اسی وقت شاہانہ محل کا مین تخت تیار کیا دونون سوار ہوئی چاہتی ہین ق
اڑکر چلیں قضاے کار چالاک بن عمرو تلاش مین خواجہ کی نکلا تھا دیر سے دیکھا صرصر اور ایک
تخت سحر پر سوار ہوکر تخت کو اڑایا چاہتے ہین چالاک نے بتعجیل صبا رفتار بنکر آنکھین دو چار سے ملتا ہو
ہے کہ آنکھین چھپاؤن چار آنکھین نہونے پائین وہین سے پکارا اُستانی کہان جاتی ہو صرصر نے جو صبا
کو دیکھا سوچی اس سے کہون کہ تو جاکر ملکہ حیرت سے اطلاع کر ادھر سے افراسیاب پہونچے اُدھر سے
بھی آجائین سارہان زادہ گرفتار ہو تخت ٹھہرالیا چالاک نے کہا اُستانی صاحب کہان جاتی ہو
نے سب حال بیان کیا کہ عمرو نے بشکل اسفل رہائی بہار و برق کی لے گیا ہے مین جاکر شہنشاہ کو بھیجون
ملکہ حیرت سے اطلاع کرو بہت خوب کہکر چالاک پیچھے ہٹا اسفل نے تخت اڑایا باغ سیب مین افراسیا
تھا کہ اسفل اور صرصر آکر پہونچے صرصر نے سلام کیا تمام کیفیت افراسیاب سے بیان کی افراسیاب نے
انعام دیا کہا اب مجھکو معلوم ہو گیا تم تعاقب کرو مین اپنے کو جلد پہونچاتا ہون یہ کہکر افراسیاب بلند ہو
کاٹتا ہوا چلا یہان آزاد منتظر بیٹھا ہے کہ اسفل نقلی آگئے پہونچا جھک کر سلام کیا کہا حضور شہنشاہ آپ
راضی ہوئے کہ آپنے ایسے مکار کو گرفتار کر لیا فورا برق کو قتل کرینگے نامے کو پڑھکر آزاد نے قفس بہار و بر
بہار کے جلانیکو کہا اب یہ تمہارا مددگار بخدمت افراسیاب جاتا ہے عمرو جلدی کر رہا ہے کہ برق کا لیجا
ہے بہار کو بھی تو رہا کرون کہا اے شہنشاہ غلام نے لاکھون روپیہ حضور کے گھر سے پیدا کیا ہے
دیکھا یا حضور سنین تو مجھے کچھ آیا یا نہین آج میان تان درازخان سے ملاقات ہوئی تھی وہ
گز کی تانین لیتے ہین مین نے بارہ گز کی تان لی وہ تو بڑی تعریفین کرتے تھے بہار سے بھی اتنا
ہین برق تو دیکھتے ہی پہچان گیا افسوس کر رہا ہے کہ اب یہ گلے کے بجائے سب کو بیہوش کرینگے ہم
تشنیع دینگے فرمائینگے برق تمکو کچھ نہین آتا آزاد سے کہدون کہ یہ عمرو عیار ہے گرفتار ہو جائین یہ
کہتا ہے مارے کوڑون کے کھال اُدھیڑ دینگے یہ باتین چالاک ہی کو زیب دیتی ہین لیکن خواجہ جو
گنگنا کے سامنے آزاد کے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

سرمگین آنکھ سے تم نامہ لگاتے کیون ہو — خاک مین نام کو دشمن کے ملاتے کیون ہو

رق فرنگی کو گرفتار کیا قتل کرنا مناسب نہ جانا اگر حکم ہو زندہ بھیجون یا سر داخلہ کرون ایک جادوگر اُس خط کو لیکر
س سے کہا تم سیدھے طرف تاج سیدکے جاؤ ہاتھ مین افراسیاب کے یہ نامہ دینا فوراً جواب بھی لینا اسفل
مہ لیکر چلا خواجہ عمر ایک صحرا مین مارے مارے پھرتے ہین دل سے کہتے ہین نہین معلوم کھڑے یہ کیا
دری خدانخواستہ کسی بلا مین پھنسا ہوگا تو ہم یا اسمی ہم جھٹ پٹ عیاری کرتا ہی اگر علیگی تو جلیفہ کو مارا کر ٹھا
ب جادوگر آسمان پر اڑا ہوا آتا ہے خواجہ نے ایک ساحر کی صورت بنکر پکار کر آواز دی بھائی جانے دینے
اہیان آؤ دھوپ کڑی پڑ رہی ہے ایسا نہو کہ لون لگ جائے ابھی کیسی آدمی اسی آفت مین مبتلا ہو کر مر گیا
اٹھہر جاؤ ہم کچھ باتین کرینگے اسفل اتر آیا خواجہ نے کہا بھائی یہ شدت گرمی اور اسطرح نکلنا تمہارا اپنی
ان کا کچھ خیال نہین اسفل نے کہا اے برادر نوکری کر تقدیر مین کچھ نہ بہین رہتا ایک کاغذ خدمت مین شاہ کی
جاتا ہون عمرو نے کون شاہ کہا افراسیاب جادو وایکے خوشخبری لیے جاتا ہون یقین ہے اسکا مطلب کرین عمرو
کہا کس مقام سے آتے ہو کہا قلعہ عجائب نگار سے برق فرنگی عیار پکڑا گیا ہے عمرو کا دل اُکھڑ گیا ہو گیا ہے
نا کیا کرون مین تو کہتا ہی تھا کہ وہ تڑپ کے جا رہیگا خواہ نخواہ بگڑے اسی جلدی مین پکڑا گیا اسفل
اور دوسری بات یہ ہے کہ ملکہ بہار کو ہمارے آقا نے گرفتار کیا ہے اسپر عاشق ہے عمرو نے کہا تمہاری باتون سے
معلوم ہوتا ہے کہ تم بھی ملکہ بہار پر مائل ہو اسفل نے سر جھکا لیا کہا نہین بھائی ذرہ کیا آفتاب سے آنکھ ملا سکتا ہے
آخر کہ خوب میدانم یہ حال سنکر خواجہ نے اسفل کو باتون مین لگا کر گوری کھلا کر بیہوش کیا نامہ نکال
اسکی پشت پر طرف سے افراسیاب کے جواب لکھا کہ اے خیر خواہ بدولت تمنے بڑا کام کیا کہ برق کو گرفتار کیا ہے
بلاے روزگار ہے کہ اسپر کوئی ہاتھ ڈال سکتا ہے اسی اسفل کی معرفت برق کو بدولت کے پاس روانہ
اور اسفل کو زمین دوز کرکے دین ڈالدیا اوسی کی شکل بنکر طرف عجائب نگار کے روانہ ہوئے اسفل یہان
تھا کہ گھسیارے گھاس چھیلنے آئے انھون نے اسفل کو ہوشیار کیا اسفل کی جو آنکھ کھلی اپنے کو نے
ن نہ پایا کمر مین پاؤنڈی کی کمر حتی تھی الگ پڑی ان چھلے سب چیزین خواجہ لیگئے زیر جامہ تک بمشکل چھوڑا
اسفل بیقرار ہو کر رونے لگا قضا را صرصر شمشیر زن پھرتی ہوئی اسطرف آنکلی دیکھا ایک جادوگر
زار زار رو رہا ہے صرصر نے آکر پوچھا کیون اے شخص کیا ہوا اسنے سب حال رو رو کر بیان کیا کہ مین نامہ لیے ہوئے
جاتا تھا یہان ایک ٹھگ ملا اسنے بیہوش کرکے سب اسباب میرا اسباب برہنہ کیونکر جاؤن صرصر نے جو حال
بہار سنا سوچی کہ افراسیاب نہال کردیگا بہار پر جان دیتا ہے آج تک دل سے اسکی بہار کی محبت گئی نہین صرصر

کہا اے برق کیا فکر ہو سوچے برق نے کہا آپکے واسطے لشکر مین سب بیقرار ہین استاد بھی آئی ہین مین یہ
استاد فکر مین ہونگے جبتک وہ آئین مین آپ کو لیے چلتا ہون چونکہ بہار کی زبان مین سوزن ہے ا
مین کلام کر رہی ہین یہان آزاد نے کہا مین یہ چھپ کر سنون کہ شیرین ادا کیا باتین ہو رہی ہین
اٹھا ایک شیشے مین بھیکر سننے لگا یہان برق نے کہا اے ملکۂ عالم ایک جام اپنے ہاتھ سے پانا پڑیگا اتنا فق
کہ تمہاری بدجہتے مین نے انکار کیا بہار نے کہا یہ تو میری زبان سے نہ نکلیگا دقلع نگار حالات طل
لکھ رہے ہین مصنف صاحب میان قمر اٹھائے ہر وقت اسی فکر مین رہتے ہین کہ کوئی مضمون عالی
مین درج کرون اگر خدا نخواستہ بادشاہ ذیجاہ کے ملاحظے سے گذرا تو یہی فرمائینگے بہار نے اپنی زبا
ایسی بدنامی کی بات ہے برائے خدا ابھی مجھکو بدنامی سے بچا لو ادھر میری زبان سے سوزن نکلا ادھر مین
تنکے جیسا دیکے یہ سب باتین آزاد سن رہا ہے یہ بھی سن لیا کہ یہ برق فرنگی عیار ہے برائے رہائی ملکہ بہا
اسی طرح آکے مسند پر بیٹھ رہا خفا نگار دنیسے کہا ہے یار وان عیارون نے کیا کیا ہے مین کسی مقام پر خو
گرتے کہ برق بہار کو سمجھا کے خوشی خوشی چلے آئے ہین کہ اب سکو قتل کرونگا مال بھی لوٹونگا استاد کو ا
یہان کا پتہ بھی نہین ملا اب جو برق نے آزاد کے تیور دیکھے ہوش اڑ گئے جی مین کہتا ہی خدا خیر کرے آ
پوچھا کہو شیرین ادا کیا گذری برق نے ڈرتے ڈرتے کہا حضور جو مین کہتی تھی وہی ہوا آزاد نے
منہ آزاد عجائب نگار نے کو قتل کرکے تم زندہ بچکر چلے گئے برق اپنی مقام سے اٹھا کہا حضور اسوقت
مرا لہر بہم ہی مین پھر حاضر ہونگی چاہتا ہے جیوتر سے سے اترے کہ آزاد نے ایک دو تھپڑ مارا گیر کی آواز
کے پانون زمین سے اٹھ گئے یہ چند برق ہان ہان کرتا ہی آزاد نے ایک شعلہ جھپکا یا منھ پر گرا رنگ ور
بگاڑ گیا صورت اصلی نکل آئی ذکر کیا حکم دیا قفس آہنی منگوا کر برق کو بند کیا بہار مشتاق بیٹھی تھین کہ ا
کو ملی ہے یا قفس منگوا کے نگار ہاتی آئینگے کہ دیکھا خفا نگار قفس برق لیے ہوے آتے ہین ملکہ بہار
اڑ گئے پوچھا اے برق خیر تو ہے یہ کیا ہوا اے برق نے کہا اے ملکۂ عالم ہم بھی قید ہوے معلوم ہوتا ہے ہم جو آ
کرنے آئے تھے اسے سن لیا یہان سے جب مین گیا تو یہ ہزبدلے آخر انہون نے گرفتار کیا بے استاد کے کچھ نہو گا
نے یہان وزرا سے صلاح کی ان عیارون سے شہنشاہ عاجز ہو رہی ہین مین نامہ لکھ بھیجون کہ
کو گرفتار کیا شہنشاہ خوش ہو جائینگے مقدمۂ بہار کا چھپانا دل جب یہ سن پائینگے تو آکر بہار کو لیجا
کہا بہت بہتر اسی وقت آزاد نے ایک عرضی بخدمت افراسیاب لکھی مضمون یہ تھا کہ اے شہنشاہ ما

زی کی کھو گئی شیرین ادا کو اٹھا لیجا کر برق نے بیہوش کیا شیرین ادا کی صورت بنکر سازندون سے کہا سنا
درست کرو دیکھین تو شہنشاہ کیا کرتے ہین ہر چند کہ اپنے غم و الم مین ہین دیکھین ہمارا ابھی کچھ خیال ہے کہ نہین
ے کو آراستہ کرکے برق سامنے آزاد عجائب نگار کے آیا جھک کر سلام کیا آزاد نے آنکھ کی منہ چڑھا دیا
زاد ہنس کے کہا بی شیرین ادا آؤ کیسا مزاج تھا برق نے کہا حضور ہمارا کیا مزاج کیا پوچھنا حضور اپنی
فیت بیان کرین معشوق راضی ہوئی کہ نہین آزاد عجائب نگار نے کہا ای شیرین ادا کیا کہون دل قابو مین نہین نظم

انے زمانے منع پیشہ لے دل کرون — مین غیر تو نہین کہ تماشا لے دل کرون
ہو جان بھی جا کے کچھ تو مداوے دل کرون — کب تک مین دل پہ ہاتھ دھرے ہای دل کرون
سو طرح کے زیان ہین ہوتے ہین اسکے گر — دشمن بھی مفت لے تو مین سودائے دل کرون
چھٹتا ہے جیتے جی کوئی زنجیر زلف سے — دیوانہ ہون کہ چارۂ سودائے دل کرون
بیرحم ہر زہ گردیون سے پانون گھس گئے — کیا ذکر جنبش حوصلہ فرسائے دل کرون
کہتا ہون درد دل تو وہ کہتے ہین مجھا کیا — مین کیا طبیب ہون کہ مداوائے دل کرون
اس بت کو ترک دین سے نہین ہو من اعتنا — کیونکر نہ مین شکایت اعدائے دل کرون

ن نے کہا اے شہنشاہ آپ کو دیوان کے دیوان یاد ہین ایک گھنٹہ بھر کے لیے مجھکو انکو تنہا کر دیجیے مین
، دل کا حال دریافت کرون اگر نہ راضی کر دون تو شیرین ادا نہ کہیے گا مین نے جو انکے تیور دیکھے
سے صاف ثابت ہے کہ وہ خود آپ کو چاہتی ہین کسی آپ کی بدعت سے انکو نفرت ہوئی ہے آزاد نے کہا
ا شیرین ادا جاؤ اگر تم انکو راضی کرکے میرے پہلو مین بٹھا دو تو شیرین ادا جو مانگو گی وہ دونگا
رین ادا نے کہا واری مین ابھی جاتی ہون آپنے تو کئی دن سے شراب بھی نہین پی آپکو
ہاتھ سے شراب پلواؤنگی آزاد نے کہا جاؤ بارہ دری مین پنجرہ رکھا ہے برق فرنگی تڑپ کر چلا آزاد
ہا ای شیرین ادا یہ بھی کہنا کہ شہنشاہ فرماتے ہین ملک و مال کا تمکو اختیار ہے جسطرح چاہو انتظام کرو
راسخ الاعتقاد ہون شمشاد قد کا عاشق موسوم بہ آزاد ہون جو وعدہ کر گیا آدمی کی آنکھون سے بچا لاؤ
ی جھپٹکر بارہ دری مین دیکھا بہار قفس مین بند ہے رنگ رو متغیر ہے نگون زبان مین سوزن شل
ا یو گرفتار قفس مین پھڑک رہی ہین برق نے آکر سلام کیا کہا ملکہ عالم مجھے پہچانا بہار نے کچھ جواب نہ د
ے ہاتھ باندھکر کہا آپ کی قسم تابعدار ہون مین ہون مہتر برق نام برق سنتے ہی ملکہ بہار شگفتہ ہو گئین

اُسی جنگل مین پھر آگیا شام کو پشت باغ پر آیا کمند مار کر دیوار پر چڑھا باغ مین آکر ایک چمن مین چھپ ر
ملازمون نے روشنی کی چبوترے پر فرش بچھا اسباب عیش و نشاط رکھا پہر رات گذری تھی کہ آسمان پر
تخت پر ایک جادوگر اپنے کو آراستہ کیے ہوے چند خادم ساتھ تخت آکر اُترا مسند پر بیٹھا مگر ملول
خادمون نے عرض کی گائنون کو بلائین اُس تاجدار نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا یار دکیا ہو
دل قابو مین نہین بقول استاد نظم

ہستی سے میرا نام و نشان تک مٹا دیا	خوش ہو گئے جو خاک مین مجھکو ملا دیا
کیا جانے تمنے کونسا فقرہ سنا دیا	سوتے ہوئے کو خواب لحد سے جگا دیا
خط کا فروغ گالون سے گالون سے خط کا حسن	ہالے کو چاند چاند کو ہالہ بنا دیا
کہتا ہے سنکے میرا پیام طلب وہ شوخ	کیون آئین کچھ کسی کا ہے ہمنے لیا دیا
پہلو مین دی جگہ نہ کبھی دل کی شکل ہے	جس پاس آ گئے بیٹھ گیا مین اٹھا دیا
فرقت مین تھا قیامت کبرا کا سامنا	نالون نے خفتگان لحد کو جگا دیا
اللہ ری حرارت سوز فراق یار	ہر استخوان کو آگ کا شعلہ بنا دیا

خدمتگارون نے عرض کی حضور نے بیٹھے بیٹھے اپنے کو جفاے دام عشق مین پھنسایا عیش و آرام تلخ
ادا گائن عرض کرتی تھی کہ سرکار کو بے ہمارے چین نہ پڑتا تھا اب کئی دن سے کیون نہین یاد فرمایا سرکا
جو اپنے کو نہ مانے اُسپر کیون جان دین دین آزاد نے کہا یار و مین کیا کرون دل پر اختیار نہین شیرین
کا نام جو برق نے سنا دیکھا تھا چمن مین ایک نازنین بنی ٹھنی بیٹھی ہے سامنے بھی گردن عقل سے سمجھا کہ شیرین
یہی ہے ایک کنیز کی شکل بنکر دیوار باغ سے لپٹا ہوا قریب چمن کے پہونچا شیرین ادا نے کہا تم سے کہ
آتی ہو کیون شگوفہ مزاج کیسا ہے برق نے کہا آپ کی عنایت ہے یہ کہکر برق بیٹھ گیا کہا کیون شیرین
دینے تمکو کیون نہین بلایا شیرین ادا تو قوم کی ڈومنی ہے مٹکنے لگی کہا بوا ایک جیتی کو لائے ہین وہ انکے نا
بھی نہین مارتی برق نے کہا وہ کون ہے کہا بڑے خاندان کی ہے بی حیرت کی بہن شہنشاہ حیات
اب یہ مرتبہ ملا غنچۂ آرزو کھلا بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد اُسپر عاشق ہوے اسوجہ سے انکو اور
ہوا ہے بوا شگوفہ یا تو مجھپر ڈورے ڈالتے تھے مین نے منھ نہین لگایا جس دن سے اُس چربی کی تیلی
ہین مجھپر نگاہ نہین ڈالتے مین نے بھی بوا نگاہ اُٹھا کر نہین دیکھا برق نے کہا بوا وہ اکثر آرے چلو تم ہ

ن سے مقابلہ کر سکتا عرضی لکھکر ایک ساحر کو دی کہا یہ کاغذ جاکر ہاتھ مین خواجہ کے دینا باغبان و مرجان
عام پر اُتر پڑے کنیزان بہار روتی پھرتی ہین باغبان کبھی گھبرا کے صحرا مین جاتا ہے چہار جانب تپہ
ی کہین تپہ نہین ملتا تلاش بہار مین غنچہ آرزو نہین کھلتا یہان ملکہ مہرخ بارگاہ مین بیٹھی ہین جملہ
بارگاہ مین جمع ہین خواجہ عمرو و برق و چالاک ملکہ گلگونہ کی تعریفین کر رہے ہین گلگونہ فرماتی ہین
شرکت کا لطف تلاش لوح مین کام آئیگا کہ ایک چوبدار نے بڑھکر عرض کی در دولت پر ایک ساحر عرضی
ن کی لیکر آیا ہے عمرو نے پریشان ہوکر کہا خدا خیر کرے جلد بلاؤ لڑائی مین کچھ فتور آیا وہ ساحر اندر آیا دعا و ثنا
ی بجا لایا عرضی خواجہ کو دی خواجہ نے عرضی بہ آواز بلند پڑھی سب نے سنا کہ بہار غائب ہوگئین گل سے
ھلائے خواجہ عمرو یہ کہکر اُٹھے کہ برق چلو شاید کوئی شخص ملکہ بہار کو اُٹھا لیگیا خواجہ عمرو و برق چلے
ھرآتے لشکر مین باغبان کے آئے خواجہ نے کہا اے برق تم جاکر لشکر مین ہربر کے تپہ لگاؤ برق
لشکر مین ہربر کے آیا جابجا پوچھتا پھرتا ہے یہی سب لوگ کہتے ہین کہ ہم نہین جانتے برق پہر رات تک
شکر مین پھرا کچھ بہار کا تپہ نہ پایا کنارے لشکر ہربر کے ایک نخل تھا اُسکے سائے مین آکے بیٹھا اس
ین کہ اے برق اب کہان جاؤن دو پہر رات سے شب تجاوز کر چکی تھی کہ پہلوے کوہ سے ایک مختصر
ابر اُٹھا وہ ابر بلند ہوا لشکر پر ہربر کے محیط ہوگیا رعد گرجا برق چمکی موسلا دھار پانی برسنے لگا
اُسی نخل کی آڑ مین پڑا رہا دو پہر پانی برسا صبح کو برق نے دیکھا کہ لشکر ہربر جسمین تین ہزار کا
ی غائب ہوگیا سرگین اسپان جابجا پڑا ہے خیمون کے اُکھڑنے کا نشان پایا جاتا ہے تمام جنگل مین تلاش
ہین پتہ نہ ملا آخر خدمت مین خواجہ کی آیا تمام کیفیت بیان کی خواجہ بھی حیران ہوگئے باغبان
طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ساحر زبردست اس حوالی مین رہتا ہے اُسکا یہ شعبدہ ہے خواجہ نے
ی خود جاتا ہون یہ کہکر خواجہ عمرو و برق روانہ ہوے اُسی صحرا مین آکے پہونچے خواجہ نے کہا ایکطرف
جاتا ہون برق ایک جانب روانہ ہوا تین چار کوس راستہ طے کیا تھا کہ دور سے ایک باغ معلوم ہوا
ئلے دروازے پر کچھ چوبدار حاجب دربان بیٹھے ہین برق ایک مسافر کی شکل بنکر قریب اُنکے آیا بیٹھکر حقہ
گنا جاتا ہے آگے منزل سخت ہے بڑے بڑے پہاڑ ملے راستہ پہاڑ ہوگیا کیون صاحبو یہ باغ کن صاحب کا
ہون نے کہا ملک زاد عجائب نگار ہمارے شاہ کا نام ہے یہ باغ سیرگاہ ہے یہان سے بارہ کوس پر قلعہ
کو بھی عجائب نگار کہتے ہین یہان واسطے سیر کے تشریف لاتے ہین برق یہ حال دریافت کرکے

کہا اے برادر بحیان برابر ملکہ عالم نے آداب عرض کیا ہے یہی کہا ہے کہ بروقت قدمبوسی سب کیفیت بدعت ا
بیان کرینگے اتنی بات کافی ہے کہ افراسیاب نے عاشق ہو کر ہمکو قید کیا تھا بعنایت پروردگار خو
نے ہمکو رہا کیا چونکہ افراسیاب سے مقابلہ درپیش ہے اسوجہ سے مین حاضر نہو سکی مرجان رونے لگا ک
باغبان ہمارے فرزند سے کہدینا کہ تمبھی ہماری آس مراد ہو ہمین بھی اعتقاد مذہب مسلمانان ہوا ہم
فوج و لشکر لیکر آتے ہین افراسیاب کی بدعت سے خدا بچائے باغبان تو مرجان سے باتین کر رہا ہے ہ
بھاگا بھاگا پھرتا ہے ملکہ بہار رنگ سحر جما رہی ہین ایک چمن نایاب بنایا چاہتی ہین گھیر کر منزہ پر کو اُس چم
پہونچاؤن اس بحیا کو دیوانہ بناؤن کہ یکایک ایک شعلہ بھڑک کر گرا چمن مین آگ لگ گئی ملکہ بہار نے کہا
منزہ پر نے سحر کیا قصد ہوا دوسرا گلدستہ مارون کہ اور چمنون مین بھی آگ لگ گئی آتش گل نے آگ لگا د
غنچہ ہاے گل کے منہ سے دھوئین نکلے عندلیبان زمزمہ سرا نے آہ کی آہ نے تاثیر دکھائی ہر نخل جل
خاک ہوا چمنہاے طولانی کا قصہ پاک ہوا ہر سمت شعلۂ آتش بلند ہوے ملکہ بہار بنگاہ حیرت دیکھ
ہین حیران ہین کہ ہمارا سحر اُلٹا کیون ہو گیا تھوڑے ہی عرصے مین سب چمن جلکر خاک ہو گئے منزہ پر اپنی
لیکر طرف دامن صحرا کے بھاگا بہار کو اور زیادہ پریشانی ہوئی مگر کچھ زبان سے کہہ نہین سکتین ایک گو
اگر ٹھہرین تین کنیزین پشت پر مگس پرانی کر رہی تھین ملکہ مثل آئینہ حیران بصورت زلف پریشان کہ
بھی حیران حیران دیکھ رہی ہین کہ یہ کیا معرکہ ہے یکایک ایک ہوا چلی تینون کنیزین لڑکھڑا کر گر
بیہوش ہو گئین بعد تھوڑی دیر کے ہوشیار ہوئین ملکہ بہار کو اُس مقام پر نہ پایا کنیزین رونے لگین
ہوئین قریب باغبان کے آئین کہا اے وزیر اعظم دستور معظم اول تو چند شعلے آگ کے گرے چمن جل گئے
ہوا کا جھونکا چلا ہم بیہوش ہوے پھر جو آنکھ کھلی ملکہ بہار کو نہ پایا باغبان گھبرایا ہوا اُس مقام پر آیا
دستک دی کچھ نشان پا نہ ملا اب تو باغبان ناچار اُسی مقام پر اتر پڑا مرجان کو بلایا کہا اے برادر مقام تعجب
ملکہ کا پتہ نہین ملتا مرجان نے کہا اے باغبان میری عقل کین کوئی یہان دشمن نہین باغبان نے کہا
پہلے سے کیونکر جاؤن جاکر ملکہ مہرخ سے کیا کہون معلوم نہین کسکی ہو یا پری مرجان کو بھی بڑا تردد ہے مرجان نے
حریف پر گمان کرین ایک کو آپنے مارا ایک شکست فاش کھا کر بھاگا ملکہ نے سحر کامل کیے اُسکو کیا لیاقت
لیجاتا مقابلے مین ٹھہر سکا بڑی مشکل کی بات ہے مین ایک عرضی خواجہ کو لکھتا ہون وہ ارسطوفطرت
اگر پتہ لگا سکینگے اگر شاید افراسیاب کا گذر ہوتا اُسکو کسکا خوف تھا ظاہر ہے کہ سحر کرتا میری کیا حقیقت

کر نگاہ ناز کو مشقِ ستم منظور ہے
دیکھ لیوے عکس رخ تو کیا بنے پھر دیکھ تو
جب دل اغیار خون ہو کر مزہ تک آگیا
اضطراب شوق شاید غیر اسکے پاس ہو
ہے شب فرقت مین مرگ افسانہ خوان بیمار کا
ب کو ہوتا ہے جہان مین پاس اپنے نام کا

دشمن ابھی ترس تربت قلم کیونکر کرین
گریہ اسکے سامنے اے چشم نم کیونکر کرین
پھر لحاظ غمزدہ شمشیر دم کیونکر کرین
جانب چلین انتظارہ دوست بے قدم کیونکر کرین
نام آرام آگیا خواب عدم کیونکر کرین
ہم بھی تو مومن ہین دل نذر صنم کیونکر کرین

جبان نے آواز دی ملکۂ عالم سبحان اللہ کیا رنگین سحر ہوے ہین گلچین گلشن جمال کے ابھی جان کو رد
ہین باغبان لڑتا بھڑتا قریب سر جوش کے پہونچا اُسنے سحر کیا باغبان نے گینہ بار اقتنے پھول گیند سے
گتے ساحرون کے سر کٹے فوج کو پامال کرتا ہوا قریب سر جوش کے پہونچ گیا اُسنے چاہا سحر سے اپنے کو
اون باغبان نے مہلت نہ دی بڑے زور و شور سے جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا سر جوش کے دو ٹکڑے ہوے
نی کی جو اسکے آواز بلند ہوئی اسکے فوج والے فریاد کرتے ہوے بھاگے ہزبر نے جب یہ معاملہ دیکھا ک
بان و بہار نے قیامتین برپا کر دین بہار کے سحر کا رنگ جما ہوا ہے لب ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام
اچھلے طولانی جو سحر سے ملکہ بہار کے تیار ہین جس ساحر کا اُس چمنستان مین گذر ہوتا ہے سر پر ہاتھ
ر روتا ہی تلے بہار رہا ہے بہار کرتا ہوا گریبان چاک کرتا ہے اس رنگ سے نجات نہین ہوتی بہار نے
دیکھا کہ باغبان نے سر جوش کو مارا ساتھ والے اُسکے بھاگے پکار کر آواز دی اے باغبان کس طرف سے
وش کو مارا خود سر کا لشکر بھی بھاگا شاید اس سر سے آگاہ نہ تھا فی مغرور سری یہ ہم ہوا آخر واصل جہنم
اب کیا قصہ ہی ہزبر اژدر سوار ہمارا حصہ ہے باغبان نے کہا بسم اللہ ہمین کیا عذر ہے ایک طرف سے باغبان
بڑھ کیا ملکہ بہار نے دو چار گلدستے مارے وہ باغ بیخزان اور زیادہ سرسبز و شاداب ہوا پھول کچھ یون
ہر کشتی دکھائی سو جبہ شمیم خنجر نکلی ہزبر نے دیکھا میرے ملازم آسیمین اڑنے لگے بھاگی اُنے بھاگی گویا
بیٹے کو للکارا جب باپ بیٹے کو قتل کر چکا اب شرمندہ ہوا اے فرزند کہکر تلوار اپنے گلے پہ پھیر لی ہزبر
یہ معرکہ دیکھا گھبرا گیا حیران تھا کہ اب کیا کرون باغ کی بہار بڑھتی جاتی ہے جدھر جاتا ہے ادھر
ن کا ہنسنا عندلیبون کا آوازے کسنا ہزار چاہتا ہے اپنے کو بچاؤن کو چہ سحر رنگین بہار سے نکلنا دشوار
بان نے جب دیکھا کہ ملکہ بہار کے دام سحر مین ہزبر پھنسیگا سحر سے ہاتھ کھینچا لڑتا بھڑتا قریب مرجان کے آیا

جوہر تیغ آبدار ہوں میں
بن بی ہر جو بوے گل تن میں
قتل طاؤ سی اعذار ہوں میں
گل داغ جگر ہے نقش حجر

شمع تو ہے تو میں ہوں پروانہ
کسی گل کے گلے کا ہار ہوں میں
آگ کی طرح دل دہکتا ہے
خلق میں بخزان بہار ہوں میں

تو اگر گل ہے تو ہزار ہوں
اسقدر میں نے تن پہ گل
اے پری غیرت شرار ہوں
جسنے اس گل سے آشنا

تو سب کی نظر میں خار ہوں میں پھر دیکھا صحرا سے گرد اڑی ہزار ہا نازنینان مہ جبین پیدا ہوئیں آگے طاؤس پر ملکہ بہار گلعذار سوار دریا میں پھولوں کے غوطہ مارے ہوئے ملکہ بہار نے ستارہ والیہ اشارہ کیا کنیزوں نے پکار کر آواز دی اے مرجان ہمکو ملکہ گلگونہ نے تمہاری مدد کو بھیجا ہے یہ کہکر ملکہ طاؤس اڑایا افسروں نے دامن پکڑ لیا کہا حضور ایک ذلیل ہے کے مقابلے میں آپ نہ جائیں غلامان جانے سزا دینگے بہار نے سب کو روکا کہا آپلوگ تکلیف نہ کریں ملکہ گلگونہ کا ہمپر احسان ہے ملکہ بہار چاہتی چلیں کہ صحرا سے ہزارہا جادوگر باز و لط قرت پر سوار پیدا ہوئے ایک ساحر بعد افسری نعرہ کیا منم سرجوش آتشبار اے ملکہ بہار تم یہاں پہونچ گئیں ہم تمہاری تلاش میں حکم ہے کہ تمکو خدمت شہنشاہ میں لیجائیں ملکہ بہار نے مسکرا کر کہا تو اسیا لیجاؤ سنتے ہی سرجوش لشکر بہار پر جا پڑا کنیزان زرین پوش نے بڑھکر سحر کیا سرجوش چاہتا ہے ملکہ بہار کے پہونچاؤں جب ملکہ بہار سحر کر دیتی ہیں سرجوش ہٹجاتا ہے فوج کو ہمت ہار ہی ہزار نے بھی اشارہ کیا کہ سب ملکر ملکہ بہار کو پکڑ لو ملکہ بہار نے جب گلدستہ پھول برسے گل ہوے تناخون ہاتھ بڑھائے تھے آئینہ بن گئے سرجان الماس پوش نے اشارہ کیا صحرا سے اور ایک گرد اڑی دیکھا باغبان قدرت اصد صولت و شوکت آکر پہونچا دیکھا اڑ رہی ہیں تین لشکر آپس میں ملے ہوے ہیں ہر طرف سحر ہوتے ہیں جب بہار نے گلدستہ لگے کوئی چھو پکار کر آواز دی ہم گلچین گلزار حسن و جمال ہیں قدمبوسی کے بڑے خیال ہیں گریبان چاک کیا بیقرار ہوکے پکارنے لگا نظم

بزم میں اسکی بیان درد و غم کیونکر کریں
مجھپہ بعد امتحان بھی جور کم کیونکر کریں
لکھتے لکھتے ہی سیاہی حرف سے اڑجاتی ہے

وہ خفا جس بات سے ہو اسکو ہم کیونکر کریں
وہ ستاتے ہیں غیر کو ایسا ستم کیونکر کریں
ہاے احوال دل مضطر رقم کیونکر کریں

ن میری بیٹی کو اٹھا لیگیا بادشاہ کو ہر وقت یہی الم ہے ایک دن شاہ سرنگون بیٹھا ہے زوجہ بھی قصر سے نکل آئی
ن وشوہر روتے ہین بیٹی کا نام ورد زبان کہ ہرکارون نے آکر عرض کی غلام آج وہ خبر لائے ہین کہ موتیون
ے منھ بھر دیے جائین یہ جو خبر حضور نے سنی تھی کہ عمرو عیار نے آکر افراسیاب سے لڑائی ڈالی کئی سو سردار
سیاب کے شریک مسلمانان ہوے عمرو کو قید کرکے افراسیاب نے کوہ ویران پر بھیجا تھا عمرو نے وہان بھی
ریان کین حضور کی صاحبزادی نے بھی رہائی پائی کوئی سردار مرد و دجادو اسکو ملکہ نے مارا عمرو و
دسان مندہ ہوئین ناسور زخمخوار نے لشکر اسلام کو تباہ کیا تھا ملکہ نے عین وقت پر آکر ناسور کو مار کر
یرت کو شکست دی اب ہمراہ مسلمانان صاحبزادی حضور کی فروکش ہین افراسیاب نے جو یہ خبر سنی
راژدر سوار کو بہ لے گرفتاری حضور روانہ کیا ہے یہ سنکر زن وشوہر خواجہ عمرو کو دعائین دینے لگے اور
م بھی دل وجان سے انکے شریک ہوے ہزبر آیا ہے تو آنے دو لڑ بھڑ کر چلینگے یہ کہکر حکم دیا جسقدر لشکر موجود ہے
ہو زن وشوہر تخت پر سوار ہوے ساٹھ ہزار کا لشکر لیکر بیرون قلعہ آکے لشکر اترنے لگا بارگاہین استاد
ہی ہین کہ صبح ایسے گرد اڑی تمام جنگل مین اندھیرا ہو گیا زن وشوہر بارگاہ مین آکے بیٹھے پردہ بارگاہ کا
دیا ہزار ہا اژدہے قلابہ آتشین منھ سے چھوڑتے ہوے سامنے آکے پہونچے ایک اژدہے نے چیخ ماری
ندر آگ منھ سے چھوڑی کہ ایک گنبد آتشین بنکر تیار ہوا تھوڑے عرصے کے بعد وہ گنبد پھٹا دیکھا ایک
دار تاج پہنے ہوے کھڑا ہے لیکن کریہ منظر خوک پیکر ہزبر اژدر سوار نے کہلا بھیجا کہ شہنشاہ نے تم دونون کو
ب فرمایا ہے خوشی سے چلو گے تو بہتر ہے ورنہ گرفتار کرکے لیجائینگے مرجان الماس پوش نے جواب دیا کہ جاکر
اجب تجھسے ہوسکے قصور نہ کر ہم افراسیاب کے خراجگذار نہین ہین شام کو ہزبر نے طبل جنگی بجوایا جابجا
بیان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا ہزبر اژدر سوار فوج لیکر میدان کارزار
آیا ادھر سے لشکر مرجان کا آیا نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر بیٹھے ہزبر نے پہلو کی طرف نگاہ
ران سیہ رو ہزبر کا عزیز دار گھوڑے کو چمکا کر سامنے آیا کہا حضور ابھی مشکین باندھکر لاتا ہون یہ کہکر
ن میدان مین آیا سلحشوری کرکے آواز دی میدان مین کسی کو بھیج مرجان نے ارادہ کیا ہے کہ تن
میدان مین جاؤن کہ ہمارے سر دلی غنچے چٹک کر گل ہوے نخل سرسبز وشاداب عندلیبان خوش
یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگین اشعار

ت روی گلعذار ہو مین	چمن حسن پر نثار ہو مین	کشتۂ ابروے نگار ہو مین

لدا ہوا ان جادوگرون نے وہ بارگاہ اُتاری بارگاہ استاد کی اب تو اژدہے آنے لگے ہر ایک اژدہے کے
چھ چھ آٹھ آٹھ جادوگر نکلے لشکر آراستہ ہونے لگا بعد تھوڑی دیر کے نوبت نقارے کی آواز بھی آئی بر
دیکھ رہا ہے ایک اژدہا کلان زمین پر آیا اسکے شکم سے ایک جادوگر نکلا تاج پہنے ہوے لباس فاخرہ زیب
اژدہا بھی سب مین جاکر ملگیا اژدہے ریتی مین لوٹ رہے ہین برق حیران کہ کیسا لشکر ہے ایک فقیر کی
بنکر لشکر مین آیا دریافت کرنے لگا حال مفصل معلوم ہوا لیکن حفاظت معقول دیکھی حوصلہ نہ پڑا ا
خیال مین آیا کہ چلکر ملکہ سے اطلاع کرین برق بھاگا دربار مین ملکہ مہرخ کے آکر سب حال بیان کیا کہ ا
جادوگر ہزبر اژدر سوار نامے برلے بربادی قلعہ کوہ مرجان جاتا ہے ملکہ گلگونہ نے گھبرا کر کہا مین جاکر اپنے ا
کو بچاؤن چونکہ گلگونہ کا سب پر احسان ہے ملکہ بہار اپنے مقام سے اُٹھین کہا آپ تکلیف نہ کرین مین
ہون اگر جا آیا پروردگار نے تو سر لیکر حاضر ہوتی ہون ہر چند گلگونہ نے روکا بہار نے نہ مانا ساٹھ ہزار
کو لیکر چلین لشکر سے دو کوس نکلی ہین اُدھر سے صرصر آتی تھی لشکر بہار دیکھکر بشکل ضعیفہ لشکر مین آ
لوگون کی زبانی دریافت ہوا کہ واسطے روکنے ہزبر کے جاتی ہین صرصر یہ حال سنکر بھاگی خدمت مین
کی آئی تمام کیفیت بیان کی حیرت نے فوراً نامہ افراسیاب کو لکھا افراسیاب باغ سیب مین بیٹھا ہے کہ ا
کنیز نے آکر نامہ دیا نامہ پڑھکر بہت جھلایا آواز دی کوئی حاضر ہے یہ کہنا تھا کہ سرجوش جادو نامی ایک
آکر حاضر ہوا عرض کی کیا حکم ہوتا ہے افراسیاب نے کہا ملکہ بہار جادو برلے مقابلہ ہزبر اژدر سوار جا
راہ مین روک لو سرجوش کو جادو چالیس ہزار فوج لیکر چلا افراسیاب نے نامے کی پشت پر حیرت کو
لکھا اے ملکہ عالم سرجوش کو واسطے روکنے بہار کے بھیجا ہے کیا مجال بہار کی کہ وہان تک جا سکے راہ مین سر ح
لیگا چالاک بن عمرو بشکل کنیز پشت پر ملکہ حیرت کی کھڑا مگس رانی کر رہا تھا کہ طائر نے آکر نامہ حیرت کو
نامہ پڑھنے لگین چالاک نے بھی جھک کر پڑھ لیا حیرت نے نامہ پڑھکر چاک کر ڈالا چالاک یہ خبر لیکر بھاگا آکر ملکہ
سے سب حال کہا گلگونہ نے کہا مجھکو جانے دیجیے باغبان قدرت اپنے مقام سے اُٹھا کہا ملکہ آپ تکلیف
مین جاکر سرجوش کا سر لاتا ہون باغبان بارہ ہزار جوانان صف شکن کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا لیکن مرجاد
بوش نہایت ساحر زبردست زوجہ اسکی الماس پا قوت جسیم دختر کے غائب ہونے سے ہمیشہ رویا کرتی تھی جو بادشا
قریب رہتے تھے اُنھون نے آکر قریات دبالیے جب مرجان کے سے وزرا امرا نے کہا آپکے قریات فلان شاہ
دبا لیے جواب دیا ہمین ملک و مال کی کیا ضرورت ہے وارث سلطنت کا غائب ہوا آجتک حال نہ کھلا کہ

نے کئی دن کے بعد ایک صحرا مین جا کر اُسکو گرفتار کیا کوہ ویران پر لیگیا مردود کے سپرد کیا کئی سال کا
نہ ہوا ماں باپ بھی حیران تھے کہ بیٹی کیا ہو گئی ہمیشہ روتے تھے اُنکو بھی پتہ نہ ملا اب مین باپ کو اُس کے
گرفتار کر کے بلوا تا ہون اور بلکہ حیرت تم تو جاؤ مقابلہ مسلمانان مین اُترو جیسا موقع ہوگا خبر کرینگے ملکہ حیرت
اسی وقت لشکر لیکر روانہ ہوئین افراسیاب نے ایک دستک دی آسمان پر ہزار ہا اژدر پیدا ہوئے ایک اژدر
زمین پر گرا غلطک مار کر بصورت انسان ہوا ایک ساحر قوی تن قوی من جتنے اژدر تھے ہر ایک کے شکم سے
چار چھ چھ جادوگر نکلے پشت پر سپر برات درہ وا یکصف باندھکر کھڑے ہوئے افراسیاب نے کہا اے ہزبر
تم اسواسطے تکلیف دی کہ جا کر مرجان الماس پوش الماس یا قوت چشم ماں باپ کو گلگونہ کے گرفتار کر کے
لے کر پامال کر دو مکانون مین آگ لگادو کوئی ذیحیات باقی نہ رہے اگر فساد کرے سر کاٹ لاؤ کسی طرح
لوگون پر رحم نہ کرنا انکی بیٹی نے صدمہ عظیم دیئے ہزبر نے عرض کی اگر حکم ہو تو گلگونہ کو بھی لیتا آؤن افراسیاب
نے کہا اُسکی اور تدبیر ہوگی ہزبر اُسی وقت ساٹھ ہزار ساحرون کو ساتھ لیکر شکمہائے اژدران مین مخفی ہوا اژدہے
ہوا ہوئے آتشین منھ سے پھونکتے ہوئے طرف قلعہ مرجان کے چلے حیرت مقابلہ مسلمانان مین فروکش ہوئی کہ حیرت
نے صرصر سے کہا جا کر بارگاہ مسلمانان کی خبر لاؤ گلگونہ کے تو بڑے مرتبے ہونگے دیکھو کیا مقام ملا ہی مہرخ نے
وزیر دمین شریک کیا ہوگا صرصر بصورت مبدل بارگاہ مہرخ مین آئی دیکھا ملکہ گلگونہ کو کرسی قریب
مہرخ ملی ہے صرصر نے نگاہ حسرت دیکھ رہی ہے خواجہ عمرو کرسی پر بیٹھے ہین برق پشت پر خواجہ کی کھڑا ہی ادا کر رہا
نظر نگاہ پڑی کہ ایک کنیز جھک جھک کر ملکہ گلگونہ کو دیکھ رہی ہے عمرو نے پہچانا کہ صرصر ہے فکر گرفتاری گلگونہ مین
ہی برق نے کہا استاد گرفتار کرلیون عمرو نے اشارہ کیا صرصر بھی سمجھی ادھر سے برق چلا صرصر پیچھے ہٹی بارگاہ
نکل گئی برق نے پیچھا کیا صرصر بھاگی برق نے آواز دی استانی کہان جاتی ہو مین تمھاری خدمتگزاری کو
آیا ہون صرصر نے کچھ جواب نہ دیا بھاگی چلی جاتی ہے برق نے پیچھا نہ چھوڑا پانچ چار کوس تک تعاقب مین صرصر کی
صرصر نے دیکھا کمبخت پیچھا نہین چھوڑتا ادھر سے صبا رفتار آتی تھی صرصر نے صبا رفتار کو پکار کر کہا اگوڑا
پیچھا نہین چھوڑتا آؤ ہم تم ملکر گرفتار کرین دونون پلٹین برق نے جو دونون کو آتے دیکھا تڑپ کر بھاگا
دس تک دونون نے پیچھا کیا برق ایک درہ کوہ مین آکر چھپ رہا جب یہ ڈھونڈھکر چلی گئین برق درہ کوہ سے
کھڑا ہوا دیکھ رہا ہے کہ مین بڑی دور نکل آیا دیکھون راستہ کیونکر ملے کہ آسمان سے ایک اژدر زمین پر آیا برق چھپکر
دیکھا اژدر زمین پر لوٹا شکم سے چند ساحر نکلے اور ایک اژدر آسمان سے آیا اسکی پشت پر آلہ بارگاہ زربفتی کا

حیرت چاہتی ہے زبان سے کہون ای بہار گلچینی گلشن جمال کی کر و گی مگر نوجہ بادشاہ طلسم ہے ایک طا
سے پیدا ہوا اُس طائر نے گرد سر حیرت چرخ مارا ایک آہ کی اپنی آگ مین آپ جلا خاک جو سر پر گری حیر
مین آئی بڑا غصہ آیا پکار کر آواز دی لے بہار کیون شامت آئی ہے یہ کہکر ایک دستہ زمین پر مارا برق
گری کہ سر بہار کا زخمی ہوا کنیزون نے دوڑ کر سنبھالا ملکہ حیرت غصے مین بڑھی اتو گلگونہ نے بڑھکا
ملکہ حیرت سے سحر چلنے لگا عمرو نے دور سے دیکھا کہ حیرت و گلگونہ سے مقابلہ پڑ گیا ملکہ گلگونہ جواب
ہین کسی سحر مین ابھی تک کمی نہین ہوئی مزاج مین بہ کمی نہین ہوئی یقین ہے کہ حیرت غالب آئے عمرو ا
صرصر جادوگرنیون کو ہٹا ہوا قریب حیرت کے آیا کہا ای ملکہ عالم یہ لگاتہ کون ہے کہ سرکار کو برابر جوا
حضور سحر کرین مین اسطرح حباب رکر بیہوش کردون یہ کہتے ہی دل حباب کے حیرت نے ہر چند
بچون کئی حباب دماغ پر پڑے گر کر بیہوش ہوئی گلگونہ نے چاہا بڑھکر اٹھالون ایک شعلہ نوا
زمین سے پیدا ہوا حیرت کو اٹھا کر لیگیا مصور و صورت نگار و یاقوت و زمرد وغیرہ جو گلگو
مرشد زادے زخمی ہوئے جورو کا ہاتھ پکڑ کر بھاگے کہا بی بی نکل چلو ورنہ جان جائیگی سب سردار زخمد
فرار بر قرار کیا ملکہ مہرخ نے آکر بڑاو حیرت کا لوٹ لیا بارگاہین جلادی بفتح و فیروزی پلٹین گلگ
آکر ملکہ مہرخ کو سلام کیا خواجہ عمرو نے گلگونہ کو ملایا بڑی فتح نصیب ہوئی افراسیاب باغ
مین بیٹھا ہے نازنینان جبین پہلو مین بیٹھی ہین خود بخود گھبرایا کہا سامری و جمشید خیر کرین کچھ حیرت
ملال ہو نگا کنیزون نے عرض کی لونڈیان جاتین جا کر خبر لاتین افراسیاب چاہتا ہی جاکر دیکھے کہ دیکھا تیلہ
حیرت کو گود مین لیے ہوئے آکر پہونچا کہا حضور ملکہ بیہوش پڑی تھین مسلمان چاہتے تھے کہ قتل کرین غلام
گرکر لایا افراسیاب نے تیلے کو رخصت کیا مگر حیران تھا کہ کل تو سب سردار گرفتار ہوے تھے آج کیا آ
کہ مصور و صورت نگار وغیرہ شکست خوردہ آکر پہونچے افراسیاب نے حال پوچھا مصور نے سب حا
سرداران و عیاری عمرو وغیرہ و آمد ملکہ گلگونہ سامنے افراسیاب کے ظاہر کیا افراسیاب نے کہا
گلگونہ آگئی یہ کیونکر چھوٹی وہ سوائے میری ہاتھ سے اور کسی کے سحر کو نمانیگی لیکن وہ تدبیر کرونگا
پھڑک کر جان دے قلعہ مرجان نگار پر باپ سکا مرجان الماس پوش و الماس یاقوت جسم
دونون وہان رہتے ہین ما بدولت جب اس مہ جبین پر عاشق ہوے ماں باپ کو اسکے پیغام بھیجا امرہ
جواب لکھا ای شہنشاہ طلسم ہوشربا جو کچھ آپنے تحریر فرمایا ہمکو بدل و جان منظور ہے مگر گلگونہ قبول نہین

اگلگو نہ پر ہاتھ تلوار کا مارا ملکہ نے مسکرا کر اشارہ کیا چند سپر ہای فولادی سر پر قائم ہوئین تلوار جو ناسور
ی رو سے سپر شب ہجر تھا بڑی مشکل مین کٹا تلوار ناسور کی سپر مین الجھی اسنے زور کیا پھل ٹوٹ کر سپر مین
الے کا یہی پھل تھا کچھ نہ حاصل ہوا غنچہ آرزو نہ کھلا ملکہ نے وہی پھل ناسور پر کھینچ مارا گلوگاہ
گرا اسکو کاٹ کر پھل نکل گیا ناسور کے دو ٹکڑے ہوئے مرنا ناسور کا آندھی سیاہ اٹھی سنگباری
ری ہونے لگی کچھ زاغ و زغن اسکی لاش سے پیدا ہوئے بلند ہو کر غلغلہ کرنے لگے ایک زاغ سیاہ نے آواز دی
مرا نام من ناسور زرجمعضر ابود یہ آواز جو حیرت نے سنی کہا صاحبو بڑا انقلاب ہوا ناسور سا جادوگر
یہ کہکر لڑنے لگی جسپر جا پڑی کسیکو زخمی کیا کسیکا سر کاٹا کسی پر پتھر برسائے کہین برق چمکائی بہار نے جو یہ رنگ
تو لشکر حیرت نے بلوہ کیا ہے حیرت بڑے زور و شور سے سحر کر رہی ہے پکار کے آواز دی ہمشیرہ مروت
ہے یہ کہکر گلدستہ مارا آواز دی ای نکہت و گل ندام مرگین یہ صدا دیتے ہی ہوا سے سبز دلی طفلان
نے عون غان شروع کی نرگس نے تہلانے آنکھین کھولین سوسن صد زبان کی غمازی گل بوٹون کی
سازی شاخین خنجر بران بنے ایسے چمکے کہ آئینہ رخسار حیران نوجوانان چمن سبز پوش اپنے شبابکا جوش
عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی مین یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہین نظم

س رخ کا ہے میرے دل بیتاب مین جلوہ — ہے آئینہ مہر کا سیماب مین جلوہ
رونے مین تصور رخ روشن کا بندھا ہے — اس غیرت خورشید کا ہے آب مین جلوہ
سف سا حسین کوئی مرے ہاتھ لگے گا — ایک حور کا مین دیکھتا ہون خواب مین جلوہ
ہر پھول مین آتا ہے نظر نور کا عالم — اس مہر کا ہے ہر گل شاداب مین جلوہ
س طرح نگہ عارض پر نور پہ ٹھہرے — ہے مہر کا اس غیرت مہتاب مین جلوہ
دریا مین نظر آئے نہ کیونکر چاندسی صورت — عکس رخ پر نور کا ہے آب مین جلوہ
سی کسی آئینے مین ہوگی نہ صفائی — حسن شکم صاف کا ہے ڈاب مین جلوہ
نور ہے خط عارض روشن کی ضیا سے — مہتاب کا ہے ہالہ مہتاب مین جلوہ
ون مہر جہانتاب کا دربدن کی روشن سے — اے نور ہے ہر کرمک شبتاب مین جلوہ

یرت نے بگوش ہوش جو یہ اشعار سنے چہرہ سرخ ہوا آنکھون مین لال ڈورے نشہ وحشت کے پڑ گئے
پانون مین رعشہ آیا پیشانی پر پسینہ آیا قلب بھرایا طرف بہار کے چلین بہار کی سحر نے اور بہار نے کھائی

پھینکا کسی کو مسکرا کے رلا دیا ملکہ گلگونہ نے جمال جہان آرا دکھا کر ہزارون کو دیوانہ بنایا تیر قضا کا نشانہ بنا
طرف سے دس ہزار ساحر لڑتے ہوے آتے تھے اکثر کنیزین بھی اُنکے ہاتھ سے قتل ہوئین ملکہ نے پکار کر آواز دی
او نامردو تمھین شرم نہین آتی ایسی نازنینون مہ جبینون کو قتل کیا ستارے زمین پر پڑے ہین تمکو افسوس نہ
اگر لڑائی کی خواہش ہے سحر کرنے کی ہوس ہے وہ سامنے دیکھو بی حیرت بادشاہ طلسم کی جورو لشکر جابجا کھڑی ہے
وہان جا کے مقابلہ کرو اُسکو قتل کر ڈالو ہلابلی ڈالدو کیا زبان مین تاثیر تھی مسلسل تقریر تھی دس ہزار ساحر نے
حیرت پر جا پڑے گولے ترنج و نارنج مارے حیرت حیران حیران دیکھ رہی تھی لشکر مین جو عزیو بلند ہوا دیکھ
ہزارون نے قیامت برپا کر دی زمین ہل رہی ہے ہمین بیس ہزار مارے گئے حیرت کڑک کڑک اُبر گری تھوڑے
عرصے مین دس ہزار کو مار کر پلٹی ناسور نے منہ پیٹ لیا پکار کر آواز دی حضور آپنے یہ کیا غضب
بیگناہون کو مارا حیرت نے کہا مین کیا کرون لشکر کو تباہ کر دیا لاشون سے میدان بھر دیا ہان بڑھ
مقابلہ کرو لے ناسور یہ بلا آئی ہے اتنی دیر جو ناسور ملکہ حیرت سے متوجہ ہوا ملکہ گلگونہ لڑتی بھڑتی
آرابے کے پہونچی پہلے سے بہار گلعذار کی زبان سے سوزن کو نکالا بہار نے اٹھتے اٹھتے مخمور کی
سے سوزن لی مخمور نے برق لامع کو رہا کیا برق لامع نے رعد و برق کو چھڑایا سرخمو نے کل
کو بھی رہا کیا ہلال سحر افگن کرا انگشت نما تھی چھوٹتے ہی چمکی باغبان نے اُٹھتے اُٹھتے کچھ سنگریزے
لے تشکیل کا یہ نقشہ ہوا گویا شیر غضبناک اُٹھا سرخمو نے بالون کو پریشان کر دیا تھوڑی دور تک اندھیرا
ساحر اندھیرے مین ٹھوکرین کھاتے پھرنے لگے اُس تاریکی مین سرخمو نے موے زلف عنبرین کو پیچ و تاب د
مین سیکڑون کو پھنسایا کسی کے گلے مین طوق پڑے کسی پر فوق ہوا کسی نے ہتھکڑیان پہنین ہر طرف
خانہ زنجیر مین غل ہے دیوان کا تسلسل ہے خواجہ عمرو نے جو رہائی پائی جانسوز و چالاک کو ساتھ لیکر
آتشبازی ماری ہزارہا کے منھ جھلسے جو ساحر مر کر گرا خواجہ نے اُسکی کمر ٹٹولی اگر کمر مین ہمیانی نکلی تو خو
ورنہ لباس اتار لیا لاشہ ننگ خاندان کا برہنہ ہوا ناسور خونخوار بھاگتا پھرتا ہے زبان بند دل دہند سحر
وہ رہے نامردی کا جوش مثل تصویر تصویر تماشا تھا ان دو سو سردارون نے چھوٹتے ہی ملکہ جہرخ کو
سردارون کی جمگر لڑنے لگے اب ناسور کو جان بچانا دشوار ہوا بھاگنے کا خیال دل مین کامل ہوا ناسو
بھاگا گلگونہ نے للکارا ناچار ہو کر ناسور پلٹ پڑا لاگی گولے مارے ملکہ نے سحر کو اسکے دفع کیا تلوار کھینچ
بڑھا کئی سردار ملکہ کے بچانے کے خیال سے بیچ مین آگئے تلوار سے ناسور کی زخمی ہوے اور زیادہ نا

سحر کر رہا ہے ہزاروں جادوگر تڑپ تڑپ کے مرے ملکہ مہرخ نے بیقرار ہو کر آواز دی اے کریم کارساز اے رب بے نیاز
بار خم شریک کر اب تو نوبت بجان وکارد باستخوان ہے اے معبود وقت امتحان ہے بیقرار ہو کر جو ملکہ مہرخ
نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا آسمان پر ابر سیاہی پیدا ہوا رعد کی گرج برق کی تڑپ ہزارہا طائران زمزمہ
ہزار برابر زمزمہ سرائی کرتے ہوئے ابر منقش نقش ونگار سے آراستہ گلہائے رنگارنگ نخلہائے بوقلمون نمایاں خما
دہ ثمرہائے گوناگون سے ہری بھری بلبلوں کی زمزمہ سرائی پھولوں کی رعنائی و زیبائی قریب آکر وہ ابر شق ہوا
ب نے دیکھا ملکہ گلگونہ رنگین پوشش چالیس ہزار کنیزان خوشرو خوشخو نشست پر اسباب سحر آراستہ ملکہ گلگونہ
جو یہ ہنگامہ دیکھا کسی کو پہچانتی نہ تھیں خواجہ کو آرایے پر پایا چالاک بھی قید تھا دونوں کو پہچانا دہن سے
رہ کیا او ناسور معزور میں نے پہچانا ملکہ حیرت جادو کے ہاتھ پاؤں میں رعشہ آگیا یاقوت و زمرد سے کہا
ہنشاہ نے غضب کیا ایسی معشوقہ خوبرو کو مردود کے سپرد کیا تھا معلوم ہوتا ہے شریک مسلمانان ہو گئی اے
سور اسکو روکنا اگر یہ زمین پر آگئی کوئی نہ بچیگا یہ بلائے روزگار ہے قہر سامری ہے اسکے واسطے آواز آئی تھی
ن یہ میں گئی لات ومنات کی تصویریں اسکو دیکھکر ہنستی تھیں تحفہ جات بھی اسکو ملی ناسور بڑھا کہ ملکہ کو روکن
م فوج سد راہ ہو گئی گلگونہ تڑپ کر گریں ایک دھڑ مارا گئی ہزار جادوگروں کے سر کٹ کر گرے دوبارہ پنجہ ہلالی کمر
ے نکالا پنجہ پھینک مارا وہ پنجہ جو چمکا کئی ہزار کے سر اڑ گئے ہر طرف سے صدائے آہ و نالہ و الغیاث بلند ہوئی ناسو
لگی کہنے مارے ملکہ نے فقط ہاتھ ہلا دیا گولے پھٹکر زمین پر گرے صدہا جلکر خاک ہوئے ملازموں نے
آواز دی اے شہنشاہ ساحران ہاتھی کی مثل آئینے پوری کی آپکے سحر سے آپ ہی کے ساحر مارے جاتے ہیں
ند افسر منھ چھپا چھپا کر بھاگے کنیزان ملکہ درختوں کی آڑ پکڑے کھڑی ہیں جو بھاگ کر نکلا اس خطا شعار کو تیر
ے مار اعقاب تیر اڑ رہے ہیں ترکش سے منھ نکالے ہوئے تاک رہے ہیں اپنے حریف کو جھانک رہے ہیں
زین بھی تعلیم کردہ جسپر گریں ہنس ہنس کر مارتی ہیں جدھر سے غول نکلا ساحروں کی نگاہ پڑی سچ
کو دیکھکر کلیجے تھام لیے معشوقان پریچہرہ نے آواز دی کیا ہمیں چاہتے ہو انھوں نے بلک کر جواب دیا چاہنا کیسا
ن تک حاضر ہے کہا اچھا تلوار کھینچو دیکھیں کیونکر جان دیتے ہو کلام پُرتاثیر قتل عاشقان کی تدبیر انکا ہنسنا
با تقدیر کو رونا بیچہ جان کو کھونا تلواریں کھینچیں گلوں پر رکھیں یہاں ابروے خمدار ملے انھوں نے تلوار
ہے لیں خود سر دے نکلے سر کٹ کر گرے آوازیں مرنے کی بلند ہوئیں ناسور نے دیکھا کئی ہزار کے لاشے پھڑک رہے
ہا کنیزیں دوسرے غول میں جا پڑیں افسر دیسے بڑھکر اڑیں تان شیر دل علم شعبدہ میں کامل کسی پر تیر نگاہ

زاہد نگاہ بھر کے وہ بے دید دیکھ لے
یاد خطِ نگار مین ہم زہر کھا سوے
بالطبع گر کرم ہو تو مفلس بھی ہی کریم
شب بھر کیا ہے مبدۂ فیاض کا گلہ
ترسا صنم پر مر گئے ہم آہ حسب نہین
تصویر سے تری مجھے تسکین دل کہان
کیونکر نہ غم ہو خلق کو مومن کی مرگ کا

آتنا ہوا نہ خدمتِ اہل نظر سے فیض
کیا آب زندگی کا ہوا ہی خضر سی فیض
ہوتا ہے سائے کا شجر بے ثمر سے فیض
تو بھی دیا انا ہوا نہ دعا ے سحر سی فیض
جاری مسیح کے لب اعجاز اثر سے فیض
کیا خاک تشنہ کام کو آب گہر سی فیض
تھا سب کو اُسکی ذات سراپا ہنر سی فیض

سطرح صدہا گلے کاٹ کر مر گئے ایک جادوگر فغفور جادو نامے اُسنے ملکہ مہرخ کو تاکا جیسے ہی ملکہ
زمین سی نکلین اُسنے گولہ مارا ملکہ مہرخ نے خالی دیکر کمر مین پنجہ دیکر بالاے آسمان لائین ہر چند
ثریا پیکر کا مگر ملکہ کے پنجہ سے نہ چھوٹا چیر کر فغفور کو پھینکدیا قتل کرنے مین جو فغفور کے عوض ہو
نے سحر کیا ملکہ نے چاہا مین اپنے کو مخفی کرون اس زور سے جھونکا ہوا کا چلا کہ زمین پر گرین
برق بنکر اُسپر گرون ناسور نے کارد سحر اپنے خون مین رنگین کرکے پھینک ماری مہرخ نے اپنے
بچایا لیکن شانہ نشانہ ہوا دوسرا سحر ناسور نے پھر کیا خنجر پھینک مارا کہ سر اڑ جائے مہرخ نے
خنجر کے دو ٹکڑے ہوے قبضہ ٹوٹ کر الگ گرا پھل سر پر پڑا سر زخمی ہوا ملکہ کا سر زخمی ہونا
تڑین موقوف ہوئی ایک مقام پر قائم ہوگئین مثل شمع سحری چہرہ زرد لب پر آہِ سرد دل میز
کارزار گرہ دبرداب ناسور طرف فوج کے متوجہ ہوا جب گولہ مارا دو سو کے سینے کو برما کر نکل گیا کبھی
لارا زمین تھرائی ایک غار پیدا ہوا دو چار سے اُسمین غرق ہوگئے تھوڑے ہی عرصے مین بچاس ہزار
گئے اب ہر چند ملکہ مہرخ نے چاہا لشکر کو روکون فوج کے قدم نہ رکے لشکر پر شکست فاش ہوئی
نے جان لڑادی کہ بہار وغیرہ کو رہا کرون مگر وہا تک نہ پہونچ سکین ناسور گرد آرا بدن کے
رہا ہے کسی کو قریب نہین آنے دیتا اُسوقت ملکہ مہرخ کی بیقرار ہی پکار کر آواز دی صاحبو نکل چلو
جو ہمنے چاہا وہ نہوا جو اُسکی مرضی ہماری تقدیر مین ان سب کے داغ اٹھانا تھے کلام حسرت انجام مہرخ
مین ہر ایک کا یہی قول ہے کہ برسون مین لشکر تیار رہا ایک دن مین تباہ ہوگیا ہملوگ بھاگ کر کہا
جہان بھاگینگے امان نہ پائینگے ناسور کہتا ہے انمین سے کسی کو زندہ نہ جانے دونگا آج سبکا خاتمہ کردونگا

…رت و یاس گریبان گیر قتل کی تدبیر حیران حیران چہار جانب دیکھ رہے ہین نہ معین نہ مددگار نام بیدرد گانی بایر…
…بقرار و مضطر طرف آسمان کے ہاتھ بلند کئے بے اختیار پکار رہے ہین کہ اے معبود حقیقی رب تحقیقی اس آفت ناگہانی
…ے اگر تیری عنایت ہو تو یہ مشکل چشم زدن مین آسان ہے بندون پر تیرا احسان ہے **نظم**

بنہ زداغ محبت درون سینہ چراغ
که مثل لالہ ازان داغ بشگفد صد باغ

بمال دولت دنیاے دون نہ بند دل
چو شد مجرد و تارک نقیر اہل فراغ

برین قیام و برین زندگی چرا دارد
امیر صاحب دولت بہ اوج عرش دماغ

بگو ہر آنچہ بود راست خالی از کم و کاست
کہ نزد صاحب تفریق واجبست ابلاغ

بہ سرخ و زرد و سفید جہان نمی نازد
بچشم غور بہ بیند ہر آنکہ این اصباغ

گہے بگلشن عالم بہار گل باشد
بآشیانۂ بلبل گہے نشیند زاغ

دو بارہ دیدہ زہستی بروے کس نکشاد
ہر آنکہ از مئی توحید نوش کرد ایاغ

بجستجوے گل اندر جہان بحالت زار
گہے بباغ رود عندلیب گہ در راغ

ازین سراے جہان ہر کسیکہ رحلت کرد
کسی نیافت ازان گم شدہ دوبار سراغ

بہر زمان و بہر موقع و بہر موسم
برنگ تازہ دہد رنگ باغ را اصباغ

…ملک کے سب دعائین کر رہے ہین ادھر ہرکارون نے خبر ملکۂ مہرخ کو پہونچائی کہ جملہ سردار قریب دار
…نچ گئے قتل ہوا چاہتے ہین ملکۂ مہرخ یہ سنکر گھبرا گئین طاؤس پر سوار ہوئین ڈیڑ لاکھ ساحران غدار
…قدمان کوے وفا ساحران یکتا سب ملکہ مہرخ کے ساتھ ہین عرض کرتے ہین جان دینگے اپنے سردارونکو
…بینگے یہان ناسور زخمخوار انتظام کر رہا تھا قصد ہوا کہ سردارونکو دار پر کھینچون کہ ملکۂ مہرخ کا نعرہ ہوا
…لہ فوج سے آکر گرین سحر ملنے لگے ناسور نے دیکھا ملکہ مہرخ آج شعلۂ جوالہ بنی ہوئی کسی پر برق
…رین کسی پر خنجر پھینک مارا کبھی گچھے پیکان کے کھینچ مارے دس ہزار تیر برسے دس ہزار جادوگر مر کر گرے
…اور دیکھ رہا ہے کہ کسی مقام پر ملکہ مہرخ قائم ہو تو سحر کرون زخمی کرون یا گرفتار کر لون ملکہ مہرخ
…مقام پر قائم نہین ہوتین کبھی کسی جادوگر کو صورت زیبا دکھائی اُس نے آہ کا نعرہ کیا بیقرار ہو گئے
اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا **اشعار**

بے صبر کو کہان تپ داغ جگر سے فیض
گلچین کو کب ہوا شجر بار ور سے فیض

دوڑتا ہوا بھاگا خدمت مین ملکہ مہرخ کی چلا ملکہ مہرخ بارگاہ مین پریشان بیٹھی ہین تمام دل وکرسیان
پڑی ہین آنکھون مین آنسو بھر کر فرماتی ہین سب ساتھ والے گرفتار پنجۂ تقدیر ہوے ناسور بڑا ساحر زبر
جب بہار وغیرہ گرفتار ہوئین میری کیا حقیقت ہے دیکھیے آئندہ یہ کیا دکھائے کہ ضرغام آکے پہونچا سب
گرفتاری خواجہ و جانسوز بیان کی مہرخ نے کہا غضب ہوا خواجہ کے رہنے سے امید تھی کہ وہ سبکو
افسوس لشکر اسلام کا یون خاتمہ ہوا کس مصیبت سے لشکر جمع ہوا خواجہ نے کس کسکو مسلمان کیا بہار وغیرہ
سردار گرفتار ہین اے ضرغام اب تمہارا یہ کام ہے ہمکو خبر پہونچاؤ جسوقت وہ قتل کا اُنکے ارادہ کر
بھی لڑ بھڑ کر جان دینگے اگر ہم زندہ رہے تو بیکار رہے نہین معلوم افراسیاب کس ذلت سے قتل کریگا پس
کیا مقدر اب تمہاری خبر کے مشتاق ہین ضرغام بھی بہت رویا اُسکے رونے پر سرداران باقی ماندہ رو
سحر کے انتظار مین آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہین مہرخ نے کہا انشاء اللہ یا توکل اس ناسور کو مارا انہو
ٹھہرایا یا اپنی جان دی حیرت جادو سامنے ہوگی جنگ مین ضرور دخل دیگی بار سحر حیرت کون
قیامت کے سحر کرتی ہے کل ہماری بھی سحر کا تماشا دیکھنا ناسور کو بھاگتے راستہ نہ ملیگا کہ چرند و پرند نے
کہ لشکر مین حضور کے بڑا انتشار ہے پلٹنین رسالے خالی ہوئے جاتے ہین سیکڑون تاجر دوکانین چھوڑ کر بھاگ
کا یہی قول ہے کہ یارو اپنی جان بچاؤ اب یہان سے نکل چلو اب لشکر اسلام پر زوال ہے یہان ٹھہرنا مناسب
نہین ملکہ مہرخ نے فرمایا لشکر مین جاکر پکار دو کہ جسکو اپنی جان کا خوف ہو وہ نکل جائے ہم نہین جا
ہمارے ساتھ تم بھی جان دو ہم تو ضرور جان دینگے خواجہ ایسا محسن قتل ہوا اور ہم اپنی جان بچائین چار
ہی ہنگامہ مین بسر ہوئی جسدم جلاد نیر اعظم خنجر انتقام ہاتھ مین لیکر نیزۂ خطوط شعاع علم فوج ضیا
چرخ زبرجدی مین برآمد ہوا فوج ماہ تابان نے شکست کھائی قلعۂ مغرب مین جاکر فوج ثوابت کو سیارگا
ناسور مغرور پل کرتا ہوا اٹھا ہر طرف ہنگامہ ہے کہ آج مسلمان قتل ہوتے ہین دارین استادہ ہو رہی ہین جلا
خرس طینت میمون خصلت ابرون پر بل پڑے ہوئے خنجر برہنہ ہاتھ مین شلنگین لگا رہے ہین پکار رہے ہین
سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست ۰ مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست ۰ کسکا سر رشتۂ حیات
ہوا کسکا ساغر عمر لبریز ہوا کون معتوب درگاہ سلطانی ہے تیغہ باڑھ دار بازو پر قوت رکھتے ہین گنہگار موت کا مزہ
چکھتے ہین قتل کرنا ہمارا کام ہے جلانا ہمارا کام نہین دل مین رحم کا نام نہین ناسور نے حکم دیا قیدیان
ساحر دوڑے ملکہ بہار و باغبان وغیرہ کو آرلے پر سوار کیا خواجۂ عمرو و جانسوز و چالاک سرنگون

رت و یاس گریبان گیر قتل کی تدبیر حیران حیران چہار جانب دیکھ رہے ہین نہ معین نہ مددگار نام پہ دردگار نہ بار
بقرار و مضطر طرف آسمان کے ہاتھ بلند کئے بے اختیار پکار رہے ہین کہ اے معبود حقیقی رب تحقیقی اس آفت ناگہانی
ے اگر تیری عنایت ہو تو یہ مشکل چشم زدن مین آسان ہے بندون پر تیرا احسان ہے

نظم

بنہ زداغ محبت درون سینہ چراغ
کہ مثل لالہ ازان داغ بشگفد صد باغ

بال دولت دنیاے دون نہ بندد دل
چو شد مجرد و تارک نقیر اہل فراغ

برین قیام و برین زندگی چرا دارد
امیر صاحب دولت بہ اوج عرشش داغ

بگو ہر آنچہ بود راست خالی از کم و کاست
کہ نزد صاحب تفریق واجب است ابلاغ

بہ سرخ و زرد و سفید جہان کنی نازد
بچشم غور بہ بیند ہر آنکہ این اصباغ

گہے بگلشن عالم بہار گل باشد
باشیانۂ بلبل گہے نشیند زاغ

دوبارہ دیدہ زستی بروے کس نکشاد
ہر آنکہ از مئی توحید نوش کرد ایاغ

بجستجوے گل اندر جہان بحالت زار
گہے بباغ رود عندلیب گہ در راغ

ازین سراے جہان ہر کسیکہ رحلت کرد
کسی نیافت ازان گم شدہ دوبار سراغ

بہر زمان و بہر موقع و بہر موسم
برنگ تازہ دہد رنگ باغ را اصباغ

ملک کے سب دعائین کر رہے ہین ادھر ہرکارون نے خبر ملکۂ مہرخ کو پہونچائی کہ جملہ سردار قریب دار
نچ گئے قتل ہوا چاہتے ہین ملکۂ مہرخ یہ سنکر گھبرا گئین طاؤس پر سوار ہوئین ڈیڑھ لاکھ ساحران غدار
ا فدایان کوے وفا ساحران یکتا سب ملکہ مہرخ کے ساتھ ہین عرض کرتے ہین جان دینگے اپنے سردارونکو
بینگے یہان ناسور زخمخوار انتظام کر رہا تھا قصد ہوا کہ سردارونکو دار پر کھینچون کہ ملکۂ مہرخ کا نعرہ ہوا
لہ فوج سے آکر گرین سحر چلنے لگے ناسور نے دیکھا ملکہ مہرخ آج شعلۂ جوالہ بنی ہوئی کسی پر برق
رین کسی پر خنجر پھینک مارا کبھی گچھے پیکان کے کھینچ مارے دس ہزار تیر برسے دس ہزار جادوگر مرگر گرے
ور دیکھ رہا ہے کہ کسی مقام پر ملکہ مہرخ قائم ہو تو سحر کر دون زخمی کر دون یا گرفتار کر لون ملکہ مہرخ
مقام پر قائم نہین ہوتین کبھی کسی جادوگر کو صورت زیبا دکھائی اُس نے آہ کا نعرہ کیا بیقرار ہو کے
اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا

اشعار

بے صبر کو کہان تپ داغ جگر سے فیض
گلچین کو کب ہوا شجر بارور سے فیض

دوڑتا ہوا بھاگا خدمت مین ملکہ مہرُخ کی چلا ملکہ مہرُخ بارگاہ مین پریشان بیٹھی ہین تمام دنگل و گریبان
پڑی ہین آنکھون مین آنسو بھرکر فرماتی ہین سب ساتھ والے گرفتار پنجۂ تقدیر ہوے ناسور بڑا ساحر زبر
جب بہار وغیرہ گرفتار ہوئین میری کیا حقیقت ہی دیکھیں آئندہ یہ کیا دکھائے کہ ضرغام آکے پہونچا سب کہ
گرفتاری خواجہ و جانسوز بیان کی مہرخ نے کہا غضب ہوا خواجہ کے رہنے سے امید تھی کہ وہ سبکو ر
افسوس لشکر اسلام کا یون خاتمہ ہوا کس مصیبت سے لشکر جمع ہوا خواجہ نے کس کسکو مسلمان کیا بہار وغیرہ
سردار گرفتار ہین اے ضرغام اب تمھارا یہ کام ہے ہمکو خبر پہونچاؤ جسوقت وہ قتل کا اُنکے ارادہ کر
بھی لڑ بھڑکر جان دینگے اگر ہم زندہ رہے تو بیکار رہے نہین معلوم افراسیاب کس ذلت سے قتل کریگا پس ف
کیا مگر اب تمھاری خبر کے مشتاق ہین ضرغام بھی بہت رویا اُسکے رونے پر سرداران باقی ماندہ رو
سحر کے انتظار مین آمادۂ مرگ و مہیائے قضا ہین مہرخ نے کہا انشاء اللہ یا توکل اس ناسور کو مارا انہو
ٹھہرا یا یا اپنی جان دی حیرت جادو سامنے ہوگی جنگ مین ضرور دخل دیگی بار سحر حیرت کون ا
قیامت کے سحر کرتی ہے کل ہماری بھی سحر کا تماشا دیکھنا ناسور کو بھاگتے راستہ نہ ملیگا کہ چرند و پرند نے
کہ لشکر مین حضور کے بڑا انتشار ہی پلٹنین رسالے خالی ہوئے جاتے ہین سیکڑون تاجر دوکانین چھوڑکر بھاگ
کا یہی قول ہی کہ یارو اپنی جان بچاؤ اب یہان سے نکل چلو اب لشکر اسلام پر زوال ہے یہان ٹھہرنا مناسب
نہین ملکۂ مہرخ نے فرمایا لشکر مین جاکر پکار دو کہ جسکو اپنی جان کا خوف ہو وہ نکل جائے ہم نہین چاہتے ک
ہماری ساتھ تم بھی جان دو ہم تو ضرور جان دینگے خواجہ ایسا محسن قتل ہوا اور ہم اپنی جان بچائین چار بہ لت
سی ہنگامہ مین بسر ہوئی جسدم جلاد نیر اعظم خنجر انتقام ہاتھ مین لیکر نیزۂ خطوط شعاع علم فوج ضیا ہ
چرخ زبرجدی مین برآمد ہوا فوج ماہ تابان نے شکست کھائی قلعۂ مغرب مین جاکر فوج ثوابت کو سیارگا
ناسور بغرور بل کرتا ہوا اٹھا ہر طرف ہنگامہ ہی کہ آج مسلمان قتل ہوتے ہین ارین استاد ہو رہی ہین جلا
نحس طینت میمون خصلت ابرون پر بل پڑے ہوئے خنجر برہنہ ہاتھ مین شلنگین لگا رہے ہین پکار رہے ہین
سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست + مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست + کسکا سر رشتۂ حیات
ہوا کسکا ساغر عمر لبریز ہوا کون مغضوب درگاہ سلطانی ہے تیغہ باڑھ دار بازو پر قوت رکھتے ہین گنہگار موت کا
چکھتے ہین قتل کرنا ہمارا کام ہے جلانا ہمارا کام نہین دل مین رحم کا نام نہین ناسور نے حکم دیا قیدیان لولاؤ
ساحر دوڑے ملکہ بہار و باغبان وغیرہ کو آرلے پر سوار کیا خواجہ عمرو و جانسوز و چالاک سرنگون ہ

ہ مصاحب ندیم سامنے حاضر ہے مطیر سے غائب نے کہا تم اسباب سحر لاکر رکھو صبح کو سب قتل کیے جائینگے
ین ہر چند چیخ بلوہ کرے لڑ بھڑ کر اسکو بھی گرفتار کر لینگے مطیر نے ماش کے دانے کچھ مرغ گرفتار شدہ لاکر پاس
ھدی غائب نے کہا ایک شیشہ پانی کا بھر کر لاؤ روئی بھی لاکر رکھو ایک ابر تیار کرونگا مسلمانوں پر گراؤں گا
طیر بازار مین آیا شیشے کی تلاش ہے کہ ایک جادوگر نے آکر سلام کیا کہا آپ کو کس شے کی تلاش ہے کہا ایک شیشہ
ہیے ہے ہمارے مالک ابر سحر تیار کرینگے ساحر نے کہا میرے ساتھ آئیے مین آپکو شیشہ دلوا دون اپنے ساتھ وہ
دوگر لگا کر لے گیا ایک خیمے کی آڑ مین آکر کہا دیکھو میان غائب خود تشریف لاتے ہین مطیر پلٹا ساحر نے
قے کمند کے گلے مین ڈالدیے مطیر ارے کہکر پلٹا ساحر نے جھٹکا مارا حباب مار کر بیہوش کیا اسکو کنارے
دیا اسکی شکل بنکر ایک شیشہ پانی کا لیا کچھ روئی کے گالے ہاتھ مین لیکر دوڑا ہوا آیا کہا اے شہنشاہ ساحران
ر چلیے مین نے عمرو کو دیکھا ایک زرغنہ نخلستان مین بیٹھا ہوا صورت بدل رہا ہے چلکر گرفتار کیجیے غائب
ی خوشی اٹھا مطیر نقلی کے ساتھ چلا یہان ناسور مغرور اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا نقشہ دیکھ رہا ہے جب مطیر
اپنے ساتھ غائب کو لیکر چلا یہان ناسور ہنستا ہوا تلوار ٹیک کر اٹھا یہ کہتا ہوا غائب کو عمرو لیے جاتا
ہ لکر دکون اس تردد مین چھپٹا ہوا جاتا ہے خواجہ غائب کو لیکر ایک مقام پر آئے گھبرا کے کہا دیکھیے وہ
بان زادہ بیٹھا ہے جیسے ہی غائب دیکھنے کو جھکا عمرو نے حلقہ ہائے کمند گلے مین ڈالدیے حباب مار کے
ش کیا خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک خواجہ اسکے کپڑے اتارنے لگا کہ اسی مقام پر زمین شق ہوئی
جادوگر زمین سے نکلا پکارتا ہوا او عمرو منم غائب جادو تیری ہی تو فکر تھی کہ پہلو سے آواز آئی
غائب کیا کہنا کس لطف سے عمرو کو پکڑا غائب نے پلٹ کر دیکھا ہمارا افسر تعریفین کرتا ہوا آتا ہے
ب نے جھک کے سلام کیا کہا حضور مین جانتا تھا کہ سب سردار قید ہین عمرو آکے ضرور آکے عیاری کریگا مین نے
بیر کو اپنی شکل پر بٹھا دیا ہے آپ غرق زمین ہو گیا یہی تدبیر کام آئی ناسور نے کہا دیکھو ملکہ حیرت
نی ہین غائب پلٹا ناسور نقلی نے غائب اصلی کو خنجر مارا نعرہ کیا منم جانسوز بن قران مرتے ہی غائب کے
ہار بلند ہوا آواز آنے لگی کشتی مرا نام من غائب جادو بود یہ آواز جو ناسور نے سنی چھپٹا ہوا آتا تھا
اپرسے دیکھا عمرو نے جانسوز کو گلے سے لگا لیا کہہ رہے ہین اے فرزند بڑا کام کیا مجکو تے نے بچایا ناسور جلگیا
ی سحر کیا دونو لڑکھڑا کے گرے ناسور زمین پر آیا دونون کو گرفتار کر کے لیچلا لاکر اسی قید خانے مین عمرو
سوز کو بھی قید کیا ضرغام شیر دل فکر مین عیاری کی تھا دوسری اُس نے یہ معرکہ دیکھا کہ خواجہ جانسوز گرفتار ہو گئے

پھینک مارا ملکہ بہار نے انگلی اٹھا دی گولہ پھٹا غبار زرد ظاہر ہوا اُس غبار زرد کی یہ تاثیر تھی کہ
سنگ سحر سٹانے کی تدبیر تھی ملکہ بہار گرین گر کر بیہوش ہوئین مخمور جا پڑین کہ مین بہار کو اُٹھاؤن تو
بہار ایک سر کٹا ہوا پڑا تھا ثابت ہوتا ہے وہ سلاس ہنر سے آگاہ تھا قہقہہ مار کر ہنسا مخمور دبہار غائب
باغبان جا پڑا آسمان سے تڑپ کر ایک پنجہ گرا باغبان کو اُٹھا لے گیا رعد و برق بھی گر کے بیہوش
برق لامع نے چاہا تڑپ کر گرون رعد و برق کو بچاؤن ناسور نے للکارا برق لامع بھی گر کر
ہوئی زمین شق ہوئی رعد و برق و برق لامع اس مین غائب ہوئی ناسور ار مار کرتا ہوا چلا جسپر
سے بیہوش کیا ملکہ سرخ موے کاکل کشا وغیرہ دو سو سردار گرفتار پنجۂ تقدیر ہوے کچھ اُسی خون
مین ڈوبے مہرخ نے شکست فاش کھائی کنیزون نے بڑھکر عرض کی اے ملکۂ عالم سب سرداران نامی آچکے
ناسور مغرور نے سردارونکو غائب کر دیا لاشون سے میدان بھر دیا اب قدم نہین جمتا طبل امان بجوا
ملکہ مہرخ نے گھبرا کر کہا صاحبو دیکھو تو خواجہ کہان ہین ایک کنیز پشت پر ملکۂ مہرخ پر حاضر تھی
دست بستہ عرض کی مین خواجہ کو بلا لاؤن صلاح کیجیے یہ کہکر پشت نخل پر گئی مہرخ نے دیکھا خواجہ عمرو
مضطر سامنے آئے مہرخ نے کہا خواجہ آپ نے دیکھا کیسی لشکر کی تباہی ہوئی دو سو سرداران نامی وگراد
سحر سے غائب ہوئے مقام افسوس ہے بہتر یہ ہے کہ طبل امان بجوا دیجیے ناسور نے چاہا کہ لشکر کو جمع کر
جلوہ کردن کہ طبل امان پر چوب پڑی ناسور پلٹا ملکۂ حیرت نے ناسور کو بلا کر کہا اے ناسور حقیقۃ
جیسا تمہارا نام سنتے تھے ویسا ہی دیکھا کیا کیا سحر کیے لیکن دو سے سردار ملکۂ مہرخ کے لشکر کی جان کچھ غو
ہوئی کچھ پنجے آسمان سے گرے وہ اُٹھا کر لیگئے تمکو کچھ حال معلوم ہے کہ اُنکے کیا ہوا عرض کی سب حاضر
غائب جادو قیدیون کو لاؤ دیکھا کہ ایک آرابے پر دو سو سردار زبالون مین سوزن ہاتھ پاؤن بند
لیٹے ہوئے اس حالِ زار سے سامنے آکر پہونچے ملکہ حیرت نے کہا اِنکو حفاظت سے قید کرو عمرو چھوٹا ہے
ایسا نہ ہو چھڑا لیجائے ناسور نے کہا کیا مجال جو کوئی قید خانے تک آسکے ہان اے غائب جادو
کرو ایک جادوگر سیہ فام بدانجام اکڑتا ہوا زمین سے نکلا ناسور نے کہا اے غائب جادو جسطرح تھا
شب بھر کیواسطے ان سبکو قید کرو چالاک کو بھی انھین مین شریک کرو غائب نے ایک خیمہ استادہ کرا
ان سبکو قید کیا آپ دروازے پر بیٹھا خیال ہے کہ اے غائب جادو یہ رات بہت سخت ہے سار بان
چھوٹا ہوا ہے ضرور آج عیاری کریگا اس خیال سے بیٹھا ہوا چہار جانب دیکھ رہا ہے مطیر جادو اسکا خدمتگار

وگداز یہ چند اشعار بہ الحان گانے لگین اشعار

ہستی سے میرا نام نشان تک مٹا دیا
کیا جانے تمنے کو نسا فقرہ سُنا دیا

خط کا فروغ گالون سے گالون کا خط سے حسن
ہالے کو چاند چاند کو ہالہ بنا دیا

کہتا ہے سنکے میرا پیام طلب وہ شوخ
کیون آئین کچھ کسی کا ہے ہمنے لیا دیا

پہلو مین دی جگہ نہ کبھی دل کی شکل سے
جب آکے پاس بیٹھ گیا مین اٹھا دیا

فرقت مین تھا قیامت کبرا کا سامنا
نالون سے خفتگان لحد کو جگا دیا

اللہ ری حرارت سوز فراق یار
ہر استخوان کو آگ کا شعلہ بنا دیا

موسٰی د فور نور سے غش کھا کے گر پڑے
تمنے جو اپنے حسن کا جلوہ دکھا دیا

خوش ہو گئے جو خاک مین مجھکو ملا دیا
سوتے ہوے کو خواب لحد سے جگا دیا

شعار بہت سی کنیزدن نے گائے پھول برسنے لگے پچکاریان چلین رنگ نے اپنا رنگ جمایا بہو لونکی
بو جسکے دماغ مین پہونچی بھول گیا منقار جادو بارہ ہزار فوج کا افسر یا تو سحر کرتا ہوا آتا تھا یار کا پلنگ
کیون بھا ئیو کیا ارادہ ہے ساتھ والون نے کہا ہم تو عاشق گل رخسار بہار ہین جی چاہتا ہے جاکر نثار
منقار نے کہا ہم تمھارے ساتھ ہین بہار نے پکار کر آواز دی شادی ہے خون کا رنگ کھیلو دشمنونکو
مار و ناسور زخمخوار کو گرفتار کر کے لاؤ معشوق کو بیاہ کے لیجاؤ وصل سے شاد کام ہو عاشقان
ق مین نام ہو منقار جھوم گیا ساتھ والون کو لیکر ناسور پر جا پڑا ناسور نے دیکھا بارہ ہزار ساحرون
فت بر پا کر دی خون کے دریا بہ گئے سب سے زیادہ منقار کو جوش ہے سحر کی بوچھار کر دی کچھ پیکان
ری تیر برسنے لگے جس خطا کار کے سینے پر پڑا سمکر گرا چلا نہ سکا گوشہ گیر ہوا پلے پر جاکر گرا زاغ کمان نکا
ہ مزاج برہم خنجر بیدم شہنا کی آواز مین بھید کلیجے مین چھید تاشے چوبون سے سر پیٹتے تھے ہنگامہ گیر و دار
بقار دردمند ناسور نے جھلا کر ایک گولہ مارا منقار کا سر اڑ گیا بارہ ہزار اُسکے ساتھ والے لڑ کھڑا کر
سب کے سر کٹے لاشے دریاے خون مین لوٹتے تھے کئی ہزار کو مخمور نے مارا جسپر سحر کیا جھومنے لگا
ن مین نشہ آیا رعد و برق نے قیامت برپا کی برق لامع آڑی ترچھی گرنے لگی مصنف عرض
ہے جب لاکھ جادوگر ناسور کے مارے گئے سارا میدان چمن لالہ زار بنا جست و خیز کرتا ہوا ناسور
نا بہار کے چلا ایک گولہ جھولی سے نکالا پیشانی پر نشتر مارا اپنے خون سے گولہ کو تر کیا وہی گولہ بہار پر

پنجرہ مین دبا کر اٹھا لے مخمور نے آواز دی اے طاؤس لینا ایک طاؤس پیدا ہوا طاؤس اور عقاب
پنجے چلے کہ پر ٹوٹ ٹوٹ کر زمین پر گرے دونون نے منھ سے شعلہ ہاے آتش چھوڑے اول عقاب جلا
پرون سے چنگاریان گرائین طاؤس بھی جلا دونون نے پھر دستکین بن شیران صحرا پیدا ہوے آپس
لڑے آخر دونون نابود ہوئے شہلا نے غصے مین ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا زمین کانپی ایک شعلہ
کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا قریب تھا کہ لہرا کر گرے کہ مخمور نے آواز دی ارے مجھ پر بہت شاق
تردد منزل سحر جدید کا مشتاق ہے ایک نازنین مشعل ہاتھ مین لیے ہوے پیدا ہوئی ضو شمع کی جو
پڑی یا تو چہرہ اداس تھا یا چہرہ پر سرخی آئی کیا کیفیت بیان کرون مخمور نے جھوم کر آواز دی اے
گلعذار شہلا کو لینا پہلو سے آواز آئی حاضر شہلا نے پلٹ کر دیکھا ایک نازنین حسین گلرخسار کبک رفتار
گفتار مسکرا کر سامنے آئی جھک کر سلام کیا شہلا نے جو جمال مہر تمثال دیکھا ہاتھ پانؤن مین رعشہ آگیا کہا
ملکۂ عالم کیونکر آنے کا اتفاق ہوا کہا تمھارے مشتاق ہوکر آئے ہین ملکہ حیرت نے پکار کر آواز دی اے
خبر لو شہلا کا خاتمہ ہوا چاہتا ہے ناسور نے دستک دی کچھ ہونٹھ ہلائے ایک برق چمک کر گری کہ
نازنین کے دو ٹکڑے ہوے مخمور کے ہاتھ پانؤن مین رعشہ آیا زمین سے غبار اُڑا اُس غبار نے خاک مین
ملکہ مخمور لڑکھڑا کر گرین شہلا نے چاہا گرفتار کرون ناسور ملکہ حیرت سے کہہ رہا ہے حضور نے خواب
سحر کی دیکھی شہلا نے چاہا کہ مخمور کو اٹھا لون کہ پہلو سے آواز آئی او ناہنجار او بدکردار دیکھ تو شہنشاہ کا
ہے شہلا نے پلٹ کر دیکھا ایک شیر سوار شیر کو اڑائے ہوے آتا ہے کاغذ ہاتھ مین تھا قریب پہونچکر نامہ
شہلا کے دیا اُسنے نامہ کھولا کاغذ جو کھلا بیہوشی اڑی مارے کہکر گرا نامہ دار نے بعدہ مار کر نعرہ کیا نعرہ مہتر
سریع السیر چون ہادی بہاری + جہان سر ہنگ در خنجر گذاری + بمیدان اژدر آتش فشا
ہنم مہتر قران شیر زیانم + نعرہ کرکے جست کرکے بھاگے ایک شعلہ چمکا آندھی سیاہ اُٹھی آوا
کشتی مرا نام من شہلا مردار خوار بود ناسور زخمخوار نے پلٹکر دیکھا ملکہ مخمور مثل برق جہندہ تڑپ
پکار کر آواز دی اے ملکہ حیرت جادو اور کسی کو بھیجو ملکہ حیرت نے کہا اے ناسور دیکھا تمنے ناسور
دیکھیے تماشا دکھاتا ہون آپ علحدہ رہین یہ کہکر کل لشکر کو لیکر چلا ملکہ بہار نے دیکھا کہ مخمور پر بلوہ
اپنے مقام سے بڑھین نسرین و نسترن و غنچہ دہن و سوسن و رشک چمن و شگوفہ و بنفشہ
باغ بے خزان پشت پر جیسے ملکہ بہار نے ہاتھ ہلایا کنیزون نے دف و دائرہ بجایا چند کنیزین خوش

چالاک کو دیکھا کہا ای ملکۂ عالم دیکھیے عیارون کی یہ حقیقت ہی جادوگرون سے کہا اسے گرفتار کرلو چالاک
قتل کرکے سامنے لائے چالاک نے بہ نگاہِ حسرت طرف ملکۂ حیرت کے دیکھا حیرت نے کہا ای ناسور
و کا بیٹا ہے جبتک عمرو گرفتار نہو اسکا قتل کرنا مناسب نہین ناسور نے کہا مین ابھی عمرو کو بلاتا ہون
ر اُسی مرکب سے کہا ای اشہب جاؤ عمرو کو لاؤ گھوڑا اطرارے بھرتا ہوا چلا خواجہ عمرو نے دیکھا گھوڑا ابری
آتا ہے خواجہ نے گلیم اوڑھ لی گھوڑا اُسی مقام پر آیا گرد خواجہ کے پھر رہا ہے خواجہ گلیم اوڑھے کھڑے
مرکب کبھی شیہے بھرتا ہے ٹاپین مار رہا ہے عرصۂ دراز تک گھوڑے نے یہ حرکتین کین عمرو کو نہ پایا ناچار
پلٹا ناسور اور حیرت کھڑے ہین کہ گھوڑا پلٹ کر آیا ملکۂ حیرت نے کہا کیون اے ناسور دیکھا تونے کہ
دستیاب نہ ہوا ناسور زرخمخوار نے کہا اے ملکۂ عالم اب مجھے حال معلوم ہوا اُسکے پاس گلیم عیاری ہی وہ جبر
ون کی دی ہوئی ہے اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا جب اُس نے گلیم اوڑھ لی اشہب گرد پھرا کیا اسکو نہ دیکھ سکا
سکو اور تدبیر سے گرفتار کرونگا سردارون کو تو گرفتار کرلون عمرو کو اور طور سے پکڑ لونگا اب کہان جائیگا
جا کر طبل جنگ بجوائیے دونون لشکرون مین طبل جنگی بجا خواجہ لرزان و ترسان اپنی بارگاہ مین آئے
نے پوچھا کیون خواجہ خیر تو ہے عمرو نے کہا ناسور زرخمخوار جو آیا ہے یہ بہت بڑا جادوگر ہے خدا اُس سے
ے بچائے چالاک کو گرفتار کرلیا بہار نے کہا خواجہ آجکل باہر نہ نکلئے دونون لشکرون مین تیاریان
ہی ہین ناسور نے شہلاے مردار خوار ایک ساحر زبردست ہے اس سے کہا کل میدانِ کارزار مین تم نکلنا
الک سے مدد کرونگا بڑے بڑے ساحرون سے مقابلہ ہے مثل باغبانِ قدرت و معمار ایسے صاحبان
ت یہ میدان مین نکلینگے شہلاے مردار خوار نے عرض کی مین سمجھ لونگا جنکے آپنے نام لیے انکی تو کچھ
ت نہین ہی اسی ہنگامے مین پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا صداے مرغ سحر بلند ہوئی لشکر
ن کارزار مین جانے لگے ملکہ حیرت تخت پر سوار لشکر کو لئے ہوے آتی ہے اُدھر سے لشکر مہرخ تیار ہوکر
ن مین آیا ملکۂ مہرخ نے دیکھا لشکر کفار آکر جما ملکۂ حیرت تخت پر سوار تمام ساحران غدار گھیرے ہوے
شہلاے مردار خوار لشکر کو آراستہ کر رہا ہے کہ ناسور زرخمخوار بھی آکر پہونچا شہلا نے اجازت لی
ن کارزار مین آیا پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے ملکۂ مہرخ نے سر اٹھاکر
جانب دیکھا مخمور نے اپنا طاؤس بڑھایا ملکہ مہرخ سے اجازت لی طاؤس بڑھا کر چلین جب قریب پہونچین
ا نے دستک دیکر آواز دی اے عقاب اسے لینا آسمان پر سناٹا ہوا ایک عقاب پیدا ہوا تڑپکر چلا ملکہ مخمور کو

سب سردار پریشان ہو رہے تھے خواجہ عمرو چالاک آکر پہونچے تمام سردارون کو گریان نا
عمرو نے پوچھا ارے کیا ہوا ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ غضب ہوا برق فرنگی کو ناسور زخمخوار نے
چالاک کا رنگ رو متغیر ہو گیا خواجہ نے سر پیٹ لیا کہا بڑا غضب ہوا کیا قیامت کی عیاری کرتا
بیل بازو ٹوٹ گیا چالاک بھی پچھاڑین کھا رہا ہے خواجہ نے کہا او چالاک کیا مثل عورتون کے
ہم زندہ ہون اور برق مارا جائے جا کر اُسکے قاتل کو قتل کر چالاک روتا ہوا چلا جب چالاک جا
خواجہ نے کہا مین بھی جاتا ہون ایسے جلاد سے خدا بچائے ناسور نے جب برق نقلی کو قتل کیا ملکہ حیر
آگے دیکھا سر پیٹ لیا کہا اے ناسور یہ تمنے کیا کیا افراسیاب اسکو نہ قتل کر سکتا تھا جب گرفتار کیا قید رکھا
خیال یہ کہ تین روپے کے پیادہ کو کیا قتل کرین انکو قتل کرنے سے کیا نفع ہوگا ناسور نے کہا اسنے بڑی بے
میرے ساحرون کو قتل کیا تہمتن میلہ صاحب خاص اسطرح مارا گیا کہ مجھسے صبر نہ ہو سکا آپ کیون گھبراتی ہین
حیرت نے کہا ہر چند کہ تا منیا قید ہے مگر کالیا لغدہ تالنے بھرتا ہے اُس سے جان بچا نا مشکل ہوگا شبیہ
کہ لشکر سپہ سالار ہے کہا اے ملکہ عالم آپ کیون گھبراتی ہین ہم سب انتظام کر لینگے ہمسے بچکر عیار کہان
یہ کہتے کہتے شبیہ گالیان دینے لگا خدمتگار اُگالدان لیے پہلو مین کھڑا تھا اُسنے کہا حضور یقدسہ عیار ان کا
سخت نہ کہیئے گا وہ بھی قوم کے شریف ہین شبیہ نے کہا تجھے کیا دخل ہے خدمتگار نے کہا دیکھیئے شہنشہ
منع کرتے ہین جیسے ہی شبیہ اسطرف پلٹا خدمتگار نے نعرہ کر کے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک اندھیرے
کئی جادوگرون کو مار کر چالاک نکل گیا ملکہ حیرت نے کہا اے ناسور تمنے دیکھا ناسور نے کہا
بولا تا ہون میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائینگے حیرت نے عذر ہو جائیگا بیٹھنا اٹھنا مشکل ہوگا
زیادہ کالیا ہزارون جادوگر انکو مار ڈالے گا ناسور نے کہا آپ جا کر آرام فرمائیے مین سمجھ لون گا
بھی فکر کرونگا طبل جنگی بجواؤنگا بی بہار و مخمور کی مشکین باندھونگا اب انکو زندہ نچھوڑونگا یہ کہکر کہا اے
اشہب تیز گام چالاک کو جلد لاؤ دیکھا پہلو سے ایک مرکب بازو یراق مرصع کار شل ماہ نو کنا
لگے مین ہیکل جھم جھم کرتا ہوا سامنے آیا ناسور نے کہا جلد جا فرزند عمرو کو لیکر آ وہ گھوڑا اطرارے بھ
چالاک صحرا مین کھڑا تھا دیکھا اُسنے ایک گھوڑا ساز سے آراستہ قریب آکر کھڑا ہوا چالاک جدھر
گھوڑا اُسطرف جاتا ہے آخر کار چالاک قریب آیا گھوڑا اسطرح جھکا کہ چالاک کو اپنے اوپر سوار کیا
چالاک ناچار ہوا پائے پر ہاتھ ڈالا مرکب لیے ہوئے چالاک کو لشکر ناسور مین پہونچا ناسور نے

نقاب جمشید پڑھتا ہون ساحر حیران حیران دیکھ رہا ہے برق نے کہا اب دیر نہ کیجیے اس جادوگر نے جام
منہ سے لگایا پیتے ہی گھبرایا اس شراب مین کیا تھا کوئی آسمان پر لیے جاتا ہے برق نے کہا ذرا اٹھ کر ٹہلئے
وہ جاکر اٹھا لڑکھڑا کر گرا برق نے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم تہمتن فیلزور ارے
غضب کیا ملازم شاہی کو مارا برق نے دیکھا ایک جادوگر آسمان سے آتا ہے برق نے کمر سے ایک ترنج
عنبر نکالا آواز دی او تہمتن تجھے قضا لیکر آئی ہے تہمتن زمین پر قائم ہوا چاہا سحر کرون برق نے ترنج
پھینک مارا اُسنے غصے مین ہاتھ مارا ترنج پھٹا پانی کی چھینٹین اُڑین چند قطرے دماغ پر پڑے لڑکھڑا کر گرا
برق نے اُسکو خنجر مارا لشکر کے جادوگر لینا لینا کہکر دوڑے برق حسبتہً وخیر کہکر نکل گیا ناسور نے
غضب ہوا تہمتن کو مار کر برق نکلگیا ابھی بلاتا ہون ملکہ حیرت کے سامنے قتل کرونگا فوراً اسوار
ملکۂ حیرت کو خبر ہوئی کہ ناسور آتا ہے عیارون نے بہت ستایا یاقوت و زمرد وزیرزادیون کو
واسطے استقبال کے بھیجا خود کنارے پر لشکر کے ٹہلنے لگی کہ ناسور آکے پہونچا ملکہ حیرت کو سلام کیا کہا حضور نے
دیکھا برق عیاری کر کے نکلگیا دیکھیے مین ابھی بلوا لاتا ہون کنارے پر لشکر کے اوتر پڑا ملکہ حیرت سے کہا
جاکر آرام فرمائین مین ابھی برق کو لیکر آتا ہون یہ کہکر خود چلا برق ایک غار مین چھپا ہوا تھا اُسنے
دیکھا کہ ناسور جنگل مین دوڑا دوڑا پھر رہا ہے برق غار سے نکلکر بھاگا جنگل مین دیکھا ایک گنوار چلا آتا
برق نے جھپٹ کر اُسے حباب مارا بیہوش کرکے اپنی صورت اُسے بنایا ہوشیار کرکے آئینہ ہاتھ مین دیا کہا
خداوند نے کیا مرتبہ تمکو دیا تم کایا پلٹ ہوے یہان سے سیدھے چوک مین جاؤ ناسور تمہاری تحسین
کر رہا ہے پکار کر نعرہ کرنا منم مہتر برق فرنگی تجھے قتل کرنے آیا ہون وہ ساحر ہی گرفتار کریگا
وقت قتل کرنے کا ارادہ کریگا سامری و جمشید تمکو بادشاہ کرین گے گنوار اکڑتا ہوا چلا برق کنارہ ہو گیا
ادھر ناسور نے دیکھا برق فرنگی آتا ہے تڑپ کر گرا کمر مین پنجہ دیکر لے بھاگا گنوار نے نعرہ کیا ادھیا مین تجھے
کرنے آیا ہون ناسور کب سنتا ہے ملکۂ حیرت بارگاہ مین بیٹھی ہین کہ ہلڑ ہوا ناسور برق کو پکڑ لایا
لیا چاہتا ہے گھبرا کر چلین کہ جاکر منع کرون کہ خبردار برق کو بدون حکم افراسیاب نہ قتل کرنا ناسور نے
یہین پہونچتے ہی کہا ارے کوئی جلاد کو لاؤ جلاد نے آتے ہی حکم پوچھا ناسور نے حکم قطعی دیا جلاد نے ہاتھ
اٹھا ما برق نقلی کا سر کٹکر گرا ہلڑ ہوا برق مارا گیا ہرکارے لشکر کے یہان موجود تھے یہ خبر لیکر بھاگے
طرح سے جاکر اطلاع کی صرخ وبہار رونے لگین ہر ایک کا یہی قول تھا کہ ایسا جانباز و سرفروش مارا گیا

آکر پہونچا ساتھ ستر ہزار ساحران زبردست ہمراہ ہین ایک طرف آکر بارگاہ استاد کرائی افراسیاب
دامن پکڑ لیا کہا حضور غلام آپکا قنطور کہان گیا افراسیاب نے کہا اسکو عمرو نے مارا ہین نے اُسے
مردود کے قید کر دیا ہے خود براے گرفتاری گیا مہرخ وبہار کی سرکشی بڑھتی جاتی ہے جو سا
علم شمشیر آبدار ہوا ناسور نے کہا غلام کو حکم ملے کہ اُن سبکو گرفتار کرکے لاؤن ہر چند افراسیاب
کہا کہ ای ناسور ابھی تامل کرو ناسور نے کہا مین نہ مانونگا جاتے ہی قیامتین برپا کر دونگا عمرو کو
مین اپنے ہاتھ سے قتل کر دن بھائی کے خون کا بدلا لون میرا بھائی مارا جائے اور قاتل اُسکا زندہ
عنایت سے غلام کو سب طرح کا اختیار رہے افراسیاب نے کہا طلسم مین قید سیاد ہے اندر میعاد کے نہین
کاہنان طلسم کی ممانعت ہے اگر کسی کو قتل کرین تو طلسم مین فتور برپا ہو تم مہرخ وبہار کو گرفتار کرکے
مردود کے مین نامہ لکھونگا عمرو کو حوالہ کر دونگا تم اپنے ملک مین جاکر قتل کرنا یہ بھی سامری نا
مرقوم ہے کہ جہان عمرو کا خون گریگا وہ زمین آباد نہو گی ناسور نے اُسی وقت طرف دشت زنگین
کوچ کیا منزلین طے کرتا ہوا جاتا ہے جرمدو پرند نے یہ خبر ملکہ مہرخ کو پہونچائی کہ ناسور زخمخوار
خون کا معاوضہ لینے آتا ہے ملکہ مہرخ نے کہا کیا افسوس کا مقام ہے کہ خواجہ عمرو کو افراسیاب
چالاک تلاش مین گئے ہین افراسیاب نے اس ساحر کو روانہ کیا کہ جسکا مثل ونظیر نہین برق تڑپ
سے اٹھا کہا آپ نہ گھبرائین مین اُسکی مشکین باندھکر لاتا ہون مخمور نے کہا ذرا سمجھ بوجھ کر جانا یہ بڑا سا
ہے اُسپر بیکایک ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ مشکل ہوگی برق نے کہا مین ابھی لیکر آتا ہون یہہ کہکر چلا پھرتا
ایک پہاڑ پر پہونچا سر اٹھا کر دیکھا لشکر ناسور فروکش ہے عقل سے سمجھ گیا کہ یہی لشکر ناسور کا ہے
اُترکر لشکر مین آیا دیکھا کنارے پر لشکر کے ایک جادوگر بیٹھا ہے پوجا پاٹ مین مصروف ہے برق
پاس گیا جھک کر سلام کیا ساحر نے پوچھا کون کہا حضور آپکے بھائی ہین نوکری کے واسطے آئے ہین
اسی جادوگر کو مار کر سامنے ناسور کے جاؤن باتین کرتے کرتے شراب مین بیہوشی ملا کر پیش کی
نے جام ہاتھ مین لیا چاہتا ہے کہ یہے وہان ناسور بیٹھا نقشہ دیکھ رہا تھا بے اختیار ہنس پڑا ساتھ
کہا میان برق آپہونچے جادوگر کو گرفتار کیا چاہتے ہین ایک ساحر جائے جلد گرفتار کرکے لائے
جادوگر تہمتن جادو مصاحب ناسور کا چلا یہان وہ ساحر جس کو برق نے جام دیا ہے یہ جام
مین لیے ہوے ہے برق اشعار پڑھ رہے ہین ہر مرتبہ فرماتے ہین لعشق سامری نوش فرمائے

قت اور ین ایستادہ ہونے لگین جلاد خنجر ہاے برہنہ لیے حاضر ہوے خواجہ عمرو فریاد کر رہے ہین کہ ای ملکہ
لہ مین نے آپ ایسی جادوگرنی نہین دیکھی امیدوار ہون کہ مجکو ملازم کیجیے خدمت اقدس مین حاضر رہونگا
ہون کو مارکر شہرون پر قبضہ کرادونگا یہ باتین سنکر ملکہ غزالہ کو بڑا لطف حاصل ہوا اسی پتلی کو پھر
ں سے نکالکر پوچھا کیون ای ہمشبیہ سامری عمرو میری اطاعت کرتا ہے تمھاری کیا راے ہی پتلی نے
پر ہاتھ رکھکر کہا ملکہ یہ ساربان زادہ بڑا مکار ہے اسکی بات کا کیا اعتبار ہے چاہتا ہے فقرہ دیکر آپ کو
لے یہ سنکر غزالہ بہت جھلّائی کہا ارے جلد میدان خونی کی تیاری کرو ہمشبیہ سامری نے عمرو کے
کا حال بتادیا اُسی وقت جلادون نے عمرو و چالاک کو کھینچ لاکر زیر تیغ بٹھلایا عمرو کا زرد بنا پھر کنا
نے دونون کی گردن پر کوئلے کا خط کھینچا خنجر لیکر کھڑا ہوا پکار کر آواز دی ای ملکہ حکم اول ہی سمجھکر دیجیے
و عیار ہے اسکے خون کے دعویدار بہت ہین غزالہ نے کہا جلد دونون کا سر کاٹ لے جلا خنجر کھینچکر چلا
نے سر اٹھاکر طرف آسمان کے دیکھا کہا ای کریم کارساز داے رب بے نیاز مدد کر اس بلا کو ہمارے سر سے
ر بلاک کر جو عمرو نے دعا کی باب اجابت وا تھا فوراً دعا قبول ہوئی ملکہ گلگونہ رنگین پوش
ن کو رہا کر کے تخت پر سوار اُڑی ہوئی جاتی تھین سر جھکا کر دیکھا خواجہ عمرو و چالاک زیر تیغ بیٹھے
جلاد قتل کیا چاہتا ہے یہ حال دیکھکر قلب تھرا گیا ہاتھ ہلادیا برق تڑپ کر گری دونون جلاد دو ٹکڑے
گئے گلگونہ نے پکار کر آواز دی او غزالہ مردود جادو مارا گیا ہمنے رہائی پائی اب افراسیاب
مارا جاویگا غزالہ نے گولہ مارا ملکہ نے کہا مین اسیر کیا سحر کر دن کچھ اشارہ کر دیا ساتھ والیون نے آواز دی
الہ تو نے غضب کیا ہماری ملکہ سے دشمنی کی چہار جانب سے کنیزون نے غزالہ کو گھیر لیا بلوہ کر کے گرفتار
ن کشان سامنے ملکہ گلگونہ کے لائین کہا حضور یہ گنہگار حاضر ہے گلگونہ نے چٹکی خاک کی اٹھاکر
غزالہ کے ڈالدی ہر سر مو سے شعلہ ہاے آتش نکلے غزالہ جلکر خاک ہوئی چار سے کنیزین غزالہ کی
ملکہ گلگونہ کے آئین عرض کی حضور ہمتو بیجا ہین ہمین معاف فرمائیے ملکہ گلگونہ نے اُن سبکو
سلام کیا خواجہ عمرو کو آکے رہا کیا چالاک کو بھی قید سے چھڑایا کہا آپ لوگ لشکر کو جلیئے مین بھی
وتی ہون خواجہ عمرو و چالاک روانہ ہوے بعد ان دونون کے جانے کے ملکہ گلگونہ اسیطرح
پر سوار ہوئین طرف لشکر اسلام کے چلین افراسیاب طرف سے خواجہ کے مطمئن ہے کہ مین پاس
دکے قید کر آیا ہون تا قید حیات وہان سے رہائی نہ ہو گی اس سوچ مین بیٹھا تھا کہ ناسوز رحم خواہ

اُسس کوہ پر لڑائی پڑی تھی کہ ایک طرف سے دھڑدکے کی شیر کے آواز آئی زمین تھرائی چا
ایک شیر قریب چالاک کے آیا چالاک نے چاہا تڑپ کر نکلجاؤن شیر نے گردن لی چالاک کو لپ
چالاک بیہوش ہوگیا بعد تھوڑے عرصے کے جو آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک باغ پر بہار ایک ساحرہ مس
ہی اُسنے پوچھا کیون چالاک مردود کے پنجے سے کیونکر رہائی پائی چالاک نے کہا مین نہین جانتا ک
کون تھا مین توراہ راہ جاتا تھا آپنے ناحق مجکو گرفتار کرلیا مین بیگناہ ہون جسدن سے مین ہوشر
آیا صحرا مین رہتا ہون باپ کے ساتھ نہین رہتا مانگ جانچ کے اوقات بسر کرتا ہون افراسیاب
کہا اگر وہ نا منصف ہی آپ ہمکو ملازم کرلیجیے عمرو کی مشکین باندھکر لائینگے مشہور رہے کہ مہتر قران
نہین ہوتے اُنکو گرفتار کرکے نہ لائین تو ہمارا نام نہین ملکہ غزالہ جادو نے کہا ساری فتور عمرو
برپا ہوئے اُس سے تو کیا لڑیگا تجھکو مین ابھی قتل کرون گی سرخدمت مین افراسیاب کی روانہ کرونگ
کنیزون کو آواز دی کہ خبر تو لاؤ زندان مردود پر کیا گذری چند کنیزین گئین روتی پیٹتی آئین عر
کہا ای ملکہ عالم قید خانہ ٹوٹا عمرو عیار قید سے چھوٹا قریب قید خانہ لاشہ مردود کا پڑا ہے اب تو
ساحر کی زبان پر یہی ہے کہ ہماری اقلیم کی آبرو مٹی اُسی کی ذات سے سب انتقام تھا یہ ذکر ہورہا
ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی ملکہ صرصر در دولت پر حاضر ہے ملکہ غزالہ نے حکم دیا بلالو صرصرا
غزالہ کو سلام کیا نامہ غزالہ کے ہاتھ مین دیا غزالہ نے پڑھا مضمون یہ تھا کہ ای ملکہ غزالہ
کمال کیا کہ چالاک کو پکڑلیا جلد اُسکو ہمارے پاس روانہ کرو غزالہ نے کہا ای صرصر تم چالاک کو
لیجاؤگی صرصر نے کہا بیہوش کرکے پشتارہ باندھکر لیجاؤنگی غزالہ نے کہا کیا مضائقہ ہے ای صرصر دہ
نخل سرسبز و شاداب ہی اُسکے سایہ مین ہوئے کے چلی آؤ پھر اسے لیجانا عمرو کو یقین کامل ہوا کہ اس نخل
مین جانے سے کوئی خرابی ہے بس باتین بنانے لگے غزالہ نے دیکھا کہ صرصر کو سایہ نخل مین جانے سے ا
شک تو ہو چکا ہے جھولی سے ایک پتلی نکالی کہا ای شبیہ سامری اپنا کمال تو ظاہر کر وہ پتلی شکل انسان
ہوئی قریب عمرو کے آئی عمرو نے چاہا ہٹ جاؤن قریب آکر ہاتھ اپنا اُسنے عمرو کے منھ پر پھیر دیا
روغن عیاری کا اُڑ گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی اسوقت ہوا کہ یہ عمرو عیار ہے صرصر کی شکل بنکر آیا تھا
نے کیا کمال کیا مگر ساربان زادے کا حال کھل گیا ملکہ غزالہ نے کہا او عمرو تونے کھیل سمجھا تھا کہ صرصر بنکر
کو لیجا دیگی بھلا ہم اسطرح قید حوالے کرتے یہ کہکر کنیزون کو آواز دی صاحبو طلسم ہوشربا بجگیا میدان خون گرا

کی اُمید کسکو تھی کیا خالق نے فضل — درد دل مین ای بتِ مہرو چمک کر رہگیا
ی صندلی رنگت جو مجکو یار کی — رات کو مین ہٹیون سے سر پٹک رہگیا
ن اُس گل کے یاد آئے جو عارض لالالال — قطرۂ خون چشمِ بلبل سے ٹپک کر رہگیا
ین نظارۂ عارض کے تڑپا اسقدر — دم رگون سے کھنچ کے آنکھون مین اٹک کر رہگیا
حجہ لطافت کی جو آئی ہجر مین — برمین دل مچھلی کی صورت سے پھڑک کر رہگیا
ی آوازے لاغر حد سے پاکر وہ مجھے — کچھ مری آنکھون مین کانٹا سا کھٹک کر رہگیا
ی تمثال کے یہ حسن کی شہرت اُڑی — آشیان مین طائر سدرہ پھڑک کر رہگیا
ق ہی نہین مجھسا زمانے مین کوئی — جو حسین آیا نظر بس دل پھڑک کر رہگیا

راز تک وہ سب اشعار عاشقانہ پڑھا کیے مردود نے پکار کر آواز دی ای ملکہ موسم تمکو حکم دیتے ہین
رت کو گرفتار کر کے ہمارے پاس لاؤ یہ کیا حرکات لغو کر رہے ہو ملکہ نے کہا حقیقت مین سچ کہتا ہے
رفتار کر کے ہمارے سامنے لاؤ یہ لائق سزا دینے کے ہے ملبوس چار ہزار جادوگرون کو ساتھ لیکر طرف
کے چلا ہر چند مردود سحر کرتا ہے کبھی ترنج و نارنج اُچھالتا ہے وہ سب بلوہ کر کے مردود پر ٹوٹ پڑے
گرفتار کر لیا جب مردود سحر کر کے تڑپتا ہے اُن سبھون کے ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے ملبوس نے کہا
ان مین سوزن دو مردود نے چاہا تڑپکر نکلجاؤن ملبوس نے گردن لی ہان ہین فرود کی سوزن
کشان سامنے گلگونہ کے لائے کہا حضور یہ گنہگار حاضر ہے ملکہ نے کہا قتل کرو ملبوس نے ہاتھ تلوار کا مارا سر کٹکر
کا گرا آندھی سیاہ اُٹھی برق چمکی رعد گرجا اُن سب یوالون کے بھی سر کٹکر گرے اب خواجہ عمرو ظاہر ہوئے
ہاتھ چوم لیے کہا ملکہ ماشاء اللہ کیا سحر کیا ہے ملکہ نے کہا آپ اب طرف لشکر کے چلیے میری بارہ ہزار کنیزین
انھین ہا کر کے ہمراہ لیکر آتی ہون مقام کا مفصل نام بتائیے خواجہ نے کہا پشتۂ رنگین حصار
لشکر کش ہے اُسی مقام پر آئیے خواجہ تو طرف لشکر کے چلے ملکہ نے راستہ بتادیا کہدیا اس راہ کے
ذ بائیگا ملکہ پر پرواز پیدا کر کے ایک جانب گئین لیکن اولان اول حال چالاک بن عمرو تحریر ہوتا ہے
الا جب قید خانے سے چھوٹ کر بھاگا خائف ترسان چہار جانب دیکھتا ہوا چلا کہ پھر گرفتار نہون ایک صحرا مین
ہو رہا آہو کالی کالی آنکھین گردش کرتی ہوئین اُس صحرا مین پھر رہے ہین چالاک اُن آہوون سے
ر بھاگین آہو پیچھے دوڑے تھوڑی دور تک گیا مگر اپنے بیچ مین سے آہوؤن نے نہ نکلنے دیا قبل اس کے

کیفیت انتظار میں عجب سرور ہے زمزمہ سرا تمام جانور زمرد کی منقارین مرجان کے پاؤن ملبوس نے سر اٹھا
دیکھا نسیم سحری معتدل چل رہی ہے نہ گرمی نہ سردی نہر دن کو سحر محبت کا جوش ہوجہ آب کو بیہوشی کا ہوش
نشۂ بادۂ محبت سے لڑکھڑاتی ہر بیلے غنچہ سے سر ٹکراتی عندلیبان خوشنوا کے جوش و خروش پہلوئے گل میں
پھولکر بیٹھی ہین اشعار عاشقانہ گا رہی ہین پھولون کو پکار پکار سنا رہی ہین **نظم**

کھینچگے صورت بلبل ہزار صحبت مین
اگلون کے دم کی ہے ساری بہار صحبت مین

مخل عیش کا کیا کام یار صحبت مین
عدو کا دخل نہ ہو زینہار صحبت مین

لگی ہین جانب در خود بخود مری آنکھین
یہ کس کے آنے کا ہے انتظار صحبت مین

نہ جب ہو سکین کچھ جسے خاطرین انکی
انھین بلا کے ہوا شرمسار صحبت مین

ہین رند ہون مجھو کیفیتون سے مطلب ہے
چلے شراب شب وصل یار صحبت مین

چنے ہین کشتیون کیون شراب کے شیشے
یہ کون آئے گا پروردگار صحبت مین

کسی کے سر سے دوپٹہ ہٹا ہی جوا ی دل
بسی ہے نکہت مشک تتار صحبت مین

ذرا حضور ادہر بھی ملاحظہ ہو جائے
ہین جمع دید کے امید وار صحبت مین

نگہ بہ در نور کو دل کی طرح جو پہلو مین
سما ہوا ور تمہارا وقار صحبت مین

یہ اشعار عاشقانہ جو ملبوس نے سنے جھومنے لگا پلٹ کر اپنے ہمراہیون کی جانب دیکھا سب جھوم رہے
سیر صحرا دیکھکر مست تھے پکار کر آواز دی اے ملکۂ عالم ہم سب غلام ہین چاہتے ہین کچھ دنین گلشن جانان
معروف رہین ملکہ نے ہنسکر کہا تم ہمارے کیسے چاہنے والے ہو مردود ہمارے قتل پر آمادہ ہو کر آیا ہے
سر لیکر آؤ ہم تمہارے ساتھ ہین عندلیبان خوشنوا کی جانب دیکھکر آواز دی کہ سوائے پہلوے گل مین بیٹھے
کچھ اور بھی آتا ہے عندلیبان زمزمہ سرا شاخہائے گل سے اڑین ان چار ہزار جادوگرون کے چرخ مار اجتہاد
پڑا جھوم گیا کوئی پکارتا ہے اے ملکہ عالم ہم تو غلام حلقہ بگوش ہین خوف اسے اس بجلی کے خاموش ہین بعضے جور
ہین بعضے لیسنے لیسنے یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہین **اشعار**

داغ فرقت برق کی صورت چمک کر رہگیا
آگ کا شعلہ سا اک دل مین بھڑک کر رہگیا

پرتو خال رخ پر نور شام زلف مین
کرمک شب تاب کی صورت چمک کر رہگیا

کس نہال حسن کی آمد تھی جو گلزار مین
فرط شادی سے ہر اک غنچہ چٹک کر رہگیا

گا جاتا تھا صحراے آہوان مین پہونچا غزال جادو نے گرفتار کر لیا یہ بھی عرض کردن کہ آپ کس
مین قید ہوے قنطور جادو کو آپ نے مارا ناسور زرخمخوار اسکا بھائی آئیگا سبکو پکڑ لیگا بحول و قوت
ہم وقت پر پہونچینگے خواجہ نے پوچھا کہ ای ملکۂ عالم تمھارا نام نامی و اسم گرامی کیا ہے یہی مرتبہ
یل تکو لاغنچہ آرزو دکھلاکہ بزرگان دین نے خواب مین آکر ہدایت کی یہان تو یہہ ذکر ہے اس نازنین نے
اپنا گلگونہ رنگین پوش تبلایا اور کہا خواجہ سب حال میرا تپر ظاہر ہوگا خواجہ دگلگون جانے
ن کہ نکلین اب حال مردود ملعون کا تحریر ہوتا ہے یہ اپنے مقام پر بیٹھا ہے شراب خوار ہی مین مصروف کہ یکا یک
یا کہا یارو غضب ہوا کاؤس مارا گیا ساتھ والون نے کہا آپ کو کیونکر ثابت ہوا کہ کاؤس مارا گیا کہا
ت احمر کا دانہ جو میرے گلے مین پڑا ہے یہ سیاہ ہوگیا اگر ٹوٹ جاتا بہتر ہوتا اب مجکو جاکر دیکھنا چاہیے
یا معرکہ ہوا زندانخانہ تنگ و تاریک میرے قبضے مین ہے اسکی خبر لینا واجب و لازم ہے یہ کہکے بہ غیر
ب تام اٹھا چند ساحر ہمراہ چلے بیچھے تنا تنا بندھا ہوا ہے یہ بھی مردود کے منھ سے نکلگیا کہ خدا سامری
شید خیر کرین ملکہ گلگونہ کئی سال سے قید ہین ایسا نہ ہو ساربان زادہ وہان پہونچ جائے تو شہنشاہ
ے لال پہونچینگے سامری نامے مین مرقوم ہی ہر ایک کو یہ راز معلوم ہے کہ اگر ملکہ گلگونہ رہائی
ی اسکے مان باپ راز دار طلسم ہین انکی بھی رہائی کی صورت ہوگی ہم شہنشاہ سے کہا کرتے تھے
و قتل کیجیے انھون نے ہمیشہ یہی فرمایا کہ میری اسپر جان جاتی ہے مین کیونکر قتل کرون ایسے ہاتھ
سے لاؤن آخر انجام کچھ ہوگا یہ کہتا ہوا چلا یہان خواجہ دگلگون مکان سے نکلے ہین کہ آندھی
لی گلگونہ نے کہا خواجہ ہٹو مردود آتا ہے خواجہ تو گلیم اوڑھ کر الگ ہوئے سیاہ آندھی شق
دیکھا مردود مثل شعلۂ جوالہ آتا ہے وہین سے للکارا او گلگونہ غضب کیا قید سحر جسم سے دور کی دیوانہ
ار دنگا ساربان زادے کو لشکر سے پکڑ لاؤنگا بی چہرخ و مبارک کیا کر سکتی ہین گلگونہ نے گاتی
ی پکار کر آواز دی او نمکحرام شہنشاہ لاچین کو تم سبھون نے مکر قید کیا یہ بدعت بالا بالا نہ جائیگی مردود
ن پہ آیا چار ہزار جادوگر اسکے ساتھ تھے اشارہ کیا یارو سب ملکہ ملکہ کو گرفتار کرو گلگونہ نے مسکرا کر
جیا تو خود آملبوس جادو کہ سبکا افسر تھا سحر کرتا ہوا بڑھا ملکہ مسکرائین غنچۂ دہن ہوا گل سحر نے اپنا
ایا گورے گورے ہاتھون کو ہلایا کہا کیون صاحبو ہمنو تمھارے مشتاق ہین یہ بھی نیرنگ ہے ملنے کے اتفاق مین
کیون دشمن ہو دیکھو صحراے پر بہار ہے نسیم چمن بادۂ صحبت سے سرشار ہے ہر گل کو کٹورہ شراب شبنم سے معمور ہے

شب وصال مجھان سحر نہین ہوتی — سوائے صبح گلو کچھو خبر نہین ہوتی
نگاہِ یار دون کی خاطر یہ قید بند آنخ — کچھو اپنے درد نظر پہ نظر نہین ہوتی
یہ رنگ کھلگیا پھولون کی بند مٹھی سے — حسین مین ہمت تقسیم زر نہین ہوتی
وہ کون لوگ ہین جو ساتھیون کو چھوڑتے ہین — وبال دوش کو گرد سفر نہین ہوتی
شب فراق مین دست جنون سے لیجیے کام — بغیر چاک گریبان سحر نہین ہوتی
وہ کون ہین کہ جو فرقت مین برسون جیتے ہین — یہان تو عمر دو روزہ بسر نہین ہوتی
جگر پہ چلتے ہین خنجر خیال ابرو مین — سیاہی شب ہجران سپر نہین ہوتی
نسیم صبح کے ہمراہ دل روانہ ہی — امید زیست ہی جب تک سحر نہین ہوتی
بشر سے بنتی نہین جب طبیعت آتی ہی — کچھ اپنے دل سے بدی جلوہ گر نہین ہوتی
جلینگے ہم بھی جہان تک جلائے جا ظالم — یہ شمع آہ ہی گل عمر بھر نہین ہوتی
یہ آسرا ہے کہ پھر کر تو دیکھ لے شاید — تری نگاہ سے قطع نظر نہین ہوتی
صفیر بے ہنری سیکھو لو جو سیکھو سکو — کہ اس زمانے مین قدر ہنر نہین ہوتی

اسطرح ان اشعار کو رو رو کر اُس نازنین نے پڑھا کہ عمرو کا دل دُکھ گیا کہا اے ناز
اپنا حال مفصل بیان کر دان حالات کے سننے کی دل مین طاقت نہین ہم بھی گرفتار غم
ہین ایسا نہو مردود ملعون آجائے اُس نازنین نے کہا پہلے یہ فرمایئے کہ آپکا نام نامی سر برندہ
درپش تراشندہ کافران سالار فرار خواجہ عمرو نامدار ہی عمرو نے گھبرا کر کہا آپ کو میرا نام کیو
ہوا اُس نازنین نے کہا ہمین سالہا سال اس زندان مصیبت مین گذرے بزرگان دین
خواب مین آکے جمال جہان آرائے صاحبقران دکھایا آپ کا نام نامی بتایا یہ بھی فرمایا
خواجہ عمرو کے اہتمام پر کوئی نہین آسکتا اور ہمنے بھی اتنے عرصہ مین دیکھا کوئی یہاں
آپ قفل کاٹ کے آئے دل کو یقین کامل ہوا کہ شہنشاہ عیاران آگئے عقل سے سبب تغیر
ہوتی ہین یہان بیٹھے بیٹھے جملہ امور سے آگاہ ہوئی زبان سے سوزن نکالیے مین قید سے رہائی
عمرو نے خود زبان سے سوزن کو نکالا اُس نازنین نے ابرو ہلا کے مارا سیاہ جسم سے
گلنار رنگ ہوگئے قید بدن جاتا ہوئی کہا خواجہ ایک خبر اور آپ کو دیتی ہون کہ چالاک اہ مین یہ

بقول شاعر شیرین کلام نظم

…ش چشم سے سرے کا ضرر کیا ہوگا	دیکھ لوگے جو ادھر ایک نظر کیا ہوگا
…ھی اپنے دل بیتاب کو سنبھالینگے	پھیر لے ہمسے وہ بے دید نظر کیا ہوگا
…ق اس رشک مسیحا کو سلامت رکھے	مین اگر جان بھی دونگا تو ضرر کیا ہوگا

…و مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان طوق گلوگیر زبان مین سوزن سر نگون کلیجہ خون آنکھون سے
…و جاری عین جوش پر بیقراری ان آنکھون کی کیا صفت کہون کیا خوب مطلع یاد آیا بعینہ مضمون
…ے نظیر ہی صاف صاف تقریر ہی مطلع جینے نہ دینگی آنکھین تری مہ لقا مجھے ٭ ان کھڑکیون سے
…انک رہی قضا مجھے ٭ دیگر زلف عنبر برمہ رویت تیرہ شب است و وادی موسیٰ ٭ جامہ
…رم در کف عشقت دامن یوسف دست زلیخا ٭ آنکھون سے جو آنسو جاری ہین صاف ثابت ہی
…شاطہ تقدیر نے موتیون کا سہرہ چہرۂ زیبا پر آراستہ کیا ہی اگرچند اشک گہر رشک سر مژگان پر
…سکر رہگئے صاف ظاہر ہوا کہ تیر تھے آبدار ہی بھی پیدا کی بقول شاعر بیت تیر نگاہ مست تو
…ی کجا نشست ٭ بر گل نشست و خوب نشست و بجا نشست ٭ دیگر مطلع مصنف مطلع
…ژگان رہزن نگاہ یار بھی خنجر ہی ٭ ہر اشارے مین ہمارے قتل کی تدبیر ہی ٭ ملول و غمگین سر
…جھکائے بیٹھی اپنے حال زار پر بلک بلک کے رو رہی ہی عمرو حیران جمال و محو دیدار ہو گیا
…یہ دراز تک صورت زیبا کو دیکھا کیا اُسکے حال زار کو دیکھکر قلب تھرا گیا دل سے عمرو نے باتین
…ہا ہی کہ ایسی معشوق خوشرو و خوش خو پر یہ مصیبت اُس نازنین نے بہ نگاہ یاس سر اُٹھا کر طرف خواجہ دیکھا غنچہ
…ن وا کیا گہر ریزی زبان معجز بیان سے فرمائی کہ کیون اے شخص میرے حال زار کو کیا دیکھتا ہی کاتب قسمت نے
…ت قدرت سے جو کچھ صفحۂ پیشانی پر تحریر کیا ہی وہ بہر نوع پیش آتی ہی ہمارے حال زار پر ناحق کو حیرانی ہی
…ن اے شخص تو یہانتک کیونکر آیا یہ وہ مقام حسرت انجام ہی کہ ہوا بھی نہین آتی اگر کبھی کوئی
…ونکا آیا ایسا گرم تھا کہ اعضائے نحیف و ضعیف کو جلا دیا ہوا کی ہوا بند ہی اور زیادہ بربادی ہوئی
یہانتک کیونکر پہنچے عمرو و جلاد و نگہبان ہمارا ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست ہر وقت
…ت بر کمر باندھے رہتا ہی کوئی نقشہ تیار کر لیا ہی ہر وقت بیٹھا ہوا دیکھا کرتا ہی کسکی مجال ہی کہ
یہانتک اور بقول کسی شاعر کے کیا خوب فرمایا ہی نظم

درد ناک سنکر دل بقرار ہو گیا حیران تھے کہ یہ کون درد رسیدہ آفت کا مارا بلک
رہا ہے کبھی آواز آتی ہے کہ اے آسمان کے خدا اے نادیدہ مین نے تیری وحدانیت کا اقرار کیا
صدمات مصیبت نہین اُٹھتے حکم دے ملک الموت کو کہ آکے میری قبض روح کرے یا
رہائی کے حکم دے اب بہت بقرار ہون تو مدد کر اس بلا کو میرے سر سے رد کر

خدا است خالق و رزاق جملہ مخلوقات	خدا موجود ایجاد جملہ موجو
بگیر گوشہ و فارغ ز رنج و راحت باش	کہ دار فانی دنیا ست مسکن آفا
تو عاقلی و تسوی بے تمیز مد افسوس	تو آدمی بکنی کار وحشیان ہیہا
مباز بازی ناحق در جہان ہر دم	کہ وقت مرگ بہر بازی تو آید
تلاش حضرت حق کن بہ دار خود بہ ہمی	مرو بنجانہ دیگر برائے تحقیق

ور کبھی آواز آتی ہے جن بزرگون کی صورت زیبا خواب مین دیکھی ہے اُنکے جمال جہان آر
اب تو قوت و طاقت نے جواب دیا عمرو نے بقرار ہو کر سوہن پاس سے نکالا خوف دل مین گ
کہ ایسا نہو مردود ملعون آجائے قفل کا ویس کی خبر اُسکو ضرور ہوئی ہوگی ولمین یہ خیال آ
ہجوم غم و ملال مگر قفل کاٹ رہے ہین بہت جلدی ہے کہ قفل کاٹون دیکھون یہ کون
جب عمرو نے قفل کاٹ کر دروازہ کھولا ایک برق چمک گئی کہ آنکھین خواجہ کی
نگاہ کو قائم کر کے بغور دیکھا ایک نازنین مہ جبین آفتاب جمال خورشید مثال عارض نور رشک
سیمبر دہن تنگ حقہ گوہر یا مثل غنچہ گل ترابرو دے خدا کھنچی ہوئی تلوار لبون مین مسیحا
رعنائی زیبائی ایک ٹوٹا ہوا تاج سر پر ڈھلکا ہوا لباس بوسیدہ زیب جسم صاف ظاہ
مصری و بد و رنج کے پیرہن مین یا چاند گہن مین بسبب ترقی رنج و ملال پیشانی پر جھر
ہو مین کیون خاموش ہون منھ ور یا حسن سے مثال دون نادیان کا بھار حباب دریا نور کہ
معکوس ہین بقول شاعر فردی کرتا ہے اشارہ کوئی اٹھا جو ین ٹیلون ابھر کے مین محل یا ابھر
زلفین عنبرین پر بلا پریشانی آئینہ رخسار پر نور حیرانی شکم صاف و شفاف کو دریائے
یا تختہ بلور سے مثال دون تشبیہ کمر مین خود گم ہون عدم کیونکر کہون طائر عنقا سے مثال
شکم کو دریائے نور کہا آئینہ دریائے نور مین اقبال آگیا قتل عاشقان پر کمر جست جلا دکنو

ئی جادوگر لینا لینا کہکر دوڑے عمرو نے خیال کر کے دیکھا جیسے الکن کے مرنے سے ہزار ہا جادوگر
لے تھے اب چند کس گھبرائے ہوئے لینا لینا کہکر دوڑے عمرو نے کسی کو چابک مار کسی کو حلقۂ کمند مین
پھنسایا ایک جادوگر سیہ فام بدانجام یہ کہتا ہوا دوڑا او ساربان زادے تو نے زندان تاریک مین آکر
ت برپا کر دی میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا منم لرزان جادو جبکے سنے چلتا ہی تو زمین کانپتی
صاف ثابت ہوتا ہی کہ زلزلہ آیا جب وہ تیغہ لیکر دوڑا خواجہ نے بھی سپر و شمشیر ہاتھ مین لی کہا
نامرد کیا مین تجھ سے ڈرونگا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا خواجہ نے خم ہوکر خالی دیا پکار کر آواز دی سر کا
کاٹ لے لرزان جادو سمجھا کوئی میری پشت پر آگیا اُسنے منھ پھیرا خواجہ نے ہاتھ مارا لرزان کا دو
لے دو ٹکڑے ہوے صداے گیر و دار بلند ہوئی خواجہ نے دیکھا زمین شق ہوئی خواجہ لڑکھڑا کر گر
دیکھا ایک مکان لوہے کا بنا ہوا اُسپر ایک بڑا قفل لگا ہوا اُسمین سے آواز کراہنے کی آتی ہی کوئی
در رسیدہ جفا گردون کشیدہ بصداے نحیف و ضعیف یہ اشعار عبرت آثار اُسی بیقراری مین پڑہ رہا ہی اشعار

یون یہ نالے پس تخت دل شیدا نکلے — جیسے تابوت کے پیچھے کوئی روتا نکلے
ہاے کیون روکے مرے گھر سے اجا نکلے — اشک کے ساتھ مرے پارۂ دل کیا نکلے
ہاے رے وصل کی لذت کہ جو ٹپکین تو بھی — زخم دل کا نہ مرے ایک بھی پھاہا نکلے
جلوۂ برق تجلی نے کیا خاک سیاہ — طور کی اب نہ خبر لینے کو موسیٰ نکلے
دل لگی کے لیے دی مجھکو زبانی تسلین — جسکو ہمراز بنایا وہی جھوٹا نکلے
یار سے عالم ارواح مین تھے ہم مانوس — راز دل اپنے بہت روز کے افشا نکلے
ہم بھی کچھ کہتے ہین جب چھیڑ لیے ہین ہمکو رقیب — تشکل نے ہم لب اغیار سے گویا نکلے
چھپے بلبل کے تھے تعجب خیز آج — لو تصور مین تمھارے لب گویا نکلے
ہدہد شوق نے پہنچایا نہ وان تک نامہ — حرف مطلب کے نقوش پر عنقا نکلے
سوچتا ہون صف محشر سے کہان لیجاؤن — واے رسوائی اُسی دن ترا وعدہ نکلے
تین غیر وہی گرد ہے اشارے کیا خوب — اور اشارے بھی وہ ہین جنمین معما نکلے
ام الفت کا ڈبونے لگے یہ اشک صغیر — جنکو اک قطرہ مین سمجھا تھا وہ دریا نکلے

کہ خواجہ خود مصیبت مین مبتلا تھے ایسے قید خانے مین مصیبتین اٹھا رہے ہین لیکن یہ صدا

تھا میاں مردود کہے بھی جو نہ لگایا ہوتا وہ تو بڑے ہوشیار ہیں انھوں نے سحر کر رکھا تھا جب ایسے زہر پلائی جام ٹوٹ گیا انجام بخیر ہوا اُسکو قتل کیجیے میں حضور خونی کا ساتھ نہیں دیتا میں آپ سے وہ حال کہدیا جب آپ نے پیا مہربان ملا تو میں کوئی بات کیوں چھپاؤں حضور بزرگوں سے سنتا رہا کہ سچ بولنے میں آدمی کے منھ پر رونق ہوتی ہی میں جو رہے تو چھپا کر دو چار کوڑیاں جمع کر لیجیے مگر میں قید سے چھوٹ جلوں تب گھر پہونچونگا جو لیٹ لپٹ کر رونگی تمام محلے میں بلا ڈرتے ہاں تو ڈرتا ہاں نغایب ہو گیا تھا سب گھو سے نیل ماتر آئینگے یہ کہکر خوب ٹھسکے دیدے چار شعار گانے

یوں مرے گھر سے الٰہی شب یلدا نکلے	جسطرح صبح کو بیمار کا صدقا نکلے
ساقیا رند بہت زور دن پہ ہیں آ نکلے	آج تو کوئی اُبلتا ہوا شیشا نکلا
مثل یوسف ہو کو بازار میں آنا کیا تھا	کیا ہو کوئی جو خریدار تمھارا نکلا
یہ ہمیں ہیں کہ محبت میں لہو روتے ہیں	کہیں دیکھا ہی کہ آنکھوں سے تمھارا نکلا
چاندنی روزن در سے جو شب ہجر آجائے	جگنو بن کے مرے گھر سے اُجالا نکلا
سحر وصل ہی جاتے ہیں وہ گھرا کر دل آہ	دم جو ایسے میں نکل جائے تو اچھا نکلا
وہ جہاں دستے ہوں ایذا یہ جو ہو بچے ایذا	نہ کبھی منھ سے مرے ایک کا شکوا نکلا
کل اُنھیں میں نے کہا تھا کہ تمھیں دل دونگا	آج ہی کرتے ہوے گھر سے تقاضا نکلا
ہم وہ ہیں آگ میں طوفان الم میں نہ رُکے	صورت موج رواں کاٹ کے دریا نکلا
ہم بھی آمادہ ہیں نوک سر مژگان کی قسم	آپ سے یہ چھیڑ کلتی ہی تو اچھا نکلے
کھل گیا خانہ بر انداز ہوں حال اپنا ظفر	باندھو کر جب در دلبر کا ارادہ نکلا

اسطرح یہ اشعار خواجہ نے چمک چمک کر گاکے سنایا بھی کیکاوس بہت خوش ہوا خواجہ نے کہا غریب کے پاس آدیہ ایک ڈبہ چاندی کا ہی اُسکو لے لیجیے جو کچھو اسمیں ہی بخوشی میں نے آپ میرا ہاتھ کھول دیجیے کاوس نے خواجہ کا ہاتھ کھولا اب تو خواجہ نے باتیں کرتے کرتے ہتھکڑ بیڑیاں کاٹیں کاوس نے ڈبہ جو کھولا بیہوشی اُڑی کاوس بیہوش ہو گئے گرا گرتے گرتے خواجہ نے حکم چالاک قصہ چالاک کی بھی ہتھکڑیاں بہ تعمیل کاٹ دیں کہا ارے کمبخت بھاگ جا نکلکر ایک جانب بھاگا عمرو نے دیکھا مرتے ہی کاوس کے اندھیرا ہوا صدائیں مہیب آنے لگیں مکا

تھ والون سے کہا یارو عمرو قید خانے مین ہی ایسا نہو کہ فتور برپا ہو الکمن مع زوجہ
مار اگیا ہی کاؤس جادو تم جاؤ بعد آٹھ پہر کے دو روٹیان خشک ایک آبخورہ پانی کا پہنچاو
کرنا کاؤس اُٹھ کر چلا اُس مکان مین آیا جہان خواجہ وچالاک قید مین جیسے ہی کاؤس
در آیا خواجہ نے جھک کر سلام کیا کاؤس نے دیکھا ایک قیدی دُبلا پتلا بہت مودب ہی اُسنے
سلام کیا کاؤس نے کہا ای شخص تو تو بہت غریب معلوم ہوتا ہی کس جرم پر قید ہوا خواجہ رونے لگے
ای شہنشاہ ساحران آپ کیا پوچھتے ہین زبردستی مجھ غریب کو قید کیا ہین آپ کا نمکخوار ہون
نے آیا کوئی دشمن بگڑ گئی خفگی ہوئی صبح کو حکم ہوا قید کردو ننھے ننھے بچے میرے بھوکون مرتے ہونگے
ن اکیلا گھر کا کمانے والا جورو خوش مزاج خدا اُسکو سلامت رکھے مین تو اُسکا شوہر ہون کبھی اہل محلہ
دل نہین دکھایا دل صاف باانصاف تڑکے سو کر اُٹھے منھ ہاتھ دھویا چار انگلیان مسی کی لگائین
اُجلے کپڑے پہنے دروازے سے باہر جا کے محلے مین جس کسی کا دل چاہا کام کاج کر آئی تمام گھرون مین ذکر
ہوتا ہی کہ کائن کیا اچھی ہی جو کوئی عورت گھر پر آئی اُس نیکبخت نے بلا تکلف بلا لیا مجھ سے آکر کہا میان کہ
جاؤ گھر مین ایک بی بی آئی ہین مین انکا پائجامہ بُونت دون یا فلان کا کام کر دون جورو جو وہ
لیا محلے والی کا بھی مطلب پورا کر دیا مجھ سے ہمیشہ محبت رکھی کسی کے دل کو رنجیدہ نہین کیا اب وہ
بھولی عورت کیسی تڑپتی ہوگی محلے مین جا کر منھ ڈھانک ڈھانک کے روتی ہوگی یہی کہتی پھرتی
ہوگی کہ میرا بھولا شوہر غائب ہو گیا مین یہان پھنسا بیٹھا ہون اگر جانتا اس مجرے کو سلام کر اسطرح خواجہ نے
در و کر یہ حال بیان کیا کہ کاؤس کانپ گیا جیمین کہتا ہی بڑی بدعت کی بات ہی ایسے غریبون کو قید کیا
ی باتین کر رہا ہی کہ کلیجہ منھ کو آتا ہی کوئی اپنی زوجہ کا اسطرح حال بیان کریگا جسطرح اُسنے بیان
یہ قوم کے ڈوم ڈھاڑی دو پیسے زیادہ دیدیے خوش ہوگئے انکا قید کرنا کیا کاؤس نے پوچھا
ے میان تمھارا نام کیا ہی کہا حضور سارے شہر مین مشہور ہی تان توڑ خان حضور سنین تو حال معلوم ہو
ب مجھکو قید سے چھڑوا دیجیے آپ کو بڑا ثواب ہوگا آج سے ہرگز کہین مجرے مین نہ جاؤنگا جو روٹی
تی ہی وہ کمائیگی شام کو نمک تیل خرید لاؤنگا جو کچھ پک جائیگا سر جوڑ کر کھا لیا کرونگا کاؤس نے
یہ دوسرا شخص کون ہی خواجہ نے کہا اسکا نام نہ پوچھیے یہ بڑا مکار ہی سنا ہی جادوگرون کو مار ڈالتا ہی
ا عمرو عیار ہی یہ اُسکا شاگرد ہی یہ نگوڑا خونی جادوگرون کو مارتا ہی کسی عورت کی شکل بنکر آیا

چالاک نے کہا صاحب ہمنے تمہاری محبت مین یہ کام کیا تمہین ہمسے پوچھتے ہو وہ چاہتا
دست اندازی کرے ہمنے اُسے مار ڈالا اب یہ سر حاضر ہی تم کاٹ لو مردود اس بیان پر
کہا ملکہ عالم بڑا احسان کیا اُسکو بڑا دعوی تھا کتے کی موت مارا گیا چالاک خاموش ہو رہا
اب مردود نے گلنار نعلی کے واسطے تخت سحر تیار کیا لیکر طرف اپنے قصر کے چلا
چالاک سکے سرکار ذکر کرتا ہوا چلا آتا ہی کبھی کہتا ہی کیون صاحب جس عیار کو تمنے قید کیا تھا اُسکا کیا
مردود نے کہا وہ بلا سے رذرنگار رہی قید خانے مین بیٹھے بیٹھے زن و شوہر کو مار آئین گلے مین
مالا پہنے تھا ایک معتی اسمین سے خود بخود لوٹ گیا مین سمجھا کہ کسی نے میرے رفیق کو ملا سحر کرکے
غرق ہو کر پہونچا جا کر عمرو کو پکڑا پھر اسی طرح قید کردیا مگر بڑا مکار ہی جب مکان پر آیا اور
کو مہربان پایا شراب کا چرچا نکالا چند شعر بھی گائے مردود خود بلبلایا ہوا تھا شراب کا
کہا لیجیے حاضر ہی چالاک نے بہ تعجیل جام بھر الگ کائی سے پڑیا بیہوشی کی ملائی جیسے ہی مرد
ہاتھ مین لیا خوشی خوشی چاہا پیجاؤن ایک تڑاقہ ہوا شراب شعلہ بنکر اڑ گئی جام ٹوٹ کر گرا مرد
ارے تو کون چالاک نے سر جھکا لیا مردود نے بہ نگاہ قہر دیکھا رنگ و روغن عیاری کا جل کے
اصلی ظاہر ہوئی چالاک کو گرفتار کرلیا معلوم ہوا کہ یہ عمرو کا بیٹا ہی اپنے باپ کو رہا کرنے
مسلسل و مطوق کر کے کہا اسے بھی اسی مکان مین لیجاو یہان خواجہ عمرو وہی قید خانے مین
کہ زنجیر کے غل کی آواز کان مین آئی اب دیکھا خواجہ نے کہ چالاک بندھا ہوا چلا آتا
آیا قلب تھرایا یہ جادوگر لیکر آیا تھا وہ تو چالاک کو چھوڑ کر چلا گیا خواجہ نے کہا ای فرزند
چالاک نے سب کیفیت بیان کی کہ کوہ زنگار نگ پر یہ اُفتاد پڑی یہان جام ٹوٹ گیا
کر لیا غلام دو دن سے اسی فکر مین تھا گلنار بنکر سب کو تسخیر کیا تھا اُسپر یہ فتور برپا ہوا
بڑا افسوس کیا کہا بیٹا بڑا کام کیا تھا ہماری تقدیر مین رہائی نہ تھی عجب طرح کا شعبدہ ہی کہ
زنگن کو مارا یہ مکان گر پڑا جب مین گرفتار ہوا اسی مکان مین آکر قید ہوا معلوم ہوتا ہی کہ یہ
تماشہ شعبدے کبھی نگاہ سے نہ گذرے تھے افراسیاب کے یہان صدہا مرتبہ قید ہوے کبھی یہ رنگ
عجائب و غرائب یہان نظر آئے خیر جو تقدیر مین ہو ہم جانتے ہین یہان تھا لیکر آ
پروردگار سے وعدہ ہی آئندہ جو مرضی اُسکی مردود جادو کو تو ہر وقت خیال ہی جب چالاک

جان توڑ توڑ کے گائے بے نمک کی صحبت کی شراب و کباب کا چرچا کر شہسوار نے
دی ارے گلابیان شراب کی لاو کنیزین شراب و کباب لائین چالاک نے بہ چالاکی

سب مین بیہوشی ملائی یہ چند اشعار عاشقانہ مضمون شراب گانے اشعار

غیر کے ہاتھ مین شراب ہی آج / رشک سے دل مرا کباب ہی آج
روے جانان جو بے نقاب ہی آج / شرم سے زرد آفتاب ہی آج
روز یہ غل ہی اس خرابے مین / اسکا کوچہ اُسکا پا تراب ہی آج
ہجر مین جاؤن کیا مین دریا پر / تیغ ہر ایک موج آب ہی آج
اے صنم روز عید قربان ہے / ذبح کرنا مرا ثواب ہی آج
کل تو بوسے پہ بوسہ دیتے تھے / جان کس کا تمھین حجاب ہی آج
یہ مرا دود آہ چھایا ہے / آسمان پر نہین سحاب ہی آج
نورکس گل کے ساتھ سویا ہی / کہ پسینا ترا گلاب ہے آج

ر جلکے اشعار گا کر شہسوار کو جام شراب پلایا اب تو چالاک نے دورہ باندھ دیا کنیزون کو پلانا
ع کیا سب پی رہی ہین کہ ملازمان مرود یہ حال دیکھکر بھاگے آکے مرود سے بیان کیا کہ شہسوار
ق ہو کر بیٹھا ہی شراب چل رہی ہی وہ نازنین بھی خاموش بیٹھی ہی یہ سنتے ہی مرود جلگیا
بھی جا کر آگ لگا دونگا غلامون اور کنیزون نے چاہا کہ ساتھ جائین مرود نے قبول نہ کیا کہا
لیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتا ہون ایسے ایسے لاف و گزاف کرتا ہوا چلا قبہ بارگاہ شہسوار تک
تھر آیا یہان وہ وقت ہی کہ شہسوار شراب پیکر نشے مین بلبلا تا ہوا اُٹھا چاہا کہ گلنار سے دست درازی
پاؤن کانپے لڑکھڑا کے گرا چالاک نے نعرہ کر کے خنجر مارا شہسوار کے دو ٹکڑے ہوے مرود نے
اپنی آنکھون سے دیکھا حیران تھا کہ یہ کیا ماجرا ہوا کڑک کے گرا اور کئی کنیزون کے سر اُڑ گئے
ہی منم مرود جادو کنیزین جو زندہ تھین وہ گر کے بیہوش ہو گئین مرود زمین پر آیا نظر
سحر کرون لے اڑون قریب آکر گلنار نقلی کے قدمون کو بوسہ دیا کہا اے ملکہ عالم میری تم پر جان جاتی ہی
ار کو ملامت اچھا کیا مین ہر وقت یہی دعا کرتا تھا بیت رقیب یار کے گھر کے قریب رہتا ہی
اسکو آئی وصال یار نہو لیکن اے جان جہان دلبر آرام دل مشتاقان تمنے شہسوار کو کیون قتل کیا

آنسو ٹپک پڑے کہا یارو کیا پوچھتے ہو آج ملکہ زنگین قبا کے جلسے مین جاکر ایک ملال
اُسکا حال بیان کرون جو کچھ قلب پر صدمہ ہی کس زبان سے کہون کیونکر خاموش ہون لط

دہن پر ہین اُنکے گمان کیسے کیسے — کلام آتے ہین درمیان کیسے کیسے
زمین چمن گل کھلاتی ہی کیا کیا — بدلتا ہی رنگ آسمان کیسے کیسے
تمھارے شہیدون مین داخل ہوے ہین — گل ولالہ وارغوان کیسے کیسے
بہار آئی ہی نشے مین جھوتے ہین — مریدان پیر مغان کیسے کیسے
عجب کیا چھٹا روح سے جامہ تن — لُٹے راہ مین کاروان کیسے کیسے
نہ مُڑ کر بھی بیدرد قاتل نے دیکھا — تڑپتے رہے نیمجان کیسے کیسے
نہ گور سکندر نہ ہی قبر دارا — مٹے نامیون کے نشان کیسے کیسے
توجہ نے تیری ہمارے مسیحا — توانا کیے ناتوان کیسے کیسے
دل و دیدہ اہل عالم مین گھر ہے — تمھارے لیے ہین مکان کیسے کیسے
غم و غصہ و رنج و اندوہ و حرمان — ہمارے بھی ہین مہربان کیسے کیسے
ترے کلک قدرت کے قربان آنکھین — دکھائے ہین خوش رو جوان کیسے کیسے
کرے جسقدر شکر نعمت وہ کم ہی — مزے لوٹتی ہی زبان کیسے کیسے

مصاحبون نے عرض کی غلامان دولت اس معمے کو نہین سمجھے کہا یارو ملکہ زنگین قبا نے ایک
تیار کیا ہی شعلہ جوالہ ایسی صورت زیبا تھی کہ مین دیکھکر مر گیا وہ بھی مجھسے راضی تھی مگر شہسوار
ذرا جاکر خبر تو لاؤ کہ شہسوار کیا کر رہا ہی مین وہین سے لڑ بھڑ کر لاؤنگا چند ملازم چلے میان شہسوار
نقلی کو اُٹھا کر اپنے مقام پر لایا چالاک متوجہ ہوا سے بیہوش ہو گیا تھا اُسے ہوشیار کیا
دیکھا چند کنیزین برے خدمتگزاری موجود ہین ایک باغ مین شہسوار لیکر آیا چپ سناٹے مین
یہ کیا ہوا الجولی تیہ ملیچکا تقاعر دو دکو مار کے قبلہ و کعبہ کو رہا کر لایا کیا ستم ہوا چپ بیٹھا ہی کہ
کہا اے جان جہان وائے آرام دل خستہ جان تمھارے واسطے مین نے یہ فساد برپا کیے یہ بھی تمھ
گھر ہی بیٹھکر چین کرو چالاک نے کہا خیر جو کچھ ہوا وہ مناسب ہوا ہم تمکو دیکھکر مائل ہوے تھے
جمشید نے اپنا فضل شریک کیا ہم بھی تمھین نہ چاہو راضی کرینگے یہ کہکر کہا دیکھو صاحب وہان بھی جلسہ

ن تو آپ سے راضی ہون شہسوار نے طرف مردود کے نگاہ کی پوچھا مردود نے کہا کیون شہسوار
بکو کیا خیال ہے جو میری جانب اسطرح دیکھتا ہے شہسوار نے کہا اصل کیفیت یہ ہے کہ جو ہمارے دلمین ہے
پ ادھر توجہ فرمایئے مردود نے کہا تو تو سفلہ مزاج ہے مجھے کسی بات کا خیال نہین شہسوار نے کہا
سفلہ مزاج ہے کہ آسمان پر برق چمکی ایک عورت کو دیکھا یہ ظالم بدانجام زمین پر آئی مردود کے پہلو
ن آکے بیٹھی مردود کو اُسوقت آنا اپنی معشوقہ مردود کا بہت ناگوار ہوا مردود نے تیور بدل
اکے کہا کیون صاحب میان شہسوار تم سے کیون تکرار کرتے ہین مردود نے کہا ابھی کان مقام کے صحبت سے
دونگا شہسوار نے کہا تیری کیا مجال مردود نے برق چمکائی شانے پر شہسوار کے پڑی شانہ اُسکا
انہ ہوا جب تو شہسوار اپنے مقام سے اُٹھا آواز دی او فاحشہ تو اپنے دل مین کیا سمجھی ہے یہ کہکر گولہ مارا
نے گولے کو کاٹا اپنے تھمتر زمین پر مارا برق گری لب شہسوار کا زخمی ہوا زعفران زعفران پوش
سوار کی عزیزدار ہے بگڑ کر اسنے کہا او مردود جادو اب تجھکو بڑا گھمنڈ ہے افراسیاب کے جو تیرے
ان لاکر عمرو کو قید کیا ہے ذرا سیر پھولا نہین سماتا اپنے آپ سے باہر مردود کہ کہا او زعفران
ہین کیا دخل ہے کیا کسی سے دبتا ہون یہ کہکر زعفران پر سحر کیا زعفران نے بھی سحر کیا اب تو سب
ہزادیان اُٹھین کوئی مردود کی طرفدار ہوئی کوئی شہسوار کی شریک ہوئی کنیزین بھی لپٹنا
اکہکر دوڑین ہزار ہا کنیزو نکے لاشے زمین پر گرے چالاک جاب کی کنارے لے آیا منصوبہ کسطرح سے
ردود جادو کو مارون کہ وہان قبلہ و کعبہ رہائی پائین کیا قلق ہوگا کہ رہا ہو کر پھر قید ہو گئے یہ کہکر اوج
اتھا کہ شہسوار کی نگاہ پڑی گلنار کنارے جا کر ٹھہری اسکو سوچا ہے مین نہونگا لڑائی موقوف ہو چلی تھی
جکر تڑپا اسطرح گرا کہ گلنار کی کمر مین پنجہ دیکر لیے اُڑا یہان ملکہ رنگین قبا نے جھپٹ کر کہا کہ صاحبو
شہنشاہ سے برباد کرونگی میرے جلسے مین خلل ڈالا میرے مکان پر فساد برپا کیا اپنے اپنے مکان
جایئے وہان جا کر مقابلہ و مجادلہ کیجیے یہ کہکر سب کو رخصت کیا ایک ایک سے بلوایا مگر شہسوار کو نہ پایا
ہوا شہسوار گلنار کو لیگیا ملکہ نے کہا صاحبو لیجانے دو وہ میرا عزیز ہے میری کنیز کو لیگیا سب
ردار اپنے اپنے مکان پر گئے مردود نے جو سنا شہسوار گلنار کو لیگیا جھلاتا ہوا اپنے قید خانے پر آیا دیکھا
ن اسی طرح بند ہے یاد معشوق مین جھومتا ہوا اپنے قصر مین آیا رفیق شفیق بیان موجود ہوئے
ان کی حضور کیسا مزاج ہے آج آپ کو بہت پریشان پاتے ہین مردود کا دل تو بھرا ہوا تھا آنکھون

جائداد ہو کہ بادشاہوں کو نصیب نہیں ہوتی زنگن حیران کہ آخر اسمیں کیا ہے خواجہ نے اشتہ
کیا کہ زنگن کا ڈبیا کے کھولنے کا ارادہ ہوا جیسے ہی اسنے ڈبیا کھولی اسمیں سے دھواں نکلا زنگن
ہو گر پڑی عمرو نے خنجر مارا شکم چاک تھا پاک جیسے ہی زنگن مری وہ مکان گر گیا جادوگر دو
عمرو نے نیمچہ کھینچا صاف ثابت تھا کہ یہ سب ساحر اسی کے ان کی دیواروں میں مخفی تھے مکان گر
ہی ظاہر ہوے عمرو نے کسی کو کمند ماری کسی پر بیہوشی اڑائی کسی پر جاب مارا جب کئی سو جا
قتل کیے زمین کانپی آواز آئی او ساربان زادے تو نے غضب کیا کہ میری زوجہ کو مارا منہ الگن چ
یہ کہکر اُسنے ایک دو ہتھڑ مارا کہ عمرو کے پانوں زمین نے پکڑ لیے الگن تلوار کھینچکر دوڑا کہ عمرو کا سر کاٹ
جیسے ہی وہ قریب آیا خواجہ کے ہاتھ قابو میں تھے فقط پانوں پر اسنے سحر کیا تھا عمرو نے
الگن لڑکھڑا کے گرا عمرو نے اسکو بھی خنجر مارا الگن کے مرتے ہی خواجہ نے دیکھا کہ ایک غبار ا
اندھیرا ہو گیا صدائیں مہیب کرنے لگیں اب عمرو خیال کرکے دیکھتا ہے کہ اپنا ہاتھ اپنے کو نظر
ہاتھ صدائے گیرودار آرہی ہے اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کسی نے ہاتھ پکڑ لیا کوئی پانوں تھا
زنجیروں کی جھنکار کی صدا آتی ہے بعد عرصہ دراز کے صدائے ہا ہو موقوف ہوئی اب خواجہ
دیکھا کہ وہی مکان اسی طور سے بنا ہوا ہے میں ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنے ہوئے بیٹھا ہوں ناظرین
کہ یہ معرکہ کیونکر ہوا مردود جادو چھت میں ملکہ زنگین قبا کے بیٹھا تھا بیٹھے بیٹھے گھبرایا گلے
کا مالا تھا اسمیں سے ایک موتی ٹوٹا جب موتی گلے کا ٹوٹا گھبرا کے مردود نے کہا غضب ہوا
عمرو نے فتور برپا کیا یہ کہکر موتیوں کا مالا زمین پر مارا اسی مالے میں سے موتی ٹوٹا تھا
ہی موتیوں کا مالا زمین پر مارا زمین شق ہوئی مردود جادو اسی زمین میں غائب ہوا
دیر کے پسینے پسینے زمین سے نکلا ملکہ زنگین قبا سے کہا عمرو نے غضب کیا زوجہ الگن کو مارا الگن
قتل کیا میں پھر عمرو کو قید کر آیا اسی طرح قید خانے میں قید ہے میرے دام مکر سے کب نکل سکتا ہے
قید کر لیا چالاک کے یہ سنکر ہوش اڑ گئے چالاک بے عقل گلنار ہے خوب خوبگا یا شہسوار شور انگیز
چالاک عاشق ہوا ہے اتنی نگاہ تھا اتنا ہی قصد کرتا ہے کہ لے اڑے جب مردود جادو نے یہ بیان
میں عمرو کو قید کر آیا چالاک نے چال کیا کہ قبلہ و کعبہ بڑے سخت مقام پر قید میں آئے یہاں آن بیٹھے بیٹھے
برپا کیا بڑا کسا عزیز دست ہے شہسوار شور انگیز سے اخبار دن میں کہا کہ مردود جادو مجھکو یہ

ر قید کیا خود آپ کرسی بچھائے بیٹھا رہتا تھا جب خواجہ کی آنکھ کھلی اپنے کو اُس مکان مین
یا اسقدر اندھیرا ہی کہ پردۂ ظلمت کہون یا بخت سیاہ ہجران یا شب فراق عاشقان عمر دراز
ب تو خواجہ ہر طرف نگاہ کے دیکھتے تھے اپنا ہاتھ اپنے کو نہین سوجھتا تھا جب نگاہ قایم ہوئی
یکھا ایک ساحر سیہ فام بد انجام بیٹھا ہوا جھوم رہا ہی و ہمہمہ بکتا ہی اوساربان زادے تیری موت
پیش ہی ناحق کا تجھے پس و پیش ہی کچھ عیاری کر تمھارے مکر کا مشتاق ہون خواجہ عمرو کیا
اب مین بیہودہ باتین سُناتا ہی کبھی غل مچاتا ہی کبھی نیرنگ سحر دکھاتا ہی کبھی زمین کو ہلاتا ہی شبانروز
واجہ کو اسی حال پر ملال مین گذرے آج دیکھا اسی کرسی پر ایک زنگن بیٹھی ہی سونٹا سیہ ہاتھ
ن کہ رہی ہی کہ اوساربان زادے آج ہمارے آقاے نامدار و مولاے قدرشناس مردود جادو بالاے
ہ زنگار رنگ جلسے مین تشریف لیگئے ہین سامری و جمشید اپنا فضل شریک کرین کہ صبح کو تشریف
ین تجھکو بخیر و عافیت پائین عمرو نے کہا اے مادر مہربان یہ کیا مقام ہی اس قید خانے کا کیا نام ہی
لگن نے کہا اسکو کوہ ویران کہتے ہین ہمارا بادشاہ مردود جادو یہان کا حاکم و ناظم ہی وہ آج
سے مین تشریف لیگئے ہین عمرو نے کہا اے مادر مہربان کوئی صورت ایسی بھی ہی کہ ہم رہائی پائین زنگن نے
ادے نگوڑے تیرے نام سے ساحر کانپتے ہین سامری نامے مین برائیان تیری لکھی ہین سامری
جمشید صاف صاف لکھ گئے ہین کہ عمرو کی کسی ساحر کے ہاتھ سے موت نہین ہی ہمارے بادشاہ کو
ظور ہی کہ تحریر سامری و جمشید کو مٹائین تجھکو ایسے مقام پر قتل کرین خطا تیری کون معاف کریگا عمرو
کہا اگر قیدی کے پاس مال و اسباب ہو وہ کون لیتا ہی زنگن نے کہا وہی جلاد لیتا ہی لیکن تیرے
ے مین منظور ہی کہ شہنشاہ خود قتل کرین عمرو نے کہا ہم لوگون مین دستور ہی کہ تیجا دسوان چالیسوان
ہوتا ہی اگر یہ نہو تو روح ہماری ماری ماری پھرتی ہی امیدوار ہون کہ جو کچھ میرے پاس موجود ہی
خدمت مین حاضر کرون زنگن نے کہا تیرے پاس کیا ہی عمرو نے کہا میرے ہاتھ کھول دیجیے
جو میرے پاس ہی وہ حاضر کرون زنگن نے عمرو کا ایک ہاتھ کھولا عمرو نے کمر سے نکالکر کچھ روپے
زنگن خوش ہوگئی اب تو عمرو رسیان کھولنے لگا جب جھک کر روپیہ نکالا ایک حلقہ کھول کیا کئی
بار روپیہ نکال کے دیا کئی حلقے کھول لیے رکی دفعہ جو جیب مین ہاتھ ڈالا ایک ڈبیا نکالی کہا اسمین
ہی کہ عمر بھر کو کافی ہی زنگن نے کہا اسے کھول کر دیکھون عمرو نے کہا اسکو کھولیے نہین یہ وہ

پوچھا کیا ہی کہا حضور مردود جادو آتا ہی آج بہت بدمزاج ہی سب گھبرانے لگے شور
دیکھا ایک سا حرسیہ فام اکڑتا ہوا خود آہنی سر پہ زرہ لوہے کی پہنے ہوے اکڑ کے پہونچا مسند
تعظیم کی مردود آکر بیٹھا کوہ زنگار رنگ پر جلسہ آراستہ ہی چالاک بنا زنگ جار
کہ شراب کی تقریب کردن مردود پر نگاہ ڈالتا ہی لیکن شور انگیز بہ نگاہ محبت دیکھ دیکھ کر
نقل سے اشارے کر رہا ہی چالاک بھی کبھی دوپٹہ کھسکاتا ہی شکم صاف و شفاف
نارپستان کا ابھار بقول مصنف شعرا ریستان کی کیا لکھون تعریف ٭ یہ تو میوہ ہی باغ
کبھی شرما کے سر جھکا لیا کبھی غصہ کرکے انگوٹھا دکھایا کبھی منھ چڑھا دیا کبھی مسکرائی گو ہر دندان
چمکی خرمن ہوش و حواس کو جلا دیا شور انگیز مبہوت لب پر مہر سکوت دل مین دھڑکن تا
جلن ملکہ رنگین قبا نے کہا کیون برادر شہسوار شور انگیز تمنے ہماری خواص خاص کا گانا سنا
کہا بھن حقیقت تو یہ ہے کہ اسکا مثل نہین ہے خوش آواز عالم عشوہ ناز مین تمسے نہین قلب مضطر کا کیا حال کہون

کوچۂ دلبر مین مین بلبل چمن مین مست ہی
ہر کوئی یان اپنے پیرہن مین مست ہی

نشۂ دولت سے منعم پیرہن مین مست ہی
مرد مفلس حالت رنج و محن مین مست ہی

دور گردون ہی خداوندا کہ یہ دور شراب
دیکھتا ہون جسکو مین اس انجمن مین مست ہی

آجتک دیکھا نہین ان آنکھون نے رنگ خمار
کون مجھ سا گنبد چرخ کہن مین مست ہی

گردش چشم غزالان گردش ساغر ہی یان
خوش رہین اہل وطن دیوانہ بن مین مست ہی

ہی جو حیران صفائے رخ حلب مین آئینہ
بوے زلف یار سے آہوے ختن مین مست ہی

غافل و ہشیار ہین اس چشم میگون کے خراب
زندہ زیر پیرہن مردہ کفن مین مست ہی

ایک ساغر دو جہان کے غم کو کرتا ہے غلط
اہی خوشا طالع جو شیخ و برہمن مست ہی

وحشت مجنون و آتش ہین ہی بس اتنا ہی فرق
کوئی بن مین مست ہی کوئی وطن مین مست ہی

ملکہ رنگین قبا نے فرمایا برادر تمھارے کلام حسرت انجام سے معلوم ہوتا ہی کہ تم گلنار پر عا
تمھارے گھر کی لونڈی ہی اگر حکم ہو تو خدمت مین حاضر کردون شہسوار شور انگیز خاموش
جلسے مین شریک ہی ورنہ یہ ہر وقت زندانخانے پر موجود رہتا تھا خواجہ عمرو پر یہ معرکہ گذرا کہ
انکو عالم بیہوشی مین لایا تو امر دود کے حوالے کیا مردود جادو نے ایک مکان تنگ و تار

پو چین ملکہ رنگین قبا نے جلسہ آراستہ کیا شہسوار شور انگیز کہ رہا ہی لو اگانے والی کو تو بلاؤ
ین قبا نے پکار کر آواز دی گلنار کو محفل مین لاؤ شہسوار نے دیکھا برج کمرہ سے ایک ماہ تابان
ہرو رخشان حسین جبین نازک اندام خوشخرام کبک رفتار شیرین گفتار آنکھین رشک دیدہ غزال
ل ہلال دریاے جواہر مین غوطہ زن سیمتن غنچہ دہن نیچے آکر ملکہ رنگین قبا کو سلام کیا رنگین قبا
بوا گلنار آؤ گلنار آکر بیٹھین سازندون نے ساز ملائے گلنار نے بہ ناز و غمزہ گنگنا کے
یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی غزل

خطون پر جو طبیعت مری آئی ہوتی — مجھ سے چلی کیطرح پھر نہ جدائی ہوتی
و آینے سے تمنے جو لڑائی ہوتی — رات بھر میری طرح نیند نہ آئی ہوتی
سنبل کوئی کہتا ہی رگ گل کوئی — کمر یار جو ہوتی تو دکھائی ہوتی
کرکے تو تری طرح نہ پھرتے ای یار — اپنے دل سے نہ نکلتی جو سمائی ہوتی
ب مین وہ قد دلکش جو نظر آجاتا — جاگتا پھر نہ قیامت بھی جو آئی ہوتی
یار بھی آنکھون کو دکھائی دیگی — نافہ تک تو ہی نگاہون کی رسائی ہوتی
ب ظرف جو ہوتا نہ ہمارے دل سا — دو جہان مین نہ محبت کی سمائی ہوتی
بلبل سے جو احباب نظارہ کرتے — بوے گل پیرہن یار سے آئی ہوتی
ے گریہ کا فسانہ وہ پری رو سنتا — گوش گل تنگ در شبنم کی رسائی ہوتی
چو بادہن یار کو گستاخی سے — مانگتا بوسہ وہ جس سے کہ گدائی ہوتی
ن آب گہر کی بھی جو خوشرد کرتے — تیرے دانتون کی نہ دانتون مین صفائی ہوتی
ٹھنا ہین اس در راحت جان کا آتش — روح و قالب مین ہی مشکل سے جدائی ہوتی

ل اس طور سے چالاک نے گائی کہ سب جلسے والے تعریفین کرنے لگے شور انگیز نے جب سے
نازنین کو دیکھا کشتہ تیغ ابرو اسیر طرۂ گیسو حیران حیران جمال جہان آرا کو دیکھ رہا ہی کبھی گھبرا کے
ن قبا سے کہتا ہی ہمشیرہ حقیقت مین یہ نازنین بہت حسین ہے رنگین قبا نے کہا برادر اسنے
ن روپیہ خرچ کیے بڑے بڑے کاملین سے سیکھا شور انگیز نے کہا بی گلنار ایک جام دو
بالاک نے قصد کیا کہ چند اشعار اور گا کر تقریب شراب کردن کہ محفل مین حاضر ہو ملکہ رنگین قبا

سب کو طلب کردن گلنار ایسی لائق ہے کہ شوقین اُسکا گانا سُنین حقیقت لیکن اُسنے ایسا کما
حاصل کیا ہے کہ سب گائین جسکا یہ پیشہ ہے وہ کان پکڑتی ہین ہر ایک کا یہی قول ہے کہ گلنار کا ال
یہ کہکر رنگین قبا نے جابجا نامے لکھے ہر ایک کا یہی مضمون تھا کہ کل ہمنے جلسہ قرار دیا ہے براہ مہ
آپ لوگ بھی آکر اس جلسے مین شریک ہون کنیز دلبر نامے پہونچا دے دوسرے دن صبح سے
رنگین قبا حکم دیا پہاڑ پر بنا رہی ہو درختون مین جھاڑ لٹکائے جائین کنول کے فانوس
بھی لگائے جائین روشنی کا بخوبی سامان ہو اگلا بیان شراب کی کشتیان کباب کی درست کی گئی
پلانے والیون کو بھی جوڑے ملے گلنار نقال کو بھی بڑا بھاری جوڑا ملا چالاک نے یہ کو
آراستہ کرکے صحبت مین آکے بیٹھا ملکہ رنگین قبا مسند پر آکے جلوہ فرما ہوئین پہر دن پچھلا باقی
کہ آسمان پر لکہ ابر سیاہ پیدا ہوا نہایت تکلف سے ابر آراستہ زمین پر آکے وہ ابر شق ہوا ایک ما
چہاردہ سالہ تخت پر سوار ملکہ سوسن رنگین پوش ملکہ رنگین قبا نے بہن بہن کہکر ہاتھ تھام لیا صحبت
مین لاکے بٹھایا دوسرا ابر زعفرانی اُٹھا ملکہ زعفران غدار زعفران پوش بڑے تکلف سے آکے
پکار کر آواز دی لو ار رنگین قبا آج ہمین کیون یاد کیا رنگین قبا نے کہا بوا گانا سنوانا منظور ہے
زعفران بھی آکر بیٹھین کہ تیسرا ابر اُٹھا وہ ابر سیمابی تھا ملکہ سیماب ریحان پوش آکے پہونچین
سیماب کا آنا اکسیر ہوا سیماب نے پوچھا بوا آج کیسا جلسہ ہے رنگین قبا نے کہا آج بوا آنکو وہ گانا سنا
کہ بہت خوش ہو گی سیماب بھی آکے بیٹھین ایک ابر اور اُٹھا وہ بھی ابر آکے شق ہوا ایک نوجوا
تاجدار تاج سر پر نہایت کمسن ملکہ رنگین قبا نے آواز دی اہی شہسوار شور انگیز تمنے بڑی مہربانی
شہسوار نے کہا بہن آج کل طلسم مین غدر ہے جو گھڑی آرام سے گذرے اُسے غنیمت جاننا چاہیے
جابجا قیامتین برپا کین جیان گئے اس ملک کو برباد کیا مین نے سُنا ہے کہ کوئی عیار یہان بھی آگئے
ملکہ رنگین قبا نے کہا عمرو عیار پاس عمرو جادو کے قید ہے خود شہنشاہ یہان پہونچا گئے
شہسوار نے کہا سامری و جمشید خیر کرین عمرو کا یہان آنا بہتر نہوا صفا صاف سامری نا
مین مرقوم ہے کہ عمرو کی قضا کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہے ساحرون کی قضا عمرو کے ہاتھ سے ہے ا
یہ بھی لکھا ہے سامری نے کہ ہمارے بندون کو چاہیے کہ عمرو سے احتراز کرین ملکہ رنگین قبا نے
بھیا یہ جھگڑے الگ کرو یہ ذکر تھا کہ کئی ابر اور اُٹھے چار پانچ نازنینان مہ جبین مہ جبینان

ج منظور ہوا کہ حضور کو بھی آگاہ کردن رنگین قبا نے کہا اچھا گاؤ گلنار نعلی نے بہ الحان

تمام یہ غزل عاشقانہ شروع کی غزل

ہون مین عاشق جان جانی ہر مری کس نور پر
وہ جو آیا تھا نظر موسیٰ کو جلوہ طور پر

سکہ لازم ہو حضوری عاشقون کے واسطے
دیکھ میرے دل مین دیکھا تھا جو موسیٰ طور پہ

طف دید بے تکلف مین ہو عاشق کے لیے
آنکھ بھی جھپکی تو کیا موسیٰ نے دیکھا طور پر

ہر تعلق سے بری رہتا ہون مین مثل ملک
پھر طبیعت آگئی ہر ایک رشک حور پر

نزاکت یہ ادا یہ ناز یہ شوخی کہان
تجھکو دیکھا ہر پڑ گئی آنکھ کیونکر حور پر

یک ہر گو نام مین لیکن حد خصلت مین ہے
آنکھ رندون کی پڑے کیا زخم کے انگور پر

قت بیہوشی جو لب پر نام انگور آگیا
ہاتھ ڈالا مین نے اپنے زخم کے انگور پر

ہ حرارت ہر کہ جو بہتا ہر آنسو آنکھ سے
آتے آتے سوکھ جاتا ہر تن محرور پر

ہ نہین آگاہ رسم دوستی سے جان جان
رحم کرنا چاہیے کچھ عاشق مجبور پر

غزل جو چالاک نے گائی ملکہ رنگین قبا بہت خوش ہوئین کہا ہر گلنار کیا کہنا
د نے بڑا کمال حاصل کیا حقیقت مین تیرا نظیر نہین یہ کہکر کہا ارے کئی دن سے مردود جادو
ن آیا آج کوئی جا کر اطلاع کر آئے وہ بھی آکے جلسے مین شریک ہو تو گلنار کو گنو ائین
ہ لطف حاصل ہو فرحت دل ہو ایک کنیز گئی جا کر مردود سے کہا کل ملکہ رنگین قبا نے
لسہ کیا ہر قریب قریب بارہ زون پر جو شاہزادیان رہتی ہین وہ بھی آکے شریک ہونگی مردود نے
ا ملکہ رنگین قبا سے کہدینا کہ آج کل کسی غیر کو اپنی صحبت مین نہ آنے دینا عمرو یہان
ر قید ہوا ہے اُسکے شاگرد ضرور فکر کرینگے کنیز نے کہا غیر یہان کون آسکتا ہر ملکہ کی خواص خاص
لنا وہی گا ئیگی سنینگے شراب کباب کا چرچا ہوگا مردود نے کہا مین نے احتیاطاً کہدیا ملکہ کو
گاہ کردینا کنیز نے کہا مین ضرور عرض کردونگی آپ خاطر جمع رکھین کنیز وہان سے پلٹ کر آئی
ہ رنگین قبا کو یہ سب خبرین آکے پہونچائین کہا حضور مردود کہتا تھا کہ زمانہ احتیاط کا ہے
ی غیر کو آجکل صحبت مین نہ آنے دیجیے ملکہ نے کہا مردود سے کہنا یہان کون آتا ہر ایسے مقام پر
لوہ ہر کہ اسطرف کوئی نہین آتا البتہ کل قصد ہر کہ شاہزادیان جو قریب قریب ہین اُن سب

کوہ زنگار رنگ کے قریب ایک پہاڑ ہے اُس پہاڑ کو کوہ ویران بھی کہتے ہین مرد د جا
حاکم وناظم ہے اُسی کے سپرد کردیا وہ بڑا سخت مزاج جاہلو نکے سر کا تاج ہے اسی ہفتے کے اند
روانہ کرے گا عمرو خود تڑپ تڑپ کے مرجائیگا وہان کوئی جا نہین سکتا ادل تو کوہ زنگار
ملیگا پہلے اُس سے گذرے تب تا بہ کوہ ویران پہونچے پھر وہان جاکے کیا کرسکتا ہے اگر ر
جائے تو گرفتار ہو عمرو کے ساتھ تو وہ بدعت ہوگی کہ عمرو خود اپنی موت مانگیگا سب حال کہا
میرے کلیجے پر چھریان پھر رہی ہین کہ قنطورا ایسے شخص کو مارا اُسکو کچھ ہمارا خوف نہ آیا لیکن
سزا ہوئی کہ عمر بھر یاد کریگا جب آب ودانہ بہم نہوگا فریاد کریگا وہان کون سننے والا ہے حیرت
خاموش ہو رہی مطلب حاصل ہوا حیرت افراسیاب سے رخصت ہوئی یہ بھی پوچھ لیا کہ نار
آئیگا افراسیاب نے کہا دو ہی چار دن مین آیا چاہتا ہے حیرت جادو وہانسے آئین ج
ایک جادوگر کی صورت بنا ہوا کرسی پر بیٹھا تھا کہ حیرت آکر پہونچی چالاک نے اُٹھکر سا
حیرت جب اندر بارگاہ کے چلی چالاک نے اور سب کو باہر ہی روکا کہا ٹھہر جاؤ ملکہ ع
کرتی ہین یہ کہکر چالاک اندر آیا ہاتھ باندھکر عرض کی جو حضور نے وعدہ کیا تھا وہ دربا
حیرت نے کہا تو کون چالاک نے عرض کی غلام آپکا حیرت نے ہنسکر مُنھ پھیر لیا اس کے
افراسیاب نے ایسے مقام پر جاکر قید کیا ہے کہ تا قید حیات رہائی نہ پائیگا مرد د
وہان کا حاکم و ناظم نہایت سخت مزاج ہے وہان جانیکا ارادہ نہ کرنا کوہ زنگار رنگ پر ملکہ رنگ
سکونت پذیر ہے بارہ چودہ ہزار کنیزین اُسکی ملازم ہین چالاک نے کہا اگر آپکا اقبال یاور و
مددگار ہے تو شاید اُس تک رسائی ہو ورنہ ممکن نہین کہ کوئی وہان جاسکے حیرت نے کہا اے چالاک
قصد نہ کرنا ورنہ پھنس جاؤگے چالاک نے کچھ جواب نہ دیا ملکہ حیرت نے کہا باہر جاؤ ایسا نہو کو
تو باعث خرابی ہو چالاک باہر نکلا با نہایت عیاری سے آراستہ ہو کر طرف کوہ زنگار رنگ کے ج
سامنے کوہ زنگار رنگ کے پہونچا دیکھا ملکہ رنگین قبا کوہ پر صحبت آرا ہے ایک خواص کو
اُسکی شکل بنا اُسکو درۂ کوہ مین ڈالدیا اُسی کی صورت پر بالائے کوہ آیا کہا واری ایک د
مجھسے سنیے رنگین قبا نے کہا کیون گلنار تمھین بھی اس فن مین سوا دہے عرض کی سنیے تو
جو کچھ کمایا اسی مین صرف کیا بڑے بڑے اُستاد جمع ہوئے روپیہ اپنا کھلایا اُس کمال کو اُنسے

راستہ دیکھ لیگا تمھارے کوہ زنگار زنگ کے پہلو مین کوہ جوش بلا ہی مردود جادو کو بلاؤ مین
اُسکے سپرد کرونگا یہان کا قیدی کبھی رہا نہین ہوتا مردود نے سیکڑون آدمیون کو مار ڈالا
ین قبا نے ایک کنیز سے کہا مردود کو بلا لاؤ کنیز گئی بعد تھوڑی دیر کے ایک آندھی سیاہ چلی
برسے ایکجادوگر پیدا ہوا بالکل سیاہ رنگ سواد ملک زنگ آکر افراسیاب کو سلام کیا افراسیاب نے
ای مردود یہ عمرو عیار ہی عیاری مین بلاے روزگار ہے ہزارہا جادوگر اسکے ہاتھ سے
ے گئے ہین اب اسکو تمھارے پاس لایا ہون کہ اسکو قید کرو طلسم مین اسواسطے نہین لیگیا کہ ایسا نہو
ی سے یہ ظالم رہائی پائے اور خاص طلسم مین عذر ہو تو مشکل ہے مردود نے کہا ای شہنشاہ بھلا
ربان نادہ بیچارہ کس شمار مین ہے یہ تو عمرو عیار ہے اگر اُف کردون تو جلکر خاک ہوجائے اگر
ور خود ارادہ کرین تو دو چار دن کے بعد بیٹھے بیٹھے آپ جائین مین سمجھ گیا کیا مجال کیا طاقت
ہان کچھ مکر و حیلہ کرے یہان سے چھوٹ کے کوئی جا سکتا ہے سیکڑون آدمی قید ہین موت
ے ہین اُنکو موت نہین آتی پڑے تڑپ رہے ہین شہنشاہ کہین تو مین چار دن کے اندر اسکا
ہ کار کو دون جسم کو جلا کر خاک کر دون افراسیاب نے عمرو کو حوالے کیا دیکھیے اب
و دکھان لیجا کر عمرو کو قید کرے وقت پر ذکر کیا جائیگا افراسیاب اُسی شب کو باغ
ب مین آیا صبح کو بیٹھا تھا کہ ملکہ حیرت جادو آکے پہونچین افراسیاب نے کہا کیون ملکہ عالم
ے حیرت نے کہا مسلمانون کا بلبلانا مجھکو نہایت ناگوار ہے کئی مرتبہ دل چاہا کہ اپنے نام پر
ا جنگی بجواؤن مگر ضبط کیا کہ بدون آپکی اطلاع کے کیونکر کوئی کام کرون افراسیاب نے کہا ای ملکہ عالم
ر کا مارے جانا کیا بالا بالا جائیگا بھائی اُسکا ناسور زخم خوار آیا ہی چاہتا ہی دو چار دن
ن اور بلبلالین ایک دن مین وہ سبکی گوشمالی کرے گا ایک سحر نہ چلے گا عیار دن کا تو مین
ا کر چکا عمرو کو ایسے مقام پر قید کیا ہی کہ اسی ہفتے کے اندر اُسکے مرنے کی خبر آجائیگی ایسے امور
یا ہین کہ اسی ہفتے کے اندر سب حال کھلے گا مین نے بہت صبر کیا حیرت نے چپکے سے پوچھا
رو کو کہان قید کیا افراسیاب نے کہا صاحب کسی سے ذکر نہ کرنا حیرت نے کہا مین کس سے
رونگی جو آپکو ایسا گمان ہو تو مجھسے نہ کہیے افراسیاب نے کہا ای جان جہان و ای روح روان
لیا پردہ ہے تم مالک طلسم ہو تمھین کو اختیار ہے چاہو طلسم کو آباد رکھو چاہے برباد کرو

فکر کر رہا ہے مجھے بھی اسوقت رحم آگیا چالاک نے عرض کی بقول مصنف کوڑے کی کیا خر
اصل مین یہ کیفیت ہے ابیات

زلف کو سونگھ لیا اتنی خطا میری ہے — بیڑیان پاؤن مین ڈالو یہ سزا میری
آنسوؤن کی یہ تہین جمگئی ہین رونے مین — دامن ابر گہربار قبا میری۔

حیرت نے سر جھکا لیا کہا دور ہو میرے سامنے سے یہ جو حیرت نے کہا چالاک نثار ہو
عرض کی ای شہنشاہ اقلیم خوبی وای رنگ و بوے گل حدیقۂ خوبی یہ تو جانتا ہون فرد جنبش تیغ نگ
جب کیا بسمل مجھے ہنسکے قاتل نے کہا یہ ناز معشوقانہ تھا حیرت نے کہا باتین نہ بناؤ
سامنے سے ہٹ جاؤ تجھے تو دیوان کے دیوان یاد ہین کوئی کہانک سنے کل مین کسی تقریب
تا بہ باغ سیب جاؤنگی افراسیاب سے پوچھکے تجھسے کہونگی لیکن تو نے نسرین کو کیا کیا
شکل بنکر آیا ہی چالاک نے کہا آپکی خواص پر کوئی صدمہ نہ پہونچے گا مین اُسکو بنجیر یہان پہونچ
دو ایک درہ کوہ مین ہے کہا جلد جا اُسکو ہوشیار کرکے یہان بھیجدے ورنہ بہت بُری طرح
آؤنگی چالاک نے کہا بہت خوب اب مین اوسی صورت پر آؤنگا یہ کہکر چالاک خوشی خوشی نکا
کوہ مین آیا نسرین کو لباس پہنایا ہوشیار کرکے الگ ہو گیا نسرین حیران کہ مجھکو یہان ک
آخر درۂ کوہ سے نکلی آکر خواصون مین ملگئی صبح کو حیرت تخت پر سوار ہوئی چند کنیزونکو س
کنیزون سے کہا مین حال پوچھنے ناسور کا جاتی ہون دیکھون کیا گذرے باتین کرتی ہوئی
اُدھر سے جاتی ہے اب حال افراسیاب جادو کا تحریر ہوتا ہی یہ جو عمرو کو لیکر چلا کئی سو کو
رستہ طی کرکے برابر کوہ زنگار رنگ کے پہونچا ملکہ رنگین قبا یہان کی حاکم بر سر کوہ بیٹھی ہی بارہ ہزا
کنیزین بیٹھی ہین اسباب عیش و نشاط موجود ہے کہ سامنے سے دیکھا شہنشاہ افراسیاب کسی کو بغ
دبائے ہوئے آتے ہین رنگین قبا کھڑی ہو گئی صف باندھکر سلام کیا افراسیاب پہاڑ پر آیا عمرو کو
یون ہی ڈالدیا سحر سے افراسیاب کے بیہوش و مدہوش پڑا ہے افراسیاب کو اسقدر خیال ہے عمرو کو
ہوشیار بھی نہین کیا رنگین قبا نے پوچھا یہ کون ہے کہا کہ نام اسکا عمرو عیار ہے رنگین قبا نے کہا
یہی عمرو عیار ہے اسنے ہزارون جادوگرون کو کیونکر مارا مین تو برسون سے نام سنتی ہ
افراسیاب نے کہا ایسا ہی کہ مین وہان سے گرفتار کرکے لایا ابھی مین نے ہوشیار نہین کیا

چالاک آکر پہونچا کہا براے خدا آپ لوگ ایسا ارادہ نہ کرین مین اپنے قبلہ و کعبہ کی تلاش مین جاتا
ہون خدا چاہتا ہے تو لیکر آتا ہون یہان سب صاحبونکی خدمت مین عرض کرتا ہون دربار مین حیرت کے
ن ذکر ہے کہ فنطور کا بھائی ناسور زخم نصیب بلکہ ناسور زخم خوار بھی اسیکو کہتے ہین خیر اپنے
ائی کے مارے جانے کی سنکر ضرور آئیگا سنا ہے کہ بلاے روزگار ہے عیاری کا کیا ذکر لشکر کے گرد حصار
اہی عیار اسکے سامنے گیا رنگ و روغن عیاری کا اڑ جاتا ہے ایسے ایسے حالات اسکے سنے ہین کہ دل
ین چاہتا کہ اس زمانے مین لشکر سے قدم باہر نکالین بھائی برق فرنگی اسکا خیال رکھنا جانسوزد
غام بھی موجود ہین جہانتک ہوسکے تا بہ لشکر نہ آنے پائے دہین اسکی فکر ہو جائے آیندہ خدا کے اختیار ہے
وقت لشکر مین غریو بلند ہوا مخمور و بہار نے کہا خدا نہ کرے کہ ناسور آئے چالاک نے کہا میرا جانا مشہور
ونے پائے ایسا نہو کہ افراسیاب راستہ روک دے تو جانا مشکل پڑے اول تو یہ معلوم نہین کہ وہ
یا کہان گیا کدھر لیگیا قبلہ و کعبہ سے جدا ہوا ہی چالاک سبکو بخوبی سمجھا کر بانہانے عیاری سے
استہ ہوا جب لشکر سے نکلا خیال مین گذرا کہ اس راز کو حیرت سے پوچھیے شاید کوئی مطلب نکل آئے
لاک یہ سوچتا ہوا طرف لشکر حیرت کے چلا جب لشکر حیرت مین آیا کنیزان حیرت کو بخوبی پہچانتا ہے
ایک کا نام بھی جانتا ہے نسرین نامے خواص خاص خدمتگار ملکہ حیرت کی ہے اسکو کنارے بلا کر بیہوش کیا
کی شکل بنکر اندر بارگاہ کے آیا پشت پر کھڑا ہو کر مگس رانی کرنے لگا جب شام کو حیرت دربار برخاست
کے اپنے پلنگ پر آئی چالاک بیٹھ کر پانون دبانے لگا کہا کیون واری شہنشاہ عمرو کو کہان
لئے کچھ مقام کا نام معلوم ہے سن تو لین کہ عمرو مارا گیا یا زندہ ہے یہ سنتے ہی حیرت نے پانون کھینچ لیے
نسرین آج تجکو کیا ہو گیا ہے ایسی باتین کرتی ہے کہ مجکو شک ہوتا ہے یہ کہکر اٹھ بیٹھی منہ سے یہ کہا رنگ و
ن عیاری کا چالاک کے چہرے سے اڑ گیا حیرت کوڑا لیکر اٹھی کہا چالاک مارتے مارتے آج
لو ہلاک کر ڈالونگی بڑا گستاخ ہو گیا ہے یہ کیا حرکت کی جب تو نے حال عمرو کا پوچھا مین اسیوقت
ھ گئی چاہتا تھا کہ کوڑا مارے چالاک قدمون پر گر پڑا کہا ملکہ عالم مین تو غلام ہون خیر جو موقع
نگا تو میری جانبازی دیکھیے گا قدمون سے لپٹ کر خوب رویا پانون حیرت کے تر ہو گئے اور کہنا چاہیے
ب کوئی مشکل پڑے تو سواے حضور کے کسکے پاس جاؤن حیرت نے ناز معشوقانہ کر کے کہا
رے تیری قضا آئی ہے افراسیاب اگر سن پائیگا بوٹیان کاٹ کے کھا جائیگا خیر تو بڑا ہی عیار ہے کی

دیکھا خواجہ بیٹھے ہین ذکر قتل قنطور ہو رہا ہے سبنے دیکھا ستون پر بارگاہ کے ایک طائر آ کے
زمزمہ سرائی کرنے لگا سب طرف طائر کے دیکھنے لگے عمرو نے سر اُٹھا کر دیکھا تا بت
زمزمہ سرائی مین وہ طائر یہ اشعار بہ الحان پڑھ رہا ہے اشعار

کون اے بت ہے تو خدا جانے
کیسین ہو گا مری بلا جانے
ایک ہی ہین خدا و بت زاہد
جا سبیے ہو مہ کو ہما جانے
عشق ہے خوب اشتغل سمجھے ہم

کفر کیا شے ہے کوئی کیا جانے
مجھکو بیگانہ سمجھے ہے ظالم
وہی مشرک ہے جو جدا جانے
کشتی اسکی نہ ڈوبے صنم ہو ج
کوئی اسکو نجانے یا جانے

دل کو پوچھا جو مین نے
راہ چلنون کو آشنا
جو کہ ہے بادشاہ ملک
جو کہ طوفان کو ناخدا
عمرو نے کہا یہ طائر کہ

چھوٹ گیا ہے مین اسے گرفتار کرتا ہون عمرو نے پہلو پر آ کے حلقہ ہاے کمند پاے طا
گلے مین حلقے پڑے عمرو نے جھٹکا مارا طائر کا پونا زمین سے آشنا ہوا طائر نے اُف کی حلقہ ہا
سے طائر نے پنجہ کمر مین عمرو کی دیا لے اُڑا مہرخ و بہار نے سحر کیے طائر نے جس سحر پر نگاہ ڈ
سحر باطل ہوا تب سب ساحرون نے پیچھا کیا طائر بلند ہوا اور آواز دی وہ صداے ہیبت
تھی کہ سبکے کلیجے ہل گئے آواز آئی باشیدای مسلمانان منم شہنشاہ طلسم ہوش ربا ساحر یکتا سب
عمرو تو بیہوش و بدہوش ہے افراسیاب جادو عمرو کو پنجے مین دبائے ہوئے کہ رہا ہے اے
باغی اب عمرو کو نہ پاؤگے اِسنے اُس شخص کو مارا جسکا مثل نہ تھا اُسکا بدلا یہ ہے کہ اسکو ایسے
مقام پر پھینکا دون کہ تا قید حیات رہائی نہ پائے تڑپ تڑپ کے مرے بس اب عمرو سے صبر کرو سـ
چاہا افراسیاب سے جا کر لپٹ جائین عمرو کو چھڑائین بہار نے سبکو روکا کہا جو کچھ
آئی ہے آج افراسیاب بہت غصے مین ہے اس قطع سے کبھی نہ آیا تھا ایسا طائر بنکر آ
ہوش اُڑے آخر عمرو کو لے گیا خواجہ خود اپنی عقلمندی سے پھنسے اتنے عرصے مین افرا
نکل گیا سب سردار جمع ہوئے یہی کہ رہے ہین کہ نہین معلوم افراسیاب عمرو کو کہان لیگیا نہ
کہان قید کریگا چلکر عمرو کو رہا کرین خواجہ کی وجہ سے سبکی جان بچی ہے سب آمادہ ہین برق لا
جہان عمرو قید ہو گا اُس مکان کو کاٹ کے نکلجاؤنگی رعد و برق کہتے ہین ہم زمین ہلا دینگے
نگہبانون کو ننگے چنوا کر مار دون مخمور نے کہا بدمستون کو دیوانہ کر دون اپنے اپنے طور پر سب کہ ر

ب بارگاہ قنطور پہونچا ہاتھ ہلا دیا قبہ بارگاہ اڑ گیا دیکھا عمرو لوٹ رہا ہے مال سب جمع کرتا ہے جب
نکر دیکھتا ہے کہ انبار معقول ہوا اچھال مار کر نذر زنبیل کر لیا پھر لوٹنے لگا افراسیاب نے للکارا
ساربان زادے تین روپئے کے پیادے ارے تونے میرے افسر کلان کو مارا خواجہ نے افراسیاب کو
دیکھکر گلیم اوڑھ لی افراسیاب حیران ہو گیا چار جانب دوڑا دوڑا پھرتا ہے کہیں پتہ نہیں ملتا یاران سحر
بابا جو زندہ تھے وہ اُٹھے افراسیاب کو دیکھکر فریاد کرنے لگے کہ اے شہنشاہ غضب ہوا کہ ہمارا بھائی
مارا گیا کوئی کہتا ہے میرا نوجوان بیٹا قتل ہوا آخر جو ہوا ملکہ حیرت جادو بارگاہ سے نکل آئین
ب لڑکے سے کہا دیکھ تو یہ کیا ہنگامہ ہے ہرکارون نے آکر خبر دی عمرو نے قنطور کو مارا شہنشاہ
تشریف لائے ہین مگر عمرو بھاگ کے نکل گیا حیرت دوڑی آگے دیکھا افراسیاب خاموش کھڑا ہے
قنطور کے مارے جانے کا بڑا قلق ہے حیرت نے آکر سلام کیا افراسیاب نے کہا ملکہ تمنے قنطور کی
حفاظت نہ کی قنطور کا مارے جانا بڑا غضب ہوا بھائی اُسکا ناسور زخم نصیب بلا روزگار سے
جانے سے شہنشاہ لاچین کے سب اُنکی آبرو کرتے ہین جس معرکے مین جاکر لڑا ابھی بے فتح کیے نہین پلٹا
وہ آئیگا تو کوئی مسلمان زندہ نہ بچیگا ایک ہی دن مین سبکو قتل کریگا لیکن وہ مجھسے بڑی
شکایت کریگا کہ میرا بھائی مارا گیا آپنے اُسکے قاتل کو سزا نہ دی مین ابھی جاکر عمرو کو لاتا ہون
ایسے مقام پر جاکر پھینکون کہ تا قید حیات رہائی نہ پائے یہ کہکر حکم دیا لاشہ قنطور کا اُٹھا کر لیجاو
زمون نے اُسکے لاشہ قنطور کا اُٹھایا کسی صحرا مین جاکر جلا دیا یہان افراسیاب نے صرصر سے کہا
ملکہ مہرخ کی خبر تو لاؤ کہ ساربان زادہ کیا کرتا ہے ملکہ صرصر روانہ ہوئین یہان خواجہ جو بارگاہ مین
آئے برق کو دو تین طمانچے مارے کہا کیون بے مشقت تو ہم کرین اور مال آپ لوٹین برق
استاد مین تو لشکر سے نکلا بھی نہین خواجہ کوڑا لیکر اُٹھے ملکہ بہار وغیرہ نے ہاتھ پکڑ لیا
خواجہ جانے دیجیے سمجھا بجھا کے خواجہ کو بٹھایا خواجہ کرسی پر بیٹھے ہوئے ذکر قتل قنطور کرتے ہین
ن کہ صرصر آکے پہونچی دور سے اُسنے دیکھا کہ عمرو کرسی پر بیٹھا ہوا باتین بنا رہا ہے صرصر نے
افراسیاب سے کہا بس افراسیاب غصے مین اُٹھا ایک چٹکی خاک کی اُٹھا کر اپنے اوپر ڈالی
نے دیکھا کہ افراسیاب نظرون سے غائب ہو گیا حیرت نے صرصر سے کہا جاکر دیکھ تو کیا ہوتا ہے
شاہ بڑے غصے مین گئے ہین دیکھو کیا کرتے ہین صرصر صورت بدل کے بارگاہ مہرخ مین آئی

خواجہ سوچے کہ بھوریا اسوقت جواب نہ دیگا پردہ چھوڑ دیا اندر بارگاہ کے کارسازی کرنے سازندون کو اُٹھا لٹکا دیا تمام بارگاہ کو مزبلۂ قضایان بنا دیا ادنی سے اعلی تک کی کمی کی گری تمام بارگاہ مین لوٹ مچی ہوئی ہے جو گھڑے پیکیر عطردان پاندان خاصدان اگالدان سمیٹ لیے سب مین قضائے کار افراسیاب خانہ خراب باغ سیب مین بیٹھا ہے ناچ دیکھ رہا

ایک نازنین پری چہرہ سامنے افراسیاب کے یہ غزل گا رہی ہے غزل

ڈھلتی سے عاشقانہ ہماری غزل تمام
چھائے ہوئے ہین کوسے فرنگی

وہ پھول کونسا ہے کہ سونگھا نہین سبھے
جھکے ہوئے ہین باغ جہان کے یہ

زیب کنار عطر وہ ملکر ہوئے تھے شب
ابتک مہک رہی ہے ہماری بغل

دل کی کشش کا ایک بھی رکھتا نہین اثر
اپنے کیے ہوئے ہین یہ جذب کے

ڈھونڈھا ہے جس جگہ دہین پایا ہے آپ کو
اس شش جہت مین ہین یہ تھا

داغون سے بھر چکا نہین سینہ مرا ہنوز
روشن نہین ہوئے ہین ابھی یہ کنو

آتش قدم وہ ہون مری ٹھوکر جو کھائے کوہ
پتھر ہون نرم جیسے کہ روئی کے

شانے کا کام کیجیے گستاخ ہاتھ سے
ناخن سے زلف یار کے عقدے

آنکھون مین جان حسرت دیدار لائی ہے
آئی نہ اب اجل تو ہوے بے

کہتا ہے سنکے حالت دل روز وصل یار
فرقت کی شب مین ہو گی تمھاری

ہر عضو ہے مناسب اندام نازنین
سر سے ہے تا قدم وہ صنم بے

آتش کی فکر کھودتی ہے ای زمین شعر
گنج نہان ہین جتنے کہ تجھ مین اُٹھا

اسوقت ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے ایک کنیز نے کہا کل تو قنطور نے بڑے زور و شور سے کی نہین معلوم اب اُسپر کیا گذری افراسیاب نے کہا ذرا کتاب سامری تو لاؤ کتاب جو آئی افراسیاب نے دیکھا ریش فش نوچنے لگا کہا ارے غضب ہوگیا عمرو نے قنطور کو مار بارگاہ لوٹ رہا ہے ما بدولت خود جاتے ہین یہ کہکر افراسیاب چلا بڑے زور و شور سے جا خواجہ عمرو بلا تکلف بارگاہ لوٹ رہے ہین برق نے جو دور سے افراسیاب کو آتے کود کے بھاگا یہ تو نکل گیا ایک جادوگر کی شکل بنکر دور سے کھڑا ہوگئے دیکھنے لگا افرا

…بدہ ہین کامل ہے تھوڑی دیر مین پی چکے بعض نے چھپا چھپا کر دو دو جام پیے یا تو افراسیاب کی
…فین کرتے تھے یا پھبتیان کہ رہے ہین کوئی کہتا ہے لو یہ کوئی کہتا ہے بادشاہ ہمارا قرم ہے بعض کہتے
…مسخرا ہے تاج پہنکر آیا ہے موتیون کے مالے بھی پہنے ہے دیکھو مسخرے نے اپنی جورو کی عمر نہ بڑھائی غیرون کو
…راب پلوائی اسکے منھ پر تھوکین گے یہ بڑا احمق ہے جورو کی کچھ حقیقت نہین جانتا رات کو شراب پیکر سو
…یا ہے وہ رات بھر تڑپتی ہے ایک نے کہا ہمپر نگاہ ڈالتی ہے ہم اُس سے جا ملینگے قنطور نے جو یہ باتین جادوگرونکی
…ین کہا یارو اُسکا نام نہ لو وہ میری معشوقہ ہے مین جاکر اُسکے پاس سوؤنگا افراسیاب سے متوجہ ہوکر
…ہمکو حیرت نے بلایا ہے افراسیاب نے کہا جاؤ وہ تمہاری مان ہین قنطور جھومکر اُٹھا کہا اے مان تو
…ری ہے ہم تو اُسپر مرتے ہین وہ ہمین چاہتی ہے ایک نے کہا ہمکو زوجۂ مصور نے بلایا ہے ہم زوجۂ مصور کا
…اور نقشہ کرینگے قنطور نشے کے جوش مین اُٹھا کبھی پکارتا ہے ملکہ حیرت ہم آتے ہین چند قدم چلا تھا کہ
…وشی سے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گرا اب تو جادوگر اُٹھ اُٹھ کے گرنے لگے تھوڑے ہی عرصے مین سب گرکے
…وش ہوئے افراسیاب نقلی نے بڑھکر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو تصنیف مصنف

…نام ہے خواجہ خواجگان عمرو ذی حشم مہتر مہتران مری نسل سے مکر پیدا ہوا

…ے نام پر غدر شید اہوا
…مکر ہے گلشن قیل و قال
…ان تھا مری گرد پاپوش کا
…تا فتح و نصرت کی تدبیر ہے

اُڑاتا ہون کفار کے مین دھوئین
مری چال سے ہے صبا پائمال
مرا فسر ذی حشم نامدار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہے

جھکاتا ہون دشمن کو ہر حرم کنوئین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار
نعرہ کرکے عمرو چھپتا سر سے

…رکے تاج لیا ہتھوڑا حضرت داؤد کا نکالکر مارا کہ سر قنطور کا پاش پاش ہو گیا اب تو عمرو نے
…ا شروع کیا رات بہت قلیل باقی ہے میان برق فقیر بنے ہوے اُنکے لشکر مین پھر رہے تھے یہ
…امہ جو سنا ترپ کے چلے آواز مرنے کی قنطور کے سنی سمجھے کہ اُستاد نے فیض جاری کیا یہ باہر لوٹنے لگے
…کا پائجامہ اُتار لیا عورتونکا تمام زیور لوٹ لیا خنجر ہاتھ مین ہے قتل بھی کرتا پھرتا ہے باہر سے بھی مرنے کی
…وگرونکے آواز آنے لگی خواجہ حیران کہ باہر کون صاحب ہین پردہ اُٹھا کے دیکھا کہ میان برق تڑپ رہے ہے
…پکارکے آواز دی ابے یہ کیا کرتا ہے سب چیزین میری چوری گئی ہین برق ایسے وقتین کب جواب
…اُدھر سے منھ پھیر لیا جادوگرونکو قتل کر رہا ہے کبھی گر پڑا مردون مین لیٹ گیا زیور اُتار رہا ہے

تو قتل کرونگا آدمی بھیجکر بیٹھا ہی جایہین پچاس جادوگر رفیق شفیق حاضر ہین اسباب عیش و نشاط مہ
سناٹا ہوا قنطور نے سر اٹھا کر دیکھا کہ شہنشاہ طلسم ہوشربا افراسیاب جادو تخت پر سوار تخ
اڑاتے ہوے آتے ہین قنطور نے اُٹھکر سلام کیا افراسیاب نے آواز دی ای یار وفا
مابدولت نے ملاحظہ کیا کس لطف سے آج لڑے ہو قنطور نے سر جھکا لیا کہا آپ کی بندہ پر
آپ قدردانی فرماتے ہین ابھی حضور نے کیا ملاحظہ کیا کوئی سحر مین نے ابھی تک نہین کیا جیسے
قریب آیا قنطور نے اُٹھکر پایۂ تخت پر ہاتھ ڈال دیا اور کہا تشریف رکھیے اسوقت تشریف ا
کیا باعث ہوا افراسیاب نے کہا ای قوت بازو و ای زینت پہلو مین نے کتاب سامری سے
کہ آج عیار ضرور آئینگے شراب کا چرچہ بھی ہوگا مین نے اسواسطے القاب سامری کتاب مین سے
مین وہ القاب پڑھکے شراب پلاؤنگا سو برس عمر بڑھ جائیگی پھر عیار کیا کر سکینگے اسوجہ سے یہ
قنطور نے کہا آپکی عنایت پرورش افراسیاب نے کہا قرابہ شراب کا منگاؤ مصاحبون نے ع
ہم بھی فیضیاب ہونگے افراسیاب نے کہا کوئی باقی نہ رہیگا مابدولت کا یہی طریقہ ہے ملوک
لشکر مین بھی پہونچے کوئی خرد و کلان باقی نہ رہے یہ فیض سامری ہے یہ جو جادوگرون نے سنا
مین آکے حاضر ہوے باہر والے بھی مشتاق ہین کہ فیض شہنشاہی مین ہم بھی شریک ہونگے ہ
آنے لگین تپلے لاکر رکھے گئے افراسیاب نے قرابے کو اُٹھایا کچھ پڑھکر آسپر دم کیا کہا یہ شر
پتیلون مین ملادو اُس قرابے کی شراب پتیلون مین گاگرون مین ملائی گئی حکم ہوا لشکر والے
گاگریان اُٹھا کر لیجائین ایک ایک سانس مین جام پینا کہ انجام بخیر ہو اگر سانس ٹوٹ جا
زندگی مین کمی ہوگی پچاس پچاس آدمیون مین ایک ایک تپلہ باہر جانے لگا ساحر دوڑے ک
گلابی اُٹھائی کسی نے قرابہ لیا کوئی کنستر اُٹھا کے لیگیا جا کر پینے لگے سارے لشکر مین پھ
کہ آج شہنشاہ نے کیا فیض جاری کیا ایسے بادشاہ کی کیون غلامی کرین اب عیار کیا کر سکینگے
ٹکرا ٹکرا کر خود مرینگے سو سو برس عمر بڑھیگی شہنشاہ نے القاب سامری پڑھکر دم کیا سب لشک
پی رہے ہین یہان دربار مین افراسیاب نے اپنے ہاتھ سے جام بھرا کہا ای قنطور مابدولت کے ہاتھ سے
پیو قنطور نے اُٹھکر سلام کیا جام بے اندیشہ انجام پیگیا افراسیاب نے آواز دی سب مصاحب
پینے لگے سب محبت افراسیاب کا دم بھر رہے ہین کہ ہاہا بادشاہ بڑا منصف و عادل ہے علم

طور نے اپنا مرکب نکالا کہا کیون اے اہل اسلام عیارون کے بھروسے پر شہنشاہ طلسم ہوشربا سے مقابلہ
کسی کو ہمارے مقابلے مین بھیجو ملکہ مہرخ نے سر اٹھا کر سبکی جانب دیکھا نافرمان نے کہ مقدمۃ الجیش
اسلام ہے طاوس کو بڑھایا ملکہ مہرخ سے اجازت لی سامنے قنطور کے آئی آپسمین سحر ہونے لگے
طور نے لڑتے لڑتے یا سامری و جمشید کہکر نعرہ کیا ایک برق تڑپ کر گری کہ سر ملکہ نافرمان کا زخمی
قنطور بڑھا کہ سر کاٹ لون کہ پہلو سے آواز آئی او نالائق بیحیا کہان جاتا ہے ہم تیرے مقابلے مین
ہین سر اٹھا کر قنطور نے دیکھا ملکہ بہار گلعذار جھمکا موتیون کا سر پر پھولون مین لدی ہوئی
ھیان زیب جسم خرامان خرامان سامنے قنطور کے پہونچی قنطور و بہار سے سحر ہونے لگے دونون لشکر
رہے ہین کسی مقام پر قنطور کمی نہین کرتا ایک مقام پر بہار نے گلدستہ مارا پھول برسنے لگے
گلدستے کو سحر سے کاٹا جی مین کہتا ہے اے قنطور اب تجھسے کون مقابلہ کر سکتا ہے یہ کہکر دستک دی
برق چمکی سر بہار کو زخمی کیا چاہا بہار کو گرفتار کر لون باغبان نے وہین سے نعرہ کیا
ملعون کیا کرتا ہے یہ کہکر باغبان آپڑا دونون مین سحر چلنے لگے دو گھڑی کامل تلوارین
مین خنجر گرے ایک نے ایک کا سحر دفع کیا ایک مقام پر باغبان نے جلدی کر کے گیندہ پھولون کا
قنطور نے اسکو کاٹا گیندے سے پھول زمین پر گرے قنطور جھپٹا جبتک باغبان قصد کرے کہ
ہون قنطور بلاخیز نے لپک کر ہاتھ تلوار کا مارا باغبان کا بھی سر زخمی ہوا ملکہ سرخ موے کاکل کشا
بری مصنف عرض رسا ہے کہ یہ جنگ دو پہر قائم رہی قنطور کے ہاتھ سے چار سردار مارے گئے چھ
دار زخمی ہوئے قنطور یہ کہکر پلٹا کہ اے مہرخ اگر تمکو اپنی جان بچانا منظور ہے تو رات کو آکے
ہو وعدہ کرتا ہون کہ شہنشاہ سے کہکر سب کی خطا معاف کرا دونگا تمکو سزا نہونے دونگا دیر تک
کیا کسی نے جواب بھی نہ دیا آخر طبل بازگشت بجا آکر قنطور بلاخیز پلٹا لشکر مین آکر داخل ہوا
ایک سے کہ رہا ہے مین چاہتا تھا آج ہی خاتمہ کر دون لیکن خیال آیا کہ شاید آپسمین صلاح کر کے
ہو جائین اگر آج رات کو رومال سے ہاتھ باندھکر چلے آئے تو خیر ورنہ ان سبکی قضا دامنگیر ہے
ایک کو زندہ نہ چھوڑون گا کسی مسلمان کے قتل سے منھ نہ موڑون گا یہ کہکر حیرت کے پاس
ی بھیجا کہ جا کر ملکہ عالم سے عرض کرو آج کی میدان داری تو حضور نے ملاحظہ فرمائی اب
بھی دیکھیے گا لیکن ملکہ بہار گلعذار کے مقدمے مین کیا حکم ہوتا ہے اگر ابکی پھر سے مقابلے مین آئینگی

سردار نخاستان مین معکادو لاشے کے مقدمے مین اختیار ہے برق نے کہا حضور مسلمانون کے ہوش
گم ہو جائینگے آپ کے ہاتھ سے امان نہ پائینگے قنطور کہتا ہے مین سمجھونگا وہ سحر کرون کہ
مہار عمرو بھاگتے پھرین جو جو نامی وگرامی سردار ہین مین نے اُن سبکی تدبیر کرلی ہے ابھی رات بھر
کرینگے باتین کرتے کرتے قنطور کی نگاہ آئینے پر پڑ گئی صاف ظاہر ہوا کہ برق فرنگی عیار مجھسے با
کر رہا ہے غصے مین آکر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا برق ہان ہان کرتا ہے قنطور نے کہا او مکار مجھکو مرآت
خبر دی اب مین کب مانتا ہون یہ ظاہر ہوا کہ برق پکڑا گیا جب برق بہت تڑپا پھڑکا قنطور نے منہ
ہاتھ پھیر دیا رنگ و روغن عیاری کا چہرے سے اُڑ گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی قنطور نے ماما زہ
آواز دی ماما زہون نے اُسکو مسلسل و مطوق کیا خواجہ عمرو کنارے لشکر کے کھڑے تھے طریقے سے
ہوا کہ برق فرنگی پکڑا گیا خواجہ کو تاب نہ باقی رہی ایک جادوگر کی صورت بنکر دوڑے لشکر مین
پھراتے سامنے قنطور کے آئے کہا اے شہنشاہ ساحران آپنے بڑا کام کیا کہ برق کو گرفتار کرلیا
حیرت آپکی تعریفین کر رہی ہین مجھکو دیجیے مین دہین لیجاؤن مردم خوار میرا نام ہے چیر پھاڑ کر کھا
قنطور نے کہا لیجاؤ اُس ساحر نے کہا یہ تو فرمائیے کہ آپ کو کیونکر معلوم ہوا کہ یہ برق فرنگی
قنطور نے کہا مین نے مرآت اسرار مین دیکھا یہ آئینہ سامری و جمشید نے بنایا ہے عمرو نے سر
برق کو پکڑا کھینچتے ہوئے لیچلے ایک خیمے کی آڑ مین آکے ہتھکڑیان بیڑیان برق کی کاٹ دین کہ
بھاگو یہان قنطور نے آئینہ دیکھا منہ پیٹ لیا کہا یارو ایک سر ہزار سودے ہین ہر وقت کہانتک آ
دیکھا کرون ذرا غافل ہوا غضب ہوگیا عمرو آکے برق کو لیگیا دونون اُستاد شاگرد بھاگے ہوئے
ہین حیرت نے کہا آپ ہر وقت آئینہ دیکھا کیجیے کہ سب حال آئینہ رہے قنطور نے کہا یارو مجھکو سحر تیار کر
کیونکہ ہر وقت آئینہ کو دیکھون چند ساحر جائین فلان فلان مقام پر دونون بھاگے ہوئے ج
ہین اگر ملجائین تو گرفتار کرلائین چند جادوگر دوڑے سب جگہ تلاش کیا عمرو و برق کو نہ پایا مجبور
پلٹ آئے قنطور تیاری سحر مین مصروف ہوا جادوگرون سے کہا تم حفاظت رکھو خواجہ عمرو
بھاگ کر بیرون لشکر آئے کئی مرتبہ خواجہ گئے سب جگہ یہی ظاہر ہوا حیران ہوکے پلٹ آئے ج
رات گذر کر ستارہ سحری چمک کر آسمان پر نمایان ہوا قنطور سوار ہوا حیرت بھی سوار ہوا
آگے ٹھہری قنطور میدان کارزار مین پہونچا اُدھر سے لشکر مہرخ بصد کر و فر آیا سب سرداران

انچہ مجھپر گذرا اُسکا ذکر کرنا کیا ضرور ہی حضور ملاحظہ فرمائینگے جاکر طبل جنگ بجوایئے یہان مہرخ وغیرہ
ی خبر پہونچی کہ قنطور ملا خیر آگیا خواجہ عمرو و برق دربار مین موجود ہین برق نے کہا انشاء اللہ
ان نہ ہلانے دونگا خواجہ نے کہا بیٹا یہ کیسا ستم ہی کہ جہان لشکر مین اُسکے گئے اُسکو خبر ہوجاتی ہی
ساحر زبردست ہی پہلے ہی سے تدبیر کر رکھی ہے یہ باتین تھین کہ چرند و پرند دوڑتے ہوے آئے
دعا و ثنا کے عرض کی ملکہ حیرت نے نام پر قنطور کے طبل جنگی بجوا دیا قنطور لشکر کو لیکر الگ اُتر آیا
ف و گزاف کر رہا ہی یہ سنکر ملکہ مہرخ نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی
ل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا طیاریان ہونے لگین برق اپنے مقام سے اٹھا تدبیر
اری کی چلا خواجہ نے کہا بیٹا برق کہان جاتے ہو برق نے کہا استاد قنطور کی فکر مین جاتا ہوں
و نے کہا معاملہ سب دیکھ چکے ہو سمجھ کے کام کرنا ایسا نہو جاتے ہی پھنس جاؤ برق نے کہا آپ
فرمائینگے یہ کہکر برق چلا گیا جب کنارے پر لشکر قنطور کے آیا سوچ رہا ہی کہ میرے جاتے ہی اُسکو خبر
جائیگی ای برق کیونکر جان بچیگی یہ سوچکر خود تو کنارے ہوا ایک گنوار کو دو روپئے دیے کہا اس
لشکر مین جاؤ بازار بزازان تک ہو کے چلے آؤ وہ شخص بلا تکلف لشکر مین گیا قنطور بیٹھا ہوا آئینہ دیکھ
ا ہی سب حال آئینہ ہی ملازمون سے کہا فلان بازار مین جاؤ ایک شخص حیران حیران چہار جانب دیکھ رہا ہے
سکو جاکے پکڑ لاؤ پانچ چار جادوگر چلے برق بیرون لشکر سے دیکھ رہا ہی کہ پانچ چار جادوگرون نے
لے اُس گنوار کو گرفتار کرلیا وہ ہر چند غل مچاتا ہی کہ یارو مین مرد مسافر ہون لیکن کوئی نہین سنتا
ان کشان اُسکو لیے ہوے چلے برق ایک خدمتگار کی شکل بنکر لشکر مین آیا چہار جانب پھرتے پھرتے
ہ پیچھے اُسی جوان کے یہ بھی چلا آتا ہی مگر جو کتنا جادوگر اُس مسافر کو لیے ہوے سامنے قنطور کے آئے
طور نے پکار کر کہا کیون او مکار پھر تو ہمارے لشکر مین آیا برق فرنگی خدمتگار بنا ہوا کھڑا تھا
ت بستہ عرض کی حضور یہ بڑا دغاباز ہی اسکو جھٹ پٹ قتل کیجیے قنطور غصے مین اُٹھا اشارہ کیا
لیجاکر قتل کرو برق باتین کرتے کرتے وہین بیٹھ گیا اُسکو لیجا کر لوگون نے قتل کیا برق بیٹھا ہوا
نا رہا ہی کہتا ہی حضور آج آپنے بڑا کام کیا عمرو کے لشکر مین یہ برق فرنگی بلاے روزگار تھا ہر شخص
رح آنے کا ارادہ نہ کرتا قنطور کہہ رہا ہی دیکھو صبح کو کیا قیامتین برپا کرتا ہون دل میرا تڑپ رہا ہی
ر تیار کیا ہی کہ لشکر مسلمانان تباہ ہوجائیگا کوئی امان نہ پائیگا برق بجا بجا کر رہا ہی قنطور نے کہا

ساٹھ برس کا سن ہے مگر محلے میں انکی وجہ سے آبادی ہے عمدہ کپڑے پہنکر دروازے پر کھڑی رہتی ہیں م
لڑکے جمع رہتے ہیں جو راہگیر نکلا اُسکو بھی بھیا کہکے بلا لیا دن بھر دروازے پر آہر رہتا ہے مجکو منع کر
کہ کسی عورت سے بات نہ کرنا ورنہ پھنس جاؤ گے بس میرے پاس سے چلئیے یہیں پھنسنے والا نہیں
کشیر نے کہا کہ میاں وہ غزل گاؤ جو ابھی گا رہے تھے لڑکے نے کہا کہ ہمیں شراب پلاؤ ایک پیسہ دو
پیسے میں ایک غزل اور ایک ٹھمری گاتے ہیں خالی نہ گائینگے کشیر نے کہا کہ شراب تو دور ہے پیسہ جیز لوگا
کہا کہ جب نشے میں ہوتے ہیں تو خوب تانیں اُڑاتے ہیں تم کون ہو کہاں سے آتی ہو کہاں جاتی ہو کشیر
کہ میرا نام کشیر جادو ہے مصاحب افراسیاب برق فرنگی عیار کو پکڑ لائی ہوں خدمت
شہنشاہ کے لیجاؤنگی تمہارا گانا سنکے چلی آئی لڑکا رونے لگا کہا ہمکو نہ پکڑ لیجانا ہمنے سنا ہے لڑکے
جاتے ہیں ہم تو غریب گویّے ہیں گا بجا کے چار پیسے پیدا کرکے لیجاتے ہیں ہم پکڑے جائیں تو بڑا غضب
نانی روتے روتے جان دیگی چھوٹی بہن بھیا بھیا کہکے روئے گی کشیر نے کہا کہ نہیں تمہیں پکڑ
کیا فائدہ تم ٹھہر جاؤ ہم شراب بھی لاتے ہیں کشیر جاکے بھٹی پر سے بوتل شراب کی لائی کہا میاں لڑ
پیوا تب لڑکا بہت خوش ہوا پیالی بھرکے کہا نہیں تم پیو دونوں کو نشہ ہوگا تو مزا ملیگا کشیر کو بھ
باتیں اچھی معلوم ہوتی ہیں پیالی پی گئی لڑکے نے کہا کہ وہ مارا کشیر نے کہا میاں یہ کیا کہا لڑکے
کہ اسمیں سنکھیا تھی اب کیا زندہ بچوگی نانی نے یہ نسخہ ہمکو تعلیم کیا کشیر گھبرا کے اٹھی لڑکھڑا کے گری
بیہوش ہوئی خواجہ نے نعرہ کیا منم مہر سپہر عیاری و قلب خلک خنجر گزاری یہ کہکے خنجر مارا برق بھ
ہوا خواجہ نے لباس کشیر کا اتار لیا برق کو خواجہ نے ایک طمانچہ مارا کہا اب کہاں گیا تھا کیوں گر
قنطور کے یہاں کیا گذری برق نے سب حال بیان کیا عمرو نے کہا کہ وہ لشکر پر آئیگا خواجہ
لشکر میں آئے دیکھا کہ سرداران حیرت واسطے استقبال قنطور کے جاتے ہیں عمرو نے کہا کہ خدا
پھر دن رہے صحرا سے گرد اُٹھی سب نے دیکھا کہ قنطور بلا خیز تخت پر سوار لشکر ساحران پشت
بارگاہ سے نکل آئیں قنطور نے حیرت کو سلام کرکے کہا کہ غلام اپنا لشکر الگ اُتارتا ہے میں
ہلال اُٹھایا مگر آپ کی عیار بچوں نے بڑا کام کیا کہ برق کو تو کوئی اُٹھا کے لے گیا حیرت
جسکی قضا آئی ہوگی وہ برق کو لے گیا ہوگا مارا جائے گا عیاروں کے مقدمے میں جب
دیا وہ مارا گیا قنطور نے کہا کہ خیر اب حضور ملاحظہ کرینگی کہ میں لشکر مسلمانان کا کیا حال کر

مگر بالٹ کا ہاتھ مارا برق نے جست کی چند قدم پیچھے ہٹا تھا کہ صرصر نے پشتارے پر قبضہ کیا اب تو
رق گھبرایا کہ ایسا نہو صرصر قنطور کو ہوشیار کر دے اڑتا جاتا ہو اگر چاہتا ہے کہ نکل جاؤن تو وہ
ونون اسکو روکے ہوے ہین جانے نہین دیتی ہین ہر طرف سے روک رہی ہین برق کی
پلک جھپکی تھی کہ صرصر نے قنطور کی زبان سے سوزن نکالی صبا رفتار نے بڑھکر حباب دافع
دے بیہوشی مار دیا قنطور نے کروٹ لی برق بھاگا صرصر نے کہا کہا ہو شہنشاہ قنطور اٹھیے
بار فتار نے ایک پتھر برق کو مارا پشت پر برق کی پڑا برق نے کچھ خیال بھی نہ کیا صرصر نے
کہ ای صبا رفتار یہ جانے نہ پائے صبا رفتار نے اور پتھر مارا پاؤن برق کا زخمی ہوا
ونون عیار بچیان سدراہ ہوئین یا سامری و جمشید کہکر پتھر مارنے لگین برق کو ہٹنے
ن دیتی ہین برق بلک کر دعا کی کہ ای حافظ حقیقی و ای مالک تحقیقی ان ظالمون کے ہاتھ سے بچا لے
کر جو برق نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا کہ کشیر جادو ملازم افراسیاب ہوا پر اڑی جاتی
تھی اسکی جو نگاہ برق فرنگی پر پڑی جی مین کہتی ہو کہ ای کشیر جادو برق کو لینا چاہیے اسنے
صدمے شہنشاہ کو پہونچائے ہین انعام و اکرام ملیگا غنچۂ آرزو کھلے گا یہ سوچی اور تڑپ کے
ی برق تو مصروف جنگ تھا کشیر نے گرتے ہی کمر مین پنجہ دیا برق کو لے اڑی طرف کوہستان کے
یہان صرصر و صبا رفتار نے قنطور کو ہوشیار کیا تھا یہ تڑپ کے اٹھا صرصر نے سب کیفیت بیان
کیا برق کو کوئی لے گیا اب تو آپ اپنے لشکر مین جائیے مین جا کر شہنشاہ کو اطلاع کرتی ہون
ئی لے گیا ہوگا شہنشاہ کو معلوم ہو جائیگا دونون طرف باغ سیب کے چلین قنطور کہتا ہو
ڑے عیب کی بات ہو کہ برق مجکو کس فطرت سے پکڑ لایا مگر سامری و جمشید نے بچایا اب
ان میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچین گے یہ کہتا ہوا اپنے لشکر مین پہونچا افسرون نے حال پوچھا
ر نے کچھ حال نہ بیان کیا بڑا حجاب ہو کہ عیارہ بچیون نے مجکو اس حال پر ملال مین دیکھا
قت لشکر تیار کیا طرف لشکر اسلام کے چلا دو منزلہ سہ منزلہ طی کرتا ہوا جاتا ہو لیکن کشیر جو برق کو
لی اڑی ہوئی جاتی ہے کہ جنگل مین اسنے دیکھا کہ ایک طفل خوشرو کھڑا ہوا گا رہا ہو کشیر
ہ ہوگئی آسمان سے اتر آئی ایک نخل کی آڑ مین برق کو ڈال دیا قریب آکر کہا کہ میان صاحبزادے
ے اتنے ہو کہان جاتے ہو لڑکے نے کہا کہ ہم عورتون سے بات نہین کرتے اس شخص کی نانی کا

لقب ہی مرا برق خنجر گزار
کسے کون مکار و غدار ہون
در مکر پر میرا پہرا رہا
چھلاوا ہون میرا نام بھی برق ہی

کہ اُستاد ہین خواجۂ نامدار
گردن سیکڑون کوہن کی راہ طی
تڑپ سے مری چرخ پھرا رہا

تڑپنے مین مین برق رفتا
ارسطو سے ذی علم شاگر
بزیر قدم غرب ہو شر

ارے کہہ کے قنطور پلٹا برق نے حباب مار کر بیہوش کیا د

زبان مین سوزن دیا پشتارہ قنطور کا باندھ کر لے بھاگا مگر ساحر زبردست ہی برق دبا جاتا ہی ز دمبدم بھاری ہوتا جاتا ہی کبھی برق گھٹنے ٹیک دیتا ہی اس رنگ سے لیے جاتا ہی لشکر کوس بھر پر ہی خیال کہ اے برق کیونکر لشکر مین پہنچین گے گرتا پڑتا چلا بمشکل کوس بھر کا راستہ طی کیا لشکر کے نشان معلو کسی قدر دل کو ڈھارس ہوئی کہ صحرا سے گرد اڑی برق نے نخل کی آڑ پکڑی دیکھا کہ صرصر صبا رفتار دونون عیار بچیان افراسیاب کی دوڑی ہوئی آتی ہین برق نے چاہا کہ اپنے کو مخفی کر چھپ جاؤن لیکن صبا رفتار نے دیکھ لیا صرصر نے کہا کہ اس نانی گموڑا بھوریا کھڑا ہی پشتارہ بدوش ہی صرصر کہا کہ ساحر ہی جمشید خیر کرین کسی سردار کو لایا ہوگا ہمکو دیکھکر چھپتا ہی لیکن ہمارے لشکر کا کوئی معلوم ہوتا ہوا ہی صبا رفتار یہ جانے نہ پائے صبا رفتار نے وہین سے للکارا کہ او بھو بتا کہ اس پشتارے مین کون ہی برق سوچا کہ ان دونون سے بچنا دشوار ہی صرصر بڑی مکا غدار ہی پشتارہ لیکر سامنے آیا کہا اُستانی تمسے پردہ کیا مین جان اپنی دیکر قنطور کو لایا ہون ا اگر بولوگی تو اُستاد کا بھی پاس نہ کرونگا آج تمھاری ناک کاٹ لونگا صرصر نے سر پیٹ لیا کہ کہ او ظالم غضب کیا کہ تو قنطور ایسے سردار کو پکڑ لایا اسی کے مقدمے مین افراسیاب فرماتے کہ ہمارے گھر مین اتنی فوج ہی کہ اگر لشکر کشی کرین تو گاؤ زمین بار نہ اٹھا سکے اسی حال تیر ملال مین پھر ہارا برق نے اک داؤ ہو کر خالی دیا ایک طرف سے صبا رفتار چلی ایکطرف سے صرصر دو بلاے روزگار ہین نیچہ پکڑ کے گرین نیچے مار رہی ہین جواب مین تلوار مارنا تو کیا برق کو بچانا دشوار ہے کبھی خالی دیتا ہی کبھی سپر پر گا تھتا ہی دونون عیار بچیان چاہتی ہین کہ پشتا چھین لین برق نے دیکھا کہ اب جان نہ بچے گی پشتارہ کھولا کھسکا کر زمین پر گرایا گرد آ پھر رہا ہو اپنے کو بھی بچاتا ہی پشتارے پر بھی آنچ نہین آنے دیتا صرصر چاہتی ہی کہ یہ پشتارے پاس سے ہٹے تو مین قنطور کو ہوشیار کردون برق نہین ہٹتا صبا رفتار نے ایک مقا

وست ناز کیف یہ تیرے سخن مین ہے — دھو کے کلام پر ہین شراب چکیدہ کے
یوان مین وصف ہی عرق جسم یار کا — مضمون کہان کہان ہین گلاب چکیدہ کے
رگان سے بچ نسیم کہ ابرو کے پاس ہین — یہ تیر بے خطا ہین کمان کشیدہ کے

رق نے کہا کہ حضور کیون گھبراتے ہین اس سے بہتر تو مین نے سیکڑون بیچ ڈالین اگر حضور چلین
آج ہی لے آئین ورنہ وہ ایک دیر مین ہر روز منگل پوجا کرنے آتی ہین اُس دن لے آونگا
نطور نے کہا کہ ای برق چلوگا برق نے کہا کہ خوشی آپ کی مین خدمتگزاری کو حاضر ہون
سی مقام پر کمی نہ کرونگا قنطور بلا خیز لباس پہنکر تیار ہوا وہ تصویر تو کلیجے پر رکھے ہوئے ہی برق نے
ت کہا کہ تصویر تو مجھے دیدیجیے قنطور نے کہا کہ جب صاحب تصویر کو پاؤنگا تصویر دیدونگا
رق قنطور کو لگا کر لیچلا راہ مین باتین کرتا ہوا کہتا جاتا ہی کہ حضور آپ کو سامری و جمشید نے
ہ جاہ و جلال دیا ہی کہ وہ خود دیکھکر عاشق ہو جائے گی قنطور کہتا ہی کہ جان و مال ایسے
وب پر نثار ہی مین کیا کرون دل دھڑک رہا ہی کلیجہ پھڑک رہا ہی جب یہ معشوقہ قبضے مین آتے تب
لب کو تسکین ہو برق کہتا کہ حضور آج شب کو بڑا چھپر کھٹ بچھائین گے معشوقہ کو آپ کے پہلو مین
ائین گے شراب و کباب حاضر ہو یہ حقیر آپ کا بیٹھکر غزلین ٹھمریان گائے حضور خوش ہون وہ بھی
ضی ہو قنطور جادو کہتا ہی کہ ای برق تمھارے آنے سے مین بہت خوش ہوا مجھکو کوئی عیار عیاری
ین کرسکتا جس وقت لشکر مین تمنے داخلہ کیا مجکو معلوم ہو گیا آج ہی میرا جی چاہتا تو عمرو کو
ل کر ڈالتا لیکن تین روپیے کے پیادے کو قتل کرنے سے کیا نفع مہرخ و بہار کو قتل کر دونگا
یان باغبان پر دام سحر پڑیگا دیکھون تو کیسے ساحر ہین رعد و برق سے سمجھونگا بلکہ برق لامع
کر دونگا کہ جنکو دعویٰ ہے ہماری کوئی صورت تبدیل نہین کرسکتا ٹریٹ انکی شان خاک مین ملا دونگا
ق درست درست کہتا ہوا چلا آتا ہی جب کوس بھر لشکر سے نکل چلے ایک مقام پر برق ٹہرگا
ا کہ حضور دیکھیے یہین سے وہ پہاڑ معلوم ہوتا ہی وہ رہا ہے کوہ مین عاشق بیٹھے ہین ہو حق کر رہے
ن دو سامنے جو قصر کلان معلوم ہوتا ہی اُسی مین ملکہ آکر بیٹھتی ہین قنطور پلٹا کہا بھائی برق
ان برق نے ہاتھ اُٹھاکر کہا کہ وہ سامنے بلندی معلوم ہوتی ہی قنطور کہان کہکے پلٹا برق نے
یخت کر کے حلقہاے کمند گلے مین ڈال دیے خوشی مین آکر نعرہ بھی کیا نعرۂ برق تصنیف مصنف

عیار ہین سب ہکو حصہ دیتے ہین ہم بھی سبکو دیتے ہین اسی مین بسر اوقات ہوتی ہے اب جو مین ا
کسی کو حصہ نہ دونگا یہ کہکے برق نے ایک تصویر نکالی کہا کہ دیکھیے اس عورت کی تلاش مین
مہینے سے پھر رہا ہون لیکن قابو نہین ہوتا تصویر جو لیکر قنطورنے دیکھی عجب نازنین مہ جبین ک
کہ لونورہ کی چہرے سے نکل رہی ہے پتلے پتلے ہونٹھ کہ جنمین مسیحائی و رعنائی و زیبائی معشوقہ دلفریب
خوش ادا صاحب نازہ غمزہ قنطورنے گھبرا کے کہا کہ ای برق یہ نازنین کہان ہے برق
کہ یہان سے تین کوس پر ایک زاہد سا رہتا ہے یہ اُسکی دختر بلند اختر ہے صدہا اُسکے عاشق ہین اُسنے
ابھی کسی کو قبول نہین کیا اپنے قصر پر آکے بیٹھتی ہے عاشق تن آکر جمع ہوتے ہین
فکر مین جاتا ہون ای شہنشاہ اگر آپ تشریف لیچلین تو سحر کرکے نکال لائیے گا بیچ مین دیرا
اب لونگا اور دو ہزار روپئے بعد کو دینا ہونگے اتبو خواجہ سے جدا ہوا کسیکو حصہ بھی نہ دینا
بنگ گھر مین داخل کرکے ماہوار ہی لیا کرونگا قنطورنے کہا ای برق تم خاطر جمع رکھو مین ا
مرغوب پر عاشق ہوا ایسا کچھ تمکو دونگا کہ تم عمر بھر یاد کرو برق کہا کہ اگر حضور مجھے اپنی خ
مین رکھین مین لشکر اسلام سے بہار و مخمور کو چرا کر دس پانچ ہزار روپیے کو بیچ
یہ محبوب آپ کی خدمت مین رہے قنطورنے کہا چلو برق نے کہا کل چلیے گا قنطورنے کہ

برق مجھپر رات نہ کٹے گی میرا تو عجب حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے نظم

کہتے ہین سُنکے تذکرے مجھ غم رسیدہ کے	افسانے کون سُنتا ہے حال شنید
کیا اپنی مشت خاک کی ہم جستجو کرین	ملتے نہین نشان غبار رپرید
مین خاک بھی ہوا نہ گئی پر کشیدگی	غصے وہی رہے مرے دامن گ
جو تم مین بات ہو وہ کسی اور مین کہان	جلوے کچھ اور ہی ہین گل نو د
سیلاب چشم تر سے زمانہ خراب ہے	شکوے کہان کہان ہین مرے آ
کچھ انتہا نہین ہے کہانتک سُنائیے	قصے دراز ہین دل ناآرسید
قطرے ملے جو تیرے پسینے کے گلبدن	خواہان رہے نہ لوگ گلاب چک
آہون کی دھوم ہے کہین نالون کے غلغلے	سامان نئے ہین روز ترے غم کشی
آرام گاہ اشک ہر ویران ای جنون	دامن ہین تار تار قبائے در

عیار کی ضرورت نہین مگر سبق فرنگی پڑا رہیگا خواجہ یہ باتین سنکر اُٹھے قنطور نے کہا کہ خواجہ اب ہمارے لشکر مین نہ ٹھہریگا عمرو نے کہا کہ ہماری پاپوش ٹھہرتی ہو یہی فخر آپ کے واسطے بھی ہوگا عمرو تو بڑبڑاتا ہوا چلا گیا برق نے کہا کہ اے شہنشاہ اب مین لشکر اسلام مین جانے کے لائق نہ رہا قنطور نے کہا کہ یہان برق تم یہان رہو تمہارے واسطے سب سامان ہوجائیگا برق نے کہا کہ آپ میرے کمالات سے تو آگاہ ہو جیسے یہ سنکے بایان اٹھایا یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

مزا وصال کا کیا گر فراق یار نہ ہو — نہیں ہے نشے کی کچھ قدر گر خمار نہ ہو
نہ روئے تا کوئی عاشق یہ حکم ہے اُسکا — کہ شمع بھی مری محفل مین اشکبار نہ ہو
جو ہچکی آئی تو مین خوش ہوا کہ موت آئی — کسی کو یار کا اتنا بھی انتظار نہ ہو
ذقن ہے سیب تو عناب ہے لب شیرین — نہیں ہے سرو وہ خوش قد جو میوہ دار نہ ہو
برنگ حُسن بتان ہے دل شگفتہ مرا — جو اس چمن مین خزان ہو تو پھر بہار نہ ہو
گئی ہے کیسی زمانے سے رسم سرگرمی — عجب نہین ہے جو پتھر مین بھی شرار نہ ہو
نہ ہنسنے سے کبھی ہم راز پوس وقف ہون — برنگ غنچہ جگر جبتک فگار نہ ہو
تری مژہ کی جو تشبیہ اُس سے ترک کرین — کسی کے تیر سے کوئی کبھی فگار نہ ہو
دم اخیر تو کرین نظارہ جی بھر کے — اتنی خنجر سفاک آبدار نہ ہو
کمال صورت بیدرد سے تنفر ہے — نہ دیکھین ہم کبھی اُس گل کو جسمین خار نہ ہو
ہزارون گور کی راتین ہین کاٹنی ناسخ — ابھی سے روز سیہ مین تو بیقرار نہ ہو

اس رنگ مین برق نے یہ غزل گائی کہ قنطور بہت خوش ہوا کہا کہ اے برق تم خوب گانے ہو برق نے کہا کہ ابھی آپ نے کیا سنا آپکو بہت راضی کرونگا برق نے باتین کرتے کرتے لسوت عیاری سے کچھ پرچے کاغذ کے نکالے قنطور نے پوچھا کہ اے برق اسمین کیا ہے برق نے کہا کہ کچھ تصویرین خیالی ہین کچھ اصلی ہین قنطور نے کہا کہ یہ تصویرین تمنے کیون کھینچین برق نے کہا کہ ہم عیارون مین ایک پیشہ اور بھی ہوتا ہے اپنا عیب بھی آپ سے بیان کرتا ہون رئیسون زمینداروں کی بہو بیٹیونکو پکڑ لاتے ہین تاجرون کے ہاتھ فروخت کرتے ہین ایک ایک عورت مین دو دو دو آنے تین تین آنے اکثر پائے ہین قنطور نے کہا یہ کیا برق نے کہا کہ حضور ایک لاکھ چوراسی ہزار

یہان خواجہ عمرو داخل لشکر بصورت ساحر ہوے ہین کہ ایک ساحر نے آکر سلام کیا کہا کہ خواجہ
چلیے آپ کو قنطور بلا خیر نے بلایا ہی خواجہ عمرو اپنے دہنے بائین دیکھنے لگے فرمایا کہ یہان تم کو
اتنے عرصے مین چار پانچ جادوگر اور آکے پہونچے اُن سبنے بھی یہی کہا کہ قنطور بلا خیر نے بلا
ایکنے مُنہ پر ہاتھ پھیر یا خواجہ نے اپنے کو بصورت اصلی پایا ناچار اُن سب کے ہمراہ
دربارگاہ قنطور پر پہونچے کہا شاہ سے عرض کرو کہ خواجہ عمرو حاضر ہی قنطور نے اندر بلایا دیکھا
برق بھی بیٹھے ہین باتین بنا رہے ہین قنطور نے کہا کہ خواجہ صاحب آئیے مین آپ کا بہت
تھا خواجہ عمرو نے کہا کہ ای شہنشاہ اس جلسا نہ کو آپ نے کیون بلایا برق نے کہا
اب شہنشاہ کے نوکر ہوگئے اب آپ کچھ نہ فرمائیے مہرخ و بہار کو پکڑ لائینگے پہلے
باغبان کی گردن لونگا قنطور کہتا جاتا کہ میان برق فرنگی حقیقت مین تمہارا ثبات
کہا کہ حضور سب آپ کی وجہ سے یہ لیاقت حاصل ہوئی اب مجھے ملکہ مہرخ و بہار سے
اتنو مین خدمت مین شاہ کی رہونگا ملکہ مہرخ و بہار کو معلوم ہوگا تو میرا کیا کرینگی ہین
غلام نہین ہون خواجہ نے کہا کہ میان برق ذرا ہوشیار رہنا جس دن ملکہ مہرخ کی
قصد کروگے اُس دن تمہارے واسطے بڑی خرابی ہوگی تمھین جان بچانا مشکل ہوگی تم
بہت سے میرے شاگرد ہین اُنکو تعلیم کردیا آجتک تجکو عیاری نہین آئی ایسا نالائق کو
کہ ابھی آئے ابھی نوکر بھی ہوگئے برق نے کہا کہ مالک لئیق پایا اُسکے مطیع ہوگئے جب
برق کو نالائق نالائق کئی مرتبہ کہا تو قنطور بھی بول اُٹھا کہ خواجہ تمہارے شاگردون مین تو
نہین خواجہ نے کہا کہ آپ میرے شاگردون کو کیا جانیے برق نے کہا ای شہنشاہ اب خواجہ
اُٹھینگے یہان لیے جائینگے قنطور نے کہا کہ بہر نوع ہمارا یہ مطلب تھا ای شہنشاہ اوج عیار
ہمارے لشکر مین آنے کا ارادہ نہ کیجیے گا میرے پاس مرآت مگر موجود ہی خواجہ نے کہا
مرآت کو بھی دیکھ لینگے میان برق صاحب اب آپ ہمارے لشکر مین بھی نہ آئیے گا برا
کہ ہم خود حاضر نہ ہونگے ہماری وجہ معاش کا سامان اچھی طرح ہوگیا دان ٹوٹے ہوے
پڑے رہتے تھے یہان بارگاہ زر بفتی مین آرام کرینگے اور پہچے ہوشیار رہیے گا خو
خوب تکرار ہوئی قنطور نے بھی کہا کہ خواجہ آپ کو بڑے صدمے پہونچینگے

لاؤ باد رچلا یہان برق فرنگی ایک دوکان پر کھڑا تھا کہ باد رجادو نے کہا میان برق چلو تمکو
ہوش تو برق کے اڑ گئے مگر ضبط کر کے کہا کہ آپ کس سے کہتے ہین بلور نے کہا کہ اب زیادہ باتین
نائیے چلیے آپ کو قنطور بلا خیز نے بلایا ہے برق نے کہا کہ مین بیچارہ برق کو کیا جانون فقیر
رتے تھے ہر ہاتھ پھیر دیا رنگ و روغن اُنکے چہرے کا اُڑ گیا بصورت اصلی ہو گیا کمندین بازو
تو بڑا عیاری کا ڈھنگ رکھتا ہے لباس بھی معقول پہنے ہوئے ہر چند انکار کرتا ہے بلور جادو نہین مانتا
پکڑ لیا کہا کہ چلیے برق ناچار ہو کر اُنکے ساتھ ہو لیا تھوڑی دور چلے تھے کہ ایک جادوگر آیا اُسنے
کہ میان برق صاحب چلیے اسی طرح سات جادوگر پے در پے آئے ہر ایک نے یہی کہا کہ میان
برق فرنگی چلو برق اپنے دل مین کہتا ہے خوب کیا معلوم ہوا اسا حرز بردست ہے سمجھ گیا ہے
چلے بات کرین جواب و سوال ہوگا ہمنے اُسکا کیا نقصان کیا ہے جو کچھ ہوگا سمجھ کر جواب دینگے کوچہ
طے ہوئے چلے جب دروازے پر پہونچے جادوگرون سے کہا کہ جا کر شاہ سے عرض کرو کہ آپ کا نیاز مند
حاضر ہے ایک جادوگر نے جا کر عرض کی حکم ہوا تم سب باہر رہو برق کو یہان بھیجدو آکر کہا کہ میان برق
صاحب چلیے برق اندر آیا قنطور کو جھک کر سلام کیا کہا اصل کیفیت تو یہ ہے کہ ہمنے ہزارون
جادوگر قتل کیے لیکن آپ ایسا جلیل ہماری نگاہ سے نہین گذرا ایسا بیدار مغز کون ہوگا کہ ہم لشکر مین
تے آپکو معلوم ہو گیا آپنے بلا لیا قنطور نے ہنسا کہا کہ میان برق صاحب اصل تو یہ ہے کہ جب آپ اپنے لشکر مین
حلہ کیا ہمکو خبر ہو گئی بس ہمپر کوئی کیا عیاری کر سکتا ہے برق نے کہا کہ حضور کیا مجال جو آپ پر عیاری
ے مین نے ابھی تک کوئی خطا نہین کی فقط حاضر ہوئے کہ حضور سے ملاقات کرینگے شکر ہے کہ بڑے لطف سے
ات کی ہم چاہتے ہین کہ آپ کی خدمت مین رہین جو کامل ہوتا ہے وہ قدردان بھی ہوتا ہے پس اگر
بردانی میری عزت افزائی کرے گی مین جا کر سب کو آگاہ کر دون کہ خبردار ہمارے آقا کے
مین کوئی جانے کا ارادہ نہ کرے اگر آپ فرمائین تو مین عمرو کو پکڑ لاؤن اگر اُس ہمارا بازار دیکھو
کیا تو سب سردار بلا تکلف آپ کی خدمت مین آئینگے آپ کی صرف صلاح ہو گی عمرو عیار
سے پر سب سردار ہین کہ اُسی آئینے کی جانب پھر قنطور نے دیکھا مسکرا کر کہا کہ اے برق خواجہ
بھی تشریف لائے ہین ایک خدمتگار کو آواز دی کہ فلان بازار مین خواجہ عمرو بھی
صورت ساحر پھر رہے ہین جا کر بلا لاؤ وہ خدمتگار چلا دروازے پر چند جادوگر بیٹھے تھے

ا بدولت سزا دینگے **قنطور** نے عرض کی کہ وہ کون لوگ ہین **افراسیاب** نے ایک آ
دل پر درد سے کھینچی کہا کہ اے **قنطور** کیا کہون بہار گلعذار جا کر دشمنون سے ملین بی م
بھی نکل گئین کیا کہون کیا دل پر گذرتی ہی **نظم**

اُس انیلے کو آج تو کچھ ہمسے پیل ہے
سونکھا ہوا ہے گیسوؤن مین جو پھلیل ہے
لین بوسہ اُن لبون کا جنھین چوستا ہی غیر
طول امل سے ہوتی ہے نشو ونما کسے
آنکھین کسی کے جلوہ سے روشن خدا نے کین
جا ہے جو عشق کیون نہ لہو پانی ایک ہو
فرقت مین اپنی دل لگیان ہین نئی نئی
آنکھون مین کٹ رہی ہی شب ہجر یار آج
پوچھا ہم پہ سنگ حوادث کی ہی **جلال**

تقدیر کے تماشے ہین قدرت کا کھ
یہ تو کہو تمھارے تلون مین بھی تیل
دیتے ہو وہ شراب ہمین جسمین
چڑھتی نہین منڈھے جو کبھی یہ وہ بیل
گھی کے چراغ جلتے ہین کب انمین
کیا خون دل کا آنکھ کے آنسو مین
رونا بھی اک ہنسی ہی تڑپنا بھی کھیل
میرے چراغ خانے مین کس تل کا تیل
چرخ خمیدہ پشت نہین ہی غلیل

قنطور نے عرض کی کہ اے شہنشاہ چشم زدن مین گرفتار کر لاؤنگا **افراسیاب** نے کہا کہ عیار
بچنا **قنطور** نے کہا کہ عیارون کی یہ مجال ہے کہ میرے لشکر مین آئین اور عیاری کرین یہ سُ
افراسیاب نے کہا کہ یہ کہو عیار بلاے روزگار ہین انسے بچنا مشکل ہی لیکن حفاظت کرنا فرض
یہ سب باتین لشکر اپنے بالا زمون کو نگاہ مین کیا کچھ پڑھ کر پھونکا **قنطور بلاخیز** کوچ کر کے چلا
جا چکا ہی کہ زیر کوہ بلور آکر ٹھہرا تاکہ **چرخ** اپنے دربار مین بیٹھے ہین تمام سردار نامی و عیار
اپنے اپنے مقام پر موجود ہین کہ چرند و پرند نے آکر خبر دی کہ **قنطور بلاخیز** ساٹھ ہزار سوا
جمعیت سے براے مقابلہ سرکار آتا ہی یہ سنتے ہی **برق فرنگی** اُٹھا عیارون نے کہا کہ میان
کہان چلے **برق** نے کہا کہ جا کر **قنطور** کی خبر لون یہ کہکے چلا **خواجہ** یہ کہکے اُٹھے کہ انشا
مین بھی خبر لونگا اگر بن پڑا تو اُسکو لاتا ہون یہ کہکر **خواجہ** بھی چلے مگر **برق فرنگی** فقیرین کے
قنطور مین آیا ہر رہا ہی **قنطور** اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی اور ایک آئینہ سامنے رکھا ہی اُسکو دیکھ کے ہنسا
پہلو مین بیٹھا ہی کہا کہ مہتر **برق فرنگی** فلان بازار مین فقیر بنا ہوا خبر دریافت کر رہا ہی جا کر اُسکو ہمارے

...سرو ریاض دلبری ہو	ہر آن مین دلبری بھری ہو	ہو زلف سیاہ سنبل تر
...جبین ہو ماہ و خور سے بہتر	چہرے سے اگر نقاب اُٹھیگی	خورشید کو تاب کب رہیگی
...عارض ہین کہ پھول ہین چمن کے	ہم تو بندے ہین بانکپن کے	ہے درج دہن کہ غنچۂ گل
...ہونگے ہو خزان شہ رنگ بلبل	ہر بات مین دلبری نزاکت	ہے باغ جہان مین تنگ شہرت
...عیاریون کا نشان بتادون	حیرت ہو وہ داستان سُناؤن	چہرہ عیاران طرار و دغا باز

...نجر گزار اس داستان عجائب بیان کو یون تحریر فرماتے ہین **شعر مصنف** راقم این کلام حسرت خیز ...نسب کلک اکند مہینر + یہ داستان حیرت بیان متعلقہ جلد چہارم ہے **افراسیاب جادو** باغ ...سیب مین بیٹھا ہے **حیرت جادو** بمقابلہ صرخ مین فروکش ہین کہ **مصور جادو** برای ملاقات افراسیاب ...یا **افراسیاب** نے پوچھا کہ کیون مرشد زادے جنگ کا کیا رنگ ہے مصور نے کہا کہ اے شہنشاہ ...کیا عرض کرون مین نے چالیس دن مشقت کر کے کل مسلمانون کی تصویرین کھینچین شاگرد عمرو ...برق نامور خدمتگار بنکے صندوقچہ عیاری کر کے لیگیا مین میدان کارزار مین نہ جا سکا آرزو ...تھی کہ میدان کارزار مین جاکر اُن تصویرون کو مسلمانونکے سامنے پیش کرونگا سب دیوانے ہوجاتے ...وہ دن نصیب نہ ہوا جاکر لڑا آخر شکست کھائی ایسا ملال اُٹھایا کہ دو دن کھانا نہین کھایا کیا ...عرض کرون کہ کیا گذری **افراسیاب** نے کہا کہ مرشد زادے کو مسلمانون نے ستایا وہ صدمہ ...پہونچاؤن کہ تڑپ تڑپ کر اپنی جان دین کہا کہ **قنطورہ بلا خیز** کو بلاؤ یہ کہکے **افراسیاب** نے ...یک دستک دی کہ آسمان پر ابر سیاہ پیدا ہوا رعد گرجا برق چمکی طائرون نے زمزمہ سرائی ...کی آواز آئی غلام حاضر ہوا **افراسیاب** نے کہا کہ آؤ اے خیر خواہ دولت دیکھا کہ ابر شق ہوا ...یک جادوگر سر کھلا ہوا بال کمر تک یہ معلوم ہوتا ہے کہ شب دیجور اسی مین سما گئی یا سواد شب تیرہ ...ہون یا سواد دیدۂ آہو سے مثال دون یا پردۂ ظلمات مین سیاہی شب ہجران کی اسکے سامنے ...ت ہے ستر ہزار جادوگر بشکل ہائے مہیب پشت پر علم ہائے سرخ و سیاہ لگے پھریرے کھلے ہوئے ...پر تعریفین **سامری و جمشید** کی مرقوم آمد فوج کی دھوم **قنطورہ بلا خیز** نے آکر سلام کیا ...دست بستہ عرض کی کہ اے شہنشاہ طلسم ہوشربا آج کیا تھا کہ جو غلام کو طلب فرمایا **افراسیاب** نے ...کہا کہ اے **قنطورہ** مغرور لونڈی غلامون نے بہت سر اُٹھایا تم جاؤ سب کی مشکین باندھ لاؤ

کفار پر جرأت دکھمین بیتکے بڑھا چند ساعت شمشیر زنی کی لشکر کفار نے فرار پر قرار کیا نقابدا
بارگاہ استاد کوئی ان سب شیرون کو لیکر بارگاہ مین آیا شراب وکباب کا چرچا رہا ایکشب تما
صبح کو یہ اعزاز واکرام رخصت کیا سب کو پیغام دیا کہ میری جانب سے صاحبقران اعظم کو آ
تسلیمات بعد اد رکہنا کہ غلام امیدوار بانہائے صاحبقرانی ہے جرأت غلام کی سرکار پر بخوبی
سب سعار بہت اچھا بہت اچھا کہکے طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوے بخیر و خوبی لشکر ظفر
اکر ہونچے سنا کہ لقا نے نامہ طرف طلسم ہوش ربا کے بھیجا تھا دانسے ساحرآیا چاہتا ہے صا
مصروف عیش ہین لقا اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہے یہ داستان متعلق جلد دوم ہے

دو کلمۂ داستان شوکت بیان طلسم ہوش ربا عیاری خواجہ کی لشکر حیرت
عین وقت پر آنا افراسیاب کا سب کو بچانا بقہر و غضب جا کر گرفتار کر
اور لیجانا کوہ کاوسیہ پر و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف

ساقی مجھے جام مے پلانا
مین بادۂ عیش سے ہون سرشار
گیسوے کلام ہے سخن سنج
تارے ہین میان زلف جانان
کس کسکو خیال سرکشی ہے
ہے جوش بہار سے سمرقند
سامان ہو وصل کا سراسر
دن رات کی آفتین سہونگا
اک رات تو عیش سے گذر جائے
قربان ہے تجھپہ جان عاشق
ہم پیر و رند بے زبان ہین
ہے حسن مین رنگ طور سر مہ

رندون کی مدد کا ہے زمانہ
ہردم ہے خیال زلف جانان
آگاہ نہیں کہ کیا غم و رنج
دلیلاے خیال کا ہون پابند
اس راہ کو کرسکے نہ ہم طے
اے ساقی ماہرو ہمارے
ہو مہر قمر پہ اے سمنبر
مینائے قلم ہے پر سر جوش
کیا باغ مراد سے ثمر پایے
ہے دل مین خیال بادہ نوشی
میخانے مین آج امتحان ہین
جو حسن مین بیمثال ہوگا

کسکو نہیں آرزو
ہے دل مین ملال زلف
ہے گیسوے یار رعنا
ظلمات کی راہ ہے
مضمون سے باغ ہے
دن ہجر کے کس طرح
شیدا ہے رخ و زلف
کر دے مجھے وصل سے
اے دلبر دلربا
کر دے گا غفور
کیون پیر مغان کو
جو درد رشک بلا ہو

تل کرتے ہوئے آتے ہین کہ شیدا ے کوہی سے مقابلہ ہوا شیدا نے ہاتھ مارا ایرج نے
ازدی ای نور الدہر خبردار ہاتھ نہ ڈالنا میرا حریف ہی اگر تمھارے ہاتھ سے مارا گیا تو بہت بری
ج پیش آونگا تمکو بھی قتل کرونگا نور الدہر جوش جرأت مین کب سنتے ہین جیسے ہی شیدے کوہی نے
مارا تلوار کو تلوار سپر رد کا الجھا دے سے ہاتھ نکالکر تلوار کا ہاتھ مارا شیدا اسکے دو ٹکڑے ہوے
رالدہر نے بہت خوش ہوکر صداے تکبیر بلند کی ایرج کو بہت ناگوار ہوا آنکھون سے نیچے اندھیرا
لیا للکارکر کہا کہ او کشتی گیرزادے تو نے مجکو پھر بانکپن دکھایا نور الدہر نے کہا کہ ہمیشہ سے جو
زادہ کشتی کرنے رہے کبھی کسی بہادر سے مقابلہ بھی نہین پڑا اتنو ایرج نوجوان کو تاب
باقی رہی جھپٹ کے ہاتھ تلوار کا مارا کہا زبان کاٹ لونگا طہماس وغیرہ بڑھے پکارتے
رے کہ ای شہریار لشکر کفار دبا دڈالے گا ایرج نوجوان نے کہا کہ قریب آئیگا میری ہاتھ
اجائیگا طہماس گھوڑے سے کود پڑے کہا کہ حضور یہ سر حاضر ہے کاٹ لیجیے مگر برائے خدا
پسمین مقابلہ نہ ہو ورنہ خرابی ہوگی ایرج نہین مانتے نور الدہر نے بھی کہا کہ ای ایرج مجکو
ہوٹے قبلہ و کعبہ کا خیال ہے ورنہ تمکو ابھی سمجھا دیتا اور ایرج کو زیادہ غصہ آیا کہا آج تمکو بے
ل کیے نہ چھوڑونگا تمھاری قضا آئی ہے نور الدہر نے کہا کہ ہان ایک نجومی نے کہا تھا ایک
ردکے ہاتھ سے تمھاری قضا ہی شاید وہ تمھین ہو سر حاضر ہے ایرج نے کہا کہ قبضے پر ہاتھ رکھو تمکو تو
بری کا دعوی ہے دیکھو تو کتنے ہاتھ مارتا ہون پلک نہ جھپکے اور تلوار چلے شاہزادہ نور الدہر نے
اکہ بس بادہ گوئی نہ کرد اتبو نور الدہر نے بھی قبضۂ شمشیر خاراشگاف سلیمانی پر ہاتھ ڈالا
ب تھا کہ تلوار چلے سرداروں کی بیقراری کہ پروردگار کیا غضب ہوگا اگر یہ دونوں شیر
ے ایک کو بھی چشم زخم پہونچا تو صاحبقران ہم لوگون سے ضرور پوچھینگے کہ صحراسے گرد اڑی
نابدار زرین پوش جسکے سر پر باز سفید سایہ فگن رہتا ہے عیار نے اسکو خبر دی کہ نور الدہر
برج آپسمین لڑا چاہتے ہین جلد اسے کو پہونچائیے نقابدار زرین پوش نے آتے ہی بیچ مین گھوڑا
دیا ایرج کی جانب نگاہ قہر دیکھا کہا کہ کیون ای ایرج نوجوان کفار کا حوصلہ بڑھاتے ہو آپسمین
الیسا پلٹ کرتا شاہزادہ نور الدہر سے فرمایا کہ تمھاری سعادتمندی مشہور ہے پس الگ ہوجاؤ
رج الیسا آتشخو جواب نہ دیسکے سر جھکا کے الگ ہوے نقابدار نے کہا کہ تم دونون صاحب اپنے لشکر

شاپور نے عرض کی کہ ای شہریار جلد انکو قید سے چھڑائیے ورنہ بڑی قیامت ہوگی شیداے
صحرا میں اترا ہی دونوں عیار جا کر ایک مرکب بلائے ایرج نوجوان اُسپر سوار ہوے باغ سے
آئے شاپور سے کہا اسکو پشتارے میں باندھ کرلے لو شاپور نے یہی کیا پشتارہ ملا
کرا ایرج نے آتے ہی اپنے نام کا نعرہ کیا کہ بانشیداے کافران بھیا دائی نابکاران پردہ
میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جاتے ہو نعرہ ایرج نوجوان لملک ایرج آن آفتاب
وآفاق گیر۔ تلوار کھینچکر لڑنے لگے چہار طرف سے کوہی دوڑے ایرج کو گھیر لیا شاہزادہ
بن بدیع الزمان نے جو ایرج کو لڑتے ہوے دیکھا طہماس سے کہا کہ ای برادر
شرم کی بات ہے ہر مرتبہ ایرج رہا کرتا ہے بارگاہ صاحبقران میں بیٹھکر لاف و گزاف کر
پیچھے چبا بیٹے ہیں کہ ہماری تعریف کرد بارگاہ صاحبقران میں کسی کی مجال نہیں کہ بیٹوں کا
بادشاہ جمجاہ کو دست راستیوں پر توجہ ہے یہ سنتے ہی طہماس کو بہت شرم آئی کہا کہ ای آقاے
غلام قید کو توڑتا ہے یہ کہکے طہماس نے بکہ کیا کہ ہتھکڑی ٹوٹی اب تو جملہ سرداروں نے د
نورالدہر بن بدیع الزمان نے جو اپنے سرداروں کو دیکھا طہماس چلے تھے کہ نورالدہر
ہتھکڑیاں کاٹیں نورالدہر نے بقوت صاحبقرانی ہتھکڑی کو توڑا اپنے نام کا نعرہ کیا قید
تار عنکبوت توڑ کے پھینکدیا ایک سپاہی کو مار کے تلوار لی ایک ایک افسر نے ایک ایک سے
مارا تلوار لیکر فوج کفار پر گرے نہایت لطف سے لڑنے لگے یہ سب دلیر جو اپنے اپنے مقام
اُٹھے دونوں عیاروں نے حقہاے آتشبازی مارے لشکر میں شیداے کوہی کے د
الامان الامان بلند ہوئی ایرج نے دیکھا کہ نورالدہر نے بھی رہائی پائی بڑے لطف سے
ہیں جس کسی نے کہ ان شیروں پر وار کیا وار اُسکا خالی دیکر تلوار چھین لی اُسکو نعش زین سے
اُٹھا لیا چرخ دیکر طرف آسمان کے پھینکا جو رنگ ہوائی قلم کیا ہر کسی کا یہی قصد ہے کہ افسر کو مار
اُسی طرف چلتے ہیں نورالدہر نے بڑھ کر علم فوج کو قلم کیا علمدار لشکر کفار بھی مارا گیا مگر ایر
لڑتے بھڑتے قریب شیداے کوہی کے پہونچے للکارا کہ او نامرد کہاں جاتا ہے ہم آپہونچے
شیداے کوہی پلٹا ایرج سے تلوار چلنے لگی نورالدہر نے جو دور سے دیکھا گھوڑے کو
چلے خیال ہے کہ جا کر افسر کو ماریں بیچ میں گھوڑے کو ڈال دیا تلوار کھینچکر جھپٹے تھے افسر

ی بات ہے کہ جو زمیندار روکتا ہے گلپوش نے کہا کہ زمیندار کو کیا دخل ہے ادھر کی سب زمین
مارے قبضے مین ہے برہمن نے کہا کہ ذرا اٹھ کھڑے ہو حضور چلین زمیندار کو سمجھا دین ہم بھی
ینگے یہ سنتے ہی گلپوش جادو کو اسوقت کا جانا بہت ناگوار ہوا کہا برہمن دیوتا تم ہماری
رف سے جاکر زمیندار کو سمجھا دو لاشہ جلوا دو برہمن نے کہ حضور وہ نہین مانتا مین بھی دم بھر کے
لیے ٹھہر جاؤن حضور کو ساتھ لیکر چلون گلپوش کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا اے دیوتا اسی
عالم کی محبت مین بھائی صاحب مارے گئے نہین معلوم اسکو کہانسے لائے پوچھا کہ یہ جوان کون ہے
گلپوش نے کہا کہ ان کو ہمونکا افسر اسکو برائے قتل لیے جاتا تھا مین نے چھڑا لیا ایک بھائی اسکا
قید ہے اگر اسنے مانا تو خیر ورنہ اسکو عذاب الیم سے قتل کرونگی مجھے اپنے بھائی کا بڑا قلق ہے اس عورت کو
نی کنیزون مین رکھونگی برہمن نے کہا کہ حضور کوئی چیز گاؤن یہ کہکے تالیان بجا بجا کے گانے لگا
دو چار شعر ایسے گائے کہ گلپوش خوش ہو گئی کہا کہ دیوتا خوب گاتے ہو برہمن نے کہا کہ آپکو
بہت راضی کرونگا یہ کہکے گلابی کھینچی کہا کہ ایک جام بھیجیے اس جوان کو جلائیے ایرج و حسین کا تماشا
بسمین بحسرت ایک کو ایک دیکھتا ہے ایرج نوجوان کی آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے حسین ذکی
تی ہے کہ اب وقت مرگ قریب آیا اب یہانسے بچنا دشوار ہے دیکھین کیونکر نکلین کہ برہمن نے پیالہ
جام شراب لبریز کیا کہا کہ ملکہ میرے ہاتھ سے نوش فرمائیے گلپوش نے ہاتھ بڑھا کر خوشی خوشی
لی لیا شبرنگ بن عمرو نے اور دو چار شعر پڑھے شراب بھی حلق سے گلپوش کے اتری
چار جانب دیکھنے لگی کہا کہ میان برہمن کچھ اور گائیے شبرنگ نے کہا کہ اے ملکہ عالم کیون
مزاج کیسا ہے گلپوش نے کہا کہ اس وقت گرمی بہت معلوم ہوتی ہے جی چاہتا ہے کہ سر زمین پر
ے مارون ہائے افسوس یہ مجھے قبول نہین کرتا بڑے افسوس کی بات ہے کہ مین خود طلبگار
وصل ہون اور یہ نہین سنتا ذرا اسکی بیمروتی کو دیکھو کہ کسی کا کہنا نہین مانتا شبرنگ بن عمرو نے
جھک کر کان مین ایرج نوجوان کے کہا ایرج کچھ مسکرائے گلپوش نشے مین بلبلا کر اٹھی
کہا کہ ہلون بیہوشی تاثیر کر چکی ہے لڑکھڑا کر گری شبرنگ کا نعرہ ہوا گلپوش کو خنجر مارا شکم چاک
صدائے ہولناک آواز مہیب آنے لگی شبرنگ نے ایرج نوجوان سے کہا کہ اے شہریار نکل چلیے
ایرج نے کہا کہ اے برادر تمنے بڑا احسان کیا ایک مرکب کی تدبیر کرو شاپور شیردل نے بھی قید سے رہائی پائی

جو یہاں اترے ہوے ہین شاپور نے کہا کہ یہ سب مسافر ہین یہان بھی اُتر پڑے اب گلپوش
شاپور کو لیکر بیٹھی کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا گلپوش نے دیکھا کہ جو لوگ اترے ہوے
کمرین باندھ کر جانے لگے گلپوش دیکھ رہی ہے ایرج و نورالدہر کو جو ارابے پر سوار
نگاہ جمال ہمتاں ایرج نوجوان پر پڑی دل و جان سے عاشق ہوئی اب دل نے چاہا کہ ا
مگر ملکہ حسین دلکشا اُسی طرح قفس مین قید ہین گلپوش دیکھ رہی ہے کہ افسر لشکر سیدشے
گینڈے پر سوار ہوا چاہتا ہے سبکو لیکر باغ سے نکلون گلپوش ہنسے سو گیا ایرج اُن سب سے علحی
شیدا سے کوہی جب باہر نکلا دیکھا کہ ایک قیدی نہین ہے گھبرا گیا کوس بھر بڑھ گئے اتا
عیار سے کہا کہ ذرا تلاش تو کر ایرج کو کون لیگیا سمند کوہی چلا حیران ہے کہ حقیقت مین
قیدی کہان غائب ہوا شبرنگ بن عمرو جو لشکر مین خدمتگار بنا ہوا داخل تھا یکایک
ایرج غائب ہوگئے شیدا سے کوہی نگہبانون پر غصہ کر رہا ہے شبرنگ پلٹ کے با
دیکھا کہ ایک ساحرہ بیٹھی ہے اور ایک نازنین بھی قفس مین ہے شاپور کو بھی سلسل و سط
وہ ساحرہ ایک لاشے کے اُٹھانے کی فکر کر رہی ہے شبرنگ ایک گوشے مین چھپا گلپوش
چند کنیزونکو حکم دیا کہ لاشہ بھائی صاحب کا لیجاؤ جنگل مین جلاؤ ہم بھی وقت پر آئینگے جب
لاشہ مرطوب کا لیکر چلی گئین تو دیکھا اُسی مقام پر ایرج نوجوان ظاہر ہوے وہ ساحر
کرنے لگی شاپور سے اشارہ کیا کہ اسکو راضی کرو مین تمکو رہا کردونگی شاپور نے جو یہ
کہ حضور مجھے رہا کر دین مین ابھی اسکو راضی کردونگا گلپوش نے کہا کہ او ظالم تجھسے خو
ہوا ہے کہ تو نے بھائی صاحب کو جھٹ پٹ قتل کیا شاپور نے کہا کہ حضور اُنھون نے میری قد
قدر دانی فرمائی ہین آپ کے ساتھ کبھی برائی نہ کرونگا شبرنگ نے گوشۂ باغ سے یہ سب
سوچا کہ مین اپنا زنگ جماؤن اس ملعونہ کو قتل کرون میرے آقا کا اُنپر احسان ہو یہ
کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک کٹھے برہمن کی شکل بنا دوڑا ہوا سامنے
کے آیا کہا کہ حضور فریاد کرنے آئے ہین مرگھٹ قریب تھا کنیزون نے چاہا کہ آپ کے بھا
لاشہ جلائین زمیندار وہانکا کہتا ہے کہ ساحر کا لاشہ نہ جلانے دینگے ساحر کے جلنے سے نا
ہوتی ہے لیکن ہمیشہ سے ہماری برت ہے آپ کے باپ دادا کو جلایا سب کا کریا کرم کیا آ

ب کے نام کے اسمین پھول سے کھے کہ جس عزیز پر کوئی آفت ہو گی پھول اُسکے نام کا مرجھا جائیگا
ج شام سے دیکھتی ہون کہ تمھارے نام کا پھول مرجھا جاتا ہے مین نے پانی چھڑک چھڑک کے
سکو شگفتہ کیا آخر اسوقت یہ جین بزاد دوڑی آئی کہ جاکر اپنے بھائی کو دیکھ آؤن کیونکہ بھائی تم
عشوقہ بھی سرکش الٹئے ہزدہ ہمسے راضی نہین ایسا نہ ہو کہ اسی کی ذات سے کوئی فتور پیدا ہو مرطوب
ادو نے کہا کہ نہین ہمشیرہ اسکی طرف سے کون آنیوالا ہے بارہ کوس پر اسکا تھانہ بالا ہے کوہ ہزا پایا کنیز بھی
تہ نہین لایا کچھ سحر مین فتور ہوا ہوگا گلپوش نے کہا کہ بھیا مین کیا کہون مذہب مین ہمارے بڑی
حتیاط ہے نجوم مین اسی واسطے ہم لوگون نے دخل پیدا کیا ہے کہ اپنی جان کی حفاظت کرین ہم لوگون کو
ئی مار نہین سکتا اگر لات و منات بھی ارادہ کرین تو مشکل پڑے مین اب جاتی ہون میری بات کا
یال رکھنا **شاپور شیر دل** یہ باتین سنکر کانپ رہا تھا کہ دیکھیے کیا ہو **مرغوب** کو جلدی ہے کہ یہ
عونہ جائے تو مین اپنی معشوقہ سے وصل حاصل کر دن آخر **گلپوش** اُٹھی اپنے مکان پر آئی اُس
لدستے کو دیکھا پھول کو مرجھایا ہوا پایا گھبرا گئی پھر پرواز پیدا کر کے چلی یہ تو آسمان پر اُڑتی آ رہی ہے
ان **شاپور شیر دل** نے چند اشعار عاشقانہ گائے پہلے جام بھر کر **مرطوب** کو دیا **مرطوب جادو** کا
یا تھا کہ سب پینے لگے **شاپور شیر دل** نے پھر جام لبریز کر کے ملکہ کو دیا اور کنیزین جو بیٹھی تھین
ن سب کو بھی جام پلائے **مرطوب** بیٹھے بیٹھے بابلا یا گھبرا کر کہا کہ اے **سوسن صد زبان** آج تو نے
ڑا احسان کیا میری معشوقہ کو راضی کر دیا مین تیرے گرد پھرونگا یہ کہکے اُٹھا بیہوشی تاثیر کر چکی تھی
کھڑا کر گرا سب کنیزین بھی گر کر بیہوش ہوئین **شاپور شیر دل** تڑپ کر اُٹھا ایک خنجر مارا سر **مرطوب** کا
اچاک قصہ پاک ایک دنناتا ہوا **گلپوش** آسمان سے دیکھ رہی تھی کہ کان مین آواز آئی گشتی سر نام
رطوب جادو بود **گلپوش جادو** نے گھبرا کر آسمان سے دیکھا کہ بھائی کا لاشہ تڑپ رہا ہے منہ پیٹ
تڑپ کے گری **شاپور** پر سحر کیا **شاپور** کے پاؤن زمین نے تھام لیے **گلپوش** اُتری کہا کہ او ظالم
دون ہے میرے بھائی کو کیون مارا ہائے میرا دل دھڑک رہا تھا اُس کمبخت کے خیال مین آیا مین
ہی تھی کہ تیرا وقت مرگ قریب آگیا ہے اُس ظالم کو گھمنڈ تھا آخر کو مارا گیا سچ بتا کہ تو کون ہے
ون میرے بھائی کو قتل کیا **شاپور شیر دل** نے کہا کہ مین عیار ہون لشکر اسلام کا
ا طرف گذر ہوا اسکو قتل کیا ہم عیارون کا یہی کام ہے گلپوش نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہین

مرطوب خوش ہوگیا کہا کہ ای سوسن اگر اس سرکش کو راضی کرو تو مجھپر احسان ہوگا جو مانگو د
سوسن نے قفس اُٹھا لیا گوشے مین آکر قفس رکھا ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا کہا کہ ای ملکۂ عالم آپکا ن
و اسم گرامی کیا ہی اور یہ کیا سر گذرا مجھسے مفصل فرمائیے اُس مصیبت زدہ نے ٹھنڈی سا
کھینچی کہا کہ ای ہمدرد یہانسے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہی زمین آباد رعایا دلشاد بادشاہ وہان کا
صف شکن ہی مین بدنصیب موسوم بہ حسن دلکشا اُسکی دختر بلند اختر ہون ایک دن شبکو سو
کہ عالم خواب مین ایک جوان رعنا کو دیکھا خلیق حسین و جمیل صفدر و صف شکن جوان تیغ
دیکھا کہ ایک قیدخانے مین بیٹھے ہین ایک جوان صاحب سطوت آیا اُلٹے پیر اُس شخص کو ارادہ
چھوٹا مگر پھر کسی افتاد مین قید ہوگیا مین اس سوچ مین صبحکو حیران و پریشان اُٹھے پر کھڑ
کہ یہ جادوگر بھیجا مجکو اٹھا لایا آج کئی دن کا زمانہ گذرا کہ بدعتین کرتا ہی مجھے اُسی جوان کی یا
یہ اپنی ہی کیسے جاتا ہی یہ سنکر شاپور شیردل نے کہا کہ ای ملکۂ عالم جس جوان کا آپنے پتہ د
میرا آقاے نامدار ہی شیدا اسے کوہی نے قید کیا ہی مین اُسکی رہائی کی فکر مین آیا ہون تم
دل بیقرار ہوا کنیز بنکر یہان آیا آپکو اس حال مین دیکھا مین اپنے آقا کے رہا کرنے کی فکر مین
لیکن اب آپ ایک کام کیجیے مین ابھی چلکر اُسکو مارے لیتا ہون اتنا فقط زبان سے کہیے
تمپر عاشق ہون تیری بدعت سے مجکو نفرت ہی مین تھوڑی دیر مین اُسکو قتل کر ڈالونگا یہ
کہا کہ برادر تمنے اسوقت وہ مژدہ دیا کہ جی چاہتا ہی جان تمپر نثار کرین لیکن میرے منہ سے یہ کیونکر
کہ مین تجھپر عاشق ہون شاپور شیردل نے کہا کہ بے اسکے نہ بنیگا آخر بمجبوری ملکہ زاد
شاپور یہ خبر لیکر محفل مین آیا مرطوب جادو سے کہا کہ واہ سبحان اللہ اپنے کیا کا
کیا یہان مقدمہ کچھ اور ہی مین نے اچھی طرح دریافت کیا بہر نوع ہم سمجھ لینگے شاپور نے د
کہا کہ جی چاہا شراب کا بھیجیے مرطوب جادو نے حکم کیا گلابیان آنے لگین شاپور اُلٹ
بیہوشی ملا رہا ہی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ ایک جادوگرنی طاؤس پر سوار چند کنیز
ساتھ گھبرائی ہوئی آکر پہنچی مرطوب جادو نے کہا کہ کیون بہن گلپوش اسوقت
آنا ہوا گلپوش نے کہا کہ بھیا جب سے کوہ عقیق پر مسلمان آئے اور جادوگرون پر آفت
ہزارہا جادوگر مارے گئے مین نے ایک مدت مشقت کرکے سب عزیزون کے نام لکھے ایک

مصاحبون نے کہ حضور صبر کرین معشوقہ راضی ہوجائیگی آپ کی آہ تاثیر کریگی لیکن دیکھیے آج باغ میں
یہ کون لوگ آترے ہوئے ہین جادوگر نے کہا کہ مجکو پہلے ہی معلوم ہیرا کسی کام پر دل نہیں لگتا
مسافر ہین رات کو رہینگے کل چلے جائینگے مصاحبون نے کہا کہ ہمنے عرض کردیا ان لوگون کے ساتھ کچھ
بندی بھی ہین اُسنے کہا کہ یارو کیا کہون بقول شاعر بیت کیا ہنسے کیا خاک کوئی رو سکے ۔ دل
ٹھکانے ہو تو سب کچھ ہو سکے ۔ یہ کہکر وہ ساحر بہت رویا وہ خدمتگار جو گئے تھے وہ ایک قفس آہنی
اُٹھا لائے قفس مین ایک معشوقہ پریچہرہ آنکھیں نرگس شہلا دہن غنچہ باغ حسن و جمال ابرو رشک ہلال
خنجر آبدار یا کھینچی ہوئی تلوار تیر مژگان برائے خلش دل عاشقان مثل سوزن آنکھیں ہرن
شکم صاف و شفاف سینے پر اُبھار دو نون ہونٹھ مسیحا دندان سلک دُر یکتا مگر بقول نکتہ سنجان بارک ہین
قدم یا رگ گل کیسے یا طائر عنقا تمام اعضا درست لیکن مغموم و رنجور و سرنگون نقش پا تاج سر عاشقان
نرگس شہر کی اسکے تعریف کرون سب طرح سے چست و چالاک اس ساحر کا مرطوب جادو نام ہے
اُٹھ کھڑا ہوا قفس کو لیکر برابر مسند کے رکھا قفل کھولا کہا صاحب آؤ بیٹھو اُسنے آنکھوں مین آنسو
بھر کر کہا کہ ای ظالم مار ڈال مین تو جان دینے پر آمادہ ہون کیون نہین قتل کر ڈالتا جو ہونا ہی
کبھی نہ ہوگا اے مرطوب جادو کیون مجھپر رغبت کر رکھی ہے ایک دانہ الماس کا پڑھ کر کھا لینے
جلکر خاک ہوجاؤن اس کشاکش سے مہلت پاؤن قفس مین ہمکو بند کیا مثل جانور ون کے
کٹہرے مین رہتے ہین جفا و مصیبت سہتے ہین مرطوب بنتیں کرنے لگا کہتا ہے کہ ای ملکہ عالم خطا مجھسے
سرزد ہوئی مین خود مجبور ہون کسی سے بات کرنے کو دل نہین چاہتا کہ کوئی اور ہمارے پہلو مین بیٹھے
اسنے کہا کہ ہمین جو کچھ کہنا تھا کہ چکے شاپور نے جو یہ معاملہ دیکھا گرتا پڑتا قریب چبوترے کے پہونچا
پیچ کی سے لیٹا ہوا بیٹھا ہے کہ ایک کنیز سوسن نامے بولا کر واسطے پیشاب کے اُٹھی جہان شاپور
چھپا تھا وہین آکر واسطے پیشاب کے بیٹھی شاپور نے حباب مار کے اُسکو بیہوش کیا کھینچکر
مارے لایا سوسن کی شکل بنکر تیار ہوا خرامان محفل مین آیا آکر بیٹھا فکر مین ہے کہ مرطوب
بیہوش کرون جب مرطوب ذہبت بنت کی ہاتھ باندھے اور ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا سوسن نقلی
ملکہ کرا ٹھی حضور ناحق آپ اسقدر بیقرار ہین میری طبیعت کو انتشار ہوتا ہے اگر حکم ہو لمحہ بھر کیواسطے
دوری مین لیجاؤن موافق اپنی عقل کے سمجھاؤن یقین تو ہے کہ راضی کر کے لاؤن سنتے ہی

مل گئے ان سب کے ساتھ یہ بھی باغ مین آئے شیدا نے دیکھا کہ باغ وسیع چمن ہاے طولانی
ایک چبوترہ بلور کا مثل برق چمک رہا ہی ایکطرف آکر شیدا نے فرش بچھوایا ساتھ والون نے
کمو بین قید یونکو بھی ایک چمن مین بٹھا دیا کسی طرح کا خوف نہین ناچ دیکھا کیا شراب پی
اسکے ساتھ والے بھی تھکے ماندے تھے سو رہے ایرج نوجوان و نور الدہر جاگ رہے ہین شاید
بن عمرو بھی آئے ہین اس فکر مین ہین کہ اپنے آقا کو رہا کرین یکایک باغ مین ایک
چلی دیکھا کہ بلور کے چبوترے پر خود بخود فرش مشجر بچھ گیا لالٹینین بھی روشن ہوگئین اتنے
عیار بغور دیکھ رہے ہین تھوڑے عرصے مین کچھ برقین چمکین ہواے سرد چلی دیکھا آسمان
تخت پر ایک جادوگر گرد چند ملازم مگر ملول و حزین سر جھکائے ہوئے آکر پہونچا مسند پر
خدمتگارون سے کہا کہ اُس ظالم سرکش کو لاؤ اپنا حال دل بیان کرون ہاتھ لبون پر دم ہے
عالم ہر کس سے کہون کیا حال دل بیان کرون راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کر گذرتی ہین فر
عیش و راحت سے دور رنج و غم کے قریب کوئی ساعت ایسی نہین کہ آرام ملے اصل

روز ہولو دے ساتھ اپنے ہوا غم پیدا ۔ لالہ ساں داغ اٹھانے کو ہو
ہو نہین وہ نخل کہ ہر شاخ مری آرہ ہی ۔ ہو نہین وہ شاخ کہ ہون برگ ثمر
مین جو روتا ہون مرے زخم جگر ہنستے ہین ۔ شادی و غم سے کیا ہی سب مجھے تو ا
چاہنے والے ہزارون نئے موجود ہوتے ۔ خط نے اُس گل کے کیا دوہی د
درد سر مین ہو کسی کے تو مرے دل مین ہو درد ۔ واسطے میرے ہوا ہے غم عا
زخم خندان ہین بعینہ لب خندان آئے ۔ شادمانی مین ہے یان حالت
آسمان شوق سے تلوارون کا منھ بر لائے ۔ مہ نو نے ترے ابرو کا کیا خ
کام اپنا نہ ہوا جب کبھی ابرو سے ۔ گیسوے یار ہوے درہم و بر
شبہ ہوتا ہی صدف کا مجھے ہر غنچے پر ۔ کیون سوتی نہ کرین قطرۂ شبنم
چپ رہو دور کرو منھ نہ مرا کھلواؤ ۔ غافلو زخم زبان کا نہین
قلزم فکر مین ہر چند لگائے غوطے ۔ در مضمون کوئی یارون سے ہا
دوست ہی دشمن جان ہوگیا اپنا آتش ۔ نوش دارو نے کیا یان اثر

تے ہین قید توڑدن نہین ٹوٹتی ایک کوہی نے چاہا قیدی کا سر کاٹ لون پلٹ کر ہاتھ مارا ایرج نے
ون ہاتھ اُٹھالیے ہتھکڑی کٹی اب تو ایرج نے سمٹ کر قید کو توڑا اپنے مقام سے اُٹھے ایک
دان نے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے اُسکی تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کے طرف آسمان کے
نکا جو رنگ ہوائی کا ٹاٹا اڑتا ہوا ایرج بھی چلا کئی پہلوانون کو بڑھ بڑھ کے للکارا علم فوج کو
ون کیا کفار کا نشان شکست ظاہر ہوا گئی پہلوانون کو ایرج نوجوان نے لڑ کر مارا جھلا کے
ہ کیا پکار کر کہا کہ اوراق کوہی کو کیا مارا مردے پر ہاتھ اُٹھایا مردان عالم سے چار آنکھین
ے تو معلوم ہوا ایسے مردونکو مارا تو کیا یہ کان مین آواز نورالدہر کے آئی پلٹ کر دیکھا کہ
رج بڑے زور وشور سے لڑتا ہوا آتا ہے نورالدہر نے جو یہ سنا پکار کر آواز دی کہ زیادہ
ن درازی نہ کرو اگر ہم نہ قید سے چھڑاتے تو کیونکر جان بچتی ایرج نے جھلا کر کہا کہ او
تی گیر زادے معاملہ طلسم فراموش کیا بادشاہ طلسم کو مارا تمکو رہا کیا نورالدہر نے کہا زبان کو
کرو ایرج نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر جب تک سپر اُٹھائین برق شمشیر چمک کر
ی سر نورالدہر کا زخمی ہوا نورالدہر نے زخم سر کو تھام کر ہاتھ تیغ کا مارا سر ایرج کا بھی زخمی ہوا
ماس ہان ہان کرکے بڑھا ایرج نے ایک ہاتھ مار دیا طہماس کا شانہ جھول پڑا ایرج نے سب
دارونکو زخمی کیا شیدائے کوہی بارہ ہزار سوارون سے بر لے مدد لقا چلا تھا اُسوقت
پہونچا کہ اسنے دیکھا صدہا کوہی مرے پڑے ہین چھ سات جوان سر زخمی جھومتے ہین بڑھکر
ائے کوہی نے دریافت کیا معلوم ہوا کہ نورالدہر و ایرج آپسمین زخمی ہوئے سات
دار نورالدہر کے زخمدار ہین یہ سنتے ہی شیدائے کوہی نے آواز دی کہ ان سب کو گرفتار کرلو
ر طرف سے کوہی ٹوٹ پڑے زخمی تو یہ سب ہو ہی چکے تھے حلقہ ہائے کمند مار کر گرفتار کرلیا تو
ہ گرفتار ہوئے شیدائے کوہی نے سب کو مسلسل و مطوق کیا بارہ ہزار سوار اپنے بیس پچیس ہزار
اق کوہی کے اب فکر ہوئی کہ کہان اترین وقت آخر ہے ہرکارون نے کہا کہ یہان سے تھوڑی
پر ایک باغ ہے وہان چلکر اُتریے شیدائے کوہی چلا دیکھا کہ حقیقت مین چار دیواری پختہ
ازہ باغ کا کھلا ہے ایک امر ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام یہ ہے کہ شاپور عیار ایرج نوجوان
رنگ عیار نورالدہر جب انھون نے دیکھا کہ مالک ہمارے گرفتار ہوئے مضطر ہو کر لشکر حریف مین

ملنے کی خوشی مین رات بھر نہ سویا چار گھڑی رات رہے سوار ہوا ایرج کو ارابے پر سوار کر
لیکر چلے کہ ایک کوس بھر پر نکلے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک جوان کو دیکھا غزال چشم شیر جسم
بہادر دیکھا ایک جوان مثل فیل مست جھومتا ہوا پشت پر جوان حسین کے چلا آتا ہے اور بھی کئی
لباس ہاے معقول پہنے ہوئے خودہاے زرین سر پر گھوڑ ونکو ڈالے ہوئے ہوتے ہین اور ا
نے کہا کہ لو صاحبو پیغمبری کو میری اوج ہوا یہ فرشتگان رحمت آتے ہین اب مجھ کو مژدۂ پیغمبر
سنائینگے نورالدہر نے وہین سے نعرہ کیا کہ او نامرد غضب کیا نبیرۂ صاحبقران کو مکر و فریب
کرکے گرفتار کر لیا اُسپر یہ ناز ہے منم گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم
زن مرد بے ایمان شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان نعرۂ نورالدہر۔ نظیر حمزۂ صاحبقران
بخشم و بقہر شہ ستارہ حشم شاہزادا نورالدہر۔ نعرۂ شیر کی صدا بلند ہوئی نخل کانپے طائر
آشیانون سے اُڑے اوراق کوہی نے جھلا کر گینڈا بڑھایا کہا ارے ان چند دست و پا شکستون
سے کب خوف کرتا ہون اسکی بھی مشکین باندھ کے لاتا ہون گینڈا چمکا کر مقابلے مین نورا
کے آیا آتے ہی نیزہ مارا نورالدہر نے سنان کو بچا کر گلوگاہ پر ہاتھ ڈالا نیزہ توڑ کے پھینکدیا اُ
آتے ہی ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے بر آسیب سپر اسکے وار کو رد کیا اور قبضہ پر ہاتھ ڈالا شمشیر
سلیمانی نیام انتقام سے نکلی صاف ظاہر تھا کہ ناگہی بجلی جھاڑ کے نکلی یا برق جہندہ پردۂ سحاب
باہر آئی آنکھون کے نیچے اوراق کے نیچے اندھیرا آگیا نورالدہر نے خبردار خبردار کہکے ہاتھ ا
سپر کو چہرے کی پناہ کیا برق شمشیر تڑپ کر گری سپر کے دو ٹکڑے ہوئے شب فراق عاشقان
سپر کو کاٹ کر جو تلوار گری یا قبا سر پر جھکی تھی یا زمین کو تلوار نے آکر بوسہ دیا زمین سے گرد اُڑی نورا
نے نعرۂ شیرانہ کیا کوہیون نے جو دیکھا کہ اوراق کوہی کے اوراق حیات پراگندہ ہوئے سا
جوان ہین چند کس کو دیکھکر دوڑ پڑے نورالدہر نے تلوار چمکائی پشت پر سے نعرہ ہوا کہ منم ہزبر
قہر بیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقوتیل دیو پرور برا
طرف سے نعرہ ہوا کہ منم صدبران ماہ منظر دراج دردر گوش زرہ باب خان و بجیرہ
نو سردار جو آکر گرے طہماس نے جو ساطور ہلا دیا دس دس کے سر اُڑے مگر ایرج نے جو نورا
کو دیکھا بیقرار ہو گیا جی مین کہتا تھا کہ ایسی رہائی سے موت بہتر ہے یہ کشتی گیر زادہ کیون

تے ہین جیسا حکم خداوند ہوگا بجالاینگے یہ دختر زادۂ خداوند لقا ہے اسی وجہ سے جرأت مین یکتا ہی
سواق کوہی عرضی لیکر چلا صبح کا وقت ہے لقا تخت پر بیٹھا ہے تمام اہالیان دربار جمع ہین یہ ذکر
رہا ہے کہ عرصۂ دراز سے کوئی ساحر طرف سے طلسم ہوش ربا کے نہین آیا شدید بلند رکاب
رج کو طلسم ہوش ربا مین لیگیا افراسیاب نے قتل کیا ہوگا عیار نور الدہر بن بدیع الزمان شیر نگ
عمرو بہ صورت مبدل ایکطرف حاضر ہے خبر لے رہا ہے کہ چوبدار نے عرض کی کہ دروازے پر ایک
ر حاضر ہے حکم ہوا بلالو مسواق اندر آیا لقا کو سجدہ کیا سب حال اوراق کوہی کا زبانی بیان
کہا کہ مین ایرج کو گرفتار کرکے قید کر آیا ہون جیسا ارشاد ہو بجا لاون لقا نے جھوم کر کہا کہ
ے بندگان من دیدی قدرت مرا کہان ایرج کو قدرت نے گرفتار کرا یا اے مسواق کوہی
لکھنے مین دیر ہوگی قدرت زبانی حکم دیتے ہین کہ اپنے آقا سے کہنا قید جلد لیکر یہان آ و فوراً
ں کرینگے مسواق کوہی روانہ ہوا شبرنگ نے جو یہ خبر پائی بھاگا لشکر مین آیا شاہزادہ
ر الدہر بن بدیع الزمان برائے تسلیم صاحبقران اپنی بارگاہ سے چلے تھے کہ شبرنگ
منے سے آیا نور الدہر نے پکار کر کہا اے یار وفادار آج تو ایسے ایسے خوشی خوشی آتے
لیا کوئی عمدہ خبر لائے ہو شبرنگ نے عرض کی کہ اے آقائے نامدار اے مولا قدر شناس
رج نوجوان کو شدید بلند رکاب لے گیا تھا جا بجا معرکے پڑے وہ مقامات فتح کیے
راق نے گرفتار کر لیا حکم لقا گیا ہے کہ زندہ ہمارے سامنے لاؤ یہ حکم لیکر مسواق روانہ ہو گیا
ں کے اوراق کو ماریے تاجر زادہ پر احسان رکھیے وہین سے نور الدہر پلٹے کہا گھوڑا لاؤ
ب تیار ہو کے آیا طہماس بھی گینڈے پر سوار ہوا چند سردار و رفیقان نامدار بھی ساتھ ہوے
ر قطع منازل و طے مراحل قریب لشکر اوراق کے پہونچے کوہ کے اُس پار اوراق کوہی
ے شام ہو چکی تھی کہ طہماس سے کہا کہ بڑے شرم کی بات ہے کہ رات کو جا کر اُس سے
ابلہ کرین صبح کو سمجھا جائیگا اس رائے کو سب نے پسند کیا ایک نخل کے سائے مین اُترے
ے وہان اوراق کوہی کہہ رہا ہے کہ کل لشکر خداوند مین پہونچ جائینگے رات کو عیار آکر پہونچا
ے اوراق کوہی قدرت نے تقدیر کرکے اس جوان کو گرفتار کرایا آپ کو قدرت نے
یا ہے اس جوان کو دار پر کھینچیے گا طرۂ پیغمبری ملیگا اوراق کوہی خوش ہو گیا طرۂ پیغمبری کا

کیا مجال غلامان جانباز جانبازی کو حاضر ہین اوراق نے کہا کہ جب مجھیر وہ غالب آیا تو تمھارے
حقیقت ہے سب نے عرض کی کہ ہماری صلاح یہ ہے آج رات کو شبخون مارے اس بات
نے پسند کیا سات ہزار کا لشکر ساتھ ہے جوان بڑے بڑے قد کے دو پہر رات گئے سب لشکر
شبخون لیکر چلے یہان چند سوار طلایہ دے رہے کہ اوراق کوہی آکر گرا قتل کرنا شروع کیا
ہنگامہ ہوا شاپور شیر دل نے ایرج کو جگایا ایرج گھبرا کر اٹھے ہتھیار لگائے گھوڑے پر
نکلے نکل کے نعرہ کیا نعرہ ایرج ملک ایرج آن آفتاب منیر + کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر + نعرہ
لڑنے لگے جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے کئی سے جوانون کو چشم زدن مین مار کر ڈالا
نے نعرہ ایرج نوجوان کی صدا اُسنی تھرا گیا کہا لو یارو غضب ہوا وہی شوم دشت آتا ہے
نے کہا کہ چلیے گھیر لین کئی سے پہلوان ملکر آگئے اوراق کوہی نعرہ کرکے بڑھا ایرج نے جوا
آتے دیکھا مثل شعلہ جوالہ جا پڑے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نوجوان نے روک کر ہاتھ ما
سر زخمی ہوا دو تین پہلوان ایرج کے ہاتھ سے مارے گئے آخر کوہیون کو شکست فاش ہوئی
نے دو کوس تک پیچھا کیا پڑاو آکے لوٹ لیا اب کوہی نوک دم شکست خوردہ بھاگے شاپور
نے ایرج نوجوان کو روکا ایرج فتح کرکے پلٹے اُسی مقام پر آکر داخل بارگاہ ہوئے مگر
شکست کھا کے بھاگا ایک مقام پر جا کر اترا اوراق کوہی رونے لگا سردارون سے کہا کہ یا
ہوا اب کیا تدبیر کرون عیار اُسکا مسواق کوہی ہے اُسنے عرض کی اگر حکم ہو تو مین جا کر ایر
پکڑ لاؤن اوراق نے کہا اے مسواق اگر ایسا کرے گا تو تو نے گویا میری سلطنت بچائی عیا
وقت روانہ ہوا لشکر مین ایرج کے آیا کسی سے دریافت کیا تو معلوم ہوا بیچ مین جو بارگاہ
مین سردار رہتا ہے مسواق کوہی پشت بارگاہ ایرج پر آیا نقب کھودنے لگا مہرہ
پہر رات رہے بارگاہ ایرج مین توڑا ایرج کو آکر بیہوش کیا پشتارہ باندھکر اُسی نقب
نکلا بھاگا بھاگ جاتا ہے اوراق کوہی رات بھر جاگا صبح کو آواز زنگ کی بلند ہوئی دیکھ
مسواق کوہی پشتارہ ایرج کو لیکر پہونچا اوراق نے کہا کہ ارے ایرج کو لایا مسواق
کہا کہ آہنگرون کو بلاؤ آہنگرون نے آکر ایرج نوجوان کو مسلسل و مطوق کیا اوراق
اُسی وقت ایک عرضی لکھی مسواق سے کہا خدمت خداوند مین لیجاؤ ہم وہین قید لیکر آ۔

ره حمزه فولاد فولاد شکن کوہی تمہارے ہاتھ سے مارا گیا چالیس عزیز ہمارے اُسکے ساتھ قتل ہوئے
د ہمارا اچھا تھا اب ہمکو معلوم ہوا کہ تم اس حوالی مین آئے اب بھلا یہان سے زندہ بچ کے جاؤگے اگر
جانبری چاہتے ہو تو رومال سے ہاتھ باندھ کے چلے آؤ ہم جان بخشی کرینگے ورنہ سر میدان ہم سے
سے مقابلہ ہو جسکو خداوند لقا دے وہ لے ایرج نوجوان نے کہلا بھیجا کہ تمھاری موت کا
ہے جب تو تمھارے دماغ مین یہ بات سمائی ہے طبل جنگی بجوا کر میدان کارزار مین آؤ
جائیگا اور جو تم سے ہو سکے قصور نہ کرو اوراق کوہی یہ جواب سُنکر بہت جھلایا کہا مین قتل فولاد فولاد
ن کے نہین ہون یہ کہکے طبل جنگی بجوایا ایرج نوجوان نے بھی خبر سُنی یہان بھی طبل جنگی پر چوب پڑی
ج کے ساتھ فوج بہت کم ہے رات بھر تیاریان ہوئین صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے
ق کوہی نے گینڈا اپنا صف سے نکالا میدان مین آکر نعرہ کیا ایرج نے بھی گھوڑا اپنا بڑھایا
بلے مین اوراق کے آئے بعد گفتگو نیزہ چلنے لگا شاپور شیردل لم ہوئے سے فوج
بہت گھبرا رہا ہے تھوڑی دیر کے بعد ایرج نے اُسکا نیزہ نکالا اُسنے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا
لوار کا لگایا ایرج نوجوان نے بارٹھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا وہ بھی لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی
تک ایک طور پر کشتی ہوئی ایرج نے جی چھوڑ دیا اوراق کوہی کا شیرازہ کھُل گیا
رہا ہے ہر جزو بدن پر صدمہ پہونچا جب شام ہوئی تو اوراق نے کہا کہ اے نبیرۂ حمزہ بس
ر چلے رات کو جا کر آرام کرو صبح کو پھر مقابلہ ہوگا ایرج نوجوان نے کہا کہ روشنی کراؤ رات
ن ہو جائے اوراق کوہی نے کہا کہ مین رات کو نہ لڑونگا یہ کہکے چھوڑ کے الگ ہوا ہرچند کہ
ج نے کہتے ہین کہ ہمارا دستور نہین حریف کو چھوڑین پہر دو پہر مین حال غالب و مغلوب کا کھُلیگا
ق کوہی کہتا ہے کہ مین ہرگز شب کو مقابلہ نہین کرتا یہ کہکے گینڈے پر سوار ہوا کہا اب کل
نگے ہم کیا کسی سے کم ہین یہ کہتا ہوا طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوگیا شاہزادہ ایرج ناچار پلٹ آئی
وراق کوہی جو لشکر مین آیا سر جھکا کر بیٹھا افسران فوج نے آکر عرض کی کہ اے شہریار کیسا مزاج ہے
نہایت پریشان پاتے ہین نبیرۂ حمزہ کو کیسا پایا اوراق نے کہا کہ بارو کیا بیان کرون نبیرۂ
بہت زبردست ہے اگر پہر دو پہر اور کشتی ہوتی تو مجھکو زیر کر کے لے جاتا لات و منات نے مجھکو
یلہ کرکے چلا آیا اب اگر مقابلہ پڑیگا تو ضرور مجھکو زیر کرکے لیجائیگا سرداروں نے عرض کی

شدید بلند رکاب نے سحر کیا ملکہ کو ہوا نے ہٹایا خوش چشم کو دیکھ کر گھبرا گیا باہر نکلا نعرہ ایرج
کان مین آئی حیران تھا کہ یہ کیا ہوا اُٹھا کر ایرج کو گولہ مارا ایرج نے انگشتر چمکایا گولہ پلٹ کے
ملکہ بھی زمین پر آئین ایک طرف سے ملکہ نے سحر کیا ایک طرف ایرج نوجوان لڑ رہے تھے جو
جو ہوا حیران کو ہرکارون نے خبر دی کہ آپ کی صاحبزادی صاحبہ شدید بلند رکاب سے لڑ
ایرج نوجوان شمشیر زنی کر رہے ہین حیران جادو چلا اُسوقت آکر پہونچا کہ شدید
خوش چشم کو زخمی کیا ہے ایرج کے مقدمے مین دریافت کر رہا ہے کہ کیا باعث ہی اس جوان
سحر تاثیر نہین کرتا کہ حیران جادو کے نعرہ کی آواز آئی نعرہ حیران کی صدا سنکر شدید
دریافت نکر سکا کہ کس باعث سے ایرج پر سحر تاثیر نہین کرتا سحر کرنے لگا حیران پر بھی جا پڑا دست
کہ برق چمک کر گری حیران کا بھی سر زخمی ہوا شدید بلند رکاب تیغہ کھینچکر چلا کہ حیران
کا سر کاٹ لاؤن شاپور شیر دل ایک گوشے مین کھڑا ہوا یہ معرکہ دیکھ رہا تھا ایک جادو
شکل بنکر جیبیٹا پکار کر آواز دی کہ اے شہنشاہ کیا کہنا حیران کا سر کاٹ لیجئے معشوقہ پیرہ
شدید نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک ساحر تعریفین کرتا ہوا آتا ہے گو لہ اُسکے ہاتھ مین ایک جھولی
قریب آکر کہا کہ واہ کیا کہنا خوب خوب سحر آپنے کئے افراسیاب کے سامنے آپکے اوصاف
بیان کرونگا تمام عالم مین آپ کا نام ہو دیکھئے طرف سے طلسم ہوش ربا کے ابر تیرہ و تار اٹھا
معلوم ہوتا ہے کوئی آپ کی مدد کو آتا ہے شدید بلند رکاب خوش ہوگیا سمجھا کہ افراسیاب
ہمہ دان و ہمہ گیر ہے کسی کو میری مدد کو بھیجا ہوگا یہ سوچکر پلٹا شاپور شیر دل برابر تو پہنچ چکا
خنجر مارا شدید کا شکم چاک قصہ پاک جتنے جادوگر حیران کے اُسکے شریک ہوگئے تھے
سحر اُترا عذر کرتے ہوئے دوڑے حیران سے منتین کرنے لگے کہ اے شہریار معاف فرمائیے کہ ہم
اپنے ہوش مین نہ تھے حیران نے بھی قدمون پر ایرج کے سر رکھا اپنی بارگاہ لایا خوش چشم
ایرج نے وعدہ کیا کہ انشاءاللہ تمکو طلب کرینگے شکر ہے کہ شدید مارا ہر چند حیران جب
نے کہا کہ مین ہمراہ چلون لشکر تک تو آپ کو پہونچا دون ایرج نے کسیطرح قبول نہ کیا چند
اپنے ساتھ لیکر طرف کوہ عقیق کے روانہ ہوئے کوئی دس کوس چلے تھے کہ صحرا سے گرد اُٹھی
ایک پہلوان گینڈے پر سوار چالیس ہزار فوج پشت پر ایرج کی خبر دریافت کرکے اُتر پڑا کھلا

بور بیرون بارگاہ ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرا دو پہر رات گئے شدید اپنے مقام سے اٹھا صورت
ے ہوئے لشکر ایرج مین آیا جسکو جہان جاگتے ہوئے دیکھا سحر کر دیا کہ وہ بیہوش ہوا آپ آگے
ھا قریب بارگاہ ایرج آیا شاپور جو منھ لپیٹے پڑا تھا اسنے دیکھا کہ ایک سیاہ پوش آتا ہے
ابور دیکھا کیا کہ شدید نے کھڑے ہوکر یہان بھی سحر کیا سب سو گئے یہ بارگاہ مین پہونچا ایرج
بنے تھے بیہوش ہوگئے شدید بلند رکاب نے کمر مین پنجہ دیا لے اُڑا شاپور نے دیکھا کہ ایک
حر ایرج کو لیے جاتا ہے شاپور شیر دل عقب مین چلا شدید ایرج نوجوان کو لیے ہوئے اپنی
اہ مین آیا اُسی حالت مین مسلسل و مطوق کیا ایک ساحر کو پکار کر اُس سے کہا کہ اس جوان کو قیدخانے
ن لیجاؤ وہ جادوگر ایرج کو قیدخانے مین لے گیا شاپور نے چھپ کر یہ سب معاملے دیکھے
منظور ہوا کہ اپنے کو آقا تک پہونچاؤن نقب دیکر مہرۂ نقب ایک مقام پر توڑا بقدرت پروردگار
ے خیمے مین مہرۂ نقب کا ٹوٹا کہ جہان ملکہ خوش چشم قید ہین شاپور شیر دل نے دیکھا کہ ملکہ
ش چشم قفس آہنی مین بند زبان مین سوزن شاپور شیر دل قریب آیا کہا اے ملکۂ عالم یہ کیا
لہ ہے ہم جانتے تھے کہ آپ اپنے لشکر مین ہونگی ملکہ نے اشارہ کیا کہ زبان سے سوزن نکالو
پور نے سوزن زبان سے نکالی ملکہ نے اب جو ہاتھ ہلایا قفس کے ٹکڑے اڑ گئے ملکہ نے کہا ا
پور شکر ہے کہ تم نے اب بھی ہماری خبر لی جب ہم تم سے رخصت ہو کر آئے شدید اور روالدسی
ہو رہے تھے مین بھی جاکر لڑی شدید نے مجکو گرفتار کر لیا جب مجھسے سوال وصل کیا تب مین
کلمات سخت کہے اُسنے مجکو قید کیا اے شاپور دیکھو تو اسوقت کیا قیامت برپا کرتی ہون کہا تم
ب ہو جاؤ مین جاتی ہون پہلے شاہزادہ والاقدر کو رہا کرون اسکے بعد میان شدید کی
خدمتگزاری کرون یہ کہکے بلند ہوئی اُس خیمے مین آئی کہ جہان ایرج نوجوان قید ہین مسلسل
وق بیہوش ہین دشمنون نے اتبک ہوشیار نہین کیا بڑھکر ملکہ خوش چشم نے ایرج
شیار کیا سحر شدید کا اترا ایرج نوجوان کی جو آنکھ کھلی معشوقہ کو قریب پایا ملکہ نے کہا کہ
تلوار کھینچکر آئیے مین جاکر شدید پر گرتی ہون ایرج کو تلوار دی ایرج نوجوان تلوار کھینچکر
لے ہمراہیان شدید سے لڑنے لگے شدید بلند رکاب اپنے خیمے مین پڑا سو رہا تھا مگر
مین جاگتا تھا اسنے دیکھا کہ آسمان پر برق چمکی خود بھی سحر کرنے لگا ملکہ خوش چشم کڑک کر آئین

ہماری ذات سے فساد ہے نبیرۂ حمزہ کو مٹاؤن تو پھر میان حیران سے سمجھونگا یہ کہکر صبح کو سوار
اُسی وقت میدان کارزار مین آئے دو سے ساحر ساتھ ہین اُدھر سے ایرج نوجوان بھی میدان کار
مین آئے انگوٹھی دی ہوئی ملکہ کی ہاتھ مین ہے جب دونون لشکر میدان رزم مین آئے حیران
بیٹی کے غم مین پریشان تماشا دیکھنے کو ایک طرف آکر ٹھہرا دل سے دعائین کر رہا ہی کہ شدید
ایرج کو گرفتار کریگا ہمپر بھی دباؤ ڈالیگا کیا تدبیر کرون یہان صفین جمین شدید نے اشارہ کیا
سب ساحرونکا افسر میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی کہ اے فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا
مرگ ہو وہ نکلے نیرنگ نے جو یون پکارا ظہیر قزاق کھڑا کانپ رہا ہے کہ دیکھیے
سرکار پر کیا گذرے مگر ایرج نے مرکب ٹھکرایا ظہیر آکر قدمون سے لپٹ گیا کہا آقا مجکو جا
ایرج نے ظہیر کو گلے سے لگایا کہا کہ اے برادر نہ گھبراؤ دیکھو پروردگار کیا کرتا ہے یہ کہکے
ٹھکرایا مرکب طرارہ بھر کے چلا مقابلے مین نیرنگ کے آئے نیرنگ نے گولہ مارا ایرج نے
اور ایک ہاتھ تلوار کا مارا نیرنگ کے دو ٹکڑے ہوئے عزیز جادو کو شدید نے اشارہ کیا
مقابلے مین آیا ایرج نے نیزہ مارا اسکے سینے کو توڑ کر پار گذرا اکھیڑ کر زمین پر مارا اسکے
جوڑ جوڑ چور ہوئے اسی طرح پر ایرج کے ہاتھ سے شام تک گیارہ جادوگر مارے گئے شدید
دلکبیدہ دل پلٹا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا حیران بھی اپنی بارگاہ مین بیٹھا کہہ رہا ہے کہ کیون یار
معرکہ تھا مشہور ہے کہ مسلمان سحر نہین جانتے گیارہ جادوگر مارے گئے کسی ساحر کی سحر نے
لیکن شدید نے شام کو چند ساحر جمع کیے کہا یارو مجھکو بڑا افسوس ہے کہ یہ ساحر کیون
مین آج ایرج کو دھوکا دینے کو طبل جنگی بجواتا ہون رات کو جاکر پکڑ لاؤنگا یہ کہکے طبل
ہرکارون نے ایرج کو خبر دی ایرج نے بھی طبل جنگی بجوایا ظہیر قزاق پھولا بیٹھا ہے
اے آقائے نامدار مین آپکے تصدق ہو جاؤن ماشاء اللہ اس زور و شور سے ساحرونکو مارا ایک
للکارا کل شدید بلند ہمرکاب میدان مین خود نکلیگا ایرج نے کہا نکلیگا تو مارا جائیگا ظہیر نے
اے آقائے نامدار جادوگرون کے مارنے کا کیا باعث ہوا ایرج نے کہا کہ خدا کی قدرت
موت تھی میرے ہاتھ سے مارے گئے ہرچند ظہیر نے پوچھا ایرج نے سبب اصلی نہ
پھر رات سے گئے دربار برخاست ہوا اشاہپور شیردل سے کہا کہ ہوشیار رہنا یہ کہکا

ے جنگ کی مگر یہ بہت بڑا ساحر زبردست ہی دیکھین کیا گذرے خوش چشم نے کہا کہ ابھی جاکر اُسکو
ار کرتی ہون آیندہ جو مرضی خدا اے نادیدہ کی حیران نے گھبرا کر کہا کہ ارے کمبخت اے نادیدہ کو
جانے خوش چشم نے کہا کہ اے والدنا مدار اصل یہ ہی کہ سامری وجمشید مثل ہماری تمہارے
ن تھے لات ومنات پتھر کے پتلے اُنکو خدا اپنا ناکیسا وہ رحیم وکریم ہے سب کو پیدا کیا
ی کی قدرت کا یہ باعث ہی کہ مسلمان سحر نہین جانتے اور ہمیشہ غالب رہتے ہین پس مناسب یہ ہی
پ بھی ایرج سے مصالحہ کر لیجئے اور اُنکے مذہب مین جو فرقان حمید وکلام مجید ترجمہ ہوا ہی لکھے
ے علما نے لکھا ہے اُسکو ملاحظہ فرمائیے دیدۂ دل روشن ہوگا حیران نے کہا کہ ارے یہ باتین
تھے کیونکر معلوم ہوئین خوش چشم نے کہا حق ظاہر ہو جاتا ہے دیکھ لیجئے کہ شاہزادے کے دادا نے
ہ ماران وام الجبال وعنطلی آباد وزبرجد نگار وچاہ الماس وملک فرعونیہ
ب مقامات ساحران نامی کے تھے سب کو صاحبقران نے فتح کر لیا اب اُن ملکون مین کوئی بھی
مری وجمشید کا نام بھی نہین لیتا حیران کو بہت ناگوار ہوا مگر خاموش ہو رہا ملکہ خوش چشم
کر اسباب سحر ہاتھ مین لئے ہوئے شدید پر جا پڑین آپس مین سحر ہونے لگے شدید بلبندر کاب
نبہ پکارتا ہے کہ ای ملکۂ عالم تمہاری نگاہ سحر آلود کا مارا ہوا ہون جنبش ابرو میرے واسطے کافی
، ہر چند اُسنے منت وخوشامدین کین ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا ایک سحر ایسا کیا کہ شدید کا
خمی ہوا خون پوچھتا ہوا پیچھے ہٹا پکار کر آواز دی کہ صاحب تم یون نہ مانو گی یہ کہکر
خون چلو مین لیا خوش چشم پر پھینک مارا جیسے ہی خون کی چھینٹین جسم پر ملکہ خوش چشم کے پڑین
اکر گرین بے ہوش ہو گئین شدید نے ملکہ خوش چشم پر قبضہ کیا اب تو لشکر مین حیران کے
شدید بلبندر کاب نے ایک سحر ایسا کیا کہ دو سے جادوگر لشکر حیران سے نکلکر شدید
شریک ہو گئے اب تو شدید نے اور زیادہ شدت کی چمک کر سحر کرنے لگا حیران نے دیکھا
نہ ہو اور آفت برپا ہو جائے حیران نے آواز دی کہ طبل امان بجے نقارۂ رزمی پر چوب پڑی
لشکر پلٹے اپنے اپنے مقام پر آکر اُترے خوش چشم کو شدید نے قفس مین قید کیا آپ سحر
نے لگا کہتا ہے کہ مین حیران کو قتل کر دنگا اور ملکہ کو اپنے ساتھ لیجاؤنگا بہتر یہ ہے کہ مجھسے
لین اب دونون لشکر اترے شدید کو بڑی کد وکاوش ہی کہا کل میدان کارزار مین ہم جائینگے

آپ کے ملازم جنکو آپ دوست سمجھتے ہین وہی سب آپ کے دشمن ہو جائین سب کچھ ممکن ہے ا
کیونکر اپنے کو بچایئے گا ایرج نے کہا اے شہنشاہ خوبی والے سرو باغ محبوبی ہم اپنے پروردگ
نگاہ رکھتے ہین ابھی تھوڑا ہی زمانہ گذرا کہ طلسم سقرلات کو فتح کیا مسبب الاسباب نے ای
پیدا کیے کہ لوح طلسمی ملی وہان کے ساحر ہمارے شریک ہوئے طلسم کو فتح کیا لعنایت پرو
مال طلسمی ملا غنچہ آرزو دکھلایا یہان بھی کوئی سبب پروردگار پیدا کر دیگا کیا اب یہ مقام پیچیگا ہم اسکو
جلینگے خوش چشم نے کہا کہ ہم آپ کے اعتقاد کے قائل ہوئے حقیقت مین مین اور کام کو
آگے آپ کی دوست ہوئی آپ کے اعتقاد کا ظہور ہوا قلب کو سرور ہوا اب مین رح
ہوتی ہون جہانتک ہو سکے گا آپ کی بہتری کی فکر کیجائیگی صبح کو ساحران زبرد
میدان کارزار مین نکلینگے اُنکو کیا جواب دیجیے گا ایرج نے کہا کہ کوئی سبب پیدا ہو
خوش چشم نے کہا کہ اب تو آپ کا بچنا منظور ہے جسکے پاس یہ انگشتر ہو وہ منظ
ہو اسکو ہاتھ مین پہنے یہ وقت پر دستگیری کریگی کسی ساحر کا سحر آپ پر تاثیر نہ کر
کوئی ایسا ہی بڑا جادوگر ہوگا اور سبب کو سحر سے دریافت کریگا اور سحر بھی کامل رکھتا ہوگا
ہاتھ سے آپ کے انگشتر جدا کر سکتا ہے ہر ایک کا یہ کام نہین ہے انگشتر دیکر خوش چشم ر
ہوئی ایرج نے یہان آرام فرمایا خوش چشم پر پرواز پیدا کر کے چلی سوچتی ہوئی کہ جا کر
کیا کہون کہ مین نے کیون نہ ایرج کو گرفتار کیا جب قریب لشکر کے پہونچی دیکھا کہ لشکر مین
برپا ہے شدید ایک جانب کھڑا ہوا سحر سے آگ برسا رہا ہے ہزارون جادوگر آگ
مارے حیران وغیرہ سحر کر رہے ہین چاہتے ہین کہ سب ملکر گرفتار کرلین کسی کا پنجہ اسیر قا
نہین ہوتا بڑے زور شور سے لڑ رہا ہے خوش چشم حیران ہوئی کہ یہ کیا غضب ہوا
سب کو آرام مین چھوڑ کر گئی تھی اُنکا قول کرسی نشین ہوا کہ اُنکے خدا نے سبب پیدا کیا
معلوم کہ یہ کیا ہو گیا یہ سوچتی ہوئی اتری شدید نے جو دور سے ملکہ خوش چشم کو
آتے دیکھا شعر عاشقانہ پڑھنے لگا پکار کر آواز دی کہ اے جان جہان میری ہمتیر جادو باقی
ہے سر جا منہ ہے کاٹ لو خوش چشم کو بہت ناگوار ہوا کچھ جواب نہ دیا خوش چشم نے
پوچھا کہ کیون حضور یہ کیا معرکہ ہے حیران نے تمام کیفیت بیان کی کہ تم پر عاشق ہوا ہے

صاحبقرانی پر پڑی کہ خود زرین سر پر گرتہ شجوابی کا زیب جسم بازوون پر اکے یاقوت احمر کے
خوب جوان مرعوب سطوت وصولت چہرے سے ہویدا و ظاہر تھرا گئی ایرج کی نگاہ پڑی
خوبرو کو پسند کیا فرمایا آئیے تشریف لائیے کیونکر آنے کا اتفاق ہوا خوش چشم نے ہنسکر کہا
ے گرفتار کرنے کو آئے تھے اسیر طرۂ گیسو و ذبیح خنجر ابرو ہوے ہم محل صحبت ہوے گا نا
ہو گیا شاپور تو عیار شوخ و تنگ ہے کہا حضور آئیے گانا آپ کے سامنے ہوگا یہ کہکے
ر نے چنگ مرصعی کو پھر اٹھایا خوش چشم سے آنکھ ملائی گنگنا کے یہ غزل گائی **نظم**

کرم کیا مین کہون تم سے زیادہ ۔۔۔ وہ مے ہو مجھے بذل جو ہو خم سے زیادہ
کو مرے عیش سے بہتر ہو سمجھتے ۔۔۔ ماتم کی تمنا ہے ترنم سے زیادہ
ن کی جو بارش سے نکلتی ہین صدائین ۔۔۔ غل ہوتا ہے دریا کے تلاطم سے زیادہ
چتے ہو آؤ گلے سے مرے مل جاؤ ۔۔۔ گھبراتا ہے انسان تو ہم سے زیادہ
ت کے جہان نگران ہین یہ شب و روز ۔۔۔ آنکھین مری وا رہتی ہین انجم سے زیادہ
ین برسون سے مری جوشش گریہ ۔۔۔ ہے قصد کہ بڑھ جائیے قلزم سے زیادہ
ہے تقدیر پہ انسان تو بہتر ۔۔۔ ملتا ہنین کچھ رنج و تالم سے زیادہ
دم آپ کے رہتا ہے شب و روز ۔۔۔ عزت مرے بستر کی ہے قاقم سے زیادہ
بیجا سے بہا لم بھلی ہنین خوش ۔۔۔ رکھتے ہنین وہ فعل جو ہو سم سے زیادہ
ہین وہ منھ پھیر کے کیونکر کہون بیداد ۔۔۔ دکھتا ہے جو دل میرے تظلم سے زیادہ
ین جو کہنا ہو وہ دو باتون مین کہیے ۔۔۔ گھبراتا ہون مین طول تکلم سے زیادہ
نسیم آج ہو بے مثل جہان مین ۔۔۔ اُس فن مین ہنین اور کوئی تم سے زیادہ

چشم کی آنکھون سے آنسو جاری ہین تعریفین شاپور کی کر رہی ہے یہی قول ہے کہ اے
اگر وحقیقت مین تمھارا مثل ہنین ہے ایرج نوجوان سے پوچھا کہ آپ کس ارادے سے
ن یہان سب ساحران زبردست ہین بادۂ کبر و نخوت سے مست ہین آپ سحر ہنین جانتے
مقابلہ کیجیے گا مین ہی آپ کو گرفتار کرنے کو آئی تھی اگر کہیے تو سحر دکھا دون سارے لشکر
کے دیوانہ کر دون جانور بنا دون کہیے سب کو بیہوش کر دون یا ایک سحر ایسا کرون کہ

تو عمر بھر غلامی کرونگا شاہ نے کہکر اور ملک تمھارا بڑھواؤنگا عزت و آبرو پاؤ گے گا حیران نے کہا
بات ہے مین جان و مال سے موجود ہون جو کہو وہ بجا لاؤن شدید بلبند رکاب نے کہا ابھی
تمھاری صاحبزادی تشریف لائی تھین اُنپر میری جان جاتی ہے خوش چشم کی نگاہون نے د
چھُری پھیردی یہ سُنکر حیران جادو غصے سے کانپنے لگا چاہا کہ بات کو ٹالدون شدید نے کہا
کسی کے ساتھ شادی کرو گے مجھ مین کیا بُرائی ہے اپنے ملک کا بادشاہ ہون مصاحب افراد
ساحر میرا ادب کرتے ہین اور بھائی اگر نہ مانو گے تو مین کسی طرح پایہ کمی کا نہین رکھتا ہون ایک ا
لاکھ میرے سحر کے آگے برابر ہین اب تو حیران کو بہت ناگوار ہوا کہا اے شدید بس خاموش ر
اب ایسی باتون کا ذکر نہ کرو ورنہ مین جواب سخت دونگا شدید نے کہا کہ دیکھو غصہ کام خرا
کریگا ایسا نہ ہو کہ فساد بڑھ جائے آج ہی رات کو بھونری بھر داد و گٹھ بندھن ہو جائے نع
جادو بھائی حیران جادو کا پہلو مین بیٹھا تھا اُسنے ہاتھ بڑھا کر کہا کہ او شدید خاموش
بھائی صاحب منع کرتے ہین تو اپنی کہے جاتا ہے ایسا نہ ہو کہ بھائی صاحب کو غصہ آجائے
مین ہاتھ دیکر نکالدون گا شدید نے نعمان کو ایک طمانچہ مارا نعمان کا سر اُڑ گیا اب تو جادوگر
لینا کہکر اٹھے کوئی کہتا ہے کہ اسکا ہاتھ کاٹو کوئی کہتا ہے کہ اسکو بارگاہ سے نکالدو حیران بھی ا
مقام سے اٹھا شدید بلبند رکاب سحر کرنے لگا کئی جادوگرون کو مارا یہ کہکر سحر کرنے لگا
مین تیری بیٹی کو لیکر جاؤنگا اسپر جادوگر اور بگڑے حیران نے کئی سحر کیے شدید نے د
سب جادوگرون کا شدید پر بلوہ ہے شدید کسی کو نہین مانتا جب سحر کیا کسی کا ہاتھ کٹا کسی کا
برق چمک رہی ہے شعلے بھڑک رہے ہین خنجر گرا اے تلوارین چمکائین چھا پیکان کا مارا یہ
خوا اشعار سہم سہم کے گرے زخمی ہو کے چلاتے تھے گوشون مین چھپنے لگے لیکن خوش چشم د
حیران جو گرفتاری ایرج مین چلی تھی لشکر مین پہونچی کسی سے پوچھا کہ ایرج کس خیمے مین ہے
نے پتہ بتا دیا کہ لشکر سے علیحدہ جو خیمہ زربفتی استادہ ہے اُنھین شاہزادہ اپنے عیار کا گانا سُ
ہے خوش چشم اُس خیمے کے دروازے پر آئی نگہبانون کو سحر سے بیہوش کیا پردے کی د
کھڑے ہو کر گانا سننے لگی اشعار جو عاشقانہ سُنے دل پر تاثیر ہوئی یا تو ارادہ تھا کہ ایرج
گرفتار کرکے لیجاؤن گانے کی آواز سُنکر بیقراری بڑھی پردہ اُٹھا کر اندر گئی نگاہ جمال جہان آرا

ہے اپنا جو یوسف آگیا بازار مین — ہے زرِ قیمت کمر مین ہاتھ مین بیعانہ آج
ش پر ہے اندنون مین اہل دنیا کا دماغ — کونسا گھر ہے ہنین ہے جسمین بالاخانہ آج
مشکین کو ترے ارزان سمجھ کر مول لون — قیمت خرمن بھی گر دیکر ملے یہ دانہ آج
ی مشکل بھی آسان ہوتی ہے آتش نہ ڈر — شاہ مردان سے طلب کر ہمت مردانہ آج

ی لطف سے شاپور شیر دل گا رہا ہے ایرج نوجوان تعریفین کر رہے ہین فرماتے ہین اے
وفادار اس مزے سے گاتے ہو کہ دل بیقرار کر دیا شاپور دم بدم ٹھمریان غزلین عاشقانہ
ہا ہے ایرج بہت خوش ہین وہان حیران و شدید ایک بارگاہ مین بیٹھے ہین حیران جلا
ہا ہے کہ میری وجہ سے یہ فساد ہوا کل تم دخل نہ دینا مین سمجھ لونگا شدید کہتا ہے کہ ایرج کو
تل کر ونگا سر خدمت مین شاہ کے لیجاؤنگا حیران نے جواب دیا کہ کل تم تماشا دیکھنا میری سر دا
نگے ایک سحر مین مسلمان اپنے گلے اپنے ہاتھ سے کاٹینگے اپنی جان سے بیزار ہونگے میری
دار بہت عمدہ سحر کرتے ہین یہ باتین ہو رہی تھین کہ آسمان پر ایک برق چمکی سب نے دیکھا کہ تخت
ب نازنین رشک قمر سیمبر پری پیکر دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے جوڑا ترچھا باندھا
سوار ہے تخت آکر اترا اس نازنین نے حیران کے گلے مین ہاتھ ڈالدے کہا اباجان ہم
سے بات نہ کرینگے آپ یہان چلے آئے ہم کو خبر بھی نہ کی مسلمانون کے نام سے دل کانپتا
رت سے سنتی ہون کہ جو ساحر مقابلے مین مسلمانون کے گیا آخر مارا گیا سالہا سال گذری یہی خبرین
رہین سنتے ہی دل گھبرا گیا اب آپ دخل نہ دیجیے مین سمجھ لونگی ایسا سحر کرون کہ زمین کانپ جائی
بیہوش پڑے ہون دیکھنے والونکو عبرت ہو حیران نے کہا بیٹا تمکو کیونکر اجازت دون میرا
برا تا ہے کلیجہ کانپ جاتا ہے اے خوش چشم ابھی بہت لڑنے والے ہین تمھاری کیا ضرورت
وش چشم نے کہا مین نہ مانونگی مین ابھی جاتی ہون کہ نبیرۂ حمزہ کو دیوانہ بنا کر لاتی ہون یہ کہکر
ب پر سوار ہو کر چلی شدید بلند رکاب اسکا جمال دیکھکر مر گیا پسینے پسینے ہو گیا آہ سرد دل
سے کھینچنے لگا ایک عرصے تک چپکا بیٹھا رہا ہر چند دل کو سمجھایا دل نے نہ مانا حیران سے
ڑکر کہا کہ اے معین و مددگار تمھارے احسان سے سر اٹھا نہین سکتا میری بڑی خاطر کی
ت سامانِ عیش مہیا ہے شراب کباب کا مزا ہے ایک امر عرض کرتا ہون اگر قبول کیجیے

مالک ہی انشاء اللہ اُسے قتل کرینگے یہ کہکے ظہیر کو حکم دیا کہ لشکر تیار کرو ہم اوسے راہ مین جاکر ردکینگ
خاموش ہے لشکر تیار ہوا شاپور بھی ہمراہ ہے حیران جادو دس ہزار ساحرون سے بیر
قلعہ فردکش تھا ارادہ ہے کہ کل لشکر کشی کرونگا کہ خبر پہونچی وہ جوان مع قزاقون کے بنارے
مین آتا ہے شدید بلند رکاب نے کہا یہ لوگ بڑے سرکش ہین کل سب کو جلا کر خاک کر
قزاق کی بھی شامت آئی ہے یہ باتین کر رہے تھے کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ ایرج نوجو
مرکب عربی پر سوار ظہیر قزاق مع چار ہزار قزاقون کے ہمراہ ہے حیران جادو نے کہا کہ ان
قضا کھینچکر لائی ہے لشکر ایرج کا مقابلے مین حیران کے آکر اُترا حیران جادو نے دا
طبل جنگی بجوادیا لشکر ایرج مین بھی نقارہ رزمی پہ چوب پڑی تیاریان ہونے لگین ایرج
فرمایا اے ظہیر ایک خیمہ ہمارے واسطے صحرا مین استادہ کرادو شب کو اُسی مین رہینگے بجسے
عیار کے کوئی اُس مقام پر نہ آئے ظہیر نے ایک خیمہ زرلبفتی استادہ کرادیا روشنی بھی کرا
ایرج مع شاپور اُس خیمے مین جاکر بیٹھے فرمایا کہ اے یار وفادار آج خود بخود دل پر قلق
جان جانے کا خیال نہین ایسے ایسے معرکے بہت دیکھے غیب سے مدد ہوگی کوئی مین آئیگا
کچھ گاؤ دل گھبرا رہا ہے شاپور شیردل کا دل بھرا ہوا تھا چنگ مرصعی نکالا ایرج کے
بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا

نظم

فصل گل ہے لوٹیے کیفیت میخانہ آج | دولتِ ساقی سے مالا مال ہے پیمانہ
بادشاہ وقت ہے اپنا دل دیوانہ آج | داغ سودا ہمکو دیتا ہے جنون نذرانہ
دولت دنیا سے مستغنی ہون مین دیوانہ آج | گنج گل دیتا ہے میرے واسطے ویر
نقش آسیب پری ہے صورت زیبا تری | ہوش مین آتا ہے تجکو دیکھکر دیوانہ
زلف کو لٹکاتے ہین رخسار پر سو سو طرح | آئنہ اُنکا مصاحب ہے مقرب شانہ
کل ہمارا اور اوسکا امتحان ہو جائیگا | آشنائی کا تری دم تو بھرے بیگانہ
میرے مرنے کی دعا مانگے وہ بت پڑھ کر نماز | کس طرف جاکر کرون مین سجدۂ شکر
وصل کی شب ہے کہان ساقی تکلف برطرف | مین تمھین پیمانہ دون تم مجکو دو پیما
دیکھون تو کیونکر پری ہوتی ہین شیشے مین بند | بعد مدت ہوش مین آیا ہون مین د

کے قیدی کو کوئی رکھ نہین سکتا ہے یہ کہکر شبخواب چلا بازار مین جا بجا سنگنی لیتا پھرتا ہے کوتوالی-
ے پر آیا سنجاب شبگرد کوتوال سے کہا کہ بہتر اینون سے اقرارنامے لیجیے ڈھنڈھورا پٹوایا کہ
اپنے گھر مین نئے آدمی کو نہ رکھے ورنہ گھر بار ضبط ہوگا قضائے کار شاپور شیردل فقیر
اپنے آقا کو ڈھونڈھتا ہوا اسی قلعے مین آیا دیکھا کہ اشتہار جا بجا لگے ہین فقیر بنا ہوا تھا
باتون مین پوچھا مفصل حال معلوم ہوا کہ شدید بلند رکاب ایرج کو یہان لایا ہے
کو کوئی چُرا لیگیا جی مین کہتا ہے فرزندان صاحبقران بڑے صاحب اقبال ہین یہ سوچ کر
ڑھنے لگا معرکہ یہ گذرا کہ تین کوس پر ایک قلعہ ہے قلعۂ قزاقان مشہور ہے حاکم وہان کا ظہیر
سکو خواب ہوا کہ نبیرۂ صاحبقران قید ہوا ہے اے ظہیر قید خانے سے نکال لا ظہیر
زاقون کو لیکر آیا ایک خالی دکان سے نقب دی ایرج کو نکال کر لے گیا اپنے قلعے مین
مقام صدر پر بٹھایا ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوا عرض کی کہ اے آقائے نامدار مین نادیدہ
ان ہوا خواب مین میرے بزرگان دین آئے ایرج نے کہا اے ظہیر تو نے بڑا احسان
لیکن اب ہمپر واجب و لازم ہے کہ جا کر شدید کو قتل کرین حیران جادو کو مسلمان کرین
ر نے عرض کی کہ اے آقائے نامدار وہان سب جادوگر ہین ایک ماش کے دانے مین رستم
اُسکو بیکار کر دین ایرج نے کہا کہ اے برادر صدہا طلسم فتح کیے ساحر کُشی ہمارا
ہے بعنایت خدا اس قلعے کو بھی فتح کرینگے شدید کو بے مارے نہ چھوڑینگے ظہیر یہ سُنکر
ہوا چار ہزار قزاق جو اُسکے پاس موجود تھے سب کو تیار کیا قلعۂ قزاقان سے باہر
شبخواب ڈھونڈھتا ہوا اس طرف بھی آیا اب اسنے ایرج نوجوان کو دیکھا ظہیر
چاکران کمترین کے ہمراہ ہے شبخواب بھاگا اسنے آکر حیران سے اطلاع دی حیران
وقت سوار ہوا شدید بھی ساتھ ہے شاپور فقیر بنا ہوا ایک نخل کے نیچے کھڑا تھا اسنے
حیران کا دیکھا ایک ساحر سے حال پوچھا حال معلوم ہوا کہ اُس قیدی کا پتہ ملا لشکر کشی
جاتے ہین شاپور بھاگا ایرج وہان لشکر مین بیٹھے تھے کہ شاپور لشکر مین پہونچا
سے ملاقات کی عرض کی کہ اے شہریار حیران لشکر کشی کرکے آتا ہے ایرج نے کہا ہمین
منظور ہے کہ اُسپر لشکر کشی کرین شاپور نے کہا کہ آقا وہان سب ساحر ہین ایرج نے کہا پروردگا

آواز پہونچی کہ پانچون افسر زخمی ہوگئے فوج نے شکست کھائی صاحبقران بڑھے شدید پر جا پڑ
شدید نے بہت سحر کیے صاحبقران پر کب تاثیر ہوتی ہے اسم اعظم پڑھ رہے ہین جو سحر اسنے
صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا سحر پلٹ گیا شدید ناچار ہوا سامنے سے صاحبقران کے
ایرج نوجوان لڑتے ہوئے آتے ہین شدید نے بڑھ کر کمر مین پنجہ دیا لے بھاگا ساتھ والو
کہا کہ یارو نکل چلو مین اس جوان کا سر لیکر آؤنگا یہ کہکر بلند ہوا ایرج کو لیگیا نیلم و فیلم نے پکا
آواز دی کہ یارو شدید بلبندر رکاب آقا کو لیگیا یہ صدا اُسنکر شاپور شیر دل بھاگا جدھر شا
گیا تھا اُسی طرف چلا لقا نے شکست کھائی فرار پر قرار کیا طبل امان بجا صاحبقران بفتح و ف
پلٹے ساحر دنکو رخصت کیا کہ اب تم طلسم مین جاؤ میرے ساتھ رہنے کا دستور نہین ساحر
جب صاحبقران بارگاہ مین آئے مفصل خبر پائی کہ ایرج کو شدید لیگیا امیر نے فرمایا کہ
گیا ہے انکو خدا کے سپرد کیا ہے مگر شدید ایرج کو لیے ہوئے کوہ فیروز پر آیا حیران ج
یہان کا حاکم ہے شدید کو با آبرو اُتارا شدید نے سب حال رو رو کر عرض کیا کہا اے برا
شکست فاش کھائی بڑی مصیبت اٹھائی نبیرۂ حمزہ کو لایا ہون آج شب کو قید کرو کل صبح کو ا
قتل کرین سر لیکر طرف طلسم ہوش ربا کے جائین آئندہ جیسا حکم حاکم ہوگا بجا لائینگے حیران
نے کہا بہتر ہے ایرج کو اُسی وقت قید خانے مین بھیجدیا حیران نے شدید کی دعوت کی کہ غم
اسکا دفع ہو رات بھر ناچ و رنگ رہا صبح کو میدان خونی کی تیاری ہوئی کہا قیدی کو لاؤ لو
جا کے دیکھا قید خانے مین قیدی نہین ہے مہرہ نقب کا لگا ہے آکر حیران سے بیان کیا شد
کہا بڑا غضب ہوا اب مین اپنے بادشاہ کو کیا منہ دکھاؤنگا فرمائینگے تو نے جا کر کیا کیا حیرا
کہا اے شدید نہ گھبراؤ میرے قیدی کو کوئی رکھ نہین سکتا یہ کہکر آواز دی کہ ہمارے عیار ط
شبخواب حیلہ گر کو بلاؤ اُسی وقت عیار آیا نہایت چست و چالاک و بیباک و طرار و مکار
کئی سے پیک بجے پشت پر حیران جادو کو آکر سلام کیا عرض کیا کہ آج کیا معاملہ ہے کہ غلام کو
تکلیف دی حیران نے کہا کہ اے شبخواب بڑی ذلت کی بات ہے کہ شدید بلبندر رکا
مصاحب افراسیاب بطور مہمان آیا ایک قیدی کو لایا وہ رات کو غائب ہو گیا قلعے کے
آکے یہ کام کیا جلد تلاش کرو آکے ہمکو خبر دو شبخواب نے کہا آج ہی سارا قلعہ چھان ڈالا

ن اسلام بھی جان جائین کہ لڑنے والے ایسے ہوتے ہین یہ کہکر سب ساحرون کو ساتھ لیا پ
ے سب نے اسباب سحر ہاتھ مین لیا پڑھ کے سحر کیا ہزارون بندگان خدا مارے گئے پرے
ے درہم و برہم کردے صاحبقران نے آکر ناموس بارگاہ سلیمانی مین داخل کرایا کہ یکایک
ہوا جواہر بن عمرو قریب تھا فرمایا اے جواہر پڑھکر خبر تو لو پھر باعث انتشار ہوا جواہر گیا
ثم زدن مین واپس آیا عرض کی حضور نے سنا شدید بلند رکاب پرے جمائے ہوئے لڑتا ہ
ہے یہ اسکے سحر نے آفت برپا کی ہے حضور پڑھکر اسم اعظم الٰہی پڑھئین تب یہ بلا دفع ہو صاحبقران
ت مرکب اشقر پر سوار ہوئے نعرۂ شیرانہ کیا نعرۂ امیر

بر عرب حمزۂ ذی حشم
قم لسنجان پے اگیر و دار
ہ بر سرم فتح و نصرت نثار
دیو عفریت را در مصاف
ر جنگ بید مین ذلیل و نزار

منم قاتل کافران جہان
پذیرفت گنجاب ملعون فرار
گذر چون بجولانگہ قاف شد
بلرزہ فتادند دیوان قاف
درانجا چہ جاہ و ادب یافتم

منم صاحب چتر و تیغ و علم
ز تیغم گریزندہ نوشیروان
چو در باختر جنگ شد آشکار
چہ ہرگز ز عدل و انصاف شد
سمندون بدبخت گشتہ تنکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

جو نعرۂ صاحبقران کی صدا بلند ہوئی یا تو شدید بلند رکاب سحر کرتا ہوا جاتا تھا اب
ران صاحبقران و سرداران نامی و پہلوانان گرامی اپنے آقا کی آواز سنا معروف
ہوئے ہر طرف سے برق شمشیر چمکی ساحرون نے بڑھکر سحر کیے سب سے زیادہ آہنگ
ن رلے جانبازی کر رہا ہے ایسے ایسے سحر کیے کہ ساحران شدید جل رہی مین زمین سے
ہائے آتش نکل رہے ہین صدہا جادوگر مر کر گرے شدید بلند رکاب نے پلٹ کر دیکھا آواز دی
ساحر مغرور کیا مجکو سقرلات سمجھا ہے زمین ہلا دونگا مین ملازم افراسیاب جادو ہون
لمتا ساکن طلسم ہوشربا کسی ملک کا ساحر ہم سے مقابلہ نہین کرسکتا آہنگ نے کارد سحر پھینکی
ر نے دستک دی کارد پلٹ کے شانے پر آہنگ کے پڑی شانہ آہنگ کا نشانہ ہوا زخم کاری لگا
ملا کر گرا شدید نے چاہا کہ سر کاٹ لون بخجم چمک کر گرا شدید نے اسکو بھی زخمی کیا پانچون
ن نامی و افسران فوج زخم دار ہوئے فوج کو روکتا ہوا چلا لشکر مین ہلڑ ہوا کہ پانچون افسر
ہوئے شدید ساحر زبردست ہے فوج کو شکست دی صاحبقران کا یقین جو

لاشہ ہائے کفار سے میدان بھر دیے ہین نجم جادو و آہنگ روشن رسالے اسباب سحر ہا
جمے ہوے لڑ رہے ہین ملازمان لقا ہمیشہ کے شکست خوردہ ہین نعرۂ صاحبقران کی صدا
ہی ایک نے دوسرے کو اشارہ کیا کہ بھائی صاحب صاحبقران آگئے اب جان جا
سامان ہین جس طرح بنے نکل چلو فتح جنگ سے ناامید ہوے یہ آپسمین کہکر بھاگنے پر آ
پلٹنین رسالے خالی ہونے لگے کوئی طرف مشرق کے بھاگا زمرد شاہ باختر
گینڈے پر سوار پکارتا ہوا آتا تھا کہ بندگان من دیدی قدرت مرا قدرت دیر گیر ہین
گیر ہین جس وقت سے نعرۂ صاحبقران کی صدا سنی رنگ چہرے کا فق دل مین قلق ا
کر رہا ہے کہ اے بندگان من نکل چلو قدرت نے تقدیر گریز کی اب بھاگنا ہی بہتر ہے
کہتے ہین خداوند کے مزاج کا ٹھیک نہین یا تو مسلمانون پر غصہ تھا کہ آج کسی کو زندہ نہ چھ
یا اب فرماتے ہین کہ بھاگو ایسے کے مزاج کا کیا اعتبار نہین معلوم کیونکر خدائی کرتا
اسکی باتون سے بہت گھبراتے ہین اب کسی طرح جان بچائین لڑ بھڑ کر نکلجائین فرزندا
کہ جنکو قدرت فرماتے ہین کہ مشیئہ قدرت مین پرورش کیا وہ انپر لعنت کرتے ہین قدر
کر نہین سکتے صاحبقران زمان نے بڑھکر علم فوج سرنگون کیا سقرلات جادو غصے
ایرج نوجوان پر جا پڑا پکار کر آواز دی کہ او جوان تیرے باعث سے مین غریب الو
گھربار چھٹا تمام مال و اسباب لٹا اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا یہ کہکر سحر کرنے لگ
گلے مین ایرج کے پڑی ہے سحر نے تاثیر نہ کی غصے مین جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے تل
تلوار پر روکا جیسے ہی وہ تلوار مار کر پلٹا الجھا دے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ تلوار کا مارا اُسنے
کو اٹھا دیا لوح کا عکس پڑا سحر باطل ہوا تیغۂ برقتاب نے سپر کو کاٹا سر پر گری سراسر
زمین کو آکر تلوار نے بوسہ دیا سقرلات کا مرنا طلسم کا بادشاہ تھا آندھی سیا
سنگباری و برفباری ہونے لگی بعد عرصۂ دراز آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سقرلات
بود شدید بلندر کا بانے جو یہ آواز سُنی ساتھ والون سے کہا کہ لو یارو بھائی صاحب
سامری و جمشید نے بُلا لیا اب قیامت برپا کرونگا وہ سحر کرونگا کہ زمین کانپ جا
آگ برسے ہر ایک اہل اسلام ایک ایک قطرۂ آب کو ترسے یارو وقت ثابت قدمی ہی جگہ

جقران نے مرکب بڑھایا نعرۂ شیرانہ کیا نعرۂ امیر تصنیف مصنف امیر جہانگیر والاحشم

رت جاہ و فریدون خدم | ز تیغم بود در صف کافران | بپا نالۂ الامان الامان
شاہ اقلیم و جرأت منم | مہ آسمان جلالت منم | مسخر کن ملک ہندوستان
گشت در دہر صاحبقران

شاہزادۂ نورالدہر نے بھی نعرہ کیا کہ منم گل گلزار خلیل الرحمان
دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ زمرۂ بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران
ہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان بیت نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و بقہر + شہ ستارہ
شاہزادہ نورالدہر + ایک طرف سے ایرج نوجوان نے نعرہ کیا بیت ملک
ج آن آفتاب منیر + کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر + اب پانچو جادوگر و جادوگریان ناسوت
ہنک و خوشرو و لمعان و نجم وغیرہ اسباب سحر لیکر جو گرے مہلکہ ڈالدیا زمین ہلادی
خ و شعبدے کی لڑائی ہر طرف آگ برس رہی ہے کہین دریا کا جوش مچھلیونکا نکلنا
لے سر پر پڑین توڑ کے پار گذرین آسیمین کفار کہتے ہوئے بھاگے کہ یارو غضب ہوا -
جقران آگئے دو پوتے شیر دلیر برابر کے لڑنے والے ہین جادوگر بھی ساتھ آئے ہین
وقت مشکل ہے اسطرح کی لڑائی دیکھنے کے قابل ہے ہر طرف یہی ہنگامہ ہے ملازمان صاحبقران
روف جنگ جسکے ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے شیرانہ و نہنگانہ و پلنگانہ امیر
- کر رہے ہین جب وقت سے صاحبقران آئے اور آکر دیکھا کہ ناموس کی بربادی کی تدبیر
محافونکے گرد کفار جادوگرون نے کہارون کو بیکار کیا تھا چارون طرف بیچاؤن نے
یر لیا تھا سردارون نے ایسی ہی جانبازی کی تھی نہین تو اب تک کفار نے ناموس کو
لیا ہوتا صاحبقران نے یہ حال جو دیکھا کہ ناموس کے بلکنے کی آواز آتی ہے طبع اقدس
ن شاق گذرا شیرانہ جنگ کر رہے ہین اب کفار کو بھاگنے کا راستہ نہین ملتا سردارون نے
عرض کی کہ آج کفار نے بڑی بے ادبی کی صاحبقران نے فرمایا آپ لوگون نے بڑا
خوب جانبازی کی سقرلات کو ہی کو ڈھونڈھتے پھرتے ہین فرماتے ہین وہ متفنی
ہے مین اُسکا جویان ہون ان بیچاؤن نے بڑی بدعتین کین سقرلات نے دیکھا کہ
صاحبقران تیری تلاش مین لڑتے ہوئے آتے ہین پرے کے پرے درہم برہم کردے ہین

بلک بلک کر دعائین کین شدید نے بختیارک کو آواز دی اے شیطان درگاہ خداوندی کو
کو بھیجو کہ ناموس پر قبضہ کرین کو ہی بلوہ کرکے چلے سرداروں نے اپنے سینے سپر کر دے مرنا گو
مگر کو ہیون کو بڑھنے نہین دیتے ہین لاش پر لاش گر رہی ہے ساحر بڑھ بڑھ کر سحر کر رہے ہین
گیرودار بلند اہل اسلام در دمند بادشاہ جمجاہ سر برہنہ زخم کھاتے پھرتے ہین ناموس کے بچانے
تاجداران جلیل نے تاج سرون سے پھینکدے بادشاہ جمجاہ کو بچاتے پھرتے ہین ہر طرف
آواز الامان الامان آتی ہے بدعت کفار سے زمین تھراتی ہے بادشاہ نے کہا کیا ز
گھس گئین بیقرار ہو کر دعا کرو آج سب ناموس لٹا چاہتے ہین صاحبقران کو کیا منھ دکھا
یہ کہکے دونون ہاتھ بلند کیے کہا یارو آمین کہو وقت مصیبت ہے خاموش نہ رہو نظم

ایکہ بر نام تو قربان جسم ما و جان ما
تازہ از فیضان حسنت ہر گل بستان ما
باوجود قرب ہستیم از بساط وصل دور
بس توئی در دین و دنیا اے خبر گیر جہان
ہست عجز و انکسار و عذر تقصیر سجود
از زبان خامہ عرض حال داغ دل کنیم
گرچہ سر تا پا گنہگاریم یا مولے اگر
حین ہر مشکل فقط مشکلکشاے ماتوئی
حمد حق در پارسی کردیم ما ہندی رقم

دے بذات تو تصدق دین ما ایما
روشن از شمع جمالت کلبۂ احز
حیف بر مجبوری ما و اے بر حرما
مالک ما صاحب ما شاہ ما سلط
عزت ما حرمت ما عظمت ما شا
چون نریزد جوش خون کلک گہر افش
صرف بر فضل کمالت ہست اطمینا
وقت درد و رنج و بیماری توئی درما
دفتر توحید ہست اندر سخن دیبا

تمام لشکر نے آمین کہی انجام مصیبت مین دل بھی رجوع ہوئے جب بندہ دل سے دعا ما
دروازے اجابت کے کھلجاتے ہین بیقراری پر اہل اسلام کی دریاے رحمت الہی جوش
بدعت کفار حد پر پہونچی تھی کہ صحرا سے گرد اڑی مگر گرد عظیم بلند ہوئی لکہ ہاے ابر سر
پیدا ہوئے سب دیکھنے لگے سامنے آکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان
صاحبقران عالیشان آگے بڑھے ہوئے ایک جانب نور الدہر ایک جانب ایرج نو
پشت پر لاکھ ساحر و غیر ساحر شاپو شیر دل نے بڑھ کر خبر دی کہ لشکر کا حضور کے خاتمہ

...بیکسی و بے بسی پر کو ہیون کی بن پڑی ہے جسکو سحر مین پھنسایا ہاتھ تلوار کا مار دیا اہل اسلام کو کچھ
نہین پڑتا قتل ہو رہے ہین کئی سے عیار بھی مارے گئے عیارون نے آکر بادشاہ سے عرض کی
...کشی کفار کی حد کو پہونچی ہزارون بندگان خدا مارے گئے سحر دونون جادوگرون کے قیامت
ہین آگ برس رہی ہے اگر مناسب ہو ناموس کو سوار کرا کے نکل جائین بادشاہ نے
...ھون مین آنسو بھر کے کہا عورات کو تو لیکر نکل جاؤ مردون پر جو گذریگی دیکھا جائیگا ہی
...یانی مین پکار اُٹھے کہ اے کریم و رحیم و اے سمیع و علیم اس مصیبت مین سوائے تیرے
کون کام آئیگا ان دشمنون سے تو ہی بچائیگا نظم

...لب مطلب بود ہر دم طلبگار غرض	باغرض دارد غرض ہر بندۂ زار غرض
...ت کے گرد دبا طن بندۂ اہل نفاق	کے بہ بند دوستی باشد گرفتار غرض
...ست خود مطلب اگر باشد مدارش دوستدار	یار مشمارش ہر آن شخصیکہ شد یار غرض
...باغ مرادش نشگفد اندر جہان	ہر منافق را کہ باشد در جگر خار غرض
...ملان بر گفتۂ اہل غرض کے دل دہند	گرچہ چرب و نرم و شیرین ست گفتار غرض
...بگریز داز و ہر صاحب صدق و صفا	بر رخ اہل غرض بیند چو آثار غرض
...مطلب را بود ہر دم بمطلب اشتغال	ہست ہر اہل غرض مشغول در کار غرض
...غرض کن با محبان صفا دل دوستی	تا کہ ننشیند بر ان آئینہ زنگار غرض
...ریا ہرگز مکن بر اہل مطلب اعتبار	چون غرض حاصل شود گردد عدو یار غرض

...ملک کر سب دعا کر رہے ہین ناموس کو مقبل وفادار سوار کر کے لے نکلا بختیارک نے
...یکھا کہ مقبل وفادار غلام صاحبقران عالی وقار ناموس کو لیے جاتا ہے اس ملعون نے
...اپنا بڑھایا شدید بلند رکاب سے ناموس صاحبقران نکلے جاتے ہین بڑھ کر روکو
...ید بڑھا بڑھ کر سحر کیا کہارون نے محافے رکھدیے کہتے ہین ہمارے پاؤن نہین اٹھتے
...ل نے بڑھ کر تیراندازی کی ہزارون کو تیرون سے گرا دیا شدید نے بڑھ کر سحر کیا
...ل و ہمراہیان مقبل کے ہاتھون سے کمانین چھوٹین ناموس نے محافون سے دیکھا کہ
زمین پر تڑپ رہے ہین غلام بھی گرے پڑے ہین سبھون کے ہاتھون مین ندار دشاہزادیون نے

خبر پہونچائی کہ شدید بلند رکاب فرستادہ افراسیاب ساٹھ ہزار جادوگرون سے آیا ہے
سقرلات جادو بھی اُسکے ہمراہ ہے یہ بھی غلامون نے خبر پائی ہے کہ سقرلات کے طل
صاحبقران وایرج ونورالدہر نے فتح کیا وہ بھی اس فکر مین آیا ہے کہ اپنے عزیز وا
خون کا بدلا لون بادشاہ نے فرمایا خدا مالک ہے جس روز سے کوہ عقیق گلزار سلیمانی
ساحرون سے مقابلہ رہا ہمیشہ لقا اسی فکر مین رہتا ہے کہ ساحر طرف سے افراسیاب
وہی آکر مقابلہ کرین اب دیکھین شدید کیا شدت کرتا ہے یہ ذکر تھا کہ آواز زنگ کی
آئی دیکھا کہ جواہر بن عمرو ایک ساحر کا پشتارہ لیے ہوئے گرتا پڑتا چلا آتا ہے آتے
ڈالدیا کہا حضور ہم کیا کرین آٹھ پہر اسی فکر مین رہتے ہین آپ کے اقبال سے مشد
بادشاہ خوش ہو گئے کہا اسکو ہوشیار کرو جواہر نے شدید بلند رکاب کو ہوشیار ک
کی آنکھ کھلی اپنے کو مسلسل ومطوق پایا زبان مین سوزن ہزارون پیک بچہ کھڑا ہوا
عیار پکار رہا ہے کہ اے شدید سامنے بادشاہ بیٹھے ہین بہتر یہ ہے کہ اطاعت اسلام ق
شدید بلند رکاب نے غصے سے اشارہ کیا کہ مین مسلمان نہ ہونگا بادشاہ نے کہا جلاد کو
جلاد سامنے آیا ہاتھ پکڑ کے شدید کو کھینچا سب سردار وعیار اُسی مقام پر جمع ہین سقر
جو پر پرواز پیدا کر کے چلا تھا آسمان پر آکے چمکا دیکھا کہ شدید زیر تیغ بیٹھا ہے جلاد وشلنگین
گھبر آگیا مگر ساحر زبردست ہے جھولی سے گولہ نکال نکال کے مارا کئی ہزار آدمی بیہوش ہو
گرے اُسی اندھیرے مین نعرہ کیا کہ ہم سقرلات جادو زمین پر اُتر کے آیا زبان سے شد
سوزن نکالی جلاد کو مارا کہا کہ اے برادر ہوشیار ہو لشکر بھی آتا ہے شدید بلند رکاب
اٹھا کہ مین لاکھون سے مقابلہ کر سکتا ہون زبان سے سوزن جو نکلی بل کرتا ہوا اٹھا
اٹھا کر پھینکے پتھر برسنے لگے اہل اسلام مین تلاطم ہوا دسواس دخناس نے یہ
لقا کو پہونچائی کہ شدید وسقرلات اہل اسلام سے لڑ رہے ہین اہل اسلام پر بڑی تب
لقا بھی لشکر کو لیکر آپڑا ساحر بھی شدید بلند رکاب کے آگئے کوہیون نے لشکر اسلام
کرنا شروع کیا عیارون نے حقہ ہائے آتشبازی مارے چند جادوگر چند کوہی مر
سقرلات وشدید نے وہ سحر کیا ہے کہ ہزارون اہل اسلام بیہوش پڑے ہین

ب نچے ماہ سے کہا حرامزادے مجکو کھا جا سحر کرکے چرا لایا ماں باپ سے چھڑایا اب تجھ سوا میرا کون
یکین دو چار روز تامل کر آرزو ہے کہ مین دُلھن بنون تم دولھا بن کے آؤ اور مجکو بیاہ کے لیجاؤ
تو تمکو جنگ درپیش ہے مجکو بڑا پس وپیش ہے کہ ایسا نہ ہو میرے وارث پر کوئی افتاد پڑے
ہے کہ یہان فرزندان عمرو بلا کے عیار ہین ایسا نہ ہو کہ تمپر کوئی عیاری کرین مین کسکے
وسے پر جیونگی شدید نے کہا ملکہ مسلمان سب غیر ساحر ہین ایک پہر بھر کا کام ہے سحر کرکے
ب کے سر کاٹ لونگا خدمت شہنشاہ مین روانہ کرونگا جواہر نے باتین کرتے کرتے ایک گلوری
دی کہا نگوڑے جلاد میرے ہاتھ سے گلوری تو کہا شدید بھول گیا کہ ملکہ نے کبھی ایسی باتین
تین آج تو مالا مال محبت ہوا ملکہ مجکو اپنا وارث جانتی ہے خوشی خوشی گلوری کھا گیا جیسے
یک حلق سے اُتری گھبرا کر اپنے مقام سے اٹھا لڑکھڑا کر گرا گرتے ہی بیہوش ہو گیا
ہر نے دوڑ کر مشکین باندھین زبانین سوزن دی سراُنچہ چاک کرکے لے بھاگا یہان -
ت نے کہا میان شدید بلند رکاب کہان چلے گئے اب تو سحر قریب ہے چلنے کی تیاری
ن وہان قدرت مشتاق ہو گئے ایک کنیز سے کہا کہ جا کر ہماری جانب سے کہو کہ تم کو
ت شاہ نے بلایا ہے کنیز اندر اُس بارگاہ کے گئی شدید کو نہ پایا سراُنچہ چاک دیکھا
ی سامنے نہین ہین گھبرا کے پاس یاقوت شاہ کے آئی یاقوت شاہ سے کہا نہ تو ملکہ کا
ن ہے نہ شہنشاہ معلوم ہوتے ہین یاقوت نے گھبرا کر کہا اے سقرلات جا کر دیکھو تمایا
عیار ہمارے ساتھ چلا آیا اے سقرلات آٹھ پہر یہی خوف ہے ایک لاکھ چہراسی ہزار
بچہ ہی اسی فکر مین پھرتے ہین کہ عیاری کرین سقرلات گھبرایا ہوا اندر خیمے کے آیا دیکھا
نت مین سراُنچہ چاک ہے پشتارہ باندھنے کا نشان معلوم ہوتا ہے ستارہ سحری چمک چکا
، یاقوت نے کہا اے سقرلات جلد تدبیر کرو کوئی عیار اُسکو لیگیا مسلمانونکا دستور ہی
راُ قتل کر ڈالتے ہین یا اطاعت کرے سقرلات نے آواز دی سب لشکر تیار ہو
ن چکا ہے کہ مسلمانون مین کوئی ساحر نہین ہے سب غیر ساحر ہین انپر پرواز پیدا کرکے
لشکر سے کہا کہ عقب مین آنا لشکر تیار ہونے لگا یہان وقت صبح ہے بادشاہ ہمجاہ بیرون
تشریف رکھتے ہین جملہ سرداران نامی و عیاران گرامی حاضر خدمت ہین ہرکارون نے

طرف سے افراسیاب کے آتا ہے یاقوت کو واسطے لینے کے بھیجا کنارے پر اپنے لشکر کے جو
بن عمرو کھڑا تھا کہ اسنے یاقوت شاہ جاتے ہوئے دیکھا جھپٹ کے چلا ایک خدمتگا
رہگیا تھا اُسکو جواہر نے بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر ساتھ ہولیا شدید بلبندر کاب نے جو خ
خداوند کا فرزند جبرئیل قدرت آتا ہے بارگاہ سے نکل آیا سقرلات بھی ساتھ ہے یاقو
کو جھک کر سلام کیا بڑے اعزاز واکرام سے اپنی بارگاہ مین لایا خاطرداری کی تمام حد
سقرلات کا بیان کیا یاقوت نے کہا کہ قدرت نے تمکو یاد کیا ہی شدید نے کہا اسی وقت
یا آپ شب بھر یہین رہیے صبح کو آپ کے ساتھ چلونگا یاقوت کے لیے سامان عیش و نش
کیا جواہر بن عمرو کہ خدمتگار بنا ہوا ہے بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہے کہ شدید اشیاے نادرہ ا
یاقوت کے رکھ رہا ہی مگر ایک خیمہ خالی ہے اُسمین دمبدم جاتا ہے پھر چلا آتا ہے جواہر بن
حیران ہوا کہ اس خیمے مین کیا ہی کہ شدید گھڑی گھڑی جاتا ہے آخر جواہر بن عمرو اپنی مق
ٹہلتا ہوا اُس خیمے کی پشت پر آیا سراپچہ چاک کرکے دیکھا کہ ایک معشوقہ پریچہرہ مسند پر بیٹھ
اُسکے پاس آتا ہے خوشامدین کرکے چلا جاتا ہے جواہر حیران ہوا کہ یہ معشوقہ کون ہوا
کی شکل بنکر سراپچہ چاک کیا اُسکے سامنے آیا جھک کر سلام کیا کہا کیون حضور مجھے بڑی خی
میان شدید بلبندر کاب آپ پر جان دیتے ہین مگر آپ کو ہمنے ملول وحزین پایا ہم خط
خداوند کے یہان لشکر مین آئے ہین اصل مین کیا معاملہ ہے دل تو شمسہ کا بھرا ہوا ہے رو
کہا تو تمسے کیا کہون اصل کیفیت یہ ہے کہ میان شدید بلبندر کاب نے مان باپ کا گھ
ہمکو چھڑا کر لے آئے ایسی مجبور و ناچار ہون خوشامد کرکے اپنی جان و آبرو بچاتی ہون
ظالم سے کیونکر و آبرو نبچے اگر نکل جاؤن تو یہ ساحر زبردست ہے سیکڑون کوس سے
لے آئیگا یہ بھی خوف ہی جواہر بن عمرو نے خوب گھل مل کے باتین کین شمسہ نے سب دل
کہا جواہر ڈرتا بھی جاتا ہی کہ ایسا نہ ہو شدید آجائے تو مشکل ہوگی باتین کرتے کرتے گلو
ملکہ کو دی کتھے چونے مین بیہوشی ملائی ملکہ نے وہ گلوری کھاتے ہی بیہوش ہوئین
تو اسکو پلنگ کے نیچے ڈالدیا اسی کی شکل بنکر بیٹھا پہر رات پچھلی باقی ہے کہ شدید
جان جہان بہت بیقرار ہون اب مجھے شربت وصل سے سیراب کرو جواہر نے پ

ساتھ آئی تھین وہ استادہ ہین سقرلات کہتا ہی کہ یارو نہین معلوم بعد میرے آنے کے وہان کیا
ری دوسرے دن چند ساحر بھاگے ہوئے آئے عرض کہ بعد آپ کے آنے کے صاحبقران نے
ے پر قبضہ کیا دختر آپ کی طلسم کشا پر عاشق تھی اُسکو بھی صاحبقران لیگئے سقرلات نے
مین جاکر ابھی قلعے پر قبضہ کرتا ہون ساحرون نے کہا کوئی آپ کا وہان ہم نبرد نہین ہے
وقت آپ کے جانے کی خبر جائیگی وہ سب بھاگ جائینگے آپ سے مقابلہ نہ کر سکینگے سقرلات
فکر مین اترا ہوا ہے کہ ساحر جمع ہولین تو جاکر اپنے قلعے پر قبضہ کرون آٹھ دن اسی فکر و تردد
حیران و سرگردان ستر ہزار جادوگر جمع کر چکا ہے یہی قصد ہے کہ امروز فردا مین کوچ کرون
تیار ہو رہے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی ابر تیرہ و تار پیدا ہوا سقرلات دیکھنے لگا ابر سامنے آکر
ہوا شدید بلند رکاب جو طرف سے افراسیاب کے بر سر صاحبقران چلا تھا معشوق
عیش کرتا ہوا منزل در منزل آتا ہے سقرلات حیران ہوا کہ یہ کون ہے شدید بلند
اب نے بھی ہرکارون کو بھیجا کہ جاکر دریافت کرو کہ یہ کسکا لشکر فروکش ہے ہرکارون
جاکر شدید بلند رکاب کو خبر دی کہ بادشاہ طلسم سقرلات ہے موسوم بہ سقرلات
و صاحبقران اسکے ملک مین پہونچے طلسم پر اُنھون نے قبضہ کیا یہ شکست خوردہ یہان
ن سے ہے یہ سُنکر شدید کو بڑا ملال ہوا کہا ہم اسکا ملک آباد کرا دینگے جاکر کہو کہ ہماری ملاقات
شدید بلند رکاب اُسی مقام پر بارگاہ استادکرائے اُتر پڑا سقرلات کو جو یہ خبر
یہ ساحر لاجواب فرستادۂ افراسیاب برائے مقابلۂ مسلمانان جاتا ہے لباس فاخرہ
چند ملازم ساتھ لیے شدید کی بارگاہ مین آیا شدید نے بہت خاطر کی پہلو مین اپنے
ٹھنے کو جگہ دی حال پوچھا سقرلات نے رو رو کے سب حال بیان کیا شدید بلند رکاب
ہا اے برادر نہ گھبراؤ مین برائے قتل مسلمانان آیا ہون اُن سب کو قتل کرکے سر خدمت مین
شاہ افراسیاب جادو کے روانہ کرونگا اتنے عرصے مین تمھارا ابھی قبضہ کرا دونگا اب تم
ہے ساتھ چلو اپنے ملک کا بدلہ لینے کو سقرلات راضی ہوا شدید و سقرلات نے آپس مین
طرف لشکر صاحبقران کے کوچ کیا یہان بادشاہ جمجاہ مقابلۂ لقا مین فروکش ہین مگر
حبقران کے واسطے انتشار ہی لقا اپنے دربار مین بیٹھا تھا کہ خبر پہونچی شدید بلند رکاب

شیرانہ سحر کرنے لگے ہلیلۂ جادو نے سینگ کی کمان نکالی سینگ کا تیر اُسمین جوڑ اطرف ایرج
پھینکا ایرج نے لوح کو سامنے کر دیا تیر اُلٹا پلٹا ہلیلۂ جادو کی پشت پر پڑا توڑ کر سینے کو
آواز آئی کشتی مرا نام من ہلیلۂ جادو بود سقرلات نے جو سُنا سر پیٹ لیا کہا یار و غضب ہو
بڑا دوست صادق مارا گیا جھلا کے بڑھا ایرج پر ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے لوح چمکا
جو مارا سر اُس خود سر کا زخمی ہوا تڑپ کر زمین پر گرا چیخ مار کر یارو نکل چلو لشکر شکست
گھیرا ہے پھر سامان کر کے آؤنگا یہ کہکے بلند ہوا جادوگر اُڑنے لگے خوشرو نے آواز
شہریار اگر یہ نکلجائیگا پھر فساد برپا کریگا ایرج نوجوان نے کمان کیانی کاندھے سے اتا
جبتک تیر بحر کمان مین پیوست کرین سقرلات بلند ہو گیا تیر اُس تک نہ پہونچا تیر
اور جادوگر مارے گئے نجم و آہنگ و خوشرو نے سیکڑون جادوگرونکو مارا جو طائر بنکر بلند
رہگئے اُنھون نے فریاد کی کہ ہم اطاعت کرتے ہین آپ کا مذہب اختیار کرینگے سقرلا
لعنت کرتے ہین ایرج نے آنکر صاحبقران کو رہا کیا نور الدہر پر بھی عکس
ڈالا نور الدہر بھی رہا ہوئے ناسوت و لمعان نے بھی صحت پائی صاحبقران قلعۂ طل
آئے مال طلسمی کے چھکڑے لدوائے تین دن اُسی مقام پر قیام کیا کسی کو قلعۂ طلسمی کا
لمعان و ناسوت و نجم و خوشرو و آہنگ روشن رائے ان سب نے عرض
ہم ضرور ساتھ رہینگے صاحبقران نے فرمایا کہ میرا دستور نہین ہے کہ ساحر کو ساتھ رکھ
نے عرض کی کہ حضور کو لشکر مین پہونچا کے چلے آئینگے صاحبقران عالیشان نے فرمایا
تیاری کرو ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ معشوقۂ نور الدہر جو قید تھی یعنے ملکہ
مرصع پوش کو بھی رہا کیا اُسکو بھی ساتھ لیا اور دختر سقرلات بشمیم گیسو در ا
مین ایرج کے آئی ساحر و غیر ساحر ستر اسی ہزار کا لشکر ساتھ لیکر صاحبقران
ایرج نوجوان و شاہزادہ نور الدہر کو لیے ہوئے مع ساحران مذکور چلے جسدن
کوچ کیا مقناطیس کوہی بھی شریک ہوا اب لاکھ سوار و پیدل کا لشکر لیکر روانہ
صاحبقران تو منزل بہ منزل جاتے ہین انکا حال وقت پر تحریر ہوگا لیکن سقرلات
بیس کوس پر ایک صحرا ہی اُس صحرا مین اترا خستہ و شکستہ حیران و پریشان کچھ ٹوٹی ہوئی بار

ا کہ ساحر طلسم کشا کے نام سے بھاگے جاتے ہین سحر جو ہوئے بھائی کو بھائی نے قتل کیا باپ کو
نے مار اسقرلات نے پکار کر آواز دی کہ او نامردو تم تین لاکھ ساحران زبردست ہو مین
برساتا ہون پانی کا دریا جوش ماریگا بس آگ برسنے لگی زمین جابجا سے شق ہوئی پانی کے
ے پیدا ہوئے ایک تھوڑے ہی عرصہ مین تمام صحرا پانی سے مملو ہو گیا آسمان سے آگ برس رہی ہے
ں مقام پر ایرج کھڑے ہین وہان پانی کی تاثیر نہین ایک ٹاپو مین ٹھہرے ہین شعلے آگ کے
ین گرتے مگر خوشرو ڈوبنے لگی شعلے بھی آگ کے گرے بدن پر آبلے پڑ گئے پکار کر آواز دی کہ
ے شہریار کنیز کی خبر لیجیے ایرج نوجوان نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ لوح کا عکس دریا پر ڈالو
ج نے لوح چمکائی خوشرو بھی ہوش مین آئی آبلے مٹے طرف آسمان کے لوح چمکایا آگ
موقوف ہوئی بارہ ہزار جادوگر سقرلات کے ڈوبے بارہ ہزار جل کر خاک ہوئے
رلات نے سر پیٹ لیا کہا یارو تم لوگ کمی کرتے ہو اگر سب ملکر ٹوٹ پڑو اکیلا طلسم کشا
بکیگا جادوگرون نے کہا ہم آپ سے زیادہ عقلمند ہین آپ کیون دور دور سے سحر کرتے ہین
طلسم کشا پر ہاتھ ڈالین ہم بھی سب ٹوٹ پڑینگے سقرلات نے کہا یارو سب بلوہ کر کے
ن سقرلات آگے آگے ایرج نے لوح کا ڈورا تھام کر لوح کو گردش دی جسپر عکس
ا جلکر رہگیا کسی پر ہاتھ تلوار کا مار دیا اس طرح شاہزادہ پامال کرتا ہوا جاتا ہے سقرلات
پڑا اسقرلات ایرج کے قریب آیا ہاتھ تلوار کا مارا سحر بھی کیا تلوارین گرین آگ برسی خنجر
ایرج پر کسی شے نے تاثیر نہ کی ایرج نے دیکھا یہ سب بلوہ کیے ہوئے آتے ہین سقرلات
جل رہا ہے ہلیلہ جادو اسکے پہلو مین کھڑا تھا کہا اے شہریار اگر آپ کا حکم ہو تو طلسم کشا پر جا پڑون
لات نے اشارہ کیا ہلیلہ جادو ول کرتا ہوا قریب ایرج آیا کئی ہاتھ تلوار کے ماری ایرج نوجوان
ج چمکا دی یہ باعث ہے کہ کوئی جادوگر آگے نہین بڑھتا ایرج شیرانہ لڑتے جاتے ہین کہ
ن آواز آئی اے طلسم کشا کیون اسقدر گھبراتا ہے فتح تیرے ہاتھ ہے جرأت و شوکت تیرا حصہ
ح کو ملاحظہ کر کے کام کرنا ایرج نے دیکھا اس حال پر ملال مین نجم جادو آواز دے
ہے اگرچہ زمین پر پڑا ہے بسبب زخم کے اٹھ نہین سکتا مگر آمادہ خیرخواہی ہے ایرج نے
چمکایا سقرلات اپنا سحر کیے جاتا ہے ایرج نے جا کر عکس لوح ڈالا نجم و آہنگ بھی اٹھے

کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر + ایک امر اور ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام ہو کہ ایرج نوجوان
آنے مین دیر کا باعث یہ ہوا کہ چلتے وقت لوح کو ایرج نے ملاحظہ کیا مرقوم تھا کہ سامنے جو کنو
ہے اسمین اپنے کو گرادو آبدار جادو کو قتل کرو کہ مرحلہ فتح ہو ایرج بحکم لوح کنوئین مین پھاند
جب زمین سے پانؤن آشنا ہوئے دیکھا پانی نہین ہے ایک دروازہ سامنے لگا ہے اندر دروا
کے آئے دیکھا کہ صحرائے ریگستان ہے ایک مقام پر ایک نخل چنار ہے اُسکی تہ سے پانی ٹپک ر
ایرج جو پہونچے شاخون سے بھی پانی ٹپکنے لگا اسقدر پانی گرا کہ صحرا مین دریا جوش مارنے لگ
ایرج نوجوان پیچھے ہٹتے چلے آتے ہین پانی کا جوش وخروش کم نہین ہوتا آخر مجبور ہو کر ایک
چڑھ گئے پانی وہان بھی پہونچا اب ایرج حیران ہین کہ کہان جاوٗن کہ اُسی دریا سے ایک نہ
نکلا منھ کھولکر طرف ایرج کے چلا ایرج نے تلوار چمکائی نہنگ غوطہ مار کے غائب ہوا دو
پیدا ہوئے الغرض جب ایرج تلوار چمکاتے ہین نہنگ غوطہ مار کے غائب ہوتا ہے ایک زیاد
نکلتا ہے یہانتک نوبت پہونچی کہ بارہ نہنگ نکلے ایرج نے لوح دیکھا مرقوم تھا کہ اے قار
ولے سیار این عجائبات سب مین جو نہنگ کلان ہے وہی آبدار جادو ہے پیشانی پر خال
ہے لوح اُس مقام سے مس کرو پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھو ایرج نے لوح اُتار کر ہاتھ مین لی
نہنگ کلان کے اشارہ کیا کہ یارو مجھے کیون گھیرا ہے یہ لوح طلسمی حاضر ہی لیجاوٗ میری جان
نہنگ کلان لوح دیکھکر بڑھا جیسے ہی قریب آیا ایرج نوجوان نے لوح خال سیاہ پر مس
نہنگ جلنے لگا شعلے جسم سے نکلے اور نہنگون نے چاہا کہ بھاگ جائین اُنپر بھی شعلہ ہای
گرے سب جلکر خاک ہوگئے پانی بھی غائب ہوا اپنے کو شاہراہ پر پایا ایک طائر نے آکر
کی کچھ اشعار عاشقانہ پڑھے ایرج نوجوان جھومنے لگے لوح پر نگاہ پڑ گئی مرقوم تھا کہ اے قار
والے سیار این عجائبات اگر راہ طیران جادو ملے اور زمزمہ سرائی کرے لوح کا عکس اُسپر
ایرج نے وہی کیا وہ طائر جلکر خاک ہوا ایسے ایسے کئی مقام ایرج کو ملے یہ باعث دیر
کہ سقرلات نے آفتین برپا کین اب خاتمہ قریب تھا کہ نعرہ کیا آکر گرے لوح جو چمکائی س
ہو ہو کر بھاگے کچھ منھ کے بھل گرے کچھ جل کر خاک ہوئے نئے قیدی جو ایرج
کیے تھے سو جوان ساتھ ہین شاپور شیردل نے آکر حلقہ آتشبازی مارے سقرلا

پ کھکے گولہ فولادی مارا آہنگ روشن رائے نے گولے کو کارد سحر سے کاٹا جیسے ہی گولہ کٹا اسمین سے
ھوان نکلا آہنگ بیہوش ہوکے گرا اسقرلات نے چاہا کہ سر کاٹ لون بخم جادو جا پڑا اسقرلات
نے کارد سحر واسطے دفع سحر کے نکالی بخم کی روشنی ہٹی یہ بھی لڑکھڑا کر گرا خوشرو نے دور سے دیکھا
پیٹ پڑی للکار کر آواز دی کہ خبردار کیا کرتا ہے مین آپہونچی گئی سحر سقرلات پر کئی سی کنیزین
س مقام پر قتل ہوئین سقرلات جھوم رہا ہے جس پر سحر کیا اُسکا سر اڑ گیا سیکڑون لاشے
پ رہے ہین جسپر سحر کرتا ہے وہ زخمی ہوا کوئی قتل ہوا خوشرو نے پکار کر آواز دی کہ یارو
بادشاہ طلسم ہے اسپر سحر ہمارا اتنا اثر نہین کرتا طلسم کشا کو کیون عرصہ ہوا اپنے معبود سے رجوع
و وہ حافظ حقیقی ہے بچائیگا اس مصیبت مین سوا اُسکے کون کام آئیگا یہ کہکر خوشرو نے دست دعا
رگاہ قاضی الحاجات بلند کیے پکار اُٹھی کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز و اے ارحم الراحمین
ے مالک یوم الدین تیری ذات بابرکات سے سب طرح کی امید ہے اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے نظم

ست در وحدت بتوحید خدا اقرار شرط   بعد از ان ز اخلاص باطن از زبان اقرار شرط
ندحق گرچہ آزار گنہ از توبہ دور   ہست آیندہ مگر پرہیز اے بیمار شرط
رت دلدار در دل مینماید مر ترا   ہست آئینہ صفائے طالب دیدار شرط
ُن از کار خود فارغ مباش ای مرد کار   زانکہ بہر صاحب کار راست کردن کار شرط
ہ باید کہ بہر بندگی بند و کمر   ہست در ہر حال خدمت بہر خدمتگار شرط
ں در عہد محبت دائما ثابت قدم   زانکہ میباشد وفا داد اتحاد ای یار شرط
زن اندر قضائے حضرت پروردگار   در قیام دوستی باشد رضائے یار شرط
ن اگر جانان طلب دارد دریغ از روی مدار   نیست اندر مذہب صدق و صفا انکار شرط
یہ آید حکم آمنا و صدقنا بگو   چون بناشد در اطاعت بندہ را انکار شرط
بشرط عاجزی و توبہ می بخشد گناہ   بندۂ ناکارہ لیکن بشکند ہر بار شرط
ہ می بخشد سخی گنجینۂ زر بے سوال   ہست زر کردن طلب اے ہندی نادار شرط

ملک کر سکے دعا کی کہ صحرا سے گرد اُڑی ایرج نوجوان لوح گلے مین ڈالے ہوئے وہین سے
یا کہ باشیدائے کافران بیحیا و اے نابکاران پر دغا نعرۂ ایرج ملک ایرج آن آفتاب منیر

اشارہ کیا کہ ارے خوشر و شریک طلسم کشا ہوئی اسکو گرفتار کرو جادوگر نیون نے گھیرا خوش
لڑنے لگی نجم و آہنگ بھی سحر کر رہے ہین چاہتے ہین کہ صاحبقران و نور الدہر کو رہا کر
مصروف سحر خوانی ہے آگ برسا رہی ہے ایک جادوگرنی سے کہا کہ جاکر بادشاہ سے اطلا
کہ جلد تشریف لائیے خوشرو نے قیامت برپا کی ہے وہ جادوگرنی گئی سقرلات بیٹھا ہوا تفر
جمشیدی دیکھ رہا ہے کبھی اٹھتا ہے کبھی بیٹھتا ہے ساتھ والون سے کہتا ہے کہ یارو غضب
طلسم کشا قید ہوکے پھر چھوٹا خوشرو نے بڑا غضب کیا کمال بھی اُسنے ایسا کیا کہ طلسم کشا
لی عیار طلسم کشا نے غضب کیا اطاعت بھی خوشرو نے کر لی یہ باتین کرتا تھا کہ ایک
گلریز کی آکر پہونچی کہا حضور گلریز کو آکر خوشرو و نجم جادو و آہنگ روشن رائے نے
نہین معلوم کہ طلسم کشا کہان گیا گلریز نے عرض کی ہے کہ اگر صاحبقران کو دار پر کھینچا تو طا
تڑپ کر جان دیگا یہ سنتے ہی سقرلات اٹھا اب جو اسنے آواز دی تین لاکھ ساحر
آئے سقرلات سوار ہوا تین لاکھ ساحرون کو لیکر چلا یہان خوشرو نے کئی سے جا
ہمراہیان گلریز کو قتل کیا ہے گلریز پر کسی کا پنجہ قابض نہین ہوتا سحر سے آگ برسا رہی ہے جا
پڑی ! وسکو زخمی کیا للکار رہی ہے کہ او خوشرو مین تیرے خون کی پیاسی ہون بے قتل
نہ پھرونگی خوشرو بھی جمکر لڑ رہی ہے ہر مرتبہ آواز دیتی ہے کہ او گلریز کیون اپنی جان
پڑی ہے اب طلسم کسی صورت سے نہ بچیگا حاکمان مرحلہ جات بھی قتل ہوئے مین نے کچ
اطاعت کی اپنی جان غنیمت ہے گلریز کہتی ہے مین تجکو قتل کرکے نکل جاؤنگی مگر صاح
کو نہ چھوڑونگی یہ ذکر تھا کہ ڈنکے پر چوٹ پڑی سقرلات تین لاکھ ساحرون سے آکر
آواز دی کہ او خوشرو کیون تیری شامت آئی ہے اے نجم و آہنگ تم نے غضب کیا
طلسم کشا دلوا دی اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچوگے سقرلات کو دیکھکر ہاتھ پاؤن مین
تینون کے رعشہ آگیا خوشرو نے کہا کہ اے نجم بڑا غضب ہوا سقرلات آگیا آہنگ
ملکہ دل کھول کر سحر کرو جمکر لڑو اگر قضا ہے تو مجبور و ناچار ہین اگر قضا نہین تو کون قتل کر سکے
یہ کہکر تینون ایک مقام پر ہوگئے سقرلات پر سحر کرنے لگے سقرلاث بادشاہ طلسم ہے
انکے اشارون مین دفع کرتا ہے آہنگ جو قریب آگیا سقرلاث نے للکارا کہ او نمک حرام کہا

کہا کہ اے شہریار ہوشیار ہو جیسے غلام آپکا آگیا منم شاپور شیردل لوح گلے مین ایرج نوجوان کے
ری قید ٹوٹ کر جسم سے گری جادوگرنیان بھاگین ہلڑ ہوا کہ ارے خوشبرد نے غضب کیا اس
کاش سے لوح لی پھر حوالے بھی کر دی ایک کہتی ہے کہ بوا نہین معلوم خوشبرد پہ کیا گذری یہ تو
کشا کا عیار ہے نہین معلوم خوشبرد کو کیا کیا دو چار جادوگرنیان سامنے آئین اُنکو ایرج نوجوان
قتل کیا نجم جادو و آہنگ روشن رائے کو قید سے رہا کیا دونون شاہزادے کے گرد
نے لگے کہا اے شہریار خدا نے بڑا فضل کیا ورنہ اس ملعونہ نے دام مکر پھیلایا تھا
پور شیردل نے کہا وہ ابھی زندہ ہے مین نے اُسے قتل نہین کیا کہ شاید اسکے مرنے پر کوئی
آفت برپا ہو اس وجہ سے زندہ رکھا اب لاکر اُسے قتل کرتا ہون خوشبرد کو شاپور سامنے
ہزادے کے لایا زبان مین سوزن دیکر ہشیار کیا اور سمجھایا اُسنے اشارہ کیا کہ مین اطاعت کرتی ہون
مجکو یقین کامل ہوا کہ آپ کا مذہب برحق ہے طلسم اب نہ بچیگا شاپور شیردل نے سوزن نکالی
شرو قدمون پر ایرج نوجوان کے گری بصدق مطیع اسلام ہوئی عرض کیا کہ اے شہریار
دمی کیجیے کہ جب شاہ نے سحر کیا تھا واسطے آپ کی گرفتاری کے مجکو مقرر کیا تھا گلریز جادو کو
ے گرفتاری صاحبقران مقرر کیا تھا یقین ہے کہ اُسنے بھی صاحبقران زمان کو گرفتار کر لیا
جلد تشریف لیچلیے اگر سامنے بادشاہ کے پہونچگئے فوراً قتل کرے گا حکم ہو تو کنیز آگے
ھے ایرج نوجوان مرکب پر سوار ہوئے نجم جادو و آہنگ روشن رائے نے کہا
بھی ساتھ چلینگے ایسا نہ ہو کہ انکے دشمنون پر کوئی افتاد پڑے اس باغ مین چند قیدی
انکو بھی رہا کیا اُن سبھون نے اسلام اختیار کیا برائے رہائی صاحبقران چلے خوشبرد و
کاہن و آہنگ روشن رائے پر پرواز پیدا کر کے چلے گلریز نے صاحبقران عالیشان کو
ار کر کے بیہوش کیا المعان و ناسوت کو بھی گرفتار کر لیا زبانون مین سوزن دی ایک ارابے
ر الدہر و صاحبقران ایک ارابے پر دونون جادوگرنیان گلریز لیکر چلی گوشۂ باغ مین
ساتھ والیان جو مخفی تھین وہ بھی نکلین باپچ سے جادوگرنیان ساتھ ہین ارابون کو
لیکر جادوگرنیان چلین جیسے ہی باغ سے نکلین آسمان سے نعرہ ہوا کہ منم خوشبرد و گلریز
جاتی ہے کہ ایک طرف سے نجم جادو و آہنگ روشن رائے آپڑے گلریز کی جادوگرنیونکو

کہان کہ نوخیز نقلی نے آکر سلام کیا خوشرو نے پوچھا کہ کیون خیر تو ہے نوخیز نقلی نے کہا بادشاہ
واسطے خلعت وزارت تجویز کیا دارین استاد ہین بادشاہ کہتے ہین بادشاہ کہتے ہین ہم میعاد م
قبول نہین کرتے ایسا نہ ہو کہ کوئی اُنکا مددگار اور پیدا ہو لمعان وناسوت داو زنگ روشم
ونجم جادوان سبھون نے یکایک ہمارا ساتھ چھوڑ اشاید اور بھی شریک ہو خوشرو
بھی یہی رائے ہے کہ فوراً انکو قتل کیا جائے سب نے اس رائے کو پسند کیا نوخیز
اے خوشرو لوح طلسمی کو تنے کیا کیا خوشرو نے کہا کہ لوح مثل جان کے میرے پاس
بادشاہ کے اور کسی کے ہاتھ مین نہ دونگی مجھے کسی کا اعتبار نہین نوخیز نے کہا بوا مین لو
کیا چولھے مین ڈالونگی چند باتین باتین رازکی شاہ نے کہی ہین وہ کسی کے سامنے نہ کہونگی
چلیے خوشرو نے ہاتھ پکڑ لیا نوخیز ایک کمرے کی جانب چلی راہ مین کہتی ہوئی کہ آپکو عہدہ
ملیگا سب تم سے دبینگے لوح بھی اپنے پاس رکھنا بادشاہ کو نہ دینا ہمیشہ بادشاہ پر تمھارا دباؤ
خوشرو نے کہا بوا قاعدے مین لکھا ہے کہ اگر اس جوان کے ہاتھ سے طلسم بچگیا تو ہزار
اسکو زوال نہ ہوگا اب کیا خوف ہے نوخیز نقلی کہتی ہے کہ بوا یہ نہ کہو ان لوگون کے مارے
کے بعد پانچ ہزار پانچ سے پچپن صاحبقران کے سردار و فرزندان عالی وقار اس طلسم پر
ایک ایک نے دو دو چار چار طلسم فتح کیے ہین کوئی فرزند ایسا نہین ہے کہ جو قواعد طلسم
سے آگاہ نہ ہو اس طرح کی باتین کرتی ہوئی نوخیز نقلی خوشرو کو لیکر ایک کمرے مین آ
سنو عہدۂ وزارت کو سمجھ بوجھ کے کرنا لوح ایسے مقام پر رکھو کہ کمند وہم وخیال بھی وہا
تب تمھاری وزارت کو زور ہوگا اور بادشاہ کو خوف ہوگا کہ خوشرو کو آزردہ نہ کر
نہ ہو ہم سے بگڑ جائے برسون اس طلسم پر معرکے پڑینگے دیکھو خود بادشاہ آتے ہین
پلٹی جیسے ہی منھ پھیر اشاپور شیر دل نے حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالدیے ارے
شاپور نے جھٹکا مارکے حباب ماردیا خوشرو بیہوش کے گری شاپور نے اسکے دما
بیہوشی کی چڑھائی لوح جھولی سے نکال لی بشکل خوشرو باہر آیا کنیزون نے پوچھا لو
گئی خوشرو نے کہا کہ راز شاہی کی باتین نہ پوچھو کسی کام کو آئی تھی گئی ہوگی مین طا
کو قتل کرونگی اگر اسکو مار لیا پھر طلسم پر کوئی ضرر نہ پہونچیگا یہ کہکے پنجہ کھینچکر دوڑی قریب

رنے کہا ملکہ وہ باغ کہان ہے جادوگرنی نے کہا وہ سامنے ہے شاپور نے کہا کہ ملکہ تم نہ چلو گی اُس
گرنی نے کہا نوخیز جادو میرا نام ہے صرف خبر لینے کو آئی تھی یہ مجکو یقین کامل ہے کہ اس سحر سے
نہ بچیگا لوح ملجائیگی میان نخجم جادو یعنے کاہن صاحب و آہنگ روشن رائے بھی طلسم کشا
ساتھ مبہوت ہو رہے ہین اُنکو فوراً بادشاہ قتل کریگا ان دونون سے بہت جلا ہوا ہے سب غصہ
ن کے اوپر اُتریگا اب تو شاپور شیر دل اس سے باتین کرتا ہوا چلا تھوڑی دور پر جاکے کہا
و ایک ابر سیاہ اٹھا ہے یقین ہے کہ کوئی ساحر زبردست آتا ہے نوخیز نے اُدھر مُنھ پھیرا
ر شیر دل نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے نوخیز پلٹی شاپور نے جباب مارا مشکین باندھکر
و ایک درۂ کوہ مین ڈالدیا پٹی بیہوشی کی دماغ پر چڑھا دی اب شاپور طرف اُسی باغ کے
یان خوشرو جادو نے گاکے بجاکے لوح لی سب سلاح لیے ایرج نوجوان نے چاہا کہ
ین ہاتھ ڈالون اُس ساحرہ نے پکار کر آواز دی کہ او نبیرۂ حمزہ لوح ہمنے تجھسے لے لی اب
ر اکیا کرسکتے ہو حمزہ بھی گرفتار ہوکے آیا چاہتا ہے وہان صاحبقران کو بھی اسی طرح
ساحرہ نے دم دیکر گرفتار کر لیا نور الدہر بھی گرفتار ہوئے لمعان جادو و ناسوت کی
ین سوزن دیا یہان ایرج نوجوان نے چاہا کہ اٹھون ساحرہ نے سحر کیا نخجم جادو
نگ روشن رائے نے بھی چاہا کہ اُٹھین گرفتار ہو چکے تھے معشوقون نے جھولیان اُنکے لین
ن پلاکے سحر فراموش کیا یہ بھی دونون گرفتار ہوئے ایرج نوجوان کو بھی گرفتار کیا خوشرو
بکر رہی ہے اب ایرج نے دیکھا کہ جادوگرنیان بدصورت کریہ منظر سیہ فام بدانجام سامنے
رہی ہین ہر ایک کا یہ قول ہے کہ ہماری مالکہ نے کس تکلف سے تمکو گرفتار کیا خوشرو
ہے صاحبو یہ سحر ہمارا کبھی خالی نہین جاتا یہ باتین تھین کہ ہرکارے نے آکر خبر دی کہ صاحبقران
بدہر کو بھی گرفتار کر لیا آپ سے کہا ہے کہ خدمت شاہ مین آئیے ہم بھی لیکر اُنکو آتے ہین
ملاح یہ ہے کہ اسی وقت چلکر سب کو قتل کرین کیسی میعاد اگر ان لوگونکو قید کرینگے تو مدد گار
ین و آسمان سے پیدا ہونگے ان لوگون کو قید کرنا مناسب نہین ہے جس وقت
ن پر قبضہ پائے فوراً قتل کرے ہر مقام پر کے جادوگرون نے تو کہنا کیا ہم کسی کا کہنا
ہ کہ ایک کنیز نے بڑھکر خبر دی کہ اے ملکۂ عالم نوخیز بھی آتی ہین خوشرو نے کہا

نہین حال کمر مین اول آخر — کھونگا درمیان کی داستان آج
اثر لینے لگا بوسے دعا کے — کہ تھا مطلوب اک غنچہ دہان آج
چمن ویران ہوا مرجھا چلے پھول — چلو پوچھین مزاج باغبان آج
کھنچے شمشیرہان خالی نہ جائے — یہ دولت ہو نصیب دشمنان آج
نگاہون سے جہان ہوتا ہے زخمی — لگائے ہین وہ تیر بے کمان آج
نسیم اپنے کلام پاک سے ہے — بہار گلشن ہندوستان آج

جون جون ان اشعار کی آواز کان مین آئی ہے ایرج نوجوان کی محویت بڑھتی جاتی
نازنین باناز وکرشمہ ایرج نوجوان کو لیکر بارہ دری مین آئی لاکر مسند پر بٹھایا اور ایک
سے اشارہ کیا کہ سامنے شاہزادے کے کچھ گاؤ سب نازنینان مہ جبین چنگ مرصعی بج
گانے لگین یہ نازنین جو سب کی افسر ہے دامن تھامے ہوئے بتا رہی ہے ایرج نوجو
بیقرار ہین سردار بھی ترغیب دیتے جاتے ہین کہ اے شہریار آپ کیا خوش نصیب ہین کیا
پریچہرہ ملی حضور کیا گا رہی ہے شاپور شیردل کھڑا الکس رانی کر رہا ہے کہ اُس نازنی
گاتے گاتے طرف لوح کے اشارہ کیا ایرج نے بے اختیار لوح گلے سے اُتاری اُس نا
کو دیدی اُس نازنین نے لوح کو لیکر رومال مین لپیٹ لیا بتلاتے بتلاتے تلوار مانگ
اشارہ کیا ایرج نوجوان نے سپر بھی بلا عذر اُسے دیدی جب سلاح لیچ
طرح گا رہی ہے ساتھ والیان کہہ رہی ہین کہ اے ملکۂ عالم کیا کارنمایان کیا حقیقت مین
مثل ہنین نازنین کہتی ہے کہ دیکھو اب مطلب نکلیگا تقاضائے کار شاپور شیردل اصلی جو
سے جدا ہوا تھا بہانہ عیاری سے آراستہ ہو کر تلاش مین اپنے آقا کی چلا پھرتا ہوا
مین پہونچا دیکھا کہ ایک جادوگرنی دوڑی ہوئی جاتی ہے شاپور شیردل نے صورت اپنی
جادوگر کی بنائی دوڑ کے اُس سے ملاقات کی کہا کہ اے ملکۂ عالم کہان جاتی ہو اب ہم لوگ
طلسم کہان رہینگے سنتے ہین کہ طلسم کشا آگیا دیکھیے کیا آفت برپا کرے جادوگرنی نے کہا کہ
نہ گھبراؤ ملکہ خوشرو کو شہنشاہ نے بھیجا ہے اُنھون نے جا کر اس تکلف سے ایرج کو
یقین ہے کہ لوح لے لی ہو صاحبقران کو الگ کردیا یہ سحر بادشاہ طلسم کا ہے خالی نہ جا

کے سامان سے کم سامان فرقت بھی نہین — آرہی ہے میرے نالون سے صدائے صور آج
پر آئے ہین اگر وہ آئین تو کچھ غم نہ کھا — ہم بھی اے دل کب کمی کرتے ہین تا مقدور آج
ے کیا ہو تپ فرقت کی اے جان گرمیان — ہاتھ بھی رکھنے نہین دیتا تن محرور آج
ان کھائین نظر کی اسقدر ہیہم نیش — دل ہمارا ہوگیا ہے خانۂ زنبور آج

نک سے گاتی ہوئی آئین کہ ایرج نوجوان یا تو سرداروں سے متوجہ تھے یا گانون کیجا
ے لگے وہ نازنین جو سب کے آگے ہی بڑی بڑی انکھڑیان جٹی بھوین پیشانی تختی الماس عارض انور
کے ٹکڑے قد سرو باغ محبوبی گردن صراحی دار سینے پر ابھار کمر نازک موے میان معدوم
عنقا کہون یا آئینہ شکم مین بال آگیا مسکرا کر جو شکم کھول دیا ایرج نوجوان کی پریشانی بڑھی
سر سے معشوق کے ڈھلکا ہوا پائچے جو ہاتھ سے چھوڑ دیے دل عاشق پامال ہوا قلب
کا عجب حال ہوا اس نازمعشوقانہ سے وہ قریب آئی جھک کر ایرج نوجوان کو سلام کیا
ے رستم زمان مبارک ہو کہ طلسم فتح ہوا صاحبقران زمان باغ خوشرنگ مین داخل ہوئے
ف عیش ونشاط ہین آپ کو بھی جشن کرنا چاہیے ایرج نوجوان اچھا اچھا کہتے ہوئے اُسکے
ہوئے باغ دلکشا مین داخل ہوئے وہ معشوق وپری چہرہ ناز وغمزے کرتی ہوئی ایرج کو
ستان پر طائران زمزمہ سرا بصد سوز وگداز اشعار عاشقانہ گا رہے ہین ایرج نوجوان
نگاہ اٹھاتے ہین سامان عیش ونشاط پاتے ہین کبک خوش رفتار کے پیچھے کبھی قہقہے ایک طرف
ئی عندلیب عاشق بدنصیب اڑتی ہوئی آئی پہلو مین گل کے پھول پے بیٹھی زمزمہ سرائی
کرنے لگی یا اشعار آبدار گا رہی ہے ایرج کے دل کو لبھا رہی ہے **نظم**

یا جام مے چشم بتان آج — ہوئے پیرانہ سالی مین جوان آج
ر زیب ان سایۂ دامن کریگا — کہ ہے مشق جنون کا امتحان آج
قصور رکھی نہین جاتا وہان تک — مخل ہے خوف چشم پاسبان آج
شارون نے خبر دی مدعا کی — ہوئے باہم کلام بے زبان آج
ٹے اوراق گل باد خزان سے — ہوئی برہم کتاب بوستان آج
بدم ہے میر للاشہ کا ہشون سے — کہین ڈھونڈھو مزار بے نشان آج

شاہزادۂ نورالدہر نے اشارے سے کہا کہ سامنے دادا جان جاتے ہین اگر اس طرح مجکو اور تمکو دیکھ لینگے یقین ہے کہ انکے خلاف ہوگا نازنین نے مسکراکر جواب دیا کہ ہمارا قصر الگ ہے وہ بھی صاحبقران آگاہ نہ ہونگے کہ ہمارا فرزند کہان ہے آننا انکو معلوم ہوگا کہ ہمارا فرزند فلان صحبت آرا ہے کبھی وہان تشریف نہ لاینگے آپ مطمئن رہین اور جے آدمی صاحبقران ساتھ ہین سب کے پہلو مین ایک ایک نازنین موجود ہے لمعان جادو وناسوت ہمراہ ہین کہ ایک نازنین نے آکر لمعان جادو کا ہاتھ تھام لیا کہا کہ کیون نانی امان آ دن سے کہان ہیتین ہم آپ کے واسطے بیقرار تھے لمعان نے بلائین لیکر کہا کہ بی بی ہم تھا شکر ہے کہ ہمارا تمھارا ساتھ ہوا ایک نازنین قریب ناسوت کے آئی کہا کہ اے ماد مجکو چھوڑ کے کہان چلی گئی ہتین ناسوت نے مسکرا کے کہا ہم تو تمھاری باتون کے مت اب عمر بھر ساتھ نہ چھوڑیگا صاحبقران کو نازنین لیے ہوئے بارہ دری مین آئی مسند شراب وکباب حاضر ہوے لیکن وہ نازنین نورالدہر کو لیے ہوئے ایک کمرے ناسوت ولمعان الگ جاکر بیٹھین ہر جگہہ سامان عیش ونشاط مہیا ہے امیر تو اس حال مین شاہزادۂ ایرج نوجوان بعد اُس آندھی کے جو ہوش مین دیکھا کہ جملہ سردار ہمارے نیلم دفیلم وغیرہ دست بستہ کھڑے ہین اور عرض کر رہے ہین شہریار آپ نے کیا کارنمایان کیا طلسم فتح ہوا چلیے باغ مین تشریف لے چلیے وہان مال بھی ملیگا ایرج نوجوان اپنے سردارون سے باتین کرتے ہوئے ایک باغ مین ایک طرف سے گانے کی آواز آئی ایرج نوجوان گھوڑے سے اُتر پڑے دیکھا کہ سا آگے ایک نازنین نہایت حسین آگے آگے بڑھی ہوئی پیچھے اُسکے چالیس پچاس کنیز ایک چنگ مرصعی سبھون کے ہاتھ مین تکلف سے اُنکو چھیڑتی ہوئین اشعار عاشقانہ ورد زبان

کہہ تو کیا اے چارہ گر تجکو ہوا منظور آج	گھورتا ہے بیطرح کچھ دیدۂ ناسو
دور سے آئے تھے شہرہ سُنکے یہ امیدوار	بات بھی تو نے نہ پوچھی او بُتِ مغرو
کچھ عجب تاثیر کی تیغ نگاہِ مست نے	زخم کے منھ سے ٹپکتی ہے مے انگو
ای خوشا قسمت کہ ہے پہلو مین وہ رشک قمر	جلوہ گر ہے بعد مدت خانۂ بے

ن زور سے جھوکے ہوا کے چلے کہ زمین ہلنے لگی اپنا ہاتھ اپنے کو آپ نہین معلوم ہوتا ہوا ے تند
ی رہی ہے اول تو کبھی ویرانے مین کوئی شی جمتی نہین گھاس تک ندارد نخل چند جا بجا تھے وہ
و نسے ہوا کے گرد مشتاق کے کانین آواز آئی کہ قدرت سے سامری و جمشید کی سب کام بوجہ
ن بنگئی اب دیکھو سب کدھر غائب ہوئے سب آوارہ ہو کر تباہ ہونگے یہ کہکر وہ جادوگر تو الگ ہوا
زور سے ہوا اچل رہی ہی کہ زمین کو جنبش فلک کو ہلانے کی کوشش اُس وقت عجیب کیفیت ہے
عالم مین ایرج نوجوان نے پکار کر آواز دی کہ اے جد عالی تبار آپ کہان ہین اے شاہزادہ
الدہر بن بدیع الزمان تم کس مقام پر ہو چاہتا ہون کہ اپنے کو تمھارے پاس پہونچاؤن ہر چند کہ
رالدہر نے ایرج نوجوان کی آواز سُنی مگر جواب نہین دے سکتے ہین ایرج نے دیکھا کہ چہار جانب
فوج غم والم نے گھیرا ہی پھر کامل وہ ہی اندھیرا رہا ہوا زور سے چلا کی بعد عرصہ دراز وہ تاریکی
ہوئی اب جو امیر نے آنکھ کھولی دیکھا کہ نورالدہر مع جملہ سرداران کے میرے ساتھ ہین
سامنے ایک دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہے ایک نازنین چہاردہ سالہ بوٹا سا قد
نورس حدیقہ خوبی قد سرو باغ محبوبی سینے پر اُبھار نارپستان کی رعنائی شکم صاف شفاف رُخ انور
ک آفتاب ہے دل کو پیچ و تاب ہے ساق بلورین جسپر بنائے قصر حُسن قائم ہے نقش پا تاج سر
وقان افسر حسینان پشت پر بارہ سے کنیزین خرامان خرامان آتی ہے جب باہر باغ کے دہ
ین آئی صاحبقران کو جھک کر سلام کیا صاحبقران بنگاہ محبت جمال بیمثال
یکھ رہے ہین اسنے سلام کر کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا کہا تشریف لائیے مین تو مدت سے آپ کی
اق تھی شکر ہی کہ پروردگار نے آپ کو یہان تک پہونچایا اب طلسم سقرلات پر آپ کا قبضہ ہوا
ن طلسم نے اسی بادشاہ کے نام پر طلسم بند کیا تھا یہ بھی لکھ گئے تھے کہ اس زمانے مین خاتمہ ہوگا
ے بزرگون نے ہدایت کی تھی کہ صاحبقران کی اطاعت کرنا آپ کی تصویر بھی کھینچکر مجکو دی
صور دلپذیر میرے دل کے پہلو مین رہتی ہے اسی طرح کی باتین کرتی ہوئی دم محبت کا بھرتی ہوئی
احبقران کو لیکر باغ مین آئی دوسری نازنین کہ ستارہ پہلوی ماہ تھی قریب شاہزادہ نورالدہر
آئی کہ اے شہریار بزرگون نے مجکو ساتھ حضور کے منسوب کیا تھا کتاب سامری مین صاف
مرقوم ہے کہ نبیرۂ صاحبقران بھی ساتھ ہونگے تو اُنکی خدمت مین رہنا جفاے ہجر نہ سہنا

پتلیان پھرا گئین دیکھا جو انکو گھور کر — آتش رخسار سے پلے نظر مین داغ
آجتک فرقت کا اُس خورشید عالمتاب کی — ماہ تابان کی طرح اپنے جگر مین دا
دیکھتا تاثیر مضمون تب ہجر صنم — جل گیا قرطاس قاصد کی کمر مین دا
روے تابان کی صفائی خال سے جاتی رہی — تل نہین رخسار پر جرم قمر مین دا
آتش رنگ حنا سے نور بھڑکی اسقدر — شل موسے اصاف دست سیمبر مین دا

یہ اشعار پڑھ کے سقرلات بہت رویا کہا یار وچلتا ہون ایک آخر کا سحر ہے اسکو کرتا ہون یہ سر
الگ ہو جائین ایک بات بڑی ہی کہ مرحلہ جات طلسم پر طلسم کشا کا گذر نہین ہوا یہ کہکے اپنے مقا
افسران فوج نے قصد کیا کہ ہم بھی چلین سقرلات نے منع کیا کہ کسی اور کا کام نہین ہے یہ کہ
کوٹھا کھولا کچھ اشیاے سحر نکالے کچھ تحفہ جات لیکر ایک خوک پر سوار ہوا بڑے زور وشو
چلا یہان جو حال عرض کر گیا ہون اسی طور سے جنگ ہو رہی ہے ایک طرف شاہزادہ نو
مصروف جنگ ہین ایک جانب صاحبقران ایک طرف ایرج نوجوان مشتاق کے پا
اُٹھے جاتے ہین مگر لمعان وناسوت ونجم جادو وکاہن وآہنگ روشن راے بو
پھر جب مشتاق جادو وچار پڑتا ہے زخمی کر دیتا ہے کسی کے جسم پر آبلے ڈالدے کسی کا سر زخمی ک
نشانہ نشانہ کیا سب مجبور وناچار مصروف جنگ ہین ایرج نوجوان لوح کو چمکا رہے ہین سب
مشتاق سے بچا رہے ہین ہر طرف غریو بلند ہے کہ آسمان سے آواز آئی او ناسوت او نجم
آہنگ روشن راے او لمعان تم سبھون کے مکان جلا دونگا خاک مین ملا دونگا یہان
حاضر ہو ورنہ ایسا سحر ایسا کرونگا کہ زمین کانپے گی ایک بھی زندہ نہ بچیگا او لمعان تو نے بڑا
دیا ہے یہ سنتے ہی سب نے سر اٹھا کر دیکھا کہ خود سقرلات جادو ایک خوک صحرائی پر سوا
کر پہنچا سب ہیبت سے ہکا بکا ہو گئے ہلڑ ہوا کہ بادشاہ طلسم آیا آہنگ روشن راے نے کہا کہ ای شہریار
کے ہاتھ سے یہ قتل ہوگا آپ فتاح طلسم ہین ایرج نوجوان نے کمان کیانی دوش سے ا
ترکش سے تین بھال کا تیر نکالا بجر کمان مین پیوست کیا اب جو سر اٹھا کر دیکھا کسی کو نہ پایا
آسمان پر حسن سمجھ کر گوشہ گیر ہو گیا ایرج مجبور ہوئے کہا کہ ای سرہنگ روشن رای
نہ دیکھ دلیا آہنگ نے کہا کہ ای شہریار خدا خیر کرے کہ ایک آواز مہیب کان مین آئی آندھی

ہین چار سے ملازم لمعان کی پشت پر اس کروفر سے چلے اُس وقت آکر پہونچے کہ ایک طرف
صاحبقران رستمانہ جنگ کر رہے ہین ایک طرف ایرج نوجوان مصروف جنگ ہین
مشتاق جادو نے سحر کی بوچھار کر دی ہے آہنگ روشن راے و نجم جادو کو بھی زخمی کیا ہے
ایرج کو دیکھکر بھاگتا پھرتا ہے کہتا ہے کہ یار و عجب مشکل کی بات ہے کہ سحر جواب دیتا ہے جب اُسنے
چمکا دی کیسے کیسے سحر مین نے کیے مگر باطل ہو جاتے ہین ایک ساحر جائے جا کر بادشاہ کو
کہے کہ جو مناسب وقت ہو وہ کیجیے طلسم کشا کو لوح ملگئی ایک جادوگر پر پرواز پیدا کر کے بھاگا
جا کر شاہ کو خبر کرون کہ مشتاق نے دیکھا پشت پر سے لڑ ہوا جادوگر بھاگنے لگے نعرۂ شیر کی
آواز آئی نعرۂ نور الدہر نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و بقہر۔ شہ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر
جانب لمعان جادو ضعیفہ سر ہلتا ہوا موے سر سفید لقول شخصے نہ منھ مین دانت نہ پیٹ
مین آنت مگر علم سحر مین طاق نہایت مشاق ایک جانب ناسوت جمال جہان آرا پر نگاہ کبھی
کبھی آہ مشتاق جادو بدحواس ہو گیا اب چہار جانب سے سحر ہو رہا ہے ہزار ہا جادوگرون
کے لاشے تڑپ رہے ہین اگر کسی ساحر کلان نے بڑھ کر سحر کیا نور الدہر کا گھوڑا چلتے چلتے رکا
دستگیری نہین کرتا پانون سے ثابت قدمی جدا بڑھ کر ناسوت نے سینہ سپر کر دیا ایرج
جو نور الدہر کا یہ حال دیکھا بڑھکر لوح کو چمکایا جس جادوگر کا یہ سحر تھا اسکو بڑھکر مارا
نور الدہر سحر سے چھوٹے پھر مصروف جنگ ہوئے ایرج نے جھوم کر نعرہ کیا مردان عالم
کی جان بچاتے ہین سقرلات اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ جادوگر فرستادۂ مشتاق جادو
پہونچا کہا کہ اے شاہ سنا آپ نے حمزہ نے رہائی پائی ایرج نوجوان کو لوح ملگئی مشتاق
سے لڑائی ہو رہی ہے سقرلات نے زانو پر ہاتھ مار کہا ہاے طلسم بھی ہاتھ سے جاتا ہے اُس نازنین
ماہ پیکر نے مجکو نہ قبول کیا میرا تو یہ حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

ب حُسن روے جانان سے قمر مین داغ ہی	صورت لالہ یہان میرے جگر مین داغ ہے
بن اُس لالہ رُو کے کسقدر گل کھائے ہین	جس طرح طاؤس کے ہر بال و پر مین داغ ہی
سے گلکاری کی آگیا یار کی دیکھی ہنسین	تب سے لالے کی طرح میرے جگر مین داغ ہی
ابرو نگئے شعلہ فروغ حُسن سے	پھول ہر اک اُس گل تر کی سپر مین داغ ہے

آپ ہی بچاتا ہے یہ جو مشتاق نے دیکھا گھبرا گیا کاہن نے کہا کہ اے وزیر اعظم اب وقت انقلاب
بڑی بڑی آفتین دیکھنا ہین اے وزیر اعظم اپنے کو بچاؤ مشتاق نے بڑھ کر صاحبقران پر سحر
اتنی مہلت جو آہنگ روشن رائے نے پائی جلدی سے لوح گلے مین ایرج نوجوان
ڈالدی پایا تو ایرج نوجوان سرنگون بیٹھے تھے لوح جو گلے مین آئی ماران سیاہ جلکر گر
ایرج بل کرکے اُٹھے اپنے نام کا نعرہ کیا کہ باشیدائے کافران بیحیا و اے نابکاران پر دغا
میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاؤ گے **نعرۂ ایرج نوجوان** ملک ایرج آن آفتا

کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر اگر تیغ کین برکشم از غلاف تزلزل فتد در میان

تلوار کسی کی اٹھالی برکت لوح سے کسی کا سحر تاثیر نہین کرتا جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے
جادو نے جو یہ ہنگامہ دیکھا چاہا پرواز پیدا کرکے نکل جاؤن ایرج نے بڑھکر اُسکو قتل
صاحبقران کو دیکھکر بجوش و خروش لڑنے لگے کئی مرتبہ پوچھا کہ حضور نور الدہر کہ
صاحبقران نے فرمایا مجھے خبر نہین اب مشتاق گھبرایا سحر تاثیر نہین کرتا بخم جادو
اور زنگ روشن رائے پشت پر ایرج کے آگئے سحر کررہے ہین سیکڑون جادوگر انھون
بھی قتل کیے ہر مقام پر عرض کرتے ہین کہ حضور لوح کو ملاحظہ کیجیے مشتاق نے آواز دی
نکہ امو شاہ تمکو سزا دیگا ایرج ہر مرتبہ چاہتے ہین کہ ہین قریب داداجاؤن کے جاؤن مگر
بیچ مین ہزارون جادوگر ہین قضائے کار لمعان جادو نے نور الدہر و ناسوت کو اپنی
بحفاظت رکھا تھا آپ اس فکر مین نکلی تھی کہ لوح کا پتہ لگاؤن اس مقام پر گذر ہوا کہ آسمان
لیس جادو کا لاشہ پڑا ہے مشتاق جادو وزیر بارہ ہزار جادوگرون سے گھرا ہوا سحر کر
ایک طرف صاحبقران اسم اعظم پڑھ کر لڑ رہے ہین ایک طرف ایرج نوجوان بو
مین پشت پر بخم جادو و آہنگ روشن رائے بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہین لمعان
جو یہ معرکہ دیکھا سحر کرکے کنارے اتری حال دریافت کیا مفصل خبر معلوم ہوئی گھبرا کے
نور الدہر کے آئی کہا کہ اے شہریار طلسم کشا نے لوح پائی لوحدار نے خود جاکر لوح دیدی
بھی رہا ہوئے تلوار چل رہی ہے یہی وقت ہے کہ آپ بھی چلیے شاہزادہ نور الدہر کو
پر سوار کیا ایک طرف لمعان جادو ایک جانب ناسوت عاشق جمال اسباب سحر د

ولت کا خود بخود دل گھبراتا ہے کئی دن سے خواب پریشان دیکھ رہا ہون مشتاق نے کہا مین ابھی
ہون بارہ ہزار فوج بادشاہ نے ساتھ کی مشتاق چلا آکر قیدخانے سے ایرج کو نکالا تخت پر
ر کیا قصد ہوا کہ لیکر چلون کہ آہنگ روشن رائے و نجم جادو گھبرائے ہوئے آکر پہونچے
ہ یہ تھا کہ در زندان پر لڑائی پڑیگی اب ایرج کو تخت پر بیٹھے ہوئے دیکھا ہاتھ پانؤن مین مار سیاہ
بٹے ہوئے ہین شاہزادہ حیران و پریشان نجم جادو نے بڑھکر کہا کہ اے وزیر اعظم کیا
ہ ہے وزیر نے کہا کہ مین بیرون طلسم طلسم کشا کو لیجاؤنگا وہان جاکر قتل کرونگا نجم جادو نے
ب آہنگ روشن رائے کے دیکھا آہنگ نے اشارہ کیا کہ مین لوح طلسم کشا کے گلے
ڈالے دیتا ہون نجم جادو نے اشارہ کیا بہتر ہے قضائے کار یہان تو یہ ارادہ ہے لیکن مشتاق جادو
حفاظت کو کھڑا ہے کہتا ہے کہ کوئی قریب طلسم کشا کے نہ جائے بادشاہ کی منادی ہے اسباب سحر
گرد پھر رہا ہے مگر صاحبقران جہان قید ہین بارہ جادوگر ملکر صاحبقران کو قید کرکے لائے
اسباب سحر جسم پر صاحبقران کے آراستہ کر دیا یعنے ماران سیاہ جسم مین پٹے ہین افسر سب کا
ں جادو مع بارہ ہزار جادوگرون کے بیٹھا ہے کہ صاحبقران کو ہوش آیا صاحبقران نے
نے کو اس حال پر ملال مین پایا سوچے کہ اسم اعظم تو یاد ہے اسم اعظم جو پڑھا ماران سیہ جلکر
ے امیر نعرہ کرکے اٹھے لیس جادو نے جو دیکھا کہ ماران سیہ جل گئے کہا او یارو یہ اتنا بڑا
ہے کہ ہمارے سحر کو دفع کیا ایک ساحر نے بڑھکر گولہ مارا امیر نے اسم اعظم جو پڑھا گولہ پلٹ کے
جادوگر کے سینے پر پڑا تو ٹکڑے کر پشت کو پار گذرا امیر نے اُس جادوگر کو مار کے اُسکی تلوار لی لیس
تا ہوا چلا آتا ہے اور صاحبقران بھی لڑتے ہوئے آتے ہین بارہ ہزار جادوگرون کو روکتے
بیس جادو نے سحر کیا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا اُس سحر نے ادرون کو ہلاک کیا کئی ہزار
لیجائے جاتے چلے ہین سحر کی بوچھار کر رہے ہین مشتاق جادو ایرج نوجوان کو تخت پر سوار
چاہتا ہے کہ پہلون نجم جادو و آہنگ روشن رائے کوئی پہلو نہین پاتے کہ لوح گلے
سم کشا کے ڈالین موقع نہین ملتا مشتاق نے اشارہ کیا تخت کو جنبش ہوئی چاہتا ہے کہ
ون یا لات و منات کی صدا بلند ہوئی دیکھا کہ صاحبقران جادوگرون کو قتل کرتے
آتے ہین لیس جادو بھاگا ہوا آتا ہے مگر بڑھ بڑھ کے سحر کرتا ہے اپنے سحر سے اپنے کو

کہا اے ملکۂ عالم مین نے نقشۂ جمشیدی مین دیکھا صاف لکھا تھا کہ اندر ایک ہفتے کے طلسم فتح ہو
مین اسی فکر مین نکلا تھا کہ طلسم کشا سے دوستی پیدا کرون مین ابھی جاتا ہون طلسم کشا کو لیکر آپ کے
آتا ہون مین ہر مقدمے کی خبر دینے والا تھا آپ کے عشق کی خبر نہ پہونچاؤنگا بادشاہ کو غفلت ر
طلسم کی تدبیر ہو جائیگی یہ کہکے کاہن فکر مین ایرج نوجوان کی ادھر سے تو نجم جادو جاتا
اُدھر تو حدار جادو کہ جسکو آہنگ روشن راے کہتے ہین لئے اپنے مقام پر دیکھا کہ طلسم فتح ہو
سقرلات نے آہنگ روشن راے سے کہلا بھیجا کہ لوح لیکر ہمارے پاس آؤ آہنگ لو
چلا مگر دل مین کہتا ہے کہ اسی کی وجہ سے میری آبرو ہے سب مجکو مانتے ہین جب لوح میرے پاس نہ
پھر مجکو کون پوچھیگا لوح لیے ہوئے جاتا ہے مگر دل دھڑک رہا ہے یہی خیال ہے کہ بادشاہ لوح
پھر ہمکو کون پوچھیگا ادھر سے تو یہ جاتا ہے اُدھر سے کاہن طلسم فکر رہائی ایرج نوجوان مین اُ
چلا آتا ہے راہ مین دونون سے ملاقات ہوئی نجم جادو نے پوچھا اے برادر کہان سے آتے ہو کہ
جاتے ہو آہنگ روشن راے نے کہا کیا پوچھتے ہو عجب طرح کا معرکہ در پیش ہے کہ ہم کو
پس و پیش ہے بادشاہ نے ہمسے لوح طلب کی ہے خواہ اپنے پاس رکھین خواہ کسی اور کو دین
جو شرف تھا وہ مٹتا ہے کہ سب ساکنان طلسم ہماری خاطر کرتے تھے یہ سنتے ہی نجم جادو نے
کہا کہ اے آہنگ روشن راے اصل یہ ہے کہ طلسم اب نہ بچیگا اسی ہفتے کے اندر فتح ہو جا
طلسم کشا سے دشمنی کریگا مارا جائیگا اپنی جان بچانا ضرور ہے لوح چلکر طلسم کشا کو دو اسی چ
ہم تم ملاقات کرین طلسم کشا پر احسان ہوگا اہل اسلام محسن کو بہت عزیز رکھتے ہین ضرور وہ اح
اور تمکو ایک خبر دیتے ہین کہ دختر شاہ طلسم کشا پر عاشق ہے یقین ہے کہ طلسم کشا بھی اسکو پسند
ہماری تمہاری خاطر کرے اسپر آہنگ روشن راے بھی راضی ہوا دونون چلے سقرلات
اپنے مقام پر بیٹھا ہے مگر گھبرا رہا ہے وزیر اعظم اسکا مشتاق جادو پہلو مین بیٹھا ہے صلاح ہو
مشتاق نے کہا کہ اے شہریار طلسم کشا کو قتل کیون نہین کرتے سقرلات نے کہا میعاد مقرر
جب تک میعاد نہ گذرے کیونکر قتل کرون مشتاق جادو نے کہا بہت آسان بارہ ہزار
میرے ساتھ کیجیے مین لیکر طلسم کشا کو بیرون طلسم جاؤن کسی صحرا مین قتل کر ڈالون باد
یہ بات پسند آئی کہا اے وزیر اعظم اگر تمنے طلسم کشا قتل کر ڈالا تمام اہالی طلسم کی جان

ا صاف صاف لکھا تھا کہ اسی ہفتے مین طلسم ٹوٹ جائیگا جو طلسم کشا کا ساتھ دیگا آبرو پائیگا ورنہ
پائیگا گھبرا کر اپنے مقام سے اٹھا یہ سوچا ہوا جاتا ہے کہ کیا تدبیر کرون کہ طلسم کشا سے دوستی ہو کہ
ے کی آواز کان مین آئی سر جھکا کر جو دیکھا ملکہ شمیم گیسو دراز اپنے باغ مین بیٹھی ہوئی رو رہی ہے
ے ساتھ کی کنیزین بھی روتی ہین کاہن اتر آئے ملکہ شمیم سے ملا کہا کیون ملکۂ عالم خیر تو ہے اسقدر
رونے کا کیا باعث دل بھرا ہوا تھا شمیم اور بیقرار ہو کر روئی نظم

خانہ کرینگے دلِ ناکام کو ہم
پھیرینگے اپنی طرف ردلے دل آرام کو ہم
سے صبح تلک دورِ شراب آخر ہے
روتے ہین دیکھکے خندان دہن جام کو ہم
کھنے کی جگہہ ہے یہ طلسم حیرت
صبح کو دیکھتے ہی بھول گئے شام کو ہم
وہ فتنۂ دوران کسے دکھلاتا ہے
شعبدہ جانتے ہین گردشِ ایام کو ہم
انگیزی بھی جچتی ہے کہین پردے مین
سنتے ہین گبر و مسلمان سے ترے نام کو ہم
ن قاصد کو وہ سفاک سمجھتا ہے حلال
کسی غماز سے بھجوائینگے پیغام کو ہم
ن پکڑے ہین زمین نے یہ ترے کوچے کی
رہ صد سالہ سمجھتے ہین اب اک گام کو ہم
یار کہین کیا لسے کیف مے مین
بھونکر روز گزک کرتے ہین بادام کو ہم
خط سے ہوئی اُسکی کدورت دہ چند
اب صفائی کے لیے ڈھونڈھینگے حجام کو ہم
حاصل ہو جو زلفون مین گرفتاری کا
مول لین دل کی اسیری کے لیے دام کو ہم
یار مین اپنا جو گذر ہوتا ہے
نگران رہتے ہین حسرت سے در و بام کو ہم
سن کو عشق کی خاطر ہے خدا نے بھیجا
کرتے ہین آتش اُسے لُٹے ہین جس کام کو ہم

جادو نے کہا کہ بی بی اس مطلب کو مین نہین سمجھا مجھسے صاف صاف فرمائیے ملکہ نے رو رو کے
نجم جادو تمکو ہم تم نامدار کہتے ہین اس مقدمے مین ہمارا کوئی مونس و مددگار نہین اس وقت
ہماری دستگیری کرو اصل یہ ہے کہ جب طلسم کشا کو والد نے بلوایا مجھ کمبخت بدنصیب نے باپ سے
بھیجا کہ طلسم کشا کو ہم بھی دیکھینگے جس وقت سے اُس شیر بیشۂ جرأت کو دیکھا ہے رات کو نیند اڑ گئی نہ
و دانہ ترک ہوا اس وقت قصد یہ تھا کہ اپنی جان دون یہ جو مین نے کنیزون کے سامنے کہا
رونے لگین کہ حضور ہمکو کون پوچھیگا یہ باعث بیقراری ہے یہ سُنکر نجم جادو خوش ہو گیا

لڑ رہی ہے کئی جادوگرونکو قتل کیا اورنگ جھومتا ہوا آتا ہے ناسوت نے دیکھا کہ اورنگ
قریب آپہونچا تو پیچھے ہٹ گئی ناسوت حیران ہے کہ کیا کرون جب بہت جادوگرون کا بلوہ
نورالدہر سے لپٹ گئی اور خوب چیخین مار کر روئی کہا کہ اے جان جہان اگر اورنگ میر
تو فوراً چیر پھاڑ کے کھا جائیگا سنتی ہون کہ ایرج نوجوان کو شاہ نے طلب کیا تھا کہ اصلا
کرین مگر سنا کہ وہ شاہزادہ نہین راضی ہوا کہتا ہے کہ مال طلسم دو اور اسلام اختیار کرو آ
اصلاح نہین ہوئی کیا کرے مجبوری نورالدہر کے سامنے رو رہی ہے مگر نورالدہر کچھ جواب
لیکن اسکی حسرت پر دل ٹکڑے ہوتا ہے کہ اورنگ نے للکارا کہ کیون اے ناسوت اب
دھگڑے کا بڑا خیال ہے نورالدہر نے کہا کہ اے ناسوت اطاعت دین اسلام قبول کرنا
بے اختیار پکار اٹھی اے خدائے نادیدہ مین تیرا اعتقاد کرتی ہون مجھے بچالے جیسے ہی اسنے نا
نادیدہ کا لیا آسمان سے ایک ستارہ گرا اورنگ کو جلا کر خاک سیاہ کیا ساتھ کے جادوگر جلنے
ایک دنا ٹا ہوا وہی ستارہ ناسوت و نورالدہر کو اٹھا کر لے گیا چند کنیزین جو باقی رہین ا
نے دیکھا کہ کسی کا نشان نہین بدحواس ہو کر بھاگین کہ جا کر شاہ سے اطلاع کرین بعد
عرصے کے نورالدہر کی جو آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک جادوگرنی ضعیفہ میرے پاس بیٹھی ہے ناسو
بھی ہوشیار ہوئی جیسے ہی ناسوت نے لمعان جادو دیکھا کہا کہ اے لمعان یہ احسان
کہ مجھکو بچا لائین لمعان نے کہا کہ اے ناسوت ہم نگہبانان طلسم مین سے ہین نشیب و فراز خو
بڑے بڑے حکیم و طبیب بہ ارادۂ فتاحی طلسم آئے یہان آکر گرفتار ہوئے کسی کی عقل و فط
نہ چلی لیکن کبھی دل کو یہ ہول نہین ہوا جان پر صدمۂ عظیم ہے مجکو اسوقت بیٹھے بیٹھے یہ خیال آ
و نورالدہر کو بچا لاؤن جا کر مخفی سحر کیا اورنگ کو جلا دیا اب مراد یہ ہے کہ جسوقت ایرج نوجو
طلسم کو فتح کرین یہ ہمکو انکے ہاتھ سے بچالین نورالدہر نے کہا وہ میرا ہمچشم ہے اگر مین کہون
اسمین کد کریگا بلکہ میرے کہنے کے خلاف کریگا بہتر یہ ہے کہ تم فکر کرو لوح طلسمی ہمکو ملے ہم طلس
کرین لمعان نے کہا کہ آج شب کو مین شاہ سے پوچھونگی کہ لوح طلسمی کہان ہے اگر اسنے بتا دیا تو فو
اپنے کو وہان پہونچاؤنگی لوح طلسمی آپ کو دلواؤنگی یہ کہکے ایک مکان مین لاکر ناسوت و شاہ
نورالدہر کو رکھا آپ فکر مین لوح کے چلی لیکن کاہن یعنے نجم جادو اپنے مقام پر آیا القصہ جمشی

کیا بڑے بڑے طلسم توڑے سقرلات نے کہا کیا مجال جو اس طلسم کا پتہ بھی ملے بہتر یہ ہے کہ ہمارے
ن کے مصالحہ ہو آپ فتاحی طلسم سے دست بردار ہون ہم آپ کو قید سے چھوڑ دین ایرج نے کہا
لمان ہو مال طلسمی ہمکو دو سقرلات بہت بگڑا کہ ہم مسلمان کبھی نہ ہونگے لیجاؤ اس جوان کو قید
وا ایک مہینے کے بعد قتل کرینگے ایرج کو ملازمون نے لیجا کر پھر قید کیا کہ نجم جادو پھر دوڑا ہوا
لہا لے شہریار داد طلسم کشا کا امیر حمزہ طلسم مین آیا شور انگیز جادو نے بڑی جانکاہی کرکے
ار کیا بارہ جادوگر جب گئے تب وہ گرفتار ہوئے ایک جوان خوبصورت کو ناسوت جادو
ار کرکے لائی ہے اپنے مکان مین لیجا کر رکھا ہے دونون کی خبر بھیجیے وہ بھی طلسم کشا کا عزیز ہے علامت
، یہ بھی لکھا ہے کہ تین شخص اور ایک نازنین طلسم مین آئینگے فوراً فتور برپا ہوگا وہ سب صورتین
ر ہین غلام تو جاتا ہے آپ کو آگاہ کرنے آیا تھا نجم جادو تو یہ کہکے چلا گیا سقرلات نے ایک
ر کو بلا کر حکم دیا کہ ناسوت کو بلا لاؤ وہ جادوگر گھر پر ناسوت کے پہونچا بلا کر ناسوت سے کہا حضرت
ن کے شاہ کو خبر پہونچی کہ تم ایک جوان کو گرفتار کرکے لائی ہو اسکو لیکر خدمت شاہ مین حاضر ہو یہ
ناسوت نے کہا کہ اچھا جادوگر کو تو رخصت کیا اور آپ یہ سوچنے لگی کہ اگر شاہ نے مجھسے لیکر اس
ن کو ارادہ قتل کا کیا تو مین اپنی جان دونگی شاہ میرا کہنا کاہیکو مانینگے بہتر یہ ہے کہ نبیرۂ
زہ کو لیکر نکل چلو یہ سوچکر تخت سحر تیار کیا نور الدہر کو اسپر سوار کیا لیکر ایک جانب چلی
ن نے شاہ کو خبر دی کہ ناسوت جادو عزیز دار طلسم کشا کو لیے جاتی ہے سقرلات گھبرایا
زنگ آدم خوار کو حکم دیا کہ جلد جا کر ناسوت کو چیر پھاڑ کے کھا جا اس قیدی کو ہمارے پاس لا
بالمناسب ہوگا ویسا کرینگے اور زنگ آدم خوار نے سو جادوگر ساتھ لیے تعاقب مین ناسوت
چلا ناسوت ایک پہاڑ پر آکر ٹھہری سوچ رہی ہے کہ کدھر سے نکلون نگہبان روکینگے کہ سامنے
، اور زنگ آدمخوار آکر پہونچا للکار کر آواز دی کہ او ناسوت کہان جاتی ہے ناسوت کے
ں اڑ گئے نور الدہر کے سامنے رونے لگی کہا اے جوان تیری محبت مین یہ انجام ہوا شاہ کی دشمن
کی ہائے اب کدھر جاؤن سو جادوگرون نے پہاڑ کو گھیر لیا ایک طرف سے اور زنگ
چلا ناسوت نے سحر کیا اور زنگ آدمخوار نے سحر کو دفع کیا کئی سحر ناسوت نے کیے اور زنگ
مانتا ہے چشم زدن مین کل سحر دفع کردیے پہاڑ پر چڑھ آیا سو جادوگرون سے ناسوت اکیلی

نظم

دل بیتاب ہوگیا ہائے کیا کرون وہ تو انکار کرتی ہے کیا انکی صفت کرون

عکس رخسار سے ناقص ہو تو کامل ہوجائے ۔۔۔ مہ نخشب مہ گردون کے مقابل ہوجا
یار کے عارض انور کا اگر عکس پڑے ۔۔۔ ماہ نو دم مین فلک پر مہ کامل ہوجا
تب مین جانون میری جانب سے کدورت نہ رہی ۔۔۔ صاف جب صورت آئینہ ترا دل ہوجا
خوب جی بھر کے نظارۂ رخ لیلےٰ کے کرون ۔۔۔ پردۂ چشم اگر پردۂ محمل ہوجا
وصف مین یار کے گیسو کا بیان کرتا ہون ۔۔۔ سننے والون کا پریشان نہ کہین دل ہوج
وہ حسین عارض انور سے اُٹھائے جو نقاب ۔۔۔ دعوی حسن مہ و مہر ابھی باطل ہوجا
تیغ ابرو کا وہ سفاک اشارہ جو کرے ۔۔۔ مرغ بسمل کی طرح دل مرا بسمل ہو
گر بیان حال کرون دل کی پریشانی کا ۔۔۔ بس پراگندہ ابھی یار کی محفل ہو
نور دم بھر کو اگر وہ بت مغرور آئے ۔۔۔ شمع رخسار سے روشن مری محفل

مصاحبون نے عرض کی کہ آپ نہ گھبرائیے جب تکلیف اٹھائیگی آپ ہی راضی ہوجائیگی سقر
یہ باتین کر رہا تھا کہ کاہن طلسم آیا کہا اے شہنشاہ طلسم سقرلات آج طلسم کشا کا طلسم مین د
اسکو دربار مین بلوائیے اگر وہ آپ سے اقرار کرے کہ طلسم سے نکل جائے فتاحی سے ہاتھ اٹھائے تو ا
جہانئیے سقرلات نے حکم دیا کہ جو قیدی آج آیا ہے اسکو دربار مین لاؤ سارے شہر مین ہلڑ ہوا
آدمی اس طلسم مین آئے قید پڑے گرفتار ہین بہت سے مر گئے بہت سے زندہ ہین کبھی کاہن
ایسا نہ گھبرایا تھا آج ایک شخص قید ہوا ہے اُسکو طلسم کشا بتاتا ہے بادشاہ نے دربار مین طلب
دیا ہے شمیم گیسو دراز بیٹی سقرلات کی اسنے جو یہ خبر سُنی کہ باپ نے طلسم کشا کو دربار مین
باپ سے کہلا بھیجا کہ مین بھی اُس شخص کو دیکھونگی سقرلات نے ایک کمرہ خالی کرایا اُسمین شہ
بیٹھی کہ ایرج نوجوان کو مسلسل و مطوق کرکے لائے ایرج نے آتے ہی مثل اہل اسلام
سلامت کی شمیم نے کمرے سے جمال جہان آرا دیکھا دل وجان سے عاشق ہوئی بیہوش
کنیزون نے ہوشیار ہوگیا ملکہ چپ ہو رہی ناچار ہوکر دیکھنے لگی کہ بادشاہ سے کیا کلام ہوتا
نے کہا اے نبیرۂ صاحبقران آپنے کیونکر یہان آکر قدم مارا یہان کا قیدی تا قید حیات
رہتا ایرج نے کہا ہمارا طریقہ یہ ہے کہ جس عجائب وغرائب مین پہونچے بعنایت خدا

ہو گیا حکم ہوتا ہے موافق اُس حکم کے کاربند ہو جیے گا اس طرح جانا مناسب نہین ہے شبرنگ نے
میر سے بھی یہی عرض کی صاحبقران نے نہ قبول کیا فرمایا شیر جو آتا ہے کوئی ساحر ہو گا جب
م پڑھونگا سحر اُسکا باطل ہو گا مین درۂ کوہ مین داخل ہو جاؤنگا سب خاموش ہوئے امیر چلے
ئے کوہ مین پہونچے درۂ کوہ سے شیر پیدا ہوا صاحبقران پر چلا اُسنے حملہ کیا صاحبقران
اعظم پڑھا شیر بھاگا صاحبقران چند قدم اور بڑھے ایکی دو شیر درۂ کوہ سے نکلے قصد کیا کہ
قران پر حملہ کرین امیر نے پھر اسم اعظم پڑھا دونون شیر بھاگے ایکی مرتبہ تین شیر آئے قریب
ہونچنے پہونچتے بارہ شیر درۂ کوہ سے نکلے امیر پر حملہ کرنے لگے امیر ہر طرف جھپٹتے ہین شیر
ہین ایک شیر پر جو صاحبقران بڑھے زبان معجز بیان اسم اعظم آلہی پڑھنے سے رُکی چار طرف
ٹوٹ پڑے صاحبقران کو لیکر بھاگے لشکر مین غریو ہوا نور الدہر کو نہایت قلق ہوا شبرنگ
کہ بڑے افسوس کی بات ہے دادا جان جائین تاجر زادہ بھی داخل ہو گیا ضرور جا کر مہلکہ
یہ مقام طلسم ہے مین بھی جاتا ہون شبرنگ نے کہا کہ آپ عبادت خانہ آراستہ کرین جس طرح
دین کا علم ہوا اُسی طرح جائیے نور الدہر نے حکم کیا عبادت خانہ درست ہونے لگا
دہر ٹہل رہے ہین کہ آسمان سے ایک پنجہ گرا نور الدہر کو اٹھا لیگیا اقوال و اقبال
طلیس کو ہی سب لشکر کو لیکر کوس بھر ہٹکر اُترے انتظار مین ہین کہ صاحبقران آئین
ہے چلین یہان تو یہ ذکر ہے حال اُس کوہ کا تحریر ہوتا ہے کہ اس مقام کا نام طلسم سقرلات
گلاہ ہے سقرلات جادو اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ اول طیور جادو آکر پہونچا ملکہ ناہید
یا سقرلات نے کہا اے طیور اس نازنین کا ہم محل کرینگے سحر بھی اسکو سکھا ئینگے کیسی عمدہ
ئی ہو گی طیور سناٹے مین آگیا اتنا تو اسنے کہا کہ حضور ایک باغ مین مین نے اسکو
اسکا پسند آیا غلام تو اپنے واسطے لایا تھا سقرلات نے کہا کہ ہم اس سے بہتر ڈھونڈ ھ
ری شادی کر دینگے طیور ناہید مرصع پوش کو دیکر چلا گیا مگر نہایت الم ہے کہ بادشاہ نے
لیا میری معشوقہ کو چھین لیا سقرلات نے ملکہ ناہید مرصع پوش کو ہوشیار کیا اور اپنے
ترغیب دی ملکہ ناہید نے اوکر یہ منظر خوک پیکر ہمکو قتل کر ڈال سقرلات نے ملکہ کو
سقرلات سرنگون بیٹھا ہے ساتھ والون سے کہہ رہا ہے کہ یارو اس نازنین کو دیکھکر

بلند ہوا صاحبقران نے فرمایا کہ ارے کیا ہوا کنیزون نے عرض کی کہ ایک عقاب آسمان سے
آیا ملکہ کو اُٹھا لیگیا صاحبقران نے دیکھا کہ نورالدہر متغیر ہوگئے مگر بسبب صاحبقران کے
کچھ کہہ نہ سکے صاحبقران تین دن اُسی مقام پر رہے ملکہ کو بہت تلاش کیا کہین پتہ نہ ملا آخر لشکر
ساتھ لیکر مع نورالدہر واقبال واقوال طرف اپنے لشکر کے چلے شبرنگ بھی رہروی کرتا ہوا
آتا ہے مگر ایرج نوجوان بارہ کوس نکلے تھے کہ ایک درخت کے سائے مین آکر ٹھہرے کہ صحرا
سے گرد اُڑی مقناطیس کوہی بارہ ہزار فوج سے چلا ہے کہ برائے مددلقا جاؤن ایرج کو دیکھکر دریافت
کیا کہ یہ نبیرۂ صاحبقران ہے فوج کو اشارہ ہوا کہ اس جوان کو گرفتار کرلو چہار طرف سے کا
آپڑے ایرج نے لڑبھڑ کر مقناطیس کو اٹھا لیا وہ بصدق دل مسلمان ہوا ایرج نے حال پوچھا
اُسنے عرض کیا کہ حضور یہان سے قریب ایک کوہ ہے اُسکو کوہ رستخیز کہتے ہین سنا
کہ اندر اُس کوہ کے بڑا مال ہے کوئی اندر اُس کوہ کے جا نہین سکتا جب قریب کوہ پہونچتا ہے بیا نظر
پڑتا ہے ایک شیر پیدا ہوتا ہے اُس شخص کو اٹھا لے جاتا ہے ایرج نے کہا چلکر ہم بھی دیکھینگے مقناطیس
کو ساتھ لیکر سامنے کوہ رستخیز کے آئے دیکھا کہ حقیقت مین کوہ بلند بر سر کوہ نخلہائے سرسبز و
طائرون کی زمزمہ سرائی کوہ بہت وسیع ہے کئی کوس کے گردے مین واقع ہوا ہے ایرج
سلاح سے آراستہ ہوکر طرف کوہ کے چلے مقناطیس نے بہت منع کیا کہ اے شہریار میرے
سامنے کئی سے جوان غائب ہوئے پھر اُنکا پتہ نہ ملا آپ قصد نہ کرین ایرج نے نہ مانا طرف کوہ کے
چلے جب سائے مین کوہ کے پہونچے ایک شیر درے سے نکلا ایرج پر حملہ آور ہوا ایرج نے جھکائی
کلائی تھام کر چاہا کہ ایک گھونسا مارون شیر نے ایرج کو منہ مین دبا لیا لیکر درۂ کوہ مین غائب ہوا مقناطیس
وغیرہ رونے لگے کہ صحرا سے گرد اُڑی صاحبقران زمان آکر پہونچے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو اور کیون
ہو سبنے حال ایرج نوجوان کا بیان کیا صاحبقران کو بڑا ملال ہوا اُسی وقت آمادہ ہوئے
ہر چند کہ اقبال تاجدار واقوال قزاق نے منع بھی کیا صاحبقران نے نہ مانا فرماتے ہین جب
مین لشکر مین جاؤنگا قاسم کو کیا منہ دکھاؤنگا وہ کہیگا کہ حضور نے غلام کا حال سُنا اور کوشش نہ
مین کیسا محجوب ہونگا یہ کہکر چلے نورالدہر نے بھی قصد کیا شبرنگ نے بڑھکر سمجھایا کہ ای شہ
آپ اپنے قاعدے کے خلاف کرتے ہین اول عبادت خانہ آراستہ ہو حضور بہ غیب رجوع کریں

سلیمان ثانی القب یا فتم امیر کے نعرے کی صدا جو بلند ہوئی مسبوق کوہی نے بڑھکر شجر کوہی
سے کہا کہ اے پہلوان دوران حمزہ نے رہائی پائی شجر کوہی تو صاحبقران کے ہاتھ سے زیر ہو چکا ہے
ببراکر کہا کہ حمزہ بڑا بہادر ہے مسبوق نے کہا کہ مین سر لاتا ہون یہ کہکے مسبوق کوہی چلا صاحبقران
للکارا کہ او حمزہ نابدولت موجود ہین بہتر اسی مین ہے کہ میرے سامنے دست بستہ حاضر ہو اور تو تشدد
ن مردان عالم کی تھا قید کو کیونکر دور کیا صاحبقران مسبوق پر جا پڑے مسبوق نے کئی ہاتھ تلوار کے
رے صاحبقران نے روک کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ مسبوق کے دو ٹکڑے ہوئے نور الدہر نے
ڑھ کر علم فوج قلم کیا مسبوق کا مارا جانا تھا کہ شجر کوہی نے چاہا بھاگ کر نکلجاؤن ایرج نے آکر روکا
او نامرد کہان جاتا ہے شجر کوہی ایرج کو دیکھکر ہما پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے ایرج نے بار ڑھ بچا کر
ائی پر ہاتھ ڈالدیا کمر مین ہاتھ ڈال کے اٹھایا طرف آسمان کے پھینکا اور آواز دی کہ او کشتی گیرزادے
ھ مردان عالم پہلوان کو یون قتل کرتے ہین شجر کوہی کو چو رنگ ہوائی قلم کیا فوج کو میدان مین
لبلی پڑی سوار و پیدل بھاگنے لگے کچھ گرفتار ہوئے کچھ قتل ہوئے اور کچھ بھاگ کر نکلگئے تھوڑے ہی
رصے مین لڑائی فتح ہو گئی مگر ایرج نے دیکھا کہ کشتی گیرزادہ فوج لیکر آیا مین نگاہ مین دادا جان کے
نتیسر ہونگا شاپور سے کہا کہ یہان ٹھہرنا بہتر نہین پروردگار فوج بھی مرحمت کریگا شاپور نے
ن کہا کہ یہان ٹھہرنا بہتر نہین نکل چلیے ایرج نے گھوڑا اپنا لیا شاپور کو ساتھ لیکر ایک جانب
نکلگئے طرف ویرانے کے روانہ ہوئے یہان صاحبقران بعد فتح جنگ نور الدہر کو ساتھ لیکر طرف
غ کے چلے نور الدہر سرنگون کہ دیکھئے ناہید کے سامنے جا کر کیا گذرے شبرنگ کو اشارہ کیا کہ جاکر
سے کہو کہ دادا جان آتے ہین براے استقبال آؤ خبردار مجھسے کچھ کلام نہ کرنا لیکن صاحبقران نے
یا کہ ایرج نہین معلوم ہوتے ہین چند سوارون نے عرض کی کہ شجر کوہی کو قتل کرکے طرف صحرا کی
ن گئے صاحبقران نے فرمایا کہ انکے مزاج سے وحشت نہین جاتی انکو خدا کے سپرد کیا فوج کو
یب باغ اترنیکا حکم دیا کہ ملکہ کو شبرنگ نے خبر دی کہ صاحبقران تشریف لاتے ہین ملکہ اپنے
م سے اٹھین کنیزین پشت پر قریب در باغ کے آکر ٹھہرین دیکھا کہ سامنے سے صاحبقران زمان
ئے ہین جھک کر سلام کیا صاحبقران نے بہت پسند فرمایا چاہتے ہین کہ در باغ کے اندر جاؤن کہ
ن سے ایک عقاب تڑپ کر گرا ملکہ ناہید مرصع پوش کو لے بھاگا کنیزون مین ایک شور گریہ وزاری

ایک طرف سے اقبال تاجدار نے نعرہ کیا ایک طرف سے اقوال قزاق چلا شجر کوہی نے جو نو
کی آواز سنی اور اقوال قزاق کو دیکھا کہ مثل فیل مست جھومتا ہوا آتا ہے دونون اپنے فوج
کیا فوجین جا پڑین تلوار چلنے لگی دونون لشکر مل گئے صاحبقران وا یرج سے ارابے پر سے د
نورالدہر لڑتے ہوئے آتے ہین ایرج کو بہت ناگوار ہوا نورالدہر نے آواز دی کہ اے برادر
نہ گھبرانا مین آپہونچا ایرج کے بہت خلاف ہوا زنجیرین ہلانے لگے چاہتے ہین کہ قید توڑ ڈالون
ہوتا مسبوق نے کہا کہ میری قیدی کا سر کاٹ لے کہ ایک سوار گھوڑے کو بڑھا کر قریب ایرج کے آ
او قیدی چپ رہ کہ تیرا وقت مرگ قریب آگیا یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے ہاتھ اٹھا دیا
کٹی خانۂ زور مین آکر قید کو مثل تار عنکبوت توڑ ڈالا اور پھینکدیا اُسی سوار کو مار کر تلوار لی گھو
پر سوار ہوکر جا پڑے لڑنے لگے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ ایرج نوج

لمک ایرج آن آفتاب منیر | که صاحبقرانیم و آفاق گیر | اگر تیغ کین برکشم از
تنزل فتد در میان مصاف

صاحبقران زمان نے جو دیکھا کہ دو شیر لڑ رہے ہین
کیفیت حاصل ہوتی ہے ایرج نے بڑھ کر کمیدان کو مارا نورالدہر نے جا کر رسالہ دار کو ٹو
کو رسالہ کو شکست دی دونون آپس مین نگاہ ملا ملا کے لڑ رہے ہین ہر ایک یہی چاہتا ہے
علم فوج کو قلم کردن شجر کوہی نے کہا کہ ارے حمزہ کا تو سر کاٹ لو کہ ایک افسر گینڈے کو
کرا کہ امیر مین ابھی حمزہ کا سر لاتا ہون قریب ارابے کے آکر گینڈے سے گودا غصے مین
کا مارا صاحبقران نے دونون ہاتھ آگے کر دیے ہتھکڑی کٹی وہی ہتھکڑی امیر نے اُس
کھینچ ماری سر اُسکا پھٹ گیا خون سر سے جاری ہوا امیر نے غصے مین قید کو توڑ ڈالا اُسی افسر کی
اٹھالی بڑھ کر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ امیر
تصنیف مصنف

منم صاحب چتر و تیغ و علم
ز تیغم گریزندہ نوشیروان
چو در باختر جنگ شد آشکار
جزائر پر از عدل و انصاف شد
معاندان بہ محنت گشتہ شکار

امیر عرب حمزۂ ذی حشم
چو رفتم بسنجان پے گیرو دار
شدہ بر سرم فتح و نصرت نثار
زدم دیو عفریت را در مصاف
شدار جنگ بیدین ذلیل و نزار

منم قاتل کافران جہ
پذیرفت گنجاب ملعون
گذر چون بجولانگہ قادن
بلرزد قاندد دیوان
دران جا چو جاہ وادیم

سر بخاک عاجزی سودیم مثل بندگان | زانکہ بود اندر سجودِ بندگی بہبوُد ما
شعلۂ ہجرت بسوزد خرمن آب و گلم | آتشِ جانسوز عشقِ از جان برآرد دود ما
دائم از سوزِ دل سوزان گواہی میدہد | رنگ زرد و آہ سرد و چشم خون آلود ما
بازکن ای فاتح ابواب الطاف وکرم | چون بدست تست مفتاح در مسدُود ما
دلِ منہ ہستی فانیِ این دنیای دون | زانکہ نا بود است ہندی انتہای بود ما

م کنیزین آمین آمین کی آواز دیتی ہین وہ دونون چڑھے چلے آتے ہین تیرون کو سر پر روکتی ہوئے
ج وا نون نی جو دیکھا کہ افسر ہمارے جاتے ہین اپنے مقام سے بڑھے سپرون پر تیر روکے بعض
فر دلیان ہاتھ مین لین تیرونکو قلم بھی کیا دس بیس قدم باغ باقی تھا سوار و پیدل بوہ کر کی آگئے
ناہمیدنے سر زمین پر رکھا عرض کی کہ ای مسجوُد عالم مین تو اپنے کو ناموس خلیل الرحمان مین داخل کیا
نہین معلوم میری وارث پر کیا گذری ان دشمنون کے ہاتھ سے مجھے بچالے یا ملک الموت کو حکم ہو کہ میری
ں ارواح کرے کا فرون کے قبضے مین اب نہ جاؤن نہین معلوم کہ کسطرح پیش آئینگے ملکہ نے جوتہ دلسی
ا کر دُعا کی دریای رحمت الٰہی جوش مین آیا کہ صحرا سے گرد اُڑی ملکہ نے کوٹھے سے دیکھا کہ آگے آگے
ں علم نشان بیس ہزار سوار کا آگے آگے دو جوان قوی تن و قوی من ایک گینڈے پر ایک تخت پر
بعہدۂ سلطنت ایک بعہدۂ سپہ سالاری سواران جنگی گھوڑونکو ہمنیر کئے ہوئے بیچ مین ایک جوان
ُن بعہدۂ صاحبقرانی حسنُ جرأت مین لاثانی خود کی کلغی لچکتی ہوئی ایک عیار رکاب پر ہاتھ رکھے
ُ بڑی زور و شور سے لشکر آتا ہے ایک کنیز نے پہچانکر کہا لیجیے حضور خدا نے کیا جلد فضل اپنا شریک
ی کیا کہ آپکے وارث آتے ہین یعنی شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان شبرنگ نے شاہزادے کو
ہی کہ شبجر کوہی و مسبوق کوہی نے آکے باغ کو گھیرا ہے شاید ملکہ کا حال کھل گیا عورتین بلبلا
رہی ہین نورالدہر نے وہین سے نعرۂ شیرانہ کیا نعرۂ نورالدہر

ے اوج رفعت شاہباز عرصہ مردی | کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانند
لشکرِ اسلام نورالدہر کز ہیبش | عدو در رزم گاہش صد ہزاران الاامان خوانند

دیگر

نلی بجرأت ہنر داشتم | لقا را بکدست بر داشتم
سر بریلانِ عرب یافتم | شہِ نوجوانان لقب یافتم

بایۂ دین رتبۂ ایمان ترا — گنج اخلاص و یقین و صدق داد
بندگی در بندگان آموختت — کرد یکسر بندۂ احسان ترا
کرد روشن چون مہ تابان ترا — داد علم و فضل و عقل و فہم و ہوش
مرد بودی پیش ازین ای حق شناس — حق عنایت کرد جسم و جان ترا
داد مولی این ہمہ سامان ترا — حضرت خالق مدد از غیب کرد

کرد بخشش دولت عرفان
از کمال فضل بر اوج
مرد دانا کرد اے ناد
مفلس و نادار بودی و
ہندیا در نظم این دیوا

ایسے اشعار پڑھ کر دلکو مضبوط کیا کوٹھون پر چڑھ کر کنیزین دیکھ رہی ہین جیسے ہی کفار بلوہ کر کے
تین سے تیر یہانسے مارے گئے تین سو بچیا گرے لشکر مین ہلڑ ہوا تبو یہان تیر پڑنے لگے جب
سو دو سو گرے سوارونکے گھوڑے بدلگامیان کرنے لگے پیدل پشت پر سوارون کے چھپتے
افسر بھاگ رہی ہین چند کس نے بڑھکر مسبوق کوہی و شبجر کوہی کو خبر دی کہ باغ سے تیر چل
ہین کئی سے جوان آپکے مارے گئے آگے کیونکر بڑھین شبجر کوہی نے گینڈا بڑھایا کہا کہ مین ا
جاکر سبکو گرفتار کئے لیتا ہون مسبوق نے کہا کہ بھائی صاحب مین بھی آیا باغ کا فتح کرنا کتنا
بات ہی عورتون کے حملے کیا لیکن اس گیسو بریدہ نے پیشۂ جرأت حاصل کیا ہے اُسکو اب یقین ہوا
کیجاؤنگی آمادۂ مرگ و مہیای قضا ہے یہ کہکے دونون نے گینڈی بڑھائے گرز پر ہاتھ ڈالے سپر
فراخ دامن سر اپنے کو چھپایا اب دونون چلے یہان ملکہ ناہید مرصع پوش تیر و کمان ہاتھ
ہوئی آمادۂ حرب و پیکار رہین کہ ایک کنیز نے خبر دی حضور فوج والے تو رک گئے مگر وہ دونو
آتے ہین ملکہ بیتاب ہوگئین کہا صاحبو یہ دونون پہلوان زبردست ہین باپ نے میرے اکثر قلعے
اُسکے نزدیک اس باغ کا فتح کرنا کتنی بڑی بات ہے پروردگار سے دعا کرو کہ وہ معبود مدد کرے
بلا کو رد کرے یہ کہکر بال کھولدیے بیقرار ہوکر پکار اٹھی کہ ای بندہ نواز واے سامع الدعوا
رفیع الدرجات ان دشمنون کے ہاتھ سے ہم بیکسونکو بچائی نظم

ایکہ در مذہب و ملت توئی مقصود ما — در میان ہر عبادت خانۂ معبود ما
بود تو شد باعث نابود ما و بود ما — گشت موجود از وجودت ہستی موجود ما
چہرہ بنما تا شود بر اوج نیکو طالعے — روشن از نور سعادت طالع مسعود ما
گرم بازار محبت ساختی ہر چار سو — اندرین سودا بیفزودی تو اصل و سود ما

لکہ مین آیا شاگردون نے پوچھا کہ کہیئے اُستاد کچھ پتہ بلا اُسنے کہا کہ وہی ظالم دختر شاہ شاہزادے
برالدہر پر عاشق ہوئی اور بیٹھی ہوئی مُنہ سے گھلا رہی ہے نشان یہ موجود ہی کہ چند کنیزین زخمی ہین
یان مرہم کی اُنکے سرون پر چڑھی ہین یہ جو اُسنے پکار کر کہا چوبدار و یساول و حاجب و دربان وغیرہ
ہہی سنا شجر کوہی و مسبوق کوہی دربار مین بیٹھے ہین مسبوق کوہی یہی ذکر کر رہا ہے کہ نقابدار نے بڑا
ل زیا قید رہا ہو گیا ایک چوبدار نے عرض کی میان سلیم صاحب آتے ہین آپ کی صاحبزادی کا نام
ے ہین کون بول سکتا ہی کون کہے کہ یہ جھوٹ ہی یہ سنتے ہی شجر غصے مین کانپنے لگا کہا ارے یہ کہتا ہی
راسکو یہان بلا لاؤ عیار گئے مہتر سلیم کو بلا لائے شجر کوہی نے کہا کہ کیون اے سلیم تجکو
ہمارا پاس نہ ہوا سارے لشکر مین تہنے یہ ذکر کر دیا ہر خورد و کلان یہی ذکر کر رہا ہے کہ یار د
ب کی بات ہی کہ بیٹی باپ کے قتل کا ارادہ کرے سلیم نے سر جھکا لیا عرض کی کہ حضور خود چلکے ملاحظہ
ین کنیزین زخمی موجود ہین آپ دیکھینگے تو معلوم ہو جائیگا شجر کوہی و مسبوق کوہی لشکر مین
اکرائے سوار ہوئے طرف باغ ملکہ کے چلے حکم ہے کہ چہار طرف سے باغ کو گھیر لو کہ کوئی نکل کے
نے نپائے بلیس ہزار کوہی بلوہ کر کے چلے ایک کنیز ملکہ کی کسی کام کو نکلی تھی اُسنے جو لشکر کو آتے
ا احوال بھی دریافت لیا وہان سے بھاگی ملکہ بیٹھی ہین کہ کنیز نے آکر خبر دی واری سلیم رات کو
ن آیا تھا سب حال دریافت کر گیا خود آپکے باپ آتے ہین اور مسبوق کوہی بھی ساتھ ہے
جھقران و ایرج نوجوان کو بھی ارابے پر سوار کر لیا ہے کہ اپنے دستون کا حال دیکھین ملکہ
لکہ گھبرا گئین سب سے کہا کہ کیون صاحبو اب مین کیا کرون میرے دادا جان قید ہین مفت مین بھائی
ج بھی گرفتار ہوئی وارث کو میری مرکب نکال لیگیا اب مجکو کون بچائے کہ دوسری کنیز نے
ر عرض کی کہ حضور باغ گھر گیا ملکہ گھبرا کر اُٹھین بیقرار و اشکبار کنیزون سے کہا کو ٹھون پر چڑھ
ان خطا شعارون کو تیر مارو جب تیر مارینگے وہ ہمکو آکر قتل کر ڈالین گے تو بہتر ہے وہ مالک
والا ہے اگر ہاتھ پانون نہ ہلائینگے وہ آکر گرفتار کرینگے گرفتار ہونے سے قتل ہونا بہتر ہے
راضی ہوئین ملکہ بیقرار ہو کر پکارا اُٹھین ای معبود حقیقی و اے رب تحقیقی ذلت و رسوائی سے مجکو
قتل ہونا گوارا ہے پھر فرمایا کہ صاحبو کیون گھبراتے ہو وہ مالک ہے بقول شاعر نظم

لاق جہان انسان ترا		ساخت پیدا اشرف الحیوان ترا	
		مرحمت فرمود از راہ کرم	

سلیم نے سر جھکا کر کہا مین عرض نہین کرسکتا مجکو دُو دن کی مہلت ملے کہ مین مفصل دریافت کر
عرض کرون مسبوق نے کہا کہ ای سلیم اگر تو حال نقابدار مفصل دریافت کردے دولتِ دنیا سے نہ
کردونگا مجکو بڑا رنج پہونچا بہت بڑے افسر میرے مارے گئے سلیم نے کہا مین جاتا ہون یہ کہکے
چلا باہر بارگاہ کے جب آیا شاگردون نے پوچھا کہ کیون اوستاد آپکی عقل مین کچھ آیا کہ یہ نقا
کون تھا سلیم نے کہا مین سمجھ گیا ملکۂ ناہید مرصع پوش دختر شجر کوہی کا کام ہے اور یہ سب
انھین ہر ہمیشہ سے فنون سپہ گری کا ذوق ہے مگر عقل یہ بھی کہتی ہے کہ ملکہ کو کیا غرض ہے جو انھو
شبخون مارا اس باعث کو جا کر دریافت کرتا ہون سلاسنے بادشاہ کے نام نہین لیسکتا یہ کہکے چلا
باغ آیا شام کا وقت ہی در باغ پر سناٹا اندر سے باغ کے کچھ عورتون کے بولنے کی آواز آتی
سلیم پشت باغ پر آیا کمند مار کر دیوار پر آیا دیوار سے اُتر کر ایک کونے مین بیٹھا دیکھا کہ ملکہ ناہید م
پوش مسند پر سرنگون گرد کنیزین بیٹھی ہین عرض کر رہی ہین کہ ای ملکہ عالم صبر کیجیئے بعنایت پروردگا
سے ملاقات ہوگی ملکہ رو رو کر فرماتی ہین کہ ایسے ایسے خیال کرکے طبیعت کو تسکین دیتی ہون مگر

انتظار ہم

اور چندے صبر کر دل ہی فنا ہر کام کو	ایک دن ہوتی ہی گر گردش گردش ا
بعد خواب مرگ بھی آنکھین ہین وقفِ انتظار	لطف بیداری مہیا ہے مرے آرا
کس کی پابوسی سے ہی اس سربلندی کا ظہور	ہمسر عرشِ معلے دیکھتے ہین پا

ملکہ رو رو کر یہ اشعار عبرت آثار پڑھ رہی ہین کنیزین سمجھاتی ہین کہ واری خدا نے فضل کیا وہ
ہوگئے گھوڑا کسی طرف اُنکو نکال لے گیا انشاء اللہ تعالیٰ ملاقات بھی ہوگی اگر شاہزادہ زخم
نہ نکلجاتا تو صبح تک لڑائی فتح ہوجاتی کوئی کنیز کہتی ہی کہ واری دیکھیئے میرے سر پر زخم لگا
خشک ہوگیا چند کنیزون نے اپنے اپنے زخم دکھائے سلیم نے سب معرکہ اپنے کانون سے سنا آنکھون
جھلا کر باغ سے نکلا جی مین کہتا ہے کہ اے سلیم اس گیسو بریدہ نے بڑا غضب کیا مان باپ
قتل کرانے کا ارادہ کیا تھا ابھی تک اسکا وہی جوش و خروش ہے اسکا ذلیل ہونا فر
خود بادشاہ آئین اسکو گرفتار کرکے لیجائین ساتھ حمزہ وا یرج کے یہ بھی قتل ہوئین یہ بھی
سمجھ گیا تھا کہ یہ نبیرۂ حمزہ پر مائل ہوئین اونکے رہا کرنے کے لیے یہ کدوکاوش تھی بکتا

وت صاحبقرانی لڑرہی ہین دو پہر ڈھلتے ڈھلتے نعرۂ شیرانہ کیا کمر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا اقول کو
مالیا چاہا زمین پر مارین اقول نے آواز دی کہ ای شہریار الامان مین آپ کا تابعدار ہوا جسطرح
آپ نے مجکو زیر کیا اس طرح کبھی کسی نے میری پشت زمین سے نہین لگائی زمین پر نورالدہر نے
بعد یا اقول قدمون سے لپٹ گیا کلمۂ طیبہ پڑھکر بصدقِ دل مسلمان ہوا اقبال تاجدار کو پکار کر
ازدی کہ یہ مرکب حاضر ہے اسپر سوار ہو جیئے لیکن آپ نے ہمپر احسان کیا جان بخشی کی ہم اُسکے بدلے
لتِ ایمان عطا کرتے ہین اقبال تاجدار بھی کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا شاہزادۂ نورالدہر
ں بدیع الزمان اقول کو ساتھ لیکر شہر اقبالیہ مین آئے اقبال تاجدار سے کہا اب ہم رخصت
زہین ہمکو ایک مہم درپیش ہے مسبوق کوہی کے ہاتھ سے زخمی ہوئے تمہارے ملک مین آکر پہونچے
ہین اُس سے مقابلہ کرنا ہے جد عالی تبار لشکر شجر کوہی مین قید ہین وہان بھی جانا ضرور ہے ایسا نہ
صاحبقران کو قتل کرڈالے اقبال نے عرض کی کہ اے شہریار مین بھی آپ کے ساتھ چلون گا
ن نے اسواسطے اسلام نہین اختیار کیا ہے کہ دامن دولت کو چھوڑ دون امید یہ ہے کہ تاحیات ہمراہ
اب سعادت انتساب رہون یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے آکر عرض کی کہ در دولت پر آپ کا عیّار
ضر ہے نورالدہر نے کہا بلاؤ شبرنگ اندر آیا نورالدہر نے کہا کہ اے یار وفادار
رے آنے کے بعد کیا گذری شبرنگ نے کہا کہ اے شہریار ایرج و شاپور گرفتار ہوگئے
ے سامنے ملکہ نکل گیئن باغ مین اپنے پہونچین اب مسبوق کوہی ایرج کو لیکر پاس شجر کوہی
جائیگا اب جلد چلیئے حال ایرج کا سنکر نورالدہر کو قلق ہوا اسی وقت لشکر تیار کیا اقبال تاجدار
ت پر سوار کیا اقوال کو بعہدۂ سپہ سالاری بیس ہزار کا لشکر لیکر طرف مسبوق کوہی
چلے لیکن مسبوق کوہی ایرج و شاپور کو لیکر پاس شجر کوہی کے پہونچا شجر کوہی
بڑے اعزاز و اکرام سے اُتارا مسبوق نے حال رہائی نورالدہر و گرفتار کرنا ایرج کو بیان
اور یہ بھی کہا کہ ایک نقابدار بادلہ پوش نے آکر شبخون مارا اے شجر کوہی تمہاری
اری ہے بتاؤ کہ نقابدار کون تھا اس طور پر اس نے شبخون مارا کہ کئی ہزار کوہی مارے گئے
ن نے بمشکل ایرج کو گرفتار کیا جب تک نقابدار کا پتا نہ لگے گا میرے دل کو آرام نہ ملیگا
ہر نے ملیم سبکر و عیار سے کہا کہ کیون اے سلیم تیری عقل مین کچھ آتا ہے کہ یہ نقابدار کون تھا

تیار ہو کر آئے اقبال ان سبکو ساتھ لیکر عقب مین چلا یہان اقوال فراق اسی مرکب صبا
پر سوار چند قزاق پہاڑ سے اترے ہین اقوال گھوڑے کو جھنپر کر رہا ہے کہ پشت سے نعرہ
آواز آئی صدا یہ بلند تھی کہ او مغرور بہتر یہ ہے کہ مرکب پر سے اتر پڑ اگر اپنی جان بڑی ہے
ہون منم گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدہ مومنان و مسلمانان برہم زنندہ زمرہ بے ایمان صاحبقرا
ن صاحبقران شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نبیرہ کوچک سلیمان نعرہ نورالد
نیر حمزہ صاحبقران بخشم و بقہر شہ ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر ٭ اقوال نے پلٹ کر دیکھا ک
جوان رعنا بلند بالا تنومند رستم زمان اسفندیار دوران جرأت مین لاثانی صورت مین یوسف
گھوڑے کو ڈالے ہوئے آتا ہے اقوال پلٹ پڑا کہا اے جوان جب مجکو زیر کریگا تب مرکب سے تیا
آتے ہی نگاورزن ہوا ہر چند کہ مرکب نورالدہر کا اصیل نہین ہے غیر مرکب پر سوار ہین مگر ا
ٹبری جمائی کہ اگر مرکب پیچھے ہٹتا تو ہڈیان ٹوٹ جاتین چند قدم ہٹکر رہگیا گھوڑا اقوال کا
پیچھے ہٹا سٹریا نورالدہر کا دیکھکر اقوال عاشق ہوگیا دمبدم کہتا ہے کہ اے نبیرہ صا
اگر تم میری اطاعت کرو تو اپنے لشکر کا بادشاہ کر دون نورالدہر نے کہا پہلے غرور تمہا
دماغ سے نکال لین پھر جو مناسب وقت ہوگا وہ کیا جائیگا اقوال نے کہا کہ اول آپ وا
کہ کوئی حوصلہ دل مین باقی نہ رہے نورالدہر نے کہا کہ یہ ہمارا دستور نہین جب تیرے
ے پروردگار بچائیگا ہم بھی حربہ کرینگے اقوال کے لازم پشت پر جمے ہوئے کھڑے ہین
نیزہ اقوال نے مارا نورالدہر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی
اقبال تاجدار بھی آکر پہونچا ایک طرف کھڑا تماشا دیکھ رہا ہے لوگون نے بیان کیا کہ ا
بادشاہ عالیجاہ یہ نبیرہ صاحبقران ہے اتو اقبال تاجدار کے ہوش گم ہوئے کہ یہ جوان
کیونکر آیا اقبال تاجدار یہ سوچ رہا ہے کہ نورالدہر نے نیزہ اقوال کا ہوائی کیا اقوال نے
قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا اور آواز دی کہ اے جوان یہ تیغہ برق شمال ہے کبھی اسکا وار خالی نہ
گر پہاڑ پر مارون تو وہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے یہ کہکے ہاتھ مارا نورالدہر نے بار بچاکر
پر ہاتھ ڈالدیا اسنے گریبان پر ہاتھ رکھا دونون لپٹے ہوئے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی
اقوال حیران ہے کہ پنجہ نہین قابض ہوتا جھلا جھلا کر لڑ رہا ہے دو پہر کامل کشتی ہوئی

جدار رنجیدہ و کبیدہ اس مرکب پر سوار ہو کر طرف اپنی بارگاہ کے چلا یہاں صبح کا وقت ہی شاہزادہ
زالدہر اٹھکر بیٹھے ہین جرّاح نے زخم کھولا کہا ای شہریار خداوند لات و منات نے بڑا فضل کیا زخم
ت لطف پر ہے پاک و صاف ہی بھرتا چلا آتا ہے آج بادشاہ سے عرض کرینگے ہمکو انعام ملیگا نورالدہر
چھ رہی ہین کہ تمہاری بادشاہ کا کیا نام ہے ملازمون نے عرض کی کہ حضور ہمارے بادشاہ کا اقبال
جدار لقب ہی چاہیتے ہین نورالدہر کچھ اور پوچھین کہ چند سوار سامنے سے پریشان پریشان نظر
ئے نورالدہر نے پوچھا کہ بادشاہ کہان ہین سوارون نے کہا آج بڑا غضب ہوا بادشاہ سیر کرتے
ئے طرف کوہ اقوال کے نکل گئے اقوال قزّاق بھی برائے سیر نکلا تھا مرکب شاہ کا پسند کیا
ر ہو شاہ نے ندیا ایک سوار کو اشارہ کیا کہ اس بے ادب کو سزا دو اس سوار نے بڑھکر نیزہ
ا اس نے نیزہ یون چھین لیا کہ جیسے لڑکے ہاتھ سے نیشکر سوار کو مع گھوڑے اٹھا کر زمین پر
ا کہ استخوان سوار کے ریزہ ریزہ ہو گئے اگر ہم جانتے تو اور فوج تیار کرکے اپنے ہمراہ لیجاتے
رالدہر نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا کہا اوس نے بڑی بے ادبی کی ہم جاکر اسکو سزا دینگے یہ کہکے کمر باندھے
اح جسم پر آراستہ کئے سوارون نے کہا کہ ای شہریار حال اُسکے زور کا آپ نے سُنا اور پھر سزا
ز کو کہتے ہین نورالدہر نے کچھ جواب ندیا حکم دیا کہ ہمارا مرکب تیار کرکے جلد لاؤ ہماری بات
ن کوئی صاحب دخل ندین ورنہ ہمکو ملال ہوگا سوار و پیدل خاموش ہو رہے تھوڑی دور چلے
کہ دیکھا اقبال تاجدار پریشان پریشان آکر پہونچا نورالدہر کو جو مسلح دیکھا کہا ای مہمان
یز کیا ارادہ ہے نورالدہر نے کہا کہ آپکا مرکب اقول قزاق نے چھین لیا ہم اسکو سزا دینے جاتے
ن اقبال تاجدار گھوڑے سے کود پڑا کہا ای مہمان عزیز تم دخل ندو مین اُسپر لشکر کشی کرونگا
نہ تک کھدوا کر پھکوا دونگا وہ میرے ہاتھ سے کیونکر بچے گا نورالدہر نے کہا کہ بڑا افسوس کی
ہے کہ وہ بیجا زبردستی گھوڑا چھین لے قزاق پر لشکر کشی کیسی ہم ابھی اسکو سزا دینگے ہرچند کہ اقبال
دار نے خوشامد بھی کی یہ بھی بیان کر دیا کہ سوار کو مع گھوڑے اٹھا لیا نورالدہر نے یہ کیا دمبدم ذکر کرتے
سوار تمہارا ایسا ہی نامرد تھا یہ کہکر مرکب کو مہمیز کیا طرف کوہ اقول کے چلے اقبال تاجدار نے
لہ یارو لشکر جلد تیار کرو اگر وہ میرے مہمان کے ساتھ کچھ بے ادبی کریگا تو مجھپر بہت شاق ہوگا
ر نورالدہر نے کہا لشکر کی کیا ضرورت ہے چلکر تماشا دیکھو اقبال خاموش ہو رہا پانچہزار سوار ہمراہ دیے

ہر وقت موجود ہین اگر نور الدہر کو ہوش آیا ملازم سب طرح سے خدمتگزاری کرتے ہین یہ نوبت نہین
آئی کہ اقبال تاجدار نور الدہر سے حال پوچھا کہ آپ کون ہین اور کہان زخمی ہوئے تین دن
رنگ سے گذری کہ ایک دن صبحکو اقبال تاجدار نے جو ایک مرکب عربی عمدہ کہ کئی لاکھ روپے کو
خریدا ہی وہ کس کر سامنے آیا ملازمون نے عرض کی کہ یہ اب شایستہ ہوگیا حضور اسپر سوار ہون یہ
اقبال تاجدار نے سلاح جنگی جسم پر آراستہ کیے گھوڑی پر سوار ہوا چند خادم چند سوار ساتھ
باگ دھریان کرنے لگا طرارے بھرنے لگا چاہتا ہے کہ سبزۂ فلک کو پامال کر دے سوار نے کہ
کہ حضور صبح کا وقت ہی طرف صحرا کے چلیے تیز رفتاری اسکی ملاحظہ فرمایئے اقبال تاجدار گھوڑ
دوڑا رہا ہے کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک نقابدار سیہ پوش گرگدن سست پر سوار بارہ
رفیق گرد و پیش صحرا کی سیر کرتا ہوا چلا آتا ہے اقبال تاجدار کو گھوڑا دوڑاتے دیکھا بقیر
ساتھ والون سے کہا کہ یہ گھوڑا مابدولت لینگے ایک سوار سے اشارہ کیا کہ جاکر اس تاجدار سے
یہ گھوڑا بطور نذر مابدولت کی خدمت مین پیش کرے سامنے پہاڑ پر ہمارا قلعہ ہے اقوال قزاق
مین مشہور عالم بڑے بڑے شاہون کو مین نے لوٹ لیا اگر بخوشی نہ دوگے تو جان جائیگی سوار
آگر یہ پیغام اقوال کا اقبال تاجدار سے بیان کیا اقبال نے کہا یہ مرکب تو ہمارا منظور نظر
یہ تو ہم ندینگے اسکے بدلے مین کچھ نقد بھجوا دینگے سوار نے جاکر جو یہ اقول سے کہا اقول نے
گینڈے کو ٹھکرا کر قریب آیا کہا اے شاہ اپنی جان کو غنیمت نہین جانتا ابھی سب اسباب چھین
اقبال نے ایک سوار کو اشارہ کیا کہ اس بے ادب کو ادب نہین کرتا سوار نے اقبال تاجد
اقول پر نیزہ مارا اقول نے نیزہ توڑ ڈالا سوار کو مع گھوڑے اٹھا لیا اٹھاکر زمین پر ما
سوار کے استخوان چور چور ہوئے اقبال تاجدار کانپنے لگا اقول نے بڑھ کر کہا کہ گھوڑے سے
اُترلے منم اقول قزاق اب مابدولت کو غصہ ہے یہی حال تمھارا بھی کرونگا ہمراہیان اقبال
نے گھوڑی بھگائے اقبال تاجدار نے اپنے کو تنہا پایا جان کا خوف ہوا ناچار گھوڑی سے اُترا
مگر نہایت قلق تھا ساتھ کے سب بھاگ گئے اقول نے کہا اے اقبال تاجدار سیدھے اپنے گھر
جاؤ ورنہ جان بھی جائیگی اقبال تاجدار نے سر جھکا کر کہا کہ اونا منصف مین پیدل کیونکر
اقول نے ایک سوار سے اشارہ کیا کہ اپنا گھوڑا اس تاجدار کو دے سوار اُتر پڑا اقبال

ج کے بڑا قلق ہوا جی مین کہتا ہے کہ شاہزادہ نورالدہر کو ڈھونڈھ کر لاؤن وہ آکر انکو رہا کرین
وج کر تلاش مین نورالدہر کی چلا یہان ملکہ جو پلٹ کر آئین وہ ہی بیقرار ہی وہ ہی گریہ زاری
ین سمجھاتی ہین تو ملکہ فرماتی ہین صاحبو مجھے کیونکر آرام آئے اڑ بھڑ کر کوہیون سے نہین معلوم کس طرف
گئی دلکو قلق ہے غم سے کلیجہ شق ہے بشکل کنیزون نے سمجھا بجھا کر لباس خون آلود تبدیل کرایا مگر
ہزادہ نورالدہر کو جو گھوڑا لیکر نکلا یاد ہوے نہ لیران کی صدا کان مین بھری ہوئی تھی رات بھرہ روکی
ے آیا صبحکو ایک بیشہ مین آکر پہونچا شاہزادہ زمین پر گرا مرکب چرائی مین مصروف ہوا اقبال تاجدار
ستان کا رہنے والا اسکے پاس بھی نامہ سلیمان عنبری موئے کوہی کا پہونچا تھا بارہ ہزار فوج
تھ لیکر طرف لشکر لقا کے جاتا ہے اس صحرا مین آکر پہونچا ساتھ والون نے اسکے دیکھا کہ ایک مرکب
جسم پر پڑے ہوے باگین کٹی ہوئین زین ڈھلکا ہوا چرا مین مصروف ہے کہ ایک شخص کی نگاہ
ی کہا حضور گھوڑے کا سوار بھی پڑا ہے لیکن انتہا کا زخمی ہے اقبال کی نگاہ پڑی ستارہ سحری
یہ نخل چمک رہا ہے ملازمون سے کہا کہ اس جوان کو اٹھا کر لاؤ قزاقون نے چاہا کہ مال چھین لین
یہ جوان خوب لڑا زخمی ہوا مگر مال نہین دیا دیکھو کسقدر زخم کھائے ہین مگر مال سب جسم پر باقی ہے
یون کے مالے کنٹھے یاقوت احمر کے سلاح بھی جسم پر نہین ہے صرف تلوار سے لڑا ملازمون نے آکر دیکھا
نے پر ہاتھ رکھا آمد و شد نفس کی باقی ہے ابھی زندہ ہے اٹھا کر اپنی بارگاہ مین لایا کہا مین اس
ن کی جرأت پر ناز کرتا ہون جرأت مین بیمثل و بینظیر حسن مین ماہ منیر اسکو اپنا رفیق بناؤنگا جراحون کو
یا کئی ہزار روپے دیے کہا اسکے زخمون مین ٹانکے لگاؤ جسوقت صحت پائیگا تم سبکو نہال کردونگا جراحون
رض کی کہ کوئی رگ و پٹھہ ایسا نہین کٹنے پایا کہ جان کا ضرر ہو یہ کہکر ٹانکے لگائے زخم کو دھویا
ن مرہم کی چڑھائین خود اقبال تاجدار رومال اپنے ہاتھ مین لیکر مگس رانی کرنے لگا آرام جو
نچا تو نورالدہر نے آنکھ کھولی دیکھا کہ ایک تاجدار سرہانے بیٹھا ہے بارگاہ عمدہ گرد ملازم اٹھکر
دہ کیا اقبال کہا کہ ای جوان ایسا نہو ٹانکے ٹوٹ جائین ابھی اٹھنے کا ارادہ نکرو نورالدہر کو
ن آگیا اقبال چاہتا ہے کہ ذرا اس جوان کو صحت حاصل ہو تو مین حال پوچھون یخنی تیار ہے
شیائے معقول تیار رکھی ہین کہ کسی طرح کی اس جوان کو تکلیف نہونے پائے ملازمون سے
یا کہ خبردار جس وقت جو ضرورت ہو اسی وقت درست کرنا کسی شے کی اسکو تکلیف نہ ہو ملازم

ایک سردار نے جو دیکھا کہ افسر سے ہمارے تلوار چل رہی ہے پشت پر سے آکر تلوار کا ہاتھ مارا نورال
سر زخمی ہوا پلٹ کے قبضہ مارا کہ اسکا سر پھٹ گیا مسبوق کو ہی نے نورالدہر کو زخمی دیکھا جا پڑا
کہ بڑھ کر سر کاٹ لون یہ سوچ کر ہاتھ مارا نورالدہر کی آنکھون پر قطرات خون آئے تھے مسبو
نے تلوار جو ماری زخم سر چو پارہ ہوگیا اس زخمداری مین دلکو مضبوط کر کے ہاتھ مارا کہ سر
کا بھی زخمی ہوا گینڈا بھی اسکا مارا گیا لوگ ٹوٹ پڑے مسبوق کو ہٹا لیگئے اب نورالدہر کو یہ
ہوا کہ آنکھوں مین اندھیرا آتا ہے قلب تھراتا ہے تلوار کو نیام مین کیا دونون ہاتھ گھوڑے کی گردن
حائل کیئے مرکب نے جو راکب کو سست پایا ایک جانب لے نکلا یہان شبرنگ عیارون سے
اپنے آقا کو تلاش کرتا ہوا آتا ہے مگر کان مین آقا کی آواز نہین آتی عیار قریب ملکہ آیا ملکہ
انقلاب ہی دل بیتاب ہی شاہزادی کی آواز نہین آتی ستارہ سحری چمکا چاہتا ہے

آپ لڑتی بھڑتی نکلجائیے اب آپکا ٹھہرنا بہتر نہین مین پتا لگا کر آتا ہون آپ نہ گھبرائیے گا ملکہ
رونے لگی کہا اے شبرنگ اسی اشتیاق مین آئے تھے کہ شاہزادے کو چھڑا کر لیجائینگے تقدیر نے
شبرنگ نے کہا بہتر یہ ہے کہ نکل چلیئے ملکہ بھی سمجھین کہ صبح کو حال کھلجائیگا باپ کا لشکر بھی قریب ہے
خرابی ہوگی ملکہ نے مجبور و ناچار ستارہ سحری کو دیکھکر مرکب کو صف سے نکالا کنیزون نے بڑھکر تیرانداز
کو ہی ہٹے ملکہ گھوڑا ڈالکر نکل گئین مگر شمار سے معلوم ہوا کہ چالیس پچاس کنیزین قتل ہوگئین گھوڑ
کر کے پشت باغ سے داخل باغ ہوئین شبرنگ بن عمرو دیکھ رہا ہے کہ ایرج نوجوان یکہ و تنہا
جنگ ہین شبرنگ کو یقین ہی کہ زخمداری مین گھوڑا نورالدہر کو نکال لے گیا خدا انجام بخیر کرے
مانگ رہا ہے کہ صدائے مرغ سحر بلند ہوئی اب مسبوق نے دیکھا کہ ایک جوان اکیلا ہمصورت نو
بڑی زور و شور سے لڑ رہا ہے مسبوق نے اپنے عیار کو بلایا کہا کہ اے گلیم سبکرو یہ جوان گرفتار
قتل بھی اسکا ہونا دشوار ہے تو عیارون کو لیکر جا اپنی تدبیر سے گرفتار کر لے وہ قیدی لڑ بھڑ کر
نقابدار بھی طرف صحرا لیکے گیا نہین معلوم یہ نقابدار کون تھا گلیم سبکرو چند عیارون کو لیکر چلا پشت
آکر حلقہائے کمند مارے عیار و سردار دونون بندھکر گرے کو ہی ٹوٹ پڑے ایرج نے گرتے
گرتے بھی چند جوانون کو قتل کیا مگر ایک ایک ہاتھ پر دو دو سے گرے بلوہ کر کے پکڑ لیا
ہوا کہ عیارون نے سردار کو گرفتار کیا شبرنگ نے اپنی آنکھون سے دیکھا گرفتار ہو

ے ہین مسبوق کو ہی دور سے للکار رہا ہے کہ یارو قیدی کو مار لو یہ اکیلا ہزارون سے لڑرہا
ہر طرف سے کوہی بلوہ کرکے آتے ہین کہ نورالدہر کو گرفتار کرلین مگر ممکن نہین ہوتا قصے
قدر روح و روان قاسم عالیشان شاہزادۂ ایرج نوجوان جو تلاش مین صاحبقران
نکلے تھے پھرتے پھراتے اسی صحرا مین ایک نخل کے سائے مین آکر بیٹھے شاپور نے کہا حضور
م فرمائین مین جاگتا رہون گا آخر رات مین آپ کو بیدار کردون گا پہر رات باقی تھی اسوقت
پور نے ایرج کو جگایا ایرج شاپور سے باتین کر رہے ہین کہ یکایک کان مین آواز نعرۂ
الدہر آئی گھبراکر کہا اے شاپور کشتی گبرزادے کے نعرے کی آوازہ آتی ہے کہین لڑرہا ہے
ف تو کر وہ کیا لڑے گا مین جاکے اسکی مدد کرون جان اسکی بچاؤن شاپور چلا ایک بلندی پر سے
یکھا نورالدہر کوہیون مین گھرے ہین ہر طرف سے بلوہ ہے شاپور نے کہا اے شہریار شاہزادی
دہر گھرے ہوئے ہین کوہیون کا چار جانب سے بلوہ ہے ایرج فوراً گھوڑے پر سوار ہوئے شاپور نے
ب پر ہاتھ رکھا ایرج نوجوان گھوڑا اٹھا کر چلے قریب لشکر آکر پہونچے اپنے نام نعرہ

نعرۂ ایرج نوجوان
تیغ کین برکشم از غلاف

ملک ایرج آن آفتاب منیر
تزلزل فتد در میان مصاف

که صاحبقرانیم و آفاق گیر
پکار کر آواز دی کہ برادر نہ گھبرا

آپہونچا نورالدہر نے جو صدائے نعرۂ ایرج سُنی نہایت غصہ آیا پشت مرکب پر ٹیڑی جمائی ہاتھو سے
وقت دستگیری ہے پاؤن سے فرمایا وقت ثابت قدمی ہے تلوار چمکا کر بصد جوش و خروش
ن سے لڑنے لگے پرے کے پرے درہم و برہم کئے کہ ایرج بھی جنگ کرتا ہوا تیغۂ دودم سکندری
نہ پشت کرۂ بن اشقر پر سوار نورالدہر کی یہ شکل ہے کہ سر برہنہ اپنا مرکب نہین تلوار بھی غیر کی
ہوئے ہین وہ جوہر نہین کہان کرتہ شبخوابی کا پہنے ہوئے اس حال مین مصروف جنگ ہین مگر
ے تنگ ہین لیکن دل یہ کہتا ہے کہ ایرج کے سامنے کوئی حقارت نہو ایرج نے چن چن کر
ن کو مارا نورالدہر مرکب بڑھاتے ہین مرکب طرارے نہین بھرتا کرۂ بن اشقر بلند پرواز با
ہے کافرون کے سر ٹھکراتا پھرتا ہے نورالدہر کو بڑا خیال نقابدار کا ہے طرف مسبوق کوہی
پلے بیچ مین جس نے روکا اسکو مارا مسبوق نے دیکھا کہ یہ شیر دلیر میری تلاش مین آتا ہے
سے للکارا کہ او جوان مین خود ہی تیری تلاش مین ہون نورالدہر مرکب ٹھکرا کر سامنے پہونچے تلوار چلنے لگی

گلیم شبگر و عیار مسبوق کا چالیس پیک بچون سمیت بھرتا ہوا آتا تھا باز سنکے دوڑا شبرنگ
عیاروں نے گھیرا شبرنگ نیمچہ کھینچ کر لڑنے لگا ملکہ نے جو غلغلہ سنا سمجھین کہ شبرنگ نے شا
کو چھڑا لیا گھوڑی کو بڑھایا قریب لشکر کفار کے آکر کمان کاندھے سے اتاری تین تین تیر جوڑ کر مار
اور نعرہ کیا باشید ای نابکاران پُر دغا منم نقابدار بادلہ پوش شبرنگ نے دیکھا ملکہ آ پڑین ہم
خیمون مین بھی کنیزون نے آگ لگا دی ہے جو ہوا مسبوق کو بھی آنکھین ملتا ہوا اٹھا پوچھا اے
یہ کیسا ہلڑ ہے خادمون نے کہا کہ ایک نقابدار بادلہ پوش بطور شبخون آیا ہے ایک عیار خیمہ
قیدی کے پہونچا تھا چاہتا تھا قید کاٹے نگہبانون نے اُسے للکارا آپکے عیار نے گھیرا بھی مگر نقا
خیمون مین آگ لگا دی لڑتا ہوا طرف اُسی خیمے کے جاتا ہے یہ سُنکر غصہ مین اٹھا زنجیرون سے کمر
تیغہ لئے ہوئے خود آہنی سر پر موٹی کڑیون کی زرہ پہنے ہوئے نکل کر گینڈے پر سوار ہوا دیکھ
طرف سحر کہ ہے لینا لینا کرتے ہوئے جاتے ہین مسبوق نے نعرہ کیا کہ یارو نقابدار کو گھیر لو یا تو کوئ
تم افسر کے نعرے کی آواز سنکر ٹھہر گئے مسبوق نے کہا قیدی کا سر کاٹ لو زندہ بچکے نجانے پائے
کو ہی تیغہ کھینچکر خیمے مین گیا نورالدہر سر نگون بیٹھے ہین کمیل نے بڑھکر آواز دی او گنہگار
حمایتی تیرا یہان بھی موجود تھا یہ نیا چونچلا نکالا یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے دونون ہا
ہتکڑی کٹی نورالدہر نے قید آہن کو توڑ ڈالا بیڑی سر پر کمیل کے ماری کمیل کا سر پھٹ گیا د
نے اُسکی تلوار اُٹھا لی خیمے سے لڑتے بھڑتے نکلے نکلتے ہی نعرہ کیا نعرۂ نورالدہر نظیر حمزۂ صا
بہ خشم و بہ قہر موشہ سنارہ حشم شاہزادہ نورالدہر ہ ایک سوار نے بڑھ کر نیزہ مارا اُسکو نورالدہر
کیا سوار کو مار کر مرکب لیا لڑتے ہوئے چلے مگر خیال کرکے دیکھا ایک طرف شبرنگ گھرا ہوا ہے
کئی کھائے ہین پانچ سات پیک بچے مار کر ڈالدئے ایک طرف نقابدار مصروف جنگ ہے مگر
نے جو باوہ کیا چند ہمراہیان نقابدار زخمی ہوئے چند کس مارے گئے نقابدار گھرا ہوا لڑ رہا ہے
اسی طرف جا پڑے صفون کو درہم و برہم کیا پکار کر فرمایا اے نقابدار بہادر تمنے بڑا احسان کر
اب رہائی پائی مین اس نامردسے سمجھ لونگا تمہارے ساتھ والونکا زخمی ہونا یا مارے جانا مجھپر
شاق ہے نقابدار نے پکار کر آواز دی مین تو آپ کے ساتھ ہون ہر چند نورالدہر نے کہا
جاؤ لیکن نقابدار نے نہ قبول کیا نقابدار پر بھی وقت تنگ نورالدہر بیچ مین کو ہیون کر

اج اور مناسب ہے کہ خیمون مین آگ لگا دیجائے کہ کوہی سنگدل گھبرا جائین سب کنیزون کو ملکہ
آمادہ کیا کو ٹھے کھل گئے سلاح نکلنے لگے سب کنیزون نے کمرین باندھین کمانہائے کیانی بائین
مین دو دو ترکش ائین تیر دل دور بھرے ہوئے پیکان اُنکے زہر مین بجھائے سنانہائے نیزہ کو درست
دو پہر رات گئی تک سب نے اپنے کو چالاک وچست کیا تھا مین چہرون پر ڈالین شبرنگ نے کہا اول
جاتا ہون جاکر شاہزادے کو رہا کرتا ہون جب لشکر مین ہنگامہ ہو آپ اپنے کو پہونچائے اس
سے شب خون پڑے کہ کوہی گھبرا جائین شاہزادے کو نکال لائیے ملکہ کو سمجھا کر اول شبرنگ
گیا جو صورت منظور تھی وہ صورت بنکے لشکر مسبوق کوہی مین آیا دور سے دیکھا جس خیمہ مین
ہزادہ قید ہے کیسے کیسے نگاہبان درخیمے پر رات کے جاگنے کے لیے معین ہین ایک گھڑا بیچ مین
ہے اُسپر ایک چراغ ہے ٹولی کھیل رہی ہین غل ہے چھ اسے کہتے ہین ایک کہتا ہے سات ہین ایک
اٹھا مین نے نو آٹھ بدے تھے تونکھو دیکھو دس آئے یہ پیسے روپے رکھے ہین غرض کہ کھیل ہو رہا
شبرنگ نے خیال کرکے دیکھا کہ پشت پر خیمے کے سناٹا ہے شبرنگ اس طرف گیا ایک نخل کی آڑ
کے نقب کھودنے لگا ملکہ یہان دربارغ پر گوش برآواز ہین مگر شبرنگ اندر خیمے کے پہونچا دیکھا
ہزادہ سر زنجیر پہ سر رکھے ہوئے سو رہا ہے شبرنگ نے جاکر شاہزادے سے کہا حضور بیدار
جیسے نورالدہر نے کنیز کو دیکھا کہ وہ آمادہ ہے کہ ہتکڑیان بیڑیان نکالون نورالدہر نے کہا
ن ہے شبرنگ نے کہا غلام آپ کا شبرنگ بن عمرو حضور یہ کیا معرکہ ہوا نورالدہر نے ای
ر تمھارے آنے کے بعد ہم زیر نخل بیٹھے کہ یہ بجیا مسبوق کوہی آکر پہونچا از روے بلوے
رفتار کیا پاس شبحہ کوہی کے لئے جاتا ہے شبرنگ نے سب حال ملکہ کا بیان کیا کہ اے شہریار
جوش وخروش زیادہ ہے آپ سے اگر دیر ہوگی بطور شبخون آئینگی مین نے ہرچند روکا نہ مانا
االدہر یہ سنکے گھبرا گئے کہا اے شبرنگ اگر ملکہ آپڑین بڑی مشکل ہوگی شبرنگ نے کہا
یہی صلاح ہوئی ہے یہ کہکر شبرنگ نے سوہن نکالا ہتکڑی کاٹنے لگا کھڑ اٹے کی آواز
پہونچی ایک سپاہی نے کہا ارے خیمے سے کیسی آواز آتی ہے دوسرا سپاہی پردہ اٹھا کر دیکھنے لگا
ایک سیاہ پوش قیدی کی ہتکڑی کاٹ رہا ہے کون کہکر بڑھا شبرنگ نے جھپٹ کر طمنچہ مارا
پاہی گرا اور سپاہی لینا لینا کہکر دوڑے شبرنگ قید نہ کاٹ سکا کود کے بھاگا اودھر سے

بات ہو کہ ہمارے باغ کے سامنے اُترا نہین سے چند کنیزین کہ میری ملازم ہین ہین نے بھی فن
سپاہ گری حاصل کئے ہین ہین بطور شب خون جا کر گردن تم کسی تدبیر سے شاہزادے کو ر
کیا عجب ہو کہ تدبیر موافق پڑے بھیّا یہ تو ہم بخوبی جانتے ہین کہ ہماری تقدیر مین رنج د
ہے لمحہ بھر کے واسطے شاد ہوے تھے کہ اب شاہزادے سے ملاقات ہوگی اس کا
تقدیر نے یہ دکھایا نظم

زر گر و حداد خوش ہون وہ کرین تدبیر ہم
اور دیوانون سے رکھتے ہین ذرا توقیر ہم
عوق زر تم پہنو پہنین آہنی زنجیر ہم
ڈالتے ہین آپ اپنے پاؤن مین زنجیر ہم
کھر ورین کے قاعدے دونون ادا ہو جائینگے
زبح وہ کا فر کرے منھ سے کہین تکبیر ہم
یونہین خوش کرتے ہین دل اپنا امید وصل مین
کھینچتے ہین ایک جا اپنی تری تصویر ہم
آگیا جس دن خیالِ جوشش دیوانگی
چاک کر ڈالین گرا اپنا نامۂ تقدیر ہم
سُن تو او ظالم بھلا یہ بھی کوئی انصاف ہے
لائق الطافِ اعدا قابلِ تعزیر ہم
وصل میرے اُنکے ہوگا کچھ اب اسمین شک نہین
کہدو آمین دیکھلے اس خواب کی تعبیر ہم
روز کا جھگڑا اٹھائے کون کر لیتے ہین آج
امتحانِ کاوشِ قاتل تہ شمشیر ہم
کیون نہ مستغنی رہین فضلِ خدا سے ای نسیم
رکھتے ہین ملکِ سخن کی واقعی جاگیر ہم

ملکہ نے رو رو کر یہ اشعار پڑھے کہا بھیّا شبرنگ مجکو کچھ نہین بن پڑتا یہی تدبیر ہے کہ کنیز دل
آمادہ کرتی ہون انکو ہزار ہا روپے صرف کرکے تیار کیا ہے شبرنگ ناچار ہوا اسی کنیز
بنا ہوا ہے ملکہ نے سب کنیزون کو بلایا کہا صاحبو تمنے سُنا کہ ہم کس بلا مین گرفتار ہین سبھ
کہا ذرا بھی آگاہ نہین ملکہ نے رو رو کر اپنا حالِ عشق نورالدہر بیان کیا اور کہا اسُو
بشیہ جرأت کو قید کرکے مسبوق کو ہی پاس جناب والد ماجد کے لیے جاتا ہے وہان بہو نچ
نقل کیا اپنا ارادہ ہے کہ رات شب خون مارین شاہزادے کو چھڑا لین کنیزون نے کہا دار
کوس کو کھا جائینگے اس طور سے شبِ خون گرے کہ انکو بھاگنا مشکل ہو ملکہ نے سبکو آمادہ پایا ایک
بنفشہ نام جشن خوب تیار ہے تیراندازی مین طاق سحر و ساحری مین شہرۂ آفاق ہے اس نے عرض
پہلے تیرونکی بوچھار کرین گے پھر بھالے سنبھال کے جا پڑین گے شبرنگ نے کہا بوا بنفشہ

وش وخروش ہے شبرنگ نے صورت اصلی بھی دکھائی مگر ناہید مرصع کوش یہی کہتی ہے
ے شبرنگ چلو شبرنگ کہتا ہے اے ملکۂ عالم مجھے جانے دیجیے مین شاہزادے کو لاون ملکہ
ن ہانی کوٹھے پر بیٹھی ہوئی شبرنگ سے باتین کر رہی اور یہ بھی ملکہ نے شبرنگ سے بیان کیا
یرے ہی باپ نے صاحبقران کو قید کیا ہے یہان سے تین کوس پر لشکر فروکش ہے یہ حال سنکر
برنگ اور زیادہ گھبرا گیا کہا اے ملکۂ عالم شاہزادہ خاص اسی فکر مین نکلا تھا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے
ازی شبرنگ دیکھنے لگا ملکہ بھی کہہ رہی ہین کہ اے شبرنگ کسی کا لشکر آتا ہے کہین والد نے
د نہ کیا ہو کہ اپنے قلعے مین لیجا کر صاحبقران کو قتل کرون جب دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا آگے آگے
پہلوان دیو خصال عفریت مثال سیہ فام بدانجام کرگدن مست پر سوار پشت پر بیس ہزار فوج علمہای سیہ کے
ریرے کھلے ہوئے نشان کفر وضلالت ظاہر ایک ارابے پر شاہزادے نورالدہر بن بدیع الزمان جملہ
ب نیزہ دار گھیرے ہوے شاہزادہ مسلسل ومطوق سرنگون باد دلدار مین کلیجہ خون ملکہ تو دیکھکر رونے لگی
ی شبرنگ یہ کیا غضب ہوا شاہزادے کو کس نے قید کر لیا شبرنگ نے کہا میرے آنے کے بعد یہ معرکہ
شاہزادہ زیر نخل تھا یہ لقا پرست ادھر سے آتا ہوگا اسکو معلوم ہوا کہ یہ شیر نبیرۂ صاحبقران
ازروے بلوے کے گرفتار کر لیا ہے مین جاکر دریافت کرتا ہون کہ یہ پہلوان کون ہے کیون گر
تار کیا کہان لیجائیگا ملکہ تو بیتاب ہے یہی کہتی ہے کہ مجکو جانے دو مین جاکر اس شہریار پر نثار
ن شبرنگ نے کہا مین جاکر خبر دریافت کر لون پھر آپ سے صلاح کرون گا ملکہ نے کہا بھیا جاؤ دیا
ن معلوم کس مقام پر گرفتار کیا آب ودانہ بھی پہونچاتے ہین یا نہین شبرنگ نے کہا مین جاکر دریافت
ون گا یہ کہکر شبرنگ اسی شکل پر کوٹھے سے اترا صحرا مین آکر صورت بدلی ایک فقیر کی شکل بنکر لشکر
بوق مین آیا دریافت کیا معلوم ہوا کہ پاس شجر کوہی کے لیے جاتے ہین وہان جاکر قتل کرنے کا
رکریگا شبرنگ سب حال دریافت کر کے پاس ملکہ کے پہونچا سب کیفیت کہی اور کہا کہ حضور نہ گھبرائین
آج شبکو جاکر شاہزادے کو رہا کر لونگا ملکہ نے کہا بھیا مجکو تسکین دیتے ہو مین کیونکر یقین کرون کہ تم
ا اتنے بڑے لشکر مین جاکر شاہزادے کو چھڑا لاؤگے وہان تک رسائی دشوار ہوگی ہرچند شبرنگ
کہا ملکہ نے نہ مانا کہا مجھے یقین نہین آتا میری تو صلاح نہین بھیا بڑی خیر گذری اگر اسکو معلوم
ا کہ یہان سے پانچ کوس پر شجر کوہی فروکش ہے تو قصد کرتا اچھی طرح پہونچ جاتا بڑی شنکرگی

مجھسے حال مفصل بیان فرمائیے مین انتظام کرو ونکی تسکین جو بات کہی ملکہ اپنی مقام سے اٹھی بار
مین آکر کہا شمشاد بیٹھ جاؤ کیا کہون اگر مفصل بیان کرتی ہون راز عشق کا ظاہر ہوتا ہے اگر
کہون کلیجہ منھ کو آتا ہے دو طرح مشکل ہے ترنی پر قبائے دل ہے مین بلا ی شکار گئی خود ہی شکا
ایکہ جوان حسین پری بہادر صف شکن تیغ زن سے دوچار ہوئی وہ شخص بیہوش ہوکر گرا مین نے چا
کشتۂ تیغ ابرو کا علاج کرون ایک عیار کو دیکھا کہ اسی طرف آتا ہے آخر کچھ نہ بن پڑا اسی حال پر ا
مین اُس اسیر طرۂ گیسو اور ذبیح خنجر ابرو کو چھوڑا مجبوری سے اُس آشفتۂ وادی محبت و سرگردان صحرا
ے منھ موڑا پلٹ پلٹ کے دیکھا کہ اُسی عیار نے اُسکا علاج کیا مین پلٹ نہ سکی یہ دوشبانہ روز عجب رنج د
مین گذری رات بھر کی تڑپ تڑپ کے کاٹی ہے یہ کیفیت ہے

نظم

تو ضعف سے اب یہ حالِ تن ہے
ہمکو کیا حاجتِ کفن ہے
ہون بلبلِ بوستانِ تصویر
ہر زخم کا بے زبان دہن ہے

سایہ بجستس بدن سے ہے
مثلِ نکہت ہین جامۂ کسیا
بیخوفِ خزان مرا چمن ہے
لاریب اے تسنیم دہلوی تو

یان تن کہی نہین ہے لاغری
اپنا تو بدن ہی پیرہن
ہون کشتۂ تیغِ شرم جا
اُستاد نزاکتِ سخن ہے

جبکہ ملکہ نے رو رو کے سب حال بیان کیا شبرنگ نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی حضور نے نہیں
مین انکا عیار ہون حضور ہی کی تلاش مین نکلا ہون آقا بھی یہی حال ہے جو آپ کی کیفیت ہے وہی
کیفیت ہے ایک صحرائے ہول خیز مین زیر نخل مسکن قریب اُنکے نہ دوست نہ دشمن مین وعدہ کر کے
کر آپکی معشوقہ کو ڈھونڈھ کر لاؤنگا نہین معلوم اس دو دن مین آقا پر کیا گذری یہ سب حال ب
نے بیان کیا ملکہ ناہید مرصع پوش بیقرار ہوکر روئی کہا اے شبرنگ بڑا کمال کیا اگر ایک
دن اور نہ آتے تو ہمکو زندہ نہ پاتے ہم ابھی تمھارے ساتھ چلینگے تمنے بڑا غضب کیا کہ اس شیر بیشۂ
صاحبقرانی کو اکیلا چھوڑ آئے ایسا نہو اس شہریار کو کوئی گزند پہونچے شبرنگ نے کہا پھر مین کیا کرتا
ابتر تھا سوائے میرے اور کوئی ہمراہ نہ تھا آخر مین کیا تدبیر کرتا جو کیفیت اس شہریار کی تھی جسے
پُر ملال مین چھوڑ کر آیا ہون اسکو بیان نہین کر سکتا ملکہ نے کہا بھیا مجکو اپنے ہمراہ لے چلو شبرنگ
دیکھا انکا ولولہ ان سے بڑھا ہوا ہے اے شبرنگ کیا کرون ایسی حسینہ جمیلہ کا ساتھ لیکر چلنا بڑے
کی بات ہے خدانخواستہ راہ مین کوئی افتاد پڑے تو مین کیا جواب دونگا ملکہ کو جو دیکھا

ب بجیا ٹوٹ پڑے از روے بلوے نوالدہر کو گرفتار کیا سبوق نے اشارہ کیا
ر آئے شاہزادے مسلسل و مطوق کیا مگر کب ہی شاہزادے کا گرفتار ہوا اب صلاح
ن کہ شجر کوہی کے ہان چلکر دادا پوتے کو قتل کرین گے یہ سوچکر شاہزادے کو اراپے
وار کیا طرف شجر کوہی کے چلا لیکن شبرنگ بن عمرو جو تلاش مین ملکہ کے نکلا تھا قریب
باغ کے آکر پہونچا اب جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ باغ ہے دختر شجر کوہی کا ملکہ ناہید
ح پوش نام ہے شبرنگ دل مین سوچا کیا عجب ہے یہی معشوقہ ہو یہ سوچکر ایک کنیز کو بیہوش کیا
شکل بنکر اندر آیا محلدار نے کہا اری او چھپال چھکا شمشاد کہان اکڑتی پھرتی ہے کل سے ملکہ نے
یہ نہین نوش فرمایا ہے اکیلی بارہ دری مین بیٹھی ہین تجکو کچھ بھی خیال ہے سُنا ہے کہ اب اٹھتی ہین جلد جا
یہ لیکر حاضر ہو شبرنگ سمجھ گیا چھپٹ کر اندر آیا دیکھا ملکہ اٹھی ہین مگر خاموش بیٹھی ہین شبرنگ نے
طشت سامنے رکھا آفتابہ لیکر کھڑی ہوئی چپکے سے عرض کی کیون واری مزاج کیسا ہے حضور کو ہم
پریشان پاتے ہین کچھ ارشاد ہو ہم اُسکام کو کرین جس کسی کی خواہش ہو اُسکو لائین آخر ملوک کسو اسطے
جب کنیز نے یہ بات کہی ملکہ کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے کہا اے شمشاد ہمارا درد لاعلاج ہے کیا بیان کرین

نظم

رُخ انور دکھا کر خاک کا پیوند کرتے ہین
حسینوں ہجر نے سے طوفان نوح کے فرزند کرتے ہین

وہ شاہِ حسن ہین تو گیسوے عنبر فشان تیرے
ہما کو اپنے سائے سے سعادتمند کرتے ہین

ہمت اس صنم سے کیون نہو نین وصل کا سائل
دُعا اللہ سے رو رو کے حاجتمند کرتے ہین

ارادہ ہے گریبان پھاڑ کر یون راہ صحرا کی
نصیحت کے سنے مجھے دیوانے دانشمند کرتے ہین

دل بیتاب کو عاشق کیے رکھتے ہین شکنجے مین
ستم اے کج کلاہ تیری قبا کے بند کرتے ہین

تمھاری شربت دیدار کی لذت نہین پاتے
ہزار آپس مین آمیزش گلاب و قند کرتے ہین

بھرونگا مینۂ مینا کو مین کانون مین ای ساقی
بہت واعظ مرے گوش آشنا سے بند کرتے ہین

محبت مین کمی آئی نہین فضل الٰہی سے
نیاز اپنا وہی ہے ناز وہ ہر چند کرتے ہین

نہا کر معرکے مین آتش آب تیغ قاتل سے
خدا چاہے تو پاک اس زندگی کا گند کرتے ہین

ے رو رو کر جو یہ اشعار پڑھے شبرنگ نے عرض کی حضور یہ پہلیان تو میرے سمجھ مین نہین آتی ہین

یہ اشعار جو نورالدہر نے پڑھے شبرنگ سمجھ گیا کہ کسی پر عاشق ہوئے کسی محبوب مطلوب کو دیکھ
عرض کی اے شہریار مین نے بھی ایک معشوق کو آپکے سرہانے بیٹھے دیکھا تھا مگر مجکو آتے دیکھکر
ہو گئی اب نورالدہر کی نگاہ ہاتھ پر پڑی دیکھا ایک انگشتری نہایت معقول یاقوت احمر کا نگینہ
زیادہ شاہزادی کو بیقراری ہوئی کہا اے شبرنگ اُسکو بھی ہماری طلب ہے انگشتری پہنا
ے یہی مطلب ہو اے شبرنگ ہمکو اس مغرور تک پہونچا دو شبرنگ نے عرض کی حضور اسی مقا
پر رہین مین برائے تلاش جاتا ہون یہ کہکر شبرنگ جسطرف سے ماہ یان گئی تھی اُسی راہ پر
نورالدہر زیر نخل بیٹھے ہین مسبوق کوہی جو طرف سے لقا کے چلا تھا اُس مقام پر آکے
دیکھا کہ زیر نخل ایک جوان آفتاب مثال خورشید جمال بیٹھا ہے مسبوق نے شاطر سے
دریافت تو کرو یہ کون شخص ہے شاطر گیا نورالدہر کو سلام کیا کہا اے شہریار ہمارا آقا آپکا نام پو
شاہزادہ تورنجیدہ بیٹھا تھا مفصل حال کہدیا شاطر نے جاکر مسبوق کوہی سے کہا نبیرۂ حمز
ہے مسبوق خوش ہو گیا کہا اے شاطر اسکو گرفتار کر کے لیے چلتا ہون یہ کہکے فوج کو اشا
کیا اس جوان کو گرفتار کر لو بیس ہزار جوان لینا لینا کہکر چلے نورالدہر نے جو دیکھا گھٹا کفر کی چا
ہی پشت مرکب پر سوار ہو گئے تلوار کھینچی نعرہ کر کے جا پڑے نعرۂ نورالدہر تصنیف مصنف
ہمای اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی   کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خونرہ   بناہ لشکر اسلام نورالدہر گرز

عدو در رزمگاہش صد ہزاران جان خونم   دگر ز طفلی بجرأت ہنر داشتم
ظفر پر یلان عرب داشتم   شہ نوجوانان لقب یافتم
لقا را بہ یک دست برز
فوج کفار پر جا پڑے تلوار

مگر شاہزادہ مبہوت لب پر مہر سکوت اسی محبوب مطلوب کا خیال قلب پر ہجوم غم و ملال یہی تصو
کہ دیکھین ہمارا یار وفادار ہماری محبوب کی کیا خبر لائے دیکھین تقدیر کیا دکھائے اسی خیا
مین لڑ رہے ہین مسبوق نے دیکھا کہ کئی سے جوان افسر ہاتھ سے نورالدہر کے مارے
اسکا گلیم سبک رو ہے کہا اے شاطر اس جوان کے ہاتھ سے کتنے افسر مارے گئے کمند اندا
ے جاکر گرفتار گرفتار کر لے گلیم سبک رو اپنے چالیس بیک بچون کو لیکر چلا ایک رسا
اشارہ کیا اوس نے سیاہہ دکھایا نورالدہر رسالہ دار کی طرف چلے اوس نے گھوڑا بڑ
نورالدہر نے پیچھا کیا جب نخلستان مین پہونچے عیارون نے حلقہائے کمند مارے شاہزادہ بن

ہ مین ایک مقام پر ٹھہرے شبرنگ سے کہا ہماری واسطے پانی تلاش کرکے لاؤ شبرنگ
ای تلاشِ آب روانہ ہوا نورالدہر زیر نخل کھڑے سیر صحرا کی کر رہے ہین کہ ایک آہو تیر خوردہ
امنے سے آیا نورالدہر نے تیر مارا آہو گرا بقربانی ہو پہنچا یا کہ نقابدار بادلہ پوش بصد جوش
خروش آکر پہونچا نورالدہر سے تکرار کرنے لگا کہ ہمارے شکار کو کیون شکار کیا یہ کہکے نیمچہ مارا
رالدہر نے باڑھ بچاکے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا دوسرا ہاتھ کمر مین ڈال کے تاشِ زین سے اٹھا لیا مکان
پہونچی بند نقاب چہرے سے اُٹھ گیا دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین گلرو سمن بو خوش خو خنجر ابلار
رو آنکھین رشک دیدۂ آہو سرو قد نورالدہر جمال بےمثال کو دیکھکر حیران ہوگئے ہاتھ پانون مین رعشہ
ملکہ ہاتھ سے چھوٹین خود ہی لڑکھڑا کے گرے بیہوش ہوگئے وہ نازنین سرہانے بیٹھ گئی اپنے بیمار کا
ر اٹھا کر زانو پر رکھا گلچینی گلشن جمال کر رہی ہے کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ شبرنگ بن عمرو
یار جو برای تلاش آب گیا تھا چلا آتا ہے یہ نازنین شبرنگ کو دیکھکر شرمائی دیکھا کہ اسیطرف آتا ہی
ن تو جانے کو نہ چاہتا تھا مگر سرزمین پر نورالدہر کا سر رکھکر اپنی انگوٹھی نورالدہر کے ہاتھ مین پہنا دی
ن انگوٹھی اپنی انگلی مین پہنی اپنی مادیان پر سوار ہوکر سوار ہوگئی شبرنگ نے جو آکر دیکھا شاہزادہ
وش پڑا ہے شبرنگ نے پانی چھڑکا شاہزادے نے آنکھ کھولی شبرنگ نے پوچھا آقا مزاج
کیسا ہے نورالدہر نے ٹھنڈی سانس کھینچکر کہا نظم

ے مرنے کی خبر سنکر وہ کچھ شادان نہین ۔۔۔ ہاے اب کیا کیجے یہ بھی اسے ارمان نہین
ک میری پانون دھوئین خونِ دل ملدی حنا ۔۔۔ تم اگر آؤ تو حاضر کونسا سامان نہین
میری نامرادی کسقدر منظور ہے ۔۔۔ لُطف بھی وہ اسنے سوچا جسمین کچھ احسان نہین
ب حال کرتا ہون مین رو رو کر تو کیا ۔۔۔ ڈر عبث ہی اشک کا قطرہ کوئی طوفان نہین
ون مجکو کیا کیون اے ہجوم انفعال ۔۔۔ یہ تو طرزِ گفتگو ہے شکوۂ جانان نہین
ترش روئی سے بے احسان ہی رہنا خوب تھا ۔۔۔ گو لیے بوسے مگر کچھ بھی مزا ای جان نہین
ی دزدیدہ نگاہین سینے مین کرتی ہین گھر ۔۔۔ پھر یہ کون کہتے ہو میرے دلمین کچھ ارمان نہین
مشکل ہے کہ مین ہون اور کبھی دیکھو نہ غیر ۔۔۔ آدمی ہون کچھ تمھارا خندۂ پنہان نہین
واس بیرحم کی مرضی تو برسون سے تسنیم ۔۔۔ کشمکش سے روح کو حاصل فراق جان نہین

دیکھا کہ ایک عیار جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہے شبرنگ نے عرض کی حضور اس مقام پر ٹھہر
مین اس عیار کو جاکر گرفتار کرون کیا عجب ہے کہ نشان صاحبقران دستیاب ہو نوار
نے کہا بسم اللہ شبرنگ آگے بڑھا ز رغہ نخلستان مین چھپا کمندین سرراہ خشی
عیار جب کمند و نکی آیا جست و خیز کرکے چلا تھا کہ شبرنگ نے شیر کی آواز دی عیار رکا شبرنگ
جھٹکا مارا عیار گرا شبرنگ نے حباب مار کے بیہوش کیا تو بڑا کھول کر تلاشی جولی نامہ نکلا شب
بہت خوش ہوا عیار کو تو ایک گوشے مین ڈالدیا نامہ لیکر خدمت مین نورالدہر کی آیا نو
نے جو وہ نامہ پڑھا پڑھکر فرمایا شبرنگ اگر ہم اسطرف نہ آتے اور یہ عیار پاس لقا کے پہونچ
تو باعث خرابی کا تھا جد عالی تبار کو شجر کوہی نے گرفتار کیا ارادہ قتل کا رکھتا ہے اب
چلنا چاہیے اگر گھس کے بارگاہ مین نہ مارا تو اپنا نورالدہر نام نہ رکھا ملعون لکھتا ہے کہ مین نے
امیر کو گرفتار کیا ہے سراسر غلط ہے یہ فرماکر اسی جانب چلے لیکن سلیم عیار کو درہ کوہ مین
تھا کاہ کشون نے ہوشیار کیا سمجھا کہ کوئی عیار مجکو گرفتار کرکے یہان ڈال گیا طرف لشکر
بھاگا لشکر لقا مین آکر پہونچا کسی خدمتگار سے کہکر یاقوت شاہ سے عرض کرائی یاقوت
نے لقا سے کہا لقا نے سلیم کو بلوایا سلیم نے لقا کو آکے سجدہ کیا سب حال کہا کہ حمزہ کو
نامدار نے قید کیا ہے نامہ میرے پاس موجود تھا کسی عیار نے مجھسے لے لیا لقا نے کہا قدرت
کی تھی تمکو اسکے ہاتھ سے بچایا سلیم نے کہا قدرت کی عنایت اب جو مناسب ہو وہ انتظام کیا جا
لقا نے کہا ایک پہلوان کو چاہتے ہین فوج اپنے ساتھ لیکر جائے سپہ سالار کا سر کاٹ لائے
اسکی صورت دیکھنا نہین چاہتے مسبلوق کوہی برادرزادہ سلیمان کوہی اٹھا بیس ہزار
لیکر طرف شجر کوہی کے چلا قضاءکار شاہ پور شیر دل کسی کام کو یہان آیا تھا خبر مفص
دریافت کرکے جاکر ایرج نوجوان سے کہا اے شہریار صاحبقران جو داسطے شکار کے گئے تھے
احوال معلوم ہوا کہ شجر کوہی نے گرفتار کر لیا ہے مسبلوق کوہی بحکم لقا گیا ہے ایرج نے
اسکو جاکر راہ مین روکتا ہون مگر کسی کو خبر نہونے پائے ورنہ دست راستی ہوا دادہی نورال
دم بھر مین لگے فساد عظیم کرینگے شاپور نے کہا کسی کو خبر نہوگی شبکو سوار ہوکر چلئے ایرج نے یہی کیا
گرہ بن اشقر پر سوار ہوکر طرف صحرا کے چلے وہان شاہزادہ نورالدہر مرکب کو اوڑاتے ہوئے چلے

و پہر رات گئے لشکر امیر مین آیا صورت بدلے ہوئے پھر رہا ہے پھرتے پھرتے پشتِ بارگاہ امیر پر پہونچا
یک نخل کی آڑ پکڑ کے نقب کھودنے لگا پہر رات گئے دوسرا چہرہ نقب کا توڑا کیا دیکھا کہ بارگاہ
شل عروس شبِ اول آراستہ ہے شمع ہائے مومی و کافوری روشن ہین سب روشنی اُسنے گل کر دی
و شالہ چہر یسے امیر کے ہٹایا امیر غافل سو رہے تھے اسنے بیہوشی دماغ پر پہونچائی امیر کو بیہوش
کے پشتارہ باندھا اسی نقب سے لے نکلا شجر کو ہی رات بھر انتظار مین بیٹھا رہا صبح کو دیکھا سلیم
شتارہ بدوش آیا شجر نے پکار کے کہا اے سلیم شیر یار دوباہ عرض کی آپ کے اقبال سے
مزہ کو لایا شجر کوہی خوش ہو گیا کہا اے سلیم تمنے بڑا کار نمایان کیا اب کیا کرنا چاہیے مین
مزہ کو قتل کرون سر کاٹ کے خدمت مین خداوند کی بھیجدون سلیم نے کہا اے شہریار حمزہ کے سرداران
ی فرزندانِ گرامی بلاے روزگار ہین اگر خبر سُن پائینگے آپ کے قلعے مین دریاے خون بہا
ینگے جان بچانا مشکل پڑیگی میرے نزدیک یہ مناسب ہی کہ امیر کو تو قید کیجیے ایک عرضی بخدمت
داوند روانہ فرمائیے کہ ہمنے حمزہ کو بجراُت گرفتار کیا ہے کہیئے زندہ روانہ کرون یا سر بھیجون
رت حمزہ کو قتل کر سکتے ہین آپ کی مجال نہین ہے کہ حمزہ کو قتل کرین شجر کو یہ بات
سند آئی صاحبقران کو مسلسل کر کے قید خانے مین بھیجدیا اور عرضی لقا کو لکھی سلیم کو دی
اے برادر تمھین لیکر خدمتِ خداوند مین جاؤ سب کیفیت بخوبی عرض کرنا کہ اپنے پاس بلوا لیجیے
سلیم عرضی لیکر چلا مقبل وغیرہ جو صبح کو اُٹھے صاحبقران کو نہ پایا چہرہ نقب کا کھلا معلوم ہوا کہ صاحبقران
وئی گرفتار کر کے لیگیا روتے پیٹتے لشکر مین آئے بادشاہ سے سب حال بیان کیا بادشاہ نے
کاری واسطے تلاش کے روانہ کئے لیکن شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان حال دادا
نکر بہت پریشان ہوئی بادشاہ کے سامنے کچھ نہ کہا بیرون بارگاہ آئے شبرنگ بن عمرو
عیار سے فرمایا اے شبرنگ مقام افسوس ہی کہ دادا جان کو نہین معلوم کون گرفتار کر کے
یا یہ بیچارے ہرکارے کیا پتا لگائینگے جی چاہتا ہے ہم خود تلاش مین انکے دادا جان کی نکلین شبرنگ
کہا بسم اللہ نور الدہر نے مخفی مرکب اپنا منگایا اسپ پری وش پر سوار ہوئے شبرنگ
ساتھ لیکر صحرا مین چلے چہار جانب نگاہ ہے گھوڑے کو اڑاتے چلے آتے ہین دو روز اسی صحراے
پُر خیز مین پھرتے ہوئے گذرے ایک دن دوپہر کو ایک نخل کے سائے مین ٹھہرے شبرنگ نے

مین تیرا سر کاٹ کے روانہ کرونگا امیر کو نہایت غصہ آیا فرمایا او بجیادہ درہو شجر کوہی نے
تلوار کا مارا امیر نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالا ایک طمانچہ مارا شجر کوہی لڑکھڑا کر گرا
ہوگیا امیر نے افسوس کیا یہ کیا جہالت سرزد ہوئی شجر کو دیکھا کہ آنکھین کھولتا ہے امیر کو دیکھ
بند کرلیتا ہے امیر نے فرمایا ای شجر اٹھ جہالت کا ثمر ملا اب مین کچھ نہ کہونگا شجر جھاڑ پونچھ کر اٹھ
جھک جھک کے سلام کرنے لگا امیر نے فرمایا کہ جا شجر نے ہاتھ باندھکر عرض کی حضور کسی
اسکا ذکر نہ کیجیئے گا جرأت میری مشہور خاص و عام ہے عیب بین شاخ نکالین گے مین جو کچھ
عرض کرتا ہون امیر نے کہا مین اسکا ذکر نہ کرونگا شجر کوہی گینڈے پر سوار ہوکر بھاگا تین
اسکا لشکر تھا وہین جا کر پہونچا بارگاہ مین اکیلا جاکے بیٹھا خیال ذلت مین رو رہا ہی یہی
صاحبقران اسی مقام پر اترپڑے مقبل نے آکر بارگاہ استادہ کرائی صاحبقران نے فرمایا
دن قلیل ہے انشاءاللہ صبح کو جائینگے سب ساتھ والے اسی مقام پر اوترپڑے امیر دن بھر کے
ماندے تھے خاصہ نوش فرماکے آرام فرمایا مگر شجر کوہی بارگاہ مین اکیلا بیٹھا رورہا ہے سلیم کوہ
عیار اسکا ہر اس فوج دیکھا کہ آقا بارگاہ مین اکیلے ہین جب سے شکار سے پلٹ کے آئے کسیکو
نہین کیا دربارگاہ پر آیا آواز دی غلام حاضر ہونا چاہتا ہے شجر نے کہا آؤ سلیم نے آکر
شجر کی آنکھونمین آنسو بھرے ہوے عارض پر آنسو جاری سلیم قدمون سے لپٹ گیا عرض
کیون حضور خیر تو ہے مین بہت آپکو مکدر پاتا ہون ملال قلبی بیان فرمائیے غلام علاج کرسکے
شجر نے کہا ای سلیم کیا بیان کرون حمزہ عرب سے مقابلہ پڑا اگر عذر نہ کرتا مارا جاتا مین نے
جا کر کے اپنی جان بچائی مگر اے سلیم چاہتا ہی کہ حمزہ مشکین بندہ کر میری سامنے آئے یا ابھی
دیدون سلیم نے عرض کی حضور کیون گھبراتے ہین مین حمزہ کو گرفتار کر کے لاؤنگا یہ کتنی بڑی
ہے حضور ابھی غلام جاتا ہی رنگ عیاری جماتا ہی کبھی حضور ان مسلمانون پر کوئی بجرأت غالب نہ
ہوا عیار ہو یا ساحر سحر کرکے پکڑے ورنہ جرأت مین یہ لوگ یکتا ہین مین گرفتار کر کے لاتا ہون
سر کاٹ کر خداوند کی خدمت مین روانہ کر دیجیے شجر کو بہت پسند آیا کہا ای خیر خواہ دولت اگر
یہ کام کیا وہ تیری آبرو کرونگا کہ وزیر او امیر رشک کرین سلیم یہ سنکر اٹھا طرف لشکر حمزہ
کے چلا اسی فکر مین چلا تھا کہ صاحبقران کو گرفتار کر کے لاؤن پسران عمرو کے دھیان لگا

بل جنگی نہین بجا معرفت عیاران ظاہر ہوا کہ افراسیاب کو نامہ لکھا ہے جادوگر کا انتظار کر رہے ہین
ب کوئی ساحر آئیگا طبل جنگی بجیگا اب آخر وقت ہے صاحبقران بیرون بارگاہ جلوہ فرما ہین کہ
سمان پر ابر آیا کچھ بوندیان بھی پڑین امیر نے فرمایا عرصہ دراز سے شکار کا اتفاق نہین ہوا بادشا
بجاہ سے متوجہ ہوکر فرمایا اگر حضور کی خلاف نہو تو شکار کھیل آؤن بادشاہ نے کہا بسم اللہ مگر حضور
تے ہین بختیارک ایسا دشمن موجود ہے جسوقت سنیگا کہ حضور لشکر مین نہین ہین ضرور فساد برپا
یگا شبکو رہنے کا ارادہ نفرمائیگا امیر نے فرمایا انشاءاللہ دو پہر سے پیشتر چلا آؤنگا مگر بادشاہ نے کچھ فوج
ی ساتھ کر دی مقبل غلام کو ساتھ لیا جواہر خنجر زن عیار ساتھ ہے صبحکو قراول حاضر ہوئے ان سبکو
اتھ لیکر صحرا مین آکر شکار کھیلنے لگا عرصہ دراز تک پرند و وحش سے ہوا خالی کیا فرمایا اس صحرا مین کوئی چرند
ین دو گنوارون نے آکر خبر دی یہانسے تین کوس پر ایک دھان کا کھیت ہے وہان چالیس پچاس
ہو چرا کرتے ہین صاحبقران مقبل وغیرہ کو لیکر چلے آگے دیکھا بارہ چودہ آہو چر رہے ہین امیر نے
ردار و وحش اشارہ کیا اپنے اپنے گھوڑے بڑھاؤ فلان آہو کو ہم شکار کرینگے اور سبکا تم صاحبون کو اختیار
اب جو گھوڑے کڑکائے آہو بھاگے کرچھالین بھرتے ہوئے چلے جس آہو کو امیر نے تاکا تھا اسکے پیچھے گھوڑا
لا آہو بھاگا ہوا جاتا ہے امیر نے بگٹٹ گھوڑا ڈالا پھر بھر کا ہے آہو بھاگا ہوا گیا ایک مقام پر آگے جو کوئی
ولا تیر مارا امیر نے اتر کر بقربانی پہونچایا پلٹ کر دیکھا ہمارے ساتھ کوئی نہین پہونچا انتظار مین ہین
وئی قراول وغیرہ آجائے تو پلٹین کہ سامنے سے ایک آہو تیر خوردہ پیدا ہوا امیر نے اسکو بھی تیر
ا وہ بھی گرا اسکو بھی ذبح کر کے اسی مقام پر ڈالدیا کہ صحرا سے گرد اڑی ایک جوان دیو خصال کو
یا کہ تیر و کمان ہاتھ مین اپنے شکار کی جستجو مین چلا آتا ہے شکار جو اپنا پڑا ہوا دیکھا غصے مین کانپ
ا وہین سے نعرہ کیا او اجل گرفتہ بدولت کی شکار کو شکار کیا یہ کہکے قریب صاحبقران کے آیا
ڈے سے کود تیغۂ برق تاب پر قبضہ کئے ہوئے کہا ای جوان اپنے نام سے آگاہ کر تو نے کیا سمجھ کے بدولت
شکار کو شکار کیا امیر نے کہا صحرا مین کسکا اجارہ ہے شکار کو دیکھا تیر مار دیا تیر نے بھی خطا نہ کی نام
ی تو نے سنا ہوگا صاحبقران عالی شان داماد نوشیروان سرکوب لقا یہ سنکر اس پہلوان نے
ازدی باش و حمزہ ہین تو تیری تلاش مین تھا قسم شجر کوہی نخل حیات تیرا قلم کرونگا قدرت
ڈی بڑے صدمہ پہونچائے ہین اکثر بھائی بند ہمارے گئے نہین معلوم کیا افتاد پڑی کہ وہ لوگ مارے گئے

آفت برپا کرونگا محکوم جادو میرا کیا کریگا شمع نے کہا بہتر ہے مین تو تمہاری پاس موجود
ایک ہفتہ تامل کرو آیندہ تمکو اختیار ہی شدید تو خاموش ہو رہا صبح کو چاؤش کو خبر ہوئی کہ
کوٹھری سے غائب ہوگئی اسنے فورًا محکوم کو نامہ لکھا کہ ای فرزند یہان یہ معرکہ گذرا منسوبہ تمہاری
ہوگئی سنتے ہی محکوم گھبرا گیا گیارہ بارہ ہزار جادوگرون کو لیکر قلعۂ کوہستان مین آیا پوچھا
کہانسے گم ہوگئی چاؤش نے کہا کوٹھری سے غائب ہوگئین محکوم نے کہا یہ تو کسی ساحر کا کام ہے د
پیچلئے مین ابھی پتا لگا لونگا کس کی مجال ہے کہ میری معشوقہ کو رکھ سکے یہ کہکے کوٹھری پر آیا نقشہ پا
شدید کا دیکھکر خاک اٹھائی اور خاک ملا کر اسکا پتلا بنایا سحر کیا آواز دی پتلا تو کون ہے کہ ملکہ شمع
کون لیگیا پتلے نے مثل انسان کے آواز دی شدید لازم افراسیاب جسکا لشکر صحرا مین اترا ہی وہ ملکہ
کو لیگیا ہے فلان بارگاہ مین اسکو رکھا ہے یہ سنتے ہی محکوم نے کہا ابھی جاکر آفت برپا کرتا ہون یہان
بھی کچھ لوگ تیار کیئے تھے کہ قلعہ پر جاکر آگ برساؤن اپنا مال اوس سے واپس لاؤن دیکھا آگے آگے
پشت پر بارہ ہزار جادوگر ایک جانب چاؤش بڑی زور شور سے آتا ہے محکوم نے بڑھکر نعرہ کیا د
تو نے بڑا غضب کیا پرائے ناموس پر ہاتھ ڈالا دیکھ تو کیا کرتا ہون نعرہ کرکے لشکر شدید پر آگ بر
خنجر گرائے منظور یہ ہے کہ لڑتا بھڑتا خیمے تک جاؤن ملکہ کو نکال لاؤن شدید کے دو چار ہزار جا
جو مارے گئے اب سنبھلا سحر کرنا شروع کیئے اسکے ساحرون پر تلوارین گرائین کئی سو کے سر اڑ گئے عیار
کا ساحر بھی ہے اور عیار بھی ہے یہ بھی ایک طرف کھڑا ہوا دیکھ رہا ہے محکوم نے دیکھا کہ شدید ساحر زبر
بارگاہ ملکہ پر اندھیرا کر دیا کہ بارگاہ نہین معلوم ہوتی محکوم نے سوچا کہ لڑ بھڑ کر نکل جاؤن اور کسی
سے ملکہ کو لونگا چاہا کہ تڑپ کر نکلون پر پرواز پیدا کیئے شدید نے کارد اپنی جھولی سے نکالی اپنے خون
اوسکو رنگین کیا محکوم پر کھینچ ماری سینۂ پر کینہ پر محکوم کے پڑی پشت کو توڑ کر نکل گئی اب ساحرو
اسکے جا پڑا کچھ قتل ہوئی کچھ بھاگے کچھ پکڑے گئی دم بھر مین قیامت برپا ہوگئی اب شدید قزاقون پر
جو کیا آپس مین لڑنے لگی بھائی نے بھائی کو مارا چاؤش پر ایک گولہ مار دیا اوسکا بھی سر پھٹا قزا
گھیر گھیر کر مارا لڑائی فتح کرکے پلٹا بڑی خوشی ہوئی قلعہ پر بھی قبضہ کیا تین دن اسی مقام پر رہا دلیر
مسلمانون کا خاتمہ کرکے شادی اپنی بڑی دھوم سے کرونگا کہ سب آگاہ ہوجائین یہ کہکر کوچ کیا طر
کوہ عقیق کر چلا یہان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران کو ایک ہفتہ گذرا کہ تفاکے ہ

یک نازنین چہار دہ سالہ نوجوان کمسن دریای جواہر مین غوطہ زن لباس معقول پہنے ہوئی شرماکر
بیٹھی ہے شدید جمال دیکھکر بیقرار ہو گیا آنکھون مین آنسو بھرے ہوئی عرصۂ دراز تک کھڑا رہا شمع
شعلہ خو بیٹھی چاؤش کی شرماکر کنارے ہو گئی مگر اوس نے دیکھا کہ وہ شخص حیران حیران کھڑا
و بہ حسرت طرف پردے کے دیکھ رہا ہے شمع کمسن ہے طبیعت کو اوسکے بھی لگاؤ ہوا مگر شرماکر پردہ
چھوڑ دیا شدید آخر کھڑے کھڑے چلا آیا لیکن نہایت ہی بیقرار ہے اپنے لشکر مین پلٹ آیا کھانا بھی
کھایا دن بھر تڑپ تڑپ کے کاٹا شام کو پریشان ہو کر اٹھا ساتھ والون نے پوچھا آج حضور کا مزاج
کیا ہے انکو خاصہ بھی نوش نہین فرمایا شدید کا دل بھرا تھا کہا یارو اگر اس قاتل کو پاتا تا آن تقاضا کرتا کہ

بانی ہے دم مرگ یہ اے یار عشق
یکھنے آئے ہین کیفیت گلزار عشق
ی ہے ی کی جو کہا حال اپنا
نہ آزردہ کہین کر ہو تکرار عشق

دیکھنے آئے ہو تم صورت بیمار عشق
آپکے نخل محبت سے اب امید نہین
ہے بل کرنے لگے گیسوی خمدار عشق

کم نہ تھی داغ جگر سیر کو افسوس کہ ہم
لوٹنے آئے ہین ہم دولت بیدار عشق
ان ہونٹون سے جو کہتا ہے وہ عیار ستم

اسطرح رو رو کر یہ شعر پڑھے کہ مصاحب پوچھنے لگے حضور کیا سبب گریہ ہے

شدید نے رو رو کر بیان کیا کہ سامنے قلعۂ کوہستان ہے وہان ایک آفت جان کو دیکھا ہائی
اب جاتا ہون صبر مجھ سے نہین ہو سکتا سحر کرکے اٹھا لاؤنگا لاکر قدمون پر سر رکھونگا کیا عجب
بول کرے سب خاموش ہو رہے شدید چھپتا ہوا زیر قصر آیا شمع قصر پر بیٹھی تھی شدید نے
کیا شمع بیہوش ہو گئی شدید سحر کرکے کرے پر آیا شمع کو اٹھایا پر پرواز پیدا کرکے اپنے لشکر مین آیا
اسباب مہیا کرکے شمع کو مسند پر بٹھایا سحر اتارا ہوشیار کیا ہاتھ باندھکر قدمون پر گرا شمع نے کہا اے شخص
کون ہے مین اپنے مکان سے یہان کیونکر آئی شدید نے سب اپنا حال بیان کیا مال کا غائب ہونا
اسکی تلاش مین جانا جمال دیکھکر عاشق ہونا سحر کرکے اوسکو اٹھا لانا سب بیان کیا شمع نے سر
جھکا لیا کہا اے شدید مجھے تجھسے انکار نہین لیکن اس حوالی مین ایک بادشاہ ہے وہ بھی ساحر ہے
واسکا نام ہے میرے باپ نے اسکے ساتھ منسوب کیا ہے اوسنے تصویر بھی میری منگائی تھی ابھی
شادی کا سامان تھا یہان یہ کیفیت ہوئی دالداش ہے ضرور اطلاع کرینگے وہ ضرور فساد برپا کریگا ایک
قتال کرو مال بھی تمہارا والد چرا لیگئے ہین شدید نے کہا مین انکے مال کیواسطے قیامت برپا کرونگا
مین آگ لگا دونگا اگر ابھی اشارہ کرو تو ان اور سحر کرون طلسم اوسکے اوسکو قتل کرکے دالین کل

وردیان زرق برق پہنے اس سج دھج سے آکر دامن صحرا مین فروکش ہوا چاؤش قزاق لشـ
کو دیکھکر بیقرار ہوگیا اپنی بارگاہ مین آیا وزیرون مشیرونکو جمع کیا کہا یہ لشکر آکر اترا ہے لاکھو
روپے کا مال ساتھ ہے کسیطرح اسکو لوٹ لیا چاہیے شبرنگ شبک خیز عیار بھی اسکا جلسے مین ہو
اوسنے عرض کی اول مین جاکر دریافت کرون کہ کسکا لشکر ہے کہان جاتا ہے پھر تدبیر کیجائے کہ دہ سا
ہزار فوج ہے آپکی پچیس ہزار فوج ساٹھ ہزار فوج کو نہین لوٹ سکتی چاؤش نے کہا جاکر دریافـ
تو کرو کہ کون ہین کہانسے آتے ہین کہان جاتے ہین شبرنگ بانہائے عیاری آراستہ ہوکر بشکل فقیر لشـ
شدید مین آیا مخفی سب حال دریافت کیا وہانسے آکے سب حال چاؤش سے کہا اور کہا کہ یہ لشـ
ساحرون کا ہے شدید مانند رکاب نام ہے برائے مقابلہ مسلمانان جاتا ہے اسکا لوٹنا مشکل ہے خو
زبردست ہے چاؤش نے کہا اے شبرنگ کوئی بات تو نکالو شبرنگ نے کہا ایک تدبیر ہے کہ شبکو مـ
اوسے بیہوش کرون مثل دزدون کے دو چار صندوق ہم آپ چرا لائین انمین دو چار لاکھ روپے کا
ہوگا چاؤش نے قبول کیا "گیارہ" قزاقون کو لیکر قلعہ سے باہر نکلا شبرنگ پہلوے بارگاہ شدید
نقب کھودنا شروع کی مہرہ نقب کا بارگاہ شدید مین توڑا گیا آدمی اندر پہونچے شبرنگ نے شدید کو
کیا بارگاہ مین دیکھا جابجا صندوق رکھے ہین "گیارہ" قزاقون نے گیارہ صندوق اٹھائے لے نکلے شدید کا ا
سحر کرسی پر رکھا تھا وہ بھی اٹھا لیا اور جو اشیا عمدہ دیکھی وہ بھی لئے اسیطرح اسباب لیکر یہ سب
اپنے قلعے مین آکر صندوقون کو توڑا بڑا اسباب نکلا کئی لاکھ روپے کا اسباب تھا خوب آپسمین تقسیم کیا
ہو کر بیٹھ رہے میان شدید کی جو آنکھ کھلی حیران ہوا کہ اسباب کیا ہوا اسباب سحر بھی ندارد ملازمون کو بلا
چوکی پہرے والون پر غصہ کیا آخر اس نقب کو دیکھا جادوگر کہنے لگے یہ تو کسی بڑے بھاری جاد
کا کام ہے شدید نے کہا قسم ہے سامری و جمشید کی جبتک اس چور کا پتا نہ لگیگا یہانسے نجاؤنگا خد
لقائی ہمین سے تقدیرین خلاف کرنا شروع کین مجھ ایسے جادوگر کا مال چوری جائے اور پتا نہ
بڑے افسوس کی بات ہے یہ بات مشہور ہوگی تو مین بدنام ہونگا سب ساحرون نے کہا بہت منا
شدید نے کہا یقین ہے کہ اسی صحرا مین ان چورونکا مقام ہو گینڈے پر سوار ہوکر چار طرف صحرا مین
پتا بھی لگاتا ہے نشان نہین ملتا ایکدن طرف قلعہ کوہستان کے نکل گیا ایک چھوٹا سا قلعہ پہا
کوہ مین واقع ہے شدید کھڑا ہوکر دیکھنے لگا بالائے قلعہ کنگرین پر دے پڑے ہیں یکایک پردہ اٹھا

...غبار درش سرمهٔ چشم من
...نا لب سمن بر بہ صورت پری
...ر رفتار قلب و جگر پائمال
...معطر دماغم ز خوشبوے تو
...م مائل روے زیباے تو

به پیش قدت پست سرو چمن
دو ابروی او خنجر آبدار
بزیر قدم گشته سرپائمال
ز خود رفته بر یاد رفتار تو
نهال بهشت است بالاے تو

نه هین غنچه گلشن دلبری
نگاهش برد صبر و هوش و قرار
منم عندلیب گل روے تو
منم محو دیدار و گفتار تو
قمر داستان جلالت شعار

...م گشت با غرور جاه و وقا...
چهرهٔ تهور شعاران شمشیر زن و دلاوران جرأت نشان صف

...لکن اس داستان شوکت بیان گو یون تحریر فرماتے هین شعر سخن سنج و غواص دریاے هوش
...بنین بخت گوهر بہ ندا ما گوش افراسیاب جادو باغ سیب مین موجود ہے انیسین جلیسین
...اضر هین کہ یکایک نامہ لقا کا آیا ساحر نے لا کر دیا افراسیاب نے حکم دیا پڑھو سہریہ برف
...دازنے باواز بلند پڑھنا شروع کیا مضمون یہ تھا کہ او بندهٔ خاطی قدرت کو کتنا زمانہ گذرا ہے تجھے
...والی مین آئے ہوئے ان بیحیا ذات کو بهیجا کہ جو غرور کرتے هین قدرت کو غرور پسند نہین جب غرور
...رین گی قدرت غارت کر دینگے کسی ایسے کو بهیج کہ جسمین غرور نام کو نہو قدرت کی خوشی پر کام کرے
...فراسیاب نے زانو پر ہاتھ مارا کہا یارو مین کیا کرون مین نے کیسے کیسے ساحر بهیجے اور وہان جا کر مارے
...شدید بلند رکاب کو بلاؤ یہ جو افراسیاب نے کہا آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ ایک ساحر سیه فام بد انجام
...رون و ناکام فیل خرام بارہ ہزار ساحر پشت پر بصد کر و فر آکے پہونچا دست بستہ عرض کی کیا حکم
...تا ہے افراسیاب نے کہا خدمت خداوند مین جاؤ خبردار غرور نکرنا ورنہ قدرت غارت کر دینگے ایک بات
...ور لحاظ رکهنا انکو عیارون سے بچانا اگر عیارون سے انکو بچایا سب سلیمان غیر ساحر هین صرف حمزه
...ب مالک اسم اعظم اللہ ہے ہوا اوس سے خوف کرنا شدید نے کہا مجھے سب باتون کا خیال رہیگا ایکدمین سب کا
...مہ کر دونگا اور بهی فوج افراسیاب نے ساتھ کر دی ساٹھ ہزار ساحر ونکو ساتھ لیکر طرف کوه عقیق
...روانہ ہوا براے ملاقات خداوند جاتا ہے ور ریان فوج کی نئی اسباب عمده کے سات چهکڑے لدے
...منزل بمنزل جاتا ہے پہلوی کوه مین ایک قلعہ ہے کہ اسکو قلعہ کوہستان کہتے هین حاکم وہان کا
...وش قزاق ہے اپنے قلعہ پر بیٹھا ہوا صحرا کا تماشا دیکھ رہا ہے کہ صحرا سے گرد اڑی آمد فوج شدید
...روع ہوئی جاوش نے دیکھا چهکڑون پر صندوق لدے ہوئے اور نیز غلاف مخمل کاشانی کے اپا لئے فوج

باد و گر جو مدد کو آئے تم وہ بھی لڑ رہی ہین حیرت کا ارادہ ہی کہ ان سبکو گرفتار کر بون ہر
ندرو کاوش کرتی ہی یہ سردار بھی جان لگا رہی ہین حیرت پر سحر کی بوچھاڑ ہی کہ ڈنکے پر چوب
دیکھا ملکۂ مہرخ سحر چشم بہ فر فریدونی و بہ حشمت جمشیدی مع کل لشکر کے آ کے پہونچین با غباز
پاے تخت ملکۂ مہرخ پر ہاتھ رکھی ہوئی چلا آتا ہی ایک طرف معمار قدرت ایک طرف ملکۂ گلچین
باغبان سرداروں نے آتے ہی بلوہ کیا شعلۂ خیز مروارید کو تخت ہوادار پر سوار کیا سرداروں
ہوادار کو گھیر لیا سردار لڑنے لگے ہنگامہ گیر دار بلند کفار دردمند حیرت خود پسند تخت کی پابند ہر
سحر کی بوچھار ہو رہی ہی مگر ملکۂ مہرخ نے اشارہ کیا لڑتے بھڑتے نکل چلو اب ٹھہرنے سے کیا فائدہ جنگو
آئے تھے انکو لے لیا سرداروں نے جگر بسجھے کئے لشکر حیرت ذرا ہٹا تھا کہ سرداران اسلام لڑتے بھڑتے نکل
حیرت نے روکا یہ لوگ نہ رک سکے لڑ بھڑ کر نکل گئے آخر حیرت رنجیدہ و کبیدہ پلٹی طرف افراسیاب
چلی کہ جا کر افراسیاب سے یہ حال کہوں اہل اسلام مصروف عیش و نشاط ہوئے

دو کلمۂ داستان شجاعت بیان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران و
امیر برای شکار روانہ کرنا افراسیاب کا تہدید بلند رکاب جا دو کو برای انتظام لشکر
لٹنا صاحبقران کا شکار سے وبدعت تہدید باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف

بیا ساقیا جام صہبا بیار — رحیق مصفا چو روئے نگار
بیا صاحب شان و شوکت بیا — ز دیدار رویت شوم بہرہ مند
بیا ساقی ماہوش بی نقاب — ز مینای گلگون بیار آفتاب
ندارت سر گلزار عزو وقار — سمن بو شکر لب دل آرام من
ہنم قمری سرو بالای تو — بیا بر سر و چشم من جای تو
توئی شمع بزم فصاحت فشان — بدل اشتیاق تو اے سیمبر
دلم مثل ماہی طپید در فراق — ستم کرد این چرخ نیلی رواق
ز وصل تو محروم و حرمان نصیب — بدہ ساقیا جام آتش فشان

بیا ساقیا ماہ طلعت بہ
تو مسیم بہ اوصاف اوسط
رخت ماہ چرخ جلالت شہ
ز جاست شود عیش انجام
توئی رونق محفل عاشقہ
ز ہجر تو بیتاب و غمگین
ز ہجر تو بیتاب ہجران نصیبہ
کہ در بزم رندان شود اسنو

...ہ جاتی ہیں سب ملکے انکو گھیر لو بڑی بڑی افسر بڑھے چہار جانب سے سحر ہونے لگے کسی نے مینہ برسائی کسی نے
خنجر گرائے خنجر سے سر مروارید زخمی ہوا شعلۂ خنجر نے بڑھکر آگ برسائی خنجر گرائے اس جا جسکر بڑھکر
...ا جسنے مروارید کو زخمی کیا تھا سب طرف سے اسپر سحر کی بوچھار ہی جسنے بڑھکر سحر کیا اوسکو للکارا
...ئی سے جادوگرون کو مارا حیرت نے بڑھکر دستک دی برق چمک کر گری سر شعلۂ خنجر کا بھی زخمی ہوا
...ب دونون لڑکھڑائے یقین تھا کہ گرفتار ہو جائیں کہ ہوا سے پر جلی نعرہ ہوا نسیم ملکۂ بہار جادو اترتے
...تے گلدستہ جو چلا آسمان سے پھول برسنے لگے پھولون نے آنکھیں کھولیں غنچے چٹکا کر گل ہوئی عندلیبان خوشنوا نے یہ اشعار عاشقانہ پڑھے نظم

بہار غنچگی دیتا ہے جو دل خستہ ہوتا ہے	پس از خندیدگی کھلا کے گل سربستہ ہوتا ہے
شگون وصل ہے رنج جدائی چشم عرفا میں	کہ بعد از قطع شاخیں ملکے اک گلدستہ ہوتا ہے
معانی زخم خوردہ نقطہ نکتہ ہی بند شین ابتر	دل عاشق کی صورت شعر اپنا خستہ ہوتا ہے
ہیں ذی ہمتی صیاد ظالم کیوں دکھاتا ہے	کب آزادی کے قابل طائر پر بستہ ہوتا ہے
بھلا آسان ہو کیونکر موشگافی فکر مشکل کی	کہ ہر عقدہ مشکل زلف لبستہ ہوتا ہے
کچھ ایسے دونوں مصرع ایک ہو جاتے ہیں سخن میں	کہ ساحر کو گمان ابروے پیوستہ ہوتا ہے

عندلیبان خوشنوا نے اسطرح یہ اشعار پڑھے کہ ملکۂ حیرت جھومنے لگی لیکن زوجۂ افراسیاب ہے زمین سے
ایک طائر نکلا آواز دی اے ملکۂ عالم آپ زوجۂ افراسیاب ہیں ساحرہ لاجواب ہیں ہوشیار ہو جیسے
حیرت کو ہوش آیا ہوش آتے ہی بہار پر جا پڑی اسطرح کے سحر کیے ابرو ہلائے خنجر چمکائے کہ سر
بہار کا زخمی ہوا ملکۂ حیرت چلیں زمین سے چند قدم اونچی ہوئی منظور یہ ہے کہ بہار کا سر کاٹ لوں
...ہ زمین شق ہوئی رعد جادو نے سر نکالا دونون کانون پر ہاتھ رکھکر گرڑ گرڑ گرڑ کرکے چیخ ماری حیرت
...ش گئی کئی سو کے سر پھٹے کئی سو لڑکھڑا کر گرے ماں نے جو بیٹے کی آواز سنی چمک کر گری کہ سر کاٹ کر
حیرت کا نکل جاؤن کئی سو غلیلے ستر راہ ہوئے اپنے سر کٹوا دئے مگر حیرت کو بچا یا اب رعد و برق نے
رعد کی گڑ گڑاہٹ برق کی چمک ایکطرف سے مخمور ہو گئی مگر حیرت سبکے سحر روک رہی ہے قصد ہے کہ
شعلۂ خنجر و مروارید گوہر ریز باروں ہزاروں نے سینے سپر کیے لاشون سے میدان بھر دیے مگر حیرت بھی کی
...ل کی گر رہی ہے جسپر گری اسکو زخمی کیا صفین کی صفیں درہم برہم کر دیں کسی کی رد گری ہے نہیں کہتی
...ایت حیرت کو غصہ ہے ہر مرتبہ یہی کہتی ہے کہ آج ان ملعا نوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دونگی بڑے گستاخ ہو گئے ہیں بارہ چودہ

اشارہ کیا وہ ہمارے مددگار آگئے اب کیا خوف ہے وقت رہائی آگیا عمرو نے پکار کر کہا اے ملکہ
حکم اول ہی سمجھ گئے دیکھیے قتل کرنا میرا کام ہے جلانا کام سامری و جمشید کا حیرت نے کہا قتل کر تیر

برابر دی عمرو نے ظاہر مین خنجر چمکایا اپنے نام کا نعرہ کیا خواجہ عمرو تصنیف مصنف

عمرو ذی حشم مہتر مہتران
اوڑاتا ہون کفار کی مین کھوپڑیان
مری چال سے ہے صبا پایمال
مرا افسر ذی حشم نامدار

مری نسل سے گو پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کو مین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار

مرا نام ہے خواجہ خوا
مرے نام پر غدر رشید
مرا گھر ہے گلشن فتیل
نشان تھا مری گرد پا پو
یہی فتح و نصرت کی تد

کہ آقا ہمارا جہانگیر ہے عمرو نے نعرہ کر کے دونون کی زبان سے سوزن لیا دونو
اٹھے ایک بڑی جادوگر کے پہلو مین مہتر برق فرنگی کھڑا تھا نعرہ کر کے خنجر مارا وہ تڑپ کے گرا

برق تصنیف مصنف

تڑپنے مین مین برق رفتار ہون
ارسطو سے ذی علم شاگرد ہے
بزیر قدم غوب ہے شرق ہے

لقب ہے مرا برق خنجر گذار
کہے کون مکار و غدار ہون
در پکر پر مبرا پھیرا رہا
کھلا وا ہون مین نام بھی ہے

کہ استاد ہین خواجہ نا
کرون سیکرون کوس
تڑپ سے مری چیخ
ایک جانب مہتر قران
منم مہتر و گرد میدا
لقب گشت مہتر قران
منم افسر مہتران

تھے ایک جادوگر بغدہ مار کے نعرہ کیا **نعرۂ مہتر قران**

ز عیاری من بہ لرزد زمین
چو سن تیغ کین برکشم از غلاف

منم مہتر ذی حشم نامدار
فتد لرزہ در کوہ و دشت مضاف

بمیدان جنگ آوران نامور | ایک ایک عیار نے ایک ایک افسر نامی کو مارا بہ زن

اپنے مقام سے تڑپ کے اور سحر کر کے باہر نکلے جادوگرون کے مرنے سے اندھیرا ہوا
نے اس اندھیرے مین جال مارا کسی کی کلاہ کیسی پگڑی عورہ تو نگر دو ہزار تاجدار و لنگر تاج نذر زر نبیا
حیرت نے جو دیکھا دونون سحر کر کے باہر نکلے جادوگرون کے مرنے سے اندھیرا ہوا ہوا تند چ
ایک نو ستک ذی شعلہ چمکا اندھیرا بر طرف ہوا دوڑی ہوئی باہر آئی دیکھا لاکھون جادو
نے گھیرا ہے لیکن شعلہ جوالہ کیطرح اس بلوے مین لڑ رہے ہین جس غل جا پڑے برقین چمکا ہین خنج
کہ زمین ہلا دی دس بیس ہزار تو مارے ہو نے بڑھتے آگے بڑھ حیرت نے پکار کر آواز دی خبردار یہ جا

یہی قول تھا کہ یاروانچ کو جلد پہونچاؤ ایسا نہو وہ بیچارے قتل ہوجائین تو صدمہ عظیم ہوگا یہ بھی جابجا
پھرچکے ہین کہ انکی نیت کا انکو پھل ملا انھون نے چاہا تھا کہ مکر سے مسلمان ہو کر خواجہ کو پکڑ لیجائین
سکا یہ انجام ہوا کہ صرصر شمشیر زن انکو گرفتار کر کے لیگئی وہان گفتگو ہوئی تھی حیرت نے انکا عذر
قبول نہین کیا سنا ہے کہ سامان قتل مہیا ہو چکا ہے لیکن عیاران نامی صورتین بدل کے دربار مین
حیرت کی پہونچے مقام مناسب پر جا کر ٹھہرے یہان حیرت زن و شوہر پر غصہ کر رہی تھی کہتی ہے
ہے نمکحرامون تمنے غضب کیا جاتے ہی اطاعت کر لی اگر مسلمانون کا قتل کا ارادہ کرتے ہم تمھارے
چھڑانے مین عاجز تھے اگر قید ہوتے رہا کر کے لاتے ظلمات سے نکلتے ہی آفت مین مبتلا ہو گئے ہمیشہ ہر
مقام پر خبر لی اپنے کو آفت مین پھنسایا مگر تمکو بچایا بادشاہ پردۂ ظلمات کیا تھا اد بچیاؤن تمکو
غیرت نہین آتی اب ساری طلسم مین مشہور ہوگا کہ نمکحرام مارے گئے انجام بخیر نہوا شعلۂ خیز نے
جھلا کے جواب دیا او حیرت کیا بیہودہ بکتی ہے تخت پر بیٹھکر ایسی ترائی حقیقت مین اہل اسلام کا مذہب
حق ہے ہماری نیت کا ہمکو پھل ملا ہماری نیت خراب تھی لیکن باواز بلند کہتا ہون مین اب صدق دل سے
مطیع مذہب اسلام ہوا اگر کوئی عیار یا ہر کارہ موجود ہو تو خواجہ عمرو سے خبر کرے غلام آپکا بصدق دل
مطیع مذہب اسلام ہوا لیکن غلامونکو مہلت نہ ملی راہی ملک عدم ہوئے ہمکو فاتحہ خیر سے فراموش نہ کیجیے گا
ملکہ مہرخ کی خدمت مین آداب و تسلیمات پہونچا اور واضح ہو کہ غلام راہی ملک عدم ہوے
ہماری نیت کا انجام بد ہوا جیسا کیا ویسا پھل پایا مثل مشہور ہے چاہ کندہ را چاہ درپیش یہ جو بکا
شعلہ خیز و مرواریدنے کہا تمام دربار مین حیرت کے غریو بلند ہوا حیرت نے کہا ہم بخوبی
جان چکے تھے کہ تم دونون مطیع اسلام ہوے ملکہ حیرت نے کہا مین ابھی قتل کرتی ہون اگر قید
کرتی تو شاید ساربان زادہ کچھ فتور برپا کرتا اب کیا ہو سکتا ہے یہ کہکر حیرت نے آواز دی جلاد کو بلاؤ
کہنا تھا کہ صف سے ایک جلاد نکلا ڈھاٹا باندھے ہوئے خنجر برہنہ چمکاتا ہوا حیرت نے پکار کر آواز دی
دونون کو قتل کر جلاد جھپٹ کر دونونکے قریب آیا زنجیرین پکڑ کر جھٹکا مارا کہا اے گنہگارو سر جھکا کر بیٹھو
بادشاہ سے سخت کلامی کرتے ہو اب قتل کیے جاؤ گے امان نہ پاؤ گے چپکے سے کہا اے شہنشاہ شعلۂ خیز منم مہر سپہر
عیاری و قطب فلک خنجر گذاری تمھاری رہائی کو آیا ہون تم دونون زن و شوہر کی زبان سے سوزن لیتا
دن خوب سمجھکر اٹھنا ملکۂ مہرخ تمھاری مدد کو آتی ہین اب نہ گھبرانا شعلۂ خیز مثل گل شگفتہ ہو گیا مروارید نے

سطیع ہوئے مین عمرو کی شکل بنکر گئی زن و شوہر یہی کہتے تھے کہ ہم رستہ بتائینگے مین نے دونون کو
بلاکر بیہوش کیا حیرت نے کہا دونون کی زبان مین سوزن دیکر ہوشیار کرو اپنا حال زار تو کہ
یہان تو صرصر نے انکو ہوشیار کیا ان دونون نے اپنے کو دربار حیرت مین پایا حیرت نے کہا کہ
تمنے اسوقت کچھ ہمارا خوف نہ کیا اگر عمرو تمکو قید کرتا ہم رہا نہ کر سکتے تھے ایسا تمکو جان کا خوف
کہ اطاعت کر لی دونون نے کہا ای ملکۂ عالم ہمنے مکر سے انکا مذہب اختیار کیا تھا آپنے غضب کردہ
ہم کار نمایان کرکے آتے عمرو کو لاتے بی مہرخ کا سر کاٹے حیرت نے کہا اور مزا اُسنے ہمکو فقرے
جاتے ہین خوب مضمون بنایا اب تمکو وہ سزا ملیگی کہ دیکھنے والون کو عبرت ہو پھر کوئی ایسی حرکت
نہ کرے حیرت نے جو یہ کلمات سخت کہے یہ زن و شوہر بھی تو ساحران جلیل ہین نہایت غصہ آیا کہا
حیرت تخت پر بیٹھکر کیا بیہودہ بکتی ہے دوست کو دشمن بناتی ہے کلمات سخت زبان سے نکالتی ہے
جسمسے ہو سکے قصور نکر جو ہمنے کیا ویسا پایا یہان تو حیرت و زن و شوہر سے گفتگو ہونے لگی وہ
بوقت سحر خواجہ عمرو رات بھر اسی فکر مین رہے کہ دونون کچھ میرے ساتھ مکر نہ کرین یہ سوچتے ہوئے
بارگاہ شعلۂ خیز پر آئے دیکھا نگہبان رو رہے ہین عمرو نے پوچھا ارے کیا ہوا کہا حضور زن و شوہر
مین نہین ہین کوئی چرا کر لیگیا مگر ہم عرض نہین کر سکتے آپ ہی بارہ بجے تشریف لاتے تھے اسوقت
پھر کوئی نہین آیا عمرو نے اُس مضمون کو سمجھا کہ کوئی میری صورت پر آیا زن و شوہر کو لیگیا یہ کہکر
اندر آیا زن و شوہر کو نہ پایا بیتیرہ صرصر کا پہچانا عمرو نے یہ حال مصیبت دیکھکر آواز دی کہ یارو
غضب ہوا دونون زن و شوہر کو چرا گیے صرصر لے گئی یہ کہکر عمرو خدمت ملکۂ مہرخ مین آیا کہا ا
عالم آپنے سُنا شہنشاہ شعلۂ خیز و مروارید گھر ریز کو صرصر چرا کر لے گئی اب مین لشکر حیرت جاتا
جاتا ہون ملکۂ مہرخ نے کہا ہم لوگ بھی آتے ہین انکی رہائی مین کوشش ضرور چاہیے ایسا نہ
مقام کہین کہ اہل اسلام فی ہمارے ہی مدد نہ کی خواجہ عمرو باہر نکلے برق سے ملاقات ہوئی برق نے
اُستاد خیر تو ہے خواجہ عمرو نے کہا بیٹا بڑا غضب ہوا شعلۂ خیز و مروارید گھر ریز کو تمھاری اوستا
لے گئین برق نے کہا غلام جاتا ہے یہ کہکر برق روانہ ہوا جانسوز و ضرغام بھی چلے جھتر قران
پہونچی یہ بھی اپنے مقام سے روانہ ہوے یہان ملکۂ مہرخ نے لشکر کو تیار کیا بہار گلعذار نے اپنی
درست کیا مخمور سرخ چشم بھی اٹھین عمرو و برق بھی تدبیر کرنے لگی تمام لشکر مین ہنگامہ پڑ گیا ہر ایک

آگے رنگ و روغن عیاری کا نکالا خواجہ عمرو کی شکل بنکر تیار ہوئی جھپٹ کے دربارگاہ شعلۂ خیز
پر آئی دونون زن و شوہر نے جو سُنا کہ خواجہ عمرو تشریف لاتے ہین دونون باہر نکل آئے کہا
خواجہ صاحب ہم ابھی آپ ہی کا ذکر رہے تھے آپکی وجہ سے ہمنے بڑے مرتبے پائے ملکۂ مہرخ نے
بڑا سرفراز کیا ہم بھی وقت پر کام آئینگے رستہ بتائینگے طلسم ہوشربا بہت وسیع مقام ہے وہ راز
ہم بتائینگے صرصر ہان ہان کرتی جاتی ہو کہا اے شہنشاہ مین برائے انتظام لشکر آیا تھا جی چاہا تمہاری
بارگاہ مین چلین ایک جام شراب پئین کوئی گلابی ہے شعلۂ خیز نے عرض کی حاضر ملکۂ مہرخ
کو خدا سلامت رکھے انھون نے سب سامانِ عیش و نشاط ہمارے واسطے بھیجے ہین کسی شے کی کمی
نہین ہے یہ کہکر گلابی لاکر رکھدی صرصر نے ہتھ پھیری کر کے شراب مین بیہوشی ملائی جام لبریز کیا چند شعر
بھی سنائے جام بھر کے پہلے شعلۂ خیز کو دیا شعلۂ خیز نے کہا بھی کہ خواجہ آپ نوش فرمائیے صرصر نے
کہا یہ ادب کے خلاف ہے ایک ایک جام آپ پی لین تو پھر مین بھی پیون شعلۂ خیز بے اندیشۂ انجام پیگیا دوسرا
جام عروار بیگھر ریز کو پلایا بابایان چھیڑ کے یہ غزل گانے لگی غزل

افزائشون تھا قلقِ دل تمام رات
کاٹی ہے ہمنے یار بہ مشکل تمام رات

ہر لحظہ دلمین شوقِ شہادت کی جوش تھے
ہمکو رہا تصورِ قاتل تمام رات

محظوظ تھا وہ دیکھ کے اپنا فروغ حسن
آئینہ ماہ کا تھا مقابل تمام رات

فرصت نہ پائی ریزشِ گریہ سے ایکدم
جاری رہا ہے قافلۂ دل تمام رات

کیا پوچھتے ہو عاشقِ مضطر کی سرگذشت
بیتابیان تھین صورتِ بسمل تمام رات

فرصت نہین تصورِ جانان سے ایکدم
رہتا ہے سامنے مہِ کامل تمام رات

دامن مین آکے اشک ٹپکتے ہین اے تسنیم
لُٹتی ہے خوب دولت حاصل تمام رات

دونون زن و شوہر شراب پیکر بیہوش ہوئے صرصر نے دونون کا پشتارہ باندھا سراپچہ چاک کر کے
چلی نخلستان کی آڑ پکڑتی ہوئی لشکر سے نکل گئی یہان صبح کا وقت ہے ملکۂ حیرت بارگاہ مین بیٹھی ہین
یہی ذکر ہے کہ اُن نمکحرامون کا کچھ حال نہ معلوم ہوا صرصر اسی فکر مین گئی تھی ابھی تک واپس نہین آئی
مبار قبار نے کہا حضور اُستانی شام سے گئی ہین یقین ہے کہ لے ہی کے آئینگی یہ ذکر تھا کہ صرصر زن
شوہر کا پشتارہ لیے ہوئے آکر پہونچی دونون کے پشتارے ڈالدیئے کہا حضور یہ دونون دل و جان سے

بیمار عشق مرتے ہین اس اشتیاق مین / پی جائیے جو شربت دیدار دیکھیے
رغبت کی آنکھ ڈالیے دزدو نگیط سے / روشن جو آفتاب سا رخسار دیکھیے
بے موت روز مرتے ہین عاشق خبر نہین / اے شاہ حسن پرچۂ اخبار دیکھیے
جلتے ہین کوئے یار سے ہم ہوکے آگ تنگ / کعبہ بھی ہو تو پھر کے نہ زنہار دیکھیے
آہستہ پاؤن رکھیے قیامت نہ کیجیے / ٹھوکر سے فتنہ ہوتے ہین بیدار دیکھیے
طاؤس و کبک کو ہر شکل چلنے کا خیال / چلتا ہے یار کونسی رفتار دیکھیے
بلبل کی طرح عشق جو ہمکو چمن سے ہو / سو جائیے تو خواب مین گلزار دیکھیے
قزاق کی نگہ سے کم اپنی نگہ نہین / کیا لوٹیے جو دولت دیدار دیکھیے
چُن چُن کے قتل کیجیے انصاف شرط ہے / حاضر ہین بے گناہ گنہگار دیکھیے
عاشق مسیح بھی سمجھین کہتے ہین مہربان / حال اوسکا پوچھیے جسے بیمار دیکھیے
مشتاق دل ہے جنبشِ ابروے یار کا / چلتی ہے کسطرح سے یہ تلوار دیکھیے
سو دمین ابروؤن کے ہون وہ ماہ ڈھونڈھتا / جس مین کہ چاند دیکھکے تلوار دیکھیے
عالم کی سیر کیجیے آتش ملیگا یار / یوسف جو چاہین آپ تو بازار دیکھیے

صرصر کنیز دن مین ملکہ مہار کے ملی ہوئی ہے ایک کنیز سے پوچھا ہوا شہنشاہ شعلۂ خیز دہ گھر ریزہ پر کیا گذری اس کنیز نے جواب دیا ایک بارگاہ انکو رہنے کو ملی ہے ملکۂ صرصر نے بر کی اب انکو عہدہ افسری ملیگا صرصر شمشیر زن یہ سنکر خاموش ہو رہی ایک کنیز سے پوچھا عمرو کہان ہین اُسنے جواب دیا آج انھون نے سویرے سے آرام فرمایا ہوگا یا کسی بازار مین ہو شمشیر زن ہمراہ مہار گلعذار سے الگ ہوئی جابجا سے خبرین دریافت کرتی ہوئی ق شعلۂ خیز کے پہونچی دیکھا دروازے پر حاجب دربان نگہبان حاضر ہین یہ دونون زن وشو باہر آتے ہین اور کبھی اندر جاتی ہین اسی فکر مین ہین کہ ذرا زیادہ جائے تو ہم عمرو کو گرفتار کر کے سامنے افراسیاب جیرت کے لیجا کر قتل کرین اسکے خون سے ہاتھ بھرین حکم سامری و جمشید رخنہ ڈالین اسی ظالم نے ہمارے ساتھ یہ آفتین برپا کین ہم بدلہ ضرور لینگے باہر گھڑے تھے یہ کہتے ہوئے بارگاہ مین آئے دونون زن وشو یہی صلاحین آپسمین کر رہے ہین صرصر نے

خوف نکرو دیکھو افراسیاب نے ہمارا کیا کر لیا خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے جو قصد کیا وہی کر لیا کبھی
کو قید نکر سکا اور یہ بھی تمنے سنا ہوگا کہ میعاد طلسم تمام ہوئی انشاءاللہ افراسیاب کو قتل کرینگے
کیا افراسیاب زندہ بچیگا یہ سنکر زن و شوہر نے آپسمین اشارے کیئے کہ جان بچانا ضرور ہے ظاہر
ن تو اطاعت کرو عمرو کو گرفتار کرکے لیچلین یہ اشارہ کرکے دونون پکار اوٹھے اے ملکۂ عالم ہم دونو
ن و شوہر بدل و جان سے اطاعت کو حاضر ہین ہمارے شریک ہونے سے آپکو بڑا فائدہ ہوگا مہرخ
فوراً حکم دیا کہ زبان سے دو تونکی سوزن نکالو حکم کی دیر تھی فوراً سوزن نکالی گئی پہلوے تخت
ن دونون کو کرسیان ملین دونون اُن کرسیون پر آکے بیٹھے کہ رہے ہین ای ملکۂ مہرخ ہم مقام
خ کا بتلائینگے مرحلہ جات کی بھی فکر کرینگے پردۂ ظلمات کے بھی حال سے بخوبی آگاہ ہین وہ سب
استے عرض کرینگے مگر دونمین دونونکے یہی خیال ہے کہ آج ہی رات کو اپنا کام کرینگے عمرو کو
رفتار کرکے لیجائینگے ظاہر مین یہ باتین کر رہے ہین کہ ہم رستہ بتائینگے جابجا مدد کرینگے لیکن صرصر
واسطے دریافت کرنے ان دونون زن و شوہر کے حال کے چلی تھی دربار مین ملکۂ مہرخ کے آکر دیکھا
دونون زن و شوہر مسلمان ملکۂ مہرخ کے شریک ہوے کرسیون پر بیٹھے باتین کر رہے ہین صرصر
یہ حال مصیبت مآل اپنی آنکھون سے دیکھا بیقرار ہوکے بھاگی خدمت مین حیرت و افراسیاب
آئی عرض کی حضور زن و شوہر دونون مسلمان ہوگئے ہین دربار مین بیٹھے کہ رہے ہین کہ ہم طلسم
دۂ ظلمات فتح کرائینگے لوح بھی دلوا دینگے یہ سنکر افراسیاب جادو غصے مین کانپنے لگا کہا اے
حیرت حقیقت مین اگر یہ دونون زن و شوہر لشکر مسلمان مین رہ گئے بہت سے راز و نیاز بتائینگے
دارانِ طلسم سے ہین یہ کہکر افراسیاب نے صرصر سے کہا جسطرح بنے آج رات کو ان دونون کو پکڑ
اے ملکہ حیرت سبز باران دونون کو سزا دینا حیرت نے کہا ایسا ہی ہوگا صرصر شمشیر زن تو
ن سے فکر مین ان دونون زن و شوہر کے چلی لیکن شام کو دربار ملکۂ مہرخ کا برخاست ہو ملکۂ
ا طرف اپنے خیمے کے چلین خیال بادشاہ جمجاہ کا بندھا ہوا ہے کنیزون نے جو بہار
زار پریشان دیکھا عرض کی داری کیسا مزاج ہے آج حضور کو بہت پریشان پاتی ہین بہار نے ٹھنڈی
ہین کھینچی کہا کیا کہین دیکھین فلک کیا دکھائے کب یہ مصیبت ہمارے سر سے دفع ہو نظم

کب تلک وہ زلف دیتی ہے آزار دیکھئے	کٹتی ہے کسطرح سے شب تار دیکھئے

نہ تنگار میرے دربار مین آیا تھا اُسے عمرو نے گرفتار کر لیا اب سبکو اعتبار ہو گیا کہ اس دا
جان سے اطاعت کی اور جب مروارید گہر ریز کو دیدیا تو کہا اب میری شادی ساتھ صر
کے کر دیجیے مین راضی ہو گئی صرصر سے جو کہا اوس نے نہ مانا بگڑکے مجھسے باہر چلی گئی بعد تھوڑے
کے عمرو نے شراب کا چرچا کیا شراب پی پی کر سب بیہوش ہوئے مین بھی بیہوش ہو گئی اب وہ
زن و شوہر کو لیگیا افراسیاب نے کہا صرصر کو بلاؤ جاکر خبر لائے یہ ذکر تھا کہ ملکہ صرصر شمشیرزن
ٹہلتی ہوئی آئین افراسیاب جادو نے کہا اے صرصر جاؤ دربار مہرخ مین ذرا دریا
کرو کہ شعلۂ خیز و مروارید گہر ریز پر کیا گذری صرصر یہ سنکر یہان سے روانہ ہوئی اد
ملکۂ مہرخ کا ذکر کیا جاتا ہے کہ دربار مہرخ کا آراستہ و پیراستہ ہے سب ساحران نامی و
گرامی جمع ہین یہی ذکر ہو رہا ہے کہ ابھی تک عمرو و برق واپس ہو کے نہین آئے نہین معلوم اُنپہ
گذری کہ اول برق فرنگی تڑپتا ہوا آکے پہونچا سب حال اس نے مفصل بیان کیا کہ خواجہ
زن و شوہر کو لیا دربار حیرت کا لوٹا افراسیاب آگیا اوستاد گلیم اوڑھ کے بھاگے یقین
کہ وہ بھی آتے ہون برق یہ باتین کر رہا تھا کہ خواجہ عمرو بھی آکے پہونچے ملکۂ مہرخ نے کہ
خیر تو ہے عمرو نے کہا کیا عرض کرون مین تو آج تو لٹ گیا عین وقت پر افراسیاب آگیا ہم بھا
دو صندوقچے جواہرات کے میری کمر مین تھے وہ بھاگتے وقت کہین گر گئے اب مہاجنون کا بلوہ
گر انکا روپیہ ضرور ادا کرین گے ورنہ اعتبار جاتا رہے گا اسیوقت ملکۂ مہرخ نے دس تو
منگواکے حاضر کیے کہا لو خواجہ یہ تو حاضر ہے عمرو نے کہا خیر جو ملا وہی سہی مین قرض اور
لیکر ادا کرونگا یہ سود مین داخل کر دونگا ملکۂ مہرخ نے کہا خواجہ شعلۂ خیز و مروارید کو نکا
نے دونون زبان مین سوزن دیکر نکالا دونونکو ہوشیار کیا اب جو زن و شوہر کی آنکھ کھلی
دربار خواجہ عمرو کو دیکھا کہ تمام سرداران نامی و ساحران گرامی اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین مرقع
تصاویر سرداران سے معمور یہ کیفیت دیکھکر دونون زن و شوہر گھبرائے کہ ابھی تو ہم دربار ملکۂ حیرت جا
بیٹھے شراب خواری کر رہے تھے یہ کیا معرکہ گذرا کہ ہم دونون زن و شوہر یہان آگئے یہ دونون اس
مین متحیر و متردد تھے کہ خواجہ عمرو نے پکار کے آواز دی اے شعلۂ خیز و اے مروارید گہر ریز
تمہاری واسطے اسی مین ہے کہ اطاعت مذہب اسلام کرو مہرخ و بہار نے بھی بہت سمجھایا انھون نے

کنڈھائے دیتا ہے ساقی جو شام سے سب خم
سحر کے واسطے رکھ ایک تو سبو باقی

یہ عطرِ گل کو کہا سونگھ کر مرے گل نے
شہید ناز کی سیرے ہے اس مین بو باقی

خزان مین کوئی نہ پوچھے گا اے گلِ رعنا
بہارِ حسن ہے جبتک ہے رنگ و بو باقی

کمر جو باندھی ہے عالم کے قتل پر ظالم
یہ قصد ہے کہ اکیلا رہے تو باقی

غبار نے بھی مرے خاک چھانی عالم کی
ہوائے وصل کی اتبک ہے جستجو باقی

لگا ہی لائینگے نشتر کو ہم کبھی نہ کبھی
جو رہگیا کسی رگ مین کہین لہو باقی

دُعا یہ کرتا ہے مینا صدائے قلقل مین
کہ تا بہ حشر رہین ساقی و سبو باقی

چلا نہ زور رقیبون نے لاکھ سر پٹکا
وہی ہین ہم وہی صحبت وہی ہے تو باقی

چھُری تو پھر چکی گردن پہ اب تو کھول دے پر
کہ رہ نجائے تڑپنے کی آرزو باقی

تڑپ کے مرگئی بلبل ہوئی نہ گل کو خبر
رہی نہ باغ جہان مین وفا کی بو باقی

قمر ہے بحرِ جہان کی تو نعمتون کو زوال
یہی ہے چاہ کہ رہ جائے آبرو باقی

[اف]راسیاب جادو دیکھ رہا ہے کہ ہر شخص اپنے حال مین کوئی ناچتا ہے کوئی گاتا ہے کوئی بھاگا جاتا ہے
[کو]ئی بڑی سمجھ دار چپکے چلے جاتے ہین ایک طائر اڑکر جو سر پر سے نکلا سمجھے کہ کسی نے ڈھیلا مارا ارے کہکر
[سب]ھے ہٹے لڑکھڑا کے گرے بیہوش ہوگئے سب اس کیفیت مین ہین کل ساحران غدار آفت و مصیبت مین
[گرفتار]ن یہ رنگ باہر والونکا دیکھتا ہوا اندر بارگاہ کے آیا دیکھا سب بیہوش پڑے ہین افراسیاب
[نے] بارانِ سحر برسایا سب ہوشیار ہوئے مصوّر نے اپنا یہ حال جو دیکھا گلے مین پٹا پڑا ہوا اُس مین
[رسّی]ن بندھی ہوئی ایک عورت سونٹا ہاتھ مین لئے ہوئے رسن ہلا رہی ہے جھلا کر بولا او حرامزادی تو
[ن]ے ہمکو مجھے بندر بنایا ہے صورت نگار سونٹا لیکر اور ٹمی ڈگڈگی بجا کر کہنے لگی ناچ کملاڑی دھنک دھنا
[اف]راسیاب قہقہہ مارکر ہنسا کہا مرشدزادے ذرا ہوش مین آؤ زوجہ کو کلمات سخت نکہو مصوّر نے کہا
[...]لمۂ عالم ہین افراسیاب جادو نے سبکو ہوشیار کیا حیرت سے پوچھا اے یہ کیا معرکہ ہوا ملکۂ حیرت نے کہا
[...]نے آپ کا لکھا ہوا رقعہ عمرو کے پاس بھیجا وہ رقعے کو دیکھتے ہی فوراً حاضر ہوا آکے مروارید
[...] زیر کو دیدیا شہنشاہ شعلۂ خیز نہایت خوش ہوے اس نے اپنا رنگ جمایا کہتا تھا اب مین ساحری
[...]ت ہوا آپ ہی کی خدمت مین رہا کرونگا سب مسلمانون کو پکڑ لاؤنگا برق فرنگی عیار بصورت

دربار کو حیرت کے ہوش رہا ہے مروارید و شعلۂ خیز کو نذر زنبیل کر چکا حیرت پر دست انداز
ہو یہ کہکر افراسیاب غصے مین خود اُٹھا مثل شعلۂ جوالہ چلا آسمان سے آکے دیکھا سارے لشکر
ہنگامہ برپا ہے دوکاندار ناچ رہے ہین رنڈیان دوڑی دوڑی پھرتی ہین تماشا بینون کی خوب
بنے جسکو پایا گود مین اٹھایا اور لے بھاگا نائکہ الگ بیہوش پڑی ہے کون کسکو روکے دس پانچ
لشکر سے غائب ہوگئین اب جو نائکہ ہوشیار ہوئی اپنی نوچی کے لیے پیٹ رہی ہے کہ ہاے میری بچی
غائب ہوگئی افراسیاب یہ رنگ لشکر کا دیکھ کر بہت پریشان ہوا وہین سے نعرہ کیا باش او ساربا
اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا عمرو نے نعرۂ افراسیاب سنکر گلیم اوڑھ لی برق سرنگیہ چالاک
افراسیاب نے پلٹکر دیکھا لشکر والون کی عجیب نوبت ہے دروازے پر چوبدار حاجب دربان کلمو
ہوئے ہین عمرو نے یہ تدبیر کی کہ ہاتھونمین اُنکے جوتی باندھ دی آنکھ جو کھلی ہاتھ اپنا منھ پر
اُٹھایا جوتی تڑ سے منھ پر پڑی گھبرا کے دیکھا پہلو مین دوسرا کلموہا پڑا ہے پلٹکر کہا کیا کہنا ہمکو جوتی
پڑ رہی ہے اُچک کے اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھے وہ اسکو کلموہا کہتا ہے یہ اُسکو کلموہا کہتا ہے چہار جانب
ناچنے والے گانے والے فریاد فریاد کر رہے ہین بعض اپنی دھن مین کچھ گا رہے ہین دوسرے نے
کہا برا تے ہو یہ غزل عاشقانہ تو سنو شعر متفرق میان قمر صاحب کے مجھکو یاد ہین وہ سناتا ہون یہ کہکر
مین گانے لگے

نظم

قمر ہم داغ بنکر عاشقون کے دل مین رہتے ہین — گلِ لالہ مین مسکن ہے یہ کاکل مین رہتے ہین
خیال مہ جبینان عاشقون کے دلمین رہتے ہین — یہ لیلی وش ہمیشہ نور کی محمل مین رہتے ہین
عدم سے شوق مین آئے چلے دنیا سے حسرت مین — نہ اُس عالم مین مسکن تھا نہ اس منزل مین رہتے ہین
ہمارے گھر پہ آکے ہنسکے وہ کہتے ہین غیرون سے — قمر جنکا تخلص ہے اسی منزل مین رہتے ہین

دوسرے نے کہا کیا بیہودہ بکتے ہو کیا میان قمر صاحب سے مجھسے ملاقات نہین ہے چند شعر تمکو اُنکے
سناؤن کہ حیرت مین ہو جاؤ سنو عرض کرتا ہون

اشعار

جنون کو چاک جگر کی ہے آرزو باقی — رکھا نہ تارِ گریبان پئے رفو باقی
کوئی ہوس ہے نہ دل مین نہ آرزو باقی — ہوا ہے کوچۂ گیسو ہے سو بسو باقی
جفا و جور کے چرچے ہین چار سو باقی — نہ تو نہ تیغ نہ ہم ہین نہ وہ گلو باقی

رت جادو بہت ہوشیار عورت ہے شراب پیکر چپ بیٹھی ہے کسی سے بات نہین کرتی یکایک نشے
وش ہوا یہ کہکر اوٹھی کہ شہنشاہ کو بلانے جاتی ہون اوٹھتے ہی گری بیہوش ہوئی جو اوٹھا گر کے
وش ہوا تھوڑی ہی عرصے مین سب اہالیئے دربار لب فرش فرش ہوئے اول تو خواجہ نے شعلۂ خیز
رواریدگہر ریز اوٹھا کے نذر زنبیل کیا برق سے کہا بٹیا صرف مادہ کو لیکر کیا کرتا اب زن و شوہر ایک
ام پر ہوئے پھون کی بھی امید ہوئی برق جو کھلا روتا تھا کہتا تھا استاد آپکی تو عیاری پوری ہوئی
ری سب پسلیان ٹوٹ گئین آپ ذرا ایسا بیدرد ہو گئے مارا آپکو اپنی عیاری کے سامنے کسی کا خیال
ین ہتا جی چاہتا تھا کہ مین پکارکے حیرت سے کہدون کہ خواجہ نے شراب مین بیہوشی ملائی ہے خبردار
ی شراب نہ پیے خواجہ عمرو نے کہا بجا جو تم کہتے تو مین تمھین آج قتل بھی کر ڈالتا برق نے کہا استاد
ان کیجیے جہان کہین اب موقع ہوگا دیکھا جائیگا عمرو نے کہا اب آپ یہانسے جائیے مین دو چار کوڑی کا
رگار کرون برق کب مانتا ہے یہ بھی لوٹنے مین مصروف ہوا ہر چند خواجہ منع کرتے ہین کہ ابے یہ کیا کرتا ہے
ق فرنگی کہتا ہے استاد مین نے بڑی تکلیف اوٹھائی آپنے سارا رنگ عیاری کا بیری ہی اوپر جما یا اب
ام کچھ نفع بھی نہ حاصل کرے خواجہ عمرو نے چند کنیزون کو قتل بھی کیا مگر جب یہ ارادہ کرتے ہین کہ قریب
حیرت کے جاؤن ہاتھ پاؤنمین رعشہ آجاتا ہے قلب خود بخود تھراتا ہے ساری بارگاہ کو غربلۂ قصابان
دیا مصور و صورت نگار کا منھ کالا کیا مصور کو بندر بنایا گلے مین پٹا رسی اسکی صورت نگار کے بائین
مین دہنے ہاتھ مین ڈگڈگی اس تماشے کو دیکھکر خود خواجہ عمرو خوش ہوے اپنے ہاتھ چوم لیے یہان تو بارگاہ
رت کا یہ رنگ ہے وہان افراسیاب جادو باغ سیب مین بیٹھا ہوا مصروف عیش و نشاط ہے نازنینان مہ جبین
جبینان مہر تمکین غنچہ دہن رشک چمن خوش رو خوشنما ناز و کرشمے مین طاق حسن مین شہرۂ آفاق سامنے
اسیاب کے حاضر ہین باتین کرتے کرتے ایک نے کہا حضور اسوقت صحبت ملکہ حیرت مین کیا ہو رہا ہے دوسری
نے کہا اے شہنشاہ شعلۂ خیز و مرواریدگہر ریز یہ دونون زن و شوہر جو پردۂ ظلمات سے تشریف
، تھے انپر کیا گذری انکا کچھ احوال نہ معلوم ہوا اسوقت خود بخود دل گھبراتا ہے کلیجہ منھ کو آتا
قلب تھراتا ہے یہ سنکر افراسیاب جادو نے کہا ذرا کتاب سامری تو اوٹھالاؤ ایک کنیز گئی
ب سامری اوٹھا کر لائی کہا لیجیے شہنشاہ یہ حاضر ہے افراسیاب نے کتاب کو جو کھول کے دیکھا سارا
دربار ملکہ حیرت جادو کا آنکھون کے نیچے پھر گیا ایک چیخ ماری کہا یارو بڑا غضب ہوا عمرو

قتل کرتا اسکی گستاخی دیکھو جھٹ پٹ دوڑے آئے سیری فکر مین آئے ہونگے مین نے انکی گرد
اب کہو کہان جائینگے کہ شعلۂ خیز نے بیٹھے بیٹھے کہا خواجہ کچھ دو چار شعر تو گاؤ خواجہ نے گنگنا
یہ غزل گانا شروع کی

غزل

وصل کی دولت ملی جذب دل بیتاب سے
کیمیا ہمنے بنائی ہے مگر سیماب سے

دنکو رات اسنے کیا ہے گیسو پُرتاب سے
رات کو دن کر دیا ہے روی عالمتاب سے

اُسترا اوسکے ذقن پر جب پھرا ثابت ہوا
دور ہو جاتے ہین تنکے حلقۂ گرداب سے

بے حقیقت کو بلا سے کب ہو دنیا مین گزند
عکس تنکے کا بھی بہ سکتا نہین سیلاب سے

ہی مسرت راحت دنیا سے غفلت کے سبب
کون خوش ہوتا ہے بیدار مین عیش خواب سے

آسمان کے پاس سامان عیب پوشی کا نہین
کب کسی کا ستر ہوگا چادر مہتاب سے

آگے افتادونکے پاتے ہین کہین سرکش فروغ
سرد ہو جائے نہ کیون بازار آتش آب سے

پڑتے ہی عکس رخ جانانکی ہے تشبیہ تام
جو گھٹے کو ہالے سے آئینہ کو مہتاب سے

غیر سے لگوائی مہندی اسنے ہاتھون مین جو رات
پنجۂ مرجان کو ہمنے بھی رنگا مہتاب سے

مدتین گذرین کہ رکھتا ہون فراق یار مین
دن کو پروانے سے صحبت رات کو شبتاب سے

ہونٹھ تیرے دیکھ کر مجھکو ہوا جوش جنون
کرتے ہین کیونکر طبیب اصلاح خون عناب سے

کھائے ہین ایسے ترے محراب ابرو کے فریب
بھاگتے ہین دور ہم مسجد کی بھی محراب سے

خاک کوے یار ہی ناسخ مری تن پر لباس
کام کیا مجھکو حریر و اطلس و کمخاب سے

مروارید گہر ریز نے گھبرا کے کہا صاحب کس لطف سے عمرو نے یہ شعر گائے ہین دلکو بیقرار کر
دل غم و الم سے بھر دیا میرا جی چاہتا ہے کہ خواجہ عمرو گائین اور مین گت ناچون شعلۂ خیز
مین بھی تمھاری ساتھ ہون میان بی بی کا ساتھ کسی مقام پر نہ چھوٹے خواجہ عمرو نے بھی
کہ اب عاشق و معشوق کا ساتھ نہ چھوٹے گا بیہوشی تو تاثیر کر چکی تھی یہ کہکر دونون زن و ش
ناچتے ہوئے اُٹھے سب ہنسنے لگے چند قدم زن و شوہر چلے تھے کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا دونو
گھڑائے گرے بیہوش ہوئے انکے ساتھ چند آدمی اُٹھے وہ بھی گر گر کر بیہوش ہوئے ہان ہا کا
ہلڑ ا ہوا ایک اُٹھا چار گرے کوئی یہ کہکر اُٹھا کہ آج خوشی کا دن ہے یہ کہا اور گرکے بیہوش ہو

واہرات کے صندوقچے رکھے ہین نگاہبان پکار رہی ہین کہ حکم ہے خواجہ عمرو کا ان سکانون کی جا
ئی شخص راستہ نہ چلے اگر کوئی اس طرف آئیگا فوراً گرفتار ہو جائیگا ایک جانب دریای قہار جاری
جہاز بجرے کشتیان آراستہ ہین شاہزادیان بجرون پر سوار ہوکے نواڑہ کھیل رہی ہین ہر ایک
یہی قول ہر کہ ہم خواجہ عمرو کی کنیزین ہین جدھر دیکھو عمرو ہی عمرو کا ذکر ہے بڑی عملداری ہے
ہر آباد رعایا دلشاد ہر مقام پر یہی ذکر ہے کہ خواجہ عمرو کی عملداری ہے کوئی ظالم مظلوم پر ظلم نہین
سکتا ایک شاہزادی جو بجرے سے جواتری کئی سے کنیزین اسکے ساتھ تھین اسنے خود ہی پوچھا کہ آج کوئی
نڈی نئی آئی ہے کنیزون نے عرض کی باورچی خانے مین کام کر رہی ہے اس شاہزادی نے فرمایا ہمارے
س بلا لاؤ وہی لونڈیان ظالم جو مجھے مارتی تھین وہ مجھکو اس بی بی کے سامنے لے گئین اس شاہزادی نے
حبت اپنی صحبت مین جگہ دی مہربانی فرمایا بی بی نہ گھبراؤ تم جلد قید سے چھوٹ جاؤگی اور اگر شاید
یان رہنا ہوگا تو ہم تمکو اپنے قصر مین جگہ دینگے ہم سب خواجہ عمرو کے نوکر ہین انکے حکم کے خلاف
ین کر سکتے ہین یہ سب مال و اسباب و جواہرات خواجہ عمرو ہی کا ہے مین اُنسے باتین کر رہی تھی
ی مصیبت بیان کر کرکے رو رہی تھی کہ آواز آئی اس کنیز کو بھیجو وہی کالی کالی لونڈیان مجھکو
یان پہونچا گئین ابھی شاہزادی نے کہا تو سبارک ہو کہ تمہاری رہائی ہوئی اور جو جو حال گذرے
ینون بیان کرون تو بیان نہو سکین زنبیل مین خواجہ عمرو کی کئی ملک آباد ہین آب و ہوا معقول
ہان عادل کوئی کسی پر ظلم و بدعت نہین کر سکتا کرورہا روپے کا مال جمع ہے جو خواجہ عمرو نے
ہا زنبیل مین داخل کر دیا اتنے عرصے مین خواجۂ عمرو نے حیرت وغیرہ کو شراب پلائی برق فرنگی
بدم کہتا ہے اوستاد میرے ہاتھ ٹوٹے جاتے ہین رسیان ڈھیلی کر دیجے خواجہ منہ پھیر لیتے ہین جواب
ین دیتے کبھی ایک لات ماردی کبھی پکار کے ملکۂ حیرت سے کہا دیکھیئے یہ برق فرنگی مجھے بہکاتا
جلاد کو بلایئے اسکو قتل کیجیے ملکۂ حیرت جادو فرماتی ہین خواجہ شہنشاہ افراسیاب کو لکھا ہے
ب تشریف لائینگے انھین کے سامنے یہ قتل ہوگا خواجہ فرماتے ہین ملکۂ حیرت یا انتقام تمہارے
لمر کا برا ہے دشمن کو جلد قتل کر ڈالا جب قید رہیگا کوئی نہ کوئی چھڑا لیجائیگا اور یہ عیار جان
لمر اسلام ہین اگر یہ قتل ہو جائین جھگڑا پاک ہو حیرت جادو فرماتی ہین اس قطع و برید مین
ین کو اختیار دلوا دونگی خواجہ عمرو کہتے ہین اگر میرا اختیار ہوتا سب سے پہلے اس بھورے کو

کسطرح رہین مرواریدنے کہا اے شہنشاہ کیا بیان کرون یہان تو خواجہ اکیلے بیٹھے ہین زنبیـ
انکی بڑی عملداری ہے جیسے مین زنبیل مین پہونچی پانچ چار کالی کالی لونڈیان دوڑ پڑین مجھکـ
ایک کہتی تھی کپڑے اتارو ایک کہتی تھی باورچی خانہ مین کام کرو ایک کہتی تھی آٹا گوندھو مین
حیران سبکی جانب دیکھتی تھی ایک نے دو دست ہپنے مارے ایک نے جلتا ہوا سوختہ منہہ مین لگاد
مجھکو باورچی خانے مین لگئین کئی سو لونڈیان کھانا پکا رہی ہین ایک طرف پلٹکر دیکھا باغات
دروازے کھلے ہوئے ہین سب باغ سرسبز و شاداب ہر سمت جوش بہار طائران زمزمہ سرا
ابر تیرہ و تار آسمان پر چھایا ہوا مہین مہین بوندیان پڑ رہی ہین کنارے حوض کے بر سر سرو
طوق محبت بہ گلو شورہ کو کو صاف جس سے ظاہر ہے کہ اپنے معشوق کو ڈھونڈھ رہی ہین یہ شـ
زبان سے مفہوم ہوتے تھے اشعار

راز مخفی لب تلک آئی کہان مقدور ہے — دل ہمارا جلوہ گاہ شاید مستور ہے
ایک شعلہ داغ سوزان کا ہے سپہر آفتاب — آسمان نیلگون دود تن محرور ہے
دل مرا پیری مین ہے محو خیال زلف یار — نافہ مشک ختن پر پردہ کافور ہے
ساقیا مین زخمی تیغ نگاہ مست ہون — ہر دہان زخم مین خون بادۂ انگور ہے
ناتوانی سے خط باریک ہے ایسا بدن — ہو چکی ہین مدتین زنجیر پا بے مور ہے
حسن عالم تاب سے تیرے مثال مہر کیا — یہ سراسر نور ہے وہ اک چراغ دور ہے
کم کسی صورت نہین کا شانۂ تن خلد سے — ہر نفس دل جلوہ گاہ حسن رشک حور ہے
ہوگیا بیہوش جسپر آنکھ تیری پڑ گئی — کسقدر لبریز مستی نرگس مخمور ہے
اور بھی شاعر زمانے مین ہین اکثر اے نسیم — پر جناب پاک کا کچھ اور ہی دستور ہے

کسی جانب عندلیبان خوشنوا مصروف زمزمہ سرائی محو رعنائی و زیبائی عجب رنگ کا وہ مر
مطبوع خاص و عام ہے باغ کی بیان مین طول کلام ہے مختصر عرض کرتی ہون کہ قلعے جا
و پیراستہ توپین چڑھی ہوئین گولہ انداز برق انداز ٹہل رہے ہین لیکن قلعہ لٹ رہا ہے پہلوان
ہر اس پہلوان کا یہی قول ہے کہ خواجہ کا حکم ہے خراج داخل کرو قلعے والا کہتا ہے میری
خشک سالی ہوئی خواجہ سے عذر کرا ایک قصر مین ہزار ہا تاج رکھے ہین ایک طرف قہ

تم اس لائق ہو کہ تمکو تعویذ بازو بنائین ساری محفل مین صدائے احسنت و آفرین بلند ہوئی ہر ایک کا
یہی قول ہے کہ خواجہ کا گانا سحر ہے خوش آواز صاحب سوز و گداز دل کو بیقرار کردیتے ہین یہ سنکر
خواجہ رونے لگے کہا اے شہنشاہ شعلۂ خیز ہمین اس حال پر بڑا افسوس ہوتا ہے اسقدر رنگر گئے ہین کہ
منھ سے بات کرنے کو جی نہین چاہتا اسوقت موقع یہ تھا کہ گاتے بھی جاتے اور شراب بھی پیتے جاتے
صحبتِ عیش و نشاط ہوتی سب لوگ خوش ہوتے مگر اب منھ سے نہین نکال سکتے عیب مین یہ سمجھینگے
خواجہ نے جال پھیلایا ہے سبکو بیہوش کرینگے اسوجہ سے مین کچھ نہین کہہ سکتا آج دل کو میرے مروڑ بڑی
خوشی ہے شعلۂ خیز نے کہا خواجہ اب تمپر کوئی کسی قسم کا گمان نکریگا مشہور ہوگیا کہ خواجہ نے دل موجانے
اطاعت کی یہ سنکر خواجہ عمرو نے کہا جو آپ کے دل کو تسکین ہے تو پھر ہمین کسکا خوف ہے جو کوئی
بیگا منھ کی کھائیگا یہ کہکر کہا کلید میخانے کی مجکو عنایت کیجیے تو مین ساقی گری شروع کردون آج
ی باقی نرہے ملکۂ حیرت نے اشارہ کیا سب صاحب بیٹھ جائین شعلۂ خیز اپنے مقام سے اٹھا
ی ملکۂ حیرت سے لیکر عمرو کو دی کہا لو خواجہ تمھین اختیار ہے سب سے پہلے ہم پئینگے ہمین سب سے
زیادہ دینا خواجہ کا ہمکو اعتبار ہے خواجہ عمرو نے جو کنجی پائی دوڑ کے میخانے مین آئے سب شراب کے
سب کیا بیہوشی دل بھر کے ملائی اور پکار کے آواز دی یارو دوڑو شراب تقسیم ہوتی ہے شراب کا
نام سنتے ہی سب لوگ دوڑے قرابے گلابیان پیلے اٹھا اٹھا کے لیجانے لگے سارے لشکر مین یہی
ہنگامہ تھا کہ آج ذات سے شہنشاہ شعلۂ تیز کے یہ جلسہ ہوا برق فرنگی نیرجا بیٹھا ہے سب معاملہ
دیکھ رہا ہے دل مین کہتا ہے استاد کی خوب بن پڑتی ہے کیا خوشی خوشی شراب تقسیم کر رہے ہین مگر حیران ہے
استاد نے کیا سوچکر یہ فعل کیا مرواریدِ گہر ریز کو کیون حوالہ کردیا جب باہر والے شراب لیجا چکے
تو خواجہ عمرو ڈیڑھ سے گلابیان و کنٹر الماس نگار مع ارغوانے سے معمور کرکے محفل مین لائے
محفل والے خوش ہوگئے کہ خواجہ کس سلیقے سے شراب لاتے ہین اگر زاہد صد سالہ ہو تو رال ٹپک پڑے
یہی دل چاہے کہ آج شراب پیجیے خواجہ عمرو نے جام لبریز کیا پہلے شعلۂ خیز کے ہی سامنے لائے کہا
نوش فرمائیے شعلۂ خیز نے کہا مین تو بندۂ بے زر ہون عمرو نے کہا مین نے وہ تدبیر کی ہے کہ آپ
عاشق و معشوق جدا نہونگے شعلۂ خیز جام لیکر بے اندیشۂ انجام پی گیا خواجہ نے دوسرا جام بھر کے
مرواریدِ گہر ریز کو دیا مروارید بھی پی گئی شعلۂ خیز نے پوچھا اے ملکۂ عالم خواجہ نے تمکو کہان قید کیا تھا

سبکو یقین کامل ہوگیا کہ اب مسلمانون کا لشکر تباہ ہوجائیگا اسی ذات سے سارا انتظام تھا اب
جادو کی شادی ساتھ افراسیاب کے ہوگی افراسیاب جادو مدت سے ملکہ بہار پر عاشق ہو
کوئی ساحر زبردست آتا ہے اور اہل اسلام گرفتار ہوجاتے ہین تو افراسیاب جادو راز مین کہا
ہے کہ مخمور و بہار کو کوئی صدمہ نہ پہونچنے پائے آجتک افراسیاب کو بہار و مخمور سے وہی محب
ہمیشہ سفارش کرتا ہے کہ خواجہ عمرو بیٹھے بیٹھے گھبرائے فرمانے لگے کہ اے ملکہ حیرت خالی صحبت
گھبراتا ہے ایک دو غزلین گاؤن آپکا دل بہلاؤن ملکہ حیرت نے کہا خواجہ تمھارے گانے کے تو سب مشت
رہتے ہین اگر خوشی ہو ایک آدھ چیز گاؤ یہ سنکر خواجہ عمرو نے خود باجا کھینچ لیا سیدھا سیدھا ٹھیک
لگے حیرت جادو سے آنکھ لاکر عرض کی دو چار اشعار سماعت فرمائیے شعلۂ خیز و مروارید گہر ریز
براہِ مہربانی آپ بھی متوجہ ہون مروارید نے کہا خواجہ ہم تو تمھارے گانے کے دل سے مشتاق

خواجہ نے یہ غزل شروع کی نظم

ظہورِ آدمِ خاکی سے یہ ہمکو یقین آیا
تماشا انجمن کا دیکھنے خلوت نشین آیا

گیا بلقیس تک مکتوب شوقیہ سلیمان کا
قرانِ مشتری ماہ کا دورہ قرین آیا

ہنسین تیری کرم سے جام شکل برق اے ساقی
مبارک ہو وہ ہمکو ابر باران آفرین آیا

پری شیشے مین اتری کبھی یا قالب مین روح آئی
عجب انداز سے آغوش مین وہ نازنین آیا

ہمیشہ نقش حب کا مشتری کے روز لکھتا ہون
ستارہ نیک ہے میرا تو وہ زہرہ جبین آیا

نہ گھبرا چار دن کے واسطے اے روح قالب مین
گیا جب اس مکان سے پھر نہین اسکا مکین آیا

یہ جنس دل مقرر اک نظر اوسکو دکھا دینگے
جو کوئی مشتری بازار عالم مین حسین آیا

شفقت سی شفقت کی ہے راہِ عشق مین ہمنے
پسینہ پانون کا کس روز مانِ سرنگ نہین آیا

نچھوڑیگا کسی کو آسمان زیر گور مین بھیجے
سمجھ زیر زمین اوسکو جو بالائے زمین آیا

گریبان تک بھی دامن سے جنون ہنوز تھا اسکا
بغل سے ہوکے دامن تک جو چاکِ آستین آیا

مصور کو تری تصویر کا سودا مبارک ہو
مقام گیسوئے مشکین و خال عنبرین آیا

رجوع اپنے دل روشن سے کر آتش جو منظور ہے
گیا خرم جب اس درگاہ مین اندوہگین آیا

ملکہ مروارید کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے شعلۂ خیز نے کہا حقیقت مین خواجہ تمھارا مثل نہین

حضور آپ کے حسرت نصیب فرقت مین
شگون بد ہے وہ اور یان امید شادی ہے
مین چپ جو ہوتا ہون تو درد اٹھ کر کہتا ہے
سرھانے رکھ کے قفس سو رہا نہ کر صیاد
ری طرح سے جو دل پر ہین چوٹ کھائی ہوئے
زمانہ جانے نہ جانے انہین غرض کیا ہے
ہماری ضبط پہ صیاد رحم کھائے گا
ہزار ورد ہو دل مین خوش رہتے ہین
قفس مین مرگئے یہ ہم امتحان کر آئے
یہ کون در پہ مرے آ کے لکھ گیا مصرع
خوش بیٹھا ہے صیا سر جھکائے ہوئے
کلیجہ آتا ہے منھ کو غرض یہ گھٹتا ہے دم

پکارتے ہین قضا کو فغان نہین کرتے
خیال وصل مین اس سے فغان نہین کرتے
شب فراق ہے اور تم فغان نہین کرتی
کہ تیرے خوف سے قیدی فغان نہین کرتے
ارے وہ ہجر مین کیونکر فغان نہین کرتے
جو محو باد بتان ہین فغان نہین کرتے
اسی امید پہ بر شون فغان نہین کرتے
فراہے ضبط کا جنکو فغان نہین کرتے
وہ چھوٹتے ہی نہین جو فغان نہین کرتے
جو راز دار ہین ہرگز فغان نہین کرتے
اسیر آج قفس مین فغان نہین کرتے
جو دل کا حال کسی سے بیان نہین کرتے

ن نے دیکھا کہ اب اوستاد کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے جانسوز و ضرغام و جہتر قران برق
اہ تھا انھون نے بھی خبر سنی کہ خواجہ عمرو نے برق کو گرفتار کر لیا اوپر مار پڑ رہی ہے تینون عیار
رین سنکر بھاگے جاکے ملکۂ مہرخ کو خبر دی کہ اب وہ دربار جانے کے لائق نہین ہے خواجہ
و سبکو گرفتار کر رہی ہین ہم لوگ انکے ہاتھ سے کیونکر بچینگے وہ تو ہر رنگ مین پہچان لیتی ہین
ں فرنگی کو ابھی گرفتار کیا ہے اور مرد ارید گہر ریز کو بھی دیدیا وہ اب پہلو مین انکے شوہر کے بیٹھی
جہ کی سفارش کر رہی ہے مگر یہان جب خواجہ اٹھکر برق فرنگی کو لات کی مارتے ہین تب برق
ے کہتا ہے اوستاد میرے چوٹ لگتی ہے خواجہ جھلا کر ملکۂ حیرت جادو کی طرف رجوع ہوکے کہتے
) دیکھئے ملکۂ عالم یہ مجھکو تسخیر کرتا ہے یہ نہین جانتا کہ مین دل و جان سے مطیع افراسیاب ہوا اور ہمیشہ
کہ مین تواب خدمت فیضدرجت شعلہ خیز مین رہونگا یہ دونون صاحب مجھکو سرفراز کرینگے شعلہ
ہتا ہے خواجہ مین تمھارا وہ مرتبہ کرونگا کہ عالم عالم رشک کریگے تمکو اپنے لشکر کا بادشاہ کر دونگا
اجہ فرماتے ہین آپکی مہربانی مین بھی خوب راضی کرونگا اسوقت دربار مین گرفتار ہونے سے برق

پہچانا برق نے جست کی مگر حلقہ ہائے کمند سے نہ نکل سکا خواجہ نے جھٹکا مارا برق منہ کے بھل زمین پر گرا خ
نے چھاتی پر چڑھکر شسکین باندھ لین بارگاہ مین ہاڑ ہوا کہ برق پکڑا گیا خواجہ عمرو نے کہا او بھیا ہم ا
شہنشاہ ہوشربا کے ملازم ہوئے اب تم لوگونکی دال نہ گلیگی نہ اس مقام پر آنے پاؤگے سبکو گرفتار کرا
قتل کراؤنگا اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچوگے میان جانسوز و ضرغام وغیرہ یہان ہونگے جاکے بی مہرخ
عرض کرین کہ خواجہ عمرو شہنشاہ ہوشربا کے نوکر ہوگئے تمہارے ساتھ جو برسون جانبازی کی کیا
پایا جو سزا رہ آیا اُسے مارا کیسی کیسی عیاریان کین مگر کوئی فائدہ نہ اٹھایا یارو کہدینا کہ آپکو یاد ہوگا کہ
روز اول آپ پشتۂ رنگین حصار پر تشریف لائین تھین ساٹھ ہزار فوج ساتھ تھی اسقدر رکھ دکا دو شر
کہ تم ہمنبرد افراسیاب کہلاتی ہو کجا بادشاہ حجاہ کجا لونڈیان باندیان ایک نہین سبکو مٹادونگا
و امارت و سلطنت ہو چکی اب بہتر اسی مین ہے کہ رومال سے ہاتھ باندھ کر حاضر خدمت فیضدرجت شہنشاہ
ہوشربا ہو ورنہ آؤنگا سب کی گردن پکڑکے لیجاؤنگا یہ نہ سمجھنا کہ ہم ساحران نامی ہین سب
ساحری مٹادونگا وہی تملوگ ہو کہ جنکو گرفتار کرکے مسلمان کیا اب گرفتار کرکے ساحری دھمیشہ
کو سجدہ کراؤنگا برق فرنگی کو ایک لات ماری کہا کیون بڑ یہان عیاری کرنے آیا تھا حیرت جادو
کہا اے ملکۂ عالم اس مکار کو جلد قتل کیجیے یہ آپکے یہان بڑے غضب کی بات ہے کہ گرفتار کرین اور ق
نکرین یہ سنکر حیرت نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری اب آپنے بھوری کو گرفتار کیا آج ہی اسکا
ہو جائیگا شہنشاہ کو عرضی لکھی جائیگی یہ حال سنکر شہنشاہ خوش ہوجائینگے لکھونگی کہ حسب ایماے ح
خواجہ عمرو تشریف لائے ملکۂ مرواریدگہر نے نذر کو دیدیا لیکن صرصر شمشیرزن کے خواہان ہین شہنشاہ
صرصر کو سمجھا کہ راضی کردینگے وہ اگر بخوشی نہ مانیگی شہنشاہ شکین باندھکر آپکے ساتھ عقد کردینگے خوا
عقد کے نام بہت ہنستے ہین کبھی ملکۂ حیرت کے تخت کے گرد پھرتے ہین کہتے ہین اے ملکۂ عالم کیا خوب کسی
نے قطعہ فرمایا ہے وہ میرے حسب حال ہے قطعہ اگر بہر سر موئے من دو صد زبان باشد ز شکر تو انم یک ز ہزاران نیارم گوہر شکر تو سفتہ
میرے ذرہ احسانت توگفتن ہاے ملکۂ عالم کیا عرض کرون اس ظالم کی محبت نے دست و پا گم کر دیا خانۂ دل غم و الم سے

شرر شباب کو یون رائگان نہین کرتے — بنی ہو دل پہ تو ضبط فغان نہین کرتے
وہ لطف ضبط کبھی رائگان نہین کرتے — جو غم کے مرتبہ دان ہین فغان نہین کرتے
قفس سے پھینک دئے مردہ سمجھ کے صیاد — اسیر مرے پہ پڑے ہین فغان نہین کرتے

قبال کرتی ہین ضرور یہ معاملہ ہوگا خواجہ نے کہا جان و مال سب راہِ محبوب مین حاضر ہے ملکۂ عالم کا
شاد فرمانا باعث تسکین دل ہے مصاحبون نے کہا خواجہ نہ گھبراؤ شہنشاہ سے ذکر ہوگا اب یہ
عاملہ ساتھ نختلی کے ہوگا عمرو نے کہا ایک مجھکو بڑا غم ہے مین نے ایسے مگر آپکے ساتھ کیے کہ
ری بات کا اعتبار جاتا رہا ہر چند کہ مین ہمیشہ سی شہنشاہ سے محبت رکھتا ہون مگر دل کی بات
اہر نہو سکی ایک ہی دن مین سب مسلمانون کو پکڑ لاؤنگا خواجہ تو یہ باتین کر رہی ہین وہان ملکۂ
رخ نے گھبراکے برق سے کہا ذرا جاکر دریافت تو کرو بلکہ خود آنکھ سے دیکھ آؤ کہ خواجہ نے
کیا حقیقت مین وہ ارسطو فطرت لقمانِ حکمت ہین جسکے قتل کا ارادہ کیا اسکو نہ چھوڑا ہزارہا
رار ملکر یہان چلے آئے صدہا سرفراز نامی و گرامی جنکا عدیل و نظیر طلسم مین ممکن نہین وہ ہاتھ سے
اجہ کے قتل ہوئے ماشاء اللہ خدا انکو سلامت رکھے اس پشۂ رنگین حصار پر مین ساٹھ ہزار ساحر
ر آئی تھی مگر آمادۂ مرگ و مہیائے قضا تھی یقین کامل تھا کہ جسوقت افراسیاب کو ثابت ہوگا
ملکۂ مہرخ نے نواسی کا ساتھ دیا اسیوقت آکر فساد کریگا یا بذلت قید کرکے بلائیگا کیا عنایت
ور دگار ہے کہ بائیس لاکھ کا لشکر یہ سردارانِ نامور ایک ایک ساحری عہد جمشید زمان لیکن خواجہ
و کا اکیلا دربار مین ایسے دشمن کے جانا خدا انکی آبرو بچائے ایسا نہو دشمنونکو گرفتار کرلے
یہ اطمینان بیٹھے رہین اگر خبر مفصل لے جاکر اپنی جان دین لے برق خبر لینا ضرور ہے قلب ناصبور ہے
ن نے کہا حضور ابھی جاتا ہون جاکے خبر لاتا ہون یہ کہکر ایک خدمتگار کی شکل بنکر بارگاہِ حیرت
آیا دیکھا خواجہ خلعت فاخرہ پہنے ہوے بارگاہ مین بیٹھے ہین حیرت جادو سے باتین کر رہے
ایک کرسی جواہر نگار پہ مروارید گہر ریز بیٹھی خواجہ کی سفارش کر رہی ہے برق ستون کی
اڑ کے کھڑا ہو رہا خواجہ عمرو کو دیکھ رہا ہے خواجہ چہار جانب متوجہ ہین کنکھیون سے برق کو دیکھا
ایک پرچہ لکھکر ملکۂ حیرت کو دیا مضمون یہ تھا کہ ستونکی آڑ مین جو خدمتگار سبز کپڑے پہنے کھڑا ہے
ں فرنگی عیار ہے مین جلکے گرفتار کرتا ہون شاید میری کمند سے نکلجائے تو آپ سحر کرکے گرفتار
یے گا ایک بازو تو اہل اسلام کا ٹوٹ جائے مین یہی چاہتا ہون سردم زوران لوگون کا کم ہو فوراً
رفتار کرکے قتل کرڈالیے گا یہ باتین کرکے خواجہ اوٹھے اور جانب نکھتہ ہوئے چلے کہ برق کو گمان بھی
ق سمجھا کسی کام کو خواجہ اوٹھے ہین خواجہ نے پہلو مین آکر حلقہ ہائے کمند برق پہ مارا اور نعرہ کیا مین نے

شانہ کرتے غیر کو دیکھا تو یہ نفرت ہوئی
رات دن رہتی ہے ناسخ ہمکو از خود رفتگی

گیسوئے پیچیدہ مجھکو مار پیچان ہو
آہ جیسے عاشق رفتار جانان ہو

یہ اشعار پڑھکر خواجہ اسقدر روئے کہ دامن و گریبان تر ہو گیا شعلۂ خیز نے اٹھکر آنسو
کہا خواجہ نہ گھبراؤ ہم تمہارے مقدمے مین جانبازی کرین گے شہنشاہ سے کہینگے مروارید گو
بھی کہہ رہی ہے ای شہنشاہ اوج عیاری برای خدا اے نادیدہ صبر کیجیے دل پر جبر کیجیے عشق ایسی
چیز ہے انسان مجبور و ناچار ہوتا ہے اب تمہارا انتظام بوجہ احسن ہو جائیگا حیرت کو بھی خوف
کہ ایسا نہو روتے روتے خواجہ کا دم نکلجائے اب شعلۂ خیز کو یقین ہوا کہ حقیقت مین مروارید آ
کنیزون نے لباس فاخرہ پہنایا زیور بھی منگا دیا حیرت کو بڑی خوشی ہے حیرت نے کہا خواجہ نے
بڑا احسان کیا یہ کہکر حکم دیا صرصر شمشیر زن کو تو باہر سے بلا لاؤ کنیزین گئین صرصر کو بلا کے
حیرت نے کہا ای صرصر کہنا ہمارا مانو کسی نہ کسی مرد کے ساتھ ضرور شادی ہوگی پس ہمارا کہنا
عمرو مرد سے تمپر جان دیتا ہے اسکو قبول کرو ہماری خوشی یہی ہے شعلۂ خیز نے بھی یہی کہا کہ عمرو
عیار کسکو ملتا ہے لائق اسکے ہے کہ تعویذ بازو بنائین صرصر نے منہ بہلا کر جواب یا عمرو ساتھ شاد
حیرت نے کہا ہم سمجھے تمہاری شامتین آئی ہین مشکین باندھکر عمرو کے ساتھ کر دینگے صرصر نے
نہ کچھ فرمایئے مین کسی کی لونڈی نہین ہون جو کوئی مجھپر زبردستی کریگا جان اپنی دیدونگی
اٹھی کہا آج سے بارگاہ مین نہ آؤنگی یہ کہکر صرصر باہر چلی گئی خواجہ یہ حال دیکھکر رونے لگے
کیون ای ملکۂ عالم اب کیا ہوگا مینے آپکے کہنے سے وہ کیا جو کبھی نکیا تھا میان شعلۂ خیز منا
آپکی تو مراد بر آئی میری جان پر بنی ہوئی ہے شعلۂ خیز نے کہا خواجہ آپ نہ گھبرائیے مین
لاکھون روپیہ صرف کرونگا افراسیاب سے کہکر شادی کرونگا خواجہ تم تردد نکرو خواجہ
سیر جو [illegible] تھا وہ مینے عرض کیا اب میرے مقدمے مین آپکو اختیار ہے جو منظور ہو
ہوگا وہی ہوگا حیرت نے کہا خواجہ تم نہ گھبراؤ مین اسکی تدبیر دل و جان سے کرونگی یہ حرامزاد
کہان جائیگی مین گرفتار کرا منگاؤنگی ہمسے بگڑکے کہان جائیگی ہم اسکو پکڑ بلوائینگے ہمکو س
اختیار ہے ہمارے ساتھ بغاوت اسکی نہ چلیگی خواجہ عمرو کو ملکۂ حیرت و شعلۂ خیز دو
تسکین دے رہے ہین سب لوگون نے یہی کہا کہ خواجہ اب تم سے ملکۂ حیرت ج

...تظام کرتا ہون مجھے تم سے ملال نہین ہے بس عمرو نے مردوار یہ گھر زر گوزنبیل سے نکالا دنگل پر بچھا دو
...او ملکہ حیرت مین آپکا حکم بجا لایا اب مین اپنی کیفیت کیا عرض کرون ملکۂ عالم آپکے قدمونکی قسم
...ر شہنشاہ کی مہر کی قسم جو مجھپر گذرتی تھی اپنا مالک جانکر سب حال بیان کر دیا اب تک ہماران باتونکا
...ین ہے لیکن ہماری غربت پر خیال فرمائیے وہ آقائے نامدار جسکے ساتھ کھیلکر پرورش پائی اس سے
...و انصاف فرمائیے صاحبقران زمان پردۂ قاف تشریف لیگئے نوشیروان ایسا دشمن کردگار
...دار و بیدل مجھپر چڑھ آیا ملکہ مہرنگار جنت آرامگاہ میرے ساتھ حصین قلعہ گھرا ہوا آب و دانہ بند
...ج کم مزاج برہم لندھور و بہرام دو سرداران زبردست تھے وہ دونون پیشتر چلے گئے مین حیران
...کہ آب آذوقہ کی فکر کرون یا ناموس کو آقا کے دشمنون کے ہاتھ سے بچاؤن مگر بعنایت پروردگار
...ارہ برس نوشیروان سے لڑا ناموس کو بھی بچایا اور اپ سائیس کو بھی قتل ہونے نہ دیا جب
...ا حبقران تشریف لائے سبکو نجیر و عافیت پایا اب وہ آقا چھوٹا اہل و عیال و ہان تباہ ہین مین
...ان پریشان اس ظالم کی محبت نے کسی کام کا مجھے نہین رکھا میری تو یہ کیفیت ہے نظم

...یسے ہم آما جگاہِ تیرِ مژگان ہو گئے — رو نگمشون کی جابدن پر ساری پیکان ہو گئے
...با ہوا سے بال زلفون کے پریشان ہو گئے — مثل بلبل تار تار اکثر گریبان ہو گئے
...غ مین گلبن ہین گلدستے قرار دنگی تمام — خاک مین کیا کیا ہی گلرخسارے پنہان ہو گئے
...مین جب لایا تصور اسکو تب کہنے لگا — مثل یوسف ہم اسیر کنج زندان ہو گئے
...ن عالم مین ہون وہ عندلیب نغمہ سنج — زاغ جسکے زمزمہ سنکر خوش الحان ہو گئے
...ل کوے یار ہے دنیا مین جتنے باغ تھے — گلشن شداد سان نظرون سے پنہان ہو گئے
...ا کی شب پھٹ گیا جسدم گریبانِ سحر — پیرہن مین یان گریبان ہی گریبان ہو گئے
...ائش گلگون قبا کی باغ مین جسدم بہار — پھاڑکر کپڑے ہزارون غنچے عریان ہو گئے
...ن رخسار جانان سے ہوئی رخصت بہار — صورت برگِ خزان عاشق پریشان ہو گئے
...انِ داغ سودا لیچلے سوے وطن — دو دن اس وحشت سرا مین ہم بھی مہمان ہو گئے
...ہین داغ جنون ہین سکۂ شاہان حسن — کشور دل مین روان کس کس کے فرمان ہو گئے
...ا جگہ تھے قصر و منظر بن گئین قبرین تمام — شہر جو آباد تھے شہر خموشان ہو گئے

اسطرح جاکر لڑنے مین زوجہ نہ ملیگی مگر تم کسی مقدمہ مین دخل نہ دینا ملکہ حیرت سمجھالیگی شعلۂ خیز
اسکو اختیار ہے افراسیاب نے کہا اے حیرت تم جاکر ایک رقعہ بمُہر ہماری لکھنا عمرو کو بلوانا ہماری طرف سے
کہ شہنشاہ نے فرمایا ہے کہ جسطرح ہو سکے مرد واریدکو اسکے حوالہ کردو اسمین تمہارے واسطے بہتر ہے ورنہ
برپا کرونگا حیرت نے ایسا ہی کیا جائیگا افراسیاب تو چلا گیا حیرت شعلۂ خیز کو ساتھ لیکر چلی
خیز نے راہ مین سب حال رو رو کر بیان کیا کہ اسطرح ستم دیا مال بھی عمرو لے گیا میری زوجہ کو بھی مار
کہتی ہے آپ نہ گھبرائیے اب تدبیر نکل آئیگی شہنشاہ نے خوب تدبیر بتائی یہ باتین کرتی ہوئی حیرت
لشکر مین آئی آکے تخت پر بیٹھی شعلۂ خیز دنگل زرین پر بیٹھا ایک نامہ افراسیاب جادو کی طر
لکھا ہر لفظ سے یہی منت و خوشامد پیدا تھی کہ خواجہ جسطرح ہو سکے برائے ملاقات حیرت آؤ ایسا
فساد برپا ہو جائے محکوم جادو کو نامہ لکھکر دیا محکوم نامہ لیکر چلا لشکر اسلام مین آیا آکے خو
نامہ دیا خواجہ عمرو نے نامہ کو پڑھتے ہی کہا بہت خوب شہنشاہ کے حکم سے کیا مین انکار کر سکتا
مین ابھی چلتا ہون مہرخ و بہار نے کہا خواجہ کیا ہم تمکو اکیلا جانے دینگے جسکو کہیے وہ سا
عمرو نے کہا صاحب مین اپنی مالکہ کے پاس جاتا ہون خوف کیا ہے یہ کہکر خواجہ محکوم کے سا
لشکر افراسیاب مین آئے ہرکارون نے جاکر حیرت کو خبر دی کہ خواجہ محکوم کے ساتھ آتے
حیرت نے شعلۂ خیز سے کہا تم کسی بات مین دخل نہ دینا ہم سب طرح کلام کرالینگے شعلۂ خ
کہا مین بولونگا کہ خواجہ اندر آئے حیرت کو جھککر سلام کیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا حیرت نے
عنایت کی خواجہ عمرو کرسی پر بیٹھے حیرت نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری اے قطب فلک
گزاری شاہ نے فرمایا ہے کہ جسطرح ہو سکے ملکہ مرد واریدکو حوالہ کردیجئے عمرو نے کہا حاضر ہے مین
کچھ عرض کرونگا حیرت نے کہا کہو خواجہ عمرو نے ہاتھ باندھکر حیرت کے کان سے منھ ملا دیا کہا اے ملکہ
آپ جانتی ہین کہ مین کس بلا مین مبتلا ہون راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کر گذرتی ہین مگر مین ضبط کر
کچھ بن نہین پڑتا چاہتا ہون اگر وہ مجھکو ملے تو مین آپکے زیر سایۂ دامن دولت بسر کرون مسلمان
گرفتار کرکے لاؤن حیرت نے کہا کیا مضائقہ ہے اب خواجہ سامنے شعلۂ خیز کے ہاتھ باندھکر
کہا مجھسے بڑی خطا سرزد ہوئی اب امیدوار ہون کہ معاف فرمائیے زوجہ کو اپنی لیجئے مین غد
گرچہ صرصر شمشیر زن پر میری جان جاتی ہے آج اسکے ساتھ میرا نکاح کردیجئے شعلۂ خیز نے کہا یہ

ورا وتار لیا کسی پر ہاتھ مارا کہ اوسکے دو ٹکڑے ہوے ایک طرف خواجہ لوٹ رہی ہین ملکہ بہا
ب رہی ہین یہی کہتی جاتی ہین خواجہ بس اب نکل چلو دیکھو کوئی آفت نہ آجائے حیرت کو
نہین لگانے دیا قضای کارا فراسیاب جادو بیٹھے بیٹھے گھبرایا نقشہ اوٹھاکے دیکھا تاج دہی مارا
مقام سے اٹھا بہ قہر و غضب تمام چلا دو کوس پرسے آواز سنی کہ جادوگر نیونکے مرنے کی آواز آ رہی
باش اوساربان زادی کہ مثل شعلۂ جوالہ چلا یہان خواجہ بے خوف لوٹ رہی ہین کہ افراسیاب
ان پر آکے چمکا وہین سے نعرہ کیا کہ اوساربان زادی کیا کرتا ہی بہار نے کہا لو خواجہ افراسیاب
یا بھاگو خواجہ سوچے اگر بھاگا اوس نے گرفتار کر لیا تو مین کیا کرونگا یہ سوچ کر فوراً گلیم اوڑھ لی
ار جادو نے دونون پانون زمین پر مارے غرق زمین ہو کر اندر اندر چلین خواجہ بھی نکل گئی جب
اسیاب زمین پر آیا کسیکو اس مقام پر نہ پایا ناچار ہوا آکے حیرت جادو کو ہوشیار کیا
رت سر پیٹتی ہوئی اٹھی پکار کر آواز دی کہ پانی منہ دھونے کو لاؤ چند کنیزین پانی لیکر آئین حیرت
منہ دھویا مگر افراسیاب سے کہتی جاتی ہی کہ ہینے تو بوا بہار کو ہاتھ سے تیر نگ تاجدار کے بچایا
ہون نے ہمارے ساتھ یہ سلوک کیا ہم کیا جانتے تھے کہ ایسا کرینگی ساری بارگاہ کو تباہ کیا جو منصف
ن بوا بہار کو برا کہینگے اب مین کبھی انکا اعتبار نکرونگی انھون نے اپنا اعتبار کھویا میرا کیا نقصان ہوا
ندن مین بگڑ جاؤنگی اسدن زمین ہلیگی بی بہار کو بھاگنے کی جگہ نہ ملیگی سامری و جمشید
سکا بدلہ لینگے پوتنے دوسو خداوندانکے ساتھ وہ بات کرین کہ انکی آبرو مین فرق آئے مجھ برا
دیا افراسیاب حیرت کو سمجھا رہا ہے کہ صبر کرو مین اسکا بدلہ لونگا حیرت ساتھ والیون کو تسلیا
ہی ہی کہ صحرا سے گرد اوڑی سب دیکھنے لگے افراسیاب نے دیکھا کہ شہنشاہ شعلہ خیز آگے آگے سات لاکھ
لشکر پشت پر بہ قہر و غضب تمام چلا آتا ہے افراسیاب و حیرت کو جو ایک مقام پر دیکھا گھوڑے سے
ا دور کر قریب آیا دامن افراسیاب کا پکڑ لیا کہا ای شہنشاہ غلام کو عمرو برق نے ملکر لوٹ لیا
بھی لیا زوجہ کو بھی میری لیگئے افراسیاب جادو کو یہ سنکر سناٹا آگیا شرم کے سر جھکا لیا کہا ای
لہ خیز اب کیا ارادہ ہی کہا منظور تو یہ تھا کہ یونہین جا کر لشکر مین عمرو کے گھس جاؤن سب سرداروںکو
ہرون لیکن اب آپ ملگئے کوئی تدبیر آپ ہی فرمائیے کہ زوجہ میری مجھکو ملے مین لڑائی سے باز آیا اگر
و پلٹ جاؤنگا افراسیاب نے کہا ای شہنشاہ شعلۂ خیز نہ گھبراؤ ہم تمہاری زوجہ کو دلوا دیتے ہین

صحبت مین حیرت کی لیکر آئے حیرت نہایت خوش بیٹھی ہین مگر ملکہ بہار جادو کو یہ خیال
کہ اب گھڑی بھر کے بعد خواجہ سبکو لوٹ لینگے افراسیاب میری ساتھ دشمنی کریگا دیکھئے کیا آفت
کرے یہ مشہور ہوگا کہ ملکہ بہار نے حیرت کو لٹوا دیا ای بہار رونے کی بات ہے اوس نے تو آپ
ہمنے اسکو لٹوا دیا چپ سنناٹے مین بیٹھی ہے دمبدم یہی سوچ ہے کہ انجام کیا ہو خواجہ
نہ مانینگے اس سوچ مین بیٹھی تھی کہ خواجہ بصورت صرصر گلابیان لیکر آئے پہلے جام لبریز کرکے
کو دیا کہا لو بی بی پیو مبارک ہو بچھڑی ہوئی بہن کو سامری و جمشید نے ملایا آج ہم
کرینگے آج روز سعید ہے تیر خواہان دولت کیواسطے روز عید ہے حیرت جادو نے خوشی
جام پیا دوسرا جام خواجہ نے بیٹھ کے سادہ بہار کو دیا بہار حیران حیران دیکھنے لگی خواجہ
اشارہ کیا پی جاؤ بہار سمجھ گئی جام سادہ ہے اب تو خواجہ نے دورہ باندھا گاتے بھی جا
اب مصور کو جام دیا کہا کچھ انعام دلوائیے مصور نے پانچ اشرفیان نکال کے صرصر نقلی کو د
خواجہ نے سب پر ڈھنگ ڈالا کسی نے انگوٹھی کسی نے چھلا کسی نے نقد دیا خواجہ لیتے
مین طنبورہ رہے ہین چار گھڑی کے عرصے مین ساری محفل کو شراب پہونچائی نشہ مین جوتی
چلنے لگی یہان محفل مین بھی دست درازیان ہونے لگین میان مصور کا بیٹھے بیٹھے نقشہ ہوا نشہ
زور کیا یہ کہا اٹھو کہ صرصر گائینگی اور ہم ناچینگے گت ناچتے ہوئے اپنے مقام سے اٹھے چند قدم
گرے بیہوش ہوگئے سب سردار ہان ہان کرکے اوٹھے بر لب فرش فرش ہوگئے حیرت یہ کہکر اوٹھی
ذرا دیکھو کیا ہوگیا حیرت جادو بھی لڑکھڑا کے گری بیہوش ہوگئی اب تو خواجہ نے بڑھکر نعرہ کیا خواجہ عمرو

مرا نام ہے خواجۂ خواجگان
مری نام پر عذر رشیدہ ہلو
مرا گھر ہے گلشن قیل و قال
نشان تمھاری گروہ پاپوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے

عمرو ذی حشم مہتر مہتران
اڑاتا ہون کفنا سکے مین جو ہون
مری چال سی ہے صبا پائمال
مرا افسر ذی حشم نامدار
کہ آقا ہمارا جہان گیر ہے

مری نسل سے گمرہ پیدا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر
فلک کی جو گردش کا ساما
امیر عرب شیر ہر در
ہمیچہ کھینچکر خواجۂ عمرو

بہار نے ہاتھ پکڑ لیا خواجہ برای خدا میری بہن کو قتل کرنے کا ارادہ نکرو اور سبھون
حیرت کو ہاتھ نہ لگاؤ خواجہ نے کہا مین تو ضرور لوٹونگا یہ کہکر کنیزونکو لوٹنے لگے کسی کو برہنہ

ین کبھی بیہوش ہو جائین اور کبھی ہوشیار رہون یہ کہکر تبلہ منگایا بایان چھیڑنا شروع کیا گنگنا کے
بہ الحان تمام صرصر نقلی نے یہ چند اشعار گائی نظم

نیند آتا ہے نظر جاتے ہین سو سو بار ہم
جانتے ہین یار کے دروازے کو دیوار ہم

مانگتے ہین یہ دعا سونے کے وقت اے یار ہم
ہون تری پاؤن کی آہٹ سے کہین بیدار ہم

عین غفلت مین ہین مثل نرگس بیمار ہم
دیکھنے کو اپنی آنکھین رکھتے ہین بیدار ہم

یاد کوئے یار مین ہین رات دن بیدار ہم
آنکھین وا رکھتے ہین مثل روزنِ دیوار ہم

نقدِ دل دیتے ہین اک محبوب بازاری کو آج
روز سودا مول لیتے ہین سر بازار ہم

کیون جنازے کو اٹھا کے سب نے شرمندہ کیا
ایک کے دلبر نہ جیتے جی ہوئے تھے بار ہم

پھنس گئے ہین واعظا گرداب دورِ جام مین
زیست بھر ہونگے نہ اس دریائے مے سے پار ہم

جب چھپا گلبرگ مین کانٹا ہمارا دل دکھا
نرگس بیمار کے غم مین ہوئے بیمار ہم

ناتوان ہر چند ہین پر ایک شب اے رشک ماہ
پھاندینگے دیوار مثلِ سایۂ دیوار ہم

ہین جو غافل انکو سوتے پر بھی آجاتی ہے نیند
پنبۂ توشک پہ ہین منصور سان بیدار ہم

ہو سراپا راست اور اوسکا دہن معدوم ہے
کیون نہ اوسکے قد کو سمجھین تیر بے آغاز ہم

دوڑتے ہین پیچھے قاتل کے گریبان پھاڑ کر
رکھتے ہین کیا اشتیاق زخم دامن دار ہم

نفرت ایسی ہو گئی نظارہ بازی سے ہمین
گنتے ہین تار نظر کو رشتۂ زنار ہم

سب رگین تن پر نظر آتی ہین مثل تار ساز
کرتے ہین تا صبح جو اک مطرب بسر کو یار ہم

ا رنگ مین یہ اشعار صرصر نے گائے کہ حیرت نے اپنے گلے سے موتیون کا مالا اتار کر دیدیا آ
اچہ ہینے صرصر نے کہا حضور شراب کا چرچا ہو تو کیفیت حاصل ہو تسکین دل ہو حیرت نے کہا
اصرصر تمھین اختیار ہے خواجہ میخانے مین گھسے سب شراب کو خراب کیا لشکر والون سے پکارکے
یاروا اب موسم بہار ہے شراب لیجاؤ اور لیجا کر پیو لازمانِ حیرت دوڑے کوئی گلابی اٹھا کرلے گیا
انے کنٹر لیا کوئی تپلہ لے بھاگا تمام میخانہ مین ہنگامہ ہو گیا ہر مقام پہ یہی ذکر ہے کہ آج بڑی
ں کا دن ہے بہن بہن ملین بہار نے آج داخلہ کیا باغ سیب مین روز آمد بہار ہے تمام باغین
بار ہے سب جشن شادیان کر رہی ہین خواجہ عمرو چالیس پچاس گلابیان کنٹر الماس نگار مرار غوانی سے معمور

صرصر شمشیر زن آتی ہین صرصر نقلی جادوگرون کے باتین کرتی ہوئی بارگاہ حیرت مین
حیرت کو جھک کر سلام کیا پایۂ تخت کو بوسہ یا ملکۂ حیرت نے کہا بی صرصر تمنے سنا بی بہار ہم سے تکرار
مین پاس افراسیاب کے جانے مین انکار ہے صرصر نے اشارہ کرکے کہا آپسے ملکۂ بہار انکار نکرینگی آنچہ وہ کام کر
کرتی ہین اشارہ سے کہا آپ مجھے حکم دیجئے مین الگ لیجا کے سمجھاؤن عورت کی بات عورت مانتی ہے آپکی کلام
مین اور تکرار بڑھتی ہے اس سے کیا فائدہ حیرت نے کہا اچھا صرصر لیجا کر سمجھاؤ صرصر ہاتھ پکڑ کر ملکۂ بہار کا ا
مین لیگئی دست بستہ عرض کی اے ملکۂ عالم آپ ہین کی اطاعت کیون نہین کرتین بہار نے کہا اے صرصر
سامری و جمشید پر لعنت کی ہے مین اطاعت کرکے کیا کرون صرصر نے کہا آپنے مجھے پہچانا مین ہون
خواجہ عمرو ملکۂ بہار سن کے شگفتہ ہوگئین کہا خواجہ مجھے یہان سے نکال لیچلو عمرو نے کہا آپ چلک
مین منجھر آتا فقط حیرت سے کہدیجئے کہ جو ملکۂ صرصر شمشیر زن کہینگی وہی کرونگی اب تمہاری اطاعت
گردن تابی نہوگی ملکہ بہار گلعذار نے کہا مجھسے یہ بات نہ کہی جائیگی عمرو نے کہا پھر بیرا روزگار کیونکر
تمہاری وجہ سے مین دو چار کوڑی کا روزگار کرونگا تم نکل جانا خواجہ نے کہا بے تمہارے کچھ نہوگا مگر
نے کہا خواجہ خدا کیواسطے اسوقت حیرت کو لوٹنے کا ارادہ نکرنا اوس نے مجھپر بڑا احسان کیا
عمرو نے کہا یہ تنفر ملیئے ایسا نہوگا ابھی جاکر کہدونگا کہ بی بہار نہین مانتین ابھی تو وہ گرفتار
ہوجائینگی بہار نے کہا خواجہ جو کچھ ہو مگر احسان اوسکا مجھپر ہے آج کوئی حرکت نہ کیجیے
نے کہا یہ نہوگا مین آج انکو ضرور لوٹونگا تمکو کچھ ہمارا حال بھی معلوم ہے جہاں جنھون نے مجھے آ
گھیرا ہے قرضداری بہت بڑھ گئی ہے ہم گرفتار ہوجائینگے بہار نے کہا خواجہ تمکو اختیار ہے
یہی چاہتی تھی کہ آج کوئی پریشانی حیرت کو نہ ہو خواجہ نے کچھ جواب نہ دیا بصورت صرصر بھا
باہر آئے حیرت سے کہا اے ملکۂ عالم مبارک ہو ملکہ بہار فرماتی ہین زبان سے مین کچھ نکہوں
حکم سے آپکے کیا عذر ہے ملکۂ حیرت نے بہار کو گلے سے لگا لیا کہا بوا بہار تمہارے نہونے سے
سب مین سنناٹا ہو گیا جس باغ مین بہار نہو اسکی کیا کیفیت ہوگی ہر نخل پریشان گل بو
حیران نہ عندلیب غزلخوان زلف سنبل پریشان شہنشاہ بہت خوش ہونگے کہ ملکۂ بہار نے سہ
فرمایا بہار گلعذار شرم سے کٹی جاتی ہے ہر مرتبہ یہی جواب ہے آپکو سب طرح کا اختیار ہے خواجہ نے
البتہ عرض کی ملکۂ عالم مبارک ہو آج خوشی کا دن ہے بچھڑی ہوئی بہن ملین جی چاہتا ہے خوب گائیے

اب بہتر یہ ہے کہ ہماری اطاعت کرو چلکر تمھین بادشاہ سے ملادین جو تمکو خیال ہو کہ شہنشاہ کچھ سزا دینگے
وئی امر نہونے پائیگا ہم سب خطائین معاف کرادینگے ملکہ بہار نے سر جھکا لیا جب حیرت نے بہت
ہا تب ملکہ بہار نے جواب دیا ان باتون کی امید مجھسے نہ رکھو مین اب لات پرستی نکرونگی مزا ایسا
حسان کرکے آپ ایسا بلبلاتی ہین کہ ہم اطاعت کرین جب تو ملکۂ حیرت کو غصہ آیا کہا کیون ہوا آفت
دئی مسلمان نہ بچانے آیا یہ کلمات سنکر ملکۂ بہار نے فرمایا اے ہمشیرہ اپنی بزرگی رکھو ایسا نہو کہ
ہماری زبان سے جواب سخت نکل جائے اور تمھین خطا وار کون بناتا ہے مذہب کے مقدمہ مین بیشک
یال ہوا ہونے دو سو خدا کیسے نگوڑی بہوت پلید انکو خدا بنایا ہے وہ وحدہ لاشریک ہے بس
ہی اعتقاد ٹھیک ہے ہوا اچھا نہو عقل کو دخل دو لات و منات کون ہین سامری و جمشید
مل ہماری اور تمھاری ساحر علم شعبدہ لیسے ماہر انکو خدا کہنا کیسا ہان جادوگر تھے جنکی یکار دن نے
شریک ہوکر انکو خداوند بنایا آپکے طلسم مین بنانے والے موجود ہین بی تاریک شکل کش سیان
شمشل و احتقاق و شہنا قواز و میان نیلم زر مہر پر صاحب یہ سب انکے مصاحب ہین ان لوگو
نے گھر گھر پھرکے انکو خداوند بنایا جب تو خدائی کو رونق ہوئی عقل سے دریافت کرنا واجب و لازم ہے
ہی ہم اطاعت نکرینگے اب تو ملکۂ حیرت کو بڑا غصہ ہے کبھی بگڑتی ہین کبھی منت و خوشامد کرتی ہین کبھی
تی ہین کہ بہن اگر تم اطاعت نکروگی تو مین تمکو گرفتار کرکے افراسیاب کے پاس لیجاؤنگی ملکہ بہار
کہا یہ تمھاری مجال نہین ہے تم میری مصیبت مین آکر کیون شریک ہوئین کیا تمکو مینے بلایا تھا آنے کا
یے بڑا احسان کیا حیرت جادو نے کہا بوا مین جانے ندونگی بہار نے کہا جب میرا جی چاہیگا چلی جاؤنگی
ئی مجکو روک نہین سکتا ہے کیا مین کسی کی لونڈی ہون جو میرا جی چاہیگا وہ کرونگی ملکہ بہار و حیرت
اپسمین تکرار ہو رہی ہے انسمین جلیسین اصلاح کر رہی ہین چاہتی ہین کہ بہنون مین فساد نہونے پائے
ما کار خواجہ عمرو جو شعلۂ خیز کو دم دیکر بھاگ گئے تھے اس مقام پر آکے پہونچے دیکھا ہزار ہا لاشہ پڑا
ہے ایک بارگاہ علیحدہ استادہ ہے ایک فقیر صورت بنکر لشکر مین داخل ہوئے لوگون سے حال پوچھا
ہون نے حال مفصل بیان کیا کہ ملکۂ حیرت نے آکے بہار کو بچایا اب بہنون مین تکرار ہو رہی ہے ملکۂ حیرت
بری طرح پیش آئینگی بی بہار کو ضرور اپنے ساتھ لیجائینگی یہ حال مفصل سنکر خواجہ نے رنگ و
غن عیاری کا نکالا کنارے آکے صرصر شمشیر زن کی شکل بنکر تیار ہوکے لشکر مین آئے تو پڑا ہوا کہ ملکہ

طائروں نے آنکھیں کھولیں ہنگامہ گرم ہوا بہار کے سحر نے کئی ہزار کے قلب الٹ دیے کئی سے دو
ہوگئے اشعار عاشقانہ پڑھتے پھرتے ہیں کبھی پکارتی ہیں نظم

ہوتا ہے حسینوں کے مقابل کئی دن سے	کچھ اور سمجھتا ہے مرا دل کئی دن سے
سینہ ہے تہِ زانوئے قاتل کئی دن سے	آسان نہیں ہوتی مری مشکل کئی دن سے
آجاتا ہے غش ہے کشش آہِ حزین میں	کھاتا ہے جو ٹھیس آبلۂ دل کئی دن سے
صیاد کی آمد ہے گلشن میں اداسی	سنتے نہیں فریادِ عنادل کئی دن سے
رک جاتے ہیں نالے لبِ خاموش پر آکے	کھلتی نہیں منقارِ عنادل کئی دن سے
دامن سے مہِ نور کے ریزش ہے زمین پر	آغوش میں ہے وہ مہ کامل کئی دن سے
خنجر کو مرے قتل نے بخشی ہے ندامت	منہ پہ ہے لیئے دامنِ قاتل کئی دن سے
جائیگی کسی عاشقِ جانباز کے سر پر	شمشیر ہے گردن میں حمائل کئی دن سے
اشکوں نے کمی کی تو بڑھی اور ندامت	دامن ہے بشکل کفِ سائل کئی دن سے
وا عقدۂ زنجیر کئے زورِ جنون نے	صد چاک ہیں پیوندِ سلاسل کئی دن سے
مرنے بھی نہ دیگی مجھے محرومی تقدیر	کچھ آنکھ چراتا ہے وہ قاتل کئی دن سے
ہے ایک گل تر کی تمنا جو نسیم آہ	ہے صورتِ غنچہ ہے مرا دل کئی دن سے

یہ اشعار پڑھ پڑھ کے گلا اپنے کاٹ ڈالے مگر حیرت جادو لڑتی ہوئی قریب نیرنگ کی پہونچیں
اور بھیا اپنی معشوقہ پر فقہقہ کر نیرنگ نے سحر کیا ملکۂ حیرت نے ہاتھ ہلا دیا نیرنگ سر اڑ گیا
جو مارا گیا ملازمان نیرنگ دست بستہ سامنے حیرت کے آئے عرض کی ہم مجبور و ناچار تھے اب ہم
تابعدار ہیں حیرت نے سبکو امان دی ملکہ بہار کا ہاتھ پکڑے ہوئے اپنی بارگاہ میں لائیں کہا اے
بہار تمنے دیکھا آخر بہار کے دلکو تاب نہ رہی ایک پٹ میں دونوں نے پاؤں پھیلائے ساتھ کھیلکر بڑی
پائی انتہائے محبت یہ ہے کہ جب ہم سسرال میں آئے یہاں بھی تمکو ساتھ لیتے آئے ہر چند کہ جانتے
افراسیاب کی نگاہ تیز پڑتی ہے مگر ہمنے کبھی خیال بھی نہ کیا جبکہ تمنے اپنا معین و مددگار قرار دیا
وہ لوگ اس مصیبت میں آگے نہ شریک ہوئے آخر ہمیں کو آنا پڑا بس ہماری تمہاری جو رنج
تھا اسکو دلسے نکال ڈالو ایسا نہیں چاہیے ذرا سی بات کو آنچل میں باندھا آجتک وہ آپکا غصہ نہیں

صرصر شمشیر زن کا دیکھکر ملکہ حیرت نے پوچھا اری خیر تو ہے صرصر نے کہا واری غضب ہوا نیرنگ
جدار نے ملکہ بہار جادو کو گرفتار کر لیا چاہتا ہی کہ وصل حاصل کرون ملکہ بہار بڑی کشمکش مین ہین
نے جو نیرنگ کو سمجھایا وہ حرامزادہ کہتا ہی آخر شہنشاہ کیسلیے ساتھ شادی کرینگے میری ہی ساتھ شادی
دین مین بھی بادشاہ ہون یہ سنکر حیرت کانپنے لگی کہا دیکھو صاحبو کیا غضب کی بات ہی ملکہ بہار نے
پایہ حال پہونچایا مجھکو یہ افسوس ہی کہ اگر انکی عصمت پر حرف آیا تو کل کو والد پیر دامن پکڑین گے
ہنشاہ حیات اس ذلت کو کیونکر جائز رکھینگے مین ابھی جاکر اس حرامزادیکو سمجھاتی ہون اگر مانا فبہا
رنہ سزاے سخت دونگی میری زندگی مین کیونکر ہوسکتا ہی کہ بہار کی آبرو جائے وہ مجھکو دشمن جانتی ہین
مین کیونکر گوارا کرون کہ انکی عصمت پر حرف آئے اور مین دخل نہ دون یہ کہکے حیرت جادو اٹھی طاؤس
ین بال پر سوار ہو کر چلی ملکہ حیرت کا جانا کہ یاقوت و زمرد و مصور و صورت نگار وغیرہ
سرداران نامی و پچاس ہزار ساحران گرامی بعد ملکہ حیرت جادو کے چلے ہر ایک کا یہی قصد ہے
جاکر نیرنگ تاجدار کو مارین ملکہ بہار گلعذار کو بچائین یہان نیرنگ تاجدار بیٹھا ہوا سحر
ر کر رہا ہے کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ حیرت بقہر و غضب تمام آکر پہونچین ہین سے للکارا او نیرنگ
کرتا ہی کیون تیری شامتین آئی ہین نیرنگ نے سر اٹھاکر حیرت کو دیکھا ایک شعلہ جوالہ پری رو معشوق
شوخ آنکھونمین سرمہ لگایا ہوا نرگسی چشم ماہ رخسار صنوبر قد خورشید خد دیکھکر مرگیا پکارکر آواز دی اے آفتاب حسن
مین تو تمھاری فکر مین تھا دونون بہنونکے ساتھ شادی کرونگا اے شہنشاہ اقلیم خوبی واے رنگ و بوے
حدیقہ محبوبی میری تم پر بھی جان جاتی ہی حیرت جادو جو جھلاکر گری گولا اٹھاکے پھینک مارا دس
جادوگر دونکے سینے کو برما کر نکل گیا اب تو نیرنگ تاجدار کا غصہ بڑھا اپنے مقام سے اٹھا حیرت پر سحر
نے لگا یہی خیال ہی کہ حیرت پر قبضہ کرون کہ آسمان پر ایک لکہ ابر پیدا ہوا سب نے دیکھا مصور و
صورت نگار وغیرہ آکر پہونچے دیکھا حیرت جادو لڑ رہی ہین تلوار چل رہی ہے ہنگامہ گیر و دار
بند ملازمان نیرنگ در دمند مصور و صورت نگار وغیرہ نے بھی آکے سحر کیا حیرت جادو
زمین ہلادی یاقوت و زمرد لڑتی بھڑتی قریب حیرت کی پہونچین زمرد نے بڑھکر زبان سے
بہار کی سوزن کو نکالا اب جو بہار گلعذار اٹھین وہی گلدستے جو نیرنگ نے بنائے تھے اسی مین سے ایک
دستہ بہار نے اوٹھالیا سحر کرکے مارا بہار نے جو گلدستہ مارا پھول برسنے لگے ہواے سرد کے جھونکے چلے

نیرنگ کہتا ہے اے ملکہ عالم اب تو میرے قبضے میں ہو کوئی میرا کیا کر سکتا ہے یہ باتیں ہو رہی ہیں
قضائے کار ملکہ صرصر شمشیر زن جو تلاش میں نکلی تھی اس مقام پر آکے پہونچی اب جو اس نے در
کیا معلوم ہوا نیرنگ تاجدار خراجگزار شہنشاہ افراسیاب نے ملکہ بہار کو گرفتار کیا ہے طالب وصل
دیکھیے کیا ہوتا ہے صرصر گھبرا گئی جھپٹ کر لشکر میں آئی بارگاہ نیرنگ میں پہونچی نیرنگ تاجدار کو
سلام کیا کہا اے شہنشاہ ہر چند کہ یہ افراسیاب کی یہ دشمن ہیں انکے لشکر سے نکل گئیں دشمنوں کی جا
شریک ہو گئیں مگر ملکہ حیرت جادو اس فعل کو نہ گوارا کریں گی کہ میری بہن پر کوئی دست انداز
افراسیاب کو بھی نہایت خلاف ہوگا ملکہ بہار کو رہا کر دیجیے نیرنگ جوش عشق میں گھبرایا ہوا
کہا اے صرصر یہ کیا باتیں بناتی ہو اسپر تو میری جان جاتی ہے آخر شہنشاہ کسی ساتھ شادی کرینگے
مجھ میں کیا برائی ہے میرے ہی ساتھ شادی کر دیں میں ہمیشہ خدمتگزار رہونگا صرصر نے کہا اے نیرنگ
تاجدار ہم براہ خیر خواہی سمجھاتے ہیں ملکہ حیرت جادو کے خلاف گزریگا نیرنگ نے جھلا کے جواب
حیرت کے خلاف ہوگا تو میں کیا کروں یہ کہکر پکار کر آواز دی یارو صرصر کو نکال دو ملازم ہوا
ملکہ صرصر کا ہاتھ پکڑ کر باہر نکال دیا نیرنگ نے کہا میں کیا مجبور و ناچار ہوں ایسا سحر کروں کہ بی
جادو خود مجھپر عاشق ہو جائیں بہت سی موہیاں مجکو یاد ہیں ایک موہنی میں قلب انکا پلٹ جائیگا
محبت کا دم بھرینگی اور میں افراسیاب کو کیا سمجھتا ہوں وہ کیا کریگا اور افراسیاب کو اسمیں
دخل ہے سیدھی سیدھی بات ہے کہ میرے ساتھ شادی کر دے یہ کہتا ہوا بیرون بارگاہ آیا ایک
بچھوا کر اسباب سحر منگوایا سامنے ملکہ بہار کے بٹھا کر گلدستے بنانے لگا سحر سے گلدستوں کو شگفتہ
جاتا ہے اور کہتا ہے اے ملکہ عالم میں آپکی نہایت خدمتگزاری کرونگا یہ کہتا جاتا ہے اور سحر کر رہا
مگر صرصر شمشیر زن جو یہاں سے نکلی دل میں سوچی کہ اگر بہار جادو سے اسنے زبردستی وصل چا
ملکہ حیرت جادو کو بہت ناگوار ہوگا مجھپر بہت خفا ہونگی اور کہینگی تو نے دیکھا اور ہم سے نکہا یہ سوچکر
لشکر حیرت کے چلی یہاں ملکہ حیرت جادو تخت پر بیٹھی ہیں یہی فکر ہو رہا ہے کہ نہیں معلوم شعلہ
کیا کیا عمرو کو کیوں بلوا لیا وزیر زادیاں عرض کرتی ہیں اے ملکہ عالم ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ کہ
ہوا شاید شعلہ خیز کو یہ منظور ہوگا کہ یہیں سے بیٹھے بیٹھے خاتمہ کر دوں پہلے عمرو کو پکڑ بلوایا اور
ہاتھ ڈالیگا یہ کر تھا کہ ملکہ صرصر شمشیر زن گھبرائی ہوئی آکے پہونچی مگر آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے

کھلوانہ مرا منھ کہ نہایت ہون مکدر — کھلجائین گے دفتر
بدصب نظر آتے ہین جو دلبر ترے تیور — ہر وقت ہون مضطر
ہون زیست کے سامان میسر مجھے کیون کر — جب تو ہو مکدر
کیا پوچھتے ہو ہنسکے کہ تو کیون ہے مکدر — کیون رہتا ہو مضطر
ہر پارۂ دل آتش فرقت سے دہک کر — ہے سینے مین اخگر
یہ حسن خداداد کہان اسمین ہو ایجان — تو کیون ہو پر ارمان
کیا بات ہے یوسف مین مرے آفت دوران — ہون تجھسے جو بہتر
کیا منھ سے کہون اسکے سوا شکر خدا ہے — جو کچھ ہے بجا ہے
سب جانتے ہین حال مرا مجھکو ملا ہے — معشوق ستمگر
ٹتی ہے بڑی کشمکش رنج مین اوقات — آفت ہی ہر اک رات
سنتا نہین وہ ظالم و بیدرد مری بات — اے واے مقدر
ہوتا ہی نہین شور کسی وقت ذرا کم — آشفتہ ہو عالم
رہتا ہے بپا کوچۂ سفاک مین ہر دم — ہنگامۂ محشر
ربار مین تو بھی ستم و جور مین کامل — ہر کہنے سے جاہل
کیون ہمکو مگر کتا ہے کہ قابو مین نہین دل — ہین عاشق مضطر
ن طرفہ تماشا یہ نمایان ہو مری جان — روتا ہون جو ہر آن
جو بوند گراتی ہو مری چشم دُر افشان — بنجاتا ہے گوہر
بیر ہے بیفائدہ اچھا نہین انجام — ہون عاشق ناکام
آئیگا شب ہجر مین کیونکر مجھے آرام — بے پہلوے دلبر
ی حاجت دنیا سے پریشان ہو گیا — کوڑی ہے نہ پیسا
افلاس نے گھیرا ہے نسیم انکو ایسا — اے واے مقدر

رو کے نیرنگ نے یہ اشعار پڑھے کبھی قدمو نپر گرتا ہے کبھی گرد پھرتا ہے ملکہ بہار اشارہ سے
ہا مین کیون شامت آئی ہے خبردار کبھی ایسا خیال نکرنا بہت پچھتائیگا نیر کے ہاتھ سے مارا جائیگا

ڈراتا ہے کسے واعظ عذابِ روزِ محشر سے — قیامت اک خیالِ کاکلِ برہم سمجھتے
سوال مخلصی سے ہمکو ای صیاد کیا حاصل — بہارِ گلشنِ ایجاد کوئی دم سمجھتے ہ
جگہ کیونکر نہ دین اپنے دل محرم راحت مین — انیس وقت تنہائی تجھے ای غم سمجھتے
گمانِ نطق ہے کشتون پہ حکم سرمہ باشی ہی — دہانِ زخم چسپیدہ لبِ باہم سمجھتے
دل صد چاک بھر آیا ہے بے تکلیف ہر دارو — سر شک دیدۂ خونبار ہم مرہم سمجھتے
نسیم دہلوی ہم موجدِ بابِ فصاحت ہین — کوئی اردو کو کیا سمجھے گا جیسا ہم سمجھتے

یہ اشعار بیقرار ہوکے نیرنگ نی جو پڑھے اور کچھ الفاظ بھی کہے بہار نے جھک کے دیکھا ایک جوا
اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہے ملکہ بہار کو بہت ناگوار معلوم ہوا ایک بدھی نکال کے پھینک ماری کہ
لازم ایکے جل گئے اور گئی سے دیوانے ہوگئے نیرنگ نی دیکھا کئی سو آدمی دیوانے ہو گئے سر ٹک
پھرتے ہین اب جو نیرنگ نی سحر کیا گولہ اٹھاکے مارا ملکہ بہار کا طاؤس جلگیا ملکہ زمین پہ آئین
چلنے لگا نیرنگ نی اپنے ساتھ والون کو پکارکے آواز دی یارو چہار جانب سے اسے گھیر لو ا
پر میری جان جاتی ہی بارہ ہزار ساحرون نے چہار جانب سے گھیر ڈالا یہی چاہتے ہین کہ بلوہ کرکے
گرلین ملکہ بہار گلعذار مثل شعلۂ جوالہ ہر ایک غول سے نکلتی ہین پھر اوسی بلوہ مین پھنس جا
پھر سحر کرکے نکلتی ہین نیرنگ نی دیکھا گرفتار ہونا اسکا نہایت دشوار ہی یہ سوچکر پکارتا ہوا
ای جان جہان ای آرامِ دل عاشقان میری تجھپر جان جاتی ہے ملکۂ بہار رکین آپسمین سحر
لگے نیرنگ بڑھتا ہوا جاتا ہے جیسے ہی قریب بہار کے پہونچا ڈبیا خاک قبر جمشید کی نکالکر
اڑادی ملکۂ بہار لڑکھڑاکے گرین بیہوش ہوگئین نیرنگ نے قریب آکے ملکہ کو اٹھا یا زبانین
دیدی کہ ہوشیار ہوتے ہی قیامت برپا کریگی ملکہ بہار کی جو آنکھ کھلی نیرنگ نی بارگاہ اپنی
کرائی ہی منتین خوشامدین کررہا ہے دمبدم یہی قول ہی کہ ای ملکۂ عالم آپ میری جان جاتی
مجھکو بہ شوہری قبول کرو مین آپکا تابعدار ہون

نظم

صدقے ترے جاؤن مرے پیارے ستمگر دلبر — تو کیون ہے مکدر
حاضر ہون ترے در پہ جھکائے مین سر — لے ہاتھ مین
جب تک کہ ہون چپ جان غنیمت اسے دلبر — ہٹ کر نہ ستمگر

کا ہاتھ پکڑ کر کے آواز دی بی بی اٹھو ہاتھ جو کھینچا ہاتھ ٹوٹ کر ہاتھ مین کنیز کے آگیا یہ حال دیکھکر اس نے
آواز دی ای شہنشاہ ملکۂ عالم کو تو گئین دوسری کنیز نے پیٹ پر ہاتھ رکھا ہاتھ پیٹ مین گھس گیا شعلۂ خیز
ہائے کہکر دوڑا سر جو پکڑا سر ہاتھ مین شعلہ خیز کے آگیا یہ حال مصیبت مآل دیکھکر پیٹنے لگا ارے یہ
ساربان زادہ میرے ساتھ کیا کر گیا اب جو بغور دیکھا تو سیسے شہاب کا پتلہ بنا تھا کہا یارو روپیہ و
جواہرات بھی گیا اور زوجہ نہ ملی اب لشکر مین گھسکر عمرو کے سبکو قتل کرونگا عمرو و برق کو مار ڈالونگا
بڑا فریب کرکے دونون اوستاد و شاگرد نکل گئے لیکن وہ اپنے حق مین کانٹے بو گئے اسکا انجام بہت برا
ہوگا خواجہ مجھکو کیا کوئی احمق سمجھے ہین زمین جاکے ہلا دونگا طبقات آسمانی مین پر پہونچا دونگا
یہ کہکر اپنے مقام پر آیا اسیوقت لشکر مین قرنا کرائی سب لشکر تیار ہوا شعلۂ خیز اسباب سحر ہاتھ مین
لیکر گھوڑی پر سوار ہوا طرف لشکر خواجۂ عمرو کے چلا خواجہ و برق جو بھاگے الگ الگ اوستاد و شاگرد
چلے راستہ مین خواجہ عمرو کو پکارتی ہین ای برق ٹھہر جا برق فرنگی کب سنتا ہے یہ تو دونون بھاگ گئے
نکل گئے انکا ذکر تحریر کیا جائیگا مگر ملکۂ بہار گلعذار جو تلاش مین خواجہ عمرو کی چلی تھین اور حیرت جادو
نے صرصر کو بھیجا ہے کہ جاکے مفصل خبر لا کہ شعلۂ خیز نے عمرو کو کیون پکڑ منگوایا ہے صرصر بھی تلاش کرتی ہوئی
چلی ہی لیکن بہار جادو بہ تلاش خواجۂ عمرو مین طاؤس زرین بال پر سوار دریا مین ہوا لونکی غوطہ مارے
ہوئی اڑی ہوئی چلی آتی ہے نیرنگ تاجدار خراج گزار افراسیاب بارہ ہزار فوج سے شکار کھیلتا
ہوا آتا ہے ایک پہاڑ کی بیچ مین سے بہار گلعذار جو کڑک کر گذرین نیرنگ تاجدار کی نگاہ جمال جہان آرای
بہار پر پڑی دیکھا کہ ایک نازنین پھولون مین لدی ہوئی کبک رفتار شیرین گفتار رشک قمر حور منظر
ہر وہلال آسمان خوبی سینے پر دو نار پستان یا دو نقابدار اکڑ رہے یا دو سنا نین ہین کہ دل کے پار ہوتی
ہین یا دو ڈبیان معجون حیات کی شکم تختۂ الماس فلک اساس سیمبر پری پیکر بیت بہر خندہ کز لب
بشگفتے ؛ نمک بر دل خستگان ریختی ؛ دیگر زلف معنبر برہ رویت تیرہ شب است و وادی موسی
توئی صبرم در کف عشقت دامن یوسف دست زلیخا ؛ نیرنگ تاجدار بہار گلعذار کو دیکھکر مرگیا
بیقرار ہوکر پکار اٹھا ای جان جہان ای آرام دل عاشقان نظم

...نمے غمزے سب ادا و فتنۂ عالم سمجھتے ہین — تری اس چشم دزدیدہ کے تیور ہم سمجھتے ہین
...زمین بے ثباتی ہے یہانتک دار فانی کی — صدائے خندۂ گل نالۂ ماتم سمجھتے ہین

سامری وجمشید نے بڑا فضل کیا دست آگیا طبیعت درست ہوگئی اب خواجہ عمرو کو شعلہ خیز
لیکر طرف صحرا کے چلا برق نے اشارہ پوچھا اوستاد صحت ہوگئی یا ابھی کچھ اور دوا دینا پڑیگی خواجہ
کہا بخوبی صحت ہوگئی برق فرنگی سمجھ گیا کہ اوستاد نے مروارید گہر ریز کو لے لیا شعلہ خیز سے باتین
ہوا چلا کہا اے شہنشاہ ہملوگونمین یہ دستور ہے کہ جسکی عورت لے لیتے ہین پھر اسکو واپس نہین دیتے مگر آپنے
مہربانی فرمائی کہ مینے اوستاد کو گرفتار کرا دیا اب اوستاد ہمین اپنے جلسے سے نکالدینگے اب پلی رہی مین
کی خدمت مین ہونگا علاوہ اس عیاری ومکاری کے کہ اسکو تو اب ترک کیا کھانا عمدہ پکاتا ہون شمع
ہون باغ کے کام مین مجھکو بڑا دخل ہے ایسا درخت بنا دون کہ ایک درخت مین دس طرح کا میوہ دس
پھول پیدا ہون کسی رئیس کے یہان بھیجے مجھے گفتگو کرآؤن بڑے بڑے کام کا ہون مین نے بھید کی
کہدی اب سب عیار میرے دشمن ہوجائینگے مگر مجھے کیا پروا ہے آپ ایسا افسر سر پر رکھتا ہون جو کو
بولے گا اوسکے مقابلہ کو موجود ہون مین کیا عمرو سے ڈرتا ہون ہمسر میدان اونکی مشکین باندہونگا اب
اوستاد نہین ہے وہ اب ہمکو برا جانتے ہین ہم انکو کب مانتے ہین شعلہ خیز کہتا ہوا آتا ہے اے برق
تجھکو اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا کہ سب عیار دیکھکر رشک کرینگے برق باتین بناتے ہوئے چلے آ
جب صحرا مین پہونچے شعلہ خیز نے کہا خواجہ صاحب اتنی مہربانی فرمائیے عمرو نے کہا وہ جو سامنے د
آپ اسکے روپیہ وجواہرات رکھدیجئے دوسرے درخت کے سائے مین مین آپکی معشوقہ کو نکال کے ر
آپ دوڑ کے ادھر جائیے مین آکے روپیہ اٹھاتا ہون مگر افسوس یہ ہے کہ نئی بات ہوتی ہے بچا پس گ
اس پیشے کو کرتے ہوئے ہزارون عورتین بھیڈ الین اس برق نے آج ہمارا حال کھولدیا
رسم رہا شعلہ خیز کہتا ہے خواجہ مین اب تمہارے ساتھ دشمنی نکرونگا مین زوجہ کو لیکر پلٹ جاؤن گ
خیز ایک درخت کے نیچے آیا روپیہ وجواہرات رکھا خواجہ عمرو جونخل کے سائے مین آئے شعلہ خ
رہا ہے کہ خواجہ نے ایک پھٹی سی دری نکالی ایک گاؤ تکیہ بھی رکھا اب شعلہ خیز بغور دیکھ رہا ہے کہ
نے زنبیل سے مروارید گہر ریز کو نکالا مگر بیہوش ہے ایک ساری باندھے ہے خواجہ عمرو نے اسکو
اور ایک چادرہ اوپر سے اوڑھا دیا پکار کے آواز دی اے شعلہ خیز اب تم اسطرف آؤ اپنی مع
قبضہ کرو یہ سنتے ہی شعلہ خیز دوڑا خواجہ جھٹ کر ادھر آئے روپیہ وجواہرات اٹھا کر بھاگے شا
کے ساتھ چند کنیزین بھی تھین ایک کنیز نسترن نام مروارید کی دایہ تھی دوڑ کے قریب پہونچی مروا

سو جو وہی شعلۂ خیز نے یہ روپیہ اور جواہرات کی کشتیان اُٹھا لیجیے خواجہ عمرو نے کہا مین یون
نہ لونگا جنگل مین چلیے ایک نخل کے نیچے آپ روپیہ رکھدیجیے ایک نخل کے نیچے مین ملکہ کو لادون
اگر زیور کا خیال نہ کیجیے گا شعلۂ خیز نے کہا مین زیور نہین مانگتا ہون معشوقہ میری مجھکو ملجائے عمرو نے
کہا اسی ترکیب سے مین دونگا مین روپیہ لیکے بھاگون آپ اپنی معشوقہ کو لیجیے ہمین آپسے خوف معلوم ہوتا
ہے آپ معشوقہ کو لیکر روپیہ ندین تو ہم آپکا کیا کرسکتے ہین شعلۂ خیز نے کہا اے خواجہ مین آپکے ساتھ
بھی بدعہدی نکرونگا آپ روپیہ لیجیے مین اپنی معشوقہ کو لیلونگا یہ کہکر عمرو نے کہا چلیے شعلۂ خیز نے
وہ روپیہ اور جواہرات اٹھا لیا عمرو نے کہا جب اوس مقام پر پہونچیگا اُسی طرح دونگا شعلۂ خیز
بہت سے جادوگر ہمراہ لیکر چلا خواجہ عمرو نے کہا کہ اے شعلۂ خیز اتنے جادوگرونکا کیا کام ہے آپ
صرف اکیلے چلیے معشوقہ کو اپنی لیکر چلے آئیگا شعلۂ خیز نے جادوگرون کو منع کیا کہ ہمارے ہمراہ کوئی جادوگر
نہ آئے فقط چند خدمتگار ساتھ لے لیے خواجہ عمرو برق کا ہاتھ پکڑے ہوئے شعلۂ خیز کے ساتھ چلے
برق سے خواجہ چپکے چپکے پوچھتے جاتے ہین ارے مروارید پائخانے کے خیمے مین ہے برق اشارے سے کہتا ہے
استاد پھر کہان لیجاتا وہین بیہوش کیا وہین چٹائی مین لپیٹ کر ایک گوشے مین کھڑا کر دیا عمرو نے کہا وہ
پاس کا زیور تمکو دینا پڑیگا آخر بیلر بڑا ہرج کیا برق فرنگی نے کہا اوستاد اتنو معاف فرمائیے گر مروارید کچھ نہ
بھیجے خواجہ نے کہا انشاءاللہ اسے لیکر چلتا ہون خواجہ شعلۂ خیز سے باتین کرتے ہوئے چلے آتے ہین جب قریب
پائخانے پہونچے چلتے چلتے رک گئے اور ایک چیخ ماری کہ میرا دم نکلا جاتا ہے یہ کہکر خواجہ نے کہا اے برق جلد
کچھ علاج کر برق نے شعلۂ خیز سے کہا یہ دورہ اکثر استاد کو ہوتا ہے مین ابھی دفع کیے دیتا ہون چند دوائین
کہا اسکو منگا دیجیے اوسیوقت شعلۂ خیز نے وہ دوائیان منگوا دین برق فرنگی نے جھٹ پٹ اُسکو پیس کے
گولیان بنائین وہ گولیان خواجہ کو نگلوا دین اور اوپر سے پانی پلوا دیا جیسے ہی گولیان حلق سے اترین پیٹ مین
گڑبڑ ہونے لگی غون غان کی آواز آتی ہے معلوم ہوتا ہے پیٹ مین بڑی بڑی گولے دوڑ رہی ہین خواجہ عمرو
نے کہا اے برق ذرا تم پردہ کرو مجھکو اسی مقام پر دست آئیگا شعلۂ خیز نے کہا خواجہ خیمہ بیت الخلا مین جائیے
مطلب ہی تھا خواجہ دوڑ کے پائخانہ مین گئے اول مروارید کو نذر زنبیل کیا گھڑ گھڑ پھڑ پھڑ کی آواز آئی
کیا کر رہا ہے میان شعلۂ خیز کیا تاثیر دار دوا ہے دیکھیے اوستاد کو کھاکر دست آیا ہے اب طبیعت درست
ہو جائیگی شعلۂ خیز سنتا ہے کہ دھڑ دھڑ کی آوازین آ رہی ہین تھوڑی دیر کے بعد خواجہ عمرو اندر سے نکلے شعلۂ خیز نے کہا

رُونا تو یہ ہے کہ ہمارا شاگرد ہمسے چھوٹا ہیرے سب شاگردون مین کوئی ایسا عیار نہین ہی جیسا یہ تھا
ایک زمیندار کی زوجہ کو لایا تھا تین مہینے نالے مین پڑا رہا وہین کھاتا تھا وہین پیتا تھا عرصہ درا
پڑا رہا آخر اُس عورت کو لایا سات لاکھ روپے کو بیچے بیچا فی کس مجھ مجھ آنے ملے تھے شعلہ خیز
خواجہ یہ واہیات باتین نہ بیان کرو ان باتون سے کیا فائدہ خواجہ عمرو نے کہا یہ باتین اسو
مین بیان کرتا ہون کہ میرا شاگرد کامل واکمل چھوٹتا ہے یہ کہکر خواجہ بلک بلک کے رونے
شعلہ خیز نے کہا خواجہ برق فرنگی کو تومین نے نوکر رکھ لیا خواجہ عمرو نے کہا مین صاف
کہون میری فرزند اب اسکو مار ڈالینگے اسکے زندہ رہنے سے ہمارا راز کھلے گا ایک لاکھ چور اسو
بیک بچہ کوہ عقیق پر رہتا ہے وہ وہان عورتین جو لیکر بیچتے ہین ہمارا حصہ لگاتے ہین ہم بھیا
کام کرتے ہین اُنکا حصہ لگاتے ہین سب ملکر بانٹ لیتے ہین میان برق نے تو یہ حرکت کی مین تو
مگر اور انکے بھائی بند انکو زندہ چھوڑینگے اسنے بڑا غضب کیا ہمارا عیب کھولا شعلہ خیز نے کہا اب
فرمائے میری معشوقہ کے ملنے کی صلاح بیان کیجیے اسقدر روپیہ حاضر ہے جب خواجہ و برق سے لڑ
تب خواجہ نے یہ بھی چپکے سے پوچھا اب سنئے آپ تو قید تھا اور مجھکو پکڑوا بلایا یہ تو بتلا کہ مرد
گھر زیز کو کیا کیا برق نے اشارے سے کہا اوستاد وہ بیت الخلا کے خیمے مین ہی خواجہ عمرو یہ سنکر
ہو رہے کہا ای شعلہ خیز خیر اب ہم تسے معاملہ کی بات کرتے ہین خیر جو کچھ ہوا سو ہوا میان برق
ہم اپنے مجمع مین نہ رکھینگے ایک دن کو اپنے ساتھ لیجائینگے اس سال مین جسقدر عورتین پکڑی گئی ہین
سبکا جمع خرچ بنے گا حساب پوچھکر انکو بھیجدینگے ہمکو یہ خوف معلوم ہوتا ہے کہ ہم تمھاری زوجہ کو
تم ساحر ہو ہمکو قید سے نچھوڑو تو ہم کیا کرین شعلہ خیز قسمین کھانے لگا کہا اے خواجہ ہم اپنے عہد
خلاف نکرینگے خواجہ عمرو نے کہا صاحب معاملے مین قسم کا کام نہین طریقہ سے جو کچھ ہوگا و
اسکا اطمینان کیجیے کہ ہمکو قید سے رہا کر دیجیے گا مگر برق کو ہم اپنے ساتھ لیجائینگے حساب لکھوا
دینگے یہ تمھارے پاس چلا آئیگا اب یہ آپ ہی کے پاس رہنے کے لائق ہی ہم ایسے کجر کو اپنے ساتھ نہ
شعلہ خیز نے کہا خواجہ آپکو اختیار ہے یہ روپیہ اور جواہرات رکھا ہے جسطرح چاہیے لیلیجیے خو
نے کہا اسکی یہ تدبیر ہے کہ سب ہمارے عیب آپ پر کھل گئے اب یہ تدبیر ہو سکتی ہے آپکی زوجہ کو نہ بیچا نہ رہا
اگر حکم دیجیے تو مین بتلا دون کہ وہ اب کہان ہے مینے بڑی حفاظت سے رکھا ہے یہ جو میری زنبیل ہے اس

ولا اب ہم مین رہنے کے لائق نہین ہی ہلوگون کا دستور ہے کہ جو گرفتار ہو قتل ہو جائے مگر حال
مفصل نہ کہی مجھے آپسے محبت ہو گئی آپکے فرمانے پر دلکو اعتقاد ہوا شعلۂ خیز بیٹھا ان باتون کو
سن رہا ہے کہ تیلی نے لاکے خواجۂ عمرو کو پہونچایا سامنے شعلۂ خیز کے ڈالدیا شعلۂ خیز صورت
خواجۂ عمرو کی دیکھکر بہت ہنسا شعلۂ خیز نے خواجہ کو ہوشیار کیا عمرو کی جو آنکھ کھلی ایک بادشاہ کو
دیکھا ایک طرف میان برق فرنگی بیٹھے ہین اب خواجہ گھبرائے برق نے کہا اوستاد آداب عرض کرتا ہون
استاد آپ ایسے چھوٹے شہنشاہ شعلۂ خیز کے نوکر ہو گئے اب ہین کیا پروا ہے انکی زوجہ کو دیدیجئے خواجۂ عمرو نے
کہا ابے کیسی زوجہ کیا کہتا ہے میری سمجھ مین نہین آتا برق نے کہا غلام سے گستاخی نکرائیے مدتون آپ کی
خدمت مین رہا ہمنے آپسے وہ پیشۂ قدیم چھوڑا میرے حصّے کے پیسے لیلیجئے اب مین بردہ فروشی نکرونگا
مجھے خدا نے مرتبۂ اعلےٰ دیا اس پیشہ مین آگ لگے بندگان خدا کو ناحق ستانا عورتین انکی لیکر بیچنا اب
ایسے نہوگا جب تو خواجہ نے برق کے گھونسا مارا کہا ابے بیہودہ پرائی بارگاہ مین پیشہ کا نام لیتا ہے
شعلۂ خیز دیکھ رہا ہے کہ شاگرد اور اوستاد مین چانون چانون ہو رہی ہے جب عمرو نے برق فرنگی
مارا آپس مین چاؤن چاؤن ہوئی جاتی ہے شعلۂ خیز نے کہا میرے مطلب کی باتین نہین کرتے آپس مین
جھگڑ رہے ہو برق نے کہا آپ کیا جانیے مدت کی باتین ہین کیونکر تصفیہ ہو آپ گیارہ پیسے منگوا دیجئے
مین پنج حصّے کی رقم پھیر دون آپکی معشوقہ کو نون ابھی فقط رہن ہوئی ہوگی اگر بک جاتی تو مجھکو اور
پیسے ملتے یہ سنکر خواجۂ عمرو نے برق سے کہا ابے بیہودہ کیا بکتا ہے مین نے بیچڈالا شعلۂ خیز نے
کلمات سنکر کہا خواجہ واسطہ سامری و جمشید کا یہ نہ کہو میرا کلیجہ پھٹا جاتا ہے خواجۂ عمرو نے کہا
صاحب مین کیا کرون ایک سوداگر سے وعدہ تھا اوسے دیدیا اب اسکا ملنا نہایت مشکل ہے جو ہمارا
رفیقہ تھا وہ ہمنے کیا یہ سنکر شعلۂ خیز نے ہاتھ باندھکر عرض کیا خواجۂ واسطہ سامری و جمشید کا جو
روپیہ صرف ہوا ہو وہ روپیہ مجھسے لیلو جسطرح سے بنے اوسے پھیر لاؤ خواجۂ عمرو نے کہا بکے ہوئے سودے کا
پھرنا مشکل ہے بڑی جستجو کرنا پڑیگی شعلۂ خیز نے کہا مین اسقدر روپیہ دینے کو موجود ہون جسطرح سے بنے میری
معشوقہ کو دلواؤ خواجۂ عمرو کہا راہ پر آئیے خلاف راہ نہ چلیے کچھ نقدی خرچ کیجیے تو البتہ آپکی زوجہ ملجائیگی
ورنہ نہایت مشکل ہے شعلۂ خیز نے کہا اے خواجہ جو کچھ تم کہو وہ ابھی دینے کو موجود ہون یہ کہکر دو لاکھ
روپیہ کا جواہر منگا یا اور دو پرا اشرفیان منگوا کے رکھین خواجہ سے کہا لو اسقدر حاضر ہے خواجۂ عمرو نے کہا برا

گھر رُ نیز کا لیجانا دشوار ہے جیح لشکر مین بیت الخلا ہے یہ کام اوستاد سے ہوگا وہ ارسطو فطرت
حکمت ہین مجکو بھی نکال لیجائینگے اور اسکی زوجہ کو بھی لینگے مین نکل نہ سکونگا یہ دلمین اپنے سوچ کے
ہو رہا جب شعلۂ خیز نے نوکر رکھنے کے وعدے کئے اور جواہرات بھی سامنے رکھے برق فرنگی تر
اسقدر روُ دیا کہ دامن و گریبان تر ہو گئے شعلۂ خیز نے کہا ای برق کیون اسقدر روتی ہو برق
نے کہا حضور آپکی باتون نے دلپر تاثیر کی اب مین بیان کئے دیتا ہون مگر رونا یہ ہے اپنے بھائیون سے چھ
انھین ساتھ پرورش پائی ہے اے شعلۂ خیز اصل یہ ہے کہ ہم لوگونکی تنخواہین تین تین روپے کی ہین
فروشی مین ہم اوقات بسر کرتے ہین کسی کی بہو بیٹی کو تاکا اُسے چرالائے اسکو بیچ ڈالا سب
بانٹ لیتے ہین مین نے اب قبول دیا اوستاد ساتھ آئے تھے مجھکو یہان چھوڑ کے چلے گئے آپکی زو
وہی لے گئے ہین مفصل عرض کرون لیکن اب وہ لوگ انہون نے مجھکو نہ ملائینگے یہی مجھکو بڑا افسوس
اب آپ اوستاد کو بلوائیے تب فیصلہ ہو معشوقہ آپکی بمشکل ملیگی تلاش کرنا میرا کام ہے اتنا عر
دیتا ہون آئندہ آپکو اختیار ہے شعلۂ خیز نے کہا مین ابھی عمرو کو بلواتا ہون یہ کہکے شعلۂ خیز نے
پرسے تیلی کھولی پکار کر آواز دی اے تصویر ساحری جلد جا عمرو اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا ہے ا
اُٹھا لا تیلی یہ سنکر بھاگی یہان وہ وقت ہے کہ خواجۂ عمرو آگے کرسی پر بیٹھے ہین ایک ساقی
پلا رہا ہے جام پر پاؤن چل رہا ہے صرصر شمشیر زن کنیز کی شکل بنی ہوئی ایک گوشے مین یہ
ہی رنگ محفل دیکھ رہی ہے کہ تیلی آکے پہونچی خواجۂ عمرو کو تاک کے تڑپ کے گری خواجۂ عم
کر مین پنجہ دیا اور پکار کے آواز دی منم فرستادۂ شہنشاہ شعلۂ خیز جبتک سردار اپنے اپنے مقا
اٹھین تیلی خواجۂ عمرو کو لیکر بلند ہو گئی اسقدر کسیکو مہلت نہین ملی کہ سحر کرکے بچاتا جب
سبکو تردد ہوا کہ یہ کون تھی خواجۂ عمرو کو لیگئی ملکۂ بہار نے کہا شعلۂ خیز و مرواریدگھر ر
پردۂ ظلمات سے آتی ہین ادسنے خواجہ کو بلوایا ہے مین جاکر تلاش کرتی ہون یہ کہکر ملکۂ بہ
گلعذار اپنے مقام سے اُٹھین بہ تلاش خواجۂ عمرو چلین مگر تیلی جو لیکر خواجۂ عمرو کو بلند ہوئی تھ
خواجہ بیہوش ہو گئے یہان میان برق فرنگی بیٹھے باتین بنا رہے ہین کہتے ہین اے شہنشاہ اب ہمنے عیا
سکاری کو چھوڑا آپ ہی خدمت مین بقیہ عمر اپنی بسر کرینگے آپکی خدمت گذاری مین معروف رہینگے
اُن لوگون سے چھوٹا وہ لوگ انہین شامل نکرینگے میری بدنامی ہوئی یہی فرمائینگے کہ اسنے سب حال کہدیا چا

ی جاتے ہین شوق دشت پیمائی مین دیوانے
کارین چاند کو جس شب کبھی آنکھون نہین پھرتا ہے
ے کے ہارین تیغ اپنی لٹکاے اگر قاتل
و سُنتے کان رکھکر حال تم بیتاب دل کا
ون تک ہجر مین آآکے رہجاتا ہے دم اپنا
ھر آئے کیون نہ دل رہ رہ کے تیری بزم مین ساقی
ل زخمی مین ایسی گدگدی کی یاد قاتل نے
ھا دو آج تو سینے کا جوبن وصل کی شب ہے
ب درپردہ شوخی کی ہے گلچین سے جلال اسنے

سوار اک اک ہوا پہ ہے جنون تیرے رسالے مین
ہمارا چاند دعا نون مین ہی تو ہی ایک ہالے مین
تو پھر بالا رہے تلوار مین تلوار مالے مین
دکھا دیتا کہ مچھلی یون تڑپ جاتی ہی پالے مین
تردد چاہیے اتنا سا فنر کو نہ چالے مین
نہ دیکھین اپنے چار آنسو بھی جب خالی پیالے مین
ہنسی ہونے لگی زخم کہن مین اور آلے مین
چھپائے بیٹھے ہو کیا ان ترنجون کو دوشالے مین
چھپا ہے خون مرغانِ گلستان کا تو لالے مین

ن اشعار کو پڑھکر شعلۂ خیز بہت رویا کہا اے برق فرنگی اگر تونے میری معشوقہ کو ندیا تو تجھے بھی رہ چھوڑونگا اب برق نے فقرے دینا شروع کئے اور کہا تھوڑی دیر کی مجھے فرصت دیجیے تو ن آپکی معشوقہ کو ڈھونڈھ لاؤن شعلۂ خیز کہتا ہے ای برق آخر تونے میری معشوقہ کو کہان رکھا ہے رق ہر بات کو ٹال دیتا ہے جب شعلۂ خیز بہت جھلاتا ہے تب برق کہتا ہی مین بتائے دیتا ہون علۂ خیز رک جاتا ہے برق کہتا ہی کسی جادوگر کو میرے ساتھ کر دیجیے مین ملکہ کو ڈھونڈھ لاؤن علۂ خیز کہتا ہے آخر بتا تو کہان ڈھونڈھنے جائیگا برق نے کہا راز و نیاز کی باتین نہ پوچھیے ایک ہ چور اسی ہزار کا ہیجڑون کا بھائی ہون مین جھوٹ نہ بولونگا شعلۂ خیز پھر خنجر کھینچتا ہے کہ تجھکو ڈالونگا برق فرنگی کہتا ہی حضور بہت غصہ نہ کیجیے میرا خون خشک ہوا جاتا ہے مجھکو مار کے بہت پائیگا میری زندگی مین امید ہے ورنہ پھر ملکہ کو نہ پائیگا شعلۂ خیز کہتا ہی ای برق مین کیونکر تجھے ھاؤن برق کہتا ہے مین سب کچھ سمجھتا ہون میرا کہنا مانیے شعلۂ خیز کہتا ہے یہانسے ایک قدم ہلنے دونگا اگر ہٹا اپنی جان تیری جان ایک کر دونگا برق کہتا ہی آپ میرا کہنا نہین مانتے یہ بڑے سب کی بات ہی گئی ہوئی شی کا ملنا دشوار ہوتا ہی شعلۂ خیز نے کئی لاکھ روپیہ کا جواہرات منگا کر سامنے ردیا کہا ای برق اسقدر تو نقد دیتا ہون اور تجھکو ملازم کر لونگا اور ہمیشہ احسان مانونگا مگر میری معشوقہ سے ملادے برق فرنگی سوچا کہ اب اسکے پنجہ سے رہائی مشکل ہی اگر کچھ فقرہ دیکر مین نکل بھی گیا تو مردار یہ

فخر طلماتی کا بیٹا ہے مگر زوجہ سے بہت ڈرتا ہے کہا کیون صاحب فراج کیسا ہے برق فر
بگڑ کے دو طمانچے مارے کہا کیون نگوڑے کیا مجھکو ننگا ہوں مین کہا جائیگا مجھے ہروقت گھورا کر
خون بہت ہلکا ہے مجھ بخار چڑھ آتا ہے دیکھ پنڈا پھیکا ہے گلابی اٹھا اور کچھ دلمین نہ سمجھنا ایک جام
پیون ایک تجھے پلاؤن کیا تیری صورت کو آگ لگاؤنگی اب مین جا کر منھ ہاتھ دھوؤن شعلۂ خیز
بڑھکر گلابی میز پر سے اٹھائی کہا لو صاحب یہ حاضر ہے بے تمہاری حکم کے مین کبھی ہاتھ نہ لگاؤ
برق فرنگی نے مسکرا کر کہا اری بے حیا تجھے اختیار ہے کلیجے پر چھری پھیر دی ایک چٹکی بھی
شعلۂ خیز نہایت خوش ہی برق نے راز و نیاز کرکے جام شراب لبریز کیا کہا لے بھیا پی شع
جام ہاتھ مین لیا جیسے ہی چاہا کہ لبون سے لگاؤن کہ بازو پر اسکے ایک سونے کا پتلہ بندھا ہی اس
سر ہلایا برق فرنگی نے اسکا بھی خیال نکیا چٹکی لیکر کہا ارے پتیا نہین شاید اور بات دلمین
سوچ رہا ہے اور کچھ خیال نکر شعلۂ خیز نے لبون کے قریب جو جام شراب پہونچایا اب تو
نے مثل انسان کے آواز دی اے شہنشاہ اس جام کو نہ نوش فرمائیگا انجام بہتر نہوگا اب تو شعلۂ خ
بہ نگاہ قہر دیکھا کہا اری تو کون برق فرنگی نے ہنسکر کہا کچھ دیوانہ ہوا ہے تیرے باپنے کیا کہا
چاہا کہ حباب ماروں شعلۂ خیز نے بہ نگاہ قہر طرف برق فرنگی کے دیکھا رنگ روغن عیاری کا
کے چہرہ سے اڑ گیا اب تو شعلۂ خیز چھاتی پر چڑھ بیٹھا تلوار برہنہ گلے پر رکھکر کہا اری تو کون ہی میری
کو کیا کیا برق فرنگی نی ہاتھ باندھ کر کہا حضور برق فرنگی میرا نام ہی خواجہ عمرو کا شاگرد ہوا
آپ خنجر میرے گلے پر سے ہٹا لیجئے ورنہ ملکہ کو صدمہ ہوگا مین بھوکا تھا نکل گیا ہون جو صدمہ مجھ پر
وہی تکلیف آپکی معشوقہ کو ہوگی شعلۂ خیز یہ کلام سنکر کانپنے لگا خنجر گلے پر سے برق کے ہٹا لیا منتیں
لگا کہا اے برق جو تو کہیگا مین وہی کرونگا مگر میری معشوقہ کو بتا دے کہ وہ کہان ہی ورنہ تجھے زندہ
چھوڑونگا تو نے بڑا غضب کیا میری معشوقہ کو جلد بتا ہائے مین اپنے دل کی کیفیت کیا کہون دل تڑپ
قلب پھڑک رہا ہے تو کیا جانے میرے تو کلیجے پر چھریان چل رہی ہین

نظم

فرماتے ہین خوبان عشق کے جو ہم نوا ہین	مریدون کو ملا ہو گا نہ مرشد کے بیان لے
کہان کی شوخیان یارب بھری تھین کس کے نالے مین	تڑپنے کی صفت پیدا ہوئی تڑپانے والے
تڑپ لے نکلی ہے اپنی کسی جانب شب فرقت	اندھیرے مین چلے ہین گھر سے بجلی لے کے اجالے

بلا کی ہیر گاڑھے کی کرتی پہنے ہوئے دونون نارپستان کلیجون کو برماتی ہین گنگیا بھی ہنستی ہوئی قر
خیمۂ بیت الخلا کے آکے کھڑی ہوئی کہ یکایک ہلڑ ہوا چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین کہا اری گنگیا
ہوشیار ہو جا ملکۂ مروارید گہر ریز آتی ہین برق فرنگی کے ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا مگر دل مضبوط
کرکے سرایچے سے لپٹ کے کھڑا ہوا دیکھا ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین و جمیل دریاے جواہر مین
غوطہ زن پائچے تھامے ہوئے چند کنیزین پشت پر نہایت ناز سے آتی ہے برق فرنگی نے جھککے سلام
کیا مروارید گہر ریز نے پوچھا اری گنگیا چپ کیون ہے برق فرنگی نے کچھ جواب نہ دیا پردہ اٹھا کر کہا
حضور اندر چلیین مروارید اندر خیمے کے گئی سب کنیزین باہر ٹھہرین برق فرنگی بھی بصورت مہترانی اندر آیا
لوٹے وغیرہ درست کرنے لگا مروارید گہر ریز کے کان مین ہچکیون کی آواز آئی مروارید گہر ریز نے پوچھا ارے
گنگیا خیر تو ہے کیون اسقدر روتی ہے برق فرنگی نے ہاتھ باندھکر کہا حضور مردہ میرا مجکو حیران کرتا ہے
یہ کہکر قریب آئی کرتی پیٹ پر سے ہٹا کے کہا دیکھیے نیل پڑے ہوئے ہین مروارید گہر ریز نے کہا نہ گھبرا
مین ابھی چلکر سزا دونگی برق فرنگی نے باتین کرتے کرتے اسکو بھی بیہوش کیا مگر خوف سے کانپ رہا
تھا بہ تعجیل کپڑے اتارے جلدی جلدی زیور بھی سب اتار رنگ و روغن عیاری کا لگا کر مروارید
گہر ریز کی صورت بنکر تیار ہوا مروارید گہر ریز کو ایک چٹائی مین لپیٹ کر کونے مین کھڑا کر دیا اب
بصورت مروارید برق فرنگی اس خیمے سے باہر نکلا کنیزون نے دیکھا کہ ملکہ کو اسوقت بڑا غصہ ہے تیور
بدل پڑے ہوئے ہین کنیزون نے دست بستہ عرض کی حضور خیر تو ہے اسوقت حضور کو نہایت برہم
پاتے ہین برق فرنگی نے کہا اسوقت ہمارا دھگڑا کہان ہے کنیزون نے عرض کی اسکو زبان نہین سمجھ
صاف صاف ارشاد فرمائیے برق فرنگی کہا یہ گھوڑا جلاد شعلۂ خیز کہان ہے کنیزون نے کہا حضور
بارگاہ مین تشریف رکھتے ہین مصاحبون سے کچھ باتین ہو رہی ہین کہا اس نگوڑے کو صاحب کبھی
چھوڑتی ہین جاؤ جاکر مصاحبون سے کہو باہر جاکر ٹھہرین ہم کچھ اس جلاد سے باتین کرین گے کنیزین
دوڑی ہوئی گئین جاکے شعلۂ خیز سے کہا ملکۂ عالم کو آج بڑا غصہ ہے فرمایا ہے سب مصاحب ٹھہرین
ہم اسے کچھ باتین کرینگی شعلۂ خیز سمجھا مین شبانہ نشے مین سو گیا اسی کی شکایت ہوگی یہ سنکر مصاحبون سے
کہا باہر جاکر ٹھہرو گلابیان وغیرہ میز پر رکھوا دین شعلۂ خیز تنہا بیٹھا کہ مروارید گہر ریز خیمے مین
آپہونچی مروارید کو دیکھکر شعلۂ خیز اٹھ کھڑا ہوا ہر چند کہ شعلۂ خیز بھی بڑے خاندان سے

ایک نخل کے سائے مین کھڑا ہوا تماشاے لشکر دیکھ رہا ہے صبح کا وقت ہے ایک مہترانی نو جو
خیمے سے بیت الخلا کے طشت لیکر آتی ہے صحرا مین پھینک کر چلی جاتی ہے برق نے رنگ
عیاری نکالا ایک جوان خدمتگار کی شکل بنکر تیار ہو وہ مہترانی طشت لیکر آئی پھینک کے پل
تھی کہ برق نے آواز دی میان جانے والے ذرا ادھر دیکھتے جاؤ ہم بھی ایک نگاہِ محبت کے مشتاق
مہترانی نے پلٹکر دیکھا ایک نوجوان کمسن گردنین طوق منت کے پڑے ہوے لباس معقول
اشارہ سے اپنے قریب بلاتا ہے اوس مہترانی نے ہنسکر کہا کیون صاحب کیا کام ہے برق نے
باندھکر کہا ذرا میرے قریب آئے تو دل کا حال کہون عجب کیفیت ہے اصل مین یہ صورت ہی بقول شا

تمہارے آباد ہو دل جان رہے یا نہ رہے
تم رہو آکے یہ مہمان رہے یا نہ رہے

خوابِ غفلت ہی ہی بہتر کہ ہم آغوش ہے یار
آنکھ کھلنے پہ یہ سامان رہے یا نہ رہے

ڈھونڈھنا تھا دل گم گشتہ کو بس ڈھونڈھ چکے
اب کوئی زلف پریشان رہے یا نہ رہے

بندۂ عشق ہون اللہ سے کہتا ہون یہی
بُت سلامت رہین ایمان رہے یا نہ رہے

جس پری نے ہمین دیوانہ بنا رکھا ہے
وہی کہدے کہ ہم انسان رہے یا نہ رہے

بھیجتے ہین کہین ہم دلکو مگر سوچ یہ ہے
پھر کے آنیکا بھی کچھ دھیان رہے یا نہ رہے

میری حیرت کو نہ پوچھیگا تمھارے آگے
آئینۂ بزم مین حیران رہے یا نہ رہے

کنگھی زلفون مین کرو کیا دل عشاق کا ہجوم
ایسے دو چار پریشان رہے یا نہ رہے

سجدہ جسدان سے کیا اک بُت کافر کو جلال
شک ہے ہمکو کہ مسلمان رہے یا نہ رہے

اس حیرت سے یہ اشعار برق فرنگی نے پڑھے کہ مہترانی کو اسکے حال پر رحم آگیا قریب آکے کہا
کام سے فرصت کرکے آؤنگی خنوا کا باپ ہر وقت بیٹھا رہتا ہے دیر ہوگی تو پوچھیگا برق فر
کہا اک بات تو سن لو ہمکو میلے ہی کپڑے پسند ہین جسدن سے تمکو دیکھا آب و دانہ ترک ہوا کا
راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کے کٹتی ہین کچھ تو میرے دلکو تسکین ہو مہترانی قریب آئی برق
نے باتین کرتے کرتے حباب مارکے بیہوش کیا کنارے لاکے ڈالدیا وہی لہنگا پھریا پہن کر
خالی ہاتھ مین لیا وہی صورت وہی وضع وہی خال وہی خط کولے کو مٹکاتا ہوا چلا لشکر
سپاہیوں سے لڑتا ہوا آوازیں کستا ہوا کسی کو انگوٹھا دکھا دیا کسی کی منہ چڑھا دیا ساحر کہتے ہین گنگیا

اسباب مقابلے مین اوتری ہوئی ہی اکثر سردار افراسیاب نے بھیجے کچھ تو ہاتھ سے عیاران اسلام کے
گئے کچھ ہاتھ سے ملکہ بہار و مخمور و باغبان وغیرہ کے واصل جہنم ہوئے ملکہ حیرت نے حکم دیا
یار و دریافت کرو کیا سبب ہی کہ لشکر حیرت مین طبل جنگی نہین بجا شاید کسی کا انتظار ہے یہ خبر برق
چالاک صورتین تبدیل کرکے کنیزون مین آکے ملے برق تو فکر مین رہا چالاک ایک کنیز کی شکل
کر پشت پر ملکۂ حیرت کے آیا رومال ہاتھ مین لیکر مگس پرانی کرنے لگا یکایک ایک برق آسمان
ب ایک طائر ہفت رنگ آسمان سے پیدا ہوا کاندھے پر حیرت کے آکے بیٹھا گلے مین اوسکے ایک نا
رھا ہوا تھا وہ نامہ کھول لیا اب جو حیرت نے اوسکو کھولکر پڑھا طرف سے افراسیاب کے مرقوم تھا کہ اے
عالم شہنشاہ شعلۂ خیز و زوجہ اسکی مروارید گہر ریز جاکمان پردۂ ظلمات تمہاری مدد کو آتے ہین
دو ساحری مین طاق علم نیرنج و شعبدہ مین شہرہ آفاق سات لاکھ فوج سے قریب گلستان کوہ
گلشن ہین اسی ہفتے کے اندر آجائینگے ایک مسلمان کو زندہ نہ چھوڑینگے حیرت جاتو یہ نامہ پڑھتی جاتی
ے چالاک بھی پشت پر کھڑا پڑھ رہا ہے حیرت کیا جانے کہ کنیز بھی پڑھتی ہوئی کھڑی ہے نامے مین یہ مرقوم
ا اس مضمون کو ابھی مشہور نکرنا حیرت نے نامہ پڑھکر چاک کرکے آگ لدان مین ڈالدیا اگر کسی نے پوچھا
ہنشاہ نے کیا لکھا تھا حیرت نے کہا کچھ مقدمۂ راز و نیاز تھا وہ کہنے کے لائق نہین ہے سب خاموش ہو رہے
لاک ہٹا باہر نکلا کہ جاکر ملکۂ مہرخ سے خبر کرے اون برق نے دیکھا کہ چالاک نے کچھ دریافت کیا انسے پوچھنا
ہیے یہ سوچ کے برق بھی الگ ہوا راہ مین چالاک سے ملاقات کی پوچھا کیون خلیفہ صاحب اسوقت اس
ندر کیا مضمون تھا چالاک نے کہا بھئی تم سے ڈر معلوم ہوتا ہے ایسا نہو تم دوڑ جاؤ برق نے کہا بھلا مین بے صلاح آپکے
نگا آپ فرمائیے تو چالاک نے کہا میان شعلۂ خیز و مروارید گہر ریز یہ دونون زن و شوہر پردۂ ظلمات
آتے ہین مین جاکے ملکۂ مہرخ سے عرض کرونگا برق نے کہا جب یہان آئینگے سمجھا جائیگا ذرا مین اپنے
ر کو دیکھ لون چالاک تو بڑھ گیا برق ٹھہر گیا پھر تڑپ کر لشکر سے نکلا صحرا مین آکے سوچنے لگا کہ اے
ل اگر ان دونون زن و شوہر کو مارا یا گرفتار کر لائے تو بڑا نام ہوگا اوستاد سے ذکر کرینگے وہ منع کر دینگے
بھینگے بیٹے کا نام ہو چالاک کو بھیجینگے یا خود جائینگے یہ دل سے سوچتا ہوا طرف گلستان کے چلا بعد
منازل و قطع مراحل ایک صحرائے سبزہ زار و نواح دلکشا مین پہونچا دور سے دیکھا کہ سات لاکھ
رونکا لشکر اترا ہوا ہے ایک بارگاہ کلان استادہ ہے لشکر مین بڑی چہل پہل ہے برق فرنگی بیرون لشکر

بگوشۂ جگر افشان و نعرہ زن باشد
خوش است خلوت اگر یار یار من باشد
نہ من بسوزم و او شمع انجمن باشد

تنگ آئے ہین اب تجھکو چھوڑ دینگے ہم
کہ غیر سے بھی ملاقات ہے اگرچہ ہے کم
ہمین پسند نہین بیوفایہ لطف و کرم
من آن نگین سلیمان بہیچ نستانم
کہ گاہ گاہ برو دست اہرمن باشد

کہان تلک رہے خاطر مین تنِ رنج و ملال
بس اسکی محفل دلچسپ سے عدو کو نکال
کہان تلک ستم رشک سے ہو جان پامال
روا مدار خدایا کہ در حریم وصال
رقیب محرم و حرمان نصیب من باشد

عدو کی بات بھلی اور بری مری اشعار
کہان ہے جلد پہونچ ہدہد صبا رفتار
پسند نالۂ زاغ اور رد نوائے ہزار
ہمائے گو مفگن سایۂ شرف زنہار
دران دیار کہ طوطی کم از زغن باشد

و فور وحشت و جوش قلق ہے روز افزون
اگرچہ خوار و زبون دشت دشت پھرتا ہون
نہین ہے صبر و شکیب و قرار و تاب و سکون
ہوائے کوئے تو از سر نمیرود بیرون
غریب را دل آوارہ با وطن باشد

مین کیون وہ بات کرون جس سے وشنوخ خجل
ہر ایک حرف سے یان دلشگان تاب گسل
و فور و لولہ کے التماس سے حاصل
بیان شوق چہ حاجت کہ شرح آتش دل
توان شناخت ز سوزی کہ در سخن باشد

ہے موسن آگے تری کیا ہے دم بخود حافظ
تو رہنمائے سخن اور نابلد حافظ
محال ہے جو کرے تجھسے جز و کد حافظ
بسان سوسن اگر دہ زبان شود حافظ
چو غنچہ پیش تو اش مُہر بر دہن باشد

چہرۂ فنا حان مرحلہ جات دشت پر ہول عیاری و طے کنندگان منازل خارستان طراری ا
داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر دا قفانی کہ در سخن فرد ندہا شرح اینرد
چنین کردندہ کہ زمانہ وہ ہے کہ لشکر خواجہ عمر و بنشتہ رنگین حصار پر فروکش ہے ملکۂ حیرت جا

حقیقت مین مرنے سے جادوگرنی کے اندھیرا ہوا خواجہ نے کہا ابے یہ تونے کیا کیا برق نے کہا لشکر بھی
سیلئے عمرو نے کہا مجھ تو سبکو لوٹنا منظور ہے اب جو دو چار جادوگرنیان مرین علامت انکے مرنے کی برپا
ہوئی صرصر و صبار فتار ایک باغ مین پڑی سو رہی تھین صرصر کی آنکھ کھل گئی کہا او صبارفتار
عمرو کا پنجہ قابض ہوا دیکھو جادوگرنیون کے مرنے کی آواز آرہی ہے دونون اٹھکر دوڑین لشکر مین آکے
دیکھا سب بیہوش پڑے ہین صرصر نے کہا مین تو کہتی تھی مگر میرا کہنا نہ مانا پردہ اٹھاکے دیکھا دونون عیاشان
تماگرد لوٹ رہی ہین صرصر نے للکارا او ساربان زادے یہ کیا کرتا ہے عمرو نے ہاتھ باندھکر کہا ای جان جہان
کیا نقصان چاہتی ہو تمہارے ہی واسطے ساری شفقت کرتا ہون جاؤ اسوقت چلی جاؤ صرصر نے
پھر مارا عمرو نے پینترا بدل کے خالی دیا برق نے کہا اوستاد دونون کو سمجھا دون عمرو نے کہا بیٹا بڑا
ڈر یہ ہے کہ کہین افراسیاب کو جگا دے صرصر اسی فکر مین ہے کہ افراسیاب کو ہوشیار کردون
پھر عمرو کو ماری عمرو نے خالی دیے صبارفتار نے بڑھکر افراسیاب پر حباب دافع دارو دے
ہوشی مارا افراسیاب نے کروٹ لی عمرو و برق بھاگے صرصر و صبارفتار نے افراسیاب و حیرت کو
ہوشیار کیا افراسیاب نے اٹھکر دیکھا کہ تمام بارگاہ مزبلۂ قصابان بنی ہوئی ہے صدہا کے سر کٹے ہوئے
پڑے ہین بارگاہ لٹی ہوئی افراسیاب نے یہ دیکھکر سر پیٹ لیا اور کہا ای حیرت ساربان زادے کی
حرکت دیکھی حیرت نے کہا حضور اس غلام کی باتین سمجھ مین نہین آتین یہ کیا حرکت کر گذرا افراسیاب
نے کہا ای حیرت ساربان زادے کی قضا آئی ہے اسکو قتل کرونگا اب اسکو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر
حیرت سے کہا تم تو لشکر مین چلو مین وقت پر آؤنگا یہ کہکر افراسیاب جادو طرف پردہ ظلمات کے
روانہ ہوگیا یہ داستان جلد سوم سے متعلق ہے

دو کلمۂ داستان حیرت بیان آمد شہنشاہ شعلہ خیز و مرواریدگہر ریز از پردۂ ظلمات و عیاری برق فرنگی و خواجۂ عمرو عجب داستان سحر عنوان سے ہے و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا خمسہ عوض ساقی نامہ خمسہ

کسی بغمکدہ تا کے بہ بعد محن باشد		ز داغ رشک عدو گرم سوختن باشد		

دل لبھاتے ہین کہ بیٹھے بیٹھے افراسیاب نشے مین بلبلایا کہا خواجہ آج تمھاری شراب نے خوب رنگ
جمایا دیکھو پونے دو سو خداوند آگئے یہ کہکر اٹھا بیہوشی اپنا کام کرچکی تھی لڑکھڑا کے گرا بیہوش
حیرت ہان ہان کرکے اٹھی یہ بھی گرکے بیہوش ہوئی تمام اہالی دربار ہان ہان کرکے اٹھے سبکے سب
فرش ہوگئے تب خواجہ نے جھکے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو تصنیف

عمرو ذی حشم مہتر مہتران
اوڑاتا ہوں عیاروں کے میں دھوئیں
مری چال سے ہے صبا پائمال
مرا افسر ذی حشم نامدار
کہ آقا ہمارا جہان گیر ہے
لقب ہی مرا برق خنجر گزار
کبھی کون مکار عیار ہون
در ہر کر پر سیر اپھرا رہا
چھلاوا ہون مین تم بھی کر بھی ...

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر گزین
فلک کی جو گردش کا سامان ہے
امیر عرب شیر پروردگار

مرا نام ہے خواجہ خوا...
مرے نام پر غدر شیدا ہو...
مرا مکر ہے گلشن ...
نشان تمھاری گرد پاپوش...
یہی فتح و نصرت کی تدبیر...

دوسرے پہلو سے ایک کنیز نے تڑپ کر نعرہ کیا نعرۂ برق تصنیفہ

کہ اوستاد ہین خواجۂ نامدار
کرون سیکڑون کوس کی راہ طے
تڑپ سے مری چرخ بہرا رہا

تڑپنے مین مین برق رفتا...
ارسطو سے ذی علم شاگرد...
بز بر قدم غضب ہے شہ...

عمرو نے کہا ابے تو کیونکر آیا برق نے کہا اوستاد مین بھی پھر...

اسطرف نکل آیا تھا آپکے اوصاف حمیدہ سنے سب جادوگر بیان کر رہے تھے کہ خواجہ عمرو
افراسیاب کی نوکری کرلی مین بھی ایک کنیز کی شکل بنکر بیٹھ رہا اب غلام بھی شریک ہوگا
نے کہا آپنے مہربانی فرمائی مجکو سرفراز کیا مگر آجکل ہما جنون کا بڑا بلوہ ہے مین ذرا دم دیکے یہ سا...
میری حصے کو ہاتھ نہ لگائیے گا برق نے کہا غلام برائے خدمتگاری حاضر ہوا ہے خواجہ نے کہا جا...
ورنہ آپ میرے ہاتھ سے ذلیل ہونگے برق نے اتنے عرصے مین ایک نازنین مہ جبین کی انگوٹھیان
لین خواجہ نے ایک تھپڑ مارا لاکھ خواجہ مارتے پیٹتے ہین مگر برق لوٹے ہی جاتا ہے آخر خوا...
جھلاکے کہا ابے سب مال جمع کرتا جا اب تو برق کی خوب بن پڑی دس انگوٹھیان اتارین پانچ
کو دین پانچ دہنی مین چھپا دین کچھ نشان کر دیا کپڑے سب کے اوتار کے جمع کرتا ہے خوا...
زر نہیل کرتے جاتے ہین برق نے دیکھا کہ خواجہ دیکھتے جاتے ہین مال چھین لینگے ایک جا...
کو خیمہ مار دیا مراد یہ ہے کہ جادوگرنی کے مرنے سے اندھیرا ہوگا علامت بھی برپا ہوگی اسمین اپنا کام...

ں رنگ سے خواجہ نے یہ غزل گائی افراسیاب و حیرت تعریفین کر رہے تمام اہالی جلسہ کہتے ہین
س فن خاص مین عمرو کا کوئی نظیر نہین ہی خواجہ نے کہا اے شہنشاہ ابھی کیا سنا ہے سبکو
ب راضی کردنگا سب خوش ہون گے یہ کہکر شراب کا چرچا شروع کیا اوّل جام افراسیاب کو دیا
راسیاب ایسا عمرو سے راضی تھا فوراً جام کو پیگیا عمرو نے دوسرا جام ملکۂ حیرت کو دیا حیرت
ں خوشی خوشی پیگئی اب تو خواجۂ عمرو نے دورہ باندھا شراب چلنے لگی باہر والون نے بھی خوب
ب پی اب جو نشے ہوے جوتی پیزار چلنے لگی ایکنے ایک کی پگڑی اوچھالدی ایک نر دھول لگائی
ں نے پائجامہ اوتار کے پھینک دیا ننگے دوڑے جاتے ہین بعض نے ارادہ کیا کہ اپنے گھر چلے جائین نشے
جوش مین اُٹھے سر جھکائے ہوے جاتے ہین گانے کی عادت بہت ہے کسی ٹھمری کا خیال آیا اوسکو
نے لگے گنگری جولی اوسی کے ساتھ الٹ گئے بعض مدت سے ایک رنڈی کو چاہتے تھے وہ بھی نشہ
ن نائکہ سے لڑکر نکلی ایک نخل کے سائے مین کھڑی گا رہی تھی اودھر سے تماشا بین صاحب آتے تھے پکار کر
آواز دی ای جانِ جہان ای آرام دلِ مشتاقان اب ضبط نہین ہوتا اپنا تو یہ حال ہے کہ عرض کر نا محال ہے نظم

ماف جو وہ آپ کے پائے نہین جاتی — تکلیف تو کیا ناز اٹھائے نہین جاتے
ندر سے سبے درد سر مرفن عاشق — دو اشک بھی آنکھون سے بہائے نہین جاتے
ہمیہ گذرنی ہے کہین جلد گذر جائے — ہر روز کے صدمے تو اٹھائے نہین جاتے
سنام تمھارے لبِ شیرین سے سنین کیا — وہ تلخ نوائے ہین کہ کھائے نہین جاتے
زینے مین یہ تحمل ذرا سوچ تو ساقی — پانی کے بھی دو گھونٹ پلائے نہین جاتے
ا نہ پھرا قافلۂ ملک عدم سے — کیا پانون گرے ہین کہ اٹھائے نہین جاتے

حار عاشقانہ جو تماشا بین نے پکار کے پڑھے رنڈی نے کہا صاحب کیون اپنی بیقراری بیان
ہو مین خود تمھاری مشتاق ہون مبتلائے فراق ہون جلد آؤ دیر نہ لگاؤ تماشا بین اودھر سے جو
ی ٹھوکر جو لگی منہ کے بھل گرے بیہوش ہوگئے تمام لشکر مین افراسیاب کے ہنگامہ گرم ہے کوئی دوڑا
پھر رہا ہے کوئی اُوک رہا ہے کوئی ڈاک رہا ہے کوئی دیوانہ دار وحشی شال اوچھلتا کودتا پھرتا ہے
ٹپہ گا رہا ہے ہر طرف غریو بلند کوئی شاباش کوئی دردمند دو کا نداروں کی دوکانین تباہ علم لشکر
ن افسرونکے کلیجے خون یہان دربار مین خواجہ عمرو نے سبکو شراب پہونچائی گاتے بھی جاتے ہین افراسیاب کا

اے شہنشاہ دل تو آج یہ چاہتا ہے اسقدر شراب پیجیے کہ بیہوش ہو جایئے اور پھر ہوشیار ہو جیے آ
سامنے غزلین گاؤن آپکو راضی کرین یہ بھی مشہور رہے کہ ایسا جلسہ کبھی نہوا تھا افراسیاب نے کہا جی
چاہے صحبت آراستہ کرو خواجہ عمرو نے کہا امید وار ہون کہ کنجی مےخانہ کی مجکو ملے مین ساقی ہون
باقی نرہے افراسیاب نے کہا تمہیں اختیار ہے حیرت نے کہا خواجہ اب ہمین تمسے کچھ شک نہین افرا
نے کنجی مےخانے کی خواجہ کو دی خواجہ عمرو مےخانے پہونچے سب شراب کو خراب کیا اور پکار کر
دی یارو جسکا جی چاہے شراب لیجائے تمام ملازمان افراسیاب دوڑے شراب اٹھا کے لیجانے
کوئی کنٹر لیگیا کوئی گلابی لیگیا کسی نے تپلہ اٹھایا مثل مشہور ہے مفت کی شراب قاضی کو بھی حلا
لشکر والے بے تکلف پینے لگے خواجہ عمرو سو کنٹر الماس نگار اس مین مے ارغوانی بھر کے نہایت
سے محفل مین لائے حیرت نے کہا دیکھو صاحب کس سلیقے سے شراب لایا ہے کہ جسے دیکھکر جی چاہتا
کہ پیجیے خواجہ عمرو نے کشتیان لا کر محفل مین رکھین کہا اے شہنشاہ آج گانا بھی سن لیجیے یاد
بلکہ لوگ ذکر کرینگے کہ خواجہ سامنے شہنشاہ افراسیاب کے گائے تھے افراسیاب جادو نے
خواجہ مین تمہارے گانے کا بہت مشتاق ہون خواجہ عمرو نے سازندونکو اشارہ کیا ساز درست

خواجہ نے گنگنا کے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

اشعار

جی مرا مجھ سے یہ کہتا ہے کہ ٹلجاؤنگا
ہاتھ سے دل کے ترے اب مین نکلجاؤنگا

لطف اے اشک کہ جو شمع گھلا جاتا ہون
رحم اے آہ شرر بار کہ جلجاؤنگا

چین جو سینے کا نہین زیر زمین بھی نالہ
سوتون کی نیند مین کرنے کو خلل جاؤنگا

قطرۂ اشک ہون پیارے مری نظارہ سیر
کیون خفا ہوتی ہو پل مارتی ڈھلجاؤنگا

اس مصیبت سے تو مت مجکو نکال اب گھر سے
تو کہے آج ہی جا مین کہون کل جاؤنگا

میری صورت سے تو بیزار ہے ایسا تو دیکھ
شکل اس غم سے کوئی دن مین بدلجاؤنگا

چھیڑ مت بادِ بہاری کہ مین جون نکہتِ گل
پھاڑ کر کپڑے ابھی گھر سے نکلجاؤنگا

ساحلِ بزم جہان ہون کہ جون ہیزم خشک
ڈوبا پانی مین نہ تو آگ سے جل جاؤنگا

نطق کہتا ہے مرا آج یہ ہر ناطق سے
آنکر ہونٹھ ابھی طوطی کے سے ملجاؤنگا

کہتے ہین وہ جو ہے سودا کا قصیدہ ہے خوب
انکی خدمت مین لیے مین یہ غزل جاؤنگا

ہوتا ہی قہقہہ فیلسر ادسکو بادشاہ بناکر لاتا ہے بعد نکلی اپنے لالہ زار کے ساحران باقی ماندہ چادر ہلاتی نگے
خدمت مین افراسیاب کی حاضر ہوئی لڑائی فتح ہوئی افراسیاب نے کہا اسی مقام پر بارگاہ استاد ہو خواجہ
عمرو کا ہاتھ نہین چھوڑتا ملازمون نے اسی مقام پر بارگاہ استاد کی افراسیاب خواجہ کو ساتھ لیے ہوئے بارگاہ
مین داخل ہوا کئی سو سرداران نامی وساحران گرامی موجود ہین کہ صرصر آکے پہونچی افراسیاب نے خواجہ کو
بڑا بھاری خلعت دیا ہی صرصر شمشیرزن نے دیکھا کہ آج تو خواجہ مرغ زرین بنے ہوئے بیٹھے ہین صرصر نے خادمو
پوچھا آج ساربان زادے نے کیا دام پھیلایا ہے افراسیاب نے کہا اے صرصر آج خواجہ نے وہ کار نمایان کیا
جی چاہتا ہے جان و مال دیدون حیرت کی آبرو بچائی اگر یہ نہ پہونچتے تو خاتمہ تھا صرصر نے اشارہ کیا حضور
ملاحظہ کرہے ساربان زادے کے فریب مین نہ آئیے افراسیاب نے غصے مین منہ پھیر لیا حیرت نے کہا اے صرصر
تم کہان تھین جب ہم مبتلاے مصیبت تھے عمرو نے وہ آج کار نمایان کیا کہ دوستی عمرو کی ہم پر ظاہر ہوگئی
اب انکے مقدمہ مین کچھ نہ کہو ہمنے خواجہ کو ملازم کیا کسی ملک کا بادشاہ کرینگے تاج انکے سر پر رکھینگے
اگر تمکو ناگوار ہے اسوقت چلی جاؤ ہمتو خواجہ کو اپنا رفیق بناکر رکھینگے خواجہ عمرو نے پکار
کے آواز دی اے ملکۂ عالم یہ میری ہمشیرہ ہین یہ کبھی مجکو اچھا نہ کہین گی جب ہم لشکر سرکار مین رہینگے انکو
کون پوچھیگا ایک دن مین مسلمانون کا خاتمہ کردونگا مہرخ و بہار کی مشکین باندھکر لاؤنگا سب کو مین
شہنشاہ کے قدمون پر گرادونگا جب مین جاکر اُنسے کہونگا کہ مین نے افراسیاب کی نوکری کرلی
لوگ اپنا ٹھکانا کروسکے جی چھوٹ جائینگے سب رومال سے ہاتھ باندھ کر آئینگے صرصر نے کہا او ساربان
زادے خوب تونے دام مکر پھیلایا خواجہ نے کہا تمھارے باوا کا اجارہ ہی آج سبکو بیہوش کرینگے بارگاہ
لوٹ لینگے تمھارا جی چاہے بیٹھو تمھارا جی چاہے چلی جاؤ اب تمکو یہان کوئی نہ پوچھے گا صرصر تو بڑبڑاتی
ہوئی چلی گئی باہر نکلکر اس نے صبا رفتار سے کہا آج تو ساربان زادے کا پکا جال پڑا ہے حیرت
افراسیاب تسخیر ہوگئے شہنشاہ نے ایسے کلمات فرمائے کہ مجھے تو بڑی حیرت ہے نگوڑے کو بڑا بھاری
خلعت ملا ہے مرغ زرین بنا ہوا بیٹھا ہے صبا رفتار نے کہا اسوقت دخل نہ دیجئے ایسا نہو افراسیاب
بگڑ جائے جو باعث خرابی ہو دونون عیار بیابان بیرون لشکر ایک گوشے مین جاکر ٹھہرین مگر خیال لگا
ہوا ہے یہان خواجۂ عمرو سامنے افراسیاب کے بیٹھے ہین صحبت آراستہ ہو رہی ہے کہ خواجہ نے کہا کیون
شہنشاہ آج صحبت بے نمک رہیگی افراسیاب نے کہا تمھاری صحبت ہی جسطرح جی چاہے آراستہ کرو خواجہ نے کہا

لالہ زار تڑپ رہا ہے چاہتا ہے لڑائی کا خاتمہ ہو مین معشوق کو لیکر اپنے پہلو مین بٹھاؤن جمشید
افراسیاب پر جا پڑا کیسے کیسے گولے مارے افراسیاب جب اشارہ کر دیتا ہے گولہ پھٹ کے گر پڑتا
جمشید نے برچھین چمکائین تلوارین برسائین خنجر گرائے پیکان تیر چمکائے افراسیاب نے ان سب سحر
دفع کیا اب جمشید تلوار پکڑ کے جا پڑا افراسیاب پر برس پڑا کئی ہاتھ مارے افراسیاب خالی د
ہی ایک مقام پر نعرہ کیا اودبیا ایک وار ہمارا تو قبول کر منہ سے شعلہ چھوڑا شعلۂ جوالہ سامنے جمشید
آنکھونکے چمکا جمشید جھکا ہوا سر جھکا لیا آنکھونکی روشنی کم ہوئی اوپر سے افراسیاب نے ہاتھ مارا جمشید
و جمشید کو پکارا کئی سپرین فولادی اوسکے سر پر حائل ہوئین مگر تیغۂ افراسیاب جو چمکے گرا سپرین
سر پر تلوار پڑی ہر چند جمشید نے روکا مگر تیغۂ برق تاب کب رکتا ہے جمشید کے دو ٹکڑے ہوئے مرنا جمشید کا
سیاہ اٹھی سنگباری و برفباری ہونے لگی گنبد جمشیدی گرا افراسیاب پلٹا یا تو حیرت سحر کر رہی تھی
لڑکھڑا کر گری بیہوش ہوئی خواجہ عمرو نے قریب آکر دامن کی ہوا دی پانی کے چھینٹے بھی مارے اب حیرت
جادو نے آنکھ کھولی خواجہ کو اپنے بالین پر پایا کہا خواجہ تمنے بڑا احسان کیا آبرو میری بچا لی عمرو
کہا ای ملکۂ عالم آپ میرے حال سے آگاہ نہین ہین مین دل و جان سے آپکا خیر خواہ ہون حیرت
کہا مجھو افراسیاب سے بڑا حجاب ہی کہ مین نے کیسے کیسے سحر افراسیاب پر کیئے اگر وہ کامل و اکمل نہوتے
سحر سے نہ بچتے خواجہ نے کہا ملکۂ شہنشاہ خوب آگاہ ہین کہ جمشید نے پر سحر کر دیا تھا خواجہ سے
باتین کر رہی ہے کہ افراسیاب بھی آگے پہونچا حیرت نے چاہا منہ چھپاؤن افراسیاب نے کہا ای ملکہ
کیون شرماتی ہو مین بخوبی آگاہ ہون کہ جمشید نے یہ فساد برپا کیا تھا تمنے دیکھا کہ خواجہ عمرو نے ہما
ساتھ کیا احسان کیا مین بھی آج خواجہ تمکو نہال کر دونگی دامن مدعا زر و جواہر سے بھر دونگا عمرو نے کہا
غلام ہین مجھکو تو آپسے واسطہ ہی مین خاص اسواسطے آیا تھا کہ شہنشاہ کی ملازمت کرون یہان آ کے
فساد برپا ہو گئے اگر مین یہ عیاریان نہ کرتا کیونکر جان بچتی آج یہ حال سنکر میرا دل بیقرار ہو گیا
مقدمۂ ناموس ہی اسمین جانبازی ضرور ہے افراسیاب نے کہا خواجہ عمرو تمکو تعویذ بازو بنا کر رکھ
عمرو نے کہا مین خوب راضی کر دونگا آپ بہت خوش ہونگی حیرت غصے مین کڑک کے لشکر لالہ زار پر جا پہنچی
ایسے سحر کیئے کہ لاکھون جادوگرون کو مارا لالہ زار صندلی ہوش زخمی ہو چکا تھا مگر دس ہزار آدمیون نے
ساتھ دیا لیکن اب شکست کھا کے بھاگا طرف صحرا کے روانہ ہو گیا اسکا ذکر زمانے مین تاریک شکل گشتہ

ہوا جاتا ہے جس صف پر پہونچا ایک دو ہتھڑ مارا غبار پیدا ہوا ہزار ہا جادو گر غرق زمین ہوکے ہلاک
و فریاد و فریاد کی صدائین بلند ہین ہمراہیان جمشید درد مند ہین جمشید بھی بڑے زور و شور سے سحر
ہا ہے جمشید کو افراسیاب ڈھونڈھتا ہوا جاتا ہے یہ بھی افراسیاب سمجھ گیا ہے کہ حیرت جادو
یت پریشان ہے لالہ زار کو افراسیاب نے زخمی کیا یہ زخمی ہوکر پیچھے ہٹا یہ بھی افراسیاب
دہ چکا ہے کہ حیرت جادو و سحر مین جمشید کے مبتلا ہے جبتک جمشید نہ قتل کیا جائیگا حیرت اپنے
س مین نہ آئیگی جب لالہ زار کو افراسیاب نے زخمی کیا اور چاہا کہ سر کاٹ لون جمشید نے جو دور سے
و ہین سے گولہ مارا لالہ زار کو آواز دی ای فرزند ہٹ جاؤ مین اس سے سمجھ لونگا یہ کہکر جمشید
ا لالہ زار تو کنارے آکے ٹھرا اپنا زخم باندھنے لگا کبھی بیقرار ہوکے کہتا ہے ہاے افسوس وصل
شوق سے محروم رہا چچا جان نے سب سامان کیا مگر تقدیر میری بری تھی افسوس صد ہزار افسوس
کیا کرون کیونکر دلکو سمجھاؤن میری تو اب یہ کیفیت ہے

منظم

اوس گل کی شکل پھرتی ہے چشم پر آب مین … اشکون مین لخت دل نہین گل ہین گلاب مین
دونی بہار حسن ہے لیعن شراب مین … بھڑکے نہ کیونکر آتش رنگ گل آب مین
ساقی کہان شراب ہے دیر خراب مین … پانی کی ہے تلاش عبث اس سراب مین
روشن ہے داغ گریۂ چشم پر آب مین … پوشیدہ آفتاب نہین ہے سحاب مین
کرتا ہے اک جہان بسر شب کو خواب مین … ہون کیون نہ مست بادۂ غفلت شباب مین
دم بھر یہ بزم عیش غنیمت ہے بیا قیا … ہم بادہ خواری کرتے ہین جام حباب مین
سب بولے برج قوس مین داخل ہی آفتاب … رکھا جو اوس نے پائے حنائی رکاب مین
بالون مین یون وہ گوشۂ ابرو نظر پڑا … ہو جسطرح ہلال نمایان سحاب مین
بے یار جام مین مرے آنسو ٹپک پڑے … پیتے ہین جیسے پانی ملاکر شراب مین
چھوڑی نہین عذار عرقناک پر یہ زلف … گویا کہ تو نے مشک ملایا گلاب مین
بے وجہ زلف یار الجھتی ہے بار بار … کیونکر رہے نہ موے کمر پیچ و تاب مین
ہے رات چودھوین مجھے ساقی پلا شراب … روشن ہو آفتاب شب ماہتاب مین
ناسخ نہین ہے اسکے سوا فخر کچھ مجھے … ہون امت جناب رسالت مآب مین

کیا ہوا کہ آپ ہنسے افراسیاب نے کہا عمرو نے اسوقت مجھپر بڑا احسان کیا صرصر کی شکل بنکر پہونچا د
بیہوش کیا لیکن جمشید آگیا عمرو بھاگا شکر ہے کہ وصل تو معطل رہا غضب ہوا قہر جادو نے عمرو پر
میری دوست صادق کو قتل کیا چاہتا ہے آج مجھکو یہ بخوبی ثابت ہوا کہ عمرو دل و جان سے میرا دو
ہے اگر وہ دخل نہ دیتا عصمت حیرت کی نہ بچتی کسوقت پر عمرو پہونچا یہ کہکر افراسیاب اور تیز چلا
جوالہ جاتا ہے کوٹھے پر سے لالہ زار و حیرت دیکھ رہین ہین اور پکارتے ہین کہ عمرو کا سر کاٹ
افراسیاب جادو اسوقت آکے پہونچا کہ قہر چاہتا تھا کہ ہاتھ تلوار کا مارون کہ سر اُسکا کٹ جائے افر
نے آسمان سے ہاتھ ہلا دیا ایک برق کڑک کے گری قہر کے دو ٹکڑے ہوے جمشید نے جو افراسیاب کو
جھلا کر دوڑا ساتھ والون سے کہا افراسیاب کو مار لو چار جانب سے کافر ٹوٹ پڑے افراسیاب اُن
بیمین شیرانہ لڑ رہا ہے قہر کے مرنے سے خواجہ چھوٹ کے حقہ ہاے آتشبازی مارنے لگے افراسیاب کہ
ای خواجہ کیا کہنا خواجہ پکار کے آواز دیتے ہین مین تو حضور کا تابعدار ہون جان و مال سب آ
او بد شعار ہی لوگون نے مجھکو آپسے جدا کرایا افراسیاب نے کہا مین خوب پہچان گیا ہون افراسیا
جادو بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہے ہر مرتبہ کہتا ہے او جمشید اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچے گا جمشید
اشارہ کیا لالہ زار و حیرت بھی آپڑے سب ملکر افراسیاب پر سحر کرنے لگے افراسیاب اونکے سحر کو کہ
مانتا ہے جسنے سحر کیا افراسیاب نے دفع کر دیا حیرت نے بھی بڑھ بڑھکر سحر کیے افراسیاب اونکو
کر رہا ہی کبھی جھلا کر کہتا ہے ایک سحر کر دون مگر حیرت پر رحم آتا ہے ایک طرف سے لالہ زار نے سحر کیا جم
کے سحر کو برابر دفع کر رہا ہے ہر مرتبہ یہ ارادہ کرتا ہے کہ جمشید کو پکڑ لون مگر جمشید برق جہندہ بنا
سحر کر رہا ہے ایک جانب سے لالہ زار نے سحر کیا ایک جانب سے حیرت نے شعلہ چمکایا جمشید بھی
دخنجر برسا رہا ہے افراسیاب کو مہلت نہین ملتی چوٹی پر کوہ کی پہونچا وہان سے نعرہ کر رہا ہے فو
داون نے وہ بلوہ کیا ہے کہ افراسیاب کو دم لینا دشوار ہے یکایک سات سے نقارہ بجا دیکھا سب نے
سرہاے برف انداز تین لاکھ فوج سے آکر پہونچا شریک جنگ ہوا ساحرانِ افراسیاب نے آکے
ہلا دی اتنی مہلت جو افراسیاب نے پائی کڑک کڑک کے گرنے لگا جس ساحر پر جا پڑا کسی کی کمر مین پنجہ د
اٹھا لے گیا چیر پھاڑ کر پھینک دیا گرز و رو بنر آگ برسائی برف برسا کے ٹھنڈا کیا ملازمان افراسیاب
گھبرا اٹھا لا خوب جمکر سحر کر رہے ہین سامنے گنبد جمشیدی کے ہنگامہ گرم ہے افراسیاب فوجون کو در ہم

اری کمبختو اگر مین نقشہ نہ دیکھتا عمرو نے مارا ہوتا جمشید کا ایک جادوگر ملازم ہے اوسکا نام قہر جادو عمرو
مخل کے سامنے پہونچا تھا کہ قہر نے گیر کی آواز دی دونون پاؤن عمرو کے زمین نے تھام لیے جمشید
کونھے سے آواز دی اے قہر عمرو کا سر کاٹ لے سارا بان مرادہ مجھکو بھی افراسیاب سمجھا ہے قہر
دو تلوار کھینچکر چلا خواجۂ عمرو نے جو دیکھا کہ قہر جادو تلوار کھینچے ہوے آتا ہے باک بلک کے
دعا کرنے لگے نظم

بود ہمیشہ دم مرد اہل دم محفوظ — بشاہراہ طریقت قدم قدم محفوظ
بحال نیست بیک حال حالت انسان — نہ بر قرار خوشی و نہ رنج و غم محفوظ
نہ ملک و دولت اسکندری سلامت ماند — نہ ماند تخت سلیمان نہ جام جم محفوظ
کسی بدہر رہائی زدست مرگ نیافت — نہ پیش ماند سلامت ازاو نہ کم محفوظ
نہ عرش ماند نہ کرسی نہ آسمان نہ زمین — نہ لوح گشت ہمری نشد قلم محفوظ
بکن بدست سخا گنج سیم و زر تقسیم — منہ بکیسۂ حرص و طمع درم محفوظ
بود محافظ حسن عمل اگر ہمراہ — شود ز حملۂ رہزن رہ عدم محفوظ
ببوستان جہان باش مثل سرو آزاد — ز ہر بہار و خزان شو ز ہر الم محفوظ
بصلح کوش و سخاوت کہ درمیان جہان — بود ز رنج و الم صاحب کرم محفوظ
کسی ز گردش گردون دون نہ جان بر شد — کسی نماند بدنیا ازین ستم محفوظ
نماند راست رو راہ راستی ہندی — ز ہر فریب و ز ہر مکر و پیچ و خم محفوظ

تو بلک بلک کے دعا کر رہا ہے مگر افراسیاب کا حال تحریر کیا جاتا ہے کہ جب یہ باغ سیب سے
راہ مین وزرا امرا ملے سر ملنے راہ مین کہا اے شہنشاہ ذرا دیکھیے تو کہ ملکۂ حیرت کس حال مین
افراسیاب نے ران پر ہاتھ رگڑا اوسکو دیکھکر سر پیٹ لیا کہا یارو غضب ہوا جمشید نے سحر کر دیا
ت اپنے ہوش مین نہین ہے امادۂ وصل ہو گئی اگر کہین ایسا اتفاق ہوا اپنی جان دیدونگا یہ کہتا ہوا
تا ہے ہر مرتبہ ران پر ہاتھ رگڑتا ہے اور کہتا ہے یارو بڑی خرابی ہے خود حیرت تحریک کر رہی ہے
ضب ہوا لالہ زار کے ساتھ تخلیہ مین جاتی ہے بڑے زور و شور سے اڑا ہوا آتا ہے وزیر و امیر
پر لاکھ ساحران نمدار آریکا یک افراسیاب جادو و قہقہہ تار کے مہنسا ساتھ والون نے پوچھا اے شہنشاہ

آتش مزاج یار ہے عاشق ہے بادہ خوار
نپلا وہ آگ کا ہے مین پتلا شراب کا
دل توڑ ڈالا ساقی مہوش نے ای قمر
دکھلا کے ٹکڑے کردیا شیشا شراب کا

اس رنگ سے یہ اشعار حیرت نے پڑھے کہ لالہ زار بیقرار ہو گیا کہا صاحب سامنے کمرے مین چلو ح
اُٹھ کھڑی ہوئی لالہ زار جھومتا ہوا چلا حیرت ساتھ ساتھ چاہتے ہین دونون عاشق و معشوق ک
داخل ہون وہان چھپر کھٹ لگا ہوا ہے کہ پہلو سے آواز آئی مبارک مبارک لالہ زار صندلی پوش
پلٹکر دیکھا ملکۂ صرصر شمشیرزن دوڑی ہوئی آتی ہے ہنستی ہوئی دیکھکر آواز دی اس جوڑی
نثار ہو ملکۂ حیرت اب تمکو معشوق ملا ایک خوشی کی خبر لیکر آئی ہون اس مژدہ کے سننے کو عاشق
چھپر کھٹ پر بیٹھے صرصر ہنس ہنسکر باتین کر رہی ہے واری جب آپکو جمشید لیکر آئے لشکرون مین ہا
سب سردار روتے پیٹتے پاس افراسیاب کے پہونچا افراسیاب نے جو یہ خبر سُنی بہت رویا تلوار کھینچکر اپنا گلا
اب چلکر ہوشربا پر قبضہ کیجئے سب مشیر و وزیر کہ رہے ہین کہ ملکۂ حیرت کے پاس چلین وہ ہماری شا
ہر ایک کانٹا تھا وہ بھی نکلگیا آج لونڈی بھی خوب شراب پئیگی یہ کہکر جام بھرا ایک لالہ زار کو دیا ا
کل ممالک پر آپکا قبضہ ہوگا لالہ زار نے وہ جام پیا ایک جام بی بی حیرت کو دیا یہ بھی بڑا اندیشۂ انجام سمجھ
ایک جام جو دونون نے پئے لالہ زار نے کہا کوئی مجکو آسمان پر لئے جاتا ہے حیرت نے کہا میرا بھی یہی
ہے صرصر شمشیرزن نے کہا یہ شراب لوگشید ہو گی ذرا اٹھکر ٹہلئے جیسے ہی اٹھے بیہوشی نے طمانچہ ما

دونون لڑکھڑا کر گرے عمرو نے نعرہ کیا نعرۂ عمرو تصنیف مصنف
عمرو ذی حشم مہتر مہتران
مری نسل سے کر پیدا ہوا
اُڑاتا ہون کفار کے دم مین ہین
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کنوئین
مری چال سے ہو صبا پائمال
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
مرا افسر ذی حشم نامدار
اسیر عرب شیر پرور دگا
کہ آقا ہمارا جہان گیر ہے
مرا نام ہے خواجۂ خوا
مرے نام پر غدر شیدا
مرا گھر ہے گلشن قبیل و
نشان گرد تھا میری پاپوش
یہی فتح و نصرت کی تدبیر
نیمچہ کھینچکر عمرو چلا یہان جمشید ثانی نے بیٹھے بیٹھے نقشے مین

پر پرواز پیدا کرکے چلا یہان آکے دیکھا عمرو نیمچہ کھینچکر چلا ہے وہین سے نعرہ کیا خبردار او ساربان
کیا کرتا ہے عمرو نے دیکھا جمشید آتا ہے اور تو کچھ نہ بن پڑا باد مہرے پانون مین باندھکر کوٹھے سے کو
بھاگا ملازمان جمشید دوڑے عمرو بھاگا کہ نکلجاؤن جمشید نے اتنے عرصے مین لالہ زار و حیرت کو ہوشیا

له زار صندل پوش نے کہا ای والد نامدار دیکھیے وہی باتین پھر آئین بہت مشکل ہو کہ یہ مجھکو
دل کرے جمشید نے کہا اے لالہ زار یہ افراسیاب کج تام کی دشمن ہو جائی تیری خدمت مین کنیز
کر رہیگی لالہ زار نے کہا مجھکو تو یقین نہین آتا جمشید نے کہا ای فرزند دیکھو ابھی ظہور ہوتا ہی یہ کہکر
ڑا ہوا گیا گنبد سے اپنے ایک گلدستہ لایا لاکے مسند پر رکھدیا جیسے ہی اوسکی بو دماغ مین حیرت کے
نچی چہرہ سرخ ہوگیا آنکھون مین لال دوڑے نشۂ وحشت کی پڑ گئے تھرا کے گری بیہوش ہوگئی جمشید
نی کہا ای فرزند اب مین گنبد مین جاتا ہون یہ ہوشیار ہوتی ہی تیری اطاعت کریگی جو تیرا حال اِسکے
شق مین ہی وہی اسکا بھی ہوگا یہ کہکر جمشید ثانی تو چلا گیا لالہ زار بیٹھا ہوا دامن کی ہوا دے رہا ہے
حیرت جادو جادو کی آنکھ کھلی اٹھ کے بیٹھی لالہ زار کو بہ نگاہِ محبت دیکھ رہی ہے لالہ زار نے کہا
جانِ جہان وای آرام دل مشتاقان مین تیرا عاشق صادق ہون ہماری بات کا جواب دو حیرت نے
ٹھنڈی سانس بھر کر کہا ای لالہ زار میری خود تجھپر جان جاتی ہے مدتسے مین تجھپر عاشق تھی مگر مجبور رہتی
تک نہ آسکی اب مین حاضر ہون جو تیرا حکم ہو بجا لاؤن لالہ زار پھول گیا تصدق ہوا نثار ہوا حیرت
دو ہر مرتبہ کہتی ہی صاحب کیون اسقدر بیقرار ہوتے ہو مین تمہارے پاس حاضر ہون مین تو خود مدت سے
ری اوپر مرتی ہون مجبور رہی کہ ظالم کے اختیار مین تھی کیونکر آتی اب یہین عمر بھر رہونگی ہوشربا سے
کو کیا کام ہے وہان کی سلطنت سے یہانکی فقیری بہتر ہے ہمکو آرام ملیگا وہان جمشید گنبد مین بیٹھا ہوا
ہیانہ والون سے کہ رہا ہی دیکھو حیرت جادو کیا مزے سے باتین کر رہی ہے اتنی بڑی ساحرہ بت ہوگئی
ری زندگی بھر اسی حال مین رہیگی اگر افراسیاب دخل دیگا بہت پچھتائیگا نمکحرام نے شہنشاہ لاچین کی
لطنت چھین لی کارندے ملگئے اُسکو قید سے چھڑا کر بادشاہ کرونگا یہان حیرت نے گلابی کھینچی جام بلورین
بھر کیا کہا لو صاحب پیو لالہ زار نے خود ہاتھ بڑھا دیا پکار اٹھا بیت الا یا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا
عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا یہ شعر پڑھ کے شراب پی گیا دوسرا جام اپنے ہاتھ سے بھرا حیرت
جادو بھی بے اندیشۂ انجام جام پی گئی بے اختیار پکار اٹھی نظم

آنکھون کو جانتے ہین پیالہ شراب کا
مستون کو عین فرض ہر پینا شراب کا

سرا خمیر بادۂ انگور سے بنا
گھٹی مین میری پڑ گیا قطرہ شراب کا

طفلی سے تا بہ مرگ رہا دور جام سے
عاشق کا جسم بنگیا پتلا شراب کا

بلک بلک کے جو اُسنے یہ اشعار پڑھے جمشید ثانی نے کہا اے فرزند نہ گھبراؤ مین ملکۂ حیرت کو لاکر
پہلو مین بٹھاؤنگا ذرا سحر سامری کا جب ہی ہے کہ بخوشی تیرا وصل قبول کرے تجھکو یہ خیال ہو کہ
کرے گی تجھ سے زیادہ اُسکو خواہش ہو مین ابھی جاتا ہون یہ کہکر جمشید ثانی عقاب بنکر چلا یہاں
ملکۂ حیرت جادو ساتھ افراسیاب کے آئی اپنی بارگاہ مین آکے داخل ہوئی باغ سیب مین
لشکر مین آنا ہمیشہ ضرورت رہتی ہو قضائے کار ایک دن ملکۂ حیرت جادو باغ سیب سے چلی طاؤس
زرین بال پر سوار طرف اپنے لشکر کے جاتی ہے تمام لشکر خواجۂ عمرو مین یہ بات مشہور ہے کہ لالہ
صندلی پوش حیرت جادو پر عاشق ہوا ہے لالہ زار کیلئے سزا جزا بھی ہوئی جمشید ثانی ک
گیا ہو کہ مین حیرت جادو کو لیجاؤنگا وقت سحر ہے ملکۂ مہرخ سحر چشم تخت زرین پر جلوہ فرما ہین
سرداران نامی خدمت ہین خواجہ عمرو بھی بیٹھے ہین کہ سبنے دیکھا ملکۂ حیرت جادو طاؤس زرین بال پ
طرف اپنے لشکر کے جاتی ہین یکایک آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا منم جمشید ثانی او حیرت کہان جاتی
حیرت نے چاہا سحر کرون اس زور وشور سے جمشید گرا کہ حیرت کی آنکھ بند ہو گئی جمشید نے کمر مین
دیا حیرت کو لیچلا یاقوت وزمرد نے جاکر افراسیاب کو خبر کی افراسیاب بہ قہر و غضب تمام طرف گنب
جمشید ہی کے چلا بعد جانے افراسیاب کے یاقوت و زمرد و مصور و سرما و ابرلیق دونون وزیر
سزار شپت پر افراسیاب کے چلے خواجہ نے جو یہ معاملہ دیکھا اور بہار نے بلک کے کہا خواجہ بڑا غضب
خدا حیرت کی آبرو بچائے جمشید بلائے روزگار ہے خواجہ نے کہا ملکہ مین ابھی جاتا ہون اگر خدا نے فض
کیا تو حیرت کو بچاتا ہون یہ کہکر خواجہ عمرو بھاگے طرف گنبد جمشید ہی کے چلے یہان لالہ زار صندلی
پوش یاد حیرت مین بیقرار بیٹھا تھا کہ جمشید نے آواز دی کہ اے فرزند مین تیری معشوقہ کو لایا جو
وہ کیا لالہ زار خوشی خوشی اٹھا کہا آپنے مجکو زندہ کر لیا حیرت کو لاکے جمشید نے مسند بٹھایا کہا
فرزند زبان مین سوزن دے تو تب ہوشیار کرو ساحرہ زبردست ہے جب انکار کریگی مین تدبیر کر
مثل تیری یہ تجھپر عاشق ہو جائیگی لالہ زار نے زبان مین سوزن دی حیرت کو ہوشیار کیا حیرت
کی جو آنکھ کھلی اپنے کو اس حال پر ملال مین پایا بے اختیار رونے لگی جمشید نے قریب بیٹھکر کہا اے
حیرت نئے طلسمات تیار کرونگا کہ ہوشربا سے بہتر ہو اوسکا تجھکو بادشاہ کرونگا کیا مجال ہے کہ افرا
تجھ سے آنکھ ملا سکے حیرت نے اشارہ سے کہا او جمشید مجھے قتل کر ڈال مجھے بے طور ہاتھ نہ لگا

دی میرے فرزند کو پہلو مین سلادے ورنہ قیامت برپا کرونگا طلسم ہوشربا مین رہنا مشکل ہوگا مگر یہ کہتا
ہوا جمشید ثانی لالہ زار کو لیئے ہوے طرف گنبد جمشیدی کے روانہ ہوگیا داؤد نے کہا اے
فراسیاب اگر تیرے ملک مین یہ ملعون آئے اور جو تیوں کے سر توڑ ڈالنا افراسیاب نے کہا مین حضور سے
ڈرتا تھا ورنہ ابھی سمجھا دیتا اوسکی کیا مجال ہی کہ میرے ملک مین آسکے اب قدرت نے فرما دیا مین سمجھ لونگا
فراسیاب جادو خداوند داؤد سے رخصت ہوا اپنے ملک مین آیا مگر جمشید ثانی لالہ زار کو
لئے ہوے گنبد جمشیدی مین آیا مسند بچھائی لالہ زار کو اوسپر بٹھایا اور کہا اے فرزند تم نہ گھبراؤ مین
عیرت کو تجسے ملاؤنگا لالہ زار صندلی پوش رونے لگا کہا اے والد ماجد کیا عرض کرون کلیجے
پر میرے چھریان چل رہی ہین آتش عشق سے ہڈیان جل رہی ہین میری تو اب یہ کیفیت ہی نظم

گلدستون کو دیکھون دھیان آئے سرو دلجو کا — تصور مین کعبے مین بندھے محراب ابرو کا
ون تحریر گر مضمون کوئی اوسکے گیسو کا — تو خوشبوئی سے خامہ پر یقین ہو شاخ شبو کا
وال وصل مین ہلنا پرے تیرے ابرو کا — اشارہ ہے برات عاشقان بر شاخ آہو کا
ا سجدے مین دیکھا جب تمھاری مصحف رخ کو — نہین کم سجدی کی آیت سے رتبہ بیت ابرو کا
ڑھاتی ہے دماغ افلاک کو انسان کی کم وزنی — کرے میل زمین سنگین جو ہر پلہ ترازو کا
ی دم مجھکو ہوتا ہے افاقہ درد ہجران سے — تصور باندھتا ہون جب ترے تعویذ بازو کا
ظر آتے ہین کیا پر درد مضمون فکر کرتے ہی — دکھاتا ہے مجھے عکس درون آئینہ زانو کا
کچھ ٹوٹے ہوے بال اپنے کھسنے زلف مشکین کے — تو عالم روزن دیوار مین ہے ناف آہو کا
ظر آتی ہے صاف اسمین مجھے انجام کی صورت — جو گورستان مین دیکھا ہے کوئی آئینہ زانو کا
بیٹھا انتظار یار مین تکیہ لگا کر مین — کہ جوشن بنگیا ہون اپنے دروازے کی بازو کا
لب سرخ ہین تو نشے سے آنکھین بھی ہین گلگون — تبون نے کر دیا ہے ایک رنگ اعجاز و جادو کا
عالم کے دیوانونمین موزون طبیع دیوانہ — کرے مجھکو نشانہ کوہ کے سنگ ترازو کا
ائر حرفون کے بنتے ہین طوق گردن قمری — رقم کرتا ہون گر مضمون اپنے سرو دلجو کا
ہ جو ہے وہ گویا اک زبان کا کام کرتی ہے — وہ عالم ہمنے دیکھا ہے کسی چشم سخنگو کا
ین ہے سنتے سنتے اسکا سر پھرنے لگے ناسخ — بیان مین سامنے جسکے کرون اپنی تکاپو کا

فیض بنیاد ہو تا ہے داؤ دنے کہا لشکر افراسیاب مین جا فلان بارگاہ مین لالہ زار بیٹھا ہوا
ہے اُسکو جلد لاکر حاضر کر بہت اچھا کہکر تیلی چلی داؤ دنے حکم دیا جلد سیاست خونی کی تیاری کرو آ
اسکو دار پر کھینچینگے تمام وزرا امرا کانپنے لگے کہ اب دیکھیے کیا ہوتا ہے حکم کی دیر تھی کہ آرہ کش
جلادان خوک طینت میمون خصلت خرسہاے بادیۂ ضلالت فوراً حاضر ہو گئے دار ین استاده ہوئین
جو چلی تھی لشکرِ حیرت مین آئی اُس بارگاہ پر آکے ٹھہری لالہ زار بیٹھا سحر کر رہا تھا کہ تیلی کڑک
لالہ زار نے چاہا کہ اپنے کو بچاؤن مگر نہ بچ سکا تیلی نے کمر مین پنجہ دیا لے اُڑی آسمان پر لیے ہو
ہے لشکر مین ہلڑ ہوا کہ تیلی فرستادہ خداوند داؤ د تھی لالہ زار کو لے گئی خواجۂ عمرو و برق دفی
سنکر بہت برہم ہو کر چلے یہان داؤ د غصے مین کھڑا ہوا ہے کہ تیلی نے لالہ زار کو لاکے سامنے داؤ د کے ڈ
کہا یہ گناہ گار حاضر ہے داؤ دنے لالہ زار سے کہا او بیحیا یہ تونے کیا حرکت کی ہماری بندی کو جا کر
ہم ان سبکے خداوند ہین انپر پرورش کرتے ہین یا انکو ستانے کے لئے ہین تونے کچھ خوف نہ کیا کان پکڑ
دو تین طمانچے مارے جلاد سے اشارہ کیا اسے دار پر لٹکا دو قدرت اپنے جاہ و جلال کے پابند ہین
ساز دیکر کر لالہ زار کو زنجیر مین باندھا سر دار مین سرنگون لٹکایا اسوقت ایک غریو بلند ہوا ہر ایک کا
کہ عدالت اسکا نام ہے بندی کیواسطے فرزند کو دار پر کھینچدینا قدرت ہی کا کام ہے ہر شخص کانپ ر
داؤ دنے حکم دیا کہ تیر و کمان لاؤ فوراً تیر کمان آئی بارہ ہزار تیر انداز اوسکی پشت پر آئے داؤ
تیر کو بجر کمان مین پیوست کیا بارہ ہزار تیر بجر کمان مین پیوست ہوئے جب داؤ دنے کمان کو
بارہ ہزار سہسر کڑکے داؤ دنے تیر کو رہا کیا بارہ ہزار طائرانِ تیر پر کھول کر چلے جب قریب
لالہ زار کے تیر پہونچے ایک جھونکا ہوا کا چلا برق کڑک کے گرمی تیر قلم ہوئی داؤ د تو بچا وہ تیر
اور دان کے سینہ پر پڑے مہرۂ پشت کو توڑ کر پار گذر بے بارہ ہزار جادوگر مرکر گرے ایک صدائی ہیب
کہ زمین کانپ گئی آواز تھی کہ او نا ہنجار بد کردار تونے غنیمت نہ جانا کہ ہم تیری خدائی پر راضی
اگر ہم دعویٰ کرتے تو تجھکو کون پوچھتا سنو جمشید ثانی کڑک کے گرا دار کے ٹکڑے اوڑا دے لا
کو نیچے مین دبایا لے نکلا داؤ د نے چاہا جا پڑون وزرا امرا لپٹ گئے کہا حضور آپکے چچا ہین ادنھو
آپکے فرزند کو بارہ برس پرورش کیا یہ خبر ہوئی آخر آپڑے بس سزا ہو گئی آپ اپنے نزد دیکہ
کر بچے جمشید نے بلند ہو کر آواز دی او افراسیاب خانہ خراب اگر اپنی خیریت چاہتا ہے حیرت جادو

بیٹھنا بھی دشوار ہے مین جا کی افراسیاب سے اطلاع کرتی ہون وہ آکے انکی گردن لیگا حرامزادی کو بھاگنا
ار ہوگا یہ کہکر حیرت جادو نہایت غصے مین طرف باغ سیب کے چلی راہ مین بھی حیرت کو یہی معلوم
ا ہے کہ لالہ زار ہمارے ساتھ ہے اور غصہ بڑھتا جاتا ہے یہان افراسیاب باغِ سیب مین بیٹھا ہے
نشین جلیسین مصروف عیش و نشاط کہ دیکھا سامنے سے حیرت جادو مثل شعلۂ جوالہ چلی آتی ہے
اسیاب گھبرا گیا کہتا ہے سامری و جمشید خیر کرین کہ حیرت آکے پہونچی افراسیاب کو ایک دوہتھڑ
لما او نامرد تجھکو کچھ خبر بھی ہے کہ مجھپر کیا گذری افراسیاب نے کہا صاحب جلد بیان کرو حیرت نے کہا
ہ زار صندلی پوش بیٹا خداوند داؤد کا آیا ہے وہ مجھپر عاشق ہوا نیان برق فرنگی تو بلاے
گار ہین وہ پکڑ کے لیگئے تھے مین نے جا کر رہا کیا اب اُس نے ایسا سحر کر دیا ہے کہ مجھکو کسی مقام پر آرام نہین
ی ثابت ہوتا ہے کہ وہ میری پاس بیٹھا ہوا مجھکو ستا رہا ہے یہ سنکر افراسیاب کانپنے لگا کہا مین ابھی جا کر
دالونگا شیر و وزیر سب لپٹ گئے کہا ای شہنشاہ جو کچھ کیجیے سمجھکر کیجیے ایسا نہو کہ خداوند داود کے خلاف
و بڑی مشکل پڑے اب سب نے یہ صلاح دی کہ خداوند کے پاس چلکر فریاد کیجیے وہ خود سزا دینگے وہ ایسے
و کبھی گوارا نہ کرینگے افراسیاب جادو حیرت کو ساتھ لیکر تخت پر سوار ہو طرف شہر داؤد یہ کے چلا
ین حیرت کہتی جاتی ہے دیکھیے ای شہنشاہ سحر اوسکا بڑھتا جاتا ہے ابھی تک مجکو وہی معلوم ہوتا ہے افراسیاب
و کہتا ہے قدرت کے سامنے سب حال بیان کرنا حیرت جادو کہتی ہے ایسا ہی ہوگا یہان خداوند داؤد
ت پر بیٹھا ہے تمام وزرا و امرا حاضر ہین گھنٹ و ناقوس بج رہے ہین کہ افراسیاب جادو آکے پہونچا
تخت کو بوسہ دیا جھک کے سجدہ کیا حیرت جادو ہاتھ باندھکر سامنے کھڑی ہوئی داؤد نے کہا
بندی خاص خیر تو ہے حیرت نے سر جھکا لیا افراسیاب نے عرض کی یا خداوند آپکے صاحبزادے نے
بڑا ظلم کیا اسکو عرض نہین کر سکتا آپ سے گذر گئے ہین انپر عاشق ہوے ہین سحر کر دیا ہے کہ
رت کو ناگوار معلوم ہوتا ہے غلام نے قدرت کا پاس کیا ورنہ آپ نے مجکو وہ شرف عطا فرمایا ہے
ن کسی سے پایہ کمی کا نہین یہ کہنا ہو سکتا تھا کہ مین جا کے اونکو جواب دیتا لیکن قدرت کا خوف غالب
ہ ایسا نہو آپکے خلاف ہو ہم فریادی حاضر ہوئے ہین امیدوار ہین کہ اپنی داد کو پہونچین یہ سنکر
ؤد کانپ گیا کہا قدرت کبھی گوارا نہ کرینگے یہ عدالت یاد رہیگی یہ کہکر پکار کر آواز دی ارے
ی کنیز سامری حاضر ہے ایک پتلی گنبد سے اُتری حاضر حاضر کہکر سامنے آئی عرض کی کیا ارشاد

اور فساد برپا ہو لالہ زار نے کہا آپ جا کر اپنی بارگاہ مین بیٹھیے مین وہ تدبیر کرونگا کہ بی حیر
جادو خود دوڑی آئین افراسیاب کو طلاق دینا پڑے مین کیا اس فعل سے باز آؤنگا مین لاکھ صد
کرتا ہون لیکن نہین ہو سکتا نہایت پریشان ہون میرا دل نہین مانتا کوئی نہ کوئی تدبیر ایسی نکا
کہ وہ خود آئے میری تو عجب کیفیت ہی اب یہ حالت ہی نظم

لباسِ یار کو مین پارہ پارہ کیا کرتا ۔ قبائے گل سے اُسے استعارہ کیا کرتا
بہارِ گل مین ہین دریاے جوش کی لہرین ۔ بھلا مین کشتے سے کنارہ کیا کرتا
نقاب اُلٹ کے جو منہ عاشقونکو دکھلاتے ۔ نہین کہو کہ تمہارا نظارہ کیا کرتا
سُنا جو حالِ دلِ زار یار نے تو کہا ۔ طبیب مرنے ہوے کا ہی چارہ کیا کرتا
ہلالِ عید کا ہر چند ہو جہان مشتاق ۔ تمہارے ابروؤن کا سا اشارہ کیا کرتا
حقیقت دہنِ یار کا کھولتا کیونکر ۔ نہفتہ راز کو مین آشکارہ کیا کرتا
قدم کو پیچھے رہِ خوفناک عشق مین رکھ ۔ یہ پہلے دیکھ لے دل ہی اشارہ کیا کرتا
غمِ شراب نے مجھ مست سے نہ منہ موڑا ۔ کنارِ آب سے پیاسا کنارہ کیا کرتا
گداز موم سے بد استخوان کو پاتا ہون ۔ پھر اور سوزشِ دل کا اشارہ کیا کرتا
بڑا ہی خوار علاقہ ہی گلشنِ الفت ۔ مری طرح کوئی اس مین اجارہ کیا کرتا
شرابِ خلد کی خاطر دہن ہی رکھنا صاف ۔ وضو مین ورنہ یہ زاہد غرارہ کیا کرتا
شکستہ دل نہو اُس بت کی ناز سے کیونکر ۔ سلوک شیشے سے ہے سنگ خارہ کیا کرتا
بہارِ گل مین پیالہ لگا لیا منہ سے ۔ شراب پینے کو مین استخارہ کیا کرتا
بہارِ گل مین تھا جامے سے باہر اے آتش ۔ نہ کرتا مین جو گریبان کو پارہ کیا کرتا

عرصۂ دراز تک رویا کیا آنکھون کے نیچے تصویر ملکۂ حیرت پھر رہی ہے تنہائی مین بیٹھکر ایک سحر کی
دستک دی کچھ ماش کے دانے چہار جانب پھینکے ملکۂ حیرت اپنی بارگاہ مین بیٹھی ہے کہ ایک جھونکا
سرد کا چلا آنکھ حیرت کی بند ہو گئی حیرت نے عالم خواب مین دیکھا کہ لالہ زار قاعدہ سے میرے
پاس بیٹھا ہے حیرت نے گھبرا کر آنکھ کھولدی وزیر زادیون سے کہا اور غضب دیکھو اُس حرامزادے
عجب طرح کا سحر کیا ہے مجھکو یہ باتین معلوم ہوتی ہین جو خواب مین دیکھا وہ سب بیان کیا اور کہا کہ مج

ی برق کیسے لائے برق نے دہین سے آواز دی اوستاد خداوندزادے کی مشکین باندھکر لایا ہون
ی بلبلاتا تھا ملکۂ مہرخ نے کہا اسے ستون سے باندھ دو جسنے سنا کہ لالہ زار گرفتار ہوکر آیا ہے سب
سردار دوڑے آکے کرسیون پر بیٹھے خواجۂ عمرو نے کہا اب ہوشیار کرو برق نے بڑھکر فتیلۂ دافعِ دارو
ہوشی دیا ایک چھینک آئی لالہ زار نے آنکھ کھول کے اپنے کو بندھا پایا زبان مین سوزن سامنے ملکۂ
مہرخ تخت پر بیٹھی ہین گرد تمام سرداران نامی اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین ملکۂ مہرخ نے پکار کے
آواز دی او لالہ زار تونے قدرتِ پروردگار کو دیکھا ساری خدائی نکل گئی مشکین بندھکر ہمارے
سامنے آئے اب بہتر یہی ہے کہ غرور کو دماغ سے نکالو پیدا کرنے والے کو پہچانو باپ دادا پر اپنے لعنت
و تمکو بادشاہ لشکر کرینگے انشاءاللہ وہ مرتبہ ہوگا کہ تم یاد کروگے لالہ زار آنکھین نکالنے لگا جب تو
لا کے خواجۂ عمرو نے حکم دیا جلاد کو بلاؤ فوراً جلاد آیا لالہ زار کو زیر تیغ بٹھلایا اب لالہ زار کی
رانی زلفون پر پریشانی گھبرا گھبرا کے چہار جانب دیکھتا ہے کوئی دوست نہ مونس نہ غمخوار کوئی کلمۂ خیر بھی بولنے
والا نہین اب تو لالہ زار نہایت گھبرایا جی مین کہتا ہے اب کیونکر میری جان بچیگی جلاد نے کوندہ کا خط
گردن پر دیا اور پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم حکم اول ہے ذرا سمجھکر دیجیے گا قتل کرنا میرا کام ہے جلانا ہیں
نہین ملکۂ مہرخ نے فرمایا ہمنے خوب سمجھ لیا ہے کیون ای لالہ زار اعتقاد واحدانیت نہ کریگا یہ بھیا بھولا
ابیٹھا ہے ملکہ نے تیسرا حکم دیا جلاد چلا کہ سر کاٹ لون جیسے جلاد نے ہاتھ مارا ایک برق گری کہ جلاد کے
ٹکڑے ہوے آواز آئی اے مسلمانان یہ بے ادبی ستم ملکۂ حیرت آتا ہے وہ اس زور و شور سے حیرت آکے
ن کچھ اشیاء سحر بھی پھینکے کہ آندھی سیاہ چلی اندھیرا ہوگیا حیرت نے اوتر کر لالہ زار کی کمر مین نخہ دیا اُڑا دی
لالہ زار نے جو حیرت کو دیکھا ہاے پیاری کہکر گلے مین ہاتھ ڈالدیے حیرت نے ایک طمانچہ مارا کہ لالہ زار
غش ہوگیا تڑاقے کی آواز سب نے سنی کہ صورت نگار تڑپتی ہوئی آکے پہونچی دوڑکے حیرت سے
یہ کیا کرتی ہو خداوندزادے کو طمانچہ مارا حیرت نے کہا مین مار ڈالونگی حرامزادہ گلے مین ہاتھ
ڈالتا ہے صورت نگار و مصور نے لالہ زار کو گود مین لے لیا حیرت طرف اپنی بارگاہ کے روانہ
ہوئین مصور و صورت نگار لالہ زار کو لیے ہوئے اوسکی بارگاہ مین آئے لالہ زار کی زبان سے
سوزن کو نکالا اب جو ہوشیار ہوا کہا کیون مجھے امان حیرت تجکو نہ قبول کرین گی صورت نگار نے
کہا بیٹا اس خیال کو دل سے دور کرو وہ زوجۂ افراسیاب ہے ایسا نہو کہ تمہارے باپ کو خبر ہو پہنچے

کہا میرا سُوسَن نام ہے آج ملکہ کو ضرور لاؤنگی یہ کہکر خاصدان نکالا کہا ملکہ نے گلوری دی ہے گلو
اپنا اُگال ڈالدیا اور فرمایا ہے کہ کہنا یہ گلوری کھالینا خاص ہمنے تمھاری واسطے بھیجی ہے لالہ ز
کہا لاؤ گلوری مجھو دو برق نے گلوری نکال کے دی لالہ زار نے گلوری کو کھول کے دیکھا اُگال ہے
یاقوت احمر کے ٹکڑے ہین خوشی خوشی کھا گیا برق زہر مار زہر مار کہتا جاتا ہے لالہ زار نے کہا بی
یہ کیا کہتی ہو برق نے کہا نوشی جان کے بدلے زہر مار کہتی ہون بُرا نہ مانئے مین آج ملکۂ عالم کو لا
جیسے ہی پیک لالہ زار کے حلق سے اتری گھبراکر کہا اے سوسن اس گلوری مین کیا تھا کہ میرا دل گ
لگا برق نے کہا ذرا اٹھکر ٹہلو جیسے ہی لالہ زار اُٹھا بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہو گیا
نے بہ تعجیل زبان مین سوزن دی پشتارہ باندھکر پشت سے سرنچہ چاک کرکے لالہ زار کو لے بھاگا یہان صبح
اپنی بارگاہ مین آئی مصوّر سے کہ رہی ہے صاحب بڑی غضب کی بات ہے حیرت جادو تو بالکل
کرتی ہین فرزند میرا نہایت بیقرار ہے بڑے افسوس کی بات ہے آخر اب کیا تدبیر کرون مصوّر
کہا صاحب چلو مین چلکر اپنے فرزند کو سمجھاؤن میان بی بی دونون چلے صرصر جاتی تھی ادسکو
بلالیا بارگاہ مین آکے دیکھا بھیرون ناچ رہا ہے میان لالہ زار ندارد پشتارہ باندھنے کا نشان
پر معلوم ہوتا ہے صرصر نے دیکھکر کہا لو غضب ہوا برق فرنگی کا پتیرا معلوم ہوتا ہے صورت نگ
پیٹتی ہوئی دوڑی سامنے ملکۂ حیرت کے آئی کہا حضور بڑا غضب ہوا برق فرنگی لالہ زار کو گ
کرکے لے گیا حیرت نے زانو پر ہاتھ مارکر کہا ہائے کیا رسوائی ہے مذہب کا نام بدنام ہوا اب مسلم
کیسے خوش ہونگے کہ خداوندزادہ مشکین بندھکر آیا ہے صورت نگار مجکو مذہب کا بڑا خیال ہے و
مین ہرگز دخل نہ دیتی مگر اب تدبیر رہائی کرنا واجب و لازم ہوا مین ابھی جاتی ہون یہ کہکر حیرت
نے سحر کیا ستارۂ سحری بنکر چلی عقب مین صورت نگار و مصوّر بھی چلے سرباد ابر لیق دیا قو
وزمرد جیسے سنا کہ ملکۂ حیرت گئی ہین وہ بھی چلا یہان وقت سحر ہے ملکۂ مہرُخ بیرون بار
تخت پر جلوہ فرما ہین تمام سرداران اسلام جمع ہین یہی ذکر ہو رہا ہے کہ دیکھیے یہ لالہ ز
کیا گل کھلاتا ہے چرند و پرند نے خبر دی ہے کہ وہ ملکۂ حیرت پر عاشق ہوا ہے ملکہ بہار کو
بڑا قلق ہوا کہا بڑی خرابی کی بات ہے خدا اپنا فضل شریک کرے اس مین جھگڑا ہو تو مزا ہے
ہو رہی تھین کہ دیکھا سامنے سے برق فرنگی پشتارہ بدوش آتا ہے خواجہ عمرو نے پکار کے آواز

نی ہوں بیان حیرت جادو اپنی بارگاہ مین بیٹھی ہے صرصر وغیرہ سے کہہ رہی ہے صاحبو سُنا تمنے یہ کچھ
دانہ ہوا ہے اپنا عشق جتاتا ہے اپنے ہوش مین نہین آتا ہے صرصر تم جاکے صاف صاف کہدو کہ ہم سے
قات ہوچکی آپ جائیے صرصر کہتی ہے داری یہ مناسب نہین ہے یہ ذکر تھا کہ بی صورت نگار ہنستی
ئی آئین کہا اے حیرت تیرا بڑا مرتبہ ہوا خداوندزادہ تپر عاشق ہوا تمکو طلب فرمایا ہے حیرت جادو نے
بوا صورت نگار کچھ دیوانی ہوئی ہو مین تقدیر کرانے سے باز آئی وہ تشریف لیجائین نہین تو بہت ذلیل
نگے صورت نگار نے کہا اے حیرت بڑے فخر کا مقام ہے خداوندزادہ خواہش کرے اور تم انکار کرتی ہو
یسا نہو کچھ تقدیر خلاف کردے جہانتک ہوسکے اوسکو راضی کرو تھوڑی دیر اوسکے پاس بیٹھ کے چلی آؤ
یرت نے کہا بوا صورت نگار بس جاؤ ایسی مہمل باتین مجھسے نہ کرو تقدیر وہ جاکر اپنے ملک مین کرین اگر
ن ایسا جانتی تو استقبال بھی نکرتی ایسے مہمل کی صورت ندیکھنا چاہیے جاکر اس گدھے کو سمجھاؤ نہ کہ
ا مجھو سمجھاتی ہو مجکو کیا کوئی بازاری مقرر کیا ہے صورت نگار رنجیدہ وکبیدہ پلٹی پاس لالہ زار کے
ی لالہ زار نے گھبرا کے پوچھا کیون چچی اماں ملکہ حیرت تشریف نہین لائین صورت نگار نے غصے مین
بیا اونکو اپنے حسن پر بڑا گھمنڈ ہے وہ نہین تشریف لائینگی لالہ زار نے کہا آپ بیٹھیے مین بلوا لونگا
ورت نگار تو اپنی بارگاہ مین آئی لالہ زار کو منظور ہوا کہ اب مین بیٹھکر سحر کرون قضاے کار مہتر
رق فرنگی جوان یکرنگی کنیز بنا ہوا یہ سب باتین سُن رہا تھا جیسے ہی اوس نے دیکھا کہ لالہ زار تنہا بیٹھا
صورت نگار اپنے خیمے مین گئی کنارے آکر رنگ وروغن عیاری کا نکالا ایک کنیز حیرت کی صورت
رتیار ہوا مسکراتا ہوا چلا در بارگاہ لالہ زار پر آیا خادم خدمتگار دروازے پر بیٹھے تھے ایک خادم سے
کہ جاکر خداوندزادہ سے عرض کرو کہ ایک کنیز کو ملکہ حیرت نے بھیجا ہے خدمتگار نے جاکر لالہ زار سے
لالہ زار شاد ہوگیا کہا جلد بلاؤ خدمتگار نے جاکر کہا کنیز نوجوان ہنستی ہوئی اندر آئی جھک کے
نام کیا کہا واہ خداوندزادے ملکہ فرماتی ہین تمنے مجکو خوب بدنام کیا ہم تو تپر خود عاشق ہوئے
ری لشکر مین یہی چرچا ہے کہ ملکہ حیرت پر لالہ زار عاشق ہوا کیسی میرے واسطے بدنامی ہے لیکن خیر
ن کسی تدبیر سے تمھاری پاس آؤنگی تم سب سامان مہیا رکھو مجھے تو خود قرار نہین ہے اگر تم مجکو معلوم
رتے مین ہزار مرتبہ آتی اب چھپ کر آؤنگی یہ سنکر لالہ زار بہت خوش ہوا برق نے بہ ناز وغمزہ ایسی
ین کین اور اشتیاق حیرت کا ظاہر کیا کہ لالہ زار پھولا نہ سماتا تھا کنیز سے پوچھا تیرا کیا نام ہے برق نے

سراپا خوب معشوق محبوب لالہ زار دیکھتے ہی مرگیا سلطان مشق کی ملک دلپر چڑھائی ہونٹھون پر
آنکھون مین تری حواس مین ابتری ہاتھ پانؤن مین رعشہ ہونٹھون پر آہِ سرد دل مین درد رنگت
حواس گردبرد گھبراکر آواز دی ای ملکۂ عالم آئیے مین تو آپکا مشتاق تھا حیرت جادو نے سر اٹھا
دلمین کہا یہ تو نہایت بیتاب ہے بالکل سفلہ مزاج ہے جاہلون کے سرکا تاج ہے ملکۂ حیرت نے شرماکر سر
لالہ زار نے بڑھکر ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا ملکۂ حیرت گھبرا گئین دل مین کہتی ہین یہ تو بڑا بیہودہ ہے کبھی
پر ہاتھ رکھکر پوچھتا ہی مزاج اقدس کیسا ہے حیرت کچھ جواب نہین دیتی چپ سر جھکائے چلی آتی ہے
غصہ ہی چاہتی ہے کہ پلٹ کر ایک طمانچہ ماردون کہ سر اڑجائے پھر یہ خیال آتا ہے کہ یہ خداوندزادہ
نہو کچھ آفت برپا ہو ہاتھ چھڑا لیتی ہے چاہتی ہے پاس سے ہٹ جاؤن لالہ زار صندلی پوش
پکڑ لیتا ہے بیتابیان کرتا چلا آتا ہے چاہتا ہے گلے سے لگاؤن حیرت بمجبوری بارگاہ تک آئی لالہ زار
تخت پر بٹھایا اُس نے کہا ای ملکۂ عالم تم بھی آکے بیٹھو حیرت نے جھلاکے جواب دیا آپ بیٹھئے مین حا
ہوتی ہون مین ذرا اپنی بارگاہ مین ہوآؤن یہ کہکر ہاتھ چھوڑا لیا جھلاتی ہوئی طرف اپنی بارگاہ کے
صرصر ساتھ تھی کہا اے صرصر تونے دیکھا یہ تو بڑا بیہودہ ہے نہین معلوم اپنے دل مین کیا سمجھا ہے لالہ زار کی
سامنے سے جو حیرت مخفی ہوئی دلبر لولہ جنون ہوا کبھی گھبراتا ہی کبھی بیقرار کبھی اشکبار کبھی یہ اشعار عاشقانہ محبت حیرت مین

یون ہی شعاع ڈال مرے دل کے آس پاس ۔۔۔ ہالہ ہو جسطرح مہ کامل کے آس پاس
ڈوبا جو کوئی آہ کنارے پر آگیا ۔۔۔ طغیانِ بحرِ عشق ہے ساحل کے آس پاس
یہ غیرتِ وفا کا اثر ہے کہ بوالہوس ۔۔۔ بسمل تڑپتے ہین ترے بسمل کے آس پاس
کیا دعویٰ آہ جب نہ رہا مین ہی کس لئے ۔۔۔ ہین جسمع اقربا مرے قاتل کے آس پاس
ای قیس تیرے نالے کی غیرت کو کیا ہوا ۔۔۔ لیلےٰ نے رنگ باندھے ہین محمل کے آس پاس
کیا کیا جلی ہے بزم مین تجھسے نہ جب پھرے ۔۔۔ پروانہ شمع شعلہ شمائل کے آس پاس
ہے تو ہی بیوفا نہین باور تو دیکھ لے ۔۔۔ گل جامہ در ہین گورِ عنادل کے آس پاس
کافر ہے کون ہم مین سے مومن پھری ہی تو ۔۔۔ کعبے کے آس پاس تو ہین دل کے آس پاس

گھبراکر صوتِ نگار سے کہا کیون جی اماّن ملکۂ حیرت جادو کہان تشریف لیگئی ہین آپ ذرا جائیے
سمجھا کر لائیے میری کیفیت بھی عرض کر دیجیے جو حکم ہو وہی تقریر کردون صوتِ نگار نے کہا مین ابھی سمجھ

لہ زار نے جھک کر سلام کیا کہا چچی اماں شکار کو آیا تھا صورت نگار نے دوڑ کر گلے سے لگا لیا لالہ زار
وب پیار کیا جھٹ پٹ بلائین لین لالہ زار نے صورت نگار کے منہ پر منہ رکھ دیا کہا چچی اماں یہ کیا مقام ہے
رت نگار نے کہا یہ مقام سرحد ہوشربا ہے یہ کہکر ہاتھ مین ہاتھ ڈالکر پچھلی کنیزون سے اشارہ کیا بارگاہ آراستہ
سامان عیش و نشاط مہیا کرو ایک کنیز سے حکم دیا کہ تو دوڑی ہوئی پاس حیرت جادو کے جا کہنا کہ آئے
عالم تمہاری مراد پوری ہوئی جو مسلمانون کا حال چاہو کرا لو نور چکیدۂ خالص قدرت قدرت کی تائید سے
ن آگیا ہے مین اوسے لیکر آتی ہون تم آگے استقبال کرو جو تقریر مین چاہنا کرا لینا یہ ابھی کمسن ہے جو مین
ں وہی کریگا جہان مین کہون گی میرے ساتھ چلا آئے گا کبھی انکار نکریگا سب طرح پر میرے اختیار مین ہے
ارین آراستہ کرو تم بھی خوب بن ٹھن کر آنا سب مطلب نکل آئینگے یہ سب سمجھا کر اوس کنیز کو روانہ کر دیا
کنیزون کو حکم دیا جلد تیار ہو لالہ زار صندلی پوش سے کہا ای فرزند چلکر اپنے بندون کو بھی کچھ بوجھو تو
ے کیسے بندے ہین سب تمہاری صورت کے مشتاق ہین زوجۂ افراسیاب براے استقبال آئیگی لالہ زار
ا کیا مضائقہ ہے اب صورت نگار لالہ زار کو اپنے ہمراہ لیکر چلی وہان کنیز نے جا کے ملکۂ حیرت سے
لی کہ صورت نگار نے یہ فرمایا ہے کہ مین لالہ زار فرزند خداوند داؤد کو لئے ہوئے آتی ہون
ے براے استقبال انتظام درست رکھنے گا یہ سنکر حیرت جادو نے اوسیوقت حکم دیا کہ لشکر تیار ہو
ارین آراستہ کیجائین حکم کی دیر تھی فورًا بازارین آراستہ و پیراستہ ہونے لگین نازنینان مہ جبین و
جبینان متمکین نے دوکانین اپنی آراستہ کین اشیاے نادرہ لیکر بیٹھین ایک جانب گلفروش بیٹھے ہوئے کٹورہ
ک رہا ہے گرم بازاری ہو رہی ہے ملکۂ حیرت نے لباس فاخرہ زیب جسم کیا دریاے جواہر مین غوطہ
کئی ہزار کنیزین پشت پر لین براے استقبال لالہ زار صندلی پوش چلین حیرت جادو کا
ن زاہد کمیش زاہد فریب کنیزان زرین پوش گرد گلدستے ہاتھون مین ادھر سے حیرت جادو
ں زور و شور سے جاتی ہے ادھر سے صورت نگار لالہ زار کو تماشا دکھاتی ہوئی لئے ہوئے
ی ہے کہ حیرت جادو سامنے سے آکے پہونچی صورت نگار نے لالہ زار سے کہا اے شاہزادۂ والا
ھے ملکۂ حیرت زوجہ افراسیاب براے استقبال سرکار آئی ہے اب جو لالہ زار نے نگاہ اٹھا کے
یکھا کہ ایک معشوق ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار عارض انور رشک قمر سیمبر ماہ منظر قد سرو باغ
دونون ہاتھ شاخہاے نخل حدیقۂ محبوبی دریاے جواہر مین غوطہ زن سیمتن غنچہ دہن رشک چمن

پھول کو اوٹھا کے بغور دیکھا اوسپر لکھا تھا منم برہمن رُوئین تن ادنا ہنجار بدکردار تو چاہتا تھا ہماری شاہزا
قبضہ کرے ہم اٹھا کے لیگئے تیرے دکھانے کو پھول چھوڑ گئے یہ معاملہ حیرت افزا دیکھکر لالہ زار گھبرا گیا قلب
گیا اوس بیقراری مین منھ سے نکلگیا نظم

تشبیہ دی ہلال کو ابروے یار کو — کیونکر نہ باندھیے ابروے یار کو
باندھون اگر مین شعر مین گُل روے یار کو — کیونکر کہون نہ خار رہبلا ہوے یار کو
مصحف اگر سمجھتے ہین سب روے یار کو — لکھتا ہون ذوالفقار مین ابروے یار کو
آنکھون کو آہوان حرم کیون نجانیے — طاق حرم سمجھتے ہین ابروے یار کو
عالم ہے صید نرگسِ وحشی شکار کا — دیکھا زیادہ شیر سے آہوے یار کو
بھولے سے بھی نگہ نہ کرین سوے ساق عرش — دیکھین ملک جو ساعد و بازوے یار کو
سوون لپٹ کے کیا شبِ فرقت مین چین سے — پاؤن اگر مین تکیۂ پہلوے یار کو
کیا پائے شل نرگسِ بیمار دہ شفا — دیکھا ہو جس نے نرگس جادوے یار کو
کیا جذبِ شوق ہے کہ ہوا جسطرف کی ہو — سیدھا چلے غبار مرا کوے یار کو
پنہان چشم و شیشۂ گردن کا ذکر کیا — مے سے بھرا ہے کاسۂ زانوے یار کو
کیا سینۂ و شکم کی صفائی کا ہو بیان — آئینہ ہم سمجھتے ہین زانوے یار کو
ناسخ کی ہر یہ شوقِ شہادت مین گفتگو — آج آزمائین قوتِ بازوے یار کو

جی مین کہتا ہے ان سب کو سزا دونگا میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائینگے یہ کہتا ہوا اچھلتا ہوا بارگا
نکلا مرکب طلب کیا پشت مرکب پر سوار ہوا اوسی طرح شکار کھیلتا ہوا چلا گیا برہمن روئین تن جو لہ
بُران کو آیا ہوشیار کیا کہا کیون بیٹا کوئی ایسی حرکت کرتا ہے وہ خداوند داور کا بنایا سحر مین طاق
آفاق اوس سے بچنا دشوار تھا باغ نگارین مین آرام کرو خدا نے اپنا فضل کیا تمھاری آبرو بچائی
بُران شمشیر زن بہت خوش ہوئین برہمن کے سحر کی تعریفین کین لیکن لالہ زار حنہ لی پوش یہ
اٹھا کر شکار کھیلتا ہوا جاتا ہے قضائے کار دانستہ صحرائے کوہ فیروزہ مین پہونچا ملکہ صورت نگار زوجہ مص
رشتہ زمین اسکی جمی ہوتی ہے براہ شکار آئی تھی ایک مقام پہ کھڑی ہے کہ دیکھا لالہ زار شکار کھیلتا ہوا آتا
ہوئی کہ لالہ زار شکار کھیلتا ہوا ادھر کمان نکل آیا بے اختیار ہاتھ پھیلا کر دوڑی کہا او نور نظر تم آج یہان کہا

جو و نورِ چشم پر آپ ہو تو جہان تختۂ آب ہو — ابھی نوح کا سا عذاب ہو اگر اشک چند بہائیے
ہ کہا عدو سے ہے مین نے کیا کہ ہوئے ہین آپ جو یون خفا — یہ غضب یہ جھوٹ یہ افترا مرے سامنے تو بلائیے
ول الیسی کا مل وزن مین تتفاعلن متفاعلن — ہے نسیم طاقتِ ہوش سُن کوئی شعر اور سنائیے

ھی پکارتا ہے ای ماہ آسمان خوبی و ای نجم درخشان برج محبوبی ذرا میرے پاس آؤ مین تمہاری واسطے
یا تھا کئی دن سے آب و دانہ ترک ہے اب تو جمال بمثال اچھی طرح دیکھ لون یہ جو اسنے پکار کے آواز دی
لکہ بران نے بہ قہر و غضب تمام دیکھا اور کہا او یاوہ گو کچھ تجکو خوف خدا نہین میری مقدمہ مین الیسے کلام
انجام کہتا ہے اور خاموش نہین رہتا ہے خبردار اب ایسے کلمات زبان پر نہ لانا یہ کہکر چاہا کہ طاؤس اوڑاکے
لیجاؤن لالہ زار نے ایک دستک دی کہ طاؤس آکے زمین پر گرا ملکۂ بران ایک جانب جاکے
ین اب تو نہایت غصہ آیا چمک کے سحر کیا کئی سو ساحرون کے سر اوڑ گئے لالہ زار گھبرایا اب بجا بجاکے
ھر کرتا ہے ملکۂ بران چاہتی ہین کہ مین نکلجاؤن مگر ممکن نہین ہوتا سب ساحر سحر کر رہے ہین لالہ زار بھی ترغیب
ے رہا ہے کہ سب بلوہ کرکے پکڑلو بران سے کہتا ہے ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان میری تمہیر جان جاتی ہے
دم بھر ٹھہر جاؤ پھر چلی جانا مین بہ نگاہِ غور دیکھلون کلیجہ پر چھریان چل رہی ہین آتش عشق سے ہڈیان جل رہی ہین
کڑک کر گرین کئی ہزار جادوگر ونکو قتل کیا چاہا چمک کے بلند ہون لالہ زار نے قریب پہونچکر خاک قبر جمشید کی
ڑا دی ملکۂ بران بیہوش ہوکر گرین لالہ زار نے کنیزون کو آواز دی ملکہ کو اٹھاکر بارگاہ مین لیچلو بارگاہ
یل استادہ ہوئی لالہ زار ملکہ کو ساتھ لیے ہوئی بارگاہ مین آیا خوشی کے مارے پھولا ہوا ہے کنیزون سے کہا تخت پر
کر باہر جاؤ جب کنیزون نے ملکۂ بران کو تخت پر لٹا دیا لالہ زار نے بہ خیال حفاظت ایک حباب شیشے کا بناکر
سے ڈھانک دیا منظور یہ ہے کہ مین خوب آراستہ ہو لون تو ملکہ کو ہوشیار کرون اس سوچ مین دوسری بارگاہ
ن آیا تلج اور نکال کے پہنا لباس بھاری زیبِ جسم کیا عطر منگا یا کئی قرابے سر پر اونڈیل لیے جواہر اعلی منگائے
ونکے مالے کنٹھے یاقوت احمر کے گلے مین پہنے تختیان الماس کی بازوؤن پر باندھین دریای جواہر مین غوطہ زن ہوا
خوشی خوشی چلا شیر وزیر جا بجا اترے ہوے ہین سب کہتے ہین دولہا میان آپکو دلہن مبارک ہو لالہ زار
ہی یار و معشوق مجھسے راضی ہو جائے انکار نہ کرے بہت سرکش معلوم ہوتی ہے یہ کہتا ہوا بارگاہ مین آیا
دہ اٹھاکے دیکھا کہ حباب شیشے کا خالی رکھا ہے اوسکے اندر بران نہین معلوم ہوتی یہ حال پرملال دیکھکر
ار ہوگیا دوڑ کر حباب کو اٹھایا دیکھا کہ بران تو نہین ہے مگر اوسمین ایک پھول گلاب کا رکھا ہوا ہے پنکھڑیون پر کچھ لکھا ہے

آئے تھے ہم بران کو دلھن بنا کر لائینگے آپکے قدمون پر لاکے گرا دینگے آپ انکار کیجئے گا کہ بندی اور بندہ
بجائے فرزند کے ہوتے ہین ہم نہ قبول کرینگے جب ہم قدمون پر گرین عجز و انکسار کرین تب بمشکل قبول
اسطرح بدنام ہو جائیگا جب اعتقاد خدائی نہ رہا منصب جاگیرین نکل جائینگی کوئی باج و خراج نہ دیگا خدا
لٹ جائیگی خبردار خبردار اب کبھی ایسی حرکت نکرنا خوب خوب لالہ زار صندلی پوش کو دھمکایا ڈرایا کہ لالہ
کانپنے لگا کہا اوستاد مجھسے خلاف تو ہوا لیکن اب کبھی ایسا نہوگا نورافشان نے کہا جسوقت ہم بران کو دلھن
بنا کر لائین بہت انکار کرنا جب ہم بہت منت و خوشامد کرین تب قبول کرنا کوکب کو بڑا شرف حاصل ہوا
یہان خداوندزادہ پیدا ہوگا خدائی آپکے خاندان سے نکل جائیگی لالہ زار کو بخوبی سمجھا کر زیر قصر جمشید
لائے پشت مرکب پر سوار کیا کہا یون ہی شکار کھیلتے ہوئے چلے جاؤ لالہ زار ٹھنڈی سانسین بھرتا ہوا آنکھ
مین آنسو بھری ہوئی شکار کھیلتا ہوا روانہ ہو گیا شمشیر زن وزیرون نے راہ مین بھلایا کہ حقیقت مین حضور
نورافشان نے فقرے معقول کیے خداوندزادے بندون کے گھر پر نہین جاتے ہین یہان کوکب سے
نورافشان سے پوچھا اوستاد کیا کہدیا کہ جیکا چلا گیا اوسوقت بہت بلبلایا ہوا تھا نورافشان نے
بیٹا بڑی خیر گذری کہ اسوقت مین نے تمہارا حال قصر نورافشانی سے لاحظہ کیا برہمن سحر نورافشان
کہا تم اپنے مقام پر جاؤ اور اسی طرح نیک و بد کا خیال رکھو نقشے تیار رہین ہر کام مین مصروف رہو برہمن
رخصت ہو کر اپنے مقام پر آیا نقشے دیکھنے لگا گر لالہ زار شکار کھیلتا ہوا جاتا ہے قضائی کار صفدر و صف شکن
ملکہ بران شمشیر زن طرف ہزار ورے کے گئی تھین وہان کا انتظام کر کے پلٹی ہین طاؤس زرین بال
اڑی ہوئی آتی ہین لالہ زار کی نگاہ پڑی دیکھکر مرگیا تصویر کو دیکھا تھا اب صاحب تصویر کو دیکھا بیتاب
آگیا بے اختیار پکارا اٹھا اے جان جہان وا اے آرام دل مشتاقان

نظم

مری جان رخ کھٹائے قدم آگے اب یہ بڑھائیے — ادھر آئیے ادھر آئیے ادھر آئیے ادھر آئیے
کھڑے کب سے ہم سر راہ ہین کہین مر چلین کہ تباہ ہین — ہدف خدنگ نگاہ ہین ذرا آنکھ ادھر بھی ملائیے
بھلا آپکا کام ہے یہ غلط مت ام کلام ہے — ابھی بس ہمارا سلام ہے کہین اور باتین بنائیے
تہ تیغ تیز ہے اک جہان کوئی کشتہ ہے کوئی نیم جان — جو نہو دریغ تو مہربان کوئی ہاتھ ادھر بھی
کبھی مے سے منہ کو موڑیے ہوس شراب نچوڑیے — سر محتسب ہے نہ توڑیے جو کمال غیظ پر آئیے
یہ کمال لطف ہے ساقیا یہی ہے ہوس یہی مدعا — رہے ہوش سر نہ خیال پا اگر ایسی مے ہی تو لائیے

منظور ہوا کہ ہکہ مارکے اپنے کو گراؤن قردلی سینے کے پارگذر جائے جھٹ پٹ روح قالب سے نکلے کشا
د کوئی طعن نہ کرنے پائے یہ سب باتین دل مین سوچکر کہ شباب مین جان دیتا ہون اپنا خون اپنی گردن پر لیتا
ن مگر دلبر ٹھن گئی ہے کہ جان ہی دینا بہتر ہے ادھر تو کوکب نے اپنے کو ہکہ مار کر قردلی پر گرایا ادھر برہمن نے تلوار
نچکر گلے پر رکھ لی منظور یہ ہے کہ جان دیدین جیسے کوکب نے اپنے کو گرایا جھٹ سے برہتی جلی ایک پنجہ سینے پر کوکب کے پڑا
لب الگ جا کر گرے برہمن کے ہاتھ پر تھپکی پڑی کہ تلوار قبضے سے نکلگئی برہمن تو گر کر بیہوش ہوگیا کوکب نے
ا کہ شہنشاہ نورافشان تاج سر پر رکھے ہوئے پیدا ہوا تھرتھر کانپتا ہوا کہا ای فرزند ایسی کیا مصیبت پڑی کہ
ن تیز ہو کوکب نے گلے مین نورافشان کے ہاتھ ڈالدئے کہا اوستاد آپنے غضب کیا مجھے کیون بچا لیا عجب مجھپر
صیبت ہے سب حال رو رو کے بیان کیا نورافشان نے کہا ای فرزند جان دینے کی اس مین کیا بات ہے ہم اوسکو
ی خصت کئے دیتے ہین کوئی ایسی حرکت کرتا ہے برہمن نے کیا کہا وہ بھی اپنی جان دینے کو آمادہ تھا مین نے
سکو بھی بچایا کوکب نے کہا اوستاد مین نے اوس سے صلاح لی اوس نے ایسا کلمہ کہا کہ مجکو بہت ناگوار ہوا مین نے
سکو نامرد کہا نورافشان نے کہا ای کوکب وہ تمہارا خیرخواہ ہے اوسے گلے سے لگالو اور یہ عذر کرو کہ اب
ن کبھی تمکو ایسا کلمہ نہ کہونگا مین ابھی اوس لونڈے کو رخصت کردونگا گھر سے تو ہمارے نکلجائے پھر دیکھا جائیگا
ی اور تدبیر کرینگے یہ ران کو کیا لیجا سکتا ہے ہمین اوسکی خدائی پر کب اعتقاد ہے وہ ایک سکار وبے ادب ہے
رافشان نے بخوبی کوکب کو سمجھایا باہر آکر برہمن کو گلے سے لگایا کوکب برہمن بہ محبت آپس مین ملے
یہ بولے آرزو دکھلے اب نورافشان جادو آگے آگے کوکب و برہمن خاموش پیچھے پیچھے سامنے تخت کے
ئے خود لالہ زار کو سلام کیا لالہ زار نے پوچھا ای شہنشاہ نورافشان کہان سے آتے ہو نورافشان نے کہا
نور چکیدۂ خالص قدرت ذرا الگ چلیئے مین کچھ عرض کرونگا لالہ زار تخت سے اٹھا نورافشان اوسکو لیکر کنارے
نے کہا کیون ای شاہزادے والا قدر یہ کیا حرکت کی کیا خدائی کے مٹانے کا ارادہ ہے اگر مشہور ہو جائیے کہ
ر چکیدۂ خالص قدرت اپنی بندیون پر عاشق ہوتے ہین اور گھر گھر جاتے ہین ابھی کارخانۂ خدائی مین فرق
جائیگا جتنے آپکے دادا صاحب کی خدائی کو بنایا گھر گھر جاتے تھے قدرت جاکر ایک ایک سے پوچھتے تھے
گے بالے اچھے ہین کسی نے رنج و ملال تو نہین اٹھایا ہم تمہارے خداوند ہین تب اونکی خدائی قائم رہی تھی
ئی ایسا غضب کرتا ہے عاشق ہوکے گھر سے نکلتا ہے سراسر خدائی کے خلاف ہے کسی مشیر و وزیر کو بھیجیے پیغام
یجو مگر خیر جو کیا وہ کیا اب شکار کھیلتے ہوے گھر کو چلے جاؤ راہ مین کوئی پوچھے بھی تو بیان کرنا ہم واسطے شکار کے

شادی کرے خواہ نکرے اب کوکب بھی اس فعل پر آمادہ ہوا کہ اپنے کو ہلاک کرون ناگاہ نگاہ پڑگئی کہ منبر پر لقد
ملکہ حنای گلگون پوش رکھی ہے جوش محبت مین تصویر کو اٹھا لیا گلے سے لگایا باتین کرنا شروع کین کہ
جانِ جہان وای آرام دل مشتاقان اب ہم رخصت ہوتے ہین ہمارے سوگ مین بال نہ پریشان کرنا کبھی کبھی
غریبان پر آنا روح کو قبر مین راحت ہوگی فاتحہ خیر پڑھنا جب کبھی ہچکی آئے تو ہمارا نام لیکر ہمکو یاد کرنا
فریاد کرنا بقول شاعر بیت رشک آن روز کہ بیرفت ز دنیا مگفت ء اے فلک یار مرا یار کرا خواہی
یہ شعر پڑھ کے کوکب بہت روئے ہر مرتبہ یہی فرماتے تھے کہ اے ملکہ عالم ہمسے تمسے محبت رہی کسی
مین فرق نہین آیا ہماری تو اب عجیب کیفیت ہے کیا کہین کہ جو حالت ہے نظم

ملا ہے دل بھی محبت سے داغدار مجھے
خدا نے آنکھ بھی دی ہے تو اشکبار مجھے
ہوا دو نیم مین تیغِ دو نیم ابرو سے
دکھایا یار نے اعجاز ذوالفقار مجھے
ہوس یہ تھی کہ ہنسینگے سو اب رُلاتا ہے
تبسم لب زخمِ دل نگار سے مجھے
عدم بھی ہو کے چھٹا مین نہ قید ہستی سے
بنایا کاہشِ غم نے میانِ یار مجھے

یہ اشعار پڑھ کر کوکب زار زار مثل ابرِ نوبہار رویا اب آمادہ ہوا کہ اپنی جان دیدون خیال مین آیا
تلوار سے اپنا گلا کاٹا ہاتھ نے دستگیری نہ کی اور زندہ بچگئے سب ہنسینگے اگر کچھ کھا لیا تو عرصہ جان نکلنے
طعن وتشنیع لوگون کی سننا پڑیگی کیا تدبیر کرون کہ جھٹ پٹ دم نکلجائے طعن وتشنیع کسی کی نہ سنون
سب ہتھیار رکھے ہین اُس مین سے ایک قرولی اٹھالی دستہ اوسکا شیر ماہی کا نیام جو جدا کیا مثل
چمک گئی خیال مین آیا کہ اسی سے اپنی جان دو قبضہ زمین مین دفن کردون دنبالہ اٹھا رہے اپنے کو
گرادون سینے کو توڑ کے پار گذر جائے جھٹ پٹ دم نکلجائے یہ سوچکر قرولی کو اٹھایا قبضہ اوسکا زمین
دفن کیا دنبالہ مثل برق چمک رہا ہے دو نیزین برابر کھا ئین جسطرح پر انسان ڈنڈ پیلتا ہے اسطرح کوکب
منبرون پر آئے منظور یہ ہے کہ اپنے کو قرولی پر گرادون جھٹ پٹ دم نکلجائیگا قلب تسکین پائیگا کشاکش
چھوٹین عالم مین ہو کہین جو جسکو مناسب ہوگا وہ کریگا یہان لالہ زار بیٹھا ہوا تبلا رہا ہے دمبدم خورشید رو
رائے سے کہتا ہے اے وزیر اعظم اب کیا دیر ہے کوکب کہان تشریف لیگئے وزیر حیران ہے کہ یہ کیا شے مانگتا
مین کیا جواب دون جی ہان جی ہان کر رہا ہے سب اہالی دربار حیران ہین کہ کیا جواب دین سبکے ہاتھ پانو نہین
کہ خداوند داؤد کا بیٹا آج کیون آیا کیا شے مانگتا ہے یہان کوکب نے دونو ہاتھ ایک منبر پر رکھے دونون پانون

جب لازم ہے برہمن و کوکب بڑھے لالہ زار کو جو آتے ہوئے دیکھا جھک کر دونون نے سلام کیا پایۂ تخت پر
ھ رکھدیا باتین کرتے ہوئے چلے اس اعزاز و اکرام سے لالہ زار کو لائے دربار مین پہونچا پایۂ تخت پر جگہ دی
لہ زار اُچک کی تخت پر بیٹھا کوکب نے بیٹھتے ہی دست بستہ عرض کی آج آپکو ادھر کیونکر آنے کا اتفاق ہوا
لہ زار تو گھبرایا ہوا تھا یہ سنتے ہی فوراً نامہ نکال کے ہاتھ مین کوکب کے دیدیا کہا اسکو پڑھیے اور بہت جلد اسکا
بند ہو جیسے خیر دولت کا کئی دن سے آب و دانہ ترک ہے کوکب نے نامے کو کھولکر پڑھا بادشاہ جلیل صاحب
رت تھر تھر کانپنے لگا جی چاہتا تھا کہ اوسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھون مگر خوفِ جان لگا ہوا ہے بسہولیت اپنے
م سے اُٹھے برہمن کو الگ بلایا برہمن بھی حیران ہے کہ اس کاغذ مین کیا مضمون لکھا تھا کہ کوکب
و دیکھکر متغیر ہو گیا کوکب برہمن کو لیکر ایک گوشے مین آیا بسہولیت بٹھا کر کہا اوستاد اس کاغذ کو پڑھو اور مجکو
ح معقول دو کہ اب مین کیا تدبیر کرون مقدمہ نازک ہے برہمن نے نامے کو لیکر پڑھا پڑھکر سر جھکا لیا کہا آپ
شاہ حقیقت مین مقدمہ نہایت نازک ہے مین کچھ نہین کہ سکتا یہ تو سرکار کو واضح ہے کہ مین خیر خواہ دولت ہون
اسباب سے بگاڑ ہو چکا جا بجا سرکار سے مقابلے ہوے حضور نے جرأت کو کام فرمایا لیکن اگر داؤد سے دشمنی
ی تمام عالم دشمن ہو جائیگا میرے نزدیک تو یہی بہتر ہے کہ جو خواہش کرتا ہے حوالے کر دیجیے ایک عورت کے
سطے گھر بار کا لٹنا اچھا نہین ورنہ فساد عظیم ہوگا کوکب یہ سنکر غصے مین کانپنے لگا کہا او نامرد ہجا میری سانئر
آبرو کا صدقہ جان ہے اب تو مجھے منھ نہ دکھانا جس مقام پر کوکب نے برہمن سے باتین کین وہان ایک کمرہ بنا ہوا
مقام عیش گاہ کوکب ہے کوکب برہمن سے یہ کہکر اوس کمرے مین گھس گیا دروازہ بند کر لیا وہان
سوچنے لگا کہ ای کوکب اب کیا تدبیر کرون اگر اسکو مار کر نکالدون داؤد لشکر کشی کریگا مگر برہمن نے
وکب سے یہ باتین سنین جبین کہتا ہے ای برہمن افسوس ہے کوکب نے ہمکو اپنا دشمن جانا اب زندگی بیکار ہے
دروازے پر اپنی جان دیدین کہ کوکب بھی ہمارے بعد یاد کرے کہ خیر خواہ دولت تھا اتنا بڑا کلمہ ہمکو
جب اندر سے نکلے تو ہمارا لاشہ دیکھے یہ سوچکر برہمن بہت رویا تلوار کھینچی کہ اسی سے اپنا گلا کاٹ ڈالون۔
ہمن تو آمادۂ مرگ و جہان فضا ہے تلوار کھینچکر گلے پر رکھ لی ہے کہ اپنے ہاتھ سے گلا کاٹ ڈالون لیکن کوکب
کمرے کے بیٹھا سوچ رہا ہے کہ ای کوکب اب کیا کرون اگر داؤد مجھپر لشکر کشی کریگا تمام عالم دشمن ہو جائیگا
ے دشمن پیدا ہونگے سب بیر و امیر اسکے معتقد ہین میری مشکین باندھکر حوالے کر دینگے چہار جانب سے ہمپر لشکر
وگی بس ای کوکب مجبور ہونا پڑیگا اب بہتر یہی ہے کہ اپنی جان دیدین جب ہم نہونگے بران شمشیر زن کو اختیار ہے خود

شروع ہوئی ہی وہان پر ایک مولسری کا درخت ہی یہ نشان سہے سنہری زنجیر از مشرق تا بمغرب کھینچی
ہی دو تپلے سنہری نیمچہ ہاتھون مین آڑی تیغیان باندھی ہوی سایۂ نخل مین ٹہلا کرتے ہین دونون تپلون ن
کہ ایک ابر صندلی کڑکتا ہوا آتا ہے یہ دونون تپلے نگہبان ہین پکار کے آواز دی یہ کون بے ادب ا
آتا ہی یہ سرحد طلسم نورافشان سہے یہان بی ادبی مناسب نہین ابر کو ٹھہراو لالہ زار صندلی
نے جواب بھی ندیا ابر کو بڑھایا ایک تپلہ جھپٹ کر بلند ہوا چند سوار آگے بڑھے ہوے تھے او جھ
کی منہ پر گھوڑ و ہکے لگا ئی اور آواز دی او بے ادب رکتا نہین سوار نے نیزہ مارا تپلے نے نیز
ڈالا ایک نیمچہ مارا سوار کے دو ٹکڑے ہوئی اور سوارون نے تپلے کو گھیرا تپلے نے جس سوار کو نیمچہ
اُسکے دو ٹکڑے ہوے جب پانچ سات سوار مارے گئے پھر تپلا لالہ زار کو آواز دیتا ہی او بے ادب ا
ساتھ والون کو منع نہین کرتا ہمارے مالک نے ہمکو مقرر کیا ہی ہم ہرگز نہ جانے دین گے لالہ زا
صندلی پوش نے غصّے مین آکر دانہ موتی کا تاج سے نکالا کچھ اسم سحر کا پڑھکر تپلے کے سینے پر کھینچ
تپلے کے سینے کو توڑ کے دانہ پار گذر گیا تپلا اڑ کھڑا کر زمین پر گرا لالہ زار صندلی پوش ابر کو بڑھا
غصّے مین زنجیر کو بھی کاٹ ڈالا دوسرے تپلے نے جو یہ ہنگامہ دیکھا سمجھا کہ یہ کوئی بڑا ساحر زبردست ہی مین
شاہ سے اطلاع کرون ایک تپلا تو مارا گیا دوسرا تپلا بھاگا یہان وہ وقت ہی کہ شہنشاہ کوکب روشن ضمیر
دربار مین بیٹھے ہین برہمن روئین تن بھی آیا ہوا ہے تمام سرداران نامی پہلوان گرامی سے دربار معمور ہی
سرداروںکا بند ہوا ہی ذکر لشکر افراسیاب جادو ہو رہا ہی کہ تپلا گھبرایا ہوا آکے پہونچا عرض کی اے شہنشاہ
اسطرح ایک تاجدار آتا ہی اوس نے ہمارے روکنے کو نہ مانا میرا بھائی بھی اُسکے ہاتھ سے مارا گیا غلام براے
اطلاع حاضر ہوا ہی زنجیر بھی اُس نے کاٹ ڈالی کوکب نے گھبرا کر برہمن سے کہا اوستاد ذرا بڑھکر دیکھو تو کو
ایسا زبردست ہی کہ جس نے نگہبان کو مارا برہمن اپنے مقام سے اٹھا چٹک کی بلند ہوا سو قدم بلند ہو کر
لالہ زار کو پہچانا برہمن روئین تن گھبرا کے پلٹا مصنف عرض کرتا ہے کہ جبتک اس طلسم مین خوا
عمرو کا داخلہ نہوا تھا افراسیاب جادو وکوکب روشن ضمیر آپسمین ایک تھے کوکب بھی جا کر داؤ
سجدہ کرتے تھے بزرگی دل مین بھری ہوئی ہی جب خواجہ عمرو تشریف لائے کوکب برہمن وغیرہ مطیع ا
ہوئے گر پہلے سالہا سال اسکو سجدہ کیا ہی اب جو برہمن نے اسکو آتے ہوئے دیکھا گھبرا کے پلٹے آکر کوکب سے کہ
اے شہنشاہ غضب ہوا فرزند خداوند داؤد آتا ہی چلکر استقبال کرو کوکب بھی اوٹھ کہا اوستاد چلیے استقبا

متگار دوڑ پڑتے ہین اوسنے کہتا ہے یارو میری پاس کوئی نہ آئے دیو شب غم کا سامنا ہے دیو مجھکو
جا ئیگا اب قلب کو آرام نہ آئیگا ہر طرف اوجاڑ ہے رات تو میرے واسطے پہاڑ ہے دیکھون تقدیر کیا دکھلائے
دم خدمتگارون سے بیزار ہے دل ہجران کشیدہ بیقرار ہے کہتا ہے اب زندگی کی کون صورت ہے جوش
ن دریاے محبت ہے جب کئی دن اسی حال مین گذری مشیرون وزیرون نے جاکر خداوند داؤد
عرض کی کہ آپ کے فرزند کا عجیب حال ہے کئی دن گذرے کہ آب و دانہ ترک ہے نیند راتو نکی
قوف ہوگئی داؤد نے کہا ارے جاکر دریافت تو کرو کہ کیا خواہش ہے کس بات کی کاہش ہے جو
حکم کر دون تارے آسمان کے منگادون ماہ تابان مہر درخشان اوسکے مکان مین نصب کردون بہشت
دوزخ کا تماشا دکھاؤن مردے کو زندہ زندہ کو مردہ کردون جو کہو وہ ہوجائے مشیر و وزیر دوڑے مدہت
ن لالہ زار کی آئے عرض کی اے شاہزادہ والا قدر آسمان خدائی کے بدر زبان سے اپنی خواہش ارشاد
ئیے آپکے والد نے فرمایا ہے جو کہو وہ کردون جب مشیرون نے بہت کہا لالہ زار رونے لگا تصویر
بران کی دکھا کر کہا یارو اس ظالم نے مجکو بیتاب کیا ہے دیکھون وصل ہوتا ہے یا قضا لیکر آئی ہے مشیرون
یہ حال جاکر داؤد سے کہا داؤد نے جواب دیا کہ یہ کتنی بڑی بات ہے جاکر پوچھو اے نور نظر کیا چاہتے ہو
شوق کو یہان بلوادون کوکب دلھن بناکر لائے معشوق خود دوڑی آئے جو تمھاری خوشی ہو وہی انتظام
جائے مشیر وزیر آئے یہ سب حال بیان کیا لالہ زار صندلی پوش نے کہا والد نامدار سے جاکر عرض کرو
ضور ایک نامہ بنام کوکب روشن ضمیر لکھدین مضمون یہ ہو کہ فرزند ہمارا تمھاری بیٹی پر عاشق ہوا ہے اپنی بیٹی کو
ن بناکر اسکے پاس سلادو قدرت کی بھی یہی خوشی ہے مشیرون نے جاکر داؤد سے کہا داؤد نے اسیوقت نامہ
لکھا کہ اے کوکب فخر کرو ہمارا فرزند نور چکیدہ خالص قدرت تمھاری بیٹی پر عاشق ہوا تشریف لاتا ہے
قصر آراستہ کرکے برآن کو دلھن بناکر میرے فرزند کے پہلو مین سلادو تم اطاعت مین حاضر رہو اگر اس بات
ل نہ کیا تو سبکو گدھا بنادونگا کوئی زندہ نہ بچیگا طلسم نور افشان کو برباد فنا اوڑا دونگا بہت طولانی نامہ لکھا
اے فرزند اب جاؤ لالہ زار صندلی پوش خوشی خوشی گھر سے نکلا لباس نہایت عمدہ بر جسیم کیا ابر صندلی
رکیا اور ہمین تصویر شاہان گذشتہ کی درست کین دریاے جواہر مین غوطہ مار کر مرکب باد رفتار پر سوار ہو
ہ ہزار جوانان صندلی پوش ہمراہ لیکر ابر سر پر سایہ فگن بارہ ہزار جوان پشت پر تاج یاقوتی بالائے سر اس
فرسے طرف طلسم نور افشان کے چلا آتا آتا اوس مقام پر پہونچا اکثر دفتر مین ذکر کیا ہے کہ جس مقام سے شہر کوکب روشن ضمیر

مکانات نہایت عمدہ بنے ہوئے تمام کوٹھے بند ہین مشیرون نے سب مکانات کی سیر کرائی کہ لالہ زار
جب سب مکانون کی سیر کر اچکے تو ایک کو ٹھا کھولا اس مین سب تصویرین بھری ہوئی تھین تصویرین
ہوشربا کی دکھائین لالہ زار بہ نگاہ غور تصویرونکو دیکھا کیا مشیرون نے اور تصویرین نکالین
نورافشان کی تصویرین نکالین پہلے مرقع دکھایا پھر فرد فرد تصویرین دکھائین ایک تصویر لپٹی
تھی لالہ زار نے اسکو اوٹھا کر دیکھا شل تصویر تصور حیران ہوگیا ہاتھ پر پسینہ آیا بے اختیار پکار اُٹھا

نقاش چون تماثل آن ماہ می کشد — نوبت بہ زلف او چو رسد آہ می کشد
مانی چو نقش آن بت بدست میکشد — چون میرسد بہ ساعد او دست میکشد

آہ کرکے بیہوش ہوگیا ناظرین پر واضح ہو کہ وہ تصویر دل پذیر کسکی ہے محبوب صف شکن بلکہ بُرا
شمشیر زن کی ہی عرصہ دراز تک لالہ زار بیہوش رہا مگر جب ہوشیار ہوا کہا سب تصویرین بند
اُس تصویر کو کلیجے سے لگائے ہوئے کنارے جا بیٹھا مشیرون وزیرون سے کہا تم لوگ باہر جاؤ
دل گھبراتا ہے مشیر وزیر سب باہر چلے گئے لالہ زار اکیلا تنہائی مین پڑا ہوا تڑپ رہا ہے کبھی او
کبھی بیٹھتا ہے کبھی بیقرار ہوکے یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہے اشعار

ہی چشم بند تو بھی ہے آنسو روان ہنوز — جی سرد ہو گیا ہے دلے دل طپان ہنوز
یہ دن دکھائے ہین شب فرقت نے ہمکو اور — وہ رشک آفتاب نہین مہربان ہنوز
مر بھی گئے جدائی مین پر وہ نشین کے پر — آیا نہین زبان پر دردِ نہان ہنوز
ہم تیرہ بخت خاک مین بھی ملگئے ولے — کچھ کم نہین غبار دلِ آسمان ہنوز
یان امتحان مرگ سے فارغ ہوئے ہین یار — وان اپنے ہی پہ مرنے کا ہے امتحان ہنوز
تشبیہ دی تھی مین نے کہین آبگین سے — تبخالہ خیز ہے لب شیرین دہان ہنوز
باغ جہان مین گو نہ ثمر داد آگیا — یان ہے اُسی بہار پہ فصل خزان ہنوز
روز جزا نہ قتل کا انکار کر کہ ہین — دامن پہ تیرے میرے لہو کے نشان ہنوز
یان اپنا اونکی چاہ مین مرنا ہوا یقین — وان اور ہی کے چاہنے کا ہے گمان ہنوز
مومن تو تر تون سے ہوئے پر بقول درد — دل سے نہین گیا ہے خیال بتان ہنوز

راتین ہجر کی نہین کٹتین تڑپ تڑپ کے سحر ہوتی ہے راتون کو گھبرا گھبرا کے کمرے سے نکل آتا ہو

ہجر شیرین لب مین ہو نہین تلخ عیش و تلخ زندگی
فی الحقیقت گرچہ ازار باب شورزدہ اہل سوز

کیون مری ماتم مین جلتا کیون شبِ غم فروز
تلخ باشد زہر مرگ اما بشیرہ سینے ہنوز

نتواند سے لمحے ہجران بکام من برد

گو دلا باتون مین آگھلتا نتھا یون ایکبار
لیک اب کیون ہو پشیمان کسلیئے ہی بیقرار

شکوہ اوسکا غیر سے کرنا نہ تھا بے اختیار
خادم جمع ست از بد گوئی دشمن کہ بار

گوش بر حرفش نبنداز وچو نام من برد

کل تلا سومن اگرچہ تھی تو وحشت پہلے بھی
بھاگتا تھا دور و دورادور دلب یہ بیت تھی

پر ہوا ہے عاشق اب ہر اور ہی دیوانگی
رام شد وحشی دل سیلی بہ اواز سرکشی

ہرزمان آرام خود آہو ی رام من برد

ہ راز داران رموزِ عشق والفت ونقاش نقوش مصیبت محبت اس داستان عشق عنوان کو اسطرح
زیب گوش سامعان فہوش کرتے ہین نظم

بودم اکنون فتادم کجا
یدار نیکان نکو آدم

عنانِ سخن شد زچنگم رہا
نشست آدرم بار دیگر کہ حوت

دگر بار در گفتگو آدرم
بہ فرمان حی الذی لایموت

رین والا مقام وسامعان بلند احتشام آگاہ ہون کہ خداوند داؤد جو شہر داؤدیہ مین خدائی
ہے اوسکی دو اولادین ہین ایک دختر بلند اختر ملکہ لالان خون قبا کہ جس سے اسد غازی
عشق ہوتا ہے کہ یہ داستان دفتر مین تحریر ہے دوسرا فرزند کہ جسکو شاہزادہ لالہ زار صندلی پوش
ہین خداوند داؤد کا چچا کہ جسکا جمشید ثانی لقب ہی گنبد جمشیدی اوسکا مقام ہے لالہ زار کو
نے بفرزندی لیا ہے کبھی کبھی اپنے باپ کی خدمت مین بھی آتا ہے ایکروز خداوند داؤد تخت خدائی پر
تھا کہ ابر صندلی سامنے سے پیدا ہوا داؤد نے کہا ہمارا فرزند آتا ہے ایسا عم نامدار سے محبت رکھتا ہی
کبھی یہان آتا ہے چند ساعت ٹھہر کے چلا جاتا ہے شیرانِ سلطنت دوزیران اُمت سی کہا کہ اسکو ایسا کھیل
لگاؤ کہ دو چار دن یہان رہی سبنے عرض کی ایسا ہی ہوگا جب لالہ زار آیا باپ کو سلام کیا داؤد
بیٹے کو گلے سے لگایا کہا ای فرزند یہان سامان خدائی مہیا ہے سیر وشکار کرو مکانات دیکھو در عجائب و غرائب
طرح کے موجود ہین انکی سیر کرو شبیر دنکو اشارہ کیا مشیر وزیر لالہ زار کو لیکر قصر مین آئی کہ سامنے خانۂ بلغ ہی

گر افسوس کی یہ بات ہی کہ وہ بھاگا بھاگا پھرتا ہے کوکب نے کہا اے نور نظر خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے
فکر مین ہین انشاء اللہ اوسکو قتل کرینگے مروارید واسطے برّان کے ہلاک ہلاک کے رو ئین کوکب نے گلے
لگا کر کہا اے نور نظر صبر کرو دل پر جبر کرو انشاء اللہ وہ دن بھی خدا دکھائیگا کہ وہ نامرد مارا جائیگا اب
بلور کے ساتھ لشکر ملکہ مہرخ وبہار مین جاؤ وہان جاکے رہو انشاء اللہ جو کچھ سب پر گذریگی وہ دیکھنا یہ کہ
کوکب نے سہیل کو قید کرکے اپنے ساتھ لیا ملکہ مروارید کو بلور چہار دست کے ساتھ کرکے طرف لشکر اسلام کے
کیا یہ داستان متعلق ہی اوس جلد کے کہ جس مین دریاے خون روان شکست ہوا اس داستان کا دیباچہ

دو کلمہ داستان حیرت بیان عشق شاہزادہ لالہ زار صندلی پوش از ملک
برّان شمشیر زن فرزند خداوند داؤد و بعد عشق لالہ زار از ملکہ حیرت جادو
حالات متعلقہ داستان ہذا خمسہ عوض ساقی نامہ موافق مقام خمسہ

کیست ہم پیش پیام شوق کام من برد — کیست تا غم نامۂ خونی کلام من برد
گر برد پیک خیال فتنہ کام من برد — بسکہ قاصد را بیازارد چو نام من برد
رحم نگزارد کہ بگزارم پیام من برد

یہ کہان قسمت کہ کانون سے سنون وہ گفتگو — ہان مگر قاصد ہو پیدا بعد جد جستجو
ہاے ناکامی رہی دل ہی کی دل مین آرزو — برنہ گردد قاصد از شرم جواب تلخ او
چون پیام من بر شیرین کلام من برد

میری ہی قسمت مین تھا یارب عذاب جاودان — جیتے جی تو تھے الم ہاے فزون تا وقت جان
بعد مردن بھی ہون پامال غم وحرمان کہ ہان — رشک دارم بر قبول آنکہ پیش از دیگران
مژدۂ مرگم بسر و خوشخرام من برد

اس ستمگر کی ہون گرفتار کمند شکبو — دل سے ہر صید صیاد اپنی ہے تدبیر جو
اے تغافل لا پھنسا اوسکو کہ ہے دام بکو — مرغ دل بستم پئے صیدش بدام آرزو
آہ اگر آن مرغ وحشی سے کے بدام من برد

نی ہی سہیل نے نہایت بدعت کی ہی یہ کہکر لیچلا ہے کہ مشکین باندھکر افراسیاب کی حوالہ کردونگا ملکہ محی نے
ین رو رہی ہین جیسے ہی کوکب نے سہیل کو دیکھا پکار کی آواز دی ای سہیل یہان آؤ ہمین تمسے کچھ کہنا ہی
سہیل نے کہا مجھے فرصت نہین ہی یہ سنکر کوکب کو غصہ آیا بلور کو اشارہ کیا بلور فوج لیکر جا پڑا سحر چلنے لگا
ر سہیل ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست جسپر سحر کیا کسی کو جلا دیا دریای سحر بناکر کسیکو ڈبویا کبھی
رقین چمکائین اُس برق سے صدہا کے سر اُڑگئے ہزارہا ساحر ہاتھ سے سہیل کے مارے گئے بلور جہاردست نے
یا بڑھکر سحر کرون سہیل نے اشارہ کیا بلور کی مٹھیان بند ہوگئین پتلے نہ نکلے بلور پریشان ہوا سہیل نے
ھکر بلور کو زخمی کیا بلور کا زخمی ہونا کوکب کو بہت ناگوار ہوا گھوڑے کو چمکاکر آواز دی او نامرد بیری
ر آ مجھسے مقابلہ کر غریبون کو کیا قتل کرتا ہی سہیل اُدھر پلٹا کوکب پر جا پڑا کئی سحر کئے جھپٹ جھپٹ کر
لے مارے کوکب روشن ضمیر نے سب سحرونکو دفع کیا لڑتا بھڑتا چلا جدھر کوکب نے رُخ کیا پرے کے پرے اشارہ سے
مال کر دئے جب ملازمان سہیل کوکب کی سامنے فریاد کرتے ہین کہ ای شہریار ہم مجبور ہو ناچار ہین ہماری مجال
کہ آپسے لڑین کوکب فوراً ٹھہر جاتا ہے جسنے سرکشی کی بہ نگاہ قہر و غضب دیکھا اوس پر مین آگ لگ گئی
عام پر برق چمکائی صدہا ساحرون کے سر اُڑ گئے اس طرح لڑتا ہوا کوکب روشن ضمیر قریب سہیل کے پہونچا
ہیل نے ہاتھ تلوار کا مار دیا کوکب نے کہا ای سہیل اگر ایک طمانچہ ماردون تو تیرا سر اُڑ جائے مگر مجھکو یہ خیال
ا ہے کہ شاید تو کبھی براہ راست پر آئے یہ کہکر کلائی پکڑکر تلوار چھین لی کمر زنجیر ہاتھ مین ڈالکے تابع کرنے سے
ٹھالیا گردن پکڑکے زبان مین سوزن دیدیا مروارید گلنار پوش نے جو سنا کہ چچا جان نے آکر میرے والد کو
فتار کرلیا محافے سے پھاند پڑی قدمون سے لپٹ گئی چیخین مار مارکے روئی کہا ای عم نامدار خدانے عین
ت پر پہونچایا یہ بچیا مجکو بخدمت افراسیاب لے چلا تھا کوکب نے کہا مجھے سب احوال معلوم ہوگیا تھا
ن لیے نامہ ظہیر جادو کے ہاتھ سے پایا بڑے بڑے راز و نیاز لکھے تھے شکر ہے کہ مین وقت پر پہونچ گیا
و خیر و عافیت سے پایا اب کسی طرح کا تردد نکرو تم لشکر اسلام مین جاؤ مین انکو لیجاکر قصر جمشیدی
ید کرتا ہون جب تک یہ اسلام نہ اختیار کریگا اور راہ راست پر نہ آئیگا مین اسکو قید سے رہا نہ کرونگا
کہکر مروارید کو گلے سے لگایا کہا بیٹیا مین جانتا ہون کہ تمکو بُرّان کا بڑا قلق ہے مروارید نے کہا ای
نامدار کیا بیان کرون یہی جی چاہتا ہے کہ گلا کاٹ کے اپنا مرجاؤن مقام افسوس ہے عشاق سنبر
کے ادنکو مارا اور ہمسے کچھ نہو سکا اگر وہ بچیا سامنے آتا تو احوال معلوم ہوتا ہم بھی دیکھتے کہ کیسا ساحر زبردست ہے

صحرا مین اوترا ہُوا ہے خواجۂ عمرو بھی پھرتے ہوے یہان آئے ہین بلوُر سے باتین کر رہے ہین کہ بر
فرنگی بھی آکے پہونچا خواجہ سے بیان کیا کہ مین نے مروارید کو قید سے چھڑا دیا تھین لشکر مین پہونچی
عمرو نے کہا ابھی تک تو لشکر مین نہین پہونچین بلوران باتون کو سن رہا ہے کہتا ہی خواجۂ مروارید کے
نے بہت طول کھینچا یہ باتین ہو رہی ہین کہ دیکھا ظہیر جادو گھوڑا اڑائے ہوے آتا ہے بلوُر نے پہچانکر کہا
خواجہ یہ مصاحب سہُیل روشنضمیر کا ہے نہین معلوم کہا جاتا ہے خواجہ نے کہا اسکو بلاؤ بلوُر نے پکار
آواز دی اے ظہیر جادو کہان جاتے ہو چند ساعت ٹھہرو ظہیر جادو آکے ٹھہرا بلور نے پوچھا ای بر
کہان جاتے ہو ظہیر یہ نہ جانتا تھا یہ مقدمہ اہل اسلام سے پوشیدہ کیا ہے کہا مین اپنے شاہ کے پاس
آتا ہون شاہ نے ایک نامہ شہنشاہ افراسیاب کو لکھا ہے بلوُر نے پوچھا اوس نامہ مین کیا مضمون
کہا ہمارے شاہ نے دختر بلند اختر ملکۂ مروارید گلنار پوش کو ساتھ افراسیاب کے منسوب کیا بلوُر نے کہ
نامہ ہم بھی دیکھین ظہیر نے فوراً نامہ نکالکر دیدیا بلور نے نامہ کھولکر پڑھا خواجۂ عمرو کو بھی سنایا خوا
کہا یہ تو بڑا غضب ہوا یہ بیجیا اگر افراسیاب کے شریک ہو جائیگا راز دنیا زسب افراسیاب
بتائیگا بلوُر نے کہا مین ابھی پڑھ چلتا ہون سند بغاوت تو دستیاب ہوئی بلور ہیار دست نے چیکے
لشکر تیار کرنا شروع کیا منظور ہے کہ نامہ دار کو بھی گرفتار کر لین کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا سب نے شہن
کوکب روشنضمیر بصد جاہ و توقیر پشت مرکب پر سوار شکار کھیلکر پلٹے ہین ہیلے قراول سیر شکار ہمراہ
بلوُر نے کہا لو خواجہ خود شاہ آگئے اب جو منا سب ہوگا وہ خود کر لینگے بلوُر نے خود بڑھکر استقبال
کیا لاکر دنگل زرّین پر جگہ دی نامہ ہاتھ مین دیا کہا ذرا اسکو ملاحظہ فرمائیے جو حکم ہو بجا لائین کوکب رو
نے جو نامہ کو پڑھا نہایت تلق ہوا کوکب نے اے ظہیر تم بخیلا ہوا اپنے بادشاہ کے نوکر ہو جو اُس نے کہا
اسکے پابند ہوے تم تو جاؤ تمھین اختیار ہے خواہ خدمت مین اپنے بادشاہ کے جاؤ خواہ اپنے گھر
لیکن ہم جاکر اس بیحیا کو سزا دیتے ہین اُس نے مذہب پر طعن کی ہے ظہیر نے سر جھکا لیا کہا اے شہریار حق
یہ ہے مروارید کو یہ مقدمہ بہت ناگوار ہے اُس نے مقدمۂ مذہب مین بحث کی اُسپر سہُیل نے جو
کیا ہمارے باپ دادا بیوقوف تھے وہ بیچاری چپ ہو رہی کوکب نے کہا سمجھا جائیگا ظہیر کو روانہ کیا آپ
مرکب پر سوار ہوے بلور ہیار دست کو ساتھ لے لیا چاہتے تھے کہ روانہ ہون کہ صحرا سے گرد اڑی جب دا
تنگا فتہ ہوا دیکھا سہُیل روشنضمیر تمام لشکر کو ساتھ لیے ہوے ملکۂ مروارید ایک محافہ مین سوار ہین رو دی کر

ارا اڑی ہوئی آتی ہے سہیل نے جو بیٹی کو دیکھا مثل گل کے شگفتہ ہوگیا پکار کر آواز دی ای نور نظر وای پارۂ
ین تمھاری تلاش مین پریشان پھرتا ہون میرے پاس آؤ جو تمھاری خوشی ہوگی وہی کرونگا مروارید مجبور ناچار
ی سہیل اعزاز و اکرام بیٹی کو لیکر اپنی بارگاہ مین آیا ظاہر مین خاطر کرنے لگا مگر فکر مین ہے کہ اسکو خدمت
شہنشاہ افراسیاب کی پہونچاؤن سوچتے سوچتے ایک عرضی افراسیاب کو لکھی مضمون یہ تھا کہ ای شہنشاہ
آپکا دل و جان سے تابعدار ہون یہ کنیز آپ کی ملکۂ مروارید گلنار پوش حضور کے واسطے حاضر ہے مین نے
ی سنا اور آنکھون سے بھی دیکھا کہ اُس نے آپکو بڑا ملال پہونچایا سزا اور جزا کو آپکو اختیار ہے خیر جو گذرا سو گذرا
ت فرمائیے یہ بھی چاہتا ہون کہ اسکو آپکی کنیزیین منسوب کرون مین زیر سایۂ دامنِ دولت اپنی بسر کرون
ی تو میرا مسلمان ہوگیا اسکا منھ نہ دیکھون بلکہ اسکو پاؤن تو قتل کرون بہت کچھ اس نامے مین لکھکر
ر جادو سے کہ اسکا مصاحب خاص ہے کہا یہ نامہ لیکر خدمت شہنشاہ ہوشربا مین جاؤ جیسا ارشاد فرمائین
بجالاؤن کنیز لیکر خدمت مین آؤن ظہیر جادو یہ نامہ لیکر روانہ ہوگیا مروارید کو اسکی کچھ خبر نہین —
یل جب نامہ روانہ کر چکا تو رات کو اسنے بیٹی کو اپنے پاس بلایا کہا ای نورِ نظر وای پارۂ جگر شعلۂ خیز
ر گیا اُسکا گھر تباہ ہوا اب مین نے نسبت تمھاری شہنشاہ افراسیاب سے ٹھہرائی ہے شہنشاہ خود تمھارے
ہین سلطنت ہوشربا ملیگی مذہب مین بزرگون کے فرق نہ آئیگا عرضی مین نے خدمتِ شاہ مین بھیجی ہے
ب اسکا آتا ہوگا شہنشاہ بڑی دھوم سے لیکر برات آئینگے تمام خراجگذاران ہوشربا ساتھ ہونگے یہ
ن سنکر مروارید رونے لگی چونکہ قاسم پر عاشق ہے کسی مرد کا نام لینا نہین چاہتی عرض کی کہ اے
ر نامدار آپ نے جو واسطے کنیز کے سوچا بہت مناسب ہے لیکن انصاف تو کیجیۓ سامری وجمشیدی
ر تھے مثل ہمارے آپکے خدا کیسے لات و منات پتھر کے پتلے تھے مذہب تو خواجہ عمرو کا مثل آفتاب کے
ن ہے قصر نور افشانی مین چار سے پنڈون کو قائل کیا جب تو نور افشان مسلمان ہوے آپ ایسا
تے ہین ہر چند کہ کنیز ابھی اچھی طرح طریقۂ مذہب اسلام سے واقف نہین مگر آپ میری بات کا جواب تو
سہیل نے کہا کیون بٹیا کیا ہمارے باپ دادا بالکل بیوقوف تھے مذہب کو نہین سمجھا ہم انھین کی
ری کرتے ہین مروارید خاموش ہو رہی اب قصد یہ ہوا کہ کسی طرف انکے قبضے سے نکلجاؤن ایسا نہو
نشاہ افراسیاب پاس بھیجدے مگر جواب نامہ تو آلے یہ تو اس سوچ مین ہے لیکن بلور چہار دست
رف سے کوکب کے برای مقابلۂ افراسیاب آیا تھا خواجۂ عمرو سے رخصت ہو کر طرف طلسم نور افشان کے چلا ہے

ہے کہ یاروناناداوانے اپنے فرزند کا پاس نہ کیا تقدیر خلاف کردی مین بھائی صاحب سے بہت شر
کرونگا جسکا بھائی فدائی کرے وہ اپنے معشوق کے وصل سے محروم رہے ہاے کیا بیان کردن کہ جو د
میرے گذررہی ہے **نظم**

اے سحراب اپنی نورانی دکھا صورت ہمین — کب سے منہ کالا دکھاتی ہے شب فرقت ہ
چھوڑدیتے دستِ جانان کیون نہ اپنے ہاتھ سے — زندگی بھر ہاے ملنے تھے کف حسرت ہمی
روگ الفت کا لگائے پھرتے ہین ساتھ اپنے ہاے — لوگ مرتے جاتے ہین ہوتی نہین عبرت ہم
نامے قاصد ہوگیا کاغذ کا بند اب جسم زار — ہاتھ مین لے لین اتنی نہین طاقت ہمی
خار صحرا بیٹھکر دم بھر نکالین پانون سے — ہوا گر سر پیٹنے سے اے جنون فرصت ہمی
چشمۂ خورشید کا رچشمۂ حیوان کرے — ورنہ یارب مار ڈالیگی شب فرقت ہمی
نقشِ پاے یار پر رکھے بھلا کیونکر قدم — سر سے کوے یار مین چلنے کی ہے عادت ہمی
وہ جنون تھا جو برنگ سایہ تیرے ساتھ تھے — اے پری اب تو ترے سائے سے ہے وحشت ہم
جل رہے ہین آتشِ داغ جدائی سے جو ہم — وادی دوزخ ہوا ہے وادی غربت ہمی
کھینچیے تصویر یا دل مین تصور باندھیے — یار کی صورت نظر آئے کسی صورت ہمی
ساقیا شیرین ادا پانی پلادیگا اگر — صاف وہ معلوم ہوگا بیکشو شربت ہم
فرقتِ محبوب مین مثلِ جنازہ ہے پلنگ — کیون نظر آدین نہ تکیئے صورت تربت ہ
بادشاہی خوش نہین آتی ہے نوشاہونکی طرح — تین دن کو اے فلک کیا چاہیے نوبت ہم
کیجیے کسوقت اے ناسخ بھلا فکر سخن — نامے لکھنے سے کبھی ہوتی نہین فرصت ہ

مصاحبون نے کہا اے مرشدزادے صبر کیجیے ناچار اوس نے زخم دوزی کرائی اب سوار ہوا ر
کرتا ہوا طرف افراسیاب کے چلا مگر مروارید گلنار پوش بہ صد جوش و خروش بہ تلاش لشکر خواجہ
جانی ہے باپ اسکا سہیل روشن ضمیر لشکر کو ساتھ لیے ہوے ایک صحرا مین فرد کش ہے مگر دل سے
ہے کہ اے سہیل بڑے افسوس کی بات ہے اگر افراسیاب کے ساتھ میری بیٹی کی نسبت ہوتی بڑا مرتبہ
ہوتا مذہب جدو آباد بھی بچ جاتا بھائی صاحب تو ہمارے مسلمان ہوگئے مجکو کچھ بن نہین پڑتا اب وہ مید
کو ہمکو مانینگے اس سوچ مین کھڑا تھا کہ آسمان پر برق چمکی سر اٹھا کے اس نے دیکھا کہ مروارید طاؤس زرین پ

جیکر اسکو راضی کرونگا مصور راضی ہوا تنہائی کر خیمے مین قفس منگوا کر رکھدیا مصور نکلکر سوار ہوا ادھر سے
شعلہ خیز آیا ادھر سے مصور پہونچا صفین جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کرڈکا کہکر ہٹے شعلہ خیز نے
ینڈا نکالا پکارکے آواز دی او مصور میری مقابلے مین آیا تجھ کچھ خوف نہ آیا تیری قضا لیکر اس مقام پر آئی
ے مصور جادو نے مرکب اپنا بڑھایا جیسے ہی مصور و شعلہ خیز کا مقابلہ ہوا آپسمین سحر چلنے لگے شعلہ خیز بھی
ی روزگار ہے جو سحر مصور نے کیا شعلہ خیز نے اسکو فوراً دفع کردیا یہ دونون تو آپسمین مقابلہ و مجادلہ کررہے
ن یہان میان برق جو اندر آئے کہا کیون ای مروارید آپ مرشدزادی کو کیون نہین قبول کرتی ہین
روارید نے اشارہ سے جواب دیا خبردار اُس بجیا کا میرے سامنے نام نہ لینا مین اسکے نام سے بیزار ہون
ق فرنگی نے کہا ای ملکۂ عالم آپ نے مجھے نہین پہچانا منم مہتر برق فرنگی جوان یک رنگی سب ہزاران
ی آپکے واسطے نہایت بیتاب ہین مین بہ مشکل آپ تک پہونچا مروارید نے کہا ای برق تونے بڑا کار نمایا
اب جلد میری زبان سے سوزن نکال برق نے ملکۂ مروارید کو قفس سے نکالا بہ تعجیل تمام زبان سے
زن کو لیا مروارید نے کہا ای برق میدان کارزار مین چلو مین جاکے مصور کو زخمی کرون اور شعلہ
کو مار کر نکلجاؤن انکو خدمت خواجۂ عمرو مین پہونچاؤن یہ کہکر برق فرنگی کو رخصت کیا مروارید نے
ی خاک کی اٹھاکے پھینکی اندھیرا ہوگیا اسی اندھیرے مین نکل گئی برق فرنگی بھی باہر آیا اور صورت بدل
میدان کارزار مین پہونچا تماشاے جنگ دیکھ رہا ہے کہ دونون آپسمین لڑ رہے ہین شعلہ خیز نے خون
کاٹ کر مصور پر پھینک مارا ایک چادر سرخ نے مصور کو گھیرا مصور اندر چادر کے تڑپ رہا ہے نکلنا دشوار
آسمان سے نعرہ ہوا کہ منم مروارید گلنار پوش یہ کہکر کان کی بجلی اوتاری کچھ اسماے سحر پڑھکر وہ بجلی
اری اُسکی یہ تاثیر ہوئی کہ سر پر شعلہ خیز کے زخم آیا شعلہ خیز نے سر اوٹھاکے دیکھا کہ ملکۂ مروارید لگاتی
ہوئی خون کی چھینٹین جسم پر پڑی ہوئی ہوا پر ٹھہرا رہی ہی شعلہ خیز نے چاہا سحر کرون مروارید نے دوسری
بھی پھینک ماری ایک برق کڑک کے گری شعلہ خیز نے ہر چند اپنے کو بچایا لیکن نہ بچا آخر مارا گیا شعلہ
کا مرنا مصور جادو کو بہت ناگوار ہوا مصور نے مروارید پر سحر کیا مروارید نے ایک دستک دی ایک
مرشدزادی پر گری انکا بھی سر زخمی ہوا اب ملکۂ مروارید جھپک کر بلند ہوئین منظور ہوا کہ اب لشکر خواجہ
مین چلون مصور نے ہر چند قصد کیا کہ مروارید کو روکون مروارید نہ رُک سکی ملازمان شعلہ خیز انکا لا
لیکر بھاگے مصور بیقرار و اشکبار اپنے لشکر مین آیا مروارید کے نکلجانے کا بڑا قلق ہوا اور یہ کلمہ زبان پر جاری

میرے پاس بھیج دیجیے ورنہ آپ سے مقابلہ کرونگا جس طرح سے بنے گا آپ سے اپنی معشوقہ کو سلے لو
سکبار نے جاکر یہ پیغام مصور سے کہا مصور یہ کلام سنکر بہت بگڑا کہا تو صاحبو اور غضب سنو ہمنے نعم
کو مارا اسکی کیا حقیقت ہے کہہ دینا اپنی جان کو غنیمت جانکر نکل جا ورنہ قیامت برپا کر دونگا پیغامبر نے جاکر
حال شعلۂ خیز سے کہا شعلۂ خیز نے حکم دیا طبل جنگ بجے فوراً نقارۂ رزمی پر چوب پڑی ہرکارہ دو
یہ خبر مصور کو پہونچائی مصور نے جھلا کر کہا اسکی شامتیں آئی ہین اسطرح قتل کرونگا کہ ماہیان دریا
ہوا اسکے حال پر افسوس کرین گے اورمجکو ذرا ترس نہ آئے مصور نے بھی طبل جنگی بجوادیا دونون لشکر
مین تیاریان ہونے لگین رات بھر تیاریان ہوئین صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آتے جاتے ہین
برق پھرتا پھرتا ایک پہاڑ پر چڑھ گیا دیکھا دو لشکر مقابلے مین ہین فوجین میدان مین آتی جاتی ہین
یہ پہاڑ سے اُترا خیران حیران کہ یہ کسکے لشکر ہین صورت بدل کے لشکر شعلۂ خیز مین آیا لوگون سے پوچھا معلو
ہوا کہ شعلۂ خیز و مصور جادو آمادۂ جنگ وجدل ہین یہ سنتے ہی برق فرنگی لشکر شعلۂ خیز سے نکلا
لشکر مصور مین آیا دریافت کیا معلوم ہوا کہ مروارید لشکر مصور مین قید ہے رنگ و روغن عیاری کا لگا
ایک ساحر کی شکل بنکر تیار ہوا ایک نامہ طرف سے افراسیاب کے لکھکر ہاتھ مین لے لیا دروازے پر بارگا
مصور کے آیا خدمتگار سے کہا جاکر مرشد زادے سے عرض کرو شہنشاہ افراسیاب نے اپنے ملازم کو بھیجا
خدمتگار نے جاکر کہا ملازم شہنشاہ در بارگاہ پر کھڑا ہے مصور نے کہا بلا لو مصور میدان مین جانے کی تیار
کر رہا ہے کہ ملازم آکے پہونچا جھک کے سلام کیا کاغذ مصور کے ہاتھ مین دیا مصور نے سرنامہ پر مہر
افراسیاب کی پائی نامہ کھولکر پڑھا مرقوم تھا کہ اے مرشد زادے آپ جانتے ہین کہ جیسا مین آ
مانتا ہون خبر مجکو دریافت ہوئی کہ نعمان کو مارکر آپ نے مروارید کو اپنے قبضے مین کیا ہے مابدولت
بدل و جان منظور ہے کہ وہ آپکی خدمت مین رہے مجھو اس سے کچھ واسطہ نہین مین نے آپ کے پاس
شبدیز خوشخرام کو روانہ کیا ہے وہ اپنی آنکھین قدمون سے مروارید کے ملے گا وہ آپ کو قبول کریگ
مصور یہ مضمون دیکھکر خوش ہوگیا کہا اری شبدیز خوشخرام میری تو جان جاتی ہے مین تمھین پاس مر
کے لیے جلتا ہون تم اسکو میری واسطے راضی کرو مصور شبدیز خوشخرام کو لیکر اس خیمے مین آیا کہ جہاں
ملکۂ مروارید کا قفس رکھا ہے مصور نے کہا اے شبدیز خوشخرام تم ملکہ کو سمجھاؤ مین جاکر شعلۂ خیز کو
کردون اوس نے بڑا فساد برپا کیا ہے شبدیز خوشخرام نے کہا آپ جائیے قفس مجکو عنایت کیجیے مین تنہائی

سکو حوالے کردے مین اپنے ملک کو پلٹ جاؤن نعمان نے کہا اے مرشدزادے یہ تو مجھ سے نہو سکیگا مین نے
د حیلہ کرکے اسکو گرفتار کیا ہین اسکو لیجاؤنگا یہ کہکر نعمان ابلق سوار نے سرِ زنجیر کو تھاما کہا مین اسکو لیکر
ٹ جاؤنگا مصوّر نے کہا خبردار اسکو ہاتھ نہ لگانا ورنہ ابھی قتل کرڈالونگا یا تو ما بدولت بھولے ہوئے تھے
اسکو دیکھکر عشق زیادہ ہوا کلیجہ منہ کو آیا نعمان نے چاہا کہ نکلون مصوّر نے اپنے مصاحبون سے کہا اسکو
فتار کرو معنی نے چاہا اُٹھکر اسکے ہاتھ سے چھینلون نعمان نے ہاتھ تلوار کا مارا سرِ معنی کا زخمی ہوا
ب مصوّر خود اُٹھا ایک گولہ ماردیا سینے کو توڑکر نعمان کے پار گذرا فوج والون کو اشارہ کیا تملوگ اگر
ں دوگے سبکا یہی حال کرونگا ساتھ والے نعمان ابلق سوار کے تھرّا گئے لاشہ نعمان کا لیکر روتے پیٹتے
دانہ ہوئے اب مصوّر نے ملکہ مروارید پر قبضہ کیا کہا اے جانِ جہان واے آرامِ دلِ عاشقان دیکھو تو تم کسطرح
رے پاس پہونچین اب مجھکو قتل کرو مشہور ہے کہ نبیرۂ سامری ہون میرا بھائی خدائی کرتا ہے جو کچھ کہلا بھیجا
ا قبول کریگا اب مجھ سے انکار نکرو تمام ہوشربا کے ساحر تمکو اپنا بزرگ جانینگے بہ اعزاز و اکرام ملاقات
ینگے مروارید گلنار پوش نے اشارہ کیا خبردار او بیحیا مجھکو ہاتھ نہ لگانا مصاحبون نے کہا اے مرشدزادے
ی یہ طائر نو گرفتار ہے دو چار روز قید رکھیئے آپ کو ضرور قبول کریگی آپ جسپر مائل ہون وہ مقدسہ خالی جا
سکتا ہے مصوّر نے قفسِ آہنی مین ملکہ مروارید کو بند کیا لیکر پلٹا ادھر سے تو مصوّر جاتا ہے مگر افراسیاب نے
شعلۂ خیز کو اسکے لشکر مین پہونچا دیا تھا جب یہ اپنے لشکر مین آیا حیران تھا کہ شہنشاہ افراسیاب نے
ور ہا گیا تھا مین یہان کیونکر پہونچا ساتھ والون نے کہا حضور ایک پنجۂ سحر آپ کو یہان پہونچا گیا شعلۂ خیز
ھا کہ افراسیاب نے مجھکو یہان بھجوا دیا اب مین شہنشاہ افراسیاب کے پاس چلون اگر وہ میری معشوقہ
ا دین تو بہتر ہے ورنہ مین خود مسلمانون سے مقابلہ کرون کیا مین اُنسے کسی بات مین کم ہون یہ سوچتا ہوا
کر کو ساتھ لیکر چلا یہ ایک مقام پر اُترا ہوا ہے کہ لشکر مصوّر بھی اُسی مقام پر آکے اُترا حرکارون نے اسکو خبر
ی کہ آپکی معشوقہ مرشدزادے کے پاس ہے لئے ہوئے جاتے ہین سنا ہے کہ وہ ملی ہوئی کوہِ عقیق
ار سلیمانی سے آتی تھی نعمان ابلق سوار نے گرفتار کیا مرشدزادے نے اُسکو مارا اب مروارید ایک
ِ آہنی مین بند کیا ہے روز سمجھاتے ہین وہ نہین مانتی یہ سنکر شعلۂ خیز بہت جھلّایا ایک جادوگر مصاحبون مین
علۂ خیز کے سبکبار جادو ساحر زبردست ہے اُس سے کہا تم خدمت مین مرشدزادے کی جاؤ میری جانب سے
ض کرنا کہ آپ مرشدزادے ہین مین اسی معشوقہ کے واسطے اپنے ملک سے کوچ کرکے آیا ہون اُسکو آپ

خدمتگار ساتھ لیکر برای قدمبوسی مصوّر چلا مصوّر کو خبر پہونچی کہ نعمان ابلق سوار مالک صحرائے ویرا
ہماری ملاقات کو آتا ہے مصوّر نے حکم دیا آنے دو نعمان اندر آیا آکے قدمون سے لپٹ گیا کہتا ہوا کہ مرشد
ایک بڑی مشکل ہے امیدوار ہون کہ حل فرمائیے مصوّر نے پوچھا کہ مشکل ہو نانا دادا سے کہکر تمہاری مشکل آسا
کرا دونگا نعمان نے کہا میرے صحرا مین جو کوہ ویران ہے اُسپر ایک نازنین آئی مین اوسکو دیکھ کر عاشق
بمشکل گرفتار کیا اُسپر میری جان جاتی ہو امیدوار ہون کہ اوسکا قلب الٹ دیجیئے مصوّر نے کہا اُسے ہمارے
سامنے بلاؤ نعمان دوڑا ہوا گیا ملکۂ مروارید کو سرزنجیر تھام کر سامنے مصوّر کے لایا مصوّر کی جو نگاہ پڑی
جہان آرائے مروارید کو دیکھکر سکتا ہوگیا حیران حیران دیکھتا تھا دل سے کہتا ہے اے مصوّر یہ تو وہی معشو
پری رو ہی جسکے واسطے مین رسوا ہوا کہا کیون او نعمان تونے ابتک مفصل حال نہ کہا نعمان نے کہا ایک تا
بیٹی ہے مصوّر نے کہا تو مفصل حال نہین کہتا جلد بیان کر نعمان ابلق سوار نے تھرا کر کہا یہ نازنین پہاڑ پر
تھی مین نے چہار جانب سے گھیر کر گرفتار کیا مگر مین دیکھتے ہی اسکی صورت زیبا و طلعت جہان آرا پر
مرگیا مصوّر نے کہا یہ دختر بلند اختر سہیل روشنضمیر ہے کوکب کی بھتیجی ہے خبردار اسپر عاشقی کا
نہ لینا اسپر شہنشاہ کی نگاہ پڑتی ہے ابدولت بھی اسکے جویا تھے شہنشاہ نے مجکو خبر دی تھی کہ مروا
کوہ عقیق گلزار سلیمانی سے پلٹی ہوئی آتی ہے ہمارے نانا دادا نے تقدیر کرکے تیرے ہاتھ سے گرفتا
کرا دیا جسقدر تیرا نقصان ہو اُسکا چوگنا ہمسے لے لے اب مین اسکو خدمت افراسیاب مین نہ لیجاؤن
اپنے واسطے راضی کرونگا اب توبہ کر اس سے محبت کا نام نہ لینا ابدولت اسکے واسطے ملعون و بدنام ہو
اسکے سحر مین پھنسے صورت نگار کے قتل کا ارادہ کیا نعمان ابلق سوار نے گھبرا کر کہا مرشدزادے ایسا
نہ فرمائیے میری اسپر جان جاتی ہے مین روپیہ لیکر کیا کرونگا جس امید پر آپ کی خدمت مین لایا ہون آ
اپنے نانا دادا سے کہکر تقدیر کرا دیجیے کہ یہ مجکو قبول کرے ورنہ غلام زندہ نرہیگا مصوّر نے کہا او بے
ہم تجکو منع کرتے ہین تو وہی کہے جاتا ہے افراسیاب کا تو مین خیال نہین کرتا تیری کیا حقیقت ہے اگر
کچھ کہیگا تو مین صاف جواب دیدونگا کہ مروارید پر ابدولت نے قبضہ کیا یہ بھی کہونگا کہ ابکی سال یہی تقد
کی ہے کہ مروارید کے ساتھ مین شادی کرونگا کسی کی کیا مجال ہے کہ مروارید کا نام لے نعمان ابلق سو
بہت جھلایا کہا اے مرشدزادے یہ مصیبت مجھسے نہ اٹھیگی میری جان پر بڑا صدمہ ہوگا مصوّر نے مقراض
ہاتھ مین لی تصویر جیب سے نکالی وہ تصویر ملکۂ مروارید کی تھی کہا دیکھ یہ مجھے محبت ہے کہ تصویر دیکھ کر جیتا ہا

بیحیا کیا بیہودہ بکتا ہے تو ہمکو قتل کر ایسے کلمات واہیات زبان سے نہ نکال جب زبان سے سوزن نکالیگی اپنی جان دیدونگی اب تو مین تیرے قبضے مین ہون جس طرح چاہے ستالے نعمان ابلق سوا منتین کرتا ہے کبھی کہتا ہے اے ملکہ عالم کیا کہون جو میرے دلپر گذرتی ہے دیکھون تقدیر کیا دکھائے اب تو یہ کیفیت ہے کہ دلپر چھریان چل رہی ہین دل چاہتا ہے کہ جان دو تڑپ تڑپ کے مر دن ہر طرح منتین کرتا ہے کبھی کہتا ہے اس عشق خانہ خراب نے کیسی پریشانی مین ڈالا ہے عجب مصیبت مین پھنسایا ہے

بقول جناب خواجہ حیدر علی آتش نظم

محبت کوڑیون کے ہو اگر مول
ملک بیچر تو لین شمس و قمر مول
ہوا صعف بندی مژگان سے ظاہر
نہین لکھتے ہین یہ لعل و گہر مول
نہادر تیغ چہرے پر ہین کھاتی
ہماری جان کی تھی اک نظر مول
لب شیرین سا اک میٹھا نہ نکلا
شکر کو ہے لیے لیتا بشر مول
عوض مین دلکی بوسہ دیجئے ہمکو
تھا یوسف کا ورنہ اسقدر مول

بنی آدم نے یہ درد سر مول
تری زلفون سا کالا ہو تو کم ہے
بڑائی لین وہ آنکھین ڈھونڈھکر مول
وہ سودا ہے تری زلفون کا جسکو
کرے کالا جو منھ وہ لے سپر مول
ملینگی گالیان قیمت کے بدلے
لیے ہمنے ہزارون نیشکر مول
سنگھا زلفون کو مجھے پہلے سے لے
خدا کا لے لیا اُس بت نے گھر مول
بھروسا زندگانی کا نہین کچھ

پسند دل ہوا ہے حسن صورت
اگر ہو اژدہے کا گنج زر مول
لب دندان تمھارے بے بہا ہین
سیاہی لیتے ہین سر بیچ کر مول
اٹھائی آنکھ تمنے مر گئے ہم
نہ ریگا لیکے دل وہ مفت پر مول
عجب دولت ہے یہ احسان اس سے
جو کچھ ہو مشک کا اے سیمبر مول
یہ حسن یار نے قیمت بڑھائی
کفن لے رکھے اے آتش بشر مول

کچھ لاکھ طرح پر نعمان نے منتین کین مروارید جان دینے پر آمادہ ہوئین وصل پہ نہ راضی ہوئین نعمان گھبرایا سوچا کہ اسکو خدمت مین شہنشاہ ہوشربا کے لیچلون دہان جاکر درست ہوجائیگی رات تو اس نے تڑپ تڑپ کے کاٹی بوقت سحر ملکہ مروارید کو ایک ارابے پر سوار کیا آپ گھوڑے پر سوار ہوا بارہ ہزار جادوگرون کا لشکر ساتھ منزل در منزل جاتا ہے شب و روز سمجھاتا ہے منتین خوشامدین کرتا ہے ملکہ مروارید کا یہ قول ہے کہ مجکو قتل کر ڈالو چوتھی منزل ہے ادھر سے نعمان ابلق سوار جاتا ہے ادھر سے مصور بحکم افراسیاب جو چلا تھا آکے ایک صحرا مین اترا ہے نعمان کو معلوم ہوا کہ مرشد زادے اس مقام پر فروکش ہین دل مین سوچا مرشد زادے سے فریاد کرونگا یہ سوچکر مع نادم

دیکھا تو معلوم ہوا کہ اوسی طرف سے آئیگی مقصود کے پاس یہ نامہ پہونچا مصوّر نے وہ نامہ پڑھا اُسیـ
سرداروں کو اپنے ساتھ لیکر طرف در بند جالندریا کے چلا یہان مروارید نے وہ راستہ قدیم چھوڑ
راستہ سے جاتی ہے کوہستان و خارستان کو طے کرتی ہوئی قریب ایک کوہ کے پہونچی چار جانب سر اوٹھا
دیکھ رہی ہے کہ کس راہ سے جاؤن کیونکر لشکر خواجہ عمرو مین پہونچون اس صحرا کا حاکم نعمان ابلق
سوار ہے بارہ ہزار جادوگرون کو ساتھ لیے ہوئے سیر صحرا دیکھتا ہوا آتا ہے کہ اسکی نگاہ جمال جہا
مروارید پر پڑی دیکھا ایک نازنین مہ جبین غنچہ دہن رشک چمن بالاے کوہ کھڑی ہے حیران حیران
جانب دیکھ رہی ہے نعمان ابلق سوار نے ساحرون سے دیکھو یارو خداوند سامری و جمشید نے
میرے واسطے بھیجی ہے چار جانب سے اسکو گھیر لو مین گرفتار کرلون چار جانب سے اوس پہاڑ کو س
ساحرون نے ملکر گھیر لیا ملکہ مروارید نے جھک کر دیکھا ہزارہا ساحرون نے پہاڑ کو گھیرا ہے ایک ساحر کو
خوک پیکر سحر کرتا ہوا آتا ہے ملکہ نے کہا غضب ہوا بیچیاؤن نے چار جانب سے گھیرا ہے دل مین کہا
مروارید یہان سواے خدا کے کون بچانے والا ہے سحر کرتی ہوئی پہاڑ سے کودی موتیون کا
گلے سے اتار کر پھینک مارا کئی سو کے سر پھٹے کچھ دیوانے ہو کے طرف صحرا کے بھاگے نعمان ابلق
جو دور سے یہ معرکہ دیکھا گھبرا گیا سوچا کہ ساحرہ زبردست ہے خاک قبر جمشیدی لیکر بڑھا پکار کر آو
اے نازنین کیون بیوجہ لڑتی ہے مجھ سے اپنا حال تو بیان کر تیرا نام نامی کیا ہے یہان آنے کا کیا با
ہی ساحرون کو بھی آواز دی خبردار اب کوئی سحر نہ کرے مین قریب جا کر سمجھاؤن گا مروارید
رکی نعمان ابلق سوار قریب پہونچا کہا اے ملکۂ عالم تمہارا نام نامی کیا ہے کہین ہمارے شہنشاہ ہو
سے تعلق ہے مروارید سوچی کہ اگر مین نے مفصل کہا اور زیادہ دشمنی کریگا یہ سوچکر کہا مین ایک سودا
بیٹی ہون میرے والد کو قزاقون نے صحرا مین لوٹ لیا مین آوارہ ہو کر اس طرف نکل آئی اب نعما
ابلق سوار نے اسکو باتون مین لگا کر خاک قبر جمشیدی برابر دماغ کے لا کر اوڑا دی مروارید گلنا
بیہوش ہو کے گر پڑی نعمان ابلق سوار نے بڑھکر زبان مین سوزن دیا گرفتار کرلیا اب خیال مین آ
کہ اس سے سوال کرون یہ سوچکر اوسی مقام پر بارگاہ استاد کرائی جلسہ آراستہ کیا ملکہ کو ہوشیار کیا ہاتھ
سامنے بیٹھا عرض کی اے شہنشاہ خوبی و اے سرو خرامان محبوبی مین غلام ہون یہ تمام صحرا میرے قبضے مین
طرف سے افراسیاب جادو کے مالک ہون عمر بھر خدمتگزاری کرونگا مروارید کے تیور پر بل پڑ گئے اشنا

دل شہیدِ رہِ داماں نہوا تھا سو ہوا ٹکڑے ٹکڑے جو گریبان نہوا تھا سو ہوا
برق بے نور ہے اس رخ کی چمک کے آگے عالم نور کا انسان نہوا تھا سو ہوا
رونے پر میرے ہوا ہنسنکے وہ گل شرمندہ غنچہ سان سر بہ گریبان نہوا تھا سو ہوا
مین نہ رنگین نہ کیا اُسکا تڑپ کر دامن سرِ جلاد پہ احسان نہوا تھا سو ہوا
ہوگیا دیکھ کے قاضی بھی طرفدار اُسکا بیگنہ خون مسلمان نہوا تھا سو ہوا
ہر زبان پر مری رسوائی کا افسانہ ہے نسخۂ شوق پریشان نہوا تھا سو ہوا
عرق آلودہ جبین دیکھ کے دل ڈوب گیا شبنم باغ سے طوفان نہوا تھا سو ہوا
قتل کرکے مجھے تلوار کو توڑا اوس نے خونِ ناحق سے پشیمان نہوا تھا سو ہوا
یار کے روے کتابی کی کردن کیا تعریف بعد قرآن کے جو قرآن نہوا تھا سو ہوا
آنسو آنکھون سے نکلتا ہے سو چنگاری ہے پردۂ دل سے نمایان نہوا تھا سو ہوا
آتشِ عشق سے ہے داغ سراپا میرا آدمی سروِ چراغان نہوا تھا سو ہوا
گرد رہ بنکے ہوا صندلِ پیشانی یار ذرہ خورشید درخشان نہوا تھا سو ہوا
پھرون ہی مصرع سودا ہے رلاتا آتش تجھے اے دیدۂ گریان نہوا تھا سو ہوا

نازنین بڑے لطف سے یہ غزل گا رہی ہے عجب عیش و نشاط گرم ہے بارگاہ مین قاسم کی چپ و راست
م سرداران نوجوان جمع ہین شب بھر ہنگامہ عیش و نشاط رہا صبح کو صاحبقران زمان کی تشریف
و ملکہ مروارید قدمبوس ہوئین سب حال اپنا اور لشکر خواجۂ عمرو کا بیان کیا کہ اب افراسیاب
دوسے معرکہ پڑے ہین یقین ہے انشاء اللہ رہائی اسد کی ضرور ہوگی کنیز اب رخصت ہوتی ہے
یسا نہو میرے باپ وہان کچھ فساد برپا کرین مجھکو جانا ضرور ہے صاحبقران نے اور بادشاہ جمجاہ نے
رجملہ سردارون نے واسطے خواجہ عمرو کے نامے لکھے ملکہ مروارید سب سے رخصت ہوکے طاؤس زرین
ل پر سوار ہوئین طرف طلسم ہوشربا کے چلین یہان افراسیاب باغ سیب مین بیٹھا ہوا اشتاق آمد
ہ مروارید تھا کہ اول سرمایۂ برف انداز آکے پہونچا تمام کیفیت بیان کی کہا حضور مروارید کو عیاران
سلام نے رہا کرایا وہ لشکر صاحبقران مین پہونچ گئین افراسیاب کو نہایت ناگوار ہوا ایک نامہ مصور
لکھا کہ اے مرشدزادی آپ جا کر راہ مین ٹھہریے ادھر سے مروارید آویگی اسکو گرفتار کریگا بین کتاب سامری مین

امیر عرب حمزۂ زنگ‌شم
چو رفتم بہ سنجان پے گیر دار
شدہ بر سرم فتح و نصرت نثار
سمندون بدبخت گشتہ شکار
سلیمانی ثانی لقب یافتم

ستم قاتل کافرانِ جہان
بزیرفت گنجاب ملعون فرار
گذر چون بہ جولانگہ قاف شد
شد از جنگ بیدین ذلیل و نزار

ز تیغم گریزندہ نوشیروان
چو دریا خبر جنگ شد آشکا
جزائر پر از عدل انصاف شد
دران جا چو جاہ و ادب یافتم

نعرہ کرکے صاحبقران لڑنے لگے جملہ سرداران نامی و پہلوانا

گرامی فرداً فرداً آگے بہونچے جو آگے بہونچا اُس نے زمین ہلادی سرمایۂ برف انداز نے دیکھا
کہ جملہ سرداران حمزہ آگئے یہ بھی سحر کرتا ہوا چلا برف برساتا ہے کبھی دریاے سحر بناتا ہے جب صاحبقران
نے اسم اعظم پڑھا سب سحر باطل ہوے جو سردار سحر مین پھنسا صاحبقران زمان نے پڑھکر اسم اعظم
اس سردار کے ہوش و حواس درست ہوئے سرمایۂ برف انداز حیران ہے کہ مین کیا کرون
سحر کرتا ہون وہ باطل ہوتا ہے مروارید کو صاحبقران چاہتے ہین کہ اپنے قبضے مین کرون گر مروا
لڑتی بھڑتی چلی آتی ہے قریب لشکر قاسم ہونچی قاسم نے باعزاز اپنے بیچ مین لیا جنگ ہو رہی ہے
سرمایۂ برف انداز سحر کرتا ہوا قریب صاحبقران کے پہونچا چاہا کہ مین پنجہ دیکرلے اڑون امیر نے
تلوار کا مارا سر سرما کا زخمی ہوگیا ہاے کہکر اپنے کو گرادیا لوٹ مار کے بھاگا کہتا ہوا اسپر خداوند
لعنت ہو کہ انکے دربار مین آکے یہ ذلت اوٹھائی یہ کہکر طرف ہوشربا کے بھاگا کہ ذکر اسکا کیا جائیگا
نے جب دیکھا کہ جملہ سرداران صاحبقران لڑتے بھڑتے آکر پہونچ گئے ہین لقا نے گھبراکر طبل بازگشت بجوا
صاحبقران زمان بہ فتح و فیروزی پلٹے مگر قاسم ملکۂ مروارید کو ساتھ لیے ہوے اپنی بارگاہ مین آ
صحبت عیش و نشاط آراستہ کی آپس مین وعدۂ وعید ہونے لگے مروارید نے سب اپنا حال بیان کیا
اب یہان سے پلٹ کر جانا مشکل ہوگا قاسم نے کہا اے ملکۂ عالم اب جانا تمہارا مشکل ہے مروارید نے کہا
اے شہریار جانا ہمارا واجب و لازم ہے آجکل ملکۂ بُرّان کا لاشہ تالاب جمشیدی مین رکھا ہے کوکب
نگہبانی کیا کرتے ہین اسوقت مین جاکر شریک نہونا باعث بدنامی ہے انشاءاللہ اگر زندہ ہین تو ملینگے قاسم
نے حکم دیا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جام و سبو لیکر حاضر ہوے جام مئے ارغوانی گردش
مین آیا صداے ہوشنا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی ایک مہ جبین خوش گلو سامنے آکے کھڑی ہوئی پہلے گت
بعد اوسکے یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی غزل

بڑھکر اُسی جادوگر کو مارا شاہزادۂ خاور سیاہ سمک کو روانہ کرکے کنارے پر لشکر کے کھڑے ہوئی انتظار
کر رہے ہین کہ کوئی عیار پلٹے تو خبر معلوم ہو کہ کون جادوگر آیا ہے کہ ایک دوڑا ہوا آیا اس نے عرض کی
حضور ہمراہیان خواجہ عمرو سے ایک نازنین شاہزادی موسوم بہ مروارید گلنار پوشش گرفتار ہو کر آئی
تھی عیارون نے رہا کیا اب لڑائی ہو رہی ہے نام ہی سنکر قاسم کو اشتیاق ہوا پشت مرکب پر سوار ہوے
عقب مین اُنکے سردار قیماس خان وغیرہ چلے اسوقت آکے پہونچے کہ ساحر و غیر ساحر کا مروارید پر بلوہ
ہے قاسم نوجوان نے وہین سے نعرہ کیا **نعرۂ قاسم نو تصنیف مصنف**

منم قاسم لقد فتح و ظفر
منم نعمت خوان جنگ و جدل
سیف الملک جنگ شعلے آشکار
منم ابن فرزند صاحبقران

منم ابن رستم یل نامور
فریدون حشم رعب اسکندرے
منم حامل رایت وگیر و دار

منم شیر میدان جنگ و جدل
فن جنگ مین غیرت ساحرے
منم شیر دل صف شکن پہلوان

اس طرح قاسم نے نعرہ کیا فوج کفار مین ہلکہ پڑگیا مروارید نے
پلٹ کر دیکھا ایک جوان شیر دل رستم خصال صاحب جاہ و جلال صف شکن تیغزن کس شوکت و شان سے
لڑتا ہوا آتا ہے جسنے ٹوکا اوسی پر جا پڑے اوس نے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے روک کر وار کیا مع مرکب کے دو
ٹکڑے کیا مرکب چار ٹکڑے ہوے صفون کو درہم و برہم کر دیا دامن صحرا لاشون سے بھر دیا سرداران نامی پہلوانان
نامی پشت پر بصد کر و فر جنگ کر رہے ہین جس غول پر جا پڑے اُسے درہم و برہم کر دیا مروارید صورت
زیبا دیکھکر بیقرار ہو گئی چک چک کر لڑنے لگی ایک جادوگر نے بڑھکر گولہ مارا مرکب قاسم کا چلنے سے رکا
وہ ساحر تیغہ کھینچکر دوڑا کہ قاسم کو قتل کرون دور سے مروارید نے دیکھا کہ ایک ساحر کے سحر مین شاہزادہ
پھنسا ہوا ہے جھپٹ کے سنگریزہ پھینک مارا کہ اوسکا سر پھٹ گیا قاسم نے رہائی پائی اب جو پلٹے نگاہ
جمال بمثال مروارید پر پڑی جانبین سے آنکھین چار ہوئین آپس مین اشارے کنائے ہونے لگے
جب کفار کا بہت بلوہ ہوا ہرکارون نے آکر خبر صاحبقران زمان کو پہونچائی کہ حضور قاسم جا کر
فوج کفار مین گھر گئے ہین وہ نازنین جو آئی ہے مصروف جنگ ہے مگر اپنی زندگی سے تنگ ہے صاحبقران
یہ حال سنکر فوراً سوار ہوے صاحبقران کے سوار ہوتے ہی جملہ سرداران چلے امیر نے سامنے آکے دیکھا وہین سے
نعرہ کیا باشیرای کافران بجیا داہئے نابکاران پروہا منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر

عالیشان شکست دہندۂ کافران نعرۂ صاحبقران **نو تصنیف مصنف** | منم صاحب خنجر و تیغ علم

چونکہ زبان مین سوزن ہی لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے جواب دیا کیا بیہودہ بکتا ہے جو تجھ سی ہو سکی
نہ کر لقانے دارنے دار کا حکم دیا اور کہا ارے کوئی جلاد حاضر ہے ایک جلاد گوشے سے نکلا حاضر حاضر
قریب آیا کہا یا خداوند کیا حکم ہے جو حکم ہو بجالاؤن کہا ذرا اس نازنین کو سمجھاؤ جلاد خنجر برہنہ لئے ہوئے
مروارید کے آیا کہا او نازنین قدرت کیا فرماتے ہین مروارید حیران حیران چہار جانب دیکھ رہی ہے کہ
عقیق وہ مقام ہے کہ جہان صاحبقران زمان فروکش ہین کوئی ہماری رہائی کیواسطے نہین آیا ہے
کہ ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بچہ دہان موجود ہی کہ جلاد نے آنکھ سے اشارہ کیا کہ مین تیری زبان سے
سوزن لیتا ہون غلامان خواجہ عمرو عیار موجود ہین مروارید گلنار پوش نے بھی اشارہ کیا میری
جلد سوزن نکال پھر مین سمجھ لونگی جلاد نے ہاتھ کے اشارہ سے کہا بیٹھ جاو مین ابھی تجھ قتل کرونگا جیسے ہی
مروارید بیٹھی جلاد نے پکار کے آواز دی یا خداوند اب مین اسکو قتل کرتا ہون سرمایہ برف انداز
کہا یا خداوند شہنشاہ سے اسکا دل اولٹ دینے کو کہا ہے آپ قتل کا حکم نہ دیجیے لقانے کہا تجھ کیا غم
قدرت جو مناسب جانینگے وہ کرینگے جلاد نے بٹھاتے بٹھاتے زبان سے مروارید کی سوزن نکالی
آواز دی سنم شعبان خنجر گزار جیسے ہی ملکہ مروارید کی زبان سے سوزن نکلی اب جو سکتی ہے سو
قید ٹوٹ کر گری ایک چوبدار نے چاہا دوڑ کر پکڑ لون دوسرا چوبدار پہلو مین کھڑا تھا اُس نے بڑھ
کہا دیکھو خداوند کیا کہتے ہین چوبدار ادھر پلٹا اوس نے عصا مارا کہ چوبدار کا سر پاش پاش ہوا نعرہ
سنم جواہر بن عمرو مروارید نے دیکھا چالیس پیک بچہ چالیس جوانون کو مار کر قریب آئے کہا ای ملکہ
لڑتی بھڑتی نکل چلو مروارید دو پتھر اٹھا کر طرف بارگاہ کے پھینکے کہ پتھر برسنے لگے مروارید گلنار پوش
لڑتی بھڑتی سحر کرتی ہوئی بیرون بارگاہ آئی چالیسون پیک بچے ساتھ ہین لقانے سرماسے کہا او نا
تو کیسا وزیر ہے بڑھکر روکتا نہین سرمانے کہا غلام سمجھا تھا قدرت تقدیر کرینگے قدرت نے تقدیر الٹی
لقانے کہا قدرت نے تقدیر کی تمہاری ہاتھ سے مروارید کو گرفتار کرائینگے تمہاری آبرو بڑھائینگے
بہت خوب کہکر اٹھا چار ہزار جادوگر اوسکے ساتھ ہوے لقا تخت پر سوار ہوا تمام فوج تیار ہو
لینا سب کہکر دوڑے مروارید نے دیکھا فوج لقا بوہ کئے ہوے آتی ہے گاتی باندھی پائچون میں
سحر کرنے لگی چالیسون پیک بچون نے حقہ ہاے آتشبازی نکال کر داغے ہزارہا ملازمان لقا جلے
پکار رہا ہے کہ گرفتار کرلو ملازمان سرمانے بڑھکر سحر کئے عیارون کے پاؤن زمین نے تھام لئے م

لایہ دیگر کنارے لشکر کے آکر ٹھہرے ہین سمک یاداقی ساتھ ہے لشکر کی خیر و عافیت دریافت کر رہے
ین کہ دیکھا طرف سے ہوشربا کے ایک ابر پیدا ہوا سمک سے کہا جاکر دریافت تو کرو کوئی جادوگر طرف
ہوشربا کے آیا ہے سمک فوراً روانہ ہوا جواہر بن عمرو و شعبان خنجر گزار ٹہلتے ہوئے اسطرف
ئے قاسم نے انکو بھی روانہ کیا جس عیار نے سنا وہ چلا چالیس پچاس پیک بچے بصورت مبدل دربا
قا مین پہونچ گئے کوئی بصورت خدمتگار کوئی بصورت چوبدار کوئی بطور سپاہی کھڑے ہوئے تھے
ش برآوازہ ہین کہ سرما کانپتا ہوا دربارگاہ لقا پر آیا درگہ سالار سے پوچھکر اندر پہونچا ایک شخص کو
ا قد و قامت شش زیو کے داڑھی لمبی موے ریش مین مروارید بے بہا نصب تاج نخوت سر پر بصد
و غرور تخت پر بیٹھا ہے سرما سمجھا یہ کوئی غلام خداوند کا ہوگا خداوند کہین اور ہونگے سلام کر کے کہا
وند لقا کہان ہین بختیارک نے کہا او بے ادب دیکھتا نہین کہ قدرت بیٹھی ہین جلد سجدہ کر ورنہ جلکر
ل ہو جائیگا سرما کہتا ہے اس خداوند سے تو شہنشاہ ہمارا رعب و دبدبہ زیادہ رکھتا ہے یہ تو خرس
رائی ہے مگر برائے سجدہ جھکا عرضی افراسیاب کی پیش کی لقا نے وہ عرضی بختیارک کو دی بختیارک
وہ عرضی بآواز بلند پڑھی لقا قہقہہ مار کے ہنسا تمام بارگاہ ہلگئی لقا نے کہا اے بندۂ من یہ تقدیر تو
ے نوے ہزار بیشتر کی تھی جلد اوس عورت کو ہمارے سامنے لاؤ ابھی قلب پلٹ دین بختیارک
بیان لے رہا ہے چپکے چپکے کہتا ہے یا خداوند بکار کے تقدیر نہ کیجیے بات سمجھکر فرمائیے ایسا نہو وہ عورت
نی نہو بختیارک کو لقا جھڑک دیتا ہے کہتا ہے او شیطان تو کیا جانے قدرت کے کارخانہ قدرت ہی
ہو توف ہین سرما جاکے ملکۂ مروارید کو لایا مروارید کو آبرو کا خیال قلب پر ہجوم رنج و ملال بجواس
م باس ہوئی سر سراسر پریشان زنجیرین کمر مین بندھی ہوئین اپنے کو سنبھالا لقا پر جو نگاہ کی کانپنے
سر جھکا کر کھڑی ہوئی لقا کی نگاہ جو جمال جہان آرائے ملکۂ مروارید گلنار پوش پر پڑی زانو بدلنے
پسینہ آگیا پکار اٹھا قدرت اسکے پیٹ مین نور قدرت اتارینگے سرمایہ برف انداز نیا آیا ہے کبھی لقا
دیکھا نہ تھا چپکا سر جھکائے بیٹھا ہے جب لقا نے کہا ہم نور قدرت اسکے پیٹ مین اتارینگے سرما نے
ت بستہ عرض کی قدرت ایسا نہ فرمائین شہنشاہ بہت بیتاب ہین آپ کی خدمت مین اسواسطے بھیجا ہے
وسکا قلب اولٹ دیجیے لقا نے کہا او بندۂ مغضوب خاموش رہ ورنہ قدرت ابھی تجھکو گدھا بنا دینگے
ا خاموش ہو رہا لقا نے پکار کے آواز دی ای بندۂ من قدرت سے راضی ہے مروارید غصے مین کانپنے لگی

کوئی مہ جبین اسکے مثل نہین ہو یہ سوچتا ہوا ایک کوہ پر آیا اُس پہاڑ پر آگے ادھرا شعلۂ خیز کو ایک گ
مین ڈالدیا ایک طرف آپ آکے بیٹھا سحر سے فرش وغیرہ درست کیا مروارید بھی متوجہ ہوا سے بیہوشی
ہوگئی تھی اسکو ہوشیار کیا اب جو مروارید نے اپنو کو تنہائی مین پایا تڑپ گئی مثل بید کا نپنے لگی
افراسیاب نے کہا اے مروارید میری تجھپر جان جاتی ہے کل ہوشربا کا مین تجکو حاکم کردونگا
تیرا مرتبہ کردونگا کہ تیرے مرتبہ پر تمام شاہان جہان رشک کرینگے تیرا حکم سارے ملک مین جاری ہوگا
سکہ تک تیرے نام کا جاری کردونگا مروارید نے کہا او شہنشاہ اگر آپ کو میرا قتل کرنا منظور ہو تو مین آ
قبضے مین ہون قتل کرڈالئے اور کوئی امید مجھسے نہ رکھیئے افراسیاب نہایت منتین کررہا ہے مگر مروا
نہین مانتی رو رہی ہے چاہتی ہے رہائی پاؤن جاؤن دیدون افراسیاب جادو حیران و پریشان ہے
اب کیا تدبیر کرون جو یہ راضی ہو قضائے کا سرماے برف انداز وزیر اعظم افراسیاب تخت پر سوار
ملازم ہمراہ اپنی معشوق کی ملاقات کو جاتا تھا افراسیاب جادو کو جو پہاڑ پر دیکھا فوراً اُترا آیا جھک
سلام کیا حال پوچھا افراسیاب نے سب کیفیت اپنی بیان کی کہ میری اسیر جان جاتی ہے یہ سرکش
قبول نہین کرتی اے سرما منیفرا اسکو سمجھاؤ سرمانے دست بستہ عرض کی اے شہنشاہ یہ امر تو بہت آ
ہے خداوند لقا سب کے پیدا کرنے والے بالاے کوہ عقیق موجود ہین اُن کے پاس اسے بھیجدیجے
اونھون نے پیدا کیا ہے وہی دل پلٹ دینگے پھر آپ پہ عاشق ہو جائیگی افراسیاب نے کہا
ذرا تمھین تکلیف کرکے لیجاؤ سرماے برف انداز نے کہا بہت خوب مین مدت سے خداوند کے دید
شتاق بھی تھا اس حیلے سے زیارت سے مشرف ہو جاونگا آپ کا مطلب بھی نکلجائے گا مین عرض
کرونگا یا خداوند شہنشاہ افراسیاب جادو نے دست بستہ عرض کی ہے کہ اسکا دل پلٹ دیجیے تو
فوراً دل پلٹ دینگے مین لیکر چلا آؤنگا افراسیاب نے کہا جاؤ سرمانے ملکۂ مروارید کو ا
تخت پر ڈال لیا زبان مین سوزن دیا اپنے سحر مین سلسل و مطوق کیا لیکر طرف کوہ عقیق کے چ
افراسیاب نے شعلۂ خیز کو اسکے لشکر مین پہونچوادیا آپ رنجیدہ کبیدہ طرف باغ سیب کے
سرماے برف انداز منزلین طے کرتا ہوا جاتا ہے در بند جالندریا کہ یہ در بند آخر ہے وہان
حاکم سے ملاقات کی گھڑی دو گھڑی وہان ٹھہرا شراب و کباب سے حلت کرکے چلا اب سرحد کوہ عقیق
مین پہونچا رات بھر راستہ طے کرکے آیا ہے صبح کا وقت ہے شاہزادہ خاور سیاہ نبیرۂ صاحبقران عالی

...پ سے مری چرخ بہار رہا ۔۔ زیر بر قدم غرب ہے شرق ہے ۔۔ چھلاوا ہون مین نام بھی برق ہے

...یل زبان مین سوزن نیا شعلۂ خیز کا پشتارہ باندھا سر نیچہ چاک کرکے بے بھاگا دتیا اٹھتا بیٹھا
...کرِ اسلام مین آیا یہان وقت ہو کہ ملکۂ مہرخ بیرون بارگاہ مع سب سردارون کے جلوہ فرما
...ن خواجہ عمرو بھی بیٹھے ہین کہ برق آکے پہونچا پشتارہ سامنے ڈالدیا ملکۂ مروارید بھی بیٹھی ہوئی
...ن ملکۂ مہرخ سے کہا حضور برق نے بڑا کام کیا اس ملعون کو قتل کر ڈالئے خواجہ نے کہا اسکو
...شیار کرد فوراً ہوشیار کیا جیسے ہی اسکی آنکھ کھلی اپنے کو سامنے ملکۂ مہرخ کے پایا شکین بندھی
...ئین نے بان مین سوزن پکارکے ملکۂ مہرخ نے آواز دی او شعلہ خیز دیکھ قدرتِ پروردگار کہ تو گرفتار
...ر آیا اب بہتر یہی ہے کہ ادیان باطلہ پر لعنت کر کیا عجب ہو کہ تیری شادی ساتھ مروارید گلنار پوش کے
...مروارید نیمچہ کھینچکر اوٹھی کہا اس ملعون کو قتل کیجیے یہ سیاہ دل کبھی مسلمان نہوگا سب ہان ہان کہتے
...ی مگر مروارید نیمچہ کھینچے ہوے قریب آکے پہونچی چاہتی ہے اسکو قتل کرڈالون وہان افراسیاب بارگاہ
...ن بیٹھا ہے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ شعلۂ خیز کو برق فرنگی پکڑلے گیا دربار مسلمانان مین قتل ہوا چاہتا
...فراسیاب غصے مین اٹھا کہتا ہوا کہ آج سبکو مٹادونگا مسلمانون نے بڑی سرکشی پر کمر باندھی ہے کچھ ہمارا
...ی خیال نہ آیا یہ کہکر بہ قہر و غضب تمام چلا یہان مروارید نے قصد کیا ہے کہ نیمچہ مارون کہ افراسیاب
...ں شعلۂ جوالہ آکر گرا مروارید تو قریب شعلہ خیز کے موجود ہی نگاہ پڑی ایک معشوق طرحدار سینے پر اٹھا
...وزدن چہرہ گلگون آنکھیں رشک دیدۂ غزال ابرو مثل ہلال عارض انور ماہِ آسمان کمال تیر فرگان
...لمانخانہ ابرو مین برای قتل عاشقان لیس تھے تودۂ دل پر لبِ معشوق ہوسے بے اختیار پار اوٹھا
...جانِ جہان وای سرتاج حسینان میری تجھپر جان جاتی ہے مروارید نے چاہا سامنے سے بھاگے ن
...راسیاب نے اشارہ کیا زمین نے پاؤن مروارید کے تھام لیے ایک پنجہ اس نے مروارید کی کمر مین دیا
...ب پنجہ کمر مین شعلۂ خیز کے دیا دونون کو لیکر بلند ہوا سردارانِ اسلام نے ہر چند روکا بھلا
...راسیاب انکے روکے سے کب رکتا ہے بلائے روزگار ہے اب راہ مین اس نے سرتا پا
...وارید کو بغور دیکھا شعلۂ خیز بیہوش ہوگیا بلکہ خود افراسیاب نے شعلۂ خیز کو بیہوش کر دیا
...لہ میری حرکات یہ آنکھون سے نہ دیکھے سراپائے مروارید کو جو بغور دیکھا بیتاب ہوگیا جی مین
...ہی کہ ہوشربا مین تو ایسی نازنین نہین ہی حیرت و بہار کی کیا حقیقت ہی محمود رہا اسکے شمع کا پروانے

مروارید گھبرائی ملکۂ مہرخ نے کہا ای مروارید کیون گھبراتی ہو اوس ملعون کی کیا حقیقت ہی اب
کوئی نگاہ نہین ڈال سکتا برق فرنگی یہ کہکر اٹھا کہ میان شعلۂ خیز کو لاتا ہون ملعون کو قتل کر ڈا
جھگڑا اٹھے یہ کہکر صورت مبدل چلا یہان افراسیاب نے شعلۂ خیز کو ایک بارگاہ دی چند کنیزین
غلام واسطے خدمتگزاری کے دیے وعدہ کیا کہ تم چلکر اوترو ہم مروارید کو لا دینگے شعلۂ خیز اپنی
مین آیا آکے بیٹھا کہ خدمتگار نے عرض کی دروازے پر ایک کنیز کھڑی ہے کہتی ہے مین شہنشاہ سے
عرض کرونگی شعلۂ خیز نے کہا بلا لو کنیز اکڑتی ہوئی سامنے آئی جھک کر سلام کیا قریب آکے بلائین
کہا مین صدقے مین قربان چپکے سے کہا دولھا میان ذرا کنارے چلیے مین کچھ عرض کرونگی دولھ
کے نام سے شعلۂ خیز خوش ہوگیا جلد اٹھا تخلیہ مین آیا پوچھا تم کہان سے آئی ہو کنیز نے کہا دلھ
نے مجھکو بھیجا ہے نام دولھن کا سنکر شعلۂ خیز بیقرار ہوگیا کہا ای نیک بخت تیرا کیا نام ہے کنیز نے
چٹکی لیکر کہا اونگوڑے کیا تیری آنکھون مین موہنی ہے ملکۂ مروارید تیرے واسطے بیقرار ہین مجھ
بھیجا ہے اور فرمایا ہے جاکے میرے وارث سے کہنا کہ مین مجبور تھی مسلمان مجھکو زبردستی پکڑ لائے ہین
قید کیا ہے جسوقت مہلت پاؤنگی اپنے کو تمھارے پاس پہونچاؤنگی تم گھبرانا نہین اب تو شعلۂ خیز پھول گ
کہا اری سچ کہہ کنیز نے کہا تمھاری سر کی قسم ملکہ نے آب و دانہ ترک کر دیا کہتی ہین کہ ہاے میرے
وارث کو بڑا صدمہ پہونچا مسلمانون نے مجھپر سحر کر دیا مین مبہوت تھی کہ اپنے وارث سے لڑی کنیز
جو یہ باتین فصاحت و بلاغت سے کین شعلۂ خیز نے کہا تم مجھے قید خانے کا نشان بتا دو مین رات کو
کو وہان پہونچاؤنگا ملکہ کو قید خانے سے جاکے نکال لاؤنگا کنیز نے اپنے پاس سے ایک گلور
نکالی سونے کے ورق مین لپٹی ہوئی کہا لو یہ ملکۂ مروارید گلنار پوش نے دی ہے کہ ہما
وارث کو کھلانا شعلۂ خیز خوش ہوگیا گلوری کھائی جیسے ہی ہبک حلق کے نیچے اوتری
اری اس گلوری مین کیا تھا کنیز نے کہا مین بھول گئی اس مین سنکھیا ملی تھی ذرا اٹھکر ٹہلیے شع
خیز اٹھا دو قدم چلا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کر گرا کنیز نے تڑپ کر اپنے نام کا

کب نعرۂ برق تصنیف مصنف
لقب ہی مرا برق خنجر

کہ اوستاد ہین خواجہ نامدار
کرون سیکڑون کوس کی راہ طی

اڑنے مین ہین برق رفتار ہون
ارسطوے ذی علم شاگرد ہے

کہے کون مکار عیار
در کر پہ میرا ابھر

نے مُہرخ سے کہا اب بی حیرت بھی چمک چمک کے لڑ رہی ہین ایسا نہو لڑائی بگڑے یہ کہکر آگے بڑھین
بہار و حیرت سے سحر چلا عجب کیفیت تھی دونون کے سحر چل رہے ہین جسکا جسپر وار چلگیا کبھی
بہار جھومی کبھی حیرت مبہوت ہوئی ایک مقام پر حیرت غنچہ کھینچکر چلی زمین سے چند قدم بلند ہوئی
نی چاہتی ہے بہار پر جا پڑون کہ زمین شق ہوئی رعد جادو نے زمین سے سر نکالا حیرت کو دیکھکر
یک چیخ ماری حیرت غفلت مین تھی اُلٹ گئی زمین پر بیہوش ہوکے گری برق نے چاہا کر ڈک کر
دن حیرت کی دو ٹکڑے کرون کہ ایک پتلہ فولادی ہان ہان کرتا ہوا زمین سے پیدا ہوا حیرت
ا لیا افراسیاب کی طرف لیکر نکلگیا حیرت کا جانا لشکر سہیل و شعلۂ خیز پر شکست واقع ہوئی
دو گر بھاگنے لگے ملکۂ مہرخ نے پیچھا کیا مروارید نے کہا اب نکل چلئے یہان ٹھہرنا مناسب نہین جانے
فضل شریک کیا فتح حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی ملکۂ مہرخ نے مروارید کو بیچ مین لیا اسباب بیان کا
ب لوٹا خواجہ عمرو نے خوب ہتھے ماری کی بہ فتح و فیروزی ملکۂ مہرخ نے سب سردارون ساتھ
طرف لشکر کے روانہ ہوئین مگر شعلۂ خیز جو شکست کھا کر بھاگا افتان و خیزان حیران و پریشان
نی وطن سے بھی چھوٹا مدعاے دلی حاصل نہوا یہان افراسیاب بارگاہ حیرت مین آیا مشتاق ہے
حیرت وہان گئی ہے دیکھئے کیا گذرے اس سوچ مین بیٹھا تھا کہ حیرت کو پتلہ لیکر آیا افراسیاب
ہوشیار کیا حیرت نے رو رو کے سب حال بیان کیا افراسیاب غصہ کر رہا ہے کہتا ہے کہ اب مسلمانون
ندہ نچھوڑونگا ان لونڈی غلامون نے بڑی سرکشی پر کمر باندھی ہے کہ شعلۂ خیز آکے پہونچا افراسیاب
سامنے کلاہ دے ماری کہا اے شہنشاہ غلام تباہ ہوگیا وطن چھوٹا گھربار ترک ہوا معشوقہ بھی نہ ملی مین
کے پاس فریاد کرنے آیا ہون مسلمانون نے بڑی زبردستی کی میری معشوقہ کو لے گئے اسباب سب لوٹ
اب مین اپنے ملک مین جاکر کیا جواب دونگا لوگ کہینگے شادی کرنے گئے تھے وہان سے تباہ ہوکے
دولھن کو نہ لائے کیون شہنشاہ مین کیا جواب دونگا افراسیاب نے گلے سے لگا لیا کہا
فرزند نہ گھبراؤ مین تمکو اپنا بیٹا کیا ہے مین تمہاری معشوقہ کو دلوا دونگا یہ کہکر افراسیاب نے اپنی
گاہ مین جگہ دی ہرکارون نے یہ خبر ملکۂ مہرخ سحر چشم کو پہونچائی ملکۂ مروارید تو خوشی خوشی
دارون کے ساتھ بارگاہ مین بیٹھی ہین نہایت خوش ہین کہ ہرکارون نے خبر دی کہ شعلۂ خیز
اسیاب کے پاس فریادی آیا ہے افراسیاب نے وعدہ کر لیا ہے کہ مین تیری معشوقہ کو دلوا دونگا

بیان تو محفل مین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے ملکۂ مہرخ کے سردار شگفتہ بیٹھے ہین ملکۂ حیرت
سرنگون کہ ملکۂ مہرخ تخت پر بیٹھی ہین اور مین کرسی پر دیکھ رہی ہے کہ کیا انجام ہوتا ہے کہ پنڈ
نے آکے سہیل خبر دی وقت بھونری پھرنے کا آگیا سہیل نے آکے شعلۂ خیز کو اٹھایا سب سر
بھی اٹھو ملکۂ مہرخ آگے آگے حیرت پیچھے پیچھے بیرون بارگاہ آئے اب اس باغ مین پہونچے جہان وہ کن
بنا ہے پنڈت جاپ کر رہے ہین ہر طرف یہی ہنگامہ ہے کہ اب دولھن کو لاؤ پنڈت حکم لگا رہے ہین
انیسین جلیسین پہونچین آکر ملکۂ مرواریہ کو مقام سے اٹھایا دولھن سر جھکائے ہوے گھونگھٹ بڑا سا
نکلا ہوا ساتھ ساتھ ملکۂ مخمور نے دولھن کو لاکر برابر کنوین کے پہونچایا سہیل نے بھی فوجین تیار کی
صفین جمی ہوئی کھڑی ہین ایک طرف فوج اسلام ایک طرف لشکر ملکۂ حیرت خواجہ عمرو بھی
گھسے ہوئے کھڑے ہین کہ ہلکارون نے خبر دی اے شہنشاہ سہیل سب سامان تیار ہے اب گٹھبندھن
کرائے جیسے ہی پنڈت بڑھا کہ دولھا کا دامن اور دولھن کا دوپٹہ لیکر گرہ دے کہ عمرو نے حقۂ آتشبا
مارا مرواریہ نے گھونگھٹ ہٹایا آگ برسنے لگی اب تو سب طرف سے سحر چلا ملکۂ مرواریہ جھک جھک کے
لڑنے لگین میان دولھا کی پگڑی ٹھوکرون مین ماری ماری پھرنے لگی ہر طرف یہی ہنگامہ ہے کہ دولھ
کو قتل کرو شعلۂ خیز نہایت زخمی ہوا اوسکی فوج والے دوڑے اودھر سے لشکر اسلام نے روکا جب
ے لشکر آپس مین ملگئے گولہ ترنج نارنج چلنے لگا ہنگامۂ گیرودار بلند ہے شعلۂ خیز نے بڑھکر دو چار سحر کئے
نخل جلنے لگے زمین سے شعلے نکلنے لگے ملکہ بہار گلعذار نے بڑھکر گلدستہ مارا گلدستہ پھٹا پھول برسنے لگ
ٹھنڈی ہوا چلی غنچے چٹکے پھولون نے آنکھین کھولین سہیل نے دیکھا چار پانچ سو آدمی مبہوت ہوے سر ٹکرا
لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ ہم عاشق بہار ہین اے شہنشاہ خوبی واے سرو خرامان باغ محبوبی یک نظ
خوش گذرے جمال کے مشتاق ہین ذرا ادھر بھی نظر اٹھائیے مشتاقان جمال کو صورت زیبا دکھائے
جب ملکۂ بہار نے سر اٹھایا جسپر نگاہ سحر آگین ڈالی وہ اور زیادہ مبہوت ہو گیا پہاڑون سے س
ٹکرانے لگا اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے لشکر مین ہنگامہ برپا ہے مخمور کے سحر نے آفت برپا کر دی شرا
چھوٹتے پھرتے ہین رعد نے وہ چیخین ماری کہ ہزارون کے سر پھٹے سیکڑون نے جانین دین ملکۂ برق
کڑک کڑک کے گر رہی ہین مہرخ نے وہ گولے کہ ہزارون کے مرتبے کھٹے ساری رات اس ہنگامہ مین گذ
حیرت تو رات بھر خاموش رہی صبح ہوتے ہی اوس نے بھی سحر کیا ہزارون کو قتل کیا ملکہ بہار گا

شریک شادی ہون سہیل نے گھبرا کے کہا تشریف رکھیئے خواجہ عمرو اندر بارگاہ کے آئے ملکہ مہرخ اپنے
پہلو مین جگہ دی سہیل بیرون بارگاہ گھبرایا ہوا پھر رہا ہے ایک باغ ہے کہ اسمین ایک اندازہ بنا ہے
کہ اسی مقام پر گٹھبندھن ہوگا کہ نوبت نقارہ کی آواز کان مین آئی ہرکارون نے آکے سہیل کو خبر دی
شہنشاہ شعلہ تیز برات لئے ہوے آتے ہین بڑی دھوم سے برات آرہی ہے قلعہ آتشبازی کے چھوٹ
ہوئی لاکھون جوانان گلنار پوش ہمراہ ہین معلوم ہوتا ہے کھیت گل لالہ کا لہک رہا ہے سہیل نے آکر
ملکہ مہرخ سے کہا دولہا آپہونچا نوشاہ کیلیے تخت کی ضرورت پڑیگی آپ دنگل زرین پر آکر جلوہ فرما ہون
خواجہ عمرو نے کہا اے سہیل ہم تمھارے مہمان ہین اور تخت بچھواؤ او سہرا لاکر بٹھاؤ جو سردار جس
مقام پر بٹھا ہے اسی مقام پر بیٹھا رہے گا سہیل نے سامنے اور ایک تخت بچھوایا او سہرا لاکے شعلہ خیز
کو بٹھایا سرداروں کے بیٹھنے کی جگہ نہین کھڑے کھڑے پھرتے ہین نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہ تمکین
بارگاہ مین آکے پہونچین ایک نازنین نے بناز و کرشمہ یہ غزل عاشقانہ گائی **غزل**

اس شش جہت مین خوب تری جستجو کرین — کعبے مین چل کے سجدہ تجھے چار سو کرین
عاشق جو حسن پاک مین کچھ گفتگو کرین — دامن کا تیرے نام لین پہلے وضو کرین
شرمندہ ہون زمین پہ گرین سر فرو کرین — استادگی جو سرو ترے روبرو کرین
جا چکی چمن مین صبا بوے زلف یار — سنبل کے سلسلے کو بھی برہم وہ مو کرین
دیوانگی کا سلسلہ جاوے نہ ہاتھ سے — دامن کو پھاڑے جو گریبان رفو کرین
اے بادشاہ حسن فقیرونکی طرح سے — عاشق دعا خیر تجھے کو بکو کرین
دیدار عام کیجیے پردہ اُٹھائیے — تا چند بندہ ہاے خدا آرزو کرین
مستی مین مجھ سے بی ادبی ہوگی یار سے — مجھکو گناہگار نہ جام و سبو کرین
ور زبان ہے روز و شب انکی ثنا حسن — شایان ہے جسقدر کہ یہ شاعر غلو کرین
حیران کار ہون ترے رخسار صاف کا — سکتہ ہو آئینہ جو ترے روبرو کرین
مرغ چمن ہون زمزمہ پیدا بہار آئے — ہنگامہ گرم شیفتۂ رنگ و بو کرین
وجود گو کہ تو ہے مگر چاہتا ہے شوق — آوارہ ہون تلاش تری چار سو کرین
تیشہ یہ وہ زمین ہے کہ جسمین ہے قول درد — دل ہی نہین رہا ہے جو کچھ آرزو کرین

گرائی ہر پیچ مین بارگاہ کے ایک تخت عمدہ بچھوادیا سر شام آسمان پر دیکھا لگۂ ابر سیاہ نمایان ہو
ملکۂ حیرت بڑے سامان سے آکر پہونچین سرمایۂ برف اندازو ابر برق کوہ شگاف و صنعت
سحر ساز و یاقوت زمرد پوش وغیرہ ہمراہ آٹھ سات لاکھ ساحرون کا لشکر اس زور و شور سے
آکر پہونچین سہیل نے ہرایک کا استقبال کیا ملکۂ حیرت کو لاکر تخت پر جگہ دی سرداران سیکے
گرد آکے بیٹھے سہیل خوشی سے پھولے نہین سماتا کہ ملکۂ حیرت زوجۂ افراسیاب جادو میرے
شادی مین تشریف لائین باہر کھڑا ہوا اپنے وزرا سے باتین کر رہا ہے کہ آسمان پر لکۂ ابر سیمابی نمایان
ہوا سہیل گھبرا کے دیکھنے لگا کہ یہ کون آتا ہے وہ ابر قریب آکر پھٹا سہیل نے دیکھا ملکۂ مہرخ و بہار
و نافرمان و شکیل و رعد و برق و مخمور و باغبان وغیرہ اپنے بادشاہ کو گھیرے ہوئے لشکر
پشت پر سہیل ملکۂ مہرخ کو دیکھکر گھبرا گیا دل سے کہتا ہے ان لوگون کے آنے کا کیا سبب ہوا تخت
آکے ملکۂ مہرخ کا زمین پر اوترا سہیل نے ناچار استقبال کیا ملکۂ مہرخ سحر چشم نے کہا تمھاری بیٹی
برات مین آئے ہین سہیل نے جواب دیا آپ نے بڑی سرفرازی فرمائی سب کو ساتھ لیے ہوئے اندر
بارگاہ کے آیا مہرخ نے حیرت کو تخت پر دیکھا مسکرا کے آگے بڑھین آکے سلام کیا کہا اٹھیے مین
عرض کرونگی حیرت نے دیکھا چار سے سردار ملکہ مہرخ کے ساتھ ہین ناچار اوٹھی جب تخت سے
حیرت اوٹھین ملکۂ مہرخ تخت پر بیٹھ گیئین باغبان آگے بڑھا سرما سے کہا بھائی صاحب مجھے آ
کچھ کہنا ہے سرما بھی مجبور اٹھے باغبان مقام پر سرما کے بیٹھ گئے ملکۂ حیرت ایک کرسی پر بیٹھ
سرما دور جاکر بیٹھا سرداران مہرخ اس طرح بارگاہ مین بیٹھے ہین جہان پر ایک سردار ملکہ حیرت
کا تھا چار سردار اس مقام پر آکے بیٹھ گئے سہیل نے آکر دیکھا تمام بارگاہ معمور ہو گئی سہیل حیران
حیران دیکھ رہا ہے یہ کیا ماجرا ہوا کہ ملکۂ مخمور نے سہیل سے کہا ہم دلھن کے دیکھنے کے مشتاق ہین
ساتھ اس پری چہرہ کے حاضر رہینگے سہیل سے کچھ نہ بن پڑا ملکۂ مخمور کو لیکر اندر محل کے آیا ملکۂ مخمور
مہرخ چشم جاکر پاس مروارید کے بیٹھین چپکے سے کان مین کہا اے مروارید نہ گھبرانا سب
تمھاری مدد کو موجود ہین بارگاہ مین جمع ہوئے ہین مروارید خوش ہو گئی کہ اب میرے وارث آ
اب مجھکو کون لیجا سکتا ہے سہیل باہر آیا دو پہر سے شب گذر رہی تھی کہ دیکھا خواجۂ عمرو بھی آگئے
برق و جانسوز و ضرغام و قران بھی ساتھ ہین سہیل سے آکر کہا ہمارے گوش نے خود ارادہ کیا کہ جا

ہار و مخمور سے کہ رہی ہین اب مجکو نہ جانے دینا عمرو نے سہیل کو شفاخانے مین روانہ کیا جراحون نے
خمون مین ٹانکے دیے تیسرے دن سہیل صحت پاکر دربار مین آیا بیٹی کو دیکھا سب کے ساتھ خوشی
وشی بیٹھی ہے ذکر تلاش عشاق کر رہی ہے سہیل کو تو مذہب اسلام سے نفرت ہے ملکہ مہرخ
ے کہا مجھے رخصت مرحمت ہو بیٹی کو ساتھ لیکر جاؤن اب بیٹی کی شادی کیا کرونگا شعلہ خیز کو رخصت
کے چلا آؤنگا ملکۂ مہرخ نے کہا اے مروارید ہم پھر تمھین بلوا لینگے ملکہ مروارید ناچار ہو کر سب سے
صت ہو کر باپ کے ساتھ روانہ ہوئین سہیل جب اپنے ملک مین آیا شہنشاہ شعلۂ خیز سات لاکھ فوج
لیکر براے شادی آیا ہے بیرون قلعۂ سہیلیہ اترا ہوا ہے سہیل نے اپنے ملک مین پہونچکر بیٹی کو گھر
ن بٹھایا سامان شادی کا ہونے لگا درمیان کی سب رسمین ہو گئین اب وعدہ ہوا کہ فلان شب برات لے
ساتھ لیکر صاحبان برات کو آنا مروارید کو بیاہ کے لیجانا مروارید نے جو یہ کیفیت سنی رو رو کر
پنا حال ابتر کیا جب یہ ثابت ہوا کہ آج شب کو برات ہے بیقرار ہو کے ایک عرضی خواجہ عمرو
مہرخ کو لکھی مضمون یہ تھا کہ باپ نے آپ لوگون کو دھوکا دیا آج شب کو شہنشاہ شعلۂ خیز
یگا رخصت کرکے ہمکو لیجائیگا کنیز کو شادی نہین منظور ہے اگر میری مدد کیجیے اس ظالم کے ہاتھ سے
ھکو بچائیے مقام افسوس ہے کہ ہمشیرہ کا تو لاشہ پڑا ہو اور ہماری شادی ہو اگر آپ سب صاحب
شریف لائین شعلۂ خیز کے ہاتھ سے مجھکو بچائین تو مین آپ کے ساتھ نکل چلون کنیز عرضی لیکر
ی وہ عرضی لاکر ملکۂ مہرخ کے ہاتھ مین دی عرضی دیکر کنیز تو چلی گئی مہرخ نے عرضی مجمع عام مین
ھی خواجہ عمرو نے کہا آپ سب صاحبون کا چلنا مناسب وقت ہے ہم بھی وقت پر آئینگے شادی کو
بدل بہ غم کرینگے فرداً فرداً سب سردار چلے سہیل نے ایک عرضی افراسیاب کو لکھی کہ مین کوکب
شن ضمیر سے نہایت بیزار ہون بیٹی کی وجہ سے یہ معرکہ پڑ گیا ملکۂ حیرت کو آپ یہان بھیجیے
ی سرداران نامی وگرامی کے آئین مین بھی بیٹی کی شادی کرکے آپکی خدمت مین حاضر ہونگا
وکب سے مقابلہ کرونگا افراسیاب جادو کو یہ عرضی پہونچی افراسیاب نے عرضی کو
ھ کر ملکۂ حیرت کو حکم دیا کہ اپنے سردارون کو ساتھ لیکر جاؤ اوسکی بیٹی کی شادی کرکے سہیل
اپنے ساتھ یہان لے آؤ وہ بھی ہمارا بڑا دوست ہے ہم اوسکو بادشاہ طلسم نور افشان کرینگے
حیرت اپنے سرداران نامی و پہلوانان گرامی کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئین سہیل نے ایک بڑی بارگاہ استاد

سب سردار نابینا ہو گئے ٹٹولنے لگے ماہیان زمرد پوش نے پکار کے آواز دی او سار
بہتر اب اسی مین ہے کہ آفات چہاردست وافراسیاب کو چھوڑ دے ورنہ ان س
بوٹیان کاٹ کاٹ کر کھا جاؤنگی ایک ذیحیات کو زندہ نہ چھوڑونگی سب سردار فریاد فر
کر رہے ہین کہ اے خواجۂ عمرو براے خدا ہمکو اس آفت سے بچاؤ آنکھون سے نابینا ہو
کچھ ہمکو سوجھتا نہین چنگاریان بدن سے نکل رہی ہین آتشِ سحرِ ماہیان سے تمام ہڈیان جل
ہین اب عمرو کے ہوش پراگندہ ہوے کہ ہاے کیا کرون یہ کیا غضب ہوگیا ماہیان ز
بصد جوش و خروش کہہ رہی ہے کہ اے خواجہ اگر ایک قدم سے تخت بڑھایا ادھر مین
سبکو مار ڈالا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی کسی کے قتل سے منھ نہ موڑونگی اور دم بدم تکلیف سر
تخت نشین کی بڑھتی جاتی ہے آخر ناچار ہوکے خواجۂ عمرو نے کہا اے ماہیان زمرد پو
اول مروارید گلنار پوش کو انسان بنا دے سب سردارون کو بینا کر دے تو مین
افراسیاب و آفات چہاردست کو دیدون اور ایک عہد واثق کر کے اس مقام
افراسیاب جادو فساد برپا نکرے جو جو عمرو نے کہا ماہیان زمرد پوش نے سب قبول کی
مروارید پرسے سحر آفات چہاردست کا اتارا سبکو بینا کیا اب خواجہ عمرو نے افراسیاب
و آفات کو ماہیان زمرد پوش کے حوالہ کیا ماہیان نے اشارہ کیا دو پریزادین پیدا ہوئین
اُنسے کہا آفات چہاردست کو کوہ زبرجدی پر پہونچا دو اُسی حال مین آفات کو پریزادین
دُر و گوہر مرصع پوش لیکر روانہ ہوگئین افراسیاب جادو کو اپنے پنجے مین دبایا حیرت
جادو سے پکار کے کہا لشکر کو اپنے لیکر اپنے مقام پر جانا راہ مین مسلمانون سے نہ اُلجھنا خو
عمرو اب زمین پر اُترے سب لشکر کو ہمراہ لیا طرف اپنے مقام کے چلے کہ راہ مین برق بلا
کہا اوستادو آج آپ نے دھوکا کھایا افراسیاب قبضے مین تھا اسد کو نہ مانگ لیا عمرو نے س
پیٹ لیا کہ مین نے بڑا دھوکا کھایا افسوس کرتے ہوے رنگین حصار پر آئے سہیل روشن ضمیر
بسبب خماری کے بیہوش ہے مروارید کے ساتھ گھلی ملی ہوئی آکے داخل قلعہ ہوئین اور کہا یقین
کامل ہے کہ باوا جان ہمراہ اہل اسلام رہینگے اب شادی ہونا کیسا جبتک ہمشیرہ کو نہ جلا لینگے عشاق
سمنبرہ رنگ کو قتل نکرینگے تب تک ہم اپنی شادی نکرینگے کوکب روشن ضمیر کو کیسا صدمہ ہوگا

عمرو نے پکارکے آواز دی کہ اے مہرُخ وبہار وغیرہ تم لوگ تامل کرو تو مین اسی ہنگتے مین واپس
دونگا یہ وہ لوگ ہین کہ آج تک انپر کسی کا ہاتھ نہین پڑا اب مین انکو کوہ عقیق گلزار سلیمانی
لیے جاتا ہون مقام بارگاہ سلیمانی پر دست زبردست صاحبقران زمان سے انکو قتل کرادونگا
طلسم بیکار رہجائیگا سبنے فریاد کی کہ خواجہ براے خدا ہمکو بھی اپنے ساتھ لیچلو ہم لوگ بھی ملازمت
صاحبقران سے مشرف ہون نہین معلوم تمھارے جانیکے بعد پھر کیا آفت برپا ہو ہرچند عمرو نے
سمجھایا کون مانتا ہے سترہ سے سرداران نامی و پہلوانان گرامی یہی فریاد کر رہے ہین کہ ہمکو
بھی لیچلو خواجۂ عمرو نے کہا ایسا نہو کوئی بلا نازل ہو مہرُخ وبہار ومخمور کہتی ہین خواجہ آپکے
جانے کے بعد حیرت پھر دباؤ ڈالیگی نہین معلوم کیا آفت برپا کریگی تمام اہالیان طلسم پھر ٹوٹ
پڑینگے تمھارے ساتھ چلنے مین ہماری جان بچ جائیگی عمرو نے ناچار ہوکے کہا اچھا تخت سحر تیار کرو
ان پر تم سب سردار سوار ہو لو اس طرح میرے ساتھ چلو ملکہ بہار گلعذار نے ایک تخت سحر
تیار کیا قصد تھا ہم دس پانچ سردار اوسپر سوار ہونگے جیسے ہی ملکہ بہار نے تخت تیار کیا
مخمور کا ہاتھ تھام کے اسپر بیٹھین اور اب ارادہ ہے کہ ہم جس کسی کو بلائینگے وہ آکے اسپر سوار
ہوگا مگر جان کا خوف تو بُری چیز ہے کئی سو سردار اُچک اُچک کے سوار ہو بیٹھے ہرچند اب ملکہ
بہار گلعذار منع کرتی ہین لیکن کوئی نہین سنتا بہ مجبوری چار تخت سحر اور تیار کیے ایک ایک تخت
پر دو دو سے چار چار سے سردار سوار ہو بیٹھے پانچ تخت جو تیار ہوئے تھے دو ڈھائی ہزار سردار
ان پانچون تختون پر سوار ہوے ہرچند ملکہ بہار گلعذار چیختی ہین اور کہتی ہین کہ صاحبو اتنی دور کا
ان کیونکر تخت اوڑینگے جس تخت پر ملکۂ مہرُخ سوار ہین اوسپر بھی چند کمیدان و چند رسالہ دار سوار
ہوئے ہین خواجۂ عمرو کا تخت بلندی پر اوڑ رہا ہے بارگاہ دانیال استاد ہے چار پانچ گرگے
افراسیاب جادو وآفات چہار دست کو پکڑے ہوے بیٹھے ہین اور موٹے موٹے سونٹے
ہاتھون مین لیے بیٹھے ہین اس ارادے پر کہ اگر ذرا یہ سرکشی کرین اور سونٹا ماردین سب سردار
تختون پر سوار ہو چکے ہین اب چاہتے ہین کہ تخت اوڑائین یکایک سناٹا ہوا زمین کانپنے لگی
ہلنے چلنے سب نے دیکھا کہ زمین شق ہوئی اوس مین سے ماہیان زمرد پوش تڑپ کے نکلی
دونون ہاتھون مین اوس کے دو پُڑیان خاک کی تھین نکلتے ہی وہ خاک سب پر پھینک ماری

سر اُٹھاکے دیکھا کہ شہنشاہ **کوکب روشن ضمیر** یکہ و تنہا تخت پر سوار اسباب سحر آگے رکھا ہو ایک
چھتری سر پر آراستہ اور ایک نئی بات دیکھی کہ تین بانس تخت پر کھڑے کئے ہین اوسپر ایک
ریشمی کپنچا ہوا ہے **کوکب روشن ضمیر** پکارتا ہوا آیا اے **آفات** میری بات کا جواب دے آج
اور تیرے فیصلہ ہے اگر یہ لوگ قتل ہو گئے تمھارے ہی ملک کے ہین مین نے دل سے ان مسلمانو
ساتھ نہین دیا ہمارے تمھارے فیصلہ ہو جائے مسلمانون کو ابھی ملک سے نکالدین غیر مذہب وا
ہمارے تمھارے ملک مین نہ رہنے پائین آج سحر مین ہمارے اور تمھارے امتحان ہو جائے **آفا**
نے کہا کیا امتحان چاہتے ہو **کوکب** نے کہا یہ حلقہ **جمشیدی** جو مین نے کھینچا ہے تم دونون دا
پوتے سحر کرتے ہوے اس حلقے سے نکلجاؤ پھر مین اطاعت کرونگا خراج دیا کرونگا مسلمانون
اپنے ملک مین آنے نہ دونگا **آفات** نے کہا اے **کوکب** کیون دیوانہ ہوا ہے ہم وہ ساحر
زبردست ہین سوئی کے ناکے سے نکل جائین اس حلقے کی کیا حقیقت ہے **کوکب روشن**
دیکھین **افراسیاب** و **آفات** نے شانے سے شانہ ملایا اور پکار کے آواز دی او **کوک**
نادان دیکھ ہم اس ریشم کے حلقے سے نکلتے ہین تمام لشکر **افراسیاب** و لشکر مسلمانان د
رہا ہے کہ دادی پوتے شانے سے شانہ ملاکے کڑکتے ہوے چلے جب قریب اوس حلقے کے پہو
دونون نے سر ڈالا چاہتے تھے کڑک کر نکلین کہ **کوکب** نقلی نے نعرہ کیا باشیدای **افراسیا**
و **آفات** منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار **عمرو بن امیہ**
ضمری نامدار یہ کہکر جھٹکا مارا وہ حلقے کمند آصفائے باصفائے ہین گلے مین **افراسیاب**
و **آفات** کے پڑے وہ چھتری جو سر پر تھی جوڑی ہو کے خیمہ بنگئی اب **عمرو** نے جھٹکا مارا کہ د
دادی پوتے گرے **عمرو** نے دو گرگے زنبیل سے نکالے ایک گرگا چھاتی پر **افراسیاب**
کی سوار ہوا ایک نے گٹھنہ چھاتی پر **آفات** **چہار دست** کے رکھا اندر بارگاہ دانیال
ہین سحر فراموش دریاے حیرت کا جوش لشکر اسلام سے احسنت و آفرین کی صدا بلند ہو
ہر ایک کہتا ہے کہ **خواجہ عمرو** کا کیا کہنا کس لطف سے دونون کو پھنسایا لشکر کفار مین
پڑگیا ہر ایک کہتا ہے یارو کیا غضب ہوا ہمارے سرون پر کوہ الم گرا **افراسیاب** و **آفات**
چہار دست کو کیسا پھنسایا ہے اب دیکھین کیونکر رہائی ہو **عمرو** نے بڑا کمال کیا ایسے ساحرون کا یہ

ک چھوکری کے شعبدے پر کیا ہنس گیا بادشاہ طلسم ہوشربا کو یہ اعزاز حاصل تھا کہ جسپر
اہِ قہر ڈالدے وہ جلکر خاک ہو تو نے اپنے کو غرور مین خراب کیا یہ کہکر آفات چہار دست
مین پر آئی افراسیاب بیہوش پڑا ہوا تھا آفات نے قریب آکے افراسیاب کے پیٹ پر ہاتھ
ھیر کچھ اسم سحر کا پڑھا مصوّر پر حباب پھونک مارا مصوّر تو شہر باکے کنارے ہوا لیکن افراسیاب
ے جو سحر اوترا اور حال اس نے جو اپنا سنا غصے سے کانپنے لگا کہا آج کسی بائی کو زندہ نہ چھوڑونگا
فات سے کہا آؤ جدہ ہم تم ملکر سحر کرین آج سبکو مٹا دین دیکھون تو یہ لوگ کیونکر بچتے ہین اب جو
دونون دادی پوتے بڑھے حقیقت مین قیامت برپا ہو گئی کل سرداران مطیع اسلام ملکران دونون
سحر کرنے لگے مگر یہ دونون بلائے روزگار سرداروں کے سحر کو کب مانتے ہین آفات
ہار دست نے مرواریدکو ٹوکا کہا او چھوکری مجھپر تو سحر کر دیکھون تیرا شعبدہ کیسا ہے
فراسیاب ذبراد ہو کا کھایا مروارید نے سب اپنا زیور اوتارا کچھ اسماے سحر پڑھے آفات
سب زیور پھینک مارا آگ برسی برقین گرین پتھر برسے تلوارین خنجر گرے آفات چہار دست
ان سب سحرون کو دفع کر دیا غصے مین پکار کے آواز دی او چھوکری مجھے بڑی حیرت ہے کہ تو
وم کی پتلی نہین بنجاتی یہ جو آفات نے پکار کے آواز دی فوراً مروارید گلنار پوش چرخ
کے زمین پر گری موم کی پتلی بن گئی حرارتِ آفتاب سے پگھلنے لگی ملکہ بہار و باغبان
مخمور نے اپنی جان دیکر مروارید گلنار پوش اوٹھایا ایک تخت پر ڈال لیا ملکہ بہار نے
گلدستے رکھے مخمور نے برف برسائی باغبان کے سحر سے ہوا ٹھنڈی چلنے لگی موم کا پگھلنا موقوف
آفات چہار دست نے پکار کے آواز دی دیکھو مین اب تم سب کا بھی یہی حال کرتی ہون یہ کہکے
ی پوتے شانے سے شانہ ملاکے بڑھے اسوقت اہل اسلام کی بیقراری و اشکباری کہ اے معبود بے نیاز
ے ربّ کارساز ان ظالمون کے ہاتھ سے ہم لوگون کو بچالے ان کے سحر سے ہم کیونکر بچینگے دونون
ی پوتے بڑھتے ہوئے چلے آتے ہین مالک کی جو سرداران اسلام نے دعا کی یکایک آسمان سے
ہوا او آفات چہار دست او افراسیاب خبردار آگے نہ بڑھنا کیون بندگان
مری و جمشید کا خون اپنے اوپر لیتا ہے تو بادشاہ ہے اے آفات مین تجھ سے
طرہ کرنا چاہتا ہون آفات چہار دست و افراسیاب جادو دکل حاضرین دقت لئے

ساحر یکتا شہنشاہ طلسم ہوش رُبا افراسیاب جادو بلبلاتا ہوا آتا ہی اشعار عاشقانہ زبان
بیقرار و مضطر آواز دیتا ہی او حیرت تجھے ناک چوٹی کاٹ کر گدھے پر سوار کر ونگا سب تیر
حالات مجکو معلوم ہین فلان رسالدار شب کو تیری خدمت مین آتا ہی مجھے اب تیرا حال سب
ہوا ملکہ حیرت جادو نے پکار کر کہا لو صاحبو مین مرشد زادے کو سمجھاتی تھی شہنشاہ کو کیا
بقول شاعر مطلع قیس جنگل مین اکیلا ہی مجھے جانے دو ✣ خوب گذریگی جو مل بیٹھینگے دیوانے
ملکہ مروارید گلنار پوش یہ شعبدہ کر کے مہرخ و بہار وغیرہ کے بیچ مین آئی کہا صاحبو مین
افراسیاب جادو و مصور جادو کو اس بلا مین پھنسایا اپنی آبرو بچائی اب خدا انجام بخیر کر
مہرخ و بہار و مخمور وغیرہ گھبرا گئین کہا ای مروارید خوب کارنمایان کیا کہ جو آجتک کسی
نہوا تھا افراسیاب ایسے گرگ باران دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ پر تیرے سحر نے تاثیر کی ا
مروارید کیا کہنا مگر انجام بخیر ہو افراسیاب جادو بادشاہ طلسم ہوش رُبا ہی جس وقت
ہوش مین آئیگا ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا ✣ جب کبھی اُسنے جو ارادہ کیا وہی کر لیا میلے کے د
ذرا یاد تو کرو کہ جب چاہ زمرد پر افراسیاب جادو نے سب ساحرون کو جمع کیا تھ
یاد ہی کیسے کیسے تاجداران جلیل سحر و ساحری بین بیعدیل آکر جمع ہوئے تھے بعد ختم میلے
جب افراسیاب جادو کو غصہ آیا کوئی جواب نہ دیکا سب نے شکست کھائی کسی کو بھا
رستہ نہ ملا وہ ہمارے قتل سے مُنھ نہ موڑیگا سب کا ارادہ ہوا کہ یہا لنے بھاگین کہین جا کر چھ
لیکن مصور جادو کلمات سخت کہتا ہوا طرف صورت نگار کے چلا افراسیاب ط
حیرت کے متوجہ ہوا لشکر ون مین ایک غریو ہی حیرت و صورت نگار تختون سے کود کو
بھاگین مصور نے پکار کر آواز دی بھاگ کر کہان جائیگی میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگی افراسیا
ایسے ایسے کلمات کہتا ہوا طرف حیرت کے جھپٹا پکارا کہ ارے مجھسے کہان بھاگ کے جائیگی
اہالی لشکر افراسیاب جادو و سرداران اہل اسلام مین بھی غریو ہی کہ ای ملکہ مروارید کیا کہ
حقیقت مین تمہارا عدیل و نظیر نہین کہ آسمان بر بنتا ہو آواز مہیب آئی او افراسیا
ہوش مین آ خبردار کیا غضب کرتا ہی بیگناہ کے خون سے کیون ہاتھ بھرتا ہی بس اب آگے
سب نے دیکھا آفات چہار دست بدست پکارتی ہوئی کہ او افراسیاب یہ کیا غضہ

ے ساتھ شادی منظور ہی قلب آپ کا ناصبور ہی تو ملکہ صورت نگار کا سر لائیے مین ہر طرح
ضر ہون مصور نے کہا مین ابھی لایا اب تردد نہ ہوگا یہ کہکے کچھ اسباب سحر ہاتھ مین لیا تیغے کے قبضے پر
تھ ڈالا بقہر و غضب تمام برائے قتل صورت نگار چلا یہان افراسیاب سے باتین ہونے لگین حال
فراسیاب کا بھی غیر ہی گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہی ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہی کبھی کہتا ہی کیون ملکہ
عاشق زار کے مقدمے مین کیا ارشاد ہوتا ہی ملکہ نے کہا نہ گھبراؤ تدبیر نکلی آتی ہی آپ کو مناسب ہی
جو مین عرض کرون اسکو گوش ہوش سماعت فرمائیے پہلے تو یہ بخوبی آپ پر ظاہر ہی کہ یہ کنیز
و کب شد روشن ضمیر کی بھتیجی ہی باپ میرا سہیل روشن ضمیر صاحب جاہ و توقیر آپکے مرتبے سے مرتبہ میرے چچا
کم نہین عملداری حکومت مثل آپ کے قرار پائی ہی ملکوت و لیاقت و سخاوت و جرارت و شوکت مین
ی مشہور عالم ہین ہمیشہ اپنی عملداری کو بتکلف تمام درست کیا عدل و انصاف کا بھی چچا صاحب کے شہرہ ہی
ین تو یہ ہی کہ کنیز کو آپ حقیر نہ کرین سلطنت طلسم ہوش رُبا مین بڑا تامل ہی اپنے اپنی زوجہ صاحب کو
دشاہ طلسم ہوش رُبا کیا کیا کہنا انکا حسن و جمال عابد کش و زاہد فریب لیکن خاص آپ کی پابند نہین ہین فلان
ا سے ہمیشہ ہین راتون کو وہ انکے خیمے مین آتا ہی آپ سے پردہ ہی ہم آپ پر ظاہر کرتے ہین کہ انکا
لیقہ خلاف ہی ضرور کنیز سے فساد کرینگی اگر آپ کو منظور ہی تو جاکر اول حیرت کا سر لائیے یہ کنیز خدمتگزاری
موجود ہی اگر کچھ عذر ہو تو صاف صاف فرمائیے افراسیاب نے کہا اے ملکہ عالم جو تم فرماؤ گی بسر و چشم
بجالاؤنگا یہ کہکے قبضے پر ہاتھ ڈالا جھومتا ہوا چلا اوّل حال مصور جادو تحریر ہوتا ہی کہ ملکہ صورت نگار
ت پر سوار قریب تخت ملکہ حیرت بیٹھی ہوئی ہین کہ سامنے سے ہو حق کی آواز آئی مصور کو دیکھا
عر عاشقانہ پڑھتا ہوا سامنے آیا پکارا کہ او گیسو بریدہ مین تیرے حرکات سے آگاہ ہوا میرے
ھر سے نکلجا مین تجھے طلاق دیتا ہون جو تیرے حالات تھے اُنسے خوب آگاہ ہوا اُس زنگی سیاہ رو
کر منھ اپنا کالا کیا تجکو کچھ خوف نہ آیا سامری و جمشید کی ہوا ایسی آوارہ حیرت نے پکار کر کہا
شدزادے ایسی باتین زوجہ کو نہ کہو سر بازار تمھین شرم نہین آتی ہی کوئی ایسے کلمات سخت کہتا ہی
صور نے کہا کہ ملکہ تم اس مقدمے مین دخل نہ دو تم نہین جانتی ہو یہ بڑی فاحشہ ہی اسکو نکال دونگا
کہکے تلوار کھینچ کے چلا کہ صورت نگار کو قتل کرون سب اہالی لشکر قہقہہ مار کر ہنستے ہین کہ
شدزادے کو کیا ہوگیا دوسری طرف سے آواز اشعار عاشقانہ کی آئی ملکہ حیرت نے دیکھا

بے اختیار پکار اُٹھا اے جان جہان تجھسے کیون فرق ہے بدن تیرے حکم کے ہاتھ نہ لگاؤنگا خا
طلسم ہوش رُبا مین تخت سلطنت پر تیرا جلوس ہوتا ہان طلسم اگر نذرین دین تب میری خوشی
ملکہ مروارید گلنار پوش نے ہاتھ باندھکر کہا تکبر خوف تھا کہ ایسا نہ ہو آپ مجھے قتل کرین جا
کے خوف سے بھاگی تھی اب آپ نے مطمئن کیا حاضر ہوئی ہون یہ کہتی ہوئی کشتی کنارے پر
ملکہ مروارید کشتی سے اُتری کنیزون سے اشارہ کیا کہ رنی کمبخت مہمان نے تمکو سرفراز کیا ہے مہمان
کون ساحر یکتا شہنشاہ طلسم ہوش ربا کنیزون نے لاکر کرسیان بچھائین ایک کرسی پر افراسیا
ایک پر ملکہ مروارید گلنار پوش بیٹھین کنیزون کو آواز دی کہ ارے سامان دعوت مہیا کر
کنیزون نے گلابیان شراب کی لاکے رکھین ملکہ مروارید گلنار پوش نے کہا ارے کمبختو کزک
سامان مہیا کرو ایک کنیز نے ڈگن لاکر ہاتھ مین دی اسمین چارہ لگایا ملکہ مروارید نے ڈگن
تالاب مین پھینکا پھینکتے ہی ایک مچھلی جنسی کوئی ماہیت سے اُسکی آگاہ نہ تھا ملکہ مروارید سے
جھٹکا مارا مچھلی پھڑکی باہر آئی ملکہ نے اشارہ کیا کنیزون نے درست کرکے کباب لگائے قاب میں
ملکہ مروارید کے آگے پیش کیے پھر ہوحق کی آواز آئی دیکھا مصور جادو بدحواس و پریشان اشعا
عاشقانہ پڑھتا ہوا چلا آتا ہے افراسیاب جادو مصور کو دیکھکر بگڑا ملکہ مروارید نے اش
کیا کہ آپ کیون خفا ہوتے ہین مین ٹالدونگی مجھے تو آپ سے مطلب ہے ایسا چاہنے والا کہ
ملیگا یہ کہکے جام لبریز کیا پنجۂ نگارین پہ رکھکر افراسیاب کے سامنے پیش کیا کہا ای شہن
یہ جام محبت ہے نوش فرمائیے افراسیاب بے اندیشۂ انجام پی گیا ملکہ مروارید نے قا
سامنے کی کہا کباب نوش فرمائیے افراسیاب جادو بے اختیار پکار اُٹھا مطلع پیتا ہو
خون دل نہین خواہش شراب کی ✤ دل بھن رہا ہے کسکو ہوس ہے کباب کی ✤ یہ کہکر کبا
اُٹھائے کباب کھانے لگا ملکہ مروارید نے ایک جام مصور کو بھی دیا اور کباب بھی کھلا
مصور کی آنکھین سرخ ہوئین چہرہ گلنار مبہوت ہوکر مصور نے کہا کہ ای جان جہان وا
آرام دل مشتاقان مین ہر طرح تابعدار ہون جوش محبت سے مجبور ونا چار ہون چاہتا ہو
کہ خدمتگذاری کرون آٹھ پہر خدمت مین حاضر رہون ملکہ نے کہا ای مصور الضاف شرط
زوجہ تمھاری ملکہ صورت نگار میرے ساتھ کس طرح پیش آئینگی ضرور فساد لائینگی اگر آپ

پنی عصمت کا ڈر ہی سیر صیون پر پہونچین افراسیاب بھی برابر پہونچا مروارید کو خوف ہوا کہ ایسا
نہ ہوا افراسیاب مجکو پکڑلے خوف عصمت مین اپنی جان جانے کا خیال نہ کیا یون آبرو بچائی جب
پناہ پانی مشکل ہوئی اپنے کو تالاب مین گرا دیا افراسیاب سیڑھی پر کھڑا ہوکے افسوس کر رہا ہی ٹھنڈی سانسین
بھر رہا ہی جی مین کہتا ہی کہ ای افراسیاب کیا غضب ہی اس ظالم نے اپنی جان دیدی پکار کر آواز دی ای جان جہان
وای آرام دل مشتاقان کیون اپنے کو تالاب مین گرایا مین تیری خوشی کرتا کوئی جبر نہ کرتا کیون جان
دینے کا ارادہ کیا مین بڑا افسوس کرتا ہون سلطنت طلسم ہوش رُبا تیرے واسطے موجود ہی جو تو کہتی
وہ مین قبول کرونگا قسم ہی سامری وجمشید کی تیرے فراق مین زندگی دشوار ہی تیرا عاشق مجبور نہ جا
ہی دل پر چھریان پھر رہی ہین پھر افراسیاب نے بیقرار ہوکر پکارا

نظم

غیر ہی حسرت گلزار سے حال بلبل — دیکھون کس آنکھون سے صیاد ملال بلبل
مین چلا جاؤن تو گل توڑیو تو اے گلچین — مجھسے دیکھا نہین جائیگا ملال بلبل
شاخ گل ہاتھ لگے گی تو تراشونگا قلم — آج لکھنی ہی مجھے صورت حال بلبل
فصل گل آئی ہی کیا بھولی ہوئی ہشتمی ہی — دیکھنا دبدبہ و جاہ و جلال بلبل
گل ہین مصروف عزاداری نہین پھول ہین آج — ہوگیا سنتے ہین گلشن مین وصال بلبل
داخل طبلق عشاق ہی چہرہ اسکا — لکھے ہین دفتر گل مین خط و خال بلبل
کچھ خبر ہی تجھے صیاد ستمگر کہ نہین — جھڑ گئے کنج قفس مین پر و بال بلبل
باغ شاداب کو کیا باد خزان نے لوٹا — حیف ہی آگئے ایام زوال بلبل
عشق کیا چیز ہی معشوق کسے کہتے ہین — نہ تصور ہے مجھے گل کا نہ خیال بلبل

افراسیاب بیقراریان کر رہا تھا کہ یکایک تالاب مین غرش پیدا ہوئی افراسیاب جادو نے
نے دیکھا کہ ایک مورپنکھی تالاب مین پیدا ہوئی کشتی طاؤس چہرہ نہایت تکلف سے آراستہ
دو ناخنین قوم کی نبگالنین گنگام کے لہنگے چندریان اوڑھے ہوئے انوٹ بچھوے ہاتھ پانون مین
جوڑے ترچھے بندھے ہوئے ڈاندین گنگا جمنی ہاتھ مین پانی سے ڈانڈا مینڈی پڑی ہی مروارید
کشتی پر سوار بالون سے قطرے پانی کے ٹپک رہے ہین صاف ثابت ہوتا ہی کہ ابر تیرہ و تار سے
بارش مروارید ہو رہی ہی اس سج دھج سے جو افراسیاب نے کشتی کو آتے ہوئے دیکھا

آپ کو سودا ہوا ہی مین تو آپ کے سامنے مثل آپ کے فرزند کے ہون آئندہ آپ کو اختیار ر
افراسیاب کہتا ہوا ای جان جہان میری تجہپر جان جاتی ہی تجکو بادشاہ طلسم ہوشربا کرونگا دہ مرتبہ
کرون کہ عالم عالم رشک کرے ملکہ مروارید کچھ جواب نہین دیتی ہین بھاگی چلی جاتی ہین افراسیاب
جھپٹا ہوا جاتا ہی آگے آگے مروارید بھاگی جاتی ہی افراسیاب جادو دوڑا ہوا جاتا ہی دونون
لشکرون مین سحر موقوف ہی سب کھڑے ہوئے تماشا دیکھ رہے ہین دونون لشکر ان مین
دیکھو کیا غضب ہوا دیکھیے مروارید پر کیا گذرے ایک طرف مصور بھی دوڑا ہوا جاتا ہی جوش محبت
مروارید مین نعرے مارتا ہی کبھی بیقرار ہوکر پکارتا ہی ای شہنشاہ خوبی و اے لیلاے عصر و اے
سلماے دہر مجھے قریب تو آنے دے میری جان پر بنی ہی یہ کہتا ہوا مصور بھی جاتا ہی کبھی بیتا
دل سے اشعار عاشقانہ پڑھتا ہی

نظم

دکھو بھی مشکل پڑگئی عاشقون کی داد مین　　دونون عالم مین ہمارے حلقۂ فریاد مین
پوچھو تو ہم جانتے ہین خوب گھٹ بڑھ رات کی　　چشم وا پیمانۂ شب ہی تمھاری یاد مین
بار ایجاب دعا ہی سر اٹھاؤن کس طرح　　حلقۂ احسان پڑے ہین گردن فریاد مین
کس تماشا دوست نے محو تماشا کر دیا　　کون لے آیا ہمین اس عالم ایجاد مین
منہ سے نکلی بھی نہ تھی صاحب بسم اللہ عشق　　پہلے ہی رونے لگے ہم خدمت استاد مین
جانب میخانہ جو ہمنے قدم رنجہ کیا　　جام چھلکے خم لنڈھے رسم مبارکباد مین
لطف تکلیف قفس کچھ ہمسے پوچھا چاہیے　　مدتین آخر ہوئی ہین خدمت صیاد مین
اور بھی تکلیف اے قاتل کہ ایذا دوست ہون　　زخم منھ کھولے ہوئے ہین لذت بیداد مین
برق نے اک طرز بیتابی مرا سیکھا تو کیا　　سیکڑون باتین ہین ایسی خاطر ناشاد مین
غیرت دیوانگی کا سلسلہ کیا توڑیے　　تنگ آتا ہی کہ جائین صحبت حداد مین
بلبل بستان وحدت ہی ہمانسے جل نسیم　　عمر کو ضایع نہ کر اس گلشن ایجاد مین

زور دکر یہ اشعار پڑھتا ہی بیتابی دل سے خاک اوڑا رہا ہی گریبان چاک کیا منہ پر خاک ملی
جب آہ کرتا ہی منہ سے دھوان نکلتا ہی صاف ظاہر ہی کہ آتش عشق سے دل جلتا ہی لیکن مروار
بدحواس عالم یاس جان کے خوف سے قریب ایک تالاب کے پہونچی افراسیاب بھی برابر پہونچا مروارید

کرتا ہوا افراسیاب آیا ملکہ مروارید نے موتیون کا مالا پھینک مارا ہزارون برقین افراسیاب پر گرین
افراسیاب اشارون سے سحر دفع کرتا ہو نگاہ اُٹھا کے جو دیکھا کہ ایک مہ جبین نہایت حسین غمزہ و ادا ناز
سحر و ساحری مین طاق غمزہ و نازنین مشاق بوٹا سا قد خورشید خد کبک رفتار رُخیون گفتار
مہ جبین پریوش معشوقۂ مہوش سایۂ نخل مین کھڑی ہوئی سحر کر رہی جب بڑھ کر مسکرائی دشمنون پر
بجلی گرائی افراسیاب نے دل تھام لیا سامری و جمشید کا نام لیا پسینے پسینے ہو گیا ہونٹھون پر
خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری ہاتھ پانون مین رعشہ آیا قلب تھرایا کلیجہ کانپا بے اختیار
پکار اُٹھا ای شہنشاہ وای رنگ و بوے گل حدیقہ محبوبی نظم

خوشا وہ دل کہ ہو جس دل مین آرزو تیری
خوشا دماغ جسے تازہ رکھے بو تیری

یقین ہو آنکلیگی جان اپنی آکے گردن مین
سُنا ہو جا ہے قریب رگ گلو تیری

وہ گل ہون مین کہ ترا رنگ جس سے ظاہر ہی
وہ غنچہ ہون کہ بغل مین ہو جسکی بو تیری

پھرے ہین مشرق و مغرب سے تا جنوب و شمال
تلاش کی ہو صنم ہمنے چار سو تیری

شب فراق مین اک دم نہین قرار آیا
خدا گواہ ہی شاہد ہو آرزو تیری

دماغ اپنا بھی ای گلبدن معطر ہی
صبا ہی کے نہین حصے مین آئی بو تیری

پڑھا ہو ہمنے بھی قرآن قسم ہی قرآن کی
جواب ہی نہین رکھتی ہو گفتگو تیری

شب فراق مین ای روز وصل تا دم صبح
چراغ ہاتھ مین ہو اور جستجو تیری

یہ چاک جیب کے حق مین دعاے مجنون ہو
نہ ہو وہ دن کہ درستی کرے رفو تیری

کسی طرف سے تو نکلیگا آخر ای شہ حسن
فقیر دیکھتے ہین راہ کو بکو تیری

چمن مین صبح کو جا کر نہ مُنھ دکھانا تھا
برنگ آئنہ حیران ہو آبجو تیری

زمانے مین کوئی تجھسا نہین ہو سیف زبان
رہیگی معرکے مین آتش آبرو تیری

ملکہ مروارید گلنار پوش نے جو دیکھا کہ افراسیاب جادو اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا تیری جانب
آتا ہو ہیبت سے سحر کیے کسی سحر نے تاثیر نہ کی افراسیاب اشارے کر کے سحر ہٹاتا ہو جوش عشق
مین دوڑا ہوا آتا ہو آخر ملکہ مروارید بخوف عصمت سامنے سے افراسیاب کے بھاگی افراسیاب
سحر کرتا ہوا چلا ملکہ مروارید پلٹ پلٹ کے کبھی چچا جان کہکے پکارتی ہو کبھی کہتی ہو عم نامدار

عشاق سبزہ رنگ کو ڈھونڈھ کر قتل کرون نیر کر تھا کہ ہنگامۂ گیر و دار بلند ہوا دریا سے آتش
جوش مارا لکہ ہاے ابر کڑک کڑک کر گرنے لگے ملکہ مرواریدنے جو سر اٹھا کر دیکھا کہ باپ اسکا
زخمدار ہی ملازمان افراسیاب جا بجا ہین کہ گرفتار کریں ملازمان ملکہ مہرخ شکیل در عدو بر
برق لامع رباغبان قدرت و مخمور و بہار وغیرہ نے سہیل کو بچایا ہی تخت سے اُتار کر
ایک ہوادار پر ڈال لیا ہی ملکہ بہار آگے بڑھی ہوئی مصروف سحر خوانی ہین کبھی پھول برسائے با
بیدر کے بنائے کبھی دریاے آب پیدا ہوا باغبان قدرت کا گیند جل رہا ہی رعد چیخین ما
پھرتا ہی ہزارون کے سر پھاڑ ڈالے جب چیخ ماری ہزار دو ہزار گرے ناک کان سے خون جا
برق لامع اپنی چمک دکھا رہی ہی اب مروارید کو ثابت ہوا کہ خاص میرے واسطے یہ آفت
برپا ہی گانی باندھی کنگنا ہاتھ مین مثل ستارۂ سحری چمک رہا ہی زعفرانی جوڑا زیب جسم مروار
گلنارپوش موتیون کے مالے ہاتھ مین لیکر پڑھین جب مالا تڑاک سے مارا ہزارون کے سر لشکر گر
دانے موتیون کے چھٹک رہے ہین اب تو ملکہ مروارید گلنار پوش نے آفت برپا کر دی زمین ہلا د
جھمک کے لڑ رہی ہین ملکہ حیرت جادو بھاگتی پھرتی ہین کفار کے ہوش درست نہین کوئی سا
چالاک و چست نہین قریب تھا کہ ملکہ حیرت جادو شکست کھا کر بھاگے سبزۂ خوابیدہ بھی جا
تمام سرداران نامی و ساحران گرامی مثل مخمور و بہار و ملکہ سرخ موے کا کلکشا وغیرہ
مروارید گلنارپوش کے ہمراہ مصروف جنگ ہین ملازمان افراسیاب اپنی جان
تنگ ہین یکایک زمین تھرائی نعرۂ افراسیاب کی آواز آئی سب نے دیکھا کہ افراسیاب جا
مرکب پر سوار بقہر و غضب تمام آگے پہونچا اپنے لشکر کا یہی حال دیکھا آتے ہی سحر کرنے
سحر مین افراسیاب تو بلاے روزگار ہی سردارون کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا کوئی ساحر
افراسیاب جادو کے نہین جاتا ڈرتے ڈرتے سحر کیا اور بھاگے دو ہی چار سحر دان مین افراسیاب
نے مجمع ساحران کو متفرق کر دیا لاشون سے میدان بھر دیا کبھی زمین پر دو تھر مار رفار پیدا ہو
ہزارون غرق ہوگئے کبھی پتھر برسائے کبھی آگ گرائی ملکہ مروارید ایک جانب بھاگی
کی جو نگاہ ملکہ مروارید گلنارپوش پر پڑی ہاے جان جہان کہکے دوڑا گھوڑے سے کو
ملکہ مروارید اُدھر سے ہٹی ایک نخل کے سائے مین کھڑے ہو کر سحر کرنے لگی اُدھر

اس زور شور سے جنگ ہو رہی ہی کہ جملہ سردار اپنے کمال دکھا رہے ہین ملکہ مخمور نے بڑھ کر بہار کے سحر
سحر کی بیروی کی کچھ زیور اپنا اُتار کر پھینکا آسمان سے خون برسا جسپر قطرہ پڑا جلگیا ملکہ حیرت پر بہار و
مخمور نے وہ وہ سحر کیے کہ ہر طرف سے صدائین آتی ہین کہ ہم عاشق بہار و مخمور ہین نشۂ بادۂ محبت
سے چور ہین ہم کیونکر دل کو سنبھالین کسطرح حسرت دل نکالین

نظم

یسی وحشت نہین دل کو کہ سنبھل جاؤنگا — صورت پیرہن تنگ نکل جاؤنگا
ہ نہین ہون کہ رکھائی سے جو ٹل جاؤنگا — آج جاتا تھا تو ضد سے تری کل جاؤنگا
شام ہجران کسی صورت سے نہین ہوتی سحر — مُنھ اندھیرے مین چھپا کر مین نکل جاؤنگا
کھینچکر تیغ کمر سے کسے دکھلاتے ہو — ناوک بیار نہین ہون جو مین ٹل جاؤنگا
شب ہجر اپنی سیاہی کسے دکھلاتی ہی — کچھ مین لڑکا تو نہین ہون کہ دہل جاؤنگا
وجۂ یار کا سودا ہی مرے سر کے ساتھ — پانون تھک کے ہون ہر چند کہ شل جاؤنگا
ضبط بیتابی دل کی نہین طاقت باقی — کوہ صبر اب یہ صدا دیتا ہی ٹل جاؤنگا
طالع بد کے اثر سے یہ یقین ہی مجھکو — تیری حسرت ہی مین ای حُسن عمل جاؤنگا
چار دن زیست کے گذرینگے تاسف مین مجھے — حال دل پر کف افسوس مین مل جاؤنگا
شعلہ رویون کو دکھاؤ نہ مجھے ای آنکھو — موم سے نرم مرا دل ہی پگھل جاؤنگا
چھلّے گل کھانے کو ہوتے ہین عنایت مجھکو — گرمیان ہین جو یہی آپ کی جل جاؤنگا
شعر ڈھلتے ہین مری فکر سے آج ای آتش — مر کے کل گور کے سانچے مین ڈھل جاؤنگا

ان اشعار نے غزیو برپا کیا دس بیس ہزار اپنے ہوش مین نہ رہے آپسمین تلوار چلنے لگی بہار
نے پکار کر کہا ای مخمور کیا کہنا خوب ان بدمستون کو مست کیا کیا سحر زبردست کیا اپنے رنگ سب
جما رہے ہین عین گرمی جنگ مین قیامت برپا ہی گولے چل رہے ہین اپنے اپنے عجائب و
غرائب سب دکھا رہے ہین قضائے کار ملکہ مروارید گلنار پوش کہ کوہ سیاہ پر ٹھہری ہین کنیزین سمجھا
رہی ہین کہ ملکہ عالم پلٹ چلیے مروارید روتی ہی کہتی ہی صاحبو مقام افسوس ہی مین جس واسطے آئی اسکا
ظہور نہ ہوا قلب کو سرور نہ ہوا اسی بیابان مین اپنی جان دونگی گھر پلٹ کر نہ جاؤنگی ہمشیرہ صفا جسے
کا مردہ پڑا ہو مین اپنی شادی کرون مجھسے کبھی نہ ہوسکیگا دل یہی چاہتا ہی کہ یا جان دون یا

کاہشوں سے عشق کی ایسا ہوا ہون ناتوان — رات سے بیمار کی بھی دن ہر بھاری اند نو
فصل گل ہر یاد آتی ہر مجھے رفتار یار — چلتی ہر بن بن کے کیا بادِ بہاری اند نو
سامنا رہتا ہر اشکِ سُرخ و رنگ زرد کا — آشنائی درد سے غم سے یاری اند نو
دوستدار اُسکا جو مجھسا اُٹھ گیا دنیا سے ہر — بیکسی پھرتی ہر کیسی ماری ماری اند نو
بستر غم پر پڑا رکھتی ہر مرنے کی طرح — بیخودی بیطاقتی بے اختیاری اند نو
یار آزردہ ہر آتش آسمان ہر برخلاف — کون سُنتا ہر ہماری آہ وزاری اند نو

سر ٹکراتے پھرتے ہین کبھی مُنہ کے بھل گرتے ہین کوئی پکارتا ہر ہو ملکۂ عالم ہماری جان جاتی ہر عاشق
بر نگاہ رحم چاہیے ملکہ بہار مسکرائین گوہر دندان جو کھلے برق چمکی سب کے خرمن ہوش و حواس
جلگئے اس طرح کے سحر جو ملکہ بہار نے کیے کئی لاکھ ساحرون نے اپنے گلے کاٹ ڈالے ہزار
لاشہ پھڑک رہا ہر دریاے خون جاری ہر اُس ہنگامے مین ابریق کوہ شگاف و یاقوت
زہرہ آکر ہوے بخ بائیس لاکھ فوج سے آکر ملکہ حیرت ہو بخین حیرت نے بڑے بڑے سحر کیے
ایک طور پر جنگ ہو رہی ہر لشکر حیرت و بہار سے معرکہ پڑا ہر ملکہ بہار نے دیکھا کہ ملکہ حیرت قہر
آگئین اور دو چار سحر ایسے کہ ہزار دو ہزار کے سر کٹکر گرے کچھ لوگ دیوانے ہوئے کسی کو اپنا جمال
دکھایا کبھی مسکرا دین گوہر دندان سے برق چمکی حسن و جمال ملکہ حیرت کا عابد کش و زاہد فریب ہر کہ جسے
دیکھنے سے دل ناشکیب ہر ملکہ بہار نے پکار کر آواز دی کہ بُوا غریبون پر رحم کرو ایسے سحر نہ ہوا
غربا تباہ ہوئے جاتے ہین اری کمبخت یہ سب تیرے ملک کے رہنے والے ہین انکو اگر قتل کریگی
سلطنت کسپر ہو گی اجماع عالم سے سلطنت ہر ملکہ حیرت نے ان باتون کا جواب بھی نہ دیا جب تو ملکہ بہار
بلٹین اور آواز دی اے نکہت و گل اندام کیا کسی باغ مین سو رہی ہو جلد آؤ اس باغ مین بھی اپنا ز
جماؤ یہ جو ملکہ بہار نے آواز دی ایک کنیز ہم شبیہ بہار بیخ نخل سے ہنستی ہوئی نکلی پکار کر آواز د
لونڈی حاضر ہر ظہور بہار ہر مجھے شگفتہ کرنے مین کیا انکار ہر یہ کہکر ملکہ بہار کو گلدستہ دیکر وہ تو غائب
ہوئی ملکہ بہار نے گلدستہ لیتے ہی طرف نخلستان کے دیکھا وہ گلدستہ طرف لشکر حیرت کے مارا ادھر تو گلدستہ چلا
طائرون نے منقارین کھولین اور پر پرواز پیدا کیے ہزار دو ہزار کے سر پر سایہ ڈالا ہوا سے سرد چلی پھول
غنچے مسکرائے شاخہاے نخل نے ہاتھ بڑھائے طائرون نے زمزمہ سرائی کی ہنگامۂ بہار ہوا حقیقت

عنا تا ثیر میرے نالۂ جانکاہ کی
...تے ہین عشق ذقن مین اشک آنکھون سے روان
...ن و آخر ہی یکسان بیچ کا کیا اعتبار
...ن کعبے کے ہو نجکر بھولتا ہون مین راہ
...ے عبرت ہی بجا گر پانون رکھو ای باغبان
...ن ارباب فنا دیکھو کر بس جلنے کے ساتھ
...رہ خورشید کا غازہ بنایا جس رخ نے
...ر مصور ہو قلم کے بدلے ہون خط شعاع
...سبز آیا جو منھ پر کم ہوئی ذلت دراز
...ن ہی کچھ ڈوبا نہین دریاے مے مین ساقیا
...ت دن ایسا فراق یار مین روتا ہون مین
...یدہ کرتا ہی جو بت کو طعن ای زاہد نہ کر

دیکھے اُس بیرحم نے بے اختیار اک آہ کی
دیکھنا پھوٹی ہی سوت آکر کہان اس جاہ کی
ہو شہنشاہ ایک نظرون مین گدائی شاہ کی
جب کشش کرتی ہو الفت اُس بت گمراہ کی
تو نے سرسبزی کبھی دیکھی ہی برگ کاہ کی
برگ گل سے بھی ہی رنگت سرخ برگ کاہ کی
گرد اڑی ای ماہ جب تیری تجلی گاہ کی
صفحۂ خورشید پر تصویر کھینچ اُس ماہ کی
راہ ظلمت معجزے سے خضر نے کوتاہ کی
کشتی مے بھی خبر لینے گئی ہی ہمراہ کی
اب مرا کمرہ نہین کوٹھی ہی گویا چاہ کی
یاد ہی ناسخ کو آیت ختم وحسبہ اللہ کی

...نگاہ جو صحرا مین ہوا سب دیکھنے لگے دیکھا کہ ملکہ بہار گلعذار طاؤس زرین بال پر سوار حملہ ...باب سحر سے معمور پھولون کو آمد بہار سے سرور آتے ہی بہار گلعذار نے سحر کیا اشارے سے ...دوے خمدار کے تلوار چلنے لگی ہاتھ جو ہلا دیا سیکڑون نے اپنے گلے کاٹ ڈالے پھول بر... ...نے سونگھے بو دماغ مین پہونچی گریبان چاک کیے خاک منھ پر ملی بیقرار ہو کر پکارتے ہین

ای شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی نظم

...بے توبہ کو کیجیے بادہ خواری اندنون
...ابر وسے ہی شوق زخم کاری اندنون
...ن لب گفتار ہی اک رشک مسیحا کا فراق
...دق آرائش ہی اُس جان جہان کو آجکل
...ڈرتے ہین ہم جلوہ مین ایک شاہ حسن کے
...گئی ہی تیغ قاتل سے شہادت کا ہی شوق

موسم گل ہی کہان پرہیزگاری اندنون
نیم بسمل کی طرح ہی بیقراری اندنون
دم نکلجائے یہ حالت ہی ہماری اندنون
بیٹھی ہی رہتی ہی دامن سے کناری اندنون
تو تیاے چشم ہی گرد سواری اندنون
خون ہی زخمون کی طرح آنکھون سے جاری اندنون

آواز دی کہ ایک سردار جائے مخمور کو روکے سرما سے برق انداز اپنے مقام سے اُٹھا دو لا
فوج کو لیکر برے مقابلۂ مخمور چلا جرند و پرند نے ملکہ مہرخ کو خبر پہونچائی کہ سرما دو لاکھ فوج سے
گیا ملکہ نے غصے مین آواز دی کہ تم مین سے کوئی ایسا ہو کہ سرما کو راہ مین ٹھنڈا کرے یہ سُنکر
ملکہ بہار گلعذار اپنے مقام سے اُٹھین بہار کے اُٹھتے ہی بارہ ہزار کنیزین سمن و یاسمن و غنچہ دہن
و شمشاد و صنوبر و نرگس و لالہ زار ریجھتی ہوئی اُٹھین کہ آپ کے اقبال سے جاتے ہی سرما کو
ٹھنڈا کرینگے ملکہ بہار بھی روانہ ہوئین پھر یہ خبر افراسیاب کو پہونچی جھلا کر آواز دی کہ کوئی ال
ساحر جائے کہ ان سب کی مشکین باندھ کر لائے یہ سُنکر ابرلیق کوہ شگاف اپنے مقام سے اُٹھ
دو لاکھ فوج لیکر چلا پھر ملکہ مہرخ نے سُنا باغبان قدرت کو کچھ فوج قلیل دیکر روانہ کیا
افراسیاب نے یہ کیفیت سُنکر حکم دیا یاقوت و زمرد وزیر زادیان ملکہ حیرت کی چار لاکھ فوج لیکر
چلین اسی طرح فرداً فرداً جانبین سے کئی سو سردار روانہ ہوئے آخر مین افراسیاب نے جھلا کر
ملکہ حیرت جادو کو مع بائیس لاکھ فوج کے روانہ کیا یہ خبر وحشت اثر سُنکر خود ملکہ مہرخ سوار ہوئین
افراسیاب نے حکم دیا کہ ماہ دولت کا بھی مرکب تیار کرو مرکب پرند مشکی آیا ساز دیدانت جواہر نگار اُس
سوار ہو کر چلا نہایت غصہ ہے اب ناظرین ملاحظہ فرمائین کہ ملکہ مرواریدکوہ سیاہ پر سہیل و
خوش محبت دختر مین سات لاکھ فوج ساتھ رہ روی کرتا ہوا جاتا ہے کہ صحرا سے گرد اُڑی مصور جا
آکر پہونچا سہیل جادو کو دیکھکر للکارا کہ اے سہیل تیری دختر نے غضب کیا شہنشاہ افراسیاب
ساتھ بے ادبی ہوئی یہ کہکر جا ٹوٹا سحر ہونے لگا مصور نے پڑھ کر وہ وہ سحر کیے کہ لاکھون ملازم سہیل
کے مارے گئے سہیل بھی ہاتھ سے مصور کے زخمی ہوا قریب ہے کہ فوج کو شکست ہو سہیل پریشان تھا
کہ ملکہ مخمور سرخ چشم آکر پہونچی وہ وہ سحر کیے کہ مصور کے لاکھون آدمی مارے گئے مصور گھبرایا ہوا
کہ سرما سے برق انداز آکر پہونچا لشکر مخمور کو تہ و بالا کیا یہ ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے
یہ سب لڑتے بھڑتے طرف کوہ سیاہ کے جاتے ہین قریب تھا کہ مخمور شکست کھائے کہ یکایک
ہوائے سرد چلی طفلان غنچہ نے عنوان غان شروع کی پھولون نے آنکھین کھولین نرگس شہلا
دیدہ بازی سوسن صد زبان کی غمازی نسیم عنبر شمیم نشۂ بادہ محبت سے لڑکھڑاتی ہے مینا
شجر سے سر ٹکراتی ہے طائران زمزمہ سرا اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے **نظم**

ساتھ والون کو ہٹا دیا چند کس بیہوش ہوگئے بعد عرصۂ دراز کے اُنکو ہوشیار کیا تب اُنسے حال پوچھا
ھون نے سب کیفیت بیان کی کہ ملکہ مروارید گلنار پوش دختر سہیل روشن ضمیر پر اسنے چھاپا تھا
ہ دست انداز ہون اُسنے سحر کرکے سب کا قلب اُلٹ دیا افراسیاب جھلایا ہوا بارگاہ مین آیا
کار کر آواز دی صاحبو سُنا تمنے کیا غضب ہوا اگر مین قصد کرون تو ایسے جادوگر تعلیم کرکے چھوڑ دون
ید غلامان جانثار اُس سے بہتر و برتر ہین اگر نامے لکھکر ملازمونکو بلاؤن تو گاؤ زمین اُنکا بار نہ اُٹھا سکے
ب ملازم بادولت کا شہنشاہ نیلم ہی کہ جب وہ قصد کرتا ہی چالیس لاکھ فوج صف آرا ہوتی ہی وزیر اعظم
کا مواج بن گرداب آدمخوار اگر لشکر کشی کرے تو زمین تھرا جائے بھاگنے کا راستہ نہ ملے ابدولت
سی بات مین عاجز نہین ہین خود ایسا سحر کرون کہ آسمان کو زمین پر کھینچون زمین کو آسمان پر پہونچا دون
نیا مین کوئی میرا ہم نبرد نہین ہی جب غار افراسیاب مین گیا کہ مقام امتحان ساحران ہی کوئی امتحان
یرا نہ لے سکا وہ جو بڑے وہان کے گرد گھنتال ہین اور سامری و جمشید کے نائب کہلاتے ہین
ب وہ میرا امتحان لینے کو بیٹھے تو مین نے کہا میرا امتحان وہ لے کہ جو میرے سحر کا جواب دے مین
حر کرتا ہون یہ طبقہ زمین کا مع تمہارے آسمان پر جائیگا تم سحر کرکے روکو تب مین امتحان دون پس وہ
تحان لینے والے میرا امتحان نہ لے سکے اور یہ جواب دیا کہ ہم نہ روک سکینگے آخر تمام حاضرین غار
نے میری سند پر دستخط کیے کہ افراسیاب کا سحر مین کوئی عدیل و نظیر نہین ہی پس مین کسی بات عاجز و
چار نہین ہون ایہا الحاضرین تم مین سے کوئی ایسا ہی کہ اُس گیسو بریدہ کو کشان کشان میرے
سامنے لائے ہین اُسکو صلۂ معقول دون افراسیاب نے جو یہ آواز دی مصور جادو اپنے
مقام سے اُٹھا صورت نگار کو تخت پر سوار کیا مصاحبون کو اپنے ساتھ لیا مانی و بہزاد
نقاش و قلم کش وغیرہ تین لاکھ کا لشکر تیار کرکے سامنے آئے بڑی دھوم سے مصور جادو
چلا مہتر برق فرنگی دربار مین حاضر تھا فوراً بھاگا خدمت مہرخ مین گیا بعد دعا کے عرض کی سارا
معرکہ لفظ بلفظ بیان کیا یہ بھی کہا کہ مصور برائے گرفتاری ملکہ مروارید گیا ہی مہرخ نے کہا کہ
یون خواجہ کیا کرنا چاہیے عمرو نے کہا آپ بھی کسی کو بھیجیے کہ مصور جادو کو راہ مین روک لے
ملکہ نے بآواز بلند فرمایا کہ تم مین کوئی ایسا ہی کہ جاکر مصور کو روکے ملکہ مخمور سرخ چشم اپنے مقام سے
اُٹھین بارہ ہزار کنیزون کو ساتھ لیکر چلین ہرکارون نے یہ خبر افراسیاب کو پہونچائی افراسیاب نے

کون ہی اسکو منع کر دکیا بیہودہ بکتا ہی کنیزون نے بڑھ کر منع کیا سیہ تاب نے ساتھ والون سے کہا
ایک کنیز تم بھی لے ملکہ کو میرے واسطے لاؤ ساٹھ ہزار جادوگر بلوہ کرکے چلے کنیزون سے سحر چلنے لگا
کنیزین قتل ہوئین دیکھا کر سیہ تاب بلبلاتا ہوا آتا ہی ملکہ مروارید کو بہت ناگوار ہوا موتیون کا
گلے سے اتار اسم سحر پڑھ کر پھینک مارا دانے ٹوٹے سحر نے آبرو پائی ہوا سے سرد چلی سیہ تا
مع ساٹھ ہزار جادوگرون کے صف جما کر کھڑا ہوا جھومنے لگا بعد تھوڑی دیر کے چہرہ سُرخ ہوا ہاتھ پا
مین رعشہ ہاتھ باندھ کر پکارا اُٹھا حضور مین تابعدار ہون جو ارشاد ہو بجا لاؤن ملکہ نے کہا ای سیہ تا
ہم تیری ملاقات کو آئے ہین ایک ہمارا بڑا دشمن ہی اگر ہم تمسے ملینگے وہ ہمکو قتل کریگا زندہ نہ چھو
اگر چاہتے ہو کہ ہم تمھاری خوشی کرین تو افراسیاب حیرت جادو کا سر لاؤ ہم تمھارے سا
شادی کرینگے وہی سر ہمارا مہر ہی سیہ تاب نے مبہوت ہو کر کہا آپ کے کہنے پر عمل کرتا ہون ابھی
دونون کا سر لاتا ہون یہ کہکر گینڈے پر سوار ہوا ساٹھ ہزار ساتھ والے بھی اسی حال مین ہین گینڈ
اُڑا کر چلا یہان وہ زمانہ ہی کہ ملکہ حیرت جادو اپنی بارگاہ مین بیٹھی ہین افراسیاب بھی آیا ہو
تمام بارگاہ ساحرون سے معمور ہی ملکہ مہرخ وغیرہ نے جو سُنا کہ افراسیاب آگیا سب شاہزاد
گھبرا رہی ہین کہ ایسا نہ ہو افراسیاب ہمپر آ پڑے برق واسطے نگہبانی کے بھیجا برق دربار
افراسیاب جادو کے بصورت مبدل کھڑا ہی کہ ایک صدائے ہیبتناک آئی لینا لینا کا ہلڑ ہوا افراسیا
نے کہا دیکھو تو یہ کیا معرکہ ہی چند ساحر گئے خبر لیکر آئے کہا ای شہنشاہ سیہ تاب جادو مالک کوہ س
آپ کے لشکر کو قتل کر رہا ہی ساٹھ ہزار نے کئی لاکھ کو مارا آپ کے نام پر و ملکہ عالم کے نام پر ا
کلمہ کہتا ہی کہ لائق غرض کرنے کے نہین یہ سُنکر افراسیاب اپنے مقام سے اُٹھا ملکہ حیرت
ہین اب جو نکلکر دیکھا کہ سیہ تاب نے تمام فوج کو تہ و بالا کر دیا ہی افراسیاب نے کہا ای حیرت سیہ تا
کا سامنا تمھاری بہن سے ہو گیا اپنے ہوش مین نہین ہی یہ کہکے بڑھا سیہ تاب نے آواز دی وا فر
مین تیرا سر لینے آیا ہون ساری سلطنت مٹا دونگا کُل لشکر کو خاک مین ملا دونگا افراسیاب نے
کہ نشان سحر بہار نہین پایا جاتا سیہ تاب لڑتا بھڑتا آتا ہی افراسیاب نے غصے مین ہاتھ ہلایا سیہ تا
کے ساتھ والون کے سر کٹکر گرنے لگے سیہ تاب گالیان دیتا ہوا افراسیاب پر جا پڑا آکر ہاتھ تل
مارا افراسیاب نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا غصے مین ایک طمانچہ مارا کہ سر سیہ تاب کا اُڑ گیا ایک شاد

ہ ساز جہان بلیگا بوٹیان کاٹکر حرامزادے کی پھینکدونگی خدا چاہے تو نکلے جیتا کرے دیوانہ بنا کر اگر نہ مارا
اپنا نام نہ پایا جاتے جاتے قریب کوہ سیاہ کے پہونچین دامن کوہ سیاہ مین کنیزون نے سمجھا کر اُتارا
قلمندی سمجھا رہی ہین کہ حضور ہم ابھی دریافت کرتے ہین کہ عشاق سبزہ رنگ کہان رہتا ہی
ہ مروارید ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرین شاخ نخل پر ہاتھ رکھا بلک بلک کر رونے لگین اپنے
پنے طور سے کنیزین سمجھاتی ہین یہی قصہ ہی کہ ملکہ کو بٹھلیٔن یہان کوہ سیاہ کا حاکم سیہ تاب جادو
ن سے افراسیاب کے درۂ کوہ مین رہتا ہی ساٹھ ہزار ساحر گرد اُسکے بیٹھے ہین مگر اُسنے عورتون کی
واز سنی گھبرا کے درۂ کوہ سے نکل آیا دیکھا کہ ایک پری پیکر رشک قمر دریاے جواہر مین غوطہ مارے
ئے شاخ نخل پر ہاتھ رکھے ہوئے ہر مرتبہ یہی قول ہی کہ ارے کمبختو مجھکو پتہ بتاؤ کہ عشاق کہان رہتا ہی
ن ابھی اُس سے مقابلہ کرکے اُسکو قتل کرون ابھی بہن کو جا کر زندہ کرون سیہ تاب جادو
ے جمال جہان آرا دیکھا جمال بیمثال عابدکش و زاہد فریب بیقرار ہو گیا دل دھڑکا کلیجہ پھڑکا بے اختیار
ر اُٹھا کہ ای جان جہان و ای آرام دل عاشقان ہماری جان جاتی ہی ذرا ادھر نگاہ اُٹھا کر
یکھو ہاے کیونکر جان بچیگی ایسے کلمات اُس بیحیا نے پکار کر کہے پھر اُسی بیتابی مین پکار اُٹھا نظم

ون جو حوصلہ ستم کا مری جان رہا نہین — کیا تیرے دل مین اب کوئی ارمان رہا نہین
رحم ہو نصیب عدو مین تو مر چکا — اب میرا حال قابل احسان رہا نہین
ب بت کو دیکھ آئے اُسی کی سی کہتے ہین — کوئی جہان مین صاحب ایمان رہا نہین
رین خوش آئین کب کہ بہلتا ذرا مزاج — کیا آپ کا خیال مجھے دان رہا نہین
تا ہون بد مزاج کہون کس طرح کہ مین — دو روز ٹھہر کے آپ کے مہمان رہا نہین
ں بس معاف حوصلے اپنے تھکا نہ تو — ای چارہ گر مین قابل درمان رہا نہین
مید وصل ہین ہی وہ خود رفتگی سے مجھے — تیرا بھی خوف ای شب ہجران رہا نہین
ت ہوئی فراغ تعلق ہی ای جنون — اب ہاتھ کیا بڑھین وہ گریبان رہا نہین
سکو فروغ حسن سے تیرے امان ملے — کیا میری طرح آئنہ حیران رہا نہین
ری مین التفات محبت ہی کیون نسیم — گذرا شباب عمر وہ سامان رہا نہین

ں طرح بلک بلک کر جو یہ اشعار سیہ تاب نے پڑھے ملکہ مروارید نے پلٹ کر کنیزون سے کہا یہ بے ادب

نافہ رکھا ہی عشاق سبزہ رنگ نے مار ڈالا اُس بیحیا کا وار چلگیا ہماری طرف سے کہنا کہ شادی تمکو مبا
برآن کی ملاقات غیر ممکن ہی اسوقت غم تازہ ہو گیا اتنا نجومیون نے کہا کہ جب عشاق مارا جا
تو بران زندہ ہونگی شاید ہماری زندگی مین یہ معاملہ ہو یا یہ حال مصیبت مآل سُنکر نرگس روتی بیٹھی ر
ملکہ مروارید اسی حال مین بیٹھی ہین کہ نرگس روتی پیٹتی سامنے آئی مروارید نے گھبرا کر پوچھا اے
نرگس کیا ہوا نرگس نے تمام کیفیت رو رو کر بیان کی کہا آپ کے چچا کے رونے پر کلیجہ پھٹتا ہی ایسی
جوان صاحب شوکت و لیاقت سحر مین طاق حسن مین شہرہ آفاق باپ کی نظرون سے پنہان ہو
اُسکی کیفیت بیان کرین حال کو کب یکھا نہین جاتا یہ خبر وحشت اثر سُنکر مروارید نے ایک چیخ ما
روتے روتے بیہوش ہو گئین جب ہوشیار ہوئین کہا کیوان صاحب ہمارا زندہ رہنا بیکار ہی ایک
دغاباز حیلہ ساز ہمشیرہ صاحبہ کو قتل کرے اور ہمسے کچھ نہ ہو سکے صاحبو مین تمسے کہتی ہون کہ جسدن
مین نے سنا تھا کہ ہمشیرہ مسلمان ہوئین یعنی دوسرے خدا وندون کو چھوڑا مین نے بھی اپنے دل
عہد کیا تھا کہ مین بھی وحدانیت کی معتقد ہونگی اور ہوئی جسکو میرا ساتھ دینا ہو اس مذہب
اطاعت کرے ورنہ ہمارا ساتھ چھوڑے مین بھی جاتی ہون یا اپنی جان دونگی یا اُس ملعون کو د
ماردونگی ہماری ہمشیرہ کو یون قتل کرے اور بیٹھکر مصروف عیش ہو جہان ملیگا وہین جاکر مارینگے اب اُس
زندہ نہ چھوڑینگے یہ کہکر اسباب سحر جسم پر آراستہ کیا بارہ ہزار کنیزین دریائے سحر مین غوطہ مارکر سا
آئین مروارید گلنار پوش ایک طاؤس زرین بال پر سوار ہوئین بارہ ہزار کنیزون کو ساتھ ل
بقہر و غضب تمام بتلاش عشاق بدانجام چلین جانے نہین ملکہ کے ملزم جو ہوا سہیل اپنی بارگاہ م
بیٹھا تھا کہ چوبدار نے آکر خبر دی آپ کی صاحبزادی تلاش مین عشاق سبزہ رنگ کے گئیر
سُنکر سہیل گھبرا گیا کہا ای یارو بڑھکر اُسکو روکو کہو کہ مین جاکر عشاق سے مقابلہ کرونگا یہ سُنکر کچھ
کچھ مشیر و وزیر ہمراہ بچے ملکہ تو نکل گئی تھین چند کنیزین جو عقب مین تھی اُنسے کہا شہنشاہ کا حکم ہی کہ م
بیٹی کو عقل و فطرت سے روکو کنیزین اس فکر مین پڑھین در پے نے آکر سہیل کو خبر دی کہ حضور ملکہ
دشوار ہی ایسا نہ ہو کہ مقابلہ پڑ جائے تو باعث خرابی ہی حضور بھی ساتھ چلین سہیل ابھی وقت تخ
سوار ہوا سات لاکھ فوج لیکر چلا مگر ملکہ مروارید بارہ ہزار کنیزین ساتھ لیکر طاؤس کو اڑائے
جاتی ہین آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے تیوری پر بل زبان پر نام عشاق کہ یہ بیحیا شعبد

جلسے مین تھا اپنے مکان پر آیا وزیرون امیرون سے کہا آج سے مین کوکب کا مُنہ دیکھونگا وہ مسلمان ہوگیا
مد ورفت موقوف کردی مگر کاشانۂ عفت مین ایک گوہر بے بہار رکھتا ہو یعنے دختر بلند اختر کہ نام نامی اسکا
لکہ مروارید گلنار پوش ہو حسنِ جمال مین بنظیر سحر وساحری مین بلاے روزگار ہمراہ ملکہ بران کی پرورش
ئی ہو سہیل کو فکر تھی کہ کسی سے اسکی شادی کرون اکثر بادشاہون کے نامے بھی آئے سہیل نے
منظور کیا ایک بادشاہ عالیجاہ چالیس ملک کا مالک راہ سحر وساحری کا سالک موسوم بہ شہنشاہ
شعلہ خیز اُسکا نامہ سہیل نے منظور کیا بڑے دھوم سے مانجھا روانہ کیا مگر لکھ بھیجا کہ تم مع فوج ولشکر
ہمارے ملک مین آؤ بہانسے مروارید کو بیاہ کے لیجاؤ وہ خوشی خوشی مانجھا ہین کے سات لاکھ فوج ساتھ
ئی سی جھکڑا اسباب ضروری کا ہمراہ طرف ملک سہیلیہ کے چلا کہ پہونچنا اسکا سرحد ملک سہیلیہ مین
قریب ہوگا لیکن مروارید نے جب زعفرانی جوڑا پہنا اور کنگنا ہاتھ مین بندھا اُس روز سے آب و دانہ ترک کیا
سقدر روئی کہ انسین جلیسین گھبراگئین بوقت سحر سہیل سے اطلاع کی کہ رات سے صاحبزادی نے
کھانا نہین کھایا یہ سنکر سہیل دوڑا ہوا آیا بیٹی کو گلے سے لگایا پوچھا ای فرزند کیون اسقدر بیقرار ہو جو کہو
وہی سامان کردون مروارید نے کہا اپنے چچا جان سے چھوٹے ملکہ بران سے اور ہمسے وعدہ تھا
ہ ایک کی شادی مین ایک شریک ہو جب تک ہمشیرہ صاحبہ نہ آئینگی مین شادی نہ کرونگی سہیل نے کہا ای
فرزند یہ تمھین اختیار ہو نامہ لکھو بہن کو بلاؤ انسے کیا دشمنی ہو فقط کوکب سے نہ ملونگا مروارید نے
سی وقت ایک عرضی لکھی کہ ای عم نامدار اگر آپ کو والد سے رنج ہو مجھے ان باتون مین کیا دخل اس کنیز
کی شادی درپیش ہو ہمشیرہ صاحبہ کو ضرور بھیجیے ورنہ مین تڑپ تڑپ کے اپنی جان دونگی نرگس نام کنیز سامنے
حاضر تھی کہا یہ نامہ لیکر جاؤ نامہ چچا جان کو دینا اور عرض کرنا کہ ہمشیرہ صاحبہ کو ساتھ لیکر آئین کنیز نامہ
لیکر چلی یہان وہ وقت ہو کہ شہنشاہ کوکب قصر جمشیدی مین داخل ہین وزرا وامرا حاضر ہین دربار
مین ذکر ملکہ بران کا ہو رہا ہو کوکب کہتا ہو کہ یار وعشاق کا مارا جانا بہت مشکل ہو کون اُسکو تلاش
تلاش کریگا ہمکو زندگی سے بران کی پاس ہو یہ ذکر تھا کہ نرگس کنیز آکے پہونچی کوکب کو سلام کیا
عرضی پیشکش کی کوکب نے کھولکر عرضی کو پڑھا جب نام ملکہ بران کا آیا چیخین مارکر رونے لگا نرگس
نے کہا کیون شہنشاہ خیر تو ہو کیا اس کاغذ مین لکھا ہو جو حضور اسقدر بیتاب ہوئے کوکب نے کہا
ای نرگس ملکہ مروارید نے بران کو شادی مین بلایا ہو بران تو سیار گلشن جنان ہوئین تالاب مین

میتوان برد بہر شیوہ دل آسان ازمن

کرتے ہین رند قدح کش مری صحبت سے حذر — ایسے ناکام کے جینے سے تو مرنا
جل رہا ہون مجھے کیا آتش دوزخ سے حذر — نیست پرہیز من از زہد کہ خاکم بر

ترسم آلودہ شود دامن عصیان ازمن

کف کشادہ ہر پر افسوس نہین دست کرم — ہین گدا لیک شہنشاہ اقالیم ہمہ
گر کوئی دے تو ہین جان دینے تلک حاضر ہم — گرچہ مورم ولے آن حوصلہ با خود د

گربہ بخشم بود ار ملک سلیمان ازمن

قابل چارہ نہین ہر مرا حوال سقیم — رو گئے سر یہ مرے سارے اطبائے
تجکو مومن کی سی الفت ہر نہ دنیا تو حکیم — اشک بیہودہ مریز این ہمہ از دیدہ

گرد غم را نتوان شست بطوفان ازمن

چہرہ سیاحان منازل عجائب و غرائب وطی کنندگان منازل پر ہول مصائب اس داستان حیرت
بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مرصع خیال سخن آفرین + سخن را کبرسی نشاند ایچنین + واضح
بیضا ضیائے ناظرین والا مقام ہو ناظرین کو یاد ہوگا کہ جب ملکہ بران نے دریائے خونروا
کو خشک کیا اور پل پر بزا دان کو توڑا بڑی قیامت کی اُس دن تلوار چلی تھی تین شبانہ روز
پر جنگ ہی جلد چہارم مین مذکور ہر کہ جب ملکہ بران دریا کو خشک کر کے نکلین اُس وقت عشا
سبزہ رنگ اُستاد افراسیاب آکر ہوئیدا اسنے ملکہ کو تیغۂ سحر کش سے قتل کیا کوکب
آکر سب کو بھگایا اور نور افشان نے آکر خبر دی کہ جب عشاق مارا جائیگا تب ملکہ بران
ہونگی اُسی کے سحر مین مبتلا ہین کوکب نے لاشہ ملکہ بران کا تالاب جمشیدی مین رکھا اب
جملہ عرض کرتا ہون کہ ناظرین بغور ملاحظہ فرمائین کہ کوکب کا ایک بھائی ہر کہ نام اُسکا سہیل
ہر ملک سہیلیہ کا حاکم جس روز قصر نور افشان مین خواجہ عمرو و نور افشان سے مناظرہ
سات سی بنڈت جمع تھے سب ملکہ سوال کرتے تھے خواجہ عمرو سب کو جواب دے رہے تھے
تھوڑے عرصے کے کوکب و نور افشان پکار اٹھے کہ ہمین ثابت ہوا مذہب خدائے نادیدہ
ہر وہ کافر ہر کہ جسکو اُسکی وحدانیت مین تشکیک ہر سب بنڈت چلے گئے سہیل روشن ضمیر بھی

باعث سحر حسین جادو تھا چالاک نے اُسکو مارا تب آپ ہوش مین آئے عذر آپ کا بیکار ہی
ب سرداروں نے آکر گھیر لیا ایرج نوجوان نے قدمون کو بوسہ دیا جملہ سردار علمشاہ کو ساتھ
یے ہوے بارگاہ سلیمانی مین آئے دورہ سردارون کا بندھا صحبت عیش ونشاط آراستہ ہوئی
رشاہ نے جشن کیا وہان زمرد شاہ باختری شکست خوردہ اپنی بارگاہ ضلالت مین آیا پکار کر آواز دی
ر بندگان مین قدرت مرادیدی اُس ملعونہ کو غرور ہوگیا تھا قدرت نے اُسکو جہنم مین بھیجا قدرت
کسی کا غرور پسند نہین افراسیاب کو نامہ لکھو کسی ایسے ساحر کو بھیجے کہ غرور نہ کرے
ختیارک نے اُسی وقت نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ ای افراسیاب تمسے خداوند خفا ہین تمھارے
بر باد کرینگے جلد کسی اور ساحر کو بھیجو کہ کبر وغرور نہ کرے یہ نامہ بطور قدم جاتا ہی کہ ذکر اسکا وقت پر
تحریر ہوگا یہ داستان متعلق جلد اوّل ہی

و کلمۂ داستان حیرت بیان ملکہ مروارید گلنار پوش دختر بلند اختر سہیل روشن ضمیر برادر وکب و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا خمسہ عوض ساقی نامہ موافق مضمون مقام

سبع سنبل کدہ گاہیست پریشان ازمن
کہ کدورت بدل دشت بیابان ازمن
کسم من کہ نہ صحرا نہ گلستان ازمن
نہ ہمی می رمد آن نو گل خندان ازمن
میکشد خار درین بادیہ دامان ازمن

لفت ہی پر ستم آلودہ کرم مین آزار
دل کہین اور ہی بیٹھا ہی لغل مین ناچار
ب دم بھی تو نہین سوجی بیجا سے قرار
با من آمیزش او الفت موج ست وکنار
روز وشب با من و پیوستہ گریزان ازمن

سکو ڈھونڈھو نہین کہان جاؤن کہ باقی نہین دم
کیا کرون اُٹھ نہین سکتا ترے کوچے سے قدم
قت رحم و دم الطاف ہی ہنگام کرم
قمری ریختہ بالم بہ پناہ کردم
تا بکے سرکشی ای سرو خرامان ازمن

تلک صدمۂ الفت سے نہین ہون آگاہ
کچھ بھی دشوار نہین میری گرفتاری آہ
ئی دلدار ہوا اور کوئی ادائے دلخواہ
ہ تکلم بہ خموشی بہ تبسم بہ نگاہ

کسی جوان نے بڑھکر رستم کو نیزہ مارا حسین نے بڑھکر دانہ ماش کا پھینک مارا وہ جوان جلکر
خاک ہوا چاہتی ہی کہ رستم کو اُٹھالے بھاگون بختیارک نے سُنا دیا ہی کہ آج غضب ہو جائیگا حم
صاحب اسم اعظم ہی بہتر ہی کہ اُنکا سامنا نہو اگر سامنا ہو گیا تو سحر نہ چلیگا بقول شخصے کانے کے سا
چراغ نہ جلیگا حسین فکر کر رہی ہی کہ لڑ بھڑ کر نکالا جاؤن رستم کو بھی نے نکالون ایک مقام پر کھڑی ہو
سحر کر رہی ہی کئی سحر کو بے دست دیا کیا ہی گھوڑے دوڑے دوڑے پھرتے ہین سوار مرکبون سے گ
ہین کہ ایک کنیز لباس فاخرہ پہنے ہوئے دوڑی ہوئی قریب آئی کہا ای ملکۂ عالم صاحبقران کے آنے
اہل اسلام تھمگئے اور جمے ہوئے لڑ رہے ہین آپ حمزہ پر سحر کیجیے مین گرفتار کر لونگی حسین اُس طر
پلٹی صاحبقران پر سحر کرنے لگی جیسے ہی اُس طرف پلٹی پشت پر نعرہ ہوا او ملعونہ کہان جاتی ہی منم
بن مہتر چالاک بن عمرو یہ کہکے خنجر مارا حسین کا شکم چاک قصہ پاک مرنا حسین کا پایا تو رستم لڑ
تھے یا گھوڑے سے گرے بیہوش ہو گئے سمک یلداقی عیار لڑتا بھڑتا قریب پہونچا تھا اُسنے جو
آقا کو اس حال پُر ملال مین دیکھا آگے اُٹھایا گرد و غبار چہرے کا پاک کیا علمشاہ نے آنکھ کھولکر
ای یار وفادار یہ بت کسنے میرے گلے مین ڈالدیے سمک یلداقی رونے لگا کہا ای شہریار آپ
عجب حرکت سرزد ہوئی اپنے قبلہ و کعبہ کے قتل پر کمر باندھی تھی فرزند کو اپنے زخمی کیا صاحبق
وقت پر آگئے حسین قتل ہوئی اب آپ اپنے ہوش مین آئے علمشاہ نے کہا اب قبلۂ
کو کیا مُنہ دکھاؤنگا کوہ و دشت و بیابان مین سر ٹکراؤنگا علمشاہ گھوڑے پر سوار ہو کے ایک جا
چلے یہان کنیزان حسین لاشہ حسین کا لیکر طرف ہوش رُبا کے بھاگین لقا نے طبل امان بجو
صاحبقران بفتح و فیروزی پلٹے سمک یلداقی نے بڑھکر خبر دی کہ حضور چلکر خبر لیںن ر
نکلے جاتے ہین آپ کے سامنے آتے شرماتے ہین صاحبقران زمان نے گھوڑا بڑھایا پکا
آواز دی ای نور نظر کہان جاتے ہو ہمکو ثابت ہوا کہ تم اپنے ہوش مین نہ تھے اسکا حجا
کیا جلد پلٹو مین وہین آتا ہون علمشاہ نے جو باپ کو روتے ہوئے دیکھا گھوڑے
کو وڑے رومال سے ہاتھ باندھکر سامنے آئے عرض کی معاف فرمائیے امیر نے گلے
لگا لیا خوشی خوشی فرزند کو ساتھ لیکر پلٹے لشکر مین عید ہوئی قاسم وغیرہ سامنے علمشا
کے آئے علمشاہ نے سب کو گلے سے لگایا سب نے عرض کی آپ شرمندہ نہون ہمکو معلوم

شیے کرنے لگے بدعت علمشاہ حسین کا سحر بادشاہ گھبرائے لشکر پامال ہونے لگا سمجھے کہ اسکے سحر سے
سردار کیونکر بچین لیکن ای معبود حقیقی وای رب تحقیقی اپنے بندون کو ان ظالمون کے ہاتھ سے بچالے
ایسا نہ ہو کہ لشکر پر شکست ہو تیری صفت ہم کیا کر سکتے ہین اصل یہ ہی نظم

طفہ را انسان تو ای خلاق اکبر ساختی — قطرہ را گوہر نمودی خاک را زر ساختی
گاہ بر را بحر کردی بحر را بر ساختی — گاہ تر را خشک کردی خشک را تر ساختی
مہر تابان ساختی و ماہ انور ساختی — شمع حسن خود بہر محفل منور ساختی
تابع فرمان خود کردی شہان ملک را — گاہ دارا ساختی گاہے سکندر ساختی
اہل دولت را گہے گردی تو درویش و فقیر — تنگدستان را بمال و زر تونگر ساختی
گمرہان راہ الفت را تو گشتی رہنما — خاکساران جہان را کیمیا گر ساختی

بلک کر جو بادشاہ نے دعا کی سب سرداروں نے آمین کہی دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا بقدرت
سبحان لم یزل و عزیز بے بدل از پردۂ بیابان گردے برخاست دیکھا کہ صاحبقران پشت مرکب پر
سوار چالاک رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے صاحبقران تشریف لاتے ہین امیر نے بھی دور سے
دیکھا کہ رستم کی بدعت جادوگرنیون کی حماقت تمام سردار حیران و پریشان یہ حال پر ملال دیکھکر
صاحبقران کو بہت ناگوار ہوا وہین سے نعرہ کیا او بے ادب خبردار یہ کیا حرکت ہی اب
آگے نہ بڑھنا چالاک نے عرض کی کہ ای شہریار رستم اپنے ہوش مین نہین ہین سمجھ کے مقابلے
کیجیے گا اوّل علاج حسین کا واجب و لازم ہی صاحبقران نعرہ کرکے جا پڑے جو سردار گھوڑون
سے گرے تھے یا مرکب بدلگامی کر رہے تھے صاحبقران نے جو پکار کر اسم اعظم پڑھا سبھون
کے مزاج درست ہوئے چالاک وچست ہوئے شمشیر زنی کرنے لگے پھر حکم تلوار چلی حسین
کے سحر نے قیامت برپا کی ہی جدھر بڑھکر سحر کرتی ہی غول کے غول پامال ہوتے ہین امیر اسم اعظم
پڑھتے پھرتے ہین اگر ہزار بچے دو ہزار پامال ہوئے صاحبقران ہر طرف جاتے ہین
اپنے سردارون کو بچاتے ہین مگر اتنے بڑے لشکر مین اکیلے کدھر کدھر جائین کس کس کو بچائین
زخمی ہونے لگے لشکر لقا بڑے زور و شور سے جنگ کر رہا ہی لقا نے اشارہ کر دیا تمام کفار جنگ
کر رہے ہین چالاک فکر مین پھرتا ہی قضائے کار ملکہ حسین سحر کرتی ہوئی جاتی ہی ایک مقام پر

ساتھ لیے ہوئے ایک جانب آکر ٹھہری علمشاہ سے اشارے ہو رہے ہین علمشاہ کی بیقراری
بادرفتار کو بڑھایا سامنے تخت لقا کے آئے اجازت خواہ ہوئے بت پرستون کے حق مین بہتری
عشق مین حُسین کے مبہوت نجتیارک نے کہا ای رستم ملکہ تمھاری محبت مین رات بھر بیقرار رہتی ہیں
بارگاہ سلیمانی لاؤ امیر کو تو انکے سردارون نے چھپا دیا علمشاہ نے کہا مین ابھی بارگاہ لاتا ہو
صاحبقران کو بھی تلاش کرکے لاؤنگا جب سو دو سو سردار مارے جائینگے آپ ہی بیقرار ہو کر
آئینگے یہ کہتے ہوئے میدان کارزار مین آئے پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان بارگاہ سلی
و سر صاحبقران کی مجکو تلاش ہی یا تو انکو بھیجو ورنہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ آئے لندھور وغ
قصد کیا تھا کہ نکلین بادشاہ نے سب کو منع کیا فرمایا مین اپنے عم نامدار کو سمجھا کر لے آؤنگا کوئی
قصد نہ کرین یہ کہکر مرکب خنگ سیاہ قیطاس پر سوار ہوئے سب سردار قدمون سے لپٹ
کہتے تھے ای شہریار رستم اپنے ہوش مین نہین ہین ایسا نہ ہو سرکار کے ساتھ بے ادبی کرین پہلو گون
بن نہ پڑیگا بادشاہ نے فرمایا مین اگر جاؤنگا میرے عم نامدار میرے ساتھ بے ادبی نہ کر
یہ فرماتے ہوئے میدان کارزار مین آئے سامنے رستم کے ٹھہرے رستم نے سلام کیا بادشاہ نے
ای عم نامدار مقام افسوس ہی کہ آپ فرزند دلبند صاحبقران ہین آپ نے یہ کیا وضع بنائی
مین جلیے ایسا نہ ہو کہ بدنامی ہو حقیقت مین صاحبقران لشکر مین نہین ہین ورنہ فساد بڑھتا آپ
واسطے ایک زن بازاری کے یہ فساد برپا کیا ہی مین آپ سے وعدہ کرتا ہون کہ حسین کو بلوا دونگا
پہلو مین بٹھا دونگا بادشاہ نے زن بازاری جو کہا علمشاہ کا چہرہ سُرخ ہو گیا کہا کہ آپ میری معشو
نام بے ادبی سے لیتے ہین سر کاٹ لونگا بادشاہ نے سر جھکا کر فرمایا اگر اس سر سے آپ کا مطلب حا
ہو تو میری عین خوشی ہی یہ سُنکر علمشاہ نے ہاتھ تلوار کا مارا تاج شہنشاہی کٹا سر بھی شاہ کا زخمی
سردارون نے جو دیکھا سب دوڑ پڑے یہ کہتے ہوئے کہ رستم نے بڑا غضب کیا بادشاہ کو ہا
زخمی کیا اس ظالم کو قتل کرو کے سب سردارون نے آکر رستم کو گھیر لیا تلوارین پڑنے لگین علمشاہ
لڑ رہے ہین جسکو ہاتھ مارا اُسکا سر زخمی ہوا کسی کا شانہ جھول پڑا نجتیارک نے کُل فوج کو اشا
حسین کو آواز دی لو ملکۂ عالم آج رستم پر غضب کا بلوہ ہی ایسا نہ ہو کہ تمھارا معشوق مارا جائے
سحر کرو حسین پڑھی سحر جو پڑھ کر کہا بارہ ہزار کنیزون نے بھی پڑھ پڑھ کے سحر کیے سردارون کے

یار گیا اب جو وہ حسین اُٹھی ساحر تو مرچکا ہی سحر اتر گیا ہی اپنے وارث کو دیکھکر لپٹ گئی چیخین مار کر
نے لگی کہتی تھی ای شہنشاہ اس ملعون کو سامری وجمشید نے غارت کیا اس بیحیا نے بڑے بڑے صدمے
آبرو میری آپکے اقبال سے بچی اسوقت اُسنے سحر کرکے مبہوت کر دیا تھا ایک گوتا آیا اُسنے
ملعون کو مارا میری آبرو بچی ورنہ مین اپنے آپ مین نہ تھی نہین معلوم یہ کون حیا دست دق تھا کر جسنے آبرو بچائی
لب نے کہا ای ملکۂ عالم بڑی خیر ہوئی اگر امیر آجاتے تو غضب ہوتا مین اُسنے وعدہ کرچکا تھا کہ
ان ہو جاؤنگا اب چلو نکل چلین ایسا نہ ہو کہ امیر آجائین اُسی وقت اُس بادشاہ نے ایک تخت بنایا
آپ سوار ہوا اُس نازنین کو بھی بٹھا لیا سحر سے تخت اُڑا کر چلا جب وہ آسمان پر روانہ ہوگیا چالاک
درے سے نکلا حیران تھا کہ یہ کیا شعبدہ ہی آخر مجبور ہوکر ایک جانب چلا بڑا تردد تھا کہ امیر کو کہان جاکر
ڈھونڈھون اسی سوچ مین جاتا تھا کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا کہ امیر سپت مرکب پر سوار بگٹٹ گھوڑا ڈالے
آتے ہین چالاک امیر کو دیکھکر مثل گل شگفتہ ہوگیا امیر نے دور سے چالاک کو دیکھا بے اختیار
اُٹھے ای مہتر والا گہر کیونکر آنیکا اتفاق ہوا برائے خدا بتاؤ کہ لشکر پر کیا گذری علمشاہ نے کیا کیا
لاک رونے لگا کہا ای شہریار کس زبان سے بیان کرون کہ کیا کیا قیامتین گذرین لشکر تباہ بادشاہ
ہ حیران ومضطر رستم پیلتن اپنے بیگانے کو نہین پہچانتا جو سامنے پہونچا اُس ظالم کے ہاتھ سے
ہوا غلام آپ کی تلاش مین نکلا شکر ہی کہ آپ سے ملاقات ہوئی اب جلد چلیے ورنہ کسی کو
نہ پائیے گا یہ حال مصیبت مآل سُنکر صاحبقران گھبرا گئے جملہ امورات بھولے فرمایا ای چالاک
جلد بدعت رستم سُنکر قلب تھرا گیا کلیجہ مُنھ کو آگیا سب کو جاکر خیر سے دیکھون تو دل کو تسکین ہو
صاحبقران ساتھ چالاک کے چلے راہ مین امیر نے سب حال اپنا بیان کیا چالاک نے کہا مین نے
ایک جادوگر کو مارا کہ نام اُسکا گرد آباد تھا امیر نے فرمایا اُسی کے مرنے پر ایک بادشاہ مسلمان
نے کو تھا مین اُسی کی فکر مین تھا اب مجھے لشکر مین پہونچنا واجب و لازم ہی یہ باتین کرتے ہوئے امیر اپنے
کیجانب چلے اب حال لشکر کا تحریر کرتا ہون جو جو ظلم ہاتھ سے علمشاہ کے اہالی لشکر پر گذرے
اوّل مین وہ سب حال موجود ہین انجام داستان ضرور ہی علمشاہ عشق مین ملکہ حسین کے بیقرار ہی سات دن
طبل جنگی بجوا دیا بادشاہ کو خبر ہوئی یہان بھی طبل جنگی بجا شب بھر تیاریان ہوئین صبح کو دونون لشکر
ان کارزار مین آئے حسین جادو دریائے جواہر مین غوطہ زن معشوقۂ پُرفن بارہ ہزار جادوگرنیون کو

بیت بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند ۔ چنان نماند چنین نیز ہم نہ خواہد ماند ۔ گرد آباد جادو نے کہا
ای طفل تو نے دل خوش کر دیا دونون ہاتھ بڑھا کر جام لیا انجام کا خیال نہ ہوا جوش محبت معشوقہ مین پی گیا
دوسرا جام لڑکے نے ملکہ خنا کو دیا ملکہ نے بھی خوشی خوشی جام پی لیا سحر مین گرد آباد کے مبہوت ہو رہی اسکو
اپنے نیک و بد کا ہوش نہین جام پیتے ہی آنکھون مین سُرخی آئی چہرہ گلنار ہوا وہ لڑکا غزلین گا رہا ہی
شراب پلا رہا ہو دو دو جام جب دونون کو پلائے گرد آباد نے خوش ہو کر کہا صاحبزادے کیا کہتا
کیا کیا غزلین گا رہے ہو دل کو لبھا رہے ہو اسوقت سامان خدائی آنکھون کے نیچے پھر گیا سب بندے
ہمارے سجدہ کرنیکو آئے ہین سجدے کر رہے ہین ہیبت سے دور کھڑے ہین چاہتے ہین ما بدولت کے
پاس آئین جی چاہتا ہو سب کو بلا لون سب بندے ہمارے عذر کر رہے ہین لڑکے نے کہا ضرور بلا ئیے
سب کو پہلو مین بٹھائیے گرد آباد نشے کے جوش مین اٹھا کہتا ہوا بڑھا کہ ای بندگان من میرے پاس آؤ
خداوند تمھارے مشتاق ہین چند قدم اٹھکر چلا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کر گرا ملکہ یہ کہکر اٹھی
کہ ارے میرے وارث کو کیا ہوا چند قدم چلکر یہ بھی گری لڑکے نے کمر سے خنجر نکالا نعرہ کیا نعرۂ چالاک

بہ عیاری منم آن چست و چالاک ۔ بچشم دشمن اندازم کف خاک
نہ آید باد گرد تیز گامم ۔ خلیفہ اولم چالاک نامم

لپک کر گرد آباد کو خنجر مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے آندھی سیاہ اٹھی سنگباری و برفباری
ہونے لگی آوازہاے مہیب آئین آخر کو صدا آئی کشتی مرا نام من گرد آباد جادو بود اب اندھیرے
مین چالاک ٹٹولتا پھرتا ہی کہ اُس عورت کو پاؤن اُسکو بھی قتل کرون لیکن ہواے تند سے حیران
پریشان ہی کبھی سوچتا ہی کہ یہ دونون کون ہین پھر دل سے کہتا ہی کہ کوئی ہون ساحرون کا قتل کرنا ہی مستحسن
ہی یہی قبلہ و کعبہ کا حکم ہی کہ جہانتک ہو سکے ساحرون کو مٹانا چالاک تو اس فکر مین ہی قضاے کار شہنشاہ
کوکب روشنضمیر جو آسمان پر اڑا ہوا آتا تھا اسکے کان مین آواز پہونچی کہ کسی نے گرد آباد کو مارا حیران تھا کہ
کیا امیر پہونچ گئے اُسی مقام پر آیا آسمان پر سے دیکھا کہ لاشہ گرد آباد کا زمین پر تڑپ رہا ہی ایک عیار خنجر
ہاتھ مین ٹٹولتا پھرتا ہی چاہتا ہی کہ خنا کو قتل کرون گھبرا کر آواز دی خبردار او عیار کیا کرتا ہی ہنم شہنشاہ کوکب
چالاک نے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک بادشاہ زبردست آسمان سے نعرہ کر رہا ہی چالاک گھبرا گیا نا چار
بخوف جان پہاڑ سے کودا ایک درے مین چھپا دیکھ رہا ہی کہ وہی بادشاہ زمین پر آیا اُسنے زمین کی

گو تجھکو خبر ہو کہ نہ ہو مین نہین غافل — آہین مری ہو آتی ہین ہر شب ترے در تک
گر بندہ نوازی کا ارادہ ہے تو جلد آ — ہون آج کی شب اور بھی مہمان سحر تک
کیا کیا نہ ارادے تھے مرے جوش جنون کے — پہونچا نہ مگر ہاتھ گریبان سحر تک
وہ ضعف ہے اک لفظ زبان پر نہین آتا — جا سکتی ہین میری دعا باب اثر تک
اک طرفہ تماشا ہے ذرا دیکھ لو تم بھی — لے آئینگے انکو یہی کہتے ہوئے گھر تک
ہر چند ہون دیوانہ مگر ہے ادب اتنا — آتی ہے قدم لینے کو وحشت مرے گھر تک
اے ضعف اجازت دے کہ ہین برہنہ آنسو — آتا نہین دامن بھی مرا دیدۂ تر تک
وہ حال نسیم اب ہے کہ دشمن بھی ہے محجوب — منھ اپنا چھپاتا ہے مرا زخم جگر تک

اس رنگ مین یہ غزل لڑکے نے گانا شروع کی کہ ملکہ حنائے گلگون و پوش گرد آباد جادو جوش عشق مین رونے لگے ملکہ حنا نے کف افسوس ملکر کہا کیون صاحب دورنگی زمانے کی ظاہر ہے کبھی شادی کبھی غم کبھی عیش کبھی لم تمھاری خدائی مٹی ہمارے ملک کا نشان گیا اب بھلا کو کب اپنے ملک مین کاہیکو آنے دیگا نام سنکر بیزار ہو جائیگا کیون صاحب اُس سے مقابلہ پڑیگا اُس جلادسے کون لڑیگا وہ سحر مین بلائے روزگار ہے اُس سے کون مجادلہ کرسکتا ہے سحر اُسکا غضب سامری و جمشید ہے اُسکے سحر مین بڑا بھید ہے گرد آباد نے کہا کہ اے جان جہان نہ گھبراؤ وہ کیا کرسکتا ہے دونون عاشق و معشوق خوش بیٹھے ہین صحراے پر فضا طائرون کی زمزمہ سرائی نسیم عنبر شمیم چل رہی ہے پھولون نے آنکھین بند کرلین طفلانِ غنچہ نے بھی غون غان شروع کی ان سب کو ناگوار ہے کہ یہ گلعذار اس بیحیا کے پہلو مین ماہ تابان برج عقرب کے قابو مین ہے مقام افسوس ہے گرد آباد نے کہا اے ملکہ عالم خدائی میری حمزہ نے مٹائی تمھاری محبت مین مبہوت تھا کچھ نہ بن پڑا اتنا بڑا طلسم چھوٹا فلک کجرفتار نے لوٹا لیکن مادولت کو سب طرح کا اختیار ہے اُس سے بہتر طلسم بنا سکتا ہون اُس سے زیادہ عجائب و غرائب بے ن بے لوح کا طلسم بناؤنگا اور کسی مقام پر دعوی خدائی کرونگا سب بندے جمع ہو جائینگے بیمار صحت پائینگے مراد مند دوڑے ہوئے آئینگے حنا سے یہ باتین کرکے لڑکے کی جانب اشارہ کیا کہ جام شراب مملو کر و مجکو اور ملکۂ عالم کو پلاؤ اُس لڑکے نے گنگناکے دو چار شعر عاشقانہ گائے جنمین کا ایک شعر یہ ہے ناسخ پیتا ہون خون دل نہین خواہش شراب کی ⁂ دل بھی رہا ہے کسکو ہوس ہے کباب کی + گرد آباد سے آنکھین ملاکر پکار اُٹھا

مشروع کا پائجامہ پائچے چڑھائے ہوئے بھاری جوتا پاؤن مین ڈفلی ہاتھ مین اس رنگ سے گاتا ہو
اتا ہو کہ جانور آشیانون سے پھڑک پھڑک کر گر رہے ہین آہوان صحرا کر جیالین بھرتے ہوئے صحرا
نکلتے ہین آنکھین گردش کرتی ہوئین گانیوالے کا منھ دیکھکر روتے ہین کسی جانب سے شیر دھڑ وکا مار کر نکل آیا
گانے کی سنکر ایسا مبہوت ہوا کہ آہو کو شکار نہ کر سکا ٹہلتا ہوا جنگل کو نکلگیا اس رنگ سے وہ لڑکا چلا آتا
حنا نے بیقرار ہوکر کہا یا خداوند کیا موزون تقدیر کی ہر حقیقت مین تو خداوند ہی یہی ہمکو شراب پلائیگا سا
بیٹھکر گائیگا دل کو بہائیگا اسکو بلایئے حقیقت مین کیا گاتا ہو ہر تان پر نشتر پڑتے ہین گرد آبا
نے کہا مین ابھی لاتا یہ کہکے گرد آباد سمر کہکے گرا جس طرح باز کنجشک کو اٹھاتا ہو اس طرح اس لڑکے
اٹھالایا سامنے حنا کے لاکر بٹھا دیا جب ہوا چلی لڑکے کی آنکھ کھلی سامنے ایک زن حسین کے ایک
ساحرسیہ فام کو دیکھا ہزار دن دعائین دینے لگا حنا سے کہتا ہو آپ کی ترقی حسن وجمال ہو گرد آبا
سے کہتا ہو آپ کا ترقی پر جلال ہو ایسے فقرات کہے کہ دونون اس فصاحت وبلاغت پر خوش ہو
لڑکے سے کہا کچھ گا ولڑکے نے کہا مجھے فرصت نہین اسوقت شراب کی بھٹی پر جاؤنگا سا
شراب پینے والون کے گاؤنگا پیسہ پیسہ سب دیتے ہین چار چھ گنڈے ملجائینگے باوا کو ٹھے پر
گر پڑے انکا کولہ اتر گیا تان سنوار خان انکا لقب ہو سارے شہر مین مشہور ہین اب گھر کی رو
ہمارے ذمہ ہو گرد آباد نے کہا صاحبزادے دو چار آنے کیسے ہمسے روپیہ لو یہ کہکے روپیہ سامنے لڑکے
پھینکا لڑکے نے کہا دا حضور ہم پیسہ چیز لیتے ہین مان نے ہماری بتا دیا ہو چینی کے ٹکڑے نہ لینگے ہم پیسہ
لیتے ہین ملکہ حنا قہقہہ مار کر ہنسین کہا صاحب اس بیوقوف کی باتین سنتے ہو کیا کہتا ہو روپئے کو برا جا
گرد آباد نے کہا مین ابھی پیسے لاتا ہون یہ کہکے دوڑا ہوا گیا پیسے لایا کہا لو صاحب مین نے اس لڑ
کی خوشی کی پیسہ نکالکر پھینکا لڑکے نے پیسہ پاتے ہی ڈفلی کو درست کیا گنگنا کے یہ غزل گانے لگا

پہونچی جو دم شوق نظر یار کے سر تک — اللہ ری نزاکت کہ لگاب آئی کمر تک
ای روح نہ آنا قفس جسم سے ہو تنگ — آپہونچے ہین تیر نظر یار جگر تک
مر جائینگے پہلے دم رخصت طلبی سے — ہم خود سفری ہونگے ترے وقت سفر
کچھ دور نہین تیری نزاکت سے جو بل کھائے — مو زلف کے آئینگے اگر موے کمر تک
پابوسی کا کل کو کوئی آسیب نہ پہونچائے — شانہ بھی نہ آجائے کہین موے کمر تک

باتین راز و نیاز کی جانبین مین ہو رہی ہین ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کے کہا کیون ای خداوند آج اگر ہمارے قلعے مین ہوتے چالیس ہزار کنیزین ستر ہزار غلامان ترکی و رومی و چینی براے خدمتگزاری حاضر رہتے اسوقت دست بستہ حاضر ہوتے ہمارے تمھارے وصل کا سامان اور یہ بے لطفی شراب و کباب بھی میسر نہین یہ سنکر گرد آباد بھی رونے لگا کہا اے شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی مین بھی اُس گنبد پر خدائی کرتا تھا لاکھون بندے آتے تھے نذر و نیاز لاتے تھے جس شی کا نام لے دیا ہزار دن من حاضر ہوتی تھی اب ایک گلابی بھی شراب کی ممکن نہین مین ابھی شراب لاتا ہون یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھا ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست پر پرواز پیدا کر کے چلا کسی بھٹی سے ٹھرا مول لیا کچھ کابلی مٹر کچھ کچالو لیکر بتعجیل آیا وہ سب سامان ملکہ حنا کے سامنے رکھدیا کہا لو صاحب یہ حاضر ہے ملکہ حنا شراب کو دیکھکر اور زیادہ بیقرار ہو گئین کہا کیون صاحب ہم نہین جانتے کہ شراب کیونکر پیتے ہین جس وقت چرچا شراب و کباب کا ہوتا تھا غلامان گلعذار و قنیان ماہ رخسار جام بادۂ گلنار بصد لطف بیشمار لیکر حاضر ہوا کرتے تھے بخوشامد شراب پلاتے تھے آج یہ بے سامانی یہ حیرانی و پریشانی افسوس ایک ساقی بچہ بھی ممکن نہین ان کلمات حسرت پر عاشق و معشوق بلک بلک کر رونے لگے اپنے سامان عیش و نشاط یاد آئے ہر مرتبہ یہی کہتے ہین کہ ہائے اب شراب کیونکر پیئین کوئی انڈیل کے پلانے والا بھی نہین دونون عاشق و معشوق اس انتشار مین تھے کہ جنگل سے گانے کی آواز آئی کہ کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہے

نظم

ارمان نکلجائین کچھ عاشق مضطر کے — آنسو نہ مرے پونچھو رو لینے دو جی بھر کے
ہین دل کی طرح انکو پہلو سے لگائے ہون — سب زخم ہین راحت مین قاتل ترے خنجر کے
دیکھے جو غضب تیرے کچھ کہہ نہ سکے ظالم — ناسور مرے دل مین رہ رہ گئے منھ کر کے
کہہ دیتے ہو باتون مین جو حال گذرتا ہے — پڑھ لیتے ہو تم ابتو الفاظ مقدر کے
کسواسطے بیرخ ہو گھبرائے ہو کیون اتنا — دو باتین ہین عاشق کی قصے نہین دفتر کے
کچھ سیکھ لیا شاید انداز تمھارا سا — کیون صبح کے دامن مین منھ چھپ گئے اختر کے
پڑتی ہے نظر جسجا خالی نہین رقیبون سے — عاشق کے بھی دل مین ہین انداز ترے گھر کے

گرد آباد و حنا نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک گوّیے کا لڑکا زعفرانی جوڑا پہنے ہوئے کلاہ بخاری سر پر

بندھ جائیگا لیکن جس واسطے یہ جفا اُٹھائی وہ مطلب تو حاصل کر دن خوشی سے تو یہ عورت نہ مانیگی ایک
موہنی پڑھون کہ قلب اسکا اُلٹ جائے مثل میرے مجھپر عاشق ہو یہ سوچکر اُسی پہاڑ پر فرش بچھا ما
تکیہ لگا یا چند گلدستے سحر کے بنائے اُسی مقام پر رکھ رکھدیے ملکہ حنا کو ہوشیار کیا قفس سے نکالکر
اب جو ملکہ کی آنکھ کھلی دیکھا کہ وہی جلاد صاحب بیداد دست بستہ بیٹھا ہی منتین کر رہا ہی ملکہ حنا نے
ای شخص کیون اپنی اوقات ضایع کرتا ہی مجکو قتل کر مین تیرا کہنا کبھی نہ مانونگی گرد آباد نے سر پیٹ
کہا ارے ظالم مین تو تباہ ہوا دل پر چھریان چل رہی ہین ہڈیان جسم کی جل رہی ہین ملکہ حنا نے
کہا او ظالم ایک ہاتھ تلوار کا مارے بار سر اتر جائے اب دل قابو مین نہین ہائے میرا چاہنے والا میرے پہلو مین نہین نظ

اشک آنکھون مین ڈر سے لا نہ سکے
رہ گئے دیکھکر بُلا نہ سکے
گیا ہوے تیرے حوصلے ای اشک
گالیان بھی مجھے سُنا نہ سکے
پانون جو ہاکیے حنا کی طرح
لب تک اپنے سوال آ نہ سکے
اضطراب قضا ہوا یہ نسیم

دل کی بھڑکی ہوئی بجھا نہ سکے
تھین جو اُسمین حیا کی کچھ باتین
حرف تقدیر کو مٹا نہ سکے
گو بہت پاس غیر تھا لیکن
جب کوئی اور رنگ لا نہ سکے
نہ ملی اُسنے پانون مین مہندی
کر گلے بھی اُسے لگا نہ سکے

نہ ہلی جب زبان نزاکت
شکوہ میرا وہ لب پہ لا نہ
تھا یہ خطرہ کہین پسند نہ ہو
آنکھ ہمسے بھی وہ چرا نہ س
خامشی تھی بشکل زخم مج
رنگ اپنا عدو جما نہ سکے
ملکہ حنا نے اس طرح بیقرار

یہ اشعار پڑھے کہ گرد آباد اور بھی لپس گیا ہاتھ باندھنے لگا ملکہ نے جب نہ مانا منت و خوشامد
عاجز آیا ایک گلدستہ اُٹھا کر سنگھا دیا گلہاے سحر کی جو بو دماغ مین ہونچی رنگ حنا متغیر ہوا تھا
گر بیہوش ہوگئی گرد آباد نے اور سحر کیے بعد تھوڑے عرصے کے جو ملکہ کی آنکھ کھلی قلب لٹ
صورت گرد آباد کی دیکھکر کہا ای گرد آباد مجھے بھی تجھسے محبت قلبی ہی جو تیری خواہش ہو مین بسر
حاضر ہون ایسے چاہنے والے کسے ملتے ہین یہ جو حنا نے محبت کہا گرد آباد بھولگیا ہاتھ باندھکر کہ
تو غلام ہون عمر بھر خدمتگزاری کرونگا ملکہ حنا نے کہا جو تیری خوشی مین سب طرح موجود ہون اسوقت گرد آ
ملکہ کو پہلو مین لیکر بیٹھا کہتا ہی سنو صاحب مین کسی ملک مین چلکر سامان خدائی درست کرونگا تمکو نائب بنا
آپ خداوند بنکر بیٹھون رنگ بندھ جائیگا لاکھون مطیع ہونگے حنا کہتی ہین جو تمھاری خوشی مین سب طرح تابعدار ہ
اب عاشق و معشوق باتین کر رہے ہین معشوق بھی عاشق مزاج حسینان جہان کے سر کا تاج خوش بیٹھا

کچھ تمکو معلوم ہی کہ گرد آباد جادو کہان ہی اور قفس ملکہ حنا بھی لیگیا وزرانے عرض کی جسدن سے خداوند اُس
عورت کو لائے آٹھ پہر منت وخوشامد کرتے تھے لیکن ایسی عورت صاحب عصمت ہماری نگاہ سے نہین گذری
آب ودانہ بھی بند رہا قفس مین قید بھی گیا لیکن اُسنے یہی کہا کہ ای شخص قتل کریگا تجکو اختیار ہی اگر میری عصمت
کو ہاتھ لگائیگا مجکو زندہ نہ پائیگا سر ٹکرا کے جان دونگی ہاتھ مین الماس کی انگوٹھیان ہین انکو چبا جاؤنگی
میرا شوہر مجکو چھڑانے آئیگا نہین معلوم اُسپر کیا گذری لیکن غلام بخوبی جانتے ہین کہ گرد آباد فقرہ دیکے نکلگیا
بخبرا بھی ملکہ حنا کا لے گیا آپ کو دھوکا دے گیا امیر کو سناٹا آگیا کچھ جواب نہ دیا لیکن کوکب نے بعد
عرصہ دراز آنکھون مین آنسو بھر کے کہا ای شہریار آپ لوح کو ملاخطہ فرمائیے دیکھیے لوح مین کیا نکلتا ہی امیر
نے لوح کو ملاحظہ فرمایا لوح مین یہ مضمون نکلا کہ ای طلسم کشا والسّلام والاکرام مرحلے سب شکست ہوئے
لیکن گرد آباد جادو قفس ملکہ حنا کا لیکر نکلگیا اب مناسب یہ ہی کہ طرف مشرق کے جائیے ضرور ہاتھ آ
ہوگا امیر نے فرمایا ای بادشاہ ہمنے منع کیا تمنے دخل دیکر معاملے کو بڑھایا اگر تم دخل نہ دیتے تو بادشاہ
طلسم مارا جاتا ہم بحکم لوح قتل کرتے اسی وجہ سے ہمنے کئی مرتبہ منع کیا تمنے ہمارے کہنے کو خلاف جانا مقدمہ
طلسم مین ہم کیا کہین ہم ہی تلاش کرینگے اب بھی ہمارا کہنا مانو تم اسی قلعے مین بیٹھو ہم برائے تلاش گرد آباد
جاتے ہین سر بھی اُس مفسد کا لائینگے حنا کو بھی تمسے ملائینگے مناسب یہ ہی کہ تم ہلسے قدم نہ ہٹاؤ ہم
جاتے ہین تلاش کرکے لاتے ہین یہ کہکے مرکب منگوایا پشت مرکب پر سوار ہوئے کوکب کو خوب سمجھا ما
آپ پشت مرکب پر سوار ہوکے بحکم لوح طرف مشرق کے چلے آب حال بدمآل اُس خرس بادیۂ ضلالت کا
تحریر کرتا ہون کہ امیر تو پشت مرکب پر سوار ہوکر بتلاش گرد آباد جاتے ہین جہان ہو پہنچینگے حال خجستہ مآل
تحریر کرونگا مگر جب کوکب سحر کرتا ہوا مثل شیر غضبناک بالاے قلعہ ہو پہنچا جس طرح تحریر کرگیا ہون اُسطرح
مقابلہ کیا گرد آباد نے اپنی صورت کا جوان بناکر سامنے کوکب کے کردیا کوکب نے بطور رند گور مارا وہ
گرد آباد نہ تھا رنگی قتل ہوا گرد آباد سوچا کہ کوکب تو میرا کیا کرسکتا ہی مگر طلسم کشا جو لڑتا ہوا آتا ہی
اسکے سامنے مشکل پڑیگی یہ سوچکر صحرا مین اندھیرا کردیا اُسی اندھیرے مین قفس لیا پرپرواز پیدا کرکے ایک جانب
بھاگا ملکہ حنا تموج ہوا سے بیہوش ہوگئی تھین گرد آباد جب دس پانچ کوس نکل آیا ملکہ حنا قفس مین
بیہوش پڑی ہین ایک پہاڑ پر اُترا سوچنے لگا کہ اُسی عورت کی وجہ سے مقام خدائی چھوٹا طلسم مین آکر چھپا
وہان بھی نہ رہ سکا اب کسی اور ملک مین دعوئی خدائی کرونگا جاہلون کو تسخیر کرونگا پھر وہی رنگ

قبول کرتا ہی اشارون مین رفع کردیے آپ تیغے کو ٹیاٹ کر حبت کی پیچے پر پانون جمایا للکارا و بچ
مین آ پہونچا تو نے غضب کیا ایک عورت کو لاکر ایسا مبتلا یا مردان عالم سے مقابلہ کر خبردار قفس سے ہاتھ
ہٹائے بوٹیان کاٹ کے پھینکدونگا کئی افسر بڑھے اُن افسرون نے کوکب پہ سحر کیا کوکب نے کسی کو قبضہ مار
اُسکا سر پھٹ گیا کسی کی کمر مین ہاتھ دیکے اُٹھا لیا چو رنگ ہوائی قلم کیا چالیس پچاس افسرون نے اُس مقام پر
کیے کوکب نے سب کو جواب دیے کسی کے سحر سے ضرر نہ پہونچا اُن سب سردارون کو مار کر جب قریب گرد آبا
پہونچے اب تو گرد آباد اُٹھ کھڑا ہوا کچھ ہاتھ ہلایا کچھ آنکھون کو گردش دی پکارا یا سامری جمشید میری
کو آ ؤ اس ظالم کے ہاتھ سے بچاؤ کوکب جو برابر پہونچا گرد آباد نے ہاتھ تلوار کا مارا کوکب کی آنکھون
نیچے اندھیرا تھا فوج غم والم نے گھیرا تھا انتہا کا غصہ ہر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کے پھینکدی اسی اد
نے خنجر مارا کوکب نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک طمانچہ مارا سر گرد آباد کا اُڑ گیا یہان زیر قلعہ امیر نے علمدا
لشکر کو مارا علم فوج سرنگون ہوا ساحرون مین فریاد کی صدا بلند ہوئی کوئی پکارتا تھا ای شہریار آپ کا مذہب
قبول کرتے ہین دل وجان سے اطاعت کرتے ہین آپ کے دشمن کو مارین امیر فرماتے ہین تم اپنی
گرو دوسرے کا خیال نہ رکھو ساحر گرد پھر رہے دیکھ رہے ہین کہ ایک ایک کو سرفراز کر رہے ہین یہان
کوکب نے جو گرد آباد کو مارا ایک دناٹا ہوا زمین کانپی برقین چمکنے لگین صدائے ہاہو بلند آسمان سے
برس رہی ہی اس طرح کا اندھیرا ہوا کہ کوکب گرد آباد کو مار کر قفس ٹٹولتے پھرتے ہین قفس دستیاب
نہین ہوتا اس وقت کوکب کا گھبرا جاتا ہی کسی سے پوچھون کبھی مشعل سحر روشن کی کبھی آواز دی کہ ا
کوئی حاضر ہی چونکہ صاحب حکومت بادشاہ با اختیار ہی جیسے ہی یہ آواز دی کہ کوئی حاضر ہی ایک تن
تبلہ حاضر حاضر کہکے سامنے آیا کہا کیا ارشاد ہوتا ہی کہا ارے دیکھ تو قفس ملکہ حنا کا کہان ہی میری نظر
سے نہان ہی تبلے نے چار جانب نگاہ ڈال کے کہا اس مقام پر قفس نہین ہی کوکب نے کہا آخر قفس کہان گ
عرض کی غلام واقف نہین اب کوکب کی پریشانی آئینہ رخسار پر حیرانی یہان امیر نے سب کو
کر لیا سب ساحر مطیع الاسلام ہوئے اب روشنی ہو کوکب نے سر اٹھا کر دیکھا کہ لاشہ ایک زنگی کا پڑا لوٹ ما
قفس کا کہین نشان نہین سر جھکائے قریب امیر کے آیا کہا ای شہریار بڑا غضب ہوا مین تو لوٹ گیا کسی کا
نہ رہا ملکہ حنا کے قفس کا کہین پتہ نہین ملتا امیر نے زانو پر ہاتھ مارا کہا ای بادشاہ تمنے ہمارا کہنا نہ مانا مق
مین دخل دینا مناسب تھا ہم ہر مرتبہ منع کرتے تھے وزیر دن امیرون کو بلاؤ وزرا و امرا حاضر ہوئے امیر نے د

وشن تاریک مین یکسان مزا تجکو ملا	مصحف رو کا ترے نقطہ مین سمجھا خال کو
صطفےٰ سے ہو تجھے چشم شفاعت ای نسیم	بخش دیگا ایزد بے حق تمہارے افعال کو

س بیقراری سے کوکب نے یہ اشعار پڑھے کہ سننے والے رونے لگے سب نے عرض کی ای شہنشاہ صبر کیجیے
ل پہ جبر کیجیے حقیقت مین آپ نے بڑے صدمے اُٹھائے اب وقت ملاقات قریب آگیا کوکب نے کہا
ب مین نہ مانونگا یہ کہکر بڑھا ہر چند ساتھ والون نے کہا کوکب نے کسی کا کہنا نہ مانا آگے بڑھتا ہوا
یلا جاتا ہی امیر اب بھی پکار رہے ہین کہ ای بادشاہ میرے پاس آنے کا ارادہ نہ کرنا ورنہ بہت پچھتائیگا
وکب غیظ وغضب مین سنگ ریزے ہاتھ مین لیے آگے بڑھا وہان امیر خندق سے چند قدم پیچھے ہٹے ہوئے
ڑے ہین کہ کوکب کا نعرہ ہوا آوازدی باشید ای ساحران بچیا مین آپہونچا دیکھون تو کیا سحر
رتے ہو یہ کہکر گولہ مارا گئی ہزار ساحرون کے سر کٹکر گرے زمین کانپی دو تین سحر جو کوکب نے کیے کئی لاکھ
ادوگر مرکر گرے کوکب بڑھتا چلا جاتا ہی ہر چند کہ وہ وقت ہی کہ بھائی کو بھائی باپ کو بیٹا نہین
وچھتا مگر امیر اُس حال پر ملال مین بھی پکار رہے ہین کہ ای شاہ کیا کرتا ہی کوکب کسنتا ہی چلا ہی جاتا ہی آخر
ریب خندق پہونچا یہ تو ظاہر ہی کہ کوکب کا سحر مین مثل نہین ایک گولہ جو مارا تو خندق مین آگ جل رہی
تھی پانی برسا آگ بجھ گئی شعلے بھڑکنا موقوف ہوئے امیر بھی ایک جانب لڑ رہے ہین علمدار کو مارا علم
وج کو قلم کیا کسی مقام پر نہین رکتے کوکب تو شعلۂ جوالہ بنا ہوا خندق کو فرایا جادوگرون نے جو آگر روکا
ایک سحر مین دس دس ہزار کو مارا کبھی دو ششتر زمین پر مارا غار پیدا ہوا دس بیس ہزار ساحر اسمین غرق
ہوگئے نخل گرائے اسمین ہزارون کو پامال کیا امیر بھی خندق کو فرائے اُس پار ہو چکے کوکب تو برق
جہندہ ہی امیر سے ہزارون قدم آگے بڑھگیا بیچا ہیکل کو آگے گرا دیا ٹیک کر تلوار کو جست کی اُسوقت
امیر کی بیقراری کہ ای بادشاہ کہان آتا ہی کیون میری مشقت کو مٹاتا ہی کوکب کو کیونکر رکے ملکہ حنا
وکب کو دیکھکر بیقرار ہی چیخ رہی ہی کہ ای شاہ عالیجاہ مجکو اس ظالم کے ہاتھ سے بچائیے سات دن
گذرے یہ مصیبت اُٹھاتے ہوئے کاشکے میری جان نکلجائے اس ظالم کے ظلم سے سامری بچائیے
ب صبر نہین ہوسکتا ای میرے بادشاہ مجکو اس ظالم کے ہاتھ سے اگر بچائیے کوکب یہ صدائین سنکر
پنے ہوش مین نہین ہی امیر تو لڑتے بھڑتے تا بہ در قلعہ پہونچے ہین اور کوکب تو جست و خیز کرتا ہوا بالا
ہ پہونچا گرد آباد جادو سے کلام ہونے لگے دو گولے گرد آباد نے کوکب کو مارے کوکب ملا اسکے سحر کو کب

قلعہ ایک تخت زبرجدی بچھا ہی ایک ساحر سیہ فام تاج یاقوتی سر پر تکبر و نخوت وہ بدسیرت تخت پر بیٹھا ہ
ہزارہا وزیر و امیر گھیرے ہوئے بیٹھے ہیں اور قفس ملکہ حنا گلگون پوش کا آگے رکھا ہی ہر مرتبہ قفس پ
ہاتھ رکھکر کہتا ہی ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان تیرے واسطے مین نے یہ جفا اُٹھائی سارا طلس
برباد ہوا مقام خدائی چھوٹا مرحلہ جات شکست ہوئے طلسم کشا لڑتا ہوا آتا ہی دیکھیے اب کیا ہو جاد
بچے یا نہ بچے یہ جو کوکب نے دیکھا اپنے آپ سے باہر ہو گیا اور یہ بھی دیکھا کہ صاحبقران کو لاکھون
جادوگر گھیرے ہین وار پڑ رہے ہین مگر نہنگا نہ دبلنگا نہ لڑتے ہوئے جاتے ہین نعرہ پر نعرہ بلند ہی ہر مرت
فرماتے ہین او ملعون و بیدین مین نے تجکو بچایا تا خبردار معشوقۂ شاہ کو ہاتھ نہ لگانا اگر مرد ہی تو زیر قلعہ آ
مجھسے مقابلہ کر تو جرأت تیری دیکھین شل وزردون کے کیا حرکات بیباکانہ کرتا ہی کسی کے ناموس پر
دست اندازی یہ حیلہ سازی وہ ساحر جواب دیتا ہی او طلسم کشا تو نے آکر یہ قیامت برپا کی ورنہ اس
بادشاہ کی کیا حقیقت تھی کہ بدولت تنگ آتا یا مجھسے آنکھ ملاتا یہ کلمات جو گرد آباد نے کہے کوکب نے
کہا اور مزا دیکھیے یہ ملعون مجھسے مقابلہ کرتا ایک سحر مین تجھے نکہ دون خاک مین ملا دون اب مین نہ رکونگا یہ کہ
کوکب چلا امیر نے پھر آواز دی ای بادشاہ خبردار لڑائی مین شریک نہ ہونا اب تھوڑا زمانہ تکلیف کا
اور باقی ہی کوکب نے کہا اب مین کب باز آتا ہون میرے کلیجے پر چھریان چل رہی ہین مین معشوقہ کو دیکھتا ہون
قفس مین گرفتار میرا دل کیونکر مانے جان دونگا ایک اشارے مین آگ لگا دونگا اس ملعون کا غرور مٹا دونگا
لاکھ کہا کرین مین اب نہ سنونگا ضرور جا پڑونگا اپنی تو یہ کیفیت ہی

نظم

غور کرنا دوستو مجھ ناتوان کے حال کو — آئنہ محتاج نظارہ تمثال کو
دیکھنا تھا ہائے کس پردہ نشین کے حال کو — خاک کے پتلے مین آئی روح استقبال کو
سر کٹے لاکھون بلا سے آبرو باقی رہی — شمع نے جنبش نہین دی پاے استقلال کو
بڑھتے بڑھتے اشک دامن تک گذر کرنے لگے — رفتہ رفتہ گود مین لینا پڑا اطفال کو
کاتب تقدیر کو کچھ اور بھی منظور تھا — لکھتے لکھتے رکھدیا نقطہ بنا کر خال کو
تاج گوہر سر پہ پہنا آبلون سے خار نے — وقف صحرا کر دیا ہمنے جنون کے مال کو
بے تکلف جلوۂ حسن صنم تھا اسقدر — مہر کو سمجھ مہ کو عارض برق سمجھا چال کو
اب نہین حاجت جو ہون ممنون عیسی و قضا — جنبش لب یار کی کافی ہی دونون حال کو

جا پڑتا ایک سحر مین سب کا خاتمہ کر دیتا مگر ہاے وہ میری بات نہین مانتا اپنی جرأت پر ناز ہو مین طعن تشنیع نہ کرتا انکو یہی بڑا خیال ہو کہ جرأت مین فرق پڑیگا مجکو اسکا خیال بھی نہین ہماری انکی صلاح سے یہ معاملہ ہوا ہو یہ ناحق کا انکو خیال ہو یہ کہتا ہوا **کوکب** صف سے بڑھا یہان **صاحبقران** لڑتے بھڑتے قریب علمدار کے علمدار نے ہاتھ تلوار کا مارا **امیر** نے روک کے وار کیا مع علم علمدار کے دو ٹکڑے کیے علم لشکر سرنگون افسر کا کلیجہ خون ہو ہوا کہ طلسم کشا نے علمدار کو مارا قضاے کار امیر نے پلٹ کر دیکھا کہ **شہنشاہ کوکب** تاج کج کرتا ہوا دس قدم آگے بڑھ آیا چاہتا ہو کہ گولہ نکالون مدد کو **صاحبقران** کی جا پڑون **امیر** نے پکار کر آواز دی ای بادشاہ خبردار میری مدد کو نہ آنا یہ سنکر **کوکب** نے سر پیٹ لیا کہا لو صاحبو سنا تمنے ابھی تک وہ ہی باتین چلی ہین وہ کبھی میرا کہنا نہ مانیگا آخرکار مارا جائیگا انتہا کا بلوہ ہو اکیلا کس کس کو روکے کس کس کو ٹوکے یکہ تاز میدان جلالت شیر بیشۂ جرأت کیا تعریف کرون جہان یہ جلالت ہو وہان یہ حماقت بھی ساتھ ہو کسی کی بات نہین سنتے وہان **امیر** نے لوح کو دیکھا اسم حاشیۂ لوح پکار کر پڑھا نعرے کرتے ہوئے چلے قضاے کار افسر نے جو دیکھا کہ علمدار کو طلسم کشا نے مارا میری جانب آتا ہو حیران ہو گیا سمجھا کہ طلسم کشا سے میری جان نہ بچیگی زمین پر گرا غلطک مار کر پر پرواز پیدا کیے اڑ کر چلا **امیر** کی نگاہ لوح پر پڑی نوشتہ پایا کہ اگر یہ اڑ کر نکلگیا تو بڑا نقصان کریگا **امیر** نے قربان سے کمان ترکش سے تیر تین بھال کا نکالا تاک کر مارا تو وہ سینے پر پڑا مہرہ پشت کو توڑ کر پار گذرا جسم سے اسکے بجاے خون شعلہاے آتش نکلے ساحرون پر گرے ساحر جلنے لگے **کوکب** اچھل پڑا کہا صاحبو ناز اسکا بیجا نہین ہو کیا کمال کیا **افسر** کو بھی مارا ساتھ والے بھی اسکے جلنے لگے مگر مقام افسوس ہو کہ ہمارا مطلب ابتک ظاہر نہ ہوا نہ تو **حناے گلگون پوش** کا حال معلوم ہوا نہ وہ ملعون گرد آباد جادو معلوم ہوا **کوکب** تو مثل ماہی بے آب تڑپ رہا ہو لیکن **افسر جادو** کے مرتے ہی اسطرح کا ڈنکا ہوا کہ زمین تھرا گئی اسطرح کا غبار اڑا کہ تمام صحرا تاریک ہو گیا اپنا ہاتھ اپنے کو معلوم ہوتا زمین تھرا رہی ہو **کوکب** کہتا ہو یارو اب تو میرا ضرور کام ہو مشعلہاے سحر روشن کرون رات کا دن کر دون مگر وہ ظالم میرا کہنا نہ مانیگا کس غضب کا اندھیرا ہو فوج غم والم نے گھیرا ہو نہین معلوم اس شیر بیشۂ جرأت پر کیا گذری **کوکب** یہ کہہ رہا تھا کہ پھر ایک صداے مہیب آئی صحرا تمام روشن ہوا **کوکب** نے دیکھا اس صحرا مین ایک قلعہ سر بہ فلک کشیدہ برج ہاے کنگرے آراستہ لکھو در لکھو ساحر اندر سے قلعے کے چلے آتے ہین یہی ہلڑ ہو کہ طلسم کشا کو پکڑ لو زندہ نہ بچنے پاے اسنے بڑے بڑے ساحرون کو مارا اپنے بھائیون کا بدلہ لین مراد بر آئے جو طلسم کشا گرفتار ہوا دربالاے

نازہی یہان امیر معروف جنگ ہین یہ بھی خیال ہی کہ ایسا نہ ہو کہ یہ بادشاہ آپڑے تو باعث خرابی
لڑنے مین بھی منع کرتے جاتے ہین جب چہار جانب سے تلوارین خنجر نیزے وغیرہ پڑنے لگے ہر
کر صاحبقران ہمہ تن چشم بنے ہوے لڑ رہے ہین ہزار ہا حربہ پڑ رہا ہی کس کس کو روکین زخمی بھی ہو
لگے جسم جو صاحبقران کا تیرون سے مشبک ہوا کوکب نے ساتھ والون سے کہا کیون صاحبو
اب ساحرون نے گھیر لیا اکیلے کس کس کو مارینگے زخم بھی جسم پر پڑنے لگے کئی زخم کھا چکے اب
سامری و جمشید اسکو بچائین ایک سحر مین سب کا خاتمہ کر سکتا ہون مگر وہ نہین مانتا اپنی ہی کہے جا
زخم بھی اُٹھائے یہی کلام ہی کہ میری مدد کو نہ آنا افسوس ہمارا کچھ مطلب ہوا اُس شخص کی جان پر بنی
آخر کیا کرین تمام ساحر و غیر ساحر یہی کہینگے کہ کوکب روشنضمیر نے امیر کو قتل کرایا صاحب اختیار
مجبور رہا اس حال کو کون دیکھے کہ مین دمبدم کہتا ہون تین لاکھ ساحرون سے اکیلے کی جنگ
عقل سے دور ہی یا خداوند سامری و جمشید بندہ آپ کا کسی بات مین کم نہین لیکن اس شخص کے
نے اسکی جان لی یہ کہتا ہو ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ بڑھون صاحبقران منع کرتے ہین کوکب بڑھ
رکجاتا ہی لیکن امیر نہنگا نہ دلیرانہ لڑتے ہوئے طرف افسر کے جاتے ہین چاہتے ہین کہ جا کر اف
مارون افسر دور کھڑا ہی ساتھ والون کو ترغیب دے رہا ہی ہر مرتبہ پکار کر کہتا ہی یارو کیا غیرت
بات ہی ایک اکیلے پر تین لاکھ ساحر ٹوٹے ہوے ہین مقام غیرت ہی ارے چہار جانب بلوہ کر
ٹوٹ پڑو کیا ایک ہی مرتبہ سب قتل ہو جاؤگے امان نہ پاؤگے افسر جادو جو سب کا افسر ہی جس
اس طرح ترغیب دیتا ہی تمام ساحر جو بلوہ کرتے ہین ہزار ہا تلوار و خنجر امیر پر پڑ رہے ہین کس کس
اپنے کو بچائین ضرور ہا یک دو وار جسم اقدس پر پڑتے ہین تمام جسم غربال بنا ہوا ہی مگر رستمانہ لڑ رہے ہ
جسم غول پر جا پڑے درہم و برہم کر دیا میدان لاشون سے بھر دیا جسم سے سراپے خون کے بلند نا
وردمند مرکب طرارے بھر رہا ہی صاحبقران کو بچاتا ہی مگر چہار جانب سے حربے پڑ رہے ہ
کبھی لوح کو چمکاتے ہین ہر مرتبہ یہی قصد ہی کہ اپنے کو تا بہ افسر جادو پہونچاؤن ساحر نہین جا
دیتے ہین اگر ایک غول ہٹا یا دس غول آکر جھگئے امیر کو بڑھنے نہین دیتے کوکب نے جو یہ معرک
گھبرا کر گھوڑے سے کود آستین چڑھائین ساتھ والون سے کہا یارو اب مین نہ رکونگا اب حمز
قتل ہوا چاہتا ہی میرا دل نہین مانتا کیا سخن ناشنو ہی مجکو پکارتا نہین اگر آواز دیتا مین فو

نقب میں کو دنا کیا غرضکہ صحرا سے گزرا ایک جادوگر کرگدن پر سوار پشت پر تین لاکھ ساحر
ہا تھون مین حربہ ہائے سحر لیے ہوئے وہ ساحر للکارتا ہوا طلسم کشا کہان گیا کوکب نے کہا مین
جا کر اس کل لشکر کو ایک سحر مین غارت کر دون سب نے کہا آپ دخل نہ دیجیے وہ ہر مرتبہ منع کرتے
مین یہ ذکر تھا کہ آسمان سے نعرۂ شیر کی آواز آئی کوکب نے دیکھا کہ صاحبقران پشت پر طائر کے
سوا تعجیل چلے آتے ہین طائر نے آکر صاحبقران کو اتارا زمین پر آتے ہی امیر نے اپنے نام کا نعرہ کیا

نعرۂ امیر تصنیف مصنف
منم قاتل کافران جہان
ید برفت گنجاب ملعون فرار
گذر چون بجولانگہ قاف شد
لرزہ فتادند دیوان قاف
را نجا ہو جاہ و ادب یافتم

منم صاحب چتر و تیغ و علم
ز تیغم گریزندہ نوشیروان
چو در باختر جنگ شد آشکار
جزائر پر از عدل و انصاف شد
سمندون بدبخت گشتہ شکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

امیر عرب حمزۂ ذیحشم
چو رفتم بسنجان پے گیر و دار
شدہ بر سرم فتح و نصرت نثار
زدم دیو عفریت را ہر مصاف
شدار جنگ ہیبت میں ذلیل و نزار

تلوار کھینچکر مجمع ساحران پر
جا پڑے تین لاکھ ساحرون نے امیر کو چار جانب سے گھیرا ہوا امیر معروف جنگ ہین لوح چمکا رہے
مین جبیر عکس پڑا وہ نابینا ہو گیا وہ جو سب کا افسر ہو اُسنے پکار کر آواز دی یارو کیا کرتے ہو اِس
دان پر سحر نہ کرو تلوار و تیر و تفنگ سے مار لو اب سب ساحرون نے تلوار کھینچی صاحبقران پر جرلے پہنے
لے کوکب سر پیٹ رہا ہو پکارتا ہو اے امیر اپنے دین و مذہب کا واسطہ مین آپ کی جرأت پر ناز کرتا ہون
اب مجھے اپنے پاس آنے دیجیے مین ایک سحر مین زمین اُلٹ دونگا یہ لوگ میرے ہاتھ سے مہلت
نہ پائینگے ایک سحر مین بھاگ جائینگے اگر کہدون تو اپنے ہاتھ سے اپنے گلے گاٹ لین تم اپنے کمال کے
آگے کسی کی حقیقت نہین جانتے امیر نے بآواز بلند فرمایا خبردار اے بادشاہ میری شرکت کا ارادہ
نہ کرنا انشاء اللہ اس لڑائی کو فتح کر لونگا ان سب بیحیاؤن کو شکست دونگا تمھاری آرزو کا
وقت بھی آتا ہو تم فقط تماشا دیکھو کسی بات مین دخل نہ دو ورنہ غضب ہوگا کوکب نے سُنہ پیٹ کر
کہا لو یارو سُنا وہ تو بڑا مغرور ہو عقل و فراست سے دور ہو اپنی ہی کہے جاتا ہو تین لاکھ آدمی
ایک شخص کو گھیرے ہین کس کس کو جواب دیگا ایسا نہ ہو کہ دشمن اسکے مارے جائین میرا دل کانپ
رہا ہو کہ امیر کو کوئی زوال نہ آجائے سب جادوگر کہتے ہین آپ تو ہر چند فرماتے ہین اُنکو اپنی جرأت پر

مثل ہیزم خشک جلنے لگی او کنیزین پیٹ رہی ہین پکار تی ہین اے ظالم ہمنے پہلے ہی کہا تھا کہ طلسم کشا سے
فراق مین رہ کہان ہمارا کہنا نہ مانا اپنے کو بلا مین پھنسایا کنیزین لپٹین وہ بھی جلنے لگین باغ سے صدا
ہا ہو آنے لگی کوکب نے یہان ہمیرٹ لیا کہا تو صاحب طلسم کشا نے غضب کیا ایسی معشوقہ خوبرو کو جلا
وہ ہاتھی جو نابینا دروازے پر کھڑا تھا اُسنے جو یہ آواز مہیب سنی دورا باغ پر ایک ٹکر ماری مثل انسان
کے آواز دی اے فیلان فیلسوار اب اپنے کو ظاہر کر طلسم کشا نے گلشن کو جلا دیا مین تو نابینا ہو
تیری جرأت کا وقت ہے یہ جو کہا اندر سے اُس دیوار کے ایک جادوگر بشکل مہیب بصورت عجیب
غریب نکلا تیغ برہنہ ہاتھ مین کہتا ہوا ارے غضب کیا میری معشوقہ کو مارا مین آج لٹگیا معشوق پر چہرہ
جھٹ گیا یہ کہکر فیل پر سوار ہوا تیغ برہنہ لیکر چلا صاحبقران ایک گوشے مین کھڑے ہین وہ فیلسو
تیغ جمکاتا ہوا جب قریب امیر ہونچا کوکب سے ضبط نہ ہوسکا پکارکر آواز دی اے طلسم کشا واسط
اپنے دین و مذہب کا حکم دے تو مین آجاؤن یہ ساحر بردست ہے قیامتین برپا کریگا ایک اشارہ کر
کہ برق اسپر چمککر گرے مع فیل دو ٹکڑے ہون امیر نے فرمایا خبردار میرے پاس آنیکا ارادہ نہ کرنا و
سب معاملہ بگڑ جائیگا کوکب نے سرپیٹ کے کہا مار ڈالتے ہو اپنی ہی کہے جاتا ہے یہان فیلسوا
نے جیسے ہی ہاتھ مارا امیر نے بجائے سپر کے لوح کو آگے کر دیا وار اُسکا قریب سر صاحبقران
تلوار سے ایک شعلۂ آتش نکلا اپنی آگ مین آپ ہی جلنے لگا کوکب نے کہا لو یار و اسکا سحر الٹ
جو اُسنے چاہا تھا وہ نہ ہوا اگر پورا تیغہ پڑتا دو ہی ٹکڑے ہوتے اب جو وہ ساحر جلنے لگا جسم سے
اُسکے شعلۂ آتش اسقدر نکلے کہ تمام باغ آتش بہار ہوگیا ہر دیوار و در سے آگ نکلتی تھی امیر باغ سے
باہر نکل آئے تھوڑے ہی عرصے مین وہ باغ جلکر خاک ہوگیا کوکب نے دیکھا کہ ایک لاشہ پڑا ہے
ہے فیلسوار اور فیل کا پتہ نہین امیر نے پکار کر آواز دی اے بادشاہ یہ معاملہ حیرت افزا دیکھا یہ وہ
معشوقہ خوبصورت ہے دیکھو اب کیا کیفیت ہے کوکب نے کہا دیکھین ہمارا مطلب کب ظاہر ہوا
نے فرمایا انشاء اللہ سب کیفیت ظاہر ہونگی کل منسوبات اسی صحرا مین ہین یہ کہکر امیر نے اپنے نام کا
نعرہ کیا ایک مرتبہ آواز دی اے افسر لشکر گرد آباد اپنے کو ظاہر کر اُس صحرا مین ایک نخل خیار
یہ کہتے ہوئے قریب اُس نخل کے پہونچے آخر اُس نخل کو بقوت صاحبقرانی اکھیڑا نخل زمین
گرا ایک مہرۂ نقب کا ظاہر ہوا صاحبقران اُسمین جھانک پڑے کوکب نے کہا اور غضب دیکھ

کوکب نے کہا یار جیسی معشوقہ خوبرو ہے ویسی ہی کنیزین بھی حاضر ہوئین اب وہ معشوقہ کے ساتھ چہلین کرینگے طلسم کشائی ہو چکی سب کہ رہے ہین حضور ایسی عاشق ملی اب کاہیکو وہانسے اُٹھینگے جب کنیزین آئین تو اس نازنین نے کہا ارے منحوسو کیا ٹکر ٹکر دیکھتی ہو مہمان عزیز کے واسطے شراب لاؤ ایک کنیز دوڑکر گلابی شراب کی لائی جام بلورین لبریز کیا اسنے پنجۂ نگارین پر رکھکر عرض کی یہ جام محبت ہے نوش فرمائیے کوکب رشک مین مرا جاتا ہے کہا لو صاحب اب شراب و کباب کا چرچا ہوا اب عیش و طیش ہین کوکب آتش رشک پر لوٹ رہا ہے کہتا ہے یارو یہ جوان کیا صاحب نصیب ہے معشوقہ خاطر کر رہی ہے اپنے ہاتھ سے جام پلاتی ہے وہ چپکے بیٹھے ہین منھ سے بھی نہین بولتے یہان یہ نازنین مہ جبین جو جام ہاتھ پر رکھکر مسکرائی سفیدی و براقی دانتون کی برق چمکی خرمن ہوش و حواس کو جلا دیا صاحبقران کا دل دھڑکا یا تو ہاتھ بڑھایا تھا کہ جام لیلون دل جو دھڑکا ہاتھ رکا اس نازنین نے کہا کیون حضور وسوسہ کرتے ہین یہ جام نوش فرمائیے خیال خیر و شر دل سے دفع ہو یہان کوکب کہ رہا ہے یہ نخرہ تو جوان کا دیکھو وہ مہ جبین تو بمحبت جام پلاتی ہے وہ ہاتھ نہین بڑھاتے نہین معلوم کیا منظور ہے میرا دل گھبراتا ہے اس شخص کی ناسمجھی پر غصہ آتا ہے یہ نہین منھ سے نکلتا کہ صاحب بیٹھ جاؤ یہان امیر کو خیال آیا کہ تمنے لوح کو نہین دیکھا اسی وقت طرف لوح کے متوجہ ہوئے دزدیدہ نگاہ لوح پر ڈالی نوشتہ پایا اے طلسم کشا داہی سیارا این عجائبات اگر گلشن جادو اپنے دام مکر مین پھنسائے اور شراب پلانیکا ارادہ کرے خبردار شراب نہ پینا لوح قبضے سے نکلجائیگی پتھر کے ہو جاؤگے کوئی رہا نہ کر سکیگا جام اسکے ہاتھ سے لیکر اسی پر پھینک مارو پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھو امیر جب نوشتہ لوح سے مطمئن ہوگئے ہاتھ بڑھایا کہ لاؤ صاحب شراب پلاؤ اس نازنین نے ہاتھ باندھکر کہا میرا دل گھبراتا ہے ایسا نہ ہو کہ آپ میرے ساتھ دغا کرین امیر نے فرمایا اے معشوقۂ خوبرو کون ایسا کور ظاہر اور کور باطن ہوگا کہ تیرے ساتھ برائی کرے کہا مین ڈرتی ہون بڑے بڑے مکارون سے آپ کو سابقہ پڑیگا مین مدت سے آپ کی مشتاق تھی اب جو جمال جہان آرا دیکھا میرے ہوش درست نہین ہین سب طرح کے خیال آتے ہین ہاتھ بڑھاتی ہے جام دیتے انجام کے خیال سے رکجاتی ہے ابکی جو اسنے ہاتھ بڑھایا امیر نے زبردستی جام لیا گلشن ہان ہان کرتی رہی امیر نے وہ جام اسی پر پھینک مارا اسنے ایک چیخ ماری کہ او ظالم یہ کیا کیا مین مٹتی ہون تو بھی زندہ نہ بچیگا او فیلان خود سر لینا ایسے فقرات کہتی جاتی ہے ہر موے جسم سے شعلۂ آتش نکلے

مائل ہوئی اشعار مین کہتی تھی کہ طلسم کشا صاحب تشریف لائین تو مین شرکت کرون فیلان جادو
زمانا آپ کے روکنے کو گیا آخر بھڑوے نے سزا پائی اندھا ہوا اب آپ میرے ساتھ آیئے مین سامنے
طلسم کے پھلون اس ناز و نیاز سے اُس نازنین نے باتین کین کہ صاحبقران بیقرار ہوگئے اس ناز
نے ہاتھ بڑھا کر نہایت تکلف سے گنگنا کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنا شروع کیے **نظم**

غرق بحر اشک ہین کیا حاجت دامن ہمین | چشم تر ہر روز پہناتی ہی پیراہن ہمین
رہنمائی تیرگی ہی منزل مقصود مین | شمع کی صورت فروغ رشتۂ گردن ہمین
امتحان تیغ قاتل آج کرنا ہی ضرور | چاہیے ہی اور بھی گردن تہ گردن ہمین
دیکھکر مجکو گریبان چاک کہتا ہی ہلال | لیجیے ہمسے گریبان دیجیے دامن ہمین
بعد مردن بھی نہین شان جنون مین کچھ کمی | چاک ہر جا سے ملا ہی پہلو مدفن ہمین
فرط کاہش سے یہ حالت ہی کہ برسون ہوچکے | خواب مین بھی اب نہین آتا خیال تن ہمین
اب کسے ہی فرصت منت کشی ای باغبان | داغ دل دکھلا رہے ہین جلوۂ گلشن ہمین
آہ آتش بار سے طوق وسلاسل ہین گداز | موم سے بھی نرم ہی سنگینی آہن ہمین
غیر ممکن ہی امید صحبت پہلوے دوست | کم نہین رنج قضا سے منت دشمن ہمین

اس سوز و گداز سے یہ اشعار اُس مہ جبین نے پڑھے کہ امیر کو پسینہ آگیا ہاتھ پانون مین رعشہ آ
ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا کوکب نے یہان لوگون سے کہا ہاے کیا معشوقہ حور پیکر طلسم کشا کو ملی
معشوق عاشق مزاج امیر اُسکے ساتھ ساتھ محبت باتین کرتے ہوئے چلے وہ نازنین قدم با قد
عذر کرتی جاتی ہی کہ مجبر یہی عنایت صرف رہنے تھوڑے ہی عرصے مین طلسم فتح کیجیے مین آپ
خبر دیتی ہون کہ بادشاہ طلسم آمادۂ جنگ ہی لشکر جمع کر رہا ہی آپ ایسے وقت پر پہونچین کہ وہ لشکر
نہ جمع کرنے پائے اگر اُسنے لشکر جمع کرلیا مشکل پڑیگی ایک جان کے لاکھون دشمن ہین آپ کا
آپ کو بچائے امیر باتین کرتے ہوئے بارہ دری مین تشریف لائے کوکب غیرہ بہ نگاہ غور د
رہتے ہین اُس نازنین نے امیر کو لاکر مسند پر بٹھایا اور پکار کر آواز دی ارے سب مرگئین ہمارے یہان مہ
آیا تم سب کہان گئین اری گلشن و غنچہ دہن و شیرین ادا و سرو قد اس طرح دس پانچ نام لیکر پکا
کچ باغ سے چالیس کنیزان مہ جبین بہ ناز و کرشمہ سامنے آئین جھک کر سب نے سلام کیے شعلہ جوالہ نی

برکت لوح سے کوئی ساحر ہمکو قتل نہین کر سکتا کوکب نے کہا یہ آپ ہی کا کلیجہ ہر ورنہ ایسے مقام پر انسان
بدحواس ہو جاتا ہر امیر نے کہا اگر ایسا کلیجہ نہوتا تو طلسم کشائی پر کیون ہاتھ ڈالتے یہ مقدمات جانبازی
ہین اب ہم دوسرے مرحلے پر جاتے ہین اے بادشاہ اتنا خیال رکھنا کہ کسی مقدمے مین ہمارے دخل نہ دینا
ل منسوبات طلسمی اسی صحرا مین ہین اب ظاہر ہونگے کوکب نے کہا اچھا جائیے جب امیر آگے بڑھے
کوکب نے ساتھ والون سے کہا یارو اصل یہ ہر کہ یہ جوان پتھر کا کلیجہ رکھتا ہر ہم تو اسکی بہتری کو کہتے ہین وہ
ینی کیے جاتا ہر اب ان ساحرون کے مقابلے مین اتنا عرصہ گذرا مین ایک گولے مین سب کا کام تمام
کر دیتا ساتھ والے کہتے ہین حضور ایسے ہی ہین یہ جوان اپنی شوکت نمائی چاہتا ہر اب بات بن بری ہی
یا فقرے بناتے ہین کہ اسی صحرا مین منسوبات طلسمی ہین یہ خیالی باتین ہین انکو سب کچھ معلوم ہو گیا یہان تو
یسی ایسی باتین ہو رہی ہین امیر نے صحرا مین آکر ایک نعرۂ شیرانہ کیا اور آواز دی اے بران آدمخوار
کیون دیر لگائی ہر میرے مقابلہ مین نہین آتا یہ کہکر کوئی اسم پڑھا کوکب نے دیکھا اسی صحرا مین ایک
باغ ظاہر ہوا دروازے پر باغ کے ایک فیل مست کھڑا جھوم رہا ہر امیر قریب اُسکے پہونچے کوکب کے
تو ہوش اُڑے کہا لو یارو غضب ہوا یہ جوان زبردستی ہاتھی کے پاس جاتا ہر دیکھیے اسپر کیا گذرتی ہر
گر ہمکو ناشنو نہ ہوتا تو مین جاکر ایک چٹکی خاک ڈالدیتا فیل جلکر خاک ہو جاتا ہر سب نے کہا حضور وہ
کا ہیکو مانیگا مگر صاحبقران بڑھکر چاہتے ہین کہ اندر دروازے کے جاؤن فیل مست سد راہ ہوا
امیر نے تلوار کھینچی فیل مست نے دھڑوکا مارکر ایک گھونسا مارا امیر نے لوح کو چمکایا فیل زر فیل مارکر
بنیا ہوا بھسونڈے سے امیر کو ٹٹولنے لگا امیر اُسکے پہلو سے نکلکر باغ مین داخل ہوئے کوکب نے
کہا یارو کیا عقلمند ہر کس مزے سے اندر باغ کے گیا اب جو نگاہ غور دیکھا صاحبقران اندر باغ کے گئے
روش پر ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین دریائے جواہر مین غرق لباس فاخرہ پہنے ہوئے ٹہل رہی ہر
جھلکر صاحبقران کو سلام کیا ہاتھ باندھ کر عرض کی قربانت شوم آپ اسقدر کیون تکلیف کرتے ہین
میرے ساتھ چلیے مین بادشاہ طلسم کا سامنا کر دون بحکم لوح اُسکو قتل کیجیے ورنہ راہ دور و دراز ہر
سالہا سال مین بھی آپ نہ پہونچینگے مین عرصۂ دراز سے بندگان عالی پر عاشق ہون میرے بزرگون
نے مجکو سمجھا دیا تھا کہ طلسم کشا کے ساتھ سرکشی نہ کرنا ورنہ قتل ہو گی مین نے بزرگون سے کہا طلسم کشا
کی تصویر مجکو دکھا دو اُن ستارہ شناسون نے آپ کی تصویر کھینچکر دی مین تصویر دلپذیر دیکھکر

بڑا ساحر ہر علم شعبدے سے خوب ماہر ہر دیکھو کیا کیا کام کر رہا ہر بہت بڑا صاحب اختیار ہر اسی سے
مجکو منع کر رہا ہر اپنی شوکت نمائی چاہتا ہر خیر اسکا نمبر اللہ اسکو بچائے لیکن ابھی تک حنا کا پتہ نہین
اسی پر بعد افسوس ملتا ہون یہان وہ ساحر سحر کرتا ہوا قریب صاحبقران کے پہونچا تیغہ کمر سے کھینچا
کوکب چیخ اُٹھا کہ یا صاحبقران شوکت نمائی کو کام نہ فرمائیے تلوار کو آگر مین رو کون اس ملعون
جیر کر پھینکیدون امیر نے ہاتھ ہلایا کہ ایسا ارادہ نہ کرنا کوکب نے غصے مین سینے پر ہاتھ مارا کہا یار
یہ جوان بالکل جاہل ہر مجکو اسکی جان کا بڑا افسوس ہر یہان ساحر نے امیر پر ہاتھ مارا امیر نے تلوار
تلوار پر روکا اُلجھا وے سے ہاتھ نکال کر نعرہ کر کے تیغہ مارا ساحر نے سر آگے کر دیا گویا سر کو سپر کیا
کے دو ٹکڑے ہوئے کوکب نے آواز دی یا صاحبقران کیا کہنا اُن دونون ٹکڑون کے دو جادو
بنکر تیار ہوئے امیر پر حربے کہنے لگے امیر نے پھر ایک کو مارا جون جون امیر قتل تے ہین ایک ہی صورت
کے ساحر بڑھتے جاتے ہین تھوڑے ہی عرصے مین ہزارہا ساحر ایک ہی صورت کے امیر کو گھیرے ہوئے
ہین حربہ ہائے سحر کر رہے ہین امیر نہتا دیکھنا نہ اُن ساحرون سے لڑ رہے ہین لاشہ کسی کا زمین پر نہین
معلوم ہوتا کوکب کہتا ہر یار رویہ علم شعبدہ ہر مین ابھی جاکر بٹھا دون مگر وہ جوان نہین مانتا اب بجنا
ہر امیر کو لڑتے لڑتے خیال آیا کہ مین نے اس ساحر کو قتل کیا لوح کو نہین دیکھا یہی خرابی کا باعث ہر
مین سے اُن ساحرون کے لڑتے ہوئے نکلے لوح کو ملاحظہ کیا حکم دیکھکر سر اُٹھایا کا ندھے سے کمان اُتار
ترکش سے تیر لیا دیکھا کہ ایک ساحر شاخ نخل پر بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہر اسی کے سحر سے ساحر تیار ہوتے ہین
امیر پر حربے کرتے ہین بسبب لوح کے پاس نہین آسکتے دور سے لینا لینا کر رہے ہین امیر نے تاکا اُسکی
پیشانی پر ایک خال سیاہ تھا تاک کر تیر مارا اتل بھر کا فرق نہ ہوا اُسی خال سیاہ پر جا کر پڑا توڑ کر
سر کو پار گذرا اُس ساحر کے جسم سے شعلۂ آتش نکلے سب ساحر جلنے لگے تھوڑے ہی عرصے مین وہ سب
ساحر جلکر خاک ہوئے آواز آئی کشتی مرا نام من سہیل جادو دربان طلسم بود افسوس مردیم وجان دادیم
بمطلب خود نہ رسیدیم کوکب کا یہ حال ہوا کہ وجد کرنے لگا صاحبقران جب قریب آئے تو ہاتھ لیا
آنکھون سے لگائے کہا مین آپ کی جرأت کا قائل ہون اسقدر ساحرون کا ملوہ تھا مگر آپکو کچھ
نہ ہوا صاحبقران نے فرمایا ای بادشاہ عالیجاہ لوح طلسمی ہمارے پاس موجود ہر ہمنے نہ دیکھا اسوجہ
اتنی آفت بڑا ہوئی اگر ہم پہلے سے لوح دیکھ لیتے تو یہ آفت کاہیکو برپا ہوتی یہ بھی یقین کامل ہو

چلتے وقت پھر سمجھایا کہ ہم مرحلہ جات پر جاتے ہین تم کسی بات مین دخل نہ دینا کوکب کے ہوش اُڑ رہے
ہوئے ہین دمبدم یہی خیال ہی کہ یہ معرکہ ہی دیکھیے مرحلہ جات پر جاتے ہین کہان یلین امیر ایک نخل
کے سائے مین آئے لوح کو ملاحظہ کیا حکم دیکھا اسم حاشیۂ لوح پڑھنا شروع کیا تھوڑی دیر اسم پڑھا تھا
کہ آسمان پر فراٹا ہوا ایک طائر قوی الجثہ برابر مرکب کے اُڑتا ہوا زمین پر آیا منقار بڑھائی چاہا کہ
امیر کو لے اُڑون امیر بحکم لوح طائر کی پشت پر سوار ہوئے طائر لیکر امیر کو اُڑ گیا کوکب تو سر پیٹنے لگا
کہا لو یارو یہ کیا غضب ہوا اُس جوان کو طائر لے گیا مجھسے کہتا مین سحر کرکے روک لیتا سب ساحر
کہ رہے ہین حضور یہ معاملے سمجھ مین نہین آتے کیا معاملہ عجائب و غرائب ہی عقل کو حیرانی طائر وہم خیال
کو سرگردانی حمزہ عجب شخص ہی یارو اب دُعا مانگو کہ سامری و جمشید اُسکو بچائین تھوڑا عرصہ نہ گذرا
تھا کہ آسمان سے ہا ہو کی صدا بلند ہوئی اُس طائر نے لا کر امیر کو زمین پر اُتارا اِنگر ایک ساحر سیہ فام
بد انجام بڑے قد و قامت کا جوان ہاتھ مین گولے ترنج و نارنج لیے ہوئے پکارتا ہوا او طلسم کشا تو نے
باغ پُر بہا کی کیون سیر کی ہماری صحبت مین کیون دراندازہوا اب تجھے زندہ نہ چھوڑونگا اگر یہ وہ طائر
بھاگ گیا اُسکو بھی ڈھونڈھ کے مارونگا اسنے ساحر کی صحبت کا تماشا دکھایا کوکب نے ساحر کو دیکھکر
آواز دی یا صاحبقران واسطہ اپنے مذہب کا مجکو حکم دیجیے ایک اشارے مین اس ساحر کو مار لون
اسکی کیا حقیقت ہی ہاتھ ہلانا کافی ہی یہ آپ کو کلمات سخت کہتا ہی امیر نے چلا کر آواز دی اے بادشاہ
خبردار میرے مقدمے مین دخل نہ دینا یہ ساحر تمھارے سحر سے قتل نہ ہوگا اتنی جو امیر کی پلک جھپکی وہ ساحر
زمین پر آیا ایک گولہ مارا امیر پر آگ برسنے لگی شعلہ ہاے آتش مین چھپ گئے کوکب کف افسوس ملتا ہی
کہ یارو یہ جوان جل جائیگا مین ابھی باران سحر برسادون کیفیت برسات کی دکھادون امیر لوح چمکاتے
ہوئے آگ سے نکلے بہ غیظ و غضب آواز دی او بادشاہ پانی نہ برسانا ورنہ مشکل ہوگی ساحر نے
دوسرا گولہ مارا امیر پہ تلوارین خنجر برسنے لگے کوکب کہتا ہی ہائے مین کیا کرون ابھی ایک تیلہ فولادی
بھیجون وہ سب تلوارون کو توڑ ڈالے خنجر دان کو پانی کرکے بہادے وہ جوان نہین مانتا ایک خنجر
بھی پڑجائیگا تو اُسکی جان جائیگی لیکن وہ مجکو منع کرتا ہی مین کیا کرون دو چار سحر اسنے امیر پہ
ایسے ہی کیے کہ تلوارین خنجر تیر و تفنگ کوئی ایسا حربہ نہ تھا کہ آسمان سے نہ برسا ہو صاحبقران زمان
ہر مرتبہ لوح کو چمکا کر نکلتے ہین وہ سب چیزین باطل ہوجاتی ہین کوکب اُچھل پڑتا ہو کہتا ہی یارو حمزہ بھی

سب کی وحشت اور بڑھی دیکھا صاحبقران تیغہ عقرب بلند کیے ہوئے اُس دیو کو للکارتے ہوئے آ
ہین چاہتے ہین دیو پر جا پڑون دیو پلٹ کے نہین دیکھتا کوکب نے پکار کر آواز دی یا صاحبقرا
اگر آپ فرمائیے ایک دانہ ماش کا مارد ون دیو بھاگ نہ سکے زمین اسکے پانون تھامے صاحبقران
فرمایا او بادشاہ خبردار کسی مقدمے مین دخل نہ دینا ورنہ بہت پچھتائیگا جب وسط صحرا مین دیو پہونچا صند
زمین پر رکھدیا ایک چنگل مارا کہ گولی بنا کر صاحبقران کو کھا جاؤن صاحبقران نے کلائی پر ہاتھ ڈا
ایک جھٹکا مارا کہ دیو مُنھ کے بل زمین پر آیا کوکب گھبراتا ہی کہ ایسا نہ ہو یہ دیو اس جوان کو ہلاک ک
امیر نے دو گھونسے ایسے مارے کہ دیو چیخنے لگا آواز دیتا تھا او آدمی مجکو چھوڑ دے اِس صندوق مین سب
ہی تو ہی لے لے میری جان تو بچے کوکب کہتا ہی یارو یہ جوان بڑا صاحب قوت طاقت ہی دیو سے
جی چھڑا دیے امیر سے اور دیو سے کشتی ہو رہی ہی آخر امیر نے کولے پر لاد کے مارا دو زمین پر گرا چاہا غلطک
مار کر بھاگون امیر جھپٹ کر سینے پہ سوار ہو لیے فرمایا او نامرد کشاخت مین پروردگار کے کیا کہتا ہی دیو
کچھ جواب سخت دیا امیر نے سر دیو کا کھینچکر پھینکدیا دریا خون کا جاری ہوا وہ صندوق اُٹھا کر امیر
سامنے کوکب کے لائے کوکب نے ہاتھ چوم لیے کہا اے شہریار آپ نے کیا کارنمایان کیا ہی ایسے
دیو خونخوار کو کس زور و شور سے قتل کیا امیر نے فرمایا اسکی کیا حقیقت تھی یہ نگہبان لوح تھا اب ک
ہین سے کوئی ایسا ہی بڑے بڑے ساحر و کاہن و نجومی جمع ہین صندوق مین قفل لگا ہی کنجی موجود ہے
کسی کو دعوی قفل کھولنے کا ہی سب ساحر قریب آئے ہزار تدبیر سے قفل کھولتے ہین کلید کو گردش
دیتے ہین قفل کسی طرح نہ کھلا کوکب نے عاجز ہو کر کہا آپ اپنے ہاتھ سے کھولیے امیر نے ایک
اسم پڑھکر کلید کو گردش دی قفل جھڑ سے کھلگیا سب حیران ہو گئے کوکب کا تو رنگ رو متغیر ہی کہ یہ شخص
بڑا کامل و اکمل ہی قفل کا کھلنا کیا کمال ہوا اب امیر نے پٹرا کھولا ایک صندوقچی خرد نکلی امیر نے فرما
اسمین لوح طلسمی ہی ہمارے واسطے سلاح طلسمی بھی موجود ہین لباس بھی ہی اب کوکب نے دیکھا کہ ا
نے خود زرین نکالا سر پر رکھا بہت عمدہ راگے چار آئینے جسم پر آراستہ کیے اُس چھوٹی صندوقچی
کھولا ایک برق چمکی سب کی آنکھین جھپک گئین اُسمین سے لوح طلسم گرد آباد نکلی الماس کی تختی حر
یاقوت احمر کے امیر نے اسکو گلے مین ڈالا کوکب کے اس معاملے کو دیکھکر ہوش اُڑے ہوئے ہین
یہ کیا معرکہ ہی یہ چیزین کسنے رکھی تھین اب امیر لوح گلے مین ڈالکر کوکب سے پھر رخصت ہو۔

جس مقام کو جاکر تمنے برباد کیا یہ شعبدہ تھا نہ اُس عورت کا قفس تھا گرد آباد نے چند غلام اپنے مقرر
کیے تھے اُنھون نے یہ شعبدے دکھائے تمھارے ہاتھ سے مارے گئے وہ قفس ملکہ حنا کا لیکر طلسم گرد آباد مین
چلا گیا ہی وجہ یہ ہی کہ نجوم و رمل والے مقدمۂ طلسم مین حیران و پریشان رہتے ہین احوال لوح وغیرہ نجوم و
رمل سے نہین معلوم ہوتا ہمکو بزرگان دین نے تعلیم کیا اسی حوالی مین طلسم گرد آباد موجود ہی ہمارے
ساتھ چلو لیکن ہمارے کسی مقدمے مین دخل نہ دینا خواہ ہمپر ہزار ہا ساحر بلوہ کرین یا ہمکو کوئی قتل
کرنے کا ارادہ کرے تم دخل نہ دینا یہ بھی ہمکو طریقے سے معلوم ہوا کہ تمکو بھی اپنے سحر و ساحری پر
بڑا ناز ہی مگر یہان تمھارا کچھ دخل نہ چلیگا کوئی علم کام نہ آئیگا کوکب سر جھکائے بیٹھا سُن رہا ہی کہا
چلیے ہم آپ کے ساتھ چلتے ہین اسی حوالی مین وہ طلسم ہی صاحبقران نے فرمایا اسی پانچ کوس کے
اندر طلسم ہی مقام لوح و مرحلہ جات قلعۂ طلسمی کا سب حال کھلجائیگا کوکب حیران و پریشان امیر سب کو
لیکر بیرون قلعہ تشریف لائے آٹھ سات لاکھ جادوگر جمع ہین رئیسان شہر بھی حاضر ہوئے سب کو
اشتیاق ہی کہ دیکھین کیا ہوتا ہی کوکب ایسا بادشاہ یون مجبور و ناچار ہوا خداے نادیدہ کے
پرستار کو ایسا اختیار رہا جب امیر بیرون قلعہ آئے پھر مکرر فرمایا کہ ای شہنشاہ حقیقت مین مقدمۂ
ناموس بہت نازک ہوتا ہی ایسا نہ ہو کہ تم معشوق کو دیکھکر گھبرا جاؤ اور کسی بات مین دخل دو تو
بڑی خرابی ہوگی طلسم مین عجائب و غرائب ہوتے ہین کوکب نے کہا نہین مین دخل نہ دونگا اب
صاحبقران ان سب کو سمجھا کر اکیلے اُس صحرا مین آئے ایک نخل کے سائے مین بیٹھکر جو دعائین بزرگون
نے تعلیم کی تھین وہ دعائین پڑھین اُٹھکر اُس نخل کو بقوت صاحبقرانی اُکھیڑا ایک اژدر آتش فشان
نے سر نکالا قلابہ آتشین مُنھ سے چھوڑتا ہوا طرف صاحبقران کے دیکھ رہا ہی امیر اپنے
پروردگار کو یاد کرکے دہن اژدر مین کود پڑے اژدر بھی غائب ہوا نقب کا مُہرہ بند ہو گیا
کوکب حیران کہا صاحبو لو خاتمہ ہوا یہ شخص صاحب غیرت تھا دہن اژدر مین کود کر اپنی جان
دی اب مرحلۂ طلسمی کہان طلسم ایسا بادشاہ ایسا جلیل اس جری نے اپنی جان دی سب
رؤسا و امرا افسوس کر رہے ہین کہ درۂ کوہ سے ایک صداے مہیب آئی سب اسی جانب دیکھنے لگے
دیکھا ایک دیو مہیب صورت عجیب و غریب بال سر کے کھڑے ہوئے ایک بڑا صندوق نہین معلوم اُسمین
کیا ہی کاندھے پر لیے بھاگا ہوا آتا ہی سب حیران ہو کے دیکھنے لگے درۂ کوہ سے صداے نعرۂ امیر بھی آئی اب تو

ہو عرض کیا وہ قبول ہوا امیدوار ہون کہ ان کافرون کے سامنے میری آبرو کو رکھنا تیری ذات
والاصفات سے سب طرح کی امید ہے نظم

درجهان از هر نشان ظاهر نشان وحدت است — در وجود عالم ایجاد و جان وحدت است
از مکان ولامکان بالا مکان وحدت است — از فنا و از بقا بیرون نشان وحدت است
هست از واحد شمار یکهزار و صد هزار — صورت کثرت نهفته درمیان وحدت است
نکتۂ عرفان بفهمد هر که باشد نکته دان — محرم اسرار وحدت راز دان وحدت است
عشق می بازد بیک گل درگلستان جهان — هر کسے کو عندلیب بوستان وحدت است

تو رحیم و کریم سمیع و علیم ہین بندۂ خاک تیرا لقب قدس جبار و قہار مجکو معلوم ہو جنابے گلگون پوش
کو ہیجا کیوالا کہان لیگیا ای کریم مجکو ان کافرون کے آگے حقیر نہ کرو تو نے بچپن سے میری ناز برداری کی ج
ضد کی اسکو تو نے پورا کیا سات لاکھ بندگان خدا دائرۂ اسلام مین آتے ہین یہ سرگشتگان وادی ضلالت
ہدایت پاتے ہین کوکب و شنضمیر صداے دردناک صاحبقران سن رہا ہے جدہ کرتا ہی ساتھ والون
سے کہتا ہی کہ حقیقت مین فصیحان عرب ہین کس خضوع و خشوع سے دعا کر رہے ہین دل پانی ہوتا ہی
الفاظ پر انکے جی چاہتا ہی چیخین مار کر روئیے یہ دعا خالی نہ جائیگی ضرور قبول ہوگی سعادت حصول
ہوگی بہر رات رہے کوکب نے دیکھا کہ صاحبقران روتے روتے بیہوش ہوگئے کوکب و شنضمیر
نے ساتھ والون سے کہا دیکھو صاحبو اب صاحبقران بیہوش پڑے ہین مگر یہ خواب بھی مثل بیداری
ہی کسی بزرگ کا شاید گذر ہوا سوتے مین خرّار رہے ہین مجھسے مفصل فرمائیے کمین جو ہوگا نہ کھاؤن عورت
اس شاہ سے ملاؤن کوکب کو فراق حنا مین نیند کب آتی ہی سب وزرا و امرا جاگ رہے ہین ناگا
عابد شب زندہ دار ماہ نے تسبیح انجم کو سجادۂ فلک خضری پر رکھا سر بسجود مغرب ہوا کوکب نے صداے
صاحبقران سنی کہ واجب سحری ادا کر رہے ہین اب سب کو اشتیاق ہی کہ دیکھین باہر آکر کیا فرماتے ہین
کہ صاحبقران زمان بصد شوکت و شان تسبیح ہاتھ مین وظیفہ پڑھتے ہوئے باہر تشریف لائے سب
واسطے تعظیم کے اٹھے سب سے پیشتر کوکب نے پوچھا کیون شہریار آپ کو کیا معلوم ہوا صاحبقران نے
شارہ کیا مراد یہ تھی کہ ٹھہر جاؤ چند الفاظ پڑھکر فرمایا ای بادشاہ عالیجاہ باعث یہ تھا کہ تمکو از روے
نجوم کے معلوم ہوا واضح ہو کہ ایک ساحر ہی جسکا گرد آباد جادو نام ہی سحر و ساحری مین طاق شہرۂ آفاق ہی

وہ سحر کیا کہ زمین ہلجاتی آسمان پھٹ کر زمین پر گرتا یہ شخص دیجاتا مگر کچھ تاثیر نہوئی اس طرح کوکب نے سمجھایا
یاقوت نے جھککر کہا اے شہریار آپ تلوار رد کیجیے آپ سے کچھ کلام کرنا چاہتے ہین صاحبقران زمان
کے کوکب آکر تخت پر بیٹھے امیر کو زنگل زرین دیا امیر اُس زنگل پر بیٹھے یاقوت نے کہا اے شہریار آپ کا
نام کیا ہی صاحبقران نے فرمایا تمنے سنا ہوگا زلزلۂ قاف ثانی سلیمانی داماد نوشیروان و داماد
شہپال بن شاہرخ فراش راہ دین اسلام عنایت پروردگار سے دمامہ و ہشمش کو مارا اور ملکون کو باسلام آباد کیا
یاقوت نے کہا کیا باعث ہی کہ جو سحر آپ پر تاثیر نہین کرتا امیر نے فرمایا بہ عنایت پروردگار اسم الٰہی
بہ فیوض نامتناہی مجکو مرحمت ہوئے ہین اُسپر سحر کی کیا لیاقت ہی کہ جو تاثیر کرے کلام فصاحت نظام صاحبقراین
دل سے سن رہا ہی وجد کرتا ہی کہ کیا فصاحت و بلاغت ہی کیا شوکت و لیاقت ہی باتون سے مزا ملتا ہی غنچۂ آرزو
کھلتا ہی کوکب یاقوت سے اشارے کرتا جاتا ہی یاقوت نے کہا کیون شہریار آپ نے عجائب و غرائب
طلسمات کیونکر فتح کیے امیر نے فرمایا بحکم رب اکبر جب کسی عجائب و غرائب مین جانا ہوتا ہی ہم بزرگان دین کا
واسطہ دیکر مدد طلب کرتے ہین حال ہمپر ظاہر ہوتا ہی جو بات پوچھو اُسکا جواب باصواب دین یاقوت
نے کہا ایک عورت موسوم بہ حنائے گلگون پوش اُسکو ایک جادوگر لیگیا نہین معلوم کہان چلا گیا آپ فرمایئے
کہ وہ کہان گیا آپ بتا سکتے ہین اس عورت کو ہمسے ملا سکتے ہین صاحبقران نے فرمایا بہ عنایت خدا
یہ بھی حال بتا دینگے اُس عورت کو تمسے ملا دینگے کوکب نے خوش ہوکر کہا کیا سامان چاہیے صاحبقران نے
فرمایا ایک مکان پاک و صاف خالی کرو وہان بخورات سجادۂ عبادت بچھوا دو ہم عبادت کرینگے شب کو
بزرگان دین ہمکو بتا جائینگے کوکب نے کہا اگر آپ اُس عورت کو ہمسے ملا دینگے تو اس قلعے مین سات لاکھ
آدمی رہتے ہین سب مسلمان ہونگے ہم بھی اسلام اختیار کرینگے امیر نے فرمایا آج ہی شب کو یہ انتظام
کرو کل صبح کو انشاء اللہ سب حال بتا دینگے کوکب کو بڑی حیرت ہی کہ ہمارے علم سحر و نیرنج و شعبدے کی
کچھ حقیقت نہین ہی یہ اپنے خدائے نادیدہ سے پوچھ لینگے کوکب نے اُسی وقت ایک مکان خالی کرایا
اُسمین شمع ہائے مومی و کافوری روشن کرادین سجادہ بچھوا دیا صاحبقران بعد مغرب مین اُس قصر عالی مین
داخل ہوئے کوکب کو ایک حیرت ہی یاقوت کو سمجھا دیا کہ میرا نام اصلی نہ بتانا با دغا ه کیے جاؤ
جب صاحبقران اُس قصر مین داخل ہوئے سجادہ بچھا نماز واجب ادا کرکے دست دعا بدرگاہ
مجیب الدعوات بلند کیے پکار اُٹھے اے معبود حقیقی و اے رب تحقیقی تو نے بچپن سے میری نازبرداری کی

بلرزہ فتادند دیوان قاف | ہمند ون بدبخت گشتہ شکار | شد از جنگ بیدین ذلیل و
درانجا چو جاہ و ادب یافتم | سلیمانی ثانی لقب یافتم | نعرہ کرکے جا پڑے سب ساحرا

نے سحر کیے امیر نے اسم اعظم پڑھا وہ سحر اُلٹا پلٹ کر اُنھین کے سینے پر پڑا اگر توڑ کر پشت کو پار گ
دو تین سو ساحر مرکر گرے یاقوت نے اُٹھکر سحر کیا کوکب کہرہے ہین ای یاقوت یہ کیسا شخص
کہ جسپر سحر تاثیر نہین کرتا یاقوت کیسے کیسے سحر کر رہا ہو جھپٹ جھپٹ کر گولے مارے صاحبقرا
پر تاثیر نہین ہوئی صاحبقران لڑتے بھرتے طرف تخت کے جاتے ہین کوکب دیکھ رہا ہو کہ
بیشۂ جلادت کس ھجوم سے لڑتا ہوا آتا ہو کسی کے روکے نہین رُکتا کسی پر تپنچہ ماردیا جو کوئی قریب
آیا اُٹھاکے دے مارا چھاتی پر چڑھ کے گردن کھینچ لی کسی کو چیر کے پھینکدیا صدہا جادوگر صاحبقرا
کے ہاتھ سے مارگئے لاشے پڑے پھڑک رہے ہین صاحبقران لڑتے ہوئے جاتے ہین جب کوکب
دیکھا کہ صاحبقران قریب آگئے اپنے ہاتھ سے گولہ اُٹھاکر مارا کئی پتلے فولادی پیدا ہوئے تیغ ہا
برہنہ ہاتھ مین امیر پر آگرے امیر نے اسم اعظم پڑھا پانی ہوکر پتلے بہ گئے کوکب نے کہا ای یاقو
یہ وہ پتلے تھے کہ اگر پہاڑ کو اشارہ کرتا یہ پتلے اُکھیڑ کر پھینکدیتے لیکن ایسے جھٹ پٹ بیکار ہو
یہ جوان ساحر نہین ہو جو الفاظ اسکی زبان سے نکلتے ہین سحر مین یہ الفاظ نہین معلوم کیا باعث ہو ا
لڑتے بھرتے قریب تخت کوکب پہونچے نیزے تیر و تلوار صاحبقران پر بہت پڑے امیر ہمہ تن
چشم بنے ہوئے ہین تمام جسم سے سرانے خون کے بلند دہان زخم کھلے ہوئے اگر انپر تیر پڑے ہا
مین زبان پیدا ہوئی صاحبقران ان زخمون کو کب مانتے ہین اس سطوت وصولت سے لڑتے چ
آتے ہین کسی کے روکے سے نہین رکتے جب قریب تخت کوکب پہونچے کوکب نے ہاتھ تلوار کا
امیر نے خالی دیکر پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالدیا کوکب سمیت تخت کو اُٹھا لیا چرخ دیکر زمین پر مارا کوکب
کود کر الگ ہوگیا ورنہ ہاتھ پانون ٹوٹ جاتے امیر جھپٹے تخت کے ٹکڑے اُڑ گئے کوکب الگ جا کر
ہوا شوکت وصولت صاحبقران دیکھکر حیران ہو رہا ہو یاقوت کو قریب بُلایا کہا ای یاقوت تما
حقیقت مین یہ جوان وحید عصر ہو کسی کے گرفتار کیے گرفتار نہ ہوگا کوئی اسکو قتل نہ کرسکیگا مین تو کلا
تم بڑھکر یہ پوچھو کہ ای جوان تو کیا چاہتا ہو ملک بملک بڑھ جانے سے کیا فائدہ آخر تمھارا کیا مط
ہو اصلاح کرکے پوچھو یہ بھی ثابت ہو کہ سحر جو تاثیر نہین کرتا اسکا کیا باعث ہو مین نے اس

اُس شخص کو پکڑ لائے جس طرح بیہوش کر کے لائے تھے اُسی طرح قید خانے مین بھیجدیا پنڈتون نے کہا
اب اس شخص کو قتل کر کے خون اسکا بتون پر چھڑکا جائے تا روز قیامت آپ کے مذہب زوال آئیگا
ایک دیر بھی مین نے بنایا ہی آج کے دن کا وعدہ کیا تھا کہ اُس شخص کو قتل کر کے خون اسکا بتون پر
چھڑکدینگے وزیر نے اُس وقت اطلاع کی مین نے یہ جواب دیا کہ ہمارے شہنشاہ تردد مین ہین اُسکا
کیا ذکر ہی سمجھا جائیگا یہ سُنکر کوکب نے کہا اُس شخص کو دربار مین بلاؤ ہم بھی دیکھین کہ وہ کون شخص ہی
یاقوت نے حکم دیا اُس شخص کو ہوشیار کر کے دربار مین لاؤ داروغہ زندانخانے کا سرور جادو گیا
صاحبقران کو ہتھکڑیان بیڑیان پہنائین مسلسل و مطوق کر کے ہوشیار کیا صاحبقران کی جو آنکھ کھلی
یا تو اپنے پلنگ پر سوتے تھے یا اپنے کو اس قید شدید مین پایا پوچھا ارے بھیا تو کون ہی مجھے یہان
کون لایا سرور جادو نے کہا تمھارا خون خداوندون پر چھڑکا جائیگا ہمارے بادشاہ یاقوت تاجدار
نے بلوایا ہی صاحبقران کو کشان کشان لیکر چلے امیر کو نہایت غصہ ہی بل کرتے ہوے آتے ہین
جرأت و شوکت سے تو شُل ہی خانۂ زنجیر مین بھی غل ہی اندر بارگاہ کے پہونچے ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام
رہے کہ کوکب تخت پر پہلو مین یاقوت تاجدار صدہا امرا و وزرا جا بجا بیٹھے ہین کئی سر رفقا
ساحران غدار علم سحر مین طاق شہرۂ آفاق صاحبقران جو اس دربار کفر مدار مین پہونچے انتہا کا غصہ تھا
پکار کر آواز دی سلام من درین مجلس و درین ماوی بر کسے باد کہ بداند و بشناسد کہ خدا یک است و دین
پیغمبر خدا بر حق است ہان ہان کی صدا بلند ہوئی کوکب کو بھی بہت ناگوار ہوا کہا اے سرور اس شخص کو
منع کر یہ لفظین ہمکو بہت ناگوار گذرتی ہین اے سرور اسکو چپ کر سرور نے سونٹا اُٹھایا کہا مارون کہ
سر پھٹ جائے شاہ کے سامنے تعریف خدائے نادیدہ کی کرتا ہی شعلۂ غضب صاحبقران بھڑکا چہرہ
سُرخ ہوا ز لفین خلیلی کو پیچ و تاب زنجیر کو پکڑ کے جھٹکا مارا جیسے ہی سرور جھُکا اوپر سے ہتھکڑی ماری
سر سرور کا پھٹ گیا صاحبقران نے غصے مین قید توڑ ڈالی ایک تلوار اُٹھالی نعرۂ شیرانہ کیا

نعرۂ امیر تصنیف مصنف
منم قاتل کافران جہان
بذیرفت گنجاب ملعون فرار
گذر چون بجولانگہ قاف شد

منم صاحب چتر و تیغ و علم
ز تیغم گریزندہ نوشیروان
چو در باختر جنگ شد آشکار
جزائر پر از عدل و انصاف شد

امیر عرب حمزۂ ذی حشم
چو رفتم بہ سنجان بے گیر و دار
شدہ بر سرم فتح و نصرت نثار
زدم دیو عفریت را در مصاف

معرکہ ہوا حقیقت مین یہ تو نہین معلوم کون عورت ہی اتبو کوکب نے ایک آہ کی غم سے حالت اپنی تباہ
کہا یارو مین حیران تھا کہ حنا تو میری خود عاشق صادق ہی جسکے واسطے مین نے گھر بار چھوڑا یہ کیسے کہا
کہتی ہی اب کوکب نے علم کہانت کو طرح دی زائچہ تیار کیا لیکن کچھ حال نہین کھلتا کہ حنا کو کون لیگ
کہان لیگیا کسی علم سے نہین معلوم ہوتا پنڈت نجومی رمال جمع ہین کوکب گھبرا کے اُنسے سوال کرتا
کہ یارو یہ کیا معرکہ ہی سب علم میرے بیکار ہین تم بتاؤ کہ حنا کو کون لیگیا یہ کیا معرکہ تھا یہ شعبدہ میری سمجھ
نہین آیا سب پنڈتون نے پوتھیان ٹٹولین کہا اے شہنشاہ آپ ایسا کامل و اکمل جب عاجز ہی ہم آپ
سامنے کیا بتا سکتے ہین حیران و پریشان ہین پوتھیان بیکار ہوگئین کچھ پتہ نہین ملتا اُس وقت دربار مین غم
پریشانی ہی ہر کامل سرنگون غم سے کلیجہ خون کیا کھانا کیا پینا چرچا شراب و کباب کا بھی نہین اُسی ہنگامے مین
ایک وزیر نے کان مین یاقوت تاجدار کے کچھ کہا یاقوت نے جھلا کر کہا اِس وقت اس بات کا کیا
تھا دیکھ رہے ہو کہ ہمارے شہنشاہ کو کیا ملال ہی کسی اور وقت پر قتل کرینگے ہرچند کہ آج روز مُکل
سامری پرستون کے واسطے سب طرح امُکل ہی قید خانے مین اُس شخص کو پڑا رہنے دو یہ جو یاقوت
نے کہا کوکب نے گھبرا کر کہا اے یاقوت تاجدار یہ کیا معاملہ ہی وزیر نے تمھارے کان مین کیا
تم نے کہا جواب یا کسکو قید کیا ہی وہ کون شخص ہی کسکے قتل کا وعدہ تھا جو آج ملتوی رہتا ہی یاقوت
دست بستہ عرض کی حضور اپنے کام مین مصروف ہون اس بات کا پھر ذکر کرونگا کوکب نے کہا جب تک
یہ ذکر بخوبی نہ سُن لونگا میرے دل کو آرام نہ آئیگا جب کوکب نے بہت کہا تب یاقوت نے دست بستہ
عرض کی کہ اے شہنشاہ طلسم نور افشان اصل یہ ہی دو مہینے کا عرصہ گذرا دربار مین میرے چالیس نجو
ستارہ شناس فلک اساس جمع ہوئے ہر طرح کے حکم لگا رہے تھے خبر غیب کی سُنا رہے تھے میرے مُنھ سے نکلا
بیان کرو کہ ہمارا مذہب کون مٹائیگا یا یہ مذہب ہمارا تا روز قیامت قائم رہیگا چالیسون نے زائچہ کھینچا سمجھ
حکم لگایا عرض کی اے بادشاہ عالیجاہ ایک شخص ہی کہ اُسکا حمزۂ عرب نام ہی کافر کشی اُسکا کام ہی سیکڑ
ملک لات پرستون کے سامری پرستون کے مٹا دیے وہی آپ کے ملک کو مٹائیگا یہ مذہب
باقی نہ رہیگا مین نے اُن لوگون سے کہا حمزۂ عرب کہان ہی پنڈتون نے عرض کی کوہ عقیق گلزار اسلا
پر خداوند زمرد شاہ باختری سے لڑ رہے ہین اگر وہ شخص مارا جائے پھر تا روز قیامت آپ کے مذہب
کو زوال نہ ہوگا مین نے چالیس پکیچے روانہ کیے چندے مین وہ عیار وہان پہونچے صحرا سے نقب لگائی جا

قریب نہین آنے دیتا لڑتے بھڑتے قریب گنبد ہوپنچے دونون پر جا کر جم سے کوکب کو دے اب جوان
سیہ رو اُٹھا چاہا کہ قفس لیکر نکلجاؤن کوکب نے جھپٹ کر ایک طمانچہ مارا کہ سر اُسکا جیمبر گردن سے
اُڑ گیا بہ اشتیاق تمام کوکب نے قفس اُٹھا یا دامن اپنا ڈال لیا قفس کو چھاتی سے لگائے ہوئے جب
بیرون گنبد آئے پلٹ کر ایک گولہ مار دیا کہ گنبد بھی گرا اب کوکب کو آکر ملازمان یاقوت نے گھیر لیا
قفس ملکہ حنا کوکب کے ہاتھ مین بفتح و فیروزی داخل قلعہ ہوئے دار الامارۂ شاہی مین آئے اب کوکب تخت پہ
آکر بیٹھے چاہا کہ ملکہ حنا کو قفس سے نکالون حنا رنگ رو متغیر گوشے مین قفس کے دبی جاتی ہین کوکب
کہتے ہین ای ملکۂ عالم باہر آؤ تمنے بڑے ملال اُٹھائے کیون شرماتی ہو تمھارا کیا اختیار تھا میری زندگی
مین کسکی مجال ہی کہ تمھارا سوے جسم میلا کرے بمشکل کوکب نے حنا کو قفس سے نکالا دیکھا حنا سر جھکائے
ہوئے قفس سے نکلی جب کوکب نے بہت کہا کہ ملکہ کچھ کلام کرو تمھاری پریشانی پر دل کے ٹکڑے
ہوتے ہین یاقوت تاجدار نے بھی کہا ای شہنشاہ اقلیم حسن و جمال کچھ بات کیجیے شہنشاہ کی بات کا جواب
دیجیے جب سب رفیقون نے منت کی تو حنا نے جواب دیا کہ ای یاقوت کوکب نے مجھپر بڑا ظلم کیا
میرے عاشق صادق کو میرے سامنے مار ڈالا مین اب انکے کام کی نہین ہون مجھے آزاد کرین اُسکی قبر پر
فقیرنی بنکر بیٹھونگی انسے مجھے نفرت ہوگئی یہ کلمہ جو کوکب نے سُنا غصے سے چہرہ سرخ ہوگیا ہاتھ پانون
مین رعشہ آگیا تیغۂ خون آلود ہاتھ مین تھا وہ ہی تیغہ اُٹھا کر کہا او حرامزادی وہ تیرا عاشق صادق تھا
مین دشمن ہون وہ راہبر تھا مین رہزن ہون پھر تیرا زندہ رہنا کس کام آئیگا یاقوت ہان ہان کرتا رہا
کوکب سے یہ کلمات کب سُنے جاتے ہین اُسنے مکرر ایسے ہی کلمات کہے کوکب نے ہاتھ تیغۂ خون آلود کا
مارا دھڑ سے سر کٹ کر حنا کا گرا سب دربار والے کانپ گئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ کوکب نے
یہ کیا غضب کیا ہر چند کہ اس وقت کوکب نے غصے مین حنا کو مارا آخر اپنی بھی جان دیگا مگر جب سر کٹ کے
زمین پر گرا کوکب غصے مین اُٹھا تیور سے معلوم ہوتا ہی کہ اپنی جان دیگا مگر کوکب غصے مین جو اُٹھا
لاشہ زمین پر تڑپ رہا ہی سر اچھل رہا ہی اُس سر پر اب جو کوکب کی نگاہ پڑی دیکھا کہ سر حنا نہین ہی ایک
زنگن سیاہ رو تیرہ درون بڑے بڑے دو دانت مُنھ سے نکلے ہوئے اُسپر میل جما ہوا ہنس ہنس کے وہ
سر کہہ رہا ہی او کوکب اب حنا کہان حنا کے واسطے لیو گے حنا پر کسی اور کا رنگ جما ہنم تاریک جا دو
یہ کہکر وہ سر سرد ہوا یہ حال حسرت مآل دیکھکر حاضرین دقت کے ہوش اُڑ گئے ہر ایک کہتا تھا کہ یہ کیا

او ہیمیا یہ تو نے کیا حرکت کی یہ کہکے مرکب اڑایا طرف گنبد کے چلے اب سے برقین گرنے لگین کوکب ا
کو بچاتے جاتے ہین ایک برق جو کڑک کر گری مرکب کے چارون پانون اٹھگئے زیر ران سے نکل
کوکب نے اپنے کو ہوا پر روکا تلوار کھینچی ابر سے تلوارین خنجر نیزے تیر و تفنگ کوکب پر گرنے لگا کوکب
کبھی تلوار سے ان اشیا کو ہٹاتے کبھی اسم پڑھکر ان سب بلاؤن کو دفع کرتے ہوئے قریب ابر
دو تین گولے ایسے مارے کہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہوا دکھیا ایک ساحر سیہ رو بدخو ایک چبوترے پر
سحر کر رہا ہے کوکب نے للکارا وہ ساحر بھی اپنے مقام سے اُٹھا کوکب پر تلوار پکڑکے چا پڑا بس
ہاتھ نہین رکتا جب کوکب نے کئی وار اسکے دفع کیئے کبھی تلوار کو تلوار پر روکا کبھی خالی دی ایک
مقام پر جیسے ہی تلوار مار کر پلٹا کوکب نے غصے مین کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا ایک طمانچہ مارا کہ سر اُس
کا اڑگیا لاشہ جلکر خاک ہوا ابر لخت لخت ہوکر غائب ہوگیا اب کوکب طرف گنبد کے چلے بگریبان
تاج سر پہ ڈھلکا ہوا آنکھون سے قطرات خون ٹپک رہے ہین یاد محبوب مین دل پریشان غربت
ملکہ حنا سے گلگون پوش کے دل کو بیقراری زبان سے دمبدم یہ اشعار نکلجاتے ہین نظم

سوز فرقت سے یہ گرمی پہ مرا شیون — جو گرا اشک یہان آبلۂ دامن ہے
بلبل روح دم قتل جہک کر نکلی — چمن جوہر شمشیر نہین گلشن ہے
مرگئے ہم مگر اُسکی نہ گئی خاموشی — دہن زخم بھی گویا دہن مدفن ہے
کسقدر زخم مژہ جلد بھرا دامن نے — جانب اشک پڑی آنکھ تو بے روزن ہے
بچ رہا تھا جو ستم چادر گل نے بخشا — قطرہ شبنم کا مجھے آبلۂ مدفن ہے
محتسب کیون نہ رہے میری طرف سے بدظن — آبلہ کا ہیکلو ہر شیشہ بے گردن ہے
کیون جنازے سے میرے بٹ گرہ بہت روئے نسیم — کفن لاش بھی کیا پیرہن دشمن ہے

آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے پریشان حال قلب پر ہجوم غم و ملال اسقدر گولے گنبد پر مارے کہ ہزار
روزن ہوگیا سر گنبد کو اُڑادیا اب کوکب دیکھ رہے ہین کہ وہی جوان سیاہ رو قفس پر جب ہاتھ رکھ
ہے ملکہ بلک جاتی ہین اور پکار کر کہتی ہین اے او ظالم مجھے ہاتھ نہ لگانا میرا وارث میرے واسطے آتا
کوکب لرزتا ہوا قریب گنبد ہو پہنچا گنبد سے ہزارون بلائین کوکب پر نازل ہورہی ہین کوکب اُ
... اشارون سے دفع کرتے ہین انگیٹھیان گنبد سے سن سن چل رہی ہین کوکب انگیٹھیون کو اپنے

دل نصیحت ہمکو کرتا ہی بتون کے عشق مین	چومتے ہی چھوڑ دینا بھاری پتھر دیکھکر
کوئی زیادی کسی بت کا خدا سے پوچھتہ تھا	فیصلہ انکا ہمارا روز محشر دیکھکر
جان اس مرنے کی آنکھون مین ہی سمجھے وہ جلال	ہوا ہماری چشم حسرت کو سقر دیکھکر

ملکہ حنا نے گانے کو اسکے بہت پسند کیا دو پہر رات گئے تک راگ ورنگ رہا اب ملکہ حنا نے فرمایا ن الماس ہو کچھ پنڈا ہمارا پھیکا ہی سر کے خلل کا بھی عارضہ ہی اب ہم آرام کرینگے الماس نے جلسہ برخاست کیا سب کنیزین جا بجا چوکی پہرے پر آئین ملکہ حنا نے چھپر کھٹ پر آرام فرمایا قلیل رات باقی تھی ایک جھونکا ہوا سے سرد کا چلا کنیزین سب سو گئین بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کھلی ملکہ حنا کو چھپر کھٹ پر نہ پایا جابجا ڈھونڈھنے لگین ستارہ سحری چمک چکا تھا الماس بھی بیدار ہوئین کنیزون کو پریشان پایا پوچھا ارے خیر تو ہی سب نے عرض کی حضور ملکہ حنا پلنگ پر سے غائب ہو گئین سارا مکان چھان ڈالا کہین نشان نہین ملتا یہان تک ہلڑ ہوا کہ خبر باہر پہونچی یاقوت نے خدمت مین کوکب کے سب کیفیت عرض کی کوکب کا رنگ رو متغیر ہو گیا گھبرا کے اُٹھے کہا جہان پلنگ ملکہ حنا کا تھا وہان سے عورتون کو ہٹا دو ہم خود چلینگے دیکھین تو یہ کسکا شعبدہ ہی عورتون کو بہ تعجیل ہٹایا کوکب اندر آئے دیکھا جس مقام پر چھپر کھٹ بچھا ہی چند دانے ماش کے پڑے ہین کوکب نے وہ دانے ماش کے اُٹھوا کے پسوا کر اُسکا پتلہ بنایا سامنے ہاسے استاد گر کے بقہر و غضب پوچھا ارے تو کسکا سحر ہی پتلے نے آواز دی یہان سے بارہ کوس پر ایک گنبد سیاہ ہی اُسمین خداوند گرد آباد جادو رہتے ہین انھین کی خدائی کا یہان زور ہی سب اہالی قریہ انھین کو سجدہ کرتے ہین وہ شب کو برائے سیر نکلے تھے ملکہ حنا کو دیکھکر بس گئے ملکہ کو اُٹھالے گئے یہ سنکر کوکب غصے سے کانپنے لگا کہا کیون اے یاقوت یہ گرد آباد کون ملعون ہی یاقوت نے عرض کی حضور سال بھر سے یہ گنبد ظاہر ہوا کبھی سے اہالی قریہ سجدہ کرتے ہین یہ سنکر کوکب نے مرکب طلب کیا کہا اسکی شاہین آئی ہین یاقوت بھی ساری فوج ساتھ لیکر ہمراہ ہو سب کو اشتیاق ہی کہ یہ شہنشاہ کوکب مین اُسنے بھی دعوی خدائی کیا ہی مگر کوکب بہ قہر و غضب تمام چلے جب بارہ کوس قلعے سے نکلے دیکھا ایک گنبد سیاہ اُسپر ایک ابر تیرہ و تار سایہ فگن ہی ہزارون قربانی جمع ہین یا خداوندا خداوندی کی آوازین بلند ہو رہی ہین اندر گنبد کے ایک ساحر سیہ فام ایک قفس اسکے آگے رکھا ہی اُسمین ملکہ حنا ہے گلگون پوش سرنگون بیٹھی رو رہی ہین یہ جو معاملہ کوکب نے دیکھا قالب بھر آگیا وہین سے نعرہ کیا کہ منم شہنشاہ کوکب روشن ضمیر

غائب ہوئے بادشاہ نے گھبراکر چالاک کو برائے خبر روانہ کیا چالاک بصورت مبدل چلا آب
حال کوکب روشنضمیر تحریر کرتا ہون کہ کوکب گشت کرتے ہوئے پہلو مین معشوقہ ملکہ حنا سے
گلگون پوش تخت اڑاتا ہوا جاتا ہے سوائے معشوقہ او کوئی ہمراہ نہین راہ مین ایک ملک ہے کہ حاکم
اسکا یاقوت تاجدار ہے یاقوت اپنی سرحد پر برائے استقبال کھڑا ہے کہ آسمان پر برق چمکی یاقوت
نے دیکھا کہ کوکب روشنضمیر تخت پر پہلو مین معشوق پری پیکر ملکہ حنائے گلگون پوش تاج یاقوتی
بسر پر دریائے جواہر مین غوطہ زن یاقوت نے بلند ہوکر پایۂ تخت پر ہاتھ رکھا جب تخت زمین پر
آیا یاقوت شہنشاہ کوکب کو لیکر چلا جب قریب زنانی ڈیوڑھی کے پہونچے یاقوت نے دست بستہ
عرض کی زوجہ حقیر کی ملکہ الماس جمال جہان آرائے ملکہ حنائے گلگون پوش کی بہت مشتاق ہے
آج شب کو حضور کی باہر دعوت ہو ملکہ حنا کی خدمتگزاری وہ کنیز بجا لائیگی کوکب نے حکم دیا ملکہ
حنا اندر گئین ملکہ الماس بہ استقبال ملکہ حنا کو لیا رکھے تھے بر آئین سامان عیش و نشاط مہیا ہوا کنیزان
حسین و جمیل آکر حاضر ہوئین رقص و سرود کی ترقی ہوئی غزلین ٹھمریان بالحان گانے لگین ایک
سیمبر نے یہ غزل شروع کی

نظم

آج تو وہ بھی نہایت مجکو مضطر دیکھکر … کچھ پکارے جانب چرخ ستمگر دیکھ
دل مکو چین آیا خرام ناز دلبر دیکھکر … نیند سی آنے لگی سامان محشر دیکھکر
مسکرا کر ہمسے دو باتین جو کین اُس شوخ نے … ہلس دیا اس رنگ کو اپنا مقدر دیکھ
ہم دکھا دین یار کا جلوہ ادھر آئین کلیم … طور پر سے وہ بھرے کیا خاک پتھر دیکھ
کچھ اتو اس کا فر کو سمجھے تھے سزا ملجائیگی … دل دیا تھا آپ کو تمنے ستمگر دیکھ
غیر سے تکرار بزم یار مین ہونے لگی … کیا ستم تمنے کیا اسکو مکرر دیکھ
چشم بسمل سے مقرر لڑ گئی قاتل کی انکھ … چلتے چلتے رک رہا ہے کچھ تو خنجر دیکھ
داغ دل داغ جگر مین تھین مرے جو چشمین … لطف اٹھائے وہ تماشا تمنے کیونکر دیکھ
شب کو دھوکا تھا رقیب روسیہ کا بار بار … اپنے سائے کو کہین اپنے برابر دیکھ
دل کے آنے کی خبر مجکو نہ تھی تمکو تو تھی … کہدیا ہوتا تمھین نے میرے تیور دیکھ
کچھ نہ بیداری کا حیلہ ہو پریشانی سہی … چونک اٹھے خواب ہی کوئی مقدر دیکھ

تو ہو مے پرستی کا دل میں اثر
سر بزم ساقی بیباک ہو
نہ ہو ہجر ساقی میں میکش بتنگ
یہ کیوں رند میکش اکڑنے لگے
زبان و دہان نے بھی پایا مزا
ہوائے وصال جنون خیز ہے
شراب ساقی مہ لقا دیر کر
نہال تمنا ہوا بارور
کہ تکلیف رندون کی بھی دور کی

یہی مے پرستی کی تاثیر ہے
تجھے نشۂ مے کی پھر ناک ہے
نہ کیون نشۂ مے سے دل سیر ہو
کہ ساقی سے آآکے لڑنے لگے
پھرے گرد ساقی کے باشد و مد
زبان رند میکش کی کیا تیز ہے
گلابی بھی دیتی ہے پیہم صدا
ملی بلبل و گل کو رنگین خبر
قلم داستان رنگ پر آگئی

گر راہ جہالت کو کرتا ہے طے
دکھاتا ہے ابر گہر بار رنگ
پلانے میں ساقی کو بھی دیر ہو
اٹھایا جو جام شراب ولا
نہ کیون رند میکش کی ہو گی بد
سناتا ہے میکش کو ہر دم خبر
کہ لو ساقی مہر وش آ گیا
کہ آمد ہے ساقی میخوار کی
طبیعت جو لطف سخن پا گئی

چہرہ سیاحان منازل افسونگری و طے کنندگان مراحل سحر و ساحری اس داستان جلالت عنوان کو یون

تحریر فرماتے ہین بنظم مصنف
لکھون داستان جلالت نشان
طلسمات کے فتح کی فکر ہے
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہو

قلم طبع روشن بھی ہے جوش پر
کہ ہے رنگ پر آج طبع روان
کہ معشوقہ کوکب ذی حشم
کہ فتاح اُسکا جہانگیر ہو

رہا نشۂ مے بھی مینوش پر
امیر عرب کا یہان ذکر ہے
اُٹھائے طلسمات مین رنج و غم
واضح ہو کہ افراسیاب جادو

بادشاہ طلسم ہوشربا ہے سحر و ساحری مین بھی یکتا ہے مگر بادشاہ طلسم نور افشان شہنشاہ کوکب کا دستور ہے کہ بعد سال کے ایک مہینے مین سب ملکون کی گشت کرتا ہے حکم عام ہے کہ جسپر کوئی ظلم ہو اس زمانے مین ہمسے عرض و معروض کرے ہم اُسکا انتظام کر دینگے دامن سائل نقد عدالت سے بھر دینگے تمام خراج گزار مشتاق رہتے ہین کہ فلان زمانے مین شہنشاہ تشریف لائینگے سنو صاحبقران مین قویہ معرکہ گذرا ہے کہ ایک ساحرہ موسومہ حسین جادو برائے مدد لقا آئی طبل جنگی بجوا کے جب میدان مین پہونچی جمال بیمثال علمشاہ دیکھکر عاشق ہوئی سحر سے گرفتار کرکے لائی گلدستہ سنگھا دیا رستم اسکے سحر مین پھنسے دل و جان سے حسین پر عاشق ہوئے سوال وصل کیا حسین نے کہا کہ صاحبقران کو مین دیجیے رستم نے قبول کیا طبل جنگی بجوایا اسی رات کو صاحبقران کو کوئی بستر خواب سے پر لے گیا یہ حالات رستم تو جلد اول مین درج ہین جب صاحبقران عالیشان

جا بجا شاہون کو یہ سودا پیدا ہوا ہی کہ ما بدولت پر لشکر کشی کرکے آتے ہین مین کیا کسی سے باہیں کا رکھتا ہو
اگر تمام عالم کے ساحر ایک مقام پر ہو جائین تو بھی مین خوف نہین کرتا اِن بنگالے والون کی کیا حقیقت
ہی یہ کہتا ہوا ابوالفتح وفیروزی طرف باغ سیب کے جاتا ہی اب یہان وہ ہی نشان ہی جس طرح جلد اوّل
مرقوم ہی بدیع الزمان کا آکر طلسم ہوشربا مین قید ہونا بطور مذکور اسد غازی کا آنا پانچون عیارون
ہونچنا بشۂ رنگین حصار پر خواجہ نے لشکر دن کا جا کیا بطور مذکور میلا ہوا اُسکے بعد خواجہ اور مخمور
بطرز تسطیر پاس کوکب کے پہونچے کوکب نے بڑی خاطر کی اے ناظرین والا مقام مصنف عرض کرتا ہی
کہ خواجہ کو کوکب سے کوئی باعث ملاقات نہ تھا کوکب نے کیون خواجہ کو دامن پناہ دیا اسکے
سبب مین ایک داستان حیرت عنوان تحریر کرتا ہون کہ ناظرین پر واضح ہو جائے کہ اس وجہ سے کوکب
نے خواجہ کو دامن پناہ دیا اور جان ومال سے شریک ہوا واضح ہو وہ زمانہ ہی کہ ابھی میلا چاہ زد
کا نہین ہوا افراسیاب کے ساحر فرداً فرداً خواجہ پر لشکر کشی کرکے آتے ہین ہاتھ سے عیارون کے یا بد
مرغ و بہار مارے جاتے ہین ابھی خواجہ طرف طلسم نورافشان کے نہین گئے عجب داستان حیرت عنوان

دو کلمۂ داستان حیرت عنوان بادشاہ طلسم نورافشان شہنشاہ کوکب روشنضمیر کا مع اپنی معشو
حنائے گلگون پوش کے واسطے گشت کے نکلنا ملک یاقوت نگار پر غائب ہونا ملکہ
حنائے گلگون پوش کا وطلسم گرداباد کو فتح کرنا صاحبقران کا بشرط مقدمۂ مذہب سلیم
ودیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف ساقی نامہ

پلا ساقیا جام عشرت وصال — کہ ہو دل سے بھی رفع رنج و ملال
کہ پیر مغان در پئے جنگ ہی — کدھر ہی مرا ساقیِ مہ لقا
گلابی کمف جام در دست ہی — کہ یہ رند مشرب سدا مست ہی
کہ درپیش ہی رند مشرب سے جنگ — نہ اب ساقیِ مہوش دیر کر
تجھے ابر گوہر فشان کی قسم — تجھے رند پیر مغان کی قسم
خبر کب ملی وصل کی رات کی — ہوئی ہجر ساقی مین کیونکر بسر
ولائے محمد جام دلی مین رہے — محبت تری آب و گل مین رہے

نیا میکدے مین یہ کیا رنگ
خوش آتی ہی اُس مہوش کی
ہوئی نشۂ مے کی دل کو امنگ
کہ لائی ہی خواہش یہان گھیر
قسم تجکو ساقی خرابات
رہا نشۂ مے سے دل بیخبر
جو ہو نشۂ مے سے دل با

شہنشاہ کیا ہوا فیروز نے کہا مین بہاے گرفتاری افراسیاب گیا تھا وہ خفتہ بخت جاگ پڑا ای
کشکول آگے بڑھکر دیکیو کشکول بڑھا دیکھا افراسیاب بقہر وغضب تمام آتا ہی کشکول نے پیادون کو
اشارہ کیا جس پیادے نے بڑھ کر نیزہ یا تلوار کا وار کیا افراسیاب نے مع گھوڑے اُسکو اُٹھا کر زمین
مارا کئی سو جوانون کو واصل جہنم کیا کشکول کو بڑھ کر ایک طمانچہ ماردیا کشکول کا سر اُڑ گیا
سر با وابر برق بھی آپڑے شب تیرہ وتار مین سحر جیسے آگ لگ گئی خیمے جلنے لگے زمین سے شعلے نکلنے
لگے فیروز یا تو بارگاہ مین بیہوش تھا ہلڑ سُنکر نکل آیا دیکھا افراسیاب نے لشکر کو تہ وبالا کر دیا ہی
جب نعرہ کرتا ہی زمین کانپ جاتی ہی فیروز نے للکارا او نمکحرام بد انجام اپنی نمکحرامی پر تجکو ناز ہی
یہ کہکے سحر کرنے لگا کئی فیلان مست افراسیاب پر آگرے افراسیاب نے جسپر گھونسا مارا ہاتھی کا سر
پھٹ گیا کئی اژدہے سامنے قلابۂ آتشین چھوڑتے ہوئے آئے افراسیاب نے اژدھون کو بھی چیر ڈالا
کئی سو عقاب افراسیاب پر گرے چاہتے ہین منقارون سے افراسیاب کو غربال کرین
افراسیاب نے آواز دی ای مرغ زرین طلسم ہوشربا ان سب کو لینا یہ سب تیری خوراک ہین
دم بھر مین قصے پاک ہین آسمان سے ایک مرغ زرین بال پیدا ہوا عقابون کو چیر چیر کر پھینکنا شروع کیا
کسی پر منقار ماردی کسی پر پنجہ مارا تھوڑے ہی عرصے مین مرغ زرین بال نے سب عقابون کو مارا
بڑھ کر سر پر فیروز کے سایہ ڈالا فیروز گھبرا گیا غل مچاتا تھا کبھی آواز دی ای شہنشاہ الامان مجکو معاف
فرمائیے مین اطاعت کرنے کو حاضر ہون یہ کہکر ہاتھ باندھے ہوئے بڑھا ایک طرف سے آواز آئی
و نامرد کیا کرتا ہی جان بچانے پر مرتا ہی تیرا یہ کیا کریگا ایک زنگی بڑے قد کا جوان سامنے
فیروز کے آیا فیروز کی پشت پر ہاتھ پھیرا کہا نہ گھبرانا مین تیری مدد کو موجود ہون زنگی تیغ بکف لیکر
فیروز کو لیچلا افراسیاب پر دونون جا پڑے دونون نے تلوار کے ہاتھ مارے افراسیاب
نے دونون کی کلائیون پر ہاتھ ڈالدیا دونون کی تلوارین چھینکر پھینکدین ایک ایک طمانچے مین دونون کا
کام تمام کیا فیروز کا مرنا اندھیرا ہوگیا گریبان سحر چاک ہوچکا تھا لشکر فیروز نے فرار پر قرار لیا
بے لڑے بھڑے بھاگے ملازمان افراسیاب نے پیچھا کیا ہمراہیان فیروز کتے کی موت مارے گئے
بارگاہین لوٹ لین جو بچے وہ بھاگ کر غائب ہوئے افراسیاب بفتح فیروزی پلٹا لشکر مین آکر پہونچا
دن روز اسی جگہہ پر مقام کیا ہرکارون سے کہا چہار جانب دریافت کرو اور کسی کی تو قضا نہین آئی ہی

فیروز نے باغبان کو بھی نکالا سحر اُتار کے ہوشیار کیا پانچون عیّار بھیون کو بھی رہا کیا عیار بچیان
سُلگین لگانی ہوئی چلین حیرت و باغبان جو بالائے آسمان آئے لشکر فیروز کو دیکھکر سحر کیا آگ
برسائی ملدارین گرائین لشکر مین فیروز کے فریاد کی صدا بلند ہوئی فیروز روتا ہوا سامنے صنعت کے
آیا کہا ای ملکۂ عالم مین تو آپ کا حکم بجا لایا دیکھیے ملکہ حیرت و باغبان نے میرے لشکر کو تباہ کی
صنعت نے پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم امان دیجیے انکی کیا مجال ہی جو آپ پر سحر کرین ملکہ حیرت
باغبان نے ہاتھ روکے آکر لشکر مین داخل ہوئے صنعت نے ہاتھ ہلایا فیروز کو ہوش آیا غصے مین
لشکر کو لیکر پلٹا سب سردار آ کر جمع ہوئے کہا ای شہریار آپ نے یہ کیا کیا اب افراسیاب جادو
قیامتین برپا کریگا فیروز نے کہا یارو مین اپنے ہوش مین نہ تھا جب تو مین نے حیرت باغبان کو
رہا کیا آج شب کو افراسیاب کو لاؤنگا تم لوگ سب ہوشیار رہنا اگر مجھسے کوئی حرکت خلاف
اُسکو نہ ماننا ناچار و مجبور سب نے کہا حضور کو اختیار ہی فیروز رات کو چلا صورت بدلے ہوئے لشکر
مین افراسیاب کے آیا دور سے دیکھا بارگاہ افراسیاب استادہ ہی دروازے پر چوبدار سیاہ دل جاد
مین کھڑے ہو کر سحر کیا کہ نگہبان بیہوش ہوئے فیروز پردہ اُٹھا کے اندر آیا دیکھا افراسیاب پڑا
سو رہا ہی فیروز نے کا نٹے سے دو شالہ ہٹایا افراسیاب پر فیروز سحر کرنے لگا پٹی پلنگ کی ٹوٹی
اِس زور سے ایک آواز آئی افراسیاب کی آنکھ کھلگئی دیکھا ایک سیہ پوش کھڑا
سحر کر رہا ہی افراسیاب نے آواز دی کون فیروز بھاگا افراسیاب نے آواز دی یہ جانے نہ پائے
دروازے پر کون رو کے سب بیہوش پڑے ہین جب کسی کی آواز نہ آئی افراسیاب خود اُٹھا
دوڑا در بارگاہ سے بیس قدم فیروز نکلا تھا کہ افراسیاب نے آواز دی ارے اسکو لینا سرہنگ غلی پوش
کوتوال لشکر مین طلایہ پھیرتا ہوا آتا تھا اسنے جو نعرۂ افراسیاب کی صدا سُنی جھپٹ کر آیا فیروز پر حملہ
فیروز نے گولہ کھینچ مارا سینے پر اسکے پڑا پشت کو توڑ کر پار گذرا مرنے کی اسکے آواز آئی
چار جادون کو مار کر فیروز نکلا افراسیاب بیچا نہین چھوڑتا افراسیاب کا اس طرح بارگاہ سے
نکل آنا وزرا و امرا دوڑ پڑے ہر طرف سے آواز آئی ای شہنشاہ خیر تو ہی افراسیاب نے کہا وہ ہی
مکار جعلساز شعبدہ باز ہی قدرت سامری و جمشید کی یا بدولت کو گرفتار کرنے آیا تھا اتنے مین وز
وامرا چلے فیروز بھاگ کر اپنے لشکر مین ہو نچا ہی کشکول شگرد کو توال طلایہ کے پر تھا اسنے بڑھ کر پوچھا

حدت ہوئی برف نے تاثیر نہ کی دو چار سحر آپسمین چلے کسی پر تاثیر نہ ہوئی فیروز نے جھلا کر ایک چیخ ماری
کہ یا خداوند جوگی جیپال سامری و جمشید والے آپ کے نام پر غالب آئین بڑے شرم کی بات ہی
میری مدد کیجیے آسمان سے ایک ستارہ گرا سر پر سرما کے ایک دناتا بھی ہوا زمین سے ایک غبار اُٹھا
سرما سے برف انداز بیہوش ہو کر گرا فیروز نے گرفتار کر لیا صنعت سحر ساز غصے مین چلا پڑی آواز دی
او نامرد ازلی و ابدی ہمارے شہنشاہ سے یہ بے ادبی بڑھکر صنعت نے ایک بیضۂ وندان فیل جھولی
سے نکالا اُسکو کاٹ کر ہوا پر پھینکا ایک طائر آسمان سے پیدا ہوا اپنے پرون مین بیضے کو لیا بیضے سے
بچہ پیدا ہوا وہ جانور زاغ سیاہ تھا وہ زاغ کاؤن کاؤن کر کے بلند ہوا صنعت نے کہا میرے
سامنے کیا کاؤن کاؤن کرتا ہی فیروز کو بڑھکر لینا خبردار کمی نہ کرنا یہ سُنکر وہ زاغ سیاہ چلا فیروز پیچھے ہٹا
جون جون فیروز پیچھے ہٹتا ہی زاغ بڑھتا جاتا ہی فیروز نے آواز دی ای شاہباز شکاری اِس زاغ سیاہ
کو لینا ایک جانب سے فرّاٹے کی آواز آئی دیکھا ایک باز سفید اُڑا ہوا آتا ہی زاغ باز کو بھی دیکھکر
باز نہ آیا سر پر فیروز کے پہونچکر کاؤن کاؤن کرنے لگا باز کُندے باندھکر گرا کہ زاغ کو شکار کرون
زاغ بلند ہوا باز نے جو پنجہ مارا سر زاغ کا ہاتھ مین نہ آیا بیضۂ وندان فیل بر منہ پڑا بیقرار ہو کر ایک
چیخ ماری زاغ کا سایہ جو فیروز پر پڑا مبہوت ہونے لگا باز و زاغ سیاہ سے منقار و پنجہ چل رہا ہی جب
باز کرک کرتا ہی زاغ ہٹجاتا ہی ایک مقام پر باز گرا صنعت نے ماش کا دانہ مار دیا باز کے پر پُرزے
جلکر گرے ابتو زاغ چالاک چست ہوا منقار کھولکر درست ہوا فیروز کے آکر ایک چیخ ماری مُنھ سے
شعلۂ آتش نکلا خود جلکر خاک ہوا وہ خاک سر پر فیروز کے گری فیروز دیوانہ وار وحشی مثال باتین کرنے لگا
گریبان چاک کیا سامنے ملکہ صنعت کے آیا کہا کیا ارشاد ہوتا ہی جو حکم ہو بجا لاؤن پھر کہا ای ملکۂ عالم
آپ کے حکم کا مشتاق ہون مبتلائے دام فراق ہون صنعت نے کہا جلد جاؤ ملکہ حیرت و باغبان دا
با بخون عیار بچیون کو لاؤ یہ تو طرف اپنی بارگاہ کے چلا صنعت نے اتنے عرصے مین سرما کا سحر اُتارا
سرما اپنے مقام سے اُٹھا صنعت نے کہا لشکر مین جاؤ سرما لشکر مین آیا اپنے مقام پر کھڑا ہوا لیکن
فیروز جو چلا منھ سے کف جاری راہ مین ساحرون نے پوچھا کیون حضور آپ کیون پلٹ آئے کہا
صاحبو مین کسے کیا بیان کرون حیرت کا قید کرنا سراسر خلاف ہی فیروز خیمے مین آیا آکے قفس حیرت
اُتارا حیرت کو نکالا سحر اُتار کر ہوشیار کیا کہا ای ملکۂ عالم تشریف لیجائیے حیرت نے پر پرواز پیدا کیے

آکے رکھی گئین تزلزل اپنے ہاتھ سے رکھتا جاتا ہر چارون خدمتگار بھی شریک ہین تزلزل نے جام
ہنس کر کہا بھائی فیروز پہلے تم پیو پھر ہم بھی پئین گے فیروز نے جھککر سلام کیا جام پی گیا اب تزلزل
نے مصاحبون کو دینا شروع کیا چالیس مصاحبون کو شراب پلانی بیہوشی سب مین ڈالدی تھی فیر
گھبراکے اٹھا لڑکھڑاکے گرا مصاحب اٹھے وہ بھی گرکر بیہوش ہوگئے جو بصورت تزلزل تھا اُسنے
کیا کہ منم ملکہ صرصر شمشیرزن عیارہ پر فن کسی کو قتل نہین کیا حیرت کی زبان سے سوزن نکالا
ہوشیار کرین ہر چند چھینٹے پانی کے مارے حیرت و باغبان نے آنکھ نہ کھولی اب پانچون عیار بچیا
گھبرا گئین کہ کیا کرین یہ کسی طرح سے ہوشیار نہین ہوتے صبا رفتار نے کہا فیروز کو قتل کرو صر
غصے مین خنجر کھینچکر چلی کہ فیروز کو قتل کرون آواز آئی خبردار ایسی حرکت نہ کرنا صرصر نے گھبراکے
دیکھا کسی آواز دینے والے کو نہ پایا کہا اے صبا رفتار یہ اسکے سحر کا شعبدہ ہر بار ہاتھ کہ نگوڑ
سر اُڑ جائے صبا رفتار چلی تھی کہ فیروز کو قتل کرون زمین شق ہوئی ایک زنگی سیاہ رو زمین سے
عیار بچیون نے چاہا جست کرکے نکلین ایک وہ پتھر زمین پر مارا پانچون عیار بچیان لڑکھڑاکے گرین زنگی
فیروز کو بیدار کیا زنگی تو زمین مین غرق ہوکر غائب ہوا فیروز نے کہا ای عیار بچیو مین خداوند جمش
کا عزیز دارہون کیا کھیل تھا کہ ہمکو قتل کرتین ہم افراسیاب کی فکر مین آئے ہین دیکھنا تو کیا حا
کرتے ہین نگہرام کو ستا ٔینگے ان پانچون کو بھی پانچ قفسون مین بند کیا ساتون قفس انکا دیے یہان
افراسیاب جو اُٹھا ہرکارون نے خبر دی کہ ملکہ حیرت و باغبان کو فیروز بزور سحر لیگیا پانچون
نے آپکی جاکر عیاری کی آخر گرفتار ہوئین یہ سنکر افراسیاب کو سناٹا آگیا کہا اب یہ کون لیا بچ
ان دون نے بڑی سرکشی کی فیروز کو اپنے سحر پر بڑا ناز ہے یہان سے تا قلعہ جمشیدیہ لاشون کے
کمر دونگا زن بھر اسی گفتگو مین کٹا شام کو فیروز نے طبل جنگی بجوایا افراسیاب کو خبر پہونچی اسنے
طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان ہوئین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صف آرائی
سب سے پہلے میدان مین فیروز نکلا پکار کر آواز دی او نمکحرام کسی کو بھیج افراسیاب نے بائین
دیکھا سرما ے برف انداز نے مرکب بڑھایا سامنے افراسیاب کے آیا اجازت مانگی
نے کہا ای سرما ملکہ عالم کے قید ہونے کا بڑا قلق ہوا ای سرما ایسی لڑائی پڑے کہ آج ہی ملکہ کو رہا کر
سرما نے کہا کیا کچھ ہم انتظار کھینچگے یہ کہکر سرما میدان مین آیا برف برسائی فیروز نے دستک دی نیر اعظم

اُسکے نگہبان ہین سب مصاحب ساتھ ہین دونون قیدیون کو لیکر اپنی بارگاہ مین آیا دو قفسون مین دونون کو بند کیا دونون قفس بارگاہ مین لٹکا دیے دمبدم ٹھنڈی سانسین بھرتا ہی کہتا ہی بار ومین گیا تھا دشمن کو مٹانے ایک سودمول لایا ہون جس وقت سے جمال جان آرائے ملکہ حیرت دیکھا دل قابو مین نہین ہی جی چاہتا ہی طرف صحرا کے نکلجاؤن کچھ بن نہین پڑتا یہ ظالم قبول نکریگی صورت مین مہوش لیکن معشوق سرکش دیکھین تقدیر کیا دکھاتی ہی کیا ہوش ہی دل قابو مین نہین اس ظالم کو کسیطرح چین پہلو مین نہین سب مصیبتین دل ہی پر گذرتی ہین اول شوق وہ اشتیاق آنکھون سے شروع ہوتی ہو نظم

نہین دیکھے یہ تصور کے بھی زنجیر کے پیچ
کس بلا کے ہین تری زلف گرہ گیر کے پیچ
لاکھ انسان ہوشیار نگرای دل زار
فہم مین آتے ہین کسکے غلط تقدیر کے پیچ
ایک دو ہون تو گلا انکا زبان پر آئے
روز ہوتے ہین نئے اس بت بے پیر کے پیچ
سرگذشت اپنی سنا مین تجھے کیا خاک نسیم
ہمسے جاتے ہی نہین اس فلک پیر کے پیچ

مصاحبون نے عرض کی حضور بڑے مشکل کی بات ہی حیرت جادو دختر حیات جادو بادشاہ طلسم حیاتیہ زوجۂ افراسیاب ساحر لاجواب اسکی زوجہ پر دست اندازی ہونا نہایت مشکل ہی بڑے بڑے فساد پڑینگے آپ کو یہی منظور ہی کہ حیرت پر قبضہ کرون جس وقت آپ سوال کرینگے افراسیاب سے آپ زیادہ خوبصورت ہین دیکھتے ہی حیرت کی جان پر بنیگی دل وجان سے آپ کو قبول کریگی ان باتون پر فیروز کلنگ سوار خوش ہو گیا مثل گل شگفتہ ہوا کہا ابھی حیرت کو ہوشیار کرون اپنی کیفیت بیان کردون کہ میری جان جاتی ہی سب نے کہا اپنے ملک کو چلیے یہان ٹھہرنا بہتر نہین یہ سنتے ہی فیروز نے کہا لشکر تیار کرو چیکے چیکے لشکر تیار ہونے لگا کہ ایک ہرکارہ دوڑا ہوا آیا کہا حضور شہنشاہ بنگالہ تشریف لاتے ہین چار خدمتگار ساتھ ہین فیروز خوشی خوشی باہر نکلا دیکھا شہنشاہ تزلزل تشریف لاتے ہین فیروز نے جھککر سلام کیا شہنشاہ نے کہا اے فیروز ہمارا کیا حال پوچھتا ہی عجب مصیبت پڑی سارا لشکر تباہ ہوا بارگاہین لٹین قصد ہوا تھا کہ طرف وطن کے چلے جائین بداقبالی نے دامن تھام لیا نہ جاسکے فیروز نے کہا اب حضور آگئے ہین مثل مشہور ہی ایک اور ایک ملکر گیارہ ہوتے ہین افراسیاب کو گھیر کر مارینگے تزلزل نے کہا مین کل سے بھوکا پیاسا مارا مارا پھرتا ہون کھانا جلد منگاؤ پہلے دور شراب چلے فیروز نے اشارہ کیا واسطے شہنشاہ کے شراب لاؤ اسی وقت گلابیان شراب کی

دعوے کے ہین رہا کہ فیروز کل طبل جنگی بجوائیگا میدان کارزار مین مقابلہ ہوگا پہر رات گئے دربار برخاس
کر کے اپنی آرامگاہ مین آیا فیروز اکیلا اپنی بارگاہ مین بیٹھا رہا جب دیکھا سناٹا ہوا زلف لیلائے
کر سے گذر چلی فیروز چلا لشکر مین افراسیاب کے آیا جادوگرون سے پوچھا ملکہ حیرت جادو کی
بارگاہ مین ہین جادوگرون نے بیان کیا سبز بارگاہ جو پہلوے لشکر پر استادہ ہی جسکے گرد کنیز
پہرا دے رہی ہین وہی بارگاہ بلا اشتباہ ملکہ حیرت ہی فیروز چلا جب سامنے بارگاہ ملکہ حیرت
کے پہونچا دیکھا بارہ ہزار کنیزین پہرہ دے رہی ہین صدائے حاضرباش و ناظرباش بلند طائر کو
اُدھر سے نہیں جانے دیتی ہین فیروز گلمنگ سوار نے سحر کیا کہ ہوائے سرد چلی سب کنیزون کی آنکہ
بند ہونے لگین دم بہر مین سب سوگئین فیروز اندر آیا دیکھا ملکہ حیرت پلنگ پر سوار ہی ہین
شیر ببر بیٹھے ہوئے دھڑ دکے مار رہے ہین فیروز نے جنگلی خاک کی اُٹھا کر دونون شیرون
سر پر ڈالی دونون شیر جلکر رہگئے ادھر شیر جلکر گرے اُدھر حیرت کی آنکھ کھلگئی دیکھا ایک سیاہ
کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی حیرت نے کہا ارے تو کون فیروز نے جنگلی خاک کی حیرت پر ڈالدی
حیرت بھی بیہوش ہوئی فیروز نے کمر مین بقچہ دیا حیرت کو لیکر چلا قضائے کار باغبان قد
طلائے پر تھا نگاہ پڑی کوئی ساحر ایک ستارے کو بقچے مین دبائے لیے جاتا ہی باغبان نے آواز
کون ہی فیروز نے جواب نہ دیا باغبان جگر بلند ہوا جیسے ہی سامنے پہونچا دیکھا ایک ساحر خیر
کو بقچے مین دبائے ہوئے لیے جاتا ہی قلب ٹھہر گیا آواز دی او بیحیا تو کون ہی فیروز نے گولہ
باغبان نے کاٹا اُس گولے سے دہوان نکلا کر باغبان بھی بیہوش ہوا فیروز نے باغبان کو
لیا پانچون عیار بچیان بازار مین برائے حفاظت پھر رہی تھین اُنھون نے دور سے دیکھا کہ ایک سا
باغبان و حیرت کو بقچے مین دبائے ہوئے لیے جاتا ہی صرصر شمشیرزن نے کہا اے صبا رفتار
باغبان و حیرت کو فیروز لیے جاتا ہی بڑا ساحر زبردست ہی چلکر اسکی فکر کرو یا پانچون عیار بچیا
صورتین بدلکر بھاگین فیروز انکو لیے ہوئے اپنے لشکر مین آیا مصاحبون نے بڑھکر پوچھا
کہا بی حیرت و باغبان کو لایا کل اُس نمکحرام کو بھی لاؤنگا اسی طرح خاتمہ کرونگا پس فرد الاحد
کو چھوڑ اونگا سلطنت انکی قائم کر کے چلا جاؤنگا لیکن افسوس ہی کہ مجھے کچھ حال شہنشاہ بنگا
نہ معلوم ہوا کہ اسیر کیا گیا یا شاید قتل ہو گیا یا نگلوا مارا جانا اسکا دشوار ہی خداوند جو کی جیسا

غم والم سے بھر دیا مین جدہ کر کے ساتھ قصر زبرجدی مین چلونگا مین جدہ کا غلام ہون ان کنیزان سامری کا تابعدار ہون آفات نے آواز دی ارے تلوار کھینچ گلا اپنا کاٹ لے تزلزل نے تلوار کھینچی چاہا اپنا گلا کاٹون ایک آواز ہیبتناک آئی کہ او تزلزل کیا کرتا ہی خبردار گلا نہ کاٹنا ملک بنگالہ بیچراغ ہو جائیگا ایک عقاب آسمان سے آکر گرا کمر مین تزلزل کے پنجہ دیا لیکر طرف آسمان کے اُڑ گیا سرنام جادو وزیر اعظم تھا اُسکو عقاب نے آواز دی ای سرنام جادو فوج لو لیکر چلے آؤ یہان نہ ٹھہرو بنگالہ مین چلکر صلاح کیجائیگی خداوند جوگی جیپال سے پوچھکر لشکر کشی ہوگی جیسا خلاف کیا ویسا انجام ہوا اب سمجھا جائیگا سرنام نے چاہا تھا کہ لشکر کو لیکر بھاگون افراسیاب تلوار پکڑ کر جا پڑا ایک طرف سے افراسیاب جادو ایک طرف آفات چہار دست بدست ایک طرف حیرت ایک طرف وزرا و امرا ہر چند سرنام چاہتا ہی کہ نکلجاؤن ملازمان افراسیاب نے چہار جانب سے گھیرا ہی سحر ہوتا ہے ہین سرنام نے دیکھا یہان سے نکلنا بہت دشوار ہی افراسیاب کو کچھ داغ دون حیرت پر جا پڑا حیرت نے سحر کیا سرنام بچا اور ایک چیخ ماری دہن سے اسکے ایک کارد نکلی کارد نے سر حیرت کا زخمی کیا حیرت نے ایک چیخ ماری آفات جا پڑی سرنام سے سحر چلنے لگا آفات نے دنگ کر دیا چاہا سر کاٹ لون وہ ہی عقاب آسمان سے پیدا ہوا صدا عبرت آمیز دیتا ہوا زمین پر گرا سرنام کی کمر مین پنجہ دیا لیکر بلند ہوا افراسیاب نے کل فوج کو گھیر کر قتل کیا بارگاہین لوٹ لین سب بنگالے والے مارے گئے سو دو سو جان بچا کے نکلگئے افراسیاب بفتح و فیروزی پلٹا لشکر کو ساتھ لیکر طرف باغ سیب کے چلا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا بارہ لاکھ ساحرون کا لشکر پیدا ہوا فیروز کلنگ سوار بادشاہ ملک جمشید یہ بھی خبر سنکے چلا ہی کہ افراسیاب نے بادشاہ لاچین کو قید کر لیا ہی یہ بھی خبر پائی تھی کہ شاہ بنگالہ مقابلے مین اُترا ہوا ہی ہرکارون نے خبر دی کہ شاہ بنگالہ کو شکست دیکر آتا ہی فیروز کلنگ سوار ٹھہر گیا افراسیاب کو تخت پر دیکھکر آواز دی او نمکحرام بد انجام اب کہان جائیگا ہمارے ہاتھ سے شکست کھائیگا آفات تو چلی گئی تھی افراسیاب جادو مقابلے مین فیروز کلنگ سوار اُتر پڑا فیروز نے جو دیکھا کہ افراسیاب کے وزرا و امرا ساتھ ہین پکار کر آواز دی و نمکحرام دیکھ تو تیرے ساتھ کیا آفت برپا کرتا ہون آج تو ما بدولت تھکے ماندے آئے ہین کل طبل جنگی بجوائینگے یہ کہکے اپنی بارگاہ مین آیا افراسیاب اپنی بارگاہ مین آیا افراسیاب تو اس

عرض کرتی ہین جبۂ شاہان عالم کو یہ فعل شہنشاہ ناگوار ہوا یہ معاملہ تو خیر گذر جائیگا لیکن زبان نقلاس
قریب ہے اصل طلسم کشا آئیگا سب کو ملال ہو پہنچیگے جبۂ تمہہ بھی زوال ہوگا نہین معلوم ہمارا کیا حا
ہوگا آپ کو شناخت بھی بتاتے ہین کہ طرف سے شہر ناپرسان کے آئیگا اوّل صحرائے حیرت مین
قید ہو وہین سے فساد پڑیگا بڑے بڑے ساحر مارے جائینگے آفات نے کہا بیبیو یہ باتین نہ کر
میرا دل تھراتا ہے تجے سے میرے جو کچھ کیا وہ اچھا کیا یہ ہم بھی جانتے ہین کہ عمر طلسم کا خاتمہ ہے جب عمر طلسم
کم ہوئی فتاح بھی ضرور آئیگا اسوقت دیکھا جائیگا کہ آفات کی نگاہ افراسیاب پر پڑی دیکھا تزلزل
کا سر زخمی ہے افراسیاب کے جسم پر آبلے پڑے ہین آواز دی بیٹیا ہٹیا مین آپہونچی یہ دو پتلیان جو مین
ساتھ آئی ہین سب کام کرینگی یہ کہکے آفات بیچ مین پھاندی دونون پتلیون نے اپنا سایہ بر
تزلزل کے ڈالا آواز دی اور بنگالی زبان مین آشاہان ہوشربا سے بھرا ہے یہ وہ مقام ہے کہ
سامری و جمشید یہان پیدا ہوئے نشو و نما پائی ان گلیون مین پھرتے تھے ذرا ہمین آنکھ ملا دو
دلفریب تھی کہ تزلزل نے سر اٹھایا دونون پتلیون نے گنگنا کے یہ غزل گائی

نظم

دل کی کدورتین اگر انسان سے دور ہون
سارے نفاق گبر و مسلمان سے دور ہون

نزدیک آچکی ہے سواری بہار کی
برگ خزان رسیدہ گلستان سے دور ہون

دل اسقدر گداز ہے برسون ہی غم رہے
آنسو جو اپنے دیدۂ گریان سے دور ہون

ملتا نہین نوشتۂ قسمت کسی طرح
جوہر کبھی نہ خنجر بران سے دور ہون

فصل بہار آئی ہے کپڑون کو پھاڑیے
دل کے بخا دست و گریبان سے دور ہون

یہ تنگ کر رہا ہے تو الجھا رہے ہین وہ
دامن کے پاٹ پہلے گریبان سے دور ہون

وحش و طیور کو مری آہین کرین ہلاک
آب و گیاہ و کوہ و بیابان سے دور ہون

ممکن نہین نجات اسیران عشق کو
یہ قیدی وہ نہین کہ جو زندان سے دور ہون

مدت کے بعد آئے ہین صحرا مین اے جنون
یہ آبلے تو خار مغیلان سے دور ہون

گردش سے چشم یار کی آتش عجب نہین
جو جو عمل کہ گردش دوران سے دور ہون

اُن دونون پتلیون نے جو یہ اشعار گائے تزلزل مبہوت ہو گیا ناچنے لگا گریبان چاک کیا تل
سر سے دے مارا پکار کر آواز دی اے کنیزان سامری تمہاری صدا نے بیقرار کر دیا خانہ دل کو تہ

کل فوج افراسیاب پر جا پڑی ادھر سے سرما و ابریق پہونچے دونون لشکر آپس مین ملگئے ملکہ حیرت جادو
بھی بڑے زور و شور سے لڑ رہی ہین بہار کے گلدستے چلے برق لامع مثل تلوار کے چمک رہی ہر جسب
آڑی ترچھی گری دو دو سو کے سر کاٹ کر نکلگئی باغبان کا گیند چل رہا ہر سرما و ابریق نے برف و پتھر
برسائے ہزارون کو پامال کیا افراسیاب نے جب گولا مارا دس ہزار کے سر چھٹگئے ہر ایک کا یہی قول ہر
کہ افراسیاب کے مقابلے مین کون جائے ایسے ساحر کا ہمکو دیکھے تھے بعض کہتے ہین یار درحقیقت یہ ہر
کہ افراسیاب ایسا ساحر بردہ دنیا مین نہین ہر کوئی اسکے سحر کی برداشت نہین کرسکتا تزلزل نے بھی
آج زمین ہلادی کسی کا پانون زمین پر نہین جمتا زمین کانپ رہی ہر لڑتا بھڑتا جاتا تھا کہ قریب تخت حیرت
پہونچا حیرت نے اپنا سحر قدیم کیا کہ بال سر کے کھولدیے یا سامری کہکے تین چیخ مارے سوے مشکین
حیرت پر جو تزلزل کی نگاہ پڑی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا قلب تھرایا یقین تھا کہ چیخ مارکر گرے
یکایک زمین شق ہوئی ایک پتلی نکلی اُسنے تزلزل کی بغلون مین ہاتھ دیکر سنبھالا کہا اے شاہزادہ نگالہ ہوش
مین آئیے اسقدر نہ گھبرائیے مین آپ کے ساتھ موجود ہون تزلزل نے سنبھل کر آواز دی یا جوگی چپال
مجکو اس عورت کے شعبدے سے بچائیے ایک غبار زرد زمین سے پیدا ہوا حیرت اُس غبار مین چھپ گئی مع تخت
غائب ہونے لگی زمرد جادو نے افراسیاب کو پکارا اے شہنشاہ ملکہ عالم کی خبر لیجیے افراسیاب نے جو
دور سے یہ معاملہ دیکھا آواز دی او ناہنجار کیا کرتا یہ کہتا ہوا قریب آیا تزلزل سے سحر چلنے لگا شعلہاے
آتش بھرے گے تلوارین دونون پر گرین لیکن دونون بچ رہے ہین جب گنبد خاکی مین مخفی ہوتے ہین مثل
ستارے کے دونون چمکر نکلتے ہین افراسیاب نے عکس تاج کا حیرت گنبد خاکی سے نکلی مگر چہرہ اُداس
دل پر عالم یاس ایک مقام پر تزلزل نے نعرہ کیا یا خداوند جوگی چپال ایک سگ سیاہ زمین سے
نکلا افراسیاب پر چلا افراسیاب نے آواز دی یا سامری اس سگ سیاہ سے مجکو بچانا فوراً ایک
خوک صحرائی پیدا ہوا اُسنے سگ سیاہ کو روکا آپس مین لڑنے لگے آخر سگ نے خوک پر ایک پنجہ مارا کہ خوک
کی آنتین نکل پڑین افراسیاب نے سگ پر ایک گھونسا مارا کہ سگ کا سر پھٹ گیا اتنے مین دونون مین تلوار
چلنے لگی افراسیاب نے ایک ہاتھ مارا کہ سر تزلزل کا زخمی ہوا پس تزلزل نے بھی خون اپنے سر کا
لیکر پھینک مارا افراسیاب کے جسم مین آبلے پڑگئے رنگ رو متغیر ہوا کہ آسمان پر برق چمکی سب نے
دیکھا کہ آفات چہار دست آپہونچی دو پتلیان سنہری پہلو مین آفات کے باتین کرتی ہوئین چلین

میدان کارزار مین آسنے صفین آراستہ ہوئین وہ جوان دمڑ دکا مار کر میدان مین آیا پکار کر آواز دی ای
افراسیاب کسی کو بھیج یا خود آ باغبان قدرت جا پڑا آپ بھی سحر ہوئے اُس جوان کرینہ منظر نے ایک
چیخ ماری زمین کانپ گئی باغبان چیخ کھا کر زمین پر گرا بیہوش ہو گیا یہ جوان بڑھا کہ باغبان کو چیر پھاڑ ک
پھینکدون افراسیاب کو تاب نہ آئی بے اختیار دوڑ پڑا آواز دی او ملعون کیا کرتا ہی صدا زبون پر ہاتھ ڈا
ہی یہ میرا وزیر اعظم ہی دستور معظم ہی یہ کہکر جھپٹا کہتا ہوا کہ جوگی جیپال کیا ملعون تھا جسکا تو تھی بنگا
حالون کے واسطے تیرا نام زہر ہی اس جلدی مین افراسیاب ہو بچا کہ گویا برق چمک کر آئی باغبان
کو پشت پر لیا آپ اُسکا مقابلہ کیا اُس جوان نے ایک چیخ ماری افراسیاب تھرایا چہرہ سرخ ہوا قریب
کہ غش کھا کر گرے کہ آسمان سے آواز آئی اے افراسیاب نہ گھبرانا تیری معین آ پہونچی سب نے
دیکھا کہ ایک نازنین سُنہرے کپڑے پہنے ہوئے گلوری کلّے مین دبی ہوئی لچکا بھیون کا ازار بند مین بندھا
ہوا افراسیاب نے کہا اے کنندن کیا لائی کنندن نے تاج طلسمی سر پر افراسیاب جادو کے رکھد
جیسے ہی تاج طلسمی سر پر آیا پھر افراسیاب چست و چالاک ہوا پریشانی چہرے کی موقوف ہوئی
کنندن تو تاج پہنا کر چلی گئی افراسیاب نے اُس جوان سے مقابلہ پڑا اب وہ چیخین مارتا ہی افراسیاب
تاثیر نہین ہوتی افراسیاب نے کئی سنگریزے اُسپر مارے پتھر پر سے اُس جوان کے جسم پر
تاثیر نہ ہوئی افراسیاب جب سحر کرتا ہی وہ جوان جھوم کر رہجاتا ہی آخر اس جوان نے جھلا کر آواز د
یا خداوند جوگی جیپال بڑے سخت ظالم سے مقابلہ پڑا ہی آگے مدد کیجیے ایک طرف تیغہ کھینچکر وہ جوا
اول چلا دوسرا جوان بھی تیغہ لیے ہوئے زمین سے پیدا ہوا طرف افراسیاب کے چلا ارادہ ہی کہ دونون
افراسیاب پر وار کرین افراسیاب نے آواز دی محافظان مین کوئی حاضر ہی یہ جو افراسیاب نے
آسمان سے ایک جوان خوشرو مرکب پر سوار بیٹھا ہوا بیچ مین کودا کہا اے شہنشاہ ہتجاسنے مین برا سے
آیا ہون ان دونون سے سمجھ لونگا بیچ مین اُن دونون کے آگیا اُن دونون نے ہاتھ مارا جوان خوشرو
دونون کی کلائیون پر ہاتھ ڈالدیا بقہر و غضب ہکارا دونون کی تلوارین جھینکر پھینکدین دونون
کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا زور جو کیا دونون کے سر ٹکرا دیے دونون واصل جہنم ہوئے مرتے ہی لاشین دو
کے میدان مین اندھیرا ہو گیا تلوارین آسمان سے برسنے لگین سنگباری و برفباری ہوئی بعد اُسکے آو
کشتی مرا نام مین فہر جوگی جیپال بود تزلزل کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا دوڑ پڑا خنجر کو بھی تہ

ہاتھ مارا تیغہ ہاتھ سے مہمیز کے چھوٹ کر دور گرا مہمیز نے چاہا کو دکر بھاگون تیلی نے کہا اڈگوڑے اب کہان جائیگا مہمیز نے تیلی کو خنجر مارا تیلی نے خنجر شانے پر لیا زخم کا نشان بھی نہوا مگر مہمیز گرا تیلی نے کلائی پر ہاتھ ڈالا ایک ہاتھ پانون پر سرہانے افراسیاب کے رکھا آواز دی ای شہنشاہ گیتی ستان ای سرپرست ساحران نیند سے بیدار ہو جیسے لونڈی حفاظت کے واسطے حاضر تھی مین نے اسکو پکڑ لیا سرکار کو بیہوش کرنا چاہتا تھا افراسیاب نے آنکھ کھولی دیکھا ایک عیار طرار تیلی اُسکا ہاتھ پکڑے ہوئے کھڑی ہی افراسیاب نے کہا اڑے تو کون ہی مہمیز خلاف باتین کہنے لگا افراسیاب نے کہا دیکھ یہ کہکے ایک چٹکی خاک کی اُسکے سر پر ڈالدی مہمیز کانپ گیا بعد دم بھر کے ہاتھ باندھکر سب حال مفصل کہدیا کہ تزلزل آپ کی جنگ سے عاجز ہو رہا ہی مجکو بھیجا تھا کہ شاہ کو پکڑ لاو افراسیاب نے تیلی سے کہا اسکو بھاگ کر صحرا ے ہوشربا مین چھوڑ دے گنہگارون کے ساتھ نوکری دصویا کریگا تیلی نے کمر مین پنجہ دیا لیے بھاگی یہان تزلزل رات بھر انتظار مین رہا صبح کو ہرکارون نے خبر دی آپ کا عیار پکڑ لیا گیا تزلزل رنجیدہ اُٹھا تنہائی مین آکر رونے لگا پکارتا ہی یا خداوند جوگی جیپال مین اپنے ملک سے آکر کس بلا مین پھنسا میری مدد کیجیے یہ کہ رہا تھا کہ زمین شق ہوئی ایک آواز آئی بندہ من کیون گھبراتا ہی مین تیری مدد کو آ پہونچا ایک جوان بلند بالا سیہ رو تیرہ درون لباس چرمی پہنے ہوئے زمین سے نکلا کہا ای شاہ بنگالہ مین تیری مدد کو آیا ہون نام میرا قاہر بن قہار غضب خداوند جوگی جیپال میرے نام پر طبل جنگی بجوادے تزلزل نے کہا ای قہر خداوند اژدران کو ایک گانے والی لیگئی ہو سکتا ہی کہ تو اُسکو لے آئے جوان نے سر جھکا لیا بعد عرصہ دراز جواب دیا ای شاہ بنگالہ جہان وہ گئی ہی اژدران کو قید کیا ہی اور بھی صدہا گنہگار وہان قید ہین مین نہین جا سکتا اگر قصد کرون ملکر خاک ہو جاؤن لیکن فکر کرونگا تزلزل خوشی خوشی اپنی بارگاہ مین لیکر آیا کہا یاروں مبارک ہو خداوند جوگی جیپال نے اپنے قہر کو بھیجا یہ افراسیاب کے باپ کو پکڑ لیگا سب خوش ہوگئے تزلزل نے حکم دیا نام پر قہر خداوند کے طبل جنگی بجے نقارے پر چوب پڑی افراسیاب کو بھی خبر ملی کہ ایک جوان کرہ منظر آیا ہی افراسیاب نے کہا جیر پھاڑ کر صحرا میں ڈالے کو پھینکدونگا کل اس جنگ کو بھی فتح کر لونگا ہرکارون نے عرض کی حضور سنا ہی کہ وہ جوان زمین سے پیدا ہوا افراسیاب نے کہا ایسے ایسے شعبدے میرے دروازے پر پڑے رہتے ہین اسکی کیا حقیقت ہی یہان بھی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات اسی ہنگامے مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر

لیے ہوئے سب سفر امن سے کاٹے سیکڑونکے سر کٹ کے گرے تھوڑے ہی عرصے مین تین لاکھ جادوگر تزلزل ک
کے مارے گئے افراسیاب نے سب بارگاہین جلادین تزلزل کو کچھ بن نہ پڑا گھبرا کے ساتھ والون سے کہا ان
نمکحرامون نے بڑا زور پکڑا ہی اگر ایسے نہ تھے تو لاچین کو کیونکر پکڑ لیا بہتر یہ ہی کہ طبل امان بجوا دو اسی وقت
طبل امان پر چوب پڑی دونون لشکر میدان کارزار سے پلٹے افراسیاب کے ساتھ والے کہتے ہین ای
شہنشاہ اسنے ایسا جلد طبل امان بجوایا ہمارے دل کا حوصلہ نہ نکلا ہم تو جانتے تھے کہ بنگالہ والے بڑے ساحر
ہونگے بہر بہر مغلوب ہوئی میان تزلزل کو بھاگتے راستہ نہ ملا افراسیاب تو بخوشی اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا لیکن
تزلزل جو پلٹا ساتھ والون سے کہتا ہوا کہ یارو دیکھیے اب کیا ہوا اژدران نے کیا معقول فکر کی تھی مگر
کچھ بن نہ پڑا یہ کہتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا تنہائی مین سر جھکا کر بیٹھا سردارون سے کہا اپنے سحر تیار کرو
ایکبار ایسی مغلوب ہو کہ افراسیاب والے دنگ ہون رفیق اسکے جاکر ہو نخانون مین داخل ہوئے
تزلزل چپ بیٹھا ہی کہ مہمیز حیلہ گر آیا دست بستہ عرض کی کہ شہنشاہ کو بہت پریشان پاتا ہون غلام نے
دریافت کیا آپ کے تین لاکھ ساحر مارے گئے افراسیاب کے بھی لاکھ ساحر قتل ہوئے مگر افراسیاب جادو
جانے روزگار ہی دیکھین فلک کیا دکھائے تزلزل نے کہا ای یار وفادار کیا کہون جیسا قلق ہی اگر یون
حصول مطلب پلٹا نبگالے والے کہینگے شاہ ناچار ہو کر پلٹ آئے مجھے ایک ایک سے حجاب ہوگا دل کو
پیچ وتاب ہوگا مہمیز کہتا ہی حضور خاصہ نوش کرین غلام تدبیر کریگا آج جاکر افراسیاب کو پکڑ لائیگا
تزلزل یہ سنکر خوش ہو گیا کہا ای مہمیز اگر تو افراسیاب کو لایا دولت دنیا سے نہال کر دونگا مہمیز
تزلزل سے نکلا صورت بدلکر لشکر افراسیاب مین آیا دیکھا ہی کہ جا بجا بازارون مین چہلین ہو رہی ہین
ہر جگہ ناچ ورنگ ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ابکی مرتبہ تزلزل کو گھیر کر پکڑ لینگے یہ باتین سنتا ہوا قریب
بارگاہ افراسیاب آیا ایک فقیر کی شکل بنا ہوا دیکھا کیا اب دو پہر سے زیادہ شب گذری مہمیز نے
پشت بارگاہ افراسیاب پر دیکھا ایک نخل ہی مہمیز جھپٹ کر وہین پہونچا نخل کے سایے مین بیٹھ کر
نقب کھودنے لگا کھودتے کھودتے نقب کا گوشہ بارگاہ افراسیاب مین توڑا سر نکال کے دیکھنے لگا
دیکھا افراسیاب غافل سورہا ہی جھپٹ کر قریب پلنگ کے آیا کانٹے سے دوشالہ ہٹایا دیکھا افراسیاب
غافل پڑا سورہا ہی کنپٹے مین داروے بیہوشی رکھی یہ نہ سمجھا کہ یہ ساحر یکتا بادشاہ طلسم ہوشربا آسانی سے
گرفتار نہ ہوگا جیسے ہی اسنے کنپٹے مین داروے بیہوشی رکھی پہلو سے ایک پتلی سنہری پیدا ہوئی کنپٹے

اتی جان سے عرض کرونگی وہ مجکو تمھارے ساتھ کرونیگی جسدن تجویز ہی پہرے سب بہادری والے جمع ہون
سب کو معلوم ہوکر رقاص دلفریب جسکو دیکھنے سے دل ناشکیب اژدران بن باران کے ساتھ
کتخدا ہوگئی اژدران قدمون پر گر پڑا کہا مین تمھارے ساتھ چلونگا مجھے اپنے ساتھ لو اُس نازنین نے
طرف سازندون کے دیکھا کہا حقیقت مین مجھے بھی انسے خوف ہی بنگالہ والون سے کبھی وفا نہو ئی
لیکن تخت لاؤ ان سب نے جھٹ پٹ شاخہاے نخل کا ٹین تخت بنا کر سامنے کیا رقاص دلفریب نے
اژدران کا ہاتھ پکڑا تخت پر بٹھالیا ڈھولنیے بجنیے بھی اُسی تخت پر بیٹھے اُسی طرح گاتے بجاتے ہوے اژدران کو
لیکر رقاص دلفریب تخت اُڑاتی ہوئی طرف آسمان کے روانہ ہوئی یہ نہ کوئی سمجھا کہ کہان لیگئی
افراسیاب نے پکار کر آواز دی کہ او تزلزل تونے اس شعبدہ بد دولت کا دیکھا کوئی دُنیا مین
ایسا ہی کہ اژدران کو بلوائے تو سن کو ہینے رد کا تم نہ روک سکے اب جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے
مقابلے مین نکلے یا آکر اطاعت کرے شاید ما بدولت خطا معاف کرین تزلزل نے آواز دی ارے
اس نمکحرام کو مار لو کیا غضب کا کمبخت نے سحر کیا اژدران کو ناچنے والی لیگئی تم مین کوئی ایسا نہین
کہ اسکو سزا دے یہ کہکے بارہ لاکھ فوج کو اشارہ کیا سرخان کوہ درسیما لاہنے عرض کی غلام
جاکر افراسیاب کا سر لاتا ہی شاہ بنگالہ نے تو سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا سرخان افراسیاب پر جا پڑا
افراسیاب سے سحر چلنے لگا افراسیاب ان ساحرون کو کب مانتا ہی جو سحر اُسنے کیا افراسیاب نے
اشارہ کر دیا سحر دفع ہوگیا جب سرخان نے دیکھا میرے کسی سحر نے تاثیر نہ کی حیران ہوا کہ اب کیا کرون تیغۂ سحر کھینچکر مارا
افراسیاب پر کئی سحر کیے ہاتھ تلوار کا مارا افراسیاب نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا یا سامری کہکے ایک طمانچہ مارا سر
سرخان کا اُڑ گیا کل فوج کا یہ سپہ سالار تھا فوج والے لینا لینا کرکے آپڑے تلوار چلنے لگی افراسیاب نے جو
اشارہ کیا باغبان قدرت وصنعت سحر ساز وسراے برف انداز وابریق کوہ شگاف و
برق لامع ورعد وبرق وسرخ مو کا گلگشا وہلال سحر افگن جاکر جو گرے ان ساحرون کے
سحر باغبان نے زمین ہلادی برق لامع آڑی ترچھی گر رہی ہی افراسیاب کے ہاتھ سے گولہ چل رہا ہی جب
افراسیاب نے گولہ مارا ہزارون کے سر کٹ گئے صنعت نے آگ برسائی سراے سحر نے برف گرائی ہزارون ساحر
برف مین ٹھنڈے ہوئے حیرت جادو بھی مصروف جنگ ہی یاقوت وزمرد وزیر زادیون کے عجائب
وغرائب سحر فوج کو لڑوا رہی ہین ایک طرف سے مصور جادو اسباب تصویر کشی ہاتھ مین تختے کے تختے تصویرون کے

ہو نچا یا بادبان جادوانگی زومہ ہیمی تھی زنگی نے کہا اتنی خبر لیجیے ایسا نہ ہو جا کر لا چین کو رہا کریں یا ہو ...
نے سحر کیے توسن کو روکا یہان افراسیاب اژدران پر جا ٹپا اژدران نے چاہا سحر کرین افراسیاب
نے آواز دی ای رقاص لفریب اژدران کو لینا یہ جو افراسیاب نے پکار کر کہا ایک آواز نغریب
آئی کہ ای شہنشاہ حاضر ہوتی ہون کہ پہلوے صحرا سے طبلے سارنگی کی آواز آئی گت بجتی ہوئی دوسارنگیا
چھڑ رہی ہین طبلے کی آواز دلنواز معلوم ہوتی تھی بو دیان بج رہی ہین مجیرے کی جھنکار ایک نازنین چہار دہ
سالہ نہایت حسین گلعذار کبک رفتار شیرین گفتار ماہ رخسار سرو قد دل آویز نازک اندام کبک خرام
سامنے اژدران بن ماران کے آکر ہو نچی گت ناچنے لگی اژدران دل سے متوجہ ہو تھوڑے ہی
عرصے میں گت کو تمام کیا آنکھ ملا کر اژدران سے یہ غزل گائی نظم

دل جگر باہم ہدف ہوں سینہ تخجیر میں
ہو وہ زہ نہیں چاہیے قاتل سناں تیر میں

سلسلہ تھا عقدۂ پر پیچ کا تقدیر میں
دی گرہ معاد نے ہر حلقۂ زنجیر میں

دور سے نا آشنا ہوتے ہیں اکثر تیرہ دل
حشر تک آنسو نہ دیکھا دیدۂ زنجیر میں

خواب چشم منتظر کو باعث تقصیر ہی
اسلیے بیداریان ہین دیدۂ زنجیر میں

میرے رقت کی جو کھینچی دست مانی نے شبیہ
جز ہجوم اشک خامہ کچھ نہ تھا تصویر میں

اسقدر مکرائیے سر جس سے اہن ہو شگاف
جی میں ہے پیدا کرین در خانۂ زنجیر میں

پیرہن کچھ کہہ رہا ہے میری قربانی کا حال
رنگ ہی جلاد ہر تحریر دامنگیر میں

کم نہ ہوگی اپنی گردش چارہ گر تدبیر سے
صورت گرداب ہی سرگشتگی تقدیر میں

عصمت دیوانگی نے دی نہ رخصت دشت کی
عمر بھر ہمنے بسر کی خانۂ زنجیر میں

سادگی دیکھو تمنا ہے وصال یار سے
آج تک ہم ہین فریب آہ بے تاثیر میں

گر کوئی جاہل نہ سمجھے شعر تیرے ای نسیم
کون سا ترک ادب ہو جائیگا تو قیر میں

اس ضمن میں اس غزل کو گایا کہ اژدران مبہوت ہو گیا نازنین کی بلائیں لیتا تھا کہتا تھا ای جان جہان
تیرے شمع جمال عالم سوز کا پروانہ ہوا اس نازنین نے مسکرا کے کہا میں اپنے فعل کی حاکم نہیں ہون میری امی ...
باغ زنگار رنگ میں تشریف رکھتی ہین سب کاملون کا وہان مجمع رہتا ہی رقص گانا رہتا ہی میرے واسطے
نامے جا بجا سے آتے ہین مگر تم شہنشاہ جلیل ہو شاہ بنگالہ کے کفیل ہو میرے ساتھ چلو میں ...

کوئی بھی عریان زمانے مین نظر آتا نہین
جسم سمجھے ہین جسے وہ روح پوشاک ہی

عصمت جا و یدشکل دیدۂ زنجیر ہی
آنکھ اپنی تہمت نظارگی سے پاک ہی

کس عصب کی شوخیان ہین حلقۂ زنجیر مین
بے نگاہی ہی مگر کیا دیدۂ بیباک ہی

ایک دن وہ تھا کہ تھین بالاے مسند کروٹین
ایک دن وہ ہی کہ ہم ہین یا کنا رخاک ہی

رخصت ای توبہ معاف ای پاس تقوی آجکل
ولولے ہین مستیون کے دخت رز کی تاک ہی

فکر آرائش نہ کر قاتل مرا سر کاٹ کے
ہان اسی تکمے کے قابل حلقۂ فتراک ہی

اپنے دم تک ہی فقط آبادی زندان کی دھوم
ہم نہین تو دیدۂ زنجیر مین پھر خاک ہی

مژدۂ راحت مبارک ہو تجھے ای ہمنفس
یان تو اک دل ہی سو وہ بھی سو طرح غمناک ہی

اب خدا رکھے ہمار ہی عصمت دیوانگی
گھورتے ہین دیدۂ زنجیر بدمذہب تاک ہی

پھنک رہے ہین زیر مدفن سوز الفت سے نسیم
مرکے بھی دل کو خیال روے آتشناک ہی

توسن زمزمہ سرائی سنکر منھ زوریان کرنے لگا آنکھین سُرخ ہوئین جست و خیز کرتا ہوا پو قدمے پر لگا قریب اژدران کے پہونچا اژدران نے کہا ای شہنشاہ توسن ہمنے تمکو اس واسطے تکلیف دی کہ قید شہنشاہ لاچین کہان ہی توسن سُنکر خاموش ہوا ہر چند اژدران پوچھتا ہی توسن مُنھ سے نہین بولتا اژدران نے کچھ ماش کے دانے پھینکے اب تو توسن قہقہہ مار کر ہنسا کہا ای اژدران اصل یہ ہی کہ شہنشاہ لاچین پر بڑی بدعت ہوئی زندانخانۂ طلسمی مین قید ہی میرے وہ قید سپرد ہی مین نے بوزینۂ جادو کو وہان کا حاکم کیا ہی اژدران نے کہا جلد جاؤ شہنشاہ لاچین کو رہا کرکے لادو سنتے ہی توسن پٹا باعنان نے افراسیاب سے کہا لو غضب ہوا توسن نے قبول دیا شہنشاہ لاچین کو چھڑانے جاتا ہی یہ سُنکر افراسیاب غصّے مین کانپنے لگا تخت سے کودا ایک چیخ ماری کہ کیا طلسم ہوشربا ٹوٹ گیا اسے جس طرح ہو سکے توسن کو اُٹھا کر لیجاؤ اگر نہ ہو سکے تو بادولت کسی بات مین عاجز نہین ہین خود بھی غائب کر سکتے ہین توسن نے چاہا پرپرواز پیدا کرکے اُڑے ون ایک زنگی سامنے سے پیدا ہوا اُسنے آواز دی او توسن کہان جاتا ہی اور بڑھ کر سلام کیا توسن نے کہا مین پاس بوزینہ کے جاؤنگا شہنشاہ لاچین کو رہا کرکے لاؤنگا زنگی نے کمر مین پنجہ دیا کہا ای توسن یہ بدلگامی اچھی نہین اب تھان پر چلیے مصالح کھائیے لا کہ توسن تڑپا پھر کا زنگی پنجہ کمر مین دیکر سے اُڑا جاکر اُنکے قصر مین انکو

افراسیاب اُسی وقت گھوڑے پر سوار ہوا صنعت کو ساتھ لیکر طرف میدان کارزار کے چلا صرص
ایک گوشے مین آئی جب دونون لشکر میدان کارزار مین آئے اژگیت گڑکا کہنے لگے تزلزل نے کہا
اژدران بن ماران آج مین میدان مین نکلونگا افراسیاب کو باگرٹ کونگا مین نے خبر پائی ہے
اسی توسن حصار مین قید خانہ ہے اُسی مین شہنشاہ لاچین قید ہین اگر توسن جادو کو مارا و شہنشاہ لاچین
کو رہا کر لیا بڑا نام ہوگا کل بادشاہ اپنے مقام پر کہینگے کہ شہنشاہ ننگالہ نے بڑا کام کیا ایسے بادشاہ کو
رہا کر لیا اژدران نے کہا مین ایسا ہی کرونگا توسن ہی کو جا لاکر للکارتا ہون اُسپر سواری گا نقوش
ساری بدنگامی سمولینگے یہ کہکر اژدران چلا میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی نمکحرام کامل کہان
ہے توسن جادو ہمارے مقابلے مین آئے تو معلوم ہو جائے یہ سُنتے ہی توسن نے مرکب اُٹھایا سامنے
افراسیاب کے آیا کہا اے شہنشاہ اجازت میدان آج وہ میرا نام لیکر للکارتا ہے صنعت بھی
طاؤس سے کود ی عرض کرتی تھی اے شہنشاہ اژدران سے مجھے دوپہر کامل سحر چلے مگر ابھی حوصلہ باقی
ہے کہ جا کر اس نامرد سے لڑون توسن نے کہا اے ملکہ صنعت اب وہ میرا نام لیکر پکارتا ہے مجھکو جانا مناسب
ہے مین تمہارے مقابلے مین اسکے سحر دیکھ چکا جاتے ہی قتل کرونگا یہ کہکے مرکب اُڑایا جیسے ہی توسن
سامنے اژدران کے آیا افراسیاب کی بھی نگاہ لڑی ہوئی ہے توسن کا بڑا خیال ہے کہ ایسا نہ ہو
توسن پر کوئی افتاد پڑے زندانخانۂ طلسمی کی کون حفاظت کریگا توسن جادو نے وہ انتظام کیا
کہ آج تک کسی کو ثابت نہین کہ شہنشاہ لاچین یہان قید ہین اژدران و توسن سے سحر چلنے لگے
قیامت برپا تھی جھونکے ہوائے گرم کے چلنا زمین سے شعلۂ آتش نکلنا لشکرون کی تباہی توسن کی
خیر خواہی ہیچ ہاتھ مین بڑے زور و شور سے گرا ہے توسن و اژدران سے وار چل رہا ہے ایک مقام پر
اژدران نے نعرہ کیا آنکھون کے نیچے توسن کے اندھیرا آیا بغور جو دیکھا اژدران کو سامنے نہ پایا گھبرا کے
توسن چہار جانب دیکھنے لگا پشت پر سے آواز آئی منم اژدران بن ماران یہ صدا سنکر توسن پلٹا
دیکھا وہ صحرائے ویران نہین ہے باغ مختصر مین کھڑا ہون چہار جانب گلہائے رنگارنگ شگوفہ ہائے
بوقلمون نہرین سلسبیل آسا ایک طائر ہفت رنگ شاخ نخل پر بیٹھا یہ غزل گا رہا ہے نظم

کسقدر قید تعلق سے طبیعت پاک ہے — دامن دفن ہما یا سو جگہ سے چاک ہے
ماتمِ خاموشی یہ کسکا تہِ افلاک ہے — غنچے ہین لب بند ہر گل کا گریبان چاک ہے

اُس نازنین نے کہا اے مرقوم کیون گھبراتا ہے ملکہ نے خود تجھکو طلب کیا ہے نامے مین اشتیاق لکھا ہے نامے مین بھی
وہ مضمون جان گزا پایا کہ دل بیقرار ہوگیا اُس نازنین نے کہا اے مرقوم ملکۂ عالم نے ایک گلوری اپنے
ہاتھ سے لگا دی ہے اگر مناسب ہو تو نوش کر دا اپنے پاس سے گلوری نکالکر دی مرقوم نے گلوری کو کھولا
کھایا ہیرا پان مین بھی اُسمین پڑا ہے گویا یاقوت احمر کے ٹکڑے تھے جلدی مین کھا گیا گھبرا کے کہا اے نامہ بر میرا دل
گھبراتا ہے نازنین نے کہا اُٹھکر ٹہلو مرقوم ٹہلنے کو اُٹھا بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گرا نازنین نعرہ کیا انا سمم
ملکہ صرصر شمشیر زن ہیکر مرقوم کی زبان مین سوزن یا اُٹھا کر ایک درۂ کوہ مین ڈالدیا مرقوم کی شکل بنکر
صرصر چلی نگہبانون نے کہا کون آتا ہے کہا مرقوم جادو تمہارا افسر سب جادوگر واسطے استقبال کے
اُٹھے مرقوم نقلی آکر کرسی پر بیٹھا کہا بھائیو ایک پیلہ شراب کا لاؤ ملازم جاکر شراب لا سب شراب سب کو
پلا کر بیہوش کیا اسی مرقوم کی شکل بنی ہوئی اندر خیمے کے آئی ملکہ صنعت کا قفس اُتارا صنعت
نے کہا اے صرصر زبان سے سوزن نکال مین تیرے نکلون صرصر نے بڑھکر سوزن نکالا صنعت نے سحر کیا
ہتھکڑیان بیڑیان کٹین صنعت نے چاہا قفس سے بھی نکلون قضا سے کا مشہور شاگرد ملایہ پھرتا ہوا آتا تھا
دل مین سوچا خیال آیا کیا باعث ہے کہ نگہبان آواز نہین دیتے جھپٹ کر قریب آیا پردہ اُٹھا کر دیکھا ایک
عیارہ نے صنعت کو رہا کیا صنعت قفس کو توڑ کر نکلا چاہتی ہے مشہور نے آواز دی ارے تو کون صرصر
نے جھپٹ کر حباب مارا مشہور کوتوال زمین پر گرا صرصر نے اسکا سر کاٹ لیا مشہور کا مرنا آواز جو بلند
ہوئی ساتھ والے دوڑ پڑے صنعت جو قفس توڑ کر نکلی اُڑ کر سنگریزے مارے سحر کرتی ہوئی نکلی
کسکی مجال تھی کہ صنعت کو روکے صنعت نے پتھر برسا دیے کئی بارگاہین جلا دین اژدران پڑا ہوا
سوتا تھا لشکر کا ہلڑ سنکر باہر آیا پوچھا لشکر مین کیا معرکہ ہے ہرکارون نے بڑھکر خبر دی کہ ملکہ صنعت کو
جو قید کیا تھا وہ چھوٹین وہ ہی لڑ رہی ہین شعلۂ جوالہ بنی ہوئی ہین اژدران غصے مین جلا اُس وقت کو
بد نجا کر ملکہ لڑتی بھرتی نکلگئی تھین اژدران نے کہا میدان مین سمجھونگا یہ کہکے پلٹ گیا ستارۂ سحری
چمک کا تھا تخت پر سوار ہو کے طرف میدان کارزار کے چلا یہان افراسیاب متردد بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے
خبر دی کہ جلد صرصر نے ملکہ صنعت کو چھڑایا لیکر آتی ہین افراسیاب خوش ہو کے اُٹھ کھڑا ہوا صنعت
آکر پہونچی گلے سے لگا لیا صرصر کو موتیون کا مالا دیا کہ توسن نے آکر خبر دی مژدہ رہے زود شور سے
اژدران بین ماران شہنشاہ نبگال میدان مین آگیا آپ کا لشکر بھی پہونچ چکا ہے حضور کے نشان ہین

کل کے سب قرار پورے ہوگئے ۔ آج بھی کوئی قسم کھا لیجئے آپ ۔ خیر ہی بستر اٹھایا کیون نہ
اب بہانے کس طرح جانینگے آپ

اِس طرح کی یہ آواز دلفریب آئی کہ مرقوم ٹہلتا ہوا طرف صحرا
چلا کنارے سے لشکر کے نکلا تھا کہ دیکھا ایک نخل کے سائے مین ایک حور خصال پری جمال معشوق
غنچہ دہن عنبرین مو غزال ہند و چشم جادو نخل کے سائے مین کھڑی ٹہل رہی ہی کچھ اشعار پڑھتی ہی تارون
آسمان کے دیکھکر آواز دیتی ہی گردش سیارگان سے ثابت ہی کہ معشوق سرکش سے ملاپ انجام فراق
قلع اشتیاق ہو لیکن کیون دیر ہی تقدیر کا پھیر ہی مرقوم یہ نقطہ دیکھکر دائرہ حیرت مین پھنسا حیران تھا
کہ یہ نازنین میرا نام کیا جانے مین نے کبھی اسکو دیکھا بھی نہین مگر جمال پر مائل ہوگیا کہ آواز دی یہ خیر خواہ
حاضر ہی خلاف نہ ہوا کس نازنین پلٹ کر دیکھا کہا او جلاد صاحب بیداد کیون آتا ہی ارے ہمکو فریاد
کرتے کئی دن گذرے تو نے خبر بھی نہ لی دیکھ تو یہ کیا لکھا ہی تیرا نام مرقوم ہی ہمارے مالک نے
تجکو خط بھیجا ہی عورت کو یہ مناسب نہ تھا کہ بلا تکلف تیرے لشکر مین چلی آتی آج قریب لشکر کے اپنے
کو پہونچایا شکر ہی کہ تمکو خبر ہوئی مجکو بہ نگاہ محبت کیا دیکھتے ہو مین جس شاہزادی کی کنیز ہون اُسنے
اشتیاق نامہ تمھارے نام بھیجا ہی اب تردد نہ کرو اُس نازنین نے یہ کہکے جیب سے نامہ نکالا ہاتھ مین
دیا مرقوم نے دیکھا سر نامے پر ایک چھوٹی سی مہر اُسمین نام لکھا ہی ملکۂ آئینہ رخسار عاشق مرقوم
نامہ بدست گلگونہ غزال چشم حیران ہوکر مرقوم نے کہا کیون صاحب بی آئینہ رخسار کون صاحب
ہین اُس نازنین نے ایک طمانچہ مارا کہا او نالائق تیری تصویر ایک سوداگر نے بھیجی ملکۂ عالم تیری تصویر کو
دیکھکر عاشق ہوئین آٹھ پہر رویا کرتی ہین مین نے ایکدن حال پوچھا ملکۂ عالم نے رو رو کر کیفیت بیان
مین نے عرض کی مین نامہ لیکر جاؤن اُس ظالم خودسر کو سمجھاؤن ای مرقوم اُنکے باپ سکندر والا حشم
قلعۂ مرآت نما صاحبزادی اُنکی آئینہ رخسار سلطنت بخار قلعہ بالاے کوہ واقع ہی نہایت تکلف
وہ شاہ سلطنت کرتا ہی ملکہ کی خواہش مین بڑے بڑے شاہون نے نامے لکھے آج تک ملکہ نے کسی
قبول نہین کیا مگر تمھاری تقدیر نے زور مارا مرقوم حیران جمال و محو دیدار ہو رہا ہی خوشی کے مارے
بند قبا ٹوٹ گئے دل سے کہتا ہی کہ جسکی کنیز ایسی ہی وہ شہنشاہ ملک خوبی کیسی ہوگی اُس نے کہا حیران
مین کیون ہو نامہ کھولو تمھارے دیوانہ کرنے کی تدبیر ہی اُسی معشوق کی تصویر ہی مرقوم نے نامہ کھولا دیکھا
محبوب مطلوب کی تصویر کھنچی ہوئی ہی اپنی تصویر کو اُسکے ہاتھ مین پایا بلائین لینے لگا تصویر کے گرد پھرنے

انسان بناسب نے دیکھا کہ صنعت سحر ساز ایک قفس آہنی مین بند ہی زبان مین سوزن آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے سر جھکا ہوا اشارون سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ حوصلہ سحر کا دل مین رہگیا ہر مرتبہ کف افسوس ملتی تھی آتش حسرت مین جلتی تھی اژدران صنعت کو لیکر پلٹا پکار کر آواز دی او نمکحرام تونے ماموں جان کا کہنا نہ مانا اس مکار پہ بڑا ناز تھا کل تیرے سامنے اسکو قتل کرونگا ہم خاص خداوند جمشید کے نواسے ہین جو تحفجات بطور سوغات ملے ہین اگر انکو صرف کردن تو تو ہوشربا کو چھوڑ کر بھاگ جائے افراسیاب کا قصد تھا اسی وقت جا پڑے لیکن ملازمون نے روکا کہا حضور شب ہوچکی ہی اب مناسب وقت نہین ہی سر میدان دیکھا جائیگا تیز لزل نے اژدران کو بیچ مین لے لیا نوبت ونقارے بجاتے ہوئے پلٹے مرقوم جادو سپہ سالار لشکر تزلزل ہی اسکے بھی سحر کا شہر بنگالہ مین غل ہی بجز اصنعت کا تزلزل نے مرقوم کو دیا مرقوم نے اپنی بارگاہ الگ استادہ کرائی چالیس جادوگر ساتھ لیکر کرسی بچھا کے بیٹھا لیکن افراسیاب جادو رنجیدہ وکبیدہ غصے مین کانپتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا کسی سے کلام نہین کرتا سر جھکائے بیٹھا ہی کہ صداے طبل جنگ کان مین آئی کہا ارے دریافت تو کرو کہ یہ کیسی آواز ہی صرصر آکر پہونچی کہا حضور شاہ بنگالہ نے پھر طبل جنگی بجوادیا میدان خونی کی تیاری ہورہی ہی صبح کو صنعت کو قتل کر کے میدان مین آئیگا افراسیاب نے کہا کیون اے صرصر ہم زندہ ہین اور صنعت قتل ہو جائے بڑے افسوس کی بات ہی صرصر نے کہا کیا مجال ہی صبح نہ ہونے پائیگی صنعت کو چھڑا لاونگی یہ کہکے صرصر چلی سوچتی ہوئی کہ کس تدبیر سے صنعت کو رہا کرون کچھ سوچ کے طرف جنگل کے گئی مرقوم جادو بیٹھا ہی تقدیر کا لکھا نہیں ٹلتا جا ہتا ہی دو پہر رات گذری ہی اٹھ کے ٹہلنے لگا کہ صحرا سے ایک آواز آئی اے طغراکش خط محبت وای شیرازہ بند کتاب محبت نام مرقوم ہی ہر کتاب مین تمھاری صوم ہی ذرا ہمارے پاس آؤ ہمین تمھارا بڑا اشتیاق ہی فراق شاق ہی

نظم

جانتے ہین ہمسے شرمائینگے آپ
مہربانی آج فرمائینگے آپ
جانتا ہون بندہ پرور عادتین
رند ہون کیا مجکو سمجھائینگے آپ
کیا ارادہ ہی ذرا ہم بھی سنین
سمجھے ہم کوئی بلا لائینگے آپ

پھر بھرای جان ترسائینگے آپ
کوئی دم تسکین دل ہوجائیگی
کسطرح دل میرا بہلائینگے آپ
دیکھیے مین بھی کہونگا کچھ ضرور
بندہ پرور کس طرف جائینگے آپ
آئیے اب جلد مین مہمان ہون

کیا بھلا ہمکو یقین آتا ہی یہ
میرے پہلو مین اگر آئینگے آپ
یہ نصیحت حضرت ناصح معاف
پھر لٹکیگی زلف بل کھائینگے آپ
بے سبب آرایش گیسو نہین
پھر بھلا مجکو کہان پائینگے آپ

کہا واہ ناسون جان آپ ایک وزیر کے مقابلے مین جاتے ہین مین جاتا ہون بھی زادی کی مشکلین بابطر
لاتا ہون ہرچند تزلزل نے منع کیا اژدران بل کر رہا ہے کہتا ہوا کہ شہنشاہ مجکو سنکے بہت ناگوار ہوا
اس نمکحرام نے لاچین کو پکڑ کے بڑا دعوی کیا غرور اسکا ظاہر ہے ہمارے حال سے نہین ماہر ہے یہ
کہکے اژدہے پر سوار ہوا تازیانہ مار آتشین کا ہاتھ مین تھا اژدہا پر کوڑا کیا اژدر تڑپا چلا جیسے تیغ میدان
مین پہونچا صنعت نے گولہ مارا اژدران نے گولے کو کاٹا گولہ جو بہت کہ زمین پر گرا کئی ماران سیاہ اُن
گولے سے پیدا ہوئے قصد کرتے تھے کہ اژدران نے گولے کو کانین سے کھینچے اٹھانے تھے ارادہ تھا کہ اژدران
کو ہٹائین جب اژدران نے اُن ماران سیاہ کو اپنی جانب آتے دیکھا یا جمشید کہکے نعرہ کیا ایک اژدہا دہن
سے پیدا ہوا اُسنے مُنہ کھولا ماران سیاہ دہن مین اژدہے کے گرنے لگے صاف ثابت تھا کہ شمع پر پروانہ
گرا اور جلگیا تین گولے اسی طرح کے صنعت نے مارے مگر سب سانپ دہن اژدر مین جا کر غائب ہوگئے
چہار جانب ہنگامہ ہے کہ یارو کس غضب کے سحر ہو رہے ہین مصنف عرض کرتا ہے دوپہر کامل صنعت اژدران
سے لڑی بڑے بڑے سحر ہوئے ہزارون سانپ نکلے جوگی آئے فیل ہوئے شیر نکلے طائر اُڑے کوئی
کسی سحر مین بند نہ تھا غروب نیر اعظم ہوچکا چاند نکلا تارے نکل آئے کبھی دن کبھی رات سحر دن کی
کرامات صنعت بھی کسی مقام پر کمی نہین کرتی ہے نئے نئے سحر کر رہی ہے تارے ٹوٹ ٹوٹ کے آسمان سے
گرے اژدران بن ماران کے کئی سو ساحر جلے جسپر ستارہ گرا گویا اُسکا ستارہ گردش مین آیا کسوف خسوف کے
کے سامان ظاہر ہو رہے ہین صنعت نے کئی مرتبہ نیر اعظم مین گہن لگایا آپ تاریکی مین چھپی لگہ ہانے برسیا
اژدران پر گرے اسنے اپنے کو بچایا دن بھر اسی کدو کاوش مین گذرا جب دن تھوڑا باقی رہا اصل مین قلیل
تھا ثابت یہ ہوتا تھا کہ وقت دوپہر ہے نیر اعظم کی حرارت دھوپ کی حدت دھوپ ٹھہر رہی ہے آواز ہیبتناک
آرہی ہے اژدران گھبرایا اُف اُف کرنے لگا صنعت کا بھی چہرہ سرخ ہے سحر کر رہی جاتی ہے اسی گرمی مین
گرفتار کر لون لیکن اژدران بڑا ہوشیار ہے ایک دستک دی کہ ابر تیرہ و تار آسمان پر چھایا پانی برسنے لگا
حدت موقوف ہوئی صنعت گھبرائی کہ یہ سحر تو مین نے انجام کا کیا تھا یہ کیا غضب ہوا ہوا ٹھنڈی چلی گرمی
موقوف ہوئی برف برسنے لگی کئی ہزار جوان اسمین بھی ٹھنڈے ہوئے اب پھر صنعت نے چاہا تھا کہ پھر کچھ
سحر کرون اژدران زمین پر گرا غلغلہ اٹھا ایک اژدہا بنا دم کھینچا صنعت گرمی مثل تنکے کے
لوٹ مارتی ہوئی قریب دہن اژدر پہونچی اژدر نے صنعت کو اپنے دہن مین لے لیا غلغلہ ماہ

رونا اب دیر نہ ہو مالک ہمارا خفا ہوتا ہے کیون اپنی شفقت کھوتا ہے سامری وجمشید یاد کرتے ہین آتش غم
سے جل جلکر فریاد کرتے ہین یہ کہکر طائر غائب ہوا مسمار فلک سیر نے ایک چیخ ماری وجد کرنے لگا ٹھنڈی
سانسین بھرنے لگا تلوار کمر سے کھینچی اپنے گلے پر رکھی ایک آواز آئی جلد کھینچ بہادر کہین ڈرتے ہین اپنے کو
مطعون و بدنام نہین کرتے ہین مسمار فلک سیر نے تلوار کھینچی سر کٹ کے گرا اندھیرا ہو گیا لیکن یہ صنعت کا
سحر دو پہر مین تیار ہوا آندھی سیاہ اٹھی آواز آئی کشتی مرا نام ہے مسمار فلک سیر جو صنعت نے نعرہ
کیا بادشاہ بنگالہ کیون اپنے کو مصیبت مین ڈالا تزلزل تخت سے کودا زنجیرون سے کمر باندھنے لگا
قصد ہوا کہ میدان مین جاؤن افراسیاب نے پکار کر آواز دی ای صنعت خود شہنشاہ بنگالہ چاہتا
ہے بادولت خود آئین صنعت نے کہا حضور آکر کیا کرینگے اس سحر کو بھی حضور نے دیکھا یہ زاغ کہان کا
رہنے والا تھا زغن نے کیا کمال کیا زاغ و زغن سے موسیقار پیدا ہوا یہ سحر ساختہ جمشید تاجدار تھا ایسے
سحر ہزارون طبیعت مین پڑے ہین یہ میرے مقابلے مین آئے اور مین نے انکی گردن لی صنعت تو یہ
باتین افراسیاب سے کر رہی ہے جھولی مین ہاتھ ڈالکر کچھ اسباب سحر بھی نکالا منتظر کھڑی ہے کہ تزلزل
نکلے تو مین جاپڑون سحر کرکے اسکو بھی قتل کرون آئندہ جو حکم سامری وجمشید ہو یہ سلطنت بنگالہ
سے ناامید ہو تزلزل کمر باندھکر بقہر و غضب تمام چاہتا ہے کہ نکلون پہلوے کوہ سے ایک ابر سیاہ
اٹھا رعد کی گرج برق کی چمک ہزارہا اژدہے بلائے آتشین چھوڑتے ہوئے نمایان ہوئے سب اسی جانب
دیکھنے لگے یکایک ایک سناٹا ہوا کہ زمین کانپی ابر شق ہوا دیکھا ایک ساحر سیہ فام کالی کالی صورت
حقیقت مین کالی کی مورت تاج سر پر اُس سے شعلہاے آتش نکلتے ہوئے پشت پر تین لاکھ ساحر
ترسول پنجبول ہاتھ مین جے سامری وجمشید کی بولتے ہوئے اس دھوم سے وہ بادشاہ آکر دیو بخا
تزلزل کو سلام کیا پکار کر آواز دی ہاموبخان آپ سرحد جمشیدیہ سے آئے غلام کو سرفراز نہ کیا جب
غلام نے مفصل کیفیت سنی تاب نہ آئی فوراً چل نکلا شکر ہے وقت پر آکر پہونچا یہ کسکے مارے جانے کی
صدا بلند ہے رنگ روے انور کیون متغیر ہے دل کو تردد ہوتا ہے تزلزل نے کہا ای اژدران بن باران
تمکو بڑا فخر حاصل ہے تمھارے قلعۂ جمشید پرستان مین خداوند جمشید پیدا ہوئے مقام ولادت پر میلاد ہوتا ہے
تمنے ناحق تکلیف فرمائی دو وزیر میرے مارے گئے مسمار فلک سیر صنعت نے نئے رنگ کا شعبدہ دکھا
اپنے ہاتھ سے گلا کاٹ کے مسمار مرا اب یہی صنعت باقی رہی ہے مین خود مقابلے کو ہے اتنا اژدران نے

کہ مدے پر ۔۔۔ ار کر دیا شکل انسان کے آواز دی کہ زغن طلسمی زاغ شیدا ابن چلہ وہان چلئے بیہرا کر
یہان میان موسیقار کی عملداری ہر زاغ و زغن اُڑتے ہوئے غائب ہوئے وہ طائر بصورت موسیقا
شاخ گل پر بہ رعنائی بیٹھا زمزمہ پردازی کرنے لگا پکار کر آواز دی مسمار فلک سیر ہمیہ تکا دکر و نہ آ
روواہ کر و چند اشعار ہکو یاد ہین سُن تو نظم

ہنس رہے ہین شورش سنکر مری فریاد کے — اثر تو نالے ہوئے اُلٹے دے ہمارے کہ باد کے
برق کے مانند کڑکی گر پڑے قصر بلند — رہ گئے انداز نے دنیا مین مری فریاد کے
دل اگر شاداں رہے دیتا ہے چہرہ رونقی — اور بھی ہوتے ہین جلوے خانہ آباد کے
شکل انکی پھر نہ دیکھی جبکہ ٹپکے آنکھ سے — رشک بھی کیا ناز تھے پائے سحر ایجاد کے
اشک پہونچے بہتے بہتے دامن محبوب تک — حوصلے کیا بڑھ گئے اس کو ۔۔۔ کے
التفات آرزو سے جز ندامت کیا حصول — چاہیے بندے کہ شائق ہون خدا کی یاد کے
ٹھنسے دیتا ہے اپنا رشتۂ امید وصل — شکوے کر سکتے نہین ہم یار کی بیداد کے
واہ کیا کیفتین تھین دل نہ گھبرایا کبھی — مدتون دیکھے تماشے عالم ایجاد کے
پوچھتے ہو جس لیے تم وہ مجھے معلوم ہے — کیا سُنو گے حال میری خاطر ناشاد کے
مستیون سے حُسن کی آنکھیں رہا کرتی ہین بند — کب خیال آتے ہین اُس غافل کو میری یاد کے
سخت طینت کے لیے لکھی گئی پانی کی موت — بار ہا تیزاب سے گشتے بنے فولاد کے
آہ کیون دی جان اہل کو ہائے کیونکر جی اُٹھون — ڈھونڈتے ہین اب مجھے احسان مرے جلاد کے
پھول پتے ڈالیان سب منتشر ہین الحذر نسیم — رنگ سب بیرنگ ہین اس گلشن ایجاد کے

ان اشعار عبرت آثار کو اس رنگ مین طائر نے ادا کیا کہ سُن سُنکر مسمار سن ہو گیا بحسرت پکارتا
ای طائر تنے ہوش تو اڑا دئے کچھ سمجھ مین بھی تو آئے کہ مین کیا کرون صنعت سے لڑائی پڑی
نگاہ میری تجھسے لڑی ہے جو کچھ کہنا سمجھ کے کہنا ادھر صنعت نے نیچہ اُٹھایا کہا کیون نگوڑے طا
دشمن کا کام تمام نہین کرتا خالی رقص کرنے سے تجکو کیا فائدہ ہے ہمارے سحر کا یہی قاعدہ ہے مین
ساحرہ کہتا ہون منتظم سلطنت ہوشربا ہون جسنے سلطنت لاچین کو بگاڑا انکے سحر کا جھنڈا اکھ
یہ کہنا تھا کہ طائر اُڑا اور یہ مسمار کے عکس ڈالا آواز دی اب ہوشیار نہ ہونا نوشتہ تقدیر کو پڑھ پڑھ

کچھ اسکی حقیقت نہین ہر مجھے فکر یہ تھی کہ صرصر پر کوئی افتاد نہ پڑے اس واسطے صرصر کو نہ نکلا بنگالے کے سحر کچھ بہل زین علام نے جواب بھی دیے آپ کے تعلیم کردہ سحر مین سے اگر ایک بھی کرتا وہ کیا دفع کرسکتا کل میدان کارزار مین ملاحظہ فرمائیے گا رات بھر یہی فکرین رہین صنعت کا قول ہر کہ زمین کے طبقے ارادون بارگاہ دشمن آسمان پر پہونچا دون وہ سحر کرون کہ منھ سے بات نہ نکلے زبان بند ہو جائے سرما و ابریق کہتے ہین برق گرے پتھر برسائین دشمن کو ٹھنڈھا کرین زندگی دشوار ہو انکا سحر بیکار ہو یکایک ساحر زرین پوش بصد جوش و خروش ہو مخانہ مغرب سے نکلا جھولی منیا کی گلے مین ڈالے ہوئے اسباب سحر شعاع جسم پر آراستہ اس کروفر سے میدان چرخ زبرجدی مین قائم ہوا دونون لشکر مقابلے مین آکر ٹھہرے اصفین جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے سمار فلک سیر طرف سے شاہ بنگالہ کے نکلا میدان مین آکر للکارا صنعت طاؤس سے کودی عرض کی ای شہنشاہ آج لونڈی کو جانے دیجیے افراسیاب نے رخصت دی صنعت کو اپنے سحر پر بڑا ناز ہر بل کرتی ہوئی آتی ہی سمار فلک سیر نے آگ برسا دی صنعت ہنس رہی ہر عجائب و غرائب پر کمر کسی ہر دفع سحر گویا ہنسی ہر آگ برسا کی صنعت جپ کھڑی رہی سمار نے آگ برسائی برف گرائی ہوا ٹھنڈھی چلی کچھ زاغ و زغن پیدا ہوئے غل مچا کر چلے گئے صنعت نے کسی سحر کو نہ اٹھا یہی کہا کی او بنگالے کے بنگالی یہ سحر نہین ہر ہماری کنیزین کھیلنے مین یہ سحر کرتی ہین آگ برسائی ہمکو گرمی بھی نہ معلوم ہوئی پانی اسقدر برسا آبرو پر زوال بھی نہ آیا طائرون کو دیکھکر ہوش نہ اڑے دیکھ سحر اسکا نام ہر یہ کہکے ایک طائر مٹھی سے چھوڑا طائر اڑ کر غائب ہوا سمار نے ایک نخل کو اشارہ کیا وہ نخل اپنے مقام سے اکھڑا سمار کی مراد یہ تھی کہ صنعت پر جا کر گرے بیخ عمر کو کاٹے صنعت نے آواز دی او نخل اپنے مقام پر جم جا وہ نخل قائم ہوا پتے گرنے لگے شاخین دست ہوس بیچ مین کسمس شاخ کلان شق ہوئی ایک آشیانہ بنکر تیار ہوا صنعت نے آواز دی ای طائر طلسمی کیون چھپا بیٹھا ہر اسکے ہوش نہین اڑانا اس شاخ شکستہ سے ایک زاغ پیدا ہوا ایک زغن آسمان سے آئی زاغ و زغن مین منقار و پنجہ چلا زغن نے زاغ سیہ رو کو چیر کر پھینکدیا زاغ کے شکم سے اسی وقت دو بیضے نکلے زغن نے بیضون کو پرون پر سنبھالا آشیانے مین آکر بیٹھی انڈون کو سینے لگی چند ساعت مین دونون بیضے شق ہوئے ایک بیضے سے ایک طائر بصورت موسیقار پیدا ہوا ایک بیضے سے زاغ نکلا نکلتے ہی زاغ نے زغن کو

صبا رفتار نے یہ سب معاملہ اپنی آنکھوں سے دیکھا فوراً وہان سے بھاگی دربار مین افراسیاب کے
آئی افراسیاب بہ صد شوکت دربار مین بیٹھا ہوا تھا صبا رفتار نے آکر سب کیفیت بیان کی اور ع
رض کی ایسا نہ ہو کہ استانی کو قتل کر ڈالے یہ سنکر افراسیاب جادو اُٹھا کہا کیا مجال ہے کہ میری عیارہ
کو قتل کرے جب افراسیاب تیغ پکڑ کر اُٹھا باغبان نے دامن تھام لیا کہ مین حضور کو نہ جانے دونگا
آپ کا کیا کام ہے مین ابھی جاکر صرصر کو لاتا ہون معین حیلہ گر کی شامت آئی ہے دم بھر مین آفت
برپا کردونگا یہ کہکے افراسیاب کو روکا اور آپ بہ قہر و غضب تمام چلا اُس وقت یہ ہو رہا تھا کہ تزلزل نے
صرصر کو زیر تیغ بٹھایا جلاد خشمگین بنا رہا ہے حکم شہنشاہی کا مشتاق ہے کہ باغبان آسمان پر آگ برساتا آیا ایک
گیند پھولون کا مارا گیند پھٹا بارگاہ تزلزل مین اندھیرا ہوا باغبان نے اُتر کر تخت تزلزل اُلٹ دیا
تزلزل گرتے گرتے سنبھلا یا جوگی جیپال کہکے چاہا سحر کرون باغبان نے للکارا او شاہ بنگالہ
کیون شامت آئی ہے تزلزل و باغبان سے سحر چلنے لگے باغبان نے چاہا تزلزل کو زخمی کرون ممکن
نہ ہوا ایک گیند مار کر صرصر کو پنجے مین دبایا غصہ تو بہت تھا بارگاہ پر ایک لات ماری بارگاہ لہرا گئی
قریب تھا کہ گرے تزلزل بارگاہ کو سنبھالنے لگا باغبان اتنے عرصے مین صرصر کو اُٹھا کر برچے
ہوا اُڑا تزلزل نے چاہا روکون باغبان شکل بوے گل نکلا باہر لشکر والون پر کچھ ماش کے دانے
پھینک مارے کئی ہزار ساحر جلے لشکر اسکا طے کرتا ہوا نکل گیا تزلزل بیرون بارگاہ آیا دیکھا
باغبان جاچکا بارگاہ مین بگڑنے لگا کہ یارو تمنے باغبان کو نہ روکا بدولت کے سامنے
بے ادبی کر گیا آج طبل جنگی بجے کل سر میدان افراسیاب سے سمجھونگا معین سے کہا اب تم عیاری کا
ارادہ نہ کرنا معین کے دل کو لگی تھی سامنے تو کہا بہت اچھا لیکن طرف لشکر افراسیاب کے چلا یہان
افراسیاب بیٹھا ہوا کہہ رہا تھا کہ شاہ بنگالہ کو موت لیکر آئی ہے ایک سحر مین بیکار کردونگا مجکو اُسپر سحر
کرتے شرم آتی ہے کہ باغبان صرصر شمشیر زن کو لیکر آیا کہا حضور یہ حاضر ہے صرصر نے سب کیفیت
بیان کی افراسیاب نے کہا وہ دیوانہ ہے ملک اُسکا تباہ ہوا چاہتا ہے زندہ اُسکو ہرگز نہ جانے دونگا
گرفتار کرلونگا یہ باتین کر رہا تھا کہ صداے طبل جنگ آئی ہرکارون نے آکر خبر دی کہ تزلزل
نے طبل جنگی بجوادیا افراسیاب جادو نے کہا کل اسکی قضا ہے ہمارے یہان بھی طبل جنگی بجے
جہان بھی تیاریان ہونے لگین باغبان کہہ رہا ہے سرکار کو تکلیف ہوگی کمی سحر مجھیر شاہ بنگالہ نے سیکھے

صرصر کی آنکھ بند ہوگئی لکۂ ابر گرا صرصر کو اٹھا کے لیچلا صبا رفتار نے جو دیکھا کہ استانی کو کوئی لیے جاتا ہی صورت بدلتی ہوئی چلی رنگ و روغن عیاری کا لگاتی ہوئی مرد کی صورت بنتی ہوئی ابر پر یہی خیال ہی وہ لکۂ ابر بارگاہ تزلزل مین جا کر اترا صبا رفتار کمند انداز اندر بارگاہ کے پہونچی اب دیکھا اُسنے کہ شاہ تخت پر بیٹھا ہی سامنے ایک عیار کھڑا رو رہا ہی اور صرصر کا پشتارہ بیچ بارگاہ مین رکھا ہی شاہ بنگالہ نے کہا ہی کہ بھائیو دیکھا تمنے نہین بیٹھے بیٹھے مجکو معلوم ہوگیا کہ عیار پکڑا گیا چشم زدن مین لے آیا عیار نے رو کر کہا اے شہنشاہ مین اسکے دام گیسو مین گرفتار ہوگیا تعریف حسن و جمال سنکر خواہشمند تھا جب اس ظالم سے آنکھ ملی زخمی تیغ ابرو ہوا امیدوار ہون اسکو سرکار میرے واسطے راضی کردین تزلزل نے سحر اتارا کہا اے ملکہ صرصر ہمارا عیار مہمیز حیلہ گر نصف سلطنت کا مالک ہی اسکو بہ شوہری قبول کر دست بستہ عرض کرتا ہی دم محبت کا بھرتا ہی اسکی خواہش قبول فرمائیے سارے لشکر کا تمکو حاکم کرونگا بجوش محبت عرض کر رہا ہی جب بادشاہ نے اس طرح کہا مہمیز حیلہ گر نے ہاتھ باندھکر عرض کی اے سبزۂ باغ محبوبی وای رنگ و بوے گل حدیقۂ محبوبی

نظم

سُنائے کیا تمھین بیمار ناتوان فریاد
کہ دل سے آہ نہین سکتی ہی تا زبان فریاد

شب فراق مین تا صبح میرے ساتھ رہی
بہت دنون مین ہوئی مجھپہ مہربان فریاد

فراز چرخ سے تا عرش کون سا ہی سفر
ابھی نہ جائیگی دیکھو کہان کہان فریاد

صدا نکلتی ہی ہر استخوان سے وقت شکست
مین گر کے خاک پہ کرتا ہون بے دہان فریاد

فلک کے ظلم سے ہر وقت لب پر آہین ہین
جفائے پیر سے کرتے ہین نوجوان فریاد

وہ لطف کرتے ہین دل دیکھنا جو ہی منظور
مجھے ہی ڈر نہ رکے وقت امتحان فریاد

ہزار طور سے ڈھونڈھا پتا نہین ملتا
نکل کے منھ سے ہوئی بے نشان کہان فریاد

بلندیان جو سمائین مزاج عاشق مین
بہت دنون سے ہی سیاح آسمان فریاد

یقین ہی کہ دکھائے نسیم کچھ تاثیر
نہ جائیگی کبھی عاشق کی رائگان فریاد

صرصر نے منھ پھیر کر جواب دیا کہ مین افراسیاب کی کنیز ہون ملکہ حیرت کی خدمتگزار خبردار ایسے کلمات کبھی زبان پر نہ جاری کرنا ورنہ بہت پچتائیگا میرا شاہ میری ضرور مدد کو آئیگا شاہ بنگالہ صرصر سے کلام سخت ہونے لگے شاہ بنگالہ نے دیکھا صرصر خوف نہین کرتی جواب دیتی ہی

ہوا کر اپنے ساتھیان طلسم ہوشربا کا سحر قیامت کا ہو چکا کہ کہہ دیجیے کہ ای افراسیاب تجکو ایک ہفتے
کی مہلت دی وہ بس دکھوکے میں رہیگا میں وعدہ کرتا ہون کہ افراسیاب کو پکڑ لاؤنگا آج دن چھپا نہیں
ہو تیز لزل میں سیماب کو قتل کرکے پہنچا ہا قا عیار نے جو اس طرح سمجھایا سکے بھی خیال میں آیا کہ ساحران
طلسم ہوشربا بہت ساحران زبردست ہیں اسی وقت طبل امان جو ایا پلٹ گیا اسی سوچ میں جب بیٹھا ہو غم
اسکا لشکر ست نکلکر چلا لشکر افراسیاب میں آیا پھرتا پھرتا قریب دربارگاہ پہونچا دیکھا جو بدار بیادل با
شہنشاہ افراسیاب پر بڑے بڑے ساحر ٹہل رہے ہیں ہوا کہ بھی اُس جگہ گذر نہیں مہمیز حیلہ گر اسی سوچ میں
کھڑا ہو کہ کیونکر اندر بارگاہ افراسیاب کے جاؤن جو اپنے بادشاہ سے وعدہ کیا ہو اُس وعدے کو بجا لاؤن
آواز رنگ کی آئی پلٹ کر جو دیکھا کہ ملکہ صرصر شمشیر زن معشوقہ یکفن باخنا سے عیاری ت آہستہ جست
کرتی ہوئی آتی ہو نگاہ جو مہمیز حیلہ گر کی پڑی کبھی قریب سے نہ دیکھا تھا ہاتھ پاؤن میں رعشہ آگیا قلب تھرا گ
چاہتا ہو خاک پا تو تیاے چشم کرون گرد اس محبوب کے پھرون جست و چالاک طرارہ و فرار صرصر کی بھی نگا
پڑی کہ ایک شخص غیر وضع کھڑا ہوا محجوبہ نگاہ محبت دیکھ رہا ہو صرصر قریب آئی سمجھ تو گئی کہ کسی کی
میں آیا ہو شخص غیر گیا عجب ہو کہ عیار شاہ بنگالہ ہنستی ہوئی قریب آئی مسکرائے جو پوچھا کہ کیون صاحب
کسکی فکر میں ہو مہمیز نے کہا حضور میں ایک شخص غریب ہون تلاش میں روزگار کے نکلا ہون صر
ہوا ہون میں لگا کر حلقہ ہائے کمند مارے مہمیز کو یہ کیا لیاقت تھی کہ حلقہ ہائے کمند صرصر سے نکلتا عدہ
حباب مار دیا مہمیز بیہوش ہوا صرصر نے پشتارہ باندھا چاہتی ہو کہ چلدون وہان تیز لزل بادشاہ بنگا
تخت پر بیٹھا تھا وزرا و امرا کہ رہے ہیں نہیں معلوم مہمیز پر کیا گذری ای شہریار اگر سحر کا مقابلہ پڑا
مشکل پڑ گئی ایک سحر عورت نے ایسا کیا کہ سیماب ایسا شخص قتل ہوا تیز لزل نے کہا یارو تم میرے
سے آگاہ نہیں ہو زمین کے طبقے ہلا دون اس وقت بتاؤن کہ میرا عیار کیا کر رہا ہو میرا عیار پلٹے رو
ہو یہ کہکے آواز دی یا جوگی جیپال مہمیز کی خبر چاہتا ہون آسمان پر برق چمکی آواز آئی ای مقبول با
خداوند دای بادشاہ ہنرمند مہمیز حیلہ گر کو صرصر نے پکڑ لیا خدمت میں افراسیاب کے لیجایا چاہتی
یہ سنکر تیز لزل تخت سے اُٹھا تیر کمر پر پرواز پیدا کیے یہان صرصر شمشیر زن نے جب پشتارہ باندھا تو بُرہ
اسوقت عیاری دکھلاؤ یہ تو سمجھ گئی کہ یہ کوئی عیار ہو شہنشاہ قبلوا لینگے پشتارہ باندھکر دوش پر لگایا
سے صبا رفتار بھی دیکھ رہی تھی کہ ہاری اُستانی نے کسی کو گرفتار کیا کہ ایک دفعہ آسمان سے گ

کبھی کچھ ہی کبھی کچھ ہی مزاج یار کی صورت
وہ محتاجی ہوئی ہی دولت تقدیر سے حاصل
نہ بازو مین ترے قوت نہ خنجر روانی ہی
لہو کیسا فراق روح ہوتا ہی کوئی دم مین
نہ توڑین آجتک بھی بیڑیان زور جنون تونے
نہ کیون گھبرا گئے فریاد بیتابی سے ای پیارے
سنائینگے نوید قتل وہ شاید کہ پہلے سے
نسیم دہلوی تو بھی مگر شاگرد مومن ہی

مزا آنکھون مین کیا کیا عالم ایجاد دیتا ہی
کہ سایہ بھی نہین یان دامن فریاد دیتا ہی
ہمین تکلیف بیجا کسلیے جلاد دیتا ہی
ندامت کیون ہمین ای نشتر فصاد دیتا ہی
جھکاؤن کیون نہ سر طعنے مجھے حداد دیتا ہی
دعائین ہمکو کوئی بندۂ آزاد دیتا ہی
مجھے جوش سیہ بانم مبارکباد دیتا ہی
کہ ہر شعر لطیف بندش استاد دیتا ہی

جوش خروش مین یہ غزل پڑھتا ہوا آگے بڑھا ملکہ بہار نے پوچھا کیسا مزاج ہی ہاتھ باندھکر عرض کی مین تو غلام ہون بہار نے کہا ای سیماب انصاف کر کہ تجھ ایسا چاہنے والا بات کا بنانے والا ہمین ممکن ہو مگر جان کا ہمکو خوف ہی بادشاہ بنگالہ وعدہ کرکے آیا ہی کہ فصل بہار کو مٹادونگا آسکے مٹانے سے فصل بہار مٹ نہین سکتی ہمارے پیارے عالم باغبان قضا و قدر بہار و خزان کا حاکم ہی کل امورات کا ناظم ہی اب تم اسکا سر لاؤ سیماب بل کرتا ہوا چلا تزلزل دیکھ رہا ہی کہ سیماب پلٹا چہرہ سرخ بدن ہلتے ہوئے تلوار کو نیام انتقام سے کھینچا ہی تزلزل نے کبھی اسطرح کا سحر دیکھا بھی نہین تھا بے اختیار پکار اٹھا یا خداوند جوگی جیپال یہ کیا حال ہی سیماب پلٹا ہوا آتا ہی خداوندا ظالم کے ہاتھ سے بچا مین سیماب نے آکر گولہ مارا آواز دی او بیحیا تجکو بادشاہ بنگالہ کسنے بنایا تجکو یہان آتے خوف آیا حکم ملکۂ عالم ہی کہ رومال سے ہاتھ باندھ کر حاضر ہو ورنہ قیامتین برپا کرونگا سر تیرا کاٹ کے لیجاؤنگا اہالی لشکر جو سیماب سے متعلق ہین بیقرار ہوکر دوڑے پکارتے ہوئے ارے کہان آتا ہی لیکن سیماب کب سنتا ہی اسی جوش وخروش مین قتل کرتا ہوا قریب تخت شاہ بنگالہ پہونچا چاہا تخت پر ہاتھ مارون شاہ بنگالہ نے بہت بہت سمجھایا جب نہ سنے نہ مانا شاہ بنگالہ کے منھ سے نکلا تیری قضا آئی ہی سیماب نے جیسے ہی تلوار کھینچی تزلزل نے ایک دوہتھڑ تخت پر مارا شعلہ بھڑک کر سر پر سیماب کے گرا سیماب مثل ہیمۂ خشک جلکر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من سیماب جادو بود ہمیشہ حیلہ [illegible] تخت تزلزل مین کھڑا ہی اسنے کہا ای شاہ بنگالہ اب جانیکا قصد نہ کیجیے کسی میدان مین نہ بھیجیے طبل بازگشت

ابر کی رعنائی وزیبائی طاؤس رقصان آمد بہار کے سامان فقط آہ بہار دیکھکر تزلزل مبہوت ہوگیا اپ
ساتھ والون سے کہتا تھا کہ کیا عمدہ ابر ہی اس ابر مین کون بزرگ آتا ہی وزرا نے عرض کی اس جہ
دل بیتاب ہی کہ آمد افراسیاب ہی حقیقت مین جو سامان لیاقت اسکو ممکن ہی کسی شاہ کو ایسا عظم و
ظاہری نصیب نہ ہوگا شاہ بنگالہ بنگاہ غور دیکھنے لگا ابر ہفت رنگ شق ہوا دیکھا افراسیاب جا
تخت زبرجدی پہ سوار پھول دمِ وار ید برستے ہوئے اس زور و شور سے افراسیاب آکر پہونچا شہنش
توسن نے استقبال کیا افراسیاب آ کے قلب سپاہ مین داخل ہوا گرد وزیر و امیر گھیرے ہوئے
افراسیاب نے بنگاہ قہر لشکر تزلزل کو دیکھا تزلزل نے جو عظم و شان افراسیاب جادو کو
گھبرا گیا اپنے وزرا و امرا سے کہ رہا ہی حقیقت مین افراسیاب کا بڑا جاہ و جلال ہی ساحر کیا با دش
طلسم ہوشربا ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام ہو کہ ملکہ بہار گلعذار پہلوے تخت حیرت مین کمال لطف
سے کھڑی ہوئی ہین چہرہ آفتاب عالمتاب ابرودن پر بل پڑے ہوئے نیمچہ اصفہانی جنبش مین تر
نگاہین قتل عاشق کی کوشش مین بوٹا سا قد بھون کا گہنا زیب جسم آڑی ترچھی بدھیان پڑی ہوئین زل
مین پھولون کے لدی ہوئین سیماب جادو سیدان مین تھا وزیر شہنشاہ بنگالہ جیسے ہی اپنے پکار
آواز دی کہ نمک حرامون کی طرف سے کون نکلیگا افسوس کا مقام ہی کہ شہنشاہ لاچین کو قید کیا بہتر اسی مین
کہ یا تو شہنشاہ کو قید سے چھوڑ دو ورنہ کسی کو مقابلے مین ہمارے بھیجو افراسیاب نے پلٹ کے داہنی جانب
دیکھا جمال جہان آرا ے بہار پر نگاہ پڑی بہار نے ہاتھ باندھکر عرض کی مین جاؤن اگر حکم ہو سیماب
کو کشتہ کرون اسکے قتل کی تدبیر ہی حکم شہنشاہ ہمارے واسطے اکسیر ہی افراسیاب جادو نے مسکرا کے ک
اے ملکہ تمھین اختیار ہی سیماب بہت بیقرار ہی ملکہ بہار نے طاؤس زرین بال بڑھایا سیماب نے گو
اٹھا کر مارا ملکہ بہار کے تیور پر بل پڑا انگلی اٹھائی گولہ پھٹ کر زمین پر گرا اسپر طرہ یہ کہ طرہ پھولون کا نکا
پھینک مارا طرہ جا کر بکھرا ہوا ٹھنڈی چلی پھولون نے آنکھین کھولین غنچے مسکرائے شاخون نے ہا
بڑھائے جو پتے بشکل چہرۂ مدقوق زرد تھے وہ سبز ہوئے عروسان چمن نے گھونگھٹ اُلٹے صد
عطرائی بوے خوش آئی درخت وجد کرنے لگے سیماب کو دیکھا حیران حیران جمال جہان آرا ے

ملکہ بہار کو دیکھ رہا ہی ضبط کرتے کرتے پکار اٹھا نظم

دکھاتا ہی جھری پھر مژدۂ بیداد دیتا ہی　　　مبارکباد بیتابی ہمین صیاد دیتا ہی

اُکر صف بستہ ہوا یہ دونون لشکر علی الصباح میدان کارزار مین آئے سیماب زمین کن تڑپتا ہوا بڑے جوش وخروش مین آگے فوج تزلزل کے بڑھا ہوا چارہزار آتشین تخت شہنشاہ تزلزل کو کاندھے پر اٹھائے ہوئے پشت پر سترہ لاکھ فوج دریاے قہار کی موج اس جوش وخروش مین لشکر شہنشاہ بنگالہ میدان کارزار مین آکر ہو بچا شہنشاہ توسن نے بھی لشکر کو جمایا جب دونون فوجین جم چکین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کا کمکر ہٹے سیماب زمین کن نے اپنا اژدر آتش فشان بڑھایا سیماب نام ہر چاہتا ہر ساحران توسن کو کشتہ کردن براے مردان عالم یہی اکسیر ہر کیمیا بنانے کی تدبیر ہر سیدان مین سلحشوری کرنے لگا عجائب و غرائب سحر یہ دکھایا ایک سحر کیا سب نخل صحرا کے مثل جھاڑ کے روشن ہو گئے شاخین شمع کا نوری پتے مثل برق جہندہ بیچ سے شعلے نکل رہے ہین بعض نخل مثل چراغ جل رہے ہین چراغ لالہ نے سوزش دکھائی گلہاے خودرو نے گرمی بڑھائی توسن نے ہنس کر آواز دی ای سیماب ایسے سحر تو ہمارے غلام کرتے ہین بس ہم تمھاری لیاقت سمجھ گئے یہ مقام طلسم ہوشربا ہر ایک ایک ساحر یہان وحید و یکتا ہر چاہتا تھا سیماب کہ مبارز طلبی کرے کہ آسمان سے آواز نوبت ونقارے کی آئی لگا ابر ہفت رنگ بعد شوکت ظاہر ہوا تزلزل بہ حیرت دیکھنے لگا زبرابر ہزارہا طائران زمزمہ سرا با لحان یہ اشعار پڑھ رہے ہین

نظم

زاہد نے خاک لطف اُٹھائے شباب کے   دو گھونٹ بھی گلے سے نہ اُترے شراب کے
طوفان گریہ میرا بہا نا تنک ہوا بلند   سب حرف دھو دیے ورق آفتاب کے
کی کی کشتی ہی بحر مین کس بحر حسن نے   دریا مین سرنگون ہین کٹورے حباب کے
دیکھو تو پاس عزت جلاد پردہ پوش   زخمون کے مُنھ مین قفل دیے ہین حجاب کے
ایسے جفا شعار سے اظہار آرزو   دیکھو تو حوصلے دل خانہ خراب کے
صحن زمین و بام فلک دونون غرق ہین   دریا ہین جوش پر مری چشم پُر آب کے
بس ہو چکی امید وفا آپ سے ہمین   بدلے ہوئے ہین ڈھنگ ابھی سے جناب کے
جس جا نظر پڑی مدا بروکی تھی کشید   دیکھے گئے جو بند ہمارے حساب کے
پیری مین بھی گئے نہ سیہ کاریون کے ڈھنگ   چمکے ہوئے ہین رنگ بہار خضاب کے
نالون کے زمزمون سے کسی دم نہین فراغ   نغمے خوش آتے ہین کسے چنگ و رباب کے
سینہ ہجوم داغ سے گلزار ہی نسیم   تختے کھلے ہوئے ہین برابر گلاب کے

آمد سنیکے فوراً شہنشاہ لاچین کو قید سے رہا کرکے براے قدمبوسی حاضر ہوگا کبھی شاہان بنگالہ اپنے ملک کے باہر نہین نکلے غرض دو دن مین سترہ لاکھ ساحر جمع ہوکر سامنے تزلزل کے آئے لشکر کی ہیبت دیکھکر شاہ بہت خوش ہوا چار ہزار آتشین نے آکر تخت اسکا کاندھے پر اُٹھایا بڑے دھوم سے شاہ بنگالہ نے کوچ کیا منزلین طے کرتے ہوئے چلے گذر لشکر کا طرف سے توسن حصار کے ہوا شہنشاہ کو پہاڑ کے خبر ہوئی کہ شاہ بنگالہ خبر انتزاع سلطنت لاچین لشکر براے مقابلہ افراسیاب جادو جاتا ہے یہ لشکر اُسی وقت توسن نے ایک نامہ تو افراسیاب کو لکھا مضمون یہ تھا کہ شاہ بنگالہ میری سرحد سے جاتا ہے مین اسکو روکتا ہون لیکن تزلزل ساحر زبردست ہے نشہ بادۂ سحر سے مست ہے غلام اپنی فوج لیکر روکتا ہے مقابلہ پڑیگا تب اُسکو حال کھلیگا کہ یہ طلسم ہوشربا ہے لیکن آپ کا بھی آنا ضرور ہے یہ نامہ لکھکر روانہ کیا اور خود بیرون توسن حصار بارہ لاکھ فوج ساتھ لیکر فروکش ہوا تیسرے دن دیکھا کہ تزلزل تخت سحر پر سوار ہے فوج کے بجے ہوئے علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے اُسپر تواین جوگی جیپال و قوم آمد فوج کی دھوم دھام جیلہ گر نے یہ خبر اسکو پہونچائی کہ سرحد دارا افراسیاب آپکے روکنے کو آیا ہے اسی کی قید مین شہنشاہ لاچین ہے مین تزلزل نے ایک نامہ شہنشاہ توسن کو لکھا کہ دیکھو تم سب نے بغاوت کرکے شاہ اصلی کو قید کرلیا بہتر اسی مین ہے کہ شہنشاہ لاچین کو لیکر حاضر خدمت ہو توسن نے جواب لکھا کہ اے شہنشاہ بنگالہ میرے پاس قید لاچین نہین ہے جو آپ سے ہوسکے قصور نہ کیجیے بڑا افسوس یہ ہے کہ اسقدر قلیل فوج لیکر آپ ملک ہوشربا پر لشکرکشی کرکے آئے ہین بہت پچتایئے گا ایک سرحد دارا افراسیاب ہے مثل میرے شہنشاہ نیلم اُسکا لقب ہے اُسکا وزیر اعظم مواج بن گرداب آکر مخفی چالیس لاکھ فوج کا مالک ہے یہ حقیر بھی بارہ لاکھ فوج لیکر براے مقابلہ حضور حاضر ہوا ہے یقین ہے کہ سرکار کو بڑی تکلیف ہو بلٹ جایئے اپنا سامان عیش و راحت نہ مٹایئے اس طرح کے جو پیغام و سلام آپسمین ہوئے تزلزل کو ترد و ہوا وزیر سیماب زمین کن اپنے مقام سے اُٹھا کہا حضور اب نامہ و پیام نہ کرین گرد فوج کو ایک سحر مین مٹا دونگا میرے نام پر طبل جنگی بجوایئے تزلزل نے اُسی وقت حکم دیا نام پر سیماب کے طبل جنگی بجا یہ خبر توسن نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین طیاریان ہونے لگین جنگ مبارز چرخ بہادر نے جنگ شہنشاہ انوری کہ فتح کیا اور شہنشاہ ماہ تابان مع فوج ثوابت و سیارگان فرار فرار کرکے قلعۂ مغرب مین جا چھپا شہنشاہ مہر منور نے عبد کر کے فر مع فوج ضیا و شعاع میدان چرخ زبرد مایہ

بیدار ہوئے دیکھا زمانون مین ہماری سوزن گر دسب رہزن افراسیاب نے وہ بدعت کی کہ کل کو زندہ
نہ چھوڑا بلقیس نے اشارے سے کہا کیون صاحب جو ہمنے کہا تھا وہی پیش آیا لاچین نے آنکھون مین
آنسو بھر کے سر جھکا لیا اشارے سے کہا جو منظور پروردگار افراسیاب قید کو لیے ہوئے بیرون قلعہ آیا
صلاح ہوئی کہ بلقیس و لاچین کو قتل کردو کاہنان طلسم جو موجود تھے اُنھون نے کہا حضور اگر زن و شوہر
کو قتل کیجیے گا طلسم پر وہ آفت آئیگی کہ جسکا سنبھالنا دشوار ہوگا انکو قید کیجیے لیکن زن و شوہر کا رہنا ایک
مقام پر مناسب نہین جسدن زن و شوہر ایک مقام پر ہونگے طلسم ٹوٹ جائیگا یہ بھی واضح رہے کہ اب
طلسم پر بلائین نازل ہونگی طلسم کشا راہ شہر ناپرسان سے آئیگا پہلے بنائے طلسم کشائی یہ ہی کہ کوتوال شہر
قتل ہو ایک ساحرہ بھی ماری جاے اسکے بعد فساد برپا ہو عمر طلسم تمام ہو رہی ہی افراسیاب نے ناچار ہوکر
لاچین کو توسن جادو کے سپرد کیا شہنشا توسن خطاب دیا زندانخانۂ طلسمی کا بادشاہ کیا ملکہ بلقیس کو
حجرۂ ہفتم بلا پر روانہ کر دیا کہ جلد ہفتم مین ذکر آچکا ہی ناظرین آگاہ ہین مکرر ذکر کی کیا ضرورت افراسیاب
انکو قید کر چکا اب بوستان سلطنت بیخار ہوا سلطنت کا زور شور ہشیار رہوا قضاے کار بادشاہ بنگالہ
تزلزل جادو اپنے مقام پر بیٹھا تھا کچھ تاجر اسباب تجارت لیکر آئے بعد خرید و فروخت اسباب ضرور کی
تزلزل نے کہا اے تاجران جلیل تم لوگ جہان گرد ہو ہوشربا کی کیا کیفیت ہی اڑتی ہوئی خبر سنی تھی کہ
افراسیاب نے نمکحرامی کی شہنشاہ لاچین سے مقابلہ پڑ گیا یہ سنکر تاجر روئے کہا اے شہریار کیا عرض کرین
طلسم ہوشربا مین افراسیاب نے وہ بدعت کی ہی جسکے ذکر سے دل کانپتا ہی لاچین و بلقیس کو افراسیاب
نے قید کر لیا اب سلطنت کر رہا ہی وزیر و امیر سب اُسکے شریک ہین سب انتظام اُسکے ٹھیک ہین یہ سنکر
شاہ بنگالہ کو غصہ آیا کہا یارو اس نمکحرام نے بڑا غضب کیا سلطنت کو بہ ظلم لیا فوراً لشکر ہمارا طیار ہو ہم
اس نمکحرام کو سزا دینگے ورنہ اور نائبون کو بھی حوصلہ ہوگا کہ اپنے بادشاہ کو پکڑ لین یہ نمکحرامی اچھی نہین
یہ حکم دیکر تخت سے اُٹھا عیار اسکا معمیز حیلہ گر ہی اُسنے عرض کی اے شہنشاہ عجب ملک ہی حسن و جمال کا
تو ہوشربا پر خاتمہ ہی زوجۂ افراسیاب ملکہ حیرت جادو حسن مین بے نظیر رشک ماہ منیر افراسیاب
کو مار کر اُسپر قبضہ کیجیے فوراً جمال شہنشاہ دیکھکر عاشق ہوگی مین نے نام ملکہ صرصر شمشیر زن کا سنا ہی
بڑی حسین و جمیل عیارہ ہی اور فنون عیاری مین بھی کامل و اکمل لیکن ہمارے سامنے کیا عیاری کریگی
ایک ہی فقرے مین رومال سے ہاتھ ہاتھ باندھکر حاضر ہوگی اور یہ بھی یقین ہی کہ جب افراسیاب حضے رکی

جنگ رہا تھا کل فوج کو لیکر چلا سرہا دا بریق و باغبان و صنعت سحر کرتے ہوئے فولادی تپلے جو
گرد قلعے کے پھر رہے تھے آواز دی کہ دنگلوا مو کہان آتے ہو افراسیاب نے بڑھکر اپنے ہاتھ سے
ہو گوئے مارے اور نعرہ کیا ارے کوئی حاضر ہو کئی سو تپلے فولادی آکر حاضر ہو گئے ایک طرف سے
حیرت نے سحر کیا ایک طرف سے سحر افراسیاب چار ون وزیرون نے آگ برسا دی وزیر
نیلم مواج بن گرداب آدمخوار بیٹا مواج کا لطمۂ صد کوش دریا نوش بط غوطہ زن مرغابی سحر
افراسیاب نے پتلون کو مار ان جھیاون نے سحر کیا دریاے تہار موج مارکر آیا یا تو خندق آتش سے
مملو تھی پانی نے آگ کو ٹھنڈا کیا یہ سب قلعے مین گھس پڑے عنفوان جادو پڑا سو رہا تھا
کنیزون نے جگایا کہا اٹھ شہریار اٹھیے غضب ہو گیا لاچین و بلقیس پکڑ لیے گئے عنفوان گھبرایا ہوا باہر آیا
دیکھا کہ کو و برزن مین ہزارہا لاشہ پڑا ہے نعرہ افراسیاب کی آتی ہے مرنے پر کمر باندھی اور تاج کو
سر سے دے مارا کہا یارو مین ٹکڑا ہون کے شریک نہ ہونگا رفقا بھی اسکے ساتھ وہ سحر کیے مہلکے
ڈالدیے کبھی آگ برسائی قصر دشمنون پر گرائے بڑھکر افراسیاب سے ہرکارون نے خبر دی کہ عنفوان
لڑتا بھرتا ہے اگر لاچین و بلقیس کو اسنے چھڑا لیا پھر پناہ نہ ملیگی اہالیان قلعہ لڑ رہے ہین سات لاکھ جادو
آپ کا مارا گیا عنفوان بلاے روزگار ہے افراسیاب یہ کہکر بڑھا کہ اسکی کیا حقیقت ہے نعرے کرتا
ہوا اُس مقام پر آیا کہ جہان عنفوان لڑ رہا تھا للکار کر آواز دی او عنفوان کیون شامت آئی ہے
اشارہ سرتا مدار نے میری طاعت کی تو نے بغاوت پر کمر باندھی خیر جو کیا وہ کیا خطا معاف کرونگا
رومال سے ہاتھ باندھکر چلا آ ستارۂ سحری آسمان پر چمک چکا جلاد مہر تابان خنجر برہنہ ہاتھ مین نیزۂ
خطوط شعاعی بھی لیے ہوئے فوج ضیا ہمراہ چرخ زبرجدی پر آکر معروف کار جلادی ہوا افراسیاب
و عنفوان سے مقابلہ پڑا عنفوان نے بڑے بڑے سحر کیے افراسیاب کب مانتا ہے جو سحر عنفوان نے
کیا افراسیاب نے اشارون مین دفع کر دیا تحفہ جات طلسمی زیب جسم تاج طلسمی سر پر لڑتا بھرتا چلا
آتا ہے آخر عنفوان سحر کرکے عاجز آیا تلوار پکڑکے افراسیاب پر جا پڑا الٹی ہاتھ تلوار کے مارے
افراسیاب رکتا جاتا ہے پیچھے ہٹ کے ایک گولہ مارا سینے پر عنفوان کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا یہ
دیندار مارا گیا اب تو افراسیاب تیغہ پکڑکے گرا قتل کرنا شروع کیا ہرچند اہالی قلعہ و رعایا فریاد کرتے ہین
افراسیاب کب سنتا ہے اسقدر لوگ قتل کیے کہ قلعہ کو بے چراغ کر دیا شہنشاہ لاچین و بلقیس جو

فوج فاقے سے تھی غلہ اسی وقت تقسیم ہونے لگا شہنشاہ لاچین ان بارہ کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے
یہ بہیا باتین بنانے لگے کہ حضور افراسیاب گو مارینگے اُسکی زوجہ کو پکڑ لائینگے لاچین کا تو دل صاف
مزاج مین انصاف سمجھے کہ یہ اصل مین آکر ہمسے ملے ہین نیلم و توسن نے اپنا اعتبار بڑھانا شروع کیا
کئی مرتبہ قلعے سے باہر بھی نکل پڑے ہزار دو ہزار کو قتل بھی کیا افراسیاب کی بارگاہ پر گولے مارے
کچھ مال بھی لوٹ کے لائے بازار مین لوٹین لاچین نے رات کو بلقیس سے کہا دیکھو صاحب ان سردارون
کے آنے سے بڑا آرام ہوا فاقہ کشی ہے تو مہلت پائی جب نیلم و توسن نکلتے ہین غلہ ہی لوٹ کے لاتے
ہین سردارون کو قتل کرتے ہین بلقیس ہر مرتبہ یہی فرماتی ہین کہ صاحب تم جو چاہو کہو سوا سے
بہت خوب کے کیا جواب دون نیلم و توسن پر جب میری نگاہ پڑتی ہے قلب کانپ جاتا ہے رونا چلا آتا ہے
لاچین نے کہا صاحب ہمارا ملک و مال چھوٹا فلک نے ہمکو یہ دن لوٹا اٹھارہ سو تاجدارون مین عنفوان
ثابت قدم نکلا جب باغ سیب سے بھاگے جس ملک پر پہونچے اُسنے دروازہ بند کر لیا دامن پناہ نہ پایا
عنفوان برائے استقبال نکلا ہین اب ان سب کو ساتھ لیکر بلوہ کرکے نکلونگا افراسیاب کا
سر کاٹ لونگا یہ سب نکحرام قبضے مین آجائینگے باغ سیب مین ملکر دو ظفر کرین پھر وہی سلطنت وہی
شوکت وہی جلال ملکہ بلقیس بہت روئین کہا صاحب اب سلطنت کا ملنا بہت دشوار ہے آج میرا
دل بہت گھبراتا ہے اشک حسرت لاچین نے پاک کیے دو پہر رات گئے تک زن و شوہر اسی طرح کی باتین
کیا کیے جب زلف لیلائے شب کمر سے گندی توسن و نیلم کمینگاہ مین لگے ہوئے تھے جب انکو معلوم ہوا
کہ زن و شوہر سو گئے دونون ساحران زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست سحر کرتے ہوئے چلے جن
جن مقامات پر نگہبان و پاسبان تھے سحر سے ان بیحیاؤن کے بیکار ہوئے مقامات طی کرتے ہوئے
اُس قصر مین پہونچے جہان زن و شوہر سو رہے ہین دونون بیحیاؤن نے کھڑے ہوکر سحر کیا زن و شوہر
بیہوش ہوئے توسن نے کہا ای نیلم بڑھکر دونون کی زبان مین سوزن دے ہرچند کہ لاچین بیہوش
ہے مگر نیلم جاکے قریب پلنگ کے گر پڑا پکار کر کہا ای توسن میرا حوصلہ نہین پڑتا کہ شاہ کی زبان مین
سوزن دون توسن ملعون جھپٹ کر آیا قریب پلنگ کے آکر بلقیس کی زبان مین سوزن دیا اس
نمکحرام نے دونون کی مشکین باندھین وہ بارھوان جادوگر بھی آئے اب کھڑے ہوکے سحر کرنے لگے
افراسیاب سے وعدہ کرکے آئے تھے جب قلعے مین ہنگامہ ہو آپ فوراً لشکر لیکر آئیے گا افراسیاب

یارو کوئی تدبیر نکالو ورنہ اب انتظام بگڑ جائیگا مجکو خوف ہی کہ صاحبان مرحلہ بغاوت نہ کرین پھر اُنپر
دست اندازی مشکل ہوگی اگر اسی طرح چھوڑکر لاچین کو چلا جاؤن تو بھی باعث خرابی ہی بادشاہ
اصلی زور پکڑیگا شاہان بنگالہ سے میل کریگا عرصہ دراز تک افراسیاب نے جو یہ باتین کین
سب سردارون نے سر جھکا لیا کہا آپ بہت بجا ارشاد فرماتے ہین اب فساد کرکے تعاقب چھوڑنا
باعث خرابی ہی دل کو ہم سب کے بیتابی ہی اُس وقت زمہریر و نیلم جادو و توسن جادو جسکو شہنشاہ
توسن عقب دبا گیا اس طرح کے بارہ ساحر اپنے مقام سے اٹھے کہا ای شہنشاہ آپ نہ گھبرائین ہم جاکر
شہنشاہ لاچین سے ملتے ہین پردے مین دوستی کے دشمنی کرینگے سوتے مین پکڑ لائینگے افراسیاب نے
کہا یارو اگر ایسا کرو تو بڑا احسان ہی یہ زن و شوہر گرفتار ہوئین باقی سب انتظام مین کر لونگا بارھون
نے عرض کی ہم اس ہفتے کے اندر لاچین و بلقیس کو لاتے ہین یہ کہکے بارھون کے بارہ غائب
ہوئے شہنشاہ لاچین بالاے قلعہ بیٹھا ہی بلقیس پہلو مین کہ لشکر افراسیاب مین ہنگامہ ہوا
لاچین دیکھنے لگے دیکھا کہ زمہریر و نیلم و توسن وغیرہ بارہ جادوگر آکر بازار غلہ فروشان پر گرے
سب تو خوف جان سے بھاگ گئے اِن بارھون نے تین سے چھکڑے غلے کے اپنے قبضے مین کیے
سامنے قلعے کے آئے پکار کر آواز دی ای شہنشاہ ہم وہی ملازم قدیم ہین ناچار تھے افراسیاب نے
اپنے قبضے مین کر لیا تھا آج ہمنے فرصت پائی دل و جان سے آپ کے تابعدار ہین یہی چاہتے ہین کہ
آپ کی خدمت مین رہین دشمنون سے آپ کے لڑین جان نثاری کرین اس نمکحرام کی کیا مجال ہی کہ آپ پر
دست انداز ہو امیدوار ہین کہ ہمکو اندر بلائیے لاچین چونکہ پریشان ہو رہا تھا قلعے مین غلے کا
قحط تھا اکثر دو دو فاقے اس بادشاہ عالیجاہ پر گذرے لاچین ان افسرون کو دیکھکر خوش ہو گئے
کہ تین سو چھکڑے غلے کے لیکر آئے دروازہ کھولنے چلے اُس وقت بھی ملکہ بلقیس نے دامن پکڑا
کہا ای شہنشاہ آپ دھوکا کھاتے ہین ہرچند کہ فاقہ کشی ہی اپنے اختیار رہین تو بہین یہ بیحیا کہسے آئے
ہین ایسا نہ ہو یہ آکر کچھ فتور برپا کرین افراسیاب جنگ سے عاجز آچکا ہی کل بھی ہرکارون نے خبر
پہونچائی تھی کہ لاچین کو یونہی چھوڑکر چلا جاؤن ایسا نہو یہ مکر کرین لاچین نے کہا نہین صاحب
یہ اصل مین میل کرنے کو آئے ہین ملازمان قدیم پرانے ندیم ہین بلقیس نے کہا آپ کو اختیار ہی میرا دل
دھڑکتا ہی لاچین نے دروازہ کھولکر ان بیحیاؤن کو بلا لیا چھکڑے اپنے قبضے مین کیے سب

سحر کیے چند تیلے فولادی بھی ساتھ تھے فوج کو قتل کرنا شروع کیا تیلے فولادی غرض کرتے ہین
افراسیاب کے جسم پر تحفہ جات طلسمی آراستہ ہین اُس نمکحرام کے پاس نہین جا سکتے مجبور ونا چار
ہین مصنف عرض کرتا ہی کہ شہنشاہ لاچین نے تین لاکھ آدمی فوج کے مارے صبح ہوتے ہوتے
زن وشوہر مع غلامون اور کنیزون کے داخل قلعہ ہوئے افراسیاب مع مشیرون وزیرون کے
بھاگ گیا تھا جب لاچین قلعے مین چلے گئے پھر آکے قلعے کو گھیر لیا آب وآزوقہ نمکحرامون نے
بند کیا ہی جب تیسرے چوتھے دن لاچین وبلقیس گھبراتے تھے اور فاقہ کشی سے عاجز آتے تھے
نکلکر دو چار لاکھ کو قتل کیا بارگاہین جلائین آب وآزوقہ لوٹ لیا پھر قلعے مین جاکر داخل ہوئے
مصنف عرض رسا ہی کہ اسی طرح شہنشاہ لاچین ایک سال پانچ مہینے لڑے افراسیاب عاجز ہوا
تمام طلسم پر قبضہ ہی مگر بادشاہ پر قبضہ نہین ہوتا جب سترہ مہینے گذرے افراسیاب نے شمار کیا
چالیس لاکھ آدمی مارا گیا ہزارہا بارگاہین جلین کرورہا روپے کا مال ضائع ہوا ایک شب کو افراسیاب
نے سب سردارون کو جمع کیا انجمن مشاورت کو منعقد کیا افراسیاب نے پکار کر کہا یارو سترہ مہینے
گذرے کہ شہنشاہ لاچین ایک طور سے ہین انتظام طلسم بھی معطل ہی آج تک کچھ خبر نہین
معلوم ہوئی کہ لوح ۔ کیا گذری سب سردار آتے ہین مگر اتنا زمانہ ہوا قہقہہ فیلسر میرے
پاس نہین آیا مجکو یاد ہی کہ جب کوہ بلور پر مین نے حلبہ کیا ہی سب نے کلام کیے قہقہہ
اِس معاملے کو ہنسی سمجھا تھا کسی بات کا اُسنے جواب نہ دیا چپکا سر جھکائے بیٹھا رہا کچھ مُنہ سے
نہ بولا جس روز سے یہان فساد شروع ہوا اور مین نے لاچین کو معزول کیا سب ہانیان
در بند آئے خراج ملطف آرہا ہی کسی نے سرکشی نہین کی قہقہہ نے نذر بھی نہین دی صاف ثابت
ہی کہ اُسکو خیال سرکشی ہی لیکن مین یہان سے مہلت پاؤن تو اُسکو طلب کرون اگر نہ آئے تو سزا دون
مگر مجکو معلوم ہوتا ہی کہ لاچین سے لڑتے لڑتے عمر گذر جائیگی جب تک زن وشوہر قید نہ ہونگے
انتظام معقول نہ ہوگا سب وزرا خاموش ہوئے کوئی کہتا ہی ایک دن بلوہ کرو قلعہ کو ہین
گھس پڑو زن وشوہر کو پکڑ لین افراسیاب نے کہا یارو میرا حوصلہ نہین پڑتا کہ مین شہنشاہ
پر ہاتھ ڈالون وسحر مین بمثل وبنظیر ہین جب وہ نمکحرام کیکے نکلتا ہی پر اسلحہ کا ہول ہوتا ہی
کہ قدم اُٹھ جاتے ہین فوج کو بھاگنا دشوار ہوتا ہی سارا علم سحر اُس کے سامنے بیکار ہوتا ہی

اب بندگان سامری وجمشید کو آرام نہ ملیگا ہرزہ ظلم و بدبخت ہوئی چیلیان غل مچاتی تھین ماہیت
بستی سے کون باہر ہو سامری وجمشید ارشاد فرماگئے تھے کہ انتزاع سلطنت شہنشاہ لاچین باعث
بربادی طلسم ہوشربا ہوا اب عمر طلسم تمام ہوئی اب کوئی سامری پرست نہ بچے گا نظام کشا آئیگا سب
ظالمون کو مٹائیگا اُس ہنگامے مین ان باتون کو کون سنتا ہی ہنگامہ گرم رہا لاچین وبلقیس لڑتے بھڑتے
نکلگئے قلم کوہ پر پہونچے وہان کے بادشاہ نے جو خبر پائی کہ شہنشاہ لاچین تشریف لاتے ہین واسطے
استقبال کے عنفوان جادو باہر نکلا دیکھا زن وشوہر دریاے خون مین نہائے ہوئے غلام کنیزین
بدحواس خزانہ بھی ساتھ نہین کوئی وزیر و امیر بھی نہین عنفوان لاچین کو لیکر قلم کوہ پر آیا تخت پر
بٹھایا تمام کیفیت پوچھی لاچین نے سب حال رو رو کر بیان کیا کہ ای عنفوان جادو افراسیاب نے
سلطنت لے لی نمکحرام شریک ہوگئے عنفوان جادو نے کہا میرے پاس بھی نامہ آیا تھا مین نے
قبول نہین کیا یہی جواب دیا کہ مین حاضر نہین ہوسکتا مگر جو آپ سب صاحبون کی صلاح ہو اُسمین بھی
راضی ہون یہ مین نہ سمجھا تھا کہ یہ نمکحرامی کر ہی بیٹھینگے لاچین نے کہا ای عنفوان جادو مین بھی ان
نمکحرامون کو بے مارے نہ چھوڑونگا قیامتین برپا کردونگا لاشون سے ان نامردون کی جنگل
بھردونگا عنفوان جادو نے بڑے اعزاز واکرام سے زن وشوہر کو رکھا شہنشاہ لاچین بالاے
قلعہ بیٹھے ہین افسوس کرتے ہین کہ ہم یکایک یون بیدست وپا ہوگئے تحفہ جات وخزانہ وغیرہ سب نمکحرامون نے
لے لیا کہ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی لکہاے ابر سرخ وسفید علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے
افراسیاب جادو تخت پر تاج طلسمی سر پر تحفہ جات جسم پر آراستہ سب امرا و وزرا گھیرے ہوئے
چارون وزیر پایہاے تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے شہنشاہ لاچین نے حکم دیا کہ قلعہ بند کرلو خندق کو
پُرآب کیا شعلہاے آتش گرد قلعے کے بلند چند پتلے فولادی تیغے ہاتھ مین حاضر باش وناظر باش
کی آوازین دے رہے ہین افراسیاب جادو نے جو یہ ہنگامہ دیکھا چہار جانب سے کہا قلعے
کو گھیر لو بیس لاکھ فوج لیکر افراسیاب جادو آیا ہی پانچون عیار بچیان آگے آگے پایہاے تخت پر
ہاتھ دائے ہوئے قلعے کو چہار جانب سے گھیر لیا بارگاہین استادہ ہوئین ناچ راگ رنگ ہونے لگا
دن بھر تو لاچین نے تامل کیا شب کو زن وشوہر اسباب سحر جسم پر آراستہ کرکے مع عنفوان جادو
ستر ہزار غلام وجی وجینی ساٹھ ہزار کنیزین ہمراہ لیکے قلعے سے نکل پڑے لاچین وبلقیس نے نکلکر

آمادہ ہوکر ساتھ ہوئی صنعت سحر ساز و باغبان قدرت و سرما و ابریق وغیرہ ساتھ تھے یہان
شہنشاہ لاچین تخت پر بیٹھے تھے صرف ملکہ بلقیس ثانی پاس بیٹھی ہین کنیزین خادم و خدمتگار حاضر مین
تین دن گذرے کہ کوئی کارگزار نہین آیا کہ ایک کنیز نے آکر خبر دی کہ اے شہنشاہ لاچین غضب ہوا
سب سردار آپ سے پھر گئے افراسیاب سب کو ساتھ لیے ہوئے آتا ہے زن و شوہر کو گرفتار کرینگے
افراسیاب کو تخت پر بٹھلائینگے اب جو لاچین نے سر اٹھا کر دیکھا سواے کنیزون اور غلامون کے
کسی وزیر و امیر کو اپنے پاس نہ پایا بلقیس نے کہا کیون صاحب جو ہمنے کہا وہ تمنے ہمارا کہنا نہ مانا
آخر اُسی روسیاہ کا سامنا ہوا تحفہ جات اپنے قبضے مین کرو اور یہانسے نکلچلو اب یہ بلوہ ہمارے
تمھارے سنبھالے سے نہ سنبھلیگا اُس وقت شہنشاہ لاچین کی حسرت سے عجب کیفیت تھی زوجہ کے
مُنہ کو دیکھکر گھبرائے فقط ساتھ ہزار غلام ساتھ ستر ہزار کنیزون کے سوا اور کسی کو نہ پایا شہنشاہ
لاچین حیران کھڑے ہین وہ باغ پر باغ سلیب کے ٹل سہے ہین تحفہ جات کو دیکھا کسی شئی کو نہ پایا
اور زیادہ پریشان ہوئے خزانے پر آئے دیکھا خزانے کا دروازہ کھلا ہے صندوقچے جواہرات کے
ندارد بلقیس سے کہا لو صاحب سب چیزین نکلگئین دشمنون نے اپنا کام کر لیا یہ ذکر تھا کہ شہر مین ہلڑ ہوا
کنیزون نے خبر دی افراسیاب آپڑا شہر لٹ رہا ہے ہزارہا بندگان سامری مارے گئے
سب امرا و وزرا افراسیاب کے ساتھ ہین سب سے زیادہ سرما و ابریق کوشش کر رہے ہین اور شہر
نا پرسان ہین دخل افراسیاب کا ہوگیا افراسیاب کو تخت پر بٹھا دیا سب سے پہلے نیلم جادو نے
نذر دی اُنکا شہنشاہ نیلم خطاب ہوا اب آپ کی گرفتاری کی آرزو مین آتے ہین اُس وقت لاچین
و بلقیس اُن لونڈی غلامون کو ساتھ لیکر پریشان و مضطر بیقرار و شسدر تخت پر سوار ہوکے بھاگے
دریاے خونروان سے اُترے تھے کہ ہنگامۂ گیر و دار بلند ہوا لکہاے ابر آسمان پر چمکے دیکھا
افراسیاب تخت پر سوار ملکہ حیرت طاؤس زرین بال پر سرما و ابریق و باغبان و صنعت و
نیلم و توسن و زرمہر یہ سب آمادہ بہ گرفتاری لاچین ہین افراسیاب نے دہن سے نعرہ کیا اس
مسلمان کو گرفتار کر لو لاچین نے آواز دی او کم نام کیا تیری مجال ہے کہ ہمکو گرفتار کرے یہ کہکے سحر کرنے لگا
اُس وقت کنارے دریاے خونروان کے دربانے ن جاری ہوا مچھلیون کا ترہ پتا پر نزاد و ن
نے بال کھولدیے نہنگان خون آشام غل مچاتے تھے کہ غازل کے قبضے سے ملک نکلا قبضے مین جلا کے گیا

رکھتا ہون سحر وساحری مین طاق شہرۂ آفاق مین اسّی سال تمارا افراسیاب مین جو گیا علوم سحر کا بزرگان دین کو امتحان دیا سب نے مجکو سند کامل لکھدی کہ ایسا ساحر ابتک نگاہ سے نہین گذرا تھا حسب تحفہ جات آپ لوگ مجکو دینگے پھر کون میرا سامنا کرسکتا ہی نیلم نے کہا ہم روپے پر قبضہ کرا دینگے توسن نے کہا مین تحفہ جات بزرگان نکالدونگا زمہریر نے کہا ہم سب طرح تمھارے ساتھ ہین سرما و ابریق نے کہا ہمنے بھی دشمنی پہ کمر مضبوط باندھی باغبان قدرت نے کہا ای افراسیاب جادو ہم کل باغبات پر قبضہ کرا دینگے صنعت سحر ساز نے بھی دعوی کیا کہ کل عجائبات پہ میرا قبضہ ہی وہ سب اسباب نادرہ تمھارے قبضے مین کرادونگی مصنف عرض کرتا ہی کہ افراسیاب نے تین دن کامل قصر بلور مین سب کو مہمان رکھا اور کتاب سامری پر سب نے ہاتھ رکھا کہ ہم سب نے دل وجان سے افراسیاب کی اطاعت کی یہان شہنشاہ لاچین جانتے ہین کہ کوہ بلور پہ ہمارے نائب افراسیاب نے جلسہ کیا ہی وہی انتظام ہو رہا ہی ملکہ بلقیس ثانی نے کہا ای شہنشاہ مجکو سرداروں کا رنگ دگرگون معلوم ہوتا ہی آپ کو مناسب ہی کہ وہان کی خبر تو منگائیے کہ تین دن سے وہان کیا ہو رہا ہی ایک کنیز نے مجکو خبر وحشت اثر سنائی ہی شہنشاہ لاچین نے فرمایا افراسیاب میرا بھانجہ ہی اور کل امورات اُسی کے سپرد ہین اگر کوئی باعث ہوتا تو وہ مجکو ضرور خبر دیتا یہ تو اس غفلت مین رہے وہان سب انتظام ہو گیا وقت نکال لینے سلطنت کا بھی قرار پاگیا افراسیاب نے کہا مین بعد زور وزر کے فلان وقت شہنشاہ کو تخت سے اُٹھا دونگا تم لوگ اپنے اپنے کام پر موجود رہو سب وزرا و امرا شہنشاہ لاچین سے پھر گئے سلطنت پر افراسیاب کی راضی ہوئے پانچون عیار بچیان بھی زوجہ افراسیاب جادو سے محبت رکھتی ہین اسی پر راضی ہوئین کہ اب سلطنت شہنشاہ لاچین سے نکال لو افراسیاب بادشاہ ہو جسقدر کارگزار تھے سب نے نمکحرامی پر کمر باندھی سب اسپر راضی ہوئے کسی نے شہنشاہ لاچین کو یہ خبر نہ پہونچائی چند تحفے اُسی وقت افراسیاب جادو کو زمہریر نے نکالکر دیے نیلم جادو کہ وزیر تھا اُسنے افراسیاب کے قبضے مین تمام خزانہ دیدیا نیلم جادو کو شہنشاہ نیلم کا خطاب دیا کوہ نیلم و سامری محل کا انتظام اسکے سپرد ہوا عہدے تقسیم ہو گئے افراسیاب پھولا نہین سماتا ہی آگے حیرت سے کہا لو ملکہ آج سلطنت لینے جاتا ہون لاچین کو تخت سے اُٹھاتا ہون حیرت بھی

بیان کرنے لگے لاچین نے کہا یارو لات و منات پتھر کے پتلے ہین تمھین نے انکو بنایا آپ ہی تم سب
انکو سجدہ کرتے ہو پس انکے تم خالق ہو بڑا اعتقاد سامری و جمشید پر ہی کہ یہ نے دو ہین انسے کون بہتر و
برتر ہی وہ مثل ہمارے تمھارے انسان تھے چندکس نے پیروی کرکے انکو خداوند بنایا شعبدے و سحر سے
مقابلہ عجائب و غرائب کمالا کر مثل ہمارے تمھارے مرے جلائے گئے پنڈت نے کہا انکی خاک مین تاثیر ہی
جادر جو انکو اڑھائی گئی اور چیزین اسی طرح کی ہین کہ انپر سحر تاثیر نہین کرتا ہی یہی انکا اظہار خداوندی ہی
لاچین نے کہا یارو یہ تاثیرین تو ہمارے بھی استادین موجود ہین پھر یہ کس طرح کے معبود ہین لیکن یارو تم
سب عالم جمع ہو کسی نے ایسی دلیل نہ بیان کی کہ دل کو تسکین ہوتی میرے دل کو مقدمۂ مذہب مین بڑا
انتشار ہی لیکن مین چند عرصے سے از روے کتب تحقیق کر رہا ہون جون جون دریافت کرتا ہون شک
بڑھتا جاتا ہی قلب ٹھہرتا ہی ایک کتاب مین نے مسلمانون کی دیکھی اُسمین لکھا تھا کہ خدا ہمارا اکیلا ہی اور
بہت سے دلائل تحریر تھے مین نے جو عقل کو لڑایا اُس مذہب کا طریقہ مجکو پسند آیا مجبور ہو نا چاہتا ہون کہ اس
ملک مین کوئی مسلمان نہین ہی ورنہ مین اُسکو بلاتا اور مسلمان ہو جاتا لیکن اسکی فکر ضرور کرونگا سب
اہالیان دربار خاموش ہو گئے کوئی جواب باصواب نہ دیسکا بعد جشن جب جلسہ برخواست ہونے لگا
تو افراسیاب جادو نے باواز بلند پکار کر کہا سب صاحب کوہ بلور پر تشریف لائین مین نے نذر
سامری و جمشید مانی تھی سب صاحبون کا اِس جلسے مین شریک ہونا بہت مناسب ہی دوسرے دن
کوہ بلور پر افراسیاب نے سب شاہون کو جمع کیا جب سب جمع ہو چکے اور جلسہ معمور ہوا تو اپنے
مقام سے افراسیاب اُٹھا اور پکار کر کہا یارو کل تمنے باتین شہنشاہ لاچین کی سُنین اُنکے اعتقاد مین
فرق آیا مسلمان ہونے کے طالب ہین بڑی خیر یہ ہی کہ ان ممالک مین مسلمانون کا نام نہین ورنہ ابتک
ہمارے شاہ مسلمان ہو جاتے آپ سب صاحب کیا فرماتے ہین سب سے پہلے نیلم جادو اپنے مقام سے
اُٹھا کہا اے افراسیاب اب اس شاہ کا رہنا بہتر نہین ہی ہم انکے وزیر ہین خزانۂ شاہی کا مجکو اختیار ہی
جسقدر روپیہ مانگوگے دونگا اُسنے کہا ہم یہی چاہتے ہین کہ اُس بدزبان کو سزا دے مجمع عام مین اسنے
خداوندون کی برائیان ظاہر کین اب تو سب امرا و وزرا اُٹھنے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا اے
افراسیاب حقیقت مین یہ شاہ قابل سلطنت نہین ہی اگر یہ شاہ رہیگا تو مذہب لات پرستی مٹجائیگا
ہر ایک کا رنزار سے افراسیاب نے کہا اگر آپ سب صاحب قبول کرین تو مین سلطنت کا دعوی

نہ کوئی گرہ کاٹ نہ چور شیران سلطنت و وزیران اہرت دربار مین حاضر رہتے ہین جس فصل مین کہ جشن ولادت سامری ہوتا ہو اٹھارہ ستے تاجدار و وزیران نامدار دربار بادشاہی مین حاضر ہوتے ہین بڑے دھوم سے جشن ہوتا ہو جب زمانہ جشن کا آیا شہنشاہ لاچین نے اٹھارہ سو ممالک مین نامے لکھے کہ زمان جشن خداوندی جملہ شاہ و شہریار قریب باغ سیب آکے حاضر ہوئے بارگاہ مین استادہ ہوئین بازار مین درست منتظم چالاک وچست پانچون عیار بچیان آکر شاہ کو خبر دیتی ہین کہ فلان بادشاہ تین لاکھ فوج سے فلان دولاکھ چار لاکھ سے حاضر ہوا بادشاہ و وزرا اندر باغ کے آئے اہالی فوج بیرون باغ اُترے کل سلطنت کا منتظم افراسیاب خانہ خراب ہو پہلوے تخت شہنشاہی مین دنگل یاقوت نگار اُسکا بچھا ہو اُس وقت جملہ شاہان جلیل ساحرون کے کفیل تاجداران بے عدیل حاضر دربار دربار شہنشاہ لاچین ہین ملکۂ بلقیس پایۂ تخت چہارم پر شہنشاہ لاچین کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہو نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین کئی ہزار طائفہ حاضر ہو اپنے اپنے کمال دکھا رہی ہین غزلین عاشقانہ بصد ناز و ادا گا رہی ہین

نظم

لڑکپن مین یہ ضد ہو جانی تمھاری	ابھی دیکھنی ہو جوانی تمھاری
کہا مین نے ٹھہرو تو بولے یہ ہنسکر	کبھی پھر سُنین گے کہانی تمھاری
تمارا اُنکے جائین جو سچ جانے اسکو	فسانہ ہمارا زبانی تمھاری
بڑی خدمتین کین اَب آزاد کردو	بہت دیکھ لی مہربانی تمھاری
چھپاؤن نہ کس طرح سے جان بدن مین	مری جان یہ ہو نشانی تمھاری
نسیم اب تو گھبرا گیا دل ہمارا	سُنے کون پہرون کہانی تمھاری

اِس وقت بارگاہ مین جلسہ آراستہ ہو ہر طرح کے ذکر اِس وقت ہو رہے ہین قضاے کار ذکر مذہب نکلا افراسیاب اس ذکر کو بڑھانے لگا شہنشاہ لاچین نے زبان فصاحت بیان سے فرمایا کہ ای افراسیاب وای حاضرین وای واقف کاران مذہب لات پرستی سبطرح کے لوگ اس وقت دربار مین جمع ہین ہمین شرف مذہب سے آگاہ کرو کہ روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہو صمد باپنڈت اپنے اپنے مقام سے اُٹھے اوصاف سامری وجمشید

نہ ممکن ہو سے لکھے جو کوئی تدبیر
یہی نرم و دلکش ہین جو چرچا ہوا
کہ شاخ تمنا بھی ہو گی ہری
بقیہ لکھون چار جلدونکا صاف
کہ محظوظ ہون اُنکے سب خاص و عام
مضامین عالی ہوئے نامور
کہ ہون شاعرون کو بھی ویسے پسند
جو ہی شہر با دفتر ای ذی شعور
کہا اب یہ طبع حق آگاہ نے
نشان جلالت یہ معزز ہون
ہنر کی ہی تحقیق ای با صفا
وہ طرز سخن سے بتا دون ضرور
کہ حیرت پہ عاشق ہوا ہی یہ ماہ
کہ دختر کا عشق اسکی قائم سے ہی
تو محظوظ ہون ناظران ظریف

مجھے ساقیا کام سے کام ہی
کہ رنگ سخن باغ مین جم گیا
کہ باقی جو تھین داستانین نفیس
نہ ہو رنگ فقرات کے برخلاف
یہ ناظر کہین دیکھکر برملا
یہ نخل بیان خوب لایا ثمر
سبھی جانتے ہین یہ اہل ہنر
چھپی داستانین بوجہ ضرور
کمی ہو بیان مین نہ ای ذی ہنر
فصاحت سے نزدیک یا دور ہون
شہنشاہ لاجین والامقام
کہ ہو طبع کو ناظرون کے سرور
سہیل خردمند بیدار بخت
کرون منزل عشق و الفت کو طی
اُٹھاؤ قلم ای قمر سخنطیر

کہ تحریر و تقریر مین نام ہی
ذہانت متانت قمر کی کھلی
شگفتہ ہون پڑھکر انھین سب رئیس
رہا بندہ ہوش ہی یہ کلام
قمر رنگ اس جلد کا جم گیا
یہ وہ داستانین ہین ای ہوشمند
کہ روشن بیانی ہی رنگ قمر
لکھا تا چہارم جو تھا چاہیے
کہ آگاہ کرتا ہی سب کو قمر
مگر سلسلے پہ ہی طبع رسا
کہ جس طرح شاہی کا ہو انتظام
لکھون عشق فرزند اور شاہ
کہ چھوٹا ہی کس وجہ سے تاج و تخت
سناؤن جو یہ داستانین لطیف
کہ مشتاق ہین ناظرین سربسر

چہرہ حاکمان محکمہ عشق و الفت داد رنگ نشینان ممالک ہمت و سخاوت اس داستان جلالت عنوان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف مرصع نگاران فرخندہ پی ✣ رہ عشق و الفت کو کرتے ہین طی ✣ حقیر مصنف کج مج زبان زلہ ربائے خوان نعمت شاعران بے ہنر منشی احمد حسین قمر عرض کرتا ہی واضح ہو کہ مقام طلسم ہوشربا کہ اٹھارہ سو ملک جسکے متعلق ہین بارہ سو کوس مین طلسم ظاہر باقی مرحلہ جات باطن شاہان وربند اپنے اپنے مقام پر سلطنت کرتے ہین کل طلسم کا بادشاہ آسمان سخاوت کا ماہ یعنی شہنشاہ لاجین والاتمکین حاکم طلسم مذکور ہی اسکے عہد دولت معدلت مہد مین شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہین دزد حنا کا کمر دست ہاتھ باندھا جاتا ہی شمع کا چور جلتا ہی معشوق آنکھ نہین چراتے ہین عاشقون کی دلدہی فرماتے ہین فیض و سخا کا شور

وجہ تصنیف داستانہاے بقیۂ طلسم ہوش ربا

یکہ تاز میدان سخاوت و شیر بیشۂ جرات و ہمت والا حشم مرجع لطف و کرم جناب منشی پراگ نراین صاحب فرزند دلبند منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ مرحوم نے بعد ختم ہر سہ جلد طلسم فتنۂ نور افشان کمترین سے ارشاد فرمایا کہ ابین تحریر طلسم مذکور اخبار مین اشتہار دیا گیا تھا کہ بقیۂ طلسم ہوشربا بعبارت سلیس و باشعار نفیس تحریر ہوگا ابتو آپ کو مہلت ہے ظاہرا وقت فرصت ہے بسم اللہ قلم اُٹھائیے یہ حال بھی تحریر فرمائیے حقیر نے بسر و چشم قبول کیا اصلی بقیۂ طلسم ہوشربا یہ چیز ہے کہ اوّل حال سلطنت شہنشاہ لاچین و سبب انتزاع بدست افراسیاب خانہ خراب اور سبب اُسکا کہ کیا باعث ہوا کہ تمام رئیسان سلطنت و مشیران اوجت آپس مین ملکے دوستی سے لاچین کی ہاتھ اُٹھایا نمکحرام کو بادشاہ بنایا یہ اسباب بوجہ احسن ناظرین پر ظاہر ہونگے دیگر وہ داستانین کہ تصنیف کردۂ حقیر متعلق جلد اوّل دووم وسوم وچہارم تھین چونکہ حقیر نے جلد پنجم سے تحریر کیا اُن داستانون کو لکھ نہ سکا اب مالک مطبع اودھ اخبار جناب منشی پراگ نراین صاحب نے حقیر کو حکم دیا وہ داستانین نگاہ سے ناظرین کی جب گذرینگی ہر چند کہ ملاحظہ حجرۂ ہفت بلا سے سرشار جام بادۂ تحریر و تقریر ہو رہے ہین یقین کہ اس عجائبات کو دیکھکر مخمور ہون نہایت مسرور ہون عشق لالہ زار صندلی پوش زبرآن نہایت داستان نایاب ہے ملاحظے پر موقوف ہے تیر تحریر مین مصروف ہے دیگر داستان ملکہ مرواریدہ گلنار پوش دختر سہیل روشنضمیر برادر خرد کوکب عجب داستان حیرت عنوان ہے کس کس کا پتہ دون انشاءاللہ جلد ہذا نظر سے گذریگی ناظرین پر واضح ہوگا

دو کلمۂ داستان ابتداے سلطنت شہنشاہ لاچین والا تمکین و سبب انتزاع سلطنت مذکور بہ دست افراسیاب خانہ خراب و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا۔ ساقی نامۂ مصنف

چل اے توسن کلک رنگین رقم	بقیے کا ساماں ہوا ہے بہم	مرے ہوش اڑتے ہین اے مہ جبین
لکھون داستان طلاوت قرین	ہر نخل بلبل کے ہون چہچہے	اُڑاتے ہین کبک دری قہقہے
یہ ہنگامہ رنگ ہے برملا	قمر نے عجب اکی دعویٰ کیا	وہ ہین داستانین کہ جنکا نظیر

سے تھے وزیر احمد مرسل علی مرتضے
بعد احمد شکل احمد کے ہوئے مشتاق حبب
کچھ کلاہ بادشاہی کی نہین ہی احتیاج
انبیا ہمراہ اکلیل شفاعت زیب سر
ہی یقین دینگے فرشتے اُسکو سوئی روز حشر
ہی مسلمانون کی نصرت کے لیے کافی اسیر

جس طرح ختم رسالت بادشاہ بوتراب
دل نے رکھا آئینہ پیش نگاہ بوتراب
حشر مین تاج شفاعت ہی کلاہ بوتراب
دیکھنا روز قیامت عز و جاہ بوتراب
غضب سے جسنے لیا برگ گیاہ بوتراب
ایک سلمان سلیمان دستگاہ بوتراب

ایک ادنا بزرگی جناب حیدر کرار کی تحریر کرتا ہون کہ ناظرین وجد کرین دشمن بھی دم محبت کا بھرین یعنی جب اشرف الانبیا آسمانون پر شب معراج تشریف لے گئے چوتھے آسمان پر دیکھا کہ ایک شیر نے آکر حضرت کا راستہ روکا جبرئیل نے عرض کی یہ شیر آپ سے کچھ طلب کرتا ہی حضرت نے دست حق پرست سے انگشتر اتار کے اُسکو دی شیر علحدہ ہوا جب حضرت قریب پردہ اسرار پہونچے کاسئہ شیر برنج واسطے حضرت کے آیا حضرت نے عرض کی کبھی تیرے بندۂ ذلیل نے اے رب جلیل تنہا طعام نہین کھایا پردے سے ایک ہاتھ ظاہر ہوا مصورت دست ید اللہ نامور تھا اور وہ ہی انگوٹھی جو شیر کو دی تھی وہ اُس دست زبردست مین موجود تھی حضرت اپنے مقام پر تشریف لائے زنجیر در ہل رہی تھی بستر کو گرم پایا حضرت حیران کہ کل عجائبات صنعت رب اکبر دیکھے اسقدر جلد اپنے مقام پر آگیا کہ بستر گرم ہی اس خیال مین تھے کہ ہمارے آقاے نامدار جناب حیدر کرار زوج زہرا سے نامدار تشریف لائے وہ ہی انگشتری دست حق پرست پر رکھکے بطور نذر سامنے جناب اشرف الانبیا کے پیش کی اور عرض کی معراج حضرت کو مبارک ہو جو حالات حضرت پر گذرے حضور فرمائینگے کہ مین عرض کرون جناب حبیب خدا ارشاد فرماتے جاتے تھے جناب علی مرتضےٰ عرض کرتے تھے یہ معاملہ بھی حضرت نے ملاحظہ فرمایا حضرت حیران تھے کہ جو سانحے مجھپر گذرے علیؑ نے کیونکر دیکھے فرماتے تھے کہ مجکو بطور وحی پیام ہوتا ہی علیؑ کو ہر وقت الہام ہوتا ہی قربان مراتب جناب غالب کل غالب مظہر العجائب سلطان المشارق والمغارب مولانا علی ابن ابیطالب علیہ السلام ناظرین والامقام پر واضح ہو کہ اب سبب تصنیف کتاب تحریر کرتا ہون

منقبت جناب حیدر کرار صاحب ذوالفقار وصی احمد مختار شیر پروردگار کرار غیر فرار

خوش مراتب جناب علی مرتضیٰ کہ رب دوسرا ارشاد فرماتا ہے کہ مرتبہ محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بجز علی کو میں نے پہچانا و مرتبہ جناب احمد مجتبیٰ کو میں نے اور علی نے پہچانا اور میرے مقدمۂ وحدانیت کو علی و محمد نے پہچانا کیا خوب بات ہے کہ جن مراتب ذات بابرکات کو خود رب اکبر کو پہچانے انسان کی کیا مجال کہ ایک لفظ بھی صفت میں اس شہنشاہ بحر و بر کی تحریر کر سکے یہی لفظ کافی ہے کہ جیسا نبی ویسا وصی وحی میں پروردگار ان سے کلام کرتا تھا انکو الہام ہوتا تھا وہ حاکم دار السلام حبیب رب اکبر یہ قاسم حوض کوثر وہ رسول یہ امام وہ صاحب معجزات یہ مملو از کرامات وہ پیغمبر حق یہ کنندۂ بتان کعبۂ حق وہ براق در رفرف پر سوار ہوئے ان کو جگہ دوش رسول مختار پر ملی بتوں کو خانہ کعبہ سے نکالا گھر کو خدا کے لات و ہبل سے پاک کیا شمع ہدایت روشن ہوئی خارستان دنیا فیض قدوم حضرات لزوم سے رشک گلشن ہوئی شکر کرتا ہوں کہ میرا امام علیہ السلام علی مرتضیٰ قاتل اشقیا فراش راہ دین اسلام ہادی انام شہنشاہ خاص و عام دشمن انکا ناکام جہنم اس کا مقام یہ چند اشعار جلالت آثار منقبت میں ان کی تحریر کرتا ہوں کہ مومنین پر جلالت و جرات انکی ظاہر ہو ہر خورد و کلاں مراتب سے اس مقدس کے ماہر ہو نظم

کیوں نہ تاج فرق عالم ہو کلاہ بوتراب — پائے ختم المرسلین ہے سجدہ گاہ بوتراب
کم نہیں اکسیر سے کچھ گرد راہ بوتراب — مس کو کرتا ہے طلا فیض نگاہ بوتراب
جھک پڑیں سجدے کو نہ افلاک روئے خاک پر — جس جگہ پڑ جائے ظل بارگاہ بوتراب
صف ہوئی آراستہ مسجد میں جب بہر نماز — ہم یہ سمجھے ہیں یہ میدان وہ سپاہ بوتراب
دیکھ سکتے طور پر کیونکر تجلی نور کی — چشم موسے میں نہ تھی تاب نگاہ بوتراب
آسمان ہے یا بلند اس شاہ دین کی بارگہ — کہکشان ہے یا طناب بارگاہ بوتراب
دعوی یکتائی ایمان کرے جس دن وہ شاہ — کون پیغمبر سے بہتر ہے گواہ بوتراب
چڑھ کے دوش مصطفے پر توڑے کعبے کے صنم — کیا بت پندار ہوتا سنگ راہ بوتراب
غنچۂ دل جو شگفتہ ہو گیا مانند گل — آگئی شاید نسیم صبح گاہ بوتراب
فرش با انداز مولا ہے جسے کہتے ہیں عرش — ہے مقام قرب حق آرام گاہ بوتراب

معجزات و کرامات کو سحر و ساحری جانتے تھے جب حضرت کو وہ بیجا آزار پہونچاتے تھے زبان معجز
بیان سے ارشاد فرماتے تھے یہ جاہل و اجہل ہین ان سب کے طریقے مہمل ہین ابوجہل
جہل مرکب متعصب بے ادب اکثر امتحان لیتا تھا پھر یہ جواب دیتا تھا کہ بڑا سحر کیا حضرت چاہتی تھی
کہ ابوجہل مسلمان ہو بیجا ایک نہ مانتا تھا آخر جہنم واصل ہوا ایک روز اشرف انبیا مسجد مدینہ مین
جلوہ فرماتے تھے ایک شخص نیک طینت عمدہ خصلت حاضر خدمت جناب اشرف انبیا ہو عرض
کی اے آقاے دوجہان واے یاوی الناس و جان یہ حقیر چاہتا ہے کہ زبان معجز بیان سی کچھہ ارشاد ہو
کہ اعتقاد میرا زیادہ ہو مذہب لات و ہبل سے دل کو نفرت ہو ساحل خواہان ہدایت سے زیب
جلالت گل بوستان رسالت خمے رنگ اعجاز و کرامت سامنے حضرت کے دو نخل خشک صحن مسجد
مین تھے کہ سایہ بھی انکے پاس سے بھاگتا ہے پھل کا نام نہین سرسبزی کو کام نہین حضرت نے
آواز دی جلد ہمارے پاس حاضر ہو دونون نخل سرسبز ہو کر زبان برگ سے لبیک لبیک کہتے ہوے
قریب حاضر ہوے شور درود مسجد مین بلند ہوا ہر ایک یہی قول تھا زہے قدرت باغبان قضا و قدر
خمے جاہ و جلال بہار پیراے شمشاد و قمرا تنے ہی عرصے مین راہ روی کرنے مین جو نخل بیتاب
ہوے اتنی ہی دیر مین سب سرسبز و شاداب ہوے برگ زرد سبز ہوے غنچہ و گل رنگین
شاخین ہلال تمکین یا دست معشوقان مہ جبین سرخی پھولون کی ہمصورت لبہاے عقیق یمنی
پھل رشک سیب ذقن محبوب سرکشی نخلون کی مثل قد مطلوب حضرت نے فرمایا اپنی مقام
پر جاؤ وہ نخل اسی طرح زمین کو پھاڑتے ہوے اپنے مقام پر پہونچے مصنف معارج الفضائل
تحریر فرماتے ہین کہ وہ نخل ہمیشہ سرسبز شاداب رہے میوہ ہاے لذیذ سے کامیاب رہے اگر
مختصر سے مختصر معجزات لکھون ہزار جزون مین بخط ریحان نہ لکھہ سکون یہی لفظ کافی ہے کہ پیغمبر
آخر الزمان حبیب رب دوجہان ہین میری کیا مجال ہے کہ حرف بھی صفت مین آپ سے
پیغمبر کی لکھہ سکون یہ تین شعر تبرکاً تحریر کرتا ہون

نظم

کہکے بسم اللہ لکھیے وصف ایسے شاہ کا
مد بسم اللہ بھی جادہ ہے جسکی راہ کا

میکدہ قرآن ہے مجھ میخوار عالیجاہ کا
ہے مزہ منھ مین کباب مرغ بسم اللہ کا

کیا بساط معجز ختم رسالت ہے وسیع
کار آسان ہے بڑھانا نعمت کوتاہ کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زہے کمال وجلال حاکم یکتا خہے طریقہ رنگارنگ ہوشربا رب اکبر خالق شمس و قمر وحدہ لاشریک
جسنے عجائب و غرائب طلسمات دنیا کے دمرحلہ جات شب و روز بحکمت بنا کیے گمگشتگان وادی حقیقت
سرفراز فرمایا کیا طریقہ رفعت قدرت و حکمت و صنعت کو بکیفیت دکھایا ان حالات عجائب و غرائب
کو دیکھکر وجد کنان زبان خامہ دو زبان ہے حمد رب کا یہ مازمین لسان کا امتحان ہے زبان کو گویا
دیا کیا گل بوٹے پیدا ہوے ناظم کوئی کوئی نثار کسی کا کلام عبرت آثار ایک زبان سے ہزاروں
رنگ پیدا ہین رنگینی کلام پر بلبلین شیدا ہین غنچہ کالک سے کام لیا گل مضمون نام ہوا فصاحت
و بلاغت سے کیا پھل پایا حمد خدا سے لطف ملا غنچہ ناشگفتہ خاطر کھلا بلبل نغمہ سرا چہچہہ زن
ہوتی ہے زبان کی رنگینی سے گلگو و عرق خجالت مین ڈوبتی ہے یہ حقیر کچ مج زبان قصد کرتا ہے
کس رنگ مین حمد الہی لکھوں مجبور و ناچار ہوں زبان یاری نہین دیتی کلام سے لا کلام عجز پیدا
ہے اپنی لاعلمی پر آپ شیدا ہے یہی اعتقاد ٹھیک ہے کہ وہ وحدہ لاشریک ہے

نعت سرور کائنات جناب اشرف انبیا پیغمبر آخر الزمان حبیب رب دوجہان

سبحان اللہ جل جلالہ و عم نوالہ کیا عنایت فرمائی کیسی راہ دکھائی کیا اپنے بندون پہ احسان کیا اپنے حبیب کو براے
ہدایت گمگشتگان وادی ضلالت مبعوث فرمایا وہ ملک عرب کے سب عرب بے ادب جہالت اشرف انبیا
پر رشک کرتے تھے باطل پہ بتی پر مرتے تھے حضرت نے کس کس طور سے ہدایت کی وہ بیچارے کب مانتے تھے

بعون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

نمونۂ سحر بابل نشتر رگ دل اندھیرے گھر کا اجالا راتون کی نیند ٹھنڈا دینے والا بہتر تمثیل یکیمیا غنی

داستان

طلسم ہوشربا

جلد اول

مصنفہ شاعر ہمہ دان نثار سحر بیان ثناخوان سبط رسول الثقلین منشی احمد حسین صاحب متخلص بہ قمر دام ظلہ

بمطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور بحسن و خوبی چھپا

اطلاع

اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب موجود ہیں شائقین کو فہرست مطول سے جو علحدہ موجود ہے اور درخواست کرنے سے مل سکتی ہے معلوم ہو سکتا ہے کہ قیمت اس سال میں نہایت ارزان مقرر ہوئی ہے ہم صرف کتب قصہ جات نثر و کتب فسانۂ نظم و کتب تذکرہ شعراء و کتب مجموعات و باب و کتب علم موسیقی ذیل میں درج کرنے میں ناظرین اور شائقین بلاحظہ فرما کر حظ کافی و بہرہ وافی اٹھا دیں۔

کتب قصہ جات نثر

الف لیلہ - اردو مترجمہ افضل الامثال والاقران۔
سرور سخنوران الہند ناظم مولانا محمد حامد علی خان حامد خلف
المرحوم غلام علی خان صاحب شاہجہاں آبادی۔
ایضاً - مترجمہ مولانا صاحب ممدوح الصدر۔
فسانۂ عجائب - باتصویر مؤلفہ مرزا رجب علی بیگ سرور
ایضاً 〃 〃
ایضاً 〃 〃
〃 بغیر تصویر
شرر و عش سخن - بجواب فسانۂ عجائب مصنفہ سید فخر الدین
[illegible] سہروردی۔
[illegible] - برنگ فسانۂ عجائب مؤلفہ [illegible]
باغ و بہار [illegible]
ایضاً ایضاً
طلسم فصاحت - مصنفہ مولوی محمد حسین جاہ۔
سہیل یمن - مصنفہ مولوی رفیع الدین وکیل۔
بیجی بہادری - مترجمہ راجہ شیو پرشاد ستارہ ہند۔
آرایش محفل - قصہ حاتم طائی باتصویر مؤلفہ سید حیدر بخش
ایضاً 〃 〃
ایضاً بغیر تصویر
قصہ گل و صنوبر - مؤلفہ منشی بیم چند۔
داستان امیر حمزہ - باتصاویر اضافہ ثانی حافظ محمد عبد اللہ
بلگرامی۔
لوطرز مرصع - قصہ چہار درویش لکھا ہوا منشی محمد عوض زرین

بستان حکمت - اردو ترجمہ انوار سہیلی کا مؤلفہ خیر محمد خان گویا
قصہ سیاہ پوش - مؤلفہ عنایت اللہ خان قیس۔
فسانۂ معقول - مؤلفہ سید غلام حیدر خان بہادر اکسٹرا
اسسٹنٹ کمیشنر سابق۔
قصہ سور جہور - ایک زمیندار کا فسانہ مؤلفہ
ہر دیجی لال۔
جادۂ تسخیر - نادر عبارت مسجع مصنفہ نواب محمد جعفر
علی خان بہادر۔
نو رتن - مصنفہ میاں محمد بخش متخلص بہ مہجور
قصہ گل صنوبر - مؤلفہ عاصی تخلص۔
سیر معقول - نادر عبارت مصنفہ سید غلام حیدر خان
بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ۔
قصہ گوپی چند بھرتھری۔
سنگھاسن بتیسی - قصہ راجہ بھوج باتصویرات۔
بیتال پچیسی - قصہ راجہ بکرم مع تصویرات ہے۔
گل بکاولی - مؤلفہ نہال چند شاہجہان آبادی۔
طوطا کہانی - تصنیف سید حیدر حسین۔

کتب فسانۂ نظم

الف لیلہ منظوم - چار جلد تصنیف مختلف۔
۱ - جلد - بنظم دلکش مرزا اصغر علی خان نسیم دہلوی۔
۲ - جلد - نتیجہ طبع شاعر خوش فکر منشی طوطا رام شایان
۳ - جلد 〃 〃
۴ - جلد - از منشی شادی لال خلف مرزا نسیم دہلوی۔

اِنَّ مِنَ البیان لسحرا

خالق ارض و سما کے حسن توفیق سے ان ایام فرخندہ فرجام مین قصۂ فرحت خیز
بہجت انگیز نمونہ سحر بابل اثر رگ دل اندھیرے گھر کا اجالا راتونکی نیند کھونیوالا دفتر بیمثیل یکتا

یعنی داستان

طلسم ہوشربا

جلد اول

مصنفہ میر داستان گویان نثار سحر بیان بذلہ سنجی مین مشہور ترثنا خوان
سبط رسول الثقلین منشی احمد حسین صاحب قمر بمساعی جمیلہ سنجیدہ کارپردازان

مطبع منشی نولکشور کانپور مین باہتمام بھگوندیال ایجنٹ چھپا

TILISM HOSHRUB

vol. 8

I